فضل و کمال خلاق زمین و آسمان
رشک سحر سامری
موسوم به
طلسم نوخیز جمشیدی
جلد سوم
مستند روزگار مداح آل رسول ثقلین منشی محمد حسین صاحب جاہ تخلص
مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بطبع ہوا
چونکہ یہ کتاب بصرف زر کثیر طبع تصنیف ہوئی ہے لہذا حق تصنیف اسکا بحق نولکشور پریس محفوظ ومحدود ہے۔

اطلاع۔ اِس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین بعض کتب قصہ جات نثر اُردو درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نثر اُردو	
داستان امیر حمزہ صاحبقران۔ جسکی ترتیب و تزئین آٹھ دفترون مین ہی اور اُسکے نامون کی تصریح حسب نقشہ مندرجہ ذیل ہے۔	

نمبر	نام دفتر	تعداد جلد	نمبر	نام دفتر	تعداد جلد
۱	نوشیروان نامہ	۲	۵	طلسم ہوشربا	۷
۲	کوچک باختر	۱	۶	صندلی نامہ	۱
۳	بالا باختر	۱	۷	تورج نامہ	۲
۴	ایرج نامہ	۲	۸	لعل نامہ	۲

ابوالفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ بسوط داستان تصنیف کی اور امراء و سلاطین کے درباروں مین داستان گویون سے حسن بیان سے تا این زمان یادگار زمانہ رہی۔ چونکہ نسخہ نایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اُردو مین ہوجائے لہذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر اول سے دفتر ہشتم تک ترجمہ ہوکر طبع ہوا جسکی قیمت درج ذیل ہے۔

نام کتاب	قیمت
۱۔ نوشیروان نامہ جلد اول۔	عـ/ پ
۲ " جلد دوم۔	عـ/ پ
۳۔ ہرمز نامہ متعلقۂ نوشیروان نامہ جلد دوم جدید الطبع۔	للعہ
۴۔ کوچک باختر۔	عـ/ پ
۵۔ بالا باختر۔	عـ/ پ
۶۔ ایرج نامہ جلد اول۔	عـ/ پ
۷۔ " جلد دوم۔	عـ/ پ
۸۔ طلسم ہوشربا جلد اول۔	عـ/
۹ " جلد دوم۔	عـ/
۱۰ " جلد سوم۔	عـ/
۱۱ " جلد چہارم۔	سے/
۱۲ " جلد پنجم کا حصہ اول۔	عـ/
۱۳ " حصہ دوم۔	عـ/
۱۴ " جلد ششم۔	عـ/

بعون صناع حکیم کن فکان و فضل خلاق زمین و زمان

بلبل شاخسار فصاحت ثمر نورس نخل بلاغت و فتر نادرہ کار گلشن ہمیشہ بہار رشک ...

موسوم بہ

طلسم نوخیز جمشیدی

جلد دوم

نتیجہ کلک گہربار مستند روزگار مداح آل رسول الثقلین منشی محمد حسین صاحب جاہ تخلص ...

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں زیور طبع ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خداے زمان و زمین بانی بناے اولین و آخرین کہ کیا شرف ظاہر کیے چاند سورج رونق روز و شب ہر شی سے ایک مطلب اگر مہر انور بر آمد ہوا تو روز روشن ہوگیا جب چاند نکلا تو رونق شب ہوئی ثوابت و سیارگان رونق آسمان ہر ستارے کو گردش ہو انتظام دنیا کی کوشش ہو باغ عالم مین یہ رنگ دکھاے رنگ رنگ کے پھول کھلاے عندلیب خوشنوا مائل روے گل گوش گل بر آواز فریاد بلبل سبزۂ زمرد نگار ہر پھول کی نئے طور کی بہار طائروں کی چمن چمن پکار گلہاے شگفتہ کا زیب نخل انبار بلبل کا تڑپنا ہوا کا سنکنا برق کا تڑپنا طائروں کا چہکنا عجب کیفیت ہو اے معبود تیری عجب قدرت ہو کبھی موسم خزان پھولون کی بربادیان گلچین کی شادیان صیاد دام بر دوش گرفتاری طائران کا جوش کیا میری مجال ہو کہ ایک نکتہ حمد خدا کا لکھون وہ وحدہٗ لاشریک ہو ہم سب لوگون کا یہی اعتقاد بہت ٹھیک ہو **نظم**

کیے جسنے دو حرف کن سے عیان
یہ نیرنگ پست و بلند جہان

خداے زمین و زمان ہو وہی
عزیز دل انس و جان ہو وہی

ہر اک اُسکا محتاج وہ بے نیاز ہر اک خاطی اُسکا در عفو باز
وہی جسکو چاہے کرے نونہال وہی جسکو چاہے کرے پائمال
نگاہ کرم سے وہ دیکھے جدھر ملے خاک کو رتبۂ سیم و زر
جسے بخت سے وہ کرے شادکام رہے دین و دنیا مین وہ نیکنام
عجب اُسکی قدرت کے انداز ہین سمجھے نہین ہین چھپے راز ہین
کہین آگ مین سیر گلزار ہو کوئی باغ جنت کے فی النار ہو
اُسی سے ہو روشن چراغ کنشت اُسی سے ہو رنگ بہار بہشت
وہی اپنے بھیدون سے آگاہ ہے جہان دیکھو اللہ ہی اللہ ہے
بس اب نعت مین ہے طبیعت لڑی یہ مشکل بڑی تھی مگر اب پڑی

نعت جناب اشرف انبیا حبیب خدا شفیع امم مالک حدوث و قدم یعنی جناب محمد مصطفی شفیع روز جزا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

خوشا مرتبۂ جناب اشرف انبیا پروردگار عالم نے کس عظم و شان سے بالائے عرش اعظم طلب فرمایا کل پیغمبرون سے مرتبہ بڑھایا قریب پردۂ قدرت عاشق و معشوق سے راز و نیاز ہوے در رحمت باز ہوے کفار قریش ہر چند کہ دشمن تھے تنگ کیا کرتے خانۂ کعبہ مین جاکر بتون کو گرایا کفار سے کچھ نہ ہو سکا آخر اطاعت قبول کی بعض بے دین مکر سے مسلمان ہوے بغض اپنا مکر ظاہر کیا مگر پروردگار نے ہر مکر سے اُنکے اپنے حبیب کو ماہر کیا لڑائیان فتح کین وصی پروردگار نے جری و بہادر عطا فرمایا کہ جسکا کوئی نظیر نہ تھا جب ذو الفقار کھینچی جسم مین دشمنونکے تھرتھری پڑگئی جس راہ سے آپ چلتے تھے وہ راستہ خوشبو ہوجاتا تھا جس کوئین مین لعاب دہن ڈالا وہ پانی شیرین ہوگیا ابر سر پر سایہ کرتا تھا کوئی حضرت سے آگے نہ گذرتا تھا کیا معجزات ظاہر کیے ادنی معجزہ یہ ہے کہ مسجد مین وعظ فرما رہے تھے کہ یکایک در مسجد پر اژدہا لوگ بھاگنے لگے حضرت نے دریافت فرمایا

کیا ہو سب نے کہا ایک اژدر مہیب آتا ہو حضرت نے سب کو تسکین دی فرمایا کہ بیجا
خوف نہ کرو شہنشاہ جنات کا فرستادہ ہو میرے پاس مسئلہ پوچھنے آیا ہو مگر وہ لوگ
کہ جنکے اعتقاد باطل تھے وہ گھبرا رہے تھے مومنان کامل مطمئن بیٹھے رہے کہ اژدہا
آیا قریب آکر وہین اپنا گوش حضرت سے لگایا حضرت نے اُسیکی زبان مین جوابدیا
اژدہا پلٹ کر چلا گیا کل زبانون سے آپ ماہر تھے سب حال آپ پر ظاہر تھے
لوگون نے استفسار حال کیا کہ یا حضرت اژدہا کون تھا حضرت نے فرمایا کہ شاہ
جنات کو ایک مسئلے کی ضرورت پڑی اُسنے اپنے ایلچی کو بھیجا تھا مین نے اُسکو
جواب باصواب دیدیا ایسے ایسے معجزات ہزار در ہزار ہین مجھ حقیر کی کیا زبان
کیا بیان مگر درود پڑھو ان اُپر اور اُنکی آل پر

نظم

ہی عرش بریں مکان احمد — فرزند وسی ہی بوستان احمد
ہی قصر فلک مکان احمد — خورشید ہی تابدان احمد
جبریل سے بلکہ انبیا سے — تشبیہ ہی کسر شان احمد
عاجز رہے سیکڑون قوی دست — ہرگز نہ کھینچی کمان احمد
خورشید سے ہو کہین زیادہ — ہر ذرۂ آستان احمد
ہی پایۂ عرش نام جسکا — ہو زینۂ نردبان احمد
جتنے ہین رسول سب وہ ہونگے — محشر مین نہ نشان احمد
گنتے تھے عدو بیان سنکر — تھی تیغ خدا زبان احمد
ہم مدح کرین زبان کسان ہی — الحمد ہی مدح خوان احمد
اعجاز نما ہین سب ائمہ — بے مثل ہی خاندان احمد
اصحاب زمین ہی کلیم ثانی — ہر گونگ بے زبان احمد
ایمان کی ہوئی جو پہلے دعوت — حیدر ہوے میہمان احمد
حیدر ہین نگین خاتم شرع — اس نام سے ہی نشان احمد
احمد ہین جو قدردان علی کے — الحمد ہی قدردان احمد

بین کان اسیر کان یاقوت		سنتا ہون مین داستان احمد	

منقبت حیدر کرار صاحب ذوالفقار وصیّ احمد مختار زوج زہرائے نامدار باب شبیر وشبر کنندۂ در خیبر زور بازوے پیغمبر قاتل عمرو وعنتر

سبحان اللہ امام برحق وصی مطلق دست زبردست کبریا وصی حبیب خدا غازی ومجاہد راکع وساجد صاحب انواع کرامات مقبول بارگاہ خدا نیک ذات عالی درجہ والاصفات کیا کیا معجزے دکھائے کہ دشمن ہمیشہ عاجز رہے عدالت آپکی کتابون مین مرقوم ہو آپ کی شجاعت کی دھوم ہی اکثر فیصلے حاکمون نے بھیجے آنکو بحکم خدا فیصل کر دیا بڑے بڑے پہلوانان عرب کو مارا جنگ خندق مین عمرو بن عبدود نامی پہلوان جب خندق پھاند کر آیا لشکر مین حضرت کے غریو ہوا حضرت نے اصحاب سے فرمایا کہ تم مین کون ایسا ہو کہ جاکر اسکو روکے ایک صاحب نے جواب دیا حضرت یہ بڑا صاحب طاقت ہو ایک قافلے مین مین بھی تھا اور یہ بھی تھا شب کو قزاق کئی لوٹنے لگے یہ جو بیدار ہوا اسکے ہاتھ مین سپر نہ تھی اونٹ کو بجاے سپر اٹھا لیا قزاق اس طاقت کو دیکھکر بھاگ گئے مال اہل قافلہ نہ لیجا سکے مگر حضرت نے کچھ اس کلام پر اعتبار نہ کیا اور اپنے مقام سے اُٹھے عرض کی یا حضرت اگر حکم ہو تو مین جاکر جان کو نثار کرون رسول مقبول نے بسبب فرط محبت کے جواب نہ دیا پھر اصحاب سے سوال کیا سب نے سر جھکا لیے تب ہمارے حضرت نے اپنے دست حق پرست سے عمامہ سر حیدر کرار پہ باندھا کل سلاح جنگ جسم حیدر کرار پر آراستہ کیے جبکہ علی مرتضیٰ نکلکر چلے اور خیمے سے نکل گئے تو حضرت نے فرمایا آج کل کفر و کل اسلام کا مقابلہ ہو مراد ارشاد حضرت یہ تھی کہ کل اسلام جناب حیدر کرار اور کل کفر وہ اشرار جاتے ہی حضرت نے للکارا کہ او عمرو بن عبدود آگے نہ بڑھنا منم حیدر کرار صاحب ذوالفقار وصی احمد مختار جناب رسول خدا نے عمامہ سر سے اُتارا عرض کرتے تھے ای پروردگار علی کو مظفر و منصور کرنا دعا حضرت کی قبول درگاہ

رب العزت ہوئی عمرو بن عبد وود دیر تک حضرت سے لڑا د ہیچ کتب ہو کہ بہتر ضربین رد و قدح ہوئین آخرمین حضرت نے نعرہ کیا کہ او کافر ہوشیار ہو جا کہ اب ضرب ذوالفقار پڑتی ہے یہ کہکر حضرت نے ہاتھ مارا کہ سر عمرو بن عبد ود دور جا کر گرا تمام لشکر کفار اِس طاقت کو دیکھکر بھاگا جنگ احد مین سوا سے حضرت کے کوئی ہمراہ رکاب جناب اشرف انبیا نہ رہا حضرت امیر حمزہ اِسی جنگ مین شہید ہوے میری کیا مجال ہو کہ ایک شمہ بھی عدالت وسخاوت و شجاعت مین لکھ سکون عنان قلم کو پھیرتا ہون کیا کیا صفت لکھون شاہ دلدل سوار جسے ذوالفقار خدا نے دی رسول مختار نے دختر عطا کی بقول شاعر

نظم

عرش اعلیٰ سے سوا رفعت بام حیدر — قاب قوسین بھی ادنیٰ ہو مقام حیدر
جو سخن ہو وہ ہو آیات خدا کی تفسیر — ترجمہ مصحف رب کا ہو کلام حیدر
جس طرف ہو گذر شاہ معطر ہو مشام — روش نکہت گلشن ہو خرام حیدر
سبزہ کیونکر نہ اُگے خاک سے ہم شکل زبان — قوت نامیہ بھی لیتی ہو نام حیدر
صورت اشک گرے آب بقا آنکھو نسے — خضر پائے جو کوئی جرعۂ جام حیدر
استخوان توڑتے ہین مفت سگان دنیا — آنیہ کھلنے کا نہین مغز کلام حیدر
کیا تعجب ہو جہنم سے اگر بچ جائے — منھ سے کافر کے نکلجائے جو نام حیدر
حسن تقریر سے ہو جاتے تھے کافر مسلم — کلمہ سب پڑھتے تھے سن سن کے کلام حیدر
پر تو چہرہ نہین پر تو خورشید سے کم — صبح سے بھی کہین بہ نور ہو شام حیدر
چشم بد دور وہ آقا ہے دو عالم ہین امام — آنکھ ہر یوسف سے ملاتا ہو غلام حیدر
واہ کیا حق نے عطا کی ہو انگشتین قدر بلند — صفحۂ عرش پہ مرقوم ہو نام حیدر
ای نکیرین دکھاتے ہو مجھے کیا آنکھین — تمکو معلوم نہین ہو کہ مین غلام حیدر
دشمن و دوست کے کام آتے ہین وقت مشکل — ہو زمانے پہ عیان بخشش عام حیدر
پانون کعبے مین جو وہ دوش نبی پر رکھین — پا سکے کون زمانے مین مقام حیدر
آسمان تک ہو وقار شہ ذیشان روشن — ہو خمیدہ مہ نو بہر سلام حیدر

دو گل تازہ محمدؐ کے نواسے ہیں اسیر | آجتک جنسے معطر ہے مشام چیدہ

اُس وصی خاص کی کیا حمد و ثنا لکھوں میرا امام عالی مقام وصی خیر الانام ہے اب ناظرین کو جانا سعد شہریار کا مرحلۂ چہارم پر سناتا ہوں

در کلمۂ داستان حیرت بیان جانا سعد بن قباد کا مرحلۂ چہارم پر وحالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا جام عشرت پسند | کہ پھینکوں فلک پر خیالی کمند
مجھے جام صہبائے الفت پلا | لکھوں سعد جمجاہ کا ماجرا
طبیعت کو حاصل ہو کچھ تو خوشی | کہ ہر مرحلے پر مصیبت بڑی
عمرو وہ جو مکار و غدار ہے | زمانے کا اپنے وہ عیار ہے
نگہبان اسد ہو سعد کا | کہ لوح طلسمی ہے حیرت فزا
خبر دیگی ہر نیک و بد کی یہی | کہ ہوں قتل ساحر بہ لطف و خوشی
کریں سحر آ کے شیطان پرست | ہیں سب انکے ہمراہ ایمان پرست
ہر اک پھول خار مغیلاں ہوا | قیامت کا ہر جا پہ ساماں ہوا
جہاں کا یہی ہے نشیب و فراز | کبھی سوز ہے اور کبھی رنگ ساز
قمر حال شاہ جہاں بھی لکھو | بس اب داستان مرصع کہو

چہرہ گرہ کشایان معنی وحال و ذکر کنندگان جادۂ بے مثال اس داستان خجستہ بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں شعر مصنف شہور شعار وجلالت نشان یوں رقم میکند حال این داستان + بعد فراغ مقدمۂ شمیم سحر نگاہ و جنگ عیاری عمرو سعد بن قباد نے بعد نماز سحر لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اے طلسم کشا بعد فتح مرحلۂ سوم مرحلۂ چہارم پہ اسطرح جاؤ کہ صبح کو اُٹھکر اسم حاشیۂ لوح پڑھتے ہوئے صحرائے نیرنگ میں جاؤ عجائب وہاں کے ملاحظہ کرو وسیوم لوح کا دیکھنا بہتر ہوگا سعد نے صبح کو اُٹھکر صاحبقران سے عرض کی کہ غلام مرحلۂ چہارم پر جاتا ہے حاکم

وہانکا شہباز بلند پرواز ہی غلام اُسکے قتل کو جاتا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ای
نور نظر مین بھی ساتھ چلونگا تمھاری تنہائی سے دل بیقرار ہی بادشاہ نے عرض کی
ای جد عالی تبار قید لگی ہوئی ہی کہ طلسم کشا کے ساتھ کوئی نہ ہو حضور نے تو اکثر
طلسمات فتح کیے ہین آپ قاعدے سے بخوبی آگاہ ہین صاحبقران ناچار ہوے
مگر خواجہ سے فرمایا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری سعد کی مدد کو تم جاؤ جہانتک
ہوسکے تعاقب کرو خواجہ عمرو بہانے عیاری لگا کر سعد سے الگ روانہ ہوے
مگر بادشاہ اسم حاشیہ پڑھتے ہوے جب صحراے نیرنگ مین پہونچے اور لوح
کو دیکھا نوشتہ پایا کہ فلان اسم پڑھو بادشاہ نے وہ اسم ورد زبان کیا کہ آسمان
پر سناٹا ہوا ایک طائر قوی الجثہ آسمان سے اُترا بادشاہ اُسپر سوار ہوے
عمرو نے جو دور سے دیکھا کہ بادشاہ جاتے ہین گلیم اوڑھکر پشت بادشاہ پر
طائر پر سوار ہوے طائر بہت تڑپا مگر سعد نے لوح کا عکس ڈالا طائر اُڑتا ہوا
چلا تھوڑی دور جاکر منھ پھیر کر طائر مثل انسان کے گویا ہوا بادشاہ سے کہا کہ ای
طلسم کشا آپ کے ساتھ اور کون ہی بادشاہ نے فرمایا مین خود حیران ہون
نہین معلوم کسنے ساتھ دیا مگر آنکھ سے کچھ معلوم نہین ہوتا کہ کون ہی بادشاہ
ہر چند پوچھتے ہین مگر خواجہ کب جواب دیتے ہین آخر طائر جاکر ایک باغ مین
اُترا عمرو پہلے ہی کود کر علحدہ ہوا ایک نخل کی آڑ پکڑ کر بیٹھا مگر وہ طائر بادشاہ
سے گویا ہوا کہ ای شہریار مین رخصت ہوتا ہون مگر آپ ہوشیار رہیے گا یہ کہکر
وہ طائر رخصت ہوا عمرو دیکھ رہا ہی کہ بادشاہ جمجاہ حیران کھڑے ہین گلہاے
رنگارنگ کی سیر کر رہے ہین مگر جمشید ثانی تخت پر بیٹھا ہی شاہزادیان بھی
خدمت مین حاضر ہین اشعار گا رہی ہین کہ ایک طائر نے چیکارا مارا جمشید
نے زانوون پر ہاتھ مار لیا شاہزادیون نے پوچھا کہ یا خداوند کیا معرکہ ہوگیا
جمشید نے کہا طلسم کشا مرحلہ شہباز پر گئے میر منشی کو بلاؤ آکر نامہ لکھے شہباز
کو نامہ بھیجا جاوے غرض میر منشی نے آکر نامہ تیار کیا مضمون نامہ وقت پر ظاہر

ہوگا ایک جادوگر ہو کہ نام اسکا مراسم جادو ہو اسکو نامہ دیا مراسم نامہ لیکر چلا
شہباز اسوقت محل میں تھا زوجہ اسکی طیران زرین بال بیٹھی ہو اور دختر اسکی
ملکہ مشک افشان کہ ساحرۂ بے نظیر ہو باپ سے باتین کر رہی ہو کہ مراسم جادو
نے آکر نامہ دیا شہباز نے پڑھا جمشید نے لکھا تھا کہ ای بندۂ من آگاہ ہو کہ اب
سعد تمھارے مرحلے کی جانب آتے ہین لہذا وہ تدبیر کرو کہ لوح طلسمی چھین لو اور
طلسم کشا کو گرفتار کرکے روانہ کرو شہباز یہ نامہ پڑھکر بہت ہنسا جب زوجہ اسکی
مضمون نامہ سے آگاہ ہوئی تو اسنے کہا کیون صاحب اگر حکم دو تو مین جا کے
تدبیر کرون شہباز نے کہا صاحب تمھارا جانا بہتر نہین دختر نے عرض کی ای بابا
مین جاؤن شہباز نے کہا تم گھر سے بھی نکلو چند شاہزادیان حیلون سے گئین اور
جا کر سعد پر عاشق ہوئین گھر بار اپنا ویران کیا اب انھین کے ساتھ ہین ایسا
نہ ہو کہ تمپر کوئی زوال آئے مشک افشان نے کہا ای والد نامدار وہ سب
شاہزادیان بیوقوف تھین کہ اپنے کو آفت مین ڈالا ہمکو عشق و الفت سے کیا
کام اگر حکم ہو تو جا کر آفت برپا کرون شہباز نے کہا مین اور ساحر کو بھیجتا ہون
یہ کہکر شہباز نے حکم دیا جلا پرداز کو بلاؤ کہ پہلوے قصر سے ایک ساحرہ آئینہ
ہاتھ مین لیے ہوے حاضر ہوئی عرض کی کیا حکم ہوتا ہو شہباز نے کہا ای جلاپرداز
تو نے خبر سنی طلسم کشا میری فکر مین آئے اور باغ نیرنگ مین پہونچ گئے اور
یاقوت جنی باغ دلکشا مین پہونچا گیا ہو اب وہ وہین باغ مین ہین جلاپرداز
نے کہا وہ رنگ کرون کہ دیوانہ بنادون یہ کہکے چلی یہان بادشاہ نہایت حیران
و پریشان باغ ملاحظہ فرمارہے ہین ہر روش کو ملاحظہ فرما کر حیران ہورہے
ہین کہ ایک طرف سے گانے کی آواز آئی سعد نے سر اٹھا کر دیکھا کہ پہلوے
باغ سے ایک نازنین نہایت حسین وجمیل اور کئی سو شاہزادیان پشت پر یہ اشعار
عاشقانہ گاتی ہوئی آتی ہین

نظم

نہ دیکھنے پائی آنکھ انکو اگر اٹھی بھی نقاب جاہزن	ہوئی نگاہون کی اتنی کثرت کہ بنگئین خود حجاب عارض

کسے دکھاتے ہو انجمن میں جمال آئینہ تاب عارض
یہاں تو حیرت ہوئی وہ عارض کہ ہو گئی جو حجاب عارض

کہاں یہ بوئے سنبل چمن میں کہاں یہ نکہت گل چمن میں
انھیں کا گیسو مثال گیسو انھیں کا عارض جواب عارض

ہمیں ترے حسن کی ہے گرمی تو ڈر رہا ہے اے نازنین مجھکو
کہیں پسینے کی طرح رخ سے گرے ٹپک کر نہ آب عارض

ہزار جا جاکے ڈھونڈھتے ہیں مگر کہاں ہے پتا چمن میں
وہ نرگس فتنہ خیز جانان وہ سبزۂ محو خواب عارض

اٹھے ہیں لطف وصل کا جب کہ تم اٹھا دو وصال کی شب
حیا کا پردہ فزود کی چلمن حجاب دیدہ نقاب عارض

غرور جو بن پہ اُنکو ناحق ہمیں جوانی پہ ناز بیجا
نہ معتبر حسن عارضی ہے نہ اعتبار شباب عارض

پسند اگر زلف نے کیا دل پسند رخسار نے کیا تل
یہ نقطۂ انتخاب گیسو یہ نقطۂ انتخاب عارض

یہاں ہے پیش نگاہ ہر دم یہی سفید و سیاہ عالم
سواد گیسو بیاض گردن صحیفۂ خط کتاب عارض

ہماری تربت پہ رو یا گلرو تو ہو گئی ساری قبر خوشبو
جب آئے عارض پہ ڈھلکے آنسو تو ٹپکا رخ سے گلاب عارض

نظارہ بازوں سے ہو مقابل تو سات پردے بھی ہوں جلا جل
جھلک دکھا جائے اپنی اے دل وہ شمع دیدہ ہو تاب عارض

چمک چکا آفتاب محشر نہ جھپکے آنکھ بھی دیدۂ تر
خود آؤ تم سامنے چمک کر دکھاؤ اب آفتاب عارض

نہ بھولتا ہوں جمال انکا نہ بھولتا ہوں جلال انکا
نظر میں ہے اے جلال انکا وہ جلوۂ پر عتاب عارض

سعد نے جو دیکھا پسینہ آگیا دل سے مائل ہوئے اُس نازنین کو اشارہ کیا اُسنے خود قریب آکر ہاتھ میں ہاتھ ڈالدیا اور کہا کہ اے شہریار آپ تھکے ہوئے آئے ہیں سواری کی خلاف پڑی ہوگی چلکر بارہ دری میں تشریف رکھیے سعد کو لاکر بارہ دری میں بٹھایا کنیزوں سے اشارہ کیا کہ اسباب عیش و نشاط لاؤ کنیزوں نے لاکر گلابیاں شراب کی کشتیاں کباب کی موجود کیں اب وہ نازنین میٹھی باتیں کر رہی ہے مسکرا مسکرا کے کہتی ہے کہ اے شہریار جو آپکے لیے بہتر ہو وہ فرمائیے میں تدبیر کروں سعد نے فرمایا مجھکو منظور یہ ہے کہ تا بہ شہباز نہ پہونچوں اور تمھارا نام نامی کیا ہے اُس نازنین نے کہا میرا نام حیرت افزا ہے امیدوار ہوں کہ مجھکو اپنی کنیزی میں قبول فرمائیے سعد شہریار خود دلدادہ و دل فریفتہ ہو رہے ہیں فرمایا کہ اے دلفریب میں چاہتا ہوں کہ اسی باغ میں رہوں اور تم پاس ہو اُسنے کہا میں ہر وقت حاضر رہونگی اور اس باغ کی رعنائی آپنے ابھی نہیں دیکھی اس کو نیرنگ دلکشا کہتے ہیں حضور بہت آرام پائینگے

اور مین حاضر ہونگی مگر یہ حضور گلے مین کیا پہنے ہین سعد نے فرمایا یہ لوح طلسمی ہو اسی
فتاحی طلسم ہوتی ہو اُسنے کہا ذرا مین دیکھون سعد کو منظور ہو کہ لوح طلسمی دیکھون اور
احکام سے آگاہ ہون مگر اُس مہجبین کی باتون مین مصروف ہین حیرت افزا ہر مرتبہ
لوح مانگتی ہو سعد حیلہ کرتے ہین آخر ہنسکر اُسنے کہا کہ آپ کو جیسے یہ تختی عزیز ہو سعد نے
لوح اُتاری چاہا دیدون دیکھا سامنے ایک درخت ہو اُسپر عندلیب خوشنوا بیٹھی ہوئی
زار زار رو رہی ہو مثل انسان کے کہتی ہو کہ مقام افسوس ہو لوح کو نہین ملاحظہ
کرتے کہ حال کھلجائے دیکھیے خدا انجام بخیر کرے سعد اُس طائر کو دیکھکر [illegible]
چاہا تھا لوح نہ دیکھون اور دیدون لیکن اُس طائر کے کہنے سے دل دھڑکا ہاتھ کو
روک لیا حیرت افزا نے کہا کیون شہریار کیا کھٹکا ہوا اِس طائر کے کہنے پہ نہ جائیے
یہ باغ دلکشا ہو سب طرح کے جانور رہتے ہین جیسا محل پاتے ہین بہکا دیتے ہین آپ
اپنے کو اِس تردد مین نہ ڈالیے سعد نے کہا صاحب یہ لوح طلسم ہو اگر یہ پاس سے
نکلجائیگی تو میرے واسطے خرابی ہو اُسنے کہا مین لوح لیکر کہان جاؤنگی پاس ہی بیٹھی
رہونگی آپ ابھی لے لیجیے گا پھر ملاحظہ فرمائیے گا اِتنا احسان کیجیے کہ تھوڑی دیر کو
دیدیجیے سعد نے ناچار ہو کر ہاتھ بڑھایا کہ وہ طائر جو درخت پر تھا پرون سے
سر پیٹنے لگا اور بیقرار ہو کر کہتا تھا کہ واے افسوس اپنے کو کس بلا مین پھنسایا مگر
سعد نے کچھ خیال نہ کیا لوح حوالے کر دی بس وہ نازنین جھپٹ کر اُٹھی کہا اے شہریار
مین رخصت ہوتی ہون اب آپ باغ کی سیر کیجیے سعد نے ہاتھ بڑھا کر کہا یہ تختی تو
دیتی جاؤ اُسنے کہا یہ تختی شہباز بلند پرواز کے پاس جائیگی مین آپ کو نہ دونگی
سعد نے للکارا کہ او گیسو بریدہ تو نے مکر سے مجھسے تختی لے لی مین نہ جانے دونگا
سعد اپنے مقام سے اُٹھے کہ لوح اسکے ہاتھ سے لے لون مگر وہ تڑپ کے ہٹی اور
سحر کیا کہ تمام باغ آتش بہار ہو گیا ہر طرف آگ جلنے لگی وہ نازنین تڑپ کر بلند ہوئی
اور پکار کر کہا یہ باغ آپ کو بہت پسند آیا تھا اب اِسی مین رہیے دیکھون تو کون
آپ کو نکالتا ہو یہ کہتی ہوئی چلی گئی اُسکے جاتے ہی سعد نے دیکھا کہ سب طرف

دیوار بین آتش کی ہین شعلے بھڑکتے ہین مگر پاس سعد کے نہین آتے کہ لوح محفوظ
گلے مین ہی چاہتے ہین یہان سے نکلون لیکن نکاسی کی کوئی صورت نہین جسطرف
جاتے ہین وہی دیوار آتش شعلہ ہاے سرکش گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی
جو رکھی تھین اُنمین آگ لگ گئی فرش تک جلکر خاک ہوا مگر سعد کے پاس آگ نہ آئی
حیرت افزا لوح کو لیے ہوے پاس شہباز کے آئی کہا اے شہنشاہ مین باغ دلکشا
مین اُنکو قید کر آئی مگر نہین معلوم کیا باعث ہی کہ آگ اُنکو نہین صدمہ دیتی شہباز نے
کہا تمنے بڑی خطا کی کہ لوح طلسمی لے لی اور لوح محفوظ چھوڑ دی جبتک وہ لوح
اُنکے پاس رہیگی آگ اُنتک نہ پہونچیگی جادوگرنی نے کہا اے شہنشاہ بھوکے پیاسے
تو مرینگے مگر مین کیا عرض کرون مین نے کلیجے پر پتھر رکھ لیا اُس شہریار کی صورت پر
دل فریفتہ ہی اُس نگاہون سے مجکو دیکھا کہ دل ٹکڑے ہو گیا یہی دل چاہتا تھا کہ
لوح حوالے کر دون اُنکو اختیار ہو جہان چاہین جائین مگر آپ کی نمکخواری کے خیال
سے اُنکی صورت کا کچھ خیال نہ کیا شہباز کہہ رہا ہی صورت اُنکی سحر مجسم ہی کسکی مجال ہی
کہ اُنکی صورت دیکھے اور مائل نہ ہو تو نے بڑا کام کیا مشک افشان نے پوچھا
کہ کیون اے حیرت افزا صورت مین کیا تکلف ہی یہ بھی کوئی زبردستی ہی کہ صورت پر
مائل ہو جائین دل اپنا اختیار مین نہ رہے اپنے کو روکنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ خرابی
درپیش ہو وہ شاہزادیان بے قوت تھین کہ جنھون نے گھر بار اپنا تباہ کرایا اور
مسلمان سے میل کیا یہ نہ سمجھین کہ انجام اسکا برا ہی یہ شخص قاتل ساحران ہی ہمارا خاندان
قتل ہو جائیگا پھر کہا لوح طلسمی ہم بھی دیکھین حیرت افزا نے کہا دوری یہ لوح طلسمی ہی اسکا
دیکھنا مناسب نہین ہی گھوڑا یاقوت جنی ایک طائر بنا ہوا بیٹھا تھا وہ سعد کو
منع کرتا تھا کہ لوح نہ دیجیے مگر وہ بالکل مبہوت ہو رہے تھے مجھے کہتے تھے کہ یہ مقام
ہمکو بہت پسند ہی اب یہین رہین گے مین چلتے وقت کہہ آئی کہ اِسی باغ مین رہیے
آپ کو بہت پسند ہی شہباز نے کہا یاقوت جنی کو مین لاتا ہون یہ کہکے شہباز چلا
اور حیرت افزا سے کہا تم جاکر آگ تیز کرو کہ طلسم کشا جل بھن کے خاک ہو جاے

یہان سعد بن قباد اندر اُن دیوار ہاے آتشین کے گھیرے مین تمام باغ آتشین ہوا
جبکہ باہر نگہ یاقوت جنی کہ جسپر سعد سوار ہوکے آئے ہین اسکو سعد سے جدائی تب
کو وہ تخت جسپر سوار ہوے تھے وہ تو بنائی ہوئی اہل طلسم کی تھی مگر طائر خرد بنکر آیا
تھا سعد کو ہوشیار کیا مگر سعد ہوشیار نہ ہوے اور لوح حیرت افزا کو دیدی تب
یاقوت نے دیکھا کہ دیوارین آگ کی حائل ہوگئین مگر لوح محفوظ اُنکے پاس ہی
بچے رہین کے چاہا بلند ہوکر آسمان سے آواز دون درخت سے اُڑا آگ سے بلند
ہوگیا سعد کو دیکھا اُسی مقام پر کھڑے ہین شعلے بھڑک رہے ہین مگر اُنکے پاس وہ
شعلے نہین آتے لوح محفوظ ہاتھ مین ہی اُسکو چمکا رہے ہین مگر گرمی سے آگ کی اُنکو
پیاس کی شدت ہی دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز
اِس بلا کو دفع کر اِس آگ سے نجات دے اب شدت تشنگی سے کلیجہ جل جائیگا
یقین ہی گھبرا کر دم نکلجائیگا

نظم

جابجا گر دید از نور خدا روشن چراغ — گشت اندر دار دل زان دلربا روشن چراغ
نور وحدت گشت چون در خانۂ دل جلوہ گر — شد تن خاکی ازان سرتا بپا روشن چراغ
نیر وحدت چو شد بر اوج کثرت آشکار — گشت از لمعان نورش جابجا روشن چراغ
شرق و غرب و زیر و بالا و پیش و پس [illegible] و سما — شد ز انوار جناب کبریا روشن چراغ
ہر کسے گویا شد اندر راہ حق ثابت قدم — می شد اندر رہش آن رہنما روشن چراغ
گل نمی گردد ز صرصر اندرین بستان سرا — در دل ہر کس کہ میباشد ز خدا روشن چراغ

یاقوت جنی نے جو اِس حال پر ملال مین بادشاہ کو دیکھا بیقرار ہوگیا آواز دی
کہ ای شہریار اب تو ہوشیار ہو جبکہ خوب طلسم کشائی کی لوح کھودی اب غفلت کا
وقت نہین ہی سعد نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جوان حسین وجمیل لباس عمدہ
پہنے ہوے آواز دے رہا ہی بادشاہ نے چاہا اُس سے کلام کرون کہ ایک طرف سے
دوڑتا ہوا آواز آئی کہ منم شہباز آسمان سیر یاقوت نے قصد کیا بھاگون مگر شہباز
بلاے ناگہانی تڑپ کر گرا سحر مین یاقوت کو پھنسا لیا یاقوت چاہتا ہی اِس

حال مین بھی بادشاہ کی مدد کرون اور مطلب کی بات کہدون مگر آواز نہین نکلتی ہو
زبان بند دل درد مند اشارے کر رہا ہو مگر شہباز نے یاقوت کو ایک تمانچہ مارا
اور منھ پر ہاتھ پھیر دیا یاقوت کو سوجھنا بھی موقوف ہوا اور مشکین باندھکر
لے چلا مشک افشان کا یہ حال ہو کہ جس وقت سے حیرت افزا لوح دیکھ گئی ہو اور
حال بادشاہ سنا ہو دل کو بیقراری ہو آنکھون سے اشکباری ہو خاموش بیٹھی ہو کسی سے
کلام نہین کرتی مصاحبین پوچھ رہی ہین کہ آپ کو اُداس پاتے ہین ہم لوگ گھبراتے
ہین مشک افشان کہتی ہو ہمارے والد کے مزاج مین بڑی سختی ہو حیرت افزا
نے بڑا ستم کیا کہ صورت بناکر دام مین طلسم کشا کو پھانسا اور لوح لے لی دیکھیے اسکا
کیا انجام ہو کئی پہر گذر چکے کہ آگ مین وہ پھکتے ہین تشنگی کی شدت ہوگی کسقدر
آگ مین حدت ہوگی یاقوت جنی کہ قوم جنات سے ہو مدت سے طلسم مین رہتا ہی
مگر اس سے نہ دیکھا گیا چاہتا تھا آگاہ کر دون مگر وہ ایسے مبہوت تھے کہ آگاہ نہ ہوے
اب یاقوت جنی کو گرفتار کرنے گئے ہین خداے نادیدہ اُسکو بچاے کنیزون نے
کہا واری آپ کو خداے نادیدہ سے کیا مطلب ہو مشک افشان نے کہا تم
لوگ کیا جانو ذرا خیال تو کرو کہ مسلمان کیا دلیل لاتے ہین یہی اُنکا قول ہو کہ یہ
سامری وجمشید کیسے خداوند تھے کہ مر گئے کچھ زور نہ چلا جمشید ثانی سحر کے زور سے
مین خدائی کرتا ہو اور مسلمان کہتے ہین کہ ہمارا خدا ان سب باتون سے بری ہی
ہین بھی اُسی کو یاد کرتی ہون کنیزین کہتی ہین واری بات معقول ہو لیکن باپ دادا
ہمارے بیوقوف نہ تھے مشک افشان نے کہا جاؤ دور ہو جہالت کی باتین مجھسے
نہ کرو ہمین نہین معلوم کس فکر مین بیٹھی ہوئی ہون خداے نادیدہ یاقوت جنی کو
بچاے یہ باتین تھین کہ شہباز یاقوت کو لیے ہوے آیا ایک قفس آہنی مین
یاقوت کو بند کیا ایک قفل سحر لگا دیا لوح کو جھولی سے نکالا سامنے صندوق
رکھا تھا اُسے کھولا اُسمین لوح کو رکھا دو طائر بناکر پہلوے صندوق مین بٹھا دیے
اور یہ کہدیا کہ ہوشیار رہنا مشک افشان دیکھا کی حیران ہو کہ کیا کرون دن بھر

کھانا نہ کھایا ہر چند کنیزون نے کہا واری کھانا نوش کیجیے ملکہ نے کہا مجھے بھوک نہین ؛
دل نہین چاہتا دن بھر تو اسی تصور مین گذرا شام کو شہباز نے شراب پی پلنگ پر
لیٹا سو گیا مشک افشان اپنے مقام سے اٹھی طرف صندوق کے چلی جیسے ہی
عکس اُسکا صندوق پر پڑا وہ طائران سحر پھڑکنے لگے مگر مشک افشان نے کچھ
خیال نہ کیا جب قریب صندوق کے پہونچی تو ایک طائر تڑپ کر اُڑا شہباز پر
جا کر گرا اسکے سر پر اُسکے منقار ماردی کہ شہباز نے آنکھین کھولدین دیکھا کر طائر نے
آکر مجھکو جگایا مشک افشان سحر کر رہی ہو مگر قفل صندوق نہین کھلتا شہباز نے
للکارا کہ او گیسو بریدہ کیا کرتی ہو مشک افشان نے جو باپ کو بیدار دیکھا تو تھر
کانپ گئی مگر شہباز نے ایک دستک دی کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک برج شیشہ کا
آکر مشک افشان پر گرا مشک افشان نے دیکھا کہ کوئی صورت نکاسی کی
نہین وہ گنبد سب طرف سے بند ہو سر جھکا کر بیٹھ رہی شہباز نے پکار کر کہا کہ اری
شوخ دیدہ دیکھ صبح کو تیرا کیا حال کرتا ہون یہ کہکر پھر سو رہا مشک افشان اُس
گنبد مین شیشے کے تڑپ رہی ہو ادھر خواجہ عمرو گوشے مین باغ کے چھپے تھے اُنھون
نے یہ سب معرکہ دیکھا گھبرا رہے ہین دل سے کہتے ہین کہ خواجہ بڑا غضب ہوا کہ
حیرت افزا پھر آکر کر آگ مین گھس گئی ہر چند شعلے بھڑکاتی ہو مگر کوئی شعلہ قریب
سعد شہ پارہ کے نہین جاتا کہتی ہو یا سامری و جمشید آپ کے نام مین تاثیر نہ رہی
دمبدم سحر کرتی ہو اور کہتی ہو یہ وہ سحر ہو کہ جنگلون کو جلا دے مگر افسوس طلسم کشا
پر تاثیر نہین کرتا خواجہ نے جب دیکھا کہ دیوارین حائل ہین سعد نہین دکھائی
دیتے تو ناچار ہوکر گوشے سے نکلے حیرت افزا نے دیکھا ایک شخص دبلا پتلا نتھا
گوشے سے نکلا ہو اور آگ کو دیکھ رہا ہو تصویر عمرو جھولی سے نکالی صورت مشابہ
پائی سوچی کہ یہ قدرت خداوند جمشید ثانی ہو کہ عمرو عیار معلوم ہوتا ہو جیسے ہی
خواجہ ایک طرف چلے حیرت افزا آگ کر گری عمرو کی کمر ہند پکڑ کے لے چلی
ہر چند خواجہ چیخے پیٹے مگر اُسنے خیال نہ کیا حیرت افزا خواجہ عمرو کو لیے جاتی ہو

راہ مین کوہ حیران ہو حیران جادو وہان کی حاکم پہاڑ پر بیٹھی ہو کنیزین گرد جمع ہین
طلسم آراستہ ہو حیران نے جو دیکھا کہ حیرت افزا کسی کو لیے جاتی ہو پکار کر آواز دی
کہ بدن بی حیرت افزا ہمارے کوہ سنگ سامنے سے جاتی ہو اور ہماری صحبت مین
نہین آتی ہو حیرت افزا نے کہا بوا اسوقت ایک کار ضروری ہو اور وقت مین
آؤنگی حیران نے کہا مین تو نہ جانے دونگی آکر بیٹھو ایک دو جام شراب کے پی لو
پھر اختیار ہو حیرت افزا ناچار ہوئی زمین پر آئی عمرو کو ایک طرف اُتار دیا حیران
نے پوچھا کیون بوا یہ کون ہو حیرت افزا نے کہا ظاہراً معلوم ہوتا ہو عمرو عیار یہی
ہو مین اسکو گرفتار کرکے لیے جاتی ہون پاس یاقوت جنی کے قید کرونگی حیران
نے کہا یاقوت نے کیا خطا کی حیرت افزا نے کہا طلسم کشا کا دوست ہو ہمارا تمھارا
دشمن ہو شہباز اُسکو گرفتار کرکے لائے ہین ایک قفس آہنی مین اسکو بند کیا ہو
وہ قیدی ہو اب اُنکو بھی لیجا کر وہین قید کرونگی حیران نے کہا کیون بوا یہ وہی
عمرو عیار ہو جسنے دامہ وشمش کو مارا حیرت افزا نے کہا سنتی تو یہی ہون کہ اگر یہ
نہ ہوتا تو زبرجد نگار کبھی فتح نہ ہوتا یہ سنکر حیران اپنے مقام سے اُٹھی قریب آکر
کہا کیون نگوڑے تونے دامہ کو مارا عمرو نے کہا پھر آپ کو کیون ناگوار ہوا
وہ ہماری فکر مین تھی اُسکی ہمنے تدبیر کی حیران نے ایک تمانچہ مارا تڑاقے کی
آواز ہوئی خواجہ تڑپ گئے ایک تین کروٹین لین دم نکلگیا حیرت افزا نے
کہا بوا یہ تمنے کیا کیا اگر شہباز پوچھے گا تو مین کیا جواب دونگی یہ وہ شخص تھا کہ
جسکا کشتۂ ساحران نام تھا جادو ماران دام الجبال و کاشمیر و کاشغر اور
عنظلی آباد و زبرجد نگار وغیرہ اسی کے ہاتھ سے برباد ہوے شہباز تو ضرور
پوچھیگا کہ عمرو کو گرفتار کرکے کیا کیا تو مین کیا جواب دونگی دبلا پتلا ناٹھنیا اور
بھمو کھدون کا مارا ہوا اُسپر جو تمانچہ پڑا تڑپ کے مرگیا حیران حیران ہوئی ہو
کہ میرے ہاتھ کا تمانچہ گویا تمانچۂ ملک الموت کا تھا اتنے بڑے شخص کا مار ڈالنا
تمام عالم مین خبر ہوگی کہا بوا حیرت افزا میری خطا کو چھپاؤ اور لاش اسکی کہین

جنگل میں پھینکدو شہباز سے ذکر نہ کرنا میں آکر کہدونگی کہ جنگل میں پھر رہا تھا ایک شیر نے اُسکو مار ڈالا کوئی کچھ نہ کر سکیگا ورنہ بدنامی ہوگی فرمائینگے کہ ہم سب ساحرون کو جمع کرنے جمع میں عمرو قتل ہوتا تو سب یارون کو خوشی ہوتی اب کوئی کیفیت نہ ہوئی سب ساحر اپنا اپنا سحر کرتے ہر طرف سے اسیر ہوجاتا رہوتی حیرت افزا نے کہا جاکر پھینک آؤ کنیزون کو اشارہ ہوا کنیزین ٹانگ پکڑ کر عمرو کو کھینچتی ہوئی لے چلین مگر خواجہ دل سے کہتے ہین کہ ایسی عیاری نہ کیا کرو وہ تو جان جاتا فقرہ تھا اب اصل مین جان جاتی ہو سر ٹھکراتا ہوا تمام بدن غربال ہوگیا ہو مگر ضبط کر رہے ہین کھینچتے ہوے چلے جاتے ہین راہ مین ایک کوان ملا کنیزین نوجوان ہنستی ہوئی قہقہے مارتی ہوئی ایک نے کہا بوا مسلمانون مین دستور ہو کہ نہلاتے بھی ہین ایک غوطہ اِس کوئین مین دے لین دوسری نے عمرو کو ڈھکیل دیا خواجہ پانی پر جا کر سوچے کہ خواجہ یہ نوجوانین تمکو مار ڈالین گی اب نہ نکلو ایک پتھر اُٹھا کر رستی مین باندھدیا اور آپ کوئین مین چھپ رہے کنیزین جو کھینچتی ہین تو ٹھٹھے مار رہی ہین ایک کہتی ہو بوا ہلکا ہوگیا دوسری کہتی ہو بالکل بوجہ نہین معلوم ہوتا آخر جب رسی کو اوپر کھینچا تو دیکھا ایک پتھر بندھا ہو کنیزین توبہ توبہ کرنے لگین پکارتی ہوئی چلین کریا خداوند صدقے آپ کے کیا کمال کی بات ہو کہ آپ کو جو یہ مسلمان بُرا کہتے ہین مرنے کے بعد پتھر کے ہو جاتے ہین اب صلاح ٹھہری کہ چلکر بی حیران کو دکھاؤ اور بیان کرو کہ ہمنے جو عمرو کو نہلایا نگوڑا بے ایمان پتھر کا ہوگیا اب اِسپر جوتیان مارو اِس نگوڑے کے منھ پر تھوکو سب خواصین ہنس رہی ہین اور پتھر کو دیکھ دیکھکر کہتی ہین کہ خوب گول پتھر بنا ہو قدرت نے خوب کرامت دکھائی مرنے کے بعد بھی قدرت مین کرامت باقی ہو ایک نے کہا بوا قدرت کا مرتا جیتا کیسا چولا تبدیل کرگئے دنیا کے لوگ کہتے ہین مرگئے اُنکا وہی جاہ و جلال ہو دیکھو ابھی تو انسان تھا ابھی پتھر ہوگیا یہان حیران و حیرت افزا بیٹھی ہین کہ ایک کنیزین ہنستی ہوئین نظر آئین حیران نے پکار کر پوچھا اری شغلو کیا ہنستی ہو کیا دیکھا کیا تحفہ پایا ایک نے کہا

داری کرامت ہمارے مذہب کی ظاہر ہوئی آج معلوم ہوا کہ بعد مرنے کے مسلمان
پتھر کے ہو جاتے ہیں قدرت کو بُرا کہنے کا یہ مزہ پاتے ہیں اپنی زندگی میں جو کچھ کیا بعد
مرنے کے اُسکا پھل پا یا ایک نے کہا ہوا دیکھو نگوڑا منہ چڑاتا ہی دوسری نے کہا
اری حرامزادیو یہ سوا مکار و غدار ہی جو کچھ اس سے نہ ہو تعجب ہی حیہ ان نے جھلاکر
کہا اری حرامزادیو یہاں کیوں لائین مگر آج یہ نیا عذاب دیکھا جو لوگ کتاب لکھتے
ہین اُنکو لکھ بھیجو کتاب مین لکھ دین کہ بعد مرنے کے مسلمان پتھر ہو جاتے ہین اِس
پتھر کو میرے پہاڑ سے دور پھینکو میرے سامنے نہ لاؤ مجھکو ہول آتا ہی کنیزوں نے
پتھر دور جا کر پھینکا ایک اُنمین سے اُچھلتی ہوئی صحرا کی سیر کرنے لگی مگر بعد کنیز کے
جانے کے خواجہ نکلے سر سہلاتے ہوئے چلے دور سے ایک کنیز کو دیکھا کہ جنگل
مین پھر رہی ہی جوانی کا زمانہ پھول توڑتی پھرتی ہی کچھ پھول انگیا مین رکھے کچھ جوڑے
مین رکھ لیے کچھ پھول ہاتھ مین گاتی ہوئی جاتی ہی کہ مسلمان بعد مرنے کے پتھر کے
ہو جاتے ہین خواجہ یہ فقرہ سُنکر بہت ہنسے گلیم زنبیل سے نکالی سارا بدن گلیم مین
چھپایا دونوں ہاتھ اور سر کھلا ہوا رکھا اور ہا و کرکے دوڑے کنیز نے جو دیکھا
دو ہاتھ اور ایک سر دوڑا ہوا آتا ہی چیخ مار کر بیہوش ہو گئی خواجہ نے آکر اُسکے
کپڑے اُتارے زیور تو اُتار کر نذر زنبیل کیا وہی کپڑے پہنکر صورت بدلی ہنستے ہوئے چلے
پکار پکار کے کہتے ہوئے کہ آپ ٹھہریے مین آتی ہوں وعدے کے خلاف نہو گا
شعار اکنا بھی بانو نگی حیران وحیرت افزا نے دیکھا کنیز ہنستی ہوئی آتی ہی حیران
نے پکار کر کہا کیوں شعلہ خیر تو ہی کس سے وعدہ کرتی ہو شعلہ بھڑک کر قریب آئی آکر
حیران کے سامنے گر پڑی کہا بی بی عجب معرکہ گذرا مین جنگل مین آتی تھی کہ ایک
طرف سے آواز آئی ہو اشعلہ ٹھہرو آگے نہ بڑھو مین نے پلٹ کر دیکھا جمشید ثانی
جست وخیز کرتے ہوئے آتے ہین جب مین ٹھہری تو قریب آئے مجھکو گلے لگا لیا
منھ پر منھ رکھنے لگے مین نے کہا کیوں خداوند کیا ارادہ ہی میرے گلے پر ہاتھ
رکھدیا اور کہا جا تجھکو کمال علم موسیقی دیا اور بہت سے کمال عمرو عیار کے تجھکو دیے

مگر ذرا انگوٹھے مین چاو مین کچھ کہونگا یہ ہنستی ہوئی بھاگی انھین سے کہتی ہوئی آئی تھی
کہ تم ٹھہرے رہو مین آتی ہون آخر کھڑے کھڑے چلے جائین گے مگر میرا امتحان تو
لیتے مین تو بدآواز ہون کبھی غزل ٹھمری نہین گائی اب امتحان کرتی ہون یہ کہکر بایان
کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجانے لگی ایک کنیز گانے والی بیٹھی تھی اُسنے کہا بوا ٹھیکہ تو
تم خوب بجا رہی ہو شعلہ لقا گنگنانے لگی یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گانے لگی نظم

پھینکو بھی تو یون تیر بلا ترچھی نظر سے ۔ پر [illegible] ہوا دل کو نکالا سینے جگر سے
واقف نہین ابتک مرے نالون کے اثر سے ۔ او تو ہی دل پھٹ نکل آئیے گھر سے
حیران ہین ہم بادہ تری آنکھون کے بنے ۔ [illegible] مجھے مار لیا ایک نظر سے
یہ شعلہ عذار آپ نکل پڑتے ہین گھر سے ۔ بس [illegible] رہا جاتا ہے پھر مین شرر سے
کیون مانع ترغیب ہو وصلت کی لڑائی ۔ اس معرکے مین ضبط تو مشکل ہے بشر سے
العہد مجھے جان کے بھی پڑ گئے لالے ۔ جو دل تو [illegible] ہو گیا سوزش مین جگر سے
تشنہ ہوے کا مشتاق ہو دیدار کی آنکھین ۔ دیکھو تو رہی جان نکلتی ہے کدھر سے
کیا جانیے کیا بات ہے اسمین کہ سر بزم ۔ دیکھا [illegible] محبت کی نظر سے
جینے جو تجھے دل مین جگہ دی تو عجب کیا ۔ احباب جو پاتے ہین حسینون کو نظر سے
کیا ہے تانا یہ قدرت مجھے اللہ جو دیتا ۔ آنکھون کو دل بیٹھتے [illegible] رہے
یہ اشک محبت ہین غنیمت انھین سمجھو ۔ [illegible] کو بچا لے ہو لوگون کی نظر سے
کیا سیر گلستان سے جان عشاق شگفتہ ۔ [illegible] ہے کہین دل کی لگی بھی گل تر سے
ٹکسال مین ہم بھی ہین صفیر سخن آرا ۔ [illegible] متقدمین [illegible] سے

اس رنگ سے یہ اشعار گانے کہ تمام اہل محفل تعریفین کرنے لگے ہر ایک کہتا ہی
بی شعلہ تم ہمیشہ سے گرما گرم ہو قدرت تمہیں عاشق [illegible] شعلہ نے کہا مین فرمائشین
کرونگی قدرت سے کہونگی کہ مجھکو آسمان پر لے چلیے وہان جاکر دیکھون کیا عجائب
و غرائب بنائے ہین کہونگی فرشتون کو بھی دکھا دیجیے بہشت کا راستہ بتا دیجیے جہنم
کی آگ بجھا دیجیے کنیزین ہنس رہی ہین اور حیران ہو کہتی ہے شعلہ تو تو آپ سے

باہر ہوگئی کہا داری اب مین کیا آپ کی کنیزون مین رہونگی خداوند سے ملک کی سلطنت
مانگونگی کہ مجکو ایک ملک کی سلطنت دیجیے آپ سے ملاقات رہیگی جب آپ کی ملاقات
کو آؤنگی تو تمام جنگل فوج سے بھر جائیگا حیران کہتی ہو شعلہ زیادہ غرور نہ کرو ایسا
نہو قدرت آزردہ ہو جائین کہا داری میخانے کی کنجی عنایت فرمائیے مین ساقی گری
کرون شاید یہ بھی کمال ہو سکے اور جو ناقص رہا تو قدرت سے شکایت کرونگی
حیرت افزا حیران و پریشان بیٹھی ہو دل سے باتین کر رہی ہو کہ آج یہ نئی بات ہوئی
کہ شعلہ پر قدرت عاشق ہوے ہمارے بزرگ اِس طلسم کے منتظم رہے کیا کیا کام
کیے خیر خواہیان بھی اِسطرح کین کہ ہمارے مرحلے تک کوئی نہین آیا پہلے ہی مرحلے
پر گرفتار کر لیا گیا اب دیکھون انجام کیا ہو اگر ساقی گری بھی اِسنے کر لی تو بیشک
ظہور قدرت ہو وہ کمال تو خاص عمرو کے واسطے ہو مگر آج اُس شخص کا خاتمہ ہوا
کہ جسنے ہزارون جادوگرون کو مارا ملک کے ملک ویران کر دیے کاش کہ مین
یہان نہ ٹھہرتی میرے پیچھے سب کچھ ہوتا پھر دل مین کہتی ہو کہ اُسی کے مرنے کی یہ
خوشی قدرت نے کی اب شعلہ کے بڑے مرتبے ہونگے یقین ہو شہباز اِسکو اپنا
سرتاج بنا دے ہر شخص اسکا پاس کریگا یقین ہو کہ یہ منتظم طلسم ہو شعلہ بڑے مرتبے
پائیگی یہان حیران نے کنجی ازاربند سے کھول سامنے شعلہ کے پھینکدی کہا لو
بی شعلہ تمکو اختیار ہو میخانے کو برباد کرو شعلہ نے کنجی اُٹھالی میخانے مین آکے
آواز دی ہان صاحبو ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے جسکا جتنا جی چاہے
شراب لیجاے سب کنیزین دوڑین کسی نے قرابہ لیا کوئی کہتی ہو مین خم اُٹھا لیجاؤن
ایک ہلڑ ہو گیا عمرو نے سب کو شراب بانٹ کر چند گلابیان درست کین کہ اُن مین
ارغوانی بھری مکھڑے اُنکے تمامی سے باندھے ایک کشتی مین لگا کر محفل مین لائی
حیران نے کہا دیکھو صاحبو کیا قدرت کی عنایت کی برکت ہو کس سلیقے سے شراب
لائی ہو کہ خواہ مخواہ جی چاہتا ہو کہ شراب پی لو میرے لیے بڑا مرتبہ ہوا کہ میری
کنیز پر قدرت عاشق ہوے اب مجھکو کسکی پروا ہو ہر امر مین شعلہ سے کہونگی

کہ قدرت سے کہدے کہ یہ کام کردین اسی وقت وہ کام ہوجائیگا ظاہر مین لوگون کو تو معلوم ہوا کہ عمرو مرگیا مگر یہ اسی کے مرنے کی خوشیان ہین جو قدرت نے کی ہین حقیقت مین آج عجب دن ہی جو گھمنڈ کرون وہ بجا ہے ہو کہ میری کنیز کو یہ مرتبہ ملا کہ نظر کردۂ خداوند ہوئی اب جو چاہے گی قدرت سے کہلیگی کہ یا خداوند سب مسلمان غارت ہوجائین اب طلسم بچ گیا اب تک لوگون کو یہ خیال تھا کہ طلسم فتح ہوجائیگا اب طلسم فتح نہین ہوسکتا تو یہ قدمے مین تشریف لائینگے پھر پکار کر کہا کیون بی شعلہ یہ تو بتاؤ تم وعدہ کرگئی تھین اور وعدہ پورا نہین کیا شعلہ نے کہا بی جیتھو قدرت آئین گے گھڑے رہین گے جب مجھے فرصت ہوگی تب جاؤنگی روز آیا کرینگے جب گھڑی دو گھڑی انتظار کرینگے تب مین جاؤنگی جیران کنیزون سے کہتی ہو دیکھو صاحب کیا گھمنڈ ہو قدرت کو انتظار کرائیگی مگر کیون شعلہ قدرت کلان تھے یا خداوند خود تھے شعلہ نے کہا جمشید ثانی تھے میرا ہاتھ پکڑا مین نے جھٹک دیا آخر قدرت سے وعدہ لیا اب آئے ہونگے جنگل مین پھر رہے ہونگے ملکہ جیران دل مین کہتی ہو حقیقت مین ظہور قدرت خداوند ہی مین کہانتک فخر کرون کہ میری کنیز کو یہ مرتبہ ملا اب مین دعا مانگونگی کہ مجھکو اور یہ مرتبہ عطا کیجیے شعلہ کہتی ہی مین آسمان پر جاؤنگی ہین اس سے سب حال وہانکا پوچھونگی کہ آسمان پر کون کون رہتا ہی سورج کہان جاکر چھپتا ہی چاند کیونکر بر آمد ہوتا ہی اور تارونکی کیا بنا ہی ہمارا ستارہ کس برج مین ہی گہ فیض خداوند کس درج مین ہی سب کچھ حال معلوم ہوجائیگا جب یہ دریافت ہوگا کہ ہمارا ستارہ فلان برج مین گیا پنڈتون سے پوچھ لین گے کہ اب کیا کرین پنڈت بتادین گے کہ آج یہ کام کرو پھر اپنی دنیا کی جب ہم تک نہ آئیگی بڑے چین سے بسر ہوگی جو کام چاہین گے شعلہ سے کہکر کرالین گے کہ شعلہ نقلی نے گھنگرو پانون مین باندھے سازندون نے ساز ملائے شعلہ نقلی نے گت ناچنا شروع کی

نظم

ناچی گت اسطرح وہ ماہ لقا
سر پہ رکھا الٹ کے جب آنچل

وجد کرنے لگا تدر و ادا
ماہ تابان پہ چھا گیا بادل

جسکی جانب ہنا کے سسکی لی	دیگر	جان اُسنے سسک سسک کر دی
قوالِ آسمان کا تختہ قول		ایسا نہ تھا پر یہ بد بھی لاحول
کھینچکے مرقد مین تان سین کی روح		تڑپی مانند طائر مذبوح

کل اہل محفل کی عجب گت ہوئی بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین اور تعریفین کر رہے ہین کہ ای
شعلہ کیا گرما گرم ہو کبھی آجتک ایسی گت نہ دیکھی تھی ہم لوگون کی بڑی گت ہو تمھاری
کیا قسمت ہو کہ قدرت عاشق ہوے یہ کمال دیدیئے اب تمھارا کون مقابلہ کر سکتا ہی
شعلہ نے جھک کر جام اُٹھایا اُس مین شراب ابریزی دیکھنے والے اُسے دیکھ رہے ہین کہ
اب کمال شعلہ کا ٹھنڈا ہوا چاہتا ہی مگر شعلہ نے جام سر پر رکھا اور رقص کرین لیتی
ہوئی چلی اول سامنے حیرت افزا کے آئی مسکرا کر کہا ایسی پی پیون کو سرسے شراب
پلانا چاہیے حیرت افزا نے خوشی خوشی جام لیا اور پی گئی پلٹ کر شعلہ نے دوسرا
جام بھرا اُسی طرح توڑے لیتی ہوئی جست وخیز کرتی ہوئی سامنے حیران جادو کے
آئی اور یہی کلمہ کہا کہ ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے حیران جادو
مثل آئینہ حیران ہو کر جام پی گئی اب تو شعلہ و نقلی نے دورہ باندھا کل اہل محفل کو شراب
پلائی جو کنیزین کہ شراب اُٹھا کر لے گئی ہین وہ بھی اپنے مقام پر پی رہی ہین کہ
محفل مین ہنگامہ ہونے لگا دست درازی شروع ہوئی کسی نے کسی کا دوپٹہ نوچا
کسی نے بہ نگاہ غور دیکھا اور کہا کمیدان صاحب آپ کی مونچھ پر کوا بیٹھا ہوا ہی
کمیدان نے کہا اس حرامزادے نے کیا اڈا مقرر کیا ہی دیکھنے والے نے کہا آپ
بیٹھے رہیے مین پکڑے لیتا ہون یہ کہکر ہاتھ بڑھایا مونچھ پکڑ کر ایک جھٹکا مارا اُن
کمیدان نے آہ کر کے کہا بھائی غضب کیا مونچھین نوچ لین جھٹکا دینے والے
نے جواب دیا کوا اُڑ گیا پونچھ میرے ہاتھ مین ہی دوسرے نے کہا کیا پوچ [illegible]
اسطرح جا بجا کوئی کسی کو دھول مارتا ہی کوئی اچک رہا ہی کوئی کہتا ہی آؤ مجھسے لڑلو
مین کسی سے کمتر نہین ہون جب یہ زیادہ غل ہوا تو حیران جادو نے برہم ہو کر
کہا صاحبو میری محفل کو بازار بنا دیا ہی [illegible] ہنگامہ [illegible] سے بیٹھو ورنہ سب کی

ہزاروں کی یہ کیفیت ہوئی اُٹھی زلزلہ اگر گری حیرت افزا بھی اُٹھا گری کنیزیں لینا لیا اُنکو اُٹھیں جو اُٹھا بر لب فرش ہوا تھوڑے عرصے میں ساری محفل بیہوش ہوئی خواجہ نے

جب سب کو بیہوش پایا تب نعرہ کیا نعرۂ عمرو

عمرو ہوں میں عیار صاحبقران	رہے کمر بستہ کمانچہ بدر جہان
تراشندۂ ریش کفار ہوں	زمانے کا مکار و غدار ہوں
مرا نیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکریں کھاسے ہر ہر قدم
اڑا دوں صبا کے بھی میں ہوش کو	نہ بات مری گر دیا پوشش کو
دوندہ جہان گرد طرار ہوں	جہانگیر عالم کا عیار ہوں

نعرہ کرکے اول تو خواجہ نے سب کا زیور اُتار لیا بعض کا لباس جو بھاری دیکھا وہ بھی لے لیا اب سوچ رہے ہیں کہ کیا کروں آخر حیران جادو کو اُٹھایا زبان میں سوزن دی ایک ستون سے باندھا اور ہوشیار کیا اب جو حیران کی آنکھ کھلی دیکھا کل اہل محفل بیہوش پڑے ہیں اپنے کو بندھا ہوا پایا اور عمرو کو ڑا لیے کھڑا ہوا ہے کہہ رہا ہے اے حیران سامری و جمشید پر لعنت کرو خدائے نادیدہ کو سجدہ کرو ورنہ یہ سمجھ لینا کہ مارے کوڑوں کے کھال اُدھیڑ دونگا دیکھا تم نے کس طرح پہونچا ہوں مقام افسوس ہے کہ طلسم کشا قید ہیں اور لوح شہباز نے لے لی حیرت افزا کا بھی علاج کرونگا خیال کرو کہ پروردگار نے زمین و آسمان بنائے بہشت و دوزخ چاند و سورج اگر سامری و جمشید خدا ہوتے تو مدت انکو کیوں آتی دیکھو یہ جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی سحر کے زور میں خداوند بن کر بیٹھا ہے دلیں ایسے ادیان باطل کا اعتقاد کر بیٹھنا سراسر حماقت ہے خالق لیل و نہار ہمارا تمہارا پروردگار ہے اُسکا اعتقاد [illegible] و سامری و جمشید پر لعنت کرو اسطرح عمرو نے سمجھایا کہ زنگ کفر [illegible] سوا حیران سے قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ سوزن زبان کا ینچے میں ہوں اطاعت کرتی ہوں عمرو نے زبان سے حیران کی سوزن نکالی حیران جادو نے قید کو اپنے جسم سے دور کیا اور کہا کیوں اے خواجہ اب کہو کیا

تم کو سزا دون خواجہ نے کہا آپ کا چہرہ روشن ہی یہ کہکر ہاتھہ بلایا حباب مارکر پھر حیران کو بیہوش کیا کئی مرتبہ ایسا ہی اتفاق ہوا حیران سمجھ گئی کہ یہ کامل و اکمل ہی اور رند ہیب بھی اسکا کامل ہی نادم ہون پر گر پڑی کہا خواجہ مین جان و دل سے حاضر ہون جو حکم کیجیے وہ بجا لاؤن عمرو نے کہا مجھکو دربار شہباز مین پہونچاؤ ان سب کو یون ہی پڑا رہنے دو حیران نے کہا چلیے کس صورت پر چلیے گا عمرو نے کہا وہی شعلہ کنیز بنکر چلونگا انشاء اللہ رہائی سعد کی تدبیر نکالونگا اور یہ بھی سنا ہی کہ یاقوت جنی کو شہباز نے قید کیا اُسکی بھی رہائی کی تدبیر کرونگا شاید پروردگار اپنا فضل کرے ورنہ اپنی جان دونگا آج دو دن گذر رہے ہین کہ سعد شہریار باغ مین بے آب و دانہ ہین شہباز کے دربار مین بدون اُنکے ترتیب سحر تو نہین جاسکتا مگر تا بہ پہونچے حیران نے کہا حیرت افزا کو قتل کیجیے آگ وہانکی بر طرف ہو جائیگی کیا تعجب ہی کہ مین وقت پر دو بھی دربار ہین ہی جائین عمرو نے کہا یہ بات خوب بتائی بس عمرو نے حیرت افزا کو قتل کیا قتل سے حیرت افزا کے ہنگامہ ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من حیرت افزا بود سعد شہریار کو دو دن سے بے آب و دانہ تھے دعا مین مانگ رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز اور رب کارساز کیا ہوگا یہ سامنا تھا اس مشکل کو آسان کر زہے کریمی و زہے کارسازی **نظم**

توئی کافریدی زیک قطرہ آب	گہرہاے روشن تر از آفتاب
پدید آری از لطف گوہر بہ	ز بو ہر فروشان تو دادی کلید
جواہر تو بخشی دل سنگ را	تو بر روے جوہر کشی رنگ را
نبارد ہوا تا نگوئی ببار	از این نادر زتا نگوئی بیار
جہان را بدین خوبی آراستی	بر دوان زان کہ یاری گرے خواستی
چہ گرمی و سردی واز خشک و تر	سرشتی براندازہ یک دگر
چنان رکنیدی و بستی نگار	کہ بہ زان نبارد خرد در شمار

کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دیوار مین آگ کی گرمین روشنی ہوئی سعد شہریار نے شکر

پر ور دگار کیا کچھ پھل وغیرہ جنگل کے توڑ کر کھائے اُس باغ پُر آفت سے نکلے باغ
سے نکلتے ہی دیکھا کہ سامنے ایک قصر ہی دروازے پر اُسکے چند جادوگر بیٹھے ہین بادشاہ
زادت اُس قصر کے چلے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالے ہوے مگر شہباز بلند پرواز لیے قصر
مین بیٹھا ہی یہی ذکر ہو رہا ہی کہ حیرت افزا پلٹ کر نہین آئی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا
حیران جادو اور ایک کنیز بڑی شوخ وشنگ پھولون کی پنکھیا جھلتی ہوئی ساتھ
ساتھ حیران کے ہی تخت آکر زمین پر اُترا حیران نے سلام کیا وہ کنیز بھی براے
تسلیم خم ہوئی شہباز نے پوچھا ای حیران اِسوقت کہان چلین کیونکر اتفاق آنے کا
ہوا حیران نے کہا ای شہنشاہ آج عجب معرکہ گذرا منظور رہا کہ آپ کو بھی دکھاؤن
ہمارے سامری رجمشید بڑے صاحب کرامت ہین یہ کنیز میری بر سر کو دیکھ رہی
تھی کہ آسمان سے ایک تخت اُترا اُس تخت پر سامری بیٹھے تھے اِسکو پکارا یطلے تو
یہ ڈری مگر جب قدرت نے تسکین دی تب قریب گئی گلے پر اِسکے ہاتھ پھیر دیا اور
یہ فرمایا کہ ہمنے علم موسیقی تجھکو عطا کیا اور کچھ بھی اِس سے کہا مگر اِسنے خوف سے
نہ مانا فرما گئے کہ بہت سے کمال ہمنے تجھکو دیئے تھوڑی دیر کے بعد میرے سامنے
آئی اور مجھسے سب حال کہا مین نے کہا امتحان کرو ایسے مزے سے اِسنے ایک
غزل گائی کہ مین بیقرار ہو گئی پوچھا مین نے اس سے کہ اور کمال کون سے ہین
اِسنے کہا ساقی گری وغیرہ امیدوار ہون کہ آپ بھی سماعت فرمایئے شہباز نے کہا کیا
مضایقہ ہی کیون بی شعلہ کیا چاہیے ہی شعلہ نے کہا کنجی میخانے کی دیجیے شہباز نے
کنجی دی شعلہ نقلی نے میخانے مین آکر شراب بانٹی چند کنٹر الماس نگار کے لیکے
محفل مین آئی اور گت ناچی اور یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گانے لگی نظم

بدلی جو آئی باغ مین کس خوش ادا کے ساتھ	حورین بلائین لینے لگین کس ادا کے ساتھ
دشمن ہو میری جان کے تم عشق غیر مین	کچھ اور تو مجھے نہ کھلا دو وفا کے ساتھ
بس اک نگاہ دیکھتے ہی مین نے جان دی	الفت کی انتہا بھی ہوئی ابتدا کے ساتھ
غیرون کی بزم مین تجھے دیکھا نہ جائے گا	بے دیدے نہ چل مجھے آنکھین دکھا کے ساتھ

کیون جان دیکھیے کیا تمھین بدنام کر دیا ۔۔۔ پھر کیجیو نہ چھیڑ کسی آشنا کے ساتھ
ڈرتا ہون مین کہین تمھین غماسکی ہو نجاے ۔۔۔ اچھا نہین ہی ربط بڑھانا جفا کے ساتھ
اے دل وصال یار کی لذت ہی جبسے ۔۔۔ نادان زندگی کا مزہ ہی فنا کے ساتھ
یارب دعا یہی ہی کہ کٹجاے اپنی عمر ۔۔۔ مثل شب وصال کسی مہ لقا کے ساتھ
رندو چمن مین رنگ جماؤ شراب کا ۔۔۔ اُڑتی ہوئی بہار وہ پہونچی گھٹا کے ساتھ
اپنے سخن کے لطف کا دیوانہ ہو صفیر ۔۔۔ غنچے ہین کرتے چاک گریبان صدا کے ساتھ

اور جام لبریز کرکے سر پر رکھا سامنے شہباز کے آکر سر جھکایا یہ کہکر کہ ایسے شاہونکو سرسے شراب پلانا چاہیے شہباز نے جام ہاتھ مین لیا کچھ چپکے چپکے پڑھنے لگا اب تو خواجہ گھبرائے کہ خداوندا خیر کیجیو مگر شہباز نے کچھ پڑھکر جام پر پھونک دیا کہ شراب چیخ مارکر بشکل خون ہوگئی اور اُڑ گئی جام ٹوٹا شہباز نے کہا تو کون خوجہ نے چاہا جست کرکے نکلجاؤن مگر شہباز نے گیر کیے ایک دو تھپڑ مارا کہ خواجہ گرے جیران جادو نے جو یہ معاملہ دیکھا چاہا نکلجاؤن شہباز نے کہا او فتنہ پرداز تو کہان جاتی ہو یہ کہکر سحر کیا کہ جیران بھی گری جیران کو گرفتار کرکے ایک قفس مین بند کیا اور عمرو کے منھ پر اپنا ہاتھ پھیر دیا کہ رنگ و روغن اُڑ گیا عمرو کو دیکھکر پہچانا کہا او ظالم مین تیری فکر مین تھا تو نے اِسکو تسخیر کیا جیران کے ساتھ آیا اب کہان بچیگا سب اہالی محفل تعریفین کرنے لگے اور ظاہر ہوا کہ عمرو گرفتار ہوا شہباز نے کہا مین اسی فکر مین تھا کہ یہ ساربان زادہ آئے تو اِسکو قتل کرون نہین معلوم ہی کہ حیرت افزا پر کیا گذری کہ پلٹ کر نہین آئی آج دو دن گذرے ہین کہ طلسم کشا بے آب و دانہ مین پھر آپ ہی کہنے لگا کہ وہ اب خاتمہ کرکے آئیگی جسوقت بھوک پیاس سے بیہوش ہوکر گرینگے لوح محفوظ اُتاریگی سر کاٹ کر لائیگی ارے جلاد کو تو بلاؤ ایک زنگی سیاہ رو پہلوے قصر سے تنتا ہوا آیا کتا ہوا کیا ارشاد ہوتا ہی کہا اِس ساربان زادے کا سر کاٹ لے جلاد نے کولے کا خط گردن پر دیا اور خنجر چمکانے لگا خواجہ بیقرار و بیچین ہوکر پکار اُٹھے اے معبود حقیقی وای رب تحقیقی

ہیبت تیرے دبدبے مین فرق آتا ہی آج تو ملک الموت کا سامنا ہی اے رب بے نیاز
واے خالق کارساز اس مشکل کو آسان کر نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب | دعائے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا نندہ دانم ترا | درین عاجزی چون نخوانم ترا

دیگر

ہر کس بہ کسے نازد و ما را تو بسے | من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے

جلاد شتنگین اگا رہا ہی دم بدم غضب کرتا ہی کہ تیغہ باڑھ مدار رکھتا ہون باز و پہ قوت
ایک ہاتھ مین سر کو تن سے جدا کرتا ہون اے شہنشاہ شہباز ذرا حکم بجا دیجیے گا
شہباز نے کہا اے حیا بد دولت کو ڈر آتا ہی کل طلسم کشا کا بھی سر آجائیگا حمزہ کو خود
جا کر قتل کرونگا مسلمانون کو دم نہ لینے دونگا ایک ایک کو اسطرح قتل کرونگا
ماہیان دریا و مرغان ہوا اُنکے حال پر روئین اور مجھے ترس نہ آئے یہ وہ ظالم ہی
کہ جسنے گھر کے گھر ساحرون کے مٹا دیے ملک کے ملک خالی ہوے ہزار ہا دیہ
کھدے تصویرین خداوندون کی ٹھوکرون مین پڑی ہین آج کئی دن کا زمانہ ہوا
کہ اُڑتا ہوا جاتا تھا میرا گذر عنظلی آباد مین ہوا جس مقام پر دیر خداوندی تھا
دیکھا وہ کھدا پڑا ہی مسجدین جا بجا بنگئین مسلمان غل مچا رہے ہین وہ لفظین کہتے
تھے کہ میرے کان مین جو آواز آئی مجھکو سحر فراموش ہونے لگا جلدی سے عجز کرکے اُس
سرحد سے گذرا کاشمیر و کاشغر کا ویرانہ دیکھا تصویرین قدرت کی ٹھوکرون مین
پڑی ہین ہر چند کہ بہت ناگوار ہوا مگر سواے صبر و ضبط کے کیا چارہ تھا مگر یہ
آکر دیر تک رویا پکارتا تھا یا خداوند آپ نے مسلمانون کو کیون پیدا کیا اب
انکو مٹایے جادوگرون کی شان و شوکت بڑھایے اُسکا یہ ظہور ہوا کہ لوح
طلسمی آئی یہ ساربان زادہ گرفتار ہوا اور جلاد ہاتھ مارے جاتا ڈپٹتا ہوا چلا
کہ بڑھ کر ہاتھ مارون کہ دروازے پر بارگاہ کے پکڑ ہوا اور آواز آئی نعرہ شاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم | بہار گلستان کاؤس و جم
تجلی دہ بزم اسلامیان | نہال گلستان صاحبقران

شہباز نے جلاد کو اشارہ کیا ٹھہر جاؤ اور ایک مصاحب سے کہا دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہو
رہا ہے کسکے نعرے کی آواز ہے خونخوار جادو شہباز کا ہم پہلو باہر نکلا دیکھا بادشاہ اسلام
لڑ رہے ہیں صدہا ساحرون کو مار کر ڈالدیا ہے اور اندر بارگاہ کے آتے ہیں خونخوار
نے پڑھکر سحر کیا وہ گولا اسی مقام پر گرا کچھ سحر نے تاثیر نہ کی جھلا کر اسم سحر پڑھتا ہوا تلوار
کھینچکر بڑھا سعد کے ہاتھ میں تیغہ طلسمی علم ہے جیسے ہی خونخوار نے ہاتھ مارا شاہ نے
تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا سر کو بتا کر کمر پہ ہاتھ مار دیا خونخوار
کے دو ٹکڑے ہوے آگے بڑھکر قرق زنجیر توڑی پردے کو نوچکر پھینکا شہباز نے
دیکھا کہ آفتاب عالمتاب شہریاری وکوکب شش جہت افروز جہانداری سامنے سے
آتے ہیں تیغہ خون آلود ہاتھ میں شہباز کے ہوش اُڑ گئے مگر ناچار سحر کرنے لگا
سحر تاثیر نہین کرتا مصاحبون کو اشارہ کیا کہ ہان یارو مارلو ہاے کیا غضب ہوا
یہ جوان یہانتک کیونکر آیا نہین معلوم حیرت افزا پر کیا گذری کہ یہ یہانتک
آ گئے اُسکو بھیجون کون جا کر خبر لاے کئی ہزار مصاحب وخدمتگزار سعد شہریار پر
جا پڑے سحر کرنے لگے مگر سعد لوح محفوظ کو چمکا رہے ہین سب کے سحر باطل ہو رہے ہین
جسکو ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے تمام ساحر بھاگے بھاگے پھرتے ہین
بعض کہ رہے ہین جان بچا کر نکل چلو بعض کہتے ہین اُنکی اطاعت کرو جب شہباز
نے دیکھا کہ ساحرون سے سعد نہین رکتے میری طرف آتے ہین اور تو کچھ نہ بن پڑا
کچھ خاک زمین سے اُٹھا کر شانون پہ ڈالی کہ پر پرواز پیدا ہوے اُڑ کر بلند ہوا
عمرو نے آواز دی اے فرزند یہ جانے نہ پاے سعد نے بڑھکر کمان کیانی کاندھے
سے اُتاری قصد کیا کہ تیر مارون مگر شہباز بلند ہو گیا تھا ہاتھ روک لیا سعد نے
کہا بڑی خطا ہوئی مگر چار سردار وغیرہ فریاد کرنے لگے کہ ہم اطاعت کرتے ہین اکثر
ساحر آ کر قدمون پر گرے شاہ نے گلے لگا لیا سب ساحرون نے اطاعت اسلام
قبول کی حیران جادو بھی رہا ہوئی شاہ نے آ کر صندوق کھولا لوح طلسمی نکالی
عمرو نے کہا یاقوت حبشی وملک مشک افشان سامنے کمرے مین قید ہین اُنکو رہا

بیٹی بادشاہ نام مشک افشان سنکر حیران تھے کہ یہ شاہزادی کون ہی مگر جب یاقوت جنی
کو قفس سے نکالا تو یاقوت نے کل کیفیت ظاہر کی کہ اپنے باپ سے حضور کا ذکر سنکر
یہ مائل ہوئی رات کو آئی کہ لوح نکالون شہباز تو بڑا ہوشیار ہی فورًا جاگ پڑا سعد
شہریار نے مشک افشان کو نکالا مشک افشان شرمائی ہوئی سر جھکائے ہوے
نکلی جمال جہان آرا دیکھکر گر دیدہ ہونے لگی صبر نہ ہوسکا عرض کرتی تھی خدا آپ کو سلامت
رکھے کس زور و شور سے آپ پہونچے ہین جب آپ کی خبر آکر شہباز نے کہی اور
یاقوت کو گرفتار کرکے لایا تب مجھ سے صبر نہ ہوسکا قصد کیا کہ لوح نکال لون اور
جاکر حیرت افزا کو مارون ساعت بری تھی گرفتار ہوگئی سعد نے فرمایا شکر ہی کہ
تجھکو خدا نے یہانتک پہونچایا چاری جادوگر مطیع اسلام ہوے ہین عرض کر رہے
ہین کہ حضور بانی فساد نکل گیا ضرور آفت برپا کریگا بڑا مکار و حیلہ ساز ہی بہت بڑا
شعبدہ باز ہی حضور غافل نہ رہین غلام جاکر اسکو تلاش کرتے ہین دیکھئے آتے
ہین مشک افشان نے کہا اے شہریار مجھکو اپنی جان کا خوف ہی اب آپکو قلق ہوگا
کہ بیٹی بھی اُس مقام پر رہی یاقوت جنی بھی رہا ہوگیا میرے تقریر سعد شہریار نے
تبسم کیا چاہا کہ اُن لوگون کو گرفتار کرون اگر حضور کی صلاح ہو تو مین دربار جمشید
مین جاؤن یقین ہی کہ وہین گیا ہو اب اُس سے صلاح کرکے تدبیر کریگا سعد نے
کہا اے مشک افشان ایسا نہ ہو کہ تم گرفتار ہو جاؤ تو مجھکو بڑا قلق ہوگا تمھاری
انسانیت پر طبیعت کو وجد ہی مشک افشان نے کہا جب حضور ایسا معین و
مددگار موجود ہو تو مجھے کیا خوف مین قفس مین سے دیکھ رہی تھی جب خواجہ عمرو
گرفتار ہوے تو مجھکو یاس ہوئی کہ عمرو نے اتنی بڑی عیاری کی اور وہ خالی گئی
دل سے باتین کرتی تھی اور ٹھنڈی سانسین بھرتی تھی مگر خدا نے فضل کیا مجھکو بڑا
قلق تھا کہ خواجہ قتل ہوتے ہین حضور کو کیا قلق ہوگا بہ تصدق پروردگار
آپ عین وقت پر پہونچے حضور نے کیونکر رہائی پائی خواجہ عمرو نے کہا کہ اے
ملکۂ عالم مین تو لٹ گیا کئی صندوقچے جواہرات کے کمر مین تھے وہ گر پڑے اب

مہاجن مجھے ذلیل کرینگے مگر خدا میرے فرزند کو سلامت رکھے یہ تدبیر کرینگے تو آبرو
بچیگی اس بیان پر عمرو کے مشک افشان رونے لگی اور کڑے اپنے ہاتھ سے
اُتار کر پیش کیے خواجہ نے لیکر تہ زنبیل کیے اور فرمایا اے ملکۂ عالم یہ تو عشر عشیر
بھی نہین ہے مہاجن اسکو نے لیین گے اور مجھکو قید کرینگے مشک افشان اور زیور
اُتارنے لگی بادشاہ نے فرمایا اے مشک افشان انکے نقرات کا خیال نہ کرو اگر
عالم کی سلطنت انکو دیدوگی تو قرضہ ادا نہ ہوگا یاقوت جنّی نے گھبرا کر عرض کی کہ
حضور اِس مکان مین شہباز کا خزانہ ہے ہرچند کہ سعد نے اِشارے سے منع کیا مگر
یاقوت نے قصر بتا دیا خواجہ دوڑ سے اندر قصر کے گھس گئے دیکھا خم ہاے
خسروی زر وجواہر سے مملو ہین خواجہ نے جال الیاسی زنبیل سے نکالا اور یہ
کہکر پھینک مارا کہ اے جال جنجال ہو کر گر لو کوئی پیسا باہر نہ جانے پائے سب خزانہ
کھینچکر زنبیل مین رکھا اور زنبیل سے کچھ کوڑیان نکالین اُس مقام پر پھیلادین
باہر نکلکر کہا اے یاقوت یہان تو حبہ بھی نہین ہے کچھ جنبی کوڑیان پڑی ہین سعد
نے کہا اب آپ کا قدم اندر گیا اب وہان کیا ہوگا خزانہ بیت المال مین پہونچا
اب کسکو ملسکتا ہے عمرو نے کہا اے فرزند تم تو ایسی باتین نہ کرو باپ تمھارے بڑی
مہربانی فرماتے تھے جب فرنگستان سے آئے ہین تو کئی لاکھ روپے مجھکو دیے
کہ سود سب ادا ہوگیا تھا مگر کوئی ساحر تلاش مین شہباز کی چلے بعد جانے ساحرونکے
مشک افشان نے کہا مین بھی جاتی ہون جاکر شہباز کو لگا کر لاؤن آپ کے ہاتھ
سے قتل کراؤن یہ کہکر مشک افشان بھی روانہ ہوئی مگر جمشید ثانی اپنے قصر
ہفت رنگ مین بیٹھا ہوا شاہزادیون سے اختلاط ظاہری کر رہا ہے کہ آسمان پر
برق چمکی جمشید نے دیکھا کہ شہباز گھبرایا ہوا آیا جمشید نے پوچھا کہ کیون شہباز
خیر تو ہے شہباز نے عرض کی یا خداوند سب سامان ہوگیا تھا مگر خدا اسے نادیدہ
نے انکی مدد کی کہ سعد کی رہائی ہوئی وہ لڑائی پڑی کہ غلام بھاگ آیا اگر نہ آتا
تو قتل ہوجاتا جمشید کو غصہ آگیا اور کہا اے شہباز تمپر بڑا گمان تھا کہ تم لوح لیکے

راستے کو اکر اور بڑا غضب یہ ہوا کہ مشک افشان ہاتھ سے گئی ہین اسکو گرفتار
کر آیا تھا اب رہا ہو کر سعد کے پہلو مین بیٹھی ہو گی جمشید نے کہا مشک افشان
کون ہو کہا کنیز حضور دختر حقیر نام مشک افشان کا سنکر جمشید پوچھنے لگا کہ
اسنے کہین سعد کو دیکھ لیا شہبازہ نے کہا حیرت افزا جب لوح لیکر آئی اور تمام
حال بیان کیا اس بدنصیب نے بھی سنا بدحواس ہو گئی ہین نے اسی وقت دیکھا
کہ اسکے منھ پر ہوائیان اڑنے لگین اسوقت تو کچھ زور نہ چلا رات کو آئی تھی کہ
لوح لے جاؤن مین نے اٹھکر اسکو گرفتار کیا کیا جانتا تھا کہ سعد آ جائین گے ورنہ
قتل کر ڈالتا مجھکو بڑا اس بدنصیب کا خیال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو یہ ذکر تھا
کہ صحرا سے گرد اڑی نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا ایک ساحر خبیث و ضعیف
تخت پر سوار فوج بیشمار پشت پر آکر پہونچا جمشید نے جو اس ساحر کو دیکھا کہا لو
صاحبو وہ ساحر آیا ہو کہ زمین کو ہلا دیگا پیران سحر طراز اسکا نام ہو برسون خدمت
سامری مین رہا برسون مین کا انتظام کرتا تھا بزرگان دین کی آنکھین دیکھی ہین مگر
بیٹا ہو شیطان کا چھوٹا بھائی ہو چند مصاحب جائین اور اسکو استقبال کر کے
لائین یہ فکر کر لیگا چند مصاحبون نے جاکر استقبال کیا پیران سحر طراز سامنے آیا
جمشید کو سجدہ کیا جمشید نے پوچھا اے پیران کیونکر آنیکا اتفاق ہوا پیران نے
کہا یا خداوند مین نے خبر سنی ہو کہ مرحلۂ چہارم پر طلسم کشا پہونچ چکا اور بڑے بڑے
ساحر مارے گئے کچھ ساحر شریک ہوے آپ کے ساتھ مقابلہ پڑا الجھ نفع نہوا
منظور ہوا کہ چلکر صفائی کر دون لاش ہاے مسلمانان [illegible] جنگل [illegible]
کہ آسمان پر لکا ابر گلنار چھایا پھول برسنے لگے مشک کی خوشبو آئی جمشید نے
کہا اے شہبازہ یہ کون آتا ہو شہبازہ نے کہا یا خداوند [illegible]
مشک افشان آتی ہین جمشید نے کہا تم تو اسکو باتین بتاتے ہو [illegible]
یا خداوند شہبازہ طفل مکتب ہو اسکو سحر مین کیا دخل ہو جو دل مین آیا [illegible]
باغی ہوتی تو یہان کیون آتی اے شہبازہ تم کلام نہ کرنا [illegible]

کر لونگا گر ابر چھٹا اور مشک افشان جادو تخت پر سوار چند کنیزین گرد گھیرے
ہوئے عہدے سب کے ہاتھون مین آئی مشک افشان نے آتے ہی جمشید کو سجدہ
کیا جمشید نے جو نوجوان شاہزادی کو دیکھا پسینے پسینے ہو گیا پشت پر ہاتھ پھیرنے
لگا ادھر پیران سحر طراز جمال جہان آرائے مشک افشان دیکھکر بیقرار ہوا
جمشید چاہتا ہی گلے لگا لون اور کہتا جاتا ہی اے بندی قدرت آجتک ہماری صحبت
مین نہ آئین کہ پیران سحر طراز نے اٹھکر ہاتھ مشک افشان کا پکڑ لیا کہا ملکہ آؤ
بیٹھو تم پر بڑی جفا گذری ہم بخوبی پہچان گئے کہ جمشید ثانی کی پرستار ہو مسلمانونکی
دشمن جو تمکو دوست مسلمانان کہے وہ بیوقوف ہی اے شہباز مین برائے مقابلۂ
سعد شہریار جاتا ہون مشک افشان کو میرے ساتھ کردو اسی کے ہاتھ سے
سعد کو قتل کراؤنگا تب حال دوستی و دشمنی کھلیگا شہباز نے پوچھا اے ملکۂ عالم
تمنے کیونکر رہائی پائی مشک افشان نے کہا آپ کے چلے آنے کے بعد سب ساحر
تو مطیع اسلام ہوئے مجھکو سعد نے رہا کیا جب مین رہا ہوئی تو مین نے قصد
کیا کہ گرفتار کرکے انکو لیجاؤن لیکن ذہین پڑا عمرو نگاہ داشت کر رہا تھا میرا زور
نہ چلا آخر مین بھاگ کر نکل آئی خداوند جمشید ثانی نے میری آبرو بچائی جمشید
گہر ریزی زبان کی سنکر مبہوت ہو رہا ہی چاہتا ہی نہ جانے دون اپنی صحبت مین
شریک کرون ادھر پیران بیقرار ہو رہا ہی چاہتا ہی اپنے ہمراہ لون اور
مقابلۂ سعد مین جاؤن وہان جاکر اسکو رضامند کر لونگا کیا انکار کریگی ورنہ
سحر کرونگا کہ مبہوت ہو جائے بے بہرے دیکھے چین نہ آئے یہ سوچکر اپنے مقام سے
اٹھا کہا کیون اے شہباز تمھاری خوشی ہی کہ مین انکو ساتھ لیجاؤن اور سعد کو
قتل کراؤن کہ سب کو آرام ملے شہباز نے کہا اے پیران تم جاؤ اسکو یہین
رہنے دو مین اس سے اور کام لونگا پیران نے گھبرا کر کہا اے شہباز کیا مجھکو
احمق جانتے ہو تمھاری دختر میری بجائے فرزند کے ہی دل مین کہتا ہی فرزند
کہتے کیا نقصان ہوتا ہی سامری نے بھی اپنے زمانے مین ایسا ہی کیا تھا لیکن دو

خداوند سکتے انہیں کون ٹوکتا کہا ای شہباز اسکے ساتھ ہونے سے روح کو راحت
قلب کو قوت ہوگی جمشید نے پریشان ہوکر کہا ای شہباز کیا نقصان ہے کہ جو ساتھ
نہ جانے دو کچھ تدبیر کرکے شاید سعد کو گرفتار کرے مشک افشان حیران ہے
کہ بیٹی اس دشمن خدا کے ساتھ جانے سے کیا ہو تیور تو بہت بُرے ہیں مگر کیا
[illegible] آخر ناچار ہوکر شہباز نے بھی حکم دیا کہ ای نور انظر ساتھ پیران کے جاؤ پیران
نے [illegible] تخت پر سوار کیا آپ طاؤس پر سوار ہوا [illegible]
[illegible] شام کو کسی مقام پر [illegible]
ایک بارگاہ میں جلی آتی ہے پیران جادو رات بھر تڑپتا ہے یہ اشعار عاشقانہ زبان
پر وقت جاری رہتے ہیں

نظم

اٹھا سکے صدمہ داغ فراق ماہ چلے ۔۔۔ جہان سے آرزوے وصل لیکے آہ چلے
فراق یار میں دی جان عاقبت سینے ۔۔۔ زبان سے جو کہا تھا اُسے نباہ چلے
طریق عشق سے باہر کبھی قدم نہ دھرا ۔۔۔ جو رستا کہ ان نے بتائی ہیں وہ راہ چلے
عدم سے آئے جو ہستی میں یہ ہوا حاصل ۔۔۔ کہ نیکی پیٹھ پہ پشتارہ گناہ لے چلے
نہ ہوا ایسی مردان صراط پہ اپنا ۔۔۔ کہ بال سے بھی جو باریک تھی وہ راہ چلے

صبح کو جو اُٹھتا ہے غصے میں کسی سے کلام نہیں کرتا خدمتگار پوچھتے ہیں کیوں حضور
مزاج کیسا ہے ٹھنڈی سانس بھر کر کہتا ہے یارو کچھ نہ پوچھو یہ شب فراق عجب آفت
لائی رات کو نہ یہ شب غم کا سامنا تھا یقین حالہ کہا جائیگا شمعوں کے شعلوں سے
دون ظلمت تھی پروانے جل جاکر خاک ہوے جب دم لبوں پر آیا تب صداے مرغ سحر
بلند ہوئی ستارۂ سحری آسمان پر چمکا زاہدوں نے غل مچایا میرے کلیجے پر چھریان
چل رہی ہیں مجھسے نہ پوچھو کہ میرا کیا حال ہے ایک شب اپنے چند ملازموں کو اُسنے بھیجا کہ
جاکر ملکہ مشک افشان کو بلا لاؤ خادموں نے آکر کہا مشک افشان نے کہا
جاکر عرض کرو کہ میں نہیں حاضر ہوسکتی پیران جادو جھلا کر اُٹھا کہتا تھا یہ کیا بات
ہے کہ ہم بلاتے ہیں تشریف نہیں لاتیں ہمکو ملال ہوتا ہے ہم جاکر پوچھیں کہ کیا باعث

کیون نہین تشریف لاتین مشک افشان بیٹھی ہوئی کنیزون سے کہ رہی ہو کہ ظاہرا
معلوم ہوتا ہو کہ پیران جادو برسر فساد ہی یہ ذکر تھا کہ پیران جادو آکر پہونچا گمر غصّے
مین بھرا ہوا بیٹھ گیا کہنے لگا کیون ملکۂ عالم آپ شب کو تشریف نہین لائین مین نے
آپ کو دیر تک یاد کیا اور آپ نے سرفراز نہ فرمایا مشک افشان نے کہا کہ اے
پیران جادو مین اسواسطے تمھارے ساتھ آئی ہون کہ چلکر لشکر اسلام پر سحر کرو
مین بھی سحر کو زور دون اسواسطے نہین آئی ہون کہ تمھاری مصاحبت کرون خواہ
اسمین خلاف ہو خواہ غیر خلاف ہو پیران جادو نے کہا پہر چار گھڑی شب کو بھی اگر
بیٹھیے کہ مجھکو تسکین رہے ایسا نہ ہو کہ مجھکو جنون ہو جائے مشک افشان نے کہا کہ
پیران جادو کو کچھ بن نہ پڑا سوچا کہ ساحرہ زبردست ہو آفت برپا کریگی جان بچانا
مشکل ہوگی کہا جسطرح آپکے مزاج مین آئے پھر اُس منزل سے کوچ کیا سعد بن
قباد کے ساتھ وہی چار سو ساحر ہین جو شہبانہ کے ہمراہی مسلمان ہوے ہین بیرون
قصر بارگاہ استادہ کرائی ہو اُسمین آکر بیٹھے ہین فیروزہ بن عمرو بھی آگیا خواجہ ایک طرف
بیٹھے ہین فرما رہے ہین کہ آپ کے پاس آنے مین ہمارا بڑا نقصان ہوا حمزہ سے
جاکر سمجھونگا سعد فرماتے ہین کہ خزانہ تو آپ نے کل لے لیا اور پھر محروم رہے کہ
ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ پیران سحر طراز برائے
مقابلہ حضور آیا ہو مشک افشان تخت پر سوار ہین اور پیران جادو پایۂ
تخت پر ہاتھ رکھے ہوے آکر پہونچا ہو اُسکا ارادہ ہو کہ آج رات کو سحر کرے
بادشاہ نے فرمایا خواجہ ذرا خبر تو لو عمرو نے کہا مین باہر نہین نکلسکتا اگر نکلونگا تو
مہاجن گرفتار کر لین گے سب سردارون نے کچھ روپے دیے تب خواجہ برائے
خبر چلے راہ مین جاتے تھے کہ دیکھا ایک جادوگر آسمان سے اُڑتا ہوا آیا اور
چشمے پر پانی کے اُترا چاہا کہ پانی پیون خواجہ نے آواز دی او ساحر کیا کرتا ہو
خبردار پانی نہ پینا ورنہ پانی ہو کر بہ جائیگا یہ کہتے ہوے بشکل ساحر سامنے آئے
آکر کہا بھائی اِس چشمے مین اژدہا پانی پیتا ہو سارا آفت اُسکا اِس مین پڑا ہو پیتے ہی

پانی مہو کر یہ جاؤ گے کہان سے آتے ہو کہان جاؤ گے مین اس صحرا کا نگہبان ہون جو
کوئی آتا ہو اسکو منع کرتا ہون کہ پانی نہ پئے یا ساحر نے کہا مین خداوند کا نامہ دار ہون
سرفراز جادو میرا نام ہے مین نامہ لیکر بخدمت پیران جادو جاتا ہون شہباز نے
جن بند منہ حفاظت مشک افشان لکھا ہو کہ مین نے تمہارے کہنے سے ساتھ
کر دیا ورنہ مین گوارا نہ کرتا کہ مشک افشان تمہارے ساتھ جائے خواجہ نے
دریافت کرکے اُس ساحر کو پانی پلایا اور پانی پلا کے بیہوش کیا اور نامہ نکال لیا
سرفراز کی شکل بنکر چلے جادوگر کو ایک گوشے مین ڈالدیا مگر جب لشکر پیران جادو کا
آکر میں پہنچا تھا تو ملکہ تخت پر تعین سعد بن قباد کنارے پر لشکر کے کھڑے تھے آنکھ
جو مشک افشان سے ملگئی تو مشک افشان نے اشارہ کیا کہ نہ گھبرائیے گا جبکو
یہ سحر کریگا مین مناؤنگی جہانتک ہو سکیگا آپ کو بچاؤنگی سعد خاموش ہو رہے
مگر خواجہ جو پہونچے پیش خیمہ مشک افشان کا ملازمہ نے پکار کر آواز دی ای سرفراز
کیونکر آنیکا اتفاق ہوا چلے ہمارے پاس آؤ خواجہ اندر گئے کہا نامہ خداوند کا
لایا ہون لیکن آپ سے کچھ تنہائی مین کہنا ہو کنارے لا کر مشک افشان کو بیہوش
کیا سامنے صندوق تھا اُسی مین بند کر دیا اور رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ملکہ
مشک افشان کی صورت بنے باہر آکر جوڑا ابھاری نکالکر پہنا زیور جمدہ سے
آراستہ ہوکر کہا مین برائے ملاقات پیران جادو جاؤنگی پیران کو ہرکارون نے
خبر دی کہ آج ملکہ بڑے ٹھاٹھ سے آتی ہین پیران جان و دل سے مائل تھا بارگاہ سے
نکل آیا آنکھیں فرش کرنے لگا کہا ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی آپ نے آج
سرفراز کیا عمرو نے ہاتھ اُسکا تھام لیا کہا ای پیران جادو مین خود تیرے دل دادہ
ہون لیکن تم جلدی نہ کرو تمہارا مطلب پورا ہوگا پیران جادو نہال ہو گیا اُن
آنکھون کو فرش کرتا ہوا عمرو کو لیکر بارگاہ مین آیا کہا ای ملکۂ عالم مین جانتا ہون کہ
آج روز عید ہو کہ آپ نے سرفراز کیا جو نیازمند ہون جو حکم کروگی وہ ضرور
بجا لاؤنگا مشک افشان نقلی نے کہا ای پیران مین یہ تدبیر کر رہی ہون کہ ہمیشہ

تمھارے ہی پاس رہنا ہو تو تم جلدی کرکے کام کو خراب کرتے ہو پیران خوش ہو گیا
ملکہ نے کہا ای پیران جادو شراب منگاؤ تمھارے ساتھ پیئیں پیران نے خادموں کو
اشارہ کیا گلابیان شراب کی آگئیں پیران جادو نے جام لبریز کیا ملکہ نے کہا
مین پہلے نہ پیونگی لو یہ تم پی جاؤ اور کف دست میں دوا بیہوشی کی ملا کر جام پیران کو دیا
پیران کو کچھ کھٹکا ہوا کہ اس خیال میں کہ آج کیا ماجرا ہے کہ ملکہ آئین ورسم محبت پیش
آتی ہیں انکی بھی دل میں اقرار ہے کہ شراب کہیں پلا رہی ہیں ایسا نہ ہو کچھ فتور ہو جام
ہاتھ میں لیکر اندر تک پہنچا اس نے جو دیکھا اندھیرا چھٹتا ہے کہا ای پیران جادو
ہمکو معلوم ہو گیا کہ تم ... ہو گئے آپ انھیں پیران نے جو دیکھا
کہ ملکہ اب بھی جاتی ہیں تعین کرتا ہوا ساتھ چلا مگر سرفراز جادو جسکو خواجہ نے جنگل
میں ڈالدیا تھا کاہ فروشوں نے اُسکو ہوشیار کیا وہ وہاں سے اُٹھکر دوڑا سامنے
آکر آواز دی ای پیران جادو ہوشیار رہنا کسی نے مجھکو بیہوش کرکے ڈالدیا تھا
نامہ نکال لیا یہ کون ہے تم جسکی تعین کرتے ہوئے آتے ہو خواجہ نے جھپٹ کے
ایک خنجر سرفراز کو مارا اور بھاگے سرفراز کے مرنے سے اندھیرا ہو گیا خواجہ
اُس اندھیرے میں بہ عجب نکل گئے پیران جادو حیران ہو کر یہ کیا معرکہ ہوا ملکہ
کیونکر بھاگ کر نکل گئیں خیمہ مشک افشان مین آیا آکر صندوق سے ملکہ کو نکالا
پوچھا ملکہ یہ کیا معرکہ ہوا کون آپ کو بیہوش کرکے ڈال گیا یہ کہکر اوراق جمشیدی
نکالے انکو پڑھکر اپنے زانو پر ہاتھ مارا کہا لو غضب ہو گیا ارے وہ عمرو عیار تھا
پہلے اُسنے سرفراز کو بیہوش کیا پھر اُسی کی شکل بنکر پاس ملکہ کے آیا ملکہ کی شکل بنکر
میرے پاس پہونچا تھا سرفراز جادو نے اپنی جان دی اور مجھکو آگاہ کر دیا مگر
ستارہ بان زادہ نکل گیا اگر مین جانتا کہ یہ عمرو عیار ہے تو گرفتار کر لیتا یہ کہکر کہا ای ملکہ عالم
مین بالا سے کوہ جاتا ہوں جا کر سحر کرتا ہوں کہ سعد بن قباد کو تکلیف پہونچے اور
ساتھی انکے پراگندہ ہو جائیں مشک افشان نے کہا ای پیران جادو بالا سے
لوٹ نہ جاؤ اپنی بارگاہ میں بیٹھکر سحر کرو میں یہان سے سحر کو زور دیتی ہوں غرض

پیران جادو نے اپنی بارگاہ مین آکر سحر کیا کہ ایک لکۂ ابر آسمان پر پیدا ہوا سعد بیٹھے تھے کہ ابر آکر گھر گیا برق چمکنے لگی رعد کی گرج پیدا ہوئی جو قریب سعد کے بیٹھے تھے وہ اپنے اپنے مقام سے اُٹھے بادشاہ سے کہنے لگے اے شہریار ہمنے اطاعت اپنے نہین کی کہ جانین دین برقین جو گرین کئی سو آدمی ہمارے زخمی ہوئے دیکھیے برق گر رہی ہے بادشاہ نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم واے سیاح این عجائبات اگر ابر آسمان پر آئے تو خوف نہ کرنا لوح کو چمکانا ابر دفع ہوجائیگا یہ سحر پیران جادو کا ہے اس سے اپنے کو بچانا بادشاہ نے لوح کو چمکایا ابر پھٹ گیا ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ابر غائب ہوا مگر پیران جادو نے جو دیکھا کہ ابر جاکر پلٹ آیا حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہے پھر اوراق نکالے معلوم ہوا کہ اے پیران جادو طلسم کشا صاحب لوح ہین اُس انھون نے لوح کو چمکا دیا سحر تمھارا الٹ آیا سعد پر کوئی سحر تاثیر نہ کریگا جو سحر جائیگا پلٹ آئیگا ایسا سحر کرو کہ بادشاہ لشکر سے نکل جائین اور جنگل مین جا کر کسی آفت مین پھنسین پیران جادو نے مخفی سحر کیا کہ آسمان پر سناٹا ہوا بادشاہ نے یہان بیٹھے بیٹھے فیروزہ سے فرمایا کہ میرا دل گھبراتا ہے مین برائے شکار جاؤنگا فیروزہ نے اُسی وقت سامان شکار مہیا کیا سعد سوار ہوے [illegible] سے شکار کھیلتے جنگل مین پہونچے آہوان دشت بھاگنے لگے ایک آہو سب کے پیچھے بادشاہ نے گھوڑا ڈالا آہو بھاگتا ہوا جاتا ہے بادشاہ اُسکے تعاقب مین گھوڑا اڑائے ہوئے جاتے ہین قریب ایک باغ کے آہو پہونچا باغ مین گھس گیا بادشاہ بھی اُسکے پیچھے باغ مین آئے دیکھا گلہاے رنگا رنگ وگلہاے بوقلمون سے باغ پر بہار ہزاران زمزمہ سرائی پر کار زیر شجر میوون کے انبار بادشاہ تماشا دیکھتے ہوئے چلے آتے ہین کہ ایک شجر سے ایک طائر اُتر اگوشۂ باغ مین جاکر غائب ہوگیا کان مین شاہ کے گانے کی آواز آئی کہ کوئی خوش آواز یہ اشعار عاشقانہ پکار پکار کر گا رہا ہے نظم

طفلی ہی سے تھے ہم تو ثناخوان محبت	مکتب مین پڑھا کرتے تھے دیوان محبت
کہتے ہین کہ سینچو دل پر داغ سے تم آہ	دکھلاو ہمین سیر وگلستان محبت

پیراہن ہستی بھی مبدل کیا مین نے — چھوٹا نہ مگر ہاتھ سے دامان محبت
اک دام مین صیاد کے اک طوق بگردن — قمری وعنادل ہین اسیران محبت
یاد ابرو دلدار کی رہتی ہی قمر کو — ہر ورد زبان مصرع دیوان محبت

بادشاہ یہ آواز سنکر اُسی طرف چلے گوشۂ باغ مین آکر دیکھا کہ ایک خیمہ استادہ ہی اور ایک شاہزادی حسین وجمیل اُس خیمے مین بیٹھی ہی گانا گا رہی ہی کنیزین گرد حاضر ہین بادشاہ کو جو اُس نازنین نے دیکھا اُٹھ کھڑی ہوئی اور کہا اے شہریار آئیے پیران نے مجھکو حکم دیا تھا کہ سعد کو گرفتار کرکے لاؤ مگر مین نے حضور کو صحرا مین شکار کھیلتے دیکھا سرکار پر مائل ہوئی یہ باغ گل خیز میرے باپ نے میرے نام کا بنوایا تھا مین یہین آکر بیٹھی اس خیال سے کہ حضور ضرور تشریف لائین گے شکر ہی کہ آپ آگئے مین حضور کو پیران جادو تک پہونچا دونگی جبتک پیران نہ قتل ہوگا آپ کو آرام نہ ملیگا سو طرح کے مصائب ہونگے بادشاہ تو بیٹھکر اُس نازنین سے باتین کرنے لگے پیران جادو خوشی خوشی پاس مشک افشان کے آیا آکر کہا اے ملکۂ عالم مین نے سعد کو ایسے مقام پر پہونچا دیا کہ اب وہان سے نہ اُٹھین گے گل بہار میری کنیز ہی اُسکو مین نے بھیجا ہی اُسنے جاکر شاہ کو دام تزویر مین پھنسایا ہی بہ خاطر اُنکو ٹھہرایا ہی اب مین ان سب کو تباہ کرنے جاتا ہون اگر پا جاؤن تو عمرو کو بھی گرفتار کرلون مشک افشان نے کہا جلدی جاؤ اے پیران ایسا نہ ہو بادشاہ ہوشیار ہو جائین پیران باہر نکلا اور ایک گوشے مین آکے سحر کرنے لگا آسمان پر ابر آیا آگ برسنے لگی مشک افشان نے جو اپنی بارگاہ سے دیکھا کہ لشکر اسلام پر آگ برس رہی ہی بیقرار ہوکر اُٹھی اپنے خیمے سے نکل گئی خاک نبرد جمشیدی اپنے پاس سے نکالی پڑھکر گرد لشکر اسلام پھینکی یا تو ہمراہیان سعد بن قباد گھبرا کر اُٹھے تھے کہ نکلجائین اس آگ سے اپنی جان بچائین لیکن تاثیر خاک جمشید سے آگ برسنا موقوف ہوئی لوگ اپنے اپنے مقام پر بیٹھے رہے مشک افشان لشکر کو بچا کر ایک طاؤس پر سوار ہوئی طرف باغ گل خیز کے

جب یہان اُس نازنین نے گلابی اُٹھائی ہو جام لبریز کیا ہو چاہتی ہو سعد کو پلائے اور
سعد بھی ایسے مبہوت ہو رہے ہین کہ ہاتھ بڑھا دیا جیسے ہی جام ہاتھ مین لیا اور
چاہا نوش کرین کہ رونے کی آواز کان مین آئی سعد نے سر اُٹھا کر دیکھا مشک افشان
ایک نخل پر بیٹھی ہوئی رو رہی ہو جیسے ہی سعد نے آنکھ ملائی پکار کر آواز دی کہ
اے شہریار یہ کیا غضب ہو کہ آپ شراب اسکے ہاتھ سے نوش کرتے ہین اسی جام کو
پھینک مار دیجیے حال کھلجائیگا سعد نے جام شراب اُس نازنین پر پھینک مارا
ایک شعلہ چمکا رنگ درو من سحر کا اُڑ گیا دیکھا ایک ضعیفہ گالون پر جھریان پڑی
ہوئی کمر مین خم ہنس رہی ہو کہتی ہو اے شہریار آپ نے شراب مجھپر کیون پھینکی سعد
نے فرمایا سامنے سے دور رہو اُسنے ہاتھ بڑھایا کہ پنجہ کمر مین دیکر لے اُڑے ون سعد
نے ہاتھ تھام کر ایک تمانچہ مار دیا کہ سر اُسکا اُڑ گیا اور آواز آئی کشتی مرا نام مین
دلفریب جادو بعد مرنا اُس جادوگرنی کا کہ باغ وغیرہ سب غائب ہو گیا اور ملکہ
مشک افشان اُتر کر زمین پہ آئی آکر کہا اے شہریار اگر ایسی غفلت کیجیے گا تو
لوح پھر قبضے سے نکلجائیگی ایک مرتبہ اگر لوح نکلی تو پھر اُسکا ملنا دشوار ہوگا کوشش
بیکار ہوگی ملکہ مشک افشان سعد سے یہ باتین کر رہی ہین سعد جواب
دیتے ہین کہ اب مین بہت ہوشیار رہونگا انشاء اللہ تعالیٰ جاکر شمبار کو مارتا
ہون مشک افشان نے کہا اب تو پیران جادو سے مقابلہ ہی مین رخصت ہوتی
ہون سعد نے فرمایا ملکہ چند ساعت بیٹھ جاؤ پھر تمکو رخصت کرینگے تم خبر اچھے
وقت پر آئین آج تمنے بڑا احسان کیا مشک افشان نے جواب دیا کہ یہ شراب
زہر آلود تھی پیتے ہی حضور بدحواس ہو جاتے کلیجہ کٹ کٹکے گرتا اُس حال مین
وہ لوحین لے لیتی نہین معلوم کیا صدمہ دیتی اگر مین دیر کرکے آتی اور دشمنان
حضور کو زندہ نہ پاتی سر پٹک کے مرتی اپنے کو مشہور اور بدنام کرتی
جو سنتا وہ کہتا کہ یہ معشوق عاشق کش ہو مگر پیران جادو لشکر اسلام پر پھر کے
پلٹا سمجھا کہ اب آگ برسے گی سب جلکر رہ جاوینگے وہان گرد لشکر خاک قبر جمشیدی

مشک افشان ڈال گئی تھی اُسکے سبب سے آگ نے تاثیر نہ کی پیران جادو نے
خیال کیا کہ مین اب سحر کامل کر چکا کوئی زندہ نہ بچیگا سوچا کہ چلکر باغ گلفشان کی خبر
لون کہ دلفریب نے کیا کیا یقین ہی کہ طلسم کُشا کا خاتمہ کیا ہو سب کیفیت بھی ظاہر
ہوجائیگی یہ سوچکر اُڑتا ہوا چلا اُسوقت پہونچا کہ مشک افشان کو سعد نے
آغوش مین لیا ہی بوسہ بازی کر رہے ہین پیران جادو نے آواز دی کہ او مکارہ
او گیسو بریدہ مین تیرے مطلب کو سمجھا یہی مطلب تھا کہ مجھسے الگ رہتی
تھی اِس شہریار کی خواہان تھی ارے یہ مسلمان ہین تجھسے توبہ کرا دین گے تیرا
مرتبہ گھٹائین گے اور ہماری صحبت مین سحر کو کمال ہوگا وہ سحر سکھاؤن کہ جس جلسے
مین جائے اور اُن سحرون کا ذکر کرے تو کاملین جواب دین کہ ایسے سحر نہین دیکھے
سب کو حیرت ہو میرے بھی دل کو قوت ہو تو نے شہباز کا نام بدنام کیا ملکہ
مشک افشان نے جو پیران جادو کو دیکھا گھبرا گئی مگر اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھی
کہ او بے ایمان جادوگر آج تجھکو معلوم ہوگا کہ سحر اِسکا نام ہو پیران جادو نے
ارادہ کیا کہ سحر کرے سعد تلوار کھینچکر دوڑے پیران جادو پیچھے ہٹا ملکہ
مشک افشان نے گولہ مارا پیران جادو نے اُس گولے کو معدوم کر دیا اور
جھولی پر ہاتھ ڈالکر ایک بیضۂ دندان فیل نکالا وہ پھینک مارا آسمان پر گرج
ہوئی ایک گنبد شیشے کا آسمان سے اُترا اُس مین مشک افشان بند ہوگئی
سعد نے جو مشک افشان کو اِس حال مین دیکھا بڑھکر لوح چمکائی لوح کے
چمکتے ہی وہ گنبد شیشے کا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا پیران جادو نے پکار کر آواز دی
کہ کیون مشک افشان اِس سحر کو دفع کیا دھگڑے کے بھروسے پر مقابلہ
کرتی ہو مشک افشان نے بڑھکر ایک گولہ طرف سر کے پھینکا اور آواز دی
کہ ای گلفروش اِس پیر نابالغ کو مست تو کر دے کہ ٹھنڈی ہوا چلی اِسطرح کی
بوے خوش دماغ مین پیران کے آئی کہ جھومنے لگا اور ایک آواز کان مین
آئی کہ جس سے یہ ثابت ہوتا تھا نظم

درد سر کی مرے دوا کیا ہے — خاک پا کے سوا بھلا کیا ہے
نہین کھلتا ہے ماجرا کیا ہے — دل دھڑکتا ہے کیون ہوا کیا ہے
ابھی کمسن ہین وہ نہین واقف — ناز کیا چیز ہے ادا کیا ہے
ای مسیحا بتا تو دے للہ — درد تنہائی کی دوا کیا ہے
کس گنہ پر ہلاک کرتے ہو — یہ تو کہدو مری خطا کیا ہے
جان لیتی ہے کیون شب فرقت — مین نے اسکا گنہ کیا کیا ہے
زہر اپنا اسے ہجر مین کھا لین — اور اس درد کی دوا کیا ہے
مین نے چھیڑا تو کس ادا سے کہا — جان کی خیر ہے ہوا کیا ہے
محتسب گر نہین ہے شیشۂ مے — یہ بغل مین تری چھپا کیا ہے
کیون ہزیر آہ و نالہ کرتے ہو — خیر تو ہے تمھین ہوا کیا ہے

پیران جادو نے جو سر اٹھایا دیکھا شاخ نخل پر ایک طائر بیٹھا ہے اسکی منقار سے یہ صدا نکل رہی ہے جی مین کہتا ہے کہ ای پیران جادو یہ طائر کس چمن کا ہے کہ جسکو مثل انسان کے اشعار گا نا آتے ہین پھر مشک افشان نے اور سحر کو ندور دریا پہلو سے غول کے غول اور رفت کے رفت شاہزادیون کے نمایان ہوے رنگ کھیلتی ہوئین آتی ہین اور نعرے مارتی ہوئین اور آوازین دیتی ہوئین کہ ای پیران جادو خانۂ رنگ آمیز مین تمھاری طلب ہے پیران جادو ہنس پڑا ملکہ نے سحر کو اور ندور دریا چند نخل جو باقی تھے وہ بھی جھومنے لگے ان عورتون نے آواز دی کہ ای پیران جادو تمکو ساتھ لیکر چلین گے پیران نے قصد کیا کہ ان سب کے ساتھ جاؤن کہ زمین سے دھوان نکلا ایک ساحرۂ نحیف اور ضعیف نے سر نکالا اور پکار کر آواز دی کہ ای پیران اسقدر نہ گھبراؤ کہ ایک طائر اڑتا ہوا آیا اسنے سر پر پیران کے سایہ ڈالا وہ جو ساحرہ زمین سے نکلی تھی اسنے ایک چیخ ماری جلکر خاک ہوئی خاک اسکی اڑکر پیران پر پڑی خاک پڑتے ہی سحر اتر گیا پیران ہوش مین آیا للکار کر آواز دی کہ ای مشک افشان

اب اور کوئی تازہ سحر تیار کرو دیکھا تمنے کس طور سے مین نے سحر کو دفع کیا اگر مین اپنے
ہوش مین نہ رہونگا تو میرے سحر ایسے تیار ہین کہ جب مین بیہوش ہوجاؤن تو پیر اگر
تدبیر کرین اور مجھکو گرفتار نہ ہونے دین مین کسی بات مین کمی نہین رکھتا ہون یہ
کہکر طرف مشک افشان کے چلا مشک افشان ہٹی سعد شہریار سامنے آئے
سعد شہریار نے جو لوح چمکائی پیران پیچھے ہٹا پکار کر کہا کہ او شہریار آپ دخل
نہ دیجیے فقط تماشا دیکھیے سعد ہٹے مشک افشان و پیران سے سحر ہونے لگے
یہ تو بخوبی دل مین پیران کے خیال ہو کہ اگر مین غالب آؤنگا تو سعد نہ لیجانے
دینگے خواہ مخواہ بڑھکر روکین گے اونپر میرا سحر تاثیر نہین کر سکتا یہ صاحب لوح ہین
یہ میری مجال نہین ہو کہ لوح کو باطل کرون مگر مشک افشان کے سحر کا جواب
دے رہا ہو آپس مین دونائے اور ستائے ہو رہے ہین کبھی آگ برستی ہو کبھی پانی
برستا ہو ایک سے کے سحر کو ایک روک رہا ہو ایک مقام پر مشک افشان نے
سحر کیا کہ چند طائر پیدا ہوے چاہتے تھے کہ منقار کھولین زمزمہ سرائی کرکے
بولین کہ جھپٹ کر پیران قریب مشک افشان کے آیا کمر مین پنجہ دیکر لے اڑا
اور پکار کر آواز دی کہ او طلسم کشا میرا سحر دیکھا مین نے کیونکر مشک افشان
کو لیا اب تم کمان کو کاندھے سے اتارتے رہو مجھتک تیر نہ آئیگا گوشے مین جاکر
بیٹھو چلایا کرو یہ کہکر نکلگیا سعد نے دیکھا کہ وہ طائر جو نئے آئے تھے وہ مرگرے
تڑپ تڑپ کر جان دی سعد نے لوح کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ اگر پیران
مشک افشان کو لیجائے تو مناسب یہ ہو کہ باغ سے باہر جاؤ جبو تم ملے اور
سامنے آئے لوح کو دیکھکر کام کرو یہ نوشتہ دیکھکر سعد باغ سے باہر نکلے لیکن
پیران جادو جو مشک افشان کو لیکر چلا سوچا کہ اگر جمشید ثانی کے پاس
لیکر جاؤنگا تو وہ خود اسیر جان دیتا ہو شہباز بھی ضرور دخل دیگا بیٹی کی رہائی
کی کوشش کریگا مجھکو مشکل پڑیگی ایسے مقام پر لیجاکر قید کرون جہان قید کا خیال
نہ جاسکے یہ سوچکر طرف دریا کے چلا وسط دریا مین ایک مقام پر پانی خشک ہو

مثل ٹاپو کے ہو اُس مقام پر آکر اُترا ایک گنبد بنایا مشک افشان سے کہا کر
اے ملکۂ عالم مجھکو قبول کرو ورنہ اِس گنبد مین قید کرونگا عمر بھر رہائی نہ ہوگی اور
یہان سے جاکر لشکر سعد کو تباہ کرونگا اُس لشکر پر جاؤنگا جہان صاحبقران ہین
اور سعد کو بھی بھٹکا آیا صحرا مین پھرتے ہونگے اُس صحرا سے نہ نکل سکین گے وہ
سحر سامری کیا ہے جس مین لوح سے حکم نہ نکلے مشک افشان نے جواب دیا
کہ اے پیران جادو اگر تجھکو جان لینا منظور ہے تو ایک ہاتھ مار دے کہ خاتمہ
ہو جاوے میرا عجب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے جینا وبال ہے نظم

غیر کے ہاتھ مین شراب ہے آج
روے جانان جو بے نقاب ہے آج
روز یہ غل ہے اِس خرابے مین
ہجر مین جاؤن کیا مین دریا پر
اے صنم روز عید قربان ہے
کل تو بوسے پہ بوسہ دیتے تھے
یہ مرا دور آہ جھایا ہے
نو رکس گل کے ساتھ سویا ہے

رشک سے دل مرا کباب ہے آج
شرم سے زرد آفتاب ہے آج
اِسکا کوچہ اُسکا پا تراب ہے آج
تیغ ہر ایک موج آب ہے آج
ذبح کرنا مرا ثواب ہے آج
جان کس کا تمھین حجاب ہے آج
آسمان پر نہین سحاب ہے آج
کر پسینہ تر اُسکا ب ہے آج

اے پیران جادو اگر تو مجھکو قتل کرے تو دل سے راضی ہون مین نے خون
اپنا بحل کیا قتل کر ڈال مگر یہ کلمات زبان سے نہ نکال جب تجھکو معلوم ہو کہ تو
مجھکو قتل کرے اور مین یہی کلام کیے جاؤن یہ سُنکر پیران جادو نے مشک افشان
کو اُس گنبد مین قید کیا زبان مین سوزن دیدی اور سر گنبد پر ایک ابر بنا دیا کہ
اُس سے برق چمک رہی ہے یہان سعد شہریار اُس جنگل مین پھر رہے ہین جسطرف
جاتے ہین راستہ نہین ملتا پھر بھٹک کر اُسی مقام پر آتے ہین پیران جادو
یہ مضبوطی کرکے پٹا طرف لشکر صاحبقران کے چلا یہان وہ وقت ہے کہ امیر
مقام صدر پر ہین گل شاہزادیان و میثاق کوہ گردان حاضر خدمت ہین امیر نے

جو تخت کو خالی دیکھا آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ کہو ن اے میثاق کیا سبب ہوا
کہ بادشاہ کا حال معلوم نہ ہوا اور ہرکارون نے خبر دی ہے کہ پیران جادو جسوقت
سے گیا ہے پلٹ کر نہین آیا نہین معلوم اُسنے کیا آفت برپا کی ہے میثاق نے کہا غلام
برائے تلاش جاتا ہے سعد شہریار کو تلاش کر دنگا جس مقام پر ہونگے مصروف خدمت
ہونگا اور ہدایت کرونگا کہ حضور لوح کو دیکھین اور اُسی کے حکم پر کام کرین
مشکل آسان ہوگی یہ طلسم عجب بلاخیز ہے پیران جادو وہ آفت کا ساحر ہے کہ
مکاری جس کا شیوہ ہے اور سعد شہریار جری بہادر صف شکن تیغ زن وہ
مکر وحیلے کو کیا جانین اُسکے مکر مین آگئے ہونگے یہ کہکر میثاق چلا صاحبقران نے
فرمایا خداے غفار احافظ ہے پروردگار وہ سامان کرے کہ تم سعد کو پا جاؤ یہ سنکر
میثاق بیرون بارگاہ آیا پرواز پیدا کر کے اُڑتا ہوا چلا کوئی دو کوس نکلا تھا
کہ سامنے سے برق چمکی دیکھا کہ پیران جادو پینیے پینیے اسی طرف آتا ہے میثاق
نے للکارا کہ او پیر نابالغ کہان گیا تھا کہان سے آتا ہے پیران جادو نے گولہ مارا
میثاق نے گولے کو موم کر دیا دونون زمین پر اُترے آپس مین سحر ہونے
لگے مگر میثاق نے ایک دستک دی اور پکار کر آواز دی کہ اے گھر بار تمھارے
آنیکا وقت ہے اسوقت مین کمی نہ کرنا کہ ایک طرف سے ابر تیرہ وتار اُٹھا پیران
نے جو ابر کو دیکھا گھبرا گیا کہا اے میثاق اب تو جا پھر تجسے سمجھ لونگا یہ کہکر بھاگا وہ
ابر سر پر میثاق کے سایہ فگن ہوا بعد جانے پیران کے میثاق نے ابر کو اشارہ
کیا ابر ایک طرف چلا میثاق سایے مین ابر کے چلا آتا ہے چہار جانب دیکھتا
ہوا کہ کان مین آواز آئی کہ سعد شہریار گریہ کر رہے ہین ابر بھی اسی مقام پر
ٹھہرا اب جو میثاق نے سر اُٹھایا دیکھا کہ ایک صحرائے وحشت ناک مین سعد
شہریار پھر رہے ہین وہ جنگل پرخس وخاشاک ہے جب بونڈے گرد کے اُٹھتے ہین
تو فرماتے ہین کہ یہ ہمارے استقبال کو آئے ہین اے گرد کے بونڈو اپنا تو یہ
حال ہے مطلع خاک اُڑتا جو ترا بادیہ پیما آیا ؛ غل ہوا شہر مین جنگل سے بگولا آیا

اے مشک افشان جادو تجکو وہ دشمن خدا کہان سے گیا اور کس مقام پر لیجا کر قید
کیا کیونکر تجکو تلاش کرون کسطرف جاؤن میثاق نے جو بادشاہ کو سرگردان دیکھا
کلیجہ منہ کو آگیا قلب تھرا گیا جی مین کہتا ہی کہ ہمارے شہریار اس آفت مین مبتلا ہین
انکی رہبری کرون اس آفت سے نکالون یہ سوچکر میثاق آسمان سے اترا آسکے
سعد کو سلام کیا سعد نے پوچھا اے میثاق کیونکر آنے کا اتفاق ہوا میثاق نے عرض کی
صاحبقران آپ کے واسطے بیقرار رہین اسی خیال مین نکلا کہ حضور کو ڈھونڈھتا ہوا
ساحران جادو سے راہ مین مقابلہ پڑا مین نے بھی ابر گہربار کو طلب کیا اُس ابر
کو دیکھکر وہ بھاگا مین حضور تک پہونچا ابر گہربار نے رہبری کی کہ یہانتک آیا
ورنہ مین نہ آسکتا یہ سحر خاص اسی واسطے ہی کہ جو کوئی غائب ہو اُسکا نشان بتاتا
ہی دیکھیے سر پر تمہارا ہی بادشاہ نے فرمایا اے میثاق اس ابر سے کہو کہ یہ ہی ملکہ
مشک افشان کا پتہ لگائے میثاق نے پکارا کہ اے ابر گہربار جلد نشان
مشک افشان بتا کہ کس مقام پر ہے ابر کو جنبش ہوئی چرخ مار کر ایک جانب
چلا میثاق نے کہا اے شہریار آپ اسی مقام پر تامل فرمائیے مین ابر کے ساتھ
جاتا ہون اور بتاتا ہی تو مشک افشان کو لاتا ہون بادشاہ تو اُسی مقام پر
بیٹھے میثاق کوہ گردان زیر ابر چلا جب زیادہ بلند ہوا تو ایک جانب دیکھا
کہ ایک ابر سرخ رنگ چھایا ہی برق اُس سے چمک رہی ہی اور ہر مرتبہ آواز
آتی ہی کہ اے آیندہ و روندہ خبردار اسطرف نہ آنا مگر میثاق ابر گہربار کو اشارہ کرتا
ہوا طرف اُس ابر سرخ کے چلا جب قریب پہونچا تو دیکھا کہ دو دریاے زخار ہی
بیچ مین ایک مقام پر ٹاپو بنا ہی اُسمین ایک گنبد ہی اُسپر ایک ابر چھایا ہوا ہی اور
گنبد سے آواز آتی ہی کہ او ننگ گرفتار و اے گردون غدار یہ کیا کجروی ہی جو تونے
دکھائی ہی اے پروردگار ملک الموت کو حکم دے کہ میری روح قبض کرے اب
زندگی گوارا نہین ہی

نظم

اب تجھے بخت پر تمنا سے جی چھوٹ ہی		دل برنگ مرغ بسمل لوٹ ہی	

لگتے ہین شہرگ سے ہو اور دل قریب
کہکشان کو دیکھکر کہتا ہون مین
صورت فرہاد سر پھوڑون نہ کیون
دونون جانب سے برابر عشق ہی
وصل کی شب بے حجابی چاہیے
کیا تمھارے گورے گورے پیٹ پر
اُٹھ نہین سکتا نوالہ ہاتھ سے
نور اُسنے کس کھرے پن سے کہا

گو بظاہر آنکھ سے وہ اوٹ ہی
اُس قمر کے پائینچے کی گوٹ ہی
بات جو اُنکی ہو ایک سرچوٹ ہی
لوٹ اُسپر ہون وہ مجھپر لوٹ ہی
او پری آنکھون کا پردہ اوٹ ہی
او حسین کرتی کی جالی لوٹ ہی
ضعف سے روٹی کا ٹکڑا روٹ ہی
قلب مین کھوٹون کے میری کھوٹ ہی

میثاق نے آواز پہچان کر کہا کہ ای ابر گہربار یہ صداے دردناک تو مشک افشان کی ہی ابر گہربار کو اشارہ کیا ابر گہربار اُٹھ ابر سرخ سے بلند ہوا موتی برسانے لگا ابر سرخ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گنبد پر سے ہٹا میثاق زمین پر آیا دیکھا یہ جو بات کرنے کا نشان ہی کسی نے سامنے گنبد کے چھوکا دیا ہی میثاق نے پڑھکر ہاتھ مین خاک اُٹھائی ایک پتلا بناکر پوچھا کہ تو کسکا سحر ہی پتلے نے ہنسکر کہا مین سحر ہون پیران جادو کا اس مقام پر چھوڑ گئے تھے کہ کوئی آنے نہ پائے مگر تمنے ایسے موتی برسائے کہ دل کو وجد ہوا ہم تمھارے مطیع ہین میثاق نے پوچھا اس گنبد مین کون ہی پتلے نے کہا صاف صاف ظاہر ہی کہ مشک افشان کو یہان قید کر گیا ہی جاکر دروازہ کھولیے میثاق دروازے پر آیا ہر چند چاہتا ہی دروازہ کھولون مگر دروازہ نہین کھلتا آخر ابر کو اشارہ کیا ایک نازنین موتیون کے بالے پہنے ہوے ابر سے نکلی اُسنے ایک ٹکر ماری کہ دروازہ کھلگیا میثاق نے دیکھا کہ مشک افشان سرنگون بیٹھی ہوئی رو رہی ہی زبان مین سوزن ہی ہاتھ مین ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان شدت تشنگی سے زبان منھ سے نکل ہوئی میثاق کو جو دیکھا پانی کا اشارہ کیا میثاق نے گہربار جادو سے کہا کہ ابر سے پانی لاؤ اور لاکر مشک افشان کو پلاؤ وہ نازنین جسنے دروازہ کھولا

تنہا نشست کرکے ابر مین گئی جام بلورین کو پانی سے بھر کر لائی سامنے مشک افشان
کے پیش کیا مشک افشان نے جام پیا تو جان مین جان آئی اشارہ کیا کہ ای میثاق
سوزن ہماری زبان سے نکالو تو ہم کلام کرین میثاق نے بڑھکر سوزن نکالی سوزن
نکلتے ہی مشک افشان نے سحر کیا کہ تپ جسم سے دور ہوئی میثاق نے مشک افشان
کو سینے سے لگا لیا پوچھا ای ملکۂ عالم تمپر یہ کیا آفت پڑی کہ تم یہان آکر پھنسین مشک افشان
نے تمام کیفیت بیان کی میثاق نے مشک افشان کو ساتھ لیا طرف سعد کے
چلے مگر پیران جادو جو بھاگ کر اپنی بارگاہ مین آیا آتے ہی گھبرا کر رفیقون سے
کہا کہ سہمناک جادو کو بلاؤ تو مین تدبیر آوارگی سعد شہریار کرون چند ساحر گئے
تھوڑی دیر مین ایک ساحرہ آئی سر جھاڑ منھ پہاڑ آتے ہی کہا کہ ای پیران جادو
خیر تو ہی مجھکو کیون طلب کیا ہی پیران نے کہا ای سہمناک اسواسطے تجھکو بلایا ہی
کہ جا کر سعد شہریار کو اس جنگل مین ایسا آوارہ کرو کہ منزل مقصود پر نہ پہونچ سکین
سہمناک نے کہا ای پیران جادو بیٹی میری گل اندام کہ سحر مین طاق شہرۂ آفاق
ہو ہر کمال مین مشتاق ہی اسکو روانہ کرون کہ وہ جا کر ایسا آوارہ کرے کہ بھوکے
پیاسے تڑپ تڑپ کر مرین اور لوح نہ دیکھین پیران نے کہا تمکو اختیار ہی اب
جسطرح چاہو انتظام کرو تم آکر خبر دو کہ سعد آوارہ ہوے تو مین لشکر حمزہ پر جاکر
سحر کرون کہ جب سعد پلٹ کر آوین لشکر کو تباہ پاوین تب راضی ہون سہمناک
پیران سے باتین کرکے چلی مکان مین آئی گل اندام بیٹھی تھی کنیزین گرد آئے کھیل
رہی تھی کہ سہمناک گھبرائی ہوئی آئی کہا ای نور نظر پیران جادو پر وقت پڑا ہی
صحرای وحشت خیز مین جاؤ اور سعد کو آوارہ کرو مگر خبردار اُنسے ہرگز بات نکرنا
گل اندام نے کہا ابھی جاتی ہون ابھی جاکر آوارہ کرتی ہون ایسا آوارہ کرون
کہ راستہ نہ پاوین ادھر سے گل اندام چلی وہان سعد شہریار کہ صحرا مین حیران
بیٹھے تھے گرد برد جادو کہ جو اس صحرا کی حاکم ہی کنیزون نے اُسکو خبر دی کہ آپکے
جنگل مین طلسم کشا مارے مارے پھر رہے ہین گرد برد نے کئی سو کنیزون کے ہمراہ

ساتھ لیا طرف صحرا کے چلی دور سے دیکھا کہ آفتاب عالمتاب شہریاری وکوکب تشعشع جہت افروز جہانداری ایک نخل کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں طرف آسمان کے دیکھ رہے ہیں کبھی گھبرا کر فرماتے ہیں کہ دیکھیں اس صحرا سے کیونکر نکاسی ہو یا قضا لیکا اس جنگل میں آئی ہے بڑی مصیبت اٹھائی ہو دیکھیں اسکا انجام کیا ہو لوح میں کچھ حکم نہیں نکلتا گردبرد نے جو سعد کو اس حال میں دیکھا رحم آگیا کنیزوں سے کہا بارگاہ استادہ کرو میں پھر سمجھونگی دوستی کے پردے میں دشمنی کرونگی یہ کہکر داخل بارگاہ ہوئی ایک کنیز سامنے کھڑی تھی کہ شعلہ رخسارہ اُسکا نام ہے کہا اے شعلہ رخسارہ ذرا جا کر شہریار کو بلا لا کہنا آپ کے لیے فلاح ہوگی ہم اس صحرا سے نکال دینگے شعلہ رخسار چلی سامنے سعد کے آئی جمال بے مثال دیکھکر حیران جمال ومحو دیدار ہوئی جھک کر سلام کیا کہا اے شہریار آپ کس فکر میں ہیں سعد نے فرمایا اے مہ جبین آج کئی دن گذرے ہیں کہ اس صحرا میں آوارہ وسرگردان ہوں راستہ نہیں ملتا لوح بھی خبر نہیں دیتی پھر ان جادو بلا میں پھنسا گیا ہے شعلہ رخسار نے کہا بی گردبرد جادو آپ پر عاشق ہوئی ہیں بناؤ کرکے بیٹھی ہیں اپنے کو کمسن بنا لیا ہے سعد نے کہا میں تو نہ جاؤنگا شعلہ رخسار نے آکر گردبرد کو جواب دیا کہ بی وہ نہیں آتے ہیں فرماتے ہیں اس صحرا سے خدا نکالیگا ہمارا خیر خواہ سردار کامل میثاق گیا ہے وہ آتا ہوگا دیکھیں کیا رنگ دکھاتا ہے یہ سنکر گردبرد خود اٹھی اور چند کنیزوں کو ساتھ لیکر چلی آکر شاہ کو سلام کیا کہا اے شہریار آپ دھوپ میں کیوں بیٹھے ہیں وہاں چلکر آرام سے بیٹھیے گردبرد نے اس نزاکت سے کہا کہ سعد شہریار فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے گردبرد جادو بہ اہتمام تمام سعد کو ساتھ لیے ہوئے اپنی بارگاہ میں آئی سعد کو مقام صدر پر جگہ دی آپ ایک طرف بیٹھی کنیزوں نے اشارہ کیا کنیزیں یہ اشعار عاشقانہ گانے لگیں

نظم

دونا فروغ یار ہے حسن وجمال سے — ہوتی ہے ماہ نو کی ترقی کمال سے
جز رنج کچھ حصول نہیں قیل وقال سے — کیا فائدہ حضور جواب وسوال سے

بوسہ جو مانگا یار نے ہنسکر دیا جواب
ادا ہو خیال آپسو جانان غضب دیم
قابل نہ ہو گر نعمت عظمیٰ سمجھ اُسے
دنیا کے تکرے نہین آرام ایک کو
کیا تو جلد ترک ملاقات ہوگئی

سچ تو یہ ہو کہ مجھکو جو نفرت سوال سے
اِس صید کو بلا کی نفرت ہو جال سے
ملجائے نان خشک جو اکل حلال سے
ہر لو جو ان تنگ ہو اِس پیر زال سے
رو دن بیٹھے نہ اُس بخت شیرین مقال سے

سعد شہریار پر آرام بیٹھے ہین قضا سے کار گل اندام دختر سہمناک جو چلی تھی
تمام صحرا مین ڈھونڈھتی ہوئی اُس مقام پر پہونچی آواز گانے کی کان مین آئی یہ
آواز سنکر آسمان سے اُتر آئی حیران ہو کہ کون جلسہ جمائے ہوئے بیٹھا ہوا ہو
بارگاہ مین بے خوف چلی آئی دیکھا مقام صدر پر ایک جوان رعنا بیٹھا ہو کچھ
خوف نہین اور ایک ساحرہ مکارہ اپنی صورت کمسن لڑکی کی بنائے ہوئے
مسکرا مسکرا کر باتین کر رہی ہو گل اندام نے ہنسکر کہا واہ بی بی سبحان اللہ کیا
صورت بنائی ہو مگر صورت کو بناتے نہین یہ کہکر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ایک
برق چمکی تاثیر سحر موقوف ہوئی دیکھا ایک ضعیفہ کپڑے میلے کچیلے پہنے ہوئے لیکن
طاق و مشاق مکر و فن مین باتین کر رہی ہو گل اندام نے اشارہ کیا کہ ذرا اپنی
صورت تو ملاحظہ فرمایئے سامنے آئینہ رکھا تھا اُسکے جو گرد برد نے دیکھا اپنے
کو بصورت اصلی پایا چلا کر آواز دی کہ او لکا تا تو کون ہو کہ میرے ساتھ یہ فتور
کیا صورت اصلی کو بدل دیا مین ایسے سحر بہت جانتی ہون گل اندام نے
ہنسکر بادشاہ سے اشارہ کیا کہ آپ کی معشوقہ بیٹھی ہو بادشاہ نے زانو ہٹایا مگر
گرد برد کو بہت ناگوار ہوا کہا دیکھیے پاس سے نہ ہٹیے مین اس شوخ دیدہ کو ابھی
سزا دیتی ہون کہ پھر کبھی ایسی حرکت نہ کرے شعلہ رخسار کنیز گرد برد کی ہو اور
بادشاہ پر عاشق ہو اسنے گل اندام سے اشارہ کیا کہ اِس مکارہ کو لیجیے گل اندام
نے اِشارہ سے کہا بی شعلہ رخسار تمکو کیا خیال ہو شعلہ رخسار نے اُسی طرح سے
اشارے مین جواب دیا کہ یہ گرد برد جادو برا سے گرفتاری سعد شہریار آئی ہو

مکر کر رہی ہو اور یہ اپنے سید سے سپاہی ہین کہ اس صورت نا آشنا پر فریفتہ ہین ہرگز نہین چاہتی کہ اس شہریار کے لیے برائی ہو اس بلا سے نکل جاوین انکا خدا انکو مظفر و منصور کرے مین بھی اس مکارہ کی دشمن ہون گل اندام نے جھولی پر ہاتھ ڈالا گردبرد سمجھی کہ یہ اب سحر کریگی ایک ترنج جھولی سے نکالا گل اندام پر پھینک مارا گل اندام نے اشارہ کیا کہ اُس ترنج نے تاثیر نہ کی مگر سینے پر پڑا کہ چوٹ لگی گل اندام کو بڑا غصہ آیا کارد سحر جھولی سے نکالی آواز دی کہ اولکا تا اسکو تو روک کہ احوال کھل جائیگا کون ایسا ہو کہ اس سحر کو روکے یہ وہ سحر ہو کہ اگر سامری ہون تو انکو کشتہ کرے ہر چند کہ وہ خود بنا گئے ہین مگر توڑ اسکا نہین بتایا یہ کہکر کارد کھینچ ماری سینے پر گردبرد کے پڑی کہ توڑ کر پشت کو پار گذری مرتے ہی گردبرد کے بارگاہ بھی جلکر خاک ہوئی چند کنیزین جو سحر کی بنی ہوئی تھین وہ بھی جلین مگر شعلہ رخسار بہت خوش ہوئی کہتی تھی حضور کیا کہنا آپ نے ایک بندۂ خدا کو آفت سے بچایا کہ جنکو کسی بات مین انکار نہین گردبرد جاکر بلالائی سید ھے جلے اُسنے اب انسکار اور تھا کہ شراب پلاکر یہ حین لون شاید شہبازہ نے اسکو لکھا تھا کہ اگر لوح طلسمی لینا تو لوح محفوظ نہ چھوڑنا اگر لوح محفوظ بھی اُنکے پاس رہیگی تب بھی سحر تاثیر نہ کریگا مگر گل اندام مسکراتی ہوئی سامنے سعد شہریار کے آئی تمکر الگ بیٹھ گئی بال کھول دیے بوسے زلف معنبر جو دماغ مین شہریار کے پہونچی صورت زیبا کو بصد حیرانی و پریشانی دیکھنے لگے ملاحظہ فرمایا صاف معلوم ہوتا تھا کہ مار ان سیاہ بل کر رہے ہین یا گھٹا گھنگھور اُٹھی ہو یا شب فراق کہون یا کہ پردۂ ظلمات سے مثال دون دونون عارض انور رشک شمس و قمر تھے مائل خود بینی لب لعلین مسیحا ہین کہ جن مین ہزار طرحکی مسیحائی بھری ہو اگر مردہ صد سالہ کو قم کہین تو وہ زندہ ہو دم نسبت بحر سے نرگس شہلا چشم حنق مین سرو قد خورشید خد شیرین عذار ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار لباس پر بہار رعنائی و زیبائی آشکار بادشاہ نے ہاتھ تھام لیا برابر اپنے بٹھایا پوچھا صاحب تمھارا نام کیا ہی

سعد نے سر جھکا کر کہا مجھکو گل اندام کہتے ہین دختر سہمناک ہین آئی تھی کہ آپ کو آمادہ کرون مگر آپ صاحب اقبال ہین کہ مین نے اس مکارہ کو مارا سعد نے فرمایا تمنے بڑا احسان کیا ہم تمھارے ممنون ہوے گل اندام نے کہا ہمارے دل نے مجھسے یہ کام کرایا اے شہریار مجھے ہمیشہ سے مرد کے نام سے نفرت ہی ملازموں کو جنکا قتل کیا کرتی تھی جہان مین صبح کو سوکر اٹھی آنکھین ملتی ہوئی باہر آئی ملازمان مادر مہربان چھپتے پھرتے تھے اگر کوئی سامنے آگیا ہاتھ ہلادیا اسپر برق گری وارث اسکے مادر مہربان سے فریاد کرتے تھے تو مادر مہربان جواب دیتی تھین کہ کیون تم لوگ اسکے سامنے آئے تم لوگ جانتے ہو کہ اسکو مرد کے نام سے نفرت ہی لہذا مین مطعون ہون کہ یہ شاہزادی مردمار ہی مگر آپ کو دیکھتے ہی خود بخود دل کو محبت ہوئی اور خواہش ہوئی کہ بدمعاش ساحران سے آپ کو بچایئے سعد فرماتے ہین کہ مہربانی تمھاری مجھکو تمنے سہمناک کو قتل کیا گل اندام ہنس رہی اور کہتی ہو آپ کو ایسے مقام پر پہونچاؤن کہ آپ قصر شہباز کے قریب پہونچ جایئے اسی مقام پر پیران جادو بھی ہوگا سب ایک ہی مقام پر آپ کو ملجاوینگے جسطرح لوح خبر دے اسیطرح اسکو قتل کیجیے آگے مرحلہ پنجم ہی سفاک سینہ زور وہان کا حاکم ہی وہان بہت ہی احتیاط کی ضرورت ہی قدم بقدم مکر کا سامنا ہی اگر ذرا بھی غفلت کیجیے گا تو گرفتار ہوجایئے گا مین آپ کے ساتھ رہونگی مکر سے ان مکارون کے آگاہ کرتی جاؤن گی یہ باتین تھین کہ سامنے سے لکۂ ابر گلنار پیدا ہوا گل اندام نے کہا اے شہریار ذرا ہوشیار ہو جایئے کوئی ساحر زبردست آتا ہی سعد نے کہا مین ہوشیار ہون کہ وہ ابر آکر پھٹا دیکھا میثاق ومشک افشان ایک تخت پر سوار ہین سعد کو مقام صدر پر دیکھا اور ایک شاہزادی حسین وجمیل کمسن پہلو مین بیٹھی مسکرا رہی ہی یہ دیکھکر مشک افشان نے کہا اے میثاق دیکھو تو خیال کرکے کہ یہ شاہزادی کون ہی میثاق نے کہا اے مشک افشان سعد شہریار مؤید من اللہ ہین معلوم یہ ہوتا ہی کہ اس صحرا کے حاکم کی دختر قتل کرنے کو آئی تھی مگر آکر دام عشق مین پھنسی مشک افشان نے

شرما کر کہا مین تو سامنے نہ جاؤنگی سعد شہریار کو حجاب ہوگا میثاق نے کہا مین تو جاکر انکو
ابھی لیے آتی ہون انکا رفیق ہون مشک افشان نے کہا بسم اللہ آپ جائیے اگر موقع
دیکھیے گا تو مجھکو بلا لیجیے گا یہ کہکر مشک افشان باہر ٹھہری میثاق کوہ گردان اندر
آیا سعد میثاق کو دیکھکر خوش ہوگئے فرمایا ای میثاق کوہ گردان مشک افشان
کا بھی پتہ ملا عرض کی کہ ای شہریار پیران جادو نے جاکر ایک دریا کے ٹاپو مین قید کیا
تھا مگر ابر گہربار نے وہین پہونچایا مین نے جاکر رہا کیا اگر حکم ہو تو آوین سعد نے
کہا انکو آنے سے کسنے منع کیا ہو ہم تو اُنکے انتظار مین تھے گل اندام نے گھبرا کر پوچھا ای
شہریار وہ کون صاحب ہین سعد نے کہا مشک افشان جادو دختر شہبار کہ مشتاق تھا
وہ بھی خیرخواہ ہو قید ہوگئی تھی مگر میثاق کوہ گردان نے جاکر رہا کیا گل اندام
نے کہا ضرور بلا لیجیے ہم بھی قدم بوسی کرین میثاق نے مشک افشان کو بلایا وہ جو
سامنے آئی گل اندام صورت مشک افشان دیکھکر شرما گئی جی مین کہتی ہو کہ ابھی
شاہزادیان اس شہریار پر مائل ہین مین سب مین ذلیل رہونگی مشک افشان بھی
باہم سلام کرکے بیٹھ گئی مگر شرمائی ہوئی گل اندام کو دیکھکر مشک افشان کو بھی
خیال ہو کہ کیا صاحب جمال ہو حقیقت مین بادشاہ کیا اقبالمند ہین کہ ان شاہزادیون نے
بدل وجان اطاعت کی ہو کہ آسمان پر سناٹا ہوا پھول برسنے لگے میثاق کوہ گردان
نے کہا بہار اعجاز بیان آتی ہین مشک افشان حیران ہوگئی کہ بہار اعجاز بیان
وسردار حسینان و یاسمن رنگین پوش یہ سب شاہزادیان دل وجان سے مطیع
اسلام ہوئی ہین بڑے بڑے معرکے پڑے مگر یہ ثابت قدم رہین کسی مقام پر نہین
رہین یہی قول رہا کہ خواہ جان جائے خواہ رہے اِس محبت سے ہاتھ نہ اُٹھاوینگے
جمشید نے کیا کیا دباؤ ڈالے مگر اِن شاہزادیون نے اُلفت اسلام نہین چھوڑی کہ
ابر پیٹنا بہار اعجاز بیان ظاہر ہوئین سعد کو جو مجمع حسینان مین بیٹھے ہوے دیکھا
نہال ہوگئین ہنستی ہوئی بارگاہ مین آئین کہا ای شہریار سب شاہزادیان آپ کی
تلاش مین نکلی ہین شکر ہو کہ آپ کو پایا صاحبقران بہت بیقرار ہین خود آتے تھے

ہم سب نے روکا کہ آپ کا تکلیف فرمانا مناسب نہین ہی ہم لوگ تو ساحرین تلاش کرلینگے
آپ نہ پہونچ سکینگے تب صاحبقران رُکے تمرد شہریار اب مناسب ہی کہ آپ مقام
شہباز پر جائیے ہم لوگ بھی پہونچ جاوینگے جنگ عظیم پڑیگی پیران جادو بھی آئی مقام
پر ہو فوج اُسکی مقابل صاحبقران مین آتری ہی بادشاہ نے طرف گل اندام کے دیکھا
گل اندام نے کہا سامنے صحراے اژدران ہی جب حضور جاوینگے تو وہ سب اژدر
آپ کا قصد کرینگے کچھ خوف نہ کیجیے گا جو اژدہا دہن کھولے اُسکے دہن مین داخل
ہو جیے پہلوے قصر شہباز مین پہونچیے گا سعد شہریار اُٹھے تینون شاہزادیان و
میثاق کوہ گردان قصد کرتے ہین کہ ہم اُڑین اور اپنے کو برابر شاہ کے پہونچائین
وہان سہمناک بیٹھے بیٹھے گھبرائی کنیزون سے کہا جاکر خبر تو لاؤ کہ گل اندام نے جاکر
کیا کیا کنیزین گئین اور جاکر دیکھا کہ سعد شہریار و میثاق و بہار اعجاز بیان اور
ملکہ مشک افشان ان سب کے ساتھ گل اندام کھڑی ہنس رہی ہی اور تدبیرین
بتا رہی ہو کہ اژدرون سے بالکل خوف نہ کیجیے گا جو اژدہا دہن کھولے اسم جانشیں لوح
پڑھکر اُسکے دہن مین پھاند پڑیے گا کنیزین یہ دیکھکر بھاگین سامنے سہمناک جادو
کے آئین آکر عرض کی واری غضب ہوا بی گل اندام جاکر طلسم کشا پر عاشق ہوئین
اور کئی شاہزادیان ہین اور ایک مرد جادوگر یہ سب طلسم کشا سے باتین کر رہے ہین
اور آپ کی صاحبزادی قصر شہباز کا پتہ دے رہی ہین سہمناک یہ سنکر جل گئی کہا
وہ غضب ہوا یہ گیسو بریدہ جاکر طلسم کشا پر مائل ہوئی میرا کچھ خوف نہ کیا مین ابھی جاتی
ہون گرفتار کرکے اُسکو پاس شہباز کے پہونچائے دیتی ہون کہونگی کہ اب آپ کو
اختیار ہی خواہ قتل فرمایئے خواہ بخشیے کیون صاحبو یہ وہی گل اندام ہی کہ مرد کے
نام سے نفرت کرتی تھی سیکڑون بندگان سامری مارے اور کہتی تھی اتنے مرد قتل
کرونگی کہ عورات کو مرد ملکن نہ ہون اِسنے کچھ بھی میرا پاس نہ کیا اور خوف نہ آیا وہ
آفت برپا کرون کہ طلسم کشا بھی حیران ہو جائے یہ کہکر سہمناک چلی ادھر سعد شہریار
طرف صحراے اژدران کے روانہ ہوئے میثاق پر پرواز پیدا کرکے چلا اور ملکہ

بہار اعجاز بیان نے گلدستہ پھینکا ابر گلفشان ظاہر ہوا اُس مین چھپ کر چلی ملکہ
مشک افشان ایک جانب چلی گل اندام اکیلی رہگئی قصد کرتی ہی کہ جاؤن کہ سامنے
سے نعرہ ہوا کہ سنم سہمناک جادو ہوا او خانہ خراب تونے اپنے کو خوب مطعون کیا
اب مین کسکو منھ دکھاؤنگی یہ منھ دکھانے کے لایق نہین رہا عجب طرحکا ظلم سہا
گل اندام نے چاہا سحر کرون کہ سہمناک نے جھولی سے ایک بچہ خوک نکالا اُسکو
ذبح کرکے خون پھینکا گل اندام کی زبان بند دل دردمند سرنگون کھڑی ہوئی ہی
اور زار زار رو رہی ہی کہ اُس ساحرہ نے آکر گل اندام کو گرفتار کیا زبان مین
سوزن دی کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑی کہتی ہوئی کہ کیون او گل اندام اب بھی توبہ کر
گل اندام کہتی ہی اے مادر مہربان میری کیا خطا ہی سیر کو نکلی تھی آج کیون آپ اِسقدر
برہم ہین سعد شہریار کو ڈھونڈھا نہ پایا یہان آکر ٹھہر گئی اب آپ مجھپر یہ جرم مقرر
کرتی ہین مین سعد کے نام کی دشمن ہون جہان پاؤنگی سر کاٹ کے لاؤنگی یہ سنکر
سہمناک نے کہا تو دشمن خداوند ہی تجھکو زندہ نہ چھوڑونگی پاس شہبازہ کے بین
ضرور لے چلونگی گل اندام نے کہا آپ کو اختیار ہی سہمناک کہتی ہی وہ شاہزادیان
کہان گئین اُنکو بھی اگر پاؤن تو سزا دون اور وہ شاہزادیان کون ہین اور بی
مشک افشان نئی نئی بگڑی ہین جاکر طلسم کشا پر عاشق ہوئی ہین شہبازہ وہ
سزا دیگا کہ جواب نہ دے سکین گی یہ کہکر بیٹی کو لے چلی گل اندام نے جھلاکر کہا اے
مادر مہربان جو آپ سے ہوسکے وہ کیجیے مین سعد پر کیا تنہا عاشق ہوئی تمام حسینان
طلسم اُسپر مائل ہین بہار اعجاز بیان و سردار حسینان و دیگر شاہزادیان کہ جن پر
خداوند خود جان دیتے تھے نکل آئین اور سعد کی شریک ہوئین ہین بھی ان سب کا ساتھ
دونگی جو آپ سے ہوسکے قصور نہ کیجیے آپ میری مان نہین ہین میری دشمن ہین یہ
سنکر سہمناک جھلاتی ہوئی گل اندام کو لیے ہوے قصر شہبازہ مین آئی شہبازہ نے
گل اندام کو اِس حال مین دیکھا گھبرا کر کہا اے سہمناک اِسنے کیا خطا کی سہمناک نے
جھلاکر کہا یہ تو خیر اپنی صاحبزادی کی تو خبر لیجیے بی مشک افشان سعد کے ساتھ ہین

اب قصر بچانے کی تدبیر کیجیے ان مفسدون نے پتہ بتا دیا جب مین پہونچی ہون تو سعد جا چکے تھے کنیزون نے جا کر دیکھا کہ سعد مشک افشان وغیرہ فکر قصر مین نکلے ہین اب آپ تدبیر کیجیے شہباز نے قصر سے نکلکر حکم دیا کہ سب لشکر تیار کرو اور خبردار آمادہ ورہو جب آتے ہوے کسی کو دیکھو تو فوراً اجاڑو زندہ نہ چھوڑو یا مشکین باندھ لو لاکھ جادوگر جوگر د قصر کھڑے تھے مسلح ہو کر کھڑے ہوے انتظار مین ہین کہ طلسم کشا آئے تو اُسکو مارلین لیکن سعد شہریار سب سے رخصت ہو کر اسم جاشنیز لوح پڑھتے ہوے دو کوس راستہ طے کر چکے تھے کہ صحراے اژدران مین پہونچے دیکھا صدہا اژدر وہان پھر رہے ہین اسقدر شگفتہ ہین کہ ٹہلتے پھرتے ہین ایک طرف ایک اژدر کلان منھ کھولے ہوے سعد سے اشارے کر رہا ہو کہ اسطرف آیئے درختون پر طائر خوش وخرم غل مچا رہے ہین جنکی آوازون سے یہ ثابت ہوتا ہو نظم

مستان شب مستی در میخانہ نہ بندند	در را بہ رخ محرم و بیگانہ نہ بندند
تار از نہان دل او فاشش نگردد	اول دہن شیشہ و پیمانہ نہ بندند
در بزم طرب شمع اگر نور نہ بخشد	خاکستر من بر پر پروانہ نہ بندند
ارباب سخن عمر گرامی بہ تعب رفت	تا کی سخن پوچ بہ افسانہ نہ بندند
تا عہد وفا صورت نقصان نہ پذیرد	مخفی بہ تو ہم عہد بزرگانہ نہ بندند

یہ صدائین سنکر سعد کو بھی وجد ہو گر وہ اژدر جو دہن کھولے بیٹھا ہوا ہو اُسطرف چلے اور اژدہے بڑھکر روکنے لگے سعد جب لوح چمکا دیتے ہین تو وہ اژدہے ہٹ جاتے ہین جب سب اژدہون نے قصد کیا وہ اژدر جو دہن کھولے ہوے ہو اُسنے مثل انسان کے آوازدی کہ منم خاموش جنی اونا لائقو یہ طلسم کشا ہین اگر جان کا خوف ہو تو سدراہ نہ ہو طلسم کشا کو مجھتک آنے دو کہ مین انکو تا بہ قصر شہباز پہونچا دون جب یہ پکار کر اُس اژدر نے کہا تو سب اژدرہ ہٹ گئے بادشاہ قریب خاموش جنی کے پہونچے تو دیکھا کہ اژدرہ نہین ہو ایک طائر پرند ہو کہ پر کھولے بیٹھا ہوا ہو سعد بحکم لوح اُسپر سوار ہوے وہ طائر اُڑتا ہوا چلا بلندی پر سے سعد نے

دیکھا کہ لاکھوں ساحر ایک قصر کے گرد پرا باندھے کھڑے ہین اسباب سحر ہاتھ مین سپر و
شمشیر بھی لیے ہوے ہین شہباز قصر سے حکم دے رہا ہو کہ بارو سحر نہ کرنا بلدہ کرکے گرفتار
کر لینا ایک طرف پیران جادو آمادہ کھڑا ہو مگر شہباز نہ کہ رہا ہو کہ کیون ای پیران یہ تو
بتاؤ کہ یہانتک اُنکو کون پہونچا ئیگا کونسی سواری اُنکے پاس ہو پیران کہ رہا ہو کہ
خاموش جنّی اسی خدمت پہ مقرر ہو مین زبان سے خداوند مردہ کی سن چکا ہون
کہ خاموش جنّی طلسم کشا کو پہونچا ئیگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا کہ سعد شہریار
پشت پر ایک طائر کی سوار طائر اُڑتا ہوا آتا ہو سب ساحر ہوشیار ہوگئے مگر طائر نے
سعد کو لاکر بیچ مین ساحرون کے اُتارا سعد کے ایک ہاتھ مین لوح اور دوسرے
ہاتھ مین شمشیر برہنہ یعنی تیغ طلسمی آتے ہی نعرہ کیا کہ با شیدائی کافران بیباو ای نابکاران
پُر دغا اب کہان جاؤگے نعرۂ سعد

منم شاہ شاہان فریدون حشم — بہار گلستان کاؤس و جم
تجلی دہ و بزم اسلامیان — نہال گلستان صاحبقران

ساحرون نے چہار جانب سے بلوہ کیا مگر سعد شہریار لوح چمکا رہے ہین اُسی
لوح کو کبھی مثل سپر چہرے کی پناہ کرتے ہین سب ساحر نابینا ہوتے جاتے ہین بعض
آپس مین لڑنے لگتے ہین بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو قتل کیا مگر قتل کرکے
ہوشیار ہوا چلا رہا ہو کہ ہاے ای فرزند نوجوان تو میرے ہاتھ سے مارا گیا قرطاس جادو
کہ پہلوان بھی ہو اور سحر مین بھی دخل کامل رکھتا ہو ہشو ہشو کرتا ہوا بڑھا کہتا ہوا کہ
یاروشھر جاؤ مین گرفتار کیے لیتا ہون گینڈ ابڑھا کر قریب آیا للکارا کہ ای سعد میرے
ہاتھ سے زندہ نہ بچوگے مین نے بڑے بڑے پہلوان مارے میری ضرب خالی نہین
جاتی اگر رستم اور اسفندیار ہوتے تو حلقۂ غلامی میرا گوش جان مین ڈالتے کفن مین
منھ چھپا کر قبر مین پڑ رہے اب تجھسے مقابلہ ہو خداوند لکھ گئے ہین کہ ای قوت بازو
و ای زینت پہلو روز جنگ قدم نہ ہٹانا یہ مقام شہبا نہ ہو یہان سے بچنا دشوار ہو
جرأت بیکار ہو یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھا دے

تے ہی لکر خیردار خبردار کہتے ہوئے سر کو بچا کر ایسا ہاتھ مارا کہ اُس سحر و رکے دو ٹکڑے ہوئے تمام ساحر تھرا گئے پس پشت کہتے تھے کہ وہ ساحر مارا گیا جسکا نہ رہین مثل بیٹھا بادشاہ پر وہ جلوہ ہی نہ پادشاہ کو جنگ و شور ہے جب ساحر دن کا جلوہ دیکھا تو شاہ نے دست مناجات بلند کیے یا رب اے خالق بے نیاز اے کارساز اے بندہ نواز میری مشکل کو آسان کر

نظم

خداوند ملک جہان کارساز / خدا کار فرما و بندہ نواز
بہر حال دانا و بینا خداست / نباشد ازو ہیچ پوشیدہ راز
ہمیشہ خدا مہربانی کند / در فیض او ہست ہر وقت باز
چو خواہد مگس را ہما میکند / بہ گنجشک بخشد پر و بال باز
کند اہل افلاس را مالدار / کند او بہ مسند عز و ناز
ببخشد بہ دریوزہ گر مملکت / کند صاحب ملک و سامان ساز
گدا را بخواند بہ قرب وصال / رہا سازد از بند بندہ ان آز
دہد دارو و درد و بیمار را / بہ بیچارہ بخشد دوا چارہ ساز
کند عجز ہر مرد عاجز قبول / پذیرد ز ہر بندہ ناز و نیاز
بہ حیلہ حق کارسازی کند / بہر بندہ بندہ نوازی کند

جیسے ہی بادشاہ نے بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پہ پہونچا کہ آسمان سے آواز آئی منم میثاق کوہ گردان آتے ہی میثاق نے ایک گرز مارا کہ جادوگر سر ٹکرانے لگے سہمناک جادو قریب قفس گل اندام کھڑی ہو اور کہ رہی ہو کہ دیکھ تیرا معشوق اب مارا جائیگا گل اندام جواب دیتی ہو کہ انکا خدا مدد کریگا کہ میثاق اگر کرانشیر انجادوگرون مین لڑ رہا ہو جب گرز مارتا ہو تو جادوگر سر ٹکرانے لگتے ہین کہ دوسری طرف سے ابر گلنار پیدا ہوا آتے ہی ابر پھٹا شہباز نے دیکھا کہ اب ملکہ بہار اعجاز بیان آتی ہین آتے ہی پھول برسانے لگین جسپہ پھول پڑا وہ جلکر خاک ہو گیا شہباز و پیران و سہمناک کس کس طرح پر روتے ہین مگر بہار اعجاز بیان کا

سحر عالم گیر ہو قتل ساحران کی تدبیر ہو مگر جادوگر گھیرے ہوئے ہیں بہار اعجاز بیان
جست کرکے ان میں سے نکلتی ہے جب گلدستہ مار دیا ایسے پھول برسنے لگے اسقدر
پھول برسنے کی ترقی ہے کہ پھولوں کا جا بجا انبار ہے اور ساحروں کو راستہ چلنا دشوار ہے
بعض نے پھول اٹھا لیے ہیں انکو سونگھتے پھرتے ہیں دیوانہ وار وحشی مثال غل
مچاتے ہیں گل اندام قفس سے دیکھ رہی ہے کہ بہار اعجاز بیان و میثاق کو وگردان
نفس زور و شور سے لڑ رہے ہیں شہباز و پیران کا سحر دفع کر دیتے ہیں اور اپنا سحر
غالب کرتے ہیں کہ پیران جادو کا سر زخمی ہوا شہباز کے سامنے روتا ہوا آیا کہا
او افسردن تو زخمی ہو گیا دل میں ہول ہے کہ کہاں جاکر چھپوں ان دونوں ساحروں
نے قیامت برپا کر دی طلسم ایسا جس جانب گیا صفوں کو درہم و برہم کر دیا سحر اپنا
تاثیر نہیں کرتا جادوگر رنگ سحر سے آگاہ ہیں جنگ شمشیر سے ناواقف آواز دو
دور سے تیر اندازی کریں شاید کوئی تیر پڑ جائے یہ سنکر شہباز نے آواز دی کہ اے
تم لوگ سحر نہ کرو تیر اندازی کرو حریف پر زوال ہو سب جادوگروں نے تیروں کی
بوچھار کی جب ہزار ہا تیر گوشوں سے چلتے ہیں تو ایک نہ ایک تیر سینے پر سعد کے
پڑ جاتا ہے جسم سے جو سر اسکے خون کے بلند ہوئے گل اندام بیقرار ہو گئی اور دل
سے دعا میں مانگنے لگی کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز شہریار کو اس آفت
سے بچا لے اور ان تیر اندازوں کے تیر خطا کریں اسکے جسم تک نہ پہنچیں لیکن
میثاق نے جو یہ معاملہ دیکھا گھبرا گیا لڑتا ہوا قریب سعد شہریار کے آیا اسطرحکی
پرفین چھوڑتی ہیں کہ سب تیر قلم ہو گئے پیران نے پکار کر کہا او نامرد و بلوہ کرکے گرفتار
کر لو کیا ایک ہے سب کو مار ڈالیں گے سب جادوگروں نے ملکر بلوہ کیا ملکہ بہار
و میثاق نا کہہ لاکھ کوشش کرتے ہیں مگر اسقدر فوج کا بلوہ ہے کہ کسی کا زور نہیں
چلتا ہیں سب جاتے ہیں کہ سعد گرفتار کر لیں کمندیں مار رہے ہیں جاتے ہیں گھٹے
پڑتے جاتے ہیں خوب فوج کا بلوہ ہے مگر سعد شہریار شیرانہ جنگ کر رہے ہیں جسپر
ہاتھ تلوار کا مار دیا اسکے دو ٹکڑے ہوئے کبھی لوح کو چمکایا مگر کوئی چالاکی نہیں

چلتی عاجز ہو رہے ہین عرض کرتے ہین کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز بلوے سے ان ساحرون کے بچائے اگر موت قریب ہے تو حکم دے ملک الموت کو کہ قبض روح کرے یہ بلوہ نہین سنبھلتا **نظم**

توگوئی برآنکس که در رنج و تاب ‏ دعائے کند من کنم مستجاب

چه عاجز رہا شده دانم ترا ‏ در این عاجزی چون نخوانم ترا

دیگر

بہ کس بہ کے نازد و مارا تو بسے ‏ من ہیچ کس کہ نالم کہ مرا نیست کسے

غرض جب کہ بادشاہ نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پہ پہونچا دیکھا کہ بائین طرف سے ابر باقدرت رنگ پیدا ہوا بہار اعجاز بیان گھبرائین کہ اب کس کی آمد کا نشان ہو کہ ابر آکر پھٹا سامنے سے دیکھا سب نے کہ ملکہ **مشک افشان** گوہر بار طاؤس زرین بال پہ سوار آکر پہونچین آتے ہی دیکھا کہ شہریار والا قدر بیچ مین ساحرون کے گھرے ہین بہار اعجاز بیان و حیثاق کو وہ گردان ہو کر رہے ہین جاتے ہین بلوے کو ہٹاتین مگر دس ساحر ہٹ جاتے ہین تو پچاس اسی مقام پہ آتے ہین ہر طرف یہی غل ہے کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لو مگر بادشاہ اس زور و شور سے لڑ رہے ہین کہ لاکھون ساحر بھاگتے پھرتے ہین **مشک افشان** نے آتے ہی ایک دستک دی کہ خوشبو آئی ہزارہا طائر درختون پہ پیدا ہوے زمزمہ سرائی کر کے یہ اشعار عاشقانہ بعد سوز و گداز سنانے لگے **نظم**

نکالے خوب بعد ذبح مین نے حوصلے دل کے ‏ وہان زخم نے بوسے لیے شمشیر قاتل کے

غضب ہو کہ جو دیکھا آج اس سفاک نے مجکو ‏ ہوے تیغ نگہ سے صاف دو ٹکڑے مرے دل کے

اگر دیتا ہو تم نہ اپنے ہاتھ مین شیشے سے نازک ہے ‏ مجھے ڈر ہے نہ ہو جائین کہین ٹکڑے مرے دل کے

نہایت ناز ہے صاحب کو اپنی خوش بیانی پہ ‏ ذرا گلشن مین چلکر چہچہے سنئے عنادل کے

فنا رقیب سے تو اے زمین ایذا نہ دے ہمکو ‏ ذرا تو چین لینے دے تھکے ماندے ہین منزل کے

خدا یا حسن لیلیٰ دیکھکر مجنون کو صحرا مین ‏ قیامت ہی ہوا سے اڑگئے پردے جو محمل کے

شریک بزم ہون اک نظر پڑے تو کی یہ حسرت ہے ‏ ہوے ہین قاف سے تا قاف شہرے اس کی محفل کے

روان رہتا ہو دریا آنسو دن کا چشمہ یاسمن	مبارک چہرہ مبارک موزہ بارش دامن سے پونچھ
گمان ہیں آشنا و ناکو مری منگوا نہ ما حلی سے	گئے ہیں اپنے احباب اتو با تہ سے نکل کے

یہ اشعار دیرتک پڑھکر ملا زان با نوان سے ازے مرون پر ساحران کے چرخ مارنے لگے جسپر سایہ ڈالا وہ جلکر گیا ہزار ہا ساحر جلکر گرے اور مشک افشان جوان جوق وشکیں وقتی ہیں ہزار ہا طائر آڑتے ہوئے آسمان سے آتے ہیں وہ گروہ فوج چرخ مار رہے ہیں بہار اعجاز بیان حرمشک افشان سے جو ان گئیں میثاق سے کہنے لگیں کہ مشک افشان ساحر عالم گیر ہو قتل ساحران کی کیا خوب تدبیر ہو حقیقت میں کس اطمینان سے حرکر رہی ہیں کہ ہزار ہا ساحر پا مال ہو گئے میثاق نے کہا ای بہار اعجاز بیان تم مشک افشان کو نہیں جانتیں مگر سعد شہبار لڑتے بھڑتے قریب پیران جادو کے پہونچے للکار اکر او نامرد گل اندام کو تو چھوڑ دے اسی میں خیر ہو ورنہ بہت پچھتا ئیگا اگر ایک مو جسم گل اندام کا کم ہوا تو سب ساحرون کو قتل کر ونگا ہر چند کہ میں زخمی ہون مگر ان ساحرون کے روکے نہ رکونگا پیران جادو نے دیکھا کہ سعد ساحرون کو قتل کرتے ہوئے آتے ہیں شیر صحرائی رمنہ گوسفند ان پر گرا ہو پرے کے پرے پامال کر دیے لیکن ملکہ مشک افشان نے تو ساحرون کو دیوانہ کر دیا ہو باہم سب لڑ رہے ہیں ایک کو ایک ٹوکتا ہو افسر بڑھکر بلیدے کو روکتا ہو شہباز نا کہ غل مچا رہا ہو کہ یار و تم بہت ہو طلسم کشا پر گھبرا ڈالو ساحر جواب دیتے ہیں کہ آپ افسر اعلی ہیں آپ تشریف لایے اگر ادہر شیر کو روکیے ہمارے روکے سے نہیں رکتے ہیں اور ملکہ مشک افشان کے حر سے تو بچا لیئے ان تینوں ساحرون کے سحر نے گھبرا ڈالا ہی ہوش و حواس پراگندہ ہیں سحر فراموش ہو شمشیر کی جنگ کو ہم کیا جانیں پیران قفس پھینک کر بھاگا سعد نے بڑھکر قفس پر لوح کا عکس ڈالا اور زبان سے گل اندام کی سوزن نکالی گل اندام تڑپ کر نکلی نکلتے ہی ایک چھرا ماش کے دانو مار اکئی سو ساحر جلکر گرے پھر سمناک کو آواز دی کہ اما جان آپ لیے امتحان

امتحان کمال ہو آپ کا کیا حال ہو شریک جنگ نہین ہوتے سہناک کیسا جل رہا ہو
چاہتا ہو کہ گل اندام کو گرفتار کرون مگر گل اندام برق جہندہ ہو کبھی مشرق مین کبھی
مغرب مین کبھی جنوب مین کبھی شمال مین جس غول مین پہونچی تہلکہ ڈالدیا بعض ساحر
سحر سے گل اندام کے دیوانے ہو رہے ہین یہ اشعار پڑھ رہے ہین **نظم**

رتبہ گھٹا ہلال کا سارے جہان مین — اُس مہ نے پہنی سونے کی بجلی جو کان مین
جام شراب جلد پلا بھر کے ساقیا — کانٹے پڑے ہوے ہین ہماری زبان مین
مانند سرو سبز ہوا ہاتھ مین قلم — مصرع لکھا جو اُس قد موزون کی شان مین
اُس بُت کے در پہ آکے گدا بادشاہ ہوا — بخشا ہو کیا خدا نے اثر آستان مین
عاشق کا دل وہ کرتے ہین غربال ہر گھڑی — تیر مژہ چلا کے بھوون کی کمان مین
کالی گھٹا مین منھ کا ہمین ہو گیا گمان — چھالے جو پیچ زلف کے پاس آگئے کان مین
سطوت ہر ایک مصرع تر اموج آب ہو — دیکھی نہین ہو ایسی طراوت زبان مین

یہ اشعار پڑھ پڑھ کے سر کٹاتے پھرتے ہین گل اندام سحر کرتی ہوئی ایک محل کے سامنے
مین جا کر ٹھہری تھی کہ سہناک نے للکارا کہ او گیسو بریدہ کہان جائیگی للکارتا ہوا چلا
تھا کہ میثاق نے دور سے دیکھا للکارا کہ او نامرد اُس عورت پر کیا جاتا ہو ہیجے
مقابلہ کر یہ کہکے میثاق جست کر کے آیا سہناک نے گرز مارا میثاق نے گرز کاٹا
آپس مین دو چار سحر ہوے میثاق نے غافل کر کے ہاتھ ہلا دیا برق چمک کر
گری سر سہناک کا زخمی ہوا گل اندام نے بڑھکر موتیون کا مالا مارا موتی جو ٹوٹے
ہزارہا پتے درخت سے گرنے لگے معلوم ہوتا تھا فصل خزان آگئی ہر نخل کے
سایے مین پتون کا انبار رہا ساحرون کا جو ادھر گذر ہوا پتون مین سے بچھو نکلے
جسے ڈنک مارا وہ گر پڑا اور لوٹنے لگا دوسرے بچھو نے آکر ڈنک مارا وہ ساحر
تڑپ تڑپ کر تمام ہوا جتنے موتی ٹوٹے اُتنے ہی عقرب پیدا ہوے اب ساحر
ڈر کے مارے قریب درختون کے نہین جاتے چاہتے ہین بھاگ کر نکل جاوین
کسیطرح جان بچاوین کوئی صورت نہین معلوم ہوتی کہ اُسکے سحر سے جان بچے

پیران جادو سعد کے سامنے سے بھاگ کر ایک نخل کے سامنے ہین پہونچا تھا کہ
بچھو نے آکر گھیر لیا اتنے ڈنک مارے کہ پیران جادو پانی ہوکر بہہ گیا مرتا پیران کا
ہنگامہ عظیم ہوا ابتو گل اندام اور زیادہ تڑپ تڑپ کر رونے لگی بعد تھوڑی دیر کے
آواز آئی کشتی مرا نام سن تو پیران جادو بود شہباز جادو نے جو یہ آواز سنی کہ
پیران مارا گیا سر پیٹنے لگا کہتا تھا یارو میرا قوت بازو مارا گیا ابتک مجھے امید
تھی کہ پیران جادو کے ذریعہ سے مطلب نکلے تو نکلے مگر طلسم کشا کا بڑا اقبال ہے جو ساحر ایسا
زبردست ہو کہ ساحران بنگالہ نے کبھی سامنا نہین کیا جب وہ لوگ آئے اور
اُنسے جا کر سحر کیا سب بھاگ گئے کسی مقام پر نہین رکے آج اسکو کیا ہو گیا کہ
بچھوون سے نہ بچا بے موت مارا گیا ساحر زبردست تھا سلیقہ دار سحر مین کامل
واکمل مدتون خدمت گزار سامری رہا کہا یہ اقبال طلسم کشا ہے سہمناک نے کہا
یارو جو کتاب مین لکھا ہے اُسکو قدرت جھوٹا کرسکتے ہین انکو مناسب یہ تھا کہ جب
طلسم کشا آئے تھے اور قدرت طلسم ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن مین آئے اُس
طلسم مین نہ آتے اور کہین چلے جاتے مگر آج ہین اُنکی خدمت مین جاؤنگا عرض کرونگا
کہ یا خداوند آپ کسی طرف نکلجایئے مسلمان آپ کو زندہ نہ چھوڑینگے ساری خدائی
کرنا بھول جایئے گا دیکھو صاحبو کس تدبیر سے مسلمان آئے ہین ہر طرف سے ہر ایک
جنگ کرتا ہوا آیا دربندون کو تسخیر کیا پھر طلسم مین داخل ہوے اب مرحلجات
پر ڈرا لیان پڑی ہوئی ہین یہ وہ مرحلے ہین کہ ایک زمانے مین سامری وجمشید نے
چاہا کہ ہم سیر کرین ہم لوگون نے اُنکو نہ آنے دیا سحر کرکے بھگا دیا اور کسکی کیا
مجال تھی کہ اِس طلسم مین قدم رکھے یا اس طلسم کا یہ حال ہوا کہ سب دربند تسخیر ہو
طلسم نوخیز جمشیدی بنایا ہوا جمشید کا کہ صدہا حکیم جمع کیے اور رائے آراستہ کر ایا
ایک ایک قدم پر ہزارہا [illegible] یہ مرحلہ کیسا سخت وصعب تھا
تا طلسم کشا کے ساتھ کچھ نہ کیا اور زمانے پر تلوار چل رہی ہے ہم لوگون کو امید تھی
ابھی کئی مرحلے باقی ہین سہمناک نے کہا او شہباز قدرت کو سمجھاؤ کہ بھاگ کر نکل جاوین

شہباز نے کہا مسلمان بیچارہ چھوڑ بیٹھے حمزہ عرب وہ جری بہادر ہی کہ جسنے کل پرود
قاف کو تسخیر کیا عفریت ایسے سرکش کو مارا سمندون اُنھین کے ہاتھ سے قتل ہوا
طلسم حیران سلیمانی کہ جس سے قاف کی رونق تھی سب شیاطین پرست اُس مین
تھے کس زور و شور سے حمزہ نے اُسکو فتح کیا اور وہ یادگاران سامری و
جمشید کس مصیبت سے مرے ہین کہ اُنکا تڑپنا و پھڑکنا آخر مین مارا جانا کسی کا
زور نہ چلا حمزہ نے طلسم مین مسجدین بنوا دین کسی دیر کا نام نہ رہا سب تصویرین
خداوندون کی جا بجا ٹھوکرین کھا رہی ہین مسلمان آباد ہین جو آج کی جنگ سے
مین بچا تو قدرت کو بہت سمجھاؤنگا یہی کہونگا کہ نکل جایئے ایسا نہ ہو کہ مسلمان
آپ کو گھیرلین پھر نکل نہ سکیئے گا ابھی ہم لوگ ڈٹے ہین ایسے وقت مین نکلجایئے
فطرت سے اپنی جان بچایئے قمر ہفت رنگ کو آپ نے کیا سمجھا ہی جسوقت
لڑائی پڑی شکست ہی ہوئی کبھی فتح نصیب نہ ہوئی مگر میثاق نے آکر شہباز کو
گھیرا ایک طرف سے بہار اعجاز بیان نے آکر گلدستہ مارا شہباز سحر کو میثاق کے
روک رہا تھا کہ بہار کا گلدستہ چلا ایک طرف سے گل اندام جادو نے آکر
زیور اپنا پھینک مارا اب شہباز دیوانہ وار وحشی مثال سب کے سحرون کو
روک رہا ہی کبھی بہار کے سحرون کو روکتا ہی کبھی میثاق کو جواب دیا ایک طرف سے
مشک افشان نے آکر کارد سحر کھینچ ماری شہباز نے خالی دی اور پکار کر
آواز دی کہ کیون اوگیسو بریدہ جسنے تجھکو اسی دن کے لیے پرورش کیا تھا
اور یہ سحر سکھایا تھا ہم سمجھے تھے کہ ہمارے کام آئیگی مگر وقت پر تو نے دھوکا
دیا کبھی صاف نکل گئی عین گرمی جنگ ہی کہ آسمان پر سناٹا ہوا میثاق وغیرہ نے
دیکھا کہ ایک ساحر نوجوان عقاب پر سوار نعرے کرتا ہوا آتا ہی کہ منم انجا پخلین
باشید اے مسلمانان شہباز کو ایسا بے وارث سمجھا ہی مین اُسکا داماد ہون سبکو
سزا دونگا یہ کہکے غول مین آیا شہباز کو سلام کیا شہباز نے گلے لگا لیا کہا اے
اشجار میرے باغ مین خزان آئی مشک افشان تمھاری منسوبہ نکل گئی

وہ دیکھو سامنے لڑ رہی ہو اگر ہوسکے تو لیجاؤ مجھے رخصت کرنے کی ضرورت نہیں ہو لیکن اسطرح گرنا کہ طلسم کشا کو خبر نہ ہو اگر طلسم کشا سے سامنا پڑ گیا تو کوئی سحر کام نہ آئیگا بڑے بڑے ساحر ہاتھ سے طلسم کشا کے مارے گئے اشجار نے جو یہ حال سنا کانپنے لگا کہتا تھا ای والد نامدار آپ جہیز وغیرہ کچھ نہ دیجیے مین عروس کو لیے جاتا ہون اور جاکر دھوم سے شادی اپنے ملک مین کرلونگا ہزار روپیہ صرف کرونگا شہباز نے گھبرا کر کہا ای فرزند تمکو اختیار ہو جو مناسب ہو وہ کرو مین اپنی جان سے عاجز ہو رہا ہون یہ سنکر اشجار تڑپا اور مشک افشان پر اس زور سے گرا کہ مشک افشان خاموش ہو کر کھڑی ہو رہی اشجار کمر مین ہاتھ ڈالکر لے اڑا مشک افشان نے پکار کر آواز دی ای شہریار کینہ پرور کو یہ لیے جاتا ہو یہ بڑا جلاد ہو زندہ نہ چھوڑیگا بادشاہ نے گھوڑا بڑھایا میثاق نے بھی گرز مارا مگر اشجار نے کسی کے سحر کو نہ مانا ملکہ مشک افشان کو لیکر نکل گیا شہباز نے جب دیکھا کہ مشک افشان کو اشجار بیخ کن لے گیا تو افسرون سے اشارہ کیا کہ اب طبل بازگشت بجواؤ سردارون نے اشارہ کیا طبل بازگشت پر چوب پڑی مگر میثاق نہ مانتا تھا بادشاہ نے ہاتھ روک لیا فرمایا قاعدے کے خلاف ہو اگر دادا جان سنین گے تو فرمائین گے کہ ہماری زندگی مین ہمارے قواعد کو ترک کیا تمکو کیا عاجزی کیا ناچاری تھی دشمن جب عاجز ہوتا ہو تب طبل امان بجواتا ہو دشمن چاہے طبل امان کو نہ مانے ہم اہل اسلام ہین ہمکو ضرور چاہیے کہ جو بزرگان دین نے کہا ہو اُسکے پابند رہین میثاق کو سمجھا کر بادشاہ نے پھیرا گل اندام و بہار اعجاز بیان و میثاق کوہ گردان اور چند ملازمان شہباز کہ اس جنگ مین مطیع ہوے وہ بادشاہ کے ساتھ ہین بادشاہ چلے شہباز لشکر کو لیکر اُتر پڑا اور حکم دیا کہ میرے فرزند اشجار بیخ کن کو نامہ لکھو کہ ای فرزند تمنے خوب کیا کہ اُس گیسو بریدہ کو لے گئے ہمنے تھوڑی پھیر نا موقوف رکھا اب تمکو اختیار ہو جنگ سے مہلت پاکر ہم بھی آوینگے اُس نالایق کو سمجھا دینا کہ اگر ابکے مرتبہ بُرائی کی

تو قتل ہی کر ڈالونگا یہ منشی نے یہ نامہ اشجار کو لکھا ویران جادو کو نامہ دیا کہ جا کر
اشجار کو دینا اور زبانی کہنا کہ مشک افشان پر تمکو اختیار ہوا ای فرزند میں تم سے
بہت راضی ہوا تمنے عین وقت پر آکر مدد کی تمھارے آنے سے شکست فاش سے
بچے وہ جادوگر نامہ لیکر چلا اگر بادشاہ ساحران مذکور کو ساتھ لیکر جاتے ہیں دیکھا
جنگل میں ایک کنواں ہو اُسپر خواجہ برہمن بنے ہوے بیٹھے ہیں مسافرون کی خبر
سناتے ہیں جو اُسطرف سے نکلا اُسے لوٹ لیا بادشاہ نے خواجہ کو پہچانا گھوڑا
بڑھا کر سلام کیا میثاق وغیرہ نے کہا بھی کہ حضور اِس برہمن کو کیون سلام کرتے
ہین بادشاہ نے فرمایا یہ برہمن نہین ہو ہمارے چھوٹے دادا جان ہین اپنے
قرضداروں کے خوف سے یہان آکر بیٹھے ہین مسافرون کو لوٹ رہے ہین
خواجہ نے پوچھا ای فرزند کہان سے آتے ہو سعد نے کہا چھوٹے دادا جان
ہین تو آپ کی فکر مین تھا خواجہ نے فرمایا بیٹا تم بادشاہ لشکر اسلام ہو تمنے مجھکو
خوب پہچانا مین قرضدارون کے ڈر سے یہان بھاگ آیا ہون ورنہ مہاجن
پکڑ لیجاتے نہین معلوم کیونکر پیش آتے بادشاہ نے فرمایا خواجہ کچھ آپ کو ملیگا
اشجار بیخ کن مشک افشان کو لیگیا ہو اُسکا تعاقب کیجیے اگر مشک افشان
کو لائیے گا تو دو ہزار روپیہ دونگا خواجہ نے کہا کیا خوب بھلا دو ہزار روپے
مین میرا کیا ہوگا ایک ماہ کا سود بھی مہاجنون کا نہ ہوا اور چار مہینے کا مل چکے
ہین ایک حبہ بابت سود کے مہاجنون کو نہین پہونچا ہو کاش کے اِسقدر تو وصول
ہو جاے کہ ایک دو ماہ کا سود مہاجنون کو پہنچ جاے بادشاہ نے فرمایا جو
مانگیے گا وہی دونگا مشک افشان سے سب کو محبت ہو سب آپ کی خدمتگزاری
کرینگے خواجہ اُٹھے فرمایا یہ تو بتائیے کہ اشجار کسطرف گیا ہو میثاق نے اِشارے سے
بتایا خواجہ اُدھر چلے دوپہر کے بعد ایک جھیل ملی وہان آکر ٹھہرے کہ ایک جادوگر آسمان
سے اُترا چاہا کہ جھیل پر پانی پیوے خواجہ نے للکارا کہ او بدبخت خبردار پانی نہ پینا
منع کرتے ہوے قریب آئے آکر پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے آتے ہو اُس

جادوگر نے کہا کہ نام میرا ویران جادو ہو شہباز کا نامہ لیکر پاس اشجار پیچ کن کے
جاتا ہون خواجہ نے پوچھا کہ اشجار کہان رہتا ہو اُسنے کہا اِس صحرا کے بعد دوسرا
صحرا ملیگا پہلو مین جزیرہ شجر ہو وہان اُسی کی عملداری ہو وہ وہانکا حاکم ہو ساحر بھی
زبردست ہو خواجہ نے ویران سے کہا مین یہان کا نگہبان ہون اِس جھیل مین
پانی اندر سے پیتے ہین مین تمھین پانی پلاتا ہون یہ کہکر دُور کوہ سے جاکر پانی لائے اور
پانی پلاکر اُسے بیہوش کیا نامہ جھولی سے نکال لیا اُسی طرف چلے راہ مین چلے
جاتے تھے کہ پہلو پر دیکھا دروازہ باغ کا ہو اور چند کنیزین ٹہل رہی ہین ایک کنیز
کو خواجہ نے بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر کنیزون مین ملے دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ ملکہ نسترن جادو اِس باغ مین رہتی ہو معشوقہ اشجار آج اُسکی ملاقات کو جاتی
ہو خواجہ اندر آئے نسترن کو سلام کیا اور ہنسنے لگے نسترن نے پوچھا کیون
شمعرو کس بات پر ہنسین خواجہ نے جواب دیا کہ اشجار پیچ کن اپنی زوجہ کو لیکر
آیا ہو اب اُسکے ساتھ مصروف عیش ہوگا آپ سے محبت کم کریگا نسترن نے کہا
اے شمعرو مجھپر وہ جان دیتا ہو اگر ہزار عورتین لائیگا تو میرا ہی زور رہیگا مین
ابھی چلتی ہون یہ کہکر فوراً تخت پر سوار ہوئی شمعرو نقلی کو بھی تخت پر سوار کیا
تخت کو اُڑاتی ہوئی چلی بعد دو گھڑی کے ایک باغ دکھلائی دیا دیکھا کہ وسط
باغ مین ایک چبوترہ پر اشجار پیچ کن بیٹھا ہو شمعرو نقلی نے کہا چلیے نسترن نے
تخت اُتارا اشجار نے جو نسترن کو دیکھا اُٹھ کھڑا ہوا کہا اے ملکۂ عالم آئیے مین تو
آپ ہی کا منتظر تھا نسترن نے کہا کیون صاحب کیا ہوا آج تمھارا چہرہ اُترا ہوا
ہو گانے والیان کہان ہین اشجار نے کہا صاحب کیسا گانا کیسا بجانا مین عجب
انتشار مین ہون کئی سال کا زمانہ گذرا کہ مشک افشان سے منسوب ہوا مگر
اِس زمانے مین مسلمانون نے چہار جانب سے بلوہ کیا ہو طلسم کو فتح کر رہے ہین
شہباز جادو کہ مالک مرحلہ پنجم ہو اُسکے قصر پر لڑائی پڑی تو مین مدد کے لیے گیا
مین نے وہ معرکہ دیکھا کہ ہوش درست نہ رہے اپنی زوجہ کو دیکھا کہ ساحرون کو

قتل کر رہی ہو شہباز نے مجھسے بیان کیا کہ طلسم کشا پر مائل ہو اُسی جوش پر یہ حرکتیں
کر رہی ہو مجھکو تاب نہ آئی مین گرفتار کر لایا آج دوسرا دن ہو کہ تمھین خوشامدین کرتا
ہون جزیرے کی سلطنت دیتا ہون مگر وہ محبت مین طلسم کشا کی مبہوت ہو رہی ہو
یہی کہتی ہو کہ مین نہ مانونگی نشترن نے کہا لو صاحب ہم تو جاتے ہین مجھسے سوت
نہ دیکھی جائیگی چپ بیٹھو ن سہرا کیا ب ہمکو نہین پسند یہ کہکر اُٹھی چاہتی تھی کہ تخت پر
سوار ہو کہ اشجار نے اُٹھکر ہاتھ تھام لیا کہا ای ملکۂ عالم تمھارے سامنے کیسکی
کیا حقیقت ہو ایک تو وہ مجھسے ناراض ہو دوسرے صورت مین بھی تمسے بہتر نہین ہو
ارے تفس تو لاؤ چند ساحر گئے قفس کو لیکر آئے خواجہ نے دیکھا کہ ملکۂ عالم
کی زبان مین سوزن ہو اور سرنگون بیٹھی روتی ہو اشجار نے کہا ای مشک افشان
دیکھو میری یہ معشوقہ ہو نشترن گلگون پوش کہ جسکے سامنے ماہتاب شرماتا ہو یہ سنکر
مشک افشان نے سر جھکا کر کہا کہ حقیقت مین بہت خوبصورت ہو تمکو یہ تمھاری
معشوقہ مبارک ہو اشجار نے کہا اگر تم قبول کرو تو اپنے تمکو حاکم کر دون نشترن
نے جھلا کر ایک طمانچہ مارا اور کہا او بیہودہ کیا بکتا ہو مین اُس شخص کی ماتحت
رہونگی جبتا سوتا ہے کی ہونگی اشجار نے کہا ای نشترن فقط اُسکے راضی کرنے کو
یہ کلمہ کہا تھا تم کیون بگڑگئین نشترن نے کہا ایسے سفلہ مزاج سے مجھکو نفرت ہو بہرے
جانے والے بہت ہین جہان چاہون بیٹھ رہون یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی
دیکھا ایک ساحر تاجدار تخت پر سوار اُڑا اُڑے ہوئے تخت جاتا تھا نشترن کو
دیکھکر اُتر پڑا آکر نشترن کا ہاتھ تھام لیا کہا صاحب کہان تھین باغ گلبہار مین
آج دعوت کا سامان ہو تم بھی چلو جو ساحر آئیگا اپنی معشوقہ کو بھی لائیگا مین تمکو
ڈھونڈھ رہا تھا کہ کیا ہو یا سب ہی گئے مین لیا بیٹھو ن کہ محفل کی رونق ہو اور سب دیکھکر کہین کہ گلفام تاجدار
کی معشوقہ سب سے زیادہ خوبصورت ہو نشترن اُٹھی کہ ساتھ گلفام کے جاؤن
اشجار نے کہا صاحب کہان چلین مین نہ جانے دونگا دو دن سے بے آب و دانہ
ہون تمھارے چلے سے دو دوانے کہا لو نگا گلفام نے کہا ای اشجار جج کن

کیا بیہودہ بکتے ہو میرے سامنے ایسے کلام نہ کرو لنسترن نے بھی کہا او اشجار
ہمارے چاہنے والے دیکھے اپنی زوجہ کو ہمارے واسطے انھون نے مار ڈالا
تمھاری طرح پر بیہودہ نہیں ہین کہ زوجہ کو جو لائے تو ہمسے باغی ہوگئے ہم اب
اِنکے ساتھ بسر کرینگے تمکو چھوڑا اشجار نے کہا مین نہ جانے دونگا گلفام نے کہا
تمھاری کیا مجال ہو کہ تم روک سکو دونون مین تکرار ہوتے ہوتے آپس مین گولہ
و ترنج چلنے لگا خواجہ نے دیکھا گلفام و اشجار سے سحر چل رہا ہو اور لنسترن
کھڑی دیکھ رہی ہو قفس مشک افشان الگ رکھا ہو خواجہ نے قریب قفس
آکر کہا او ملکۂ عالم اِس غلام کو پہچانا منم خواجہ عمرو قفس کھولکر تمکو نکالتا ہون
یہ تو آپس مین لڑ رہے ہین تم سحر کرکے نکلجاؤ مشک افشان نے ہنسکر کہا کہ او
شہنشاہِ اوج عیاری اِسطرح نکلون کہ اگر یہ دونون قصد کرین تو نہ روک سکین
خواجہ نے فوراً قفل قفس کا توڑا اور زبان سے مشک افشان کی سوزن
نکالی خواجہ تو الگ ہوگئے محفل کا اسباب لوٹنے لگے گلابیان اٹھاکر نذر زنبیل
کین لالٹینین اٹھائین جسطرف اسباب دیکھا دوڑکر پہونچے اُسکو اٹھالیا زنبیل
مین رکھا وہ دونون اسطرح سحر مین مصروف ہین کہ انکو کچھ خبر نہیں لنسترن کا نام
لیکر لڑ رہے ہین گلفام کہتا ہو لنسترن کو مین لونگا اشجار کہتا ہو مین نہ جانے دونگا
کہ مشک افشان جادو قفس کو توڑکر نکلی چلتے چلتے ایک دستک دی اور آواز
دی کہ اری گلپوش اِن دونون کی فکر کر یہ کہکر وہ بلند ہوئی اشجار نے جو دیکھا کہ
مشک افشان جاتی ہو کہا او گلفام ذرا ٹھہر جا معشوقہ کو روک لون تو پھر
تجھسے لڑون یہ کہکر منھ پھیرا قصد کیا کہ مشک افشان پر جا پڑون گلفام نے
جو حریف کو اور رنگ مین پایا کارد سحر جیب سے نکالکر ماردی کہ اشجار کے
سینے کو توڑکر پار گذری گیر و دار کی صدا بلند ہوئی کالی آندھی اٹھی اُس سے یہ
آواز آئی کشتی مرا نام من اشجار بیج کن بود مگر گلفام نے لنسترن کا ہاتھ تھاملیا
تخت پر سوار کرکے لیچلا خواجہ نے جو دیکھا کہ عورت زیور بہت پہنے ہوے ہی

اور رقم ہاتھ سے جاتی ہے قریب آکر کہا کہ اے ملکۂ عالم اب کہاں جائیے گا ذرا میرا گانا تو سن لیجیے جا بجا ذکر کیجیے گا کہ ہماری کنیز ایسا گاتی ہے یہ کہکر یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

گل امید سے بھرنے کو تھا دامن میرا — مجھ سے چھوٹا ہی عجب وقت یہ گلشن میرا
بر سر غم دوست بھی کرتا ہے مرے حال پہ رحم — او جفا جو کوئی تجھسا نہیں دشمن میرا
مجھ سیہ کار کی بے شمع جو تربت ہو تو ہو — اے خدا شمع ہو تیرے سامنے روشن میرا
اس قدر ساری خدائی ہے زیارت کے لیے — کون کرتا ہے یہ آراستہ مدفن میرا
چونک اٹھونگا میں ابھی خواب عدم سے صاحب — نام لیکر تو پکارو سر مدفن میرا
کہتے ہیں مرکے بھی یہ شخص یہاں سے نہ گیا — دیکھتے ہیں پس دیوار جو مدفن میرا
نالے کرتا ہوں تو صیاد تڑپ جاتے ہیں — باغباں روتے ہیں سنتے ہیں جو شیون میرا
دیکھ لو گے جو کبھی گھاؤ جگر کا میرے — خود کہو گے کہ بھرو تو م کے دامن میرا
جامہ اس در پہ فقیری کا جو پہنا تو ہے بس — با وفا ڈھونڈتے ہیں گوشۂ دامن میرا

یہ اشعار اس طور سے خواجہ نے گائے کہ نسترن نے گلفام سے کہا کہ صاحب اسکو ملازم رکھو تو صحبت میں ہاں کے اسکے رہنے سے دل بہلے گا بہت خوش آواز ہے حقیقت میں کیا خوب گاتی ہے ہر لفظ کو کس کس طور سے بتاتی ہے کہ دل کھنچا جاتا ہے گلفام نے کہا صاحب تمھیں اختیار ہے ایسی کہو میں سو کنیزیں لاکر جمع کر دوں شاہزادیاں لاکر خدمت میں چھوڑ دونگا آج تو تمنے مجھکو نہال کر دیا کہ پرانے اپنے عاشق کو قتل کر دیا اور کچھ افسوس نہ آیا اب میں عمر بھر خدمت گزاری کرونگا میرے ملک کا تملو اختیار ہے نسترن نے کہا تم میں اور اشجار میں مقابلہ پڑا لیکن ملکہ مشک افشاں نکل گئیں عجب معشوقہ ہے وہ طلسم کشا پر مائل ہے اور صاحب میں نے سنا ہے کہ طلسم کشا کئی شاہزادیاں عاشق ہیں جو انپر عاشق ہوئی وہ ٹھکرا کر انھیں کی خدمت میں پہونچی وزیر اعظم خداوند میثاق کو وہ گردانی کیا خیر خواہ دولت تھا مگر قدرت سے بیزار ہوا جا کر شریک سعد شہریار ہوا ہے

سنتی ہوں وہ ایسا لڑا کہ جمشید کو پریشان کر دیا یہ کہکر پھر قصد کیا کہ سوار ہوں
خواجہ نے گلفام کے چٹکی لی اشارہ یہ تھا کہ ایک جام شراب کا ہمارے ہاتھ
سے پی لو تب اختیار ہے گلفام سمجھا کہ شمعرو مجھپر عاشق ہوئی بیٹھ گیا نسترن سے کہا
کہ صاحب ٹھہر جاؤ چلتے ہیں آج کی صحبت بہت نایاب ہوگی قدرت بھی ہونگے تمام
تاجدار آوینگے اور تدبیریں ہونگی اور معشوقین سب کے ساتھ ہونگی بگ
ستونوا بسے جشنوں کو جب دیکھیے گا وہ دنگ ہو جائیگا یقین ہے قدرت بھی تمپر توجہ کریں
اگر شاید تمسے کہیں تو جواب صاف دینا کہ میں متعلق گلفام تاجدار ہوں کہیں
رہ نہیں سکتی اور نہ کوئی مجھکو رکھ سکتا ہے اگر سامری و جمشید اس زمانے میں ہوتے
تو وہ انتظام کرتے جمشید ثانی ابھی کمسن ہے جبھی تو ایسی حرکتیں کر رہا ہے اپنے آغاز
و انجام کا کچھ خیال نہیں کہ مسلمانوں سے لڑائی پڑی ہے آپ ہفت رنگ میں بیٹھا
ہے یہی چاہتا ہے کہ اپنے ہی پر اسنے ساحروں کو قتل کراؤں اور میں چین سے اپنے
مقام پر بیٹھا رہوں جادوگروں کو کیا ضرورت ہے کہ اسکا حکم بجا لاویں اور اپنی
جان دیں نسترن نے کہا اے شمعرو آج تم بھی جلسے میں چلو ایسا جلسہ کبھی طلسم میں
نہیں ہوا تمکو گوئیں گے سننے والے بڑا لطف اٹھاوینگے خواجہ نے کہا میں تو
ضرور چلونگی گلفام تاجدار تخت پر سوار ہوا نسترن کو پاس بٹھا لیا پایہ تخت تھا مگر
خواجہ بھی ایک گوشے میں تخت کے آکر بیٹھے باتیں ہنس ہنسکر بناتے ہوئے چلے
کبھی گنگنا کر تان مار دیتے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ یہ جنگل نہ ہے بہت پیارا رنگ ہے اور کبھی
کہتے ہیں یہ بھیرویں بیوقت ہے دونوں کا دل لبھاتے ہوئے ہیں تخت اڑا ہوا جاتا ہے
کہ راہ میں ایک کوہ ملا آسپر ایک شاہزادی موسوم بہ گلگون پوش بیٹھی ہوئی
لطف صحبت اٹھا رہی ہے گرد کنیزیں جام رغوانی گردش میں صدا سے ہوشا ہوش و نوشا نوش
بلند ہے کہ گلگون کی یکایک نگاہ پڑی کہ گلفام تاجدار و نسترن تخت اڑاتے ہوئے
جاتے ہیں پکار کر آواز دی کہ اے شہنشاہ گلفام مقام تعجب ہے کہ ہمارے کوہ کے
سامنے سے جاؤ اور رکے نہ ملو چند ساعت ٹھہر جاؤ گلفام نے کہا وقت جلسہ کا قریب ہے

گلگون پوش نے کہا مین بھی چلتی ہون ذرا تخت روک لیجیے گلفام نے تخت کو روکا گلگون پوش بھی تخت پر سوار ہوئی کئی کنیزون کو ساتھ لیا اور ہمراہ گلفام کے چلی خواجہ بصورت کنیز ایک ایک کو بھانپ رہے ہین اور دل مین حساب کر رہے ہین کہ سو کنیزین ساتھ ہین اگرچہ زیور اُنکے حقیر ہین مگر کچھ نہ کچھ مل ہی جائیگا اس مہینے کا سود تو ادا کر دینگے گلگون پوش سے باتین کرنے لگے کہ اے ملکۂ عالم آپ نے میرا حال نہین سُنا میری کیفیت یہ ہوئی کہ سامری و جمشید میرے خواب مین آئے مجھکو علم موسیقی دیگئے دیکھیے عرض کرتی ہون یہ کہکے گنگنائے اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے

نظم

یہ عشق وہ ہی کہ بس خاک مین ملا دیگا
تپاک اس سے نہ رکھو کہ یہ مٹا دیگا

رہا ان قبر سے یہ کہتے ہین ساکنان عدم
کہ سب کو خاک مین اکدن فلک ملا دیگا

وہ مجھسے کہتے ہین قید جنون مین حسرت سے
کہ تیرا نالۂ زنجیر دل ہلا دیگا

کسے خبر تھی کہ لیلی کے ساتھ مکتب مین
پڑھا لکھا ہوا جو مجنون نے سب بھلا دیگا

خدا اسے پائیگا اسکا عوض تو ہاتھون ہاتھ
جو ساقیا مرے چلوے خم لگا دیگا

مجھے یہ خوف ہی رہتا ہو دور ساغر سے
مخل بزم ہون ساقی مجھے اٹھا دیگا

غم فراق جو ہر دم لحد جھنکاتا ہو
یہ رفتہ رفتہ مجھے خاک مین ملا دیگا

خدائی مہ قیامت سمجھ کے لرزیگی
نقاب چہرے سے جس روز وہ اٹھا دیگا

تبنگ ہو کے یہ غنچون سے بلبلون نے کہا
کہ غم رسیدون کا نالہ جگر ہلا دیگا

ہنر بروں دل مین بٹھا لو عروس الفت کو
تباہ کرنے کا سامان تمھین خدا دیگا

اسطرح عمرو نے یہ اشعار گائے کہ گلگون پوش تڑپ گئی نسترن سے کہنے لگی کیون بی بی شاہزادی یہ کنیز تمنے کہان سے پائی یہ تو عجب دولت لازوال ہی خداوند اسکو نظر بد سے دور کرے نسترن نے کہا مین نے یہ حال نہین سُنا عمرو نے بیان کیا کہ واری میرے خواب مین سامری و جمشید آئے اور میرے گلے پر ہاتھ رکھ کے کہا کہ ہمنے کمال علم موسیقی تجھکو دیا اسوقت سے مجھکو یہ معلوم ہوتا ہی کہ راگنیان سامنے کھڑی ہین ایک کہتی ہی ہم آئین اور دوسری کہتی ہی کہ ہم اپنا رنگ

بجاتین اور راگ مثل شوہرون کے ہین راگنیان اُنکی جورو کیا کیا بن بن کے آتی ہین
اپنا جمال دکھاتی ہین مین کس کسکو قبول کرون منھ پھیر لیتی ہون یہی جواب دیتی ہون
کہ جب مین کہونگی تب آنا بے سبب نہ آیا کرو گلگون پوش نے کہا ای نشترن مجھسے لاکھ
دو لاکھ روپیہ لو مگر یہ کنیز مجھکو دیدو ہمارے ملک مین خداوند بلند نشین ایک گنبد
پر رہتے ہین بعد مہینے کے آتے ہین سارا شہر جمع ہوتا ہی اور بڑی دھوم کا میلا
ہوتا ہو اُنکے سامنے اسکو پیش کرونگی کہ یا خداوند بلند نشین دیکھیے سامری و جمشید
مین یہ کرامت ہو آپ بھی کسی کو کچھ دے سکتے ہین نشترن نے کہا بی گلگون پوش
دو لاکھ اور چار لاکھ کی کیا حقیقت ہر اگر کروڑ دو کروڑ بھی دو تو شمعرو کو نہ دون
آج محفل عام مین اسکا گانا ہوگا قدرت مع شاہزادیون کے آویگی اُسکا گانا
سنکر پھڑک جاوینگی یقین ہو وہ بھی یہی فرماوینگی کہ شمعرو کو ہمارے حوالے کرو
مگر مین کسی کا کہنا نہ مانونگی اس نظر کردہ سامری کو مثل جان کے رکھونگی اسکی
ایسی قدر کرونگی کہ شاہزادیون کو رشک ہو گلگون پوش نے کہا بوا جو خوشی
تمھاری غرض سب سے باتین کرتے ہوے جاتے ہین کر اور چند تخت تاجدار دیکھے
انسے سب کو خواجہ نے گا نا سنا یا مرو تو بس گئے ایک ایک بحسرت جمال شمعرو
کو دیکھ رہا ہی ہر ایک کہتا ہو کہ شمعرو نے کیا رتبہ پایا ہو حقیقت مین قدرت
ایسپر مہربان ہوے کچھ بات خوبصورت نہین ہو مگر قدرت کی نگاہ پڑگئی کسی کو
مصلحت خداوند مین کیا دخل ہو جو مناسب جانتے ہین وہی تقدیر کرتے ہین کنیز
نشترن کا یہ رتبہ کیا عجب کیا ہو کہ شب کو بھی اسکے پاس آدین اور نور قدرت اسکے
پیٹ مین آتارین صاحبو اگر یہ حاملہ ہوگی تو جو لڑکا ہوگا اُسی کو خداوند کرینگے ولیعہد
اُسکا نام ہوگا دس بارہ تاجدار چند شاہزادیان تخت ہاے زرین پر سوار تخت
نشترن کو گھیرے ہوے ہر شخص یہی چاہتا ہی کہ شمعرو ہمارے ساتھ ہو جاے اور
ہر ایک کا قول ہو کہ آج کا جلسہ بھی یادگار رہیگا سب تاجدار طلب ہوے ہین
قدرت بھی [illegible] ہونگے [illegible] دینگے ہم سب سے صلاح کرینگے ہم لوگ یہی کہین گے کہ

خداوند اب طلسم نوخیز کو چھوڑ دیجیے اور کسی ملک مین چلکر خدائی کیجیے جہان جائیے گا معتقد
جمع ہو جاوینگے اب یہ طلسم نہ بچیگا ہرچند کہ شہباز نے طبل امان بجوا کر اپنی جان بچائی ہو
لیکن طلسم کشا خواہان ہین کہ شہباز کو قتل کرون لوح طلسمی پاس موجود ہو کل احکام
بتائیگی کون صورت ہو کہ شہباز کی جان بچے اِس سے بہتر یہی ہو کہ جو تاجدار باقی
ہین اُن سب کو ساتھ لیکر نکل چلیے اور مقام پر چلکر شان خدائی ظاہر کیجیے شمعرو نے
کہا صاحبو ناحق کو یہ باتین بناتے ہو قدرت نے مجھسے کہا تھا کہ ای شمعرو اب تجھی کو
منتظم طلسم کرینگے جو تیری اطاعت نہ کرے اُسکو طلسم سے نکال دینگے جسقدر شاہزادیان
صحبت مین ہین اُن سب کی تو افسر ہو دیکھیے آج محفل مین کیا ذکر ہو مگر صاحبو قدرت
کے سامنے ذکر نہ کرنا کہ شمعرو کو نظر کردہ کیا ہو قدرت شرمائین گے بلکہ انکار کرینگے
جو اُنکے خیال مین ہوگا وہی کرینگے کسی کا کہنا قبول نہ کرینگے اور یہ بھی فرماتے تھے کہ
کتاب سوانحات کو منسوخ کر دیا اب نئے احکام جاری ہونگے کوئی جادوگر ایسا
آئیگا کہ لوح وغیرہ چھین لیگا اور سب مسلمانون کو قتل کریگا مسلمانون کا اِس طلسم
پر قبضہ نہ ہوگا ارشاد قدرت مین فرق نہ پڑیگا سب تاجدار کہتے ہین صاحبو شمعرو
سچ کہتی ہو اگر قدرت کے سامنے ذکر ہوگا تو ضرور شرما دینگے عمرو نے سب کو منع
کر دیا کہ فقط یہی کہنا کہ شمعرو کا گانا سنیے یہ ذکر نہ کرنا کہ یہ نظر کردہ ہوئی قدرت ضرور
شرما دینگے تم سب سے آنکھین چھپا دینگے دس بارہ تاجدار چند شاہزادیان گرد تخت
نسترن ہجلی جا رہی ہین اور خواجہ بصورت شمعرو باتین بنا رہے ہین مگر حیران
ہین کہ ای عمرو آج اتنا بڑا جلسہ ہو دیکھیے وہان کیا گذرے کیونکر رنگ جمے اگر بن
پڑے تو آج جمشید کو پکڑ لو اور زنبیل کی اُنکو سیر کراؤ اور سامنے حمزہ کے اُنکو تم
گرفتار کرکے لیجاؤ وہ صاحب اسم اعظم ہین کیا عجب ہو کہ اُسکو قتل کر سکین طلسم کشا
تو مرحلہ جات پر ہین مگر اُسکا قتل اُنھین کے ہاتھ پر موقوف ہو اُنکو ڈھونڈھ لونگا
یہ سوچ ہی رہے تھے کہ سامنے سے روشنی معلوم ہوئی دیکھا کہ ایک باغ وسیع گرد اُسکے
بارگاہین استادہ ہین لاکھون جادوگر پھر رہے ہین ہر طرف یہی ہلڑ ہو کہ آج قدرت

بھی آرہینگے چند تاجدار برائے استقبال آئے اور گلفام تاجدار و یاقوت تاجدار و الماس تاجدار وغیرہ کو لیکر باغ مین داخل ہوئے سب تاجدار جمع ہین خواجہ بھی اُس محفل مین آئے دیکھا محفل بڑی ہو گئی ہے تاجدار و شاہزادیان جمع ہین بیچ مین مسند بچھی ہے آپس مین صلاحین ہو رہی ہین کہ کیونکر بار و قدرت کو کیا صلاح دین اگر قدرت طلسم سے نکل گئے تو مسلمان قبضہ کر لینگے پھر ہم لوگ اس طلسم مین نہ آسکین گے ایک مرتبہ توجہ کر ایسی جنگ کرو کہ مسلمانون کے دانت کھٹے کر دو مگر بادشاہ جمجاہ کے ساتھ میثاق کوہ گردان و بہار اعجاز بیان و سردار حسینان وغیرہ وہ ساحر جمع ہین کہ جنکے سحر کا کوئی جواب نہین دے سکتا اگر قدرت اقرار کرین کہ ان سب ساحرون کو ہم روک لین گے تو اور کیبکی کیا حقیقت ہے خواجہ خاموش ہین مگر سوچ رہے ہین کہ خواجہ کیا کرون ہزارہا تاجدار ہین ان سب کو بیہوش کرنا بھلا کیونکر ہوگا سب تاجدار کہہ رہے ہین کہ ای شمرو تمکو بڑا مرتبہ ملا ہم سب تمہارے گانے کے مشتاق ہین اگر مناسب ہو تو کچھ گاؤ عمرو نے کہا ابھی شمرو قدرت کو تو آلینے دو پھر گانے کا تار باندھونگی گر دہرے سب راگ حاضر ہین راگنیان بن ٹھن کے آئی ہین مجھسے اشارے کر رہی ہین کہ ای شمرو ہمکو ضرور بلانا ہم اپنے اپنے رنگ جمائین گے سب کو محظوظ کرینگے مگر وقت کی چیز گا نا اگو ن کو دیکھ لو سب اسی وجہ سے حاضر ہین کہ آپ جسکا نام لین وہ راگ خود حاضر ہو ہین کسی سے باہر نہین ہون وہ رنگ جماؤن کہ تم لوگ یہ کہو کہ ایسا گانا کبھی نہین سُنا سب تاجدار خوش و محظوظ بیٹھے ہین کہ گانے کی آواز آئی کہ چند خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہے ہین نظم

کوہکن مرگیا ٹکرا کے جو سر پتھر سے	سوزش غم سے نکلتے ہین شرر پتھر سے
شیشۂ دل کو مرے توڑ کے پروا نہ ہوئی	ان بتون کے بخدا کیا ہین جگر پتھر سے
سوز پنہان کی یہ تاثیر ہوا ای جان جہان	دل سے تو آہین نکلتی ہین شرر پتھر سے
دل سنو بنکی مرے انھین جو شباہت پائی	اُس ستمگار نے لیوائے گھر پتھر سے

نسب لو اُڑا دو اہل سخن بس جو کہتے ہیں کہیں	ہین تو دونگا کبھی تشبیہ مگر پتھر سے
لو پہ پانی ہیں زبان دست سمجھانے کو	سر نہ ٹکرا سے کہین بار دگر پتھر سے
اک ریزہ دل کی طرح لعل نہ سے ہستے ہیں	اُسکے کوچے مین ہین بیقدر گہر پتھر سے
تخت جان ہان زبان ہیں نہیں خوف مجھ کو پیا	تو چھری تیز جو کرتا ہو تو کر پتھر سے
پھر نہیں دولت دنیا کی تمنا ہی ہنر بہ	اپنی نظرون مین ہین سب لعل و گہر پتھر سے

سب بیٹھے تھے کہ دیکھا کہ ایک ابر گرجتا چنگھاڑ مارتا ہوا چلا آتا ہے اور راگ کی ابر سے آواز گانے کی
آ رہی ہے شمعرو نے کہا صاحبو تم سمجھے کہ یہ کیا معرکہ ہے وہ شاہزادیان جو خدمت قدرت مین
رہتی ہین یقین ہے کہ وہ آتی ہون سب نے کہا اے شمعرو ٹھیک کہا خوب تمنے کلام کو
روشن کیا کہ وہ ابر باغ پر آکر پھٹا سب نے دیکھا حقیقت مین چالیس پچاس شہزادیان
ایک تخت پر سوار ڈھول بج رہا ہے وہ سب شاہزادیان گاتی ہوئی آتی ہین سبنے
اُنکا استقبال کیا اور شاہزادیان بھی آکر اُترین ایک طرف آکر ٹھہرین دو پہر رات
گذر چکی ہے کہ ایک ابر سرخ پیدا ہوا بڑے قہر و غضب سے ابر آتا ہے سب نے دیکھا
کہ کئی سو طائر وغیرہ سرخ زیر ابر پرے سے پر ملائے ہوئے چہکارتے آرہے ہین
وہ شاہزادیان جو گاتی ہوئی آئی ہین اُنھون نے کہا صاحبو ہوشیار ہو جاؤ
قدرت کی آمد ہے وہ ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا جمشید ثانی تاج زر و سر پر رکھے
ہوئے گرد چند کنیزین جیسے ہی جمشید نے سب کو دیکھا سب تاجدار اپنے اپنے مقام
سے اُٹھے جھک جھک کے سجدے کرنے لگے جمشید کا تخت بروئے زمین آیا سب
تاجدار جمشید کو ساتھ لیکر بارگاہون مین آئے جمشید آکر تخت پر بیٹھا تاجدارون
سے کہا ایہا الحاضرین سوچو تو کیا کرون نوشتۂ قدیم کو مٹایا احکام تورو شن کیا
اب تم سب کی کیا صلاح ہے سب نے کہا یا خداوند ہم سب کی تو یہ راے ہے کہ ہم
سب جمع ہو کر آوین اور مسلمانون سے جمکر جنگ کرین چند ساحر جو نامی ہین
اُنکو آپ روکیے پھر ہم سب سے سمجھ لین گے مسلمانون کو مہلت نہ دیجیے ایسی
جنگ کرین کہ مسلمان دنگ ہو جاوین مگر عیّاق کو وہ گردان رہے اور اعجاز بیان

دسرور حسینان وغیرہ کو آپ روکیے پھر ہم سمجھ لین گے آج ہم لوگون کی تقدیر
نے رسائی کی کہ یہ جلسہ عشرت خیز آراستہ ہوا اور آپ تشریف رکھتے ہین عیش و
عیش کیجیے بعد اُسکے جیسا فرمائیے گا وہ بجا لا دینگے طلسم کو نہ چھوڑین گے یہ ذکر تھا
کہ لکہ ابر سیاہ پیدا ہوا سب نے دیکھا کہ ایک جادوگر تخت پر سوار ایک قفس آگے
رکھا ہوا اُس قفس مین مشک افشان جادو زبان مین سوزن گرفتار رنج و
محن سر جھکائے بیٹھی ہے اور وہ جادوگر کہتا ہوا کہ اے افسر حسینان مجھکو غلامی مین
قبول کرو کل مسلمانون کو درہم و برہم کرونگا جسطرح تمکو اُٹھا لایا اسی طرح سے
سب کو اُٹھا لاؤنگا مشک افشان آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے بیٹھی ہے
کچھ جواب نہین دیتی کہتی ہے کہ او بیحیا اب سامنے دربار خداوندی ہے دیکھین وہ
بیحیا کیا کہتا ہے ہر وقت تقریرین جدید کرتا ہے یکتائی پر مرتا ہے اُسی کا تو یہ انجام ہوا
کہ چہار طرف سے بلوہ ہے جان بچاتا پھرتا ہے مگر جان نہ بچیگی سامری و جمشید سب
حال کتاب مین لکھ گئے ہین جمشید ثانی کہتا ہے کہ مین کتاب کو منسوخ کر چکا ذرا
تصور کرو اُسی کتاب کے احکام ہو رہے ہین جو جو کچھ لکھ گئے ہین وہی ہوگا کہ
جمشید نے کہا ہان صاحبو اشتقال جادو کا استقبال کرو معشوقۂ قدرت کو لایا
اشتقال نے سامنے لا کر قفس مشک افشان رکھدیا کہا یا خداوند جب جنگ
بڑی بلوہ ہو رہا تھا مین اُس جنگ سے اُسکو اُٹھا لایا مگر طلسم کشا پر مائل ہے کہتی ہے
مجھے قتل کرو وصل کا نام نہ لو دو دن مجھکو گذرے ہین کہ آب و دانہ ترک ہوا اُسکو
بہر اُسکے سمجھانے مین گذرے تاہم بحث مین طلسم کشا کی چرچہ ہو رہی ہے جسوقت سمجھایا
ایک ہی قول زبان پر ہے کہ مجھے قتل کر ڈالو مگر میری آبرو کا نام نہ لو جمشید نے کہا
اے اشتقال اطلق سوار تمنے اپنے واسطے سمجھایا اب میرے واسطے سمجھاؤ اشتقال
نے کہا اے خداوند ایسا نہ فرمائیے میری اسپر جان جاتی ہے اگر اسکا وصل حاصل
نہو گا تو اپنی جان دیدونگا زندہ نہ رہونگا جمشید نے کہا او بیحیا او گو قدرت کے
سامنے ایسی باتین کرتا ہے ہان صاحبو تم لوگ سمجھاؤ کہو کہ اے مشک افشان

قدرت تجھکو سرفراز کرینگے جتنے اہل طلسم ہین سب تجھکو سجدہ کرینگے خدائی مشہور ہوگی
او قدرت وعدہ کرتے ہین کہ جو تم تقدیر کروگی وہی تقدیر مین بھی کرونگا یہ طلسم بھی از
سرنو آباد ہوگا ساحر دل شاد ہوا اگر خوش ہوجاؤن تو وہ تقدیر کرون کہ جسکو کوئی نہ
مٹا سکے ہرچند کہ مسلمانون نے ارادہ کیے در بند فتح کرلیے مگر اب بھی کئی سو ملک
باقی ہین کہ جنکے حاکم یہان حاضر ہین جب یہ سب ملکر حملہ کرینگے تو کون روک سکیگا یقین ہی
کہ طلسم کشا لوح کو پھینک دین اور ماہ دولت سے عذر کرین کہ جو گذرا سو گذرا اب
معاف فرمایئے جمشید یہی کہہ رہا تھا کہ چند تاجدار اُٹھے عرض کی یا خداوند کیا خوب
آپ نے تجویز کیا مگر مشک افشان نہین مانتی یہی کہتی ہو کہ چاہے مجھکو قتل کرو مین
تمہارے جمال کی مشتاق ہون مبتلائے رنج و فراق ہون جمشید نے کہا اے اشتغال
تو نہین سمجھاتا اشتغال نے کہا یا خداوند مین زبان سے کیونکر نکالون کہ اے مشک افشان
قدرت کو قبول کر وہ میری زبان سے نہین نکلتا جمشید نے جھلا کر کہا او نا منصف
اسکا خیال نہین کرتا کہ جب قدرت اپنی معشوقہ کو پہلو مین بٹھائینگے تجھکو اور ملکون پر حاکم
کرینگے معشوقہ پریزاد دینگے اشتغال نے کہا یا خداوند میرے اور آپ کے ملال
ہوگا اس معشوقہ کا ذکر نہ کیجیے میرا ارادہ تھا کہ مین محفل مین نہ جاؤن مگر آپ نے
نامے مین لکھا تھا کہ اس صلاح کے بعد صلاح نہ ہوگی جو نہ آئیگا وہ بہت پچھتائیگا
اسوجہ سے مین حاضر ہوا آپ ایسا ارشاد فرماتے ہین مین اب جاتا ہون اور نقش
ملک لیے جاتا ہون اگر یہ نہ مانیگی تو ایک جلسہ قرار دونگا اُس مین شاہزادیون کو
جمع کرونگا اُن سب کے سامنے پہلے اسکو قتل کرونگا پھر اپنی بھی جان دونگا جمشید
نے کہا او نا ہنجار بدکردار ہمارے کہنے کے خلاف کرتا ہو فرشتگان عذاب کو حکم
دون کہ تجھکو جہنم مین ڈالدین اور گرز ہائے آتشین سے تیری خاطر کرین اشتغال نے
نقش پر ہاتھ ڈالا کہ لیکر نکلجاؤن جمشید نے منع کیا کہ او اشتغال تو نہین مانتا ہی
ماہ دولت اس معشوقہ سے ہاتھ نہ اُٹھاوینگے اشتغال نے کہا یا خداوند مین ہرگز
نہ مانونگا معشوقہ کو نہ دونگا جمشید نے جھلا کر کہا کہ او آتش افروز اسکو جلا کے

خاک کر پھر مین زندہ کرونگا ایک شعلہ بھڑک کر آسمان سے گرا کہ اشتقال جلکر خاک
ہوا تمام اہل محفل کانپ گئے کہتے تھے یار و غضب خداوندی سے ڈرنا چاہیے جمشید
اول انکو وراثت اپنی دے گئے ہین جمشید نے حکم دیا کہ لاش اسکی اٹھا کر پھینکدو
ملازمون نے لاشہ اشتقال کا اٹھا کر جنگل مین پھینکدیا جمشید نے قفس اٹھا کر سامنے
مسند کے رکھ لیا کہا او مشک افشان کیا قدرت سعد شہریار سے بڑے ہین
دیکھو اتنی شاہزادیان خدمت مین رہتی ہین اور سب سرفراز ہوتی ہین جو بدنصیب
ہین وہ اپنی تقدیر کو روتی ہین تم مجھکو قبول کرو مشک افشان نے کہا کہ یا خداوند
آج اس باغ مین آگ برسیگی اور زمین تلے اوپر ہو گی یقین ہے میرے وارث
میرے واسطے کد و کوشش کرینگے ان باتون پر جمشید اور جلگیا کہا صاحبو سنتے ہو
سعد کی محبت پر اسکو بڑا گھمنڈ ہے کیا مجال ہے کہ اس صحبت مین کوئی آسکے کہ شمعرو
اپنے مقام سے تڑپ کر اٹھی اور سامنے جمشید کے آئی کہا قدرت نے مجھکو پہچانا
حقیقت مین آپ نے مجھکو بڑا مرتبہ دیا آسمان پر بلا بھیجا مین قریب پردے کے
پہونچی کیا کیا کہ اسمین دیکھین بڑے بڑے فرشتے پھر رہے تھے ہر ایک کا یہی قول
تھا کہ قدرت نے ہمکو سرفراز کیا ہے ہم سب عبادت کیا کرتے ہین بعض دریا پر قائم
ہین بعض جنگلون مین رہتے ہین قدرت کو یاد کیا کرتے ہین ان باتون پر جمشید
بہت خوش ہوا کہا او نازنین کیا چاہتی ہے کہ تجھکو سرفراز کرون اور مشک افشان
کو جلادون کیون مشک افشان جلنا قبول ہے اور ہمین نہین قبول کرتی ہو
مشک افشان نے کہا تیری کیا مجال ہے کہ مجھکو جلائے کہ شمعرو نے پلٹ کر قفس
پر ہاتھ رکھا اور اشارے سے کہا کہ نہ گھبرانا مین آپہونچا تمکو رہا کرونگا کسکی
مجال ہے کہ تمکو روکے مشک افشان خوش ہو گئی جی مین کہتی ہے کہ میرا دعوی
تخت نشین ہوا کہ عمرو مجھسے پیشتر آگیا شمعرو نے عرض کی کہ یا خداوند پھر آسمان
پر جاؤنگی اور بہشت کی سیر کرونگی جہنم نہ دکھائیے گا ورنہ اسکی ہیبت سے مین
مرجاؤنگی وہ شعلے اٹھتے ہین کہ فرشتے کہتے ہین ان شعلون کی گرمی ستر ہزار برس کی

راہ تک پہونچتی ہی کون اِس سے بچ سکتا ہی بڑے بڑے دعویدار بڑے ہوے مثل ہیزم خشک جل رہے ہین کوئی اُنکی خبر بھی نہین لیتا فرعون و نمرود یہ کس طرح آگ مین پڑے ہین یا خداوند مین نے سب کو دیکھا سب توبہ توبہ کر رہے ہین فرشتے آتشین گرز مارتے ہین اور کہتے ہین کہ او بیحیاؤ تمنے دعویٰ خدائی کیا تھا اُسکا نتیجہ دیکھا کہ آتش جہنم مین جل رہے ہو مرکر زمین مین ہڈیان تک توتیا سے سرمہ ہوجاتی ہین اب کنیز کا گانا سنیئے اور اشارے سے کہا کہ یا خداوند مہ شکست افشان کو مین راضی کرونگی قدرت بہت خوش ہونگے جمشید باتون پر شمعرو کی ہنس پڑا سب نے کہا یا خداوند شمعرو کا گانا سنیئے حقیقت مین یہ کامل و اکمل ہی دل اسکی آواز پر شیدا ہی اسکے لحن سے عجب تکلف پیدا ہی جمشید نے اشارہ کیا خواجہ بیچ مین بیٹھے مگر گھبرا رہے ہین کہ ایسا نہ ہو کوئی ساحر خیال کرلے اور مجھکو گرفتار کرے تو کیسی مصیبت ہی ہر ایک کو بنگاہ غور دیکھ رہے ہین سازندون نے ساز ملائے خواجہ نے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

گلرخون کے ہجر مین کرتا ہون شیون ای صبا
کسطرح مجھکو خوش آئے سیر گلشن ای صبا

آمد آمد کس شہ خوبان کی ہی کھلتا نہین
آج جو آراستہ ہی صحن گلشن ای صبا

پھر بہار آئی گریبان وحشیونکے پھٹ گئے
چاک تو بھی کر قبائے گل کا دامن ای صبا

باغ مین دیکھے جو اُس گل کے مسی آلیدہ لب
کیا کہون مین کسقدر شرمائی سوسن ای صبا

بارش اشک عنادل نے کیا شاداب سے
دیکھنا ہی کسقدر سرسبز گلشن ای صبا

میکشون کو دے مبارکباد پھر آئی بہار
آج کچھ بدلا ہوا ہی رنگ گلشن ای صبا

کیا خزان گلزار مین آئیگی جائیگی بہار
بلبلین گلشن مین کیون کرتی ہین شیون ای صبا

مستی ہوشون پر لگائی ہی جو میرے یار نے
مبہوت ہین اُسکے گرد مین برگ سوسن ای صبا

دیکھ لے بدلے گلونکے جابجا کانٹونکے ڈھیر
ہین خزان کے ہاتھ سے برباد گلشن ای صبا

جھومتا ہی جو شجر آئی ہی مستانہ بہار
ٹپکا پڑتا ہی رُخ ہر گل سے جوبن ای صبا

خاک تو کیونکر اڑائیگی محافظ ہین ملک
کربلا کی ہی زمین سطوت کا مدفن ای صبا

اس رنگ سے خواجہ یہ اشعار گا رہے ہیں اور جمشید کی تعریفین کرتے جاتے ہین
کہ آپ کی خدائی خدا سے گذشتہ سے بہتر ہی جو آپ نے انتظام کیے وہ اُس نے نہیں
کیے تھے ایسے فرشتے دیکھیے کہ پانؤن اُنکے تحت الثریٰ پر اور سر اُنکے آسمان پر ہے
کتاب میں دیکھا کہ جمشید مردود کے وقت میں یہ فرشتے نہ تھے فرشتے خود اقبال کرتے
ہین کہ ہم اِس زمانے میں پیدا ہوے قدرت نے بڑی مشکل سے بنائے ہین
ہم لوگ نگہبان دنیا ہین جمشید شاد ہو رہا ہی خود کہنے لگا کہ تو ہماری نظر کردہ ہی
ہم تجھکو بہشت کا تماشا دکھائینگے وہان کے لوگون سے حکم کر دینگے کہ شمعرو
کو نہ روکنا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی اور پھول برسنے لگے جمشید ثانی نے کہا
گلفشان تاجدار آتا ہی اے شمعرو ٹھہر جاؤ جب یہ آکر بیٹھ لے تب یہ کرامتین بیان
کرنا شمعرو کبھی زانو پر جمشید کے ہاتھ رکھدیتی ہی کبھی ہنستی ہی کہ یا خداوند آپ کہان
گئے تھے مغرب میں پہاڑ ہی اُسپر جاکر پہونچے ایک جانور کہ وہان پیاسا تھا آپنے
اُسکو پانی پلایا مصیبت سے بچایا اور پھر یہان چلے آئے کہ وہ ابر بیٹھا اور ایک ساحر
پھولون کے دریا مین ڈوبا ہوا آکر پہونچا عمرو کو بہ نگاہ غور دیکھنے لگا اور کہا
یا خداوند یہ کون ہی جمشید نے کہا منظور نظر خداوند ہی ابھی مین کوہ مغرب پر
گیا تھا شمعرو نے دیکھا اور کسی کو نہین معلوم دیا ایک طائر وہان پیاسا تھا
مین نے اُسکو پانی پلایا پھر جو اُسکی آنکھ کھلی تو اُسنے مجھکو ایسے مقام پر پایا جسنے
اُسکی آنکھ سے پردے اُٹھا دیے ہین اُس جادوگر نے کہا کہ اے خداوند ذرا اپنے
ہوش میں آیے بہت نہ گھبرایئے یہ عمرو عیار ہی عمرو گھبرا کر اُٹھا کہ یا خداوند مین
اب جاتی ہون مجھکو اسنے عمرو کہا وہ ساحر کہ رہا ہی کہ یا خداوند اِسکو جانے نہ دیجیے
یہ بھاگ جائیگا عمرو نے ایک جست کی دور جاکر گرا گلیم اوڑھ لی جمشید نے کہا
او نادان تو نے میری معشوقہ کو کھویا گلفشان نے کہا یا خداوند وہ معشوقہ
نہ تھی جال و طلسم تھا کیسے کیسے ساحر اُسکے ہاتھ سے مارے گئے غلام رخصت ہوتا
ہی فقط یہی کہنے آیا تھا ہر چند جمشید نے کہا اور جادوگر بھی بجد ہوے مگر گلفشان

نظرا اُسی طرح ابر مین مخفی ہوکر روانہ ہوگیا کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ یا خداوند
زمان بھی آؤن کہ آپ کو فرحت ہو اہل دربار کو حیرت ہو سب نے یہ آواز سُنی لیکن
جمشید نے پکار کر کہا کہ آؤ سب نے پوچھا کہ یا خداوند یہ کسنے آواز دی جمشید نے
کہا کہ ظاہر ہوجائیگا کہ یکایک ایک دناٹا ہوا سامنے ایک نخل کلان تھا اُس سے
شعلے گرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے سب نے سُنا کہ اُسی درخت سے چھم چھماہٹ
کی آواز آئی اب جو دیکھا تو ایک پریزاد پریا قوت احمر کے بازوون پر لباس
سرو نگار تاج یاقوت احمر سر پر ہاتھ مین ایک ڈالی اُس مین عمدہ میوے رکھے
ہوئے کہ اُن میوون کو دیکھکر یہی دل چاہتا ہو کہ دیکھا ہی کرین خرامان بصد
ناز و انداز جھومتی چلی آتی ہو قریب مسند کے آکر اُس نے جمشید کو سجدہ کیا کہا یا
خداوند آپ کی خدائی کا شہرہ پردۂ قاف مین ہو سب دیوزاد و پریزاد آپ ہی کو
سجدہ کرتے ہین کوہ گلگون جو مشہور ہو جس پہاڑ مین رئیس الشیاطین کی تصویر
ہو وہان ایک دن اشتہار ہوا کہ خداوند جمشید ثانی آوینگے اور تصویر شیطان کو توڑینگے
ہم سب دیوزاد و پریزاد آکر جمع ہوئے بعد تھوڑی دیر کے آسمان پر برق چمکی اور
آپ آئے کئی ہزار فرشتے آپ کے ساتھ تھے کہ جنکے ہاتھ زمین پر سر آسمان سے
ملے ہوئے کوئی سجدہ کرتا تھا کوئی جھکا ہوا کھڑا تھا کوئی آپ کا نام جپتا تھا آپ
درہ کوہ مین گھس گئے دیر تک تین چین کی آواز آئی سننے والے کہتے تھے کہ
معلوم ہوتا ہو آج دیر مین سور لڑ رہے ہین بعد تھوڑی دیر کے آپ برآمد ہوئے
دریائے خون مین نہائے ہوئے سر شیطان کا ہاتھ مین پکار کر فرشتون نے
آواز دی کہ لو صاحبو مبارک ہو شیطان مارا گیا اب پلٹ چلو یہ سُنکر سبکے سب
دیوزاد و پریزاد نے سجدہ کیا اُس دن سے آپ کی خدائی جاری ہو کوئی بھی
شیطان کا نام نہین لیتا میرا ایک باغ سیب تھا کہ اُسی پر میری وجہ معاش
تھی اتنے سیب ہوتے تھے کہ کل قاف کے دیوزاد آکر خریدتے تھے ایک زمانہ
مین ایسی گرم ہوا چلی کہ باغ میرا خشک ہوگیا مین کوہ سیاہ پر گئی اور زندرمانی

کہا خداوندا اگر یہ باغ بھر پھرا ہوا اور پھل لادے تو مین قدرت کے پاس لیجاؤنگی
انکو اپنے ہاتھ سے یہ پھل کھلاؤنگی جمشید قہقہہ مار کر ہنسا ایکبارگی کہا صاحبو تمنے
ہمارے کمالات سُنے کہ کیا کیا رنگ مین جہان جہان یہ باطل لوگ خدائیان کرتے
ہین انکو جا کر مارا اور خلقت کو معتقد کیا دیکھو یہ دُو قات کا قصہ سُنا شدا دو نمرود
کو بھی مٹایا اُنکا بھی دل دکھایا سب جھک جھک کر سجدے کرنے لگے اور کہتے تھے
کہ یا خداوند آج آپ کی بڑی کرامت ظاہر ہوئی کہ پریزاد نذر مانگر آئی پریزاد نے
ڈالی مین سے سیب نکالا اور اُسکی قاش کاٹی طرف جمشید کے اشارہ کیا جمشید
نے منہ کھولدیا وہ قاش سیب منہ مین جمشید کے دی وہ عورتین کہ جو جمشید کے
ساتھ رہتی ہین اور رنگا یا کرتی ہین وہ یہ حال سُنکر ہنس رہی ہین اور آپس مین کہتی ہین
کہ یہ پریزاد جھوٹی ہو قدرت کس دن سے ہم لوگون سے جدا نہین ہوے اگر
جاتے تو ہمسے کہکر جاتے ایک نے کہا بوا چپ رہو قدرت کا رنگ جمتا ہو لیکن
اُس پریزاد نے جمشید کو سیب کھلا کر ہاتھ بڑھایا کہا آپ لوگ بھی تناول فرماوین
مین نے نذر مانی ہو یہی مانا تھا کہ قدرت کے ساتھ والون کو بھی کھلاؤنگی تب
مجھے آرام ہوگا ابکی سال وہ باغ اِسقدر پھلا اور اِسقدر سیب لگے کہ ہم ہیر
ہو گئے غرض اُس پریزاد نے ایک ایک قاش سب کو کھلائی جسنے وہ قاش منہ
مین رکھی خوش ہو گیا جمشید بھی مبہوت بیٹھا ہو خواجہ بشکل پریزاد باتین بناتے
ہین جمشید کہتا ہو اس پریزاد نے سب حالات خدائی کے دیکھے ہین جو جو بیان
کر رہی ہو یہ سب سچ ہو حقیقت مین قدرت نے جتنے عجائب وغرائب ہین وہ سب
آسمان پر بنا دیے ہین زمین کے عجائب اور طرح کے ہین بڑے بڑے جنگل بڑے
بڑے صحرا پانی لا انتہا جسکو سمندر کہتے ہین اور آسمانون پر چاند و سورج اور
ستارے ایسے ایک ستارہ اِتنا بڑا ہو کہ اگر زمین پر گرے تو تمام روے زمین
کو ڈھانپ لے یہ بھی قدرت کی جلوہ نمائی ہو زمین کی آدمیون نے رعنائی ہو آسمان کی ستارون
زیبائی ہو فرشتے ایسے پیدا کیے ہین کہ جنکا مثل ونظیر نہین اتنے اتنے بڑے قد ہین کہ

پالؤن زمین مین سر آسمان پر ایک پر مشرق مین ایک پر مغرب مین وہان فرشتونکی
ذات سے رونق ہی تم لوگ کیا جانو کہ کیون زمین کو اور طور سے آسمان کو
اور طریقے سے آراستہ کیا اگر یہ نہ کرتا تو پھر کیا کرتا سب نے کہا یا خداوند آپ بہت
بجا ارشاد فرماتے ہین حقیقت مین کوئی آپ کا سامنا نہین کر سکتا جمشید ثانی
اور پھول رہا ہو ان تعریفون پر آپکو پھول رہا ہی کہ تاجدارون مین دست درازی
ہونے لگی ایک نے ایک کا تاج اُچھال دیا دوسرے نے اُسکی گردن پکڑی بعض نے
تلوار کھینچی اور کہا کہ یا خداوند بچیے ایسا نہ ہو کہ آپ زخمی ہو جاوین لو کرامت کون
دکھائیگا یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھے طرف جمشید کے چلے جمشید یہ کہکر اُٹھا کہ تم
سب کو جلا دونگا خاک مین ملا دونگا سب نے کہا او بچیا تو دروغ گو ہی خلاف بکتا
جمشید جھپٹ کر چلا اسکا ارادہ ہوا کہ ان بادشاہون کو بپلٹون مگر بیہوشی نے
تاثیر کی کہ جمشید لڑکھڑا کر گرا اسپ شاہ بھی گرے اور سبکے سب بیہوش ہوئے خواجہ نے
اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران — مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون — زمانیکا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم — صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو — نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوونده جہانگرد طرار ہون — جہانگیر عالم کا عیار ہون

نعرہ کرکے عمرو نے سب کے پہلے مشک افشان کو قفس سے نکالا سوزن
زبان سے نکالی مشک افشان نے کہا خواجہ نکل چلو خواجہ نے کہا تم جاؤ
مین ابھی۔ رچار کوڑی کا روزگار کرونگا کیا اِس مخمل کو یون ہی چھوڑ دونگا تم رو کے
سامنے گواہی دینا کہ عمرو کا بخت کچھ زر کثیر صرف ہوا اگر کچھ انعام ملیگا تو تمھارا
احسان ہوگا مشک افشان نے کہا مین عرض کرونگی یہ کہکر مشک افشان تو
نکل گئی مگر خواجہ نے سب کے تاج لیے کسی کا لباس آتار لیا ایک ہنگامہ ڈالدیا

بسب کو قطار سے بٹھایا ہاتھوں مین اُنکے جوتیان دیدین اور ساری محفل کو
لوٹ لیا لباس تک نہین چھوڑے سازندون کو اُلٹا لٹکا دیا مگر دل مین
یہ خیال آیا کہ خواجہ اب نکلو جمشید کو ایک جوان کی شکل بنایا اور ایک
تاجدار کو ایک رنڈی کی شکل بناکر پہلو مین جمشید کے لٹا دیا خواجہ صحیح اور
سلامت نکل گئے نسترن کو بھی وہین چھوڑا خواجہ طرف لشکر کے روانہ ہوئے
یہان صحبت مین ایک تاجدار ہی کہ مغیث تاجدار اُسکا نام ہی شراب مین زہر
ملا ملا کر پیا کرتا ہی تب اُسکو نشہ ہوتا ہی کہ اِسکی آنکھ کھل گئی اور کچھ نشہ کم ہوا تو
اِسنے دیکھا کہ سب پڑے سو رہے ہین اور قدرت کے پہلو مین ایک رنڈی
لیٹی ہی ساری محفل خراب کچھ تاجدار سر برہنہ لباس ندارد حیران و پریشان
پڑے ہین بعض بیٹھے ہوئے حالت نشہ مین اُچک رہے ہین اور آپس مین
ٹھٹھولیان کر رہے ہین اور یہ شعر پڑھ رہے ہین بیت لڈو مین نہ پیڑون مین
نہ ادلون مین مزا ہی + جو مردو جورو کے ٹھٹھولون مین مزہ ہی + مغیث تاجدار
نے جو محفل کا یہ رنگ دیکھا گھبرا گیا کہ یہ کیا معرکہ ہی خواجہ نے پلٹ کر دیکھا کہ
ایک تاجدار بیدار ہوا تھا اُسنے سب کا حال دیکھکر پھر آنکھین بند کرلین راے
کہ رہا ہی کیا خواب پریشان دیکھا قدرت کو دیکھو کہ عورت کو لیے پڑے ہین
ساری خدائی بھول گئے مگر جمشید کی جو آنکھ کھلی اپنے پہلو مین ایک عورت کو
دیکھا کروٹ بدل کر چٹنے لگا وہ تاجدار حیران و پریشان ہوکر کہنے لگا یا خداوند
ہوش مین آئیے جو آپ ہین سو مین ہون میرے ہاتھ نہ لگائیے ایسا نہ ہو کہ
مین بھی نشہ جوانی سے بیدار ہوجاؤن جو لوگ کہ قطار سے بیٹھے تھے ہاتھ
اُٹھا کر چاہا کہ منھ پر ہاتھ پھیرین جوتی تڑسے پڑی جھلا کر کہا یہ پھبا جوتی مارکر
کیسا چپکا بیٹھ رہا اُسکو جوتی ماری اُسنے آنکھ کھولکر کہا سردربار جوتیان مارتا ہی
آپس مین جوتی چلنے لگی وہ جوان جو رنڈی بنا ہوا تھا وہ سامنے سے جمشید کے
بھاگا جمشید بھی اُسکے پیچھے دوڑا تاجدار کو پکڑ کر دے مارا تاجدار نے گھبرا کر کہا

کہ مین بھی مرد ہون جمشید نے حیران ہوکر کہا ارے تو کون ہو اُسنے اپنا نام بتایا جمشید
نے چھوڑ دیا اور پکار کر آواز دی کہ یا خداوند لات و منات آپ نے میری خدائی کو
دیکھا مین نے کتنی جلد عورت سے مرد بنا یا جمشید ایسی ایسی باتین نشے مین بکرہا ہی
چہار طرف کو ڈھونڈتا پھرتا ہی تاجدار دن مین جوتی چل رہی ہی باہر خادم خدمتگار وغیرہ
بلوہ کر رہے ہین کسی ساحر کا قول ہی کہ ہمارا عصا کیا ہوا ایک کہتا ہی تونے میری
ٹوپی اُتار لی دوسرا کہتا ہی بھائی مین تو خود بیہوش تھا جہانتک نگاہ کام کرتی ہی کل
جلسے کا یہی حال ہی کچھ لوگ باہر سے آئے کہ وقت پر صحبت مین نہ تھے بیہوشی سے
محروم رہے تھے اُنھون نے آکر جو سب کو اس پریشانی مین دیکھا پانی لاکر اُنکے منھ
دُھلائے تب وہ لوگ ہوش مین آئے جمشید نہایت شرمندہ ہو چلا کر کہا کیون
اے وسیع جادو تمنے اسی واسطے صحبت کی تھی کہ یہ حال ہو ایک کو ایک ذلیل
کرے قدرت ایسے پریشان ہون کہ رنڈی کے مقام پر تاجدار کو یاد مین شرمندہ
ہوجاوین جمشید نے کہا یارو یہ تو دیکھو کہ مشک افشان کہان گئی اور شمعرو
خواص کو دیکھو اور اُس پریزاد کا بھی پتہ لگاؤ کہ مجھکو معلوم ہو کہ یہ کیا سحر ہوا تھا
سب تاجدار اُٹھ اُٹھکر چلے ایک تاجدار کہ جیحون تاجدار اُسکا نام ہی جی مین کہتا ہی
ابھی زیادہ دو چار کوس نگئی ہوگی اگر راہ مین ملجاے تو گرفتار کروں مطلب حاصل
کرکے یہاں سے آؤنگا میرا جھوٹا قدرت پاوین شوق سے کھاوین یہ سوچتا ہوا
چلا مگر مشک افشان یہان سے نکلکر ایک پہاڑ پر ٹھہری ہی چہار جانب سر اُٹھا
اُٹھا کر دیکھ رہی ہی کہ لشکر اسلام مین کسطرف سے جاؤن کہ دور سے جیحون نے
دیکھا سوچا کہ اِسکو گرفتار کرون رہین سے سحر کرنے لگا مشک افشان نے خیال
کیا کہ کیا سحر کہ ہوا کہ پاؤن مین رعشہ آگیا ہاتھ بھی تھرا رہے ہین آنکھون سے کم
معلوم ہوتا ہی یہ سوچکر اُٹھی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوگئی جیحون تاجدار نے آکے
مشک افشان کو گرفتار کیا زبان مین سوزن دیکر ہوشیار کیا کہا کیون اے ملکہ
مشک افشان اب کہو کیا کہتی ہو میرے قبضے مین ہو اب نکل نہین سکتین بہتر ہی

کہ مجھکو قبول کرو جانتا ہون کہ تم ساحرہ زبردست ہو اگر نجات پاؤگی تو فساد ضرور برپا کروگی ابھی واسطے مین نے سوزن ویدی جیب سوزان زبان مین رہیگی تو سحر نکر سکوگی پھر اُسی مصیبت مین پھنسوگی یہ سوچا پشتارہ باندھا کاندھے پر لگا کے لے چلا مشک افشان یہی جواب دیتی تھی کہ ای جیحون اگر تو مجھپر ہزار بدعت کریگا مگر مین برضامندی نہ قبول کرینگی جیحون کہتا تھا ای مشک افشان اب تمھاری تو رہائی دشوار ہی یہ انکار آپ کا بیکار ہی مشک افشان نے کہا میرا تو عجب حال ہی کہ دل تڑپ رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی یہ سنکر جیحون جلگیا کہا بی مشک افشان اپنے ہوش مین آؤ انکار نکرو اچھتوراوپر آؤ مین قدرت سے رخصت ہوکر آیا ہون ایسا نہ ہو کوئی تاجدار آتا ہو اور دیکھ لے یا قدرت آجاوین تو باعث خرابی ہو مین قدرت کو کیا جواب دونگا اشتقال ایسے جادوگر کو مار لیا میری کیا حقیقت ہی ایسا نہ ہو کہ مجھپر غصہ کرین یہ ذکر تھا کہ ابر سرخ رنگ نمایان ہوا اور زیر ابر ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے جمشید اندر ابر کے منھ چھپاے ہوے کہ ریش فش ندارد مونچھون کا کہین نام نہین بھوین بالکل منڈی ہوئین وہین سے للکارا کہ او جیحون خبردار کوئی اور ارادہ نکرنا ورنہ مار ڈالونگا تجھے تجھکو ڈھونڈنے کو بھیجا تھا یا یہ حکم دیا تھا کہ اگر پا جانا تو جتھکر اپنا رنگ جمانا جیحون گھبرایا کہا ای مشک افشان لو غضب ہوا قدرت آگئے اب کیا کہون یہی عرض کرتا ہون کہ مشک افشان کو دیکھ پایا تھا چھپکر سحر کیا تب یہ گرفتار ہوئی اب ارادہ تھا کہ خدمت مین لیکر آؤن جمشید نے جواب دیا کہ ای جیحون تیرا وہ مرتبہ کرونگا کہ سب تاجدار رشک کرین اور ہر ایک کی زبان پر ہو کہ جیحون کو مرتبۂ اعلیٰ ملا کیون نہو قدرت نے سرفراز کیا ہی جیحون نے جواب دیا یا خداوند مین آپ کا تابعدار ہون جو میرے حق مین مناسب جانیے دیجیے مین اسی فکر مین تھا کہ کسیطرح بی مشک افشان کو لیکر آؤن مشک افشان کو راضی کر رہا تھا کہ قدرت سے انکار نکرنا بڑے مرتبے پاؤگی خدائی کہلاؤگی مگر یا خداوند وہ راہ پر نہین

آتی اپنی ہی کے جاتی ہی جمشید زمین پر آیا جیحون سے کہا کہ تم جاؤ مین ابھی آجاؤنگا
جیحون کوہ سے اُتر کر چلا مگر یاد مین محبوب کے یہ کہتا ہوا جاتا ہی بقول شاعر نظم

قدِ صنم جو بڑھا نورِ آفتاب گھٹا ۔ رخِ عروسِ فلک پہ ہوئی نقاب گھٹا
جو ایک گوشۂ دامن نچوڑ دون مین اپنا ۔ تو صورتِ کفِ دریا ہو آب آب گھٹا
یہ کسکے سوگ مین ہین گیسوئے صنم یارب ۔ برنگ دود جو کھاتی ہی پیچ و تاب گھٹا
کشش جو ابروے خمدار کی نظر آئی ۔ ہلال بنگیا دم مین یہ ماہتاب گھٹا
چمن مین بادہ کشی کا ہی قصد ساقی کا ۔ فلک پہ چھائے الٰہی کہین شتاب گھٹا
چلے شراب کہ موقع ہی بادہ خواری کا ۔ اٹھی ہی کعبے کی جانب سیاہ تاب گھٹا
صفائے عارضِ انور کو کھو دیا خط نے ۔ زمانۂ حسن کا اور نور کا شباب گھٹا

مگر جمشید ثانی مشک افشان کی منتین کر رہا ہی اور مشک افشان جواب
نہین دیتی سر جھکا لیتی ہی گھبرا کر کہتی ہی کہ یا خداوند قتل کیجیے مگر وصل کا نام نہ لیجیے
قضائے کار جیحون جو راہ مین جاتا تھا آنکھون سے آنسو جاری خواجہ ایک
درۂ کوہ مین بیٹھے تھے دیکھا کہ ایک تاجدار اُس جلسے کا روتا ہوا جاتا ہی خواجہ
نے ایک جادوگر کی شکل بنکر آواز دی کہ میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ یہ آواز
سُنکر جیحون ٹھہرا خواجہ درۂ کوہ سے نکلے جیحون کو بہ نظر غور دیکھا کہا حقیقت
مین یہ اُسی محفل مین کا تاجدار ہی قریب آکر کہا کیون میان تاجدار تم کیون اتنے
ملول و حزین ہو جیحون نے کہا بھائی کیا پوچھتے ہو قدرت کی زبردستی دیکھو
کہ معشوقہ کو چھین لیا مشک افشان جادو نہایت حسین و جمیل ہی آنکھون کے
نیچے سراپا پھر رہا ہی مگر طلسم کشا کیا صاحب نصیب ہی کہ ایسی شاہزادیان اُن پر
عاشق ہوتی ہین مین نے آکر پہاڑ پر گرفتار کیا راضی کر رہا تھا مگر وہ یادِ بادشاہ
مین مبہوت ہو رہی ہی مین جون جون کہتا تھا وہ انکار کرتی تھی کہ قدرت نے
مجھسے چھین لیا اپنی صورت تو دیکھین وہ انکو کب مانیگی جان دیگی مگر قبول نہ کریگی
عمرو نے پوچھا کہ وہ کوہ کہان ہی جیحون نے کہا وہ سامنے جو دکھائی دیتا ہی ابھی تو

اُسی پہاڑ پر بیٹھے ہین عمرو نے باتین کرتے کرتے جیحون کو بیہوش کیا کپڑے اُسکے
اُتار لیئے وہی کپڑے آپ پہنے تاج اُسکا سر پر رکھا جیحون کی شکل بنکر چلے جب
سامنے کوہ کے پہونچے تو جمشید نے کہا ای جان جہان وہ منتفی پھر آیا ہو دیکھیے
اب کیا کہے مگر جیحون پہاڑ پر چڑھ آیا جمشید کے قدمون پر گر پڑا کہا یا خداوند
مین آپ سے بمنت عرض کرتا ہون کہ معشوقہ کو مجھے دیدیجیے اور آپ جائیے بعد
ایک ہفتے کے اُسکو رضامند کرکے آپ کی خدمت مین لاؤنگا جمشید ثانی نے
جھڑک دیا کہا جا دور ہو پھر وہی جھگڑا لایا کیون پلٹ آیا کیا باعث ہوا آنے کا
جیحون نقلی نے کہا یا خداوند مین جاتا تھا کہ راہ مین قدرت کلان آئے مجھے
پوچھنے لگے مین نے درد دل بیان کیا کہ مین مشک افشان پر عاشق ہون
مگر قدرت نے چھین لیا ہی فرمایا کہ جاؤ ہمنے اُسکو سمجھا دیا ہی وہ دیدیگا جمشید نے
کہا مجھکو تو سمجھانے نہین آئے عمرو نے کہا تمھارے باپ بھی بڑے بیہودہ ہین
کہ مجھے تو یہ کہا اور تمھین خبر تک نہ کی مزاج مین بچپن ہی یا پیر نابالغ ہین جمشید نے
کہا ایسے ایسے نقرے انکو بہت آتے ہین بندے کو بھٹکا دیتے ہین اب جیحون تم
چلے جاؤ عمرو نے باتین کرتے کرتے کہا دیکھیے وہ خداوند کلان آئے سُن لیجیے کہ
کیا فرماتے ہین جمشید پلٹا عمرو نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیئے حباب مار کر
بیہوش کیا مشک افشان سے کہا کہ تم تو نکلجاؤ لشکر ہی مین جاکر ٹھہرنا مین انکو
زنبیل کی سیر کراتا ہون مشک افشان تو نکل گئی مگر خواجہ نے قصد کیا کہ اب
جمشید کو اُٹھا کر زنبیل مین رکھون کہ پہاڑ تھرّایا ایک جادوگر نے سر نکالا
اور پکار کر آواز دی کہ او عمرو یہ کیا ستم کرتا ہی قدرت پر نہ ہاتھ ڈالنا ورنہ یہ
کوہ کوہ آدمخوار کہلاتا ہی قدرت کا نگہبان ہی تجھکو کھا جائیگا عمرو نے کہا آپ کا
اِسم شریف اُس جادوگر نے کہا کوہان بن کوہ مین عرف سنگبار جادو بس بہتر
اسی مین ہی کہ بھاگ جا عمرو نے کہا پہاڑ نے منہ کھولا ہی تمھین کو نگلا چاہتا ہی
پشت پر دیکھو کون آیا سنگبار پلٹا عمرو نے جال مار کر چاہا کہ جمشید کو اُٹھا لون

اگر سنگبار نے سحر کیا کہ عمرو کے پانؤن پتھر مین غرق ہو گئے خواجہ لاکھ اٹھاتے ہین لیکن
نکل نہین سکتے سنگبار نے قریب آکر قصد کیا کہ عمرو کو قتل کرون عمرو بیقرار ہو کر
دعائین مانگنے لگا کہ ای معبود حقیقی داور رب تحقیقی اس آفت سے بچا لے اور اس
ظالم کی بدعت سے نجات دے نظم

چو نمود از حجاب جسم وجان آن جان جان صورت — شد از بے صورتی در عالم صورت عیان صورت
نماید آن مکین اندر مکان ولامکان صورت — نظر آید بہر جا اندر زمین و آسمان صورت
ز ہر نقشہ بہ دنیا تازہ و نقشہ میشود پیدا — ز ہر صورت بعالم تازہ میگردد عیان صورت
کہ از مہتاب تابان جلوہ گر ہنگام شب گردد — کہ از مہر درخشان روز بنماید ہمان صورت
ہر آن صورت کہ بدرد و پوش اندر پردہ وحدت — بروے کثرت آخر کار شد ظاہر ہمان صورت

قضائے کار مہتر برق فرنگی ایک جادوگر کو مار کر اُس جنگل مین بھاگا ہو کہ گذر اُسکا
اُس مقام پہ ہوا دور سے اسنے دیکھا کہ ایک جادوگر ابتادہ کو قتل کیا چاہتا ہو اور
جمشید ثانی بیہوش پڑا ہو ایک ساحر کی شکل نکر آواز دی کہ او جادوگر خبردار قتل
نکرنا مین آکر بتائے دیتا ہون یہ وہ شخص ہو کہ جسنے ملک کے ملک ویران کر دیے
سنگبار رُک گیا برق فرنگی جست وخیز کرتا ہوا اچپلا بالائے کوہ آیا دیکھا وہی ساحر
خنجر لیے کھڑا ہو برق نے کہا کیون بھائی اِسے کیونکر پایا سنگبار نے بیان کیا کہ اِسنے
میرے پہاڑ پر آکر قدرت کو بیہوش کیا اور ارادہ تھا کہ لے بھاگون مگر مین نے
سر نکالکر منع کیا تب اِسنے مجھکو بھی دھوکا دیا مین نے سحر کرکے اِسکو گرفتار کر لیا ہو
مین بھی جانتا ہون کہ یہ بلاے روزگار ہو قتل ساحران اسکا کار ہو لیکن مین اِسکو
قتل کرونگا برق نے کہا بھائی مین بھی اسیواسطے آیا کہ اِس ظالم کو قتل کرون مگر
یہ بہتر نہین اِسکو مکان پر لے چلو تنہائی مین اِس سے حال پوچھو کہ تو نے قدرت
کو کیونکر پایا اور وہ عورت کہان گئی اگر صاف صاف بتائے تو فبہا ورنہ اِسے
قتل کرو مگر یون قتل کرو کہ ایک دن اشتہار دو جب ہزارہا جادوگر آکر جمع ہون
تب اِسکو بہ عذاب الیم قتل کرین پہلے ہاتھ کاٹین پھر پانؤن قلم کرین جب تڑپے تب

سر کاٹ لین ہزارہا جادوگرون کا خون اِسکی گردن پر ہو اُس جادوگر نے کہا میرا مکان
دور ہو اِس پہاڑ پر سے میں آتا ہون تمھارے مکان پر لیچلون برق نے کہا
پہاڑ سے اُتر دو درۂ کوہ مین چلکر بیٹھو شراب پیین نشے مین اِسکو دق کرین اُسی حال
مین اِسکو قتل کر ڈالین سنگبار نے یہ قبول کیا طرف درۂ کوہ کے چلا لیکن برق
پہاڑ سے اُترکر بھاگا بھٹی پر سے شراب لایا ایک دمڑی کی کابلی بھی لیلی لاکر سامنے
رکھی سنگبار نے کہا بھائی شراب کہان سے لائے برق نے کہا سامنے بھٹی ہو
مجھکو بڑی خوشی ہو اِسکے ہاتھ سے میرے بھائی اور میرے باپ مارے گئے آج
اُن سب کا بدلہ لونگا برق نے جام لبریز کیا کہا لو بھائی پیو کر نشے مین اِسکا کام
تمام کرین اپنی سرہنگی کو یاد کرے کہ کیسے کیسے جادوگر بے بس کر کے مارے ہین
کتابون مین حالات لکھے ہین دمامہ جادو کا قتل ہو جانا کیا چھوٹی بات ہو پھر
ششمش کو مارا دریاے قلزم مین وہ چھپا تھا مگر یہ ظالم دریا مین پہونچا اور وہان
جاکر اُسکو پہچانا پانی سے نکالکر مارا زبرجد نگار کیسا تباہ ہوا ہفت دربند فرعون
کیسا بسا بسایا مقام تھا کیسے کیسے جادوگر نامی و نام آور ہر دربند پر بستے ہین ایکدن
میرا اُسطرف جو گذر ہوا وہ مقام ویران دیکھے کلیجہ منھ کو آگیا مگر آج اُن سب کی
روحین خوش ہونگی برق سے جام لیکر سنگبار نے پیا جیسے ہی شراب حلق سے
اُتری کہا بھائی صاحب اِس شراب مین کیا تھا کہ دل اندر سے کانپ رہا ہو اور
یہ معلوم ہوتا ہو کہ بدن مین آگ لگ گئی برق نے کہا شراب نوکشیدہ تھی اُسنے
گرمی کی ذرا اُٹھکر ٹہلو کہ نشہ کم ہو جائے برق نے جو یہ کہا سنگبار ٹہلنے لگا چند
قدم ہی راستہ طے کیا تھا کہ پانون لڑکھڑائے شمع کے بسمل گرا برق نے خنجر کھینچا اور اپنے
نام کا نعرہ کیا نعرۂ برق

مرا نام ہو برق خنجر گذار	کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار
رہ پیمائی مین ہین برق رفتار ہون	کہ کون مکار و غدار ہون
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے	ارسطوے ذی علم شاگرد ہو

	بہ زیر قدم غرب اور شرق ہے		چھلاوہ ہوں میں نام بھی برق ہے	

نعرہ کرکے برق نے خنجر مارا کہ سنگبار کے دو ٹکڑے ہوئے خواجہ نے رہائی پائی برق
تو بھاگا کہ استاد مکھلا پائے خواجہ طرف کوہ کے چلے مگر سنگبار کے مرنے کا جو ہنگامہ ہوا
جمشید کی آنکھ کھلی اپنے قریب کسی کو نہ پایا سوچا کہ باعث کرامت تھا کہ مجھکو عمرو نے
بیہوش کیا اور قتل نہ کر سکا او جمشید اب تجھپر کوئی ہاتھ نہیں ڈال سکتا میرے باپ
اور چچا یہ بھی تقدیر کر گئے ہیں کہ مجھکو کوئی قتل نہ کر سکیگا۔ یہ باتیں سوچکر جمشید کا اژدہا
نعرہ زن بڑھا اوپر سوار ہو کر طرف قصر ہفت رنگ کے چلا مگر مشک افشان جو
خواجہ سے جدا ہوئی ایک نخل پر آکر ٹھہری چند طائر کہ نخل پر بیٹھے تھے وہ سب
مشک افشان کو دیکھکر اڑے مشک افشان نے کچھ اسکا خیال نہ کیا یکایک
پہلوے نخل سے ایک ساحر نے سر نکالا اور پکار کر آواز دی کہ منم شاخسار جادو او
زن حسینہ تو اسطرف کیونکر آئی یہ مقام ہماری عملداری کا ہو یہاں کسی کی مجال نہیں
کہ چلا آوے اور آوے تو ہماری اطاعت کرے مشک افشان نے چاہا اڑ کے
نکل جاؤں کہ اس جادوگر نے نخل کو پکڑ کر ہلا دیا چند طائر جنگلی سے اڑے اور گرد
سر مشک افشان چرخ مارنے لگے مشک افشان ڈگمگا کر گری بیہوش ہوگئی
شاخسار نے مشک افشان کو عالم غش میں دیکھا کہ سینے پر ابھار چہرہ آفتاب
عالمتاب کل اعضا لاجواب سناٹا آگیا پسینے پسینے ہوا پہلو میں نخل کے ایک چھپر
پڑی ہو اس میں اٹھا کر لایا زبان میں سوزن دیکر ہوشیار کیا اور ہاتھ باندھکر کھڑا
ہوا کہتا تھا میں غلام ہوں مجھپر رحم کیجیے ایسا نہ ہو کہ مجھسے گستاخی سرزد ہووے
مشک افشان نے کہا کہ او مردک کیوں شامتیں آئی ہیں خدا بادشاہ جمشید کو
سلامت رکھے کسکی مجال ہے کہ مجھپر ہاتھ ڈال سکے اگر جبر کریگا تو اسکا بدلا پائے گا
شاخسار نے چاہا ہاتھ بڑھا کر گلے میں ڈالدوں مشک افشان نے ایک
تمانچہ مارا کہ تڑاقے کی آواز ہوئی پہلوے چھپر کے اور ایک جادوگر پیدا
ہوا اسنے پکار کر آواز دی بھائی ہم بھی شریک ہیں مگر مشک افشان نے

اپنے کو سنبھالا مگر سحر سے مجبور رہی دونون جادوگر قدمون پر گرتے ہین کہ ہمین قبول کیجیے ورنہ ہم زندہ نہ رہین گے کیونکر جفا سہین گے اے شہنشاہ خوبی و اے سرو بلند محبوبی اپنا تو یہ حال ہو کہ جینا محال ہو

نظم

داغ فرقت برق کی صورت چمک کر رہگیا
آگ کا شعلہ سا اک دل مین بھڑک کر رہگیا

پرتو خالِ رخ پر نور شام زلف مین
رنگ شب تاب کی صورت چمک کر رہگیا

یاد آئی صندلی رنگت جو مجھکو یار کی
رات کو مین بیٹھون سے سر پٹک کر رہگیا

باغ مین اُس گل کے یاد آئے جو عارض لال لال
قطرۂ خون چشم بلبل سے ٹپک کر رہگیا

یاد اُس بحر لطافت کی جو آئی ہجر مین
برمین دل مچھلی کی صورت سے پھڑک کر رہگیا

کہتے ہین آوازہ و لاغر حد سے پاکر وہ مجھے
پھر مری آنکھون مین کانٹا سا کھٹک کر رہگیا

اُس پری تمثال کے حسن کی شہرت اُڑی
آشیان مین طائر سدرہ پھڑک کر رہگیا

تو رہا عاشق ہی نہین مجھسا زمانے مین کوئی
جو حسین آیا نظر بس دل پھڑک کر رہگیا

دونون ساحر لاکھ لاکھ منتین کرتے ہین مگر ملکہ مشک افشان کا یہ قول ہو کہ او ظالمون چاہے قتل کر و چاہے بخشو مگر خبردار ہاتھ نہ لگانا ورنہ مجھکو زندہ نہ پاؤگے ایک آہ مین اپنی جان دونگی اگر جان لینا منظور ہو تو ہاتھ لگا کر دیکھ لو کہ مین کیا کرتی ہون تم تو ایک گنوار جادوگر ہو جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی کیسی کیسی منتین کرتا تھا مگر یہی جواب دیا کہ او بیحیا وہ شاہزادیان کہ جو صاحبان عفت و عصمت ہین اگر کسی کے ساتھ منسوب ہوئین اور اُسنے جام زہر پیا تو یہ شاہزادیان اپنی عمر یون ہی کاٹتی ہین اگر کسی نے کچھ کہا تو یہ جواب دیا کہ اگر خدا کو منظور ہوتا کہ ہم صاحب شوہر رہین تو یہی منسوبہ ہمارا زندہ رہتا اگر دوسرا بھی مرجاے تو کیا کرین اس سے صبر بہتر ہو جیسیون شاہزادیان دیکھین کہ اسی حال مین اُنھون نے عمر اپنی کاٹی مگر دوسرا مرد قبول نہین کیا بزرگون نے اگر بہت سمجھایا تو ہار کر اُسکا یہ جواب دیا کہ یہ اقرار کرو کہ یہ شخص میرے سامنے نہ مرے گا بزرگون نے جواب دیا کہ بیٹیا مرنے جینے مین کسکو اختیار ہو کہ اسی طرح ہمارے مقدمے مین کسی کو اختیار

نہین ہم جسطرح دنیا مین آئے ہین اسی طرح اُٹھ بھی جاوینگے جب بزرگون نے کہا
کہ بیٹا اپنے کو نگاہ بازی سے بچانا تو اُنھون نے جواب دیا کہ اگر کسی پر ہم نگاہ
ڈالین تو آنکھین نکال لیجیے گا مین تو خود مدت سے اس شہریار کی رہی صحبت مین
بیٹھی اختلاط ظاہری ہوئے مین دوسرے مرد کو نہ قبول کرونگی شاخسار نے
کہا اے گوشہ نشین تم ہٹ جاؤ تو مین اسپہ سحر کرون [illegible] وصل ہو جائیگا
گوشہ نشین نے کہا اے شاخسار تمھین ہٹ جاؤ مین چند پھول [illegible] دونگا
جب بو پھولون کی دماغ مین پہونچیگی تو میری محبت کا دم بھرنے لگیگی مین نے
اکثر اس سحر کو آزمایا ہے سامری کے یہان خدمتگار ہون مین نوکر تھا اُنھون نے
ایک دن فرمایا کہ اگر شیطان کا نام لیکر کوئی پھولون پہ دم کرے تو جسپر دم کریگا
وہ اطاعت مین رہیگا مین نے کئی مرتبہ امتحان کیا سیکڑون رنڈیون کے پاس
گیا جب جاتا تھا پھول سونگھا دیتا تھا وہ خود خواہش کرتی تھین اور رکھتی تھین
آج یہین رہجائیے شاخسار نے کہا کیون دیوانہ ہوا ہے جبر سے کہین مطلب نکلتا
ہے آخر جب ہوش مین آئیگی اور اپنے حال پر خیال کریگی تو کیسی بگڑیگی جان دینے
پر آمادہ کریگی آخر آپس مین یہانتک تکرار ہوئی کہ تلوارین کھینچکر لڑنے لگے ایک
چاہتا ہے دوسرے کو مار لون مگر وہ بھی کمی نہین کرتا مشک افشان حیران و
پریشان دونون کا تماشہ دیکھ رہی ہے اور دعا مانگ رہی ہے کہ اے خالق بے نیاز
و اے رب کارساز اس مصیبت سے بچالے اے رحیم و کریم رحم اپنا شریک کر نظم بطور مخمسہ

طالب علم شریعت را تو ہستی پیشوا | سالک راہ طریقت را تو ہستی رہنما
واقف راز حقیقت را تو ہستی مقتدا | صاحب خلق و محبت را تو ہستی آشنا
سینہ پاک از کدورت خاطر اہل صفا

برخلایق اے خداوند جہان بخشش کنی | بر ہمہ نیک و بد و خرد و کلان بخشش کنی
بینوایان را بلطف خود زبان بخشش کنی | نیمجانان را بفضل خویش جان بخشش کنی
ناتوانان را توان و بے نوایان را نوا

تنگ دستان از تو دستت در جہان حاصل کنند	منصب ملک و حکومت بندگان حاصل کنند
طالبان مطلوب خود در یک زمان حاصل کنند	از غیابت مال و دولت مفلسان حاصل کنند

گنج گوہر بے نوایان خاکساران کیمیا

مگر ساحر اول نے کہ جسکا **شاخسار** نام ہی ایک مقام پر جلدی کرکے ہاتھ مار دیا کہ
اُس ساحر کے دو ٹکڑے ہوے وہی تیغہ خون آلود چمکاتا ہوا سامنے ملکہ کے
آیا کہا او ملکہ **مشک افشان** جرأت میری دیکھی مین اس صحرا کا حاکم ہون یہان
بیٹھکر حکومت کرو خداوند طلسم عہدہ بڑھاوینگے جو مطلب مانگو گی عنایت فرمادینگے
ہر سال حکم آتا ہی کہ صحرا کو آباد کرو مگر مجھسے آباد نہین ہوتا تم ساحرہ زبردست معلوم
ہوتی ہو خواہ سحر سے آباد کرو خواہ لوگون کو لاکر بساؤ کہ صحرا آباد ہوجائے اس جنگل مین
منگل مناؤ **مشک افشان** نے جواب دیا کہ اب طلسم فتح ہونے پر ہی کیسی آبادی
جو ملک آباد ہین وہ برباد ہورہے ہین ساحر مارے مارے پھر رہے ہین پس
بس خیر اسی مین ہے کہ مجھ تک نہ آنا ورنہ بہت پچتاؤگے **خواجہ عمرو** جو بھاگے ہوے آتے
تھے آواز انسان کی سُنکر دیکھا کہ ایک ساحر نے **مشک افشان** کو گرفتار کیا ہی
اور زبردستی پر آمادہ ہی **خواجہ** نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک جادوگر کی
شکل بنکر آواز دی ہان بھائی ہم بھی شریک ہین کچھ تمھارا حرج نہ ہوگا ہمارا ابھی
مطلب نکلجائیگا اکثر ہمارے صحرا مین بھی عورتین آتی ہین ہم اسکا بدلہ کردینگے
آج ہمارا کہنا مان لو ہمارے تمھارے یہی رسم رہیگا **شاخسار** نے پلٹ کے
دیکھا کہ ایک جادوگر گنوار وضع بلبلاتا ہوا آتا ہی قریب آکر **مشک افشان** پر
گرنے لگا **شاخسار** نے کہا او گنوار یہ وہ ظالم ہی کہ مین نے اپنے دوست کو مار ڈالا
مگر یہ ظالم اپنی ہی کہے جاتی ہی نہین مانتی **خواجہ** نے کہا ہم شراب لاوین خود بھی
پیئین اسکو بھی پلائین نشے مین خواہ مخواہ خواہش کریگی **شاخسار** نے کہا بھائی
یہ صحرا وہ ویران ہی کہ انسان تک کا ٹھکانا نہین راہ گیر ادھر راستہ نہین چلتے
پس شراب یہان کہان ممکن ہی ہمیشہ شراب کو ترستے ہین **عمرو** نے کہا بھائی

نہ گھبراؤ میرے پاس ایک بوتل موجود ہے پہلے تم پیو جو باقی رہیگی تو مین پیونگا مین
تمھین ناراض نہ کرونگا شاخسار تو شراب پینے پر مرتا ہی تھا کہا بھائی بوتل نکالو یہ
سنکر عمرو نے کمر سے بوتل نکالی اور جام لبریز کر کے پیش کیا شاخسار نے جام پیا
پیتے ہی گھبرا گیا کہتا تھا کیون بھائی صاحب یہ کیسی شراب ہے کہ دل گھبرانے لگا آنکھ سے
چنگاریان نکل رہی ہین عمرو نے کہا شراب نوکشیدہ تھی ذرا ٹہلو تو نشہ کم ہو دے
شاخسار اُٹھا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہو گیا عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

کزان اُستاد عیاران عالم	سراپا دانش و عقل مجسم
بباغ دین زنکرش آب یاری	جہان سرہنگ در خنجر گزاری
بہر کشور بلاے جان کفار	عمرو آن شاہ عیاران عیار

مشک افشان نے جو نعرۂ عمرو کی آواز سنی شگفتہ ہو گئی کہتی تھی خواجہ سبحان اللہ
کیا کار نمایان کیا ہین حیران تھی کہ کیونکر اب رہیگی وہ کہتا تھا پھول سنگھا کر مین اپنا
مائل کرونگا مگر وقت پر خدا نے مجھکو بچایا عمرو نے مشک افشان جادو
کی زبان سے سوزن نکالی مشک افشان نے اُٹھتے اُٹھتے ہاتھ ہلا دیا ایک
برق چمک کر گری کہ شاخسار کے دو ٹکڑے ہوے مشک افشان نے
کہا خواجہ اب ہم تم ساتھ چلین عمرو نے کہا مین بیچارہ محتاج مفلوک کچھ دوچار
کوڑی کار روزگار کرتا ہوا چلتا ہون لہذا تم بڑھو مین بھی آتا ہون مشک افشان
چلی تھوڑی دور آکر ایک نخل کے سایہ مین ٹھہری کہ سامنے سے گرد اُڑی
دیکھا ایک جادوگرنی بھاری جوڑا پہنے تخت پر سوار تیر و کمان ہاتھ مین
شکار کھیلتی ہوئی آتی ہے پشت پر کئی ہزار سوار و پیدل جیلیے قراول اسباب
شکار سب کے ہمراہ اس ساحرہ نے جو دور سے مشک افشان کو دیکھا پس
فوراً تخت سے کود پڑی سلام کرتی ہوئی قریب آئی ساتھ والون سے اشارہ
کیا کہ سب اسی مقام پر ٹھہر جاؤ بارگاہ استادکر و مشک افشان نے پہچانا کہ
یہ تو میری خالہ زاد بہن ملک سیتن ہے گلے سے لگا لیا اور پوچھا کہ بہن کہانسے آئی ہو

سیمتن نے کہا بہن بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا پر اسے شکار چلی آئی مگر تمھارے نام
کی بڑی بدنامی مشہور ہے قدرت نے مجھکو بلاکر کہا کہ ای سیمتن بی مشک افشان تو
نکل گئین جسطرح ہوسکے اُنکو لاؤ تو ہم سرفراز کرین کیون ہمشیرہ بڑے تعجب کی
بات ہی کہ قدرت تمپر توجہ کرتے ہین اور تمنے اپنے تئین یون بدنام کیا ہی کہ ہر شخص
بُرا کہتا ہی مشک افشان نے کہا ای ہمشیرہ انصاف تو کرو تم لوگ خدا پرستی
ہوکر پوجتے دو سو خداوند ہین بھلا سمجھو تو کہ اگر یہ سب دو سو ہوتے تو احکام
مین فرق ہوتا انتظام مین اختلاف ہوتا اور مسلمان کہتے ہین کہ ہمارا خدا اسد
نادیدہ وحدہٗ لاشریک ہی اُسکا کوئی شریک نہین ہی کل مذہبون کی تردید کرتے
ہین لہذا مین نے مذہب حق اختیار کیا یہ تو ضرور ہی کہ پروردگار فرما چکا ہی کہ جو
زندہ ہی وہ ضرور مریگا کل من علیہا فان لکھا ہی لہذا مرنے کی فکر ضرور ہی ایسا نہو
کہ انجام کو خرابی ہو تو بہن سیمتن مین نے اپنا انجام پاک کیا لوگ مشہور کرتے
ہین کہ عشق مین سعد کے مبہوت ہین یہ سراسر غلط ہی مین انجام کے خیال مین
ہون سیمتن نے کہا کیون بوا تمھاری بات کا جواب نہین مگر ایک سوال ہم
کرتے ہین اِسکا جواب دو کہ باپ دادا ہمارے تمھارے بیوقوف تھے کہ اِس
مذہب کو اختیار کیا سامری و جمشید کی پرستش کی مشک افشان نے جواب دیا
کہ اُس زمانے مین کوئی ہادی نہ تھا صاحبقران نے جاری ہونے مین مذہب
حق کے وہ کوشش کی کہ ملک کے ملک مسلمان ہوے مذہب حق کا رواج
ہوا سیمتن نے کہا بوا مین تقریر تو نہین کرتی مگر یہ جانتی ہون کہ مذہب سامری و
جمشید صحیح ہی مجھکو حکم خداوند ہی کہ مشک افشان کو میرے پاس لاؤ تو مین تمھین
بیجاؤنگی اور یہ وعدہ کرتی ہون کہ قدرت سختی نہ کرینگے تمھاری بات کا جواب دینگے
مذہب کے سوال کرینگے جو عہدہ تمھارا تھا اُس سے زیادہ عہدہ تمکو ابھی ملیگا
مشک افشان نے کہا مین تو سامنے اُس جعلساز کے نہ جاؤنگی وہ جعلساز
شعبدہ باز اُسکی بات کا کیا اعتبار ہی سیمتن نے کہا مین اب تمکو نہ جانے دونگی ضرور

سامنے خداوند کے لیجلونگی مشک افشان پریشان ہو کر اس کمبخت کو کیا جوابدون مین یہ جانتی تو اسطرف نہ آتی اب اسکے ساتھ جادوگرنیان بہت ہین کیونکر اسکے دام مکر سے نکلون اس فکر مین حیران بیٹھی ہی اور سیمتن دمبدم کہتی ہو کہ بھلا میرے ساتھ چلو اور خداوند سے صفائی کر و مشک افشان کہتی ہو کہ بوا اگر فساد کرو گی تو مین اپنی جان دونگی اور تمھارے ساتھ نہ جاونگی سیمتن کہتی ہو مین تمکو ضرور لیجلونگی مگر خواجہ نے کہ عقب مین مشک افشان کے چلے تھے ایک بلندی سے چڑھکر دیکھا کہ ایک مقام پر بارگاہ استادہ ہو جادوگرنیان ٹہل رہی ہین خیال مین گذرا خواجہ بینا تمام ہوا اب مہاجن سود مانگین گے لہذا اس لشکر سے کچھ فکر کرو رنگ وروغن عیاری کا لگا کر ایک پیر کرامت کی شکل بنے ایک نخل کے نیچے بیٹھکر یہ اشعار آبدار عاشقانہ نو بجا کر گانا شروع کیے

نظم

جذبے سے کربلا کے بچا یا فشار سے　　نقال لے اُڑے مجھے کُنج مزار سے
ہو کیا عجب تصور مژگان یار سے　　دریائے خون بہے رگ سنگ مزار سے
سچ ہے وفا جو وعدۂ فردا ہو یار سے　　بدلون مین روز حشر شب انتظار سے
طاقت ہو روز حشر بھی کم جسم زار سے　　حسرت نکل رہی ہو ہمارے مزار سے
کیا آگہی طبیب کو میرے بخار سے　　بیکل ہون یار گرمی آغوش یار سے

آواز خواجہ کی جو بلند ہوئی کنیزین چہار طرف سے دوڑین دیکھا کہ ایک بڈھا نے بجا رہا ہو اور طائر درختون سے اُترے ہین گانا سن رہے ہین آہوان صحرا جست کرتے ہوے آئے اور اُسی مقام پر بیٹھ گئے باز کے پہلو مین کنجشک بیٹھی مگر وہ آواز سے ایسا تسخیر ہو کہ شکار پر نگاہ نہین ڈالتا کنیزون نے آکر سیمتن سے اطلاع کی کہ ایک گویا صاحب کمال آپ کے لشکر کے سامنے بیٹھا گا رہا ہو کہ جانوران صحرائی تسخیر ہین سیمتن نے کہا اُسے بلالاؤ کنیزین دوڑی ہوئی آئین آکر کہا بڑے میان صاحب تمکو ہماری ملکہ بلاتی ہین عمرو نے کہا میرے پاؤن مین طاقت نہین جہان بیٹھ گیا وہان بیٹھ گیا کوئی مجکو لے چلے کنیزین جوان جوان کہا بڑے میان ہم تمکو لیجلینگے

دوپٹے دونون ہاتھ پکڑے دو نے پانؤن پکڑ کر اُٹھا لیا گھسیٹتی ہوئی لے چلین عمرو چیخنے لگا کر اری نوجوانون مجھ بڈھے سے تمھارا مطلب نہ نکلے گا نوجوان سر سے ملو کر مطلب حاصل ہو وہ کنیزین قہقہے مارتی ہوئی عمرو کو سامنے سیمتن کے لائین لا کر ڈال دیا سیمتن نے پوچھا کر ارسے اسطرح کیون لائین عمرو نے کہا یہ جہیز بی بی گلنار دوپٹہ اوڑھے کھڑی ہین یہ میرے پاس نے کو گئین مین نے کہا مین جانے سے مجبور ہون ایک جوان آیا اُسنے انکو اشارہ کیا یہ گوشے مین گئین اور اپنے دوپٹے کی آڑ کی وہ جوان تو چلا گیا یہ ہانپتی ہوئی آئین مین نہین جانتا کہ پردے مین کیا ہوا سیمتن نے کہا کہ او شفتل ہر مقام پر تجھے خواہش ہوتی ہی آشناؤن کو تو بلاتی ہو اور اپنا رنگ جماتی ہی تیرے جسم مین آگ بھری ہی چین نہین لیتے دیتی وہ کنیز رونے لگی کہا واری یہ بڈھا جھوٹا ہی سیمتن نے کہا اُسکو تجھسے کیا دشمنی ہی کہ جو ایسا کچھ کہتا ہی خواجہ نے کہا حضور جانے دیجیے اب گانا سنیئے مین آپ کا غم دور کرون گا نا سناؤن کہ آپ بھی یاد کیجیے دیکھیے کیسا رنگ جماتا ہون ملکہ نے کہا اچھا بڑے میان گا نا سناؤ خواجہ نے نے نکالی پہلے نے بجائی پھر یہ اشعار عاشقانہ نے مین نئے طور سے شروع کیے نظم

رہتا ہون مین مدام طلبگار آفتاب	دکھلا دے ساقیا مجھے دیدار آفتاب
اللہ رے حسن یار ٹھہرتی نہین نگاہ	ہی مثل برق جلوۂ رخسار آفتاب
اِس خاکسار کی یہی خالق سے ہی دعا	ذرے کو بھی نصیب ہو دیدار آفتاب
وہ رشک ماہتاب اگر بے نقاب ہو	ہوجائے سرد گرمی بازار آفتاب
خورشید کو وہ زہرہ جبین دے جو صبح دم	گردون پہ مشتری ہو خریدار آفتاب
کوتاہ اِس سے عقل ہو اور اُس سے نور چشم	یہ کار ماہتاب ہی وہ کار آفتاب
اُس مہ کو پیتے دیکھتا ہون رات کو شراب	شب کو نصیب ہی مجھے دیدار آفتاب
تصویر ابرو نکی ہی ابرو ہلال کا	رخسارون کی شبیہ ہی رخسار آفتاب
تا سے جبین خطوط شعاعی کو دیکھکر	چمکے جو نور نیزۂ خونخوار آفتاب

سیمتن نے کہا بڑے میاں تمنے تو دل بیقرار کر دیا عمرو نے کہا ایک کمال میں اور
رکھتا ہون اگر آپ اُس کمال کو دیکھین گی تو اِس کمال کو بھول جائینگی سیمتن نے
پوچھا بڑے میاں صاحب وہ کیا کمال ہو عمرو نے کہا کہ پانؤن سے ناچون اتنے میں
بتاؤن سر سے لاکر شراب پلاؤن تب آپ کو کیفیت ظاہر ہو کنیزین آپس میں یہ
کہ رہی ہین کہ اِس نگوڑے کے پانؤن تو بیکار ہین کیونکر ناچیگا ایک نے کہا یہ
سوانگ بھرا ہی فقرہ دیتا ہی ہم لوگ دکھا کے لائے آتنے پانؤن نہ اٹھایا اب ناچنے کا
دعوی کرتا ہی دیکھو مکر اسکا کھلجائیگا سیمتن نے کہا بڑے میاں صاحب نام تو اپنا
بتاؤ عمرو نے کہا نام میرا اُستاد خرد برد ہی اور مشک افشان سے اشارے
کر رہے ہین کہ نگھبراؤ مین تمھاری رہائی کی تدبیر کرتا ہون مشک افشان حیران
ہو کہ یہ بڈھا مجھسے کیا اِشارے کر رہا ہی مین اِسکو پہچانتی بھی نہین مگر دیکھیے کیا ہوتا ہی
اِن اِشارون سے کیا مطلب نکلتا ہی خواجہ نے کہا ملکۂ عالم کنجی میخانے کی مجھے
دیجیے تو مین گھنگرو باندھون گلابیان درست کر کے لاؤن سیمتن نے کنجی دی خواجہ
میخانے مین آئے شراب کو خراب کیا چند گلابیان آراستہ کر کے محفل مین لائے
سیمتن نے کہا دیکھو کس سلیقے سے بڈھا شراب لایا ہی کہ دل کو خواہش ہوتی ہی اور
میخانہ خواجہ نے لٹا دیا کنیزین واہل فوج شراب اٹھا کر لے گئے جا بجا بیٹھ کر پینے لگے
سارے لشکر مین شراب پھیل گئی جسنے پی وہ اوک رہا ہی کوئی ڈکارتا ہی کوئی گاتا ہی
کوئی ہاتھ جھٹکتا ہی خواجہ عمرو نے پانؤن مین گھنگرو باندھے اول چند اشعار
مضمون شراب کے گائے پھر جام لبریز کر کے سر پر رکھا ٹھوکرین لیتے ہوئے
سامنے سیمتن کے آئے عرض کی ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے
سیمتن نے دونون ہاتھ بڑھا دیے جام لیکر پی گئی دوسرا جام خواجہ نے
مصاحبون کو دیا جسکے سامنے جام لیکر جاتے ہین اشعار عاشقانہ گاتے ہین اور
سر جھکا دیتے ہین ہر شخص تعریفین کر رہا ہی کہ بڑے میاں صاحب سبحان اللہ کس
تکلف سے شراب لاتے ہو تھوڑے عرصے مین عمرو نے سب کو شراب پلائی اور

سامنے بیٹھ گئے کہا ملکۂ عالم مین تو تھک گیا سیمتن نے کہا اُستاد بیٹھ جاؤ خواجہ جلی
بیٹھے کر سیمتن نے سر اُٹھایا کہا بڑے میان صاحب خداوند جمشید ثانی تمھارے
اشتیاق مین آئے ہین دیکھو تخت پر بیٹھے ہین تعریفین کر رہے ہین خواجہ نے کہا
اُنکو بھی بلائیے آنکی بھی ٹانگ لیجیے سیمتن مسند سے اُٹھی ہاتھ جھکاتی ہوئی جلی کر
بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی ڈگمگا کر گری گرتے ہی بیہوش ہوئی خواجہ نے جو دیکھا
کہ سب بیہوش پڑے ہین مشک افشان سے کہا کیون حضور آپ نے مجھکو پہچانا
مشک افشان نے گھبرا کر کہا مین نے تمکو کہین دیکھا نہین خواجہ نے کہا ایسا
نہ بھولو تم مہر سپہر عیاری مجھکو معلوم ہوا کہ سیمتن تمپر ڈورے ڈالتی ہی میرے خیال
مین آیا کہ تمکو اِسکے دام سے نکالون مشک افشان دعائین دینے لگی اور بارگاہ
سیمتن سے نکلی پری پروانہ پیدا کرکے جلی خواجہ نے یہان سیمتن کو مارا سب کے
کپڑے اُتار لیے برہنہ سب کو چھوڑ کر نکل گئے بعد جانے خواجہ کے یہ لوگ جو
بیدار ہوے آپس مین خوب جھگڑے ایک نے دوسرے کو پکڑا کہ ہمارے
کپڑے کیون اُتار لیے دوسرا کہتا ہی میری پگڑی کیا ہوئی غصے بر دار چیختے پھرتے
ہین کہ ہمارے گہنے کیا ہوے مگر مشک افشان کئی کوس پہ جا کر اُتری سامنے
دیکھا ایک پہاڑ ہی اُسپر جلسہ جمع ہی ایک شاہزادی حسین و جمیل مسند پر بیٹھی ہی
گانا ہو رہا ہی مشک افشان نے قریب آکر دیکھا کہ یہ کوہ عنبر ہی عنبر فام جادو
وہانکی حاکم و ناظم بیٹھی ہوئی گانا سن رہی ہی مشک افشان کو جو آتے ہوے
دیکھا پکارا کہ آہا ہا زہی ملکۂ عالم آپ کے خلق سے بعید ہی کہ اِس صحرا مین آپ
تشریف لائیے اور ہمین نہ سرفراز کیجیے آج دمبدم آپ ہی کا ذکر ہو رہا تھا آئیے
تو مین آپ سے حال کہون مشک افشان کا دل نہ چاہتا تھا مگر عنبر فام اُٹھکر
آئی اور ہاتھ تھام لیا ناچار مشک افشان ساتھ عنبر فام کے محفل مین آکر بیٹھی
اور عنبر فام نے گائن کو کچھ اِشارہ کیا گائن نے ساز وغیرہ درست کرکے یہ اشعار

عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

دم گھٹ رہا ہی چشم سیہ کے خیال مین
الجھا رہا مین زلف سیہ کے مثال مین
ای عشق کون لے غم دلدار کی خبر
کیا غم کیا جو قید عزیزون نے ای جنون
دل میرا بعد میرے حسینون مین بٹ گیا
تیغ نگاہ و قہر جھڑکی مین غیظ مین ہی +
یارب برا ہو ذکر زمان فراق کا
قید دن سے تو ٹوٹا نہین وحشت کا سلسلہ
الہدری صفیر کی رنگین خیالیان

گردن ہی طوق حلقہ چشم غزال مین
مضمون پیچ کا تھا نہ آیا خیال مین
دل اپنے حال مین ہی جگر اپنے حال مین
منصدی بند ہی نہین مرے پاے خیال مین
صدہا شریک ہوتے ہین فوتی کے مال مین
تل تیل ہو کے رہگیا چشم غزال مین
گذری شب وصال اسی قیل و قال مین
بیڑی پڑی نہین مرے پاے خیال مین
لو ابتو پھول جھڑنے لگے بول چال مین

ملکہ مشک افشان ہر مرتبہ یہی کہ رہی ہین کہ لو ہوا رخصت ہوتے ہین عنبر فام جام پیش کرتی ہی مشک افشان انکار کرتی ہی کہ بوا مین شراب نہین پی سکتی ہون عنبر فام نے جھلا کر پوچھا کہ بوا کیا باعث ہی کہ شراب نہین پیتی ہو شاید یہ خیال ہی کہ تم مطیع اسلام ہو گئین ہم لوگ ساحر ہین ہماری شراب نجس ہی مشک افشان نے کہا بوا یہ بات نہین تم وہی لوگ ہو کہ جنھین مین نے پرورش پائی آجتک تم سب کے ساتھ رہی اب آج بیگانی ہو گئی مگر تم لوگون سے دل سے محبت ہی اگر تمکو بُرا جانتی تو تمھارے پاس آکر کیون بیٹھتی بوا ہمکو غیر نہ جانو مگر اب رخصت کر دو مین ایک کار ضروری کو جاتی ہون عنبر فام نے کہا مین ابھی نہ جانے دونگی بعد تھوڑی دیر کے جانا کیا کوئی تمکو قید کرتا ہی مشک افشان خاموش ہو رہی محفل مین مستانہ ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی عنبر فام جادو ملکہ مشک افشان کی خاطر کر رہی ہی کئی گلابیان اپنے ہاتھ سے اٹھا کر لائی اور جام بھر کر کے مشک افشان کو دیا مگر مشک افشان نے نہ پیے عنبر فام کو یہی ضد ہی کہ انکو شراب پلاؤن مگر کسیطرح مشک افشان شراب نہین پیتی کہ سامنے سے چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین کہا وارثی مبارک ہو کہ قدرت تشریف لاتے ہین سامنے جو صحرا ہے پر بہار ہی دہان

آئے تھے وہان سے جو آئے تو فرمایا کہ ملکہ عنبر فام سے ملاقات کرکے جاؤنگا لہذا
پیدل آتے ہین ابر وغیرہ بھی ساتھ نہین مشک افشان گھبرا کر اٹھی کہا اب مین جاتی
ہون عنبر فام نے ہاتھ تھام لیا کہا ابواجین نہ جانے دونگی اسی لیے تو تمکو ٹھیرایا تھا
قدرت سے ملاقات ہوجائے وہ تمکو سمجھا لین گے مشک افشان نے بہتیرا
چاہا کہ ہاتھ چھڑا کر نکلجاؤن مگر عنبر فام نے نہ چھوڑا مشک افشان ناچار ہوکر
بیٹھ گئی کہ دیکھا سامنے سے جمشید ثانی آیا عنبر فام نے بڑھکر استقبال کیا اور اشارے
سے کہا کہ بی مشک افشان بیٹھی ہین ہم تو آپ کے منتظر تھے اور یہین نے بمشکل
انکو روکا ہی جمشید نے کہا اے عنبر فام تمنے بڑا کام کیا اب مین کیا انکو جانے دونگا
ہر طور سے روکونگا یہ کہتا ہوا آکے مسند پر بیٹھا عنبر فام نے جام پلایا جام پی کر
دوسرا جام مانگا عنبر فام نے جو جام دیا اُس جام کو طرف مشک افشان کے
بڑھایا مشک افشان نے کہا مجھکو معاف فرمایئے مین نہ پیونگی جمشید نے بگڑکر
کہا کیون ملکۂ عالم ہمکو ایسا بُرا جانتی ہو کہ جام نہین پیتی ہو مشک افشان نے
کہا ہم آپ سے جدا ہوے شریک طلسم کشا ہوے اب آپ کے ہاتھ سے شراب
کیونکر پیین حقیقت مین جو مذہب تمنے اختیار کیا ہی اُس مذہب کے طور سے مناسب
نہین ہی کہ تمھارے ہاتھ سے شراب پیین جمشید نے بگڑکر کہا ہم تو تمہین شراب
پلادینگے اور پہلو مین بٹھا دینگے مشک افشان نے کہا آپکا خیال خام ہی ہم تو
نہ پیین گے نہ آپ کی صحبت مین بیٹھین گے جمشید نے ہاتھ پر ہاتھ ڈالکر کہا تمکو اپنے سحر پر
بڑا گھمنڈ ہی مگر کیا مجال ہی کہ میرے سامنے کچھ سحر کر سکو اے مشک افشان آج تمکو
قصر ہفت رنگ مین لے چلونگا مشک افشان نے کہا مین تو نہ جاؤنگی جمشید
نے منھ پر ہاتھ پھیر دیا کہ زبان مشک افشان کی بند ہوگئی اور آواز دی کہ اے
لسان جادو اسکا خیال رہے کہ مشک افشان اپنے ہوش مین نہ آئے زبان
نہ کھلے جب یہ نوبت مشک افشان کی پہونچی تو سر جھکا کر خاموش بیٹھی جمشید ثانی
نے کہا اے عنبر فام مین تو جاتا ہون تم مشک افشان کو ساتھ لیکر آنا عنبر فام

سے کہا یا خداوند یہ میرے لانے سے نہ آئیگی جمشید نے کہا اب تکرار نہ کریگی زبان
تو اسکی بند ہی جسوقت تم اشارہ کروگی تمھارے ہمراہ چلی آئیگی مین سنے تو غائب کر دی
لسان جادو ایک ساحرہ ہی کہ اسکو ہمیں متساط کیا کیا مجال ہی کہ کسی بات مین انکار
کرے جب تم چلوگی اور ہاتھ پکڑکر کہوگی کہ قعر ہفت رنگ مین چلو یہ فوراً ساتھ
تمھارے ہو لیگی یہ کہکر جمشید تو چلا گیا عنبر فام نے مشک افشان کو شراب
پلائی مشک افشان حیران بیٹھی ہی مگر خواجہ عمر وجو راہ کو طی کرتے ہوئے آتے
تھے قریب ایک کنوئین کے پہونچے دیکھا کہ ایک شخص پانی بھر رہا ہی خواجہ نے
قریب آکر اُسکو کنوئین مین ڈھکیل دیا مال و اسباب اُسکا لیکر نذر زنبیل کیا چاہتے
تھے کہ کنوئین سے آتی ہی کہ ایک آواز مہیب آئی کہ او ساربان زادے غریب کو مارکر
کہان جاتا ہی خواجہ نے دیکھا کہ پانوٗن زمین نے تھام لیے حیران ہوگئے کہ خواجہ
اب کیا کرون کہ یکایک کوئین سے ایک جادوگرنی نکلی اُسنے نعرہ کیا کہ منم لسان
جادو او ساربان زادے مین آج کئی دن سے تیری تلاش مین تھی اکثر خداوند کے
نامے آئے جابجا ڈھونڈھا مگر تجھے نہ پایا خواجہ آج ہی تو پھنسے ہو دیکھون تو کیونکر نکلتے ہو
عمرو نے کہا او لسان جادو مجھکو نہ ستاؤ اپنی گویائی نہ جتاؤ مجھے نکلجانے دو ایسا
نہ ہو کہ تمپر زوال آجائے یہی میرا دستور رہی کہ جہان پکڑا گیا گرفتار کرنے والے کی
موت آئی مجھسے تکرار کرنا بہتر نہین لسان جادو نے کہا کیون مجھے ڈراتا ہی
مین ابھی چلکر تجھے قتل کرتی ہون مین بیوقوف نہین ہون کہ تجھکو قید کرون کہ آ
نکلجائے یہ کہکر عمرو کی کمر مین پنجہ دیا اور لے اُڑی ایک باغ مین آکر اُتری کنیزون
نے عرض کی واری قدرت نے مشک افشان پر آپ کو مسلط کیا ہی کہ وہ عنبر
نے آواز دی کہ او لسان جادو ہوشیار رہنا لسان نے کہا مجھے دوسرا شرف
حاصل ہوا کہ دشمن ساحرین کو گرفتار کرکے لائی ہون جلاد کو بلاؤ اسکا سر تن سے
عمرو نے کہا او ملکہ عالم میرا گلا نا تو سن تو لسان نے کہا او ظالم مین جانتی ہون کہ
گلا نا تیرا سحر ہی کون اپنے کو بلا مین پھنسائے اور تیرا گانا سنے اب میرے دشمن میں

رتی ہوں کہ تا روز قیامت یاد کرو کہ ساحروں کے قتل کرنے کا یہ انجام ہوا قبر میں
بھی تڑپو گے ارے قتال جادو جلد اخواجہ نے دیکھا کہ گوشۂ باغ سے ایک زنگی جلاد
بانی بیدا دساسنے خنجر برہنہ کھینچے ہوئے آیا عرض کی حضور کیسے قتل کروں عنبر فام نے
اشارہ کیا کہ اس ساربان زادے کا سر کاٹ لے جلاد نے گردن پر خواجہ کی کھینچنے کا
خط کھینچا عمرو کی بیقراری کا وہ زاری دعا مانگ رہا ہے کہ اے کریم و رحیم و اے سمیع و
علیم اپنا فضل شریک حال کر اِن دشمنوں کے ہاتھ سے محمد با خبر کو بچائے نظم

بست پیش ہر نظر نور خدا
بر جبین خوبرویان جہان
ہر گدا سائل بباب دولتش
دام و دو وحش و طیور دانش رہبان
در ثنا خوانی کشادہ ہر زبان
عاشقان اندر محبت میکنند
ہر کرا نور نظر او مید ہد
سینۂ اہل صفا از ہر غبار
خاکسارش را نباشد در جہان
دائما خم دار گردن در سجود

مثل خور زیر و زبر جلوہ نما
جلوہ گر ہست آن جمال جان فزا
خاک بوس بارگاہ ہر بادشاہ
مستعد در بندگی صبح و مسا
در دعا گوئی دہان خلق وا
جان و مال و خویش بر جانان فدا
بیند او را در خلا و در ملا
مثل آئینہ صفا باشد صفا
خواہش دولت نہ فکر کیمیا
کن عبادت کن عبادت ہند یا

لسان جادو کھڑی ہوئی حکم دے رہی ہے کہ ارے جلد سر کاٹ لے اِس نگوڑے
کو مہلت نہ دے اسنے آن جادوگروں کو مارا کہ جنکے مرنے سے نام سامری و جمشید
کا ست گیا اب جا بجا مسلمانوں کا ذکر ہے دیکھے پڑے ہیں اور تصویریں
خداوندوں کی نالوں میں پڑی ہیں مقام افسوس ہے کہ ہم لوگ زندگی میں
یہ مصیبتیں دیکھیں مگر آج وہ شخص میں نے پایا ہے کہ جسکے قتل سے سامری و جمشید خوش
ہونگے فریاد جنکے آج ہماری بندی قدرت نے اُس شخص کو مارا کہ جسکے نام سے
سامرہ بہاگتے تھے ارے جلد قتل کر جلاد خنجر کھینچکر چلا قضائے کار راجروس جن بیٹا

اسکل خان کا آسمان پر اڑا ہوا جاتا تھا کہ اُسنے آسمان سے دیکھا کہ اُستاد قتل ہوا چاہتے ہین ایک جادوگرنی کھڑی حکم دے رہی ہو اجرُوس نے پہاڑ سے کئی من کا پتھر اُٹھایا اور لا کر پھینک مارا لسان جادوپر اٹھا ہوگئی کنیزین چیخ مار کر بھاگین اجرُوس نے آکر خواجہ کو رہا کیا حال پوچھا خواجہ نے سب کیفیت بیان کی اجرُوس نے کہا مین بھائی صاحب کو دیکھنے جاتا ہون مادر مہربان نے فرمایا ہو کہ شاہزادہ نورالدہر کی خبر لاؤ اسی واسطے نکلا ہون عمرو نے کہا و لشکر صاحبقران میں ہین رہین جا کر ملاقات کر لینا جب اجرُوس چلا گیا تو خواجہ نے باغ کو لوٹا جو پایا دوزنبیل مین رکھ لیا باغ تمام جنگل ہوگیا طائر جو زمزمہ سرائی کر رہے تھے وہ جل چکے گرے ملکہ مشک افشان کے پاس عنبر فام کے جیسی تھی بیٹھے بیٹھے اُٹھی عنبر فام نے کہا کیون ملکہ کہان چلین مشک افشان نے کہا سر کو سے ہوا کو دیکھتی ہون عنبر فام خاموش ہو رہی ملکہ مشک افشان ٹہلتی ہوئی ایک نخل کے سامنے مین آکر ٹھہرین وہان اسمان تنگ ہوئی تھی ملکہ مشک افشان رنگھڑا کر گری اور بیہوش ہوگئی اب جو ہوشیار ہوئی زبان کھلگئی سحر یاد آیا پہ پروانہ پیدا کر کے چلی عنبر فام نے دیکھا کہ مشک افشان نکل گئی دوڑی ہوئی قصر ہفت رنگ مین آئی دیکھا جمشید ثانی تخت پر بیٹھا ہوا القابرین بگھار رہا ہو چند شاہزادیان خدمت مین حاضر ہین خدمت اُسکی کر رہی ہین جمشید کہتا ہو اب تھوڑے عرصے مین معشوقہ آتی ہوگی مین نے جلدی کی ورنہ اپنے ساتھ ہی لاتا کہ آسمان پر ایک برق چمکی عنبر فام نے آکے سجدہ کیا جمشید نے پوچھا خیر تو ہو عنبر فام نے کہا مشک افشان مثل ستارے کے آسمان پر جا کر چمکی مین نے جو آواز دی تو اُسنے جواب دیا کہ بس اپنے مقام پر جا کر بیٹھو ہم نہ آوینگے جمشید نے کہا مین نے وہ ساحر بلایا ہو کہ ایک دن مین سب کا خاتمہ کریگا مشک افشان کو نکل جانے دو مین اب وہ تدبیر کرتا ہون کہ ایک دن مین سب مسلمان تباہ ہو جاوینگے غربال دام زن کو بلایا ہو جسطرح مچھلیون کو گرفتار کر لیتے ہین اُسیطرح وہ سب کو گرفتار کر کے بچاگیا

اسکے سحر کا مثل نہین ہی بلاے روزگار ہی اسکو سامری و جمشید نے تعلیم کیا ہی بات بات
مین سحر تازہ تیار کرتا ہی لہذا اب مین مطمئن ہو کر بیٹھونگا وہ آکر کوشش کریگا اسکی کوشش
خالی نہ جائیگی عنبر فام تو جمشید سے رخصت ہوئی طرف اپنے پہاڑ کے چلی یہان جمشید
مغرور بیٹھا ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی یا خداوند ایک گرد عظیم
بلند ہوئی ہی کوئی ساحر آتا ہی جمشید نے شاہزادیون کو حکم دیا کہ جاؤ جاکر استقبال
کرو بہ اعزاز تمام اسکو لاؤ یہ وہ جادوگر ہی کہ سامری و جمشید نے اِسکو سکھایا ہی
کتابین اپنی اِسکو دی ہین اور کہا ہی کہ اے غربال چند روز مین وہ وقت آئیگا کہ بڑے
بڑے لوگ اِس طلسم پر نگاہ ڈالین گے اُسوقت تو جاکر مدد کرنا چند شاہزادیان
روانہ ہوئین بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ایک جادوگر نحیف و ضعیف آکر پہونچا
جمشید ثانی کو سجدہ کیا اور کہا اے فرزند ہم تمھارے پرستار ہین بیراگ لوگ کہ گئے
تھے کہ وقت سخت آئیگا ہم اُسی کے مشتاق تھے نام تمھارا اپہونچتے ہی آئے بتلاؤ
دشمن کہان ہی جمشید ثانی نے کہا سامنے صحرا ہی اُس مین اُترے ہوے ہین مگر اے
غربال بہت سمجھ بوجھ کے جانا بڑے بڑے جادوگر مارے گئے اے غربال آج
تمھاری دعوت ہی اب کل جانا جاتے ہی سحر کرنا سب مسلمانون کو گرفتار کر لینا
ہمکو بڑا تردد ہی کہ ایسا نہ ہو تمپر کوئی زوال آئے غربال نے کہا یا خداوند خداوند
کلان تقدیر کر گئے ہین مجھکو کوئی نہین مار سکتا جو اِرادہ میرے قتل کا کرے وہ خود
قتل ہو بجلی آسمان سے گرے خداوند کہ گئے تھے کہ ہم ہمیشہ تمھاری حفاظت کرینگے
اور ہر مقام پر تمھاری مدد کو پہونچین گے تو اے فرزند مجھے کوئی قتل نہین کر سکتا
جمشید ثانی نے کہا آپ بجاے تم نامدار کے ہین آپ کی حفاظت چاہتا ہون
شاہزادیون سے اِشارہ کیا کہ تیاری کرو چچا جان کی دعوت کرونگا اور شاہزادیون
کو نامے لکھو کہ آکر حاضر ہون پھر مین رخصت کرونگا چاہتا ہون کہ چچا جان کو
اِسطرح روانہ کرون کہ دل مسلمانون کے دہل جائین انکی آمد دیکھکر لرز جائین پھر
مقابلہ کیا کرینگے شاہزادیون نے نامے لکھے ملازمون کو نامے دیے ملازم نامے

لیکر چلے مگر خواجہ عمرو ایک جنگل میں بیٹھے تھے کہ ایک نامہ وار کا اودھر سے گذر ہوا
خواجہ نے اُس سے پوچھا اُسنے ذکر آمد غربال کیا خواجہ سوچے کہ اِس جلسے میں
جانا ضرور چاہیے دیکھوں تو کہ میان غربال کون ہیں آخر تو اُنسے مقابلہ پڑیگا یہ سوچکر
طرف قصر ہفت رنگ کے چلے دیکھا بڑی بڑی شاہزادیاں تاجدار ہر طرف سے
چلی آتی ہیں ایک بارگاہ آکر جنگل میں اِستادہ ہوئی اور ایک شاہزادی اُس بارگاہ
میں آکر اُتری خواجہ عیاری کرکے پہونچے اول اُسکا نام پوچھا معلوم ہوا کہ اِسکا
مشعر جادو نام ہی اُسکو بیہوش کیا اور اُسی جادوگرنی کی شکل بنکر کنیزوں کو پکارا کہا
ہمکو دربار خداوندی میں لے چلو کنیزوں نے عرض کی وہ دیکھئے اب آپ آپہونچی
ہیں یہ حوالی قصر ہفت رنگ ہی وہ دیکھیے سامنے قصر ہفت رنگ معلوم ہوتا ہی
اب تھوڑی دیر میں اندرون قصر داخل ہوگا دیکھیے وہ سامنے راستہ لگا ہی سب
شاہ و شہریار چلے جاتے ہیں کنیزیں تخت اُڑاتی ہوئی چلیں تھوڑی دور راستہ
طے کیا تھا کہ خواجہ نے دیکھا صدہا بارگاہیں اِستادہ ہیں کیسی کیسی شاہزادیاں ٹہل
رہی ہیں جسنے دیکھا وہ آکر لپٹ گئی کہتی تھی بوا مشعر قدرت نے آج وہ جلسہ کیا ہی
کہ جسنے تمکو دیکھا اور تمنے ہمکو دیکھ لیا آیندہ دیکھیے فلک کیا دکھائے ہر چند کہ قدرت
نے غربال جادو کو بلایا ہی کہ جو کبھی اپنے ملک سے نہ نکلتا تھا اُسنے یہ تکلیف قبول
کی قدرت نے اُسکی دعوت کی ہی حقیقت تو یہ ہی کہ غربال کا سحر مثل سامری و جمشید
کے ہی اُسکے سحر کو کون روکیگا مشعر نقلی نے کہا بوا تمنے عورتوں کی مثل سُنی ہی کہ سُوپ
تو سُوپ چھلنی بھی بولی جسمیں بہتر چھید عمرو تو وہ عیار ہی کہ جسنے دمامہ کو مار ادہ
غربال کو بھی ضرور دام میں پھنسائیگا میاں میثاق سحر کرینگے بی بہار اعجاز بیان
وسرو ادحسینان و یاسمن رنگین پوش سب نے کہا بی مشعر یہ سب جادوگروہ
ہیں کہ جو سامنے غربال کے پیدا ہوے غربال اِنکے سحر کو نہ مانیگا اِشارے میں
اِنکو تسخیر کرلیگا کسیقدر خوف عمرو عیار کا ہی مشعر نقلی نے کہا بوا اب اندر قصر کے چلو
جو کچھ ہم او وہ دیکھا اور جو ہوگا وہ دیکھیں گے مگر یہ جانتے ہیں کہ یہ ملاقات اخیری ہی

شاید کوئی زمانہ ایسا ہو کر پھر ملاقات ہو جائے تم ہمکو دیکھ لو ہم تمکو دیکھ لیں خواجہ عمرو
سب شاہزادیون کے ساتھ چلے جیسے ہی خواجہ نے قصر مین پانون رکھا غربال جادو
نے جمشید سے کہا کہ اے فرزند کوئی غیر بھی آتا ہو میرے پیر مجھکو خبر دے رہے ہین جمشید
نے کہا اے عم نامدار یہان کوئی نہین آسکتا جنکے پاس نامے گئے ہین وہی شاہزادیان
آتی ہین غربال نے کاندھے سے جال اُتارا جیسے ہی خواجہ شاہزادیون کے ہمراہ
داخل قصر ہوے غربال نے جال پھینکا سب شاہزادیان تو ہٹ گئین مگر خواجہ
اُس جال جنجال مین پھنس گئے جیسے ہی جال جسم سے مس ہوا رنگ و روغن عیاری کا
اُڑ گیا غربال نے پکار کر کہا اے فرزند تمنے دیکھا کہ یہ کون شخص ہی جمشید نے جو عمرو کو
دیکھا اُچھلنے لگا کہا عم نامدار یہ وہ شخص ہی جسنے مشتش کو دریاے قلزم مین جاکر مارا
اور کچھ خوف نہ کیا اب اِسکو قتل کیجیے اگر اِسکو مار لیا تو طلسم کشائی توت جائیگی
اِسنے اِس طلسم مین بھی کارہاے نمایان کیے جو ارادہ کیا وہی کر گذرا اِسکا تاکا ہوا
نہین بچتا جادوگر تو گویا اِسکی خوراک ہین راہ چلتے چلتے مسافر بنکر جادوگر دن کو
مارتا ہو غربال نے کہا مین سمجھ گیا مین اِسکو ایسے مقام پر روانہ کرتا ہون کہ جہان کا
قیدی کبھی رہا ہی نہین ہوتا مین نامہ لکھتا ہون کون یہ قید لیکر جائیگا جادوگرون نے
کہا اے شہنشاہ ساحران ہمکو خوف اِس امر کا ہی ایسا نہ ہو کہ راہ مین یہ بھاگ جاوے
اور ہماری بھی جان لے ہم مین تو کوئی ایسا نہین ہو کہ اِسکو لیکر جائے آپ اپنے
ملازمون کے ہاتھ اِسکو روانہ فرمائیے غربال نے کہا مین تم سب کے بھروسے پر
نہین آیا ہون مین یہین رہون اور قید اِسکی پہونچ جائے یہ کہکر قفس آہنی منگوایا
اور نامہ لکھکر گلے مین عمرو کے باندھا اور قفس مین عمرو کو بند کرکے ایک سحر کیا کہ
گرد قفس کے دھوان ہو گیا ایک شعلہ زمین سے بھڑکا اُس شعلے نے قفس کو
اُٹھا لیا اور قفس چلا غربال نے پکار کر آواز دی کہ اے شعلہ زن کوہ سیماب پر
ساحرہ سیماب جادو کے اِس قید کو پہونچانا کچھ خوف نہ کرنا وہ شعلہ بھڑکتا ہوا چلا
قفس خواجہ شعلے پر قایم دھوان گھیرے ہوے اِسطرح قید خواجہ جاتی ہو مگر

سیماب اتر و رسوار بالا سے کو وہ سیماب بیٹھا تھا کہ سامنے سے شعلہ دکھائی دیا
سیماب نے کہا یہ نشان سحر غربال ہی اور جادوگرون نے کہا حضور کسی نے کسی پر
منتر پھینکی ہی سیماب نے کہا دیکھو حال کھلا جاتا ہی کہ وہ شعلہ زمین پر اُترا قفس
خواجہ کا زمین پر آیا وہ شعلہ بنکر غائب ہوا سیماب نے دیکھا ایک شخص قفس مین ہی جسکو
نے کہا یار و نامہ تو اسکے گلے سے کھول لو نامہ جو کھولکر پڑھا سیماب اُچھلنے لگا کہا
یہ وہ شخص گرفتار ہوا ہی کہ اسکی خوشی کا آج وہ جشن کرونگا کہ روح سامری شاد ہو قدرت
فرماوینگے ہمارا دشمن کامل قتل ہوتا ہی یاروا بتو دن کم باقی ہی ورنہ مین ابھی اسے
قتل کرتا غربال جادو نے بڑی بڑی تاکید لکھی ہی مگر اب کل صبح کو قتل ہوگا تم مین
کوئی ایسا ہو کہ اِسکی قید کو رات بھر رکھے صبح کو میدان خونی مین لائے سب ساحر
کانپنے لگے جواب دیا کہ اے شہنشاہ ہمکو خوف ہی ایسا نہ ہو کہ ہم اسے رکھین اور یہ
قید سے نکلجائے تو کیسا باعث خرابی ہوگا اور میان غربال صاحب نے بھی کسی
ساحر کے ہاتھ روانہ نہین کیا اپنے سحر سے بھیجا سیماب نے جھلاکر کہا کہ صاحبو مین
کیا تمھارے بھروسے پہ ہون میری دائی امان حمالہ نقش زن کو بلاکر لاؤ چند
کنیزین گئین عمرو حیران ہو کہ یہ حمالہ کون ہی جسکو بہ فخر یہ اسنے بلایا ہی تھوڑی دیر نہ
گذری تھی کہ کنیزون نے آکر عرض کی حضور ملکہ حمالہ آئی ہین بعد تھوڑی دیر کے
عمرو نے دیکھا کہ ایک فرتوت جسکے سر پہ ایک بال نہین کھوپڑی چمک رہی ہی منھ
دانتون سے خالی کمر مین خم ایک لٹھیا ہاتھ مین اُس مین چیتھڑے بندھے ہوے
جوتی مین باندھ بندھے ہوے نیلی چدر یا سر پر پانؤن مین نیلا پائجامہ پہنے ہوے
سامنے آکر پہونچی سیماب نے اُٹھکر سلام کیا اُس ضعیفہ نے بلائین لین کہا بیٹا آج
کیا تھا جو اِس دائی بندی کو یاد کیا سیماب نے کہا آپکے فرزند کلان غربال جادو
برائے مدد خداوند گئے جاتے ہی عمرو کو گرفتار کیا سب کتابین اُسکے مکر کی لوگ
پڑھ چکے ہین تو کوئی قید اِسکی نہین رکھتا اب مین نے آپ کو بُلایا ہی کہ آپ اِسکی
قید رکھیے حمالہ نے کہا اے فرزند یہ بہت بڑی بات ہی یہ وہ مکار ہی کہ جسنے دنیا مہ کو

مارا شمشش کو دریاے قلزم مین جاکر مارا عظلی آباد ایسے ملک کو تباہ کیا جیسے کیسے
ساحر مارے کہ جنکا آجتک ذکر ہو کوئی ایسا ہو کہ جو بیکے مکر سے بچا ہو ایک خیال یہ ہوا
کہ اگر رات کو کوئی قید مانگیگا تو مین نہ دونگی سیماب نے کہا دادی اماں یہ آپ کیا ان
اقرار کرتی ہین کون کہیگا کہ قید دیجیے صبح کو سیدہ ان خونی مین خود لائیے گا عمال نے
خوب اقرار کیا ہے کہ صبح کو قید لیکر آؤنگی بیچ مین اگر کوئی مانگیگا تو نہ دونگی یہ کہکے
قفس اٹھا یا لیکر چلی عمرو کے ہوش اڑ گئے کہ دیکھون اس ضعیفہ سے کیا گذرے
یہ تو بلاے روزگار ہو سیماب سے کیا کیا اقرار کیے ہین ہزار طرح کے اسکے نیک
ہین اسپر کیا فقرہ چلیگا مگر عمالہ قفس لیے ہوے گلی کوچون کو طے کرتی ہوئی اپنے
مکان مین پہونچی عمرو نے دیکھا کہ ایک مکان خام بنا ہو جسمین چھپر دو پلہ پڑا ہو
دروازے مین کنڈی دی ہوئی دونون پٹ باندون سے بندھے ہوے
بڑھیا نے دروازہ کھولا عمرو نے دیکھا کیا مکان دھوئین سے سیاہ ہو رہا ہو
اُس مین ایک چولہا بنا ہوا چولھے مین تنکے کوڑے کے رکھے ہوے ہین کالی
ہانڈیان مٹی کی چولھے پر رکھی ہین ایک توا لوہے کا رکھا ہو کہ جس مین صد ہا چھید
عمرو کے ہوش اڑ گئے کہ عجب بلا کا سامنا ہو خدا اسکے شر سے بچاے ضعیفہ نے
قفس لاکر اُسی چھپر مین ٹانگ دیا چند تنکے سینکون کے پڑے تھے اُنسے جھاڑو
دینے لگی کوڑا سمیٹ کر کنارے کیا ایک گھڑے مین سے ماش کی کھچڑی نکالی دو
پانی سے دھو کر چولھے پر چڑھا دی بتے جلا کر کھچڑی پکائی ایک کونڈے مین نکالکر
رکھی چراغ طاق مین رکھا تھا اُسکا تیل لیکر اُنڈیل دیا اور بیٹھکر کھانے لگی جب
کونڈا بھر کھچڑی کھا چکی تب صحن مین آئی ایک چبوترہ وہان بنا ہوا تھا اُسپر ایک
گدا بچھا ہوا جسکی روئی جا بجا سے نکلی ہوئی پیوند لگے ہوے اُسپر بیٹھی اُسی چھپر سے
ایک بوتل شراب کی نکالکر لائی اور ایک پیالہ مٹی کا لاکر رکھا شراب اُنڈیلکر پینے لگی دو مرتبہ مین
ساری بوتل پی گئی اب نشہ جو ہوا اُسی چھپر سے ایک تنبورہ نکالا جس مین بہت سے
کاغذ کے پیوند جا بجا لگے ہوے تار موٹے موٹے چڑھے ہوے بیٹھکر تنبورہ

چھیڑنے لگی جسمین بجائے مین کی آواز آتی تھی اپنے مزاج کے موافق تنبورہ بجا کر ترانے
لگی جو سامری کی تعریف کبھی جمشید کی تعریف کبھی لات ومنات کا نام لیتی ہو اسطرح ٹھمریان
گا رہی ہو غرض دوپہر رات گذری اور خواجہ نے دیکھا کہ یہ خوب گانے مین مصروف
ہو جسوقت رات گذر گئی ہو خواجہ کا خون گھٹ رہا ہو دلمین کہ رہے ہین کہ خواجہ بہت
برے پھنسے ہیچ کو میدان خوف کا سامنا ہو اے کریم کارساز تو ہی بچانے والا ہو اگر
رات گذر گئی تو غضب ہوا مگر ضعیفہ کو دیکھا کہ الاپ رہی ہو معلوم ہوتا ہو اور تانین
اڑا رہی ہو خواجہ نے سوچتے سوچتے ایک تان ماری بجلی چمک گئی ضعیفہ نے
ہاتھ روک لیا تنبورہ بجانا موقوف کیا چہار جانب دیکھنے لگی سوچی کہین سے
آواز آئی ہو گی مگر ایسا حال کیا آواز تھی کہ جسنے دل بے چین کر دیا خواجہ نے دیکھا
کہ خیر اتنی تاثیر تو ہوئی کہ یہ مشتاق ہوئی اب دوسری تان ماری وہ ضعیفہ پھر
اُٹھ کر دیکھنے لگی کہ یہ آواز کہان سے آرہی ہو پھر تنبورہ بجانے لگی خواجہ نے اسبکی
مرتبہ پورا شعر گایا ضعیفہ کی نگاہ پڑ گئی اُٹھ کھڑی ہوئی پنجہ آہنی اُٹھا کر عمرو کو کچوکا
دیا کہا کیون نگوڑے یہ تانین تو نے لگائی تھین عمرو نے کہا مین تو آپ کا گانا
سن رہا ہون آجتک کبھی ایسا گانا نہ سنا تھا کیا آپ خوش آواز ہین آواز مین کیا
سوز و گداز ہو ضعیفہ نے اور ایک پنجہ مارا کہا نگوڑے مجھے باتون مین اڑاتا ہو
عمرو تڑپ گیا مگر خاموش قہر درویش بجان درویش دلمین کہا خواجہ اسکی باتین ہنوز
کچھ نہ کہو مگر جمال نے کہا مین تنبورہ بجاتی ہون انھین اشعار ون کو گا خواہ کوئی
ٹھمری نکال عمرو نے کہا مین گانا نہین جانتا جمال نے پھر پنجہ چبھو دیا عمرو آہ کر کے
رہ گیا پھر صبا نے کہا کہ ہان خواجہ گاؤ نہین تو ابکی یہ پنجہ آگ مین گرم کر کے تمھارے
پنڈے پر رکھدونگی خواجہ عمرو ڈرے کہ اس حرامزادی سے ڈرنا چاہیے یہ ضرور
پنجہ گرم کر کے رکھدیگی تو اسکا کوئی کیا کریگا ناچار ومجبور ہو کر خواجہ گنگنانے
لگے اور یہ اشعار گانے لگے نظم

زلف پرخم مین کیا پھنسا ہو	ترک ترک کے صفیر بولتا ہو

غیرون سے لطف اڑا رہا ہی ۔ ہی ہی ظالم یہ کیا کیا ہی
آنکھون مین جو تیری گھر کیا ہی ۔ او شوخ یہ طالع حیا ہی
کیا جان کہون تمھین برا ہی ۔ کہتے ہین کہ جان بے وفا ہی
حاجت سرمے کی تجھکو کیا ہی ۔ یہ بھی یارون کا توتیا ہی
جو کچھ ہو برا ہو یا بھلا ہی ۔ عاشق ترا تیرا آشنا ہی
تو مجھسے اگر پھرا تو کیا ہی ۔ او بت بندے کا بھی خدا ہی
ہم مین غیرون مین فرق کیا ہی ۔ اچھا اچھا برا برا ہی ✢
کعبے کی ہو جو صفیر محراب ۔ وہ ختم رسل کا نقش پا ہی

بڑھیا محو سرود رہی ہی خواجہ بھی جان توڑ توڑ کر گا رہے ہین مگر قضائے کار ریحان کی چھوٹی بیٹی مہ پارہ یہ سحر نہین جانتی تیرہ برس کا سن ہی شب ماہ کی چاندنی جو پھیلی تو باغ مین بیٹھے بیٹھے گھبرائی کنیزون سے کہا مجھے نیند نہین آتی ہی چلو شہر کی سیر کرین یہ کہکر نکلی ہر طرف پھرنے لگی قضائے کار اسطرف بھی گذر ہوا علم موسیقی مین نہایت دخل رکھتی ہی گانے کی آواز کان مین آئی ساتھ والیون سے کہا ارے یہ تو کوئی یکا گا نا گا رہا ہی نہایت ہی خوش آواز ہی کنیزون نے کہا آپکی دادی امان کے گھر سے آواز آتی ہی دروازے پر کھڑی ہو کر سنا کی کنیزون نے دروازہ دھب دھبایا اور پکار کر آواز دی کہ دائی امان دروازہ کھولیے حمالہ فتنہ زن نے جواب دیا کہ اری تم کون ہو کنیزون نے کہا بی مہ پارہ آپکی پوتی صاحب آئی ہین یہ سنکر حمالہ نے دروازہ کھولا عمرو نے دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین وجمیل مینڈھیان گندھی ہوئین بیکلین پہنے ہوئے باندون پر جوشن سنہری اور اسپر نام سامری وجمشید کا لکھا ہوا اگر دھنکے ہوئے حمالہ نے جھلا کر کہا کیون بیٹی اس رات کو کہان پھر رہی ہو یہ رات اور یہ سن یہ کہکر کنیزون کو برا بھلا کہنے لگی کہ کیون شفتلو تمھاری کیون شامتین آئی ہین کہ تم اسوقت بچی کو لیکر نکلی ہو ابھی کوئی سایہ سکر ہو جائے تو باپ اسپر جان دیتا ہی پھر وہ کیا

کریگا مہ پارہ نے کہا دادی اماں زیادہ خفا نہ ہوجیے نیند نہین آتی تھی مین خود
اسوجہ سے نکل آئی آپ کے یہان کون گا رہا تھا حمالہ نے کہا بیٹا یہان کون شخص
گانے والا ہو میری آواز سنی ہوگی مہ پارہ نے کہا آپ کی آواز تو کچھ ایسی نہین ہو
یہ تو کسی کامل واکمل کی آواز تھی لہذا مجھے بتا لیجے حمالہ نے کہا بیٹا مین بھلا کیسے
بتاؤن میرا ہی گانا تمنے سنا ہوگا مہ پارہ نے کہا آپ اپنا ذکر نہ کیجیے آپ کو تو مین نے
ہزار مرتبہ سنا ہی مین کیا آپ کی آواز پہچانتی نہین ہون آپ کا گانا بے نظیر ہو
عمرو نے پکار کر کہا او ملکۂ عالم مین گا رہا تھا حمالہ نے جھلا کر کہا دور ہو موے تو
کیون بولتا ہو لاؤن تجھے تیرے سیلے کر مہ پارہ نے کہا دادی اماں یہ کون شخص ہو
حمالہ نے کہا بیٹا یہ عمرو عیار ہو جسنے ملک ساحرون کے برباد کیے مشمش ودمامہ کو
مار اعتدالی آباد کو لوٹ لیا کس کس ملک کا نام لون دل ٹکڑے ہوتا ہو تمھارے
بڑے چچا نے گرفتار کرکے اسکو بھیجا ہو باپ نے تمھارے میرے سپرد کیا ہو
مہ پارہ نے کہا چند ساعت کے واسطے یہ قفس مجھکو دیجیے حمالہ نے کہا بیٹا تم
ابھی بچہ ہو دنیا کے نشیب وفراز سے واقف نہین ہو یہ بڑا جالیہ ہو اسنے بڑے بڑے
جادوگرون کو فریب دیے ہین جو اسکے دام مین پھنسا وہ مارا گیا بیٹا تم یہ
ارادہ نہ کرو یہ موا نگوڑا ابول اٹھا کہین گا تا تھا اب تم سیدھا رو تو مین اسکو
سزا دون مہ پارہ نے کہا دادی اماں یہ تو کچھ خطا کی بات نہین ہو اسنے کہدیا
کہ مین گا تا تھا اس مین آپ کا کیا نقصان ہو ہر چند مہ پارہ نے کہا مگر حمالہ نے
جھلا کر جواب دیا کہ چھوکری کچھ دیوانی ہوئی ہو مین زہر کیون نہ تیرے ہاتھ مین بھلا
دیدون صبح کو یہ میدان خون مین جائیگا مہ پارہ نازک مزاج بادشاہ کی بیٹی
کلمے کبھی کاہے کو سنے تھے یہ سنتے ہی رونے لگی اور بال اپنے نوچنے لگی
حمالہ نے کہا جو حال اپنا چاہے کرو مگر مین اسکو نہ دونگی مہ پارہ نے پھر منت
کہا کہ دادی اماں فقط اتنا عرصہ گذریگا کہ یہ غزل جو گا رہا تھا اس سے گوا کے
لکھ لونگی پھر قفس آپ کے پاس پہونچا دونگی حمالہ نے کہا مین ہرگز نہ دون گی

کنیزون نے کان مین کہا واری آپ اِس سے کیون کہتی ہین اپنے باپ سے چلکر کہیے وہ
ابھی بلا کر دس جوتیان مارینگے اور فریاد مین یہ بھی کہیے کہ انکو قیدی دیا قید کرنے
کے واسطے یا گانا سُننے کے لیے اگر وہ نہ سُنتین تو میرے کان مین کیونکر آواز آتی یہ
سنکر مہ پارہ کنیزون کو لیکر پلٹی روتی ہوئی محل مین آئی ماں نے جو بیٹی کو بیقرار
دیکھا گھبرا کر اُٹھی کہنے لگی میری بچی کو کسنے ستایا اور کسنے رلایا مہ پارہ نے سب
حال رو رو کر کہا کہ بی حمالہ بڑی خیر خواہ ہین باوا جان نے قیدی جو دیا ہو اُسکا گانا
سُن رہی ہین ہنسنے جو کہا کہ ہمین غزلون کا شوق ہو چند ساعت کو اِسکو لیجاوینگے
غزل لکھ لیوینگے اور پھر قیدی کو بھیج دینا اُسپر کلمات سخت کہے اور مارنے کو اُٹھین
ای مادر مہربان مین اپنی جان دیدونگی ماں نے جا کر سیماب کو ایک دو تھپڑ مارا
کہا صاحب اُٹھو میری تیرہ برس کی کمائی لُٹتی ہو کون سی مقتبہ تمنے پیدا کی ہو جو اس بیٹی سے
بھی زیادہ ہو سیماب آنکھین ملتا ہوا اُٹھا مہ پارہ کو دیکھا زار زار مثل ابر بہار
رو رہی ہو چیخین مار مار کے کہتی ہو نہ کھانا کھاؤنگی اور نہ پانی پیونگی جبتک حمالہ کا
سر بریدہ نہ دیکھونگی سیماب نے گود مین اُٹھا لیا لاکھ بہلاتا ہو مگر مہ پارہ نہین مانتی یہی
کہتی ہو مجھے قیدی کو دلوا دیجیے تو زندہ رہونگی ورنہ جان دیدونگی آپ حمالہ کو کھڑکا کے
کہیے ہم تو آپ کے دشمن ہین کہ قیدی کو لیجا کر چھوڑ دینگے بی حمالہ خیر خواہ ہین
ہم باپ کے دشمن ہین ماں نے پشت پر سے آکر دوسرا دو تھپڑ سیماب کو مارا
کہا صاحب میری بچی رو رو کر جان دیے دیتی ہو دو گھڑی مین کیا نقصان ہو جائیگا
جا کر قیدی کو دلوا دو سیماب ان خوبی کے وقت وہ خود بھیجدیگی سیماب کو کچھ
نہ بن پڑا بیٹی کو گود مین لیکر چلا یہان حمالہ دروازہ بند کر کے سو رہی ہو سیماب نے
آکر ایک لات ماری کہ دروازہ گرا جب دھماکا ہوا تو حمالہ کی آنکھ کھلی کہتی ہوئی اُٹھی
کہ یہ رات کو کیا آفت ہو سیماب نے کہا دائی امان قفس قیدی کا دیدو حمالہ
نے کہا [illegible] صاحب بڑا دھوکا کھاتا ہو اگر یہ نکل جائیگا تو پھر دستیاب نہ ہوگا اِس
[illegible] دائی امان کہتی

ہین مہ پارہ نے کہا انکو یہ قفس لگا ہی سو کیتیرون میرے باغ مین چمن در وا ہوا ہی
سب جیران کا یہ حال ہی قفس مین یہ شخص بند ہی پہر کیونکر نکل جائیگا کیا پر پیدا کر لیگی صبر اسکے
گرد رہین سے قفس سے اسکو نکالین گے فقط غزل لکہ لین گے سیماب نے کہا
دانی اماں تم سنتی ہو حمالہ وہی کے جاتی ہو کر ای سیماب لاڈلی بیٹی جیتا ل ... بادشاہ
کا حال نہین کہ تم گا ... اور پہر ہانگے سیماب نے کہا جو کچھ ہو جیو کرین جان دینے دیتی ہو بیٹیو
اسکی تو بجلی لگی ہوئی ہی قفس لیکر مہ پارہ کے ہاتھ مین دیا کہا بیٹیا رات ہو ہوشیار
رہنا مہ پارہ نے کہا بادا جان جب میدان خوبی کی تیاری ہو جاے تو کسی کو
بہیجدیجیے گا وہ اس قیدی کو بتایئگا چاہے قتل کیجیے چاہے بخشیے آپ کو اختیار ہی
مہ پارہ قفس لیکر چلی خواجہ صورت زیبا کو دیکہتے ہوے چلتے ہین جی مین کہتے ہین
کہ کیا معشوقہ ہی فرزند ان حمزہ کے ہاتھ بیچونگا پروردگار نے ایک سبب نکالا
سیماب تو محل مین گیا حمالہ نے دروازہ بند کر لیا مہ پارہ قفس لیے ہوے اپنے
باغ مین آئی باغ مین آکر مسند آراستہ کرائی بیٹھکر کہا کہ خواجہ گنا دعمرو نے کہا ای
شہنشاہ خوبی نہ ای سرو باغ محبوبی انصاف کرو کہ مین کس حال مین ہون جو کچھ
یاد ہی وہ بھی بہولا جاتا ہون مجھے رہا کر دو اور مین تجھسے اقرار کرتا ہون کہ بدون
تمہارے حکم کے کہین نہ جاؤنگا مہ پارہ نے کہا خواجہ مین بھی تجھسے عہد کرتی ہون
کہ تمہاری جان کے ساتھ میری جان ہی پہلے حیلہ حوالہ کرکے تمہین بچاؤنگی اگر مین
جو کچھ ہو باپ سے فساد کرونگی اور رکہونگی کہ اس قیدی کو ایک ہفتہ تک رہنے
دیجیے بعد ایک ہفتے کے انتظام ہو جائیگا یہ کہکر قفس کہولا خواجہ قفس سے
نکلکر بیٹھے تو نکالی انکو بلاکر یہ اشعار عاشقانہ زمین مین ٹہور سے گانے لگی نظم

گلریز ہی وہ دہن ہمیشہ	غنچے سے کہلا دہن ہمیشہ
وہ کرتے ہے سخن ہمیشہ	نایاب رہا دہن ہمیشہ
ہم تم ملنے نہ پائین اک روز	تر تھا جنت وہ بر تن ہمیشہ
[illegible]	[illegible]

	دور و نہ کاہے کو گھمون کا جوبن		بڑھتی ہو تری پھبن ہمیشہ	

مہ پارہ بیقرار ہوگئی کہتی ہی ای شہنشاہ اوج عیاری آپ اِس فن کے کامل و
اکمل ہین آپ کا کوئی مثل نہین ہی خواجہ فرماتے ہین ای ملکۂ عالم دل پہ چھریان
چل رہی ہین کیونکر جان بچیگی اور ملکہ تمھارے سر کی قسم مین نے کوئی خطا نہین
کی لشکر حمزہ کا ہرکارہ ہون خبر لینے گیا تھا غربال نے مجھکو گرفتار کرلیا اسپر یہ
زور وشور ہی کہ اِسے جلد قتل کرو زندہ نہ بچے لہذا اب آپ کو اختیار ہی اِنھین
باتون مین صبح ہوگئی خواجہ نے کہا مین پیشاب کر آؤن ایک نخل کے نیچے
جاکر گلیم اوڑھ لی کنیزون نے کہا حضور عمرو غائب ہوگیا پتہ نہین ملتا ملکہ نے
حکم دیا سارا باغ چھانا کہین پتہ نہ ملا مہ پارہ رونے لگی کہتی تھی کہ کیسا مرد ہی
مجھسے وعدہ کرکے چلدیا مجھکو دھوکا دیا جب مہ پارہ رونے لگی تو خواجہ نے جو
اُسی مقام پر کھڑے تھے گلیم اُتار کر کہا ای شہنشاہ حسن وجمال مین تمکو چھوڑ کر کہان
جاؤنگا اگر جانا ہوتا تو بھاگ جاتا مگر آپ کا حکم ہو تو جان دونگا آپ کے قدمون کو
نہ چھوڑونگا ملکہ نے کہا خواجہ میری جان بھی تمھارے ساتھ ہی وہان صبح کو کل
میدان خونی کی تیاری ہوئی سیماب میدان مین آیا دو جادوگر مصاحب اُسکے
گل جادو و دل جادو اُسنے کہا جاؤ بہ سہولیت میری بیٹی سے کہنا کہ ای پارۂ جگر
قفس حوالے کر و ایسا نہ ہو کہ وہ آزردہ ہو دونون جادوگر در باغ ملکہ پر پہنچے
خواصون نے جاکر کہا کہ دو جادوگر حاضر ہین آپ کے والد نامدار نے قیدی کو
مانگا ہی ملکہ نے عمرو سے کہا آپ قفس مین بیٹھیے تو مین اِن دونون کو بلاؤن
خواجہ کو قفس مین بٹھا کر دونون جادوگرون کو بلایا کہا دیکھو تم خود اپنی
آنکھون سے قیدی قفس مین بیٹھا ہی باواجان سے کہنا کہ کل وقت تنگ
ہوگیا تھا رات کم باقی تھی مین ایک غزل بھی لکھنے نہ پائی آج دن بھر کی اور
رات بھر کی اور مہلت دیجیے کل مین اِسکو میدان خونی مین لیکر آؤنگی دونون ساحرون
نے آپس مین کہا یارو پلٹ چلو سیماب کی یہ لاڈلی بیٹی ہی ایسا نہ ہو پھر خفگی آئے

یہ خود ہم طلب کرینگے دونوں جادوگر بہت خوب کہکر اٹھے آکر سیماب سے کہا
ملکہ نے قتل کا وعدہ کیا ہے ابھی اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ عمرو قفس میں بیٹھا ہے دو بار
نہیں ملا آب و دانہ مانگتا ہے ملکہ نے کچھ کھانا پینا بھی نہیں دیا ہے بھوک کے مارے
اسکا عجیب حال ہے ایک خدمتگار کو سیماب نے حکم دیا کہ جاکر ملکہ سے کہو کہ بیٹا
جب قتل کرتے ہیں تو پوچھتے ہیں کہ کیا خواہش ہے اسوقت قیدی کو کھانا پانی ضرور
دینا خدمتگار نے آکر ملکہ کو اطلاع کی ملکہ نے کہا اب باپ نے حکم دیا ہے ضرور
کھانا دونگی خدمتگار کو بھی دکھا دیا کہ دیکھ لو قیدی قفس میں بیٹھا ہے مجھے ارشاد
قبلہ و کعبہ کا بڑا خیال ہے میں نے قیدی کو بڑی تکلیف پہونچائی اب دن کو گوا کے
سے زنگی غزل لکھواونگی کل سرکار کو اختیار ہے یہ سنکر خدمتگار چلا گیا جاکر سیماب سے
اطلاع کی کہ صاحبزادی نے آپ کی بڑا انتظام کیا ہے ہمارے سامنے قیدی قفس
میں تھا اب اسکو کھانا پانی ملیگا ناحق کو رات کو وعدہ کیا سو بیس سے اگر قید ملتی
تو وہ گانا سن لیتیں اور غزل کے دس بارہ شعر انکا لکھا کتنی بڑی بات تھی یہاں
ملکہ نے بعد جانے خدمتگار کے دروازہ باغ کا بند کرا لیا خواجہ قفس سے نکلے باغ میں
پھر رہے ہیں اگر چلے جائیں تو کوئی روکنے والا نہیں مگر خواجہ دمبدم سامنے آتے
ہیں کہتے ہیں ملکہ میں حاضر ہوں دیکھیے اگر چلا جاتا تو کون دیکھتا ملکہ کہتی ہے کہ
خواجہ نگھبراؤ دو تین دن حیلہ حوالہ کرونگی آخر کہونگی کہ ایک ہفتے کی مجھے مہلت
دیجیے تمہاری جان کے ساتھ میری جان ہے گا افسوس ہے کہ میں نے سحر نہیں سیکھا
یہاں خواجہ نے شام کو گانا سناتے سناتے فرمایا کہ اے ملکۂ عالم آج چاہتا ہوں
کہ ایک کمال آپ کو اپنا دکھاؤں ملکہ نے کہا سوا اسے گانے کے اور کیا کمال ہے
عمرو نے کہا ساقی گری خوب کرتا ہوں کہ پاؤں سے ناچوں ہاتھ سے بتاؤں
سر سے شراب پلاؤں ملکہ نے کہا خواجہ یہ تو بہت دشوار ہے خواجہ نے کہا
آپ کو آنکھوں سے دکھا دوں جام سر پر رہے کیا مجال کہ قطرہ گرنے پائے
ملکہ راضی ہوئیں خواجہ نے کنجی میخانے کی لی کل شراب میں بیہوشی ملائی پکار کر کہا

ہان صاحبو ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے کنیزین دوڑین گلابیان اٹھانے لگین
خادم خدمتگار کنیزین سب نے شراب پی خواجہ نے چند گلابیان الماس نگار کی چھاتین
اُس مین ہوا رغوانی بھری کٹورے اُنکے تمامی سے باندھے جب لیکر محفل مین آئے تو ملکہ
نے کہا دیکھو صاحبو عمرو کس سلیقے سے شراب لایا ہی کہ زاہد صدسالہ کی بھی رال ٹپک پڑے
عمرو نے لاکر گلابیان رکھین پہلے گت ناچی پھر جام لبریز کیا سر پر رکھ کے سامنے ملکہ کے
آئے ملکہ کہتی ہوا او صاحبو دیکھو کیا کمال ہی کہ سر پر جام بھرا ہوا رکھا ہی کیا مجال ہی کہ ایک
قطرہ گرنے پائے کسکی مجال ہی کہ یہ کمال دکھا سکے مین اِسکو اپنی مصاحبت مین رکھونگی
خواجہ نے قریب آکر سر جھکایا کہا ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے
ملکہ انعام دے رہی ہین خواجہ کہتے ہین ای ملکۂ عالم یہ انعام رکھا رہیگا اور
ہم قتل ہو جائینگے مہ پارہ کہتی ہی خواجہ تمھین کون قتل کرسکتا ہی مین سو حیلے
کرونگی آخر مین کہدونگی کہ یہ میری مصاحبت مین رہیگا باوا جان اگر قبول نہ کرینگے
تو مین صاف صاف کہدونگی کہ مین اپنی جان دونگی میری جان جانا وہ نہین گوارا
کرینگے کہونگی اِسکی جان بخشی کیجیے ضرور میرا کہنا مان جاوینگے مین تمکو اپنی مصاحبت
مین رکھونگی خواجہ تم نہ گھبراؤ دیکھو آج بچا لیا کل دوسرا فقرہ کرونگی یقین ہی کہ میرے
باوا جان میری خاطر شکنی نہ کرینگے مین عرض کرونگی اِسکو کون بُرا کہتا ہی چچا جان نے
گرفتار کرکے بھیجا ہی باغ مین پڑا رہیگا کھانا ملجائیگا دن بھر ہنسی دل لگی مین بسر کرتا ہی
اِسکی ذات سے رنج نہ آنے پائیگا عمرو نے سر جھکایا ملکہ نے جام پیا کنیزون کو بھی
اشارہ کیا کہ دے تم اٹھاکر پیو کہا اب اِس کی مشتاق ہو کہ تمکو بھی سر سے پلاوے
خواجہ نے کہا ٹھہر جائیے مین اِن سب کو پلاؤنگا ہر ایک خواص کو بلاکر جھٹ لا
شراب دے رہے ہین کنیزین کہتی ہین واری اگر یہ مصاحبت مین رہیگا
تو بڑی چہل پہل رہیگی دیکھیے آج دن بھر کیسا ہنگامہ رہا اِسی طرح یہ شخص ہر روز
دل لگی کریگا آپ کے پاس غم نہ آئیگا خواجہ نے تھوڑے ہی عرصے مین سب کو
شراب پلائی کنیزون مین دست درازیان ہونے لگین کوئی کہتی ہی لو اٹھا رہے

سر پر کوا بیٹھا ہی کوئی کہتی ہی تیری پشت پر سانپ دوڑا دوڑا پھرتا ہی کوئی کہتی ہی ہوا
مجھکو معلوم ہوتا ہی کہ کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی دیکھو سامری جمشید بھی آئے ہین وہ
اشارے کر رہے ہین کہ ہمکو بھی شراب پلاؤ اگر قدرت کو نہ پلائینگے تو وہ آزردہ
ہو جاوینگے قدرت کی آزردگی کون گوارا کرنے گا یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھین
پکارتی ہوئی کہ یا خداوند آپئیے شراب پیجیے اٹھتے ہی بیہوش ہوکر گرین اور کنیزین بھی
لینا لینا کہکر دوڑین جو اٹھی وہ گری دم بھر مین سب بیہوش ہوئین خواجہ عمرو نے
مہ پارہ کو اٹھا کر نذر زنبیل کیا اور مہ پارہ کی شکل بنکر مسند پر دوشالہ تان کر
سو رہے کنیزین بھی سو رہی ہین نشے مین شراب کے بیہوش پڑی ہین چار پہر رات
اسی حال مین گذری وہ وقت آیا کہ طائرون نے زمزمہ سرائی شروع کی آشیانون سے
نکلکر شاخون پر بیٹھے مرغ سحر نے آواز دی اور ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ایک
خواص کی آنکھ کھلی دیکھا ملکہ سو رہی ہین اور عمرو کا پتہ نہین قدمون پر ہاتھ رکھکر
ملکہ کو جگایا کہا واری عمرو بھاگ گیا یہ سنتے ہی ملکہ رونے لگی کہا صاحبو غضب ہوا
مجھے تو اسکی جدائی بہت شاق ہی اور باپ سے کیسی شرمندہ ہونگی صاحبو تمکو یاد
ہوگا کیا کیا غزلین گاتا تھا کل رات کو یہ غزل کس لطف سے اسنے گائی تھی

نظم

یون مرے گھر سے الٰہی شب یلدا نکلے
جسطرح صبح کو بیمار کا صدقا نکلے

ساقیا رند بہت روز دن پر ہین آ نکلے
آج تو کوئی ابلتا ہوا شیشا نکلے

باغ ہی یار رہی شغل می و مینا سے فلک
آج تو ابر وکھوان دھار برستا نکلے

مثل یوسف ہو تو بازار مین آنا کیا تھا
کیا ہو کوئی جو خریدار تمھارا نکلے

چاندنی روزن در سے جو شب ہجر آجائے
جگنو بن بن کے مرے گھر سے اجالا نکلے

سحر وصل ہو جاتے ہین وہ گھبرا دل زار
دم جو ایسے مین نکلجائے تو اچھا نکلے

دہجاندیدہ ہون ایذا پہ جو ہو پہنچے ایذا
نہ کبھی منھ سے مرے ایک کا شکوا نکلے

کل انھین مین نے کہا تھا کہ تمھین دل دونگا
آج ہی کرتے ہوئے گھر سے تقاضا نکلے

ہم وہ پیراک ہین طوفان الم مین ڈوبگے
صورت موج رواں کاٹکے دریا نکلے

ہم بھی آمادہ ہین نوک سر مژگان کی قسم | آپ سے چھیڑ نکلتی ہو تو اچھا نکلے

کھلگیا خانہ برانداز وہ چال اپنا صفیر | بانکپنا جب دل دلبر کا ادا سے نکلا

یہ غزل جب اُسنے گائی ہو تو مین نے بڑی تعریفین کین اور موتیون کا مالا دیا عمرو
میرے ساتھ بے اعتنائی کرگیا جان کا خوف تو بڑا ہوتا ہو اسی مارے دبکا ہوگا
جان نہ بچیگی ارے جاؤ باغ مین چہار جانب تلاش کرو کنیزین دوڑی دوڑی پھرتی
ہین کہین پتہ نہین ملتا درختون مین دیکھا جھاڑیون تک دیکھا کوٹھون پر چڑھین مگر
جب کہین عمرو کا نشان نہ پایا تو سامنے آکر رونے لگین کہا وہ ری بیشک عمرو
نکلگیا چلا چلا کر پکار کر آوازین پڑگئین مہ پارہ نے کہا ہائے غضب ہوا مین تو منہ
دکھلانے کے لایق نہ رہی یہ کہکر اُٹھی بال پریشان کر دیئے کہا صاحبو مین کنوئین
مین گرکر اپنی جان دونگی ماں باپ کو کیا منھ دکھاؤنگی وہ فرماوینگے ہمارے دشمن
کو کھو دیا اور سب سے زیادہ اُنکی دائی امان صاحبہ فساد مچادینگی کہینگی کہ قیدی
کو دم دیکر عمرو نکلگیا تو مین کیا جواب دونگی یہی بہتر ہو کہ اپنی جان دیدون یہ کہکر
طرف کنوئین کے دوڑی خواصین لپٹ گئین اپنے کو زمین پر گرا دیا کپڑے پھاڑ ڈالے
منھ پر تماچے مار رہی ہو کہتی ہو کہ صاحبو مجھکو چھوڑ دو کہ مین اپنے کو کنوئین مین
گرادون خبردار یہ خبر باہر نہ جانے کہ عمرو غائب ہوگیا وہان سیماب نے میدان
خونی کی تیاری کی اُنھین دونون جادوگرون کو بھیجا کہ جاکر بیٹی سے کہنا کہ آج تو
قیدی کو لیکر میدان خونی مین آؤ کہ مین سر اُسکا روانہ کرون کہ غربال کو خوشی ہو
جادوگر جو دروازے پر آئے سنا کہ باغ مین ایک ہڑبڑ ہو کنیزین پیٹ رہی ہین
کہ صاحبو غضب ہوتا ہو ملکہ اپنے کو کنوئین مین گرائے دیتی ہین ہم لوگ روک
رہے ہین جادوگرون سے کنیزون نے کہا ارے جاکر اُنکے باپ کو اطلاع کرو
کہ جلد آئیے آپ کی صاحبزادی جان دیتی ہین ایسا نہ ہو کہ دشمنون پر کچھ گزر جائے
اپنے کو گرا دیا ہو زمین مین پچھاڑین کھا رہی ہین ہم لوگ لاکھ روکتے ہین وہ
نہین رکتین اگر باپ اُنکے آوین تو شاید اُنکے روکے سے رکین محل مین بھی

خبر آیا یہ ماں انکی تاکید کرکے اپنے شوہر کو روانہ کرچکی جو کچھ ہو انکے سامنے ہو ورنہ ہم لوگ گنہگار ہونگے جادوگر یہ خبر سنکر بھاگے چیلے دروازے پر محل کے آئے محلدار سے کہا صاحبزادی کی ماں سے اطلاع کرو کہ عمرو تو بھاگ گیا ملکہ اپنی جان دیئے دیتی ہیں محلدار نے جو جاکر کہا ماں بلک بلک کر رونے لگی کہتی تھی صاحبو غضب ہوا وہ بڑی صاحب غیرت ہے ضرور جان دیدیگی ہائے میری تیرہ برس کی مشقت جاتی ہے یہ کہکر دروازے کیطرف چلی محلدار نے کہا آپ کہاں جاتی ہیں کہا صاحب میں باہر نکل جاؤنگی پردہ کیسا میری دولت لٹتی ہے میں جاکر اُسکے باپ سے اطلاع کرون کنیزون نے کہا واری ہم جاتے ہیں اور جاکر اطلاع کرتے ہیں محل میں ہلڑ ہوگیا کہ عمرو دغا دے گیا صاحبو جان کا خوف بڑی چیز ہے اسی مارے بھاگا کہ میں قتل ہو جاؤنگا اُنکے باپ کو اطلاع ہو کہ وہ جاکر سنبھالیں نگوڑا قیدی بھاگ گیا تو بلا سے وہ قیدی کے واسطے جان دینگی یہاں وہ دونون جادوگر پاس سیماب کے آئے اطلاع کی کہ حضور عمرو بھاگ گیا بی سہ پارہ مارے شرم کے اپنی جان دیئے دیتی ہیں کہتی ہیں ماں باپ کو کیا منھ دکھاؤنگی سیماب کو سناٹا آگیا کہ ایک طرف سے رونیکی آواز آئی سیماب نے دیکھا کہ چند خواصیں میری جورو کی پیٹتی ہوئی آتی ہیں سامنے سیماب کے آکر کہا کہ حضور نے کچھ سنا عمرو تو بھاگ گیا آپ کی صاحبزادی اپنی جان دیئے دیتی ہیں اور محل میں سہ پارہ کی ماں بھی بگڑی ہوئی سر پٹک رہی ہیں اور پچھاڑیں کھا رہی ہیں کہتی ہیں کہ جلد جاؤ میری بچی کو لاکر مجھے ملاؤ ورنہ میں اپنے کو کوٹھے پر سے گرا دونگی سیماب گھبرا گیا طرف باغ کے چلا مصاحب سب پشت پر جلاد وغیرہ رخصت ہوئے کہتے تھے اب کسے قتل کریں قیدی تو بھاگ گیا سیماب جادوگر گھبرایا ہوا اور باغ پر پہونچا دیکھا باغ سے ایک ہلڑ کی آواز آرہی ہے خواصیں چلا رہی ہیں کہ لو صاحبو غضب ہوا بی سہ پارہ گرتی پڑتی قریب کنوئیں کے پہونچی ہیں کنوئیں میں گری پڑتی ہیں سیماب اندر آیا دیکھا سہ پارہ بحالت زار کنوئیں میں پاؤن لٹکائے بیٹھی ہے اور کنیزیں لپٹی ہوئی ہیں سہ پارہ کہتی ہے

مجھے چھوڑ دو ایسا نہ ہو بابا جان آجاوین تو مین اُنھین کیا منھ دکھاؤنگی کہ سیماب نے
آکر کہا اے نور نظر تم کیون جان دیتی ہو عمرو کہان بھاگ کر جائیگا قلمداری کو سیماب
کی دورتک ہے مین ابھی جادوگرون کو روانہ کرتا ہون کہین چھپا بیٹھا ہوگا جادوگر
پکڑ لاوینگے وہ مکار یہان سے نکلکر کہان جاویگا میری بیٹی کو دھوکا دے کر چلدیا ہے
مہ پارہ وتقلی نے جو باپ کو دیکھا چاہا کنوئین مین گر پڑے کنیزین دوڑکر لپٹ گئین
باپ نے اُسکو گود مین اُٹھا لیا مہ پارہ منھ اپنا نوچنے لگی کہتی تھی کیون حرامزادیو تمنے
اسی لیے مجھکو روکا تھا مین باپ کو صورت نہ دکھاتی کنوئین مین گرتی میرا جنازہ
دیکھتے تو فرماتے کہ تیرہ برس کی مشقت ضایع ہوئی شاید مان کو بھی افسوس ہوتا
میرا ابھی جنازہ آج ہی اُٹھتا یہ تو لوگ کہتے کہ غیرت دار تھی بڑا حجاب ہوا کہ اپنی جان
دیدی یہ کہکر چلا چلا کر رونے لگی سیماب نے نہ چھوڑا حکم کیا ارے محافہ لاؤ مین اسکو
محل مین پہونچاؤن اے بیٹا ایسی بات نہ کرو قیدی تھا بلا سے بھاگ گیا تمھاری کیا خطا
تم ناحق اپنے کو پراگندہ کرتی ہو مہ پارہ کہتی ہے بابا جان وہ محالزادی حرامزادی طعن و
تشنیع کریگی کہیگی کہ چھوکری کو عمرو نے دھوکا دیا کس طرح نکلگیا مجھے یہ طعن و تشنیع ہرگز
نہ سنے جاوینگے سیماب کہتا ہے اے پارہ جگر محال کو کیا دخل ہے کہ تمپر طعن و تشنیع کرے اُسکی
ذات کا سارا فساد ہے اگر روکا تا نہ سُنتی تو یہ آفت کاہیکو برپا ہوتی محافہ آیا بیٹی کو محافے
مین لیکر سوار ہوا ڈیوڑھی پر آکر محافہ پہونچا مان بیٹھی ہوئی نکل آئی کہتی تھی ہے ہے میری
بچی کو ایسی غیرت آئی کہ جان دینے کو آمادہ ہوئی خواصون نے کہا واری اگر ہم لوگ نہ لپٹ
جاتے تو کنوئین مین گر پڑتین کیسی آفت برپا ہوتی ہم لوگ کیا منھ دکھلاتے مان نے
دوڑکر بیٹی کو گود مین لیا کہا بیٹا اب شرم نکرو تمھارے چچا اُس عیار کو پھر گرفتار کرکے روانہ
کرینگے سیماب نے کہا صاحب غربال کیسا مین ابھی گرفتار کرا کے منگواتا ہون میری
صاحبزادی ناحق شرمندہ ہین مان گودی مین لیکر بیٹی کو محل مین آئی مگر مہ پارہ کا رونا
کم نہین ہوتا یہی کہے جاتی ہو کہ مین نے تم سب کو منھ دکھایا حرامزادی خواصون نے
بھاگ کنوئین مین نہ گرنے دیا میرا خاتمہ ہوتا تو مان باپ کو معلوم ہوتا غیرت دار تھی

کر اپنی جان نہ دی مجھکو زندہ کیون رکھا باپ مان دونون لپٹے ہوے ہین دوائین
دائیان انائین سب کہ رہی ہین کہ بی بی تمھارے باپ کو سامری وجمشید سلامت
رکھین اُنکی عملداری بہت وسیع ہے اب وہ ساحرون کو بھیجکر گرفتار کرا منگائین گے
تم عمرو سے پوچھنا کہ کیون بھاگ گیا تماسہ پارہ نے کہا مین تو قفس سے اُس کو
نکالتی تھی اور ہر وقت جاگا کرتی تھی اتفاقاً مین سو گئی اور یہ سب خواصین بھی بیہوش
سو گئین آخر کو یہ انجام ہوا کہ وہ بھاگ گیا مین زندہ نہ رہونگی تڑپ تڑپ کے اپنی
جان دونگی اناجی یہ خیال تو کرو کہ دو پہر رات گئے ہین اُدھر سے گذری تو بی حمال
گا نا سن رہی تھین مجھ کمبخت کو بھی شوق ہوا کہ اسکا گانا سنون اُس شوق نے یہ
نوبت پہونچائی کہ مین مان باپ سے شرمندہ ہوئی مین نہین چاہتی تھی کہ یہ لوگ میری
صورت دیکھین بلکہ میرا جنازہ اِنکے سامنے آئے مان کہتی ہے بی بی دم بدم جینا نے کا
نام نہ لو میرا کلیجہ پھٹتا ہے ایسا نہ ہو کہ میرا دم نکلجائے مہ پارہ کہتی ہے اے مادر مہربان
مجھ بدنصیب کو مرجانے دیجئے اگر اسکو حمال سے نہ لاتی تو کیون یہ آفت برپا ہوتی مان کہتی
ہو کہ بیٹا بس اب صبر کرو عمرو گرفتار ہوجائیگا کہان بھاگ کر جائیگا ہزار ہا ساحر اُسکی
تلاش مین نکلے گا جہان کہین ہوگا وہان سے گرفتار ہو جائیگا مین سمجھ لونگی سارا
دن اِسی ہنگامے مین گذرا کہ لیلی شب نے نقاب سیاہ چہرے پر ڈالی مجنون سونہ
بصد سوز داخل نجد مغرب ہوا مگر رونا مہ پارہ کا نہین کم ہوا سیماب نے اپنی
زوجہ سے کہا کہ صاحب اِسکو لیکر لیٹو شاید سوجائے مان نے گلے سے لگا لیا اور
پلنگ پر لیکر لیٹی سیماب نے بھی اپنا پلنگ قریب بچھوایا کہتا تھا صاحب ایسا نہو
کہ ہم لوگ غافل ہوجاوین اور یہ اُٹھکر اپنی جان دیدے محل مین جو دروازے کھلے ہین
اُنکو تو بند کردو کنیزون سے کہا ہوشیار رہنا مگر مان نے گلے لگا کر تھپکیا
تو مہ پارہ سو گئی مان نے اشارہ کیا کہ لو صاحب سامری وجمشید نے عنایت کی
کہ مہ پارہ سو گئی اب محل مین کوئی بات نہ کرے سب اپنے اپنے مقام پر جاکے
لیٹو صاحب تم بھی پلنگ پر لیٹو دن بھر ہلاک ہوئے ہو ابتو چین سے سیماب

اپنے پلنگ پر لیٹا ماں مہ پارہ کی مہ پارہ کو سلا رہی ہو جب دیکھا کہ بیٹی میری خراٹے لینے لگی تب اپنے بھی تکیے پر سر رکھا سیماب جادوگر دن بھر کا تھکا ہوا تھا لیٹتے ہی سو گیا خواصین بھی اپنے اپنے مقام پر جا کر لیٹیں وہ لیٹی وہ سو گئی دو پہر رات گئے محل مین سناٹا ہوا خواجہ نے آنکھ کھولکر دیکھا کہ ایک طرف سیماب لیٹا ہو لیکن خراٹے لے رہا ہو خواجہ بسہولیت اُٹھے سیماب کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا آپ سیماب کی شکل بنکر پلنگ پر لیٹے رات بھر اسی سناٹے مین گذری صبح کو سیماب کی آنکھ کھلی زوجہ کو جگایا کہا ارے بتلا تو میری بیٹی کہاں گئی ماں جو اُٹھی بیٹی کو نہ پایا پیٹنے لگی سیماب نے کہا او قحبہ ہائی میری بیٹی کو تو نے کھویا مین تجھکو قتل کرونگا ماں نے ملکہ مہ پارہ کی سر جھکا لیا شوہر سے کہا صاحب لو مجھے قتل کرو جانتی تھی کہ شوہر میرا مجھے بہت چاہتا ہو جب مین خود کہونگی تو قتل نہ کریگا مگر سیماب نے بال پکڑ کے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ زوجہ کے دو ٹکڑے ہوئے تلوار کھینچے ہوئے چلا کہا صاحبو مہ پارہ کا نکلجانا ایسا نہ ہوگا کہ مین خاموش رہون قیامت برپا کرونگا اور لوگون نے دیکھا کہ سیماب کو ایسا غصہ ہو کہ زوجہ کو اپنی مار ڈالا اب کنیزون کو اپنی قتل کر رہا ہو خواصین بھاگ کر جا بجا چھپ رہی ہین سیماب نقلی تلوار کھینچے ہوئے دروازے پر آیا چوبدار کھڑا تھا اُسنے سلام کیا سیماب نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ او بے ادب ہم تو بیٹی کے غم مین ہین اور تو ہمین سلام کرتا ہو چوبدار کے دو ٹکڑے ہوئے جو سپاہی برابر کے پہرے پر تھا وہ کانپتا ہوا اُٹھا سیماب کو سلام کیا سیماب نے ہاتھ تلوار کا مارا کہا او بے ادب ہم تو بیٹی کے غم مین ہین اور تو ہمکو سلام بھی نہین کرتا جو سامنے آیا اُسے قتل کیا دربار مین وزرا امرا جمع ہین اور کہ رہے ہین کہ سیماب کا قلب اُلٹ گیا اپنی زوجہ کو مار ڈالا دربار مین لاؤ اُسے سمجھاؤ کہ حضور تامل کرین ہم عمرو و مہ پارہ کو ڈھونڈھنے جاتے ہین تمام سردار کہ جاتے ہین سیماب کہتا ہو ہائے نہین معلوم میری دختر کہاں چھپی ہوگی کہین جنگل مین پھرتی ہوگی یہی کہتا ہوا دربار مین آیا کہ آج کل سلطنت کو مٹا دونگا تخت پر جا

کہا کیون صاحبو انصاف تو کرو کہ یہ فساد کسکی ذات سے برپا ہوا اگر جمالہ اُسکا گانا
نہ سنتی تو وہ نادان کیون مشتاق ہوتی چند ساحر جادو بین اور جمالہ کو کھینچتے ہوے لائین
وہان جمالہ سوکر اُٹھی ہی منھہ وغیرہ دھو رہی ہی کہ خبر سُنی عمرو بھاگ گیا مہ پارہ بھی
کہین نکل گئی سیماب نے اپنی زوجہ کو مار ڈالا اب دربار مین آیا ہی جمالہ نے کہا
ہم تو جانتے تھے کہ عمرو کی قید آئی ہی کچھ آفت ضرور برپا ہوگی آخر نکل گیا ناحق چھوکری کی
کیا حقیقت تھی اُسکو دم دیکر بھاگا بڑے بڑے ساحر تو اُسکے دام فریب مین پھنستے
ہین وہ چھوکری نادان کیا فریب کو سمجھتی کہ چند ساحر آکر پہونچے کہا بی جمالہ چلو تمکو
سیماب بُلاتے ہین جمالہ لٹھیا تھام کر اُٹھی بڑبڑاتی ہوئی چلی کہتی ہوئی کچھ سیماب
دیوانہ ہوا ہی دشمن نے زوجہ کو کیون مار ڈالا کیا مجھکو بھی قتل کریگا مین اسکے
سامنے سر جھکا دونگی کہدے اس دائی کو بھی قتل کر ورنہ مجھے حکم دے کہ مین عمرو و مہ پارہ
کو ڈھونڈھکر لاؤن یہ خوب سمجھ لے کہ وہ تیری سرحد سے نہین نکل سکتا جنگل مین وہ
بھٹکتا پھرتا ہوگا اور یہ صاحبزادی جو نکل گئی ہین کسی کے گھر مین جا بیٹھی ہونگی مین
ڈھونڈھکے لے آؤنگی جادوگر کہتے ہین بی جمالہ چلیے تو سہی سیماب بڑے غصے مین
بیٹھا ہوا ہی مصاحبون پر یہ قہر جھاڑ رہا ہی کہ جمالہ بکتی جھکتی دربار مین آئی سیماب کو
دیکھا تخت پر بیٹھا ہی اور تیغ برہنہ آگے رکھا ہی جیسے ہی جمالہ کو دیکھا پکارکے کہا
کیون دائی امان تمنے یہ آفت برپا کی تمکو قید کرنے کو دیا تھا کہ گانا سُننے کو تم اُسکا
گانا سنتین چھوکری اُسکی مشتاق ہوتی تمھاری ہی ذات سے آفت برپا ہوئی اگر تم
گانا نہ سنتین تو یہ آفت کاہے کو ہوتی جمالہ نے کہا بیٹا مین نے تجھیں دھار دودھ
تجھکو پلایا ہی جب تو نے پرورش پائی اگر مین خطاوار ہون تو میرا سر کاٹ لے
یہ کہکر سر جھکا دیا سیماب نے تلوار اُٹھائی اور کہا دائی امان تمھین کیا مین زندہ
چھوڑونگا یہ کہکر ہاتھ مارا کہ جمالہ کے بھی دو ٹکڑے ہوے جمالہ کو مار کر طرف
مصاحبون کے متوجہ ہوا کہا کیون صاحبو تم یہی چاہتے تھے کہ اپنی دائی امان
کو مار ڈالون تمنے مجھکو نہ سمجھایا یہ کہکر داہنی طرف اشارہ کیا کہ بائین یہ جو مصاحب

بیٹھا ہی اِسکا سر کاٹ لے داہنی طرف سے اُٹھکر ایک ساحر نے دوسرے ساحر کا سر کاٹ لیا
سیماب نے کہا دیکھو صاحبو یہ ساحر ایسا اِسکا دشمن تھا کہ کہتے ہی اِسکا سر کاٹ لیا ہان
صاحبو اسکا بھی سر کاٹ لو فرداً فرداً کرکے اِسیطرح سب مصاحب قتل کیے چیند
ساحر جو باقی رہے اُنسے کہا کہ ایک چولھا بناؤ اُس مین آگ روشن کرو اور ایک
کڑھاؤ اُسمین بہت سا تیل ڈالکر چولھے پہ چڑھاؤ مین بھی اپنی جان دونگا کیونکہ
بعد زوجہ کے اور ایسی بیٹی کے زندگی بیکار ہی سب ساحرون نے جلدی جلدی
چولھا بنایا آگ سلگا کر کڑھاؤ اُسپر رکھا تیل اُس مین بھر دیا اِسقدر آنچ ہوئی کہ
تیل اُچھلنے لگا سب سے کہا باہر جاؤ اب مین اپنی جان دیتا ہون سب ساحر باہر
گئے آپس مین کہ رہے ہین یہ ظالم بھی اپنی جان دے تو جھگڑا پاک ہو بیچیا نے صدہا
کو مار ا دربار مین سب لاشے پڑے ہین مگر سیماب نقلی نے دروازہ بند کر لیا اور
سیماب اصلی کو زنبیل سے نکالا زبان مین سوزن دیدیا ہی سیماب کی جو آنکھ کھلی
اِسنے دیکھا کہ ساری بارگاہ مزبلہ قصابان بنی ہی اور میری شکل کا دوسرا جوان تیغ کھینچے
کھڑا ہی گھبرا گیا کہ میرے مصاحبون کو کسنے مارا عمرو نے کہا ای سیماب آگاہ ہو منم
مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری سب کا خاتمہ کر چکا اب تمھین اِس تیل مین
ڈالونگا دیکھا تمنے میری قید کے آنیکا مزہ اُٹھایا سیماب تڑپا جی مین کہتا ہی کسکو
پکارون عمرو نے تو سب کا خاتمہ کر دیا یہ کیا شعبدہ تھا کہ بیٹی غائب ہوئی اور یہ
ظالم حاکم بنکر بیٹھا حمالہ کا بھی لاشہ پڑا ہی دائی امان وہ ساحرہ تھین کہ اگر لڑائی
پڑتی تو لاکھو ساحرون سے نہ رکتین مگر اِس ظالم نے کیا کیا کہ اُنکا بھی سر کاٹ لیا
مگر عمرو نے سیماب کو اُٹھا کر کڑھاؤ مین ڈالدیا ایک دنا ٹا ہوا عمارتین جو اِسکے
سحر کی تھین وہ گرین باہر جو جادوگر کھڑے تھے اُنھون نے آپس مین کہا کہ لو
صاحبو خاتمہ ہوا سیماب نے بھی اپنی جان دی اب دروازہ کھولکر اندر چلو
اندر جو آئے دیکھا سیماب تخت پر بیٹھا ہی تلوار کو جلا رہا ہی ہر ایک کا قول ہے
کہ یہ ظالم تو زندہ بیٹھا ہی مگر کچھ کہ نہین سکتے جانتے ہین کہ ساحر زبردست ہی اگر اِس نے

بولین گے تو یہ سب کو قتل کر ڈالیگا کوئی اسکے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا عمرو نے پکارکر
آواز دی کہ یارو تم مجھکو کیا جانتے ہو مجھے بھی پہچانتے ہو سب نے کہا آپ ہمارے
مالک ہین ہم آپ کے تابعدار ہین جو حکم دیجیے وہ بجا لاوین ہمین بھلا کسی بات مین
عذر ہی عمرو نے کہا آگاہ ہو کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران
عیار عمرو بن امیہ ضمری نامدار صاحبو تمنے دیکھا مین نے سب مفسدونکو مار ڈالا اگر
چاہتا تو تم سب کو بھی قتل کر ڈالتا مگر تمکو غریب جانکر چھوڑ دیا اب کہو تمھاری بھی فکر
کرون سب نے کہا ہم تو تابعدار ہین تب عمرو نے مہ پارہ کو زنبیل سے نکال
مہ پارہ کی جو آنکھ کھلی دیکھا تمام دربار مزبلۂ قصابان بنا ہوا ہی اور رحمال کا لاشہ
پڑا ہی عمرو بصورت اصلی تخت پر بیٹھا ہی مہ پارہ کو عمرو نے تخت پر بٹھایا اور تمام رعایا
کو جمع کیا کہا صاحبو یہ تمھاری بادشاہ ہین جاکر غربال کی فکر کرونگا جاتے ہی انکی
گردن لونگا کہ بڑے ساحر زبردست ہوا ب کہو کہ کیا ہوا کہو سیماب تباہ ہوگیا
سیماب و رحمال سب مارے گئے رعایا نے سلطنت مہ پارہ قبول کی عمرو مہ پارہ
کو بادشاہ کرکے سیماب کی شکل بنا ایک سرکو بصورت سر عمرو بنایا اور نیزے پر
اسے رکھکر گھوڑے پر سوار ہوا اور یہ کہتا ہوا چلا کہ عمرو کو قتل کیا اور اب مین
اپنے بھائی کی ملاقات کو جاتا ہون راہ مین جو شخص سُنتا ہی وہ حیران ہوتا ہی
اور ساحر خوشیان کرتے ہین کہ قاتل ساحران مارا گیا اب فراغت ہوگئی اب
کون ساحرونکو قتل کریگا وہ شخص مارا گیا کہ جسکا مکاری مین مثل نتھا راہ مین
جو قریہ و قصبہ ملتا ہی وہ لوگ دعوتین کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ای سیماب تمنے
کیا کارنمایان کیا ہی کہ عمرو ایسے شخص کو مارا نام سامری و جمشید دنیا مین رہگیا ورنہ
چندے مین کوئی نام نہ لیتا کہ سامری و جمشید کون تھے اب پرانا مذہب رہگیا
غرضکہ جابجا دعوتین کھاتے ہوے لوگون سے انعام و اکرام لیتے ہوے قریب
لشکر غربال کے پہونچے مگر صاحبقران کنارے پر لشکر کے کھڑے تھے دیکھا کہ
سر عمرو کا نوک نیزہ پر رکھا ہی یہ دیکھکر بیقرار ہوگئے فرمایا یارو غضب ہوا اسپ عیار

بھی رونے لگے مگر سمک وچالاک وبرق یہ کہکر نکلے کہ یا اپنی جان دینگے یا اپنے باپ کے خون کا بدلا لینگے کوئی جادوگر بنکر چلا کوئی خدمتگار بنا داخل لشکر سیماب ہوئے جب غربال کو خبر پہونچی کہ بھائی صاحب سر عمرو لیکر آئے ہین بارگاہ سے نکل آیا دیکھا تو کہ نیزہ پر عمرو کا سر ہے جب سیماب سامنے آیا غربال نے کہا کیون بھائی صاحب جس شخص کو مین نے گرفتار کر کے بھیجا تمنے قتل کیا سیماب نقلی نے جواب دیا کہ بھائی گھر گھر شادیان ہو رہی ہین سب جادوگر تمکو دعائین دیتے ہین اور کہتے ہین کہ غربال نے مذہب سامری بچا لیا ورنہ تھوڑے دنون مین کوئی نام بھی سامری کا نہ لیتا مگر چالاک وسمک وبرق بہ شکل مبدل ساتھ ہین پکار پکار کر کہتے ہین کہ ای غربال تمنے وہ کام کیا کہ جو کسی سے نہ ہو سکا بڑے شخص کو مارا غربال خاموش ہو کچھ سوچ رہا ہی سیماب کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا سیماب نے کہا ای برادر مین نے کئی دن سے کھانا نہین کھایا ہی غربال نے خدمتگارون کو آواز دی کہ ہان صاحبو دسترخوان بچھاؤ بھائی صاحب کو کھانا کھلاؤ جب دسترخوان بچھا اور غربال نے اشارہ کیا کہ بھائی صاحب کھایئے عمرو نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہ بھائی صاحب تم بھی شریک ہو غربال بیٹھا تو مگر چپ کنا ہو رہا ہی دمبدم سیماب کو دیکھتا ہی کہتا ہو بھائی مین کھانا نہ کھاؤنگا عمرو نے کہا تمھارے بغیر مین نوالہ منھ مین نہ ڈالونگا یہ کہکر نوالہ بنایا چاہا کہ منھ مین غربال کے دون غربال نے ہنسکر کہا بھائی صاحب آپ کھایئے میرا اسوقت دل نہین چاہتا عمرو نے کہا بس اب باتین نہ بناؤ میرے ہاتھ سے نوالہ کھاؤ جب عمرو نے نوالہ اٹھایا کہ منھ مین غربال کے دون تب غربال نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا او ساربان زادے تو بڑا گستاخ ہی یہ بتا کہ کوہ سیماب پر کیا کیا عمرو نے کہا سب کو مارا غربال نے عمرو کو پھر ایک قفس مین بند کیا اور تھپڑین مار مار کر رونے لگا کہتا تھا کہ یار و عمرو نے میرا ملک برباد کر دیا بھائی صاحب کو مارا انکی شکل بنکر مجھے دھوکا دینے آیا تھا والون سے کہا یار و تم تو یہان ٹھہرو مین کوہ سیماب پر ہو آؤن جا کر وہان کا حال دیکھون کہ کیسی تباہی ہوئی اس ظالم نے بڑا غضب کیا کل رات کو دل گھبراتا تھا

بھائی سیماب کو خواب مین دیکھا ہی مین جلدی چلا آؤنگا تم لوگون کو زیادہ تکلیف
نہ ہوگی سب نے کہا آپ کو اختیار ہو اُسی وقت غربال سوار ہوا عمرو کا نقش گھوڑے
پر رکھ لیا کہا اب اِس سے غافل نہ ہونگا آٹھو پہر اِسکو دیکھا ہی کرونگا حقیقت مین
تھا وہ ہوا مین نے تو قید کرکے روانہ کیا تھا وہان جاکر کیونکر چھوٹا کہ یہ آفت برپا
ں صاحب کہتے ہین نہ گھبرایئے سب کو زندہ پایئے گا یہ اِسکی مجال نہ تھی کہ سیماب کو
مارتا اور مین جو چھوٹا یہ صورت بنکر آیا غربال کہتا ہی یارو میرے دلکو آگاہی ہوکر
کہ وہ سیماب تباہ ہوا کوئی عزیز زندہ نہین بچا وہین چلکر عمرو کو قتل کرونگا خون اسکا
شوالون پر چھڑکونگا کہ روح سامری رضامند ہو قدرت فرمائینگے غربال نے بڑے
شخص کو مارا ہمارے مذہب کا نام بچا لیا ورنہ کوئی سامری پرست دنیا مین نہ رہتا
جب کوئی ساحر نہ ہوتا تو سامری کا نام کون لیتا مگر واہ رے غربال تونے بھی
ایسے شخص کو مارا کہ جسنے ومامہ و ہشمش کو قتل کیا کہ جو خداوند ساحران کہلاتے تھے
وہ مارے گئے بس نام خداوند کون لے اُن لوگون کی ذات سے مذہب سامری
کا عروج تھا غربال دلمین یہ خیال کرتا ہوا ہنسی خوشی جاتا ہی تھوڑا لشکر ساتھ ہی سب
ساحر خوشیان کررہے ہین کہ سامنے ایک قریے کے پہونچے دیکھا کنارے پر
قریے کے ایک نخل ہی وہان سب گنوار جمع ہین ڈھول وغیرہ بج رہا ہی پھول و
ہار چڑھا رہے ہین جو اُس مجمع سے نکلتا ہی وجد کرتا ہوا کہ کیا مذہب سامری ہی
اور کیا کرامت اس مذہب مین بھری ہی کالی جی زمین سے پیدا ہوئین ایک کہتا ہی
پہلے مین نے دیکھا مین اشنان کرکے آیا تھا کہ دور سے دیکھا زیر نخل روشنی ہی
جب قریب آیا تو دیکھا کالی جی سر نکالے ہی ہین مگر کالی جی کا ایک ہاتھ نہین نکلا
دوسرے نے کہا اس مین بھی کچھ مصلحت ہوگی رفتہ رفتہ نکلیگا غربال نے جو
یہ ذکر سنا گھوڑے سے اُترا نقش عمرو ہاتھ مین لیے ہوے طرف مجمع کے چلا یہ کہتا ہوا
کہ کالی جی مین تمھارا پوجا کرونگا اور تمھارا استھان بنواؤنگا اِسی قریے مین رہوگی
کہ کیوں سیماب پر چلوگی کالی نے سر ہلایا گنوارون نے کہا میان غربال صاحب

آپ بادشاہ ہین کالی جی نے ہم غریبون کے یہان ظہور فرمایا ہو جانے کے نام سے انکار کرتی
ہین غربال قریب آیا جیسے ہی قریب پہونچا کالی نے ہاتھ اٹھایا اور غربال کو اشارہ
کیا غربال جھکا کالی نے ہاتھ اپنا غربال کی گردن پر رکھدیا غربال نے سر جھکا کے
قدمون پر رکھا بس کالی جی نے منھ کھولا اور بال غربال کے پکڑ کر ایک لغدہ مارا
کہ سر غربال کے ہزار ٹکڑے ہوئے قفس ٹوٹ گیا عمرو چھوٹ گیا جادوگرون
نے چو او از سنی کرکشتی مرا نام من غربال جادو بود سب نے بلوہ کیا عمرو نے حقے آ
آتشبازی مارے جادوگر جلنے لگے قران نے لغدہ کھینچکر ساحرون کو قتل کرنا شروع
کیا چالاک و برق و سمک جو ساتھ تھے تیغ کھینچکر لشکر ساحران پر گرے کمندون
سے اور حباب بیہوشی سے ساحرون کو مار رہے ہین مگر وہ ساحر پیچھا نہین چھوڑتے
بھی چاہتے ہین کہ ان عیارون کو پکڑ لین مگر عیار بلاے روزگار ہین اگر کسی نے
چالاک پر سحر کیا اور چالاک گرا تو برق نے جھپٹ کر اس ساحر کو نیچہ مار دیا
ایک کی ایک مدد کر رہا ہی منتر قران کا نعرہ بلند ہو ہر ساحر در دمند ہو نعرہ قران

سریع السیر چون باد بہاری	جہان سرسبز از خنجر گزاری
بمیدان اژدہاے آتش فشانم	منم منتر قران شیر ژیانم

ایک طرف سے خواجہ نعرہ کر رہے ہین نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندہ ریش کفار ہون	زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو	نہ پاے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگرد طرار ہون	جہانگیر عالم کا عیار ہون

ایک طرف چالاک نعرہ کر رہا ہی نعرہ چالاک

بہ عیاری من آنم جست و چالاک	بچشم دشمن اندازم کف خاک
نہ آید باد گرد تیز گامم +	خلیفہ اولم چالاک نامم +

ایک طرف سے برق زنگی نعرہ کر رہا ہے نعرۂ برق

مرا نام ہے برق خنجر گزار … کہ استاد ہین خواجۂ نامدار
تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون … کہ کون مکار و غدار ہون
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے … ارسطوے زنبیل شاگرد ہو
بہ زیر قدم غرب ہے شرق ہے … چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہے

یہ چار رون عیار تنہا میتین برپا کر رہے ہین ایک کی ایک مدد کرتا ہے ادھر جادوگر نے سحر کیا ادھر عیار نے جاکر اُسے مار ڈالا لاشون کے انبار کر دیے خون کے دریا بہا دیے یہ سب جانین لڑ رہے ہین مگر جادوگر پیچھا نہین چھوڑتے اسوقت **عمرو** نے بیقرار ہو کے طرف آسمان کے ہاتھ اُٹھائے پکارا اُٹھا کہ اے کریم و رحیم و اے سمیع و علیم اس مصیبت سے بچائے ان کافرون سے امان دے **نظم**

ہمہ خلق شاہ و گدا خاص و عام … خدا را پرستش کنند صبح و شام
چہ نام است نام خدا نام حق … کہ ہم نام او نیست در دہر نام
بہ یاد خدا ہر کہ عادت کند … بماند ہمہ در جہان شادکام
نیاید بہ ہوش آنکہ اندر جہان … ز مینائے الفت کند نوش جام
کند شغل مرد خدا حق پرست … بہ ذکر شب و روز فکر دوام
قدم ہر کہ اندر طریقت نہاد … کند طے رہ حق رسی در دو گام
بہ حکم خدا ہر کہ گردن نہاد … شود خادمش خلق و عالم غلام
بحق ہست آن جام آغاز حق … ازو ابتدا او بود اختتام
خدا وحدہ لا شریک است و بس … کہ را در این نیست جائے کلام
خدا بے مثال و خدا بے نظیر … خدا منظر قلیل [illegible]

خواجہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی صحرا سے گرد اُٹھی ایک تاجدار بادلپوش مع بارہ ہزار بادلپوشون کے آکر پہونچا ایک حملے مین سب کو مٹاتا ہوا نکل گیا **خواجہ** نے بڑھکر پکارا بھی کہ اے معین و مددگار نام تو اپنا بتا دے کہ ہم جا کے

امیر سے تیری تعریف کرین مگر نغابد ار نے کچھ جواب نہ دیا اُلٹا بھڑ تا نکلگیا یہ سب
عیار مال کفار لوٹنے لگے جتنے جو لوٹا خواجہ نے اُس سے مانگ لیا قران نے سب
جادوگرون کے کپڑے اُتار لیے سامنے خواجہ کے رکھے مگر بہتر برق فرنگی کہ بلا
روزگار ہوا نے اگر کبدہ کا چھلا اُتار لیا اور خواجہ نے کہا مین دیکھون تو برق نے ہنسکر
کہا اُستاد اپنا اپنا نام اپنا اپنا کام سب آپ ہی کو دے رہے ہین مین بہت پریشان
ہون سب نوٹ خرچ ہو گئے ہین ابکی بینے مین تنگ گھر مین کچھ جمع نہین ہوا چالاک
لگتا ہو کیون برق تو سود کھاتا ہو برق نے کہا سود کفار کھاتے ہین ہم منافع لیتے
ہین مگر لشکر غربال جو مقابلہ صاحبقران ہین اُترا ہوا تھا یکایک اِن سب کے
کان مین جو آواز آئی کہ کشتی مرا نام من غربال جادو بود سب جادوگر یہ آواز سنکر
گھبرائے آپس مین صلاح کی کہ نکل چلو سب نے کہا بہتر سارا لشکر لیے لڑے بھڑے
بھاگا اہل اسلام نے جو دیکھا کہ لشکر غربال بھاگ گیا آکر مال پر گرے لوٹنے لگے
بارگاہین اُکھڑ وا کین خزانے پر قبضہ کیا صاحبقران حیران بیٹھے ہین فرمارہے
ہین کہ اوداراسے ہند مقام افسوس ہو کہ غربال عمرو کو گرفتار کر کے لے گیا
اور کوئی اُسکی مدد کو نہین گیا کہ اُسکو تسکین ہوتی کل وہ آئیگا تو شکایت کریگا کہ
ہماری مدد کو کوئی نہ آیا کسی نے ہمکو نہ بچایا ہرچند کہ وہ ارسطوئے فطرت اور لقمان
حکمت ہو لندھور نے کہا غلام ابھی مدد کو جاتا ہو حقیقت مین حریف کو ایک خوف
تو ہوگا یہ کہکر لندھور اُٹھے دس ہزار جوان ساتھ لیکر چلے جب بارہ کوس لشکر سے
نکلے تو دیکھا جنگل سے خواجہ عمرو و مہتر قران و برق و چالاک و سمک بلداقی
چلے آتے ہین لندھور نے سب سے ملاقات کی سبب رہائی خواجہ پوچھا برق نے
سب احوال بیان کیا لندھور نے کہا آپ لوگ چلیں مین شکار کھیل کر آتا ہون
عیار طرف لشکر کے چلے لندھور جنگل مین آکر شکار کھیلنے لگے شکار چرند و پرند
خوب کھیلا دور سے دیکھا ایک پودھا مختصر سا ہو مثل گلدستے کے اُسپر ہزار ہا
طائران خوشنوا بیٹھے ہوئے زمزمہ سرائی کر رہے ہین اُن زمزمون سے اُنکے پر نابت

ہوتا ہو کہ یہ اشعار عاشقانہ اپنی زبان مین کہہ رہے ہین نظم

تقریر مین معذور نہ عاجز ہو سخن مین
حجت شعرا کو ہو محبت تیرے دہن مین

اسطرح کا ایکا نہین دیکھا ہی سخن مین
سب ایک زبان ہین ترے اوصاف دہن مین

کسطرح سے تم وصل کا اقرار کروگے
اک بات سماتی نہین تنگی سے دہن مین

سچ سچ تو یہ ہو کیا شعرا بول سکین گے
گنجایش تقریر نہین تیرے دہن مین

کیا زہر کی نظرون سے مجھے یار نے گھورا
باقی نہ رہا قطرۂ خون بھی مرے تن مین

کیا آب حیات آب دم تیغ ہو قاتل
ہر رگ ہوئی مثل رگ جان تیرے بدن مین

الہام ہین الہام صفیر آپ کی غزلین
شاہین پہ جبریل ہو میزان سخن مین

اِن آوازون کو جب لندھور نے سُنا تو ایک ہیبت ہوئی بیچ مین اُن طائرونکے دیکھا کہ ایک طائر کلان برابر طاؤس کے رقص کر رہا ہی لندھور نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تین پھال کا تیر جگر کمان مین پیوست کیا تاک کر اُس طاؤس کو مارا طاؤس پر جو تیر پڑا اُسنے ایک چیخ ماری اتنا غبار اُڑا کہ سب ملازمان لندھور اُس مین چھپ گئے بعد تھوڑی دیر کے غبار دفع ہوا دیکھا کہ لندھور مرکب پر نہین ہین الیاس ہندی کہ ہمراہ تھا اُسنے یہ دیکھکر مرکب کوتل دوڑ رہا ہی غل مچانا شروع کیا کہ یارو غضب ہوا آقا غائب ہوگئے سب روتے پیٹتے ہوے خدمت مین صاحبقران کی آئے صاحبقران نے بیقرار ہوکر فرمایا کہ خواجہ کچھ خبر تو لو عمرو نے کہا اے شہریار اس سفر مین میرا بڑا نقصان ہوا اور آپ نے کچھ نہین دیا کچھ مرحمت فرمایئے تو قرضدارون کو سمجھادون امیر نے فرمایا آپ کسکے قرضدار ہین عمرو نے کہا مین اُن لوگون کو نہ بتاؤنگا وہ یون ہی کہا کرتے ہین کہ تم صاحبقران کے نوکر ہو پھر دبا ڈالتے ہو اصل مین نہ دو مگر سود تو دیا کرو صاحبقران نے کہا ہم اُسنے وعدہ کرلیتے خزانے کے خزانے تمنے پائے اور پھر قرضہ نہ ادا ہوا عمرو نے کہا خزانے تو آپ لیتے ہین مجھکو کچھ جھاڑن جھوڑن ملجاتا ہی اُس سے کہین قرضہ ادا ہوتا ہی اب کچھ دلوایئے تو مین تلاش لندھور مین

جاؤن یہ کہکے چادر بچھادی اور پکار کر کہا یارو غریب فرزند ار نے چادر بچھائی ہو
سب صاحب کچھ کچھ دیوین سب سردارون نے انگوٹھیان چھلے روپے کے توڑے
ڈالنا شروع کیے خواجہ سب روپے نذر زنبیل کرکے تلاش لندھور مین چلے اسی
جنگل مین آئے دن بھر پھرے کچھ نشان نہ پایا شام کو ایک درخت پر چڑھ کے
بیٹھے جب رات زیادہ گئی تو دیکھا کہ آسمان سے شعلے گرنے لگے سب درخت روشن
ہوگئے خواجہ دیکھ رہے ہین کہ چند کنیزین آئین انھون نے فرش بچھایا بعد
تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ایک محافہ زرین اسکے پیچھے لندھور بن سعدان دیوانہ
وار وحشی مثال آکر پہونچے وہ محافہ برابر فرش کے اُترا ایک نازنین نکلی مسند پر
آکر بیٹھی لندھور سامنے آکر بیٹھے منتین کر رہے ہین کہ مجھکو بھی اپنے پہلو مین جگہ
دیجیے ایک کنیز نے پکار کر کہا کہ او ملکہ صحرا نشین دیکھیے آپ کے عاشق کا کیا حال
ہو اسنے منھ پھیر کر کہا ایسے عاشق کا کیا اعتبار یہ سب باتین جھوٹ کی ہین جب
ہوش مین آئے ادھر اسی طرح منت کرے تب مین جانون کہ میرا عاشق ہو اب
ثابت ہوگیا کہ یہ فتور کرتا ہو کنیز نے کہا آپ مالک ہین دیکھیے جانے کے پیچھے پھر تارہی
صحرا نشین نے کہا اِسکو برائے ملاقات حکیم فیلقوس لیجاؤ وہ اسکا علاج کرینگے
کنیزون نے کہا اے دوار اے ہند سامنے جنگل ہو پہلو مین اُسکے قصر ہو اُس مین
حکیم فیلقوس رہتے ہین جاکر اُنکو نبض دکھاؤ وہ تمھارا علاج کر دینگے لندھور
ناچار ہوکر اُٹھے طرف صحرا کے چلے عمرو نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا آکے
گانے کو بیہوش کیا سامنے صحرا نشین کے بیٹھکر نی بجانے لگے اور رقاصین نے کلوے
یہ اشعار گانے لگے

نظم

ہستی نے میرا نام و نشان تک مٹا دیا	خوش ہو گئے جو خاک مین مجھکو ملا دیا
کیا جانے تجنے کو لنا فقرہ سُنا دیا	سوتے ہوئے کو خواب لحد سے جگا دیا
کہنا ہو سُن کے میرا پیام طلب وہ شوخ	کیون آئین ہم کسی کا کچھ ہمنے لیا دیا
پہلو مین دی جگہ کبھی دل کی شکل ہے	جب پاس آکے بیٹھ گیا مین اٹھا دیا

فرقت مین تھا قیامت کبری کا سامنا	نالون سے خفتگان لحد کو جگا دیا
اللہ ری حرارت سوز فراق یار	ہر استخوان کو آگ کا شعلہ بنا دیا
موسی وفور نور سے غش کھا کے گر پڑا	تُنے جو اپنے حسن کا جلوہ دکھا دیا

یہ اشعار عمرو نے ذہن گائے اور دانے بیہوشی اڑائی صحرانشین مع کنیزون کے بیہوش ہوئی خواجہ خنجر کھینچکر اُٹھے چاہا کہ قتل کرون ایک طرف سے آواز آئی او ساربان زادے یہ کیا کرتا ہی عمرو نے پلٹ کر دیکھا کہ لندھور بن سعدان تلوار کھینچے ہوے آتا ہی نعرے کرتا ہوا کہ خبردار اُسپر ہاتھ نہ ڈالنا اگر میری معشوقہ قتل ہوگئی تو چیر کر پھینکدونگا ایک تماچے مین تمہارا کام ہوگا عمرو نے دیکھا کہ لندھور اس ارادے سے آتا ہی کہ مجھکو قتل کرے عمرو کو دکر بھاگا لندھور نے آکر اُس نازنین پر پانی چھڑکا وہ نازنین ہوشیار ہوئی اُسنے پوچھا اے دلدار اے ہند یہ کیا ماجرا ہی لندھور نے کہا عمرو نے تمکو بیہوش کیا تھا چاہتا تھا قتل کرے مین نے للکارا کہ خواجہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھونا اگر اسکا موے جسم میلا ہوگیا تو زندہ نہ چھوڑونگا تب عمرو بھاگا اگر ٹھہرتا تو مین اُسکو قتل کرتا سامنے جو جنگل ہی اُس مین بھاگ کر گیا ہی صحرانشین نے کہا اے دلدار اے ہند یہ تمنے ایسا کام کیا کہ میرے دل مین تمھاری جگہ ہوگئی اور گمان غالب ہوا کہ تم مجھپر بدل عاشق ہو مگر میرا مہر ادا کرو لندھور نے پوچھا مہر کیا ہی صحرانشین نے کہا مہر میرا بہت آسان ہی کہ لندھور نے پوچھا وہ کیا ہی صحرانشین نے کہا ہم لشکر تمھارے ساتھ کرتے ہین لشکر کو لیکر مقابلہ حمزہ مین جاؤ حمزہ کا سر کاٹ لو تو ہم تمہین صحبت مین سرفراز کرین ہمین یقین ہوگیا کہ تم دل سے ہمپر عاشق ہو مگر نہین ہی کہ عمرو ایسے کے ہاتھ سے ہمکو بچا لیا لندھور نے کہا جسطرح ارشاد ہو وہ بجا لاؤن سر حمزہ لاؤن دو پہر مین اُسکو زیر کرونگا اور ہندوستان مین جو حمزہ سے ساتھ دن لڑا وہ زمانہ کمسنی کا تھا اب دو پہر مین حمزہ کو زیر کرونگا صحرانشین نے کنیزون سے کہا کہ فوج صحرائی با دلندھور کو روانہ کرو کہ ہمارا مہر لے آوین تاکہ مجھکو

اور انکو دونون کو تسکین ہو کنیزون نے باہر نکلکر آواز دی کہ اے فوج صحرائی بہت جلد
حاضر ہو ملکہ صحرانشین طلب فرماتی ہین کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ساٹھ ہزار فوج
نیزے و تلوارین باندھے ہوے ایک مرکب کوتل سب کے آگے اس کر و فر سے
آکر پہونچے صحرانشین اپنے مقام سے اُٹھی لندھور کو لباس پہنایا سلاح بدن
پر آراستہ کیے پشت مرکب پر سوار کیا افسرون سے کہا یارو انکی نگہبانی رکھنا
ایسا نہ ہو وہ ساربان زادہ کوئی عیاری کرے لندھور اُسی وقت روانہ
ہوگئے عمرو یہ حال دیکھکر بہت گھبرایا جی مین کہتا ہے کہ اے عمرو اگر لندھور مقابلہ
صاحبقران مین پہونچا ہرچند کہ حمزہ جنگ لندھور سے عاجز نہین ہے مگر بڑی مشکل
پڑیگی لندھور بڑے زور و شور سے لڑیگا مگر مین تو صحرانشین کی فکر کرون شاید
کوئی مطلب نکل آئے یہ سوچکر اُسی جنگل مین پھرنے لگے یہان صاحبقران لشکر
مین اپنے اُترے ہوئے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ لندھور بن سعدان
ساٹھ ہزار فوج سے آکر پہونچا مقابل صاحبقران مین اُترا اور امیر سے کہلا
بھیجا کہ مین صحرانشین پر عاشق ہون مجھکو حکم ہوا ہے کہ مہر مین سر صاحبقران
کا لاؤ اگر آپ بسہولیت سر اپنا حوالے کرینگے تو فبہا ورنہ سر میدان مین سر
کاٹونگا صاحبقران نے کہلا بھیجا جو تجسے ہو سکے قصور نہ کر و سردارون نے
عرض کی کہ لندھور اپنے ہوش مین نہین ہے جس جادوگرنی کا نام لیتا ہے اُسی کے
سحر مین ہے لندھور نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے صاحبقران کو خبر دی امیر
نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو صاحبقران زمان
میدان مین آئے اُدھر سے لندھور بن سعدان جوشان و خروشان میدان
مین آکر پہونچا ساتھ والون سے کہ رہا ہے جب مین حمزہ کا سر کاٹنے جاؤنگا تو اُسکے
سردار اور فرزند لوٹ پڑینگے تم اُن سب کو روکنا مین اتنی دیر مین سر کاٹ لونگا
لندھور نے مرکب اپنا میدان مین نکالا اور للکار رہا ہے کہ یا صاحبقران
آپکے قاسم کہ رہے ہین کہ دادا جان مین اس ہندی کے مقابلے مین جاؤن

جسطرح قبلہ وکعبہ نے گلشن حصار پر اِس ہندی کو سچ ہاتھی اُٹھایا تھا اسی طرح آج
ہین کمر میں ہاتھ ڈیکر اُٹھا لون رستم عرض کرتے ہین کہ مین جاؤن صاحبقران فرماتے
ہین تم لوگون کے جانے سے میری بدنامی ہی یہان تو یہ حال ہی کہ لندھور بیدان
کارزار مین ہین صاحبقران قصد کرتے ہین کہ مقابلہ لندھور مین جاؤن لیکن
فرزندان نامدار و سرداران عالیوقار نہین جانے دیتے وہان عمرو جنگل مین پھر
رہا تھا کہ دیکھا ایک مسافر آتا ہی مگر کمر سنبھالتا ہوا اشرفیان کمر مین بھری ہین اُنکو برابر
سنبھالتا ہوا جاتا ہی خواجہ نے جو اُس مسافر کو دیکھا پانی منھ مین بھر آیا سوچے کہ
خواجہ اگر اشرفیان ملجاوین تو کئی مہینے کا سودا ہو جائیگا یہ سوچکر مسافر کو
پکارا کہ میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ ہمین تمسے کچھ کہنا ہی مسافر ٹھہر گیا خواجہ
قریب آئے کہا بھائی دھوپ بڑی ہی اِس دھوپ مین نہ جاؤ مسافر نے کہا بھائی
نوکری بُری چیز ہی ملکہ صحرا نشین نے بھیجا ہی اور نامہ لیکر پاس حکیم فیلقوس کے
جاتا ہون اگر دیر لگیگی تو حکیم صاحب خفا ہونگے عمرو نے پوچھا حکیم صاحب کہان رہتے
ہین مسافر نے کہا وہ سامنے قصر ہی اُسی مین مطب کرتے ہین کئی مکان بنواے
ہین تمام اِس قریے کے لوگ اُنھین کا علاج کرتے ہین کسی سے کچھ لیتے نہین
بلکہ چند دوائیان بنی ہوئی اپنے پاس سے دیتے ہین صبح سے دس بجے تک وہ
بیٹھتے ہین آخر وقت چار بجے سے شام تک تو بھائی مین ٹھہر نہین سکتا چاہے
دھوپ ہو اور چاہے مینھ ہو مجھے وقت پر پہونچنا ضرور ہی خواجہ نے باتون
مین لگا کر چاب مارا کہ وہ ساحر بیہوش ہو کر گرا خواجہ نے اُس مسافر کو بیہوش
کر کے کمر جو کھولی تو دس اشرفیان پائین بہت خوش ہوے کہتے ہین کیا مبارک قدم
مسافر ہی کتنے دنون مین اِسنے جمع کی ہونگی مگر خواجہ اِسکو بڑا قلق ہوگا کیا تدبیر
کرون خیال مین گذرا جو کچھ ہو سو ہو سب اشرفیان لیکر تو زنبیل کین چاہا
مسافر کو قتل کرون کہ زمین شق ہوئی اُسی جادوگرنی نے جسنے لندھور کو بھیجا ہی
سر نکالا اور آواز دی کہ او سارق بان ذرا دوسرے اب کہان جائیگا یہ کہکے اُوڑا کے گیر دی

زمین نے پانوؤن عمرو کے تھام لیے اُس بجادوگرنی نے نکل کر عمرو کی مشکین باندھین
اور پکار کر آواز دی اے گلعذار جلد آواز کے ہمراہ ایک کنیز پہلو سے تخت کے پیدا ہوئی
حاضر حاضر کر کے سامنے آئی عرض کی واری کیا حکم ہوتا ہے صحرا نشین نے کہا اے گلعذار
آج مین نے ایک مسافر بنا کر بھیجا تھا کہ یہ ساربان زادہ ضرور اسپر ہاتھ ڈالیگا سحر کی
اشرفیان بھی بنا دی تھین آخر یہ مکار اُسی مکر مین پھنسا اسکو لیجا کر باغ مصیبت خزان
مین قید کر تین دن سے زیادہ وہان قیدی نہین رہتا تڑپ تڑپ کے مرتا ہے وہ
کنیز خواجہ کو لے چلی راہ مین چلتے چلتے خواجہ نے کہا کہ بوا مجھکو پیاس لگی ہے کنیز نے
ایک تمانچہ مارا کہا کمبخت مجھکو حکم نہین ہے کہ مین تجھکو پانی پلاؤن تمانچہ کھا کے
خواجہ گر پڑے اور کنیز نے دیکھا کمر سے عمرو کی ایک ڈبیا گری کنیز نے وہ ڈبیہ اٹھا لی
جی مین کہنے لگی یقین ہے اس مین جواہر ہو یہ سوچکر ڈبیہ کو کھولا جیسے ہی کھولا
اُس مین سے بیہوشی اُڑی گلعذار بیہوش ہو کر گری خواجہ اُسکے بیہوش ہونے
کے بعد اپنے مقام سے اُٹھے اُٹھکر کنیز کو قتل کیا لباس اُسکا اُتار لیا پھر طرف
صحرا کے بھاگے مگر خیال مین ہے کہ خواجہ یہ صحرا نشین بڑی مکارہ ہے مسافر کو
بنا کر بھیجا کر مین اُس مکر سے گرفتار ہوا اب بھی مکر کریگی یہ سوچتے ہوے اُسی جنگل
مین آئے درخت پر چڑھکر بیٹھے شام کو وہی روشنی ہوئی فرش بچھا وہی محافہ اُس
نازنین کا آیا مسند پر آکر بیٹھی خواجہ سوچے کہ آج بصورت اصلی اس سے ملاقات
کرون یہ سوچکر بصورت اصلی سامنے صحرا نشین کے آئے جھک کر سلام کیا کہا
اے ملکۂ عالم آپ نے غلام کو پہچانا صحرا نشین حیران ہو گئی کہ بصورت اصلی عمرو
آیا ہے اس مین کیا مراد ہے دیکھکر آواز دی کہ خواجہ اُس کنیز کے ساتھ کیا کیا عمرو
نے کہا اُسے مارا جو ہمین قید کریگا ہم اُسکو زندہ نہ چھوڑینگے صحرا نشین کا رنگ
اُڑ گیا جی مین کہتی ہے کہ اسکا کلیجہ دیکھو صاف کہہ رہا ہے خواجہ نے کہا مین اسواسطے
حاضر ہوا ہون چاہتا ہون کہ میرے آپ کے دشمنی نہ ہو صحرا نشین نے کہا خواجہ
اگر تم میرے ساتھ دشمنی نہ کرو تو مین بھی دشمنی نہ کرونگی تمھین کچھ لشکر کا بھی حال

معلوم ہو لشد صور نے طبل جنگی بجوا کر کئی سرداران صاحبقران زخمی کیے اب کل کی
میدان داری مین اختتام ہی خود صاحبقران نکلین گے اور آپس مین مقابلہ ہوگا
عمرو نے کہا مین خوش ہون اگر حمزہ ذلیل ہو ایسا سر اٹھایا ہی کہ روز لڑائی رہتی ہی جسکو جہان
ستا وہان چڑھ گئے ای صحرا نشین مین تو اپنی جان سے بیزار ہون اگر پیٹ کو روٹی
ملے تو گوشے مین بیٹھ رہون عیاری کا نام نہ لون حمزہ کی نسبت نے مجھے بدنام کیا
آپ لوگ میرے دشمن ہو گئے اگر مجھکو اپنی خدمت مین رکھیے تو جس طرح بنے حمزہ
کو قتل کرون اور سردارون کو اسکے ستاؤن خزانہ لوٹ لون خانہ کعبہ مین جاکر
اُنکے باپ کو قتل کرون دیکھون تو کیا کرتے ہین یہی باعث خرابی ہی جو آپ لوگ مطلق نہین
کرتے یہان کا بادشاہ یا تم میری دستگیری کرو تو سب کو قتل کرون تمکو بادشاہ
کرون مگر خرابی یہ ہی کہ آپ لوگون کو ہماری بات فریب معلوم ہوتی ہوگی یہ بتاؤ
کہ مجھے کوئی پا سکتا ہی صحرا نشین نے کہا کہ تمھارے ساتھ جبتک مکر نہ کرے جبتک
تمکو کوئی نہین پا سکتا عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم تمنے یہ ایسا مکر کیا کہ مین اُس مکر مین
پھنس گیا بھوکون مرتا تھا اشرفیان دیکھکر بیقرار ہو گیا حقیقت مین آپ کی عقل کی
بڑی رسائی ہی جب مجھ ایسے کو گرفتار کر لیا تو تمھارے مکر سے کون بچیگا صحرا نشین
نے کہا خواجہ مین سحر بھی خوب جانتی ہون جو ارادہ کرے میرے بیر مجھکو خبر پہنچتی
ہین مین اُس شخص کو گرفتار کر لیتی ہون عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم اول زبرجد نگار
و ہفت دربند فرعونیہ پر قبضہ کرو پھر عنطلی آباد لو جاکر ان حمزہ کو مین اٹھا دونگا
جس زمانے مین بگڑا تھا کوئی تم ایسا معین نہ ملا تین برس حمزہ کا ناک مین دم
کر دیا آخر حمزہ نے کنارے بلا کر قدمون پر میرے سر رکھا کہا خواجہ معاف کرو
تب مین نے ناچار ہو کر میل کر لیا دہنہ زبرجد نگار قنچہ پہ ستون کے آگے ایک
ملک ملتا ہی کہ وہان کے بادشاہ کی بیٹی عیارہ تھی سب سرداران حمزہ کو پکڑ کے
لیگئی بڑے بڑے عیار و سردار تھے مگر کسی کے کیے کچھ نہ ہو سکا مین ایک تکیے
پر فقیر بنا ہوا بیٹھا تھا حمزہ نے جاکر مجھسے ملاقات کی اور حمزہ پھر قدمون پہ گرا

اور کہا کہ خواجہ خطا معاف کرو اُسی شب کو مین نے جاکر اُس عیارہ کو گرفتار کیا تو ای ملکہ ایک معین چاہیے آپ میری اعانت کیجیے اگر کیجیے تو کل جمشید کو گرفتار کرلاؤن جس بادشاہ کو حلم دیجیے کیجیے زن وشوہر کو لڑا دون وہ فتور ڈالدون کہ بیٹا باپ کو مارے اور باپ بیٹے کا دشمن ہوجاوے سرداران حمزہ کو قتل کرون آپ کے پاس اسی واسطے آیا ہون کہ مجکو اپنے سایۂ دامن مین پناہ دیجیے یہ سنکر صحرانشین نے کہا خواجہ تمھاری بات سے دلکو خوف آتا ہی اگر آپ ایسا کرین کہ میری مدد کرین تو وہ سامان جمع کردون کہ جسکا دنیا مین مثل نہ ہو عنطلی آباد وہ مقام تھا کہ جہان سترہ لاکھ جادوگر رہتا تھا اب حمزہ نے اپنا ناظم مقرر کیا ہی عمرو نے کہا حمزہ کے ناظم کو مین اٹھادونگا کسکی مجال ہی کہ میرے حکم کو نہ مانے جو نہ مانے اُسکی گوشمالی کرون تمام ملک حمزہ کے مین نے چھین لیے تھے ملازمان حمزہ میرے نام سے بھاگتے تھے صحرانشین نے کہا خواجہ یہ بتاؤ کہ تمھین مذہب مین کسکا اعتقاد ہی عمرو نے کہا مین خداوند لقا کو مانتا ہون کہ وہ جاگتی جوت کا خداوند ہو سامری وجمشید مین یہ لیاقت نہین مین ہی نے قیطول پر جاکر ریش تراشی کی اور صحیح وسالم چلا آیا مہتر گردمرد کا ناک مین دم کردیا آخر بیٹا اُسکا خردک میرا شاگرد ہوا تب مین نے جاکر لقا کا پیچھا چھوڑا اب ملکون ملکون پھر رہا ہی ایکی مرتبہ جاکر اُنکی پھر ریش تراشی کرونگا وہ مجھسے مانی رہتے ہین اور ہم تو یہ جانتے ہین کہ تم دعوی خدائی کرو مثل جمشید ثانی بنکر بیٹھو مین منتظم سلطنت ہون اور ساحر بڑے بڑے ملازم کرو اِسی جنگل کو طلسم بناؤ دربند آراستہ کرو حکیمون کو جمع کرونگا فوجون سے یہ میدان بھردونگا وہ فوجین جمع کرونگا کہ زمین بار نہ سنبھال سکے تم اِسی جنگل مین ایک برج بناکر بیٹھو برق چمکایا کرو سب آکر اطاعت کرینگے جمشید ثانی سے بھی سجدہ کراؤن جمشید کہے کہ یہ ہمشیرۂ قدرت ہی تمھاری خدائی کا تمام زمانے مین شہرہ ہوجو پرانے پرانے خداوند گذرے ہین اُنکی تصویرین بناکر لگادون دیکھنے والے دیکھین

ار اگر یہ سب معتقد نہین ہین تو نذر گنبد کیون بھیجے ہین اسطرح خواجہ نے یہ مضمون
بیان کیے کہ صحرا نشین جھومنے لگی کہتی تھی خواجہ ہین مردے کو زندہ کرون اور
زندے کو مردہ کرون جو کمال کہو وہ دکھاؤن تم جو نائب منکر بیٹھو گے تو بڑا مطلب
نکلیگا عمرو نے کہا مین اپنے کمال دکھاؤن یہ کہکر گلیم اوڑھلی صحرا نشین حیران ہوئی
عمرو کہان گیا بیقرار ہوکر پکارنے لگی خواجہ نے گلیم اتار کر اپنی صورت دکھائی کہا
ملکا اور بہت سے کمال ہین اسی حال مین تمکو قتل کر ڈالتا تخت زبرجدی میرے
پاس ہے یہ کہکر تخت نکالا اُسپر سوار ہوے تخت کو بلند کیا اور پھر زمین پر لائے
کہا اے ملکہ عالم اگر ساحر سحر سے بلند ہوجائے تو اسی تخت پر سوار ہوکر مارون یہ سنکر
صحرا نشین کے ہوش اڑگئے جی مین کہتی ہے کہ حقیقت مین بلا سے روزگار ہے
کیا کیا تحفے اسکے پاس ہین عمرو نے کہا آپ کو تکلیف ہوگی ورنہ جو جو تحفے میرے
پاس ہین اگر اُن سب کو دکھاؤن تو بہت عرصہ ہوگا اب آپ نے منظور فرمایا
کہ مین خدمت مین رہون اب جی چاہے اس طلسم کی سلطنت گوارا فرمایئے
یا دوسری جگہ چلیے صحرا نشین نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری تم تو اس لایق
ہو کہ تمکو اپنی آنکھون پر بٹھاؤن وہ قدر کرون کہ تمھارے برابر کوئی نہو لیکن
میرے حکم سے تمھارا حکم ہوگا جسکو حکم دو وہ رہے اور جسکو نکال دو وہ نکل جائے
اس طلسم پر کیا منحصر ہے جہان کہو گے وہان چلونگی اور سامان خدائی کے
ظاہر کرونگی مجھ مین بھی بڑے بڑے کمال ہین جو سائل آئے اسکی آرزو پوری کرون
اگر کوئی مردہ آئے تو اسکو زندہ کرون زندے کو مردہ کرون جیسے خواجہ عمرو
تمھارے پاس کمال ہین اسی طرح مجھے بھی سحر آتے ہین جب دیکھوگے بہت خوش ہوگے
مگر یہ بتاؤ کہ جمشید ثانی کیونکر تسخیر ہو خواجہ نے کہا مین جاکے پکڑ لاؤنگا اور
اسکو تمھارے سامنے باندھ دونگا اور کہدونگا کہ یہ صحرا نشین منظور نظر خداوند
سامری ہوئین دعوی خدائی سے توبہ کر صحرا نشین کو سجدہ کر وہ یقین ہے کہ جمشید
فوراً اطاعت قبول کرے صحرا نشین نے کہا خواجہ حقیقت مین جان اپنی

چیز ہی جب اُسکو یقین ہوگا کہ مین قتل ہوتا ہون تو ضرور اطاعت کریگا ورنہ اِسکی
مارڈالنا عمرو نے کہا مین گرفتار کر لاؤنگا قتل اور عدم قتل کا تمکو اختیار ہی صحرا نشین
نے عمرو کو گلے سے لگا لیا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری حمزہ کا عظم وشان تمھاری
ذات سے ہی اگر تم قدم نہ مارتے تو یہ دن حمزہ کو نصیب نہ ہوتا عمرو نے کہا جب
حمزہ پردہ قاف گیا ہی تو مین اٹھارہ برس برابر نوشیروان سے لڑا نیا قلعہ تسخیر
کرتا تھا اور مہرنگار کو وہان لیجاتا تھا نوشیروان پر وہ وہ شبخون مارے کہ
نوشیروان اپنی جان سے بیزار تھا موت مانگتا تھا اور اُسکو موت نہ آئی تھی
بعد اٹھارہ برس کے جب صاحبقران آئے ہین تو کل اپنے مرداروں کو زندہ
پایا سب کو اُنسے ملوایا تب نوشیروان سے مقابلہ پڑا اور نوشیروان بھاگ
بھاگا پھرتا تھا آخر نوشیروان کی یہ نوبت ہوئی کہ ترکستان پر جاکر صاحبقران
سے اصلاح چاہی پھر نوشیروان کے بیٹون نے خروج کیا اُنکو بھی ایسا عاجز کیا
کہ لقا کے ساتھ بھاگے بھاگے پھر رہے ہین لقا ایسے شخص کو جسکو سب بخدائی
مانتے ہین کیسا عاجز کیا اور اپنے کو بالاے قیطول پہونچایا اور وہان جاکر اُسکو
بیہوش کیا اور اُسکی ریش تراشی کی کہ آجتک میرے نام سے کانپتا ہی صحرا نشین نے
کہا خواجہ مین نے تو تمھاری اطاعت کی عمرو نے اُٹھکر سلام کیا اور کہا خدائی
مبارک ہو ابتک تو ساحرہ تھین آج سے آپ کو خداوندی کا مرتبہ ملا یہ سُنکر
صحرا نشین نے کہا خواجہ تمھاری مہربانی سے سب کچھ ہو جائیگا عمرو نے کہا
مین جان لڑا دونگا مگر اتنا خیال رہے کہ مین قرضدار بہت ہون اگر آپ نے قرضہ
ادا کر دیا تو پھر مجھے کوئی ضرورت نہ رہیگی صحرا نشین نے کہا خواجہ تو ہفت
رنگ مین وہ خزانہ ہی کہ جسکی انتہا نہین وہ سب تمھین سے لینا جب تو قرضہ ادا
ہو جائیگا خواجہ نے کہا جب وہ خزانہ دیکھون تب جواب دون یہ مجال نہین
ہی کہ آپ کو زیادہ تکلیف دون سب کنیزون نے عرض کی کہ ای ملکۂ عالم آپ کی
اقبال مندی ہی کہ ایسا شخص آپ کی نوکری کرتا ہی خواجہ نے ڈنکالی کہا کہ مین

مبارک باد تو گالون کہ میرے دل کو تسکین ہو یہ کہکر خواجہ نے براے تفریح قلب
صحرا نشین زی بہا کے سنئے طور سے یہ اشعار عاشقانہ زبین گانا شروع کیے نظم

نقاب رخ پہ ہی لطف شراب کیا ہوگا | پڑا ہ عکس تو جام آفتاب کیا ہوگا
ابھی سے قہر ہی فتنہ ہو اک قیامت ہی | ہو کمسنی مین یہ عالم شباب کیا ہوگا
ابھی نگاہ ٹھہرتی نہین ہی گالون پر | عروج حسن مین وہ آفتاب کیا ہوگا
برنگ زلف الجھنے سے فائدہ اے دل | خموش وہ بت حاضر جواب کیا ہوگا
کروگے مست کسے آج کسکو تاکا ہی | طلب جو شیشے ہین شغل شراب کیا ہوگا
فراق یار مین تنکے چنے وطن چھوٹا | اب اور اے دل خانہ خراب کیا ہوگا
جلا بھنا ہوا ہی سوز رشک وحسرت سے | لذیذ دل کے برابر کباب کیا ہوگا
حبیب غرق بحر خجالت ہو بات کرنے سے | شب وصال مین وہ بیحجاب کیا ہوگا
نہین ہی ڈر ہمین روز شمار کا اے نور | حساب پاک ہی اپنا حساب کیا ہوگا

اس رنگ سے خواجہ نے یہ اشعار گائے کہ صحرا نشین جھومنے لگی اب ارادہ ہی
صحرا نشین کا کہ عمرو کے لیے تخت بچھاؤن اور عمرو کو تخت نشین کرون کہ آسمان
پر برق چمکی ایک جادوگر تاج زرین سر پر رکھے ہوے آکر پہونچا آتے ہی کہا
کہ کیون ملکۂ عالم مجسے کیا خطا ہوئی کہ کئی دن سے مجھے سرفراز نہین کیا راتین
مجھکو انتظار مین گذرین کئی مرتبہ ارادہ کیا کہ خدمت مین حاضر ہون اس خیال
مین تھا کہ ایسا نہ ہو مین ادھر سے جاؤن اور آپ ادھر سے تشریف لاوین اور
مجھکو مکان مین نہ پاوین تو کسی پریشان ہونگی راتون کو تارے گن گن کے صبح کی
صحرا نشین نے کچھ جواب نہ دیا مست بیٹھی ہی مگر خواجہ نے وہ باتین کی ہین کہ
اپنے کو یہ جانتی ہی کہ مین جمشید کی خالہ ہون مجھکو سجدہ نہین کرتا جب اُس ساحر
نے کہ جسکا نام خیل جادو ہی کئی مرتبہ شکایت شب ہجر کی کی اور صحرا نشین نے کچھ بھی
جواب نہ دیا تو اُسنے مجبور ہو کے کہا کیون ملکۂ عالم مزاج کیسا ہی مین نے جو عرض
کیا کیا سماعت نہین فرمایا صحرا نشین نے کہا اے خیل اگر اپنی بہتری چاہتا ہی تو مجھکا

سجدہ کرو ورنہ جلا دونگی جہنم مین پھینکوا دونگی یہ کہکر عمرو سے آنکھ ملائی عمرو نے اشارہ سے منع
کیا کہ مین سمجھ گیا کہ جو تمہین اس سے رشتہ ہو معلوم ہوا کہ تمھارا آشنا ہو ابھی اسنے
عجائب وغرائب نہین دیکھے اسوجہ سے وہ قدرت سے آگاہ نہین ہوا پہلے جمشید پہ قبضہ
ہو بعد اسکے دعوی خدائی کا کرنا لیکن صحرا نشین کو عمرو کی باتون پر ایسا غرور ہوا ہو
کہ وہ سدم سے جاتی ہو کہا ای خیل سجدہ کر ورنہ پھونک دونگی خداوند سامری و جمشید
خواب مین آئے تھے وہ فرما گئے ہین کہ جمشید ثانی کو خدائی سے موقوف کیا ملکہ
صحرا نشین کو سب کا خداوند کیا اب طلسم کشا وغیرہ سب غارت ہو جاوینگے جسدن
تخت خدائی پہ بیٹھونگی پہلے مسلمانون ہی کو غارت کرونگی جو انکار کریگا اسکو بھی
مثل مسلمانون کے ستاؤنگی خیل نے کہا ای صحرا نشین معلوم ہوتا ہو آج شراب
زیادہ پی گئی ہو اسکے نشے مین یہ باتین کرتی ہو صحرا نشین نے کہا مجھکو گھمنڈ یہ ہوگا
کہ خداوندی میری آشنا ہین مجھے کچھ آشنائی کا خیال نہین جسکو چاہونگی آشنا بناؤنگی
بڑے بڑے جادوگر بڑے بڑے ساحر آرزو کرینگے کہ خداوندی ہمپر نگاہ ڈالین
اور مین توجہ نہ کرونگی ہیہ سے خواب مین جمشید آوینگے اور اس بات کا ارادہ
کرینگے تو انکو بھی نہ قبول کرونگی ای خیل شراب و کباب کیسا مین یہ مجبت سمجھاتی
ہون تیرا بڑا مرتبہ ہوگا کتاب مین بھی لکھا جائیگا کہ سب سے پہلے خیل نے سجدہ
کیا اور اگر نہ سجدہ کر تو جا خیل نے کہا مین کل سے بیقرار ہو رہا ہون میرے ساتھ
چلو صحرا نشین نے کہا او دیوانے مین خداوندی ہو کر تیرے ساتھ جاؤن دیکھو بہت
پچتائیگا یہ کہکہ صحرا نشین نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق گری خیل چونکہ غافل بیٹھا ہوا
تھا اسکے دو ٹکڑے ہو گئے خواجہ نے کہا مبارک ہو خدائی کو تمھاری روشنی
ہوئی کہ پہلے آشنا کو مارا کنیزون سے اشارہ کیا کہ لاشہ اسکا پھینک دو کنیزون
نے نام تاک پکڑ کر کھینچا چاہتی ہین کہ باہر باغ کے لیجا وین کہ دوسری برق چمکی ایک
زنگی سیاہ فام بد انجام تدم کا زنگی تخت پہ سوار آیا آتے ہی کہا کہ کیون ای
صحرا نشین کل سے کہان تہین تمھارا دستور تھا کہ خیل کی بارگاہ سے ہو کے

ہمارے پاس آتی تھین رات بھر انتظار مین رہا دن کو جلسہ آراستہ کیا کنیزون نے سامنے میرے اشعار عاشقانہ گائے

نظم

حسن روز افزون کی نیرنگی سے کیا کیا ہوگیا / یان محبت چھوگئی وان ناز دونا ہوگیا
پہلے صرف اِک دل تڑپتا تھا یہ اب کیا ہوگیا / انکے آنے سے تو کل اعضا مین رعشا ہوگیا
مرتبہ یہ دیدۂ دیدار جو کا ہوگیا / طالب منظور نظر ہونے کو سرما ہوگیا
زیر خنجر کس ادا سے رقص بسمل نے کیا / دیکھکر قاتل جسے محو تماشا ہوگیا
روح جب نکلی مری گھبرا کے وہ کہنے لگے / اسکی بو کیا ہوگئی اِس پھول کو کیا ہوگیا
آبدیدہ ہو کے کہتے ہین وہ مجھکو میرے بعد / چاہنے والا خدائی مین وہ یکتا ہوگیا
بعد مجنون خاک اُڑتی تھی مگر پہونچے جو ہم / وہ جنون چمکا دو چند آبادو صحرا ہوگیا
جب چلا وہ فتنۂ محشر قیامت آگئی / جسطرف رکھا قدم اِک حشر برپا ہوگیا
دیکھنا جسپر پڑا اُس ترک کا تیر نظر / تھام کر دل دونون ہاتھونسے وہ گرا ہوگیا
پست بندش اب مضامین کیون نہ حاضر ہون ہرگز / کشورستانِ سخن مین دخل اپنا ہوگیا

جب کنیزون نے یہ اشعار گائے تو بیقراری کو ترقی ہوئی کنیزون سے کہا کہ تم لوگ جلسہ آراستہ رکھو مین آتا ہون ملکۂ عالم کو بلا لاؤن صحرا نشین نے کہا اے سیاہ فام جادو دیکھو وہ لاشہ خیل کا پڑا ہوا ہی ابھی قدرت نے اِسکو مارا ہی ملک الموت آکر روح قبض کر لے گئے بہتر یہ ہی کہ سجدہ کرو ورنہ تیرا یہی حال ہوگا سیاہ فام نے کہا او صحرا نشین تو کچھ دیوانی ہوگئی ہی ایسے لفظ منھ سے نکالتی ہی خداوند سن لین گے تو غضب ہوگا اُسی وقت تجھکو مار ڈالین گے پھر تجھے کچھ نہ بن پڑیگا آج کیا تجھکو وحشت ہی کہ ایسی بیہودہ باتین کرتی ہی صحرا نشین مار کر خیل کو اور زیادہ مغرور ہوگئی ہی کہا او سیاہ فام بس اب دیر نہ کرو واسطے سجدے کے جھکو مگر سیاہ فام بہت سمجھدار ہی سوچا کہ آج کسی نے اِسکو سحر کا یا پلٹ کر دیکھا کہ ایک شخص دبلا پتلا ٹانٹا بیٹھا ہوا ہی اور صحرا نشین کو اشارون سے منع کرتا ہی کہ دیکھو ملکہ بہت زیادہ نہ گھبراؤ سنبھلکر بات کرو معلوم ہوتا ہی کہ یہ بھی تمھارا آشنا ہی جا بجا

وعدے کرتی ہو وفا نہیں کرتی ہو یہ لوگ تو عادی ہیں کہ رات بھر تمھارے ساتھ
چین کریں تمکو نہیں پایا اسوجہ سے بیقرار ہیں صحرا نشین نے طرف سے عمرو کے
منھ پھیر لیا کہا کیوں سیاہ فام سجدہ نہ کریگا ہو شرط کہ جلادوں سیاہ فام جانتا ہو
کہ یہ مجھپر عاشق ہو یہ کیا جانے کہ خواجہ نے ایسا بھرا ہو کہ مبہوت ہو رہی ہو جب
کئی مرتبہ سیاہ فام سے کہا اور سیاہ فام ہنسکر چپکا ہو رہا تو صحرا نشین نے کہا کہ یہ
کنیزیں ہماری لاشہ خیل کا لیے جاتی ہیں سیاہ فام جیسے ہی پلٹا صحرا نشین نے
ہاتھ ہلا دیا اور سحر کیا کہ ایک برق گری سیاہ فام کے دو ٹکڑے ہوے دونوں
لاشے پڑے ہیں کہ رزیل جادو آکر پہونچا صحرا نشین نے اسکو بھی مارا اسیطرح
متواتر سات جادوگر آئے صحرا نشین نے سب کو مارا سات لاشے پڑے ہیں
دریاے خون جاری ہو کنیزیں کانپ رہی ہیں کہ پھر نہ آفت آجائے آج تو بی
صحرا نشین کو خبط ہو گیا ہو عمرو نے خوب سبق پڑھایا خواجہ نے کہا ای صحرا نشین تجنے
یہ سب آشنا اپنے مارڈالے ایسا نہ ہو اُنکے عزیز آجاویں اور تمھارے ساتھ سرکشی
کریں کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او صحرا نشین تو نے غضب کیا میں نقال جادو
تو نے بھائی کو میرے مارا ہیں اب تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا صحرا نشین نے کہا
او بیحیا آ تو سہی میں آج کرامت خداوندی دکھلا رہی ہوں یہ سنتے ہی اُس جادوگر نے
جھولی سے گولا نکالا اسم سحر کا پڑھکر پھینک مارا جیسے ہی وہ گولا پھٹا اُس میں
سے دھواں نکلا صحرا نشین ڈگمگا کر گری آنکھیں کھلی ہوئی ہیں اور ہاتھ پاؤں
بے حس و حرکت خواجہ تو یہ حال دیکھکر بھاگے اور کود کر ایک غار میں چھپ رہے
مگر جب صحرا نشین کا یہ حال ہوا تو نقال جادو آسمان سے اُترا تیغ کھینچے ہوے
طرف صحرا نشین کے چلا کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ صاحب میں آتی ہوں
ذرا ٹھیر تو خیال کرو اسکا قتل کرنا ابھی بہتر نہیں ہو نقال نے پلٹ کر دیکھا کہ
ایک نازنین کمسن انگرکھے کے دن بائیں چھوٹے ہوے دوپٹہ ڈھلکا ہوا
سینہ عریاں گندھی چوٹیں لٹکاتی ہوئی آتی ہو مگر سر زخمی دوپٹے سے خون سرکا

یہ جھجکتی ہوئی نقال نے جو اس مہ جبین کو دیکھا پسینہ آگیا قلب تھرا گیا پکار کر آواز دی
دای محبوب مطلوب تو کون ہو اور کسنے تجھکو زخمی کیا کہا صاحب کیا پوچھتے ہو عمرو عیار
ساربان زادہ آج یہان آیا ملکہ صحرا نشین کو ایسا سمجھایا کہ اُنکے دل مین غرور سما گیا
دعوی خدائی کر بیٹھین سات آٹھ قتل کیے مگر تمنے خوب ہوشیاری کی کہ وہین سے
سحر کر دیا عمرو یہان سے اُٹھا بھاگا مین ایک کونے مین جا کر چھپی تھی اُسنے مجھکو نیمچہ
مارا مجھکو زخمی کرکے صحنچی مین جا کر چھپا ہو کچھ روپ اپنا بدل رہا ہو تم اگر صحرا نشین
کو قتل کروگے تو وہ عیاری کرکے تمکو مار لیگا پہلے جا کر اُسکو گرفتار کرو اگر عمرو
کو تمنے مار لیا تو سارے جمشیدی بھی خوش ہونگے فرمائینگے نقال نے ہمارے
دشمن کو مارا وہ سامنے دیکھو صحنچی مین بیٹھا ہو لنگا پہن رہا ہو کرتی پہن چکا ہو نقال
نے کہا مجھے نہین معلوم ہوتا کہ کہان ہو اُس نازنین نے پیچھے پکڑ کر گورے گورے
ہاتھوں سے تمانچہ مارا اور کہا نگوڑے سامنے عمرو بیٹھا ہو اور تجھکو نہین سوجھتا ہو
مناسب یہ ہو کہ ناک اپنی کٹوا ڈال آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک اگر
تم کو نہین دکھائی دیتا نظر دکھائی دے تو پڑھکر ایک گولا پھینکو اور آواز گیر دو
یہ سنکر نقال جادو نے گولا نکالا اور گیر کہکر پھینکا جیسے ہی منھ اُدھر پھیرا خواجہ
نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے اور نعرہ کیا کہ او نقال منم مہر سپہر عیاری و
قطب فلک خنجر گذاری دیکھا تونے کہ عمرو کہان بیٹھا ہو یہ کہکر جھٹکا مارا حباب مار کر
بیہوش کیا لپٹ کر خنجر مارا نقال کا شکم چاک قصہ پاک ہو جیسے ہی نقال مرا صحرا نشین
اُٹھ بیٹھی اور کہا خواجہ کیا کمال کیا عمرو نے کہا او ملکۂ عالم تمھارے تو آشنا بہت
ہین کیونکر جان بچاؤگی دعوی خدائی کے وقت یہ سب جمع ہونگے اور تمپر دعوی
کرینگے اور اگر اُنکا کہنا نہ مانوگی تو فساد برپا کرینگے ہر طرح تمکو مشکل پڑیگی اسیکے
مرتبہ مین نے دیکھا کہ نقال نے آسمان ہی سے سحر کیا مین بھاگ کر چھپ رہا اسیطرح
ہمیشہ خدمتگذاری کرونگا کسکی مجال ہو کہ تمپر ہاتھ ڈالے یہ باتین کر رہے تھے
کہ ایک طرف سے آواز آئی الخ

بعد مردن بھی نہین گلشن رضوان کی تلاش
ابتلک روح کو ہی کوچۂ جانان کی تلاش

جستجو دل کو کسی کے قد بالا کی رہی
کی جنان مین بھی اُسی سرو خیابان کی تلاش

گلشن دہر مین دیکھا نہ کبھی رو کے چلی
خار دیتی ہی رہی سیب زنخدان کی تلاش

آرزو مین رہی لیلی کی قدمبوسی کی
برسون مجنون کو رہی سیر بیابان کی تلاش

آئے ہین خانہ کے بھولون کی مسہری لیکر
رو فرشتونکی ہو اک گور غریبان کی تلاش

مسکرانا ہے نہ غنچون کا جو دیکھے بلبل
بھولکر بھی نہ کرے پھر گل خندان کی تلاش

دیکھا عمرو نے کہ پہلو سے باغ سے لندھور بن سعدان جھومتا ہوا آتا ہو ہر قدم پر اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم یہ کیا بات ہو صحرا نشین نے کہا میرا گذر طرف لشکر اسلام کے ہوا اسکو لگا لائی عمرو نے کہا اب آپ اِسکو رہا کیجیے مسلمانون سے جھگڑا نہ پھیلایئے صحرا نشین نے کہا اب نہ جاؤنگی اور کسی سردار کو نہ لاؤنگی ورنہ میرا ارادہ تھا کہ ایک ایک سردار کو یون ہی لگا لاؤن چند مین سب کا خاتمہ کردون مگر اِسکو نہ چھوڑونگی اِسپر مجھے توجہ ہے خواجہ تمنے دیکھا کہ میرے کتنے چاہنے والے ہین سات جوانون کو مین نے مٹایا اور آٹھوان نقال آیا اسکو تمنے واصل جہنم کیا مگر اِسپر میری طبیعت آئی ہو مین چاہتی ہون کہ دس پانچ دن مین اِسی صحرا مین اِسکو ہوشیار کرکے راہ پر لاؤنگی اگر یہ میری خدمت مین رہیگا تو اسی کے ہاتھ سے حمزہ کو زیر کراؤنگی عمرو نے ہاتھ تھام کر کہا بس اب جہالت نہ کرو چھکر شراب پیو کہ طبیعت کو فرحت ہو اور اس ہوری ہو خون سب کا تمھارے سر پہ سوار ہو یہ کہکر جام بھرا سامنے صحرا نشین کے پیش کیا مگر یہ کہہ دیا کہ ملکۂ عالم ذرا خیال کرکے پینا ایسا نہ ہو بیہوشی پڑ گئی ہو میری عادت ہو کہ بیہوشی ملا کر شراب دیتا ہون صحرا نشین نے کہا خواجہ مین تمسے مطلن ہون تمنے ایسا کار نمایان کیا اگر نقال کو نہ مار لیتے تو وہ مجھے ضرور قتل کرتا مین اپنے ہوش مین نہ تھی بھائی کا اُسنے حیلہ کیا خود مرت سے مجبور وہ عاشق تھا مین ہمیشہ انکار کرتی رہی آج اُسنے قابو پایا سحر کامل کر گذرا مین اُس سے سحر مین کم نہ تھی مگر اُسنے

تے ہی سحر کیا اپنے دام سحر مین پھنسا لیا مگر نشہ ودکا۔ نمایان کیا کہ نقال کو مار لیا عمرو نے جام شراب منھ مین لگا دیا صحرا نشین پی گئی عمرو نے دو تین جام صحرا نشین کو پلائے مگر ناظرین کو یاد ہوگا کہ لندھور مقابلہ صاحبقران مین ہین یہ جو یہان آئے صحرا نشین نے نمونہ اپنا سحر کا خواجہ کو دکھایا کئی دن مین لندھور نے چند سرداران صاحبقران زخمی کیے ہین اور جو تھے روز جب میدان مین آیا تو صاحبقران کو طلب کیا امیر نے جملہ سردارون کو منع کیا کہ آج مین اس ہندی کو سمجھا دونگا یا تو میرا ہی خاتمہ ہو یا شاید لندھور راہ پر آجائے عمرو نے یہان صحرا نشین کو دو تین جام متواتر پلائے صحرا نشین نے گھبرا کر کہا اے شہنشاہ عیاران حقیقت مین تمھارے رہنے سے بڑا شرف حاصل ہوا کہ بونے دو سو خداوند تخت پر سوار ہو کر آئے ہین اشارے کر رہے ہین کہ خدائی کو روشن کر و عمرو نے کہا انکو بھی محفل مین بلا کر بٹھائیے مین شراب پلاؤن صحرا نشین اٹھی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوئی عمرو نے فورًا خنجر مارا کہ شکم چاک تہ ہ پاک اور جلدی سے سر بھی صحرا نشین کا کاٹ لیا میدان مین وہ وقت ہو کہ صاحبقران مقابلہ لندھور کو چلے تھے کہ لندھور گھوڑے سے گرا اور بیہوش ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے ہوشیار ہوا ایت ہاسے لگی اپنے جسم پر آراستہ دیکھے بتون کو توڑ کر قدمون پر گرا عرض کی غلام ہوش مین نہ تھا یہان عمرو نے دیکھا کہ جو لندھور بیٹھا شعر پڑھ رہا تھا وہ پانی ہو کر بہ گیا عمرو سمجھا کہ یہ نمونہ سحر صحرا نشین تھا اسباب وہان کا لیکر نذر زنبیل کیا اور طرف لشکر کے چلا اسوقت لشکر مین آیا کہ یہان امیر لندھور کو لیکر بارگاہ مین آئے ہین اور سب سردار خوشیان کر رہے ہین کہ عمرو نے لاکر سر صحرا نشین پیش کیا اور صاحبقران سے تمام کیفیت بیان کی امیر نے فرمایا کہ خواجہ خدا نے بڑا فضل کیا کئی دن لندھور نے میدان داری کی اور جب مجھکو للکارا تو مین بھی مقابلے مین چلا بس لندھور بیہوش ہو کر گرا معلوم ہوتا ہے کہ اسی وقت تمنے اس ساحرہ مکارہ کو مارا بعد تھوڑی دیر کے ہوش مین آگیا عذر کرنے لگا کہ مجھ

معاف فرمایئے اب مین اسکو لیکر لشکر مین آیا ہون اور میرا ارادہ ہی کہ گرد لشکر کے
حصار اسم اعظم کر دون سب نے کہا بہت مناسب ہوگا۔ صاحبقران زمان نے
شیشے منگوائے اسم اعظم پانی پر دم کرکے گرد لشکر چھڑکوا دیا مگر جمشید ثانی اپنے
قصر مین بیٹھا تھا کہ چند جادوگرنیان روتی ہوئی آئین عرض کی یا خداوند صحرا نشین
نے بڑا سحر کیا تھا کہ لندصور کو لگا کرے گئی اور صاحبقران کے مقابلے مین بھیجا
چند سردار لندصور کے ہاتھ سے زخمی ہوئے حمزہ سے مقابلے کا خواہان تھا
یہان عمرو نے صحرا نشین کو مارا لندصور ہوشیار ہوگیا جمشید نے کہا ایک نامہ
املاک گرازدندان مالک مرحلہ ششم کو میری طرف سے لکھو اور فی الفور روانہ کرو
کہ ای املاک خوب ہوشیار رہنا سعد بن قباد طرف تمھارے مرحلے کے آتے
ہین جسوقت آوین فوراً گرفتار کر لینا نامہ لکھکر تیار رہوا بوتیسال جادو کو
دیا گیا وہ نامہ لیکر طرف املاک کے چلا راہ مین خواجہ نے اُس نامہ وار کو فوراً
گرفتار کیا کل حال مفصل پوچھ لیا اُسکو تو ایک درۂ کوہ مین بیہوش کرکے
ڈالدیا آپ بوتیسال کی شکل بنکر طرف املاک کے چلے املاک گرازدندان
کہ ساحر زبردست ہی اپنے قصر مین بیٹھا ہی کل رفقا جمع ہین کہ چوبدار نے بڑھکر
عرض کی کہ در دولت پر بوتیسال نامہ دار خداوند حاضر ہی املاک نے سامنے
بلوایا عمرو نے آکر نامہ دیا املاک نے نامہ پڑھکر سر ہلایا کہا مین جانتا تھا کہ اب
میرے مرحلے کی باری ہی طلسم کشا ارادہ تو کرے ای بھونچال جادو تم جاؤ
جاکر سعد کو پراگندہ کرو بھونچال اکیلا اُٹھا املاک نے کہا ابھی کہ کچھ فوج تو ساتھ
لو عمرو نے کہ بشکل بوتیسال تھا کہا ای بھونچال مجھکو بھی ساتھ لیتے چلو مین طرف
خداوند کے چلا جاؤنگا بھونچال نے تخت پر سوار کر لیا خواجہ جو بھونچال کے
ساتھ چلے تو راہ مین یہ اشعار عاشقانہ گا رہے ہین بھونچال کو سُنا رہے ہین نظم

جان لی پہلے تو وہ عالم دکھایا آپنے	پھر کیا تابوت پہ رحمت کا سایا آپنے
عمر بھر پوچھا نہ کیون ہمکو ستایا آپنے	عشق بازی مین کسے بے مثل پایا آپنے

خش پہ غش آنے لگے مجھکو بھی موسیٰ کیطرح — اس ادا و ناز سے جلوہ دکھایا آپنے
جان جان صورت نہ کوئی میری آمرزش کی تھی — قبر پر تلقین پڑھکر بخشوایا آپنے
مجھکو در وحشت بازی کی نہ دوا اک بھی نہ دی — مردۂ صد سالہ کو اکدم جلایا آپنے
یہ تو کیسے نکلے تھے جسوقت سیر حشر کو — کسکو ترسایا کسے جلوہ دکھایا آپنے
ربط اک جان دو قالب تھا جو ہمسے آپسے — کیوں کیا ہمکو جدا اپنا پرایا آپنے
خوش ہوے دیکھا اثر آہ قیامت خیز کا — کیوں دل مظلوم کو اتنا ستایا آپنے
جو کوئی جیسا کرے ویسا ہی ملتا ہے اسے — دل نے مجھکو دکھہ دیا دل کو ستایا آپنے
دل نہ آنا تھا نہ آیا ہاتھ ملکر ہیں خوب کہیں — لاکھہ کچھ چاہا مگر قابو نہ پایا آپنے
بھول کر اُٹھنے نہ پوچھا درد و غم میں اے ہزبر — ہائے کس بے رحم سے دل کو لگایا آپنے

بھونچال کہتا ہے اے بوقیسال کیا کمال حاصل ہے مگر خواجہ دیکھتے ہیں کہ بہت ہوشیاری سے جاتا ہے چہار جانب دیکھتا جاتا ہے وہ بار بار کہتا ہے کہ بوقیسال مجکو تردد ہے کوئی آفت آنے والی ہے میرا دل دھڑکتا ہے خواجہ کہتے ہیں کہ اے بھونچال بڑے شخص کی تدبیر میں چلے ہو یہی باعث ہے کہ دل کو بیقراری ہے ادھر سعد بن قباد لوح کو دیکھکر نکلے ہیں اور شہباز جادو اپنے مقام سے اُڑتا ہوا اس خیال سے آرہا ہے کہ سعد کو تباہ کروں بھونچال نے جو شہباز کو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی اور پوچھا کہ اے شہباز کہاں جاتے ہو شہباز نے کہا میں فکر میں طلسم کشا کی نکلا ہوں کہ انکو جاکر تباہ کروں دیکھو ابھی جاتا ہوں یہ کہکے زمین پر آیا ایک آہو کی شکل بنکر چلا سعد جو کنارے پر لشکر کے کھڑے تھے آہو کو جو آتے ہوے دیکھا کوئی برابر کھڑا تھا اسنے کہا لوح کو ملاحظہ کرکے تیر ماریے سعد نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ بادشاہ مرحلۂ پنجم شہباز بلند پرواز آہو بنکر آیا ہے چاہتا ہے آپ کو سرگردان کرے لہذا بہتر یہ ہے کہ اسم حاشیہ پڑھکر تیر مارو تیر خطا نہ کریگا بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری اسم حاشیہ لوح وردِ زبان کیا تاک کر تیر مارا اگرچہ شہباز نے چاہا بھاگ جاؤں مگر پاؤں میں زنجیریں پڑگئیں تیر آکر پڑا کہ پہلو کو

تو ڑکر یا مرگ زار جست کرکے گرا تڑپ تڑپ کر جان دی ایک آندھی سیاہ اٹھی اور
آواز آئی کشتی مرا نام من شہباز بلند پرواز بود بھونچال نے آسمان سے دیکھا
کہ شہباز مارا گیا بڑا خوف پیدا ہوا کہا ای بوتیسال اب مین کیا کرون دیکھو شہباز
ایسا جادوگر ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا اب مین کیا تدبیر کرون عمرو نے کہا سامنے
ایک کوہ ہی اُسپر چلکر ٹھہریے لیکن ہم بھی تمھارے سحر مین شریک ہونگا سوچکر تدبیر
کرینگے جو ہو سکیگا وہ بجالا دینگے بھونچال اُسپر راضی ہوا سامنے کوہ تھا اُسپیر
آکر ٹھہرا تدبیر مین سوچنے لگا کبھی کہتا ہی نازنین بنکر جاؤن کبھی کہتا ہو طائر پرند
بنکر سایہ ڈالون مگر ڈرتا ہون کہ ایسا نہ ہو کہ تیر ماردین خواجہ نے کہا مین جاکر
شراب لاؤن دو چار جام پیو اُسکے بعد پھر تدبیر کرو بھونچال نے کہا کہ ای
بوتیسال شراب یہان جنگل مین کہان بلیگی ہرچند کہ ہم لوگ شراب کے عادی
ہین شراب پی کر عقل زیادہ ہوگی تدبیر نکل آئیگی عمرو نے کہا سامنے بستی ہی مین
وہان سے لے آؤنگا بھونچال نے کہا ای بوتیسال تمھارے ساتھ ہونے سے
بڑا لطف حاصل ہوا اگلا تے ایسا ہو کہ دلکو بیقرار کردیا اب شراب کی تقریب
کر رہے ہو تم ہی ڈھونڈھکر لاؤگے میرا یہ حال ہو کہ تمکو دیکھکر کانپتا ہون
سوچتا ہون کہ کیا تدبیر کرون خواجہ بشکل بوتیسال پہاڑ سے اُترے چند
گلابیان اپنے پاس سے نکالین ایک مٹی کا لوٹا لیا اُسمین اُس شراب کو
بھر کر سامنے بھونچال کے لائے مگر بعد جانے خواجہ کے بھونچال سوچ رہا
تھا کہ کیا سبب ہی کہ بوتیسال کو دیکھکر دل کانپتا ہی اِس سوچ مین تھا کہ ایک
طائر آسمان پر آیا اُسنے آواز دی کہ ای بھونچال قدرت نے مجھکو بھیجا ہی تجھکو
اطلاع کرتا ہون کہ بوتیسال کے ہاتھ سے شراب نہ پینا ورنہ باعث خرابی ہوگا وہ عیار
سکار سار بان زادہ ہی اُسکو گرفتار کرکے مقام املاک پر لیجاؤ وہ اُسکو سزا دیگا
بھونچال مطمئن ہوا اب اِس فکر مین بیٹھا کہ عمرو آئے تو مین اُسے گرفتار کرون
مگر خواجہ شراب لیے ہوے آتے تھے دیکھا ایک نخل کے نیچے ایک جادوگر

بیٹھا تھا اُسنے پکارا کہ میاں جانے والے مجکو بھی تھوڑی شراب دو عمرو نے کہا چلو سیا
بزو یا اِس جادوگر نے پھر کی آواز دی پاؤں عمرو کے زمین نے تھام لیے وہ
جادوگر اُٹھکر آیا شراب ہاتھ سے خواجہ کے لے لی اور بیٹھکر پینے لگا شراب
پیتے ہی بیہوش ہوا خواجہ نے زنبیل سے کمند نکالی اور کمر سے خنجر نکالا کھینچکر مارا
کہ شکم چاک تھا پاک ایک آندھی سیاہ اٹھی آواز آئی کشتی مرا نام منہکال جادو
یہ دیکھ بھونچال جو بالائے کوہ بیٹھا تھا دل میں اپنے کہتا ہی کہ میرے بھائی کو کسنے
مارا کوہ سے اُٹھا پرواز پیدا کر کے چلا آسمان سے دیکھا کہ خواجہ بہ شکل
بوتیسال کپڑے منہکال کے اُتار رہے ہین بھونچال کو بہت ناگوار ہوا دیہیں
سحر کیا کہ خواجہ بیہوش ہو کر گرے بھونچال نے آکر سحر کیا کہ رنگ و روغن چہرے
سے اُڑ گیا بصورت اصلی ہو گئے بھونچال نے کہا کہ کیون او ساربان زادے
تو میرے ساتھ کیون آیا تھا مین نے ایسے ایسے بہت نفرے دیکھے ہین دیکھا
تو نے کہ مین نے کیسا گرفتار کیا عمرو نے کہا ای بھونچال مین تو تمھارا خیرخواہ
ہون مقابلہ سعد سے تمکو روکا اگر اُنکے سامنے جاتے تو بیشک قتل ہوجاتے
بھونچال نے کہا خواجہ تمنے بوتیسال کو کیا کیا عمرو نے کہا مین نے اسکو درہ
کوہ مین ڈالدیا چلکر وہان سے لے لو بھونچال عمرو کو ساتھ لیے ہوئے درہ
کوہ پر آیا بوتیسال کو ہوشیار کیا بوتیسال نے دیکھا کہ بھونچال اور ایک
شخص دُبلا پتلا تا نبتا میرے قریب کھڑے ہین بھونچال کو اُٹھکر سلام کرنے لگا
بھونچال نے کہا ای بوتیسال تجنے بڑا دھوکا کھایا تھا تمھاری شکل پر عمرو
دربار املاک مین پہونچا وہی نامۂ قدرت املاک کو دیا املاک نے مجھکو
روانہ کیا کہ جا کر سعد کو تباہ کر دیہ ظالم میرے ساتھ آیا درہ کوہ پر ٹھہرا تھا اِس
ظالم نے مجھسے کہا کہ شراب لاؤن مین نے کہا کہ اچھا جاؤ راہ مین اِسنے منہکال کو
مارا اور اُسکے مرنے کی آواز میرے کان مین آئی حیران تھا کہ کسنے مارا آخر پر
پرواز پیدا کر کے چلا جاکے دیکھا کہ یہ کپڑے اُسکے اُتار رہا ہی مین نے گرفتار

کرکے سحر کیا رنگ در روغن عیاری کا اُڑ گیا تم تو قدرت کے پاس جاؤ جاکر سب
حال بیان کرنا اور کہنا کہ بھوبنجال نے عرض کی ہی کہ قدرت نے مجھکو بچایا اظہار کو
بھیجکر بتا دیا کہ بوتیسال عمرو عیار ہی اگر آپ میری فکر رکھینگے تو مین سعد کو
گرفتار کرلاؤنگا اپنے ہاتھ سے لکھکر ایک نامہ بھی دیا بوتیسال طرف قصر ہفت رنگ
کے چلا مگر بھوبنجال عمرو کو لیے ہوے آتا ہی خواجہ منتین کر رہے ہین کہ ای بھوبنجال
کسی مقام پر ٹھہر جاؤ مین اپنا سب حال سناؤن جو کچھ میرے پاس ہی وہ تمکو دون
بھوبنجال کہتا ہی مین رشوت سے باز آیا تھوڑی دیر مین دربار املاک مین پہنچا
کہا ای شہنشاہ مین نے عمرو کو گرفتار کیا املاک نے کہا اسکو لیجاؤ اور لیجاکر اسکو
قصر تاریک مین قید کر دو اور تاریک جادو سے کہنا کہ خیال رہے آب و دانہ
اسپر بند کر دینا جب یہ مرجائے لاش اسکی جنگل مین پھینک دینا مین اسکی روح
کا پیر بناؤنگا جہان جائیگا ایسا کام کریگا کسی بات مین نہ رکیگا حقیقت مین ایسا
پیر کسے ملیگا چند جادوگر عمرو کو لے چلے عمرو راہ مین روتا ہوا جاتا ہی کہتا ہی کہ
یارو مجھسے رشوت لے لو مگر مجھے چھوڑ دو وہ کہتے ہین ہماری یہ مجال نہین کہ
تمکو چھوڑین قصر تاریک مین چلکر تمکو قید کرینگے تاریک جادو اپنے مقام
پر بیٹھی تھی کہ اسکو خبر ہوئی کہ قید عمرو آتی ہی آنکھوںمین آنسو بھر لائی سوچی املاک نے
غضب کیا کہ ایسے شخص کو میرے پاس روانہ کیا مین اسکو کیا کرون جو اسکو قید کریگا
وہ اسی کے ہاتھ سے مارا جاتا ہی یہ کہکر اُٹھی عمرو کو ایک قصر تاریک مین لائی وہان
لاکر عمرو کو قید کیا مگر رنجیدہ کبیدہ اپنے مکان مین آئی بیٹھی اسکی بیٹی تیز رو اُسنے
پوچھا مادر مہربان آج کبیدہ کیون ہو مین دیکھتی ہون کہ رنگ رو اُڑا ہوا ہی
تاریک جادو نے کہا ای نور نظر کیا بیان کرون عمرو عیار کو بھوبنجال گرفتار کرکے
لایا املاک نے اسکی قید یہان روانہ کی مین نے اُسکو قصر تاریک مین قید کیا ہی
مگر حیران ہون کہ کیونکہ جان بچیگی کتاب سوانحات مین صاف لکھا ہی کہ جو
عمرو کو قید کریگا وہ اُسی کے ہاتھ سے مارا جائیگا تو مین خیال کرتی ہون کہ اِس

دال میں کوئی ایسا دوست اُسکا نہیں کون اُسکو روکیگا لہٰذا میں نے آب و دانہ
اُسپر بند کیا ہی ذلیل کرکے روتا تھا کہتا تھا کہ مجھے رہا کردو میں نے جواب نہیں
دیا اُسکو قید کر آئی صبیحہ نے یہ سُنکر کہا ای مادر مہربان یہ مناسب نہیں ہی کہ قیدی
آپ کے یہاں رہے اور اُسکو آب و دانہ نہ ملے اگر حکم ہو تو میں کھانا اُسکو پہونچا
دوں تاریک نے کہا ای نور نظر املاک نے یہی حکم دیا ہی کہ آب و دانہ بند رکھنا
کہ عمرو کو ایسا صدمہ پہونچے کہ تڑپ تڑپ کر مرے صبیحہ خاموش ہو رہی تاریک نے
کہا میں دربار املاک میں جاتی ہوں اب کل آؤنگی تاریک تو گئی مگر صبیحہ تیز رفتار
کہ عیاری میں اُسنے کمال پیدا کیا ہی عمرو کا نام سُنکر بیقرار ہو گئی کہ ایسا عیار اور اِس
مصیبت میں مبتلا ہو اور ہم اُسکی مدد نہ کر سکیں کھانا لیکر صبیحہ چلی قصر تاریک میں
آئی ایسا سیاہ مکان ہی کہ خواجہ روروتے ہیں بیقراری میں عرض کرتے ہیں کہ ای
کریم کارساز و ای رب بے نیاز اس مصیبت سے بچا لے عجب بلا میں پھنسا ہوں
یہاں کون مدد کرنے والا ہی تو اگر چاہیگا تو رہائی ہوجاوے گی نظم

زروے گل تو بنمائی بگلشن چہرۂ زیبا | کہی ظاہر ز ہر سرو سہی حُسن قد رعنا
تو از قامت بہر جانب قیامت کردۂ برپا | تو افگندی ز حُسن دلربا اندر جہان غوغا
بحُسن یوسف خود کردہ بودی گرم بازاری | تو خواندی سوے خود بہر خریداری زلیخا را
مسیحا را ز روح خود دم جان بخش بخشیدی | بموسیٰ حرمت کردی ز نور خود ید بیضا
چہ اسکندر چہ دارا و چہ جمشید و چہ افریدون | کنند چون و چرا در حکم تقدیرت کرا یارا
تراشیدی تو از خاک مکدر صورت انسان | بر آوردی تو از آب مصفا لولوے لالا
ز ہر آئینۂ در چشم ما از جلوہ گر گشتی | ز ہر شکل و ز ہر صورت تو بنمودی رخ زیبا
منم از کمترین بندگانت بندۂ ہندی | بحال بندۂ خود یا الٰہ العالمین بخشا

یہ صدا سُنکر صبیحہ بیقرار ہو گئی قصر میں آئی کچھ سوجھتا نہیں کہ قیدی کس طرف ہی
آخر اسنے فلیتۂ عیاری روشن کیا خواجہ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک نازنین قمر عذار
فلیتۂ عیاری لیے کھڑی ہی اور ایک ہاتھ میں کھانا ہی صبیحہ نے جو صورت عمرو کی

دیکھی نفرت کلی حاصل ہوئی کہ اتنا بڑا عیار اور ایسا بدصورت لیکن خواجہ نے گنگنا کر یہ چند اشعار گائے

نظم

جب دل بھر آیا چشم کے ساغر چھلک گئے — چین آگیا جو ہجر مین آنسو ٹپک گئے
ہرگز ہوا نہ انکی نصیحت سے فائدہ — ناصح بھی آکے محفل رندان مین بہک گئے
آواز بھی سنائی نہ تونے ہزار حیف — ہم در پہ تیرے آکے بھی سر بھی پٹک گئے
پہلو مین آکے میرے جو بیٹھا وہ گلعذار — خار الم رقیب کے دل مین کھٹک گئے
گردش ہزار حیف نہ تقدیر سے گئی — پھرنے لگا سر اپنا اگر پاؤن تھک گئے
نکلا جو سیر کرنے وہ محبوب گلبدن — خوشبو سے سارے شہر کے کوچے مہک گئے
جام شراب اسنے دیا جب رقیب کو — اشکون سے میرے چشم کے ساغر چھلک گئے
آیا جو دل مین رسنے کے خاطر شب فراق — بلبنے کو میری آہ کے شعلے لپک گئے
خط دیکھے بدگمان ہوئے سطوت ہم اسقدر — قاصد کے ساتھ ساتھ در یار تک گئے

اِن اشعار مین خواجہ نے اپنا حال سُنایا خوش آوازی سنکے سمینہ کو بھی ایک عشق ہوا دل سے کہتی ہے اگرچہ بدصورت ہو مگر کیا آواز رکھتا ہو دل پہ چوٹ پڑتی ہو کہ فتوکال ایسا ہو کہ ساحرون کو مارتا پھرتا ہو ہرچند کہ مادر مہربان نے قید کیا ہو مگر خوف سے کانپ رہی ہین یہی خیال ہو کہ اِس شخص کے ہاتھ سے کیونکر بچیون اور اُدھر طلسم کشا آیا چاہتے ہین اگر وہ آگئے تو اُنکو کون روکیگا بیٹھ گئی کہا خواجہ دل سے تمپر آب و دانہ بند ہو مین لیکر آئی ہون اِسکو نوش کرو حقیقت مین عجب مصیبت مین ہو کھانا نوش کرو مین تمھاری رہائی کی بھی تدبیر کرونگی عمرو نے کہا مین یہ کھانا کیونکر کھاؤن کافر کے گھر کا پکا ہوا ہو اطاعت اسلام کرو تو مین کھاؤن یہ سنتے ہی اُس معشوقہ نے مسکرا کر کہا خواجہ اگر تمھارے مذہب کا اعتقاد نہین کیا تو مین کہو مگر آپکی طبیعت کھینچکر لائی ہو جو کہو وہ قبول کرون اب تمسے کیا عذر ہو خواجہ نے اُسے مطیع اسلام کیا خواجہ کے ساتھ بیٹھکر کھانا کھایا تعریفین کرتے جاتے ہین کہ سبحان اللہ کیا حسن و جمال ہو مجھکو خیال ہو کہ ایسی صورت کبھی نہین دیکھی

دو سہ چیں شرما کر سر جھکا لیتی ہی اور کہتی ہی خواجہ تمھاری عیاری کے شہرے ہیں عمرو نے
کہا اے ملکۂ عالم مجھکو دشمنوں نے بدنام کیا ہی میں ساحروں کا دوست ہوں سمینہ نے کہا
اے شہنشاہ اوج عیاری تم نے ایسے ایسے کارہاے نمایاں کیے کہ تمام میں قاتل ساحران
کہلائے بڑے بڑے جادوگروں کو مارا ملک کے ملک برباد کر دیے میں مدت سے
تمھاری جویا تھی کہ خواجہ کو دیکھوں آج مادر مہربان نے جو ذکر کیا دل میں خیال
ہوا کہ اے سمینہ مقام افسوس ہی کہ خواجہ ہمارے قبضے میں ہوں تم دیکھنا نہ سکیں مان سے
پوچھا انھوں نے منع کیا کہ بیٹا وہاں نہ جانا وہ بلاے روزگار ہی ایسا نہ ہو کہ وہ
عیاری کرے تو باعث خرابی ہو وہ عیار ایسا زبردست ہی کہ اُسکی بات بات میں
عیاری بھری ہی پس اے خواجہ مجھکو تم سے خوف معلوم ہوتا ہی خواجہ نے کہا اے ملکۂ عالم
تم میسے کچھ خوف نہ کرو سمینہ نے کہا میں تمکو ضرور رہا کر دونگی مگر تاریک کی خبر لینا
عمرو نے کہا بے قتل تاریک میں نہ جاؤنگا ایک فقرے میں مار ڈالونگا اب تاریک
کیا بچیگی اُسنے مجھے بے تصور قید کیا اور آب و دانہ بند کیا مگر وہ یار رزاق مطلق
نے تمکو مہربان کیا کوئی دنیا میں بے آب و دانہ نہیں رہسکتا وہ رزاق رزق
پہونچاتا ہی سمینہ نے کہا میں رخصت ہوتی ہوں آج شب کو مادر مہربان سے
پوچھونگی کہ اگر کوئی ارادہ رہائی عمرو کا کرے تو کیا تدبیر کرے شاید کھلجائے عمرو نے کہا
اسطرح پوچھنے میں وہ گھبرائیگی صاف صاف نہ بتائیگی تم یہ کہنا کہ مادر مہربان
گرفتاری عمرو میں کوئی سختی بھی رکھی ہی ایسا نہ ہو کہ کوئی عیار آکر رہا کر لیجائے
سمینہ نے کہا آج میں دریافت کر لونگی محل میں آکر بیٹھی مگر گانے کا عمرو کے بڑا
اشتیاق ہی جی میں کہتی ہی کہ عمرو کیا خوش آواز ہی اُسکی آواز میں سوز و گداز ہی
اسی فکر میں بیٹھی تھی کہ تاریک آکر پہونچی سمینہ براے تسلیم خم ہوئی تاریک نے
کہا کیوں بیٹا آج تم کیوں متردد ہو سمینہ نے کہا اے مادر مہربان جب سے آپ تشریف
لیگئی تھیں مجھکو یہ خیال تھا کہ ایسا نہ ہو عمرو کو کوئی رہا کر کے لیجائے تو آپکے
لیے بدنامی ہی میں باہانہ عیاری لگا کر قریب قصر پہونچی گرد پھرا کی یہی خیال ہی

کہ ایسا نہو کوئی عیار آئے اور چھڑا کر اُسکو لیجائے تو املاک گرانزو ندان بہ
برہم ہوگا اُسکو کون سمجھائیگا اُسکا غصہ تو غضب کا ہے کئی وزیرون کو مار ڈالا کتنے ہی
خدمتگارون کو قتل کیا آٹھ پہر برہم بیٹھا رہتا ہے کسی وقت اُسکو خوش نہین دیکھا
مجھکو یہ خیال ہے کہ ایسا نہو آپ سے برہم ہو آپ بھی آتشخو شعلہ مزاج اُسکی باتین
آپ سے نہ سُنی جائینگی خوب سمجھا کر سمینہ نے کہا تاریک نے جواب دیا کہ بیٹا
کسکی مجال ہے کہ عمرو کو رہا کر سکے بانیان طلسم نے وہ مکان ایسا بنایا ہے کہ اگر غیر اُس مین
جائیگا تو نشان قید کا نہ پائیگا اندھیرے مین ٹٹولتا پھریگا جا بجا منھ کے بل گریگا
اصل چاہیے یہ ہے کہ یہ شیشہ جو طاق مین رکھا ہے اس مین آب ومید ساری بھرا ہے
پہلے اسکو لیجائے گرد قصر چھڑکے پھر اندر جائے سامنے عمرو کے اس شیشے کو جا کر
توڑے تب وہ قید سے رہا ہوگا پھر نکل جائیگا کوئی نہ روک سکیگا سمینہ خاموش
ہو رہی رات کو جب تاریک سو گئی تب سمینہ نے اُٹھکر وہ شیشہ اُٹھایا اور دوسرا
شیشہ اُسی وضع کا اُس مقام پر رکھدیا اور اُس شیشے کو لیکر باہر آئی قریب قصر
تاریک پہونچکر وہ پانی چھڑکا اور اندر قصر کے گئی اور وہ اندھیرا جو کہ سابق
مین دیکھا تھا اُسکو نہ پایا پھر وہ شیشہ سامنے عمرو کے توڑا تمام قید جسم سے کٹ کر
گری عمرو نے رہائی پائی جب قید عمرو کے جسم سے گر گئی تو سمینہ نے کہا کہ خواجہ
باہر نکلو خواجہ باہر نکلے ہوا جو لگی خواجہ کو ایک فرحت حاصل ہوئی کہا اے ملکہ عالم
مدت سے یہ سیب میرے پاس رکھا ہوا ہے اسکو نوش کرو سمینہ نے بلا خوف لیکے
سیب کھایا کھاتے ہی بیہوش ہوئی عمرو نے سمینہ کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا سمینہ
کی شکل بنکر قصر تاریک مین آئے تاریک جادو دوسرے روز جو دربار شاہ
سے آئی بیٹی کو دیکھا چھپر کھٹ پر سو رہی ہے پکار کر پوچھا کیون نور نظر مزاج کیسا ہے
عمرو نے کہ بصورت سمینہ پلنگ پر لیٹا تھا جواب دیا کہ کنیز کو بڑا انتشا ہے کہ ایسا نہو
عمرو رہا ہو جائے اور آپ پر کوئی صدمہ پہونچے تشریف رکھیے خاصہ تیار ہے
تاریک جادو نے کھانا کھایا کھاتے ہی نیند غالب ہوئی پلنگ پر جا کر لیٹی

الغرض یہ بیہوش ہوئی عمرو نے خنجر گھسیٹا مگر یہہ خیال آیا کہ ایسا نہ ہو معشوقہ سے خلاف ہو اور رو رو کے کہ میری ماں کو بیدن مار ڈالا تو کیا جواب دونگا یہ سوچکر تاریک کی زبان میں سوزن دی ایک ستون سے باندھا اور رعمینہ کو نکالکر جگا لیا کہا کہ ای ماہ عالم مین نے تمھاری ماں کو گرفتار کر لیا اگر اسنے اطاعت کی تو نبہا ورنہ فوراً قتل کرونگا تمکو تو خلاف نہ ہوگا سمینہ رونے لگی کہا ای شہنشاہ اوج عیاری کہین ہو سکتا ہو کہ ماں کا غم نہ ہو مہینوں یاد کرونگی رو رو کے جل تتل مرونگی عمرو نے تاریک کو مذہب اسلام کی ترغیب دی تاریک نے عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم بیٹی تمھاری مطیع اسلام ہو چکی اب تم کیون انکار کرتی ہو سوچو تو مذہب سامری وجمشید مین کیا بھلائی ہو شکل تمھارے وہ بھی جادوگر تھے انھون نے دعوی خدائی کیا آخر موت نے انکو نہ چھوڑا اگر خداوند ہوتے تو موت کا ہے کو آتی خود ہی زندہ جاوید ہوتے جتنے زندہ ہین وہ ضرور مرینگے اگر اطاعت نہ کروگی تو ابھی تمکو قتل کرونگا فقط سمینہ کے خیال سے تمکو سمجھاتا ہون ورنہ میرا دستور ہی کہ جہان جادوگر پیش تیغ مین آیا فوراً اُسے قتل کیا لاشے کو سگ صحرائی کھا جاوینگے یہ کہکے عمرو نے تیغ کھینچا سمینہ نے اٹھکر خواجہ کا ہاتھ تھامکر کہا تھوڑی دیر توقف فرمائیے مین بھی سمجھا لون یہ کہکے قریب آئی کہا ای مادر مہربان خداوند کی جو کتاب سوانحات ہو اُس مین صاف صاف لکھا ہوا ہو کہ سعد بن قباد فتاح طلسم نوخیز جمشیدی ہین پس جب طلسم ٹوٹا تو جمشید ثانی بھی قتل ہوگا یا بھاگ جائیگا مگر صاحبقران کا یہ دستور ہی کہ جو جادوگر گرفتار ہو کر آتا ہو اُسے سمجھاتے ہین اگر وہ مسلمان ہوا تو بہتر ورنہ بہ حالت انکار فوراً قتل کرتے ہین اگر جمشید ثانی بھاگ جائیگا تو صاحبقران تعاقب کرینگے کوئی تدبیر نہ اُٹھا رکھینگے عمرو ایسا عیار وہ جمشید کو تلاش کر لیگا خداوند ضرور مارے جاوینگے اب زندہ نہ بچین سے اپنی سلطنت نہ کھوئیے مین تو اطاعت کر چکی بلکہ کلمہ پڑھا اب بہتر یہی ہو کہ ادیان باطلہ پر لعنت کرو اور شریک اسلام ہو تاریک جادو نے اشارہ کیا کہ میری

زبان سے سوزن نکالو مین مسلمان ہوتی ہون خواجہ نے جیسے ہی سوزن نکالی
تاریک کے تیور بدل گئے خواجہ بھی سنبھلکر بیٹھے سمینہ کا عجیب حال ہی گھبرا رہی ہی
کہ کیا ہوگا مگر تاریک نے خواجہ کی نگاہ بچاکر بچی کو اُٹھا لیا اور لیکر بھاگی کہا
اِسکو سامنے بادشاہ کے لیجاؤنگی وہ اسکو سزا دینگے کہ تو نے غضب کیا خواجہ
اُٹھکر ایک جانب بھاگے مگر حیرت مین ہین کہ سمینہ کو کیونکر رہا کرون اور تاریک
سمینہ کو لیے ہوے اُڑتی ہوئی جاتی تھی کہ برابر قصر ظلمات کے پہونچی اسکی بہن
ظلمات جادو ہی اپنے جھروکے سے دیکھا کہ بہن میری تاریک میری بھانجی سمینہ کو پکڑے
لیے جاتی ہی پکار کر آواز دی ای ہمشیرہ خیر تو ہی تاریک اُتر آئی ظلمات نے
مسند پر بٹھایا اور سمینہ کو اپنی گود مین بٹھا لیا کہا ای بہن اِس نور چشمی نے کیا خطا
کی تاریک نے کہا اِس فتنہ انگیز نے غضب کیا کہ عمرو کو رہا کر دیا جسکو باندھا تھا
کہتی تھی مسلمان ہو جاؤ کیون ای ظلمات کیا بیوقوفی ہی کہ یونے دو ہی خداوندوں کو
چھوڑ کر صرف ایک خداے نادیدہ کی اطاعت کرون مین نے دم دیکر بیٹے کو
رہا کرایا اُسپر تو ہاتھ نہ ڈالا وہ نگوڑا عیار بلاے روزگار تھا اسکو لیکر بھاگی
اب خدمت شاہ مین جاتی ہون کہ اِسکو سزا دلواؤن پھر عمرو کو گرفتار کرکے
لاؤن اسکے مرتبہ لاکر اُسکو تمھارے پاس قید کرون ظلمات نے کہا مین تو
اپنے قصر مین رکھونگی مگر اِس بچی کی باتون پر غصہ نہ کرو کیون بیٹا سمینہ تم
مان کی دشمن ہو گئین کچھ افسوس نہ آیا سمینہ نے کہا مین تو برے نیکی بھاتی
تھی کہ طلسم اب نہ بچیگا ظلمات نے کہا کتاب سامری کی تحریر کا خیال نہ کرو
جمشید ثانی اُسکو منسوخ کر چکے نئی کتاب بنائی ہی ابتدا مین یہی لکھا ہی کہ طلسم
کسی طرح فتح نہ ہوگا سعد بن قباد کی موت میرے ہاتھ سے ہی تاریک نے کہا
یہ ٹھیک ہی قدرت بڑی کوشش کر رہے ہین اُنکی کوشش خالی نہ جائیگی طلسم کو وہی
بچا لین گے سعد کو شکست دینگے سمینہ خاموش ہو رہی ظلمات نے گلے سے
لگا لیا کہا ای نور نظر اگر ایسا نہ کرو گی تو مبتلاے بلا ہو گی سمینہ نے کہا مین تابعدار ہون

اگر حکم دیجیے تو عمرو کو گرفتار کر لاؤن جب تو میری خطا معاف ہوگی ظلمات نے کہا
بیٹی تمنے سحر نہین سیکھا عیاری پر قدم مارا کوئی تو ہنر اپنا دکھاؤ عمرو کو تلاش کرکے لاؤ
مان کو راضی کرو صبیحہ کمندین لیکر کوہ سے اتری ایک جنگل مین آکر ٹھہری کہ سامنے
سے زنگ کی آواز آئی دیکھا کہ خواجہ آتے ہین صبیحہ نے ملاقات کرکے کہا کہ اے
شہنشاہ اوج عیاری چلیے آپکو قصر ظلمات مین لے چلون ظلمات و تاریک
ایک ہی مقام پر ہین عمرو نے کہا ٹھہرو مین عمرو کو ابھی دیتا ہون یہ کہکے جنگل مین گئے
اتفاقاً ایک مسافر جاتا تھا اُسے زبردستی گرفتار کیا اور اُسکو اپنی شکل بنایا اور آپ
ایک جادوگر کی شکل بنکر سامنے صبیحہ کے آئے عرض کی اے ملکۂ عالم لیجیے عمرو حاضر ہے
مین رخصت ہوتا ہون صبیحہ حیران ہے کہ یہ عمرو کیسا گرفتار ہوا خواجہ نے اشارے
سے کہا کہ عمرو مین موجود ہون یہ ایک مرد مسافر ہے اسکو لیجا کر قتل کراؤ تمہارا رنگ
جمیگا مان تمہاری راضی ہوجائیگی صبیحہ عمرو نقلی کا پشتارہ باندھکر جست و خیز کرتی
ہوئی چلی مگر جادوگر کہتا ہے کہ اے ملکۂ عالم شراب پلاکر سب کو بیہوش کرو دونونکو مار لو
پھر میرے ساتھ نکل چلو صبیحہ جواب دیتی ہے کہ ارادہ تو یہی ہے آیندہ خدا کو اختیار
ہے عمرو کو لیے ہوے قصر ظلمات مین آئی ظلمات نے پوچھا کہ اے نور نظر شیر یا
روباہ کہا آپ کے اقبال سے ہمیشہ شیر رہتی ہون عمرو جنگل مین جاتا تھا مین نے
کمندین جس پوش کرکے اُسے گرفتار کر لیا مگر کچھ چالاک و چست نہین ہے فوراً
کمندون مین آگیا اور جلدی سے مین نے حباب بیہوشی مارکر گرفتار کر لیا یہ سنکر
تاریک بہت خوش ہوئی پوچھا یہ جادوگر کون ہے صبیحہ نے کہا اسنے بڑا کام کیا
مجھے تو عمرو ڈھونڈتا تھا اسنے سحر کرکے عمرو کو پکڑ لیا ورنہ گرفتار نہ ہوتا تاریک اپنے
مقام سے اٹھی کہا اے صبیحہ اب عمرو کو زندہ نہ چھوڑونگی ظلمات بھی منع کرتی ہے کہ
ہمشیرہ ابھی ٹھہر جاؤ اب تو قبضے مین ہے جب چاہینگے قتل کر ڈالین گے مگر خواجہ
اس فکر مین ہین کہ ان دونون کو قتل کرون ورنہ معشوقہ کے لیے خرابی ہوگی
پھر مشکل ہوگی یہ دونون اسکی دشمن ہو جائینگی یہ سوچ رہے ہین آخر چلاکر کہا کہ

صاحبو آپس مین باتین کرتے ہو دیکھو تو گنہگار کا کیا حال ہوا ابتک تو بیہوش ہو
ایسا نہ ہو ہوشیار ہو جائے ذرا تسکین کرو ہوشیار رہو گھبرا جاؤ مین بھی اس
ظالم کا دشمن ہون جب مین نے دیکھا کہ عورت سے یہ ڈر رہا ہے اور کسی مقام پر یہ
رہتا نہین تو مین نے قریب آکر سحر کیا کہ میرے سحر سے یہ ساحر بان زادہ لڑکھڑا کر گرا
مالک نے پشتارہ باندھا پھر کیا تھا جب باندھ چکین اور اسکو ہوشیار کیا تو فریب
کرنے لگا دمبدم کہتا تھا کہ بارہ مقام افسوس ہے اسوقت میرا کوئی شاگرد نہین
آیا ورنہ تم سب کو مار کر مجھے چھڑا لیتا سمینہ نے کہا استاد تو اُنکا گرفتار ہوا شاگرد
آتا تو کیا ہوتا یہ کہکر سمینہ نے جماہی لی یہ دیکھ ظلمات نے پوچھا بیٹا آج شراب تمنے
نہین پی بس وہ جادوگر بول اُٹھا کہ شراب منگوائیے جب عمرو سے لڑ رہی تھین
تو مین نے دیکھا تھا کہ آنکھون مین آنسو بھر آتے تھے مین نے جو پوچھا تو اُسکا
یہ جواب دیا کہ مین نے کئی دن سے کھانا پانی ترک کیا ہے اسی غم مین کہ مان وخالہ
سے چھوٹی ہون اِسوجہ سے سب چیزین ترک کین مگر تاریک نے اپنے مقام
سے اُٹھکر نیمچہ مارا عمرو نقلی کا سر کاٹ لیا وہ جادوگر خوشیان کرنے لگا کہا حضور
اب تو دشمن کا کام تمام ہوا صاحبزادی کو شراب پلائیے ظلمات نے کہا میان ساحر
صاحب میز پر گلابیان رکھی ہین جتنی چاہو لیکر پلاؤ تمھارا گھر ہے ہم لوگ بلا تکلف
ہین جس سے ملے اُس سے ملے جسکے دشمن ہوے اُسکے دشمن ہوے عمرو نے
جلدی سے گلابیان اُٹھائین جام لبریز کیا گھائی سے پڑیا بیہوشی کی ڈالدی پہلے
جام تاریک کو دیا اُسنے کہا مین پیونگی اول صاحبزادی کو پلاؤ عمرو نے کہا آپ بزرگ
ہین پہلے آپ پیجیے پھر اُنکو بھی پلاؤنگا تاریک خوشی خوشی پی گئی ظلمات کو جام
دیا جب ظلمات بھی پی چکی تو میان ساحر نے بھی پی سمینہ کو بھی پلائی خوشی مین
میان ساحر یہ اشعار گانے لگے نظم

دل بھی خون ہو کے بہا لیکن جو پیکان آیا — صاحب خانہ کا دم لینے کو مہمان آیا
یاد مجھکو رخ زیبا ترا ایجان آیا — جب کبھی تذکرۂ یوسف کنعان آیا

وصدمہ محبوب الٰہی کی جدائی مین ہوئی
بیٹھا دست جنون کی تو ذرا اچھالا کی
[illegible]ال کو وحشت ہوئی یاد آیا مجنون کا جنون
[illegible]ری جرأت کہ چڑھنے کو مری تربت پہ
[illegible]سے و بیدار کی حسرت مین بہانے دریا
عمر بھر آرزو سے نامہ و پیغام رہی
منزل جوش جنون کی جو مسافت طے کی
کیسے شور قیامت یہ بپا رکھا ہی
او ستمگر آنکھ ذرا کھول کے دیکھو تو سہی

وحی بھیجی انہین اللہ نے قرآن آیا
الجھا دامن سے نہ جب ہاتھ گریبان آیا
اڑ گئے ہوش جہان ذکر بیابان آیا
پھول دامن مین کوئے خلد سے رضوان لایا
جوش پہ جبکہ [illegible] آیا
خط بھی آیا نہ کبھی قاصد جانان آیا
غل مچانے لگی زنجیر [illegible] آیا
فتنہ خیزی کو کہان یہ دل نالان آیا
لو مبارک ہو تمہین قاصد جانان آیا

ظلمات سے کہا میان جادوگر صاحب خوب گاتے ہو عمرو نے کہا بہت سے
مین گویے رہتے ہین انکا گانا سن سنکر اڑا لیتا ہون تم خاطر جمع رکھو مین ہمیشہ آیا
کرونگا یہ کہکر اُٹھے کہ مین جاتا ہون تاریک وظلمات اُٹھین کہ مہمان کو رخصت
کرین دیکھکر اکر گرین بیہوش ہوئین سمینہ ہان ہان کرتی رہی مگر خواجہ نے دونونکے سر
کاٹ لیے ایک ہنگامہ ہوا چند طائر پیدا ہوئے منقار مین لاشے اُٹھا کے
لے چلے سمینہ وخواجہ اُس مکان سے نکلے اب سمینہ جب خواجہ کے ساتھ چلی
تو مان کے واسطے رونے لگی کہتی تھی خواجہ بڑا ستم ہوا کہ مان میری قتل ہوگئی
عمرو نے کہا اب تک وہ زندہ رہتی تو فساد برپا کرتی تمکو چین نہ لینے دیتی اسوجہ سے
اُسکو قتل کر ڈالا مگر جمشید ثانی کہ قصر مین بیٹھا تھا طائرون نے لاشے لا کر اُسکے
سامنے ڈالدیے اور پکار کر آواز دی کہ یا خداوند انکو عمرو نے مارا اور ایک عمرو
مرا ہوا پڑا ہی جمشید نے کچھ سوچکر جواب دیا کہ وہ عمرو نہین ہی عمرو سمینہ کو لے گیا
ارے کوئی ایسا ہی کہ اُس فتنہ پرواز کو گرفتار کر لائے ہوا سے جادوگر کہ تخت مین
بیٹھا ہوا تھا تاریک کا مرنا اسکو بہت شاق ہوا ہی اپنے مقام سے اُٹھا اور کہا
کہ یا خداوند اگر حکم ہو تو غلام جاکر گرفتار کر لائے یہ خیال نہین ہی کہ میرے سپنے

سے نکل سکے جاتے ہی گرفتار کرلو نگا جمشید نے یہ ما او ہوا سے جادو بہت زور شور سے نہ جاتا اپنے کو مختصر رکھتا جب دیکھتا کہ سامنے پہونچ گئے تب زور دکھاتا جب قریب پہونچا تو للکارتا ہوا سے جادو دیو فرار کرکے روانہ ہوا اگر بعد جانے ہوا سے جادو کے جمشید ثانی نے حکم دیا کہ ایک نامہ املاک گرانڈ زندان کو لکھو کہ کیا خوب انتظام کیا ہو کہ تاریک اور مقامات قتل ہوئی مگر تمنے خبر نہ لی شاہزادیون نے نامہ لکھا ایک جادوگر کو دیا وہ جادوگر نامہ لیکر چلا قضاے کار اُس راہ سے گذرا کہ جس طرف سے خواجہ جاتے تھے اُس جادوگر نے جو دیکھا کہ خواجہ حمیدہ سے باتین کرتے جاتے ہین جلگیا جی مین کہتا ہو کہ کیا انقلاب ہو کہ بیٹی مان کو قتل کرکے آشنا کے ساتھ جاتی ہو یہ خیال کرکے جادوگر نے ہاتھ بڑھایا حمیدہ جست کرکے آگے بڑھی وہ جادوگر خواجہ پر گرا اور خواجہ کی کمر مین پنجہ دیکر اُٹھالے گیا خواجہ نے حمیدہ سے پکار کر آواز دی صاحب تم اپنے کو بچاؤ مجھکو جادوگر لیے جاتا ہو کوئی مقام آنچ دیر ان ہونے کو نہ حمیدہ اسباب عیاری سے درست ہوگئی کہ ہوا سے جادو نے دور سے دیکھا کہ جدید جادو عمرو کو لیے ہوے جاتا ہی یا طرف مرحلے کے چلا تھا یا طرف جمشید کے پلٹا پکار کر آواز دی کہ او جدید ذرا ٹھہر جاؤ مین تجھسے کچھ کہونگا گھبراؤ نہین سامنے ایک پہاڑ ہو اُسپر ٹھہر جاؤ جدید اُترا ہوا سے جادو بھی آیا مگر حمیدہ کہ گوشے سے دیکھ رہی ہو کہ جدید کو ہوا نے آکر روکا دونون باتین کرنے لگے ہوا کی مراد یہ ہو کہ مین مصاحبان خداوندی مین ہون تم خدمتگار ہو لہذا بہتر یہ ہو کہ قید اسکی مجھے حوالے کر دو جب خداوند سے انعام ملیگا تو مین تمھین بھی شریک کرلونگا جدید کہتا ہی مین نہ مانونگا آخر ہوا سے جادوگر نے کہا او جدید مین نہ جانے دونگا خواجہ کو جدید نے ڈالدیا اور آمادہ بجنگ ہوا یہی کہتا ہو کہ او جدید ہم جو کہتے ہین وہ بات اگر خلاف کروگے تو بہت پچتاؤگے حمیدہ حیران ہو کہ کیا تدبیر کرون آخر ایک قزاق کی شکل بنکر بالاے کوہ آئی کہا او لٹیرون آپس مین فساد کرتے ہو اور اس

غیب کو کیون باندھا ہی ہوا سے جادو نے کہا او میان قزاق صاحب تم اس مقدمے
مین دخل نہ دو ہمارے آپس کا مقدمہ ہی ایک دربار کے رہنے والے ہین ایک
خدمتگار ہی اور ایک سردار ہی خداوند ہمارا فیصلہ کرینگے سمینہ نے کہا بیٹھو جاؤ بیٹھکر
باتین کرو آپس مین فیصلہ کر لو تکرار نہ ہو ہوا سے جادو نے کہا جدید جادو مجھے
کیا تکرار کر سکتا ہی جانتا ہی کہ مین مصاحب خداوند ہون ایسا نہ ہو کہ اسکے خلاف
کرنے سے تو قدرت سے میری شکایت کرے ایک ذرا سے اشارے مین تو دیوانہ
ہو جائیگا جدید نے کہا کیا مجال تمھاری کہ مجھپر ہاتھ ڈالو سامنے خداوند کے ذلیل
کرونگا اور یہ بیان کرونگا کہ مین قدرت کے دشمن کو لاتا تھا انھون نے درمیان
مین فساد کیا اور اسکو رہا کرا دیا ہی سمینہ نے کہا یہ درہ کوہ میری عملداری مین
ہی تم میرے مہمان ہو مین شراب لاؤن پیو اور پی کر قدرت سے دریافت کرو
دیکھو کیا فرماتے ہین شرابی کے سامنے تو وہ فوراً آتے ہین یہ مجال نہین کہ ہم
بلائین اور وہ نہ آئین جدید نے کہا او میان قزاق صاحب یہ خوب کہی ہم تمکو
بھی قدرت سے ملوائینگے سچ کہتے ہو کہ نشے مین شراب کے قدرت ضرور
آوینگے بتا جاوینگے لہذا میان قزاق صاحب شراب لاؤ سمینہ زن کوہ اتری بھٹی پر
جاکر شراب لی دونون کے آگے لاکر رکھدی کہا لو پیو مین کباب لے آؤن یہ سنکر
ہوا سے جادو نے جام پیا جدید نے کہا دیکھیے آپ نے بیمروتی کی ایک
غیر شخص نے دعوت کی ہی تو آپ نے پہلے ہمکو دی ہوتی ہوا سے جادو نے کہا
کیون دیوانہ ہوا ہی ہمارے سامنے تو قدرت سے بات کر سکتا ہی ہم قدرت
سے کلام کرینگے تو بھی پی لے سمینہ نے گوشے سے دیکھا کہ دونون مین تکرار
ہو رہی ہی ہوا سے جادو نے ایک دو تخم مار کر صحرا سے آواز گانے کی آئی
دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین و جمیل سامنے سے یہ اشعار عاشقانہ گاتی
ہوئی باناز و کرشمہ آتی ہی نظم

جلوہ رخ پہ نور کا ہر سو نظر آیا		آئینۂ خورشید مین بھی تو نظر آیا

زیر صفِ مژگان وہ نہین چشم فسونگر — شیرون کے نیستان مین آہو نظر آیا
آنکھون نے خیال لب جان بخش کھلایا — اعجاز سے بڑھکر یہین جادو نظر آیا
پرتو جو پڑا گال کا خال سر مو مین — تا بندہ چراغ شب گیسو نظر آیا
ننھے سے کے نہین دیدۂ مخمور مین ڈورے — باندھے ہوے تلوار بلا کو نظر آیا
اللہ رے تیر نظرہ یار کا پلہ — سینے مین دل زار ترازو نظر آیا
دانتون کا پڑا عکس جو زیور پہ گلے کے — ہیرے سے جڑا یار کا جگنو نظر آیا
دھوکا ہوا خورشید پہ ظلمات کا مجکو — بکھرا ہوا عارض پہ جو گیسو نظر آیا
باز آیا مین مضمون سے بیتابی دل کی — عدو یہ وہم فکر جو پہلو نظر آیا
حاصل ہوئی ای نور خوشی عید کی دلکو — جس وقت ہلال خم ابرو نظر آیا

جدید جادو اُسکو دیکھکر بہت بیقرار ہوا اُس نازنین نے آتے ہی جدید کا ہاتھ تھام لیا کہتی تھی ای جدید کیون اسقدر گھبراتے ہو میرے ساتھ چلو باغ گلنار مین تمھاری طلب ہو دیکھو تو کیا کیا نازنینان مہ جبین جمع مین ایک ایک کو دیکھکر خوش ہوگے اور کہوگے کہ یہ شاہزادیان خدمت مین خداوند کے ہوتین تو جلسے کو رونق ہوتی جدید اُس نازنین کے ساتھ چلا ہوا سے جادو اُٹھا کہ نازنین سے کچھ پیغام کہون جدید پہ میرا اثر چلگیا دو قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے اثر کیا لڑکھڑا کر گرا عجیبہ نے آکر اُسکو قتل کیا مگر وہ نازنین جو جدید کو لیکر چلی سامنے ایک باغ تھا اُسکے قریب جو پہونچی جدید سے کہا اندر تشریف لے چلو جدید جیسے ہی اندر باغ کے گیا ادھر عجیبہ نے ہوا کو قتل کیا اُس نازنین پہ ایک شعلہ گرا کہ جلکر خاک ہوئی جدید کو ہوش آیا کہتا ہے کہ مین یہان کہان آیا سوچا کہ ہوا سے جادو نے سحر کیا تھا یہ عورت بھی اُسی کے سحر کی تھی اُسکے مرنے کے بعد جنگل کی طرف کوہ کے چلا پہاڑ پر آکے لاش ہوا کا دیکھا بہت پریشان ہوا کہتا تھا ہوا سے جادو نے مفت مین اپنی جان دیدی افسوس ہی کہ اُسنے بیکار کے لیے مجھسے تکرار کی آخر قدرت نے سزا دی سچ ہے قدرت مین جہان شراب کا چرچا ہوا قدرت ضرور آتے ہین وہی اُسکو مار گئے

پھر تلاش مین عمرو کی چلا راہ مین دیکھا کہ سمینہ اور عمرو جاتے ہین آگے بڑھکر ایک
چھپر بنا ہی اس مین ایک ضعیفہ بنکر بیٹھا عمرو و سمینہ جب پہونچے اُسنے پکارا کہ اے
بیٹا جانے والے ذرا میرے پاس ہوتے جاؤ عمرو نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک ضعیفہ
بیٹھی ہوئی ہو بلا رہی ہو کہ بیٹا ذرا یہان آؤ پانی مجھے اُٹھا کر پلا دو خواجہ جھپٹ کر
آئے دیکھا ایک گھڑا پانی کا رکھا ہو عمرو نے آبخورے مین پانی بھرا پڑیا بیہوشی کی
ڈالدی کہا نانی اماں لو جدید دعائین دینے لگا کہ بیٹا پھلو پھولو آباد رہو تُمنے
اسوقت بڑا احسان کیا عمرو نے کہا تمھارا کام کر دیا تم بہت راضی ہوگی جب
عمرو اور سمینہ باہر نکلے تو جدید اُٹھنے لگا کہ سحر کرکے عمرو کو پکڑ لون بدن مین
رعشہ آیا لڑکھڑا کر گرا عمرو نے پلٹ کر اُسکا بھی سر کاٹ لیا سمینہ نے کہا خواجہ
اِسکو کیون مارا عمرو نے کہا جو جادوگر کم ہوگیا وہی کم ہوگیا اِسکو غنیمت جان لو
سمینہ نے بڑی بڑی تعریفین کین جب سر جدید کا کٹا تو صورت بدل گئی سمینہ نے دیکھا
کہ جدید جادو تھا خواجہ سے کہا کہ خواجہ تُمنے خوب پہچانا یہ ہماری تمھاری فکر مین
آیا تھا مگر املاک گرازدندان اپنے قصر مین بیٹھا ہو کہتا ہو کہ کیا غضب ہو کہ
عیارون نے میری اقلیم مین ہنگامہ ڈالدیا تازہ بیک وجدید ایسے ایسے
ساحر آئین اور قتل ہوجائین اب دیکھیے بھونچال پر کیا گذرتی ہو کہ وہ بہانے
گرفتاری سعد بن قباد گیا ہو مگر سعد بن قباد شہباز کو مار کر ایک گوشے مین
آکے لوح کو دیکھا لوشتہ پایا کہ مرحلۂ ششم کا اب سامنا ہو بہت سمجھکر کام کرنا لوح
کو قدم قدم پر دیکھنا دیکھیے کیا ہو مگر سامنے صحرا کے نخل ہو وہان جھکر یہ اسم پڑھو
ایک طائر آئیگا وہ تمکو باغ گنجور مین لیجائیگا سینے لوح کے دیکھے قدم نہ اُٹھانا
سعد نے صحرا مین آکر اسم پڑھا فرانے کی آواز آئی دیکھا کہ ایک طائر قوی الجثہ
آسمان سے اُترتا ہوا آیا زمین پر جیسے ہی قدم قایم کیے سعد جست کرکے اُسکی پشت
پر سوار ہوے اور فرمایا کہ باغ گنجور مین پہونچا دے وہ طائر سعد کو لے کر چلا
اُدھر سے بھونچال آتا تھا اُسنے جو دیکھا کہ طلسم کشا پشت پر قیصور جن کی ہوا

ہین اور طرف باغ گنجور کے جاتے ہین یقین ہو گنجور جادو اپنے دام مکر مین پھانس لیگی
مین جاکر الگ سے تماشا دیکھون مگر قیصور جن سعد شہریار سے باتین کرتا ہوا
جاتا ہو کہ او طلسم کشا ہم چند جنات اس طلسم مین قید ہین اور بندگان خدا کو آزار
پہونچاتے ہین جو سب تمھارے ساتھ ہونگے جہانتک ہوسکیگا عجائب و غرائب
سے آگاہ کرینگے کسی کے دام مکر مین نہ پھنسنے دینگے جسکے باغ مین آپ چلتے ہین وہ
بلا کی مکارہ ہو اُس سے بچیے گا جس صورت سے بن پڑیگا ہین آپ کے ساتھ آونگا
اور آگاہ کرونگا یہ ذکر تھا کہ خوشبو پھولونکی دماغ مین آنے لگی قیصور نے عرض کیا
لوح کو چمکائیے یہ باغ گنجور سے خوشبو آتی ہو گنجور نے جو شروع کیا آپ کی تدبیر
گرفتاری ہو رہی ہو سعد نے جو لوح کو چمکایا بو آنا پھولونکی موقوف ہوئی اور
سامنے سے باغ دکھائی دیا ایک گوشے مین قیصور نے آکر بادشاہ کو اُتارا کہا
غلام رخصت ہوتا ہو جب ضرورت پڑیگی تو اسم مذکور پڑھیے گا غلام فوراً حاضر ہوگا
کسی مشکل مین مدد کرونگا یہ کہکر قیصور تو رخصت ہوا بادشاہ ایک طرف سے چلے
ہزارہا طائر جو درختون پر بیٹھے تھے منقارین کھولکر یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

خط سے دونا ہوا رخسارۂ دلدار کا روپ ۔ واقعی سچ ہو کہ سبزے سے ہو گلزار کا روپ
بار لانے سے ہو لطف شجر باغ شباب ۔ ماریستان سے ہو سرو قد دلدار کا روپ
بانکپن ترک وفادار کو زیبندہ ہو ۔ دست معشوق مین کیونکر نہ ہو تلوار کا روپ
ابر مین لطف ہو تارونکے نکل آنے سے ۔ کیون نہ افشان سے ہو زلف سیہ کار کا روپ
دہن یار مین کسطرح نہ چمکین دندان ۔ درج مین ہوتا ہو سلک دُر شہوار کا روپ
کیون خریدار سے رونق نہ ہو اُس یوسف کی ۔ مشتری سے ہو فقط حسن کے بازار کا روپ
عکس رخسار سے عالم تھا عجب گیسو پر ۔ نور سے شمع کے دونا تھا شب تار کا روپ
نور کیونکر نہ ہو اے نور علی نور کے ۔ کہ ہوا طرۂ دستار سے دستار کا روپ

طائرون نے اسقدر غل مچایا کہ گنجور پڑی ہوئی سو رہی تھی آواز سے طائرونکی
ہوشیار ہوئی بیرون بارہ دری آکر دیکھا کہ طائر غل مچا رہے ہین سمجھی کہ طلسم کشا

آگیا کنیزون سے کہا لو صاحب تمنے سُنا طلسم کشا ہمارے باغ مین آگیا طائر غل مچاتے تھے
یہ حقیقت میں قیصور جن بھی دوست ہو گیا سب اپنی مصیبت بھی بیان کی سعد
نے جواب دیا ہم تمہارے معین ہین ہر مقام پر تمہاری مدد کرینگے اگر خدا نے یہ
طلسم فتح کرایا تو تمکو تمھاری عملداری دلوا دینگے اسپر قیصور خوش ہوا تب تم لوگ
کچھ تدبیر کرو کنیزون نے بناؤ کیے اور گنجور جادو ایک حسین کی شکل بنکر تیار ہوئی
سب کنیزین پشت پر آپ سب کے آگے آگے سیر باغ کرتی ہوئی چلی اُدھر سے
سعد آتے تھے گنجور نے جھک کر سلام کیا کہا اے شہریار آپکے مین مدت سے
آپ کی مشتاق تھی املاک گراز وزندان اس مرحلے کا حاکم ہو آپکے قید مین بھیجا
دونگی یا اُسکو بلا بھیجونگی اگر آپ نے اُسکو قتل کیا تو جتنا مرحلہ فتح ہوا ہے سب کے ہاتھ
مین ہاتھ ڈالدیے لیکر بارہ دری مین آئی سعد کو مسند پر بٹھایا کنیزون سے اشارہ
کیا کنیزون نے اسباب عیش و نشاط مہیا کیا سازندے ورقاص حاضر تھے اپنا
اپنا کام کرنے لگے گنجور نے جام بادۂ ارغوانی لبریز کیا سامنے سعد شہریار کے لائی
کہا اے شہریار ایک جام نوش فرمایئے آپ نے بڑی تکلیف اُٹھائی ہے سعد نے
جیسے ہی ہاتھ بڑھایا ایک آواز آئی کہ اے شہریار لوح کو ملاحظہ فرمایئے سعد نے
جام ہاتھ سے رکھدیا لوح کو ملاحظہ کرنے لگے لوح مین نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم
و اے سیار این عجائبات اب مناسب یہ ہے کہ اسکی صحبت کو ترک کرو طرف باغ
جہان نما کے جاؤ سعد نے فوراً اسم پڑھا قیصور جنی بشکل طائر آیا سعد اُسکی
پشت پر سوار ہوئے جب چلنے لگے تو گنجور رونے لگی کہا اے شہریار افسوس کا
مقام ہے کہ بعد مدت کے یہ دن نصیب ہوا تو آپ طرف باغ جہان نما کے جاتے
ہین مجھے بھی لیتے چلیے ایسا نہ ہو کہ جہان نما سرکار کے ساتھ کچھ فتنہ برپا کرے مین ہر چند
کو دم بدم آگاہ کرونگی لوح سے غافل نہ ہونے دونگی سعد نے فرمایا اے گنجور
مین مدد اپنے پروردگار کی چاہتا ہون کوئی کسی کی کیا مدد کریگا وہ حافظ حقیقی
ساتھ ہے اُسکا دامن قدرت اور ہمارا ہاتھ ہے یہ فرما کر قیصور کو اشارہ کیا وہ

چاہتا ہی اڑکر لیجلون کہ گنجور نے پھر جام اٹھایا کہا اے شہریار اتنی تو میری خوشی کیجیے
کہ جام پی لیجیے سعد نے اسکا رونا دیکھکر جام لے لیا قیصور نے آہستہ سے کہا شہریار یہ
جام اسکو پھینک مارئیے مین تو یہ سمجھا تھا کہ اسکو چھوڑکر نکل چلے مگر اسکی تمنا یہی
ہی سعد نے بموجب کہنے قیصور کے وہی جام گنجور پر پھینک مارا جیسے ہی جام
ٹوٹا اور شراب گنجور پر پڑی مثل ہیزم خشک جلنے لگی تھوڑی دیر مین جلکر خاک
ہوئی تمام طائر جا بجا گرے درخت بھی جلے تھوڑے عرصے مین باغ ویران ہوگیا
دیوارین باغ کی گر پڑین قیصور حبشی نے کہا فرخدمت فیض مند رحمت ہی عرض کی اے
شہریار اب داخل باغ جہان نما مین ہوگا وہان مین نہ آسکونگا بہت ہوشیار
رہئیے گا اسقدر آپ سے عرض کرتا ہون کہ جہان نما سے جادو نے آج جشن
کیا ہی تمام جادوگر چار طرف سے جمع ہین راگ و رنگ ہی ۔ اگر آپ بھی بے تامل
جا کے شریک صحبت ہوجیئے گا مگر کوئی خورونوش نہ فرمائیے گا نہ شراب پیجیے گا ورنہ
گرفتار ہوجائیے گا سعد یہ باتین سنکر پشت قیصور پر سوار ہوے قیصور
سعد شہریار کو ساتھ لیکر چلا راہ مین ایک صحرائے ہولناک ملا ہر طرف اژدرہان
آتش فشان دوڑتے پھرتے ہین شیران صحرا اژدرون پر حملہ کرتے ہین اور
اژدر شیرون کو جلا دیتے ہین جب منھ سے آگ چھوڑی سر پر شیرون کے شعلہ
پڑا شیر جلنے لگے ہزارہا لاشہ جا بجا پڑا ہی آہوان صحرا کو وحشت بونڈیون کی
گرد کو دہشت ہر طرف سائین سائین کی آواز آتی ہی جا بجا درختون پر زاغ و
زغن جمع ہین کانون کانون کر رہے ہین یہی چاہتے ہین کہ باغ سے نکل جاوین
مگر اڑتے ہین اور پھر اسی مقام پہ بیٹھتے ہین معلوم یہ ہوتا ہی کہ ان سب کو جانیکا
راستہ نہین ملتا ہی قیصور بادشاہ کو لیے ہوے اس صحرا سے نکلا آواز ین آتی
تھین کہ اے قیصور حبشی تجھکو مدت رہتے ہوے گذری آجتک کوئی تکلیف نہین
پائی کیا باعث ہوا کہ اہل طلسم کا دشمن ہوگیا ذرا پلٹ کر دیکھ قیصور اور تیز
روانہ ہوا جب وہ جنگل سے نکل گیا تب آوازین موقوف ہوئین جنگل سے دور

آکر دیکھا کہ کچھ غولان بیابان درہ ہائے کوہ سے نکلے اژدرون سے لڑنے لگے
جس اژدر کو غولوں نے پکڑ لیا دبوچ کر اُسے مار ڈالا سعد فرماتے ہیں کیون
قیصور اس جنگل کے غول بہت زبردست ہیں قیصور نے عرض کی یہ سب عجائب و
غرائب طلسمی ہیں کوئی زبردست نہیں ہے ابھی بڑے بڑے عجائب و غرائب آپ
ملاحظہ فرمائیے گا یہ دھار زنجا دست املاک گر از زندان کا ہے ویسے ہی آگے میں
ہیں طلسم کشا کو ڈراتے ہیں چاہتے ہیں خوف میں طلسم کشا پلٹ جائے سعد نے
فرمایا ای قیصور اگر یہاں پہنچتے تو ہیں زلیخو کا جدہ کا گرفتار ہونا اسقدر شاق ہے
کہ راتوں کی نیند جاتی رہی مجھے ہر وقت یہی خیال ہے کہ میں گرفتار ہو جاؤن
مگر آسمان پری و قمر لبشہ کو رہا کراؤن انکی سلطنت ویران پڑی ہے سلاسل پری
نے نامہ لکھا تھا کہ بیت بن تقصہ آتا ہے میں مجبور رہا کیونکر جاتا فتاحی طلسم مین
مصروف ہوں قیصور نے کہا حضور اب انکی رہائی کا زمانہ قریب ہے دو مرحلے
صرف اور باقی ہیں یہ کہتا ہوا بڑھا صبح ہو چکی تھی کہ ایک صحرائے پر بہار دیکھا
کہ ہزارہا شاہزادیاں زیر درخت بیٹھی ہوئی چہلین کر رہی ہیں اور پکارتی ہیں
کہ ای آیندہ و روندہ اس مقام پر آکر ٹھہرو ہمپر قبضہ کرو یہ سحر انتقام تریارہ اج کا ہے
مرد ہمکو نہیں نصیب ہوتا تڑپ رہے ہیں یہی شجر ہمارے واسطے مرد ہیں کہ جسم کو
انکے بیچ سے مس کرتے ہیں تو حمل قایم ہوتا ہے اتفاق دیکھیے کہ بیٹی ہی پیدا ہوتی ہے
دمبدم عورتیں بڑھتی جاتی ہیں سعد نے قیصور سے فرمایا کہ ای قیصور جبی
انکے حال پر مجھکو رحم آتا ہے ذرا یہاں ٹھہر جاؤ قیصور نے کہا ای شہریار یہ دم
مکر ہے یہاں ٹھہرے اور گرفتار ہوئے یہ جسقدر عورتیں بیٹھی ہیں اور ظاہرین
کمسن معلوم ہوتی ہیں انمیں جسکا سن سب سے کم ہے وہ دو سو برس کی ہے اور تین کی
چار سو سال و ہزار ہزار سال تک کی عمرون کے انکے سن ہیں عالم مکاری میں
طاق سحر و شعبدہ بازی میں شہرۂ آفاق اس صحرائے بھی سعد شہریار نکلے ایک
جنگل ملا دیکھا ہزاروں شاہزادے آبلے پاؤں میں پڑے ہوئے برہنہ ایک

ایک غزقی باندھے جنگل میں دوڑتے دوڑتے پھر رہے ہیں ایک سے ایک
کہتا ہو کہ بھائیو پیاس جان لیگی مہلت نہ لیگی سارے جنگل کو چھان ڈالا اور کہیں
پانی کا نشان نہیں ملتا جنگل بھر میں کوئی کنواں نہیں کس مقام پر جائیں کیونکر
پانی پاویں پھر سعد نے فرمایا ای قیصور جنی یہ کون لوگ ہیں کہ جو پیاس سے مر رہے ہیں
قیصور نے کہا یہ مرحلہ طلسم ہی اسکو نہ دیکھیے جب آپ فتح پاوینگے تو یہ لوگ رہا ہونگے
یہ سب لوگ آپ کی فتح کے خواہاں ہیں سعد قیصور سے باتیں کرتے ہوے جاتے
ہیں کہ ایک صحراے عجیب ملا سعد نے دیکھا کہ دو طرف سے فوجیں آئیں ایک
ایک پہلوان دونوں طرف سے نکلا مقابلہ ہونے لگا مگر ایک فوج جو بائیں
جانب سے آئی ہی وہ بہت کم زور ہی اُسکے لوگ بہت مارے گئے قیصور نے
کہا ای شہریار ان شکست خوردہ کے مقدمے میں لوح ملاحظہ فرمائیے شاید انکی
مدد آپ ہی کریں یہ لوگ جو قتل ہو رہے ہیں یہ مطیع اسلام ہیں ساحروں کی
ترقی ہی بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ انکی مدد کرو فرمایا ای قیصور
مجھے اُتار دے کہ میں ان لوگوں کی مدد کروں شاید آفت سے بچیں قیصور نے
بادشاہ کو ایک طرف اُتار دیا سعد نعرہ کر کے میدان میں آئے سات پہلوان
ہاتھ سے سعد کے مارے گئے پر ابند ہو گیا سعد ہر چند نعرے کرتے ہیں کہ
کوئی میرے مقابلے میں آئے مگر کوئی نہیں آتا تب سعد نے اشارہ کیا کہ ہاں
بھائیو ان سب کو گھیر لو فوجوں کے بلوے میں آپس میں دونوں لشکر مل گئے
خوب تلوار چلی سعد شہریار نے کئی سرافسروں کو قتل کیا لڑتے ہوے وسط فوج
میں پہونچے دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت پر سوار تھا آوازیں دے رہا ہی کہ طلسم کشا کو
گرفتار کر لو یارو دیکھتے ہو کہ یہ مجھپر حملہ کرتے ہیں سب طرف سے بلوہ کر و ساحروں
نے خوب سحر کیے مگر سعد پر تاثیر نہ ہوئی آخر فوجیں بھاگیں وہ بادشاہ تخت
سے کود کر بھاگا سعد نے چاہا پیچھا کروں کہ پہلو سے آواز آئی کہ ای طلسم کشا بس
بہت کرچکے اب ادھر متوجہ ہو میں تمہارا ملک الموت ہوں چیر پھاڑ کر کھا جاونگا

سعد نے دیکھا کہ ایک عفریت خونخوار آہن کا دوار کاندھے پر رکھے ہوئے سامنے
آگیا اور دوار کا وار کیا سعد نے دوار کو قلم کر دیا تب وہ دیو لپٹ پڑا سعد نے اٹھا کر
مارا کہ اٹھنے کا لٹھا گرا سعد کود کر چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا او سرکش شناخت مین
پروردگار کی کیا کہتا ہے اُسنے کہا مجھکو چھوڑ دیجیے تو مین اپنا حال بیان کرون جب
بادشاہ اُسکی چھاتی سے اُترے تو اُس دیو نے کہا کہ مین ہمراہیان عفریت کاسے
ہون جب عفریت مارا گیا اور صاحبقران طلسمات مین داخل ہوئے تو مجھکو
زیر کیا مین بصدق دل مسلمان ہوا اپنی حکومت پر قائم ہو گیا ایک روز سیر کرتا
ہوا جاتا تھا کہ ایک پریزاد کو دیکھا شکار کھیل رہی ہے مین نے اُسپر قبضہ کیا وہ بھی
مجھسے رضامند ہوئی مگر اس طلسم مین آکر قید ہوا بادشاہ طلسم کا حکم ہوا جو کوئی
طلسم کشائی کے خیال سے آئے اُسکو قتل کرو آج مین آپ سے زیر ہوا ورنہ جو
آیا اُسکو مٹایا میری ضرب کوئی روک نہ سکتا تھا اور وہ پریزاد میرے ساتھ
رہتی تھی یہان سامنے کوہ ہے ایک دیو وہان رہتا ہے کہ اُسکو دیو تہمند ون کہتے
ہین اُسنے پریزاد کو چھین لیا بادشاہ طلسم سے جو فریاد کی اُسنے جواب دیا کہ جب
طلسم کشا آوینگے تب تمھاری داد ملیگی تو امیدوار ہون کہ میری معشوقہ دلوا دیجیے
اور نام میرا دیو اضطراب ہے بادشاہ اُسکے ساتھ ہوئے سامنے پہاڑ تک پہنچے
آتے ہی نعرہ کیا کہ او تہمند ون میرے مقابلے مین آ پریزاد کو حوالے کر اندر سے
کوہ کے ایک دیو بلند قد نکلا اُسنے پکار کر آواز دی کہ او جوان کہان سے یہان
تیرا پنجہ اجل مین پھنسا ہے کشان کشان یہان لایا ہے سعد نے کہا مین تجھے پریزاد
کو دونگا پرائے ناموس پر کیون ہاتھ ڈالا اُس دیو نے کہا آ مجھے زیر کر سعد نے
اُسکو بھی زیر کیا چھاتی پر سوار ہوئے سوال اسلام کیا دیو تہمند ون رونے لگا
کہا او شہریار باغ جہان نما مین میرا مدعا ہے اگر حضور باغ جہان نما مین جاینگے
تو وہان ایک چشمہ بہت صاف شفاف ہے اُس مین سے ایک مچھلی نکلتی ہے [illegible] جو کوئی
ہے اگر وہ کھاؤن تو کبھی بھوکا نہ ہون بادشاہ نے فرمایا مین ضرور باغ جہان نما

مین جاؤنگا سمندون نے کہا مین ساتھ چلونگا بادشاہ نے تیصور جنی کو رخصت کیا اور سمندون کے کاندھے پر سوار ہوے اور پریزاد اُس سے لیکر دیو افراب کو دی اور نامہ دیا کر یہ لیکر قاف جاؤ قلعۂ سلاسل پری پر جا کر یہ نامہ ہمارا دیناوہ تمھاری حکومت تمکو رنگی زبانی کہنا کر اے سلاسل پری چند سے انتظام اور کریو زمانہ رہائی آسمان پری و قرۃ العین کا نزدیک ہے اگر بد بختے تو جواب اس نامے کا لکھنا ہم طرف باغ جہان نما کے جاتے ہین اسکو صاحبقران ہمراہ خرخار ہین اُترا ہو وہ تمھارے خط کا جواب لکھین گے دیو افراسیاب نامہ لیکر روانہ ہوا اور طرف قلعۂ سلاسل کے چلا مگر سمندون بادشاہ کو کاندھے پر سوار کرکے طرف باغ جہان نما کے چلا سمندون بہت خوش ہو کہتا ہوا اے شہریار آج مجھکو وہ نعمت ملیگی کر ہمیشہ کو سیر ہو جاؤنگا راستے کو طے کرکے طرف باغ جہان نما کے چلے دروازے پر باغ کے دیکھا ہزار ہا جادوگر حربے لیے کھڑے ہین اور غلغلہ کر رہے ہین کہ طلسم کشا آتا ہو ہم اُسے مارینگے باغ مین نہ جانے دینگے بادشاہ نے یہ باتین سُنکر سمندون سے کہا مجھے اُتار دے سمندون نے سعد کو پشت سے اُتارا بادشاہ نعرہ کرکے اُس فوج پر جا پڑے نعرۂ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم
تجلی دہ بزم اسلامیان	نہال گلستان صاحبقران

نعرہ کرکے لڑنے لگے مگر جب بادشاہ کا نعرہ ہوا تو دروازہ باغ کا بند ہو گیا جو ساحر کہ لڑ رہے تھے وہ فریاد کرنے لگے کر اے طلسم کشا الامان سعد نے جواب دیا کہ امان بہ شرط ایمان اُن سب کا افسر جان مدروز جادو رو مال سے ہاتھ باندھکر سامنے آیا کہا حضور یہ سب بخوشی مطیع اسلام ہوے جو آپ حکم دیجیے وہ بجا لاوینگے یہی در باغ جہان نما ہے یہ کہکے سب الگ کھڑے ہوے سعد مع دیو سمندون اندر آئے اول وہ چشمہ ملا دیکھا کہ ایک ماہی کلان چشمے سے نکلی باہر بیٹھی ہوئی ہے سمندرون نے بیقرار ہوکر کہا کہ حضور وہ مچھلی یہی ہے جسکی خواہش مجھے مدت سے ہے

سعد نے بڑھکر اُس مچھلی پر ہاتھ مارا وہ مچھلی تڑپ کر چشمے مین گری پانی اسقدر جاری
ہوا کہ تمام باغ عالم آب ہو گیا سمندون غل مچا رہا ہی کہ حضور اپنے کو بچایئے مین
کہتا تھا کہ یہ مقدمہ بہت سخت ہی مگر آپ نے میرا کہنا نہ مانا اب اپنے کو بچایئے بادشاہ
جست کرکے پیچھے ہٹے اور لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اے طلسم کشا وہ مچھلی تہ آب
مین پہونچی اپنے کو چشمے مین گرا دو تو شاید وہ دستیاب ہو سعد نے جو حکم لوح پایا
فوراً چشمے مین پھاند پڑے دیکھا کہ ایک صحرا ہے پر آشوب ہو جسمین ہزارہا غول
بیابانی پھر رہے ہین اُن غولون نے جو سعد کو دیکھا چوبدستین لیکر آ پڑے بادشاہ
سے تلوار چلنے لگی جب کوئی غول حربہ کرتا ہو بادشاہ ہاتھ تلوار کا مار دیتے ہین ایک
غول کلان ہشو ہشو کرتا ہوا سامنے آیا اُسنے آکر حربہ کیا بادشاہ نے اُسکی کلائی تھامکے
وہ غول لپٹ پڑا بادشاہ نے اُکھیڑ کر مارا کہ چاروں شانے چت گرا اُسکو دیکر چھاتی پر
سوار ہوئے فرمایا کہ او بیتالک غول ماہی شکم سپر کا پتہ دے غول نے کہا جو
نخل سامنے ہو اُسکو جا کر اُکھیڑ لیجے تب پتہ مچھلی کا ملیگا گرفتار ہوتے ہی اُس غول
کلان کے سب غول بھاگ گئے مگر یہ غول کلان ساتھ ہو بادشاہ نے آکر وہ درخت
اُکھیڑا دیکھا کہ ایک چشمۂ آب ہو وہ مچھلی چشمے سے منھ نکالے ہوئے بیٹھی ہو سعد نے
ہاتھ مارا مچھلی کا سر ہاتھ مین آیا بادشاہ نے بزور کھینچا کہا او سمندون سے سمندون
منھ پھیلا کر دوڑا جیسے ہی مچھلی پر منھ مارا غل مچانے لگا کہ او شہریار یہ تو پتھر کی ہو
ہائے مجھے خوراک میسر نہ ہوئی سعد نے کہا کیون روتا ہی مین پتہ لگاتا ہون اُس
غول سے پوچھا کہ کیون بھیا یہ کیا مکر تھا غول نے کہا اے شہریار اسی چشمے مین وہ
مچھلی ہو اب لوح کا عکس ڈالیے وہ قصد کریگی کہ لوح لیلیون آپ فوراً اُسے گرفتار
کر لیجیے گا بادشاہ نے قریب چشمے کے آکر لوح طلسمی کو لٹکایا عکس لوح جو پانی
مین پڑا عجب صفائی پانی مین تھی کہ آب گوہر پانی بھرے تر وہ مچھلی اندر آب پر تھی
لوح کو دیکھکر تڑپی اور جست کرکے قصد کیا کہ لوح کو منھ مین لے لون سعد شہریار
نے لوح کو ہٹا لیا چھپاکر ہاتھ مارا کہ سر اُسکا قبضے مین آیا اب وہ مچھلی لاکھ طرح

تڑپتی ہو کر اسپنے کو بیچڑا اون مگر شہر کا قبضہ ہوا اب کب نکل سکتی ہو بادشاہ نے فرمایا کہ اے
سمندرون سے سمندرون اُس مچھلی پر گرا اکھاڑ کر اُسکو ناچنے لگا کہتا تھا اے شہریار کیا
نعمت آپ نے عطا فرمائی ہو کہ ہمیشہ کو سیر ہو گیا اب کبھی بھوکا نہ رہونگا پروردگار
آپ کو مظفر و منصور رکھے اب مین صحرائے خرخار مین جاتا ہون خدمت امیر مین
رہونگا کچھ نشانی دیجیے گا سعد نے ایک کاغذ پر اپنا نام لکھا اور یہ لکھا کہ فتاحی
مرحلا شتم مین مصروف ہون امید وار ہون دعا فرمایئے اور سمندرون خدمت مین
آتا ہو حاضر خدمت رہیگا لشکر کی حفاظت اس سے متعلق ہو امید وار ہون کہ اسکو
خدمت مین جگہ ملے یہ تحریر دیکر سمندرون کو روانہ کیا سمندرون طرف لشکر امیر کے
چلا سعد نے پھر اُسی طرح اسم حاشیۂ لوح پڑھا کہ قیصور جنی حاضر ہوا کہا اے قیصور
باغ جہان نما مین پہنچا دے مگر یہان جہان نمائے جادو نے کہ زمار جشن کا قریب
آیا رفقا سے کہا کہ سب خراج گزارون نامے لکھو کہ یار و آکر نذر سامری مین شریک
ہو ہر چند کہ وقت قریب ہو مگر اس مہلت کو غنیمت جانو یہ نامے لکھکر ساحرونکو روانہ
کیا ساحرون نے جا کر نامے خراج گزارونکو دیے جسنے نامہ دیکھا ساٹھ ستر ہزار
فوج ساتھ لی اور طرف باغ جہان نما کے چلا سعد کے سامنے سے اکثر تاجدار
گذرے اُسنے دریافت جو کیا تو ساتھ والون نے بیان کر دیا کہ زمار جشن نوروزی
ہو سامری و جمشید ہدایت کر گئے ہین کہ بعد سال بھر کے ہماری پیدایش کا جشن
کیا کرو پس ہمارے آقا نے بلایا ہو وہین جاتے ہین جب کئی تاجدار سامنے سے
سعد کے گذر گئے تو قیصور سے فرمایا کہ اے قیصور ہمکو لے چلو قیصور ٹال رہا ہے
سارا دن اسی بحث مین گذرا جب شام ہوئی تو قیصور جنی نے عرض کی کہ آپ
تشریف لے چلیے ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو گا بادشاہ قیصور کی پشت پر سوار
ہوے قیصور لیکر چلا سامنے شاہ نے دیکھا کہ اُسی باغ کا دروازہ مثل آغوش
عاشق کھلا ہو اور گرد باغ کے صد ہا بارگاہین استادہ ہین ہزار ہا جادوگر بیٹھے
ہین گانیکی آواز بلند ہو کوئی خوش آواز بہ صد سوز و گداز یہ اشعار گا رہا ہو نظم

وصل مین نالۂ و فریاد و فغان بھول گئے　　عیش مین رنج ہم اوراحت جان بھول گئے

داستان سُنکے رسے عشق کی یہ محو ہوے　　قصۂ گو قصۂ اُلفت کا بیان بھول گئے

محو اُلفت نہ جہان مین کوئی ہمسا ہوگا　　دل تمھین دیکے ہم ای جان جہان بھول گئے

ابتلا ہوئے یہ جو الفون کے اُٹھائے اوسان　　بیخودی مین کرم پیر مغان بھول گئے

ابتو کچھ اور ہی انداز کی تقریرین ہین　　صبح کے ہوتے ہی وہ شب کا بیان بھول گئے

وہ حسین تو ہو کہ ہم دیکھکے تیری صورت　　یوسفِ مصر کو ای جانِ جہان بھول گئے

فاتحہ کے لیے کیا خاک سر قبر آتے　　تربتِ عاشقِ بیکس کا نشان بھول گئے

ہمسا عالم مین نہ ہوگا کوئی گم کردہ حواس　　یہ نہین یاد کہ ہم دل کو کہان بھول گئے

نور کہنے لگے اشعار وہ میرے سُنکر　　حُسن بندش کے سوا لطف زبان بھول گئے

بادشاہ نے فرمایا ای قیصورہ حبشی یہ کون گا رہا ہو قیصورہ نے کہا کہ آپ صاحب اقبال ہین اپنے وقت پر پہونچے کہ صحبت ساحران گرم ہو حضور جاتے ہین اِس مجمع کو متفرق کرین تاکہ ان ساحرون کو معلوم ہو کہ طلسم کشا آگئے مگر پہلے جلسہ ملاحظہ فرمالیجیے سعد قیصورہ کو لیکر سرحد باغ مین آئے دیکھا کہ ایک شامیانہ تنا ہو اور ایک جادوگر نوجوان مسند پر بیٹھا ہو گرد ہزارہا تاجدار بیٹھے کہہ رہے ہین کہ ای جہان نما آج طلسم کشا ضرور آئیگا جہان نما کہتا ہو اگر اِس مجمع مین آئیگا تو گرفتار ہوگا یہ سُنکر بادشاہ نے لوح گلے سے اُتار کر گریبان مین رکھلی کسی نے بادشاہ کو آتے ہوے نہ دیکھا بادشاہ ایک طرف آکر بیٹھ گئے دیکھا کہ نازنینان مہجبین گا رہی ہین اور کل تاجدار نشے مین شراب کے بلبلا رہے ہین ہر ایک کا قول ہو کہ اگر طلسم کشا آئے تو اُسکو زندہ نہ چھوڑینگے گھیر کر مار لین گے ای جہان نما تجھے بڑی جستجو سے جلسہ جمع کیا حصول اُسکا یہ ہو کہ طلسم کشا گرفتار ہو جائے اور لوح طلسمی دستیاب ہو تو قدرت بہت خوش ہونگے ہم سب کے پاس نامے پہونچے ہین کہ سعد بن قباد اکیلے آوینگے تم لوگون کی جرأت دیکھین کہ کیا کارنمایان کرتے ہو ایسا جکڑ دو کہ طلسم کشا عاجز ہو جائے اور قیصورہ حبشی کہ تم سب کا دشمن ہو اُسکے

ٹکڑے ٹکڑے اڑ اڑا تے ہیں قیصور نے کہا کہ حضور اب نعرہ کریں اور اپنے کو ظاہر
کریں بادشاہ نے لوح گریبان سے نکالی زیب گلو کی اور نعرہ کیا کہ یا شیدای کافران
بے حیا و ای نابکاران پرُ دغا منم طلسم کشا جو تمسے ہو سکے تصور نہ کرو یہ فرما کے
تلوار کھینچی تاجداروں میں بڑا ہوا کہ لو یارو قیصور نے عین وقت پر پہونچا دیا
ہم لوگ تماشائے محفل بھی نہ دیکھنے پائے جہان نما نے پکار کر کہا کہ اب وقت
جنگ ہے یارو تامل نہ کرو چہار طرف سے ٹوٹ پڑو سب تاجداروں نے سعد پر
بلوہ کیا قیصور جنی بھی لڑ رہا ہے سعد لوح کو چمکا رہے ہیں جسپر عکس لوح کا پڑا وہ
جلکر خاک ہوا سعد ہزاروں جادوگر ونکو مارتے ہوئے قریب جہان نما کے پہونچے
جہان نما ہاتھ باندھکر قدموں پر گر پڑا کہا ای شہریار مجھکو معلوم ہوا کہ آپ طلسم کشا
ہیں جرأت میں بھی یکتا ہیں میں اپنی جان نذر دونگا آپ کی اطاعت کرونگا
یہ جلسہ اسی واسطے آراستہ ہوا تھا کہ سعد کو گرفتار کر لو آپ کے پاس لوح طلسمی
ہے ساحر عاجز ہو رہے ہیں کچھ تاجدار بھاگ گئے اب بیرون باغ سناٹا ہے سعد
نے سر جہان نما کا اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا کہ ای جہان نما لوح نے یہی
خبر دی تھی کہ جہان نما اطاعت کریگا لہذا ہم ہوا تم مطیع اسلام ہوئے اب یہ طلسم فتح ہوا
جہان نما نے سعد کو مقام صدر پر جگہ دی اور قیصور سے کہا کہ ای قیصور جنی تمکو
مناسب ہے کہ طرف قصر املاک کے جاؤ اور وہان کی خبر لاؤ کہ دیکھو املاک
کیا کر رہا ہے اسکا کیا ارادہ ہے قیصور نے کہا میں ابھی خبر لاتا ہون اور ایک
مژدہ آپ کو اور دیتا ہون کہ میں جو یہان آیا تھا تو مع فوج گرفتار ہوا تھا فوج نے
بھی رہائی پائی اب املاک گرازوندان کیا لڑیگا فوج جنات پر اسکو بڑا
غرور تھا اب وہ لوگ اسکی اطاعت نہ کرینگے مجھکو دیکھکر سب خوش ہو جاوینگے
ہر ایک کا یہی قول ہوگا کہ افسر ایسا چاہیے کہ جسنے ہمارے واسطے کوشش کی
کہ ہم سب نے رہائی پائی اب فوج آئیگی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ٹکڑا ابر سیاہ پیدا
ہوا اور وہ ابر پھٹا کئی لاکھ جنات آکر پہونچے قیصور کے گرد پھرتے تھے اور

شکریہ ادا کرتے تھے کہ اے قیصور ہم تمھاری افسری پر ناز کرتے ہین کہ تمنے ہماری
رہائی کی تدبیر کی املاک گرانہ دندان لشکرکشی کا سامان کر رہا ہو اُسکا ارادہ ہو
کہ شہریار سے مقابلہ کرے ہم لوگ تو نکل آئے نہ روک سکا اب سعد شہریار طرف
باغ دلکشا کے تشریف لے چلین ہم سب ہمراہ خدمت ہین املاک بھی جانے کہ
جنات مجھسے باغی ہوے اب کس بھروسے پہ لشکرکشی کریگا یقین ہو کہ بھاگتا پھرے
سعد نے فرمایا کہ اے جہان نما میری تکلیف کا وقت ہو ابھی ایسا ممکن نہین ہو کہ
مین چلکے مین بیٹھون جہان نما نے کہا مین لشکر آراستہ کر رہا ہون جسوقت
حضور مقام املاک پر پہونچین گے مین کل جنات کو ساتھ لیکے حاضر ہون گا
ایسی تلوار چلے کہ املاک بھی یاد کرے کہ مین نے جو ارادہ کیا اُسکا انجام
یہ ہوا حضور بسم اللہ کہکر لوح کو ملاحظہ فرماوین سعد نے لوح کو دیکھا تو نوشتہ پایا
کہ سامنے جو درخت ببول ہو کانٹون سے بچکر اُسکو بقوت صاحبقرانی اُکھیڑ دیجے
راستہ قصر املاک کا ہو بادشاہ نے اُٹھکر درخت کو اُکھیڑا اُسکے کانٹے ہاتھون مین
چبھے کہ دست نگارین سے خون کے قطرے ٹپکے جہان نما نے بڑھکر کہا کہ اے
شہریار یہ خون آپ کا ہو بیخ مین نخل کی دیکھیے کوئی شیشہ رکھا ہوگا اُس مین خون
اپنا جمع کیجیے بروقت جنگ کام آئیگا بادشاہ نے شیشہ نکالا ہاتھ کا خون اُسمین
جمع کیا اور شیشہ کمر مین رکھ لیا نقب پختہ بنی تھی اُس مین داخل ہوے اور
سیڑھیان طے کر کے سر جو نکالا تو ایک صحراے وسیع ملا دیکھا ہزارہا ساحر وہان
جمع ہین ایک جادوگر بلند بالا تاج سر پر تخت پر بیٹھا ہوا کہ رہا ہو کہ ہان بارو
آمادہ رہو طلسم کشا آتے ہین کہ سامنے سے سعد کو دیکھا غلغلہ ہونے لگا کہ طلسم کشا
آگیا چہار جانب سے ساحر بلوہ کر کے چلے سعد نے تلوار کھینچی اور اپنے نام کا
نعرہ کیا کہ او املاک گرانہ دندان کیون کدوکوشش کرتا ہو جہان نما نے اجازت
کی املاک نے کہا اُسکی کیا حقیقت تھی نابدولت کا خراج گذار تھا اگر مطیع ہو گیا
تو میرا کیا نقصان ہوا اگر وہ آپ کی اطاعت کریگا تو آپ کو کیا نفع ہوگا سعد نے

فرمایا او املاک تھوڑی دیر مین حال کھلجائیگا کہ جہان نما کے مطیع ہونے سے کیا نفع ہوا سب ساحر بلوہ کر رہے ہین اور بادشاہ مصروف دعا ہین کہ ای کریم کارساز اس آفت سے بچائیے نظم

طالب ذات خداے لایزال
خاطر بخطرہ اش باشد مدام
ظاہر و باطن بیک حالت بود
بیشساز ہر پردہ در جلوہ گری
سرنگون باشد بہ شکل آسمان
محرم اسرار باشد دم بخود
باشد اش با فقر و فاقہ دوستی
صلح دارد در جہان با نیک و بد
مثل خود بہ مطلع صدق و صفا
خاص با خاصان بود با عام عام

از کسے در دل نمیدارد خیال
از گمان خالی و پاک از ہر خیال
بندۂ حق اہل حال و اہل قال
در و بینا جلوۂ حسن و جمال
پشت میدارد و دوتا مثل ہلال
زین بیان دارد زبان ہر وقت لال
دشمن مال است آن اہل کمال
مرد خوشخو صلح کل نیک خصال
جلوہ اش یکسان بود ہر ماہ و سال
ہر زمان آن مرد عارف نیک فال

بادشاہ نے جو بیقرار ہوکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ صحرا سے گرداُٹھی نوبت نقارے کی آواز آئی املاک نے دیکھا کہ جہان نما تخت پر سوار لاکھ جنات تلوارین کھینچے ہوے پشت پر آمادۂ حرب و پیکار چلا آتا ہو آکر پہونچا بادشاہ کو جو مصروف جنگ دیکھا جناتون کو اشارہ کیا اور آواز دی کہ ای قیصور جنی اپنی فوج کو حکم دو کہ ہمراہ سعد شہریار جنگ کرین لو آؤ تخت پر سوار ہو کسی مقام پر تامل نہ کرو یہی طلسم مین مشہور رہی کہ قیصور جنی طلسم کشا کا دوست ہو گیا ہو فوج کو بھی رہا کر لیا اب کیا تامل ہو قیصور نے بڑھکر نعرہ کیا کہ ہان یارو جو تکلیفین تمنے پائی ہین اُسکا بدلہ لو یہ وہی ساحر ہین کہ جنکی تم قید مین تھے آب و دانہ تمکو نہ دیتے تھے تم اِن سب کو گھیر کر مار لو جنات نے یہ صدا جو سنی فوراً بلوہ کیا ساحرون کو قتل کرنے لگے املاک نے جو دیکھا کہ جنات

ہین املاک گراز وندان پکار رہا ہو کر ہان بھائیو کوشش کرو جنات کو بھگا دو
تمسے کیا جنگ کر سکتے ہین یہ وہی قوم ہو کہ جنکو تمنے قید کیا تھا اور تکلیف پہونچائی
تھی لہذا کوئی تامل نہ کرو کہ اس جنگ کا ذکر رہے خداوند بھی فرماوین کہ صحراے
رستخیز مین خوب تلوار چلی ہمراہیان املاک گراز وندان خوب بھڑے
فتح و شکست خدا کے اختیار ہے مگر تم ہمت نہ ہارو املاک جو یہ پکارتا ہو تو ساحر بادہ
لرکے بڑھتے ہین مگر قیصور نے اپنی فوج کو ایسا آراستہ کیا ہو کہ خوب جمکر لڑ رہے
ہین جسپر جا پڑے اور ہاتھ تلوار کا مارا اسکو مٹا دیا ہزارہا جادوگرون کا لاشہ
زمین پر تڑپ رہا ہو سعد بن قباد نشانہ ڈبتے ہوے قریب تخت املاک پہونچے
املاک نے پکار کر آواز دی کہ اے سعد میرے قریب نہ آنا ورنہ آگ لگا دونگا
میرے سحر سے کوئی بچتا نہین ہو مگر آخر تم خداوند ہو جسپر سحر کیا اسکو مٹایا لیکن
بادشاہ لوح کو جھکاتے ہوے طرف املاک کے جاتے ہین جو افسر سامنے آیا
وہ نابود ہو گیا لوح کو چرخ دے رہے ہین مگر املاک نے آگ برسائی آگ کے
شعلے بلند ہو گئے ہر طرف سے ہنگامہ ہو کر سعد بن قباد کو مار لو ہان ساحرین
تمہاری فتح ہو ایسا نہ ہو جنات کے ہاتھ سے شکست کھاؤ قیصور نے آج بڑی
خدائی رکھی ہو بس طلسم مین رہا اور آب و دانہ یہانکا کھایا مگر طلسم کشا کے آتے
ہی اسکا خاتمہ ہو گیا اسکی ذات سے باغ جہان نما فتح ہوا ورنہ بادشاہ باغ
جہان نما مین کیونکر پہونچتے اسی کے فتور سے یہ آفت برپا ہوئی اس ظالم نے
[illegible] صدمے پہونچائے اسکو گھیر کر مار لو یہ نکلکر نہ جانے پائے املاک
[illegible] ساحر [illegible] کرتے ہین لیکن سعد بن قباد سب کے آگے لڑتے
[illegible] جسپر غول پر پہونچے اول افسر کو مارا بعد اسکے فوج کو بھی
[illegible] بڑھتے مگر املاک نے دیکھا کہ بادشاہ لڑتے ہوے آتے ہین
ساحرون کو اشارہ کیا کہ بادشاہ کو روکو اگر یہ مجھتک آگئے تو آفت برپا کر دینگے
ساحر [illegible] آتے ہین مگر ہاتھ سے شاہ کے مارے جاتے ہین کہ ایکطرف سے

سنتا ہوا بادشاہ دیکھنے لگے دیکھا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ابر کا چرخ مارتا ہوا آتا ہو سامنے آکر ابر پھٹا دیکھا ملکہ نسترن رنگین پوش بصد جوش و خروش آکر پہونچین مستعد ہو سحر کیا کہ اسکے سحر سے آفت برپا ہوئی صحرا سے آواز آئی املاک کو معلوم ہوا کہ کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ پکار پکار کر گا رہا ہے

نظم

نہ دیتا دل تو پھر داد خواہ کیا کرتا — خدا کے سامنے عذر گناہ کیا کرتا
تلاش عدل عدالت پناہ کیا کرتا — نگاہ قہر سوے بیگنہ کیا کرتا
جو دل پہ رنج ہے اللہ خوب واقف ہے — فراق یار مین حالت تباہ کیا کرتا
ازل سے رنج شب ہجر تھے مقدر مین — بھلا مین شکوہ روز سیاہ کیا کرتا
شہید کرتے ہین بے نشہ آنکھون کے دورے — چڑھا کے سان پہ تیغ نگاہ کیا کرتا
وہ ناتوان ہون نظر پہ چڑھا نہ قاتل کی — شہید جوہر تیغ نگاہ کیا کرتا
برنگ دانہ مجھے پیستا تھا پس چکا — مین نالہ کش فلک کج کلاہ کیا کرتا
تو وہ حسین ہے کہ خورشید کو نہین نسبت — نکل کے رات کو گردون نیر ماہ کیا کرتا
بلا دیا دل جانان کو صورت گردون — بس اور توڑ بھلا تیر آہ کیا کرتا
عدو تھے تفرقہ پرداز مین محبت مین — وہ نور زلف کی مجھ پر نگاہ کیا کرتا

یہ آواز جو ساحرون نے سنی کہا او املاک ہم یہ گانا سنین گے جستجو کرینگے املاک نے کہا یہ کون وقت ہے کہ جاکر گانا سنو جنگ مین مصروف رہو کہ یہ وقت جانبازی ہے سب نے کہا یہ آواز دل کو برمارہی ہے کئی ہزار ساحر بلبلہ کرکے طرف صدا کے روانہ ہوے جو جو آگے بڑھتے ہین معلوم ہوتا ہے گانے والا آگے ہے کہ سعد بن قباد نے پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ نسترن رنگین پوش جنات خوب جنگ کر رہے ہین تم سحر نہ کرو ہم جنگ فتح کرلین گے نسترن نے زانو پر اپنا ہاتھ مارا اور پکار کر کہا کہ اے شہریار کو کہ جنات تو ان نے خوب جنگ کی ساحرون کے جی چھوڑا دیے مگر حضور ہوشیار رہین املاک اسی فکر مین ہے کہ دشمنون کو حضور کے گرفتار کرلے مین تھوڑے سے ہی عرصے مین ان سب کو بھگائے دیتی ہون حضور معروف

... گولہ پھینکا وہ گولہ جنگل مین جا کر پھٹا ساحرون کے کان مین
آواز آئی کہ اے ... عورت بھی کوئی گا رہا ہی کئی سو ساحر اکٹھا ہو کر جستجو مین اُس آواز کی چلے
پھر ... بچاتا ہی کہ یارو کہان جاتے ہو لڑائی سے منھ نہ پھیرو طلسم کشا کو
گھیر لو مگر ان ... بھی کہتے ہین کہ ہم تو گانے والے کو دیکھین گے دو تین سحر
نشترن رنگین پوش نے کیے تھوڑے عرصے مین میدان خالی ہو گیا مگر املاک
بہت پریشان ہی کہ اب کیا کرین کیونکر جان بچاؤن طلسم کشا بڑے زور و شور سے
لڑ رہے ہین کون انکا مقابلہ کر سکتا ہی لوح کو گردش دے رہے ہین ساحر نابینا
ہوتے جاتے ہین دیکھیے کیونکر بچین اب ان سب کا بچنا دشوار ہی اے املاک
کچھ کوشش بیکار ہی جان بچا کے نکل جاؤن پھر تدبیر کر لونگا یہ سوچکر پرواز کیا پیچھے
نشترن نے بالاے آسمان ہو کر زاغ و زغن کی شکل بنکر دونون لڑنے لگے
جب زاغ منقار مارتا ہی تو زغن کے پر گرتے ہین جسپر پر گرا وہ جل گیا زغن دبتی
جاتی ہی زاغ نشترن رنگین پوش بنی ہوئی املاک پر حملہ آور ہی جی چھڑا دیے
ہین املاک چاہتا ہی نکل جاؤن مگر نشترن نہین جانے دیتی کہ آسمان سے ایک
برق گری کہ املاک کے دو ٹکڑے ہوے مرنا املاک کا تھا کہ ہنگامہ ہوا سعد بن
قباد نے دیکھا کہ میثاق کوہ گردان نے آسمان سے سحر کیا کہ زغن قتل ہوئی
بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من املاک گر از زندان بود اب جو
یہ دونون ساحر آکر گرے سب ساحرون کو بھگا دیا میثاق نے آکر قدمون کو
بوسہ دیا کہا اے شہریار اب ایک مرحلہ باقی ہی میلاد خارہ شکن وہانکا حاکم ہے
یہ سب فوج بادشاہ کو ساتھ لیکر اسی مقام پر اتری جناتون نے بارگاہ استاد
کرائی بادشاہ داخل بارگاہ ہوے مگر میثاق نے عرض کی کہ اے شہریار آپ کو
بڑی تکلیف ہوئی سعد نے فرمایا کہ جب ملکہ آسمان پری و قریشہ رہا ہون تب
مین جانون کہ کوئی کام کیا اگر انکو رہا نہ کیا تو کچھ نہ ہوا لشکر کی خبر تو کہو عرض کی کہ
صاحبقران زمان نے گرد لشکر حصار اسم اعظم کیا ہی ساحر اب وہان نہین جا سکتا

ہین جا کر پلٹ آیا صاحبقران آرزو رکھتے ہین کہ آپ سے ملاقات کرین ای شہریار
اب پلٹیے کہ مرحلہ ہفتم مقام سخت وصعب ہی بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کہ لشکر تیار کرو اور
کوچ کرو کہ جلد داداجان سے ملین اسی دن لشکر تیار ہوا بادشاہ پشت مرکب پر
سوار ہین میثاق کوہ گردان داہنے پر رکاب کے ہاتھ رکھے ہوے اور بائین
جانب نسترن رنگین پوش اور پشت پر قیصور جنی تمام جنات تیار ہین ارادہ ہی
کہ لشکر بڑھے کہ سامنے سے گرد اڑتی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار سات
لاکھ فوج سے آکر پہونچا اور بادشاہ سے کہلا بھیجا کہ ای سعد پلٹ جاؤ ورنہ کل
لشکر کو تباہ کر دونگا ان جنات کا بھروسہ نہ کرنا یہ سب میرے ہاتھ کے بھگاے
ہوے ہین قیصور کا وہ حال کرون کہ اپنی بغاوت کو یاد کرے تمرنیگلون مین
لیجا کر اسکو قتل کرونگا بادشاہ نے ایلچی سے دریافت کیا کہ اس پہلوان کا کیا نام ہی
ایلچی نے کہا جیپور جنگ بسر اسکو کہتے ہین جس جنگ پر گیا اسکو سر ہی کر کے
آیا میلاد خارہ شکن نے اسکو اپنے مرحلے پر سے روانہ کیا ہی بہتر یہ ہی کہ آپ
پلٹ جائیے ورنہ بہت خرابی ہوگی ان دو ساحرون پر غرہ نہ کیجیے گا میلاد نے
کہہ دیا ہو کہ کوئی ساحر تمپر سحر نہ کر سکیگا جو مقابلے مین آئیگا یا زخمی ہوگا یا مارا جائیگا
بادشاہ نے فرمایا جو اس سے ہو سکے قصور نہ کرے خداے ما بزرگ است فرد
سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب ؛ ہر چہ آید بر سر من یا نصیب ؛ ایلچی بگڑا کہا ای سعد تمکو
سمجھاتے ہین مگر تمھارے مزاج مین بڑا غرور ہی مین خالی ایلچی نہین ہون آپکو
کشان کشان لیجاؤنگا اور سامنے اپنے افسر کے پہونچاؤنگا سعد نے کہا او
مغرور دور ہو ایلچی نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے کلائی تھام کے
ایک تمانچہ مار دیا کہ ایلچی کا سر اڑ گیا لاشہ باہر پھنکوا دیا یہ خبر جنگ بسر کو پہونچی
کہ ایلچی میرا مارا گیا کہا بڑا غضب ہوا بڑا مشیر میرا قتل ہو گیا نہین معلوم کیا آسیب
آ افتاد پڑی کہ جو وہ مارا گیا اچھا سر میدان سمجھونگا ایلچی کے خون کا بدلہ سعد سے لونگا
اس غصے اور غرور مین آکر طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے سعد کو خبر دی یہان بھی

طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان
مین آئے اودھر سے جیپور جوشان وخروشان آکر پہونچا جب نقیب نقابت کرکے
ہٹے تو جیپور نے گینڈا نکالا پکارکر آواز دی کہ کون صاحب ہین جنھون نے
ایلچی کو مارا میرے مقابلے مین آوین تو احوال معلوم ہو سعد نے مرکب بڑھایا
میثاق نے عرض کی حضور یہ پہلوان سحر بند ہی سمجھ بوجھ کے مقابلہ کیجیےگا یہ بھی مکر کریگا
بادشاہ نے فرمایا مین سب طرح ہوشیار رہون اسکی کیا مجال ہی کہ مکر کرے یہ فرماکر
مرکب بڑھایا مقابل جیپور ہین پہونچے جیپور نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے
کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا چند طعنون مین بادشاہ نے نیزہ
اسکا نکالا جیپور نے کہا ای شہریار معلوم ہوا کہ آپ سے جنگ مشکل ہی لیکن
ملاحظہ فرمائیے کہ آپ کے پیچھے میثاق سحر کر رہا ہی مین ساحر نہین ہون کہ سحر کو
اسکے روکون آپ منع فرمائیے کہ مجھپر سحر نہ کرے بادشاہ جیسے پلٹے جیپور نے
ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر بادشاہ کا زخمی ہوا جیپور نے غلغلہ کیا کہ ہان یارو بلدہ
کرکے مارو اب مین نے بادشاہ کو زخمی کر دیا کل فوج لینا لینا کہکے آپڑی لیکن
جنات ادھر سے جا پڑے بادشاہ نے جب دیکھا کہ سر سے خون بہت جاری
ہوا ایسا نہ ہو کہ غش آجائے تو ساحر گرفتار کرین دونون ہاتھ گردن مین مرکب
کی ڈالے اور یہ فرمایا کہ ای مرکب اصیل لے نکل مرکب نے جو راکب کو سست پایا
لے نکلا دولتیان مارتا ہوا جاتا ہی یہان خوب تلوار چلی قوم جنات جم کر لڑی
میثاق کوہ گردان نے جنگ کو سنبھالا فوج کو ذلیل نہ ہونے دیا آخر کو طبل
بازگشت بجے دونون لشکر پلٹ کر اترے مگر حال سعد بن قباد کا سنیے کہ مرکب
لیے ہوئے انکو ایک صحرا مین آیا کہ وہ صحراے پُرخار مشہور ہی خارستان جاذ
وہان کی حاکم ہی اسکو خبر ملی کہ طلسم کشا زخمی ہوکر تمھاری حوالی مین آئے ہین تجھکو
اُنکی گرفتار کر لاؤن مسلسل ومطوق کرکے بہ خدمت خداوند بھیجون کہ بیٹی
اسکی گلپاش قمرطلعت کہ سحر مین بے نظیر ہی اُسنے پوچھا کہ ای مادر مہربان کیا خبر ہی

تجھسے تو بیان کیجے خارستان نے کہا اے نور نظر طلسم کشا زخمی ہو کر آئے ہیں میرے
جنگل میں پڑے ہیں میں انکو گرفتار کرنے جاتی ہوں ایسا نہ ہو کر کوئی انکا دوست
پہونچ کر بچالے گلپاش نے کہا آپ تکلیف نہ فرمایئے میں جاتی ہون ابھی قید کرکے
لاتی ہون اسوقت میں انکا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہے خارستان نے کہا پہلے
لوحیں اتار لینا گلپاش نے کہا اے مادر مہربان لوحیں کیسی خارستان نے کہا
ایک لوح طلسم ہے اور ایک لوح محفوظ ہے اگر دونوں تمھارے قبضے میں آگئیں
تو پھر طلسم کشا کی کیا حقیقت ہے اور مجال ہے کہ ان پہلوانوں سے لڑیں اور تمھارے
سحر سے بچیں خارستان نے بخوبی سمجھا کر گلپاش کو روانہ کیا گلپاش نے دور سے
دیکھا کہ ایک نخل کے نیچے آفتاب چمک رہا ہے مرکب کوتل با نگین کٹی ہوئی زین ڈھلکا
ہوا اسطرف چراتی کنیزیں جو ملکہ کے ساتھ تھیں انسے کہا کہ صاحبو آج دنکو آفتاب
کے عوض چاند چمک رہا ہے یا کوئی ستارہ ٹوٹ کر گرا ہے کنیزوں نے کہا حضور یہی
طلسم کشا معلوم ہوتا ہے گلپاش ٹہلتی ہوئی قریب آئی دیکھا ایک جوان رعنا غش
گردن بلند بالا تن و مند خوبصورتی کی تیاری سینہ چوڑا آفتاب عالمتاب نرگس
شہلا بند ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نرگس بیمار ہے قبضے پہ ہاتھ پڑا ہوا بیہوش
پڑا ہوا ہے گلپاش کے منھ سے آہ نکلگئی سارا جسم پسینے پسینے رنگ متغیر و متردد
و متحیر جی چاہتا ہے کہ اس جوان کے لپٹ جاؤں یا بیہ رکرکے اپنے قصر میں لیجاؤں
دونوں لوحیں سینے پر مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہیں ملکہ نے زمین پر بیٹھ کے
سر زانوں پر رکھ لیا مگر خارستان جادوگر بیٹی کے جانے سے بیقرار تھی بعد جانے
ملکہ کے یہ بھی چلی تھی آسمان سے دیکھ رہی ہے کہ بیٹی میری زمین پر بیٹھ گئی اور سر
سعد شہریار کا زانوں پر رکھ لیا ہے ہر مرتبہ منھ پر منھ رکھدیتی ہے بوسے زلف معنبر
سونگھتی ہے یہی کہتی جاتی ہے

نظم

انھیں بدنامیونکا ڈر مجھے اغیار کا ڈر ہے	ادھر دل انکا مضطر ہے ادھر دل میرا مضطر ہے
بہ دور آخری میں بھی ہے بزم عشرت کی	لبسان ساغر ورات دن مستونکا چکر ہے

ابھی جانے دو آرائش لبھاؤ اپنی باتون سے — حسینون کے لیے نازو ادا زیور سے بہتر ہی
چلو بس کنگھی چوٹی ہو چکی سونے کا وقت آیا — نگاہ منتظر کی طرح سے ہر تار بستر ہی
سمندر جسکو سنتے ہین وہ اپنا ہی دل سوزان — سمندر جسکو کہتے ہین وہ اپنا دیدۂ تر ہی
جو کہتا ہون تری سنگین دلی اب ظلم کرتی ہی — تو ہنسکر کہتا ہی کیا کیجیے دل میرا پتھر ہی
صفیر اسمین پریشانی کے مضمون اتنے کیون — مرے دیوان کی جو سطر ہی زلف معنبر ہی

گلپاش جب ان اشعارون کو بحسرت پڑھ چکی تو کنیزون سے اشارہ کیا کہ انکو اٹھا کر لے چلو تو مین انکا علاج کرون کنیزون نے سعد شہریار کو اٹھایا ملکہ بھی اٹھانے مین شریک ہی خارستان یہ حال دیکھکر کہنے لگی دیکھیے اب کیا کرے اس ظالم نے تو بڑا ستم کیا سعد کو دیکھتے ہی عاشق ہوئی عجب حرکتین کر رہی ہی اپنے ہوش مین نہین ہی اب مین سخت حیران ہون کہ کیا تدبیر کرون کیونکہ اس بدنصیب کو اس ارادے سے باز رکھون کون اسکو سمجھا کر کہے کہ یہ طلسم کشا ہین بہت سی شاہزادیان انکے عشق مین مبہوت ہین گھر بار ان کمبختون سے چھوٹا بڑائی مشہور ہوئی قدرت کی دشمن کہلائین کیا نفع ملا بدنامی بڑھ گئی خارستان تو یہ سوچتی رہی مگر گلپاش سعد کو اٹھا کر اپنے باغ مین لائی تا نکے دلوائے تب سعد کو ہوش آیا آنکھین کھولتے ہی اول ہاتھ بڑھایا جو دیکھین تو جہین اپنے مقام پر پائین دیکھا کہ ایک شاہزادی قمر عذار شیرین گفتار مشتری خصال آسمان حسن و جمال ابرو رشک ہلال عارض ماہ حسن و کمال دونون ہونٹھ ٹکڑے یاقوت احمر کے یا درج دہان کہ جس مین مروارید دندان مثل برق چمک رہے ہین سینہ و صاف و شفاف جسپر دو نارنگیان گلزار حسن کی قایم ہین بادشاہ دیکھکر اس نازنین کو بہت مبہوت ہوے مگر ضبط کرکے پوچھا کہ اے نازنین معین تیرا نام نامی کیا ہی میرے لانے کا کیا سبب ہوا ملکہ نے شرما کر کہا مجھکو گلپاش قمر طلعت کہتے ہین اس صحرا کی حاکم میری مان خارستان جادو ہی ہرکارون نے خبر دی کہ سعد شہریار زخمی ہو کر آپ کی سرحد مین آئے ہین امان جان نے ارادہ کیا

کہ جا کر گرفتار کر لاؤن مگر ہرکارون نے اسطور سے بیان کیا تھا مجھکو اشتیاق ہوا کہ
اول مین جا کر دیکھون شکر ہو کہ وقت پر پہونچی سرکار کو اٹھا لائی علاج کیا اب جب زخم
خشک ہو جائیگا تو آپ کو جانیکا اختیار ہو جہان رہیے بصحت و عافیت رہیے بادشاہ
نے یہ چند باتین کر کے پھر آنکھین بند کر لین گلپاش کو خوف پیدا ہوا کہ شاید کلام
کرنے مین تکلیف ہوئی پھر بیہوش ہو گئے کبھی قدمون پر ہاتھ رکھتی ہو کبھی سر پر ہاتھ
رکھدیتی ہو کبھی گھبرا کر کنیزون سے کہتی ہو کیون صاحبو تمھاری کیا راے ہو کنیزین
سینے پر ہاتھ رکھکر کہتی ہین کہ حضور سب طرح خیر و عافیت ہو مگر خارستان جادو
دیکھا کی کہ بیٹی میری سعد کو اٹھا کر اپنے مکان پر لائی ایک کنیز کہ شعلہ جوالہ اسکا
نام ہو ملکہ کے بہت منہ چڑھی ہو اُسنے پوچھا واری مین آپ کو بہت بدحواس پاتی
ہون آپ کہان گئین تھین اور کہان سے پلٹ کر آئین جسوقت سے آپ آئی
ہین کلام نہین کرتین خاموش بیٹھی ہین خارستان نے کہا اے شعلہ جوالہ عجب
سحر کہ درپیش ہو جس سے مجھکو انتہا کا پس و پیش ہو جب ہرکارون نے آکر مجھکو خبر دی تو
کمبختون نے اسطرح بیان کیا کہ ایک ماہ تابان بلکہ آفتاب درخشان آپ کی سرحد
مین زخمی ہو کر آیا ہو مین نے قصد کیا کہ براے گرفتاری جاؤن مگر صاحبزادی نے
مجھسے کہا کہ مین جا کر گرفتار کر لاؤن مین کیا سمجھتی تھی کہ وہ یہ سنکر مشتاق ہوئی ہو مین نے
اجازت دیدی اور عقب مین مین نے جا کر دیکھا کہ اُسنے جاتے ہی سعد شہریار کا سر
اپنے زانون پر رکھ لیا اور اپنے باغ مین اٹھوا کر لیگئی ہو نہین معلوم وہان کیا
ہو رہا ہو مجھکو بڑا خوف ہو کہ ایسا نہو قدرت آگاہ ہو جاوین تو میری بربادی
کرین حکومت چھین لین اور صاحبزادی کو تو زندہ نہ چھوڑینگے قتل کرنے کا ارادہ
کرینگے لہذا اے شعلہ جوالہ مین نے صرف تجھسے بیان کیا ہو اور اس مقدمے کو زبان
سے نہین نکالا ہو یہان سے جاؤ اور صاحبزادی کو سمجھاؤ کہ سعد شہریار کو گرفتار
کر کے لے آئے اور اگر اسکے خلاف کروگی تو مین ابھی آتی ہون وہ سزا دونگی
کہ عمر بھر یاد کروگی تڑپ تڑپ کر مروگی اگر یہ خیال ہو کہ اور شاہزادیان جو شریک

ہو گئین مین بھی شریک ہو جاؤن تو مین تمھارا پیچھا نہ چھوڑونگی وہ لوگ جو نکل گئے اُنکے بزرگون نے گوارہ کیا شعلۂ جوالہ نے کہا مین ابھی جاتی ہون اور سعد شہریار کو گرفتار کرکے لاتی ہون خارستان نے خوب سمجھا دیا کہ اے شعلۂ جوالہ میرے واسطے بڑی بدنامی ہو ساحر کہین گے کہ خارستان جادو صاحب قدرت ہو کر یہ کیا کہ بیٹھین کہ بیٹی نے اُنکی قدرت کے دشمن کو اپنے گھر مین جگہ دی اور علاج بھی کیا شعلہ نے کہا مین بہت اچھی طرح سمجھاؤنگی یہ کہکر شعلہ چلی مگر شعلۂ جوالہ نے گلپاش کو پرورش کیا ہو بڑی محبت رکھتی ہو دل سے باتین کرتی ہوئی جاتی ہو کہتی ہو کہ صاحبزادی نے غضب کیا عین شباب مین یہ آفت برپا کی ہم خارستان سے کہا کرتے تھے کہ جلد انکو نکالو کہین شادی کردو وہ جواب دیتی تھین کہ میری بیٹی بہت خوبصورت ہو جبتک ایسا ہی برمحکو نہ ملیگا مین شادی نہ کرونگی اور یہ تو مشہور ہو کہ سعد شہریار فرزندان صاحبقران مین سب سے زیادہ خوبصورت ہین کہ باپ کی انکو سلطنت ملی اُسی ذریعے سے یہ بادشاہ ہوے انتظام سلطنت تو اُنھین کی ذات پر موقوف ہو مشہور ہو کہ پانچ ہزار پانچ پانچ سو سردار ہین اور اُن سب کا سنبھالنا اُنھین کا کام ہو جب ایسا شخص آنکھون کے آگے آئے تو عورت نوجوان کیون نہ رغبت کرے اے شعلہ بہت سمجھاؤنگی کہ بی بی اس محبت سے ہاتھ اٹھاؤ اگر مان لیا تو فبہا اور نہ مانا تو مین اُنھین کا ساتھ دونگی اور بی خارستان کو سلام ہو جسکو گود مین پالا مجھسے کیونکر ہو سکیگا کہ میرے سامنے قید ہو لیکن تدبیر کے ساتھ کرنا چاہیے یہ سوچتی ہوئی باغ مین آئی یہان وہ وقت ہو کہ سعد شہریار کو ہوش آیا گلپاش نے کہا باہر چلکر بیٹھیے سعد راضی ہوے بیرون بارہ دری فرش بچھایا گیا مسند جواہر نگار لگائی اُسپر سعد شہریار بیٹھے پہلو مین گلپاش قمر طلعت بیٹھی باتین محبت آمیز ہو رہی ہین ملکہ بھی بہت خوش بیٹھی ہو ایک نازنین کہ حسن مین سب سے بے نظیر یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہو

نظم

نور مجبور ہون اس دل کی بیتابی سے		جان دینا پہ نہ ملتا بت ہر جائی سے

لب نازک پہ وہ ابکے جو جا کر بوسے / رنگ بڑھکر نہیں ہوتا کوئی عنابی سے
وقت گلگشت جو عکس رخ پر نور پڑے / رشک خورشید کو ہو باغ کی مہتابی سے
بے طلب سیکڑوں ہیں سیمبروں کو دیتا / ہاتھ ملتا ہوں فقط زر کی ہیں نایابی سے
شب کو اُس ماہ نے آنے میں توقف جو کیا / دل کو تھامے ہوئے دوڑا گیا بیتابی سے
شب مہتاب میں وہ مہ جو چڑھا کوٹھے پر / نور خورشید ٹپکنے لگے مہتابی سے
یاد ای نور جو اُس ابر کرم کی آئی / برق کی شکل تڑپنے لگا بیتابی سے

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو کر شعلہ اُڑتی ہوئی آسمان سے آئی ملکہ نے جو شعلہ کو دیکھا سناٹا آگیا مگر خاموش بیٹھی رہی شعلہ نے آکر سلام کیا اور ملکہ کی بلائیں لیں پھر سعد کی بلائیں لیں کہا بی بی کچھ کہونگی ذرا الگ اٹھو ملکہ صحبت سے اٹھکر الگ آئیں شعلہ نے کہا بی بی یہ تمنے کیا کیا جب تم صحرا میں گئی ہو تو ماں بھی تمھاری عقب میں پہونچیں اور تمھاری سب حرکتیں دیکھ لیں مجھسے جا کر سب حال کہا ابھی تک اور کسی سے نہیں کہا واری میں نے تمکو پالا ہی پرورش کیا ہو حقیقت یہ ہو کہ یہی شہریار تمھارے لائق ہو جیسی تم آفتاب ہو ویسے وہ مہتاب ہیں تمھاری صحبت کے موافق ہیں ماں نے تمھاری پیغام بھیجا ہو کہ اونتگ خاندان بہتر اِسی میں ہو کہ سعد کو گرفتار کرکے لا اگر اِسکے خلاف کیا تو زندہ نہ چھوڑونگی یہ نہ ہوگا کہ تم نکلجاؤ اور میں تمکو چین سے بیٹھنے دوں آگ لگا دونگی قیامت برپا کرونگی میرا تو گھر مٹتا ہو مگر تمکو مٹا کے مٹونگی اور سعد شہریار اب یہاں سے زندہ بچکر نہ جائینگے شعلہ نے جو یہ بیان کیا گلپاش کانپنے لگی شعلہ نے ہاتھ تھام کر کہا بی بی گھبراؤ نہیں سمجھکر بات کا جواب دو ملکہ نے کہا تم میری ماں ہو تمنے مجھکو پرورش کیا بتاؤ کہ کیا کروں اب مجھکو اختیار ہو کہ کیونکر جان بچیگی اور مادر مہربان تو لینے ہیں وہی کرینگی اُنکو میری جدائی نہ گوارا ہوگی جو تم کہو وہ کروں مگر یہ نہ کہنا کہ سعد کو چھوڑدو میں اِس شہریار کو نہ چھوڑونگی خواہ جان رہے خواہ جائے شکر اِس بات کا ہو کہ وہ بھی مجھپر مائل ہیں فرماتے تھے کہ سب شاہزادیوں پر تمکو

افسوس کرونگا اور کیا کیا مہربانیان فرمائی ہین کہ اُنکو کہہ نہین سکتی ہو شعلہ جو میرے لیے
مناسب ہو جواب دو جو تم کہو وہی کرون شعلہ نے کہا واری آپ تو چین کرین اور
معشوق سے باتون مین مصروف رہین مین جاکر آپ کی والدہ کو سمجھاتی ہون اگر
اُنھون نے میرا کہنا مان لیا تو سبحان اللہ اور اگر نہ مانا تو مین پلٹ کر آتی ہون مین
آپ کی بجان و دل شریک ہون اگر مان تمھاری کچھ فتور کرینگی تو اُس مین بھی
شریک رہونگی اگر آپ کو قید کرلین گی تو رہائی کی جستجو کرونگی ملکہ تو آکر پاس سعد
کے بیٹھین مگر رنگ روٗ اُڑا ہوا چہرہ اُداس عالم یاس یہی خیال ہو کہ مان نے مجکو
دیکھ لیا اب دیکھیے وہ کیسا فتور کرینگی خدا اِس شہریار کو سلامت رکھے سحر تو اپنر
کر نہین سکتین لوح طلسمی و لوح محفوظ اُنکے پاس موجود ہو اگر لشکر کشی کرینگی تو دیکھیا
جواب دونگی کس طرح خاموش نہ رہونگی یہان شعلہ جوالہ پاس خارستان کے آئی
خارستان آنکھون مین آنسو بھرے بیٹھی ہو بیٹی کی جدائی کے خیال سے رو رہی ہو
کہ شعلہ پلٹ کر آئی خارستان نے گھبرا کر پوچھا کیون شعلہ کیا ہوا کہا واری مین
آپ سے عرض کرتی ہون کہ آپ بخوبی آگاہ ہونگی کہ عشق بلاسے رو نہ گار ہو کیسے
کیسے جوان و ضعیف اِس کوچے مین پھنسکر تباہ و برباد ہوے کسی نے بھی چین پایا
اب وہ بھوت ملکہ کے سر پر سوار ہو جو آپ کہتی ہین وہ تو دشوار ہو مگر انصاف
کیجیے کہ سعد شہریار صاحب حسب و نسب ماں کی طرف سے ایسے کہ نوشیروان کے نواسے
باپ کی طرف سے رئیس خانہ کعبہ خوبصورت صاحب حشمت و شوکت ہم لوگون کی
کیا حقیقت ہو ساحر کہلاتے ہین مگر مقدمۂ حسب و نسب وہ چیز ہو کہ جسکو سب
پسند کرتے ہین شوکت کا یہ ایک ادنی جملہ ہو کہ طلسم نوخیز جمشیدی فتح کرنے آئے
ہین اور لوح طلسمی پا گئے ہین حقیقت مین اُنکے برابر کون ہوگا اگر آپ رنجیدہ نہ ہون
تو مین عرض کرون خارستان نے جھلا کر جواب دیا مین طرز کلام کو تمھارے سمجھ گئی
ہو شعلہ جوالہ سمجھو تو کہ سب اہل طلسم دشمن ہو جاوینگے شعلہ نے کہا پھر کیا کرینگے
طلسم کشا آپ کا سرپرست سب سے زیادہ زبردست صاحب ملک و مال و صاحب

جاہ و جلال جو منھ پر چڑھے گا وہ مارا جائیگا سزا پائیگا اب کل اہل طلسم سعد کی نگاہ
مین ہین تو کیا کر سکتے ہین اپنی آگ مین آپ جل رہے ہین دشمن اگر ہین تو ہوا کرین
خود خداوند دشمن ہو گئے تو یہ انجام ہوا کہ بھاگے بھاگے پھرتے ہین انکا کیا کر سکتے
ہین مین نے سنا ہی کہ بادشاہ طلسم زعفران زار سے پیغام کیا ہی جب یہان سے بادشاہ جائیگا
تو وہان بھاگ کر چلے جاوینگے یہ وہ لوگ ہین کہ اُس طلسم کو بھی جا کر فتح کرینگے تو اے
ملکۂ عالم مناسب یہ ہی کہ تم بھی چلو اور چلکر قدمبوسی [illegible] اور جو چاہو عہد و پیمان کر لو
جو کہوگی وہ قبول کرینگے تمھاری بیٹی کا بڑا مرتبہ ہوگا سب شاہزادیون کی افسر ہوگی
یون آیندہ تمکو اختیار ہی خارستان نے کہا او شعلہ دور ہو مجھسے اب بات نہ کیجیو
ابھی جا کر اُس گیسو بریدہ کو پکڑ لاونگی اور مثل دشمنون کے قید کرونگی مجھسے سنو تو
ایک بات کہلا دو کہ سعد شہریار طلسم سے ہاتھ اُٹھاوین اور جمشید کو سجدہ کرین
تو مین قبول کرون شعلہ نے کہا یہ بات تو آپ نے ایسی کہی کہ اُنکے غلام کبھی نہ
قبول کرینگے ان خداؤن کو وہ باطل سمجھتے ہین اگر انصاف کیجیے تو دلیلین انکی
سب قوی ہین وہ ایسا سوال رکھتے ہین کہ سامری و جمشید کیسے خداوند تھے کہ
مر گئے اپنے کو نہ بچا پائے اسی سے معلوم ہوتا ہی کہ اُنکا خداے نادیدہ برحق ہی مگر
انھون نے زندگی مین جو چاہا وہ کیا مگر جب وقت موت آیا تو کچھ نہ بن پڑا مثل
شداد کے کہ ایسا زور سلطنت ہوا کہ بہشت بنایا اور جواہر کے مکانات تیار
کیے مگر وہ جو حاکم حقیقی ہی جب یہ باغ مین جانے لگے تو ملک الموت نے آکے
سلام کیا کہ ای شداد بس اب آگے بڑھنے کا حکم نہین ہی ایک قدم اندر اور ایک
باہر اُسی مقام پر شداد کی روح قبض ہوئی کیون حضور اگر وہ خداوند ہوتا تو
اندر باغ کے تو جاتا اس شوق سے تو بنایا مگر اندر باغ کے نہ جا سکا ان باتون
سے ثابت ہوتا ہی کہ خدا وہ ہی جسکو سب بات پر اختیار ہی یہ سب باطل تھے ایسی
سلطنتین پائین کہ کہہ بیٹھے ہم خداوند ہین مگر انجام مین کیا ہوا سب بھول گئے
کچھ نہ کر سکے اسی طرح یہ سامری و جمشید بھی ہین کہ اپنی جان نہ بچا سکے اور جمشید تو

کھلا ہوا اسکا روجعلساز ہو باپ کے مرتے ہی خداوندین بیٹھا اب جو مصیبت پڑی ہو
تو اُسکو جھیل نہین سکتا اب آخر کو سعد کے ہاتھ سے قتل ہوگا ایسی دلیلین شعلہ نے
بیان کین کہ خارستان خاموش سُن رہی ہو کچھ جواب نہین دیتی جھلا کر یہ جواب دیدیا
کہ او شعلہ بس جاؤ ہمارے سامنے خداوندون کو بُرا نہ کہو ہمارے باپ دادا کیا
بے وقوف تھے کہ اسے سجدہ کر لیا شعلہ نے کہا واری اُسوقت کوئی ہدایت
کرنے والا نہ تھا اب صاحبقران زمان نے سب ملک اسلام آباد کر لیے
مذہب اسلام کا کیسا زور و شور ہو جسنے سُنا وہ مسلمان ہوا آپ مجھپر غصہ نہ کرین
مین آپ کی خیر خواہ ہون یہی چاہتی ہون کہ آپ کے واسطے بہتر ہو ایسا نہ ہو
کہ سلطنت کو زوال ہو اور بندگان عالی کو ملال ہو خارستان نے کہا تم جاؤ اور
اُس کمبیہ بریدہ کو سمجھاؤ مین دو گھڑی اور منتظر ہون اگر وہ آوے تو فبہا ورنہ مین خود
آتی ہون شعلہ بہت خوب کہکر اُٹھی مگر سوچتی ہو کہ کیا تدبیر کرون یہ سوچتی ہوئی باغ
مین آئی ملکہ نے پوچھا کیون اماں جان کیا کیا شعلہ نے کہا واری اہل طلسم کی عقل پر
پتھر پڑے ہین لاکھ سمجھاؤ مگر وہ اُلٹی ہی سمجھتے ہین مادر مہربان تمھاری آدینگی اب یہ
باتین سعد کے سامنے ہو رہی ہین سعد نے کہا او ملکۂ عالم اگر آئینگی تو آنے دو اگر
لاکھ ساحر لیکر آئینگی تو مین کمی نہ کرونگا کیا مجال ہو کہ تمپر کوئی ہاتھ ڈالے ملکہ رونے لگی
کہا ای شہریار مجھے بڑا خیال رہے کہ بندگان عالی پر کوئی مصیبت نہ پڑے مین قدمون پر
نثار ہو جاؤن سعد نے فرمایا ای ملکۂ عالم مطمئن رہو میرا کوئی کچھ نہین کرسکتا پروردگار
کا رحم چاہیے اگر وقت رنج و غم آیا ہو تو گرفتار رہونگا ورنہ خارستان کیا کرسکتی
ہو ملکہ تو ملول و حزین بیٹھی ہو سعد سمجھا رہے ہین مگر شعلہ نے کہا کہ مین جاکر در باغ پر
بیٹھون دیکھون کہ خارستان کسطرح آتی ہین ملکہ نے کہا اچھا ہوا اب سوا تمھارے
رفیق کون ہو دیکھون مادر مہربان کیا کرتی ہین وہان خارستان نے تھوڑی دیر
انتظار کیا جب شعلہ پلٹ کر نہ آئی کہا لو صاحبو بی شعلہ بھی اِس گرہی مین گئین اُسکی
شریک ہوئین مین نے کہا تھا کہ مین دو گھڑی انتظار کرونگی اگر جواب باصواب لائین

تو ہمیشہ اور زمین آکے گرفتار کرونگی وعدے کا زمانہ گذر گیا شعلہ نے ملکہ کو پایا اور ایسی
جوش مین وہ گئی ہی جاکر بیٹھ رہی اب وہ نہ آئیگی ملکہ کے ساتھ اُسکی بھی قضا ہی بارے
کوڑون کے کھال گرادونگی اب کیونکر بچینگی ارے سفاک جادو کو تو بلاؤ غرض
سفاک اسکے لشکر کا سپہ سالار ہی وہ حاضر ہوا ملکہ نے کہا فوج تیار کرو سفاک نے
کہا بارہ ہزار آدمی موجود ہین اُنکو لاتا ہون خارستان نے کہا فوج کی چندان
ضرورت نہین ہی مگر فقط سپاہ دکھانا منظور ہی مین جاکے اُنکی گردن لونگی چین سے
بیٹھنے نہ دونگی سفاک نے کہا ملکہ سمجھکر کلام کرو ایسا نہ ہو وقت پر بیٹی کی محبت
آجائے خارستان نے کہا اے سفاک محبت کیسی اب تو ضرور مین اُسکے قتل کی
درپے ہون اُسنے میرا نام مٹایا مجھکو خوب بدنام کیا اب مین کوئی بات اُٹھا رکھونگی
تم لشکر لیکر چلو مین آتی ہون سفاک بارہ ہزار فوج سے چلا یہان شعلہ دروازے
پر بیٹھی تھی اسنے دیکھا کہ طرف سے خارستان کے گرد اُٹھی اور دیکھا کہ سفاک
بارہ ہزار فوج سے آتا ہی شعلہ روتی ہوئی سامنے سعد کے آئی کہا اے شہریار
سفاک جادو بارہ ہزار فوج سے آگیا سعد تلوار ٹیک کر اُٹھے فرمایا اگر وہ
آتا ہی آنے دو میری زندگی مین باغ مین نہین آسکتا یہ کہکر پشت مرکب پر سوار
ہوئے ملکہ نے دامن تھام لیا کہا اے شہریار مجھکو پہلے قتل کیجیے تب جائیے اگر
خدانخواستہ آپ کے دشمنون پر کوئی افتاد ہووے تو مین کدھر کی ہونگی ہان
دشمن ہو گئی مگر پروردگار مالک ہی اے کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر نظم لطف و کرم

اے کہ اندر ابتدائے ابتدا را ابتدا — در مقام انتہائے انتہا را انتہا
خالق خلق تو اے فرمانروائے ارض و سما — مالک ملکی تو اے شاہنشہ روز جزا
وائے لطف و عنایت صاحب جود و سخا
از تو میخواہد دوائے درد دل ہر لا دوا — چارہ جوید از تو ہنگام بلا ہر مبتلا
اہل حاجت را توئی در بیکسی حاجت روا — وقت مشکل اہل مشکل را توئی مشکل کشا
مدعی حاصل کند از ذات پاکت مدعا

وردہ نذر و صد درخشان رخش خورشید را	ماہ را از چہرہ کو تابان تو بخشیدی ضیا
شمع را کردی تو روشن در جہان ای مہ لقا	بیشک و لاریب در حسن و جمال جان فزا

دلربائے دلربائے دلربائے دلربا

ملکہ بیقرار ہوکر رہ گئین ماہ شب تابی سعد سے فرمایا ای ملکہ کیون اپنے کو ہلاک کرتی ہو ابھی جا کر اس فوج کو شکست دیتا ہون سفاک کو معلوم ہوگا جو گرفتار کرنے آیا ہو خدا چاہے تو بھاگتا پھرے مگر ہٹو تم کنارے بیٹھو پروردگار سے ملتجی ہو کہ وہ رحیم و کریم ہو اگر وہ رحم کریگا تو کوئی بات نہین ٹال سکتا مین پہلے ہی سمجھا تھا کہ خارستان ضرور فتنہ برپا کریگی وہی ہوا ہان ہو کیونکر گوارا کرے یہ فرما کے بڑھے تیغ طلسمی ہاتھ مین لیا سلاح طلسمی زیب جسم ہین سفاک جادو فوج لیے ہوے آتا ہو جانتا ہو کہ مجھے کون روکیگا یون ہی باغ مین گھس جاؤنگا ملکہ کو پکڑ لاؤنگا مگر یہ نہ جانا کہ ... ہاتھ پاؤن ہلائیگی مگر میرے سامنے کیا زور چلایگا وہی ... آج اسکو یہ گھمنڈ ہو سب گھمنڈ نکل جائیگا خارستان ... خوش مزاج ہو ایسی سزا دیگی کہ اپنی زندگی سے بیزار ہو جائیگی خارستان کا غصہ ایسا نہین ہو کہ کوئی اسکو سمجھا دے وہ بیٹی کے نام سے بیزار ہو سفاک نے دور سے دیکھا کہ دروازہ باغ کا بند ہو ملکہ کوٹھے پر کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہین پکار کر آواز دی کہ بی بی تمھاری ذات سے یہ مصیبت اٹھائی کہ لشکر کشی کرنا پڑی اب چلی آؤ کہ مین باآبرو تمکو لے چلون ورنہ بہت پچھتاؤگی ابتک تو مجھکو خیال ہو کہ میری مالک کی بیٹی ہو یہ کہکر گھوڑا بڑھایا اور آواز دی کہ جواب بھی نہین دیتی ہو خاموش کھڑی ہو ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی بات کا جواب دو کوٹھے سے اتر آؤ کہ ہم تمکو عماری مین سوار کر کے لے چلین ورنہ اگر بے لطفی ہوئی تو کیا نفع ہوا یہ کہتا ہوا سفاک بڑھتا آتا ہو فوج اسکے ساتھ آتی ہو کہ یکایک دروازہ باغ کا کھلا سفاک نے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال پشت مرکب عربی پر سوار تیغ طلسمی ہاتھ مین لوح طلسمی

بجاے سپہ بائین ہاتھ مین نکلتے ہی نعرہ کیا کہ باشید۔ اے کافران بیحیا و اے نابکاران پُر دغا کیون بلوہ کرتے ہوے آتے ہو منم شاہزادہ سعد بن قباد دلغرہ بادشاہ

شہنشاہ شاہان فریدون حشم
تجلی دہ بزم اسلامیان

بہار گلستان کاؤس و جم
نہال گلستان صاحبقران

نعرہ کرکے کافرون پر جا پڑے سفاک نے گینڈا اپنا ہٹا یا فوج کو اشارہ کیا کہ سعد کو گھیر کر مار لو کل فوج نے سعد پر بلوہ کیا سعد اندر فوج کے در آے جنگ رستمانہ کرنے لگے افسران فوج بڑھ بڑھکے حملہ کرتے ہین مارے جاتے ہین جس افسر نے بڑھکر بادشاہ پر سحر کیا شاہ نے لوح کو چمکا دیا مگر سفاک فوج پر نعرے مار رہا ہے کہ ہان یار و تم بارہ ہزار ہو وہ شخص اکیلا ہے گھیر کر مار لو جو افسر بڑھا وہ شاہ کے ہاتھ سے مارا گیا کوٹھے پر سے ملکہ دیکھ رہی ہے کہ سعد بیچ فوج مین گھرے لڑ رہے ہین مگر بیتاب ہو رہی ہے شعلہ سے کہتی ہے کہ کیون شعلۂ جوالہ تمنے خیال کرکے دیکھا کس زور و شور سے ماشاء اللہ لڑ رہے ہین جسنے مقابلہ کیا وہ واصل جہنم ہوا مگر سفاک دور سے لینا لینا کر رہا ہے خود مقابلہ سعد پر نہین آتا دیکھو رہا ہے کہ سعد شہریار کے ہاتھ مین تیغۂ طلسمی ہے جس غول پہ جا پڑے اسکو درہم و برہم کر دیا اور ڈھونڈھکر افسرہی کو مارتے ہین شعلۂ جوالہ نے کہا ملکہ آپ بڑی صاحب نصیب ہین عجب جری و بہادر سے سامنا ہوا ہے کہ جسکا مثل نہین طرز جنگ تو دیکھیے پشت و پہلو سے کیسے ہوشیار ہین گھوڑا کیسا چوکنا ہو رہا ہے جو پشت پر آیا اُسے تلوار مار کر گرا دیا اور جو سامنے آگیا اُسپر لوح کو چمکایا ساحر کی زبان رکی اُسپر ہاتھ مار دیا گرد مرکب سعد شہریار ساحرون کے لاشون کے انبار ہین مرکب طرارے بھرتا پھرتا ہے جس طرف سے نکلا پرون کو پامال کر دیا سرون کو ٹھکراتا پھرتا ہے کبھی دولتیان مارتا ہے کبھی پشنک مارتا ہے جو سامنے آتا ہے اُسکو زخمی کرتا ہے کسیکا شانہ چبا لیا ہے کسیکا سر چبا لیا شعلہ کہتی ہے واری آپ بھی یہانسے سوچیے اور حکم ہو تو مین جا کر شریک جنگ ہون ملکہ نے کہا جانا بہتر نہین ہے یہ بے

سحر کرو مین بھی سحر کرتی ہون تم بھی سحر کرو ایک غول میں شاد کھینچے ہوے تھے کہ ملکہ نے ایک تلوار پھینکی اور آواز دی کہ اے سر شگافت لینا جانے نہ پائے اُس غول مین تلوارین برسنے لگین کئی سو جوان قتل ہوے سفاک نے سحر کرکے تلوارین روکین للکار رہا ہو کہ ہان یار و جگر لڑو سوچ لو کہ دنیا ناپائیدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی قیامت آنا بحق ہو بقول شاعر نظم

ای مقیمان تہ سقف سپہر غدار
تا یہ کی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار

آیہ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
ہو خرابے میں اگر قصر فریدون کے گزار

اُس مکان میں کبھی دربار رہا کرتا تھا
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار

رات دن چہلین رہا کرتی تھین سرِ دار نخچیر
عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار

شاخ گل زمزمہ سنجون کی نشیمن تھی مدام
اور غنچہ و ارسد اگو بجتے تھے صوت ہزار

بار تھا دان تو خزان کا کسی موسم مین
کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالے کی بہار

واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
واہ ری تیری تنک ظرفی با این عز و وقار

جنبہ پڑتا تھا پریزادون کے جھومر کا عکس
آجکل وہ لب جو چیند کا ہو آئینہ دار

قصر کو جانے دو باشندونکو انکے دیکھو
تکیہ گور و گور زن آج ہو ہر اک کا مزار

سینہ لبریز تمنا و لب مہر سکوت
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار

نہ وہ چہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہو
کنج تاریک ہو اور عالم تنہائی ہو

کوئی مونس نہیں ہمدم نہیں ہمراز نہیں
طاقت نطق کہان سانس بھی دمساز نہیں

یہ اشعار سنکر اہل فوج سعد پر بلوہ کرنے لگے ملکہ جو گھبرائی کوٹھے سے اتر آئی ور باغ پر آکر سحر کرنے لگی مگر سفاک سحر کو ملکہ کے روک رہا ہو جب ملکہ نے سحر کیا سو دو سو کو مارا بادشاہ پر سے ہٹایا قضائے کار قیصور کا اسکو فکر ہوئی کہ مین جاکر سعد کی فکر اون اُسوقت آکر یہ دیکھا کہ سعد گھرے ہوے ہین مگر جنگ رستمانہ کر رہے ہین قیصور جنی یہ معرکہ دیکھا رسعا کا فوج جنات مین آکر آواز دی کہ یار و ہزار دو ہزار تیار رہو کر چلو بادشاہ گھر گئے ہین دو ہزار جنات کہ تیار تھے قیصور

انکو ساتھ لیکر چلا اُسوقت پر پہنچا کہ سعد لڑتے ہوے قریب سفاک کے پہونچے
ہین مگر سفاک ہٹتا جاتا ہی مقابلے مین سعد کے نہین آتا للکار رہا ہی کہ او سعد خبیث
کہ واگر سحر کرونگا تو زمین ہلا دونگا یہ کلام کر رہا تھا کہ جنات نے کہ گر سے قیصور نے بھی تلوار
ہاتھ سے اُٹھا لی جنات کی لڑائی کا رنگ یہ ہی کہ ساحر کو مارا اور غرق زمین ہو گئے
دوسرے مقام پر جا کر نکلے ساحر پہ ہاتھ مار دیا جب جن غائب ہو جاتا ہی تو ساحر
اچنبہ ان ہو رہے ہین کہ یہ لوگ دکھائی نہین دیتے کس پر حملہ کرین اور کیونکر جان اپنی
بچاوین یہ لوگ تو دیکھے ہین قریب ہی کہ شکست کھا کے بھاگین کہ دیکھا ایکطرف سے
خارستان پیدا ہوئی اور ملکہ بھی دروازے پر خاموش کھڑی ہین خارستان
نے جو دور سے دیکھا کہ شکست فاش قریب ہی سفاک بھاگا بھاگا پھر رہا ہی سعد
سے اپنے کو بچاتا ہی کسی نے اسکو نہ دیکھا بلند ہوئی اور لپک کر ملکہ پر گری ملکہ کی
آنکھین بند ہو گئین خارستان نے کہین تپچہ دیا اور پکار کر آواز دی کہ بس او
سفاک تو نے آج ہین سے اس بانی فساد کو پکڑ لیا اب اسکو لیے جاتی ہون خدمت
خداوند مین بھیجونگی کہ اسکو سزا ملجائے پھر سعد سے سمجھونگی دیکھون یہ جنات کیا
کرتے ہین ایک سحر مین سب کو مٹا دونگی یہ جو پکار کر خارستان نے کہا او سفاک
تُل جلد سفاک نے جو خارستان کی آواز سنی فوج کو لیکے بھاگا سعد شہریار قیصور
کو ساتھ لیکے پلٹے جب دربار پہ آئے دیکھا شعلہ رو رہی ہی سعد نے پوچھا کیون
شعلہ خیر تو ہی شعلہ نے کہا حضور خارستان ملکہ کو لیگئی اگر آپ کی راے ہو تو
مین پاس خارستان کے جاؤن اور جاکر کچھ اصلاح کرون سعد نے فرمایا کہ
شعلہ جوالہ شاید کچھ بن پڑے یہ کہکر شعلہ روانہ ہوئی سعد شہریار اُسی مقام پر
اُترے پڑے قیصور سے فرماتے ہین کہ او قیصور دیکھیے شعلہ جوالہ گئی ہی جاکر کیا کرتی
یہان خارستان جادو ملکہ کو لیکر آئی ہی کنیزین سب جمع ہو گئی ہین کہتی ہی صاحبو
اس بدنصیب کو سمجھاؤ کہ یہ کیا گذری سعد کو لیکے بیٹھی ہی تین نے اسکی کشتی کی لشکر
بھی تباہ ہوا کئی ہزار آدمی مارے گئے قیصور بھی کہ اہل طلسم کا دشمن ہی لیا تو

دریا کیسے جلدی فوج کو لیکر آیا آخر شکست فاش ہوئی اس کمبخت کو سمجھا کر محبت سے
صدکی ہاتھ آتا تھا اُسے مین جاکر ایسکو گرفتار کر لائی سب کیند مین ملکہ کو سمجھا رہی ہین
کہ واری جو معاملہ کہتی ہین آپ اسے قبول کیجیے انکی راہ پر چلیے حقیقت مین وہ اہل طلسم کے
دشمن ہین اُنسے میل بہتر نہین ملکہ خاموش بیٹھی ہو کچھ جواب نہین دیتی کہ شعلہ جوالا آکر
پہونچی خارستان نے کہا ای شعلہ تم بھی جاکر بیٹھ رہین شعلہ نے کہا واری آپ کے
مزاج مین بڑی جلدی ہی میرے آنیکا انتظار نہ کیا اور لشکر کشی کر دی خارستان نے
کہا مین نے تجھسے کہدیا تھا کہ مین دو گھڑی انتظار کرونگی پھر لشکر کشی کرونگی جو مین نے
کہا تھا وہ کیا شعلہ نے کہا واری مین سمجھا چکی تھی کچھ پر راہ پر آئین تھین یہی صلاح
ہو رہی تھی فرماتی تھین کہ ایسا نہ ہو مادر مہربان مجھے سزا دین تو میری کیسی حقارت
ہوگی مین کہ رہی تھی کہ واری مطمئن رہیے کوئی آپ کو سزا نہ دیگا جو مرتبہ آپ کا ہی
وہی رہیگا یہ کیسکی مجال نہین ہی کہ بلا وجہ آپ کو سزا دے سکے سعد نے یہی ظاہر
کیا تھا کہ ہم لوگون مین دستور نہین کہ بدون عقد و نکاح فعل باطنی پر دست انداز
ہون اور ملکہ کو یہ چاہیے ہوگا کہ اول سحر سے توبہ کرین جب طیب و طاہر ہو لیین
تب عقد ہو مین سمجھا رہی تھی کہ واری اس مقدمے کو بہت طول ہی لہذا کہاں تک
انتظار کیجیے گا اِنکے یہان تو قید لگی ہی کہ بدون توبہ کیے سحر سے پاک نہ ہو جیے گا
یہ لوگ فسادی ہین لہذا منا سب یہ ہی کہ ماں کا حکم مانیے ایسا نہ ہو کہ ماں کے
خلاف ہو کہ اس مین خبر پہونچی کہ فوج آگئی سعد شہریار نام فوج لشکر سوار ہو کے
مصروف جنگ ہوے لہذا ای خارستان اب جو ہم کہین وہ مانو کہ اُنکو اپنے
پاس رکھو مین سعد کو سمجھا دونگی جب مین نے دیکھا کہ وہ لڑائی کو فتح کرکے پلٹے
تب میرے دل مین خیال آیا کہ مین جاکر ملکہ کو سمجھاؤن شکر کرتی ہون کہ وقت پر
پہونچی کہ ابھی کوئی بے اعتدالی نہین ہونے پائی خارستان چونکہ ماں ہی سرنگون
جو ملکہ کو دیکھا دل بھر آیا رونے لگی کہا ای نور نظر جو تمھاری خوشی ہو وہ کرو مین
نے فوج غصے مین بھیجی تھی مجھکو خود صدمہ ہی کہ ایسا نہ ہو تمھارے دل پر کوئی صدمہ

کہا اب سنئے اور تم اپنی جان دید و سوزن بھی زبان تک نہ دیا [illegible] گوشہ میں تمہارا شعلہ کو مقرر کیا کہ اب بہ اطمینان تمام سمجھاؤ ایسا نہ ہو کہ اسیر کوئی [illegible] پر ہشیار کہا میں اب سمجھاؤنگی وہ جاتی ہیں کہ میں وہی ہوں اسکو دیں لیے پھرتی تھی رات کو انکی چھاتی پر سلاتی تھی کیا کیا اسکے ناز اٹھائے اب آج نام خدا جوان ہوئیں تو کیا میرا کہنا نہ مانیں گی خارستان تو سامنے سے ہٹ گئی شعلہ نے کنیزوں کو بھی ہٹا دیا ملکہ سے چپکے سے کہا اے ملکۂ عالم اب زنجیر اسیر شب کو آپ کو لیجا کے پھر کے ملی [illegible] آپ کو لاسکے خاصہ وغیرہ نوش فرمائیے ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا اے شعلہ وہ کیسے بکدر رہینگے میں کھانا کھاؤں اور وہ بے کھائے رہیں شعلہ نے کہا واری وہاں قیصور رہتی ایسا خیر خواہ موجود ہو وہ سمجھا کر کھانا کھلا دیگا ملکہ نے بمشکل کھانا کھایا کہا اے شعلہ حوالہ کیا بیان کروں میرا تو یہ حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے

نظم

ہر مرتبہ دل بر اسے محبوب — ہر گھر میں خدا کے جائے محبوب
کیا حسن ہے کیا لقائے محبوب — ہے حور و پری فدائے محبوب
پتھر تو نہیں ہوں آدمی ہوں — کب تک میں سہوں جفائے محبوب
ہے قلزم عشق بھی تپ امت — کہتے ہیں یہ آشنائے محبوب
جبتک رہوں زندہ ساتھ دینا — اے عاشق با وفائے محبوب
دم ہے اسیر پھڑک رہا ہے — سو جان سے ہوں فدائے محبوب
شرمندہ شفق خجل ہے مرجان — خوش رنگ ہے کیا حنائے محبوب
وہ حسن میں حور ہے پری ہے — کس منہ سے کروں ثنائے محبوب
آنکھوں کو نصیب دید رخ ہو — ہر کان سنے صدائے محبوب
اے نور وہ عین مصلحت ہے — جس بات میں ہو رضائے محبوب

شعلہ نے کہا واری دل کو سنبھالیے اور پکار کر کنیزوں سے کہا کہ کھانا لاؤ کنیزوں نے جا کر خارستان سے کہا کہ بی شعلہ کھانا مانگتی ہیں خارستان خوش ہو گئی کہا معلوم ہوتا ہے شعلہ نے سمجھا کر راضی کیا کھانا عمدہ سینی میں لگا کر روانہ کیا شعلہ نے

دسترخوان بچھایا ملکہ کو کھانا کھلایا مگر ملکہ کا یہ حال ہو کہ جو نوالہ منھ مین ڈالتی ہو کہتی ہو
اے شعلہ جوالہ میرے حلق مین نوالہ پھنستا ہو معلوم ہوتا ہو اُس شہریار نے کھانا نہین
کھایا شعلہ کہتی ہو واری یہ گمان نہ کیجیے قیصور جنی ایسا رفیق ہو وہ یہ چاہیگا کہ سعد
کھانا نہ کھاوین وہ بچاکر کھلائیگا حقیقت مین سب جنات نام پر شہریار کے جان دیتے
ہین اِنکے دادا کے تسخیر کیے ہوے ہین اِنکو اپنا جان و ایمان جانتے ہین ہر ایک کا
یہی قول ہو کہ ہم آپ کے دادا کے زرخرید ہین آپ کے بردہ ہین دو ہزار جنات
آکر کس خوبصورتی سے لڑے کہ بارہ ہزار ساحرون کو شکست دی اگر تھوڑی دیر
خارستان اور نہ پہونچتی تو شکست فاش ہوجاتی ملکہ کہتی ہو کہ اے شعلہ جوالہ مین
غافل کھڑی تھی مادر مہربان اُٹھا لائین اور جو میرا سحر چلجاتا تو اُنکی کیا مجال تھی کہ بچا
لاسکتین اب سنبھلکر کھڑی ہون مادر مہربان سحر کرین اور اول تو بڑی بات یہ تھی
کہ اگر مین اُنسے لوح محفوظ لے لیتی اور گلے مین اپنے وہ لوح پہن لیتی تو پھر کسکی مجال تھی
کہ مجھپر جو کر سکتا جو سحر مادر مہربان کرتین وہ خالی جاتا مجھپر تاثیر نہ کرتا انھین باتون مین
دن گذرا شعلہ جب اُٹھکر آئی خارستان نے پوچھا کیون بی شعلہ کہا گری دکھائی شعلہ نے
کہا واری راضی کر چکی ہون اب تھوڑا سا منانا اور باقی ہو یہ تو کہدیا کہ مین حکم سے
مان کے باہر نہ ہونگی جو فرماوینگی وہ بجا لاؤنگی اب ایک اقرار باقی ہو مگر اب آپ آرام
فرمائیے صبح کو مین جواب صاف دونگی یہ مضمون سُنکر خارستان خوش ہوگئی کہا اے شعلہ
تجھسے بڑی امید ہو ہماری پرانی رفیق ہو تجھسے نیکی ہوگی کبھی بدی نہ کروگی شعلہ نے
کہا واری ہم نمکخوار قدیم ہین ہر وقت یہی چاہتے ہین کہ آپ آباد رہین وہ دن سامری و
جمشید دکھاوین کہ صاحبزادی کو دلھن بناوین اور دولھا برات لیکر آوے گالیان
دین اور گالیان کھاوین تو باعث خوشی ہو خارستان تو شراب پی کر سو رہی مگر
شعلہ نے آکر کہا کہ واری نکل چلیے ملکہ نے کہا بوا چلو دونون نے پیر پروانہ پیدا کیے
انھون نے جو منع کیا اُنکو جھڑک دیا یہان سعد شہریار ملول و حزین بیٹھے ہین اور
قیصور جنی مصروف خدمتگذاری ہو دمبدم عرض کرتا ہو کہ خاصہ نوش فرمائیے سعد

فرماتے ہین کہ اے قیصور نہین معلوم اُس ماہ تابان پر کیا گذری کہ خود بخود دل گھبراتا ہے کہو اگر تمھاری صلاح ہو تو خارستان پر چڑھ دوڑون قیصور نے کہا مین تو نہ عرض کرونگا کیونکہ بے اسکے مکان پر لشکرکشی کرنا اچھی بات نہین غلام خبر لائیگا اور سرکار کو خبرِ ملکہ کی آگاہ کریگا شعلہ جوالہ گئی ہے وہ خبر لیکر آئیگی حال کھلجائیگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی سعد نے دیکھا کہ آگے آگے عذرا اور پیچھے پیچھے شعلہ جوالہ دونون آکر پہونچین سعد ملکہ کو دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوگئے فرمانے لگے کہ ملکہ کیونکر آنا ہوا شعلہ نے کہا حقیقت یہ ہے کہ ملکہ کو میرا اعتبار ہے اور بی بی خارستان بھی مانتی ہین مین نے جو جا کر سمجھایا فوراً راضی ہوگئین یا تو قید کرتی تھین یا زبان مین ہورہین بھی نہ رہی رن بھر مین نے وہان کا نام شام کو نے نکلی اب مناسب یہ ہے کہ اپنے لشکر مین نکل چلیے کہ آپ برائے طلسم کشائی بھی جا رہینگے اور یہان ہم لوگ کسکے بھروسے پر رہینگے بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ ابھی تو رات ہوچکی کل یہان سے کوچ کرکے سفر کرکے نکلیلو غرض رات تو بسر کی صبح کو کوچ کیا جب جیپور پہلوان کو جو مقابلے مین اُترا ہوا تھا یہ خبر معلوم ہوئی کہ سعد لشکر مین نہین ہین تو طبل جنگی بجوا کر میدان مین آیا کئی پہلوانون کو زخمی کیا دو دن مین اسنے سب پہلوان زخمی کیے اور روز یہی کہتا ہے کہ اے مسلمانون بہتر یہی ہے کہ سعد کو حاضر کرو ورنہ ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اہل لشکر کہتے ہین کہ اے جیپور سعد شاہ یہان نہین ہین ورنہ یہ لوگ ایسے ہین کہ چھپکر بیٹھتے اور تیرے مقابلے مین نہ آتے جیپور کہتا ہے کسی کو مقابلے مین بھیجو برابر ہوگیا ہے کوئی اسکے مقابلے مین نہین آتا جیپور گھمنڈ اصفیر کر رہا ہے کہتا ہے اب حملہ کرونگا سب کو لوٹ لونگا یہ بارگاہین اور خیمے سب اُکھڑوا ڈالونگا تم لوگون کو آرام نہ لینے دونگا اہل لشکر دعائین مانگ رہے ہین کہ اے مالک حقیقی و اے رب تحقیقی رحم اپنا شریک کر

نظم

خدا ے حافظ و ناصر کند نگہبانی	بوقت مشکل و رنج و غم و پریشانی
بکوه و دشت و بیابان چارسوے زمین	سحاب رحمت حق کرد گوہر افشانی

بحال بندۂ ناچیز و مبدم شب و روز
شود عنایت مولای و فضل ربانی

بشرق و غرب رسد تا زہ روشنی ہر روز
چو آفتاب درخشند و ظل سبحانی

بباب دولت خدام بارگاہ اگر
کنند سکندر و دارا ہمیشہ دربانی

خداست مالک و مملوک عالم دنیا
خداست باقی و جن و بشر ہمہ فانی

چو شغل کاتب قدرت بدید حیران ماند
بشکل آئینہ از حسن خویش حیرانی

چو در عبادت معبود میکند غفلت
شود ز بندۂ نادان کمال نادانی

رسد بہ طلب خود طالب خدا ہندی
ز مدح گوے و وصافی و ثناخوانی

جیپور میدان مین گینڈا دوڑا رہا ہی اور پکارتا ہی کہ ای مسلمانان مین تمھاری
جان بخشی کرتا ہون مال سب حوالے کردو نقد جان لیکر چلے جاؤ کوئی تمکو دیکھیگا
اہل لشکر بیقرار ہین عرض کرتے ہین کہ ای خداے کریم و ای سمیع و علیم اس ظالم کے
ہاتھ سے بچالے اس آفت آسمانی سے نجات دے اس بیقراری مین امر سب
لشکر اسلام ہی اور جیپور اُسی طرح کلمات غرور کہے جاتا ہی مگر اہل اسلام نے جو اس
حالت پریشانی مین دعائی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحراے گرد اُڑی جیپور
چاہتا تھا کہ پلٹ جاؤن کو دیکھا سعد بن قباد و پشت مرکب پر سوار و ہزار جنات
پشت پر قیصور جنی رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے چلا آتا ہی سعد نے دیکھا کہ جیپور میدان
مین کھڑا ہوا ہی اپنے سردارون کو دیکھا کہ سب زخمدار پٹیان مرہم کی سرون پر بندھی
ہوئی بیکس و بے بس حیران و پریشان کھڑے ہین سب کو جو پریشان دیکھا
دل بھر آیا وہین سے نعرہ کیا کہ او جیپور مغرور کہان جاتا ہی ہم سعد شہریار
نعرہ کرکے میدان مین آئے جیپور کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا چند سوار
جو اسکے قریب تھے اُنسے کہا کہ مسلمان بڑے صاحب نصیب ہین دیکھیے عین
وقت پر سعد آگئے اگر یہ ننہا کرونگا تو وہ باؤ ڈالینگے سردار انکے سب
زخمدار ہین اب دو کرینگے کہ بلوہ کرین مفادہ ہوگی نہین معلوم کیا گذرے یہ کہتا
ہوا میدان مین آیا سعد نے کہا ای پہلوان تعجب کا مقام ہی تو جانتا تھا کہ افسر

لشکر میں نہیں ہو اسپر یہ و بازو، الاخیر چند گذر اسے گذرا اب اطاعت کر اے جیپور ہم
نہیں چاہتے کہ تجھسا پہلوان مارا جائے مسلمان ہو کر ہمارے ساتھ رہو میں تمہارا مرتبہ
سب سے زیادہ کرونگا جیپور نے کہا یہ تو مشکل ہی کہ میں مذہب حضور اختیار کرون
اور اپنے دو سو خداوندون کو چھوڑ دون اگر آپ میری اطاعت کریں تو اپنے لشکر
کا بادشاہ کرون اپنے کو آپ کا نوکر تر اردون بادشاہ نے فرمایا او دیوانے
کیون وحشت ہوئی ہی یہ کیا بیہودہ بکتا ہی مناسب یہ ہی کہ میدان کارزار ہی زبان
تیغ و کلمۂ دست سے کام کر کہ لطف جرأت ملے اُس روز تو نے مجھکو مکر سے زخمی کیا تھا میں
جان گیا کہ تو مکار ہی اب مکر تیرا نہ چلیگا جیپور نے جھلا کر نیزہ مارا سعد نے نیزہ اسکا
توڑ ڈالا جیپور نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا
سعد نے بڑھ کر بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینک دی اور کمر میں ہاتھ
ڈالکر اُٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا چاروں شانے چت گرا بادشاہ نے فرمایا
اکنون ورشناخت پروردگار چہ میگوئی جیپور نے جواب دیا میری لاکو جانیں
سامری و جمشید پر نثار ہیں سعد نے جیپور کے پیٹ پر پاؤں اپنا رکھا اور دونوں
ہاتھوں سے گردن پکڑ کر کھینچ لی مع نعرے دھڑ سے سر الگ ہو گیا اہل فوج نے
جو دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا لینا لینا کہکر آپڑے اور ادھر سے سعد بن قباد کرب
پر سوار ہوے نعرہ کرکے لڑنے لگے قیصور نے جو دیکھا کہ فوج حریف نے
آقا کو گھیر لیا ہی فوج کو لیکر آپڑا اول تو اُنکے سر پر سردار نہ تھا دوسرے جنات کی لڑائی
سخت تھی چند حملوں میں سب بھاگے لاشہ اپنے افسر کا اُٹھا لیا روتے پیٹتے طرف
شہر ہفت رنگ کے چلے یہاں خارستان جادو جو صبح کو اُٹھی دیکھا کہ بیٹی
نہیں ہی گھبرا کر کہا اری شعلہ جوالہ صاحبزادی کہاں گئیں کنیزوں نے کہا حضور
رات کو دونوں نکل گئیں خارستان نے ایک کنیز کو اشارہ کیا کہ جا کر باغ کو
دیکھ تو آؤ وہ کنیز گئی جا کر باغ میں دیکھا کہ سناٹا پڑا ہی اندر جا کر دیکھا کہ چند کنیزیں
جانیکی تیاری کر رہی ہیں یہی کہتی ہیں کہ ہم تنہا یہاں رہکر کیا کرینگے مالک تو ساتھ

سعد شہریار کے گئین کنیز وہان سے روتی ہوئی آئی آکر خارستان سے کہا کہ آپکی
صاحبزادی باغ سے بھی چلی گئین خارستان جھلا کر اٹھی کہتی ہوئی کہ مین انکو معرکہ
کے پاس رہنے دونگی گردن پکڑ کے لاؤنگی یہ کہکر ہوسے صورت بدلی ایک کنیز کی
شکل بنکر طرف لشکر اسلام کے چلی کہ رونے کی صدا کان مین آئی ایک نخل کے
سایے مین ٹھہر گئی دیکھا کہ چند جوان آشنان وخیزان زخمدار و بیقرار ایک جنازہ
لیے ہوے جاتے ہین خارستان نے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو اور یہ جنازہ کسکا
ہو سب نے کہا مالک ہمارا جیپور پہلوان برائے مقابلہ مسلمانان گیا تھا پہلے تو
سعد کو زخمی کیا چار میدان واریون مین کئی سردار زخمی کیے پانچوین دن جو
میدان مین نکلا تو سعد آکر پہونچے سر میدان جیپور کو مارا ہم لوگ لاشہ لیکے
بھاگے اب خدمت خداوند مین جاتے ہین کہ اُنسے اطلاع کرین دیکھیے کیا تدبیر
ہو خارستان سمجھ گئی کہ باغ سے جا کر اس پہلوان کو مارا حقیقت مین سعد بڑا
بہادر ہو کوئی اُس سے مقابلہ نہین کر سکتا اُن سب سے رخصت ہو کر لشکر اسلام
مین آئی یہان وہ وقت ہو کہ بادشاہ بارگاہ مین بیٹھے ہین اور ملکہ کرسی پر بیٹھی ہین
شعلۂ جوالہ حاضر ہو مصروف خدمت ہو خارستان دیکھا کہ جگلی بڑبڑاتی ہوئی باہر نکلی
ایک ایک سے کہتی ہو صاحب تمنے گستاخی بی گلپاش کی دیکھی کہ ماں کے پاس سے
بھاگ آئین بارگاہ مین سعد کی چین سے بیٹھی ہین بہت خوش اور محظوظ ہین مگر خیر
سمجھا جائیگا قسمت کا فیروزہ بن عمرو جو کہ دربار مین مصروف تھا باہر سے
آتا تھا کہ اسنے دیکھا ایک ضعیفہ بڑبڑا رہی ہو اسکا ماتھا ٹھنکا قریب آکر پوچھا
کہ بڑی بی صاحب کسے کہ رہی ہو بڑھیا نے کہا بیٹا مین اس زمانے کی لڑکیون کو
دیکھتی ہون کہ کیا جھٹ پٹ میل کر لیتی ہین بی گلپاش کیسی خوش بیٹھی ہین ماں
چھوٹی گھر چھوٹا کچھ پروا نہین مگر سزا ملیگی خالی نہ جائینگی فیروزہ سمجھ گیا کہ یہ ملکہ
خارستان کی طرف دار ہو کہا دیکھو بڑی بی وہ کنیز کیا کہتی ہو جیسے ہی خارستان
پلٹی فیروزہ نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے جھاب مار کر بیہوش کیا پشتارہ

باندھکر بارگاہ مین لایا کہا لوبی گلپاش دیکھو یہ چھپا کون ہو تمھاری تیراندازیان کر رہی تھی
گلپاش نے غور کیا کہ صورت تبدیل ہوئی پہچانا کہ یہ تو خارستان ہو کہا جلد اسکی زبان
مین سوزن دے فیروزہ نے زبان مین سوزن دیکر ستون سے باندھا اور ہوشیار
کیا خارستان نے آنکھین کھولکر دیکھا کہ صاحبزادی بیٹھی ہین اور مین بندھی ہون
کہا او شوخ دیدہ و او گیسو بریدہ دھگڑے کو لیکر بیٹھی ہو اگر مین قتل بھی ہو جاؤنگی تو
بھوت بنکر تجھکو ستاؤنگی چین نہ لینے دونگی سعد نے کہا او مکارہ کیون ہمین ڈراتی
ہو جو تجھسے ہو سکے وہ کر لینا اب بہتر یہ ہو کہ اطاعت اسلام کر ورنہ جلاد کھڑا ہوا ہو ابھی
تجھکو قتل کریگا زندہ نہ چھوڑیگا خارستان نے کہا او شہریار اگر میرا بند سے بند
جدا کیجیے گا تو بھی جمشید ثانی کو نہ بھولونگی وہ ہمارا خداوند ہو فیروزہ خنجر لیکے چلا
گلپاش نے جو یہ دیکھا بیقرار ہو گئی کہنے لگی او فیروزہ ٹھہر جاؤ مین ماں کو سمجھالون
یہ کہکر اٹھی قریب آکر ہاتھ باندھکر کھڑی ہوئی کہا او مادر مہربان میری خطا معاف
کیجیے مین نہین چاہتی کہ آپ کو آزردہ کرون ورنہ مین ابھی سر جھکاتی ہون میرا
سر کاٹ لیجیے مین یہ نہین چاہتی کہ آپ کو ملال پہونچے مجھے اپنی جان دینا گوارہ
ہو قضاے کار سرمست جادوگر خارستان کا آشنا ہوا آسمان پر اڑتا ہوا جاتا تھا
اسنے جو دیکھا کہ خارستان بندھی ہو بیقرار ہو گیا تڑپ کر گرا خارستان کو اٹھا لیا
جبتک گلپاش اٹھے یہ بلند ہو گیا مگر فیروزہ پیچھے چلا سرمست جادو خارستان
کو لیے ہوے سامنے ایک پہاڑ تھا اسپر آکر اترا چونکہ خارستان تموج ہوا سے بیہوش
ہو گئی تھی چاہا جگاکر پوچھون کہ یہ کیا معرکہ تھا ناگاہ سامنے سے گانے کی آواز آئی کہ کوئی
یہ اشعار عاشقانہ گاتا ہوا آتا ہو

نظم

جیسے ہوے رقیب ہین دلبر کے آس پاس — کانٹے لگا ہو ہجوم گل تر کے آس پاس
اللہ ری دشمنی جو وہ گل سو یا رات کو — کانٹے بچھائے غیر نے بستر کے آس پاس
شب کو جو اسنے فرط خوشی سے پھرا کیا — مثل تدرو اس سہ افسر کے آس پاس
غیرون کو خوف جان ہوا وقت امتحان — آیا نہ کوئی یار کے خنجر کے آس پاس

کاٹونگا لب مین تیغ سے کوچے رقیب کے | آیا جو ای حسین ترے گھر کے آس پاس
چھوڑا نہ ایک پل بھی کبھی نوربین نے ساتھ | دایم رہا مین اُس مہ انور کے آس پاس

سرمست جادو نے خارستان کو وہین چھوڑا آپ پہاڑ سے اُترا دیکھا کہ ایک نازنین دیوانہ وار وحشی مثال اشعار مذکور گاتی ہوئی آتی ہی سرمست نے قریب آکر کہا کہ ای نازنین تو کون ہی اُس نازنین نے سرمست کو بہ نگاہ غور دیکھا اور ایک چیخ مار کر بیہوش ہوگئی اُسکے ہاتھ مین ایک پرچہ کاغذ کا تھا وہ زمین پر گر پڑا سرمست نے کاغذ اُٹھا کر دیکھا تو اپنی تصویر پائی حیران ہوا کہ اسنے مجھکو کہان دیکھا کہ میرے عشق مین بیقرار ہو کر نکلی اور یہ کیفیت ہوئی ای سرمست یہ معشوقہ پریچہرہ اور دل سے تجھپر مائل تیغ ابرو کی گھائل اسپر قبضہ کرو کہ عنایت ساحری ہی یہ سوچکر سر زانو پر رکھا تلوے سہلا کر جگایا کہا ای مہ جبین آنکھین کھول صاحب تصویر حاضر ہی اُس نازنین نے آنکھین کھولین سر جو اپنا اُسکے زانو پر پایا حیران دیکھنے لگی کہتی تھی کہ ای تقدیر آج معشوق کے زانو پر سر ہی یہ مرتبہ میسر ہی معشوق کی محبت سراسر ہی سرمست نے کہا ای جان جہان فدای آرام دل مشتاقان مین تابعدار ہون کبھی بے اعتدالی نہ کرونگا اُسنے سینے پیٹ کر دو تمانچے مارے کہا او ظالم مہینہ بھر سے مین اس جنگل مین ماری ماری پھرتی ہون مگر آج لات ومنات نے آرزو پوری کی کہ تجھکو دیکھ پایا کیا کہون کہ جو دل کو فرحت ہی یہی آرزو ہی کہ قدمون کو بوسہ دون تجھ ایسے معشوق کے گرد پھرون واہ کیا سیاہ چہرہ ہی اس چہرے کا عاشق ہمیشہ بیقرار رہے گا ناک کیسی چھوٹی سی ہی معلوم ہوتا ہی مینڈکی بیٹھی ہی قد ہی کہ تاڑ ہی سارے اعضا ہیکل بے نظیر ہین سرمست ان باتون پہ مرا جاتا ہی کیونکہ آجتک تو کبھی کسی عورت نے بخوشی اسکو قبول نہین کیا تھا کہ ایسی چاہنے والی ملی نازنین نے کہا او نگوڑے کہین سے شراب لاکر ایک جام پیون جمائیان آرہی ہین یہ سنکر سرمست نے کہا بیٹھو مین ابھی شراب لاتا ہون جب سرمست چلنے لگا تو اُس نازنین نے کہا او بے مروت ایسا نہ کرنا کہ کہین جاکر بیٹھ رہنا مین گھبرا اُٹھی سرمست نے کہا مین دوڑا ہوا جاتا ہون

ابھی شراب لیکر آتا ہوں یہ کہکر طرف صحرا کے چلا جھٹ پٹ جاکر شراب لی لاکر سامنے رکھی وہ نازنین شراب کو الٹ پلٹ کرنے لگی سرمست کہتا ہو ای جان جہان اس کو نہ چھوو بڑی تیز شراب ہو مگر صاحب یہ تو بتاو کہ تمھارا نام کیا ہو اور یہ تصویر کیونکر پائی نازنین نے کہا یہان سے قریب ایک قلعہ ہو کہ اسکو قلعہ وحشت کہتے ہین باپ میرا وہانکا حاکم ہو ایکروز ایک سوداگر کچھ مال لایا اُسنے ایک صندوقچہ میرے ہاتھ بیچا اور یہ کہگیا کہ اس مین سب کچھ ہو لیندا اسکو کھولکے دیکھنا ایک کاغذ کا پرچہ بھی پڑا ہو وہ تو واپس چلا گیا جو بدبخت نے وہ صندوقچہ کھولا کاغذ کا پرچہ نکلا کاغذ کو جو کھولا یہی تصویر تھی جسکو دیکھکر دیوانی ہوئی آٹھ پہر اسکو دیکھا کرتی تھی ایک شب کو ایسی گھبرائی کہ تصویر لیکر نکل پڑی ایک مہینہ کامل گذرا کہ اسی جنگل مین ہون آج سامری نے اپنا فضل شریک کیا کہ تمھارا آنا ہوا کیا سامری و جمشید کا شکر کرون مگر جو ینده یابنده ہین اسی خیال سے نکلی تھی کہیں تو وہ ظالم ملیگا یہ کہکر جام بھرا اور سرمست کے گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا لو صاحب یہ پی جاؤ مگر ایسا نہو کہ شراب پی کر بیہودہ حرکت کرو مجھے برداشت نہین ہو جبتک نسبت کا تو یہ قول ہو کہ جو کچھ تمھاری طرف سے پہونچے وہ راحت ہو مگر دل نہین قبول کرتا یہ کہکر سرمست کو جام پلایا جام پیتے ہی سرمست نے کہا کیون ای ملکۂ عالم یہ کیسی شراب تھی کہ دل اندر سے گھبرانے لگا ہڈیون سے آگ نکل رہی ہو اُس نازنین نے کہا کہ صاحب تمھین شراب لائے ہو طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ شراب نوشیدنی تھی اُسنے گرمی کی ذرا اُٹھکر ٹہلو کہ گرمی دفع ہو مگر وہان خارستان جادو کہ پہاڑ پر پڑی تھی ہوا سے اُسکو غش سے ہوش آیا اُسنے پہاڑ سے دیکھا کہ سرمست جادو ایک نازنین سے باتین کر رہا ہو سرمست اپنے مقام سے اٹھا جیسے ہی ٹہلنے لگا [illegible] گیا بیہوشی سے [illegible] کر اپنی آنکھون سے خارستان نے دیکھا کہ اُس نازنین نے [illegible] ہو عمرو اور خنجر مار کر شکم سرمست [illegible] تھا پاک ہوا خارستان حیران [illegible] کیا معرکہ ہوا مجھکو تو سرمست [illegible] اُٹھا لایا تھا اور یہ کون تھا کہ جسنے اسکو ہلاک کیا مگر فیروزہ سرمست کو مارکر [illegible] کو دیکھا کہ خارستان ہوشیار بیٹھی ہو

فیروزہ نے آکر سلام کیا کہا ای خارستان مین نے تمکو بچایا ورنہ سرمست جادو اور
خیال سے لیے جاتا تھا بہت پریشان کرتا خارستان نے کہا ای فیروزہ میری دختر
شریک مسلمانان ہو چکی مین یہی چاہتی تھی کہ مین بھی اُنکے ساتھ ہو جاؤن مگر مقام
افسوس ہو کہ شاہ نے میری بات نہ پوچھی مجھکو سامنے بانڈھ دیا کہ اتفاق سے سرمست
مجھکو وہان سے لے نکلا صاحبزادی نے قصد کیا تھا کہ اُسکو روکون مگر وہ ایسا
جلد بلند ہوا کہ وہ نہ کر سکین آخر ناچار ہوئین انجام یہ ہوا کہ تمنے بچایا مین تمہارا کیا
شکریہ ادا کرون اب مین رخصت ہوتی ہون فیروزہ نے کہا ای ملکۂ عالم التفات
کرو کہ صاحبزادی جو تمہاری شریک ہوئین اُنکا بادشاہ نے کیا مرتبہ کیا ہو ہر چند کہ
کتاب سوانحات مین لکھا ہو کہ چالیس شاہزادیان نوجوان سحر مین طاق حسن مین
شہرۂ آفاق شریک سعد شہریار نامدار ہو وینگی مگر ای خارستان ابھی اس حکم کا
ظہور نہین ہوا ہو مگر حقیقت یہی ایسی شاہزادیان شریک ہوئی ہین اور ہوتی جاتی
ہین کہ اُنکے شریک ہونے سے طلسم کشا کو قوت ہو گئی جب لڑائی پڑیگی تو جمشید
حیران ہوگا ای ملکۂ عالم تمہین اپنے دل مین اسکو خیال کرو اور ماننے زمانے کا تمکو
اختیار ہو چاہو بخدمت سعد شہریار چلو خواہ اپنے قصر مین جاؤ خارستان نے کہا
مین برائے ملاقات جمشید ثانی جاتی ہون دیکھون وہ کیا حکم دیتے ہین ای فیروزہ
شاہ سے کہدینا کہ مین یہ چاہتی ہون کہ ایسے وقت مین شریک ہون کہ سرکار کی مین
مددگار کہلاؤن اور گلپاش دختر سے ہماری کہدینا کہ اب مجھے مطمئن رہین ہر چند فیروزہ
نے سمجھایا کہ چلکر شاہ سے ملاقات کر لو پھر جانا مگر خارستان نے نہ مانا فیروزہ سے
رخصت ہو کر دربار جمشید مین آئی جمشید ثانی تخت پر بیٹھا تھا جیسے ہی خارستان
نے سلام کیا جمشید نے کہا ای خارستان کہان سے آتی ہو خارستان نے کہا یا
خداوند مین اپنے قصر مین بیٹھی تھی آرزو ہوئی کہ چلکر زیارت سے مشرف ہون
جمشید نے حکم دیا کہ اس دروغ گو کو گرفتار کرو شاہزادیون اور خواجہ سراؤن
نے گرفتار کر لیا جمشید نے حکم دیا کہ قتال جادو کو بلاؤ جب قتال سامنے آیا تو

جمشید نے حکم دیا کہ قمر ایذا رسان مین اسکو لیجاؤ اسنے بڑا غضب کیا ہو مسرت کو
قتل کر دیا اور عیار شاہ سے باتین کرتی تھی طائران جہانگرد نے ہمکو خبر دی یہ نہ
کوئی جانے کہ ہم غافل بیٹھے ہین سب جہان کی خبر ہمکو ملتی ہو او خارستان تمنے بڑا ستم
برپا کیا کہ بیٹی تمھاری طالب کشاہ مائل ہوئی اور تمنے قدرت کو خبر نہ دی لشکر کشی کی
ہمنے تمکو تقدیر کر کے بچایا قتال جادو خارستان کو لیکر چلا مگر حیران ہو کہ کیا کرون
قمر ایذا رسان تو بہت دور ہو کیونکر وہان پہونچونگا یہ سوچتا ہوا ایک پہاڑ پر
آکر ٹھہرا وہان کی حاکم علامہ جادو اپنی صحبت مین بیٹھی تھی اسنے جو قتال کو دیکھا
پکار کر آواز دی کہ او قتال یہان آؤ ہماری صحبت مین شریک ہو قتال آکے بیٹھا
علامہ نے پوچھا کیون اے قتال خارستان سے کیا خطا ہوئی جو قدرت نے اسے گرفتار
کر کے بھیجا ہو قتال نے کہا اسکی صاحبزادی بادشاہ پر عاشق ہوئین قدرت کو ناگوار
ہوا قدرت فرماتے ہین کہ ہمسے کیون نہ اطلاع کی ایسی خودمختار بن بیٹھین کہ جاسے
لشکر کشی بھی کی آخر ذلیل ہوئین قیصور جنی فوج جنات لیکر آیا پھر گرفتار ہوکر دربار
شاہ مین گئین جب سب انتظام کر چکین تب ہمارے پاس آئین قتال جادو کو مروا ڈالا
اب قدرت نے گرفتار کر کے قمر ایذا رسان مین روانہ کیا علامہ نے قتال جادو
کو بٹھایا جام بھر کر دیا ایک کنیز اور آئی اسنے کہا ایک جام میرے ہاتھ سے پی لو
قتال کو نشہ تو ہو چکا تھا وہ جام بھی پی گیا وہ کنیز ٹہلتی ہوئی پاس خارستان کے
آئی چپکے سے کہا او خارستان نہ گھبرا نا منم فیروزہ بنت عمرو تمھارے پاس سے
رخصت ہو کر یہان آیا فکر مین تھا کہ علامہ جادو کو مارون مگر علامہ بہت بڑی
ہوشیار ساحرہ ہو قتال کو تو مین جام پلا چکا خارستان نے اشارہ کیا کہ میری
زبان سے سوزن نکال لے مین نکلجاؤنگی فیروزہ نے زبان سے خارستان کی
سوزن نکالی خارستان تڑپکر بلند ہوئی اور برق گرائی کہ قتال کے دو ٹکڑے
ہوے علامہ نے چاہا کہ خارستان کو روکون مگر خارستان تیزی سے نکل گئی
علامہ نے دلمین سوچا کہ جاکر اسکی بیٹی کو لاؤن اور اسکو سزا دون تاکہ اس کو صدمہ پہونچے

یہ سب چکر چلی یہان ملکہ گلپاش پر اسے سیر لشکر اسلام نکلی تھین کہ علامہ ترتیب کر گئی گلپاش کو لئے چلی ادھر سے خارستان آتی تھی اُسنے للکارا کہ او علامہ یہ کیا ستم برپا کیا اس عاشق زار کو کہان لیے جاتی ہے علامہ نے پکار کر کہا اے خارستان حقیقت مین تم دشمن خدا و نار ہو اگر ٹھہر جاؤ تو تمکو بھی لون یہ کہکر علامہ نے جھولی مین ہاتھ ڈالا ایک گنبد شیشے کا نکالا وہ پھینک کر مارا اور یہ آواز دی کہ اے گنبد نشین خارستان کو لینا وہ گنبد خارستان پر گرا خارستان اُس مین بند ہوگئی علامہ نے آکر خارستان کو بھی لیا گنبد اُٹھا کر جھولی مین رکھا یہان فیروزہ بن عمرو بعد جانے علامہ کے کنیزونکے سامنے بیٹھا ہوا سب سے مسخراپن کر رہا ہے یہی چاہتا ہے کہ سب کو بیہوش کرے مگر علامہ تو نکل گئی اگر وہ ہوتی تو اسکو بھی قتل کرتا اسی سوچ مین یہ اشعار گا رہا ہے **نظم**

انتہا مین بھی حاصل رتبۂ فقر و فنا ہوگا — سریر بادشہ سے بڑھکے اپنا بوریا ہوگا
عزیزو دل رہا ہر استخوان بعد فنا ہوگا — پھینکیگا جو سگان یار سے نذر ہما ہوگا
بنا ہمچار دل خود دیا عشق کی راہ مین — کہ خضر شوق اس کوچے مین میرا رہنما ہوگا
زرو بیچے بے تاب خو سبزۂ رخسار کا دیس — دل بیتاب کو حاصل کمال کہربا ہوگا
مے سرجوش کی حدت جلائیگی جگر اپنا — برنگ دانۂ انگور دل کا آبلا ہوگا
خبر کیا تھی برنگ دانہ پسیگا وہ جالوشے — خرام ناز میرے واسطے سنگ آسیا ہوگا
سعادت ہو جو قسمت مین تو ہوگی ہر طرح حاصل — تری دیوار کا سایہ مجھے ظل ہما ہوگا
ارے غافل عبث نازان ہے اس عمر دو روزہ پہ — بجا گر آج نقرہ گل دہان گور کا ہوگا
خدا بچہ تبت سے بچائے کشتی دل کو — تلاطم مین بھلا پھر کون کسکا آشنا ہوگا
یہان حاضر ہون کر بزم شوق سے جور جفا کو — خدا کے سامنے میرا تمھارا فیصلا ہوگا
خدا کی یاد آئی تو رکھو پنٹ پہ مستی مین — کوئی مجھسا زمانے مین نہ مرد باخدا ہوگا

بیٹھی ہوئی ہلا کر رہی ہین کہ علامہ آکر پہونچی سب نے کہا اے ملکۂ عالم آج دیکھیے گلچہرہ کو کیا ہوگیا ہے اشعار کس مزے سے گاتی ہے پوچھا تو کہتی ہے کہ سامری خواب مین آئے تھے وہ یہ کمال دے گئے ہین علامہ نے کہا بہن ان دونون مان بیٹیان کو لاؤ

اب ان دونوں کو قتل کرونگی پس خارستان نے بڑی گستاخی کی کہ میرے مکان میں
قتال کو قتل کیا اگر قدرت سنیں گے تو کیا فرماوینگے یہی کہیں گے کہ علامہ نے
اپنے گھر میں بلا کے قتل کروایا مجھے کشتہ کی جگہ پڑی گری گلچہرہ نے سوزن نکالا
نہیں معلوم انکو کیا ہوا تھا اسکی مدد کی ہے زور و شور سے خارستان نکال کر
میں چھوڑ کر کسی راہ میں میں نے جا کر گرفتار کیا گلچہرہ نے پھر پوچھا کہ کیونکر دام
کس سحر میں پھنسایا علامہ نے کہا میں نے گشت ساحری [illegible] اچھا [illegible]
جس کسی پر کیا کبھی خالی نہیں گیا پس خارستان کی میں نے کہا حقیقت [illegible]
جنگل کی مالک میں میری سلطنت [illegible] کہیں تک [illegible] ہوا [illegible]
نہیں کہ مجھ سے مقابلہ کرے یہ فقس [illegible] کرکے دونوں کو بند کیا باتوں میں سوزن [illegible]
گلچہرہ نے عرض کی کہ واری آپ تھک [illegible] ہونگی میں ایک [illegible] ہاتھ سے
پیجئے کہ مجھکو بھی دعا رس ہو قدرت فرمائے تھے کہ علامہ بڑی خدمتگار ہے خوب
پوچھ بات کرتی ہو اے گلچہرہ تو اسکا خیال رکھنا میں نے جام بھر لیا چند شعر
سنیے اور جام نوش فرمائیے دیکھیے مجھکو گانا آیا کہ نہیں آیا قدرت نے ایک لحظہ بھر
میں یہ سب کمال مجھکو تعلیم کیے [illegible] ان میں کھیل رہی تھی ۔
آپ تشریف لا دیں تو کہا کیا اظہار ہوا اس وجہ سے میں نے شراب کو درست
کر رکھا ہے کہ حضور نوش فرمائینگی یہ کہکر جام بھر کر لیا اور سامنے علامہ کے لائی
کہا یہ نوش فرمائیے علامہ نے جام ہاتھ سے لیا لبوں سے لگا کر پی گئی شراب
پیتے ہی زبان میں لکنت آئی کہا اے گلچہرہ کیسی شراب تھی کہ دل بیقرار ہو گیا جی
چاہتا ہے کہ گریبان چاک کروں گلچہرہ نے کہا اے ملکہ عالم یہ شراب مقبول بارگاہ
سامری ہے قدرت پینے والے کو تماشہ دکھاتے ہیں یقین ہے کہ گت ناچنا آپ کو
آگیا ہو میں تال دیتی ہوں آپ گت ناچیے علامہ کھڑی ہوئی اٹھی ہاتھ بتاتی
ہوئی چلی کہتی ہوئی کہ اے گلچہرہ سامنے خداوند بھی کھڑے ہیں میرے ناچ کو
دیکھکر ہنس رہے ہیں میں کیا کیا کرونگی چند قدم چلی تھی کہ بیہوش ہو کر گر پڑی

علامہ گھبرا کر گری گرتے ہی بیہوش ہو گئی گلچہرہ نے اور کنیزون سے کہا کہ قدرت کوٹ
فرما رہے ہین کہ شراب دل بھر کے پی لو یہ سنتے ہی سب کنیزین شراب پہ گرین اور
گلچہرہ نقلی سامنے اُنکے یہ چند اشعار گانے لگی

نظم

چھوٹی نہین ہی ہاتھ سے تیغ و سپر ہنوز	باندھے ہوے ہی قتل پہ قاتل کمر ہنوز
میرا علاج کچھ نہ طبیبون سے ہو سکا	باقی ہی ہجر یار مین درد جگر ہنوز
آیا جواب خط جو نہ میرا سبب یہ ہی	پہونچا حضور یار نہین نامہ بر ہنوز
مہمان ہین کوئی دم کے ہم آئی ہی لب پہ جان	اس بیخبر کو حیف نہ پہونچی خبر ہنوز
دل پر [illegible] ق ہین نہ دوا نے اثر کیا	صندل سے بھی گیا نہ مرا درد سر ہنوز
پہونچا یا یار تک جو نہ قاصد نے خط مرا	ای نور نامہ بر ہی میان سفر ہنوز

تمام کنیزین بلا گرے ہی ہین اور شراب پر گری ہوئی ہین آپس مین کہتی جاتی ہین کہ
جب قدرت نے حکم دیا تو کیون نہ پین گلچہرہ نقلی کہتی ہی قدرت سامنے دیکھ رہے
ہین اور فرماتے ہین کہ ان سب کو شراب پلاؤ کنیزین کہتی ہین ہم خداوند کے قربان
جائین کہ ہمکو شراب کا حکم ملا ہم لوگ آج دل بھر کے پی لین خارستان جادو نقش
مین سے دیکھ رہی ہی کہ گلچہرہ نے سب کو بیہوش کیا سامنے کھڑی ہی اور سب کو بلا رہی
ہی جب سب بیہوش ہو گئین تو گلچہرہ نقلی یعنی فیروزہ بن عمرو نے نعرہ کر کے سبکو قتل کیا
اور دونون مان بیٹیون کو رہا کیا گلپاش نے تو مان سے کلام نہ کیا اتنا کہا کہ
دیکھیئے ہمارے عیار نے آپ کو بھی قید سے رہا کیا ورنہ علامہ زندہ نہ چھوڑتی
نہین معلوم کیا قیامت برپا کرتی خارستان دوڑ کر بیٹی کے لپٹ گئی کہا ای نور نظر
مجھکو بھی ساتھ لے چلو اب مجھکو ثابت ہوا کہ طلسم نہ بچیگا جمشید کی عقل پر پتھر پڑے
ہین وہ ستارن کو دشمن کرتا ہی مین نے کیا خطا کی تھی کہ مجھکو قتال کے سپرد کیا اب
مین تمہارے ساتھ چلونگی گلپاش نے کہا چلیے آپ کا گھر ہی یہ کہکر دونون چلین
فیروزہ ایک جانب چلا مگر پہاڑ پہ سب لاشے پڑے ہوے ہین کہ خاموش جادو
مین علامہ کی اُس طرف سے گذری دیکھا تمام پہاڑ زلزلہ تھا بان بنا ہوا ہی علامہ کا

لاشہ پڑا ہوا اور چہار جانب کو لاشے سب کنیزوں کے بھی پڑے ہیں حیران ہوگئی
کہ بہن کو میری کسنے مارا دیکھا کہ وہ قفس ٹوٹے پڑے ہیں ان قفسوں کے نیچے کی
خاک لی اور پتلہ بنایا اس سے پوچھا کہ کون قید ہوکر آیا تھا لسنے ان سبکو مارا پتلے نے کہا
خارستان و گلپاش دونوں قید ہوکر آئی تھیں انھیں کے اشارے سے فیروزہ عیار
بادشاہ نے بشکل گلچہرہ کنیز علامہ کو اور سبکو قتل کیا یہ جواب پتلے سے سنا جھلا کر چلی کہ ابھی
جاکر لشکر سعد کو تباہ کرونگی میری بہن پر یہ آفت کی لشکر اسلام پر آکر تھرائی آتے ہی
سحر کیا گرد لشکر آگ ہوگئی بادشاہ بارگاہ میں بیٹھے تھے کہ فوج جنات میں غلغلہ ہوا
سب دعائیں مانگتے ہوئے سامنے آئے کہ ای شہریار گرد لشکر کے آگ ہوگئی ہم لوگ زندہ
نہ بچیں گے سعد نے بیقرار ہوکر ہاتھ طرف آسمان کے اٹھائے اور پکارنے لگے کہ ای
کریم و رحیم ان سب کو اس آفت سے نجات دے

نظم

توکہ بخشش بہ مفلس گنج دینار و درم — میدہی راحت بہ غمگین وقت رنج و بیم و غم
چارہ گر ہستی سپئے بیچارہ ہنگام الم — میکنی ای صاحب حلم و عطا جود و کرم

بر گنہگاران عنایت بر خطا کاران عطا

ہست انعام تو عام اندر جہان بر خاص و عام — جا بجا جاریست فیض عام تو ہر صبح و شام
خلق را حامی توئی در ابتدا و اختتام — میرسانی روزی ہر روزہ سبکے ناغہ مدام

عین بر موقع بہر یک مجرم و اہل خطا

ہر چہ میخواہی توای قادر بہ بحر و بر کنی — مالکانہ دخل ای خالق بخشک و تر کنی
خاک را خواہی اگر در یک اشارہ زر کنی — ذرہ را خورشید انور قطرہ را گوہر کنی

صاحب گنجینہ مفلس را گدا را بادشاہ

بادشاہ نے جو بیقرار ہوکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا خاموش جادو چاہتی تھی کہ مین
سحر کرکے نکلجاؤں کہ سامنے سے ملکہ خارستان اور گلپاش آئیں انکو دیکھتے ہی جلبلی
للکار کر آواز دی کہ مجھے تمھاری بغاوت معلوم ہوئی اب کہاں جاؤگی یہ کہکے سحر کیا
کہ ان سب پر آگ برسنے لگی خارستان نے سحر کرکے آگ کو مٹایا خارستان جادو

اور خاموش سے سحر چلنے لگا گلپاش نے جو دیکھا کہ یہان پر ہجوم سحر ہوا جھلا کر جھولی پر
ہاتھ ڈالا اور ایک کارد نکالی اُس کارد پر خون اپنا ڈالا سحر کر کے پھینک ماری کہ وہ
کارد خاموش کے سینے پر پڑی توڑ کر پشت سے پار گزری خاموش کو مار کے
سر کاٹ لیا اہل اسلام پر جو آگ چھائی ہوئی تھی وہ سب غائب ہوئی خارستان
نے کہا اے نور نظر اچھے وقت پر پہونچے بادشاہ نے جو یہ خبر سنی باہر نکل آئے دیکھا
کہ خارستان اور گلپاش نے یہ سب آگ دفع کی گلپاش کو دیکھا پکارے کہ اے
مہ جبین کیا کارنمایان کیا اب تم لوگ آؤ اور یہان بیٹھو خارستان کو لا کے کرسی پر
بٹھایا گلپاش بہت خوش ہو کنیزون سے کہ رہی ہو کہ کیا عنایت پروردگار سے بھی کہ
مادر مہربان بھی مطیع اسلام ہوئین بادشاہ نے اُس شب کو جلسہ آراستہ کیا فیروزہ نے
ٹھیکری بجائی رات بھر جلسہ رہا صبح کو بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ مرحلہ
ہفتم پر روانہ ہو جایئے مگر بہت ہوشیار رہیے گا جس بارگاہ میں بیٹھے ہو اور تخت
بچھا ہو تخت کو اُٹھاؤ اسم حاشیہ لوح ورد کرو ایک طائر زمین سے نکلیگا اور آواز
بکر غائب ہو جائیگا اُسی نقب مین داخل ہو بادشاہ نے بموجب حکم لوح انتظام
کیا یہ چاہتے ہین کہ نقب مین داخل ہون کہ آواز زنگ کی آئی دیکھا خواجہ لوٹتے
مارتے ہوئے آتے ہین کہ ہین پوٹ بندھا ہوا راہ مین جو ساحر ملا اُسکی خبر لی اور
اُسکو قتل کیا اور مال اُسکا لوٹ لیا بادشاہ نے فرمایا اے شہنشاہ اوج عیاری مین
طرف مرحلہ ہفتم کے جاتا ہون آپ بھی چلیے گا خواجہ نے کہا مین بہت پریشان
ہون اسکے [illegible] ہون سو بھی نہین پہونچا سب مہاجن بگڑے ہوئے ہین لہذا مین تو
ٹل نہین سکتا بادشاہ نے فرمایا کیون مسافر کتنے لوٹے مگر سود ادا ہو سکا
خواجہ نے کہا حضور سے یہ اگندہ روزی پراگندہ دل ہون آپ کی طرح پر تھوڑے
ہون کہ صدہا ملک فتح کیے سب جگہ کے خزانے لیکر جمع کر لیے اگر مین نے کسی مسافر
کو مارا بھی تو اُسکے پاس ٹکا نہ نکلا ابھی ایک مسافر کو مارا ہے اُسکی جو کمر ٹٹولی تو
دو پیسے [illegible] نکلے مین نے اُسی کی چھاتی پر رکھ دیے آج صبح سے کھانا بھی نہین کھایا

بادشاہ نے فرمایا صاحب خواجہ کی خاطر کرتا ہین تو رخصت ہوتا ہون یہ فرما کر نقب مین
داخل ہو گئے تیر عیار ان کے پیچھے تھے انکو طی کر کے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا کہ صحرا نہایت
سبزہ زار ہے طراوت خاص وہان کی یہ تھا کہ نخل سب باردار نہ بر نخل ہے لیکن انبار بادشاہ
پیتا تھا دیکھتے ہوے جاتے تھے کہ ایک طرف سے آواز آئی افسوس کوئی بندہ خدا ایسا نہین
کہ مجھکو اس آفت سے نکالے مہینون ہو چکے ہین کہ آفت مین مبتلا ہون اس جنگل
مین پڑا تڑپ رہا ہون بادشاہ نے بڑھکر دیکھا کہ ایک جوان نوخاستہ ایک نخل
کے سایے مین سر برہنہ بیٹھا ہے اور بیقرار ہو ہو کر دعائین مانگ رہا ہے مگر نہایت
بیصورت آنکھین بند دل دردمند بادشاہ نے قریب آکر فرمایا کہ اے جوان کیا حیرانی تو
رکھتا ہے اور کیون بیقرار ہو رہا ہے اس جوان نے جو صورت شاہزادہ والاقدر
دیکھی تو قہقہہ مار کر ہنسا کہا آپ طلسم کشا ہین جرأت مین یکتا ہین بادشاہ نے فرمایا کہ یہ
عنایت پروردگار ارادہ تو یہی ہے کہ طلسم نوخیز جمشیدی کو فتح کرون اور جمشید ثانی
کہ ظلم و بدعت کا بانی ہے اسکو جہنم مین پہونچاؤن اس بیچارے کے دماغ مین بڑا غرور ہے بیہودہ
کہ دعوی خدائی کرتا ہے ایک قطرۂ نجس سے پیدا ہوا ہے یہ غرور مگر پروردگار بدلہ لیگا
برابر اسکو شکست دیگا آخر بھاگ کر کہان جائیگا ہاتھ سے اہل اسلام کے قتل ہوگا
مگر تم اپنا حال بیان کرو کہ کس آفت مین ہو اس جوان نے کہا اے شہریار اسی صحرا
حاکم کا مین فرزند ہون باپ میرا قسیم تاج بخش کہ بر سر تخت ہے میرا نام نسیم نوجوان ہے
میرے باپ نے بڑی دھوم سے میری شادی کی اس صحرا سے قریب ایک قلعہ ہے
وہان کے حاکم کی دختر کو بیاہ کر مین لاتا تھا اثناے راہ مین قریب تین کوس کے
ایک صحرا ہے کہ وہان کوہ کلان ہے اسمین ایک قزاق رہتا ہے تیمور خارہ شکن اسکا
نام ہے وہ برات پر آپڑا میری برات کے لوگ یہ معاملہ دیکھکر بھاگ گئے مگر مین ایک
درے مین چھپ رہا اور سب معاملہ دیکھا کیا جب تیمور قزاق سب مال اور
اسباب لوٹ چکا تو قریب محافۂ زرین دلھن کے پہونچا اور چاہا کہ پردہ محافے کا
اٹھاوے اسدم زوجہ نے میری رو کر کہا کہ او ظالم مجھکو بے پردہ نہ کر مین سر جھکانے

جیتی ہون میرا سر کاٹ لے اور تکلیف نہ دے ورنہ اپنا گلا خود کاٹ ڈالونگی یہ کہکر اوس نے خنجر دکھایا قزاق ڈرا کہ ایسا نہو یہ اپنی جان دیدے تو باعث خرابی ہو اور ساتھ ہو لی اون نے بھی سمجھایا کہ جلدی نہکیجیے ایکو اپنے مقام پر لے چلیے وہان مان جائیگی آخروہ قزاق اوسکو بھی لے گیا مین اوس دن سے اسی جنگل مین بیٹھا ہون باپ نے بہت تلاش کرایا مگر میرا پتہ نہ پایا فراق مین دن رات روتا ہون اب مین آپ کا دامن تھامتا ہون کہ اوس سرکش سے میری زوجہ کو دلا دیجیے سعد نے فرمایا اٹھو وہ جوان گھبرا گیا کہتا تھا ای شہریار وہ قزاق بلاے روزگار ہی سر کوہ پہ قلعہ ہی کہ کوئی اوسکے پہاڑ پہ نہین جا سکتا اگر کوئی جائے تو جو قزاق بالاے قلعہ بیٹھے ہین وہ تیر مارکر اوسکو مار لیتے ہین یہ مجال نہین کہ اوسکے حکم سے گردن تابی کیے مین حضور کے ساتھ چلونگا یہ ذکر تھا کہ سامنے سے گرد اوڑی نسیم نوجوان نے دیکھا کہ باپ میرا تخت پر سوار بارہ چودہ ہزار سوار و پیدل فوج سکے دل سے دل ایک عیار طرار تخت پہ ہاتھ رکھے ہوے تمام صحرا کو دیکھتا ہوا آتا ہی کہ عیار نے عرض کی وہ دیکھیے سامنے آپ کا فرزند ایک جوان آفتاب جمال سے کلام کر رہا ہی نسیم جب قریب آیا تخت سے کود کر بجاے تسلیم خم ہوا سعد نے جواب سلام دیا اور عیار سے فرمایا کہ ای عیار تیرا کیا نام ہی عیار نے کہا حضور میرا نام وسیم کشور کشا ہی اپنے آقازادے کو ڈھونڈھتا پھرتا تھا شکر ہی کہ اوسکو اس صحرا مین آپکی ہمراہی مین پایا باپ نے بیٹے کو گلے سے لگایا کہا ای نور نظر تمھاری بیقراری نے ہمکو سخت پریشان کیا ہی یہ بھی مقام تردد ہی کہ آج تمکو ہوش مین پاتا ہون نسیم نوجوان نے کہا ای باپ مین نے خواب دیکھا تھا کہ طلسم کشا تشریف لا دینگے اوسوقت ہوش آجائیگا اب شہریار کو اپنے قلعہ مین لے چلیے انھین کے ساتھ لشکر کشی کرونگا اور جا کے قزاق کو گھیر لونگا باپ نے بیٹے کو تخت پہ بٹھایا اور سعد شہریار مرکب پہ سوار ہوے قلعے مین آئے تمام شہر والے انتظام کر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ہمارا آقازادہ آتا ہی طلسم کشا اوسکے معین و مددگار ہین اب میان قزاق صاحب کہان

بھاگ کر جاوینگے مگر جنھے سعد کو دیکھا رعب و دبدبہ دیکھکر براے تسلیم خم ہوا سعد
رب کے سلام لیتے ہوے باغ مین تشریف لاے تمام کنیزین ایک جانب کو
جمع تھین بٹی قسیم کی سلطانہ گوہر پوش کو گھے پہ چڑہ گئی جب سعد تشریف لائے تو
سلطانہ درارین سے دیکھنے لگی جمال جہان آرا پر جو سعد شہریار کے نگاہ پڑی تو
کلیجا اپنا تھام لیا سب سے کہتی ہو کیون صاحبو یہی جوان ہو کہ جنھے بھائی صاحب کو
تسکین دی ہو کنیزین کہ رہی ہین کہ ہان واری یہ پوتے صاحبقران کے ہین خدا
اُنکو سلامت رکھے کہ اُنکی ذات سے امید قوی ہے کہ فرزند ہمارے شہریار کا
اپنی زوجہ کو پائے اور آپ بھی اپنی بھاوج کو دیکھکر خوش ہون اسطرح کی باتین
ہوتی ہوئین سلطانہ ہمراہ اپنی کنیزون کے اُٹھ گئی مگر ملول وحزین نہایت آزردہ
دلگیر ادھر بادشاہ ساتھ قسیم ونسیم کے تھر دار الامارۃ مین آے اُن دونون نے
عرض کی ہماری مجال نہین ہو کہ آپ کے سامنے تخت پر بیٹھین حضور تخت پر تشریف
رکھین بادشاہ نہ بیٹھتے تھے مگر باپ بیٹے قدمون پر گر پڑے ہر ایک کا یہی قول تھا
کہ تاج وتخت اُنکے واسطے ہو بادشاہ اشکا اسلام سعد شہریار نام بادشاہ تخت پر
بیٹھے دونون باپ بیٹے بھی آکر متمکن ہوے شام کا وقت قریب تھا ناچ وغیرہ
کی تیاری ہوئی رات بھر جلسہ رہا دونون باپ بیٹے کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان
ہوے صبح ہوتے ہی بادشاہ نے فرمایا مرکب تیار کرو اور اے نسیم نوجوان براے
مقابلہ قزاق چلو اُسی وقت مرکب تیار ہوکر آیا سعد نسیم کو ساتھ لیکر طرف کوہ کے
روانہ ہوے کہ تیمور رخارہ وشکن کہ بارہ ہزار قزاق اُسکے ملازم ہین بیٹھا ہوا اسباب
بانٹ رہا ہو تا جو دن کو لوٹ کر آیا ہو کہ ہرکارے گھبراے ہوے آئے اور ایھد وعاو
ثنا کے عرض کی نسیم نوجوان سعد شہریار کو ساتھ لیکر براے مقابلہ حضور آیا ہی
قزاق نام شہریار سنکر بہت خوش ہوا کہتا تھا اب میدان کارزار مین دریاخون
کا بہادونگا سعد کو تھا لیکن آئی ہو ہرچند کہ مین اسکو لوٹ کر بیت شہریار کہ زوجہ کو
اُسکی لا یا وہ مجھکو اپنے پاس نہین آنے دیتی کہتی ہو مجھکو ہاتھ نہ لگاؤ آتھ پہ روتی ہ

اسکو کیا اگر سمجھاؤن لیکن اس معرکے مین جان کا خوف ہے سعد شہریار وہ بہادر
ہین کہ اس طلسم کے ارکان کو تباہ و برباد کر دیا اگر وہ نہ آتے تو نسیم نوجوان کی
مجال تھی کہ مجھتک آنیکا ارادہ کرتا یہ کہکر اُٹھا بارہ ہزار قزاقون کو ساتھ لیکر زیر کوہ
آیا بارگاہ استادہ کرائی شاہ تہمتناک تسبیک رو جا فرخدمت ہو دمبدم دیکھتا
ہوکہ اوشہ پایکیونکر مقابلہ پڑیگا قزاق ہر بار ہو کہ ای تہمتناک مرمیدان نکلکر جیسے
پھینک دونگا یہ ذکر تھا کہ صوبے گرد اڑی قزاق نے دیکھا کہ بادشاہ جمجاہ تخت
پر سوار آپہونچے نسیم و قسیم پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے پشت پر دس بارہ ہزار
آدمی ہین مگر قزاق سامان سواری دیکھکر بہت شرمایا عیار سے کہا ہو کہ جیسے ہو سکے
تو مین اسیوقت طبل جنگی بجواؤن اور رات کو تو انکو چڑہالاعیا ہے کہا آپ مطمئن
رہین مین سے اُونگا قزاق نے اسی وقت طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے آکے
بادشاہ سے عرض کی بادشاہ نے فرمایا اے نسیم نوجوان تم بھی طبل جنگی بجوا دو یہان
بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین مگر تہمتناک جو چلا تھا
بصورت مبدل لشکر اسلام مین آیا پھرتا ہوا پشت بارگاہ پر پہونچا ایک مقام پر
بیٹھکر نقب لگائی اور معہ نقب کا بارگاہ مین توڑا اور بادشاہ کو بیہوش کرکے پشتارہ
باندھکر اسی نقب سے لے نکلا اُٹھتا بیٹھتا ہوا جاتا ہی جب کسی کو آتے ہوئے دیکھتا ہی
تو چھپ جاتا ہی اسطرح لشکر سے نکلا اب میدان پڑا یہ تو جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی
مگر ملکہ سلطانہ دختر قسیم جو شاہ کو دیکھکر عاشق ہوئی تھی رات کو ایسی بیقرار ہوئی
کہ صبر نہ ہو سکا آخر لباس سیاہ پہنکر محل سے نکلی خیال مین یہ ہی کہ جاکر شاہ کے قدمون پر
گر پڑون یقین ہی کہ رحم کرینگے اور سرفرازی فرما دینگے اس سوچ مین چلی تھی کہ صدا
زنگ کا کان مین آئی حیران ہوگئی کہ یہ کون آتا ہی دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ بدوش
جاتا ہی للکارا کہ او نا عیار تو کون ہی اور کسکو لیے جاتا ہی عیار نے کہا سعد شہریار
کو جو اسنے گیا تھا انکو لیکے جاتا ہون میرا مالک انکو قتل کر ڈالیگا وہ قوم کا قزاق ہی
مار ڈالنا انسان کا اُسکے نزدیک کتنی بڑی بات ہی یہ سنکر سلطانہ کا کلیجہ ہل گیا اپنے

جی مین کہتی ہی اور غضب دیکھیے شہریار کو عیار لیے جاتا ہی کچھ جان کا خوف نہ کیا نیچہ
کھینچکر جا پڑی مگر وہ عیار جہاندیدہ کار آزمودہ یہ گوشے کی بیٹھنے والی ہرچند کہ جی داری
کر رہی ہی لیکن نمناک فکر مین ہی کہ اسکو بھی بیہوش کرون کہ چہرے سے اسکے مقنع ہٹ گیا
صورت زیبا دیکھکر عاشق ہو گیا چاہتا ہی کہ اسکو گرفتار کرکے لیجاؤن خاتون محل بہار
سلطانہ چاہتی ہی کہ کوئی نیچہ مجھپہ پڑ جاے تو قدمون پر اس شہریار کے نثار ہو جاؤن مگر
نمناک نے نعرہ دیا کہ تمھاری پشت پر کون ہی اسکو منع کرو سلطانہ گھبرائی جیسے ہی
پلٹی عیار نے حلقہ پاے کمند مارے حباب مارکر بیہوش کیا اب قصد ہوا کہ دونون
پشتارے اٹھاکر لے چلون ہرچند اسنے بہت کوشش کی مگر پشتارے نہین اٹھے دونون
پشتارے زمین پر رکھے ہین آخر سوچا کہ عورت کو یہان چھپا رکھون اول سعد کو
لے جاؤن پھر آکر اسکو بھی لیجاؤنگا یہ سوچ ملکہ کو ایک جھاڑی مین چھپا دیا اول
پشتارہ سعد کا لیکر چلا سناٹے بھرے ہوے آتا ہی درمیان کی تاریکین شب ماہ سے صحرا
تمام روشن ہو رہا ہی ذرے چمک رہے ہین جانور آشیانون مین چہک رہے ہین
گل خود رو مہک رہے ہین نمناک جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی کہ سواے گرد اڑی
دیکھا ایک جوان تیر وکمان ہاتھ مین لیے ہوے جویاے شکار ہی اسی طرف آتا ہی
عیار کو دیکھکر پکارا کہ او نا عیار کسکو لیے جاتا ہی نمناک نے کہا تیمور قزاق کا عیار
ہون سعد شہریار کو لشکر قیسم سے چراے لیے جاتا ہون مجھسے متعرض نہو وہ جوان
نیزہ ہلاتا ہوا سامنے آیا کہا خبردار اب آگے نہ قدم بڑھانا ورنہ ایک نیزہ مارونگا
کہ تیرے سینے کو توڑکر پار گذرےگا ہرچند نمناک چیخا چلایا مگر اس جوان نے کچھ
نہ سنا نیزہ سینے پر نمناک کے رکھدیا اور کہا پشتارہ رکھدے نمناک نے کہا ای
جوان تیرا کیا نام ہی اس حوالی مین کوئی ایسا نہین ہی کہ جو میرے آقا کا نام سنکے
نہ گھبراے بڑے بڑے شاہون کی اسنے ارسالین لوٹ لین ای جوان اپنے
نام نامی سے آگاہ کر اس جوان نے کہا مین ہمیشہ شیر کا شکار کرتا ہون رات کو
نکلتا ہون کہ جہان بیشے مین پاؤن وہین گھس جاؤن شیدا دہشت زن میرا نام ہی

مگر سب لوگ مجھے شدادِ شیر شکار کہتے ہین شاید تو نے میرا نام نہین سُنا ہی بہتر یہی ہی کہ پشتارہ رکھدے اور چلا جا ورنہ یہ سمجھ لے کہ تیری جان مفت جائیگی ورجہ تو تیمور قزاق کا نام لیتا ہی تو وہ مسخرہ کیا ہی جو مجھسے برابری کریگا ایسے ایسے بہت سے قزاق میرے ہاتھ سے مارے گئے ہین بھلا اُس قزاق سے کیا خوف کرونگا شیر کو تو روک کر مار لیتا ہون نمناک آخر ناچار ہوا پشتارہ سعد کا رکھدیا اس خیال سے کہ نکو تو یہ لیجائے مین جاکر ملکہ کو لاؤن جب پشتارہ رکھکر نمناک الگ ہوا تو شداد نے پشتارہ بادشاہ کا اُٹھا کر مرکب پر رکھا طرف صحرا کے روانہ ہوگیا ادھر نمناک چلا کہ مین ملکہ کو لاؤن کہ چند کاہ فروش اُس مقام پر پہونچے دیکھا کہ ایک شاہزادی ایک جھاڑی مین پڑی ہی ایک کاہ فروش نے کہا نہین معلوم اس شاہزادی پر کیا آفت پڑی کہ یہان آکر چھپی بہر نوع اسکو اُٹھا کر لے چلو گھر مین چلکر خاطر کرینگے جیسے ہی کاہ فروش نے چاہا تھا کہ اُٹھاؤن کہ ملکہ کی آنکھ کھلی ایک خیمہ کاہ فروش کو مارا کہ کاہ فروش کے دو ٹکڑے ہوے سب کاہ فروش بھاگے ملکہ طرف لشکر کے روانہ ہوئی جیسے ہی قریب لشکر کے پہونچی یہ سُنا کہ بادشاہ کو کوئی گرفتار کرلے گیا اسنے کہا کہ بڑا غضب ہوا شہریار گرفتار ہوے ناچار پھر کر پلٹی دیکھا ستارۂ سحری چمک رہا ہی اب حیران ہوئی اور اسی خیال مین ہی کہ اپنے بھائی اور باپ سے اطلاع کرون کہ تیمور کا عیار نمناک تیز رو شہریار کو چرا لے گیا ہی یہ سوچکر پشت خیمہ پر آئی سراچہ چاک کرکے اندر پہونچی جاکر لیٹ رہی صبح کو بھائی و باپ جو آئے اُنھون نے خود کہا کہ شب کو کوئی سعد شہریار کو چرا لے گیا اور اے سلطانہ تم یہان کہان آگئین یہ سنکر سلطانہ نے سب کیفیت بیان کی کہ مین طرف لشکر کے آتی تھی اور نمناک شہریار کا پشتارہ لیے جاتا تھا یہ میرا حوصلہ نہ پڑا کہ مین اسکو روکتی دونون باپ بیٹے یہ خبر سنکر بہت گھبرائے کہا کیا تدبیر کرین بابر آکر صحبت مین بیٹھے کہ دیہیم عیار حاضر ہوا دونون باپ بیٹے نے کہا اے دیہیم تمنے سُنا کہ کیا آفت پڑی عیار قزاق کا نمناک نامے سعد شہریار کو چرا لیگیا لہذا آنکی خبر لاؤ ایسا نہ ہو وہ قزاق اُنکو قتل کرڈالے دیہیم

روانہ ہوا راہ مین قلعہ شداد وحشت زن کا ملا خیال مین گذرا کہ شداد ہمارے بزرگونکا دوست ہے اسکے پاس ہوتے چلین ویہیم یہ سوچکر قلعۂ شداد مین آیا بازار مین سنا کہ بادشاہ اسلام یہان قید ہو کر آئے ہین حیران ہوا کہ یہان سے اُنکو کیا واسطہ ہے یہہ معلوم ہوا کہ عیار راہ مین جاتا تھا شداد نے اُسکو روک کر پشتارہ چھین لیا سوچا کہ اُنتو آسان ہوا مین تو شداد سے بیان کرونگا کہ یہ مددگار قسیم ونسیم ہین قران سے مقابلہ کرنے آئے ہین تم متعرض نہ ہو یہ سوچکر دار الامارۃ مین آیا دیکھا شداد تخت پر بیٹھا ہے ویہیم کو دیکھکر اُٹھ کھڑا ہوا قریب اپنے بٹھا لیا مگر سب خاموش بیٹھے ہین ویہیم نے کہا اے دوست صادق وائے محب واثق اسوقت خاموش کیون بیٹھے ہو شداد نے کہا اے برادر عجب معرکہ گذرا کہ رات کو مین براے شکار نکلا تھا ایک عیار کو دیکھا پشتارہ بدوش جاتا ہے پشتارہ اُس سے چھین لیا جب یہان قلعے مین پہونچا تو مہرے اُنکی معلوم ہوا کہ طلسم کشا ہین مین نے رات کو مکان مین قید کیا کہ صبح کو دریا مین بھجونگا اب جو صبح کو دربار مین آیا تو نگہبان روتے ہوے آئے خبر دی کہ سعد کو کوئی قید خانے سے چُرا کر لے گیا مہر و نقب کا لگا ہے ہتھکڑیان بیڑیان کٹی ہوئی پڑی ہین مجھے بڑا انتشار ہے کہ مین ناحق کو بدنام ہوا اِس معاملے مین بڑا فساد ہوگا اُنکے دادا جان لشکر لیے ہوے اُترے ہین اگر سُن پاوینگے تو فوراً دیتے تم آوینگے اور فریاد دینگے کہ تو نے میرے فرزند کو ضایع کیا اِسی وجہ سے تردد مین بیٹھا ہوں سو طرح کے خیال آتے ہین سوچ رہا ہون اِس بارے مین عقل نہین لڑتی ویہیم نے کہا شاید وہ عیار تمھارے پیچھے پیچھے آیا جب تم قید کر کے بیٹھے تب وہ اُنکو چُرا کر لے گیا شداد نے کہا اے برادر یہ معاملہ نہین ہوا مین نے اُلٹ پلٹ کر دیکھا کہ وہ عیار اُسی طرف گیا مگر کوئی ہمارے قلعے مین اُسکا دوست تھا وہ چُرا کر لے گیا ویہیم نے کہا کہ اے شداد مین بھی اُسکی فکر مین آیا تھا وہ میرے آقا کا معین و مددگار ہے جب مین نے خبر سُنی کہ تم راہ مین سے اُسکو لائے ہو تو نہایت خوشی ہوئی تھی کہ مین اُنکو سمجھا کے سعد کو لیجا ؤنگا یہان آکر یہ سُنا اگر قلعے مین ہین تو مین تلاش کرتا ہون شداد نے کہا

ای دہیم اگر تم تلاش کرو تو مین تمھارے ساتھ روانہ کر دون مین کا ہے کو اس جھگڑے
مین پڑون دہیم نے کہا مین ابھی جاکر تلاش کرتا ہون چونکہ یہ عیار ہو ایک ضعیفہ کی
شکل بنا کر گڑیان وغیرہ لے لین ہر گھر مین گڑیان بیچنے کے حیلے سے جاتا ہی اور سعد
کو تلاش کرتا ہی مگر کہین اُس شہریار کا پتہ نہین ملتا تیسرے دن تھک کر بیٹھا شداد
نے پوچھا کیون دہیم کیا ناچار ہوے دہیم نے کہا مین نے کوئی مکان نہین چھوڑا
فقط پہلو پر ایک باغ ہی اُس مین تو نہین گیا مگر خبر سُنی آپ کی ہمشیرہ اُس باغ مین
رہتی ہین اور شہر مین کوئی مکان طریب و امیر کا باقی نہین ہی کہ جہان مین نہین گیا
شداد نے کہا احتیاطاً اُس باغ مین بھی ہو آؤ کہ تسکین ہو جائے کہ قلعے مین نہین
ہین تو اور طور پر تلاش کرین بیرون قلعہ نکلین ای دہیم یہ ناحق کی بدنامی ہی تمام
مسلمان دامنگیر ہونگے مجھے کچھ جواب نہ بن پڑیگا بہت شرمندہ ہونگا امیر کو کیا
جواب دونگا غمناک صاف صاف کہدیگا کہ شداد نے پشتارہ چھین لیا پھر مین
کیا عذر کرونگا سب سے ڈرنا پڑیگا ای دہیم اُس باغ مین بھی دیکھ آؤ اسوقت
تمھارے کہنے سے دل کو انتشار ہوا آج صبح کو لالہ خونریز جو پرا ے سلام
آئی تو مین نے اسکو عجب حال سے دیکھا آنکھین پھٹی پھٹی مجھسے منھ چھپاتی تھی شاید
وہی لے گئی ہو میرے دل مین اسکو اسطرح دیکھکر خیال ہوا تھا اگر اُس گیسو بریدہ نے
ایسا کام کیا ہو تو مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا زندہ نہ چھوڑونگا شام کو
دہیم اُٹھا ٹہلتا ہوا پشت باغ پر آیا آواز سُنی کہ گانا ہو رہا ہی کمند پھینک کے
دیوار پر چڑھا دیکھا پہلو مین ہمشیرہ شداد کے سعد شہریار بیٹھے ہین اور سامنے
ایک نازنین خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ بیٹھی گا رہی ہی **نظم**

سب بناوٹ ہی یہ اُلفت تیری	جھوٹ ہی ساری محبت تیری
حشر ہوتا ہی جو چلتا ہی تو	صاف ثابت ہی قیامت تیری
بلبل گل جو بہم دیکھتا ہون	کیا ہی یاد آتی ہی صحبت تیری
دیکھ لیتا ہون قمر کو ای مہ	یاد جب آتی ہی صورت تیری

جبکہ کچھ کام نہیں جنت سے	ہر گلی غیرت جنت تیری
تجھ پہ عاشق نہ تھے جو سچ نہ تھا	غم اٹھاتے ہیں بدولت تیری
بے طرح عشق ہوا ہے تیرا	خاک چھنائے گی الفت تیری
کیا کھلیں مجھ پہ سنہری پڑا ہے	صورت دو چار رنگت تیری
جب مجھے دیکھتا ہو کرتے ہو	ہے مجھے شکل سے نفرت تیری
پیر سے آگے تو کرتے او بہت باشا	لو راتی نہیں طاقت تیری

دہیہیم نے دیکھا کہ لالہ خونریز پہلو میں سعد کے خوش خوش بیٹھی ہے اور یہی ذکر کر رہی ہے کہ جب آپ کو یہاں لیکے آئے اور میں نے خبر سنی کہ سعد شہزادہ کو بھائی صاحب اپنے ہمراہ لے گئے ہیں کو مجھے بہت فکر ہو گئی آپ کا حال بے مثال دیکھا اور بھائی صاحب یہی فرما رہے تھے کہ کل ہی صبح کو اسکو قتل کرونگا جب انھوں نے آپ کو قید خانے بھیجا تو مجھکو وسواس ہوا کہ ایسا نہ ہو یا قتل ہو جائے اور کوئی خبر نہ لے رونے کی جگہ ہے یہ کہکر میں رونے لگی سب کہتے ہیں روتی ہیں کتنی تھیں واری کیوں روتی ہو کچھ جیسے تو حال بیان کرو تب میں نے کل کیفیت بیان کی کنیزوں نے کہا حضور نقب لگا کر نکال لائیے میں جا کر آپ کو چھڑا لائی مگر اب دہیہیم کو حکم ملا ہے وہ مکار گھر گھر پھر رہا ہے مجھکو خوف ہے کہ ایسا نہ ہو وہ یہاں بھی آئے ایک کنیز نے کہا آپ پر کسی کا گمان بھی نہ ہوگا یہاں نگوڑا آئے تو اسکے ہاتھ پانوں توڑ ڈالیں آپ بہ اطمینان آرام کریں آپ سے یہاں کوئی نہ آئیگا یہ سنکر دہیہیم دیوار سے اترا سویرے صبح کو سامنے شداد کے آیا کہا اے شداد مثل مشہور ہے کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے آپ کی ہمشیرہ صاحبہ اُن کو چھڑا کر لے گئیں اور باغ میں بے خوف لگ چلے اڑا رہی ہیں پہلو میں لیے بیٹھی ہیں میں اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا فلاں فلاں کنیزوں نے نقب لگائی لیکن سعد گھبرا رہے ہیں فرماتے ہیں میں جسکے کام کو آیا تھا اسکا مطلب رہا جاتا ہے او ملکہ اب میں جاؤنگا مگر آپ کی ہمشیرہ نہیں جانے دیتیں سعد کہتے تھے کہ آخر یہ حال کھلیگا تو فتنہ برپا ہوگا یہ پردہ نہ رہیگا دیکھیے کیا ہو اگر فکر نہ کیجیے گا تو وہ

نکلجا وینگے پھر دستیاب نہ ہونگے شداد نے کہا مین ابھی چلتا ہون دیہیم نے کہا آخر
ارادہ کیا ہی شداد نے کہا لالہ خونریز کو قتل کرونگا اور سعد کی مشکین باندھ کے
لاؤنگا دیہیم نے کہا یہ مناسب نہین ہو تمہارے دوست کا مددگار عیار نسیم و قسیم
مقابلہ مین قزاق کے اُترے ہوئے ہین ایسا نہ ہو کہ قزاق طبل جنگی بجوا دے
اور اُنکو تباہ کرے بس اب مناسب یہ ہی کہ اُنکو مرکب پر سوار کر کے میرے ساتھ
کر دو کر مین اُنکو لیجاؤن اور تم اپنی بہن کو بھی سمجھا دو اس رشتے کو غنیمت جانو
سعد سے بہن کو اپنی منسوب کر دو وہ عقد کر کے لیجاوینگے شداد نے کہا اے دیہیم تو
کچھ دیوانہ ہوا ہی مین کبھی اسکو نہ مانونگا شداد اُسی وقت سوار ہوا اور تین ہزار
جوان ساتھ لیکر چلا مگر جب شداد روانہ ہوا تو دیہیم سوچا کہ مین جا کر سعد شہریار
سے اطلاع کر دون تا کہ وہ نکلجاوین یہ سوچکر پہلے سب کے روانہ ہوا یہان صبح کا
وقت ہی سعد شہریار پاس خونریز کے بیٹھے ہین بیچ بیچ مین آرہی ہی کنیزین پھر رہی ہین اور
ایک ایک کا یہی قول ہی کہ ہماری ملکہ بڑی صاحب نصیب ہین کیا معشوق ملا ہی کہ
اندھیرے گھر کا اُجالا ہی جب تو شاہزادیان عاشق ہوئین اور اپنا گھر بار چھوڑا
اور اُنکا ساتھ دیا کہ دیہیم بلا تکلف باغ مین چلا آیا کنیزون نے دیہیم کو گھیر کوئی چٹکی
لیکر دوڑی کسی نے دست پناہ اُٹھایا کوئی کہتی ہی دیکھو یہ وا جو رات کو ذکر تھا ویسا
سامنا ہوا اب یہ جا کر شادوست سے اطلاع کریگا ہر چند دیہیم کہتا ہی کہ صاحبو مین سعد
سے کچھ عرض کرنے آیا ہون مگر اسکی کون سُنتا ہی جب اسنے سعد سے آنکھ ملائی اور
پکار کر کہا کہ حضور نے مجھکو پہچانا مین نسیم قسیم کا عیار ہون حضور ہی کی تلاش مین
آیا تھا ہین کچھ عرض کرونگا سعد نے کنیزون کو جھڑکا کہ ادہر اُسکو میرے پاس تو
آنے دو کنیزین ہٹین اور دیہیم قریب آیا سعد نے پہچانا کہ نسیم و قسیم کا عیار ہی
فرمایا اے عیار اور تم یہان کیونکر پہونچے دیہیم نے عرض کی حضور ہی کی تلاش مین
آیا تھا ... حضور کو دیکھ لیا مین سمجھا تھا کہ شداد میرا کہنا مانیگا لیکن وہ
فوج لیکر آتا ہی سعد نے کہا آنے دو دیہیم نے کہا کئی ہزار آدمی اُسکے ساتھ ہین

بندگان عالی کو آنا پہونچا ئیگا مین سمجھا تھا کہ شداد میرے کہنے کو ٹالیگا بلکہ مین نے یہ بھی کہا کہ بہن کو اپنی ہمراہ شہریار منسوب کر دو اس بیوہ سے بڑھکر نہ ملیگا اسکو غنیمت جانو مگر اُسنے نہ مانا اب آپ تنہا رہیے سعد نے فوراً ہتھیار لگائے ملکہ رونے لگی کہتی تھی ای شہریار آپ کنیز کو قتل کر کے جائیے سعد خفا ہوے اور فرمایا کہ ای ملکہ عالم وہ بات کرو کہ جو لایق قبول کرنے کے ہو ملکہ بعد گریہ و بکا یہ اشعار کہنے لگی

نظم

ناحق یہ ترا غیظ مین آنا نہین اچھا ای یار غریبون کا ستانا نہین اچھا
منھ دافعی گیسو کو لگانا نہین اچھا موذی کو بہت سر پہ چڑھانا نہین اچھا
کشتون کے تمھارے ہین نشان رہنے دو باقی قبرون کو شہیدون کی مٹانا نہین اچھا
برسون کی محبت ہو نہ کر ترک ملاقات آپس مین سخن رنج کے لانا نہین اچھا
پردے کو آٹھ دینگے تمھین دیکھ ہی لینگے مشتاقون سے مکھڑے کا چھپانا نہین اچھا
دل توڑ دیا سنکے مری منہ کی کہانی منھ پھیر کے بوسے پہ فسانا نہین اچھا
نرگس کی نظر نرگسی آنکھونکو نہ ہو جاے گلشن کی طرف شب کو جانا نہین اچھا
بس روک لو شمشیر کو مریخ نہ ہو جاؤ خون شہدا مین تو نہانا نہین اچھا
جو تیر نظر سے جگر اور دل کو اڑا دے ایسے کی نگاہون مین سمانا نہین اچھا
اک ایک سے آنکھین نہ لڑایا کرو صاحب ہر اک کی نگاہون مین سمانا نہین اچھا
زلفون سے محبت نہ ہو اب کبھی کرنا دل دیدہ و دانستہ پھنسانا نہین اچھا

سعد نے فرمایا بس ملکہ خاموش رہو زیادہ اشتیاق نہ کرو گو شھے پر سے آکر تماشہ دیکھو کہ انشاء اللہ کیا کرتا ہون میان شداد اپنے دل مین کیا سمجھے ہین شیر کا شکار کرنے اپنے مغرور ہو گئے کہ ہماری گرفتاری کو آتے ہین سعد نے جو غصے سے کہا ملکہ ڈر گئی دامن چھوڑ دیا سعد سوار ہو کر نکلے مگر دیہیم پھر بھاگا دوڑا ہوا سامنے شداد کے آیا کہا ای شداد وہ تو آمادۂ حرب و ضرب ہین کسی نے اُنکو خبر دیدی ہو گھوڑے پر سوار باہر کھڑے ہین شداد نے کہا پہلوان طلسمی نے ایسا پیدا ہین کیا کہ سعد کا حوصلہ بڑھ گیا یہ نہین جانتے کہ ما بدولت شیر شکار ہین جب شیر کو دیکھکر

مار ڈالتا ہون تو انسان کی کیا حقیقت ہی دو چار پہلوان مارے اور دو چار خدمت
جان سے رفیق بنے اب اُنکا حوصلہ بڑھا ہوا ہی وہ سمجھتے ہین کہ دیتے ہی یہ بھی پہونگے
مین جانتا ہون آفت برپا کرونگا یہ خیال ہی کہ حوصلہ اُنکے دل مین نہ رہے مین کہونگا
کہ تم اپنے تئین کر لو ایسا نہ ہو کہ کوئی حوصلہ تمھارا باقی رہجائے کہ نیزہ نہ مارا کبھی دام
تیر و شمشیر کا نہ کیا پھر تو بین دبوچ کر مار ہی ڈالونگا گردن پر ہاتھ رکھدونگا تو پھر آنکھیان
نہ ہٹیین گی گوشت اور پوست مین پیوست ہو جائینگی تڑپ تڑپ کر جان دینگے اے
دیہیم ابھی کل کا ذکر ہی کہ صحرا مین جو پہونچا ایک شیر ببر کو دیکھا کہ اشارہ ہاتھ کا کلہ
اُسکا مثل کلہ فیل مگر اے دیہیم با بدولت گھوڑے پہ سوار تھے جیسے ہی مین نے شیر کو
للکارا اور غرش کرکے چلا گھوڑا بیچین ہونے لگا چاہا پلٹون مجھکو بہت ناگوار ہوا
رانون مین مسلکر مرکب کو ڈالا اُس شیر کے سامنے کو دپڑا وہ گھوڑے کو چیرنے
پھاڑنے لگا مین نے دُم پکڑکر جھٹکا مارا وہ پلٹا مین نے گردن دبا دی پھر شیر نے
سانس نہین لی جانوران صحرائی کو تاتا تھا سب جانور نکل پڑے اُسکا گوشت کھانے
لگے میرا مُنھ دیکھ رہے تھے گویا اپنی زبان مین کہتے تھے کہ آپ نے ہمارا مسکن صاف
کر دیا یہ کسی کو رہنے نہ دیتا تھا بس اے دیہیم انسان کی کیا حقیقت ہی بیسیون پہلوان
میرے ہاتھ سے مارے گئے آجتک کوئی مجھسے سر بر نہین ہوا اندر اب تو گینڈے پر
سوار ہون ٹھوکرون مین پہلے اُنکا مرکب مارونگا پھر اُنسے سمجھونگا دیہیم نے کہا
اے شداد وہ جوان بھی بلا سے روزگار ہی جس قزاق کے مقابلے کو آیا ہی سنتا ہون
کہ تمھارا کچھ مال جاتا تھا اُسنے لوٹ لیا اور کئی آدمیون کو قتل کیا تم غصے مین جا
پہونچے وہ کمر باندھکر نکلا اُسی قزاق کے لوگ کہتے تھے کہ میان شداد بھاگے
یہ بات مشہور ہی شداد نے کہا دیہیم مین اُس روز بخار مین تھا اُسی گرمی مین
چلا آیا ساتھ والون نے کہا اب جانے دیجیے مال کا خیال نہ کیجیے کسی دن جنگل مین
پایئگا سمجھ لیجیے گا مین نے تامل کیا آجتک میرے خوف سے صحرا مین شکار کھیلنے
نہین آتا اگر دس کو مارا اور ایک کے مقابلے سے ہٹ آیا نہین معلوم کیا موقع

دیکھا مگر خوف تو اُسپر غالب ہی وہیم سے باتین کرتا ہوا جب شداد سامنے پہونچا ہو تو دیکھا کہ سعد بیرون باغ کھڑے ہین نیزہ گاڑ دیا ہی اُسپر تکیہ کیے ہوے کہہ رہے ہین کہ ای شداد مین تیرے مقابلے کو آیا ہون اور اپنے نام کا نعرہ کیا لنعرہ

بادشاہ منم شاہ شاہان فریدون حشم
بہار گلستان کاؤس و جم
تجلی دہ بزم اسلامیان
نہال گلستان صاحبقران

شداد نے فوج کو اشارہ کیا کہ ہان یارو گھیر کر مار لو سعد نے فرمایا ای شداد تو تو تیر تیغ کا مشہور ہی فوج کے بھروسے پر آیا ہی مین تیرے مقابلے کا خواہان ہون شداد نے گینڈا بڑھایا اہل فوج کو منع کیا کہا مین تو چاہتا تھا کہ اسکی جرأت کو دیکھون غرض ملکہ نے بالاے بام سے دیکھا کہ شداد جھومتا ہوا بڑھا بیقرار ہو گئی کنیزون سے کہنے لگی کہ صاحبو دعا کرو سب کنیزین پکارنے لگی کہ ای کریم و رحیم اپنا رحم شریک کر اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے **نظم**

ذات پاک تست یارب پردہ پوش
حسن بیان حق حرام حق گو حق نیوش

خاک انسان را تو کردی محترمت
مال و جاہ و علم و فضل و عقل و ہوش

میکنی با گوش قدرت ای سمیع
عرض حال بندگان زار گوش

عاشقانت را ز سوز عشق تو
ہیز در سینہ بشکل دیگ جوش

عیش و غم یکسان بود نزدیک شان
ہر یکے داند برابر نیش و نوش

بار کو یا بند در در بار تو
مردم گندم نما و جو فروش

دور فرما از سرم بار گناہ
تا سبک گردم ازان بار دوش

بندہ در فکر مآل خویشتن
گاہ خاموش است گر اندر خروش

گاہ در بیداری و گاہے بخواب
گاہ اندر بیہوشی گاہے بہ ہوش

ہست این ناچیز عاجز خاکسار
بر کمال فضل تو امیدوار

ملکہ بھی بال کھولے ہوے دعا مانگ رہی ہی کہ ای پروردگار اس دشمن سخت سے انکو بچا لے مگر بہت بیقرار ہی کنیزون سے کہہ رہی ہی کہ صاحبو یہ وہ شخص ہی کہ مین نے

اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اسنے شیر کو پکڑ لیا تو اسکے پنجے سے نہیں چھوٹا تڑپ تڑپکر
رہگیا شداد قریب آکر کھڑا ہوا کہا اے سعد بڑا یا نتاک ستم کرونگا تم اپنا حربہ توکر لو کہ
حوصلہ نہ باقی رہے سعد نے کہا اے شداد تم شیر شکار ہو تمنے کبھی لومڑی کو بھی نہیں
مارا اگر ہمارا دستور نہیں ہے جب تمہارے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی
حملہ کرینگے یہ سنتے ہی شداد نے نیزہ اٹھایا گویا درخت تاڑ تھا اُسکو گردش دیکر مارا
سعد نے گلوگاہ پر ہاتھ ڈالدیا نیزہ شداد کا توڑ ڈالا ملکہ نے بالاے بام سے کہا
کہ لو صاحبو بڑا غضب کیا اب وہ اور زیادہ جھلائیگا مگر تعجب یہ ہے کہ ہاتھ نہیں بڑھاتا
یہاں شداد نے تلوار کھینچی تیغہ چوڑا مثل تختہ دوکان عطار جوہر دار چمکتا ہوا خبردار
کہکر ہاتھ مارا سعد نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا شداد لپٹ پڑا دونوں لپٹے
ہوے زمین پر آئے مگر شداد دونوں ہاتھ کمر میں ڈالکر بادشاہ کو مسلتا ہے بادشاہ
کچھ خیال نہیں کرتے بادشاہ نے بھی شداد کو پکڑ لیا اس زور سے مسلا کہ ہوا
جانب اسفل نکل گئی سعد نے ہنسکر فرمایا واہ میاں شداد کیا ہوا باندھی تھی
شداد نے کہا اسپر کیا ہنستے ہو میرا کیا اختیار ہے ہوا سے بادی تھی نکل گئی اب
تمکو زیر کرونگا سعد نے کہا شرم کا مقام ہے مرد میدان کو زندگی ہوتا بڑا عیب
ہے تمسے ضبط نہ ہو سکا اے شداد تمکو اپنے زور پر بڑے غرور ہیں جس پیچ پہ تمکو بڑا
ناز ہو وہ پیچ باندھو کہ مجھکو بھی معلوم ہو کہ ایسے پہلوان ہو شداد نے کہا بس
میرا یہی زور ہے کہ جو میں نے کیا اسی زور سے شیر کو مارتا ہوں مگر نہیں معلوم
کیا ہوا کہ آپ کو کچھ معلوم نہ ہوا سعد نے فرمایا بس اتنے ہی زور میں ساری بائی
کچائی نکلگئی اچھا اب میرا زور روک یہ کہکر دونوں مونڈھے پکڑ کر ریلکر لے
دوڑے شداد ہٹتا چلا آتا ہے پندرہ قدم پر لاکر سعد نے یکبار اکہ دونوں گھٹنے
آشنا بہ زمین ہوے سعد نے کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالا اور اللہ اکبر کہکر زور کیا پہلے
زور میں تا بہ گھٹنا دوسرے زور میں تا بہ سینہ تیسرے زور میں سر سے بلند کیا
داہنا پانوں آگے بڑھایا اور بایاں پانوں پیچھے ہٹاکر شداد کو چرخ دیا کہ مثل

اسیطرح اُس آتشبازی کے چرخ کھانے لگا جب سعد نے چاہا زمین پر ماردون تو شداد
بیقرار ہو گیا اور چلایا کہ اے شہریار الامان بادشاہ نے فرمایا امان بہ شرط ایمان یہ
سُنکر شداد نے کہا مین مسلمان بھی ہوتا ہون اور ملکہ کو بھی لے لو اور جو چاہیے
کرو سعد نے فرمایا ہم تمھاری اطاعت کے خواہان ہین یہ فرما کر کلمۂ طیبہ زبان معجز
بیان سے فرمایا شداد کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا ساتھ والون نے پکارکر
آواز دی صاحبو مین نے اس شہریار کی اطاعت کی تم بھی سب کلمہ پڑھو اور ہمین
اسلئے کیا عذر کرون یہ تو میرے عزیز قریب ہین جو کہونگا وہ قبول کرینگے میرے کلام
پر ایسا نہ فرماوینگے مین نے پہلے سے رنگ جما رکھا ہے سب ساتھ والے بھی
مسلمان ہوے سب آپس مین ہنستے تھے کہ کیسا بے غیرت ہے کہ رشتے کو بیان کرتا ہے کہ
سعد شہریار کیا سردار ہین کہ ایسے دشمن مغرور نے جو کہا وہ مان لیا حقیقت مین یہ
لوگ وہ ہین کہ دشمن کے بھی دوست ہین ورنہ قبول کرتے اور اسکو ہلاک کرتے
تو ہو سکتا تھا کسیقدر غرور کرتا تھا کہتا تھا کہ دبوچ کر مار ڈالونگا کچھ بھی زور نہ چلا
کیسا جلدی زیر ہو گیا ایک مرتبہ ایک پتلا سا شیر مارا تھا اپنے کو شیر شکار مشہور
کردیا مگر آج سب غرور نکلگیا یقین تو ہے کہ بصدق دل مسلمان ہو وے یا شاید مکر
کیا ہو مگر ہم لوگ مکر مین شریک نہ ہونگے سعد شہریار ایسے جری و بہادر ہین کہ
جیسے ہی اُسنے الامان کہا ہاتھ سے رکھدیا پھر زور نہ کیا اور اسکے اُٹھانے مین انکو
کچھ تکلیف بھی نہین ہوئی یہان ملکہ نے دیکھا کہ شداد اوسے ساتھ لے چلا بیقرار
ہو کر کنیزون سے کہا ارے کوئی جا کر اطلاع کرو کہ اس مکار کے ساتھ نہ جاؤ ایسا
نہ ہو کچھ فتور کرے کنیزون نے کہا سعد شہریار نے جب آپ کا کہنا نہ مانا تو ہماری
بات کا جواب بھی نہ دینگے جانے دیجیے اب وہ ہوشیار رہین گے کیا کر سکتا ہے اُنکو
خود خوف ہے مگر شداد سعد کو ساتھ لیے ہوے اپنی بارگاہ مین آیا افسرون سے
اشارہ کیا کہ ایک جام شربت لاؤ اُس مین سم وُوا الماس ملادو وہ افسر کہ سب مین
کلان تھا اُسنے کہا کہ اے شداد کچھ خوف خدا کرو اُنھون نے تمھارے ساتھ یہ احسان

کیا اور قسم اُنکے ساتھ مکر کرتے ہو مین اپنے ہاتھ سے شربت نہ بناؤنگا شداد نے
کہا مین خود بنا لاؤنگا شداد تو محل مین گیا مگر وہ افسر قریب سعد آیا کہا اے شہریار
ہم لوگ جبسے مطیع ہوے اُسکے مطیع ہوے آپ کی جرأت کے قائل ہوے اور
آپ کی جلالت پر مائل ہوے مگر شداد مغرور چاہتا ہے آپ کو ضایع کرے تو مین
اطلاع کرتا ہون کہ وہ سودۂ الماس ڈالکر شربت لائیگا جب وہ لاوے تو اُسی کو وہ
شربت پلائیے گا ہم سب آپ کے شریک ہین ہم لوگون سے کوئی خطا نہ ہوگی یہی
چاہتے ہین کہ قلعے مین آپ کی عملداری ہو اور ہم سب ہمیشہ خدمتگزار رہین کبھی
جو ادھر حضور کا گذر ہوگا تو ہم بھی زیارت سے مشرف ہو جاوینگے دوسرے
افسر نے کہا اگر یہان تشریف نہ لاوینگے تو ہم لوگ خود آوینگے اور قلعے پر تو
کسیکی مجال نہین ہے کہ نگاہ ڈالے کسکو حاکم کیجیےگا سعد نے فرمایا اِسکا اختیار ملکہ کو
ہے سب افسر تعریفین کرنے لگے سعد نے اُن سبکو پاس اپنے بٹھالیا اور سب شداد کی
باتین کرنے لگے کہ اے شہریار ایک دن جو یہ برائے شکار گیا ایک شیر کئی دن کا
بھوکا پیاسا بیہوش تھا اِسکے سامنے نکل آیا اِسنے اُسے تیر سے مار لیا اُسکو شہر مین
لایا سب کو دکھایا کہ مین نے شیر کو مارا اب مجھے شیر شکار کہا کرو اُسدن سے یہ
شیر شکار مشہور ہوے یہی قزاق جسکے آپ مقابلے کے لیے آئے ہین اُسنے مال
لوٹ لیا زمین بھی اِنکی دبالی مگر کچھ بھی نہ کر سکے بلکہ برائے مقابلہ بھی گئے کچھ لوگ
مارے گئے آخر دُم دبا کر بھاگ آئے کہتے تھے کہ مجھے قزاق پر رحم آگیا جنگل مین
اِسکو گھیر کر مار لونگا وہ ایسا منچلا ہے کہ روز برائے شکار صحرا مین آتا ہے اور یہ اُسکے
مقابلے مین نہین جاتے ہم لوگون نے اکثر خبر دی کہ حضور قزاق پھر رہا ہے اور
زمین اُسنے دبالی اُسکا جواب دیا کہ اِسکو یقین کرنے دو ایک دن بدلہ لونگا یہی
سزا دونگا کہ قزاقی چھوڑ دے گا سعد سر ہلا رہے ہین کہ شداد محل سے آیا دیکھا کہ
سعد سب افسرون کے ساتھ باتین کر رہے ہین شداد نے کچھ خیال نہ کیا جام
شربت لیکر سامنے آیا کہا اے شہریار یہ جام محبت ہے اِسکو پی لیجیے غلام کو یقین ہو جاوے

کہ آپ نے غلامی مین قبول کیا سعد نے فرمایا ہمکو تم سے صفائی ہو اپنا یہ دستور نہین کہ جنکے
ساتھ مکر کرین مگر یہ جام تمکو بخشا تمہین پی جاؤ شداد سب سردارونکا منھ دیکھنے لگا مراد یہ کہ
کہ تم لوگ سفارش کرکے سعد کو جام پلاؤ سب نے اشارے سے کہا ہم لوگ نہ کہین گے
آپ کے عزیزدار ہین کیسا مضبوط رشتہ ہو کہ جسکو رشتۂ ازاربندی کہتے ہین شداد
سر ہلاتا جاتا ہو اور جام لیے سامنے کھڑا ہو ملکہ نے بیقرار ہو کر ایک کنیز کو بھیجا ہو
وہ بصورت مبدل دربار مین حاضر ہو شربت پر نگران ہو رہی ہو سعد تو فرماتے
ہین کہ تم پیجاؤ اور شداد یہ کہتا ہو کہ مین نے حضور کے نام سے بنایا ہو حضور ہی
نوش فرماوین سعد نے ہاتھ تھام لیا اور کہا کہ اے شداد کئی ناگوار واقعہ [illegible]
ہوا بازو پر جو تمھارے بکر تھا وہ کیا ہوگیا چپے کی بات سنکر شداد گھبرایا کہا او تہ بار
اکر مین نے توڑ ڈالا سعد نے فرمایا وہ اگر توڑ کر کیا کیا شداد نے کہا مجھسے ادب
ہوئی ہو کہ مین نے پیسکر اس شربت مین ملا دیا ہو اگر نہ پیجے تو پھینک دون
خطا معاف فرمایئے اب کبھی ایسی خطا نہ ہوگی سعد نے کہا تمکو پینا پڑیگا شداد
نے کہا حضور مین کیونکر پیون مین نے اپنے ہاتھ سے سودہ الماس ملایا ہو سعد
نے فرمایا ہمکو پلاتے ہو اور خود پینے مین عذر ہو یہ کہکر جام ہاتھ سے لے لیا اور فرمایا
کہ اے شداد اسکو پیو ورنہ ہم بری طرح پیش آوینگے شداد کانپنے لگا چہرے کا
رنگ فق ہوگیا کہنے لگا معلوم ہوتا ہو کہ کسی نے آپ سے کہدیا مین نے جاکر الماس
اور اسکو پیسا شربت مین ملا کر لایا ہون بھلا مین کسطرح پیون ابھی کلیجہ پھٹ کر رجائیگا
سعد نے فرمایا تو ہم پیجائین شداد نے کہا آپ کو اختیار ہو مین تو یہی چاہتا ہون
کہ آپ نوش کرین سعد نے فرمایا اب تم اسکو پیو ورنہ ہم حکم اور دینگے شداد
رونے لگا کہا اے شہریار آپ مجھپر جبر کرتے ہین مین کیونکر پیونگا یہ جام شراب پیجائیے
مرونگا سعد نے فرمایا ہمکو پلانے لائے تھے ہم جو تمکو پلاتے ہین تو انکار کرتے
ہو سعد نے جو تیور بدلکر کہا شداد قدمون پر گر پڑا کہا برائے خدا ایسی خطا
معاف فرمایئے مین اسکو نہ پیونگا ورنہ کلیجہ کٹکر بہ جائیگا اب کبھی ایسی خطا نہ کرونگا

سعد نے جام پھینک دیا مگر شداد نگاہ سے اُتر گیا فرمایا تم بڑے بہادر ہو شیر شکار تمھارا لقب ہو تم سے کون مقابلہ کر سکتا ہو ہمنے یہان کی سلطنت ملکہ کے سپرد کی اور تم ہمارے ساتھ رہو شداد نے کہا عورت کیا سلطنت کریگی مجھکو یہان چھوڑ دیجیے مین خراج ہر سال بھیجونگا جسقدر روپیہ آئیگا وہ سب آپ ہی کو روانہ کرونگا اور قزاق سے مقابلہ نہ کیجیے ملکہ کو لیکر چلے جائیے وہ قزاق بڑا زبردست ہو سعد نے کہا خیر دیکھا جاویگا لیکن تمکو چاہیے ہو کہ اب اپنی تیاری کرو اور ہمارے ساتھ چلو ملکہ سے کہلا بھیجا کہ نقاب ڈالکر باہر آؤ ملکہ کو تخت پر بٹھایا فرمایا یہ افسر موجود ہین جو تم حکم دو گی وہ بجا لاوینگے اپنے ماتحت کو طلب کرنا روپیہ وصول کرنا تنخواہ ماہ بماہ تقسیم کر دیا کرنا یہ فرما کر سوار ہوے شداد ساتھ نہ جاتا تھا مگر سعد نے ساتھ لیا ادھر جب خاموش قزاق نے یہ خبر سُنی کہ سعد کو میرا عیار لاتا تھا شیر شکار اُسکا چھین لیگیا تو اسنے طبل جنگی بجوایا صبح کو میدان مین آیا نسیم نوجوان مقابلے مین نکلا ہاتھ سے خاموش کے زخمی ہوا اور کئی افسر نکلے جو نکلا وہ زخمی ہوا کئی میدان مارے یون مین سب سردارون کو زخمی کیا اور چوتھے دن یہ کہلا بھیجا کہ آج روز ہفتم ہو مین برائے شکار جاتا ہون شکار سے جو پلٹ کر آؤنگا تو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ای نسیم وہ مددگار تیرے کہان ہین اگر وہ آتے تو مزا شجاعت کا ملتا دیہیم بھی پلٹ کر آیا یہ کہکر پلٹا کہ سامنے سے گرد اُڑی آواز زنگ کی بلند ہوئی دیکھا دیہیم کشور کشا جست و خیز کرتا ہوا آیا اور قسیم کو سلام کیا کہا ای شہریار عجب معرکہ گذرا کہ عیار خاموش جو سعد کو چرا کے لے گیا تھا اُس سے شداد نے چھین لیا اور قید کیا ران کو ملکہ لاکہ خونریز ہمشیرہ شداد چرا کے لے گئین مین نے شداد کو خبر دی اور سمجھایا کہ اطاعت شہریار کرو اُسنے جواب دیا کہ مین شیر شکار ہون مین کسی سے نہین دبتا یہ کہکر اُسنے جا کر باغ کو گھیرا سعد شہریار کہ دیو بند و دیو کش ہین باغ مین نہ بیٹھے گھوڑے پر سوار ہو کر نکل آئے شداد کو اُٹھا لیا شداد مکر سے مسلمان ہوا اپنی بارگاہ مین لے گیا جام شربت آغشتہ بہ سودہ الماس بنا کر لایا لیکن اُسکے

افسرون نے سعد سے اطلاع کر دی سعد نے جام اسکو واپس دیا کہ برادر چھین
پہو تب شداد قدمون پر شہریار کے گر پڑا اور کہنے لگا کہ میری خطا معاف فرمایئے
سعد اسکو ساتھ لیے ہوے آتے ہین اب میان قزاق کو معلوم ہوگا کہ بہادر ایسے
ہوتے ہین قسیم نے کہا آج تو وہ شکار کو جاتا ہو اب جو پلٹ کر آئیگا تو پھر جرأت
کریگا دہیم نے کہا مین جاتا ہون اور سعد شہریار کو جلدی لاتا ہون مالک کو
اپنے خبر دیکر دہیم پھر پلٹا یہان خاموش قزاق جنگل مین شکار کھیل رہا تھا کہ صحرا سے
گرد اڑتی دیکھا سعد شہریار پشت پر سب سردار سامنے سے جاتے ہین خاموش
ایک نخل کی آڑ مین کھڑا رہا سب کے پیچھے دیکھا کہ شداد آتا ہو للکارا کہ او نامرد تو نے
بڑی حماقت کی میرے عیار سے پشتارہ سعد کا چھین لیا وہان جاکے تیری ہمشیر
اُنپر عاشق ہوئین اور تجھکو غیرت نہ آئی اب مجھسے مقابلہ کرکہان جائیگا شداد تلوار
کھینچکر آیا بہن کے ذکر پر بہت جلا یا ہاتھ تلوار کا مارا خاموش نے تلوار اسکی سپر پر
روک کر سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مارا کہ شداد کے دو ٹکڑے ہوے ساتھ والے روتے
ہوے بھاگے سامنے سعد کے آکے عرض کی او شہریار خاموش براے شکار
آیا ہو اسنے شداد کو مار ڈالا اور کھڑا جھوم رہا ہو کہتا ہو اب جا کر سب کو قتل
کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا سعد یہ خبر سنتے ہی پلٹے کہ سامنے سے دہیم آیا
عرض کی او شہریار خاموش نے بڑی آفتین برپا کین سب سردار زخمی ہوے
اب براے شکار آیا ہو سعد نے کہا اسی کے مقابلے کو جاتا ہون اسنے شداد کو
مار ڈالا دہیم نے کہا ابھی کہ اب ساتھی نسیم و قسیم کے مقابلہ کیجیے گا سعد نے فرمایا
ہرچند کہ شداد مکار تھا مگر ہمارے ساتھ تھا خاموش کو بڑا گھمنڈ ہو آج اسکی جرأت
مین دیکھے لیتا ہون دہیم نے جب دیکھا سعد کو بڑا غصہ ہو قبضے پہ ہاتھ ڈالکر بڑھے
دہیم دیکھتا ہوا آتا ہو سعد نے سامنے آکر نعرہ کیا کہ خاموش تو نے بڑی بدبخت
کی کہ شداد ایسے نامرد کو مار ڈالا خاموش نے کہا مین [illegible] سال اسپر محنت کرتا
تھا دس پانچ کھیت دبا لیتا تھا مگر اسنے کبھی [illegible] مین دخل نہین [illegible]

مگر آج ایسا گرما پا کر ہاتھ تلوار کا مار امین سے روک کر جواب مین کمر پر ہاتھ ماردیا
اے شہریار جنگ مین یہی ہوتا ہے اب اسوقت مقابلہ موقوف رکھیے جب مین پلٹ کے
آؤنگا تو آپ سے مقابلہ کرونگا سعد نے کہا اے خاموش مین تجھکو نہ جانے دونگا
خاموش نے کہا بہت پچھتائیے گا میرے ہاتھ سے امان نہ پائیے گا یہ سکے گینڈا
بچھا اور نیزہ مارا سعد نے نیزہ خاموش کا توڑ ڈالا خاموش نے چھر کو پھینک کر دیا
کہ اے شہریار بس آپ کی خوشی ہوچکی اب مقام پر مقابلہ کیجیے گا سعد نے کہا کہ اب
تلوار کا وار کرو خاموش سے ناچار ہو کر ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے کلائی تھام لی
خاموش لپٹ پڑا گھوڑون سے دونون اُترے آپس مین کشتی ہونے لگی بادشاہ
فورًا خاموش کو پکڑ لائے دو تین گھسے ایسے مارے کہ خاموش کی زرہ پارہ
پارہ ہوگئی پیشانی سے قطرے خون کے ٹپکنے لگے مگر لڑے جاتا ہے دو تین مرتبہ
بادشاہ پکڑ لائے خاموش بمشکل نکلا ہر مرتبہ یہی کہتا ہے کہ بس اب آپ کی خوشی
ہوچکی آپ مقابلہ موقوف رکھیے سعد فرماتے ہین کہ بے زیر وزبر ہم نہ پلٹین گے
تمکو بھی تو معلوم ہو کہ بہادر ایسے ہوتے ہین خاموش کو سناٹا ہے کہ اب مین نہ
بچونگا مگر شکر ہے کہ صاحب خلق و مروت ہین کیا عجب ہے کہ مجھے غلامی مین قبول کرین
لڑتے لڑتے قدمون پر گر پڑا کہا غلامی اختیار کرتا ہون میری خطا کو معاف کیجیے
سعد نے فرمایا اے خاموش ہمین تجسے کوئی دشمنی نہین مگر زوجۂ نسیم نوجوان کو
حوالے کرو کہ وہ بہت بیتاب ہے جنے اُس سے وعدہ کیا ہے کہ تمھاری زوجہ کو ہم
دلوا دینگے خاموش نے کہا مین حاضر کرونگا کیا وجہ کہ کئی مہینے سے وہ قید ہے مگر
پابند شوہر ہے ہمکو نہین قبول کرتی مین نے بڑی بڑی اُسپر بدعتین کین آب ودانہ
بند کیا مگر وہ نہ راضی ہوئی کہتی تھی کہ جان لے لو مگر عصمت کو نہ ہاتھ لگاؤ مین ناچار
ہوگیا خاطرین بھی کین دباؤ بھی ڈالا مگر وہ ظالم اپنی ہی کہتی رہی مین اُسے ضرور
حوالے کرونگا مین خود ہی اُسکا رکھنا نہین چاہتا اُسکو لیجیے بادشاہ جمجاہ
خاموش کو ساتھ لیکر قلعے مین آئے اور اُس عورت کو بلوا کر ہمراہ نسیم نوجوان کیا

نسیم نوجوان نے جو زوجہ کو اپنی پایا بادشاہ کے گرد پھرنے لگا اور قلعے مین لاکر بڑی
دھوم سے دعوت کی اور اپنی بہن سلطانہ کو سعد کے ساتھ منسوب کیا رات کو
سعد سلطانہ سے ہم وصل ہوے صبح کو نہا دھو کر دربار مین بیٹھے ہین دیہیم بھی خدمت
شاہ سعد مین حاضر ہی یہی چاہتا ہی کہ ہر وقت ہمراہ رکاب سعادت انتساب رہون
بادشاہ کو دیہیم سے محبت ہوگئی ہی بہت عزیز رکھتے ہین جب فیروزہ کا شاہ ذکر کرتے
ہین تو دیہیم عرض کرتا ہی کہ وہ میرے اُستاد ہین مگر خواجہ کا مین بہت مشتاق ہون
بادشاہ نے فرمایا اے دیہیم مجھکو افسوس یہ ہی کہ تم کلاہ زرین پہنے ہو اور لباس زر
سے تمکو بڑی محبت ہی اگر خواجہ دیکھ پاوینگے تو اس کلاہ وغیرہ کو نہ چھوڑینگے پھر انکی نذر
کے واسطے رکھ چھوڑو یقین ہی کہ آتے ہون اسوقت انکا ذکر ہوگیا ضرور آوینگے
اے دیہیم انکے ذکر مین یہ تاثیر ہی کہ جہان ایک مرتبہ نام لیا کہین ہون لیکن اُس
محفل کے ضرور طالب ہوتے ہین جہان دوبارہ نام لیا اور محفل مین تشریف لائے
کہ انکا آنا اور قیامت کا آنا برابر ہی لہذا صورت دیکھتے ہی نذر دیتا ہین تو اب
براے فاتحی مرحلہ جاتا ہون یہ ذکر تھا کہ آواز زنگ کی آئی اور خواجہ پریشان
پریشان سامنے شاہ کے آئے شاہ نے پوچھا کیون خواجہ پریشان کیون ہو
کہا حضور آج غضب ہوگیا مہاجن کا برہمن مجھکو پکڑ لے گیا گھر مین لیجا کر خوب مارا
جو کچھ میرے پاس تھا وہ چھین لیا مگر اے شہریار یہ شخص جو کلاہ زرین پہنے ہین اور
دمبدم آپ سے باتین کرتے ہین یہ کون صاحب ہین بڑے آپ کے مصاحب ہین
بادشاہ نے فرمایا دیہیم کشور کشا عیار قسیم تاج بخش کا مسلمان ہوا ہی آپ کی
زیارت کا مشتاق تھا خواجہ نے کہا اے فرزند مین بھی یہی چاہتا ہون کہ کوئی
عیار معقول ملے تم ایسا خوش پوشاک چست و چالاک عیار بے نظیر صاحب
جاہ و توقیر ہو مین اُسے اپنا نائب کرون اولادین سب نالائق ہین جو صاحب ہین
وہ میری جان کے دشمن ہین یہی چاہتے ہین کہ باوا مرین تو زنبیل لین اور مین
زنبیل کسی کو نہ دونگا دریا خضر پر لٹکا دونگا اور رہبر قران کو نگہبان کرونگا ۔۔

کرونگا کہ جو میری اطاعت کرے اور میرا خیرخواہ ہو اُسے زنبیل دینا بس تمھین کو زنبیل
ملجائیگی مگر کلاہ تو اُتارو مین ذرا دیکھون کیا عمدہ بیل بنی ہو مین بھی ایسی بنوا اونگا دہیم
نے کلاہ اُتار کر حاضر کی خواجہ نے کہا بیٹا کچھ نقد تمھارے پاس نہین ہو دہیم نے فوراً
جیب سے کچھ روپے نکالے اور پیش کیے خواجہ نے کہا اے فرزند آباد رہو مگر ایک کام
کرنا کہ سب عیارون کی پرورش کرنا ایک لاکھ چوراسی ہزار میرے شاگرد ہین ایک
سے ایک بلا سے روزگار ہو اُن سب مین بعود یا برق فرنگی بڑا لالچی ہو کہ جوتیان
کھاتا ہو مگر روپیہ بنک مین جمع کیے جاتا ہو کہتا ہو ابھی کئی لاکھ جمع ہین کرور کی نوبت
نہین پہونچی جب اپنی ولایت جاؤن تو کرور کے نوٹ تو لیجاؤن وہان ہماری
میم صاحب کہا رہی ہونگی نامہ آیا تھا کہ سات لاکھ کے نوٹ جمع کیے ہین تو ذرا
اُس سے بچتے رہنا مجھکو دھوکا دیتا ہو لیکن یہ لباس تمھارا کیا خوب ہو ذرا اُتارو
تو مین ناپ لون دہیم نے لباس اُتار دیا خواجہ نے فرمایا بیٹا جیتے رہو تمسے
اگر حمزہ سے ملاقات ہو تو اُنکو بھی نذر دینا کچھ روپیہ باقی ہو دہیم نے کہا اُستاد ابتو
ایک حبہ بھی نہین ہو فرمایا کہ بیٹا نہین نہ کرو نہین کے نام سے میرا دل دُکھ جاتا ہو
کسی سے قرض لیکے مجھے دکھا دو کہ حمزہ کو یہ نذر دونگا ایسی باتین کرکے کپڑے بھی
دہیم کے اُتروا لیے اور سب نذر زنبیل کر بیٹھے دہیم بھی ہنس رہا ہو کہتا ہو کہ
حضور ایسا ہی اُستاد چاہیے کہ شاگرد کو سرفراز کرے خواجہ نے فرمایا بیٹا کچھ
[illegible] ہوگے تم بہت تیز معلوم ہوتے ہو ماشاء اللہ جب خدمت کروگے تو عظمت
پاؤگے دہیم قدمون سے لپٹ گیا کہا اُستاد خدا کا شکر کرتا ہون کہ آپ کا شاگرد
ہوا فرمایا بیٹا تمھارا زر شکرانہ اشرفی نقدی اسکی مجھے دیدو مین شیرینی تقسیم کردونگا
دہیم نے پانچ روپے نکالکر دیے فرمایا او بیوقوف ایک لاکھ چوراسی ہزار کو اس
قدر مین شیرینی کفایت کریگی جب ہم اُستاد کے شاگرد ہوے تھے تو پانچ سو روپیہ
کی شیرینی دی تھی وہ بھی کم پڑی ایک ایک ڈلی بٹ گئی مگر اُستاد نے دعا بھی دی
تھی اُنکی عنایت سے مانگ کھاتے ہین مگر کیون اے سعد بن قباد تم آج کچھ نذر دوگے

سن لیا کہ ہم پر ٹوٹ گئے مہاجنون نے مارا بادشاہ نے فرمایا اُس مہاجن کا نام بتایئے
تو اُسکی کو ٹھی کہدوا ڈالون عمرو نے کہا معاذ اللہ جسکا قرضدار ہون اُسکا نام لون
بارگاہ مین اُسکو بدنام کرون وہ وہ شخص ہی جو کسی کو قرض نہین دیتا مجھسے ایسا اعتبار ہی
کہ اگر دو پہر رات گئے جاتا ہون جو مانگتا ہون وہی سے آتا ہون وہیم کو شاگرد کرکے
فرمایا کہ بیٹا مین تو براے ملاقات صاحبقران جاتا ہون مگر تم سعد سے ہوشیار
رہنا مجکو ایک لشکر ملا تھا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ کوہان بلند رکاب پہلوان
زبردست براے مقابلہ سعد آتا ہو عیار اُسکے ساتھ طوفان تیزرو بلاے روزگار
ہی کیا عجب ہو کر لشکر مین آیا ہو وہیم نے کہا اُستاد کیا مجال اُس عیار کی کہ ہمارے شاہ
پر ہاتھ ڈالے خواجہ تو اُسی وقت چلے گئے مگر بڑبڑاتے ہوے کہتے ہوے کہ
میان سعد بڑے مغرور ہو گئے ہین ہنسنے تو یہ بیان کیا کہ مار کھائی اور وہ ہنسا کیے
یہ منہ سے نہ نکلا کہ دو لاکھ روپیا انکو دیدو اگر ہمکو دیتے تو خزانے مین برکت ہوتی
لاکھ دیتے دس لاکھ آجاتے سننے والے خاموش ہین کسکی مجال نہین کہ خواجہ کی
بات مین دخل دیکین سب جانتے ہین کہ سلطنت سعد ذات سے خواجہ کی ہی بادشاہ
فرمارہے ہین کہ ہم کل براے فتح مرحلہ جاوینگے اے وہیم تم بھی سب فوج کو ساتھ لیکے
خدمت صاحبقران مین چلے جانا وہ سب کو سرفراز کرینگے اسی ذکر مین رات ہوئی
سب سردار حاضر ہوے جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہوا وہیم نے سامنے بیٹھکر
یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

دل کو جب سے عشق ہی زلفِ بتِ گلفام سے ۔۔۔ صبح تک الجھن رہا کرتی ہی مجھکو شام سے
تذکرہ سنکر مرا کس ناز سے کہتے ہین وہ ۔۔۔ اور کچھ باتین کرو نفرت ہی اُنکے نام سے
ننگ لا مین لاکھ کب مستی مین ہوتا ہی اسیر ۔۔۔ طائر رنگ حنا کو کیا غرض ہی دام سے
ہو شراب لالہ گون یا شربتِ عناب ہو ۔۔۔ ساقیا جو لب جدا ہوتے نہین ہین جام سے
بے محبت ہیہ وقت خود غرض نا آشنا ۔۔۔ ساتھ خالق نہ ڈالے اُس بتِ خودکام سے
دم پہ بنجاتی ہی تڑپ کر نورِ خط اُس شوخ کا ۔۔۔ کم تمہین پیغام وصلت موت کے پیغام سے

دوپہر رات گئے دربار برخاست ہوا سعد اُٹھکر برائے آرام تشریف لے گئے سردار بھی سب رخصت ہوئے دیہیم طلائے پر آیا جابجا سوار و پیدل مقرر کیے چار پہر رات حاضر باش و ناظر باش مین گزری صبح کو دیہیم بارگاہ بادشاہ پر آیا دیکھا خدمتگار سب رو رہے ہین دیہیم کو دیکھکر کہنے لگے کہ رات کو کوئی شاہ کو چُرا لے گیا اُس مین اور سردار بھی تشریف لائے یہ خبر وحشت اثر سنکر سب ملول و حزین ہوئے سب کی صلاح ہوئی کہ صاحبقران کو عرضی لکھین مگر دیہیم نے کہا نہ گھبرایئے مین برائے تلاش جاتا ہون خدا چاہتا ہو تو شہریار کو لیکر آتا ہون یا اپنی جان دونگا خالی نہ پلٹونگا اب تو اُستاد نے پشت پر ہاتھ رکھا شیرینی کے روپے نقد لے لیے سبطرح کی عنایت فرمائی لیکن اب پشت پر اُنکے ہاتھ رکھنے کی برکت ہو کہ اُس شہریار کا پتہ ملے تو غنچۂ آرزو کھلے یہ ذکر تھا سب سردار جمع ہین اپنی اپنی کہ رہے ہین کہ برق فرنگی آکے پہونچا برق نے جو یہ ذکر سُنا فوراً بانہائے عیاری سے آراستہ ہو کر برائے تلاش چلا بعد جانے برق کے دیہیم بھی روانہ ہوا مگر برق فرنگی نے کوئی دو کوس راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا ایک لشکر پڑا ہی بارگاہ کلان استادہ ہی ایک ضعیفہ کی شکل بنکے لشکر مین آیا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر کوہان بلند رکاب ہی اور جسکا عیار طوفان تیز رو ہی یہ اُسی صورت سے پھرنے لگا جابجا دریافت کرتا ہو ایک مقام پر برق نے دیکھا کہ ایک اور بڑھیا بیٹھی رو رہی ہی برق نے پہچانا کہ یہ تو مشتر دیہیم معلوم ہوتے ہین قریب آکر کہا کیون بڑی بی صاحب کیون رو رہی ہو بڑھیا نے کہا مشتر صاحب سعد بن قباد غائب ہو گئے ہین اُسی فکر مین نکلا ہون بارے تم بھی آگئے اب برق و دیہیم ساتھ ہوئے خدمتگارون کی شکل بنکر بارگاہ کوہان مین آئے چاہتے ہین دریافت کرین کہ بادشاہ کہان قید ہین یہ تو سُن چکے کہ طوفان گرفتار کر لایا ہی اسی سوچ مین کھڑے تھے کہ چند سپاہی روتے ہوئے آئے عرض کی ای پہلوانان دوران جس خیمے مین بادشاہ قید تھے وہان نقب لگی ہی سراپچہ بھی چاک ہی کوئی آکر اُٹھوا لے گیا برق و دیہیم یہ خبر سنکر بارگاہ سے نکلے

باہر نکلکر برق نے کہا اے دبیہم یہ لوگ صاحب اقبال ہیں ظاہر ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس شاہ
کی کوئی دختر یا ہمشیرہ ہوگی وہ آکر رہے لگی اب میں پتہ لگاؤنگا تم لشکر میں جاؤ سب کو مطلع
کرو میں پتہ لگا کے آتا ہوں برق پھرتا ہوا دبیہم کو رخصت کرکے ایک خیمے کی
پشت پر آیا تو باہر سے یہ دیکھا کہ چند کنیزیں جا بجا کھڑی ہیں اور آپس میں کہہ رہی
ہو رہی ہیں برق ایک کنیز کی شکل بنا اُن میں آملا ایک کنیز سے پوچھا کہ آج کیا معرکہ ہے
کہ ملکہ اکیلی بیٹھی ہیں اُسنے کہا کچھ نہ پوچھو ملکہ نے بڑا غضب کیا کہ سعد بن قباد کو چرا لائیں
اور اُنکے پاس بیٹھی ہیں اختلاط ظاہری ہو رہے ہیں یہ تو فریفتہ ہیں اور وہ کہتے
ہیں کہ ایسا نہ ہو تمھارے والد کو خبر پہونچ جائے تو باعث خرابی ہے برق فرنگی یہ
کیفیت سنکے اندر آیا آکر دیکھا کہ ملکہ بیٹھی ہیں سعد بن قباد مسند پر بیٹھے ہیں اور فرما
رہے ہیں کہ اے ملکہ مقام افسوس ہے میں یہ نہیں چاہتا کہ مثل چوروں کے رہوں اگر
تمھاری خوشی ہو تو بارگاہ میں اُسکی جاؤں بہ حکم پدر مددگار تعلیم کروں اگر مسلمان
ہو تو جان بخشی ہو ملکہ نے گھبرا کر کہا کیوں گلرخسار تو اندر چلی آئی اور پہنچنے منع
کیا تھا کہ کوئی نہ آئے برق نے تڑپ کر کہا میں اسواسطے آئی ہوں کہ آپ کا راز
فاش کروں تاکہ آپکے باپ کو خبر ہو جائے نہ خبر ہوگی تو میں خبر کرونگی اب تک تو
مجھے گمان تھا کہ جھوٹ ہے اب یقین کامل ہوا ابھی سب بیان کرونگی کیا دنیا کا لہو
سفید ہوا ہے کہ بیٹی کو باپ کا پاس نہیں ملکہ نے جھلا کر کہا اری گلرخسار کچھ تجھے سودا
ہوا ہے ہمارے روبرو یہ باتیں کرتی ہے اے شہریار اسکو سزا دیجے سعد اپنے مقام
سے اُٹھے چاہا چوٹی پکڑ لوں برق نے ہنسکر کہا کیا افسوس کی بات ہے کہ اپنے غلام
کو نہ پہچانا میں ہوں مشتہر برق فرنگی سب حضور کے واسطے پریشان ہو رہے ہیں
بادشاہ نے فرمایا آؤ آج شب کو چلیں گے ملکہ نے بھی وعدہ کیا کہ میں بھی حضور
کے ساتھ چلونگی شمیمہ گیسو دراز ملکہ کا نام ہے یہاں تو بادشاہ و برق فرنگی و ملکہ
شمیمہ سے وعدہ ہوا کہ شب کو چل چلیں گے مگر کوہان بلند رکاب بارگاہ میں بیٹھا
بیٹھا ہے کہ طوفان تیز رو آیا بادشاہ نے کہا اے طوفان تو نے سنا کہ کوئی دشمن آیا تھا

وہ سعد کو لیگیا میں نے تامل کیا کہ ابھی نہ قتل کروں ورنہ اسی وقت ہی کو قتل کرتا مگر اب جو کہیں مل جائے تو فوراً قتل کروں طوفان نے کہا حضور میں سمجھ گیا ہوں کہ جس شخص نے یہ چالاکی کی ہرگز زبان سے اُنکا نام نہیں لے سکتا لشکر میں معلوم ہوتا ہے اُنکا ڈھونڈونگا اور آپ سے عرض کرونگا پھر آپ کو اختیار ہے یہ کہکر طوفان پھر روانہ ہوا تمام لشکر میں خبر لیتا پھرتا ہو مگر کہیں پتہ نہیں ملتا مگر یہ خوب سمجھ گیا ہو کہ لشکر ہی میں ہیں کسی غیر کا کام نہیں ہو پھر رات کی تھی کہ اپنے دیکھا طرف سے خیمے کے ایک نقابدار بادریوش مادیان پر سوار اور آگے آگے ایک جوان آفتاب جمال مگر مسلح و مکمل نیمچہ ایک ہاتھ میں سپر پشت پر پہلو سے ماہ تابان میں آفتاب النور پانچ سات کنیزیں گھوڑیوں پر سوار چمکتی چمکتی بگارتی ہوئی آتی ہیں کہ اری گلچہرہ لوٹتے ہماری گٹھری اُٹھالی یاد میں چھوڑ دی وہ آوازویتی ہوکر اور نرگس اندھی ہو گئی ہو میں پلٹ کر بارہ دوری میں نہیں گئی ادھر چلی آئی اب جہاں چلتے ہیں وہ رئیس اعلیٰ کا گھر ہو سب کچھ ملجائیگا طوفان نے بڑھکر بادشاہ کو پہچانا یہ دیکھتے ہی بھاگا خدمت کو ہاں میں آیا کہا اے پہلوان دوران اب عرض کرتا ہوں مجھکو ثابت ہو گیا اور میں نے بچشم خود دیکھا آپ کی صاحبزادی سعد شہریار کو اپنے ساتھ لیے ہوئے بھاگی جاتی ہیں یہ سنکر وہاں اُٹھا کہا کہ اے طوفان لشکر تیار کر وہ جوان ایسا نہیں ہو کہ چند شخص کے روکے ست رُکے جرأت میں بے مثل و بے نظیر ہو مجھے اُس سے محبت ہو گئی ہو مگر یہ حرکت بہت خلاف کی کہ مجھے دشمنی پیدا ہوئی یہ کہکر ہتھیار لگائے کوہان تو باہر نکلا طوفان نے لشکر میں تیرنا کرائی پلٹنیں رسالے تیار ہونے لگے بادشاہ کنارے تک پہونچے ہیں کہ پشت پر سے نعرہ ہوا اے سعد کہاں جاتے ہو ہم کوہان بلند رکاب برق ولک نے کہا حضور گھوڑے کو بڑھا کر نکل چلیے بادشاہ نے فرمایا جرأت کے خلاف ہی کہ حریف للکارے اور ہم جواب نہ دیں برق نے کہا اندھیری رات میں کون دیکھتا ہی مگر بادشاہ نے نہ مانا پلٹ پڑے فوجوں نے آکر شاہ کو گھیرا ایک سوار اجل گرفتہ نیزہ ہلاتا ہوا قریب سعد کے آیا اور نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ قلم کر دیا

ہاتھ تلوار کا مارو یا پیپا گھوڑے کے منھ پر پڑا تھوتھنی چور ہو گئی گھوڑے نے
جست کی دوسرے سوار پر جا پڑا چار پانچ سوار اس گھوڑے سے پامال ہوئے لیکن
کوہان بلند رکاب دور سے یہ تیزی دیکھ رہا تھا کہ بادشاہ اسلام شیرانہ لڑ رہے ہیں
جو سامنے آیا الف شمشیر آبدار ہوا کوہان پکار رہا تھا کہ یارو تم دس بارہ ہزار ہو ایک
شخص کا مارنا کچھ بات نہیں ہے کوہان کی آواز سنکر پیشین جلوہ کرنے لگیں ملکہ نے جو دیکھا
کہ بادشاہ پر فوج ظالموں کا ہجوم ہے کمان کیانی کاندھے سے اتاری تیراندازی کرنے لگی اور
برق فرنگی نے حقہ ہائے آتشبازی مارے جب حقہ مارا دس بیس کو جلا دیا کنیزوں
نے جو ملکہ کو تیراندازی کرتے دیکھا یہ سب بھی تیراندازی کرنے لگیں اب تو ہر دو طرف تیر اس
مینہ گرتے ہیں ادھر کوہان غل مچا رہا تھا کہ یارو اگر قید ہو نکل گیا تو تم سب کی صورت سے
بیزار ہو جاوےگا چاروں جانب سے گھیر لو کمندیں مار کر گرفتار کر لو یہ جو کوہان نے کہا
سب اہل فوج جھپٹے سعد کو کمندوں میں گرفتار کیا مگر سعد نے گرتے گرتے آواز
دی کہ اے برق فرنگی ملکہ کو بچانا برق نے جب دیکھا کہ بادشاہ گرفتار ہوگئے اور
سپاہی برائے گرفتاری ملکہ بڑھے تو برق فرنگی نے چالیس حقے آتشبازی کے
نکالے اور فوج پر داغ کر پھینک مارے کئی سو آدمی جلنے لگے وہ تو سب بجھانے
میں مصروف ہوئے برق نے ملکہ کو اشارہ کیا کہ آپ تو نکل جائیے ملکہ نے مادیان
کو بڑھایا پہلو پر لوگ کم تھے مادیان اڑ کر نکلی کوہان نے دیکھا کہ ملکہ نکلی جاتی
ہے آواز دی اے طوفان ملکہ نے بڑی چالاکی کی اگر ہو سکے تو بڑھکر روک لے یہ سنکر
طوفان بڑھا ملکہ نے تیر مارا کہ شانہ طوفان کا نشانہ ہوا طوفان تو ٹھہر گیا ملکہ مادیان
بڑھا کر نکل گئیں برق نے جب دیکھا کہ سعد تو گرفتار ہوگئے اور ملکہ نکل گئیں یہ بھی
لڑتا ہوا نکلا طوفان قریب کوہان کے آیا کہا اے شہریار ملکہ تو کمال تیزی سے
نکل گئیں مگر سعد کو قتل کیجیے آپ کا بڑا نام ہوگا اس شخص نے تمام طلسم کو درہم و
برہم کر دیا قدرت بہت خوش ہونگے فرمائیں گے کہ کوہان نے سب کی جان
بچائی کل اہل طلسم آپ کے ممنون ہونگے کوہان سعد کو لیکر پیٹھا اور ملکہ جب چلیں

نسیم و قسیم تیار ہو کر چلے تھے کہ سامنے سے ملکہ کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ کون آتا ہی
یہ تو ملکہ ہمہ رنگین کہ یہ لوگ لشکر سعد شہریار سے چین پکار کر کہا اے سرداران تاجدار
مین بدنصیب ہون شمیم گیسو درازشہریار کے ساتھ نکلی تھی وہ تو گرفتار ہو گئے مین
نکل آئی نسیم و قسیم نے بڑھکر ملکہ کو ہمراہ لیا برق بھی آکر پہونچا اُسنے سب حال بیان
کیا سرداروں مین صلاح ہوئی کہ جا پڑو اور چھڑا کر شہریار کو رہا کر لو کہ وسیم بھی آکے
پہونچا کہا غضب ہوا اب سعد کے قتل کی تدبیر ہو رہی ہی طوفان نے بھی کوہان
سے کہا ہی کہ اگر انکو قید رکھیے گا تو یہ رہا ہو جائینگے بہتر یہی ہی کہ انکو قتل کیجیے
اب میدان خونی کی تیاری ہو رہی ہی یہ سُنکے نسیم و قسیم نے فوج مین تمرناکرائی
کوہان بیچ لشکر مین بیٹھا ہی سب فوج تیار ہر ایک آمادۂ حرب و پیکار دوارین ایستادہ
ہو رہی ہین جلاد حاضر ہین شلنگین لگا رہے ہین آوازین دیتے ہین فرد

سلطنت سلطان کند فرو لذّت جابا جیست	مرغ سادانہ بلا شد طعمہ بر صیاد چیست

وہ وقت ہی کہ ستارہ سحری چمک چکا سلطان زرین پوش لباس زریں زیب جسم
کرکے تخت زبرجدی پہ جلوہ فرما ہوا کوہان اشارے کر رہا ہی کہ سعد کو قتل کرو
کہ صحرا سے گرد اُڑی ضمیران کوہی مع بارہ ہزار فوج کے آکر پہونچا کوہان برائے
تعظیم اُٹھا مگر ضمیران کی نگاہ جو سعد شہریار پر پڑی عاشق جمال ہو گیا پوچھا اے
کوہان یہ گنہگار کون ہی کوہان نے کہا اے برادر یہ وہ شخص ہی کہ جس نے اس طلسم
نوخیز جمشیدی کے فتح کرنے کا ارادہ کیا ہی اور بڑے بڑے پہلوان اس شخص کے
ہاتھ سے مارے گئے مگر مین نے اسکو زیر کیا گرفتار کر کے لایا بڑا امیر اخطا وار ہی
ضمیران نے پوچھا نام اسکا کیا ہی کوہان نے کہا سعد شہریار نبیرۂ صاحبقران
عالیوقار یہ سُنکر ضمیران نے کہا اے برادر مجھکو یقین نہین آتا کہ تمنے اسکو گرفتار کیا
ہو دیکھو مسلسل و مطوق بیٹھا ہی زنجیرین ہلا رہا ہی تیور پہ ہراس نہین ایسے جوان
کو تم کیونکر گرفتار کرتے صاف صاف کہو کوہان نے کہا اے برادر کیا مجھکو کم جانتے
ہو مین نے بڑے بڑے پہلوان زیر کیے ضمیران نے کہا مین اس جوان سے پوچھنا

کہ تمکو کوہان نے کسطرح گرفتار کیا ہو کوہان نے کہا پوچھیے ضمیران ٹہلتا ہوا قریب سعد
آیا کہا کیون شہریار آپ کو کوہان نے زیر لیا سعد نے فرمایا تمہارے کہنے سے معلوم
ہوتا ہو کہ تم بھی پہلوان ہو یہ نامرد مجھکو کیا زیر کرتا کل فوج نے مکر گرفتار کیا ہو یہ سنکے
کوہان جھلایا تلوار کھینچکر بڑھا ضمیران ہان ہان کرتا رہا مگر کوہان نے ہاتھ تلوار کا
مار دیا سعد نے ہاتھ اُٹھا دیئے [illegible] خانۂ زنبور مین آکر سعد نے نعرہ کیا بسم

شعلۂ شمشیر شان شمع جب گر سعد تیغ زن	گرمی بازار عشق از نقت خون من است
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر کشش	اشکم این بند را وقت جنون من است
خلیل اللہ بسم اللہ بر گفت	بہ نعرۂ او ز بین آن قید بشکست

نعرہ کرکے اٹھ کھڑے ہوئے کوہان سامنے سے بھاگا بادشاہ نے فرمایا اے
ضمیران دیکھو یہی نشان جرأت ہو کہ سامنے سے بھاگے جاتے ہین ضمیران نے
بڑھکر کہا اگر حضور کے خلاف نہ ہو تو مجھے اجازت دیجیے ہین مکر و فریب نہین جانتا
کیا مجال ہو کہ حضور کے خلاف ہو بادشاہ نے ضمیران کا ہاتھ تھام لیا فرمایا بسم اللہ
جسطرح منظور ہو امتحان کرو ضمیران نے کہا مین اسطرح نہ لڑونگا چاہا میرے خیمے
مین تشریف رکھیے غلام کی دعوت قبول کیجیے اکھاڑہ تیار ہو پھر مقابلہ کیجیے بادشاہ
نے قبول کیا ضمیران بادشاہ کو ساتھ لیکر اپنے بارگاہ مین آیا مگر کوہان کو بہت ہی
ناگوار ہوا اپنی بارگاہ مین بیٹھا کہہ رہا ہو بھائی صاحب نے بہت ہی خلاف کیا صبح کو
آنے سے بھونگا سردار کہہ رہے ہین کہ اسی وقت چلیے بارگاہ مین جاکر لڑیے کوہان
کہتا ہو اسوقت موقع نہین ہو صبح کو سمجھ لونگا اپنی جگہ پہ بیٹھا ہوا بلبلا رہا ہو اور بھائی
پر طعن و تشنیع کر رہا ہو کہتا ہو میرے قیدی کو زبردستی رہا کیا مجھکو بڑا قلق ہوا یہان
ضمیران نے شب کو سامان دعوت کیا تمام بارگاہ کو آراستہ و پیراستہ کرایا طائفے
طلب کیے روشنی کرائی شب بھر ہنگامہ رہا عیش و طیش مین گذری صبح کو ضمیران
بادشاہ کو ساتھ لیکر باہر نکلا تمام خلقت مشتاق ہو ہر ایک کو یہی اشتیاق ہو کہ بادشاہ
اور ضمیران سے مقابلہ ہو دیکھین کیا ہوا اکھاڑے پر تمام خلقت کا ہجوم ہوا ایکطرف

کو ہان کھڑا کہ رہا ہو ہرچند کہ بھائی صاحب نے میرے خلاف کیا مگر بادشاہ کو زیر کرینگے
ضمیران کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہو اکثر مجھے زور رہا مین نے ضمیران کا امتحان کیا
ہو نہایت پچیت ہو ایکطرف منتر برق فرنگی دیو بہیم خدمتگار رہنے ہوے کھڑے ہین اور
لوگون سے کہ رہے ہین کہ سعد بن قباد کل نشون مین طاق ہین جرأت مین بھی شہرہ
آفاق ہین ہمین یہی یقین ہو کہ ضمیران کو زیر کرینگے وہ ایسے نہین ہین بادشاہ لشکر
اسلام پانچ ہزار پانسو پچپن سردار اُنکے مطیع ہین کہ ایک ایک آہنین کا وحید زمانہ ہی
ایسے ایسے پہلوان سیکڑون زیر کیے اُنکے ہاتھ سے مارے بھی گئے آج معرکہ عظیم
ہو دیکھو کیسے شگفتہ آئے ہین ضمیران کے ساتھ ساتھ ہین تیور سے معلوم ہوتا ہی
کہ غالب آئینگے یہان تو یہ ذکر ہو مگر ضمیران بادشاہ کو چھوڑ کر جانگ لنگوٹ باندھکر
اکھاڑے مین کود اُنٹھ دون پر مٹی چڑھا کر اکھاڑے مین ٹہلنے لگا اور پکار کر آواز دی
او شہریار آیئے میرے آپکے امتحان ہو بادشاہ فوراً اکھاڑے مین کود پڑے
ضمیران نے کہا لباس اُتار دیجیے جانگ لنگوٹ حاضر ہو اسکو جسم پر آراستہ کیجیے بادشاہ
نے فرمایا یہ ہمارا دستور نہین ہو کہ سر میدان برہنہ ہون جو زور عنایت پروردگار
ہو وہ صرف ہوگا یہ کہکر ضمیران کا ہاتھ تھاما کہا او ضمیران آؤ امتحان ہو جاوے
ضمیران نے گردن پہ ہاتھ رکھا بادشاہ نے بھی گردن پر ضمیران کی ہاتھ رکھ کے
ایک جھٹکا مارا کہ سر ضمیران کا زمین سے ملگیا بمشکل سر اُٹھایا اُٹھکر بادشاہ سے
لپٹ پڑا بادشاہ نے کہا او ضمیران اب اپنے کو نکال ورنہ میرا پنجہ قابض ہوتا ہی
اُٹھاکر مارونگا ضمیران نے کہا او شہریار یہ گھوڑے کی سواری نہین ہو کہ ایک قمچی
مین دوڑا دیا یہ فن کشتی ہو آپ خود سنبھلیے مگر جب بادشاہ پکڑ لاتے ہین ضمیران نکل
نکلتا ہو سب بیٹھنے والے دیکھ رہے ہین کہ بادشاہ کس لطف سے لڑ رہے ہین کہ
ضمیران عاجز ہو رہا ہو ہر مرتبہ یہی چاہتا ہو کہ کیونکر جان بچاؤن کیونکر چھوڑ کر
بھاگون تین پہر کامل کشتی ہوئی پہر دن رہے ضمیران ہانپنے لگا دل مین تردد ہو کہ
دیکھیے کیا ہو حقیقت مین حریف سخت سے مقابلہ ہو آخر پہر دن رہے جب ضمیران کی

کوئی زبردستی نہ چل سکی تب بادشاہ کو ریلکر لے دوڑا پانچ سات قدم تک ریلکر لایا
وہاں اکر تکیہ مارا پایان گھٹنا بادشاہ کا جھکا مگر بادشاہ نے تڑپ کر اِنکو بار اکر پشت اِنکی
غرق زمین ہو گئے ضمیران اوچھا پایا مثل دیو کے جھوم رہا ہو کر زنجیر میں ساعدکی ہاتھ
ڈالکر زور کیا مگر لنگر میں بادشاہ کے حرکت نہ پائی یہانتک کرچہرہ سرخ ہو گیا انکھون سے
قطرے خون کے ٹپکنے لگے آخر تھک کر ہاتھ اُٹھالیا اور کہا اب آپ کے زور کو
مشتاق ہون بادشاہ اپنے مقام سے اُٹھے دونوں مونڈھے ضمیران کے تھام کر
لے دوڑے ضمیران ہر قدم پہ چاہتا تھا کہ رکون مگر رک نہیں سکتا مثل پرکاہ اُڑتا
ہوا جاتا ہو سترہ قدم بادشاہ ریلکر لائے ستر ھوین قدم پہ تکیہ مارا کہ دونوں گھٹنے
ضمیران کے آشنا بزمین ہوئے بادشاہ نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا نیچے
زورمین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا چاہا
زمین پر ماردین ضمیران پکارا کہ مین اطاعت کرتا ہون امیدوار ہون کہ معاف
فرمایئے بادشاہ نے ہاتھ سے رکھدیا مگر کوہان کو سامنے کھڑا ہوا اسکو بہت ناگوار ہوا
کہ بھائی صاحب نے اطاعت کی آواز دی کہ ہان بہادران دونوں کو گھیر کے مارلو
کل اہل فوج چلے بادشاہ نے قبضے پر ہاتھ ڈالا اور نعرہ کیا کہ ہاں خبیثو او کافران بیحیا
واو نابکاران پرُدغا منم ہزبر بیشہ وغا بجرأت شوکت دیکتا نعرۂ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم
بہار گلستان کاؤس جم
تجلی دہ بزم اسلامیان
نہال گلستان صاحبقران

او کافران بے حیا و او نابکاران پرُدغا کیا خوب شاعر کہتا ہو یہی رنگ پسند آیا ہو نظم

اگر تیغ کین برکشم از غلاف
تزلزل فتد درمیان مصاف
وگر تیغ بر سنگ خارا زنم
زگاو زمین بیخ دبن برکنم

ضمیران بھی ساتھ بادشاہ کے ڈر رہا تھا اپنے اطرون کو قتل کرتا پھرتا ہو بادشاہ بلوے
مین گھرے ہوئے ہین دریہیم و برق نے بڑھکر لشکر مین خبر کی نسیم و قسیم و کل اہل
لشکر تیار کھڑے تھے فورًا روانہ ہوئے یہان پہونچکر جو دیکھا کہ سعد شہریار نامدار

بلوے مین گھرے ہوے ہین ایک طرف سے کفار وار کر رہے ہین مگر بادشاہ بخت ور
پہلو سے خبردار جسنے وار کیا اُسکا حربہ رد کیا جواب مین ہاتھ مار دیا کہ افسر کے دو ٹکڑے
ہوے تاک تاک کے افسرون کو مار رہے ہین مگر کوہان فوج کو ترغیب دیرہا ہو
شور و غل مچاتا ہو کہ ہان یارو تم نامردون ہو انکو گھیر کر مار لو ہر طرف سے اہل فوج
بلوہ کر رہے ہین نسیم و قسیم نے دہین سے نعرہ کیا کہ او شہ یار غلام آپکے آپہونچے
ان نامردون کی کیا مجال ہو کہ آپ سے لڑ سکین او کوہان تیری آرزو پوری ہوئی
اب اور کوئی مرد کو [illegible] نہ سکتا تو یہ کہکر جا پڑے قسیم کو کسین رسیدہ تھا مگر غصہ
مین مقابلہ کوہان مین جا پڑا کوہان نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ قسیم کا سر زخمی ہوا نسیم نے
جو بھائی کو زخمی دیکھا کوہان پر جا پڑا ایک ہاتھ تلوار کے مارے مگر کوہان نے
وار نسیم کے خالی دیکے کر تاک کے سر پر ہاتھ مار دیا یہ جوان بھی زخمی ہوا کوہان نے
[illegible] دونون کے بے ہوش ہونے کو دور سے سعد نے دیکھا رفیقون کا زخمی ہونا بہت
ناگوار ہوا زمین سے للکارا کہ او قابو پرست اگر ایک بھی میرا رفیق مارا گیا تو
قیامت [illegible] پا کرونگا یہ فرما کر مرکب کو کوڑا کیا گھوڑے کو اُڑا کر مقابلہ کوہان مین
آگئے نسیم و قسیم کو بچا کر سینہ سپر کر دیا کوہان نے جو سعد کو قریب پایا ہر چند چلے
[illegible] کیے مگر سعد کسی جانب نہ متوجہ ہوے جب کوہان نے دیکھا کہ بادشاہ دھوکا نہین
کھاتے تو [illegible] ہاتھ تلوار کا مار دیا سعد نے تلوار کو تلوار پر رد کا اُلجھا دوسرے ہاتھ
مین تلوار [illegible] مار دیا کہ کوہان کے دو ٹکڑے ہوے افسرون نے جو دیکھا کہ کوہان
مارا گیا دوڑ کر قدمون کو سعد کے بوسہ دیا عرض کی ہم تابعدار ہین مگر کیا کرین کہ
کوہان یہی چاہتا تھا کہ آپ کو مٹائے مگر پروردگار نے آپ کو مرتبہ طلسم کشائی
عطا کیا ہو آپ سے کون لڑ سکتا ہو سب افسر آکر قدمون پر گرے عذر تقصیر کرنے
لگے بادشاہ نے سب کو گلے سے لگایا سب بصدق دل مسلمان ہوے ضمیران
خوش خوش پھر رہا ہو کہتا ہو آج مجھے دولت کونین حاصل ہوئی کہ ملازمت مین
شاہ کی پہونچا یہی چاہتا تھا کہ خدمت شہریار مین پہونچون آج آرزو پوری ہوئی

سبحان اللہ کیا جری و بہادر ہین جو اُسے قتل کیا اور جو طاعت کے خواہان ہین انھین
شہریار نے پناہ دی کیا انکا شکریہ ادا کرین اب ہم ملازمان خاص ہوے بندۂ اخلاق
ہوے بادشاہ ضمیران کو ساتھ لیے ہوے مع کل لشکر کے نئے افسر سب کو ساتھ لیکر
لشکر مین آئے ضمیران کو ایک مقام پر اترنے کے واسطے حکم فرمایا قسیم نسیم اپنی بارگاہ
مین بیٹھے ہین وہ بھی حاضر خدمت ہی یہی کہ رہا ہی کہ بادشاہ نے وہ کار نمایان کیا جو
بہادرون کا دستور ہی مگر کوہان کو بہت شاق ہوا اُسکو بادشاہ سے بغض تھا آخر انجام یہ ہوا
کہ وہ مارا گیا بہ یک ضرب شمشیر دو پر کالے ہوے آخر مکر کا یہ بدلا ملا کیسا نفع حاصل
ہوا کہ لاش جنگل مین پڑی سڑی افسران فوج نے عرض بھی کی کہ اگر حکم ہو تو لاش اُس مردود
کی اٹھائین ضمیران نے جواب دیا کہ وہ کفر مین مارا گیا ہمین کوئی ضرورت نہین ہی
کہ اُسکی لاش کو اٹھائین یا دفن کرین یا جلاوین ہمارا تو مذہب اسلام ہی اگر دفن کرین
تو یہ بہتر نہین کیونکہ وہ کافر تھا مگر سعد کو جو یہ خبر پہونچی فرمایا ای ضمیران مردے کے
ساتھ دشمنی نکرو اسکو دفن کرا دو ہمین بہت ناگوار ہی تب جا کر ضمیران نے لاشہ
اُسکا جنگل مین پھنکوا دیا سب اہل لشکر کوہان کو برا کہتے تھے ہر ایک کا یہی قول
کہ کوہان نے اپنا انجام خراب کیا بادشاہ نے فرمایا ای قسیم تاجدار ہم اب براے
شکست مرحلہ ہفتم جاتے ہین لشکر سے ہوشیار رہنا ایسا نہو کوئی آفت پڑے یہ
فرما کر لشکر کو اُسی مقام پر چھوڑ کر ارادہ جانیکا کیا اور بعد نماز سحر لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ
پایا کہ ای طلسم کشا حاکم مرحلہ ہفتم کا میلا دخارہ شکن ہی بڑے بڑے مکار اُس کے
ساتھ جمع ہین بہت سمجھکر جائیےگا بدون ملاحظہ لوح کے کوئی کام نہ کیجیےگا یہ احکام
ملاحظہ کر کے بادشاہ جمجاہ سردارون سے رخصت ہو کے ایک صحراے ہولناک مین
تشریف لاے ایک نخل کے سایے مین بیٹھکر اسم حاشیہ لوح پڑھا جیسے ہی اسم حاشیۂ
لوح پڑھا دیکھا بادشاہ نے کہ قیصور جنی بصورت اصلی آکر حاضر ہوا کہا میرے کاندھے
پر سوار ہوجیے اور باغ لالہ زار مین چلیے لالہ زار جادو آپ کی مشتاق ہی یہین
سب نشان ملین گے بادشاہ جمجاہ کاندھے پر قیصور کے سوار ہوے قیصور

بادشاہ نے یہ کیا چاہا تھا کہ راستہ طے کیا تھا کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ او قیصور جبین طلسم کشا کو لیے جاتا ہے یہ سنکر آتا ہون دیکھا کہ ایک دیو دوڑا آتا ہے اور پیدا ہوا قیصور نے جو دیو کو دیکھا پسینہ آگیا بادشاہ کو اپنے تن سے اتار کر الگ کھڑا ہوا اُس دیو نے آکر بادشاہ کو گھیرا اور دو لگائی بادشاہ نے تیغ طلسمی سے دیو کو قلم کیا دیو نے جنگل مارا بادشاہ نے کلائی تھام کے ایک جھٹکا مارا کہ دیو منہ کے بل گرا بادشاہ نے ایک گھونسہ مارا دیو نے ایک چیخ ماری کہ او آدم زاد مجھے چھوڑ دے مگر بادشاہ کب چھوڑتے ہین دو تین گھونسے ایسے مارے کہ دیو کی پسلیان ٹوٹ گئین شاخ کو توڑ ڈالا خون کا پرنالہ جاری ہوا دیو سک سکا ہاتھ چھڑا کر بھاگا بادشاہ نے چاہا کہ تعاقب کرین قیصور نے کہا پیچھا نہ کیجیے اے شہریار ایسے ایسے مقام آفت و صعب ہین کہ جہان سے گذرنا دشوار ہوگا مگر آپ میرے ہمراہ چلیے سامنے دیکھا کہ ایک درۂ کوہ ہے دو ہاتھی سر سے سر ملائے ہوے راستہ روکے کھڑے ہین قیصور نے کہا آپ اس راستے سے نکلیے درۂ کوہ مین داخل ہوجیے اُس پار مین ملونگا بادشاہ جھجاہ بیچ مین اُن ہاتھیون کے آگے دونون ہاتھ ماتھے مین لگاکر دونون ہاتھیون کو ہٹایا اور بیچ مین سے آپ نکل کے فوراً درۂ کوہ مین داخل ہوے مگر ہاتھیون نے آپس مین لڑکر سر پھاڑے جب دونون ہاتھی گرے تو بادشاہ نے درے مین آکر دیکھا کہ ایک طرف فرش بچھا ہے اور ایک نازنین نہایت حسین مسند پر بیٹھی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہے

نظم

ای جنون رکھیو بیابان مین سواری تیار — آجکل چلنے کو ہے بادبہاری تیار
مجھکو مجنون سے بھی جب قدرت نے لاغر پایا — کشتی لڑنے کو ہوئی بادبہاری تیار
سرمۂ ناز ہے حنا قہر تبسم مستی — فتنہ انگیزی کی تمکین مین ساری تیار
رزق ہر صبح پہونچتا ہے مجھے بے منت — خون دل لخت جگر کی ہے نہاری تیار
تیرے دیوانے کی وحشت ہے زیادہ ہر سال — بیڑیان ہوتی ہین ہر مرتبہ بھاری تیار
تخت تابوت کہان بنکے غبار اُڑجاؤ — پاؤن سے گھوڑے کی آتش ہے سواری تیار

ہو ناز نین اپنے مقام سے براے تعظیم اُٹھی عرض کی او شہریار آئیے بادشاہ نے
جو جمال بے مثال اُس مہ جبین کا دیکھا بیقرار ہو گئے مسند پر بیٹھے تو اُس نازنین نے
کہا حضور نے کنیز کو پہچانا لوح کو ملاحظہ فرمائیے یہ نام لالہ چمن آرا ہی مین مدت سے
مشتاق تھی جب لوح دیکھیے گا تو میری خیر خواہی ثابت ہوگی بادشاہ نے لوح کو دیکھا
لکھا تھا اگرچہ جادوگرنی ہو مگر جو کچھ کہتی ہو وہ سچ کہتی ہو آپ اسکے ہمراہ جائیے یقین ہو
کہ لبیت مقام پر پہونچ جائے کہ آپ کو فتح حاصل ہو بادشاہ جمجاہ نے فرمایا او لالہ جادو
مجھکو معلوم ہوا کہ تیرے مزاج مین فریب نہین ہو جادوگرنی نے عرض کی کہ مین فقط
یہ چاہتی ہون کہ جب آپ لشکرکشی کرین تو شاہ دیوان کے ساتھ مین بھی ہون
اور جمشید کو بھی معلوم ہو کہ لالہ جادو نے اپنا رنگ جمالیا یہ تو حضور کو معلوم ہو گیا
کہ مین تنہا نہین ہون میاد خارہ شکن جو یہان کا حاکم ہو اُسنے ایک مقام قرار
دیا ہو کہ لالہ زار وہان کی حاکم ہو اول حضور کو مناسب ہو کہ چلکر اُسکو قتل کیجیے تب
میاد کا پتہ ملیگا قیصور رجنی کر کودکے اُس پار آیا بادشاہ کا انتظار کر رہا تھا جب دیر
ہوا تو تعجب ہوا کہ ایسا نہ ہو لالہ چمن آرا کوئی فریب کرے یہ سوچکر درے مین گھس آیا سامنے
آکر سلام کیا کہا او شہریار کیا تدبیر ٹھہری لالہ نے کہا او قیصور رجنی ہم کبھی فریب نہ کرینگے
دنیا کے طالب تھے بخوبی جانتے ہین کہ جو اُنکا ساتھ دیگا وہ سرفراز ہوگا اور جو
انکا ساتھ نہ دیگا وہ مارا جائیگا یا گرفتار ہوگا قیصور کو اطمینان ہوا کہا او شہریار
میری پشت پر سوار ہو جیے اور مقام لالہ زار پر چلیے بادشاہ جمجاہ طرف لالہ کے
متوجہ ہوے لالہ نے کہا بسم اللہ جو قیصور کہتا ہو وہی کیجیے لالہ اپنے مقام سے
اُٹھی بادشاہ کو ساتھ لیکر بیرون درہ کوہ آئی بادشاہ تو پشت پر قیصور کی سوار
ہوے چند قدم قیصور چلا تھا کہ لالہ نے آواز دی او شہریار کنیز کو بچائیے بادشاہ
نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک شیر صحرائی لالہ پر حملہ کر رہا ہو اور لالہ پیچھے ہٹتی جاتی ہو شیر
منھ کھولے ہوے طرف لالہ کے آتا ہو لالہ غل مچا رہی ہو بادشاہ پشت قیصور سے
کود سے اور جست کرکے سامنے شیر کے آئے للکارا کہ او سگ صحرائی ہمارے

دوست پر ہاتھ ڈالتا ہو جیسے مطلب نکالتا ہو خبردار آگے نہ بڑھنا اُس شیر نے بادشاہ پر حملہ کیا
بادشاہ نے کلائی شیر کی پکڑ کر ایک گھونسہ مارا کہ سر شیر کا پھٹ گیا شیر زمین پر گرا شکم سے
اُسکے ایک طائر نکلا اُسنے نکلتے ہی منقار میں لال کو اُٹھا لیا اور لیکر روانہ ہو گیا ہر چند
بادشاہ نے قصد کیا کہ تیر ماروں مگر طائر کب رکتا ہو فوراً لیکر بلند ہو گیا اور نگاہ سے
غائب ہوا قیصور نے کہا غلام تو رخصت ہوتا ہو آپ اول لال کو رہا کریں بغیر اُسکے
مقام لالزار نہ ملیگا لالزار نے بڑے دام پھیلائے ہیں اور لال اُسمیں آسا رازہ
ہو یہ کہکر قیصور رخصت ہوا سعد نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ وہ شیر صحرائی تھا
شعبدہ لالزار تھا اگر طائر لال کو لیگیا تو کوئی مقام تردد نہیں ہو سامنے جو چاہ دیکھتے ہو
اُسکے قریب اپنے کو پہونچاؤ ایک اژدہا قلابہ آتشیں چھوڑتا ہوا چاہ سے پیدا ہوگا
تامل نہ کرنا اُسکے دہن میں اپنے کو گرا دینا مقام ضرورت پر پہونچ جاؤگے بادشاہ لوح
دیکھکر قریب کنوئیں کے آئے دیکھا ایک اژدہا کنوئیں سے نکلا شعلہ ہائے آتش منھ سے
چھوڑ رہا ہو بادشاہ قریب پہونچکر بے خوف کود پڑے کچھ گرمی نہ معلوم ہوئی یہ
معلوم ہوتا تھا کہ بلندی سے کودا ہوں جب پاؤں زمین پر قایم ہوئے تو دیکھا کہ
صحرائے ویران لق و دق میدان سارا جنگل سنسان بونڈر گرد کے اُڑ رہے
ہیں درخت سوکھے ہوئے پتوں کا ڈھیر غول ہائے بیابانی کہ آنکھیں اُنکی مشعل
سے روشن تمام جسم پر بال بادشاہ کو دیکھکر غلغلہ کرتے ہوئے دوڑے چوب جنکے
ہاتھ میں قصد تھا کہ بادشاہ کو ماریں مگر بادشاہ شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلادت
تلوار کھینچکر غولوں سے لڑنے لگے جسنے حملہ کیا بادشاہ نے ہاتھ تلوار کا مار دیا جب
دو چار غول مارے گئے تو اور سب غلغلہ کرتے ہوئے بھاگے بادشاہ اُنکے پیچھے
چلے سامنے دیکھا کہ دروازہ باغ کا مثل آغوش طالب کھلا ہوا ہو وہ غول سب
باغ میں گھس گئے بادشاہ بھی اُنکے پیچھے باغ میں آئے غولونکا نشان نہ تھا مگر باغ سر
سبز و شاداب نہریں لاجواب بلبل شیدا پہلوے گل میں پھول کر بیٹھی ہوئی زمزمہ سرائی
کر رہی ہو کہ زمزموں سے اُسکے یہ آواز آتی ہو نظم

باعث گریہ خیال نرگس مستانہ ہے | دل مرا مینا سے مے ہے چشم تر پیمانہ ہے
دل مرا فانوس شمع عارض جانانہ ہے | روح قالب میں نہیں ہے بزم میں پروانہ ہے
نور رخسار صنم سے اور مژہ کے عکس سے | شانہ تھا سو آئینہ ہے آئینہ سو شانہ ہے
کرتے ہیں محو دم رحمت ہی عبادت کا شمار | سبز کیا باران سے ہو تسبیح کا جو دانہ ہے
بال سلجھاتا ہے وہ دست حنائی سے جو آج | پنجۂ مرجان دلا اُن گیسوؤں کا شانہ ہے
نام سرسبزی ہے جسکا بوستان دہر میں | اے نہال آرزو وہ سبزۂ بیگانہ ہے
مجھکو حاجت ہے کبوتر کی نہ قاصد کی تلاش | یار میرا شمع ہے قاصد مرا پروانہ ہے
رات دن ہے جو تصور گیسوئے شبرنگ کا | پنجۂ خورشید بھی اک آبنوسی شانہ ہے
بید مجنون میری تربت ہوا بویا جو تخم | استخوان سونگھا مرا جس سگ نے وہ دیوانہ ہے

بادشاہ اِن آوازون کو سن رہے ہین مگر حیران کہ یہ طائران چمن کیسی نغمہ سرائی کر رہے ہین کہ اشعار بخوبی ثابت ہوتے ہین مگر بادشاہ کو دیکھکر سب طائر چہکنا موقوف کر کے جس طرف سے بادشاہ گذرے طائر شاخون سے اُڑ گئے اور باغ سے نکل گئے بادشاہ یہ ماجرا دیکھتے ہوے طرف بارہ دری کے چلے بارہ دری کے قریب آکر دیکھا کہ جلسہ جما ہوا ہے ایک تاجدار بیچ مین گرد خادم خدمتگار اُس تاجدار نے جو بادشاہ کو دیکھا اپنے مقام سے اٹھا اور سلام کر کے عرض کیا کہ تشریف لائیے آپ نے مجھے سرفراز کیا مگر مین اس مقام پر مثل قیدیون کے ہون امیدوار ہون کہ دشمن سے مجھے نجات دلوایئے بادشاہ نے فرمایا کہ دشمن تمھارا کہان ہے عرض کی کہ آفات جادو آتا ہوگا اُسنے کئی سال سے مجھے قید کیا ہے یہ مجال نہین کہ باغ سے نکلون ہر وقت جفائین کرتا ہے اور یہی کہتا ہے کہ اگر یہان سے نکلوگے تو مار ڈالونگا اب چند سے یہ خادم وغیرہ مقرر کیے اُسکی جو زوجہ ہے وہ بلا سے روزگار ہے اِس غلام سے آپ کے طالب وصل ہے لیکن ابتک تو مین نے قبول نہین کیا وہ انکار وصل پر بہت برہم ہوتی ہے یہ ذکر تھا کہ آسمان پہ برق چمکی دیکھا ایک جادوگر تخت پہ سوار ایک تاج یاقوتی سر پر رکھے ہوے اور آواز دیتا ہوا کہ اے رفیق تاجدار تجھ کا کام کرو اگر بادشاہ کو پھنسا لو لیا

سنو کر ہوشیار ہو جاؤ مین رفیق نے اشارہ کیا کہ آپ آسیئے مین سنے باتون مین لگا کے
بٹھایا ہو وہ جادوگر اُترا بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے فرمایا ای آفات جادو کیون
بندۂ خدا پر اسقدر بدعت کرتا ہو آفات نے کہا کیون ای رفیق تونے بادشاہ سے
میل کیا شاید حال اپنا کہدیا جب تو طلسم کشا مجھسے یہ کہتے ہین کہ بندۂ خدا پر کیون تو
بدعت کرتا ہو دیکھ تجھکو سزا دیتا ہون یہ کہکر کوڑا لیکر بڑھا بادشاہ نے فرمایا ای آفات خبردار
اگر کوڑا اسکے بدن سے چھو گیا تو قیامت برپا کرونگا مگر آفات نے نمانا بڑھکے
چاہا کوڑا مارون کہ بادشاہ نے کلائی آفات کی پکڑلی آفات نے ایک چیخ ماری
کہ صاحب جلدی آؤ مجھے طلسم کشا مارے ڈالتا ہو یہ جو آفات نے آواز دی آسمان پھٹ
سناٹا ہوا دیکھا ایک جادوگرنی کہ بہ منظر نیلی چادر اوڑھے ہوسے ایک اژدہے پر
سوار آکر پہونچی اور بادشاہ پر برق بنکر گری بادشاہ نے کلائی اُسکی چھوڑدی اور
جادوگرنی کو ایک تمانچہ مارا کہ سر اُسکا اُڑ گیا آفات نے جو دیکھا کہ زوجہ میری قتل ہوئی
جان کے خوف سے بھاگا رفیق تاجدار نے کہا ای شہریار اگر یہ نکلجائیگا تو بڑے
فساد برپا کریگا کل شب سے یہی صلاح کر رہا تھا کہ اگر طلسم کشا آئین تو اُنکو دام کلام
مین گرفتار کر لینا مین نے حضور سے مفصل حال کہدیا جب سے مین یہان قید ہوا
کئی مرتبہ ایک بزرگ عالم خواب مین آئے اور فرما گئے کہ ای رفیق تو رفیق طلسم
کشا ہوگا راہ خدا مین جہاد کریگا اور سرداران نامی تیرے مرتبے پر رشک کرینگے
تیرا مرتبہ زیادہ ہوگا لہذا شکر کرتا ہون کہ ملازمت نصیب ہوئی اور ظالم جادو قتل
ہوگئی مگر آفات نہ جانے پائے بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تین
بھال کا تیر پیوست کیا اسم حاشیۂ لوح پڑھکر تیر مارا آفات نے چاہا بچون مگر وہ تیر
کب خطا کرتا ہو سینے پہ پڑا کر پشت کو توڑکر پار گذر الاشۂ آفات جادو کا زمین پر گرا
رفیق نے اُٹھکر قدمونکو بوسہ دیا کہا حضور نے بڑے دشمن سخت کو مارا بادشاہ نے
رفیق کو گلے سے لگا لیا فرمایا ای رفیق تاجدار تمھارے ملنے سے مجھے بڑی خوشی
ہوئی مگر لالہ نے ایک نازنین کو ایک طائر گرفتار کرکے لایا ہو تمھین کچھ معلوم ہو

ہیں اُسکی جستجو میں سرگردان ہوں رفیق نے کہا سامنے جو نظر ہی اُسمیں ایک جادوگر
مہنگ خرس طینت نامے آج دوسرا دن ہی ایک نازنین کو لیکر آیا ہی وہ فریاد کرتی
تھی کہ کیوں مجھپر برعت کرتا ہی مگر وہ خواہان وصل تھا شب کو بھی رونے کی آواز
آتی تھی عجب اشعار پر درد پڑھ رہی تھی کہ دل ہلتا تھا کسی سے سُنے نہیں جاتے تھے
کہ دو چار اشعار اِس حقیر کو بھی یاد ہیں

نظم

آ گئی موت شب ہجر میں ہیہات مجھے — اب کہاں یار سے امید ملاقات مجھے
کبھی نالہ کبھی گریہ کبھی وحشت کبھی غش — کیا ہی اے عشق کیا تو نے خوش اوقات مجھے
فرقت یار میں انسان ہوں میں یا کہ سحاب — ہر برس اُسکے سوا لاجاتی ہی برسات مجھے
ہمہ تن چشم ہی تاروں سے ڈرانیکے لیے — تیری فرقت میں ہوئی روز سیہ رات مجھے
کسی نعمت سے میں واقف نہیں جز بادۂ تلخ — شاہد اب تو سمجھو تارک لذات مجھے
جتنے ادنیٰ ہیں سمجھتا ہوں میں اعلیٰ ناسخ — صاف خورشید نظر آتے ہیں ذرات مجھے

شب کو جو میں نے یہ اشعار سُنے دل بیقرار ہو گیا کہ یہ کون دردرسیدہ ہی کہ جو اس
طرح کے اشعار پڑھ رہا ہی جب رات کو زوجۂ آفات آئی تو میں نے اُس سے
پوچھا کہ مفصل بتا یہ کسکی آواز ہی کہ صدا میں ایسا سوز و گداز ہی جس سے دل بیقرار ہوتا ہی
اُسنے بیان کیا کہ لالہ چمن آرا ایک شاہزادی آفتاب جمال ہی اُسکو مہنگ خرس طینت
گرفتار کرکے لایا ہی وہی شاہزادی بیقرار ہی اُسکی آواز میں یہ سوز و گداز ہی کہ دل کے
ٹکڑے ٹکڑے ہوتے ہیں مہنگ خرس طینت بدعت کر رہا ہی مگر وہ شاہزادی
ایسی ثابت قدم ہی کہ بدعتیں اُسکی گوارا کرتی ہی مگر وصل اِسکا نہیں قبول کرتی
بادشاہ یہ خبر سُنکر طرف اُس قصر کے چلے کہ ایک زنگی بام پر بیٹھا تھا تیغ کھینچا کو دپڑا
اور آواز دی کہ اے طلسم کشا یہاں آنیکا ارادہ نہ کرنا ناموس مہنگ خرس طینت
یہاں موجود ہی اگر اُسپر ہاتھ ڈالا تو وہ قیامت برپا کریگا اتنا بڑا جادوگر زبردست
ہو کہ زمین کو ہلا دیگا رفیق پکار رہا ہی کہ اے شہریار اِس زنگی سے بچئے کہ یہ زنگی بیادہ
بڑا شعبدہ باز ہی ایسا نہ ہو کسی فریب میں پھنسالے تو باعث خرابی ہو گر بادشاہنے

کچھ خیال نہ کیا مقابلے مین زنگی کے پہونچے زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے فوراً اوسکا روک کر ہاتھ مار دیا کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوے دو زنگی اوسکے بنکر تیار ہوے دونون نے شاہ پر حملہ کیا پھر شاہ نے ایک کو قتل کیا تھوڑے عرصے مین اسقدر زنگی جمع ہوے کہ تمام باغ مملو ہو گیا حیران ہو رہے ہین اور دعائین مانگ رہے ہین کہ پروردگار کیا کرون اس مشکل کو آسان کر دے اپنا رحم شریک حال پر ملال کر۔ نظم

یارب توہی سامع الدعا ہو — یارب توہی غافر الخطا ہو
ہر جا ہو ترا ظہور قدرت — ہر شے مین ہو تیرا نور قدرت
تو واحد و رازق و امین ہو — تو وارث و باعث و معین ہو
حاکم عادل حکیم ہو تو — صادق راحم کریم ہو تو
توہی ہو قوی توہی ہو قادر — توہی اول ہو توہی ہو آخر
لاعلم لنا سلیم ہے تو — حادث ہم سب قدیم ہو تو
یوسف کی بچائی جان تونے — موسیٰ کو دکھائی شان تونے
ذوالکفل کی تونے کی کفالت — بخشی آدم کو تونے جنت
طوفان سے نوح کو بچایا — ادریس کو خلد مین بلایا
زیبا ہو تجھی کو کبریائی — توسب کا خدا تری خدائی
تو باقی و قائم و توانا — تو ذوالمنن و کبیر و دانا
تو دونون جہان کا بادشاہ ہو — جو کچھ ہو یہان وہان ترا ہی

بادشاہ دعائین مانگ رہے ہین اور زنگیون کو قتل کرتے جاتے ہین تمام باغ و صحرا زنگیون سے بھر گیا ہو کہ تیمور جنی اُڑتا ہوا آسمان پر آیا پکار کر آواز دی کہ اے شہریار لوح ملاحظہ فرمایئے اُستاد آپ کے پاس موجود ہو اُس سے ہدایت نہین لیتے یہ شعبدہ اہالیان طلسم ہین ایسا نہ ہو کہ وہ ساحر آجائے یہ اُسکے متعلقین ہین اس زنگی نے وہ شعبدہ دکھایا کہ آپ عاجز ہوے بادشاہ نے

پہنسکر شمشیر زنی کرتے ہوے ایک نخل کے سائے مین پہونچے اور لوح کو ملاحظہ کیا
نوشتہ پایا کہ سامنے قصر ہے دیکھو پیل پائے کی آڑ پکڑے ہوے وہی زنگی کھڑا ہی اُسکو تیر سے
مارو جبتک وہ نہ مارا جائیگا یہ بلوہ کم نہ ہوگا بادشاہ لوح کو دیکھکر شگفتہ ہوگئے کمان
کیانی کاندہے سے اُتاری طرف قصر کے دیکھا کہ وہی زنگی سحر کر رہا ہی اُسکے سحر سے زنگی
بڑھتے جاتے ہین بادشاہ نے اسم حاشیۂ لوح پڑھکر تیر مارا وہ تیر پیشانی پر اُس زنگی
کے پڑا کہ سر اُسکا زخمی ہوا اور سر اُٹھا خون کا بلند ہوگیا جس زنگی پر قطرہ خون پڑا وہ جلکر
رہگیا تھوڑے عرصے مین سب زنگی جلکر خاک ہوے لاشین بھی غائب ہوگئین زنگی
کو مار کر بادشاہ آگے بڑھے دیکھا کہ دروازہ مکان کا کھلا ہوا ہی اور کسی کی آواز آرہی ہی
کہ اے کریم و رحیم و اے سمیع و علیم مجھکو جمال بے مثال بادشاہ دکھا دے مگر بہت دشوار
ہی کہ جمال بے مثال دیکھون قلب کو تسکین دون بادشاہ یہ آواز سُنکر بیقرار ہوگئے
دل سے فرماتے ہین یہ کون درد رسیدہ ہی کہ بلک بلک کر رو رہا ہی جسکی آواز سے
دل ٹکڑے ہوتا ہی متردد و پریشان قصر مین آئے دیکھا ایک قفس لٹکا ہوا اُس قفس مین
لالہ چمن آرا زبان مین سوزن چبھکر زبان پر شریان پہنے ہوے سر ٹکرا رہی ہی ہر دم یہ
عرض کرتی ہی کہ اے کریم و رحیم تو واجب التعظیم ہی رحم اپنا شریک کر بادشاہ نے پکار کے
آواز دی کہ اے لالہ چمن آرا کیون گھبراتی ہی پروردگار نے مجھکو پہونچایا لالہ نے جو
جمال بے مثال بادشاہ دیکھا مثل گل شگفتہ ہوگئی بادشاہ نے بڑھکر چاہا قفس اُتارین
کہ پہلو سے آواز آئی اے جوان خبردار قریب قفس نہ جانا بادشاہ نے دیکھا ایک ساحر
مہیب شکل بال جبہ سے پریشان للکارتا ہوا آتا ہی کہ خبردار آگے نہ بڑھنا مگر بادشاہ نے
کچھ خیال نہ کیا جاتے ہی قفس اُتارا کہ پہلو سے اُس ساحر نے تیغے کا ہاتھ مارا فورًا
بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روک کر ہاتھ مار دیا کہ اُس ساحر کے دو ٹکڑے ہوے
اندھیرا ہوگیا صدائین مہیب آنے لگین بعد اُسکے آواز آئی کشتی مرا نام من ہنگ
خرس طینت بود لالہ چمن آرا کی قید ٹوٹ کر گری بادشاہ نے زبان سے سوزن
نکالی سوزن جو زبان سے نکلی لالہ نے تڑپ کر قفس توڑا نکلتے ہی قدمون پر گری

تصدق ہونے لگی کہتی تھی ای بادشاہ نامدار آپ نے اِس کنیز کو قید سے چھڑایا بڑی آفت
سے بچایا اب مین امیدوار ہون کہ میرے ساتھ چلیے ہین اُن مقامون پر پہنچاؤن
اور حضور کو لے چلون کہ جہان حضور کے سب دشمن ہین اگر حضور نے اُنکو مار لیا تو
رسائی آپ کی تا بمیلاد خارہ شکن ہوگی جب وہ قتل ہوگا تب مرحلہ فتح ہوگا بادشاہ
نے لالہ چمن آرا کو ساتھ لیا اور رفیق تاجدار بھی ہمراہ ہوا اُس باغ سے باہر نکلے جاتے
تھے بموجب ہدایت اُس نازنین کے روانہ ہون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک
جوان نہایت حسین وجمیل پشت مرکب پر سوار پشت پر کئی ہزار جوان جرار لیکن
بال سب کے بکھرے ہوئے ناخون بڑھے ہوئے لباس میلے اُس تاجدار نے جو دور سے
بادشاہ کو دیکھا گھوڑے سے اُترا سلام کرتا ہوا قریب آیا قدمون سے لپٹ گیا
عرض کرتا تھا ای شہریار حضور کے تصدق سے غلام نے رہائی پائی نعمان تاجدار
میرا نام ہی نہنگ خرس طینت نے مجھکو اور میری فوج کو درہ کوہ مین بند کر دیا تھا
آب و دانہ تک نہ پہونچتا تھا مگر قریب کوہ ایک باغ ہی اُس مین کوئی شاہزادی
رہتی ہی مین نے سنا ہی کہ نام اُسکا عدالت گستر ہی اُسنے یہ مقرر کیا ہی کہ قیدیون کو
کھانا پہونچاتی ہی بعد کئی دن کے ملکہ عدالت گستر آئین اور ہم سب کو کھانا کھلایا
اور فرمایا کہ گھبراتا نہین روز تم سب کو کھانا پہونچیگا کیا گذارش کرون اُسکی بھولی
بھولی باتین صورت سے لیاقت پیدا ہی غلام اُسپہ مائل ہی مگر چونکہ خود مقید تھا کچھ
ذکر اُسکا کلیجہ تھام کر رہگیا مگر وہ مہجبین اکثر دن آتی تھی اور کھانا عمدہ سب کو
کھلواتی تھی آج جو حضور نے نہنگ خرس طینت کو مارا تو درہ کوہ کھل گیا ہم
سب نے قید سے رہائی پائی اور ایک آواز آئی کہ ای نعمان تاجدار جاکر بادشاہ
جمجاہ کی قدمبوسی کرو غلام حاضر ہوا اب حضور کے ساتھ رہونگا لیکن اگر ہو سکے
تو اُس باغ مین تشریف لے چلیے بادشاہ ہمراہ نعمان تاجدار کے چلے تھوڑی دور
جاکر ایک باغ معلوم ہوا دروازے پر باغ کے چند کنیزین ٹہل رہی تھین نعمان کو
دیکھکر بھاگین جاکر ملکہ عدالت گستر سے اطلاع کی کہ نعمان تاجدار تشریف لاتے ہین

عدالت گستر یہ کہکر کہ خداے آسمانی نے بڑا فضل کیا کہ وہ ظالم قتل ہوا جو بندگان خدا
کو آزار پہونچاتا تھا براے استقبال بیرون باغ آئی نعمان کا ہاتھ تھام لیا بادشاہ
کو سلام کیا اور عرض کی کہ حضور کے دشمن جو تھے وہ مارے گئے حضور نے جھککر سرفراز
کیا اندر تشریف لے چلے نعمان تاجدار و سعد شہریار اور قیصور حبشی باغ مین آئے
باغ کو آکر دیکھا کہ بہار و نزہت مین لاجواب نہرین انتخاب پانی وہ صاف و شفاف
کہ آب گوہر پانی بھرے نخل سرسبز و شاداب چمن ہاے طلائی لاجواب طائرون کی
زمزمہ سرائی باغ کی رعنائی و زیبائی فوارے چھوٹ رہے ہین معلوم ہوتا ہو کہ موتی
لٹ رہے ہین یا مروارید کے خزانے لٹ رہے ہین بادشاہ نے جو باغ بہشت آئین
دیکھا بہت پسند فرمایا کہا اے عدالت گستر تمھاری رحمدلی نے اس مقام کو آباد رکھا
ورنہ یہان کے قیدی تڑپ تڑپ کر مرتے جتنے ساحر تھے ظالم بیدرد کبھی کسی پر رحم
نہ کرتے ملکہ نے کہا مگر حضور نے ایسے شخص کو مارا کہ سرحد پاک ہوگئی بادشاہ نے
فرمایا مین یہی چاہتا ہون کہ بندگان خدا جو مصیبت مین ہین رہائی پائین قید سے چھوٹ
جائین عدالت گستر نے کہا اس حوالی مین کئی سو تاجدار مقید ہین بڑے بڑے
جادوگر انپر نگہبان ہین وہ تاجدار بدوشت ساحران سے حیران ہین حضور فکر کرکے
انکو رہا فرمائین بادشاہ نے فرمایا مین خاص اسی واسطے آیا ہون یہ فرما کر لوح کو
ملاحظہ فرمایا مضمون دیکھا تو معلوم ہوا کہ زندان خانۂ طلسمی اسی سمت ہے بادشاہ
باغ سے نکلے باہر آئے دور سے دیکھا ایک قصر سیاہ نظر آیا اسمین تمر کے کئی سو زنگی
تیغ بکف بیٹھے ہین بادشاہ کو دیکھکر اپنے مقام سے اٹھے اور للکار کر آواز دی کہ
اے ظلم کشا اور عمر آیا یہ مکان بلاخیز ہرگز نہ کہ یہان قید ہین بادشاہ نے انکا کہنا نہ سنا
اور آگے بڑھے وہ سب زنگی تلوار کھینچکر جھپٹے بادشاہ بھی تلوار کھینچکر ... جھپٹے
زنگیون سے تلوار چلنے لگی جس زنگی کو ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے تھوڑے عرصہ
مین کئی سو زنگی قتل کیے آخر سب بھاگ گئے ایک زنگی بلند و بالا پیشتر جو کہ بڑھ
قریب بادشاہ کے آیا ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا کہ کانپ گئی

تھام کر ایک جھٹکا مارا کہ منھ کے بھل جھکا بادشاہ نے ایک گھونسا مارا کہ سر اسکا
پھٹ گیا سر پھٹتے ہی ایک طائر سرخ رنگ زنگی کے دماغ سے نکلا اور صدا مین دیتا
ہوا چلا کر ای نگہبانان طلسم آگاہ ہو کر زندان خانہ فتح ہوتا ہی تم سب کو اطلاع کرنے کو
مین قفس دماغ سے نکلا جب طائر نے یہ آواز دی تمنا سے کار طاؤس جادو جو یہانکا
حاکم ہوا اپنے قصر مین بیٹھا تھا گرد اسکے مصاحب و رفقا بیٹھے تھے اُسنے جو طائر کی آواز
سُنی کہا یارو غضب ہوا معلوم ہوتا ہی زنگی بلند و بال نگہبان زندان خانہ بخدمت
سامری گیا طلسم کشا نے اُسے مار لیا ورنہ یہ طائر کیون نکلتا دیکھو صاحبو نگہبانی اسکا
تمام ہو کر زنگی کے مرنے کے بعد طائر آوازین دے رہا ہی قیصور جنی انکے ہمراہ ہی
سب نیک رہ بنتا تا ہی اب وہ قید خانے مین ہونگے مگر یارو طائر سے پوچھو کہ کون
کون ہمراہ ہی مصاحبون نے نکلکر آواز دی کہ ای طائر راز دان طلسم کشا کے ہمراہ کون
کون ہی طائر نے آواز دی پری شاہزادیون بی عدالت گستر و لالہ چین آرا و نعمان
تاجدار و قیصور جنی اور کچھ تیرہ تن ہمراہ ہین ان سب نے آکر ارادہ کیا ہی چاہتے ہین
قیدیون کو رہا کرین مین نے جو دماغ سے زنگی بلند بالا کے دیکھا بیچین ہو گیا آخر
نکلکر بلند ہو گیا اب آپ لوگ جو مناسب جانین وہ انتظام کرین طاؤس یہ کہکر
اُٹھا کہ سب کو جا کر دیکھتا ہون اور طلسم کشا کو گرفتار کر کے لاتا ہون رفقا نے کہا
ہم بھی چلین طاؤس نے کہا میرے بعد آنا یہ کہکر چلا ایک ابر سیاہ جو تم کے
اوپر سایہ فگن تھا وہ ابر سر پر طاؤس کے آیا ابر سے شعلے نکلتے ہوئے زمین پہ
تحت جلتے ہوئے جس طرف سے نکلتا ہی وہان آگ لگجاتی ہی تمام صحرا کو آتش بہار
کرتا ہوا اُس وقت پہونچا کہ بادشاہ اندر قید خانے کے ہین اور دیکھ رہے ہین
کہ کئی سو تاجدار نوجوان مسلسل و مطوق بیٹھے ہوئے ہین مگر جمال بادشاہ دیکھکر
سب خوش ہین کہ ہمارے رہا کرنے والے آگئے اب ہماری رہائی ہو گی طلسم فتح ہو گا کہ
یکایک باہر سے آواز آئی کہ ای شہریار غلامون کو بچائیے طاؤس نے آتے ہی آگ
برسا دی بادشاہ نے آکر دیکھا کہ لالہ چین آرا و عدالت گستر سحر کر کے شاہون کو

روک رہی ہیں مگر نعمان نامدار و قیصور حبشی شعلوں میں گھرے ہوئے دعائیں مانگ رہے ہیں
کہ اے پروردگار رحم اپنا شریک کر نظم

خدا اہل بصیرت را نماند ہر زمان صورت — نمی پوشند ز چشم اہل دید آن مہربان صورت
درین جا رہ گئے صورت ندیدہ دیدۂ عالم — چنین حسن و چنان خوبی چنین شکل و چنان صورت
بقائے نیست در دنیائے فانی اہل صورت را — کہ این صورت بپاید تا بآخر چشم جہان صورت
اگر از چشم تعلق صورت اول شود غائب — بجز پیدا آید از غیب خلاق جہان صورت

بادشاہ نے جو دیکھا کہ سب پر آگ برس رہی ہے دونوں شاہزادیاں اپنے کو بچا رہی
ہیں شعلۂ آتش کو پاس نہیں آنے دیتیں ہیں خوب جان توڑ توڑ کے ہر کوز و دست رہی
ہیں کبھی لالۂ چمن آرا سحر کرتی ہے کہ شعلے تھرا کر بجھتے ہیں اور ان سب کو گھیرے ہوئے
ہیں شعلوں کا یہی قصد ہے کہ ان سب کو جلا دیں مگر پروردگار حامی و مددگار ہو وہی
بچا رہا ہے کوئی نخلستان کی آڑ میں چھپا ہے کوئی غار میں بیٹھا ہے بادشاہ دیکھ کے بیقرار ہو گئے
بڑھ کر لوح طلسمی کو پھینکا یا عکس جو لوح طلسمی کا پڑا تمام شعلے پانی ہو گئے طاؤس جادو
یہ فعل دیکھ کر گھبرایا دل میں کہتا ہے کہ طلسم کشا بڑا ساحر ہے کہ میرے سحر کو باطل کیا جلدی
ہی دوسرا سحر کیا کہ تلواریں برسنے لگیں مگر بادشاہ نے پھر لوح کو گردش دی ہاتھ
بلند کر کے چمکایا کہ عکس سے لوح کے تلواریں ٹوٹیں اور جو کسی پر پڑ گئی تو کام نہ کیا
طاؤس سر پیٹ رہا ہے کہتا ہے کہ یا سامری جمشید یہ سحر تو آپ کے بنائے ہوئے ہیں آپ کے
سحروں میں بھی فرق آیا کہ پہلو سے ایک سردار نے آکر عرض کی اے طاؤس جادو
یہ طلسم کشا ہیچ لوح کو چمکا رہے ہیں کوئی سحر تاثیر نہ کریگا کیسا ہی سحر کرو گے اسکے
عکس سے مٹ جائیگا کوئی سحر رونق نہ دکھائیگا یہ سنکر طاؤس بہت گھبرایا اب قصہ یہ
ہے کیا کرو دن جس ساحر نے آکر خبر دی تھی اُس سے کہا کہ ٹہلتا ہوا جا طلسم کشا پر وہ ہا
کرو ساحر نہ آتا تھا مگر طاؤس نے سمجھا کر بھیجا وہ جادوگر اُڑ کر گرا چاہا کہ بادشاہ کو
اٹھا لیجائے اس زور میں گرا کہ بادشاہ کی آنکھیں جھپک گئیں جیسے ہی اسنے
کمر میں پنجہ دیا لوح کا عکس جو پڑا نابینا ہو گیا چاہتا ہے کہ بھاگوں مگر نہیں سوجھتا

کر کے مرجاؤن آخر بادشاہ نے لوح اسکے جسم سے مس کی یہ مثل ہیزم خشک جلنے لگا جلکر
خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام مین بہرام جادو بود طاؤس نے دیکھا کہ بہرام جادو
مارا گیا کومک کے لقمان تاجدار پر گرا کہ مین پنجہ دیگر سے اُڑا عدالت گستر نے پکار کر
آواز دی ای شہریار غلام کو اسپنے چاہیئے طاؤس لیئے جاتا ہی بادشاہ نے جو دیکھا
کہ حقیقت مین طاؤس کہ مین پنجہ دیئے ہوئے لقمان کو لیئے جاتا ہی لوح کو چمکایا
طاؤس زمین پر گرا بادشاہ نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا طاؤس کے دو ٹکڑے
ہوئے مگر باز سحر بند زوجہ اسکی اپنے قصر مین بیٹھی تھی گلے مین موتیون کا مالا پڑا
تھا اُس مین ایک گوہر بیجان تھا وہ ٹوٹا باز نے متعجب ہو لیا کنیزون نے پوچھا
کیون واری خیر تو ہی باز سحر بند نے کہا ارے غضب ہوا میرا شوہر مارا گیا مگر
کیونکر دریافت کرون کہ کسنے مارا کہ ایک طائر اُڑتا ہوا آیا اُسنے آکر آواز دی
کہ ای باز سحر بند شوہر تمہارا حب طلسم کشا کے ہاتھ سے برابر زندان خانے کے قتل
ہوئے لاشہ ابھی تک پڑا ہی کوئی لاش اُٹھانے والا نہین باز نے پوچھا کہ شوہر
نے میرے کچھ سحر نہین کیا طائر نے جواب دیا کہ طلسم کشا صاحب لوح ہی کوئی سحر
تاثیر نہین کرتا بڑی بڑی کوشش کی مگر کوئی کوشش کام نہ آئی لوح نے سب سحر مٹائے
آخر قتل ہوئے باز سحر بند اُٹھی کہ جا کر لشکر طلسم کشا کو برباد کرون گی یہ کہکے چلی
یہان لشکر سعد شہریار مین میثاق کوہ گردان و بہار اعجاز بیان و سروار حسینان
ونسترن رنگین پوش یہ چارون ساحران کامل نگہبانی لشکر کی کر رہے ہین اور
چہار طرف پھرتے ہین میثاق کوہ گردان ایک مقام پر کھڑا تھا کہ اُسنے دیکھا
ایک ابر تیرہ و تار اُٹھا لشکر پر آکر چھایا میثاق نے زور علم افسون سے جانا
کہ یہ کسی کا سحر ہی ایک گولا مارا گولہ جو سحر کا پڑا ابر لخت لخت ہو گیا اندر سے ایک
ایک ساحر سیاہ فام پیدا ہوئی کالی کالی صورت گویا کالی کی مورت عارض مین
کہ اگر لگا تو اسپید معلوم ہوتا ہی کہ دھبہ پردہ ظلمات یا شب فراق طالب و مطلوب بلکہ
سیاہی کفر و عصیان بھی جس سے محجوب ہاتھ مین کچھ اشیاء سحر میثاق جادو نے دوسرا

گول مار کر تخت اُس ساحرہ کا زمین پر آیا بہار اعجاز بیان نے دیکھا کہ وہ ساحرہ زمین پر آئی ہار جو پھولوں کے گلے میں پڑے تھے ایک گجرا کھینچ مارا ہوا سے مرجھلی اور پھول برسنے لگے بازہ سحر بند نے جو دیکھا کہ طائرون کی پکار ہوا اور میرے قریب پھولوں کا انبار ہے کچھ پھول اُٹھا لیے اُنکو سونگھا جیسے ہی بو دماغ میں پہونچی چہرہ سرخ ہو گیا آنکھیں اُبل آئیں بیقرار ہو کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی

نظم

تو ہی وہ گل ہے کہ تجھپر ہو فدا جانِ بہار
اس چمن میں نہ رہے ہر گل پر ہو احسانِ بہار

اُڑتے پھرتے ہیں بھلا کیا رتبہ اوراقِ گل
مصحفِ رخسار اُس گل کا ہو ایمانِ بہار

تو نہیں جاتا چمن میں گل نے پھاڑا پیرہن
تنگی موجِ ہوا سے ہو پریشانِ بہار

جوشِ گل اُس رشکِ گلشن کی جدائی میں نہیں
بلبلو آلودہ خون ہے یہ دامانِ بہار

کیون خزان حسن میں دیکھوں نہ خط سبز یار
اسقدر دلکش کہاں گلشن میں ریحانِ بہار

دیکھے اس گلگون قبا کو حسن وحشت زا اگر
پرزے پرزے ہو ہر رنگ گل گریبانِ بہار

نظم ناسخ ہے جو مضمون ہائے رنگین سے چمن
ہو گئے برگِ خزان اوراقِ دیوانِ بہار

ایسے اشعار رنگین پڑھکے باغ باغ ہو گئی اور مسکراتی ہوئی بڑھی بہار اعجاز بیان نے ایک کنیز کو اشارہ کیا کہ اپنے گلے کا ہار اُتار کے اسکے گلے میں پہنا دے اسی میں ہار جیت ہے وہ کنیز بڑھی اور گلے سے اپنے ہار اُتارا کہا اے ملکہ یہ ہار ملکہ بہار کا دیا ہوا ہے اسکو تم پہنو بڑا شرف حاصل ہو گا یہ سنکر بازہ سحر بند ہنسنے لگی کہا یہ میرے لیے باعث فخر کا ہے ملکہ بہار اعجاز بیان کا دیا ہوا ہار اور نہ پہنوں میری ہر طرح پر بار ہے اُنکے حکم کی بہار نے کس چمن میں جا کر جھوم کیا اُنکی تعریف کرون اُنکی عنایت نے مر سبز و شاداب کیا چہرہ میرا رشک گلہائے گلاب کیا یہ کہکر ہار پہنا جیسے ہی ہار پہنا ناچنے لگی چاہتی تھی کہ جسطرح گلچین ناچتی ہیں اسطرح میں بھی ناچون مگر یہ تو بہت دشوار تھا لیکن ہاتھ ہلانے لگی آنکھیں جھپکانے لگی بہار اعجاز بیان جو مسکرائیں صحرا میں بجلی چمک گئی کہ درج دہان کھلا برق دندان چمکی تمام صحرا منور ہو گیا مگر مہر افروز حسینان نے جو دیکھا کہ برق دندان بہار اعجاز بیان چمکی قہقہہ مار کر ہنسیں انکے ہنسنے سے سب پھول

شگفتہ ہو گئے اُدھر باز سحر بند اس ہنسی کو دیکھکر روتی ہوئی بڑھی قریب آکر عرض کی کہ ای
شاہزادی والا قدر عارض تمھارے خجالت دہ بدر ہین جو ارشاد ہو وہ بجالاؤن ملکہ
سرور حسینان نے سر اُسکا سینے سے لگا لیا کہا ای باز سحر بند تجھکو تکلیف تو ہوگی مگر
جو ہو سکے تو قصر ہفت رنگ مین جا جمشید ثانی کا سر لاؤ باز سحر بند بہت خوب
کہکر پیچھے ہٹی اور اُڑتی ہوئی چلی یہان بادشاہ جمجاہ نے طاؤس کو قتل کر کے تین سو
تاجدار قریب دو ہزار ملازم وغیرہ کے جو قید تھے اِن کو سب کو رہا کیا وہ سب تاجدار
مسلمان ہو کر ساتھ ہو ے اُسی قید خانے مین ایک کوٹھا تھا وہ جو کھولا ایک بارگاہ
زربفت نکلی بادشاہ نے اُسی صحرا مین اِستادہ کرائی تاجدارون کے ملازم سب مصروف
خدمتگزاری ہین شاہ کو دعائین دے رہے ہین کہ اِس شہریار کے تصدق مین ہمنے
رہائی پائی ورنہ امید نہ تھی کہ اِس زندان پُر محن سے ہم غریب الوطن رہا ہونگے مگر قربان بزرگان
دین کے کہ اُس عالم پناہ نے آکر مژدۂ رہائی دیا اور ارشاد فرمایا کہ اگر جی چاہے تو
اپنے وطن جانا خواہ مسعد شہریار کے ساتھ رہنا یہ تمکو اختیار ہو مگر کب دل چاہتا ہو کہ ایسے
بہادر کا ساتھ چھوڑین اور ہمراہ نہ رہین انشاء اللہ جنگ آخر جو جمشید سے پڑے گی
تو ہم لوگ بھی شریک جہاد ہونگے ساحرون کو بھگا دینگے جمشید ثانی کو بھاگنے کو راستہ
نہ ملیگا بے حیا ایسا بلبلایا کہ دعوی خدائی کرنے لگا سب غرور نکل جائیگا آخر بھاگ کر
کہان جائیگا یہان جمشید ثانی قصر ہفت رنگ مین بیٹھا تھا کہ لشکر مین ہلڑ ہو گیا
کہا ارے دریافت تو کرو کہ کیا شور کیون ہو کیون ملازم ہمارے فریاد کر رہے ہین جمشید
یہ کہہ رہا تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی یا خداوند باز سحر بند طاؤس کی
زوجہ آئی ہو چہرہ سُرخ آنکھین اُبلی ہوئی لشکر پہ سحر کر رہی ہو کئی ہزار جادوگر مار چکی اور
آپ کے نام پر تو گالیان دیتی ہو یہی قول ہو کہ وہ دشمن خدا کہان ہو آوے کہ مین
اُسکا سر کاٹون جادوگرون نے سمجھا کر کہا ای ملکۂ عالم خداوند کو ایسی باتین نہ کہو
باز نے کہا جھوٹا دغا باز شعبدہ باز خداوند بنکر بیٹھا ہو اب حال کھلیگا کہ طلسم کشا آتے
ہین جب میرے شوہر کو مار لیا تو اِسکی کیا حقیقت ہو میرے مقابلے مین آوے اپنی

فوراً آؤنگی بہار اعجاز بیان سے رہنا نہین باز سحر بند نے کہا جب مین نے جمشید کا نام
لے لیا تو بہار کی کیا حقیقت ہی یک سحر مین دیوانہ کرکے انکو لاتی ہون آپ خاطر جمع کیجیے
یہ بھی میری مجال ہی کہ انکا حکم بجا لاؤن اور آپ کے حکم کو بجا لاؤن یہ مجھسے نہ ہوسکیگا یہ کہکر
پلٹی طرف لشکر سعد شہریار کے چلی یہان وہ وقت ہی کہ میثاق کو وہ گرد ان تلاش مین
بادشاہ کی نکلا ہو عیار بچا اور صعد شمشیر بدست ہی بہار اعجاز بیان شام کا وقت ہی ٹہلا کی پھر
رہی ہی ایک گوشہ باغ مین آکر جو دیکھا باز سحر بند گاتی ہوئی چلی آتی ہی کہا اے بہار
تیرے شباب پر مجھکو بڑا افسوس آتا ہی کہ تیرا پیمانہ عمر لبریز ہوا رشتہ حیات قطع ہوا آج
زندہ نہ بچیگی تجھے گل اندام کو کیا ستایا بہار اعجاز بیان نے نسرین رنگین پوش کو
جو اپنے قریب کھڑی ہوئی دیکھا اشارہ کیا کہ یہ اس سحر کو تجھے پہچانا ہی گل اندام نے
یہ شعبدہ کیا ہی ذرا بڑھکر اسکو اپنی جانب متوجہ کرو پھر مین اسکی تدبیر کرون نسرین نے
بڑھکر آگ برسائی باز سحر بند رقص کرنے لگی اتنے عرصے مین بہار اعجاز بیان نے اپنے
ہاتھون سے گجرا پھولون کا کھولا اور بڑھکر باز سحر بند پر پھینک مارا وہ گجرا اڑتا باز تو
طرف نسرین کے متوجہ تھی ہوا سے سرد چلی اور طائرون نے آواز دی کہ آسمان سے
پھول برسے باز سحر بند نے کچھ پھول اٹھا کر سونگھے چھینک طائرون نے گرد سر چرخ مارا
باز سحر بند دیوانہ وار جیسی مثال پکار اٹھی کہ اے ملکہ عالم مین تابعدار ہون جو ارشاد
ہو وہ بجا لاؤن بہار نے مسکراکر کہا اے باز سحر بند ہر چند کہ دشوار ہی مگر جاؤ جس طرح
بنے گل اندام جوالزن کا سر لاؤ مگر رکنا نہین جس خیمے مین ہو بلا تکلف گھس جانا
جو کوئی پوچھے اس سے کہدینا کہ بہار اعجاز بیان نے بھیجا ہی یہی انکا مدعا ہی کہ یا تو
سر دریا چلکر خدمت مین حاضر ہو تو خیر ہی ورنہ بہت پریشان ہونگی ایسا نہ ہو کہ ہمارا
بھانا بیکار جائے باز نے کہا اے ملکہ عالم جو آپ نے ارشاد فرمایا آنکھون اور سر سے
بجا لاؤنگی یہ کہکر سامنے کھڑی ہوئی بہار نے ایک انگوٹھی انگلی سے اتار کر باز کو
پہنادی انگوٹھی پہنکر باز سحر بند اور زیادہ مبہوت ہوئی اسی مبہوتی کی حالت مین
ناچنے لگی اور یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

زخم تیغ یار نے بخشی دہان بالائے سر
شکر کو کیونکر نہ ہو جو ہو زبان بالائے سر

نوک نیزہ سر پہ ہے گردن پہ ہے پیکان تیر
اک زبان زیب گلو ہے اک زبان بالائے سر

زندگی کرتی جو بخشش بست باد [illegible]
کھینچکر رکھدیتی واعظ کی زبان بالائے سر

خوب دیکھی ہیں خراب آباد کی بست و بلند
خاک زیر پا ہے دور آسمان بالائے سر

عاشق اسکا ہوں [illegible]
لینگی لاشے کو مرے حور جنان بالائے سر

راحت آغوش لحد کی [illegible] حاصل کرے
بل کرے کیونکر نہ زلف [illegible] بالائے سر

پیچ و خم سپہر [illegible] لگا
پھر بلا لایا دل ناشاد [illegible] بالائے سر

او فلک تیرے ستم کو کیا سمجھتے ہیں بھلا
رکھتے ہیں ہر روز ہم جور بتان بالائے سر

کسکی پابوسی کی خاطر یہ بلندی ہے تجھے
او فلک ہے کونسا عرش آشیان بالائے سر

شاہد مدہوش عشق یار ہیں مجھکو عزیز
سنگ طفلان کے ہیں رکھتا ہوں نشان بالائے سر

صحبت یکدم سے بلبل کو نہ گلچیں منع کر
لے نہ جائیگا اٹھا کر بوستان بالائے سر

سایہ پروردہ تمنا ہے دل نادان مرا
لائیو آفت نہ کوئی آسمان بالائے سر

قید ظالم سے ہے حاصل خلاصی کسدن نسیم
دیکھیے کبتک رہے یہ آسمان بالائے سر

میثاق کوہ گردان نے دور سے دیکھا کہ بہار اعجاز بیان نے باز سحر بند پر سحر کیا اور بار اشعار پڑھتی ہوئی جاتی ہے پکار کر آواز دی او شہنشاہ اقلیم سحر و ساحری ذرا آہنگ ادھر باز جب قریب میثاق کے آئی میثاق نے ور سحر کو زور دیا کہ ایک طائر جبلی سے نکالا اسکو [illegible] طائر نے گردن باز سحر بند جو یہ خیال تھا اس فعل سے باز اور زیادہ مبہوت ہوئی اور پرواز پیدا کرکے چلی خنجر کھنچا ہوا ہاتھ میں چہرہ سرخ آنکھیں لال ہوئی راہ طے کرتی ہوئی جاتی ہے کہ پھر گانے کی آواز کان میں آئی کہ کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز گا رہا ہے باز نے سر اٹھا کر دیکھا کہ سامنے ایک کوہ بلند ہے اسپہ فرش بچھا ہوا ہے اور ایک شاہزادی والا قدر مسند پر بیٹھی ہے گرد مسند کنیزیں کوئی پیکدان کوئی پنکھیا لیے ہوئے [illegible] کوئی خاصدان لیے ہوئے [illegible] کرتی ہے کوئی ہنس ہنسکر باتیں کرتی ہے اس محفل کو دیکھکر باز سحر بند نہایت خجستہ ہوئی

آتش افشان گھر مین اُس محبوب کے رخسار ہین — روزن تجھ بجا ہے روزن دیوار ہین
فصل گل مین ہو جنون زندان کو میرے انتظار — حلقۂ زنجیر جاسے دیدۂ بیدار ہین
زاہدا عقبیٰ مین ہوگا اُنکو دیدار خدا — ترک دنیا مین بتون کے طالب دیدار ہین
کیا صفائی ہو کر میرے آنسوؤن کے عکس سے — دُرری تیرے گلے مین موتیون کے ہار ہین
مجھکو ننگا دیکھکر احسان قاتل نے کیا — گر نہین تیرے بدن پر زخم دامن دار ہین
ضد سے اپنی روزن دیوار کر دیتا ہو بند — اُسکنے عشق جو ہمارے دیدۂ بیدار ہین

ان اشعار کو سُنکر باز سحر بند نے کہا یوا ابہام تجھے اسوقت بدل شگفتہ دیا مین اب پاس گل اندام کے جاتی ہون اُسکو آگاہ کرونگی کہ ابہام نے تمکو بچایا ورنہ میرے تمھارے فساد ہوتا وہ بہار سے جاکر بدلہ لیگی میرے تو نام کے سب مسلمان دشمن ہین میثاق نے باتون مین لگاکر رنگ بہار دکھایا دام آفت مین پھنسایا اب دیکھیے کیا ہو یہ باتین کرکے صحبت ابہام سے اُٹھی ابہام نے کہا یوا جو تم لشکرکشی کرکے جانا تو مجھکو بھی ساتھ لے لینا باز سحر بند نے وعدہ کیا کہ مین گل اندام کو لیکر آتی ہون یہ کہکر اُڑتی ہوئی چلی یہان گل اندام صبح کا وقت ہو دربار جمشید مین بیٹھی ہو اور سب شاہزادیان گا رہی ہین جمشید کے سامنے بتا رہی ہین گل اندام کہ رہی ہو کہ مین نے باز سحر بند کو بھیجا تھا کیون خداوند کچھ معلوم نہین ہوا کہ اُسپر کیا گذری کہ باز آکے پہونچی مگر اپنے ہوش مین تھی گل اندام جوالہ زن نے پوچھا کیون یوا کیا گذری یہ سُنکر باز نے سب احوال بیان کیا اور کہا یوا ابہام جادوگر مالک کو وہ موہوم ہو اُسنے اسوقت بچالیا ورنہ بہار نے وہ سحر کیا تھا کہ مین تمھارے قتل کو آتی تھی اُسنے شراب پلاکر سحر اُتارا تب مین ہوش مین آئی رات بھر وہان جلسے مین رہی جسوقت ستارۂ سحری چمکا تب اُسنے رخصت ہوئی یہ سُنکر گل اندام بہت جھلائی کہا کہ بہار کو بڑا گھمنڈ ہو گیا ہو مسلمانون کا ساتھ دیکر بہت جوش مین ہین یا خداوند مجھکو حکم دیجیے کہ جاکر بی بہار کا غرور نکالون جمشید نے منع بھی کیا کہ اے گل اندام تمھارا جانا بہتر نہین ہو ایسا نہ ہو کچھ آفت دپڑے گل اندام نے کہا یا خداوند مین کیا کسی سے

پاپہ کی کار گستی ہون آپ خاطر جمع رکھیے وہ سحر کرون کہ بی بہار کا قلب الٹ دون جو حکم کرون وہی بجا لائین کیا مجال ہو کہ حکم کے خلاف کرین جمشید نے حکم دیا گل اندام تیاری کرنے لگی بارہ ہزار کنیزین و فوج ساحران کو حکم ہوا کہ گل اندام کے ساتھ جاؤ جو حکم ملکہ گل اندام حکم کرے وہی کرنا لشکر تیار ہوا روانگی کا انتظار ہوا

دو کلمہ داستان حیرت بیان روانہ ہونا گل اندام کا برائے مقابلۂ ملکہ بہار اعجاز بیان اور ملکہ بہار کو تحرامین پانا کہ برائے شکار آئین تھین و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ

بیا ای ساقی صیقل گر دل + برنگ جان گذر کن در بر دل
تو ای ساقی تو ای خضر رہ من + گدایت ہستم ای شاہنشہ من
بجام بیخودی سرشار گردان + ز تقوی عاجزم میخوار گردان
برائے میکشی چہ آرزو دیم + معطر کن ز جام مشک بویم
بیا بنگر بحال دل کہ چون نیست + بشوق جام و لبو ز خون نیست
ز دست ہاست مثل شب سیہ روز + چراغ آرزویم را برافروز
بیا ای ناخدائے کشتی من + فزون شد از فلک سرگشتی من
بعشق ساغر پُر فغانم + بفریادم رس ای پیر مغانم
کرم کن ساغر مقصد مرا دہ + شراب ابتدا و انتہا دہ

چہرہ ساحران شعبدہ باز و عجائب نگاران حیلہ ساز این داستان شوکت بیان و زیب گوش سامعان زہوش کرتے ہین شعر منگان دریائے آتش فشان چنین می نگارند این داستان + جمشید ثانی نے گل اندام کو بہت سمجھایا لیکن گل اندام نے نہ مانا فوج کثیر لیکر چلی بازسحر بند نے کہا مین بھی چلونگی باز سحر بند بھی ہمراہ ہوئی بارہ ہزار کنیزین و چوبیس ہزار ساحر ساتھ جمشید نے بھی وعدہ کیا ہو کہ

ہین ہمی وقت پر پہونچونگا گل اندام اس جادو چشم سے روانہ ہوئی لیکن ایک مقام پر آکر دورا ہا ملا باز سحر بند نے کہا پیش روی لشکر کو بلاؤ مقدمۃ الجیش حاضر ہوا باز نے حکم دیا کہ طرف کوہ موہوم کے چلو اور ابہام جادو کو نامہ لکھا کہ ہمشیرہ ہم مع فوج آتے ہین مسلمانون پر لشکر کشی ہو تم بھی مع فوج تیار رہنا ہمارے ساتھ چلکے تماشہ دیکھنا عجب طرح کا مقابلہ ہوگا کہ بی گل اندام وبہار سے سحر ہونگے یہ نامہ جو ابہام جادو کو پہونچا چالیس ہزار کا لشکر تیار کرکے پہاڑ سے اتری سامان دعوت گل اندام کیا بارگاہین خیمے استادہ کرائے کہ صحرا سے گرد اٹھی لشکر گل اندام بشوکت تمام پیدا ہوا ابہام نے بڑھکر استقبال کیا بشوکت تمام لیکر آئی بارگاہ مین لاکر اُتارا مسند پر بچھوائین تینون شاہزادیان آکر بیٹھین ابہام نے اشارہ کیا گائن خوش آواز بصد سوز وگداز بیٹھکر یہ اشعار بیان قمر مصنف کے گانے لگی نظم مصنف

قمر ہم داغ بنکر عاشقونکے دلمین رہتے ہین　　گل لالہ مین مسکن ہو ہمہ کامل مین رہتے ہین

خیال مہ جبینان عاشقونکے دلمین رہتے ہین　　پہ لیلی وش ہمیشہ نور کی محمل مین رہتے ہین

عدم سے شوق مین اسکے چلے دنیا سے حسرت مین　　نہ اس عالم مین مسکن تھا نہ اس منزل مین رہتے ہین

ہمارے گھر پہ آکر بیٹھکے وہ کہتے ہین غیر رہتے　　قمر جنکا تخلص ہو اسی منزل میں رہتے ہین

ہنگامہ عیش ونشاط گرم ہو جام ارغوانی گردش مین صدائے نوشا نوش ونوشا نوش بلند ہو اتفاقاً تاجدار کہ اڑتا ہوا آسمان پر جاتا تھا اُسکے کان مین گانے کی آواز پہنچی سر جھکا کر دیکھا کہ محفل عیش وعشرت آراستہ ہو ابہام جادو بھی بیٹھی ہین بیچ مین ایک شاہزادی آفتاب جمال بیٹھی ہو ایک طرف باز سحر بند جام ارغوانی چیل رہا ہو عجب رنگ صحبت ہو تاجدار جادو کہ مدت سے ابہام جادو پر عاشق ہو سوچا کہ چلکے ابہام سے ملاقات کرون اور جسطرح بن پڑے اپنے ساتھ لیجاؤن آج تو بہار سے اتری ہین اب تو انکار نہ کرینگی اگر انکار کرینگی تو مین سحر سے لیجاؤنگا یہ سوچکر تخت سے اترا محفل مین گل اندام کی آیا تاج کج کرتا ہوا گل اندام کو سلام نہ کیا طرف ابہام کے چلا گل اندام کو بہت ناگوار ہوا کہ یہ جو خدمت خداوند مین آتا تھا تو ہماری ہی

وجہ سے کرسی ملتی تھی آج سلام نہین کیا کیا انکے غرورہ ہو گیا تاجدار نے ابہام سے
کلام کیا کہ ای ملکۂ عالم مین نے باغ آراستہ کرایا ہی کہ جسکا نام باغ گل بہار ہی آج پھولونکا
جا بجا انبار ہی طائران زمزمہ سرا کی پکار ہی تشریف لے چلیے آج اُس باغ مین جاکر
جلوہ فرما ہوجیے ذرا التفات تو فرمایئے کتنا عرصہ ہوا کہ آپ نے مجھسے وعدہ کیا
تھا اور پھر وعدے کو پورا نہ کیا آج آپ کو چلنا ہوگا ابہام نے کہا ای تاجدار دیکھ
رہے ہو کہ ہمارے یہان آج ملکۂ عالم کی دعوت ہی کیا فخر اپنا بیان کرون کہ مجھکو سرفراز
فرمایا ہی تاجدار نے کہا ای ملکۂ عالم آج ضرور تکلیف کرنا ہوگی ابہام نے کہا مین تو
نہین جاؤنگی پھر کبھی وعدہ پورا ہو جائیگا اب تو مین گل اندام کے ساتھ جاتی ہون
اگر وہان سے زندہ پلٹی تو تمسے ضرور ملاقات کرونگی تاجدار نے کہا مین تو آج وعدہ
کرکے آیا ہون کہ ملکہ کو لاؤنگا وہان کے لوگ انتظار کر رہے ہونگے تھوڑی دیر کے
واسطے چلیے پھر مین پہونچا جاؤنگا ابہام نے کہا ای تاجدار اصرار نکرو اول تو تم
زنانی صحبت مین چلے آئے ہماری ملکۂ عالم کو ناگوار ہوا ہوگا وہ بہت نازک مزاج
ہین معشوقون کے سر کا تاج ہین بہتر یہ ہی کہ باہر نکلجاؤ ایسا نہو کہ ملکۂ عالم کچھ فرمائین
تو تمھارے خلاف ہوگا تاجدار نے ہاتھ بڑھایا کہ ابہام کو اٹھالون گل اندام
نے کہا ای تاجدار بڑے بے ادب ہو تمکو کچھ ہمارا خیال نہین پس باہر نکل جاؤ
ہمکو بہت ناگوار گذرا کہ شاہزادیان بیٹھی ہین اور تم چلے آئے بس باہر جاکر ٹھہرو
تاجدار نے کہا ای ملکۂ عالم آپ خاموش رہیے ایسا نہو کہ مجھسے بے ادبی سرزد ہو
یہ جو تاجدار نے کہا گل اندام نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ اسکو باہر پہونچا دو
بڑی بے ادبی کر رہے ہین ہماری صحبت مین اور یہ باتین گل اندام نے جو کنیزونکو
اشارہ کیا چند کنیزین اٹھین کہ تاجدار کو ہٹا دین تاجدار نے ایک کنیز کو مار ڈالا جب
تو گل اندام نے گلے سے موتیون کا مالا اُتارا اسم سحر کا پڑھکر مار دیا موتی جو ٹوٹے
تاجدار پر گرے تاجدار جھومنے لگا آنکھین سُرخ ہوئین اشعار عاشقانہ پڑھنے
لگا کہتا تھا ای ملکۂ عالم عجب کیفیت ہی بموجب اشعار نظم مصنف

طفلی ہی سے تھے ہم تو ثناخوان محبت — مکتب مین پڑھا کرتے تھے دیوان محبت
کہتے ہین کہ کھینچو دل پر داغ سے تم آہ — دکھلاؤ وہین سرو گلستان محبت
اک دام مین صیاد کے اک طوق بگردن — قمری و عنادل مین اسیران محبت
پیراہن ہستی کو سبدل کیا مین نے — چھوٹا نہ مگر ہاتھ سے دامان محبت
یاد ابروے دلدار کی رہتی ہے قمر کو — ہر ورد زبان مصرعۂ دیوان محبت

گل اندام نے کہا اے تاجدار جادو یہان صحبت مین کیا بلبلاتے ہو اگر ایسی جرأت ہے تو جاکر لشکر سعد کو برباد کرو ہم بھی آتے ہین اسکو منظور ہے بی بہار کو جاکے سمجھاؤن انھین کو للکارون تاجدار پلٹا باہر نکلا تلوار چمکاتا ہوا نشے مین سحر کے بدمست جھومتا ہوا جاتا ہے گل اندام نے کہا اے ابہام خبردار اس نامرد سے کبھی کلام نہ کرنا صحبت مین آنا کیسا وعدہ وعید کیسا اس کا بکنا مجھکو بہت ناگوار ہوا اب اسکو سزا ملجائیگی وہان میثاق وغیرہ موجود ہین اور سردار حسینان وہ اسکو اور زیادہ دلیر نہ کرینگے وہ لوگ ایسے نہین ہین کہ ایسے ساحر سے مرعوب جائین یا ہمین پر پھر پلٹ کر آئیگا یا وہان مارا جائیگا چار پہر رات ہنگامۂ صحبت رہا صبح کو گل اندام سوار ہوئی نئے نئے طور کے سحر کر رہی ہے یہین سے انتظام ہو رہا ہے تخت پر سوا اسم سحر پڑھتی ہوئی جاتی ہے یہان بہار اعجاز بیان دربار مین بیٹھی ہین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ گل اندام جیوالہ زن آپ پر لشکر کشی کرکے آتی ہے بہار گھبرا کر اپنے مقام سے اٹھی کہتی ہوئی کہ اے میثاق لشکر سے ہوشیار رہنا میرا اسوقت بہت دل گھبراتا ہے بارے شکار جاتی ہون بہت جلد پلٹ آؤنگی میثاق نے کہا اے ملکۂ عالم ذرا اپنے کو سنبھالو اسوقت چہرہ تمھارا اداس ہے بہار نے جو ہار گلے مین پڑے ہوئے تھے انکو سونگھا کہا اے میثاق اسوقت اک نشہ سا تھا اتر گیا میثاق نے کہا اے ملکۂ عالم معلوم ہوتا ہے کہ گل اندام سحر کرتی ہوئی آتی ہے ایسا نہ ہو صحرا مین آپ سے ملاقات ہوجائے تو باعث خرابی ہے بہار نے جواب دیا کہ وہ میرا کیا کرسکتی ایسے پھول برساؤن کہ سب کو دیوانہ کردون دس پانچ کنیزون کو ساتھ لیا بہار براے

شکار چلی تھوڑی دور پر آکر شکار کھیلنے لگی چھری ہاتھ مین ہو جو طائر سامنے آیا اشارہ
کردیا وہ طائر گود مین گرا اُسکو ذبح کرکے کنیزون کے حوالے کردیا کنیزون نے عرض
کی واری بس اب چلیے بہار نے کہا کوئی آہو نہین ملا ایک کنیز نے عرض کی واری
سامنے جو دھانون کا کھیت ہو وہان کئی سو آہو چرا کرتے ہین چلکر ایک آدھ آہو کو
گرفتار کیجیے ارادہ پورا ہوجائے بہار نے طاؤس بڑھایا سامنے آکر دیکھا دھان کا
کھیت ہو اُسمین کئی سو آہو چرا کرتے ہین بیچ مین ایک آہو کلان مستی کرتا پھرتا ہو بہار
نے کنیزون سے کہا اور سب کا تمکو اختیار ہو مگر یہ آہو کلان ہم شکار کرینگے کنیزون نے
جو ہلہ کیا وہ وحشی بھاگے مگر وہ آہو کلان جست کرکے سامنے سے چلا بہار نے
طاؤس اپنا بڑھایا تعاقب مین اُس آہو کے چلین کنیزین اور ہمرہیان شکار کرکے
تلاش مین بہار کی چلین یہان جب بہار نے دیکھا کہ آہو ٹھہر ا چوکڑی بھول گیا تو اس نے
تیر مارا کہ آہو گرا بہار طاؤس سے اُتری قریب آکر آہو کو ذبح کیا منتظر رہی کہ
کنیزین آجائین تو اسکو اٹھا کرکے چلین کہ صحرا سے گرد اُڑی اور ایک ابر گلنار
معلوم ہوا کہ ہزارون طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کررہے ہین بہار نے جو وہ ابر
دیکھا اور گرد بلند ہوئی یقین ہوا کہ گل اندام آتی ہو پھولون کا گجرا ہاتھ سے کھولا
اور ابر پر کھینچ مارا ابر پھٹا دیکھا ایک تخت پر گل اندام و باز سحر بند و ابہام جادو
پشت پر ہزار ہا ساحر گل اندام نے جو بہار کو تنہا دیکھا فوج کو اشارہ کیا کل فوج
بہار پر آپڑی اور گل اندام و ابہام و باز سحر بند نے بھی سحر کرنا شروع کیا لیکن
بہار اعجاز بیان سب کے سحر کو دفع کررہی ہو جب گجرا مارا دس بیس جادوگر کرے
اور پھول برسنے لگے گل اندام جادو دیکھ رہی ہو کہ بہار بلوے سے گرفتار نہین
ہوتی مگر تاجدار جادو جو چلا تھا میثاق کو وہ گردان کنارے پر لشکر کے کھڑا تھا
اسنے دیکھا کہ ایک جادوگر بلبلاتا ہوا طرف لشکر کے آتا ہو جیسے ہی لشکر کو دیکھا گولے
مارنے لگا میثاق نے بڑھکر گولے اُسکے روکے اور خود بھی سحر کرنے لگا ایک طائر
جھولی سے نکالا دیکھنے مین تو وہ کاغذ کا تھا اُسکو ہاتھ پر رکھکر اُڑا دیا اُس طائر نے سر پر

تاجدار نے چرخ مارنا شروع کیا بعد کو ایک چیخ ماری منہ سے شعلۂ آتش نکلا وہ
جلکر خاک ہوا خاک جو اسکی تاجدار پر گری تاجدار کا سحر بھولا دمبدم کچھ سوچ
رہا ہو میثاق نے پکار کر پوچھا کہ تمہین کیونکر اسکا اتفاق ہوا تاجدار نے کہا مجھکو
ملکہ گل اندام نے بھیجا ہو کہ لشکر کو جاکر تباہ کردین خطاوار ہون میثاق نے کہا کہ اے
تاجدار جہان لشکر گل اندام ہو اسکو جاکر قتل کر دیہ سنتے ہی تاجدار پلٹا سحر پڑھتا
کرکے لے چلا جہان راستہ بھولتا ہو آواز آتی ہو کہ بائین پر جاؤ داہنے سے منہ پھیرو
اُسی طرف تاجدار چلتا ہو یہان آکر دیکھا کہ جنگ مغلوبہ ہو رہی ہو ملکہ بہار پر سب
جھکے ہوے ہین مگر بہار شیرانہ لڑ رہی ہو کئی ہزار کنیزون کو قتل کیا ہو کئی سو جادوگر
مارا اب ابہام پر جو پھول برسے بھبوت ہوئی تلوار کھینچکر گلے پر رکھ لی گل اندام
نے پکارا اری ابہام کیا کرتی ہو مگر ابہام نے کچھ جواب نہ دیا اور تلوار گلے پر
پھیر لی سر کٹکر گرا اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام مین ابہام جادو بود گل اندام
نے جو مرنے کی ابہام کے آواز سنی بیقرار ہو گئی کہا اگر یہانہ سحر بند یری بدنامی ہوئی
مین اسکو ناحق لائی لوگ طعن کرینگے کہ اپنے ساتھ لیجا کر قتل کروا ڈالا تو مین کیا جواب
دونگی یہ کہکر سحر کرتی ہوئی سامنے بہار کے آئی کہ ایک طرف لشکر مین بلڑ ہوا کہ ملکہ
بچائیے گل اندام نے پلٹ کر دیکھا کہ تاجدار جادو دیوانہ وار وحشی مثال فوج کو
قتل کر رہا ہو یہ دیکھکر تاجدار پر کچھ زیور پھینک مارا کہ سینے کو توڑ کر پار گذر گیا خود
مارا تاجدار جادو کا گل اندام کو اور زیادہ ناگوار ہوا طرف بہار کے چلی لیکن
نیمچہ کھینچے ہوے بہار نے جو گل اندام کو آتے ہوے دیکھا اسنے بھی نیمچہ کھینچا اب
دونون مین نیمچہ چلنے لگا ایک مقام پر گل اندام نے کمر کو بتا کر سر پر نیمچہ مارا نیمچہ سحر
تھا اسکا زخم سر پر بہار کے آیا سر مین زخم جو پڑا بہار پیچھے ہٹی اور گل اندام بڑھی
چاہتی ہی دوسرا نیمچہ مارون کہ سر بہار کا اڑ جائے بہار نے تیغ نگاہ کا وار کیا کہ سر
گل اندام کا بھی زخمی ہوا دوبارہ اشارہ کیا کہ شانہ بھی گل اندام کا جدا ہوا گل اندام
نے عاجز ہوکر جھولی پر ہاتھ ڈالا ڈبیا خاک قبر جمشید کی نکالی وہ خاک اڑا دی کہ بہار

بیہوش ہوکر گری گل اندام نے بہار کو گرفتار کیا کہا کیون صاحب تمنے دیکھا ہمین نے
کیونکر اسے گرفتار کر لیا بڑا انکو اپنے سحر پر گھمنڈ تھا کسطرح چھینین بڑے غرور مین گل اندام
بیٹھی ہوئی کر رہی ہو کہ ہمین نے گرفتار کر لیا اب کیا تدبیر کرون بخدمت خداوند روانہ کردون
قضائے کار عمرو عیار صحرا کرتے ہوئے مسافرون کی تلاش مین اِدھر آ گئے اور خبر سُنی
کہ لشکر گل اندام اُترا ہی بہار اعجاز بیان اِنکے یہان قید ہی جابجا پھرنے لگے ایک
کنیز کو اشارہ کیا پاس اپنے بلایا جب وہ قریب آئی تو اُسکو بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر
بارگاہ مین آئے سامنے گل اندام کے آ کر بیٹھے کہا ای ملکۂ عالم آج عجب معرکہ گذرا کہ
مین پڑی سو رہی تھی خواب مین خداوند آئے مجھسے دل لگی کرنے لگے مین نے کہا
یا خداوند الگ بیٹھیے مگر قدرت نے میرا کہنا نہ مانا میرے قریب آ کر بیٹھے اور فرمایا
ای شعلہ رخسار ہم تجھے بڑے بڑے کمال دینگے مناسب یہ ہی کہ ہمارا خیال رکھنا ہم اکثر
آئینگے مگر اب کے دفعہ ہم تمکو کمال موسیقی دیے جاتے ہین جسکے سامنے گاؤگی وہ بیدست
ہوگا اور ساقی گری بھی خوب کروگی امیدوار ہون کہ امتحان کیجیے یہ کہکر بایان کھینچا
اور یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

یہ تجلی ہو گل خورشید کہ شبنم ہوجاے — دیکھیے عالم جو ترا اور ہی عالم ہوجاے
سوچتا دل مین ذرا مرتبۂ جام شراب — محتسب تو جو ہو ساقی تو ابھی جم ہوجاے
زاہدا چشمۂ دریاے کرم بے خم ہو — ایک قطرہ پیے ممسک تو وہ حاتم ہوجاے
ہی بہت شہرہ و دم تیغ صفاہانی کا + — ابرو یار اگر دیکھ لے بے دم ہوجاے
دیکھیے انکی گیسو کو جو لہرون سے مثال — چشمۂ آب بقا مین اثر سم ہوجاے
ساغر گل ہوے کیا خون ترے چہرے کے حضور — گل شبو بھی چمن مین ابھی شبنم ہوجاے
ساقیا جام دے پیاسا ہون مہینہ بھر کا — کہین شوال نہ اب مجھکو محرم ہوجاے
کاش وہ دم ہی سے کر جائے کبھی عہد کل — دل مضطر کو تو تسکین کوئی دم ہوجاے
کاہیکو باندھے گے احرام چلے کعبے کو — حرم دل سے جو ناسخ کوئی محرم ہوجاے

گل اندام نے کہا ای شعلہ رخسار آج تو تمنے خوش کر دیا ایسی گاتی ہو کہ دل بیقرار

ہوتا ہی شعلہ رخسار نقلی نے عرض کی کہ واری یہ قدرت کی ساری مہربانیان ہین اب
امیدوار ہون کہ میرے دوسرے کمال کا بھی امتحان ہو گل اندام نے کہا اے شعلہ وہ
دوسرا کمال کونسا ہی شعلہ رخسار نے عرض کی کہ کنجی میخانے کی مرحمت فرمائیے مین ساقی گری
کا سامان کرون گل اندام نے کنجی کھولکر ازراہ بندہ نوازی دی خواجہ میخانے مین آئے
شراب کو خراب کیا اور پکارکر آواز دی کہ آج ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے
یہ کہکر کئی سو گلابیان مئے ارغوانی سے بھرین کٹورے اُنکے تمامی سے باندھے کشتی
مین درست کرکے محفل مین لائے گل اندام نے کہا دیکھو صاحبو شعلہ کس طریقے سے
شراب لائی ہی کہ خواہ مخواہ دل چاہتا ہی کہ شراب پیا کیجیے اور سب خواہشمند شراب
شراب لے گئے جابجا پی رہے ہین یہی ہنگامہ بلند ہی کہ شراب مین کیا لطف ہی
جابجا صحبتین جمی ہوئی ہین عمرو نے چند اشعار گاکر گت شروع کی اہل محفل کی بُری
گت ہوئی ہر طرف سے صدائے احسنت و آفرین بلند تھی ہر ایک کا قول تھا کہ اے
شعلہ رخسار بیشک تجھکو قدرت نے کمال دیا اب عمرو نے جام مئے ارغوانی لبریز
کیا اور رکھکر ٹھوکرین لیتے ہوے سامنے گل اندام کے پہونچے سر جھکا کے
عرض کی ایسی شاہزادیون کو سرسے شراب پلانا چاہیے گل اندام نے ہاتھ
بڑھاکر جام لیا چاہا پی جاؤن مگر بہ نگاہ غور دیکھا کہ شراب چرخ مار رہی ہی یکایک
دناتا ہوا جام ٹوٹا شراب اُڑ گئی گل اندام نے کہا اری یہ کیا تھا شعلہ رخسار
نے کہا واری کیا کہنا کیا آپ کی نگاہ کی تاثیر ہی کہ شراب اُڑ گئی جام کا یہ انجام ہوا
گل اندام نے ہاتھ عمرو کا تھام لیا کہا کیون او ساربان زادے یہ مکر میرے
ہاتھ مین ایسے شعبدے بہت جانتی ہون کسکی مجال ہی کہ مجھپر ہاتھ ڈالے خداوند نے
سب سامان بتا دیے ہین فرما دیا تھا بروقت رخصت قدرت نے کہ عمرو کے مکر
سے بچتی رہنا مجکو خیال تھا کہ ساربان زادہ ضرور آئیگا کھانے پینے کی چیزون کو مقرر
کر دیا کہ جب میرے سامنے لاؤ تو نام سامری لیکر دو تو نے نام سامری نہ لیا جام ٹوٹا
شراب اُڑ گئی یہ کہکے منہ پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری کا اُتر گیا صورت

اصلی ظاہر ہوئی سب کہتی ہیں ہلڑ کرنے لگیں کہ واری یہ تو ہیں مانس یا مرچیا جن ہی یا شٹیا
دیو ہی عمرو نے کہا صاحبو نہ لیو نہ دیو میں تو خواجہ بھلا مانس ہون گل ندام سے کہا اے
سکان جادو تم قید عمرو و بہار لیکر خدمت میں قدرت کی جاؤ اور جا کر ان قیدیونکو
پیش کرنا اور میری جانب سے عرض کرنا کہ یا خداوند آپ کے اقبال سے بی بہار کو
گرفتار کیا عمرو خود آکر پھنسا وہ کمال ظاہر کیا کہ جس سے پہچاننا ناممکن تھا مگر میں نے
گرفتار کیا کنیزان بہار بعد گرفتاری ہونے بہار و خواجہ کے افسوس کرتی ہوئی چلیں
کہتی تھیں کہ صاحبو خواجہ عمرو کی عیاری پر قدرت پروردگار ہی راہ میں کنیزیں آتی
تھیں کہ زنگ کی آواز کان میں آئی دیکھا فیروزہ بن عمرو بادشاہ کو تلاش کرتا
پھرتا ہی کنیزان بہار کو دیکھکر ٹھہرا پوچھا کیوں صاحبہ کہاں سے آتی ہو سب نے
کہا ہماری ملکہ براے شکار گئی تھیں راہ میں گل ندام آگئی اُس سے مقابلہ پڑا اُسنے
ملکہ کو گرفتار کر لیا خواجہ عمرو بھی برابر پہونچے اور چاہا رنگ جماؤں لیکن اُسنے
پہچان لیا خواجہ بھی گرفتار ہوے ہم سب ملکر جاتے ہیں کہ میثاق کو خبر کر دیں
یقین ہی کہ وہ ساحر کامل اکمل آکر اس گل ندام کو ویرانہ کرے فیروزہ نے کہا تم لوگ
اِسی مقام پر ٹھہرو میں جا کر تدبیر کرتا ہوں اگر بن پڑے تو قبلہ و کعبہ کو جا کر رہا کر لیتا
کنیزوں نے کہا اے فیروزہ اِسکا خیال رکھنا ہم لوگوں نے خبر سُنی ہی کہ جب خواجہ نے
شراب دی تو شراب اُڑ گئی فیروزہ نے کہا جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا یہ کہکر روانہ
ہوا ایک جنگل میں پہونچا تھا کہ دیکھا ایک مقام پر چشمۂ آب بھرا ہی پانی لہریں مار رہا ہی
ایک ساحر آسمان سے اُترتا ہوا آیا نہر پر چاہا پانی پیوں فیروزہ نے ساحر کی شکل
بنکر آواز دی خبردار کیا کرتا ہی او ساحر پانی نہ پینا ورنہ پانی ہوکر بہجائیگا وہ ساحر
رُکا فیروزہ قریب آیا کہا اے برادر میں یہاں کا نگہبان ہوں اِس چشمے کا پانی اثر ہے
آکر پیتے ہیں اگر ایک قطرہ حلق سے اُتر جاتا تو ابھی پانی ہوکے بہجاتے لیکن مجھکو
خداوند نے حکم دیا ہی کہ ہمارے بندوں کو بچانا وہ ساحر خوشامدیں کرنے لگا کہتا
تھا اے برادر تمنے بڑا احسان کیا کہ ہماری جان بچائی ورنہ حقیقت میں اِس پانی کے

پناہ پانی مشکل ہوتی ہین نامہ دار خداوندا ہون گل ندام کے واسطے قدرت بیقرار
ہو رہی ہین رات کو آرام نہین کیا فیروزہ نے باتون مین لگا کر نامہ اپنا پوچھا اُسنے کہا
فرنگ جادو مجھکو کہتے ہین جہان کہین نامے جاتے ہین مین ہی لیجاتا ہون اور ملکہ
گل ندام مجھکو خوب پہچانتی ہین فیروزہ نے باتون مین لگا کر اُس ساحر کو شراب
پلا کر بیہوش کیا اور نامہ جیب سے نکال لیا نامہ لیکر طرف گل ندام کے چلا تھوڑا راستہ
طی کیا تھا کہ دور سے دیکھا کہ لشکر گل ندام اُترا ہوا ہے بشکل فرنگ جادو لشکر مین آیا
کنیزون نے گل ندام کو خبر دی کہ فرنگ جادو نامہ لیکر آیا ہے گل ندام مسند پر بیٹھی
ہے دونون قیدی قفس مین بند ہین عمرو سے باتین کر رہی ہے خواجہ کہہ رہے ہین کہ اے
ملکہ گل ندام تم ایسی ساحرہ میری نگاہ سے نہین گذری اس عیاری پر مین نے
بڑے بڑے جادوگرون کو مار لیا مگر آپ نے کیا پہچانا ہے کہ مجھکو گرفتار کر لیا مین یہ
چاہتا ہون کہ آپ کی اطاعت کرون گل ندام نے کہا اے عمرو تیری بات کا اعتبار
نہین آتا ورنہ تو مصاحب معقول ہے عمرو نے کہا مین آپ سے دغا نہ کرونگا وہ خدمت
کرون کہ آپ بھی رضامند ہون گل ندام نے کہا اے عمرو وہ مرتبہ تیرا بڑھاؤن کہ تمام
عالم تجھپر رشک کرے شاطر قدرت مشہور رہیگے ایک ملک کی سلطنت ملیگی تخت پر
بٹھا کر نام حکم احکام جاری کرنا تمھارے سلطنت کا شہرہ ہوگا جب قدرت حکم دین تو
سب مسلمانون کو گرفتار کر لانا عمرو نے کہا مجھکو سب مانتے ہین ایک دن مین سبکو
گرفتار کرونگا میان میثاق کی مشکین باندھکر لاؤنگا گل ندام نے عہد و اقرار لیکر
خواجہ کو قفس سے نکالا خواجہ عمرو باتین بنا رہے ہین اور بہار قفس مین بیٹھی
ہے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ اُداس عالم یاس ہر مرتبہ یہی خیال ہے کہ اے
بہار بڑا غضب ہوا کہ خواجہ گرفتار ہوگئے اب رہائی تو باقی شاید کوئی رنگ جمائین
کہ نامہ دار نے آکر نامہ دیا نامہ دار نے دیکھا کہ خواجہ قفس سے نکلکر باہر بیٹھے ہوے
باتین بنا رہے ہین گل ندام سے کہا اے ملکہ عالم اگر حکم ہو تو بی بہار کو بھی سمجھاؤن
راہ پر لاؤن گل ندام نے اشارہ کیا کہ سمجھائیے اگر بہار اطاعت کرے تو قدرت

بہت خوش ہونگے فرمائینگے کہ بہار کو بھی راہ پر لائین عمرو نے قریب قفس کے
آکر اشارہ کیا کہ اے بہار تم بھی اطاعت کرو مین تمکو رہا کرا دونگا شاید کوئی مطلب
نکل آئے تمکو گل اندام نے جو نامہ بمعاطرت سے جمشید کے لکھا تھا کہ اے شہنشاہ چین
و اے سرو باغ محبوبی تم جب ان سے گئی ہو قدرت کو آرام نہین بلکہ شب کو خاصہ
بھی نہین نوش کیا ہر وقت تمھاری یاد مین رہتا ہون لہذا چلی آؤ تمھارے نہ
ہونے سے محفل مین سناٹا ہے گل اندام نے کہا قدرت کو تو جلدی ہو کر مین پہنچاؤن
مجھکو منظور یہ ہو کہ میثاق وغیرہ کو بھی گرفتار کراؤن تو سامان سے چلون اول تو یہ
بہتری ہوئی کہ عمرو نے گرفتار ہو کر اطاعت دین قدرت کی ایسا کام کسکے ہاتھ
سے ہوا صدہا مرتبہ عمرو گرفتار ہوا اور چھڑا ہو گیا مگر اب کے مرتبہ آپنے میرے سحر کو
پسند کیا اور رکھتا ہو کہ ایسا ساحر میری نگاہ سے نہین گذرا عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم وہ کیا
سحر ہے کہ جب کچھ کھاؤ تو وہ اشیائے خوردنی سامنے سے ہٹ جائے گل اندام نے کہا
خواجہ میری جھولی مین پتنگے ہین وہ خبر دیتے ہین عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم جھولی اُتار کر
رکھو تو مین کچھ گاؤن گل اندام نے جھولی اُتار کر رکھی عمرو نے جام لبریز کیا اور کہا
ملکۂ عالم ایک تو جام میرے ہاتھ سے نوش فرمایئے گل اندام نے وہ جام پیا اور
فرنگ جادو نے کنیزون کو شراب پلائی اور گل اندام کی آنکھین بند ہوئی جاتی
ہین جھوم رہی ہے فرنگ جادو نے بھی اپنے کو ظاہر کیا تھوڑے عرصے مین غریب
دست درازیان ہونے لگین گل اندام گھبرا کر اُٹھی کہتی ہوئی کہ یا خداوند آپ کو
چھین نہ پڑا تشریف لایئے جیسے ہی اپنے مقام سے اُٹھی ڈگمگا کر گری سب کنیزین بھی
بیہوش ہوئین خواجہ نے بہار کو رہا کیا اور گل اندام کو اُٹھایا پشتارہ باندھا اور
فیروزہ نے بازسحر بند کا پشتارہ باندھا پشتارے باندھکر رکھے ہین ارادہ ہے کہ
اسباب لوٹ لین تو بارگاہ سے نکلین قضائے کار رجیس جادو کہ مصاحب ملکہ
گل اندام ہو برائے شکار گیا تھا اُسوقت پلٹ کر آیا کہ در بارگاہ پر دیکھا چوبدار
و خدمتگار گڑ رہے ہین گھبرایا کہ یہ کیا معرکہ ہے بلند ہو کر دیکھا کہ دو پشتارے بندھے

بھگے ہین اور دو عیار بارگاہ کو لوٹ رہے ہین دربار مین دریاے خون جاری ہے جن
لشکریون کو قتل کیا ہے اُنکے لاشے پھڑک رہے ہین برجیس جادو نے آسمان سے نعرہ کیا
ہم برجیس جادو مصاحب ملکہ گل اندام خواجہ عمرو فیروزہ تو یہ سنکر بھاگے پشتارے
ذرا سے ایک طرف نکل گئے اور برجیس نے آکر گل اندام کو ہوشیار کیا باز سحر بند کو
بھی پشتارے سے نکالا باران سحر برسا کے سب کو ہوشیار کیا گل اندام نے اُٹھتے ہی
پوچھا کہ عمرو کہان گیا برجیس نے کہا عمرو بھاگ گیا ایک عیار اُسکے ساتھ اور تھا
دونون نکلکر بھاگ گئے ہین اُنکے پیچھے نہ گیا تاکہ مالک کو ہوشیار کرون اور بہاری
خلگی مجھکو بڑا قلق ہے کہ آپ نے کس شکل سے گرفتار کیا اور وہ یون رہا ہوگئے ملکہ
گل اندام نے کہا خیر جو کچھ ہوا وہ بہتر ہوا مین ابھی تلاش مین عمرو کی جاتی ہون اور
گرفتار کرکے لاتی ہون یہ کہکر اُٹھنے کو تھی کہ باز سحر بند نے کہا کہ آپ تکلیف نہ فرمایئے
مین جاکر گرفتار کیے لاتی ہون ہرچند گل اندام نے روکا مگر باز نہ آئی یہی کہے گئی
کہ مین عمرو کو گرفتار کرلونگی یہ کہکر اُٹھی بشکل ساحر چلی یہان خواجہ ایک نخل کے نیچے
آکر ٹھہرے مگر دل کو خوف لگا ہوا ہے کہ ایک طائر آکر شاخ پر بیٹھا شاخ نخل بہت
جھک گئی عمرو نے خیال کہ اگر یہ طائر اصلی ہوتا تو شاخ نخل اسطرح جُھکتی زنبیل
سے ایک پتھر نکالی اُس مین پھندا باندھا آپ آڑ مین بیٹھا طائر کے پاؤن مین وہ
پھندا ڈالکر جھٹکا مارا طائر جو پتھر کا پھندا اُوٹ گیا باز سحر بند خواجہ پر گری پنجہ کمر مین
دیکر لے اُڑی فیروزہ بن عمرو ایک مقام پر چھپا بیٹھا تھا اُسنے جو دیکھا کہ باز سحر بند
قبلہ و کعبہ کو لیے جاتی ہے حیران ہوا کہ کیا تدبیر کرون سوچنے لگا آخر گل اندام کی
شکل بنکر پکارا کہ اے میری مصاحب خیر خواہ تو نے بڑا کام کیا مگر تیرے آنے کے
بعد مجھے چین نہ پڑا مین تیری جانبازی دیکھ رہی تھی تو نے عجب کارنمایان کیا کہ
اپنے کو پھندے سے بچایا اور پھر عمرو کو گرفتار کیا یہ تیرا ہی کام تھا ورنہ دوسرا کیسا
ہی تیز ہوتا گھبرا جاتا تو نے بڑی ہوشیاری کی باز سحر بند نے جو گل اندام کو دیکھا
اور تعریفین اپنی سنین شگفتہ ہوگئی جی مین کہتی ہے آج مین نے ایسا کام کیا کہ پی

گل ندام تعریفین کر رہی ہین باز سحر بند قریب آئی جھک کے گل ندام کو سلام کیا کہا اے
ملکۂ عالم سب کام آپ کی برکت سے ہوے مگر اب جی سنا ہے کہ پلٹ چلیے گل ندام
نقلی کہتی جاتی ہے کہ بوا یون نہ جائین گے حیتاق و مہار کو گرفتار کرینگے تب سامنے
خداوند کے جاینگے تاکہ خداوند بھی جانین گل ندام کے جانے سے یہ مطلب حاصل ہوا
کہ ایسے باغی گرفتار ہوے باتون مین باز سحر بند کو لگا کر اشارہ کیا کہ دیکھو سامنے
خداوند بھی آتے ہین آخر جہین نہ پٹا انکو میری تکلیف کیونکر گوارہ ہوتی جیسے ہی باز نے
پلٹی فیروزہ نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا خواجہ رہا ہوست - ہاتھ دستے ہی
لباس اتار لیا جھولی بھی لے لی قصہ ہوا کہ بھاگین یہان گل ندام بارگاہ مین بیٹھی ہوئی
یہی کہ رہی ہو کہ بی باز گئی ہین اگر یہ خیر و عافیت آجائین تو مین جانون کہ بڑی بات
ہوئی دیکھو عمرو عیار نے مجھکو کیسا دھوکا دیا ایسا نہ ہو کہ عمرو کے کسی فریب مین وہ
پھنس جائین کہ سامنے میرے گلدستہ ساختۂ دست باز سحر بند رکھا ہوا تھا وہ جلنے لگا
گل ندام نے منھ پیٹ لیا کہا لو صاحب غضب ہوا کہ باز قتل ہوئی یہ گلدستہ اُسیکے
ہاتھ کا بنا ہوا تھا اُسکے مرتے ہی جلگیا ارے ذرا جاکر خبر تو لو یہ سُنکر چند کنیزین فوراً
دوڑین صحرا مین جاکر دیکھا کہ لاشہ باز سحر بند کا برہنہ پڑا ہوا ہے اور خواجہ عمرو
و فیروزہ بھاگے جاتے ہین کنیزون نے ہرچند للکارا مگر یہ بھاگ کر نکل گئے کنیزین
لاش باز کی لیکر گل ندام کے سامنے آئین لاشۂ باز سحر بند دیکھکر گل ندام کو بڑا
افسوس ہوا کہا مین ابھی جاکر ساربان نزاد سے کو لاتی ہون یہ کہکر خود چلی جنگل
مین آکر ڈھونڈھنے لگی قضائے کار مہتر برق فرنگی بہ شکل خواجہ ٹہل رہا تھا ملکہ
گل ندام تڑپ کر گری اور برق کو گرفتار کیا کہا کہ او ساربان نزاد تونے غضب کیا
باز کو مارا مین مجھکو قتل کرونگی برق رودیا کہا اے ملکۂ عالم مین تو آپکا تابعدار ہون آپ کے
سر کی قسم ہے مجھکو گوارہ نہ تھا کہ باز سحر بند قتل ہو مگر فیروزہ نے یہ حرکت کی مجھکو
چھوڑ دیجیے مین فیروزہ کو پکڑ لاؤن اور مین عمرو نہین ہون گل ندام نے کہا یہ
ہرگز نہین ہوسکتا یہ کہکر برق کے چہرے پہ ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری کا

اڑ لیا دیکھا ایک جوان فرنگی پتلون جاکٹ پہنے ہوے سیاہ بوٹ پاؤن مین سامنے
کھڑا ہو جادوگر کہا ارے تو کون ہی برق نے کہا ای ملکۂ عالم مین عیار بادشاہ فرنگستان
ہون عمرو نے گرفتار کرکے اپنے ساتھ لیا ہو اب امیدوار ہون کہ اگر آپ مجھکو رہا
کر دیجیے تو ابھی عمرو کو گرفتار کر لاؤن گل ندام نے کہا تم لوگون کی بات کا اعتبار
نہین آتا برق نے کہا مین زبردستی سے عمرو کی پھنسا ہون مجھکو نوکر رکھ لیجیے اپنی
صحبت مین داخل کیجیے سب عیارون کو پکڑ لاؤن اپنے بادشاہ کا بدلا لون رستم پیلتن
علمشاہ نوجوان سنے دربار مین گھسکے تخت مرزوق الٹ دیا ان سب کو گرفتار کرکے
لاؤنگا آیندہ آپ کو اختیار ہی جو مناسب ہو کیجیے مین ایسی خدمت کرونگا کہ آپ بہت
خوش ہو جیےگا کوئی اہل سلام ایسا نہین ہی کہ مجھکو نہ مانتا ہو جب بارگاہ مین جاؤن گا
سب کو شراب پلا کے بیہوش کرونگا گل ندام نے کہا ای برق فرنگی جو کچھ تو کہتا ہی اگر
یہی کرے تو مین دو مرتبہ تیرا کہ وہن کہ کسی شاطر کو یہ دن نصیب ہوا ہو برق نے کہا
حضور ملاحظہ کرینگی اور اگر رہا کر دیجیے تو مین ابھی عمرو کو لاتا ہون گل ندام نے برق
کو رہا کر دیا برق طرف جنگل کے بھاگا ایک جادوگر راہ مین جاتا تھا اسکو پڑھکے
حباب مارا جب وہ بیہوش ہو گیا تو عمرو کی شکل بنایا پشتارہ باندھکے لے چلا گل ندام
انتظار کر رہی تھی کہ عیار برق فرنگی عمرو کو لیے ہوے آیا کہا لیجیے یہ تو حاضر ہی اسطرح
سب کو لاؤنگا گل ندام نے کہا ای برق فرنگی عمرو کہان ملگیا کہ اتنی جلدی تو لے آیا
برق نے کہا ایک مسافر کو لوٹ رہا تھا مین نے پکار کر آواز دی کہ استاد مین بھی
آیا تو عمرو کا یہ طریقہ ہی کہ جس مسافر کو لوٹتا ہی اسکو مار بھی ڈالتا ہی مین نے خنجر کھینچکے
ارادہ کیا کہ اس مسافر کو مارون عمرو نے ہاتھ تھام لیا مین نے حباب مارکر عمرو کو
بیہوش کیا خدمت مین لایا گل ندام خوش ہو گئی کہا ای برق فرنگی اگر تو طلسم کو بچا
لیگا تو سب اہل طلسم تجھکو عزیز رکھین گے بادشاہ جمجاہ طلسم کشا مرحلہ مشکل [illegible] وہان
میلاد خمار اشکن کیا گیا کہ وہ کوشش کر رہا ہی مگر کوئی تدبیر نہین بنتی اگر [illegible] انکو بھی آسمان
چھین لایا تو ہم لوگ انکو گرفتار کر لین گے قدرت مجھے بہت خوش ہوئے برق

کہا عمرو کو تو آپ لیجیے مین فکر مین سعد کی جاتا ہون گل ندام نے کہا کہ تم چلو مین بھی مدد
کو آؤنگی چند کنیزون کو دیا کہ عمرو نقلی کو لے چلو برق فرنگی بھاگا راہ مین خواجہ سے
ملاقات ہوئی عرض کی اُستاد ذرا اپنے کو مخفی کیجیے مین نے آپ کو گرفتار کرکے یہاں
اگرین پڑا تو وہ عیاری کرون کہ گل ندام کو قتل کرون کیا عجب ہی کہ اُسکی موت میرے
ہاتھ ہو یہ کہکر برق خواجہ سے رخصت ہو خواجہ تو ایکطرف چلے مگر برق نے ایک
جنگل مین آکر ایک تاجدار کو دیکھا کہ شکار کھیل رہا ہی یہ ایک فقیر بنکر اُسکے پیچھے چلا تاجدار نے
ایک ہرن لشکر سے دور مار اگھوڑے سے اُترا چھری ہاتھ مین منظور یہ تھا کہ آہو کو ذبح کرون
برق دعائین دیتا ہوا سامنے آیا کہتا ہوا کہ آپ کو لات ومنات سلامت رکھین
یہ خدمت مجھکو سپرد ہو تاجدار نے کہا آپ فقیر ہین مین آپ سے کیا کام لون لیکن
برق نے جھٹ پٹ آہو کو صاف کیا اچھا اچھا گوشت نکالا کہا حضور مین کباب درست
کردون یہ کہکر آگ سلگائی کہ اب درست کیے فوراً کباب بناکے نمک اپنے پاس سے
ملایا سامنے تاجدار کے پیش کیے وہ کباب کھانے لگا کھاتے ہی بیہوش ہوا برق نے
جھٹکر اُس تاجدار کو بہ شکل سعد شہریار بنایا اور لیکر چلا یہان گل ندام نے عمرو نقلی
کو قید کرا دیا ہی کنیزون مین بیٹھی کہہ رہی ہی کہ بڑا عیار دست ہوا ہی اگر اُسکی چل گئی تو
سب گرفتار ہو جائینگے عمرو ایسے شخص کو ایسی جلدی گرفتار کر لایا کنیزون نے کہا
واہ ری بہنے عمرو کو بہت مارا کہتا تھا مین عمرو نہین ہون گل اندام نے کہا وہ بڑا
مکار ہی اُسکی بات نہ ماننا ورنہ بہت پچھتاؤگی لاکھ وہ کہے مگر اُسے رہا نہ کرنا ورنہ
رہا ہوتے ہی آفت برپا کریگا بلاے روزگار ہی بڑے بڑے ساحر اُسکے ہاتھ سے
مارے گئے مشمش ودمامہ کو قتل کیا میرا اقبال تھا کہ میرے سامنے آکر قید ہوا
اب بھلا مین اُسکو چھوڑونگی اِس حال سے قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے
حال پر روئین اور مجھے رحم نہ آئے مجھکو فقرہ دیکر جھوٹی اُتروائی جب تو مجھے شراب
پلائی ورنہ مین بیہوشی ملی شراب پیتی اُترجاتی جام ٹوٹ جاتا مگر اُس ظالم نے
پہلے ہی انتظام کرلیا باتین کیسی بھولی بھولی کرتا ہو انہین فقرون مین تو ساحر کو پھنسا کر

نہ وہ مکار مار لیتا ہو وہ ماہ جبینی ساحرہ کو دام مکر مین لیا سب کنیزین کہ رہی ہین حضور بہت ہی اقبالمند ہین کہ ایسا مکار آپ کے دام مین پھنسا یہ ذکر تھا کہ لشکر مین غل ہوا گل اندام نے پوچھا ارے یہ کیسا غل ہو کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی حضور مبارک ہو آپ کے نام لکھا تھا کہ طلسم کو بچائیے منتر برق فرنگی طلسم کشا کو لیے ہوے آتا ہو سب اہل لشکر خوشیان کر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہو کہ بڑا زبردست عیار آپ کو ملا پہر بھی مین اُسنے وہ کار نمایان کیے اور وہ بھی کیسے سخت اول عمرو عیار کو گرفتار کر لایا ہو اب طلسم کشا کو لاتا ہو آپ لشکر کشی کیجیے میثاق وغیرہ پر دباوُ ڈالیے کہین سامری نامے مین نہین لکھا ہو کہ بی گل اندام کے ہاتھ سے طلسم محفوظ رہیگا آپ نے آتے ہی خاتمہ کر دیا یہ باتین تہین کہ برق فرنگی آکے پہونچا پشتارہ سامنے لاکر ڈالدیا اور دو تختیان بشکل لوح محفوظ بشکل لوح طلسمی گل اندام کو نذر دین گل اندام نے وہ لیکر جلدی سے جھولی مین رکھ لین اب جو گل اندام نے سعد شہریار کو دیکھا تو برق کو دینار روپے منگاکر دیے سب کنیزون سے برق نے انعام کے نام سے روپیہ پیسا لیا اور یہ کہکر چلا کہ اب صاحبقران کو لاتا ہون کوئی مددگار نہ باقی رہے یہان گل اندام نے سعد نقلی کو بھی قید کیا بہت خوش بیٹھی ہو کہ رہی ہو کہ میرے نام انتظام طلسم تھا اب خداوند بہت خوش ہونگے فرمائین گے کہ میری معشوقہ نے سب انتظام کر لیا کہ نکلتے ہی مسلمانون کا خاتمہ کیا حقیقت مین گل اندام بڑی ساحرہ ہو یہ باتین ہو رہی تہین کہ عرضی ہوئی کہ نامہ دار رسیلا دخارہ شکن کا آیا ہو گل اندام نے بلا لیا نامہ دار نے آکر نامہ دیا گل اندام نے پڑھا اُس مین لکھا تھا کہ اے گل اندام بادشاہ اسلام نے مرحلے پر قیامت برپا کی ہو ہر مقام پہ پہونچ رہے ہین بڑے بڑے ساحر مارے گئے مین بدحواس ہو رہا ہون اسکی تدبیر کرو اور مین بھی تدبیر کر رہا ہون صبح و شام مین مین خود نکلونگا جو کچھ کام کیا ہو تو ہمکو تحریر کرو ورنہ ہم تک سعد پہونچ جائین گے رو جاوگے نیان شریک ہوگئین کہ ہر مقام سے آگاہ کرتی ہین لالہ چین آزاد لالہ زار جا بجا مدد کرتی ہین اور یہی فکر ہو کہ ہم تک پہونچائین جس وقت بادشاہ ہماری ہیبت

مین آ گئے تو مین کیا کرونگا سحر آمیز تاثیر نہین کرتا یہ نامہ پڑھکر حکم دیا کہ نامہ دار کو قیدخانے
مین لے جاؤ سعد شہریار کی قید دکھادو اور عمرو کو بھی دکھادو کہ عمرو وسعد قید ہو گئے
اب جو امر ہونے والا ہو اسکو منھ سے نہین نکال سکتی ایسا نہو اسکی عیاری مین فرق
آجائے سامری وجمشید اُسکے نگہبان ہین یکہ و تنہا اتنے بڑے لشکر مین گیا ہو سوا ے
سامری وجمشید کے کون اُسکا معین ومددگار ہی حقیقت مین بلا کا عیار ہی عمرو ایسے
شخص پر غالب آیا کہ تھوڑے عرصے مین پکڑ لایا مین نے قید کیا ہی ای نامہ دار کہدینا
کہ ای میلاد نہ گھبراؤ چندے مین خاتمہ ہوتا ہی نامہ دار نے عرض کی ای ملکہ عالم مقام
تعجب ہی کہ میرا طرف سے زندان خانے کے گذر ہوا دیکھا کہ سب ساحر لوگ مارے
گئے تاجداروں نے رہائی پائی بارگاہ زرنگار ایستادہ تھی بادشاہ بفرحت اُس مین
داخل تھے گل ندام نے کہا یہ کل کا معرکہ ہی اور ہمارا عیار برق رفتار طرار و فرار
آج گرفتار کر کے لایا ہی اب جو جاؤگے وہان سناٹا پاؤگے تاجدار سب رورہے
ہونگے نامہ دار نے کہا حضور اُسی راستے سے جاؤنگا جاکر بادشاہ کو دیکھونگا ملکہ
گل ندام نے کہا اب وہان کسکو دیکھوگے قید خانے مین تمہین دکھادیا تاجدارونکی
بیقراری دیکھنا ہو تو جاؤ نامہ دار نے کہا مین ضرور اُسی طرف سے ہوکے جاؤنگا
گل ندام نے نامہ دار کو جواب دیا کہ جاؤ میلاد سے کہدینا کہ اب بہ اطمینان بیٹھو
اب کوئی زوال کی صورت نہین ہوگی دمبدم آرام پاؤگے آج وہ شخص قید ہوگا
کہ جسکا تمام دنیا مین شہرہ ہی نام اُسکا نہ لونگی دیوار و در ہم گوش دارد ایسا نہو کہ
مشہور ہو جائے اور اُسکی عیاری مین فتور پڑے اور وہ گرفتار ہو جائے تیرا تو
زور اُسی سے ہی وہ ایسے کمال کریگا کہ سب کو گرفتار کر لائیگا نامہ دار تو روانہ ہوا
گل ندام انتظار مین برق فرنگی کے بیٹھی ہی مگر برق جو جنگل مین پہونچا دیکھا کہ
ایک پہلوان شکار کھیل رہا ہی برق نے بطور رند کو اُس پہلوان کو بھی گرفتار کیا
اور صاحبقران کی شکل بنا کر لے چلا راہ مین خواجہ سے ملاقات ہوئی خواجہ نے
پوچھا کیون بھور سیے یہ کیا انتقام کرتا پھرتا ہی برق نے کہا اُستاد اپنا رنگ جماتا ہون

اپنا اعتبار بڑھاتا ہوں حضور کو اور بادشاہ جمجاہ کو قید کرا چکا عمرو نے کہا اے فرزند اسکا خیال رکھنا کہ جو کچھ مال ملے تو ہمیں کو دینا ہم بہ احتیاط رکھ چھوڑینگے جب تمکو ضرورت ہوگی تو مجھ سے لینا لندن سے نامہ آیا تھا تمھاری میم صاحب نے لکھا تھا کہ غلہ کی گرانی ہے ہمکو تکلیف پہونچتی ہے خرچ اکتفا نہیں کرتا لہذا روپیہ تمہارا بنک میں جمع کر دینگے نوٹ روانہ کرنا وہاں تمہاری نیک نامی ہوگی برق نے کہا استاد ایسے ایسے کام کیے ورثہ کا نہیں پایا خواجہ نے کہا بیٹا مجھکو سب خبر ہے میری گرفتاری میں تو کچھ نہیں ملا مگر جب سعد کو گرفتار کر کے لے گئے تو بہت کچھ ملا دس ہزار روپیہ تو گل ندام نے دیے اور کنیزوں نے بہت کچھ دیا تھا اسکے چہرے پر رونق ہے برق نے کہا استاد وقت پر آئیےگا اگر مناسب ہو تو شریک ہو جائیےگا میں یہ نہیں چاہتا کہ آپکو تکلیف ہو اگر تکلیف گوارا ہو تو تشریف لائیےگا خواجہ نے اقرار کرلیا کہ وقت پر میں آجاؤنگا برق سے وعدہ کرکے خواجہ تو ایک طرف چلے اور برق پشتارہ صاحبقران نقلی کا لیے ہوئے لشکر گل ندام میں پہونچا لشکر میں غل ہوا کہ برق فرنگی صاحبقران کو لایا لشکر کا غل گل ندام نے سنا پوچھا صاحبو کیا ہے سبنے کہا ملکہ برق فرنگی صاحبقران کو لایا ہے سب اہل لشکر خوشیاں کر رہے ہیں یہ سنکر گل ندام خود آئی اور برق کا استقبال کیا اور موتیوں کا مالا گلے سے اتار کے برق کے گلے میں پہنا دیا برق نے جھک کر سلام کیا کہا اے ملکہ عالم اب میرا حال کھل جائیگا آج بڑی بلا صاحبقران کو لایا ہوں فیروزہ نے زور سے دیکھ لیا اور ایک صاحب نئے مسلمان ہوئے ہیں وہ بڑے خیر خواہ مسلمانان ہیں راہ میں اُنسے مقابلہ ہوا دہیم تیز رو راہ میں جب ملے تو مجھکو روکنے لگے میں نے کہا اے دہیم مجھکو نہ روکو میں نہیں معلوم کسکو لیے جاتا ہوں اسی عیاری پر خاتمہ ہے جب اُنھنے بہ نگاہ سختی دیکھا تب تو میں نیمچہ لیکر سامنے ہوا اور میں نے کہا میں لڑونگا پشتارہ نہ دکھاؤنگا میاں دہیم ناچار ہوئے میں نے یہ بھی کہدیا چلتے چلتے کہ اے دہیم خیر خواہی پر مرتے ہو مسلمانوں میں جاکر کوئی خوش نہیں ہوا اب حال ہارا

تمپر کھلیگا کہ جنے کیا کیا اور کیسی کیسی جانبازی کی ہو شہر بامین کیا کیا عیاریان کین جس
جسنے ہوشربا پڑھا ہو اُن لوگون سے حال پوچھو مگر کیا فیض ہوا وہی تین روپیہ مہینا
ملتا ہو لوٹ مار کے اپنی اوقات بسر کرتے ہین صاحبقران نہین پوچھتے کہ تمپر کیا گذری
کیونکر بسر ہوتی ہو اسکا کوئی پوچھنے والا نہین یہ باتین میری سُنکر دیہیم نے کہا کہ او
مہتر برق فرنگی کیا تم مسلمانون سے باغی ہوے ہو مین نے کہا اب اسوقت تو جاؤ
آیندہ تمسے ملاقات کرونگا تو مفصل کہونگا دیہیم چلا گیا مگر اُسکے تیور سے یہ معلوم ہوتا
تھا کہ اگر مین شہر کر سمجھاتا تو کیا عجب تھا کہ وہ ساتھ دیتا گل ندام نے کہا او مہتر برق فرنگی
مین تمہاری حفاظت کو موجود ہون کیا مجال کسیکی جو تمپر ہاتھ ڈالے مگر صاحبقران
کو کیونکر لائے برق نے کہا صاحبقران واسطے عمرو کے بہت بیقرار تھے مین نے
جاکر کہا کہ مین عمرو کا پتہ لگانے جاتا ہون یہ کہکے گلوری کھلائی بیہوش کیکے لیجاتا
او ملکۂ عالم کمال یہ ہوا کہ جب باہر نکلا تو خادمون نے پوچھا کہ پشتارہ کسکا لیے جاتے
ہو مین نے اشارہ کیا کہ خاموش رہو مین ایک ضرورت کو آیا تھا وہ کام کر چلا آیندہ
حال کھلیگا خادم خاموش ہو رہے مین پشتارہ لیکر بھاگا شکر سامری کرتا ہون کہ یہان
آپ تک پہونچا یہ کہکر برق نے پشتارہ ڈالدیا کہا آہنگرون کو بلائیے انکو مسلسل و
مطوق کیجیے ایسا نہو کہ ہوش آجائے گل ندام نے آہنگرون کو بلایا صاحبقران
نقلی کو مسلسل و مطوق کیا برق نے حکم دیا کہ انکو بھی قید خانے مین لیجاؤ کنیزون نے
صاحبقران کو بھی پہونچا دیا برق فرنگی بیٹھکر باتین بنانے لگے کہتے جاتے ہین کہ
حضور آج مین نے بڑی مشقت کی اب اُس مشقت کا مزا یہ ہو کہ یہ تینون قتل ہوجائین
دیکھنے والون کو عبرت ہو اپنے اپنے مقام پر کہین کہ مسلمانون کا کارخانہ کیسا بنا
ہوا تھا ایک برق کے بگڑنے سے خاتمہ ہو گیا اب جی چاہتا ہو کہ اُس قدر شراب
پیجیے کہ بیہوش ہو جائیے اور آپ بھی سب بیہوش ہون تب میرا کمال دیکھیے اور حکم
دیجیے کہ رات کو میدان خونی کی تیاری ہو جائے کہ صبح کو اُٹھتے ہی سامان قتل
ہو اب انکا زندہ رہنا بہتر نہین گل ندام نے کہا او برق تجھے خود خیال ہو کہ ابھی

گردن ساقی کے آگے بارہا محفل مین پست　گردن مینائے مے کو شرم سے خم کر دیا
سامنے آیا وہ گل جب مجھکو روتا دیکھکر　لخت دل کو پھول اور اشکونکو شبنم کر دیا
کیا فراق یار کو آتے ہین طور انقلاب　جب خوشی آئی مرے دلمین اُسے غم کر دیا
رات گھٹتی ہی تو بڑھتا ہی فروغ آفتاب　حُسن رُخ چمکا جو اُسنے زلف کو کم کر دیا
زخم دل کے بھر گئے ابروے قاتل دیکھکر　بخت نے میرے لیے خنجر کو مرہم کر دیا
کھانے کی حاجت نہین پیتا ہون مین جیسے شراب　مے فروشی نے خم مے کو بھی زمزم کر دیا
ہاتھ تیرا ہی جدا ای ساقی برنگ شاخ گل　جام مے کو کر دیا گل مے کو شبنم کر دیا

برق نے یہ اشعار گاتے گاتے دو پڑے بیہوشی کی کمر سے نکالے گل اندام سے کہا ملکہ دیکھیے یہ بیہوشی ہی گل اندام نے کہا ہم سب کو نقصان کریگی برق نے ایک پڑیا سے لیکر بیہوشی نکالی کہا ای ملکۂ عالم یہ وہ بیہوشی ہی کہ ہوشیار کرتی ہی نشہ خوب کھلکر ہوتا ہی آج جی چاہتا ہی کہ یہی بیہوشی سب شراب مین ملاؤن یہ کہکر جام لبریز کیا اور بیہوشی ملا دی کہا ملکہ اسکو پیجیے آپ بیہوش ہون تو مین آپ کو قتل کرون گل اندام نے ہنسکے کہا ای برق فرنگی تمھارے کہنے سے یہ جام پیتی ہون اب مجھے تم سے غیر معتبری نہین ہی اگر تم سنکھیا کھلا دو تو مین کھا لون مجھے تمھارا ایسا اعتبار ہوا کہ جو تم کہو وہ کرون یہ کہکر جام پی گئی برق نے کنیزون سے کہا تم بھی پیو کنیزین خوشی مین کہتی جاتی ہین کہ ای مہتر برق ہمارے یہان بھی بیہوشی ملاؤ برق بیہوشی ملا ملا کر سب کو پلا رہا ہی خادم سامنے کھڑے تھے برق نے کہا تم بھی پیو اگر تم سب ہوشیار رہو گے تو میرا کام خراب ہوگا ہان صاحبو تم بھی شراب لیجاؤ سب خادم بھی لیکر پینے لگے برق نے تھوڑے عرصے مین سارے لشکر مین شراب پہونچائی جب سب کو شراب پلا چکا تو بیٹھکر گانے لگا ہنسکر تیا تا جاتا ہی اور کہتا جاتا ہی ای ملکۂ عالم بڑی دیر ہوئی کہ آپ بیہوش نہین ہوئین ادھر کنیزون مین دست درازی ہونے لگی باہر چوبدار و خدمتگار لڑ رہے ہین کسی نے کسیکی پگڑی اُچھال دی کسی نے کسیکا گریبان پکڑا جوتی پیزار ہو رہی ہی سارے لشکر مین تلاطم ہی ہر ایک کا ہوش گم ہی بیہوش ہو ہو کر گر رہے ہین

پردہ بارگاہ کا اٹھا ہوا ہے گل اندام جادو کہ رہی ہے اے مسخرے برق فرنگی دیکھو کیسے خادم خدمتگار بدحواس ہو رہے ہین برق نے کہا یہی حال حضور کا ہوگا گل اندام ہنس رہی ہے اور کہتی ہے اے برق فرنگی آج تم نے بہت خوش کیا آج ایسا جلسہ جما کہ اگر قدرت بھی ہوتے تو بہت خوش ہوتے برق کہ رہا ہے اب تھوڑی دیر مین مر لیا جائیگی گل اندام ہنس رہی ہے برق فرنگی نے کہا اے ملکۂ عالم اب امیدوار ہون کہ مین ستار بجاتا ہون آپ رقص کرین تو دیکھیے کیسا طبلہ بجاؤن کہ آپ خوش ہو جائین گل اندام اچھا کہکر اٹھی ہاتھ چمکانے لگی برق ٹکڑے باندھنے لگا جیسے ہی گل اندام مسند سے نیچے اتری کہ داروے بیہوشی نے تمانچہ مارا اڑکھڑا کر گری کنیزین لپنا لپنا کہکر دوڑین سب گر گر بیہوش ہوئین اب جو برق نے سر اٹھا کر دیکھا کہ کل اہل بارگاہ و کل اہل لشکر بیہوش پڑے ہین برق نے تنکر نعرہ کیا نعرۂ برق

مرا نام ہے برق خنجر گزار — اور استاد مین خواجۂ نامدار
تڑپنے مین مین برق رفتار ہون — کہے کون مکار و غدار ہون
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے — ارسطو سے ذی علم شاگرد ہے
بزیر قدم غرب ہے شرق ہے — چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہے

اور خنجر کھینچ کر چلا کہ گل اندام کو قتل کرون ایک کنیز بیہوش پڑی تھی اسنے ہاتھ برق کا پکڑ لیا کہا اے برق یہ کیا کرتا ہے منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار مین تمھاری ذہانتین دیکھ رہا تھا حقیقت مین تم نے بڑا کام کیا گل اندام زیور جواہرات پہنے ہوے تھی خواجہ سوچے کہ زیور خون مین خراب ہو جائیگا پہلے زیور اتار لین پھر قتل کرین برق نے کہا استاد یہ زیور وغیرہ تو ہمارا حق ہے عمرو نے کہا تمھارے پاس خراب ہو جائیگا مین احتیاط سے رکھونگا تم لیجا کر کہین گاڑ دوگے جواہرات خراب ہو جائیگا ہرچند برق تڑپتا ہے کہ گل اندام کو قتل کرون مگر خواجہ نہین چھوڑتے یہی فرماتے ہین کہ بیٹا لاکھون روپیہ کا نقصان ہوگا سچے بڑا اتر رہی ہے برق کہتا ہے استاد ایسا نہ ہو کوئی آجائے تو پھر خرابی ہو

خواجہ زیور اُتارنے لگے برق بھی کڑے چھڑے اُتار اُتار کر زمین میں دبا دیتا ہے خواجہ
بگڑ کر نکال لیتے ہیں اور فرماتے ہیں او فرزند چھپاؤ نہیں میں سب مال واپس کرونگا
برق کہتا ہے استاد زنبیل میں جا کر کبھی کوئی شے نکلی ہے خواجہ کہتے ہیں بیٹا تمھارے واسطے
نکل آئیگی کس دھوم کی عیاری کی ہے تم میرے نائب ہو برق یہ سنکر پھول گیا سمجھا کہ
استاد مجھے اپنا جانشین کرینگے اس حیلے سے خواجہ نے کنیزوں کا زیور اُتارا اور زنبیل
[illegible] اب قصد ہوا کہ گل ندام کو قتل کرے تقاضائے کار مہیل جادو شاطر گل ندام
[illegible] ڈوبی گیا تھا پلٹ کر جو آیا دیکھا سارا لشکر بیہوش پڑا ہے گھبرا گیا جی میں کہتا
ہے ارے مہیل یہ کیا معرکہ ہوا معلوم ہوتا ہے کہ برق فرنگی نے رنگ اپنا جما لیا میں ملکہ کو
[illegible] تو اس مکاری کی۔ رفاقت نہ ملنے میں اکتا نہ مانا آخر یہ اُفتاد ہوئی اٹھتا بیٹھتا
[illegible] بارگاہ کے چلا سراپردہ چاک کر کے دیکھا کہ عمرو و برق کنیزوں کو قتل کرتے ہیں
زیور [illegible] لوٹ رہے ہیں مہیل نے ڈانٹا کہ او فرنگی خبردار ملکہ کو تو قتل کرتا ہے یہ کہکے
جست کی برق نے بھی نیمچہ کھینچا سینہ سپر کر کے مہیل سے سامنا کیا مہیل برق سے
لڑ رہا ہے مگر تاک رہا ہے ملکہ کو کیونکر ہوشیار کرون ملکہ کے قریب تو برق نہیں جانے دیتا
برق اپنی زبان میں کہتا ہے کہ استاد میری مدد کیجیے مگر خواجہ لوٹ رہے ہیں برق
کی بات کا جواب بھی نہیں دیتے یہی چاہتے ہیں کہ کنیزوں کو لوٹ لون۔ انگوٹھی
چھلا بھی زیب [illegible] پائجامہ کنیزوں کے اُتار لیے گوٹا پٹھا نوچ رہے ہیں زیور اُتار
اُتار کر زنبیل میں رکھتے جاتے ہیں یہان برق فرنگی مہیل سے لڑ رہا ہے لڑتے لڑتے
برق نے [illegible] سے اسکا سر کاٹ لے مہیل بھاگا کہ میرے پیچھے کوئی آ گیا جیسے ہی
وہ اس طرف پلٹا برق نے اس کن سے ہاتھ مارا کہ مہیل کا سر کٹا دھڑ سے زمین پر گرا
مار کر اسکو برق تو مطمئن ہوا مگر گلوئے بریدہ سے مہیل کے سر اُٹھا خون کا جو جاری
ہوا وہ خون گل ندام کے منھ پر پڑا کچھ دماغ میں اُتر گیا گل ندام کو چھینک آئی ملکہ
گل ندام نے آنکھیں کھولکر دیکھا کہ تمام بارگاہ مزبلہ قصابان ہے مہیل مرا ہوا پڑا ہے
برق نیمچہ لیے کھڑا ہے اور خواجہ جو بشکل کنیز تھے انھوں نے اپنے کو ان کشتوں میں گرا دیا ملکہ

گل اندام نے کہا ای برق یہ کیا کیا برق وزیر زادی کے پاؤن سے لپٹ گیا اور چیخین مار کر روتے لگا
کہتا تھا ای ملکہ عالم سامری و جمشید نے بڑا اپنا فضل کیا میان سہیل صاحب مستانہ نوش تھے
تھے بڑی خیر یہ ہوئی آپ نے شراب بیہوشی کا جام نہین پیا مین غنودہ ہو کر گرا مگر کنکھیون سے
دیکھ رہا تھا کہ گوشہ باغ سے میان سہیل تنے جب آپ کی جانب ارادہ کرتے تھے
بیچ مین کنیز ملجاتی تھی اسکو ہاتھ مار دیتے تھے جب آپ کو قتل کرنے لگے مجھسے صبر نہ ہوسکا
اٹھکا مین نے نعرہ کیا اور مقابلہ کیا کرتا ہوا سے لپٹ کر ایک تیغہ مارا مین اس سے
لڑنے لگا آخر وعدہ کا دیکر ہاتھ مار دیا سر انکا اڑ گیا کہتے تھے کہ مجھکو بڑا رشک ہو کہ تو
شاطر خداوند ہو گا بے مارے تجھے نہ چھوڑونگا گل اندام نے کہا ای برق فرنگی تیری
میرے دل مین بڑی جگہ ہو برق نے کہا اگر مجھے خلاف پائیے فوراً قتل کیجیے مین شکریہ
کرتا ہون کہ آپ میری قدردان تو ہوگئین گل اندام نے کہا ای برق فرنگی میرے دل مین
شک تو ہوتا ہو کہ تیری بات کا کوئی تصدیق کرنے والا نہین کہ ایک کنیز تڑپ کر اٹھی کہ
خون کے قطرے جسم پر پڑے ہوے چہرہ خون سے سرخ ٹپکا کر آواز دی کہ واری
مین دیکھ رہی تھی مین نے کمبخت ہی جام پیا تھا جب ہم بیگ گرے تو سہیل گوشہ سے
جاتے ہوئے مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ جسکو تیغہ مارتا تھا برق فرنگی اسے بچاتا تھا وہ پھر
دوسرے کو ہاتھ مار دیتا تھا آخر کو آپس مین تلوار چلی برق نے اسکو مار لیا انصاف
تو کیجیے اگر اسکی اطاعت نہ کرنا ہوتا تو اپنے مالکون کو کیون پکڑ لاتا استاد اسکے خواجہ
تھے انکو بھی گرفتار کر لایا اور آپ کو تو اسنے بہت بچایا کئی مرتبہ سہیل نے ارادہ کیا
مگر برق نے للکار کر کہا او سہیل یہ معشوقہ خداوند ہو آسمان سے شعلہ گریگا کہ جل جائیگا
تب سہیل برق سے لڑنے لگا ورنہ وہ بھی چاہتا تھا کہ پہلے آپ کو قتل کرون اپنے دل
مین [illegible] جو لونڈی نے دیکھا وہ بیان کیا حقیقت مین یہ بڑا خیر خواہ ہو کیا کیا
اسنے سہیل کو سمجھایا کہ ای سہیل اگر یہ دشمن ہو تو سر کاٹ لے مگر ملکہ عالم کو نہ ہاتھ لگا
انکے دیدار سے میری آنکھین روشن ہوتی ہین تو اس سے قصے کو مٹاتا ہو مجھکو خداوند
جمشید ثانی کا خوف نہین ایسا نہ ہو مجھکو گدھا بنا دین یا جہنم مین پھینکوا دین اسکا تو

خوف کر جب اسنے یون ڈرایا تب مہیل رکا کتا جاتا تھا کہ برق سے قتل کیجے مجھکو ہرگز
نہ چھوڑو نگا مین چپکی پڑی سن رہی تھی مگر خوف سے نہ بولتی تھی کہ ایسا نہو مجھپر بھی بیچے کا وار
کرے گل اندام نے کہا اے گلبدن تیرے کہنے سے اب مجھکو تسکین ہوئی حقیقت مین
جگہ رشک کی ہے کہ مین نے برق فرنگی کو موتیون کا مالا دیا نہین باتون پر جلا ہوگا
اور کنیزون کو بیدار کیا جس نے لاشۂ مہیل دیکھا لاش پر اسکی تھوکنے لگین اتنی تحقیق نہ
واری آج بڑا انکو انعام قتل ہوا ہم سب کو ستایا کرتا تھا بڑا بدنہاد تھا ایک نے کہا ہوا
مجھکو مامانی کہتا تھا ایک نخل کے نیچے مین کھڑی تھی ادھر سے یہ ملعون آیا دست درازی
کرنے لگا مین نے کہا اے تو مجھکو مامانی کہتا ہے اور یہ ارادہ بیجا کرتا ہے تو نگوڑے نے
جواب دیا کہ جیسا موقع ہوتا ہے ویسا کر دیتے ہین تم مامانی کہنے سے خوش ہوتی ہین
اب تو سب کنیزین مہیل کی برائیان کرنے لگین وہ کنیز جسنے پہلے گواہی دی تھی اُسنے
برق کے چٹکی لیکر کہا اے برق یہ موتیون کا مالا ضایع نکرنا برق نے کچھ جواب نہ دیا
بلکہ آنکھیں پھیر کر کہنے لگا کہ استاد یہ مالا لندن جائیگا وہانکے بنک مین رکھدیا جائیگا
کئی سو روپیہ مہینا ملیگا اتنی مدت مین ایک چیز ملی ہے تو آپ اُسے بھی تاکتے ہین خیر
اپنا رنگ جماؤ خواجہ یہ کہکر ہٹے برق نے حکم دیا ہان یارو بارگاہ کو صاف کر دو
لاشے وغیرہ پھینکوا دو ایسا نہو کوئی اور برائی در پیش ہو حضور میرا مرتبہ زیادہ
نہ کرین ان لوگون کو رشک پیدا ہوتا ہے آج بڑی ساعت نیک تھی کہ حضور بچگئین
اب تو گل اندام نے بڑی برق فرنگی کی قدر کی کہا دیکھو صاحبو اتنی مدت کا نوکر اسکو
یہ رشک پیدا ہوا مگر قدرت نے تقدیر کے ہاتھ سے برق کے قتل کرایا کنیزون نے
کہا واری قدرت کو ہر وقت خیال رہتا ہوگا کہ منظور نظر میری وہان ہو خود نہ آتی قتل
کروا ڈالا مگر برق فرنگی پھر بیٹھکر باتین بنانے لگا کہتا ہے اے ملکۂ عالم اگر مہیل مجھسے
بہ سہولیت کہتا تو موتیون کا مالا اُسی کو دیدیتا آپ سے اور لیتا اور اب کیا نہ لونگا
انصاف کیجیے کہ مین نے جان بچائی گل اندام نے یہ سنکر کنٹھا یاقوت احمر کا زیب گلو تھا وہ نکالکر
برق کو دیا کہا اے برق فرنگی یہ تین لاکھ روپیہ کا ہے اگر لندن جائیگا تو وہان چار پانچ

لاکھون کو بلکیگا برق ہنستا ہی ورنہ پشیمان کرتا ہی کہتا ہو دیکھو صاحب یہ ایسی فتنہ پردازی ازبس
ایسے فقیہ کو نہال کر دیا مگر جی ہی جی مین کہتا ہو کہ اُستاد اس کنٹھو کو چھوڑینگے اتفاقاً معمار جادو مصاحب
جمشید کہ برائے سیر نکلا تھا اسنے آسمان سے دیکھا کہ ایک لشکر اُترا ہوا ہی۔ و اور ریختی
اُستاد ہوا ہی ملکہ گل اندام ٹہل رہی ہین اور پیچھے برق فرنگی پیچھے پیچھے پھر رہا ہی معمار
گل اندام پر بدست عاشق ہو برق کو دیکھا بھی ایا جی ہی مین کہتا ہی یہ شاگرد عمرو ہی
اسکے گل اندام کے بھیس سے کیا کام ہی چالاک ملکہ کو سمجھا دون کہ اسکی صحبت مین نہ جگہ دیجیے
یہ فساد برپا کریگا اسنے ہوشربا کو تہ و بالا کر دیا تھا افراسیاب ایسا ساحر اپنی زندگی سے
تنگ تھا یہی چاہتا تھا کہ اسکو قتل کرون مگر نہ کر سکا آخر خود قتل ہوا فتنہ نور افشان
مین حیرت جادو نے کیا کیا کچھ کوشش کی اُنپر میان چالاک عاشق تھے طلسم سے
حیرت کو نکالا اپنی عیاریان کین کہ آخر حیرت بھی مسلمان ہوگئی اور خود اپنی زبان
سے اقرار کیا کہ چالاک سے یہ بعذر دو انکی کیا حقیقت ہی یہ سوچکر اُترا گل اندام
کو سلام کیا پوچھا اے ملکۂ عالم کس کام کو آئی ہو گل اندام نے بیان کیا کہ برائے تماشا
مسلمانان آئی ہوئی ہون معمار نے پوچھا یہ عیار کون ہی گل اندام نے کہا اے معمار
یہ میرا جان بخش ہی مہیل میرا پرانا نوکر اسکو الیاس زنگی بہت ہوا کہ میرے قتل کرنے کو چلا
تھا مگر اسنے بچایا اگر یہ نہ ہوتا تو میری جان نہ بچتی اور قدرت نے بھی تقدیری کر
دین ہنگی معمار نے کہا اے ملکۂ عالم ہی مین بھی کچھ بکر ہی ہین اسکو گرفتار کرکے بخدمت
خداوند لیجاؤنگا آپ کے پاس اسکا رہنا بہتر نہین آپ نہین جانتی ہین یہ عیار بڑے
بڑے فتور کرتے ہین دوست بنکر دشمنی کرتے ہین اب آپ تامل فرماتی ہین اسکو
ضرور لے جاؤنگا مین نے جسوقت سے دیکھا ہی دل کانپ رہا ہی اور یہی خیال آتا ہی
کہ ایسا نہ ہو کہ آپ کے ساتھ کوئی فتور کرے گل اندام نے کہا مین تو اسکو اپنے سے
جدا نہ کرونگی جا کر سے مین دیکھو عمرو و سعد شہریار و صاحبقران باندار سب کو
پکڑ کے قید کیا ہی بھلا ان لوگون پر کسی کی مجال تھی کہ ہاتھ ڈالے یہ جو معمار کہتا ہی ملکہ
سفارشین برق کی کر رہی ہین آخر معمار نے کہا مین حاضر ہونگا جو یہ مکر کریگا اُسکا

نشان آپ کو دونگی تب اسکو گرفتار کرونگا ملکہ نے کہا رہو تم بھی رہو مین تو خود
آمادہ ہون کہ یہان سے کوچ کرون اور رستا بارمیثاق مین جاؤن تاکہ میثاق گرفتار
ہوجائے کہ وہ سب ساحرون کا سرتاج ہی اور اُسکے پہونچنے پر سبکو قتل کرونگی کہ یہ ایسے
دشمنان بزرگ دستیاب ہوے ہین کہ جنکے قتل پر خاتمہ ہی غرض معمار نے اپنی
بارگاہ استادہ کرائی اور بڑا خیال یہ ہی کہ تین مدت سے اُسپر عاشق ہون شاید طلب
نکلے اپنے رفقا سے یہ باتین کررہا ہی بعد جانے معمار کے گل اندام نے کہا ای برق
تمنے دیکھا کہ معمار کسقدر تاکید کرتا تھا برق نے کہا مین تو راضی ہون اگر کسی بات
مین میری خطا پایئے تو قتل کرڈالیے مین آپ کے ہاتھ سے قتل ہونگا تو میری نجات
ہوگی میرے واسطے شرف ہوگا بہشت مین جیسے کہ ڈنکا جس قدر مین بجا ہیگا بجیگا
جو کوئی اعتراض کریگا جواب دیلونگا بہشت والے بھی بہت قدر کرینگے مجھکو یہ افتخار
حاصل ہوگا کہ معشوقہ قدرت نے مجھکو بھیجا ہی اگر حکم ہو تو معمار سے جاکر ملاقات کرون
بعید جو اُنکو غصہ ہی اُسکے دل سے گمان نکالون ایسا نہ ہو کسی وقت مجھپر کوئی الزام
رکھدین گل اندام نے کہا ای برق فرنگی معمار تو صاحب خداوند ہی اگر خداوند بھی
کہین تو مین تمکو برا نہ جانون تمنے وہ کار نمایان کیا کہ میرے دل مین جگہ ہی برق
گل اندام کو راضی کرکے اُٹھا قریب بارگاہ معمار آیا معمار کو خادمون نے خبر دی
کہ میان برق آتے ہین معمار بارگاہ سے باہر نکل آیا پکار کر کہا میان برق کدھر آئے
برق نے کہا ای معمار بڑے صاحب نصیب ہو دیکھئے کیا ہو معمار نے پوچھا کیا ہوا
برق نے کہا تمھارے بڑے مرتبے ہین تمھارے آنے کے بعد ملکہ عالم نے فرمایا
کہ اب مجھکو کیا خوف ہی میرا عاشق صادق آگیا اب میرا کوئی کیا کرسکتا ہی مجھکو الگ
بلاکر کہا کہ ای برق فرنگی جو کام کرنا معمار سے پوچھ لینا وہ میرا خیرخواہ ہی معمار نے
کہا ای برق سچ کہو برق نے کہا ملکہ عالم کے سر کی قسم کھاتا ہون معمار خوش ہوگیا
برق نے کہا یہ بھی حکم دیا ہی کہ ہماری بارگاہ آج الگ استادہ ہو اور ایک بات
اور کہی ہی کہ اُسکو سامنے نہین کہ سکتا اگر اُٹھ چلیے تو بیان کرون معمار تو مدت سے

گل ندام نے جان دیتا ہے یہ فقرہ سنکر خوش ہوگیا اپنی بارگاہ سے اٹھا برق اُسکا لب چلا
تمام باتیں بیان کرتا جاتا ہو کہ ملکہ آپ ہی کا ذکر کر رہی ہیں مجھسے یہ بھی فرمایا تھا کہ دربار
خداوندی میں [illegible] سے گئی ہوں تُمنے سلام نہیں کیا مگر اب یہ مقام مقتول ملا ہے وہ دیکھو گوشۂ
لشکر پر بارگاہ استادگی ہی آراستہ ہیں جاسے ہوگا مگر جو ملکہ سے وصل ہو تو ہمکو زہے نصیب کا
معمار ملا ملا نسبت یہ جواب دیتا ہے کہ اے مشیر برق فرنگی تمہارا وہ مرتبہ کر دوں کہ بڑے سے
بڑے رشک کریں قدرت کے سامنے تمہاری تعریف کرونگا میں نے جو تمہاری
برا بیان کیں سنا برا نہ ماننا مجھکو منظور یہ تھا کہ میں بھی یہاں رہوں مدت سے جان
دیتا ہوں اور مطلب حاصل نہیں ہوتا برق نے کہا ابھی وہ خود آپ کے واسطے
بیقرار ہیں فرماتی تھیں آج کا دن پہاڑ ہوگیا دیکھیے کب شام ہو کہیں دن کو حکم مل رہا ہی
کہ تنہائی کے خیمہ میں گلابیاں وغیرہ لے چلو مجھسے پوچھا تھا کہ اے برق تمہارا آقا ناقدر
نہیں ہے ہمارے عاشق کو خوب راضی کرنا میں نے نئی نئی غزلیں یاد کی ہیں آپکے
سامنے گا کر سناؤں گی کیا جانوں کہ دل بہلاؤنگا ایک [illegible] تمام پرگھبرا کر کہا لو غضب
ہوا ملکہ خود آتی ہیں معمار پلٹا برق نے حلقے کمند کے گلے میں ڈالدیے گرتے گرتے
[illegible] معمار چرخ کھا کر گرا برق نے خنجر مارا کہ شکم چاک تھا قصہ پاک ہوا ہنگامہ ہوگیا
گل ندام بارگاہ میں بیٹھی تھی کہ آواز آئی تھی مرا نام میں معمار خانہ ساز ہوں گھبرا کے
گل ندام نے کہا ارے یہ کیا ہوا کنیزیں واسطے خبر کے چلیں دیکھا برق فرنگی لاشہ
معمار کا کھینچتا ہوا لاتا ہے گل ندام نے پوچھا کہ معمار کیوں مارا گیا برق نے کہا مجھے
باتیں کر رہے تھے کہ درۂ کوہ سے ایک شیر پیدا ہوا میں تو ہاتھ چھڑا کر بھاگ گیا
انہوں نے اسم پڑھا [illegible] تھی وہ منگیہ تھی میرا کہنا نہ سنا اے ملکۂ عالم نہیں معلوم کیا سحر
تھی کہ معمار سب بھول گئے مگر شیر نزدیک جب قریب پہونچا تو انھوں نے چاہا کہ سحر اڑادیں
وہ دوڑ کر مار کر اُنپر آپڑا ایک چنگل مارا کہ شکم چاک ہوگیا اور نہیں معلوم اُسکے
خون میں کیا بات تھی دستور ہے کہ شیر خون پی لیتا ہے مگر انکا خون نہ پیا چیر پھاڑ کر
اپنے اسی درۂ کوہ میں چلا گیا گل ندام نے کہا یہ تو ظاہر ہے کہ انکی قضا تھی لیکن وہ گیکا

سحر سیکھا تھا اُنھون نے کوئی سحر معقول نہ کیا اُسنے قریب آکر خاتمہ کر دیا برق نے کہا جب شیشہ پھینکا گیا
بھبکا افسوس آیا کہ ابھی تو یہ باتین کر رہے تھے ابھی جنگل مین مردہ پڑے ہین یہ مشکل آتش
کھینچ لایا مگر ای ملکۂ عالم بڑی خیر ہوئی اگر یہ دن کو نہ مارے جاتے تو رات کو حضور
کے ساتھ فتور کرتے مین نے جو دل وہی کرکے پوچھا تو یہ فرمایا کہ اس واسطے رہگیا
ہون کہ شب کو ملکہ پر دھاوا کرونگا گل ندام نے سنکر جواب دیا کہ ای برق فرنگی
یہ شیر نہ تھا قدرت کا سحر تھا نیت مین انکی بدی تھی قدرت نے تقدیر کرکے شیر کو روانہ
کیا جو میرے ساتھ برائی کرنیکا ارادہ کریگا اُسکا یہی حال ہوگا برق توبہ توبہ کرنے
لگا کہا ای ملکۂ عالم اب انکی ارتھی بنوائیے ناری کو جلا دیجیے گل ندام نے حکم دیا
ارتھی بنکر تیار ہوئی لاشہ معمار ارتھی پر لٹایا ایک تافتہ برنگ زرد اُڑھایا چار بند
باندھکر کنیزون نے لاشہ اُٹھایا ایکجا چلین برق نے آواز دی اس زردرو کو تو لیے
جاتی ہو کچھ منھ سے بھی بولو یہ سنکر کنیزون نے جو لات و منات کی بولی اور پکارکے
کہا یا سامری و جمشید یہ سوختہ جگر تمھارے پاس آتا ہے چند فاصلے پر کنارے ایک صحرا
کے لاشہ لیکر پہونچین جنگل سے لکڑیان وغیرہ چنکر مردے کو جلا کر واپس آئین اب برق
کو اطمینان ہوا کہ یہ بھیا عیاری نہ کرنے پایا ملکہ سے کہا ای ملکۂ عالم اب فرمائیے کہ اسکا سوگ
رہیگا یا جشن ہوگا گل ندام نے کہا شمع پہ سیکڑون پروانے جل جاتے ہین کون
سوگ رکھتا ہو ویسے ہی اس بھیا کے لیے بھی ہوا کہ اپنی آگ مین آپ جلا کہان
جاتا تھا کس فکر مین آیا شیر نے چیر پھاڑ کر پھینکدیا یہ معاملہ خداوند سے بیان کرونگی
قدرت بھی فرمائینگے کہ اُس بدنیت کے لیے شیر صحرائی کو حکم دیدیا کہ اسکو سزا
ملے لہذا خاتمہ ہوا برق نے عرض کی آج پہلوے صحرا پہ بارگاہ استادہ کرائیے اور
جلسہ جمائیے میرا گانا سنیے مگر جوڑا بھاری پہنکر چلیے زیور سب پہن لیجیے کہ جب مین
کوئی اچھی چیز گاؤن تو انعام دیجیے ایک خواص ہنسکر بولی کہ میان برق فرنگی آج
مین بھی کچھ گاؤنگی مین سوتی تھی قدرت آکر کمال دیگئے اب گانا سنیے یہ کہکر وہ کنیز سامنے
بیٹھی برق فرنگی نے پہچان لیا کہ اُستاد ہین دلمین کہا میرا بھیا نہین چھوڑنے کا مال

اپنے سے ہاتھ نہیں ملتے یہ کہکر گل اندام کا زیور اُتارنے لگے ایک مرتبہ برق فرنگی
لوٹتا پھرتا ہے کسیکو قتل کر ڈالا کسی کا زیور اُتارا خواجہ قتل کرتے پھرتے ہیں برق نے
عین کی آشنا گل اندام کے بارے میں کیا ارشاد ہوتا ہے خواجہ نے کہا بزن برق نے
خنجر مارا اور گل اندام کا کٹ گیا گلا ۔ ہوا اندھیرا ہو گیا اُس اندھیرے میں برق اور
خواجہ فالکر سامنے گرے رو ہیں آکر آواز سنی شتی مرا نام ہے گل اندام جادو ہے خواجہ
نے کہا اے برق بڑی جادوگرنی کو مارا حقیقت میں بہت خوبصورت تھی برق نے
کہا اُستاد میں نے تو ارادہ کیا تھا کہ اسی عیاری پر جا کر جمشید کو مار دوں مگر آپ آگئے
آپ نے جب حکم دیا تب میں نے قتل کر ڈالا ورنہ میں چاہتا تھا کہ اسکو مسلمان
کروں اگر یہ مسلمان ہوجاتی تو بڑے کام اسے نمایاں کرتی خواجہ نے کہا جو ہوا
سو ہوا انہ بہرحد نگار میں ہے اسے جادو کو مار کر شرمندہ ہوا تھا آج اسکے قتل سے
افسوس ہوا مگر جمشید ثانی گنبد ہفت رنگ میں بیٹھا ہوا ہے شاہزادیاں گرد بیٹھی
ہیں جمشید ثانی تقریریں بگھار رہا ہے کہتا ہے صاحبو جمشید اول خواب میں آئے تھے
فرمانے لگے کہ تو ہماری تحریر کو منسوخ نہ کرسکا جو ہم لکھ گئے تھے نہ ہی ہوا ہمارا بیٹا
جو ہوا یہ ہوا کہ ساری کتاب کو آپ کی منسوخ کر دیا انھوں نے گھبرا کر جواب دیا کہ جو
کچھ کرسکتے تھے نہ ہوا ہے کیا مگر حکم لگائے تھے شاہزادیوں نے کہا یا خداوند
وہ خداوند مردہ تھے آپ خداوند زندہ ہیں آپ کا حکم بھی زندہ ہے یہ باتیں ہو رہی
تھیں کہ رونے کی صدا کان میں آئی جمشید نے سر اٹھا کر دیکھا کہ چند کنیزیں اور کچھ
جادوگرنیاں گل اندام کی لیکر پہونچے سب انہوں نے جنازے لیے ہوئے روتے
ہوئے سامنے آئے جمشید نے پوچھا ارے یہ کیا ہوا کہا حضور برق فرنگی آکر مطبخ
ہوا تھا اور یہ آفت برپا کر گیا عمرو و سعد و صاحبقران کو گرفتار کرکے لایا تھا اب
جو اُنکو دیکھا تو وہ جادوگر تھے اُنکو مار کر دیا یا خداوند کیا عرض کریں جمشید نے لاشہ
گل اندام دیکھکر بہت رویا کہا یا خداوند ایسی آفت برپا ہوئی نہیں معلوم مجکو
کیوں زندہ چھوڑا ساری بارگاہ لوٹ لی لاشے پڑے ہوئے تڑپ رہے ہیں کہ

جمشید نے کہا کسی جادوگر کو بلاؤ کہ جا کر برق کو لاوے پھر کہتے ہین بموجب علم کتاب لاہین مین
بھی دیکھا یہی مضمون تھا کہ گل اندام برائے قتل مسلمانان جائیگی مگر راہ مین برق فرنگی کے
پھندے مین آ کر وہی قتل کریگا جمشید ثانی نے اُس ورق کو پھاڑ کر کہا ایسا سب سے بڑا نجومی تھا کہ
اُسی نجوم سے حکم لگاتا تھا مین علم کہانت کو دخل نہین دیتا جادو امورات تقدیر رکھنے پر موقوف
ہین تقدیر کے زور سے خدائی کرتا ہون یہ ذکر تھا کہ ایک ابر تیرہ و تار نمودار ہوا جمشید نے کہا
لو کہ طلسم بہزاد قوی بازو آتا ہے یہ بھی طاق ہے فنون سپاہ گری مین جی سے مشتاق ہے
کہ ابر پھٹا ایک ساحر تخت پر سوار تاج زبرجدی سر پر رکھے ہوئے بہ شوکت تمام آکے
پہونچا پشت پر کئی ہزار ساحر بہزاد نے آکر سلام کیا پاے تخت پر سجدہ جھکا جمشید نے پشت پر
ہاتھ رکھا پوچھا کہ اے بہزاد کیونکر آنیکا اتفاق ہوا بہزاد نے کہا یا خداوند جنگل مین شکار
کھیل رہا تھا ایک شیر صحرائی جنگل سے نکلا مین نے اُسکو تیر مارا نشانہ اُسکا نشانہ ہوا
شیر نے مثل انسان کے آواز دی کہ اے بہزاد کیون سرکشی کرتا ہے برائے مقابلہ مسلمانان
جا طلسم کا خاتمہ ہو رہا ہے غلام سمجھا کہ آپ کی تقدیر کی تاثیر ہے کہ شیر صحرائی مثل انسان کے
باتین کر رہا ہے جمشید ثانی نے کہا ایسی تقدیرین تو قدرت بہت کرتے ہین اے بہزاد
تیرے نام پر فتح لکھی ہے بیتاق کو دگرگون کر میرا وزیر اعظم تھا شریک مسلمانان ہو گیا
دو راستے بتاتا ہے بہزاد نے کہا مین سب سے سمجھ لونگا کچھ فوج اور دیجیے کہ مین شکار
کھیلتے مین پلٹ پڑا ہون اگرچہ فوج کی کچھ ضرورت نہین مگر حریف کو خوف ہوتا ہے جمشید نے
حکم دیا فوج بے حساب فرورش ہے جسقدر چاہو ہمراہ لو اور مقابلہ حمزہ مین جاؤ لیکن
طلسم کشا تو آج کل فکر مرحلہ ہفتم مین ہین ساری فوج اسی مقام پر ہے حمزہ سب کا افسر ہے
بہزاد نے کہا مین جاتا ہون تین لاکھ فوج ساتھ لی لشکر کو خوب آراستہ کیا سپہ سالاران
جنگ آزما و ساحران یکتا علم ہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے منزل در منزل
جاتا ہے ایک صحرا مین جا کر اُترا بارگاہ استادہ کرائی ٹہلتا ہوا باہر نکلا سیر صحرا دیکھ رہا ہے
چونکہ رات چاندنی کی ہے طائر اکثر آشیانون مین چہک اُٹھتے ہین گل خودرو کی بہار جس مین
حقیر پر تقصیر عرض کرتا ہے شعر طرح مشاعرہ مالک مطلع دشت جنون مین ہے گل خودرو کی کیاری

شاید کہ پھول نہیں غریب الوطن کے چمن ہے بہزاد کھڑا ہوا ہر طرف دیکھ رہا ہے کہ گانے کی
آواز آئی سر اٹھا کر دیکھا سامنے کوہ فیروزہ ہے اُس پر ایک شاہزادی بیٹھی ہے بحر جواہر
میں غوطہ زن عارض شفق اسیر میں رشتہ ابرو ہلال عارض ماہ آسمان کمال چند کنیزیں
گرد کھڑی ہیں جام ارغوانی گردش میں صدائے ہوشناہوش و نوشا نوش بلند ہے ایک
خوش آواز بعد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہے

نظم

از نازکی ہے قامت جانان سمن کی شاخ
میں سوز عشق سے ہوں چنار کہن کی شاخ

ظالم کو بعد مرگ بھی ہے ظالموں سے ربط
خنجر کا دستہ ہیں ذبح کے گردن کی شاخ

رکھی چھڑی جو ناز سے اُس نے تہ ذقن
سب کو ہوا گمان کہ ہے سیب ذقن کی شاخ

دیکھے جو چنبیلی کی کلیوں سی انگلیاں
دو تیرے دست و پا کو کہے یاسمن کی شاخ

وصف صباحت رُخ جانان اگر لکھوں
ہو رنگ مہر سے قلم نسترن کی شاخ

معنی ثمر حروف ورق منعقین ہیں گل
تاریخ ہے کلک فکر نہال سخن کی شاخ

گانا سنکر اور سامان جلسے کا دیکھا بہزاد بہت خوش ہوا ہرکاروں سے کہا ذرا دریافت
تو کرو کہ یہ کون مقام ہے اور اس شاہزادی کا کیا نام ہے ہرکارے دریافت کر کے آئے
عرض کی اے شہنشاہ ساحران یہ کوہ فیروزہ ہے ملکہ فیروزہ تاجدار جلسہ آراستہ کیے
بیٹھی ہیں ملکہ فراق تمہیں کر یہ لشکر کسکا ہے جو ہمارے صحرا میں آکر اترا ہے غلام نہیں عرض
کر سکے کہ بہزاد جادو مددگار خداوند ہمارے تخریب مسلمانان جاتے ہیں منزل پر آکے
اُترے ہیں نام فیروزہ کا سنکر بہزاد شگفتہ ہو گیا لباس عمدہ پہنکر تاج یاقوت نگار
سر پر رکھا اسباب جو جھولی میں بھرا ٹہلتا ہوا چلا چند مصاحب ہمراہ تھے گھاٹیاں طے کر کے
بالائے قلعہ پہونچا فیروزہ کو کنیزوں نے خبر دی کہ بہزاد جادو آتے ہیں فیروزہ نے
جو خبر سُنی کہ بہزاد آتا ہے برائے استقبال اُٹھی بہزاد نے فیروزہ کو دیکھا کہ دریائے
جواہر میں غوطہ مارے ہوئے لباس مقبول زیب جسم چہرہ آفتاب عالمتاب حسن
میں لاجواب شیریں گفتار کبک رفتار ہے ملکہ نے مسکرا کے پوچھا اے شہنشاہ ساحران
کیونکر آپکا اتفاق ہوا بہزاد حیران جمال محو دیدار ہو رہا ہے سر جھکا کر کہا آپ کے

جمال کا مشتاق تھا اسطرف سے آیا میر لشکر سے کہدیا تھا کہ دور سے کوہ [illegible]
جاؤ میری خوش نصیبی کہ اسطرف آنکلا زیارت سے آپ کی مشرف ہوا یقین [illegible]
مشتاق کو سرفراز فرمایئے میں بھی کسی خدمت سے گردن تابی نکرونگا [illegible]
جاکر ان کشتوں میں تصور فرمایئے جو حکم ہوگا بجالاؤنگا کبھی کسی حکم سے [illegible]
فیروزہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ یہ تو فرمایئے کہ کہاں کا ارادہ ہے [illegible]
مقابلہ مسلمانان جاتا ہوں اور سعد شہریار کی تلاش میں ہوں فیروزہ نے کہا [illegible]
طلسم کشا سامنے آئے ہوئے ہیں زندان خانۂ طلسمی فتح کیا ہے کئی سو تاجدار رہا [illegible]
سرکوہ سے دیکھو کہ قبہ بارگاہ زربفت معلوم ہوتا ہے میرا ارادہ تھا کہ جاؤں اور [illegible]
گرفتاری کی تدبیر کروں مگر سرداروں نے منع کیا کہ زمانہ انقلاب میں ہے جاتا [illegible]
اسوجہ سے جاتا ہے [illegible] مگر جب تم چلے ہو تو میں بھی تمہارے ساتھ چلونگی [illegible]
باغ باغ ہوگیا جی میں کہتا ہے خوش نصیبی میری کہ ملکہ فیروزہ میرے ساتھ چلنے کو کہتی
ہیں [illegible] کا جانا کتنی بڑی بات ہو جاتے ہی طبل جنگی بجواؤنگا جو سے زین کو
بلاؤنگا مجھے کون روک سکیگا اور فیروزہ پر قبضہ کرلونگا وہ خاطر میں کروں کہ خود ہی راضی
ہو جاوے صاحب ملک و مال ساحر زبردست اگر ایک ساتھ بھوزی بیٹھ گئی تو ہم
سب مجھے [illegible] مشہور ہو جائیگا کہ فیروزہ انکی زوجہ ہے اگر نہ ہوا [illegible]
جبر و سے کہدینگے تو قیامت برپا ہوگی دل سے باتیں کرتا ہوا آکر مسند پر بیٹھا پھر
ساقی بچے نے لاکر جام دیا بے اندیشۂ انجام پی گیا جب دو چار جام پیے [illegible]
بلبلانے لگا یہی سوچ رہا ہے کہ ملکہ سے عرض کروں کہ میں تابعدار ہوں آپ جانتی ہیں
کہ وہ تصویر میرے قبضے میں ہے کئی تاجدار مجھکو خراج دیتے ہیں مگر جاہ و جلال [illegible]
فیروزہ کا دیکھکر نہ بول سکا خاموش بیٹھا ہے اور گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہے ٹھنڈی سانس بھر
لیتا ہے کبھی عرض کرتا ہے او ملکہ عالم کوہ تصویر دیکھنے کے لایق ہے آجکل تو اس بہار [illegible]
کہ فصل برسات کھیت سرسبز و شاداب زراعتیں لاجواب چشمے پانی سے بھرے [illegible]
آہوان صحرا جست و خیز کرتے ہوئے نکلتے ہیں عجب کیفیت ہوتی ہے وہاں شکار کھیلیے

آہو متعدد ملین گے اور دیگر شکار بھی بے حساب ہو جبہ تاجدار کہ یہ سے خراج گزار ہین
وہ جا بجا دعوتین کرینگے بڑی کیفیت ہوگی دو چار روز صحرا مین سیر کیجیے پھر کوہ تصویر
پر چلیے کوہ تصویر پر بڑی کرامت ہے ایک دیونما ہے سارے کی آئینہ تصویر ہے پتھر کی تصویر
مثل انسان کے باتین کرتی ہے وہان چلکر مراد مانگیے یقین ہے کہ فوراً مراد حاصل ہوگی بلکہ
پہلے وہین چلیے پھر مقابلہ مسلمانان مین چلین گے فیروزہ نے کہا آپ نے کوہ تصویر کا
بہت مشتاق کیا مین ضرور چلونگی بہ اسے فتح جنگ قدرت سے عرض کرو دیکھو کیا حکم
ہوتا ہے مین مدت سے اسی کی مشتاق تھی کہ کوئی مقام متقبل ملے تو مین وہان کی زیارت
کرون اور فتح جنگ کی خواہش کرون اگر قدرت حکم دینگے تو لڑائی فتح ہو جائیگی ورنہ
مشہور ہے کہ جو ساحر مقابلہ سعد مین جاتا ہے وہ ہاتھ سے سعد کے مارا جاتا ہے اُنکے پاس
لوح طلسمی ہے اور لوح محفوظ آئینہ سحر تاثیر نہین کرتا تو ساحر کیا کرے جب قدرت حکم
دینگے تو کوئی تدبیر ہوگی رات بھر یہی باتین رہین صبح کو بہزاد مسلح ہوا کہا ملکہ چلیے سوار
ہو جیے سب مرادین حاصل ہونگی طلسم کا بچانا ہماری تمھاری ذات پر موقوف رہا
اہل اہل طلسم دعائین دینگے کہ ہم سب کو بچا لیا فیروزہ نے کہا ٹھہرو مین اسباب سحر درست
کرلون لباس کو تبدیل کرلون تو پھر چلون دوسری بارگاہ مین جو فیروزہ آئی کنیزون نے
کہا داری ہنسے جو خیال کرکے دیکھا تو بہزاد کا گمان ہے دم بھر کوہ تصویر پر لیے
جاتا ہے وہان جاکر سوال بسل کریگا فیروزہ نے جواب دیا کیا مجال ہے مین بھی اسکے
خیال کو سمجھے ہوے ہون کیا سہل بات ہے کہ مجھسے کوئی سوال کرے اور مین جواب
نہ دون یقین ہے کہ سوال کرکے بہت پچھتا مین گے مین کیا کسی بات مین اسنے
کم ہون اگر ایسا کرینگے تو بہت پچھتا مین گے ہر چند کنیزون نے سمجھایا مگر فیروزہ نے
نہ مانا وہ بہزاد کنیزون ساتھ لین تخت پر سوار ہوئی بہزاد نے طرف کوہ تصویر کے کوچ
کیا ایک قلعے کے روبرو پہونچا قلعہ دار وہانکا سرزنش جادو خبر سنکر نکل آیا بہزاد کو پیام
دیا کہ آج دعوت نوش کرلیجیے تو آگے بڑھیے یہ سنکر بہزاد نے اقرار کیا سرزنش نے
خاصے کا حکم دیا کہ واسطے کل فوج کے کھانا تیار کرو آپ بارگاہ مین آیا اب سرزنش نے

فیروزہ کو دیکھا خادموں سے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہین خادمون نے بیان کیا کہ یہ بادشاہزادی کوہ فیروزہ کی ہین سرزنش پہلو مین آکر بیٹھا فیروزہ کو بہت ناگوار ہوا بہزاد کے کان مین کہا کہ کیون اے بہزاد اسی واسطے ہمکو لائے تھے کہ تمھارا خواجگر آکے ہمارے پہلو مین بیٹھ گیا بہزاد اپنے دل مین سمجھ گیا کہ ملکہ بھی عاشق ہین جب تو بس سے فریاد کی یہ سوچکر سرزنش سے بگڑکر کہا کہ میرے پاس آکر بیٹھو اے سرزنش بڑے بے ادب ہو یہ نہ سمجھے کہ کوئی شاہزادی بیٹھی ہوئین تمھارا ملک تمسے نکال لونگا سارا ادب قاعدہ بھول گئے سرزنش نے جواب دیا کہ پہلے تو مین سمجھا تھا کہ ملکہ کو تمسے تو دل ہو بعد کو معلوم ہوا کہ براے سیر کوہ تصویر آئی ہین مین تو جہان بیٹھا وہان بیٹھا آپ کیون برگشتہ ہین بہزاد نے کہا اسی مین بہتر ہے کہ ہٹ آؤ ورنہ فساد بڑھیگا سرزنش نہ اٹھا بہزاد نے ہاتھ پکڑکر کھینچا سرزنش نے قبضے پر ہاتھ ڈالا آپس مین تلوار چلنے لگی فیروزہ نے جو دیکھا کہ دونون مصروف جنگ ہین بہزاد چاہتا ہے سرزنش کو مارلون مگر سرزنش چوٹ نہین کھاتا فیروزہ تاجدار نے کار رجولی سے نکال سحر کرکے پھینک ماری کہ سرزنش کے سینے کو توڑکر پار گذری بہزاد نے ملکہ کے ہاتھ چوم لیے کہا اے ملکہ عالم کیا کار نمایان کیا ہاتھ پکڑکر ملکہ کو بٹھایا ساقی بچے آکر موجود ہوئے دور جام چلنے لگا بہزاد نے اشارہ کیا ایک نازنین شوخ و شنگ موسوم بہ جلترنگ سامنے آکے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی **نظم**

ہے بجا گر خط غبار روے آتش ناک ہے
ہجر مین کیا باغ جاؤن دل مرا غمناک ہے
آج تیرا جسم ہے اور کینہ و لاگ ہے
کو بدلتا ہے لباس اپنا تو دن مین کتنی بار
عشق اسکی جامہ زیبی کا ہے کچھ سود نہین
آگے اُفتادوں کے عالی منزلت ہوتے ہین پست
عالم بالا سے ہم دست پاتے ہین جو رزق

آگ مین پڑ جاے جو شی ایکدم مین پاک ہے
گل نظر مین شعلہ ہو کیمن خس و خاشاک ہے
خاک مین کل جسم کیا ہے ہمتوان بس خاک ہے
گل کے اُتر گئی جو تیری اترن پوشاک ہے
مثل گل یان جیب بیدست جنون صد چاک ہے
دیکھ ہریالی کے نیچے گنبد افلاک ہے
اپنے آگے آسمان ایک دار بست تاک ہے

تیرے آگے رنگ گلشن ہوگیا ایسا سفید	جیب ہر گل مثل جیب صبح صادق چاک ہی
موے مژگان ہوگئے پانی مین رہنے سے سفید	انتہا رونے کی کچھ ای دیدۂ نمناک ہی
گو بظاہر خاک کے پتلے ہین سب یکسان مگر	کوئی ہو اکسیر انہین اور کوئی خاک ہی
ہو یہی حسرت کہ پہونچون اُڑکے کوے یار مین	بعد مردن خاک مین بھی مجھکو راحت خاک ہی
ہون سوار توسن معنی زمین شعر مین	صید مضمون جو ہو تو تابع بستۂ فتراک ہی

جب ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا تو بہزاد نے جھک کر کہا ای جان جہان ہدای آرام دل مشتاقان مین تمہارا تابعدار ہون سرزنش نے جو بے ادبی کی آخر مارا گیا مین نہین چاہتا کہ آپ کو آزار پہونچے اب رات زیادہ آئی چلکر آرام فرمایے مین پانون دباؤنگا یہ نہین چاہتا کہ آپ کے پہلو مین لیٹون تا آپ خود سرفراز کرینگی فیروزہ نے جھلا کر جواب دیا کیون ای بہزاد تم اسیواسطے جگ ساتھ لائے تھے دیکھو خبردار مین بھاتی ہون ایسا خیال کبھی نہ کرنا ورنہ مین چلی جاؤنگی یہ کہکر اُٹھنے لگی بہزاد قدمون پر گر پڑا کہا ای ملکۂ عالم آپ چلکر و تصویر کی سیر کیجیے مین آپ کو جانے نہ دونگا اگر آپ کو ایسا خیال ہو تو مین آپ کی بارگاہ مین نہ حاضر ہوا کرونگا اب تو کوہ تصویر پر چلیے فیروزہ نے بہت جھلا کر کہا ای بہزاد خبردار جو خیال دل مین ہو نکال ڈالو یا شاید یہ ارادہ کرو کہ میرے سوتے مین آؤ تو مین سحر مین تجھے پایہ کی کا نہین رکھتی جب کبھی تم دباؤ ڈالوگے تو مین سحر کرونگی تمہین دیوانہ کردونگی بہزاد نے بہت عذر کیا اور دوسرے دن کوچ کیا دوسری منزل پر آکر اُترا قلعۂ یلغار قریب تھا یلغار جادو خبر بہزاد کی سنکر قلعے سے نکلا سامان دعوت مہیا کیا رات کو آکر شریک صحبت ہوا سحر مین اسنے یلغار کو بڑا دعوی ہی اور پہلوانی مین بھی مغرور ہی یلغار جادو نے جو ملکہ فیروزہ کو دیکھا پسینہ آگیا قلب تھرا گیا لوگون سے پوچھا یہ شاہزادی کون ہی سبنے کہا یہ شاہزادی کوہ فیروزہ کی ہی فیروزہ تاجدار نام ہی یلغار جہاندیدہ کار آزمودہ ہی اسنے دیکھا کہ فیروزہ خاموش بیٹھی ہی بہزاد سے بھی کلام نہین کرتی خاموش ہو رہا سوچا کہ اگر کچھ کہونگا تو بہزاد کے خلاف ہوگا اسوقت تو اُٹھکر چلا گیا اپنے مقام پر آکر

سوچا کہ فیروزہ کو اُٹھا لاؤن پھر رات رہے طائر بنکر آیا قبۂ بارگاہ کو چاک کرکے دیکھا کہ فیروزہ پڑی سو رہی ہو گرد پلنگ کے گلدستے رکھے ہین کاغذ کے طائر بنے ہوے اُن گلدستون پر بیٹھے ہین منقارین کھول کر رہجاتے ہین یلغار اُترا اور سحر کرنے لگا طائرون نے زمزمہ سرائی شروع کی اِسطرح غل مچایا کہ سحر یلغار کا کامل نہ ہونے پایا تھا کہ فیروزہ کی آنکھ کھل گئی سر اُٹھا کر دیکھا ایک ساحر سیاہ فام بدانجام کھڑا سحر کر رہا ہو فیروزہ نے کہا ارے تو کون ہو یلغار کو کچھ زبن پڑا سمٹا اپنا چھپا کے بھاگا فیروزہ سمجھی کہ کوئی فرستادۂ بہزاد تھا لیٹی سو گئی یلغار نے پھر قبۂ بارگاہ سے دیکھا کہ فیروزہ غافل سو رہی ہو اسکے مرتبہ یلغار نے آکر پہلے طائرون پر سحر کیا کہ طائرون نے منقار کھولنا موقوف کر دی یہ سحر کرکے قریب چھپر کھٹ کے آیا سوتے مین سحر کیا کہ فیروزہ بیہوش ہو گئی یلغار نے کمر مین پنجہ دیا اور لے چلا اپنے قلعے مین آیا ایک کمرے مین لا کر زبان مین فیروزہ کی سوزن دی ایک قفس مین بند کرکے اُسی کمرے مین بند کر دیا چند کنیزین جو رازدان تھین اُنکو اُسی کمرے مین چھوڑا کہا جب ہوش آئے تو آب و طعام پہونچانا مین نے زبان مین اِسکی سوزن دیدی ہو سحر نہین کر سکتی یہ خیال اپنے دل مین کرکے باہر نکلا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا وہان بہزاد جو صبح کو اُٹھا کنیزان فیروزہ روتی ہوئی آئین کہا اے شہنشاہ عجب معرکہ گذرا کہ ہماری بی بی کو کوئی اُٹھا لے گیا چھپر کھٹ خالی پڑا ہو اب حضور چلکر دریافت کرین کہ کون لے گیا بہزاد یہ خبر وحشت اثر سنکر گھبرا گیا کہا غضب ہوا مین اِس تدبیر مین تھا کہ شاید ملکہ کو میرے حال پر رحم آئے یلغار کو تو بلاؤ یلغار جادو کانپتا ہوا آیا بہزاد نے کہا اے یلغار تجنے سُنا کہ کیا قیامت برپا ہوئی کوئی ملکہ فیروزہ کو لے گیا مجھکو نہایت قلق ہو ایسا نہ ہو کہ کوئی آزار پہونچے یلغار جادو نے کہا مین تو حضور کی دعوت کے سامان مین رہا پھر رات رہے اُٹھکر گیا ہون بہزاد نے کہا تو تلاش کر یلغار جادو کا وزیر سعد ہان جادو جو اُس مکان مین آیا دیکھا چند کنیزین بیٹھی ہین ایک قفس لٹکا ہوا ہو اُسمین ایک شعلۂ جوالہ نہایت حسین و جمیل سر جھکائے بیٹھی ہو مگر گمدون ہن

آنسو بھرے ہوئے دل سے اپنے باتین کر رہی ہو کہ ای فیروزہ حقیقت مین کیا وقت
خلاف تھا کہ جس وقت بجنے کوچ کیا منزل اول مین وہ سانحہ گذرا اب یہ نوبت ہوئی
کہ بلغار جادوگر فتار کرلایا دیکھیے کیونکر رہائی ہو سوہان نے جو جمال بے مثال دیکھا بیتاب
ہو گیا قلب تھرا گیا ٹہلتا ہوا قریب قفس کے آیا کنیزون نے منع بھی کیا کہ قریب قفس کے
نہ جائیے ایسا نہو کہ مالک کے خلاف ہو سب سے چھپا کر یہان قید کر گئے ہین اور منع
کر گئے ہین کہ کسیکو آنے نہ دینا آپ چلے آئے انکے نفس ناطقہ ہین مگر انسے بات نہ کیجیے
سوہان نے کنیزون کو جھڑک دیا قریب قفس کے آکر پوچھا کہ ای ملکۂ عالم آپ کا نام نامی
اسم گرامی کیا ہی اور یہ کیا معرکہ ہوا کہ آپ گرفتار ہوئین فیروزہ نے اشارہ کیا کہ میری
زبان مین سوزن ہی مین کلام نہین کر سکتی سوہان نے کہا اگر آپ مجھکو قبول کرین تو
مین آپ کو نکال لے چلون اگر بلغار پوچھین گے تو مین جواب دے لونگا ملکہ نے
کچھ جواب نہ دیا سوہان نے قفس اُتار لیا جوش محبت مین قفس لیکر چلا کنیزون نے
پکار کر کہا کہ ای سوہان یہ تم اچھا نہین کرتے ہو سوہان نے کچھ جواب نہ دیا اور
پر پرواز پیدا کرکے اُڑا مگر حیران ہی کہ ای سوہان قفس کہان لیجاؤن اِس سوچ مین
قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچا اُس درے مین قفس رکھکر پتھرون سے چھپا دیا اور
وہان سے نکلا مگر خاموش کہ کیا کرون یہ تو اِس سوچ مین جاتا ہی مگر اُس درۂ کوہ کی
مالک سکان جادو صبح کو جو براے سیر نکلی ٹہلتی ہوئی اندر درے کے آئی اگر دیکھا
کہ ایک مقام پر پتھرون کا انبار لگا ہوا ہی ایک پتھر کو جو ہٹایا دیکھا ایک قفس آہنی مین
ایک نازنین بند ہی قفس اُٹھا لیا اپنے پہاڑ پر لائی پوچھا ای ملکۂ عالم آپ کون ہین آپکو
کسنے قید کیا ملکہ نے رو کر اشارے سے کہا مجھ بدنصیب کا حال نہ پوچھو کاش کہ میری
صورت اچھی نہ ہوتی جو دیکھتا وہ نفرت کرتا مین اِس بلا مین تو نہ پھنستی اُسنے پوچھا
آپ کا نام نامی کیا ہی ملکہ نے گھبرا کر کہا مین بدنصیب مشتاق کوہ تصویر قلعۂ فیروزہ نگار
کی حاکم ہون اور نام میرا فیروزہ تاجدار ہی نام سنکر وہ ساحرہ قدمون پر گر پڑی
اور کہنے لگی کہ حضور ہمارے بزرگون کو آپ کے بزرگون سے یہ نعمت ملی ہی ہمارا

خراج آپ ہی کے قلعے مین جاتا تھا مگر جب سے جمشید ثانی نے اپنی خدائی جاری کی اُسدن سے
اب تلک سب خراج اُسی رنگ مین جاتا ہی آپ کا کیا ارادہ ہی ملکہ نے کہا میرا ارادہ یہ ہی کہ کوہ تصویر
دیکھون اور جو دیو اُسپر بنا ہی اُسمین تصویر سامری ہی اُس سے مراد مانگون شاید قبول ہو یا نہ
قبول ہو مگر اب تو اِس ہیر پھیر مین پڑگئی ہون دیکھیے اِس بلا سے کیونکر رہائی ہو سکان نے
جلدی قفس کھولا ملکہ کی زبان سے سوزن نکالی جیسے ہی سوزن نکلی ملکہ نے قید توڑ ڈالی
ملکسکان نے فوراً اسباب عیش و نشاط مہیا کیا جام ارغوانی گردش مین آیا اور صدائے
ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی ملکسکان ایک ایک سے کہ رہی ہی کہ صاحبو انکی جو خاطر
کروں وہ جا ہے ہی انکے بزرگون کی وجہ سے مجھے سلطنت ملی مین انکی کیونکر نہ خاطر کر دن
مگر وہان یلغار جادو بہزاد سے وعدہ کرکے اُٹھا کہ مین ڈھونڈھنے جاتا ہون قلعے مین یا پلٹ
کر سرے مین پہونچا کنیزون سے پوچھا کنیزون نے کہا آپ کے وزیر اعظم آئے تھے وہی
قفس لے گئے یلغار جادو یہ سُنکر جھلایا ہوا باہر نکلا کہ دیکھا سپہ ہان جادو وزیر پیر صحرا
سے پلٹا ہوا آتا ہی مگر سوچ مین ہی کہ مین کیا جواب دونگا مین نے یہ بُرا کیا کہ کنیزون کے
سامنے لایا اگر چپکے سے جاتا تو کنیزون کو بیہوش کر دیتا کہ یلغار جادو نے پکار کر آواز دی
اے وزیر اعظم تم نے قفس کہان جا کر رکھا وزیر گھبرا گیا کہا اے شہنشاہ مین سوچا کہ ذکر انکے
غائب ہونیکا لشکر بہزاد مین ہو رہا ہی جادوگر تلاش کرتے پھرتے ہین ایسا نہ ہووے
کہ بہزاد قلعے مین چلا آئے اور ملکہ کو دیکھے تو مین نے قفس لیجا کر درۂ کوہ مین چھپا دیا
اب جسطرح فرمائیے لے آؤن یلغار اور وزیر ملکر چلے مگر وزیر دل سے باتین کرتا ہی
کہ اب تو انکو قفس لیجانے دو جب یہ ہنگامہ دفع ہوگا تب لیجاؤنگا دونون وزیر و شاہ
درۂ کوہ مین آئے قفس وہان نہ پایا تو یلغار جادو نے جھلا کر کہا اے وزیر اعظم مجھکو دھوکا
دیتے ہو صاف صاف بتاؤ کہ قفس ملکہ کا کہان رکھا اب وزیر ہاتھ باندھتا ہی اور کہتا ہی
اے شہنشاہ مین تو اسی درۂ کوہ مین رکھ گیا تھا نہین معلوم کون لے گیا بیرون درۂ کوہ
دونون کھڑے باتین کر رہے ہین کہ گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی اشعار عاشقانہ
گا رہا ہی یلغار جادو نے کہا اے وزیر اعظم تمھارے قول سے سچائی پیدا ہوتی ہی لیکن

صاف صاف کہو اب پردہ نہیں چلیگا مجھکو بہزاد کا بڑا خوف ہی کہ ایسا نہ ہو اسکو ثابت
ہو جائے تو بہ بڑی پیش آئیگا مگر چلکر دیکھیں تو یہ کون گا رہا ہی وزیر وشاہ دونوں بالا
کو آئے دیکھا جلسہ جما ہوا ہی سکان جادو مصروف خدمتگزاری ہی اور ملکہ فیروزہ
مسند پر بیٹھی ہیں ایسا انکو خوف غالب ہوا کہ کچھ کلام نہ کر سکے کو دسے اُترے فیروزہ
نے کہا اے سکان تمنے دیکھا کہ دونوں آکر ہمکو تمکو دیکھ گئے پھر فیروزہ نے کہا اے سکان
کچھ خوف نہ کرو یہ بہزاد سے اطلاع کرنے گئے ہیں بہزاد اگر لشکر کشی کریگا تو میری دو
ہزار کنیزیں لشکر میں موجود ہیں یہی کل لشکر کو جواب دینگی اور اب اینکے ساتھ نہ
رہونگی دو منزلیں طی کیں دونوں پر فتور پڑے جو ہی وہ مجھپر ٹوٹا پڑتا ہی اور مجھے ان سب
ساحروں سے نفرت ہی ہمیشہ سے یہی ارادہ ہی کہ ان ساحروں سے ہم صحبت نہ ہوں
سکان نے کہا واری آپ ساحروں میں پیدا ہوئیں انہیں سے معاملہ پڑیگا فیروزہ
نے جواب دیا کہ جبتک ہم منظور نہ کرینگے کسی کی مجال نہیں ہی کہ ہمپر دست انداز ہو کوہ
تصویر کا اشتیاق ہی اس آرزو پر کہ وہاں دعا مانگیں کہ یا خداوند میرا ان ساحروں کا
ساتھ نہ ہو شاید دعا قبول کریں مگر وزیر وشاہ فیروزہ کو بالاے کوہ دیکھکر لشکر میں
بہزاد کے آگے بہزاد برہم بیٹھا ہوا ساحروں پر غصہ کر رہا ہی کہ صاحبو کیسے غضب کی بات
ہی کہ ہمارے لشکر سے آکر کوئی فیروزہ کو لے گیا اور خبر مفصل نہیں ملتی کہ یلغار جادو ماک
سو ہاں حاضر ہوے کہا اے شہنشاہ ساحران یہ خطا مجھسے ہوئی کہ میں ملکہ کو لے گیا مگر
وزیر صاحب قفس کو لے گئے جاکر درہ کوہ میں رکھا وہاں سے بی سکان قفس کو
اُٹھا کر لے گئیں اور اپنی صحبت میں جگہ دی میں جو گیا مجھسے بات بھی نہ کی بہزاد نے کہا
میں ابھی جاکر لاتا ہوں میں تو یہی چاہتا تھا کہ بسہولت یہ معاملہ آسان ہو اب زبردستی
گرفتار کرونگا یہ کہکر اُٹھا وزیر وشاہ پر غصہ کرتا ہوا کہ اے یلغار جادو تمنے وہ حرکت کی کہ لایق
معافی نہیں ہی مگر تمنے صاف صاف کہدیا اب سکان و فیروزہ سے لڑائی پڑیگی اب ملکہ
فیروزہ مجھسے برہم ہوگی مگر جو کچھ ہو سکان کو ضرور سزا دونگا اور بی فیروزہ کو لاؤنگا
اگر بخوشی میرا وصل قبول کیا تو بہتر ورنہ ایسا سحر کروں کہ قلب انکا اُلٹ جائے مثل میرے

وہ مجھپر عاشق ہوں یہ کہتا ہوا باہر نکلا حکم دیا کہ لشکر میں ڈنکا ہو لشکر تیار رہے نقارہ بجنے لگا ادہر ادہر
کنیزین ملکہ فیروزہ کی جو ایک طرف اتری تھین انھون نے سُنا کہ ہماری بی بی سے لڑنے
جاتے ہین بی بی ہماری بالا سے کوہ مین سب اکٹھا ہو کر نکلین فیروزہ صحبت مین بیٹھی ہی
مگر سکان بہت لیے رہی ہو کہتی ہو کیون ملکہ فیروزہ اب کیا ہوگا فیروزہ جواب دیتی ہی
جو کچھ ہوگا وہ دیکھا جائیگا کنیزون آکر بیہ کہین عرض کی واری بہزاد مع لشکر آتے ہین
یہ سُنکر فیروزہ اُٹھی کہا آج بہزاد تصویر کشی بھول جائینگے اُنکو جو گمان ہی کہ مین گرفتار
کر اونگا میری زبان سے نہین نکلتا مگر خدا سے نادیدہ میری مدد کریگا میرے دل مین تو
یہی اعتقاد ہو یہ سب خدائیان باطل ہین مگر مذہب مسلمانان صحیح ہو اُسی پر رجوع کرتی
ہون اگر خدائی اُسکی برحق ہو تو میری آبرو ہاتھ سے بہزاد کے بچیگی اور اگر میری ذلت
ہوئی تو جان جاؤنگی کہ یہ مذہب بھی درست نہین ہو یہ کہکر اُٹھی سامنے کوہ کے آکے
ٹھہری کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی فیروزہ طاؤس پر سوار دو ہزار کنیزین
ہمراہ آمادۂ حرب و پیکار کھڑی ہو مگر یا لک کوہ سکان جادو بھی ہمراہ ہو کہتی ہو واری
مین جانتی ہون کہ قدرت آپ کی بڑی خاطر کرتے تھے مین آپ کے ہمراہ ہون کہ بہزاد نے
جو دور سے فیروزہ کو دیکھا پکار کر آواز دی کیون بی سکان تمنے کچھ میرا خیال نکیا
اگر قفس پایا تھا تو میرے پاس کیون نہ لائین مین یلغار جادو کو سزا دیتا اب یلغارہ
نے مجھسے مفصل کہدیا مین نے اُسکی خطا معاف کی فیروزہ کو لیکر چلی آؤ اور اے ملکہ عالم
مجھسے خوف نکرو مین بدون رضامندی تمھاری دست اندازی نکرونگا یہ تو مین نے
عہد کر لیا تھا مگر نہین معلوم تمکو مجھسے کیا خوف ہو فیروزہ نے جواب دیا کہ اے بہزاد
اب تو لشکر کشی کی ہو جو دل مین ہو وہ کرو مین بھی حاضر ہون آج یہ بھی کھلجائے کہ جو ہارا
کیسا ہو جو تمھارے دل مین گھمنڈ ہو وہ تو ذرا نکلجائے بہزاد نے کہا اے ملکۂ عالم مین تو
امیدوار ہون کہ یہ خطاوار موجود ہو جو مناسب جانیے وہ سزا دیجیے مین اُسیطرح
تابعدار ہون چلی آئیے جو گذرا وہ گذرا بس اتنا امیدوار ہون کہ تا بکوہ تصویر چلیے
شاہان اطراف کا مجمع اُدہر ہو رہا ہو دوکاندار آتے جاتے ہین آپ بھی چلکر میلے مین شریک

ہو جیسے بعد اسکے آپ کو اختیار ہو ورنہ بہت بری طرح پیش آؤنگا وہ سحر کرون کہ مثل ہر
آپ کو بھی معلوم ہو کہ عشق کیا چیز ہو راتین بھیر تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین آپ دوا نہ ترک
ہو گیا اگر اسکے خلاف کیا تو فوج موجود ہو فیروزہ نے کہا او بھیا زیر و شنی کا عشق بگھتا
ہو جو حوصلہ ہو وہ نکال لے تا کہ کوئی حوصلہ باقی نہ رہے یہ سنتے ہی بہزاد نے فوج کو اشارہ
کیا دریا سے فوج مین تلاطم ہوا بہزاد نے آواز دی ہان صاحبو ملکہ کو گرفتار کر لو چہار جانب
سے فوج بلوہ کر کے چلی فیروزہ نے موتیون کا مالا گلے سے اُتارا اور بیقرار ہو کے
پکار اُٹھی کہ اے کریم کارساز و اے بندہ نواز ان دشمنون کے ہاتھ سے بچانے مین تجھی سے
التجا رکھتی ہون یہ کہکر موتیون کا مالا مارا موتی جو ٹوٹے جسپر پڑا وہ جلکر رہگیا تھوڑے
عرصے مین کئی ہزار ساحر برباد ہوئے یعنی جلکر خاک ہو گئے فیروزہ نے بھی کنیزون کو
اشارہ کیا کہ ہان صاحبو یہی وقت ہو کہ اپنے اپنے سحر کا امتحان کرو دو ہزار کنیزین
اسباب سحر تیار کر کے فوج پر جا پڑین جسنے سحر کیا ایک جادوگر کو دیوانہ کر دیا اُس
دیوانے نے دو چار ساحر مارے مگر غول مین فیروزہ گھری ہوئی ہو بہزاد دیکھ رہا ہو
جی مین کہتا ہو کیا بلا کی ساحرہ ہو کہ اتنی بڑی فوج سے جنگ کر رہی ہو اور کوئی ہاتھ
نہین ڈال سکتا خود گھوڑا بڑھایا ہٹو ہٹو کرتا ہوا سامنے فیروزہ کے پہونچا فیروزہ
نے کان سے بجلی اُتاری اور کھینچ ماری برقین گرنے لگین بہزاد نے ہر چند روکا مگر وہ
برقین نہ رکین کئی سو ساحرون کو مار کر دو ٹکڑے کر دیا ایک برق تڑپ کر سر پر بہزاد کے
گری کہ سر اسکا زخمی ہوا سر زخمی ہوتے ہی بہزاد کو غصہ آیا اب تک تو یہی چاہتا تھا کہ اسکو
رضامند کر کے لیجاؤن شاید راضی ہو جائین اب منظور ہوا کہ گرفتار کرون دبا ؤ ڈالون
تلوار کھینچکر بڑھا چاہا وار کرون فیروزہ نے ایک موے سر توڑ کر سحر کیا کہ زنجیر آہنی بنکر
تیار ہوئی وہ زنجیر اسنے تلوار پر بہزاد کی ماری کہ تلوار بہزاد کی ٹوٹی اب تو بہت گھبرایا
حیران تھا کہ کیا سحر کرون کہ اس ظالم سے نجات پاؤن فیروزہ نے نیچہ کمر سے کھینچا بہزاد
سمجھتا جاتا ہو فیروزہ نے سامنے مین تلوار سے لیا چاہتی ہو یہ رکے تو تلوار مارون کہ
بہزاد کو یاد آیا کہ ڈبیہ خاک قبر جمشید کی جھولی مین موجود ہو یہی حکم سامری تھا کہ جب

جان جانا نکلا نہیں ہے تو اسکو صرف کرنا اس سے بہتر ہوگا کونسا وقت ہوگا اجل سر پر کھڑی ہی
اب جان بچنا دشوار ہی دیکھوں کیا ہوتا ہے یہ سوچکر اپنے تئیں جھولی سے نکالی اور خاک قبر
جمشید کو اڑا دیا آخرش پر ظاہر ہوگا کہ اس سحر کا کوئی توڑ نہیں ہی جیسے ہی خاک اڑتی
فیروزہ دیوانہ ہوگئی اور بیہوش ہوئی بہزاد نے چند کنیزوں کو للکارا کہ ارے تم کیوں بے
ترتی ہو بلور انوج سے بچو گی میرے قریب آؤ ملکہ کو اٹھا کے لے چلو میں اب بھی بہ آسانی پیش
آتا ہوں مگر اب ہر دن حصول وصل باز نہ آؤنگا دیکھوں تو یہ کیا کرتی ہیں کنیزوں نے
آکر ملکہ کو اٹھایا اور کنیزیں حاضر ہوئیں سب کو بہزاد نے ساتھ لیا اور سکان سے اشارہ
کیا کہ تمہاری بھی خطا معاف کرتا ہوں بالا سے کو وہ جا کر بیٹھو سکان ناچار پلٹ گئی مگر
کنیزیں مقرر کیں کہ دریافت کرو بہزاد کیا کرتا ہی مگر بہزاد نے فیروزہ کو قفس آہنی میں
بند کیا مسلسل بھی کر دیا اپنی بارگاہ میں آیا چند ساعت کے بعد ملکہ ہوشیار ہوئیں اور
اپنے کو دیکھا کہ قفس میں بند ہوں بہزاد سامنے بیٹھا ہوا ہے کہہ رہا ہی کہ اے ملکۂ عالم ہے آ
ساحری و جمشید پیری مصیبت پر رحم کرو اگر مجھے قبول کر لو گی تو عمر بھر خدمتگاری کرونگا
تم بیٹھا سلطنت کرو سب تمہیں کو اختیار ہوگا نام ساحری و جمشید سنکر ملکہ نے کہا اپنے
تو میں لعنت کر چکی ہوں انکا واسطہ کیوں دیتے ہو یہ مکار تھے دعوی خدائی کرکے
مر گئے اب یہ جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی خداوند بنکر بیٹھا ہی اپنے بزرگوں کی کتاب کو کتنا
ہی منسوخ کر چکا اور یہی گمان کرتا ہی کہ طلسم فتح نہ ہوگا اے بہزاد جسدن سے یہ مسلمان آئے
ہیں نے کاہنوں و نجومیوں سے دریافت کیا ہر ایک نے یہی جواب دیا کہ عمر طلسم تمام
ہوئی اور جمشید یہی کہے جاتا ہی کہ طلسم فتح نہ ہوگا اے بہزاد جو تجھے ہو سکے تو مجھ ذکر و
میں تمکو قبول نہ کرونگی بہزاد یہ سنکر بہت جھلایا طرف سرداروں کے متوجہ ہوا انسے
صلاح کی لے انکا سب نے کہا حضور یہ ان خونی کی تیاری کیجیے اور قفس جلاد کو دیکر
حکم قتل دیجیے جان کا بڑا خوف ہوتا ہی ملکہ ضرور قبول کرینگی یہ سنکر بہزاد نے حکم دیا کہ
میدان خونی کی تیاری کرو اسیوقت وہ دین استادہ ہوئیں جلاد شلنگیں لگانے لگے
آوازیں دیتے تھے کہ ایک ہاتھ میں سر کو قلم کرتے ہیں مگر حکم اول ہو بہزاد جھکر دیجیے گا

بہزاد نے اشارہ کیا کہ جلاد اسکو قتل کر دے ایسے اسنے صدمے دیئے کہ اب قلب مین طاقت
نہین ہے کہ یہ مصیبت اُٹھاؤن جلاد نے ملکہ کو قفس سے نکالا گردن پر تولے کا خط و پھینچ
کھینچکر جلاد سرپر آیا اسوقت فیروزہ نے دلکو طرف پروردگار کے متوجہ کیا اور پکار
اٹھی کہ ای کارساز زمین و زمان و ای معین و مددگار بیکسان کنیز کو اس آفت سے بچا
اس ظالم کی بدعت سے کیونکر بچونگی تقضاے کارساز صاحبقران زمان کہ لشکر مین ہین اور
بادشاہ جمجاہ قید خانے کو فتح کرکے اُسی مقام پر صحرا مین آتے ہین جہان پر تاجدار ساتھ
مین بارگاہ زربفت استادہ ہے کہ انکا ذکر کیا جا چکا مگر صاحبقران نے فرمایا ای میثاق دو
ہفتے سے زیادہ گزرے کچھ خبر نہین معلوم کہ ہمارے فرزند بادشاہ پر کیا گزری حقیقت
مین کبھی ایسے صدمے شاہ نے نہ اُٹھائے تھے اگر مناسب جانو تو شہریار کو تلاش کرو
میثاق نے کہا حضور تو کوچ کرین اور طرف کوہ تصویر کے چلین کہ کوہ تصویر پیدا ہے
کل تاجدار وہان آئینگے اپنی اپنی نذر و نیاز مانین گے حضور تو اودہر چلین غلام
آپ کا سعد شہریار کو دریافت کرتا ہوا قریب کوہ تصویر حضور کو ملیگا بہار اعجاز بیان
نے کہا ای میثاق مین بھی چلونگی سردار حسینان بھی اپنے مقام سے اُٹھین میثاق نے
ایک تخت سحر تیار کیا دونون شاہزادیان میثاق کے ہمراہ ہوئین تخت اُڑتا ہوا
چلا جسطرف سے تخت میثاق گزرتا ہے غول کے غول اور رغٹ کے غٹ میلہ والونکے
دکھائی دیتے ہین حلوائی و نانبائی کھلونے والے ہنڈولا جھلانے والے و تنبولی و
ساقی مع ساقیون کے اسباب سب کے لیے ہوے ساتھ ہین ہر مقام پر یہی ذکر
ہے کہ صاحب چلکر خداوند سے ملاقات کرین ایسی کرامت کہان ہوگی کہ پتھر کی تصویر مثل
انسان کے باتین کرتی ہے جو بات پوچھو وہ بتادیتی ہے سبکے سال جو انقلاب ہوا ہے
اسکے بارے مین بھی دریافت کرینگے کہ قدرت کیا فرماتے ہین طلسم فتح ہوگا مسلمانون سے
آپ راضی ہین ساحرون سے بیزار ہوے کہ کل قلعین تباہ ہو رہی ہین مسلمان پہنچے
چلے آتے ہین بہار اعجاز بیان نے کہا ای میثاق کیا ان لوگونکے یہ اعتقاد ہین کہ
تصویر پتھر کی حقیقت مین باتین کرتی ہے میثاق نے کہا مین کئی مرتبہ کوہ تصویر پر گیا کیا

بڑی بات نہ ساحر کو اختیار ہو کہ سحر کرکے اپنے کو غائب کرے پشت پر تصویر کی بیٹھو ہے
جو کوئی سوال کرے تو یہی ساحر جواب دیدے گا ہو ملکۂ عالم اب سب کا حال سنئے کہ تما
تخت اڑائے ہوئے میثاق آتا ہے تمام سحر اسیروں سے بھرا ہوا اور بعد جانے میثاق کے
صاحبقران نے بھی کوچ کیا ادھر بادشاہ جہاہ سعد شہریار نے لوح کو ملاحظہ کیا اور پتہ
پایا کہ طرف کوہ تصویر کے جائیے سعد شہریار بھی سوار ہوئے صرف وہی چار سو تاجدار
ساتھ ہیں منزلیں طے کرتے ہوئے جاتے ہیں مگر یہاں وہ وقت ہے کہ بہزاد ملکہ فیروزہ کو
ڈرا رہا ہے مگر فیروزہ وہی کہے جاتی ہے کہ میں سامری وجمشید پر لعنت کرتی ہوں اے بہزاد
اگر تو میرا بند بند جدا کر ڈالے تو بھی میں تجھکو قبول نہ کرونگی جو تجھسے ہو سکے تقصیر نہ کر لیکن
بہزاد جلاد کو اشارہ کرتا ہے کہ قتل نہ کرنا خنجر چمکا کر ڈرا کنیزیں فیروزہ کی حیران کھڑی دیکھ
رہی ہیں آپس میں کہتی ہیں کہ صاحبو ہماری مالک پر یہ جفا ہو اور ہم دیکھ رہے ہیں جنہے
انکا نمک کھایا ہے کیا تدبیر کریں مگر فیروزہ مجبور ہو کر آنکھوں سے آنسو جاری رجوع
قلب سے دعائیں مانگنے لگی کہ اے رحیم رحم اپنا شریک کر تیری ذات کو بقا ہے اور سب کو
فنا ہے میں نے بے کسی کے بجھانے تیرا اعتقاد کیا ہے بیقرار ہو کر جو فیروزہ نے دعا کی
میثاق کوہ گردان تخت کو اڑاتا ہوا اس صحرا میں پہونچا آسمان سے دیکھا کہ ایک
مہ جبین نہایت حسین وجمیل آنکھوں سے آنسو جاری ثابت ہوتا ہے کہ صدف کا منھ
کھلا ہوا ہے گوہر آبدار اشک نکل رہے ہیں میثاق فیروزہ کو دیکھکر طرف بہار کے
پلٹا کہا اے ملکۂ عالم دیکھیے اس مہ جبین نے کیا خطا کی ہے کہ جلاد تلوار کھینچے ہوئے سر پہ
کھڑا ہے وہ ساحر مغرور سیاہ نام بد انجام حکم قتل دے رہا ہے میرے دل کو تو یہی یقین ہے
کہ شاید یہ شاہزادی طرف بادشاہ کے متوجہ ہوئی ہے اسی جرم پر یہ ساحر قتل کرتا ہے یہ سنکر
سردار حسینان نے جواب دیا کہ اے میثاق اسکو بچاؤ میں سحر شروع کر دوں بی بہار کا
ہاتھ چلے اور یقین ہے کہ یہ شاہزادی بھی ساحرہ ہو رہا ہوتے ہی آفت برپا کرنگی میثاق
نے اشارہ کیا بسم اللہ سردار حسینان تڑپ کر گری ملکہ فیروزہ کو اٹھا لیا بہزاد نے
جو دیکھا کہ ایک شاہزادی آسمان سے اتری اور فیروزہ کو لیے جاتی ہے پہچانا کہ یہ تو

سردار حسینان ہو۔ تو مرت سے شریک بادشاہ اسلام ہوگئی تم کیا شاہزادی ہو حسن مین سب سے اعلیٰ ہو بقول شاعر

نظم

بُت مین اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھا　　وہ تجلی تھی کہ موسیٰ سے نہین ایجا سے ہوش
غرق دریاے جواہر مین قدم سے تا فرق　　زیور نور درمنشور زیب بدن گوہر پوش
کان کی بجلیون مین تابش برق مطور　　اختر بخت سبیحان تھا کہ نجم بر گوش
روے تابان تھا کہ میری شب امید کی صبح　　مہر سے ذائع کی رسائی تھی کہ گیسو سر دوش
وہ جبین جسکی محبت کا دلِ بدر مین داغ　　خم ابرو وہ کہ جسکا مہ نو حلقہ بگوش
حلقہ چشم سیہ یا در میخانہ ناز　　مردمک آنکھ مین یا مغبچہ بادہ فروش
متحرک لب نازک تھے مثال گل برگ　　متبسم صفتِ غنچہ دہانِ خاموش
شیشہ میکدہ حسن گلو سے زیبا　　جس مین لبریز نزاکت کی شراب سرجوش
حور آئین و قمر طلعت و آئینہ جمال　　نسترن پیکر و شمشاد قد و گلگون پوش
کبھی غمزہ کبھی عشوہ کبھی شوخی کبھی شرم　　بیحجابانہ کبھی جلوہ نما گہ خاموش
جنبش لب کا ارادہ تھا کہ کچھ بات کرے　　نازکی کا یہ اشارہ تھا کہ بس بس خاموش

بہزاد یہ جمال بے مثال دیکھکر حسن فیروزہ کو بھول گیا پکار اٹھا کہ ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی یہ کیا گستاخی ہی کہ آپ میرے ___ بناوٹ کرتی ہین مین حیران ہون کہ آپ کو اپنے کیا تو سل ہی سردار حسینان نے کچھ جواب نہ دیا اور بلند ہوکر فیروزہ کی زبان سے سوزن نکالی فیروزہ جو رہا ہوئی قید کو توڑ کر پھینکا کہا کہ ای شہنشاہ حسینان آپ کیونکر تشریف لائین یہ ملعون کوچ کیے ہوے آتا تھا جب برابر کوہ فیروزہ پہونچا تو مین نے سامان دعوت کیا یہ بیحیا مجھکو دیکھکر عاشق ہوا پہلے سوال کیا مین نے جواب صاف دیا یہ بیحیا چاہتا تھا کہ جبر کرکے وصل حاصل کرے مین نے سامری و جمشید پر لعنت کی اور مذہب خدا سے نادیدہ کا اعتقاد کیا اُس کریم و رحیم نے آپ کو بھیجا اب مین آپ ہی کے ساتھ رہونگی میثاق کوہ گردان یہ باتین فیروزہ کی سنکر مائل تو ہو ہی چکا تھا گود جھولی سے نکالا لشکر بہزاد پر پھینک مارا دیکھا

گئیں ہیں فیروزہ کی بھی اٹھنے لگیں سکان نے کوہ سے یہ معرکہ دیکھا یہ بھی آکر شریک فیروزہ ہوئی دس بارہ ہزار جادوگر لیکر آئی اور للکار کر کہا اے میثاق میں بھی مطیع اسلام ہوئی ان ساحروں سے بیزار ہو گئی اب تو سب ساحر آپس میں ملگئے جنگ ہونے لگی بہار نے جب دیکھا کہ مغلوبہ ہو رہی ہے ہار پھولوں کا گلے سے اُتار اسم پڑھکر پھینک مارا کہ ایک غول پر پھول برسنے لگے کئی ہزار ساحر مبہوت ہو کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوئے سامنے بہار اعجاز بیان کے آئے

نظم

قمریاں کہتی ہیں باہم دیکھکر بالائے سرو — اُس سہی بالا سے آتی ہے بلا بالائے سرو
رو سہی قامت کرے گلگشت تیرے ساتھ گر — گلشن عالم میں ہو جائیں اگر دو جائے سرو
قمریاں کہتی ہیں کوکو چمن میں ہر طرف — ہو یہ کاہیدہ تو ترے آگے گر بچلسے سرو
وہ سہی قد مرغ دل کی قدر کیوں کرتا نہیں — باغ میں دیکھی ہیں اکثر قمریاں بالائے سرو
فصل گل میں کیوں نہیں دیتا نہ دے ای سیمبر تن — ساغر دل میں بھرونگا بادۂ مینا سے سرو
عقل اگر ہوتی تو ہوتیں اُس سہی قد پر نثار — جانور میں ایسے ہیں قمریاں شیدائے سرو
آگیا رونا مجھے باز آئے گھر جانے سے آپ — بن گیا ہے آب جو زنجیر پائے سرو
قد وہ بوٹا سا نہیں بڑھتا تو اور بھی حسن ہے — بس مجھے گلبن ہی کافی ہے نہیں پروائے سرو
آج اُس سرو رواں کا قصد ہے گلگشت کا — قمریاں کہتی ہیں پھر ہنگی جائے کو کو ہائے سرو
باغ عالم میں بھلا موزوں زکیوں مشہور ہے — مدتوں ناسخ کے اشکوں کا جو پانی پلے سرو

آخر اُس غول کا سامنے بہار کے آیا عرض کی اے شہنشاہ اقلیم حسن و جمال اے ماہ آسمان کمال پانچ ہزار ساحر میرے ہمراہ ہیں جو حکم ہو وہ بجالاؤں بہار نے اشارہ کیا کہ فوج بہزاد کو قتل کرو پانچ ہزار ساحر جو پلٹے فوج بہزاد پر جا پڑے بہزاد نے دیکھا کہ ایک طرف فیروزہ دوسری جانب میثاق کوہ گردان تیسری سمت سردار حسینان چوتھی طرف سکان جادو بارہ ہزار ساحروں کو ساتھ لیے ہوئے لڑ رہی ہے سمجھا کہ اب جان بچنا دشوار ہے شکست فاش کھا کر بھاگا میثاق دور تک تعاقب کرتا ہوا گیا مگر بہزاد شکست خوردہ طرف کوہ تصویر کے گیا میثاق اُس جمعیت کو لیکر اُسی مقام پر آتا فیروزہ سے

باتین محبت کی ہو رہی ہین فیروزہ کو بھی حرمت میثاق کے توجہ ہر دل سے کہتی ہو کہ ای فیروزہ
شکر ہی کہ بادشاہ سے ملنے کا طریقہ ہین پڑا یہ وزیر اختر خند وند صاحب مرتبہ ای پوچھا کیون
صاحب کیا ارادہ ہی میثاق نے کہا ہم بھی سیلہ دیکھین گے یا تو ہمراہ جمشید کے آئے
تھے یا براے مقابلہ جمشید جاتے ہین یہ باتین تھین کہ قیصور رجنی آ کر بیٹھا میثاق
نے کہا ای قیصور کہان سے آتے ہو قیصور نے بیان کیا کہ بادشاہ جمجاہ سعد بن
قباد نے زندان خانہ طلسمی فتح کیا جا ۔ و تاجدار اُنکے ساتھ ہین انکو بھی لوح نے ہدایت
کی ہو کہ آپ بھی کوہ تصویر پر جائیے میلہ جا کر دیکھیے میلے مین جنگ عظیم ہو گی تو ای میثاق
مین بادشاہ کے خیال سے جاتا ہون کوہ تصویر پر ملاقات کرونگا فوج جنات بھی
آئی ہو جن بھی سب شریک جنگ ہونگے حاکم کوہ تصویر کا نقاش جادو بڑا ساحر
زبردست ہی ای میثاق سب سامان اپنا درست رکھنا تاجر بنکر آؤ یہ کہکہ قیصور رجنی
رخصت ہوا لبس میثاق نے اپنی قطع تاجرون کی بنائی بالکل وہ خیمے جو بہزاد کے لوٹے
ہین اُن سب کو ساتھ لیا اور کوچ کر کے طرف کوہ تصویر کے چلا یہان نقاش جادو
کہ میلے مین اسی کا انتظام ہر دوکانین جابجا درست کرا رہا ہی تاجدار جو آئے ہین انکو
اُتار رہا ہو کہ ایک طرف سے فوج کا ٹڈی ہوا بہزاد نے آ کر نقاش سے ملاقات کی
نقاش نے پوچھا کیون خیر تو ہی بہزاد نے سب کیفیت اپنی بیان کی کہ میثاق نے
آگ برسادی مین شکست کھا کر بھاگ آیا ورنہ جان نہ بچتی ای نقاش کیا تعجب ہی کہ میثاق
بھی اس میلے مین آئے نقاش نے کہا میلے مین کسی کی مجال نہین ہی کہ غیر مذہب آ کر آ جائے
اور قدرت خبر نہ دین مین گھیر کر سب کو مار لونگا یہ کہکر بہزاد کو اُتارا آپ بر سر کوہ آیا
سامنے تصویر کے کھڑا ہوا ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ یا خداوند بہزاد شکست کھا کر آیا ہی
مین نے اسکو اُتارا ہی یقین ہی میثاق وغیرہ بھی آوین ہر چند نقاش چیخا مگر تصویر نے
کچھ جواب نہ دیا نقاش بہت حیران ہوا سمجھا کہ آج قدرت خفا ہین جواب نہین دیتے
جب نقاش قدمون پر گرا تو تصویر سنگی سے آواز آئی کہ ای نقاش جو کچھ ہو سکے وہ
انتظام کر و اب کا سیلہ تجھے فسانہ کا ہو دریا سے خون جاری ہونگے دیکھیے قدرت بھی

رہین یا نہ رہین اس جمشید ثانی نے وہ آتشین ہوا کی ہین کہ اُسکو کچھ کہہ نہین سکتا آجتک
سبب انتظام یہی ہے جو فکر ہین کہین وہ حسین جوان طلسم شہریاریان شہ بیک طلسم کشا ہو مین دیکھ
سمجھے زیادہ جیسو کیا ہوگا کیسا کچھ ہوگا کہ قدرت کو بھی تردد ہوگا آج ہو جا پاٹ کر یو جب
دیو پر انقلاب پڑیگا تو قدرت کہان رہینگے آخر چلے جائینگے نقاش خاموش ہو کر
نظارہ یہ کوہ بارگاہین تماشہ اور ان کی استادہین فوجین اتری ہوئی ہین دوکاندار لوگ
دوکانین لگائے ہوئے بیٹھے ہین ایک طرف صرافہ جوہری بازار زیورہائے سیم و
زر سے کمال تکلف سے آراستہ ہے جوہری بیچے نیچے جامے پہنے ہوئے گلنار پگڑیان پیچ
اپنے سرون پر رکھے ہوئے کانون مین سونے کے بالے اُنمین مروارید پڑے ہوئے
ہر دوکان پر خریدار لگے ہوئے بیع و شری ہو رہی ہے دوسری جانب بزازہ اطلس
وکمخواب کے تھان کھلے ہوئے ہین دلالون کی بول چال ہے خرید و فروخت کا شور ہی
ایک جانب حلوائی خوانچے رنگ برنگ کے لگے ہوئے سونے چاندی کے ورق
مٹھائی پر آراستہ شیرین زبانی سے بول رہے ہین کہ دھاو چڑھا میدا ہے پوریان وغیرہ
اُتر رہی ہین خریدارونکا مجمع ہے ایک طرف گلفروشون کی پکار بیلا چنبیلی کے ہار جابجا
لٹکے ہوئے ہین آوازین دیتے ہین کہ بہار جوہی مین کون البیلا ہے کہ بیلے کے ہار پہنے
پلنگ توڑ بیلا ہے دو جانب درختون کی صف ہے قطار در قطار کھڑے ہین اُنکے نیچے
جانبین مین پالکین استادہ ہین بھنگیہ نین آباد ہین گوری گوری صورتین حسین و جمیل
جوڑے ترچھے بندھے ہوئے دوپٹے سینے سے ڈھلکے ہوئے بے تکلف بیٹھی ہین
جوانان خوشرو رنگین دوپٹے کاندھون پر ڈالے ہوئے آنٹے ترچھے بہتے ہوئے
آئے کسی نے روپیہ پھینکا کسی نے پیسے دیے اور ہنسکر کہا کہ بی ساقن صاحب ہم تو
تمھارے پرانے خریدار ہین کوئی تم سا البیلا ن کا اپنے جھجے سے نکالکر پلاتا ساقن نے
فوراً چلم بھر کر تیار کیا سامنے اُس جوان کے پیش کیا جوان نے ہنسکر کہا ذرا منھ
لگا دو ساقن نے دم لگایا دھوان پیچ و تاب کھاتا ہوا طرف آسمان کے چلا جوان
نے کہا کہ یہ دود دل عاشقان ہے ایک عاشق تن نے آواز دی او جان جہان واہ

آرام دل مشتاقان ہمکو دم ہی دم مین رکھو گی ذرا اس شعر کو یاد کرو جسمین کہتا ہون فرد
نہ آزاہد کے دم مین کھینچ دم تیرے سونکا رند تیرے ہو پیارے دم ہی کا تو فرق ہی مردے و
زندون مین ہو ساقین نے جلکر جواب دیا شعر نہ آزاہد کے دم مین تو اگر تیرے دمن کا
پکا ہی ہو بہشت اک باغ ہی دوزخ بھی اک شرعی ڈرکا ہی ہو تمام بازار مین دُکانون کا
آسمان بنا ہوا ہی ہزار ہا جوانان خوشرو آوازے پھبکتے پھرتے ہین وہ نازنینان ہین
بھی جواب دیتی ہین ایک طرف کنجڑین ٹاپٹی کے لہنگے پہنے نینو کے دوپٹے اوڑہے
ہوے کنگھی چوٹی سے آراستہ ہاتھون مین چاندی کے کڑے انگلیون کی پورین
گنڈیری دار چھلے سینہ ابھرا ہوا اپنا اٹھتا جوبن دکھا رہی ہین معلوم ہوتا ہی جیسے پڑیون
مین دو گولے یا انار قندھاری رکھے ہوے ہین دانا لوگ دیکھ دیکھکر یہ شعر پڑھتے
ہین شعر ادہر دکانِ کنجڑن کیا سبز رنگ میتھی ہو سویا جو پاس ہوتا جیجا جاتی سرتیتی ہی
ایک سمت کبابی سوختہ جگر ان نازنینان مہ جبین کو دیکھ دیکھکر بھن رہے ہین دوسری
جانب کھلونے والے اپنی صناعی دکھا رہے ہین جابجا ہنڈولے اپنی جوبن دکھا رہے
ہین کسی جگہ گنڈ ہو رہے ہین کہین کٹ کھنے والون کا جماؤ ہی کچھ لوگ داڑے بجا بجا کر
شراب و خیال مین مصروف ہین چوبدار ہون پر مداری اپنا پتہ مار مار کر تماشا دکھا رہے
ہین نٹون کے ڈھول کا شور گھوسیون کے برہونکا نور سوانگ کے تختون مین لاگ
ڈانٹ جابجا اڑتے ہوے رنگیلے جوان کھڑے ہوے یہ سیر دیکھ رہے ہین بازار مین
عجب ہنگامہ ہی ایک جانب بھٹی شراب کی اسپر میکش شراب پی رہے ہین اور اپنی
اپنی زٹیٹ اڑا رہے ہین کچھ لادمن سے مطلب نہین کوئی مصرع آدھا نکلکر رہگیا کوئی پورا
پڑھگیا عجب بدمستون کی للکار ہی بہشتیون کے کٹورون کی جھنکار ہی ایک جوان نشے
سے ہوشیار ہو کر سب سے آگے بڑھا اور یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

بتا دے خلد مین ہی یا سقر مین جو ہے شراب	کرو ادعا کرین محشر مین جستجو ہے شراب
بہا جون خاک پہ اب تک ہی جستجو ہے شراب	بجاے روح ہی بھوبے کوئی سبو ہے شراب
نہ پائین زاہد بے آبرو شراب کہین	نہ اپنے ہاتھ کہین کھو مین آبرو ہے شراب

ہون شراب کشی سے خم شہ اب بنا
ہے اپنی روح بدن مین بہ رنگ بوے شراب

حضور پہول کے برگ غنچہ ہوت کیا مرتبہ
بھلا ہے بنگ کی کیا قدر روبروے شراب

سرا کچوار وہ شیرین دہن ہے او فرہاد
منگا ئیگا عوض جوے شیر جوے شراب

برنگ جام ہوئین آنکھین ساقیا پرخون
ترے فراق مین دیکھا جو مین نے سبوے شراب

حساب بے ہی یہی کون جاے مسجد مین
شراب خانون مین ہاتھ آے ہم سبوے شراب

کیا ہے آج تو مجلس کو مست اومضطرب
تری ستارے کی تو نیہی ہے کیا کرے شراب

یہ ناتوان ہوا ہون فراق ساقی مین
شراب کا ہے مجھے ولولہ سبوے شراب

نہ ساقی کو شروب مین اے ناسخ
عدو وہی ہے ہمارا جو ہے عدوے شراب

غرض طرحکا ہنگامہ برپا ہے مثل مشہور ہے کہ دور اول جسکو طوطا بن کہتے ہین دور دیگر بازبن ہے دور سوم گدھا بن ہے یعنی جہان دور اول پیا ایک کی ایک تعریفین کرنے لگا جب دو سرا دور نوش فرمایا تو دست درازی شروع کی جہان تیسرا دور پیا جا کے منہ ہی مین گرپڑے اگرچہ اوندھے پڑے ہوے ہین مگر لاؤ لاؤ کہہ رہے ہین کوئی ناچ رہا ہے کوئی تھرکتا ہے کوئی کسیکی تعریفین کررہا ہے بعض جوانان وضعدار آمد ورفت کا خوف کرکے نخل کی آڑ پکڑ کر بیٹھے ہوے تنبولنونکے ہاتھوں سرخرو ہورہے ہین مگر نشے مین شراب کے دوہرے ہوے جاتے ہین جب شراب ہوگئی تو سر سے اپنے دوپٹہ کمر سے میفروش کے سامنے لاے کہ اسے رہن رکھو تو مگر ایک اودھا اور دو بعض نے جوتا اتار کر پھینکدیا برہنہ دوڑے دوڑے پھرتے ہین بعض جو میخوار وضابطہ ہین وہ نشے کو ضبط کیے چپ چاپ کھڑے ہوے ہین اگر کوئی جانور اڑ کر سر پر سے گذرا تو سمجھا لیا سمجھے کہ کسی نے ڈھیلا مارا بعض نشے کی دھن مین جھکے ہوے جاتے ہین جو کسی نے پوچھا کہ میان برادر جھکے ہوے کیون جاتے ہو کہا بھائی ایسا نہ ہو کہ ہم سر اٹھائین اور آسمان کی ٹکر لگ جاے بعض غل مچا رہے ہین میفروش اپنی دوکان پر بیٹھا ہے گلابیان جی رکھی ہین بوتلین بھری ہوئی ایک ایک کو دیتا جاتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اے بھائی کم پینا شراب نوکشیدہ تمھاری عقلمندی سے بعید ہو دو جام سے زیادہ نہ پینا

وہ جواب دیتے ہیں کہ اے صاحب ہم ہمیشہ کے پینے والے ہیں کہو تو چلو لگا کر خم کے خم پی جائیں اور معلوم نہ ہو شعر پیا رہ جام شراب ساقی بھرنہ لائیں کبھی خود میں ہزار ہا خم پیے ہیں خالی گیا ہے لیکن خمار اپنا جابجا ناچ ہو رہا ہی بھیر رین اڑ رہی ہر ستارہ سحری چمک رہا ہی رات اسی ہنگامے میں گذری اب وہ وقت آیا کہ سائل بالا سے کوہ جانے لگے حجرے میں جا کر نذر دینا چڑھاتے ہیں سامنے تصویر سنگی کے پوجا پاٹ کرتے ہیں کوئی گڑگڑا رہا ہی کہ یا خداوند سامری کئی شادیاں کر چکا ہون مگر اولاد نہیں ہوتی کوئی منت کر رہا ہی کہ میں کئی سال سے بیکار رہون کوئی کہتا ہی شاہ کی مہربانی کم ہو گئی یا خداوند دعا کیجیے کہ وہی عہدہ ملے کوئی پلٹن مانگ رہا ہی کوئی رسالہ مانگ رہا ہی نقاش سب کی نذرین پیش کر رہا ہی کشتیان گذر رہی ہیں گرد تصویر کے پھولوں کے ہارون کا انبار ہی جو اندر سے نکلا ہار اسکے گلے میں پڑ گیا تنتناتا ہوا چلا جاتا ہی کہ میثاق کوہ گردان بھی یہ شکل تاجر آیا چند کشتیان مزدورون کے سر پر رکھی ہوئی ہمراہ آتے ہی وہ کشتیان سامنے نقاش کے پیش کین نقاش نے وہ کشتیان سامنے تصویر کے رکھین مگر میثاق باہر نکل آیا نقاش نے وہ کشتیان جو سامنے تصویر کے کین ایک آواز ہیبت ناک آئی کہ اے نقاش یہ کشتیان ہٹاؤ ان کشتیون سے بوے دشمنی آتی ہی بڑے تعجب کی بات ہی کہ مسلمان اندر دیکھے آیا یہ جو تاجر آیا تھا یہ تاجر نہیں ہی قدرت فرماتے ہیں کہ یہ میثاق کوہ گردان تھا جانے نہ پاے بالا سے کوہ گھیر لو اور باندھکر ہمارے سامنے لاؤ ہم اس سے دریافت کرین کہ تیرے آنیکا کیا باعث ہی کچھ مراد مانگتا ہی ہم خداوند ہیں دوست دشمن سب کی مراد دیتے ہیں اے نقاش جلنے نہ پائے اسکو بس تو ثابت ہو کہ قدرت کے یہان جانے میں یہ نفع حاصل ہوا کیونکہ جمشید ثانی ہمارا چھوٹا بھائی ہی جو اس سے برگشتہ ہوا قدرت اسکو اپنا دشمن جانتے ہیں نقاش نے آواز دی کہ اے سوداگر صاحب کو بلالو میثاق گماشتون کے قریب پہونچا تھا کہ ایک سوار نے گھوڑے سے کود کر ہاتھ میثاق کا تھام لیا میثاق نے ایک تمانچہ مارا کہ سر اسکا اڑ گیا اب تو غل ہوا ہمارا اعجاز بیان وسردار حسینان

وفیروز وتاجدار وملکہ سکان وچند افسر دیگر گھاٹیون پر کھڑے تھے اول بہار نے گلدستہ مارا کہ پھول برسنے لگے جب یہ پھول گرا وہ جلکر خاک ہوا ادہر سردار حسینان نے زنبور کمر سے نکالکر پھینکدیا تلوارین برستے لگین سیکڑون کے سر کٹکر گرے جب معروف جناب ہوا اُسنے اپنے نام کا نعرہ کیا مگر صاحبقران زمان مع لشکر ظفر اثر ایک طرف آکر اترے تھے شب بھر میلا دیکھا کیے صبح کو بارگاہ مین آئے خواجہ حاضر خدمت ہوا آواز گیر ودار جو سُنی تو صاحبقران نے ہرکارون کو بھیجا کہ خبر تو لاؤ کہ زیر کوہ یہ کیسا ہنگامہ ہے ہرکارے گئے اور واپس آکر عرض پرداز ہوے کہ میثاق کوہ گردان وملکہ بہار اعجاز بیان وسردار حسینان زیر کوہ سب گھرے ہوے ہین فوج بہزاد نقاش معروف جنگ ہے صاحبقران یہ سُنکر سوار ہوے امیر کے ہمراہ سب سرداران نامی وپہلوانان گرامی بھی چلے امیر اشقر پر سوار زیر کوہ پہونچے تو دیکھا کہ میثاق لاکھون کے بیچ مین اکیلا لڑ رہا ہے جدھر رُخ کرتا ہے ساحر بھاگتے ہین اور بہار اعجاز بیان نے کئی گلدستے مارے طرف سے ہوا کے آواز آئی کہ چند خوش آواز ابھی سوز وگداز یہ اشعار عاشقانہ گاتے ہوے آتے ہین

نظم

مظہر وہ بُت ہے نور رضا کے ظہور کا
ساقی سے وصال مین عالم ہے نور کا
جس شعلہ رو کو دیکھیے عالم ہے نور کا
ہین پانؤن تک جو بال مرے مہ کے پیچ
دیوان کیون بھرون حسینونکے ذکر سے
کوثر کی موج کیون نہ ہوا پنی نگاہ پاک
او شہسوار اگر نہ کیا کشتۂ نگاہ
جھمک جھمک کے شیشے ملتے ہین انکے پیچ
آواز تیری نغمۂ داؤد ہے اگر
ناسخ لگے جو سنگ تو سودا نے یہ کہا

نقش قدم سے سنگ کو رتبہ ہے طور کا
چمکا دے چاندنی مین پیالہ بلور کا
ٹیلا ہمارے شہر مین ہے نام طور کا
جاڑے مین ہو گیا ہے لبادہ سمور کا
قرآن مین بھی تو ذکر ہے غلمان وحور کا
یان چشم تر ہے جام شراب طہور کا
پہونچا دے قبر مین یہ نتیجہ [illegible] کا
یہ میکدہ مقام نہین ہے غرور کا
عالم ہے صاف مصحف رُخ پہ زبور کا
ہر سنگ مین شرارہ ہے [illegible]

ابن نوح نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک نازنین خوشرو نگار رخسار محبوب طرحدار پشت برگی پر بیٹھی تماشا مذکور کر رہی آتی ہو جسکی نگاہ اسپہ ہوگئی حیران جمال و محو دید ار ہوا اسپر بلا رفت یہی صدا ہو کر او آئینہ رخسار اسطرف آؤ ہم تمہارے مشتاق ہین جسطرف وہ نازنین بیٹھی ہے سکے پرسے درہم و برہم کردیے فیروزہ تاجدار نے سدہا دکانین الٹ دی ہین دکاندار بھاگے بھاگے پھر رہے ہین ہر انہ بزاز دو لٹنے لگا کوئی تھان لیے بھاگا جاتا ہو کسی نے مراد کی تھیلی اٹھالی کوئی حلوائی کی دوکان سے مٹھائی لوٹ کر کھا رہا ہو امیر نے جو دیکھا لاکھون ساحرون نے میثاق کو گھیرا ہو مگر وہ خیر صوات بڑے انتظام سے لڑ رہا ہو فوج بے حد و بے حساب ہو نقاش و بہزاد پہاڑ سے سحر کر رہے ہین تو اگر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

منم اختر برج عز و جلال	منم ماہتاب سپہر کمال
ہمہ دون نہ ہیثم فراری شدہ	زمن دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کو چک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد	کہ صاحبقران در جہان نام شد

صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوے آگے تمام سرداران تہمتن وجوانان صف شکن پہنچکے خوف سے نیچے نیچے اپنے اپنے چلے آتے ہین کوئی تیر اندازی کر رہا ہو کوئی نیزہ و بلا تا ہو لندھور کا گرز چل رہا ہو مالک کا نیزہ دو زبانہ تمام نیزہ وران عرب نیزہ بازی کر رہے ہین ایک طرف نورالدہر ایرج سے جنگ مین بھی تکرار ہوتی جاتی ہو اور ایرج کا ہر مرتبہ للکارتا ہو کہ او کشتی گیر زادے اس غول پر تو آ نورالدہر فرماتے ہین کہ او تاجر زادے تو جنگ کیا جانے دوکانداری کرنا بہتر ہو حقیقت مین تجارت ست تھکو بڑا نفع ملا کر اس رتبے کو پہونچا تاک تاک کے دونون جوان افسرونکو مارتے ہین آواز اسم اعظم صاحبقران کی بلند ہو نوح نقاش کا نقشہ بگڑ گیا ہو ہر شخص مائل بفرار ہو نقاش بالاے کوہ سے پکار رہا ہو ارے او نامردو کیون بھاگے جاتے ہو مسلمانون سے چوتنے ہو سب کو گرفتار کر لو ارے تمہارا سحر نہین چلتا ساحر آواز دیتے ہین ای

بادشاہ ساحران کیونکر سحر کرین جب سحر شورت نکالتے ہین بدن مین آگ لگ جاتی ہی
اسی خوف سے سحر نہین کرتے کہ ایسا نہو سحر کرکے مطعون و بدنام ہون حمزہ کی جو آواز
کانون مین آتی ہی قالب تھراتا ہی جو سحر کہ ہمیشہ کیے آج انکو بھول گئے دو دو سحر یاد ہین
کہتے ہین یاد ہین مگر کوئی زبان بند کیے دیتا ہی اسی ہنگامے مین خواجہ عمرو دکانونکے
قریب پہونچے جال الیاسی مارکر مال دو دکانون کا نذر زنبیل کیا جس دوکان کے قریب
پہونچے اسکو صاف کر دیا صاحبقران نے پوچھا کہ خواجہ آج تو بہت مال پایا عمرو
نے کہا آقا بڑا نقصان ہوا میری کمر مین مسند مرصع جواہرات کا تھا وہ گر پڑا تھا ساحر
زنگی ساہی جو کھڑا ہی وہ لیکر بھاگا مین ایک تیغ اٹھا کر تعاقب مین دوڑا اور دو تیغ
اس کے کھینچ مارا زنگی کے سر پر پڑا کہ سر اسکا پھٹا دوسرا ساحر گھوڑے سے کود کر
مسند مرصع لیکر چلا یا یقین ہی کہ بے حیا دیوانہ ہو جائیگا یہ مال کھا کر سالم نہ رہیگا مگر
حیران ہون کہ صاحبون کو کیا جواب دونگا آقا کیا عرض کرون دن دن مرا قرضہ زیادہ
ہوتا جاتا ہی صاحبقران ہنس پڑے اور فرمایا خواجہ کبھی تمنے یہ نہ کہا کہ مجھے نفع ہوا
عمرو نے کہا آقا نفع میری تقدیر ہی مین نہین ہی یہان یہ ذکر تھا کہ دیرے آواز آئی ای نقاش
مانی جادو کو بلاؤ وہ آکر سب کی تصویرین کھینچے حمزہ مالک اسم اعظم ہو اسی کے اسم
اعظم پڑھنے سے سحر تاثیر نہین کرتا نقاش نے پکارا کہ ای مانی جادو جلد آؤ لشکر کا
خاتمہ ہوتا ہی صحرا سے گرد اڑی نقاش نے دیکھا کہ ایک ساحر تخت پر سوار تصویرون
کے تختے تخت پر رکھے ہین موقلم ہاتھ مین تصویرین کھینچتا ہوا آتا ہی مہزاد سے متوجہ
ہوا کہ پیر او کیا حکم ہوتا ہی مہزاد نے کہا لشکر مسلمانان جنگ کر رہا ہی ان سب کو بیکار
کرو انسے ون کو لیکر ہم مارینگے مانی جادو نے مٹھا تصویرون کا ہوا پر اڑا دیا
وہ تصویرین اڑتی ہوئی چلین مہزاد بھی کوہ سے اترکر مصروف سحر ہوا وہ تصویرین
جو اڑین گرد لشکر اسلام چرخ مارنے لگین جسپر تصویر انکا عکس پڑ گیا وہ لڑنے
سے محروم ہوا صاحبقران ہر چند پکار پکار کے اسم اعظم پڑھتے ہین مگر کچھ تاثیر نہین
ہوتی ہزار ہا سپاہی کہ جو صفون کو درہم و برہم کر رہے تھے وہ چپکے کھڑے ہین حیرت

اگر سامنے بھی آتا ہے تو منھ پھیر لیتے ہین تلوارین ہاتھ مین روک لیتے ہین صاحبقران نے
جو لشکر کا یہ حال دیکھا تو بیقرار ہوگئے پروردگار سے دعائین مانگنے لگے پکارتے ہین
کہ ای رحیم و کریم وای سمیع و علیم اس مشکل کو آسان کر گرد و تصویرین ہوا پر اڑ رہی
ہین صاحبقران نے دیکھا کہ لندھور و مالک و بہرام وغیرہ خاموش کھڑے ہین
جنگ سے ناچار سوچ رہے ہین کہ کدھر نکلجائین کیونکر جان بچائین فوج کفار کا بلوہ
ہو تلوارین مار مار کر بھاگتے ہین اسقدر لندھور پہ تلوارین پڑی ہین کہ تمام جسم
غربال ہو رہا ہے یہی حال مالک کا ہے علمشاہ نوجوان کثرت زخم سے جھوم رہے
ہین قاسم و بدیع الزمان شیران دشت نبرد کہ جس جنگ پر گئے اسکو فتح کر لیا اس
جنگ مین حیران کھڑے ہین لشکر کفار کو زور ہے صاحبقران بیقرار ہو کر پکار اٹھے
کہ ای کریم کارساز وای بندہ نواز یہ مشکل آسان کر نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب		دعا ے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا شدہ و دانم ترا		درین عاجزی چون نخوانم ترا
برکس بر کسے نازد و ما را تو بسے	دیگر	من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے

صاحبقران نے جو بیقرار ہو کر دعا کی ہے سے گرد اڑی اور آواز سعدی آئی کہ باشیدای
کافران بے حیا وای نابکاران پر دغا نعرہ کوشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم		بہار گلستان کاؤس و جم
تجلی دہ بزم اسلامیان		نہال گلستان صاحبقران

سینے دیکھا کہ چار ہزار تاجدار ساتھ مین آکے لوح کو گردش دی جس تصویر پر لوح کا عکس پڑا
وہ تصویر جلگئی تھوڑے ہی عرصے مین جنبش لوح نے یہ مزا دکھایا کہ جسقدر تصویرین
مانی نے اڑائی تھین وہ سب جلکر خاک ہوئین اور سب جوان مصروف جنگ ہوے
مگر خواجہ کو لوٹنے سے مہلت نہین ملتی میلہ بھر تہ و بالا کر دیا جس دوکان پر پہونچے
دوکاندار کو ڈرا دیا کہ ارے بھاگ لوٹنے والے آتے ہین وہ دوکاندار اٹھکر بھاگا
خواجہ نے بیٹھے ہاتھ لیا پھر سب مال دوکان کا لوٹ کر نذر زنبیل کیا دو ہی

دوکان پر پہونچے دوسرا نعرہ کیا دوکاندار سے کہا بھائی اپنی جان بچاؤ مال تو پھر
مل رہیگا جنگل مین جاکر چھپو دوکاندار تو بھاگا خواجہ نے دوکان کو لوٹ لیا پیسے
تک اٹھا لیتے ہین ایک حبہ تک نہین چھوڑتے صد ہا دوکانین لوٹ لین تلاش
کرتے پھرتے ہین کہ اتنے بڑے لشکر کا خزانہ کہان ہی اکثر ساحرون سے پوچھا ایک
ساحر نے کہا تجسے میان تمھین خزانے سے کیا مطلب ہی عمرو نے کہا بھائی خزانہ
بچا لین گے اُس ساحر نے کہا سامنے گھاٹی مین ہی وہان لالہ دل سکھ راے بیٹھے ہوے
ہونگے گماشتے کام کر رہے ہونگے کئی لاکھ روپیہ خزانے مین رہتا ہی جو کچھ باقی ہو
اُسکی میزان دے رہے ہونگے خواجہ یہ پتہ سنکر سامنے خزانچی کے پہونچے مگر چہرا
کی قطع بنے ہوے فرمایا لالہ جی تم ابتک بیٹھے ہو دیکھو کیا آفت برپا ہی اپنی جان
بچاؤ اگر طلسم کشا اسطرف آجائیگا تو جان بچنا دشوار ہوگی سب لٹیرے انھین کے
ساتھ ہین مال ڈھونڈھتے پھرتے ہین ایسا نہو نقد جان کا زوال ہو پھر اسوقت
کہان بھاگو گے خزانچی یہ سنکر بھاگا گماشتے ایک جانب گئے خواجہ نے قفل کاٹ لیا
توڑے چنے ہوے ہین صندوقچے جواہرات کے پڑے ہین خوش ہو کر جال الیاسی
زنبیل سے نکالا یہ کہکر جال مارا کہ اے جال جنجال ہو کر پڑ یوسف ہاشم یہان کی مٹی بھی
نہ چھوڑے یہ مٹی نیارہ ہو نیاریون کے ہاتھ بیچ لین گے یہ کہکر خزانہ پھر لوٹ لیا مگر
بادشاہ جمجاہ لڑتے ہوے قریب گھاٹیون کے پہونچے لوح کو گردش دی گھاٹیان
خالی ہونے لگین جسپر عکس لوح کا پڑا وہ نابینا ہو گیا ٹٹولنے لگا کہتا ہی یہ کیا ہوا ابھی
تو اچھا خاصہ دیکھ رہا تھا اب کیا ہو گیا بادشاہ پہلی گھاٹی کو ویران کرکے دوسری
گھاٹی پر چلے مانی جادوگر بڑا ایلم شجیع ہی تلوار کھینچکر قریب بادشاہ کے آیا ہاتھ تلوار کا
مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکالکر مارا کہ مانی
کے دو ٹکڑے ہوے مانی کا مرنا کہ بہزاد بیقرار ہوا تیسری گھاٹی پر آکر بہزاد نے
جنگ شروع کی سحر کیا کہ تاجدار ہمراہی بادشاہ نامدار جنگ کرنے سے رکے اللہ
سب نے فریاد کی کہ اے شہریار غلامون کو بچائیے بادشاہ نے پلٹ کر لوح کا عکس ڈالا

کہ کل تاج ادھر مصروف جنگ ہوئے ہزارہا ساحرون کو مار ڈالا ہے بہزاد نے بڑھکر
بادشاہ پہ گرز مارا بادشاہ نے لوح کو آگے کر دیا عکس لوح جو پڑا گرز الٹا پلٹا
بہزاد نے اپنے کو بچایا مگر گرز ادہرون پر جا کر پھٹا کئی سو ساحرون کے سر پھٹ گئے
بہزاد نے چاہا بھاگون بادشاہ نے بڑھکر روکا اور ہاتھ تلوار کا مار دیا بہزاد دو
ٹکڑے ہوا جب مانی و بہزاد دونون مرگئے تو دروازہ دیر کا بالکل خالی ہوگیا تصویر سے آواز
آنے لگی کہ ہان بندگان من جمکر جنگ کرو مسلمانون کو بڑھنے کو نہ آنے دو ہم چند
ساحر جلوہ کرتے ہین مگر بادشاہ جنگ کنان ہر گھاٹی پر افسرون کو قتل کرتے ہوئے
نکلے جاتے ہین یہ دیکھکر نقاش تو ہٹ گیا زیر کوہ آکر ٹھہرا یہان امیر کے سردارونکا
جلوہ ہے ہر طرف سے نعرے کی آواز آرہی ہے زمین تھرا رہی ہے شاہزادیان سحر پیچ
سحر خوانی مین لگ رہی ہین ابر سرخ و سفید و دہانی و گلنار آسمان پر لہرا رہے ہین کسی ابر
سے آگ برستی ہے کسی ابر سے پھول برس رہے ہین کسی ابر سے تلوارین برستی
ہین جسپر تلوار گری اسکے دو ٹکڑے ہوئے جسپر پھول گرا وہ جلکر رہگیا مگر طلسم کشا
جو قریب دیر پہونچے اندر سے آواز آئی کہ او بندۂ مغضوب یہان نہ آنا ورنہ بہت
پچتائیگا قدرت کو ناگوار ہوگا لہذا مناسب یہ ہے کہ باہر ہی رہو اندر قدم نہ رکھنا
مگر بادشاہ تیغ طلسمی کھینچے ہوئے ساحرون کو قتل کرتے ہوئے در دیر پر پہونچے
تصویر سنگی نے بہت غل مچایا کہ او طلسم کشا ہٹ جاؤ مابدولت کے سامنے نہ آؤ
ورنہ جہنم مین پھنکوا دونگا بادشاہ نے فرمایا او مکار مین گھاٹیان طے کرکے یہانتک
آیا ہون بھلا اب مین رکونگا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر خدائے ما بزرگ است
یہ کہکر تصویر کی گردن پکڑی ایک جھٹکا مارا کہ تصویر سنگی گری بادشاہ نے لوح
چمکا دی ایک دہاڑتا ہوا شکم سے تصویر کے ایک ساحر سیہ فام نکلا اور پر پروا پیدا کرکے
اڑا بادشاہ نے تیر مارا کہ پانون اس ساحر کا زخمی ہوا کل اہل میدان نے دیکھا کہ
ایک ساحر سیاہ رو بدخو پانون سے خون ٹپکتا ہوا اڑا ہوا جاتا ہے ہر طرف یہی غل
ہے کہ خداوند بھاگے جاتے ہین ادھر بادشاہ نامدار مانی و بہزاد کو مار کے اور تصویر

سنگی کو توڑکے کوہ سے اُترے مصروف جنگ ہوے ایک طرف صاحبقران زمان
تڑرہے ہین اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین بادشاہ نے لوح کو گردش دی نقاش نے دیکھا
کہ اب قدم ٹہرنا ہے کیا فوج کو ہمراہ لیکر بھاگا یہان بادشاہ و صاحبقران نے کوہ تصویر کو
خوب لوٹا ایک ایک سپاہی لکھ پتی ہو گیا دو کانداروں کے خزانہ شاہی لٹا مگر پہلو مین کوہ
کے ایک تالاب کلان ہو کہ اسمین مال جمع ہوتا تھا خواجہ نے جو آکر دیکھا کہ وہ تالاب
روپیہ پیسے سے بھرا ہوا ہو منھ مین پانی بھر آیا وہان سے آکے صاحبقران سے کہا حضور
اُسطرف نہ جائیے اور بادشاہ سے بڑھکر کہا کہ آپ بھی اُدھر نہ تشریف لے جائیے مجھکو یہ
خوف ہو کہ ایسا نہ ہو لوح قبضے سے نکل جائے بادشاہ بھی سمجھے کہ خواجہ بہلاتے ہین مین
اُسطرف نہ جاؤن خواجہ سبکو پھیرکر آپ اکیلے قریب تالاب کے پہونچے جال الیاسی نکالکر
مارا اور وہ سب مال کھینچکر نذر زنبیل کیا مٹی بھی تالاب کی نہ چھوڑی یہان بعد فتح کوہ
صاحبقران زمان بادشاہ کی تعریفین کرنے لگے کہ ای فرزند تمھاری جرات کا یہ خیال
نہ تھا مجھکو تردد ہوا تھا کہ تمھارے نام فتاحی طلسم نکلی ہو اور طلسم وسیع ہو مگر ای فرزند
کیا کہنا ماشاء اللہ تمھاری جرأت و شوکت رکھی ای فرزند اب کیا باقی ہو بادشاہ نے فرمایا
مرحلہ ہشتم کسی قدر فتح ہوا ہو کہ یہ تاجدار چھوٹے مگر قید خانہ ملکہ قریشہ و آسمان پری
کا الگ ہو انشاء اللہ اُنکو بھی رہا کرونگا میرے دل کو قلق ہو کہ جدہ و پھوپھی صاحبہ
اِس آفت مین رہین اور ہم لوگ رہا ہون مگر اب تدبیر ہو رہی ہو قید خانے پر جنگ
عظیم پڑیگی خدا نے چاہا اور بہ وزن رہائی آسمان پری و ملکہ قریشہ اگر آپ لوگ بھی پہونچگئے
تو جنگ کو آسانی ہوگی ورنہ یہ غلام قید خانہ توڑیگا خدا و جنگ عظیم واقع ہو اور خدا
کی آسانی ہو مگر خواجہ عمرو آج بہت خوش ہین اور خود ہی کہ رہے ہین کہ مین بڑا مجبور
ہوا اگر ایک دن پیشتر آتا تو ساحر جو نکلگیا ہو اسکو گرفتار کرتا تو ڈھائی دن کی خدائی
اِس دیر مین کر لیتا بہت کچھ مال پاتا مگر یہ بے حیا ساحر کہان بھاگ کے جائیگا مین
اسکی فکر مین جاتا ہون صاحبقران نے فرمایا کہ آج جلسہ جشن ہو کچھ بیٹھکر گائیے خواجہ
نے یہ اشعار عاشقانہ سامنے سب کے گانا شروع کیے نظم

جا نکنی بھی سیکھی ہو اک کوہکن استاد سے
درد سر مجھکو بھی ہو تو پوچھے کوئی فریاد سے
پڑ گیا ہو اُسکے ابرو کا مرے اشکون مین عکس
بندگی مین سرو حاضر ہو تو کہتا ہو وہ شوخ
جسطرح سے ہو محبت فاختہ کو سرو کی
جو سرزانی [illegible] کا ہو جسے کہتے ہین عشق
[illegible] سی قدر شناسہ ہوتا ہو اُسکی چوب کا
[illegible] شاہ ہو جب [illegible] کسی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] رنگین غزل

یہ صدا آتی ہو ہر دم تیشۂ فرہاد سے
تو نے یہ تیشہ لیا ہو مول کس جلاد سے
آگے تلوارین بجا کہدے کوئی جلاد سے
منع ہو خدمت کا لینا بندۂ آزاد سے
طوق والے طفل کو اُلفت ہو مجھ آزاد سے
سیکھتا ہو کوئی فن عاشقی اُستاد سے
اسلیے رکھتی ہو اُلفت فاختہ شمشاد سے
چاہیے اُلفت گدا کو کوچۂ آباد سے
ہم نہ باہر ہونگے اے پیر مغان ارشاد سے
دانۂ انگور یہ پیدا ہوے شمشاد سے
اُس مین ناسخ [illegible] آب رکن آباد سے

ساقی بھر منگا مے عیش [illegible] تا ظاہر ہو کہ بادشاہ نے عزم مصمم براے فتح مہم کیا [illegible] صاحبقران زمان سے فرمایا کہ یہ کوہ تصویر ہو حضور اسے آباد کرین کہ کل مسلمان [illegible] مین براے فتح مرحلہ جاتا ہون بادشاہ نواز ہو گئے خواجہ سے عرض کی کہ شہنشاہ تلاش مین اُس ساحر کی جاتا ہون امیر نے فرمایا بسم اللہ خواجہ عمرو بانہاے عیاری لگا کے تلاش مین اُس ساحر کی روانہ ہوے جست و خیز کرتے ہوے جلتے ہین ایک صحرا مین آکر پہونچے دیکھا ایک قصر بنا ہو در پر چند کنیزین ٹہل رہی ہین غرض خواجہ عمرو ایک ضعیفہ کی شکل بنکر سامنے اُن کنیزون کے آئے اور سوال کیا کہ لات و مناة آپکو سلامت رکھین اس بڑھیا کو کچھ دلوائیے کہ کئی دن سے ماری ماری پھر رہی ہے جا بجا مسلمانون کو پایا وہ لوگ یہ جواب دیتے ہین کہ ہم لات پرست کو نہ دینگے کہین سے کچھ نہین ملا کنیزون نے کہا بڑی بی صاحب اسوقت معاف کیجیے ہماری ملکۂ عالم ملکہ منیوش جادو براے ملاقات خداوند جانے کو ہین ہم سب لوگ تیاری کر رہے ہین پھر کسی وقت آئیے گا خواجہ نے جو یہ سنا تو ایک کنیز کو الگ بلا کے

بیہوش کیا اور اُسی کنیز کی شکل بنکر قصر میں آئے دیکھا ایک جادوگرنی تخت پر بیٹھی ہوئی
کنیزوں کو حکم دے رہی ہو کہ جھٹ پٹ تیار ہو میں برائے ملاقات خداوند جاؤنگی ہمیشہ
تمنا یہی ہو کہ برائے مقابلہ مسلمانان جاؤں اور اُنپر غالب ہوں بڑا غضب ہوا کہ
قدرت سے کوہ تصویر چھوٹا اب باغ نیرنگ میں بیٹھے ہوں گے گئے ہیں عمرو نے یہ دریافت
کر کے مینوش کو کنارے بلوایا اور بیہوش کر کے زنبیل میں رکھ لیا اور خود اُسکی شکل
بنکر تخت پر سوار ہوئے کنیزوں سے کہا ہمیں باغ نیرنگ میں لے چلو اور ہم تمہیں خبر
کر دیں ہمنے قسم کھائی ہو کہ مسلمانوں پر سحر کرونگی جبتک مسلمانوں سے مقابلہ نہ ہوگا
اُسوقت تک سحر نہ کرونگی کنیزوں نے تخت اُڑایا پھر سحر کامل تخت اُٹھا لے گئیں کچھ آواز
کان میں آئی اور بوے خوش دماغ میں پہونچی کنیزوں نے کہا لیجیے مالکہ عالم باغ کے
قریب آ پہونچے خواجہ نے کہ جو بشکل ملکہ تھے فرمایا تخت اُتارو سب نے دیکھا کہ ایک
ساحر مہیب مسند پر بیٹھا ہو گرد کنیزیں گانا سن رہا ہو مینوش نقلی اُترتی پہلے دو
انگلیوں کی محراب بنا کر سجدہ کیا اُس ساحر نے کہا اے مینوش مزاج کیسا ہو بڑے
تعجب کی بات ہو کہ تمھارے جسم سے بوے مسلمانان آتی ہو مینوش نقلی نے گھبرا کر
کہا یا خداوند شاید کوئی عیار میرے پاس آیا اُسکا عکس پڑ گیا اسی وجہ سے بو آتی
ہوگی اگر حکم ہو تو سامنے کچھ گاؤں کیوں قدرت آپ نے کوہ تصویر کیوں چھوڑا
کیا معرکہ پڑا اُس ساحر نے کہا اے مینوش بادشاہ اسلام مع لوح طلسم گھس آئے مجکو
کچھ نہ بن پڑا آخر نکل بھاگا اُسپر بادشاہ نے تیر مارا دیکھو پاؤں میرا زخمی ہو اب مجکو یہ
خدشہ ہو کہ عمرو عیار میری تلاش میں نکلا ہو میں حیران ہوں کہ اپنے کو کہاں چھپاؤں
کہ اُسکی عیاری سے بچوں خواجہ نے بات کو ٹالکر کہا یا خداوند آپ معجزہ پرداز ہیں
آپ پر کون ہاتھ ڈال سکتا ہو یہ بھی اتفاق کی بات تھی کہ کوہ تصویر چھوٹا اگر یہ لونڈی
وہاں ہوتی تو کیا مجال تھی کہ طلسم کشا کو زندہ جانے دیتی یہ بھی اُنکی مجال تھی کہ قدرت
پر تیر مارتے ہاتھ اُنکے قلم کر دیتی مگر جب خواجہ ارادہ کرتے ہیں کہ شراب کا چرچا کریں
تب وہ ساحر موسوم بہ نقوش جادو یہی کہتا ہو کہ اے مینوش میرے قریب نہ آؤ تمھارے

جسم سے بوئے مسلمانان آتی ہے خواجہ ناچار ہوئے اور کنیزین آکر بیٹھین جام مے
گردش مین آیا مگر خواجہ نے شراب کو ہاتھ نہ لگایا نقوش جادو نے کنیزون کو اشارہ
کیا ایک کنیز شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ سامنے بیٹھکر تانین مارنے لگی نظم

در بدر خاک بسر ہوگئے رسوا ہوکر ۔۔۔ کیسے برباد ہوئے آپ کے شیدا ہوکر
آ بیٹھے آپ جو ہم خاک نشینون کی طرف ۔۔۔ فرش بچھائین ابھی دامن صحرا ہوکر
بحر عالم مین یہ پستی و بلندی ہے عیان ۔۔۔ کشتی عمر بھی ڈوبی تہ و بالا ہوکر
جیو معدوان سال خدا خیر سے کاٹے تیر ۔۔۔ گھٹنے لگتا ہے مہ چار دہ پیدا ہوکر
گالیان کوسنے دیتا ہے قمر کو کیا تو ۔۔۔ آج جو جو کہ ترے دل مین ارادا ہوکر

مگر خواجہ حیران ہین کہ مین کیا کرون جب اسکے قریب جاتا ہون تو یہی کہتا ہے کہ
تمھارے جسم سے بوے مسلمانان آتی ہے شراب کاہے کو میرے ہاتھ سے پیئیگا
آخر دل کو سخت کرکے عمرو نے ایک جام بھرا کہا یا خداوند مین آج شب کو بھی یہین
رہونگی امیدوار ہون کہ یہ جام میرے ہاتھ سے نوش فرمائیے یہ کہکر جام آگے بڑھایا
نقوش جادو نے جام ہاتھ مین لیا شراب کو بغور دیکھکر کہا کہ او عیار بان زادے
مین پہلے ہی سے شک کر رہا تھا آخر تجھکو چین نہ پڑا جام شراب بیہوشی آمیختہ مجھکو
دیا عمرو نے جب دیکھا کہ اسنے مجھے پہچان لیا تلوار کھینچکر نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم ۔۔۔ رنگ از رخ بختک بد اختر ببرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی ۔۔۔ تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم

نعرہ کرکے بیچ مارا مگر نقوش نے اپنے کو بچایا کچھ پڑھکر ہاتھ ہلا دیا کہ خواجہ گر پڑے
رنگ و روغن چہرے سے اڑ گیا کنیزون مین غل ہوا کہ یا خداوند ہماری بی بی کے ساتھ
یہ کیا کیا یہ بدمعاش کہان سے آگیا مگر نقوش نے عمرو کو گرفتار کیا اور حکم دیا کہ آج شب کو
اسکو رکھو کل اسکو قتل کرونگا وہ کنیزین خواجہ کو لیکر چلین ایک کمرے مین لاکر چاہا
قید کرین کہ خواجہ رونے لگے ایک نے پوچھا کیون خواجہ کیون روتے ہو عمرو نے
کہا اسیر روتا ہون کہ کل قدرت مجھکو قتل کرینگے میرے پاس کچھ مال ہے وہ کون لیگا

افسوس میری مشقت ضایع ہوئی کنیزون مین آپس مین اشارے ہوے کہ مال اس سے
لے لو کون ہمکو کہ سکتا ہی ہم کہدینگے یہ جھوٹا ہی مال ہمکو ہضم ہو جائیگا کہا کیون خواجہ ہم
دیکھین کیا مال ہی عمرو نے کمر سے ایک پوٹلی نکالی ایک کنیز کے روبرو رکھدی اُس
لونڈی نے دیکھا کہ اسمین روپئے ہین خواجہ نے دوسری پوٹلی نکالکر دوسری کے
سامنے رکھی فرمایا دونون بانٹ لو دونون نے دو پوٹلیان کھولین جیسے ہی پوٹلیان
کھولین اُسمین سے دُھوان نکلا دونون کنیزین بیہوش ہوئین خواجہ نے ایک کو
اپنی شکل بنایا آپ اُسکی شکل بنکر دوسری کو ہوشیار کیا کہا بوا چلو چلکر خداوند سے
عرض کرین کہ عمرو کو قید کرا دے جیسے ہی باہر نکلے دیکھا ایک زنگی کھڑا ہوا کہ رہا ہی
کہ خواجہ کہان چلے مجھکو خداوند نے مقرر کیا ہی تمنے بڑا غضب کیا کہ کنیز کو بیہوش کیا
اُسکی شکل بنکر جاتے ہو عمرو نے ہاتھ باندھکر کہا اے پہلوان دوران مین تو تابعدار
ہون یہی چاہتا ہون کہ خدمت مین قدرت کی رہون باتون مین لگا کر عمرو نے زنگی
کو حباب مارا جیسے ہی وہ بیہوش ہو کے گرا عمرو نے ٹانگ پکڑی گھسیٹکر زنگی کو تو
ایک غار مین ڈالدیا اُلٹے پھر کے بارگاہ نقوش کے چلے مگر دل مین کہتے ہے کہ بڑا ہوشیار ہی
پہر رات باقی ہی اگر عیاری ہوگئی تو خیر ورنہ صبحکو مجھکو قتل کریگا کانپتے ہوے
قریب پلنگ کے آئے بیہوشی کمر سے نکالکر گچھے مین رکھی چاہا بیہوش کردون کہ
نقوش نے آنکھ کھولدی عمرو کا ہاتھ تھام لیا کہا او ساربان زادے مین نے
سب تدبیرین کر رکھی ہین مگر نہین معلوم سیاہ فام جادو پر کیا گذری کہ تو یہانتک
آیا عمرو نے کہا مین نے اُس زنگی کو فلان غار مین ڈالدیا ہی یقین ہی اب ہوشیار ہوا
ہو نقوش کے ہوش اُڑ گئے جی مین کہتا ہی کیا بلا ہے روز کا رہا کہ سیاہ فام جادو کہ
مدت کا رفیق تھا اُسنے یہ دھوکا کھایا عمرو بڑا ظالم ہی عمرو نے کہا یا خداوند آپ کو سزا
کا اختیار ہی مگر مین تو اسواسطے آیا تھا کہ سجدہ کرون قدرت کے پاس رہون آپکی
خدمت کرون کہ قدرت کو راضی کردون نقوش نے کہا اے عمرو ایسے مقام پر تجھکو
بھیجون کہ تڑپ تڑپ کے مرے اب وداع تجھکو دے یہ کہکر ایک دستک دی

کہ آندھی سیاہ اُٹھی ایک ساحر سیاہ فام تخت پر سوار آیا آتے ہی نقوش کو سجدہ کیا
عرض کی یا خداوند غلام کو کیون یاد فرمایا نقوش نے کہا اے بہمن صحرانشین یہ عمرو عیار
بڑا مکار ہے اسکو لیجاؤ اور صحراے ویران مین چھوڑ دو سحر کر دینا کہ یہ جنگل مین دوڑا
دوڑا پھرے اور اسکو آب و دانہ نملے بہمن نے عمرو کو تخت پر سوار کیا راہ مین
خواجہ نے بہت سے فقرے کیے مگر بہمن نے کوئی فقرہ نہ مانا ٹھیک دوپہر کو ایک
صحرا مین پہونچا خواجہ نے دیکھا کہ بونڈلے اُٹھ رہے ہین سوکھے درخت کھڑے ہین پتونکا
جا بجا انبار ہے جو کوئی طائر بھٹک کر آیا منقار کھولکر گرا زبان نکل آئی پر جل گئے ہین
بہمن نے عمرو کو مسلسل و مطوق نہ کیا سحر کر کے ویرانہ جنگل کا بڑھا دیا اور عمرو
سے کہا خواجہ دو دن کی میعاد ہے اس جنگل کی سیر کرو ہر چند خواجہ چیخے پیٹے مگر بہمن
نے کچھ جواب نہ دیا اور تخت پر سوار ہو کر چلا گیا اب خواجہ اُس جنگل مین دوڑے
دوڑے پھر رہے ہین پانی کے واسطے ہونٹون پر دم ہے جسطرف جاتے ہین وہی
صحراے ویران نظر آتا ہے حیران و پریشان دوڑتے پھرتے ہین مگر بہمن جادو
جو اپنے باغ مین آیا مسند پر بیٹھا کنیزون سے اشارہ کیا جام ارغوانی گردش مین
آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی کہ در
باغ پر ایک نامہ دار کھڑا ہے اور کہتا ہے ملک چلہ کش کا نامہ دار ہون امیدوار ہون
کہ سامنے بلایے نامہ لیجیے بہمن نے حکم دیا کہ نامہ دار کو بلاؤ نامہ دار نے سامنے
آکر لال کاغذ پیش کیا بہمن نے پوچھا کیا تقریب ہے نامہ دار نے عرض کیا کہ چلہ کش
کے بیٹے کی شادی ہے مانجھا آچکا ہے زعفرانی جوڑا فرزند اُنکا پہنے ہے آپ کو بھی شادی
مین بلایا ہے بہمن نے رقعہ پڑھا مضمون سے آگاہ ہو کر حکم دیا کہ نامہ دار کو رخصت
کرو اور اُس سے وعدہ کر لیا کہ ہم وقت پہ آئین گے اور کل آکر شریک ہونگے
نامہ دار واپس گیا دوسرے وقت بہمن لباس فاخرہ سے آراستہ ہو کر طرف
چلہ کش کے روانہ ہو گیا آکر شریک محفل ہوا سب شاہزادیان شاہزادے
جمع ہین ناچ ہو رہا ہے مگر مہتر برق فرنگی کہ چمن سے عیار ہے بعد جانے خواجہ کے

نکلا تلاش مین پھرتا ہوا ایک صحرا مین آیا ایک مقام پر دیکھا کہ صد ہا خیمے استادہ ہین اور
اندر سے باغ کے گانے کی آواز آرہی ہو صد ہا ساحر جا بجا پھر رہے ہین برق فرنگی نے
ایک سے پوچھا کہ یہ کیسی محفل ہو ساحر نے بیان کیا کہ ملکہ چارکش کے بیٹے کی شادی ہو
اوسی تقریب مین سب آئے ہین برق فرنگی یہ دریافت کرکے پھرنے لگا مگر یہ خیال
کرکے کہ برات مین جو آیا ہوگا اوسکے پاس کچھ رقم ضرور ہوگی کپڑے سب کے عمدہ
ہونگے ایک خیمے کے قریب آیا تو دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین لباس سے
آراستہ سازندون کو پکار رہی ہو برق فرنگی چوبدار بنکر سامنے آیا کہا چلو مجرے کا
وقت آگیا اوس نازنین نے حکم دیا ارے بہلی تیار کرو برق نے جھٹ پٹ اوس نازنین
سے کہا بی ذرا کنارے چلو تو مین رنگ صحبت جما دون اوس نازنین کو لیکر کنارے
آیا وہان اوسکو بیہوش کیا اور کنارے ڈالدیا آپ اوسی کی شکل بنکر باہر نکلا بہلی پر سوار
ہوکر طرف صحبت کے روانہ ہوا اور باغ پر پہونچکر بہلی سے اوترا الٰہی میدان رسالدار
آوازے پھینک رہے ہین برق سب کو جواب دیتا ہوا اندر باغ کے آیا دیکھا
جلسہ آراستہ ہو دارو غہ ارباب نشاط نے کہا اے آفتاب جمال تم شہر مین ابھی تھا
بجا کرا تا ہون برق ٹہلا کیا بعد تھوڑی دیر کے دارو غہ نے طائفہ بدلا یا برق آیا
محفل مین بیٹھا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا

نظم

عروسِ فکرِ رنگین کو خیال آیا جو تزئین کا	تشکاتِ خامہ شانہ بنگیا زلفِ مضامین کا
بلا مطلق ہو بخشش سے بہا اے چشمِ تر آنسو	ملے کچھ دامنِ خالی کو صدقہ روئے غمگین کا
کھلا قرآن تو وہ سمجھے مرے شک بیکار فتح ہو	اُٹھے تڑپ کے بالین سے جب آیا وقت یٰسین کا
بہار آئی جھکا لے سر گلون نے کیف مستی سے	پڑا ہی گردنِ ہر شاخ ترین ہاتھ گلچین کا
سیاہی جگ کی مضمون آہِ سرد لکھنے سے	ہوا پیدا ہر قطرہ تشکات کلک رنگین کا
بشکلِ مرغِ بسمل اور بڑھ جاتی ہو بیتابی	دلِ مضطر کو طعنہ ہو گیا ہو نام تسکین کا
عجب کیفیتین دیتے ہین اپنے داغ پیراہن	گمان ہو دامنِ گل رنگ پہ آغوش گلچین کا
لگا دے ہاتھ تو تخت سلیمان ہوسکے رہا	جنازہ بھی ہمارا اے پری خواہان ہو تمکین کا

نہ پڑھیے شعر ہرگز کچھ سبکدوشی ہی بہتر ہو — اُٹھائے کون احسان دوستون کے شور تحسین کا
نسیم اب قدر دانی اشتیاق سامعین پر کی — دکھایا لطف جسنے ہر طرح سے طبع رنگین کا

برق فرنگی جب خوب گا چکا تو بہمن سے آنکھ ملا کر کہا اے رکن خدائی خداوند جمشید ثانی تم میرے
مطلب کو سمجھ گئے ہوسگے کیونکہ رازدان خداوند ہو خداوند خواب مین تشریف لائے تھے
مجھکو یہ کمال عطا فرما گئے ہین اسطرح برق نے ہنسکر کہا کہ بہمن بیقرار ہو گیا جی مین کہتا ہی
کہ شاید یہ مجھپر عاشق ہوئی جواب دیا کہ حقیقت مین تمھارے گانے مین تاثیر ہو دل کو
بیقرار کر دیا یہ کہکر صاحب جلسہ سے اشارہ کیا کہ اگر تمھاری مرضی ہو تو اس گائن کو ہم اپنے
ساتھ لیجائین دو دن ہماری مہمان رہیگی پھر چلی آئیگی صاحب خانہ نے جواب دیا کہ اے
بہمن یہ لوگ گائن ہو اگر تمھاری خوشی ہو تو کل جلسے کو تمھارے مکان پر لے چلین صبح
ہوتے ہم برات لیکر جائینگے دُلھن کے مکان پر ضرور آنا وہان رسم شربت پلائی ہوگی
بہمن نے کہا مین آنکھون سے آؤنگا ہمارے تمھارے بزرگون سے آمد و رفت ہو
ایسا بھی ہو سکتا ہو کہ ہم نہ شریک ہون یہ کہکر اُٹھا تخت اپنا کھینچا کہا بی گائن صاحب
آؤ برات مین ہمارے ساتھ چلنا تخت پر بٹھا کے برق کو لیچلا راہ مین برق نے پوچھا
کہ صاحب ہمنے خبر سُنی تھی کہ تمنے عمرو عیار کو گرفتار کیا اُسکو مار ڈالا یا لنگوٹے کو زندہ
رکھا بہمن نے کہا صاحب مجھے منظور یہ ہوا کہ اُسکو تکلیف دیکر ماروں مین نے سب
انتظام اپنا کر لیا ہو اُسنے بڑے بڑے مکر کیے برق رونے لگا کہا لو صاحب غضب ہوا
تمنے اُس لنگوٹے کو زندہ کیون رکھا ایسا نہ ہو تمھاری فکر کرے مین نے سُنا ہو
کہ جسکے پاس وہ قید ہوتا ہو اُسی کو مار لیتا ہو مجھے دکھاؤ کہ مین اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دون
بہمن نے تخت کو پھیرا صحراے ویران مین تخت لایا خواجہ کو دکھایا برق نے دیکھا
کہ وہ صحراے ویران جنگل سنسان بالکل کف دست میدان خواجہ نے تڑپ تڑپ کر
رات کاٹی ہو سارے جنگل مین پھرے راستہ نہ ملا آٹھ پہر کے بھوکے پیاسے ریتی پر
بیٹھے ہین آنکھون سے آنسو جاری دعائین مانگ رہے ہین کہ اے کریم کارساز دو جہان
رب بے نیاز اس آفت سے نجات دے انسان کا اس صحرا مین نام نہین ہین کیسی

عیاری کرون یقین ہو کل مرجاؤنگا مگر ای میرے خالق میرے تیرے کوہ سر عندیب پر وعدہ
ہو چکا ہی وعدے کے خلاف تو نہ کریگا برق نے جو اُستاد کا یہ حال دیکھا تو بہمن سے کہا
ذرا ٹھہرو مین اس مکار سے دو باتین کرونگی اسنے بڑا ستم کیا ہی جس محلّے مین مین رہتی ہون
وہان یہ مردود آیا تھا میرا بھانجہ کھیل رہا تھا اُسکا طوق گلے سے اُتار کرنے بھاگا وہ
لڑکا رو رو کر مر گیا مین پوچھونگی کہ کیون ظالم وہ طوق تو نے کیا کیا جو میرے بھانجے کا
اُتارا تھا اور تین چار جوتیان اپنے ہاتھ سے مارونگی کہ کیون رے بچے کے ستانیکا
نفع پایا آخر اس بلا مین مبتلا ہوا بہمن نے کہا اب چلو بھی ان جھگڑون مین نہ پڑو برق
نے کہا مین تخت سے کود پڑونگی تمھارا کیا حرج ہی مجھے افسوس ہوتا ہی کہ محبت سے
مجھکو اُٹھا کر لائے اور ذرا سی میری خاطر نہین کرتے مین اس سے دو باتین کر کے
ابھی چلی چلونگی زیادہ نہ ٹھہرونگی بہمن بھی سوچا کہ حرج کیا ہی معشوقہ کی خوشی ہو جائیگی
تخت اُتارا بہمن تو ایک طرف جا کر کھڑا ہوا برق نے سامنے آکر کہا کیون اونگوڑے
ساربان زادے تین روپے کے پیادے تجھکو یاد ہی کہ تو طوق اُتار کر لڑکے کا بھاگا
تھا مین چیختی پیٹتی رہگئی تھی دیکھ تو خداوند جمشید کیسی تجھکو سزا دیتے ہین اب بہتر یہ ہی کہ
وہ طوق بتا دے عمرو نے نگاہ سے برق کو پہچانکر کہا بی بی صاحب اب وہ طوق بھلا
کہان لڑکے بالون کے پیٹ مین پہونچا برق نے ایک لات ماری کہ خواجہ منہ کے
بھل گرے کہا نگوڑے اگر طوق دیدے تو مین تجھکو رہا کر دون ورنہ کل روز مشکل ہی
تڑپ تڑپ کے مریگا جنگل کو یہان بڑی دھوپ ہوتی ہی وہ جو مشہور ہی کہ سورج روز حشر
سوا نیزے پر آجائیگا کل نہ بچوگے اُسی کا سامنا ہوگا عمرو نے کچھ جواب نہ دیا برق
ہنستا ہوا قریب بہمن کے آیا کہا کیون صاحب یہ سختی تمنے اسکی دیکھی مین سمجھی تھی کہ
شاید طوق لڑکے کا دیدیگا مگر وہ کہتا ہی کہ طوق تو اب پیٹ مین پہونچا بہمن نے کہا ای
نازنین وہ صحیح ہین بس زیادہ نہ ٹھہرو یہ عیار بڑا دغا شعار ہی مین نے اسی واسطے اسکو یہان
چھوڑا ہی سامری نسخے مین لکھا ہی کہ جہان اسکا خون گریگا وہ زمین آباد نہ ہوگی تو
پھر ابھی ویران ہی کل یہ مرجائیگا کیا مجال ہی جو دھوپ مین رہ سکے پس یہ صحرا اول تو

یون ہی ویران ہوا ور رزیادہ ویران ہوجائیگا اِس ظالم سے تو دنیا پاک ہوجائیگی ہزار ہا سم
اسکے ہاتھوسے مارے گئے ملک کے ملک ویران کردیے خداوند تک کو پریشان کرد
برق نے چلاکر کہا لو اور غضب دیکھو اس ناعیار کو کوئی لیے جاتا ہی کہتا ہی چل مین آپکا
جنگل سے نکالدون بہمن نے جیسے ہی پلٹ کر طرف عمرو کے دیکھا برق نے کمر سے
خنجر نکالکر کوکھ پر بہمن کے مارا کہ شکم چاک تعتہ پاک ہوا پہر رات باقی تھی لاشہ بہمن پھینک
کرتے ہی برق نے لباس اُسکا اُتار لیا خواجہ نے دیکھا کہ مرنے سے بہمن کے ایک
صحراے سبزہ زار مین مین کھڑا ہون اور برق یہ کہکر بھاگا ہی کہ اُستاد نکلجائیے اب
نہ ٹھہریے مگر خواجہ فکر مین نقوش جادو کے چند ہی قدم بڑھے تھے کہ وہی باغ نظر
آیا جسمین نقوش جادو کو صحبت آرا دیکھا تھا چند کنیزین دروازے پر کھڑی تھین
ایک کو عمرو نے اشارے سے الگ بلایا اُسکو بیہوش کیا آپ اُسکی شکل بنکر چلے مگر
یہ نہین کہتے تھے کہ خواجہ جسکی صورت بنے ہو اُسکا نام بھی نہین معلوم ناگاہ ایک ساحرہ نے
پکارا اری گل بہار جلد آ خداوند بلاتے ہین پہلے تو خواجہ نہ بولے ایک نے اُسکے
شانہ پکڑ کر ہلایا اور کہا کیون خیلا ہم پکارتے ہین اور تو جواب نہین دیتی خداوند
نقوش پکار رہے ہین خواجہ اندر باغ کے آئے جس درخت کے نیچے سے نکلتے
ہین طائران درخت اڑکر منقارین کھولکر غل مچاتے ہین مگر آوازین اُنکی سمجھ مین نہین
آتین ادھر خواجہ دوڑتے ہوے ہر مرتبہ کنیزون کے ساتھ ہوجاتے ہین بارہ دری
مین جو پہونچے تو دیکھا نقوش جادو مسند پر بیٹھا ہی اور پکار رہا ہی ارے گل بہار کو
بلاؤ خواجہ سامنے پہونچے جھک کر سلام کیا نقوش نے کہا گلابی لا نشہ کم ہوگیا
اگر شراب نشہ نہین کرتی تو دم گھبراتا ہی آج کی شراب کم نشے کی تھی وہ گلابی جس مین
شراب سبز رنگ بھری ہی اُٹھا کر لا خواجہ دوڑ کر وہ گلابی لائے بیہوشی ملادی گلابی
سامنے رکھی آپ ہٹ کر کھڑے ہوے نقوش سو کر اُٹھا تھا جام جو لبریز کیا دیکھا
طائر درختون پر چیخ رہے ہین جھولی مین ہاتھ ڈالکر ایک مٹھا ماش کے دانونکا کالا
طائرون پر کھینچ مارا اور جھلاکر کہا او نالائقو کیون غل مچاتے ہو یہان غیر کون ہو ماش جو

پھینک مارے کئی سو شاخ جابجا گریبے مگر گرتے آتے آواز دی کہ موت کو کوئی نہین رو سکتا ہے نقوش نے کچھ خیال نہ کیا جام اٹھا کر پی جاتے ہی شراب حلق سے اتری ایک خارخوش رنگ پیدا ہوا اور آواز دی کہ یا خداوند یہ آپ نے کیا کیا یہ شراب لہ آغشتہ بداروے بیہوشی تھی نقوش گھبرا گیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی آسمان پر لیے جاتا ہو مگر آنکھین پھاڑ پھاڑ کے چہار جانب دیکھنے لگا خواجہ ستون کی آڑ سے دیکھ رہے ہین کہ گھبرا کر اری گل بہار گل بہار کہتا ہوا اٹھا چند قدم چلکر ٹھوکر کھائی اور منھ کے بل گرا خواجہ نے نقوش کو اٹھا کر نذر زنبیل کیا زبان مین سوزن دیدی باغ کو لوٹ لیا کنیزون کے زیور اتروا لیے خوشی خوشی باغ سے نکلے کہ راہ مین برق سے ملاقات ہوئی برق نے کہا استاد یہ آپ کس آفت مین پھنس گئے تھے عمرو نے سب حال بیان کیا اور یہ کہا کہ وہ تصویر پر جو خدائی کرتا تھا اسکو لایا ہون برق نے کہا استاد ذرا مین تو دیکھون خواجہ نے کہا کیون دیوانہ ہوا ہے اب وہ زنبیل مین پڑا ہے مجھے کیا ضرورت ہے کہ اسے نکالون برق نے ہرچند کہا مگر خواجہ نے نقوش کو زنبیل سے نہ نکالا برق ایک طرف چلا ایک صحرا مین دیکھا ایک جادوگر زیر درخت بیٹھا ہوا کچھ سحر پڑھ رہا ہے برق نے آکر ایک نازنین کی شکل بنائی بیٹھکر رونے لگا وہ جادوگر آواز رونے کی سنکر اٹھکر وہان آیا صورت دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہوا پوچھا کہ کیون صاحب تم یہان کیون بیٹھی ہو اسنے جواب دیا کہ قزاقون نے لوٹ لیا مین اپنی جان سے بیزار بیٹھی ہون اُس ساحر نے کہا اگر کوئی رکھے تو رہو گی نازنین نے کہا مجھ بدنصیب کو جو رکھیگا وہ مارا جائیگا مین اس لایق نہین ہون کہ مجھکو تم اپنے گھر مین رکھو میرے شوہر و باپ کو قزاق گرفتار کرکے لے گئے مین تین دن سے یہان پڑی ہون مگر ایسا نہ ہوا کہ شیر بھیڑیا آکر کھا لیتا کہ مین کشاکش سے نجات پاتی جادوگر بیٹھ گیا برق نے کہا دیکھو صاحب ہاتھیون نے شیرون کو جنگل سے بھگا دیا سب بھاگے ہوے جاتے ہین جیسے ہی وہ جادوگر پلٹا برق نے اسکو خنجر مارا کہ شکم چاک ہوا اندھیرا ہوگیا آوازمہیب آنے لگی ابھی اسکے آواز

کشتی مرا نام سن ویرانہ جادو بود خواجہ راہ مین جاتے تھے کہ دیکھا ایکطرف سے برق بھاگتا ہوا آتا ہے اور پیچھے اُسکے آندھی سیاہ ہے اور اُس آندھی مین ایک ساحرۂ مکارہ و بال زمین مین لوٹتے ہوئے غل مچاتی ہوئی آتی ہے خواجہ نے اپنے کو ایک جھاڑی مین چھپایا اُدھر اُس ساحرہ نے آکر برق کو پکڑ لیا کہا کیون نگوڑے میرے شوہر نے کیا کیا تھا جو تو نے مدام ہوا سے جادو شوہر کو میرے مار کر تو نکلا تا اب جانکر تجھکو ذبح کرونگی اور تیرے کباب کھاؤنگی تب میرے دل کو آرام آئیگا خواجہ نے جو دیکھا کہ برق کو جادوگرنی لیے جاتی ہے ہر چند کہ قیلیہ ہے مگر ابھی اِسنے جان بخشی کی ہے اگر ہمین کو یہ نہ مارتا تو زندگی نہ ہوتی یہ سوچکے نقوش کی شکل سبنے ایک نخل کے سایہ مین کھڑے ہوکر آواز دی او عورت اِس قیدی کو کہان لیے جاتی ہے اُسنے جو پلٹ کر دیکھا نقوش کو جُھک جھک کر سلام کرنے لگی اور سجدہ کر کے عرض کرنے لگی یا خداوند کو وہ تصویر تو آپ سے چھوٹا اب آپ کہان تشریف رکھتے ہین میرے شوہر کو اِس ظالم نے مار ڈالا ہین اِسکی بوٹیان کاٹ کے کھاؤنگی آپ جانتے ہین کہ شوہر میرا میری زندگی کا سہارا تھا نقوش نقلی نے کہا اے بندی من سامنے سر جُھکا کر بیٹھ مین اِسکو قتل کرونگا مجھے بھی بہت ناگوار گذرا کہ تیرے شوہر کو بے خطا مارا یہ عیار گلی گلی پھرتے ہین جہان جادوگر کو پایا مار ڈالا شہرون کو ویران کر دیا جادوگرنی آگے بڑھی برق کو سامنے ڈالدیا نقوش نقلی نے کہا وہ سامنے دیکھو ملک الموت آتا ہے وہ اِسکی روح قبض کریگا مگر تم نہ اُس سے آنکھ ملانا ایسا نہ ہو کہ تمھاری بھی روح قبض کرلے تو مجھکو ناگوار ہوگا تم آنکھین بند کر کے بیٹھو مین تمھارے شوہر کو بھی زندہ کر دونگا نام شوہر سنکر ساحرہ نہال ہوگئی دل مین کہتی ہے کہ قدرت زندہ کر دینگے آنکھین بند کر کے بیٹھی برق نے بہ اطمینان حلقہ ہائے کمند گلے مین ڈالدیئے اور اپنے نام کا خوشی خوشی نعرہ کیا نعرۂ برق تیغ

مرا نام ہے برق خنجر گذار	کہ استاد ہین خواجۂ نامدار
تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون	کہ کون مکارہ و غدار ہون
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے	ارسطو سے ذی علم شاگرد ہے

بزیر قدم غرب اور مشرق ہی		چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی	

نعرہ کرکے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا مارا گیا اُس ساحرہ کو کپڑے اُسکے اُتار لیے
برق ایک جانب چلا خواجہ طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوے بادشاہ اسلام بپاسے
فتاحی پر جلا ہفتم جا چکے ہین صاحبقران خواجہ کا انتظار کر رہے ہین کہ خواجہ نے آکے
مجرا کیا اور یہ کہا اے شہریار مین نقوش جادو کو لاتا تھا راہ مین مہاجن مل گئے اُنھون
نے مجھکو مارکر پشتارہ چھین لیا کچھ دلوایئے تو لے آؤن امیر نے پانچہزار روپے منگوا کر دیے
عمرو نے کہا اِس سے کیا ہوتا ہی سب صاحب کچھ کچھ عنایت فرمائین لندھور و مالک
و بہرام و بدیع الزمان و قاسم و شاہزادہ جہانگیر ان سبنے موافق اپنے اپنے مرتبے
کے دیا جب رستم کے سامنے آئے تو رستم نے کہا چچا جان میرا روپیہ واسطے بیت المال
کے نہین ہی مجھے معاف فرمایئے خواجہ نے کہا مین تمسے لونگا علمشاہ نے کہا مین ایک
نہ دونگا ہزار خواجہ نے منت وخوشامد کی مگر علمشاہ نے کچھ نہ دیا خواجہ نے کہا اے رستم
انشاء اللہ تم بہشت دو اور مین نہ قبول کرون یہ کہکر نقوش کو نکالا روپیہ جو ملا تھا وہ
نذر زنبیل کر لیا خواجہ نے نقوش کو ہوشیار کیا نقوش نے آنکھین کھولکر دیکھا کہ مین
دربار امیر مین ہون جملہ سردار و نامدار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین تخت سلطنت خالی
ہی صاحبقران نقوش کو سمجھانے لگے مگر نقوش آنکھین بدل رہا ہی جواب نہین دیسکتا
کیونکہ زبان مین سوزن ہی مگر بہ نگاہ قہر طرف صاحبقران کے دیکھ رہا ہی ہرچند صاحبقران
سمجھاتے ہین مگر راہ راست پر نہین آتا اُدھر جمشید ثانی اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ چند
طائر میز سے اُڑے اور جمشید ثانی کے سامنے آکر زمزمہ سرائی کرنے لگے جمشید نے
زانو پر ہاتھ مارا کہا لو صاحب غضب ہوا کہ نقوش جادو گرفتار ہو گیا کوہ تصویر
اُسکے باعث سے آباد تھا اب وہان مسلمانون کا عمل ہوا مین خود جاتا ہون جاکر
اُسکو لاتا ہون یہ کہکر اُٹھا ہر چند ساحرون نے سمجھایا کہ اگر طلسم کشا نہین ہین تو امیر تو
دربار مین موجود ہین جمشید نے کہا مین اسلئے جاؤن کہ معلوم ہو برق گری
یہ کہکر بلند ہوا طرف لشکر صاحبقران کے چلا اُسوقت پہونچا کہ صاحبقران نے

فرمایا کہ یہ مغرور جواب نہیں دیتا ذوالخمار عادی کو بلاؤ جلاد لشکر خنجر کھینچ آیا نقوش کو
کھینچکر بیرون بارگاہ لایا چاہتا تھا کہ قتل کرے حکم اخیر کا منتظر تھا جمشید نے جو آسمان سے
دیکھا کہ نقوش زیر تیغ بیٹھا ہے اور جلاد قتل کیا چاہتا ہے تڑپ گیا۔ نقوش کو اُٹھا لے گیا
ذوالخمار عادی نے چاہا تختۂ شداد ی مارے جمشید نے ہاتھ سے اشارہ کر دیا
کہ ذوالخمار عادی پر برق گری میثاق وغیرہ اُٹھنے لگے یاسمن رنگین پوش نے
چاہا کہ سحر کرے جمشید نے للکارا کہ او معشوقۂ قدرت کیوں شامتیں آئی ہیں یہ
کہکر ایک طائر کو اشارہ کیا کہ اُس طائر نے گرد سر یاسمن چرخ مارا کہ یاسمن چکر اکر
گری صاحبقران نے نعرہ کیا کہ او کافر خام کیوں شامتیں آئی ہیں اور اسم اعظم
پڑھتے ہوئے آگے جمشید صاحبقران کو دیکھکر بھاگا مگر نقوش کو لیگیا اُدھر میثاق
نے سینگ کی کمان جھولی سے نکالی اور اسم سحر پڑھکر تیر مارا کہ بازوئے جمشید کا زخمی
ہوا مگر جمشید نے زخم کا کچھ خیال نہ کیا اُڑتا ہوا نکلگیا خواجہ رستم کی فکر میں ہیں غرض
رستم پر جو غبار وغیرہ اُڑکر پڑا تو اپنے امیر سے عرض کی کہ غلام آپ کا حمام ہوا ہے
جیسے ہی رستم نے حمام کا نام لیا خواجہ ایک نائی کی شکل بنکر حمام میں پہونچے اور
داروغہ سے کہا کہ ہم پریشان ہیں کچھ کام ہمسے لیجیے ہمارے بزرگ بھی کام کرتے
تھے داروغہ نے حکم دیا کہ حمام میں جاکر بیٹھو جو کوئی آئے اُسکو نہلاؤ بڑے میان
صاحب حمام کا خرچہ نکالکر چہارم تمکو بھی ملیگے خواجہ نے کہا بہت خوب یہ کہکے
یہ تو حمام میں پہونچے اُدھر سمک نے آکر داروغہ سے کہا کہ رستم نہانیکو آتے ہیں داروغہ نے کہا لو
بڑے میان تم بڑے صاحب نصیب ہو کہ فرزند صاحبقران نہانے آتے ہیں پانچ
روپے دیتے ہیں ابھی تمکو سوا روپیہ ملیگا خواجہ لنگی باندھکر کھڑے ہوئے رستم جو
اندر آئے فرمایا کہ بڑے میان صاحب کوئی ایسی شی لاؤ کہ گرد دفع ہو جائے عمرو
نے ایک پیالے میں ایک دوا بنائی اور کہا اِسکو سارے جسم میں مل لیجیے رگ
رگ کا میل نکلجائیگا رستم نے بٹنہ سمجھکر سارے منھ میں ملا اور بڑے میان نے سارے
جسم میں رستم کے ملا اور کہا حضور غوطہ لگائیں میں اور دوا لگاؤں یہ کہکر خواجہ

باہر آئے مگر سمک نے جو خواجہ کو باہر جاتے دیکھا تو یہ سمجھ گیا کہ خواجہ حمام سے نکلے ہیں اپنے
جی میں کہتا ہو خدا خیر کرے یہاں خواجہ بھاگ کر دربار صاحبقران میں آئے امیر نے
پوچھا خواجہ کہاں گئے تھے عمرو نے کہا میں تو کہیں نہیں گیا مگر دیکھیے رستم نے مجھکو
کچھ نہ دیا میں بددعا دونگا تو بدن بگڑ جائیگا امیر نے کہا او بد زبان خاموش رہ عمرو
تو یہاں بیٹھا وہاں رستم نے جو پانی میں غوطہ مارا آئینہ سامنے لگا تھا اُسپر جو نگاہ
پڑی دیکھا کہ صورت زنگیونکی سی ہوگئی تمام جسم سیاہ چہرہ سیاہ سمک کو آواز دی اب
سمک جو اندر آیا تو رستم کو اس حال میں دیکھا کہ صورت اپنی دیکھکر رو رہے ہیں
کہا اے سمک دیکھو تو یہ کیا ہوا کہ میری صورت بدل گئی سمک نے کہا خداوند نعمت
جب حمام میں آئے تو بعد تھوڑی دیر کے خواجہ عمرو ایک ضعیف کی شکل بنے ہوے
حمام سے نکلے میں گھبرا رہا تھا کہ خدا خیر کرے آپ نے جو انکو روپیہ نہ دیا کچھ رنج
لگ گئے اب دربار میں چلیے سامنے صاحبقران زمان کے یہ سب حال بیان کیجیے
امیر با توقیر اسکا فیصلہ کرائینگے رستم نے کہا اے سمک میں دربار میں جاتا ہوں
تم پانچ توڑے لیکے آؤ خواجہ بیٹھے تھے کہ رستم آکر پہونچے صاحبقران زمان نے
نہ پہچانا رستم نے عرض کی خداوند نعمت دیکھیے خواجہ نے میرا کیا حال کیا امیر نے
کہا او ساربان زادے یہ تو نے کیا کیا عمرو نے کہا میں تو حمام میں گیا بھی نہیں مگر
البتہ بددعا دی تھی منہ کالا ہو گیا خدا سے التجا کیجیے کہ سمک پانچ توڑے لیکر آیا رستم
نے کہا اے عمر نامدار یہ روپیہ حاضر ہے لیجیے مجھے معاف کیجیے خواجہ نے کہا بیٹا خدا سے
دعا کرو کہ پھر پروردگار اُسی صورت پر کر دے اسمین انسان کا کیا اختیار ہے اور میں
بھی تدبیر کرتا ہوں مگر پانچ توڑے اور منگاؤ ایک دوا میرے پاس ہے شاید تاثیر
کرے رستم نے فوراً پانچ توڑا اور منگائے خواجہ نے دسوں توڑے لیکر نذر زنبیل
کیے اور ہاتھ اپنا منہ پر رستم کے پھیرا وہی صورت مثل آفتاب کے ہو گئی خواجہ
واسطے سجدے کے جھک پڑے کہ اے پروردگار تو نے رحم کیا اور رستم سے کہا
اے فرزند ہماری بددعا سے ڈرا کرو رستم نے کہا اب جب طلب کیا کیجیے گا میں دیدیا کرونگا

سب سرداران مین غریو ہوا کہ خواجہ سبحان اللہ کیا کارنمایان کیا ہی عمرو نے کہا یارو میرے منھ سے نکلگیا تھا کہ رستم کا منھ کالا ہوجائے جب وہ تاثیر عطا ہوئی اب پھر میری دعا کی تاثیر سے رستم پیلتن بصورت اصلی ہوگئے سب سردار اس فعل پر خواجہ کے نثر ہوگئے یہان تو بارگاہ صاحبقران مین سعد کا انتظار ہی مگر جمشید ثانی جو نقوش کو لیکر گیا کراہتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا پانؤن سے خون جاری نقوش کو پیچھے مین دبائے ہوے سب نے جمشید کو اس حال سے دیکھا پوچھا یا خداوند صاحبقران زمان نے پانؤن زخمی کیا ہوگا جمشید نے ایک آہ کی کہ کیا بیان کرون اپنی آفت اپنے سر پر پا ہی میثاق کوہ گردان ایسا بانی ہوا ہی کہ ہر مقام پر دشمنی کرتا ہی پانؤن کو چیمٹے سے باندھا مرحم لگایا نقوش ہوشیار ہوا قدمون پر جمشید کے گر پڑا کہا یا خداوند آپ نے بڑا احسان کیا کہ دربار حمزہ مین کیسی کیسی جادوگرنیان جمع تھین اُن مین جانا اور مجھکو اُٹھا لانا آپ ہی کا کام ہی کسکی مجال تھی کہ اُس دربار مین قدم رکھتا مگر آپ نے بڑی جرأت کی جمشید نے کہا اے نقوش کیا کہون مین اسی سحر پر امید کرتا ہون کہ مسلمان طلسم نہ توڑ سکینگے اسی وجہ سے کتاب سامری کو منسوخ کردیا نقوش نے کہا مجھکو چین نہ آئیگا مجھکو حکم ہو کہ جا کر طلسم کشا کو روکون جمشید ثانی نے ہرچند منع کیا مگر نقوش سنتا نہ تھا یہ جانے ہی پر تھا کہ گرد اُڑی اور نقاش جادو مع فوج شکست خوردہ آکر پہونچا سامنے جمشید کے گر پڑا کہا یا خداوند میرا انتقام لیجئے کہ تصویر برباد ہوا نقوش جادو نے نقاش جادو کو گلے سے لگایا اور کہا اے برادر اب جو گذری وہ گذری مین نے سالہا سال کوہ تصویر پر خدائی کی ہی چلو ہم تم دونون ملکے طلسم کشا کو قتل کرین کہ مدعائے دلی حاصل ہو نقاش نے جو نقوش کو آمادہ دیکھا کل فوجین جمع کرکے کئی لاکھ فوج کو ساتھ لیکر یہ دونون تلاش سعد مین چلے کہ ذکر اِنکا کیا جائیگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان پہونچنا بادشاہ کا تا بہ مرحلہ ہفتم اور پہونچنا نقاش و نقوش کا و عیاریان خواجہ کی بطرز نو و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا کہ عرض ساتی نگار

دل لگاکر کوئی راحت جو نہ پائی ہوتی
عمر بھر عشق مین ایذا ہی اٹھائی ہوتی
تو گوارا وہ بھی یہ تکلیف جدائی ہوتی
یا مصیبت کی مرے دل مین سمائی ہوتی
یا شب ہجر زمانے مین نہ آئی ہوتی

ہم اسیر آ گئے ہین یون ترے بس مین صیاد
کر جو چھوٹین بھی تو دس بیس برس مین صیاد
قید کرلے تجھے خود ہی نہین یہ تسمین صیاد
بال و پر بھنے بلائے نہ قفس مین صیاد
وہ تڑپتا جسے امید رہائی ہوتی

نامے جب اسنے مرے چاک کیے ای قاصد
نہ سنے تونے جو پیغام دیے ای قاصد
پھر کس امید پر اب کوئی جیے ای قاصد
دل بیتاب کی تسکین کے لیے ای قاصد
جھوٹ ہی کوئی خبر تونے سنائی ہوتی

جذب نے اپنے سنائی نہ ہمین کچھ تاثیر
عشق دشمن مین بھی پائی نہ ہمین کچھ تاثیر
واسے تقدیر کہ دیکھی نہ کبھین کچھ تاثیر
غیر کی آہ مین بھی ہاے نہین کچھ تاثیر
یہ بھی ہوتا تو کچھ امید رسائی ہوتی

بنس دیا کرتے تو وہ البتہ ہمیشہ روتا
آکے ٹھکراتے تو مرقد مین ابھی جا سوتا
مرکے ملتے تم اگر جان ابھی مین کھوتا
اور کیا خاک مین ملجانے سے میرے ہوتا
یہی ہوتا کہ ذرا اسکے صفائی ہوتی

کیا اگر آپ ہی اک روے پس مرگ مجھے
نوحہ گر یا کچھ احباب جلال آکے ہوے
روح ہرگز نہین خوش ہونیکی ہرگز اس سے
ہون وہ غم دوست کہ تو اب کچھ آنسو بھیئے
میرے ماتم مین اگر ساری خدائی ہوتی

چہرہ رہبردان منازل سحر و ساحری وطے کنندگان مراحل افسونگری اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف مرصع خیال سخن آفرین با سخن ساپکرسی نشاند جنین با توسن طبع کو میدان مدعا مین یون جولان گر کیا جاتا ہو کہ بادشاہ جہانپناہ جب رخصت ہو کر لشکر سے نکلے ہین سب ملازم دیکھ رہے ہین کہ ایک تخت کے سامنے مین بادشاہ بیٹھکر اسم حاشیہ لوح پڑھنے لگے جیسے ہی تعداد تمام ہوئی قیصور جنی آکر سیو بچا بادشاہ کو

سلام کرکے عرض کی او شہریار مین فوج جنات کو ساتھ لیے ہوے آتا تھا راہ مین ایک مقام پر مع لشکر کے اترا نقوش و نقاش خداوندان کوہ تصویر ایک صحرا مین مخفی ہوکر آتے تھے ہمکو اُنکے لشکر کی خبر نہین رات کو نقوش و نقاش نے ملکر سحر کیا کہ سب لشکر جنات مجسے باغی ہوکر سامنے نقوش و نقاش کے پہونچا اُسنے ایک درہ کوہ مین سبکو بند کر دیا مین نے جو یہ خبر سُنی سوچا کہ اب تنہا کیا کرونگا آپ کی خدمت مین حاضر ہوا اب آپ تشریف لے چلیے بادشاہ نے لوح کو دیکھا اُس مین نوشتہ پایا کہ جو کچھ قیصور کہتا ہی وہی کرو بادشاہ ہمراہ قیصور تلاش مین نقوش و نقاش کی روانہ ہوے قیصور نے اپنے کاندھے پر سوار کرکے ایک صحرا مین لاکر اُتارا قیصور تو رخصت ہو گیا مگر بادشاہ جہجاہ تنہا حیران کھڑے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک تاجدار تخت پر سوار مع بارہ ہزار سوار و پیدل آتے دکھلائی دیا شاہ نے جو دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال زرین کلاہ کھڑا ہو شاطر سے اشارہ کیا کہ جاکر دریافت تو کر کہ یہ جوان کون ہی شاطر نے آکر شاہ کو سلام کیا مگر دبدبہ صولت و شوکت دیکھکر نہ بولسکا بادشاہ نے پوچھا او شاطر کیا مطلب ہی شاطر نے دست بستہ عرض کی ہمارا بادشاہ لمعان تاجدار آپ کا نام نامی پوچھتا ہی شاہ نے فرمایا مین سعد بادشاہ لشکر اسلام ہون بقصد قتل جمشید مین نکلا ہون لمعان تاجدار نے جو یہ خبر سُنی افسران فوج سے کہا کہ یہ جوان دشمن خداوند ہی چہار جانب سے گھیر کر گرفتار کرو افسران فوج لینا لینا کہکر آ پڑے بادشاہ تلوار کھینچکر لڑنے لگے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا لڑتے بھڑتے قریب لمعان تاجدار کے پہونچے لمعان نے ہاتھ مارا بادشاہ نے کلائی تھاما کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالدیا نعرہ کرکے خانہ زین سے اُٹھا لیا لمعان نے عرض کی الامان بادشاہ نے فرمایا کہ امان بہ شرط ایمان لمعان تاجدار کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا بارہ ہزار جوان بھی دائرہ اسلام مین آئے مگر نقوش و نقاش جو جنات کو قید کرکے آگے بڑھے تو قریب اُس درہ کوہ کے آکر اُترے رات کو ہرکارون نے خبر دی کہ طلسم کشا پار درہ کوہ کے اُترے ہین لمعان کو زیر کرکے مسلمان کیا ہی نقوش و نقاش یہ سُنکر اپنے مقام سے اُٹھے سر کوہ آکر سحر کرنے لگے لمعان تاجدار کو برسر طلایہ

تخت یکایک کانپا اور ساتھ والوں کو ہمراہ لیکر چلا سامنے دو کوہ تھے جہاں جنات بند
تھے اُسی طرف اشارہ کیا لشکر میں جو تماشا ہے طرف اپنے شاہ کے چلا بادشاہ کی آنکھ
جو کھلی ہنگامہ سنکر باہر نکل آئے آتے ہی دیکھا بارہ ہزار حیران جاتے ہیں بادشاہ
حیران تھے کہ میں کیا کروں کہ قیصور جنی آکر پہونچا عرض کی حضور یہ باعث سحر نقاش
ونقوش ہے حضور پڑھکر لوح کا عکس ڈالیں بادشاہ آگے بڑھے لمعان کو للکار کر
کہاں جاتا ہے لمعان آمادہ جنگ ہوا جیسے ہی قریب تلوار کھینچکر آیا بادشاہ نے عکس
لوح ڈالا لمعان نے سب فوج کو پھیرا بادشاہ عکس لوح ڈالتے ہوئے سبکو پھیر لائے
نقاش ونقوش نے رات بھر سحر کیا مگر کوئی مراد حاصل نہوئی آخر مجبور ہوکر صبح کو اپنے
لشکر کو تیار کرکے مقابلہ میں آئے منظور یہ ہے کہ دھوکا دیکر گرفتار کریں سحر کرنے لگے
وقت سحر بادشاہ نے دیکھا کہ چند نازنینان مہ جبین لشکر میں گاتی پھرتی ہیں جسطرف آواز
لگائی لوگ اپنے خیموں سے نکلنے لگے بادشاہ نے یہ دیکھکر اسم حاشیۂ لوح پڑھا وہ
عورتیں غائب ہوگئیں بڑے بڑے سحر نقاش ونقوش نے کیے مگر بادشاہ جب اسم حاشیۂ
لوح پڑھ دیتے ہیں اُنکا سحر ہٹ جاتا ہے قضائے کار شاہ عیاران عیار کہ تلاش میں شہریار
کی سے آکر پہونچے اور مجرا کرکے مستفسر ہوئے بادشاہ نے سب کیفیت ظاہر کی خواجہ نے فرمایا خوب
زنگمہ دیکھیں میں جاکر دونوں کو لاتا ہوں یہ کہکر خواجہ روانہ ہوئے ایک ضعیفہ کی شکل
بنکر لشکر میں ساحروں کے آئے دیکھا کہ لشکر نقاش نقوش ہوشیار بیٹھے ہیں جہاں
غیر کو دیکھا اُسے گرفتار کرلیا سامنے نقاش ونقوش کے لے گئے وہ اپنے سحر سے
دریافت کر لیتے ہیں اکثر غیر لوگ گرفتار ہوئے مگر رہائی پائی خواجہ نے کہ بشکل ضعیفہ
تھے ایک ساحر سے پوچھا کہ نقاش ونقوش کیا کرتے ہیں میں جاکر اُنسے دریافت
کرونگی اور کہونگی کہ میرا نواسہ لشکر میں نوکر ہے مجھکو خرچ نہیں بھیجتا میری فریاد کو آپ
لوگ پہونچیے کچھ ماہواری مقرر کرا دیجیے ساحروں نے خواجہ کو گرفتار کرلیا ہرچند
خواجہ چیخے چلّائے کہ میں غریب بڑھیا ہوں مگر ساحروں نے نہ مانا خواجہ کو کشاں کشاں
لے چلے سامنے نقاش ونقوش کے لے گئے نقاش نے سحر کیا کہ رنگ و روغن چہرہ کا

خواجہ کے رو برو گیا بصورت اصلی ہو گئے نقاش نے قہقہہ مار کر کہا اے نقوش اس ظالم کو
تو میں نے پہچانا یہ برباد کن خانمان ساحران ہے اگر اسکو قتل کیا تو کل مسلمانوں کو مارا ابھی
میدان خونی کی تیاری کرو داریں استادہ ہوئیں جلاد موجود ہوئے نقاش و نقوش نے
نے اشارہ کیا کہ اسکو دار پر کھینچو جلاد خواجہ کو کشاں کشاں لے چلا مگر ہرکارے
لشکر اسلام کے موجود تھے خبر قتل خواجہ لیکر سامنے بادشاہ کے آئے بادشاہ تیغہ
ٹیک کر اٹھے لمعان تاجدار ہمراہ ہوا یہاں جلاد کا ارادہ ہے کہ خواجہ کو دار پر کھینچے
کہ نعرۂ شہریار کی آواز آئی النعرہ شاہ

منم شاہِ شاہان فریدون حشم تجلی دہِ بزمِ اسلامیان	بہارِ گلستانِ کاؤس و جم نہالِ گلستانِ صاحبقران

بادشاہ نعرہ کرکے تلوار کھینچکر صفیں الٹتے ہوئے قریب خواجہ کے آئے جلاد کو مارا
دار کو قلم کیا خواجہ رہا ہوتے ہی ساحروں کے لباس لوٹنے لگے مگر نقاش و نقوش
دور سے دیکھ رہے ہیں اہل فوج کو منع کر رہے ہیں کہ جنگ نہ کرو انکو نکل جانے دو
فوج ساحران الگ ہوئی بادشاہ خواجہ کو لیکر پلٹے مگر خواجہ نے کہا اے شہریار غلام
کا بڑا نقصان ہوا جب گرفتار ہوا تو کمر میں میری صندوقچہ جواہرات کا تھا ساحروں
نے وہ صندوقچہ لے لیا اب رہا جن مجھے رخصت کریجئے بادشاہ نے فرمایا نقاش و نقوش
کی فکر کیجئے خدمتگذاری ہوگی خواجہ با لباس عیاری لگا کر پھر روانہ ہوئے مگر لشکر
ساحران بائیں پر چھوڑا ایک طرف کو چلے کوئی دو منزل راستہ طے کیا تھا کہ ایک مقام پر
دیکھا ایک بارگاہ استادہ ہے بہت سی عورتیں پھر رہی ہیں دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ زوجہ نقاش گلرنگ جادو ہے اسے ملاقات شوہر جاتی ہے مگر گلرنگ سحر نہیں جانتی
منزل بہ منزل جاتی ہے خواجہ ایک ضعیفہ کی شکل بنکر سامنے سے اسی بارگاہ کے کھیت
کی مینڈ پر چڑھکر چلے گلرنگ نے کنیزوں سے کہا کہ اس بڑھیا کو منع کرو کہ مینڈ سے
کھیت کی نہ جائے کنیزوں نے بڑھکر کہا بڑی بی صاحب یہ ضعیفی اور مینڈ پر چڑھکے
چلی ہو اگر گر پڑو تو کمر کولہ برابر ہو اور چار انگل زمین دھنس جائے بڑھیا نے بگڑ کے

جواب دیا کہ تم جوانون شکل چڑیلون کے پھرتی ہو تم خود کر وگی مین اِسی راہ سے روز جاتی ہون
کنیزین خاموش ہو رہین آپس مین کہتی ہین کیا بدزبان ہی جتنے تو نیکی کی وہ گالیان دیتی ہی
چڑیل بناتی ہی خدا اُسکو غارت کرے چند قدم چلکر بڑھیا لڑکھڑائی اور منہ کے بل گرکر ایک چیخ ماری
کہ یہ نوجوانین کل جیسیان ہین مین اِنھین کے کہنے سے گری ورنہ نہ گرتی مرا مزا دیا اب
دیکھ رہی ہین اور اُٹھاتی نہین گلرنگ نے کنیزون کو اِشارہ کیا کہ اری کیا دیکھ رہی ہو
بڑھیا کو اُٹھا لاؤ کنیزون نے آکر بڑھیا کو اُٹھایا بڑھیا نے کہا اب تو تم سب خوش ہوئین
تمھاری زبان سے نکلا اور وہ نہ ہووے میرا کولا اُتر گیا اب میری زندگی کیونکر ہوگی کنیزین
کھٹولی پر ڈالکر بڑھیا کو سامنے گلرنگ کے لائین بڑھیا نے جو گلرنگ کو دیکھا تو دعائین
دینے لگی کہتی تھی کہ بور سہاگن اولاد ے گود بھرے بی بی کیسی بیٹھی ہو بال پریشان منھ کیا
ہو رہا ہے اُٹھو بری کھاؤ کنگھی کر ڈالو کہان جاؤگی گلرنگ نے کہا شوہر میرا لشکر بادشاہ مین گیا
ہوا اُسکو دیکھنے جاتی ہون شوہر نے میرے مجھکو نامہ لکھا تھا کہ ابھی جنگ کو طول ہی تم بھی
آجاؤ تو مجھے آرام ہو آج دس دن گذرے کہ قلعے سے چلی آئی اب سُنتی ہون کہ دو منزل
دو مقام باقی ہی اِس صحرا مین کل آتری تھی جنگل پسند آیا آج بھی مقام کیا کل روانہ ہونگی عمرو
نے کہا بی بی خیر دعا فیت پہونچو شوہر سے اپنے ملو مجھکو تو بڑا افسوس ہوتا ہی کہ تم ایسی
خوبصورت شوہر سے اپنے جدا ہو گلرنگ نے کہا وہ بر اے جنگ گئے ہین ورنہ
مجھکو دم بھر اپنے سے جدا نہین کرتے بڑھیا نے دعائین دین کہ شوہر کا ہمیشہ پیار رہے
گلرنگ کنیزون کو خفا ہوئی کہ بڑھیا تو بڑی خوش زبان ہی بات بات پر دعائین دیتی
ہی تم ناحق اسکو کوستی تھین کنیزون نے کہا واری کیا کہین جیسی بدزبان ہی گلرنگ نے
حکم دیا کہ بڑھیا کی کھٹولی ہمارے چھپر کھٹ کے پاس بچھا دو کھانا پانی اِسکو پہونچاؤ کل
جب ہم کوچ کرینگے تو چلی جائیگی بڑھیا ہر بات پر دعائین دیتی ہی کبھی پوچھتی ہی کہیو بی بی
کتنا زمانہ تمھاری شادی کو گذرا ابھی کوئی لڑکا نہین ہوا گلرنگ نے جواب دیا کہ مین نے
بہت منتین مرادین کین مگر سامری و جمشید کی مرضی نہین ہی جو بچے کا بچہ بھی نہ پیدا ہوا
بڑھیا نے کہا مین آپکو دعا دونگی سال بھر مین چار لڑکے پیدا ہونگے میرا حال سنیے کہ جب مین

بیاہی گئی تھی تو میری عمر نو برس کی تھی شوہر نے ہم بستر کیا آخر تیسرے مہینے لڑکا پیدا ہوا
اس بات کو سن کے گلرنگ بہت خوش ہوئی کہا بڑی بی صاحب تم روز آیا کرو بڑھیا نے
کہا مین تمھاری ملاقات کو روز آؤنگی مگر بی بی تم تو بر سر سفر ہو اور مجھکو یہ دن بتاتی ہو
گلرنگ نے کہا بڑی بی تم گھبراؤ نہین مین اگر بن پڑیگا تو تمکو اپنے ساتھ لیتی چلون گی
بڑھیا نے وہ باتین کین کہ گلرنگ خوش ہوگئی دل مین سوچی کہ یہ بڑھیا تو اکسیر کی پڑیا ہے
بڑھیا نے اپنی جوانی کا بھی ذکر کر کے کہا حضور اس گاؤن مین کوئی کالے سر کا باقی نہین جو
مجھ تک نہ آیا ہو بی بی اولاد کے لیے سب کچھ کرتے ہین سامری وجمشید سے نذر مانو شاید
خداوند کند سن لین گلرنگ نے کہا بڑی بی اپنی ایسی قسمت ہی نہین بڑھیا نے گلرنگ
کو گلے سے لگایا اور کہنے لگی کہ مین اپنی بچی کو جنون کی مسجد لیجاؤنگی نذر و نیاز چڑھاؤنگی
دو پہر رات گئے تک یہ باتین رہین آخر گلرنگ سو گئی خواجہ کہ بشکل بڑھیا تھے
کھٹولی سے اٹھے اور گلرنگ کو بیہوش کر کے نذر زنبیل کیا اور آپ گلرنگ کی شکل بنکر
پلنگ پر سو رہے صبح کو ملکہ گلرنگ نقلی بد مزاج اٹھین کنیزون سے کہا بڑھیا کہان گئی
کنیزون نے عرض کی واری ہم جب سے اٹھے ہین ہمنے کھٹولی خالی پائی سارے لشکر مین
ڈھونڈھ چکے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑھیا چلی گئی گلرنگ نقلی کنیزون پر بہت خفا ہوئی
کہا جو ہماری راحت کی چیز ملتی ہے تم لوگ اسکو ضایع کر دیتی ہو خیر ناچار ہو کر کوچ کیا
عماری مین سوار ہو کر خواجہ طرف نقاش و نقوش کے چلے یہان نقاش نقوش مقابل
شاہ مین اترے ہوے ہین ہر روز سحر کرتے ہین مگر لوح کے سامنے کوئی سحر نہین چلتا کہ
ہرکارے دوڑے ہوے آئے نقوش جادو سے عرض کی آپ کی زوجہ ملکہ گلرنگ
آتی ہین نقوش باہر نکلا آکر عماری سے گلرنگ کو اتروایا بارگاہ مین لے گیا گلرنگ نے
پوچھا صاحب سب طرح خیر و عافیت ہے نقوش نے کہا صاحب کیا کہون روز سحر کرتا ہون
مگر طلسم کشا لوح کا عکس ڈالکر مٹا دیتے ہین حسرت اتنا ہوتا ہے کہ ایک دو گھڑی کا ہنگامہ
ہوتا ہے بادشاہ کو کچھ نقصان نہین ہوتا مین سو سو تدبیرین کر رہا ہون مگر کوئی تدبیر بن
نہین پڑتی تم اس زمانے مین کیون آئین ہر روز یہی خوف ہے کہ مقام چھوڑیگا ایکدن عمرو

لو پڑا تھا سامان قتل کیا بادشاہ لمعان کو ساتھ لیکر آ پڑے مین نے خوف سے جنگ نکی
گلرنگ نے کہا صاحب کچھ مقام افسوس نہین ہو جو تقدیر گذریگی وہ ہین سبھی جھیلونگی نقوش
زوجہ سے باتین کرتے باہر آیا نقاش نے کہا اونقوش اب تو تمھاری زوجہ بھی آگئین
خوب چین کرو کیون ای برادر رات کو چلین بادشاہ کو گرفتار کر لائین نقوش نے کہا
یہ صلاح تو اچھی ہی ہین آج شب کو جاؤنگا او رہنے گا تو گرفتار کر لاؤنگا ورنہ لمعان کو تو
ضرور لاؤنگا اسی کی ذات سے بادشاہ صاحب لشکر ہوے اگر اکیلے ہوتے تو اب تک
گرفتار کر لاتے آپس مین صلاحین کرکے نقوش نے چند گلابیان لین اپنے خیمے مین
آیا گلرنگ نے حکم دیا کہ سب کنیزین باہر جائین مین اپنے شوہر سے تخلیہ مین کچھ باتین
کرونگی کنیزین باہر گئین خواجہ نے ایک گلابی اٹھائی اُسمین بیہوشی ملا کر جام لبریز
کرکے نقوش کے سامنے کیا نقوش بے اندیشہ انجام پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا کیون
صاحب اس شراب نے بڑی گرمی کی زوجہ نے کہا اٹھکر ٹہلو ذرا ہوا لگے نشہ کم ہو
نقوش اپنے مقام سے اٹھا لڑکھڑا کر گرا خواجہ نے اُسکو بھی اٹھا کر نذر زنبیل کیا
گلرنگ کی صورت تو بنے ہوے ہین ایک کنیز کو بلا کر کہا جا کر نقاش سے کہو تمکو
گلرنگ بلاتی ہین نقوش جادو اسوقت نہین ہین شاید آپ سے وعدہ کیا تھا
برائے گرفتاری لمعان تاجدار گئے ہین دو تین گھنٹے کے بعد آئینگے نقاش کو
جو یہ خبر پہونچی خوش ہوگیا سوچا کہ شاید گلرنگ نے مجھکو دیکھ لیا عین وقت شباب
ہو صورت کیون نہ بنے لباس پہنکر ہمراہ کنیز کے خیمۂ گلرنگ مین آیا گلرنگ نے
دروازے پر آکر کہا صاحب آؤ تمسے پردہ کیا ہے فقط آنکھ کا لحاظ تھا وہ اٹھ گیا نقاش
اندر آیا جیسے ہی مسند پر آکر بیٹھا خواجہ نے جام لبریز کیا کہا لو صاحب پیو ہر چند نقاش
کو تردد ہوا کہ یہ کیا باعث ہے کہ زوجۂ نقوش اس محبت سے پیش آئی مگر جام پی گیا اور
پیتے ہی بیہوش ہو خواجہ نے اُسکو بھی اُٹھا کر نذر زنبیل کیا کنیزین جو اندر آئین انھون
نے پوچھا کیون بی بی میان نقاش کہان گئے خواجہ نے کہا خبردار یہ بات منھ سے
نکالنا برادر نقوش گئے ہین جاؤ خزانے سے صندوقچے جواہرات کے لاؤ میچ دے

ابھی خواب مین دیکھا کہ جمشید ثانی کہ رہے ہین کہ اس خیمے مین جو کچھ رکھو گی وہ دونا ہو جائیگا
کنیزون نے زیور بھی اپنا اُتار کر پیش کیا خواجہ نے سب کا زیور بھی لیکر نذر زنبیل کیا گل
مسند و تخت جواہرات کے منگائے کنیزون سے کہا چلکر بارگاہ مین بیٹھو مین بھی آتی ہون
جب کنیزین چلی گئین تو خواجہ نے بارگاہ کو لوٹا فرش تک نہ چھوڑا پردے بھی کاٹ لیے
سراچہ چاک کر کے باہر نکلے طرف لشکر اسلام کے چلے راہ مین دیکھا برق فرنگی بشکل ساحر لشکر
مین پھر رہا تھا اُسنے جو خواجہ کو دیکھا کہ خوشی خوشی آتے ہین بڑھکر پوچھا کہ اُستاد خیر تو ہے
عمرو نے اشارہ کیا کہ اسوقت نہ بولو یہان بادشاہ جہجاہ بارگاہ مین بیٹھے ہین اور فرما رہے
ہین کہ آج کئی دن کا زمانہ ہوا کہ خواجہ وعدہ کر گئے تھے کہ مین نقاش و نقوش کو لاتا
ہون نہین معلوم کیا اتفاق ہوا کہ ابھی تک نہین آئے لعمان تاجدار نے عرض کی
کہ ای شہریار نقاش و نقوش بڑے ہوشیار ہین اُنکا دام مکر مین پھنسنا بہت دشوار ہی
یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ خواجہ آتے ہین بادشاہ کو بڑا اشتیاق ہوا
باہر نکل آئے خواجہ کو سلام کیا خواجہ نے عمر دراز کہکر عرض کی کہ بارگاہ مین تشریف
لے چلیے مین دونون کو لایا بادشاہ نے کچھ روپیہ پیش کیا عمرو نے کہا میرا بڑا نقصان
ہوا ہی کئی منزل جانا پڑا دوسرے سفر کا خرچ جابجا غلہ منگا اول زوجہ نقوش کو جاکر
گرفتار کیا اُسکی شکل بنکر دونون کو دھوکا دیکر پکڑا بادشاہ نے فرمایا خواجہ جس دن
تم ہفت رنگ فتح ہوگا بہت کچھ مال پاؤ گے خواجہ نے کہا اسی امید پر تو جیتا
ہون دونون ساحرون کو زنبیل سے نکالا ستون سے باندھ دیا زبان مین سوزن
دیکے دونون کو ہوشیار کیا آنکھ جو نقاش و نقوش کی کھلی اپنے کو دربار شاہ
مین ستون سے بندھا ہوا پایا خواجہ تیغ کھینچے کھڑے ہین اور فرما رہے ہین ای
نقاش و نقوش اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو شاہ کی اطاعت کرو دونون نے مجبور
ہو کر کہا ای بادشاہ جہجاہ ہم اسی لیے کوچ کر کے آئے تھے کہ آپ کی رفاقت مین رہین
اب سرکار پر بہت سختیان پڑینگی شہر خطا کار ان مین جانا پڑیگا لہذا غلام ساتھ چلینگے
اُس شہر کے فتح ہونے کے بعد ایک دریاے تہار ملیگا حضور کو اس دریا سے اُترنا

پڑ گیا تب میلاد وخارہ شکن کا سا۔ تا ہو گا میلاد نے بہت فوج جمع کی ہے خداوند کو بھی عرضی
لکھی تھی خداوند نے کئی لاکھ ساحر بھیجے وہ سب وہین جمع ہین حضور سے جنگ عظیم پڑیگی
خواجہ نے جو یہ شنا نیان نقاش و نقوش کی دیکھین تو سنو رپا ئین زبان سے سوزن
نکالی دونون نے قدمون کو شاہ کے بوسہ دیا اور فوج کو بھی اپنی بلالیا سب مسلمان
ہوسے اب نقاش و نقوش بھی مع لشکر ہمراہ شاہ ہوسے رات بھر جلسہ صحبت عیش رہا صبح
نقاش و نقوش نے عرض کی کہ حضور ہمارے خزانے خالی پڑے ہین نہ جواہرات کا بھی
پتہ ہے نہ روپیہ ہو بادشاہ نے فرمایا کیون خواجہ تم تو کہتے تھے بڑا نقصان ہوا یہ خزانے
اور جواہرات کسنے لیے خواجہ نے کہا جہان ہمارا گذر ہو وہان خزانہ بچ جائے بادشاہ
نے دونونکو زر و جواہر دیکر لوح کو دیکھا اسمین نکلا کہ دل شہر گمنام مین جانا چاہیے غرض
بادشاہ نے نقاش و نقوش سے کہا کہ مین تو جاتا ہون تم لشکر کو لے کے اس مقام پر
ٹھہرو نقاش و نقوش نے عرض کی غلام بھی حاضر ہونگے وہان کے لوگ بڑے مکار
ہین ظاہر مین تو حضور کے ساتھ محبت کرینگے مگر باطن مین یہی چاہینگے کہ جس طرح سے
بن پڑے لوح چھین لین بندگان عالی کو آزار پہونچائین مگر پروردگار آپ کو بچائے
جہانتک ہو سکے لوح کو ملاحظہ کرتے رہیے گا بادشاہ نے خواجہ سے فرمایا کہ اب ہم تو کل
رخصت ہونگے اُسی شہر مین جاتے ہین اگر مناسب وقت ہو اور تکلیف نہ ہو تو چند اشعار
ہمکو سنایئے خواجہ نے نے زنبیل سے نکالی اور بیچ بارگاہ مین بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ
سامنے بادشاہ کے گانے لگے

نظم

بہار آئی بھرو اب شراب شیشے مین ۔ اُتار دون مثل پری آفتاب شیشے مین
بنی ہو صورت فوارہ گردن مینا ۔ ہو تیرے آگے یہ جوش شراب شیشے مین
خیال ہو عرق روے یار کا دل مین ۔ بھا ہو کیسے بھرا ہو گلاب شیشے مین
جو دور جام ہو ساقی تو مینہ برسنے لگے ۔ کہ شراب نہین ہو سحاب شیشے مین
ہوا ہو صاف ہماری طرف سے دل اُسکا ۔ کہ اُسنے لکھا ہو خط کا جواب شیشے مین
خم شراب جو چھیلے سے محتسب توڑے ۔ تو روز حشر ہو اُسپر عذاب شیشے مین

کر رگیٔ مست قناعت ہی مجھکو بادہ فروش — اگر شراب نہین بھر دے آب شیشے مین
جو کوئی جام ہو دینا تو جلد دے ساقی — عیان ہی صاف ثبات حباب شیشے مین
بغیر نشہ تو سوؤن یہ نہین ممکن — بجا ہی گر کہون ہی بند خواب شیشے مین
یہ معجزہ ہی حسین شہید کا ناسخ — کہ خاک ہو گئی سب خون ناب شیشے مین

رات بھر خواجہ ہمراہ بادشاہ کے مصروف عیش و نشاط رہے صبح کو بادشاہ سب سے
رخصت ہوے جب لشکر سے باہر آئے تو ایک صحراے وسیع دیکھا دو قدم آگے بڑھے تو
ایک طرف دیکھا کہ چند کاہ فروش گٹھے گھانس کے لیے جاتے ہین بادشاہ اُنکے عقب
مین چلے سمجھ گئے کہ اگر آبادی نہین ہی تو یہ لوگ کہان جاتے ہین تھوڑا ہی صحرا طو کیا تھا
کہ سامنے آفتاب کی چمک معلوم ہوئی قریب آکر دیکھا کہ ایک پھاٹک عظیم الشان ہی
دروازہ کھلا ہی خلقت کی آمد و رفت ہی بادشاہ بھی داخل شہر ہوے ہر چند کہ بہت سے
ساحر پیچیون مین اُترے ہوے تھے مگر کوئی بادشاہ سے متعرض نہ ہوا جب سعد شہر
مین آئے تو دیکھا دوکانین سب طرح کی آراستہ و پیراستہ ہین حلوائی کی دوکان پر
مٹھائی کے خوانچے رکھے ہین خرید و فروخت ہو رہی ہی بادشاہ چونکہ اپنے لشکر سے
سویرے چلے تھے دوپہر ڈھل چکی تھی بھوک کی خواہش ہوئی ایک حلوائی کے سامنے
جاکر روپیہ پھینکا فرمایا کہ ہمکو مٹھائی دو اُس حلوائی نے بحیرت شاہ کو دیکھا اور کہا
طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ اِس شہر مین نو وارد ہین بادشاہ نے فرمایا تمھین نو
وارد و غیر نو وارد سے کیا کام ہی جو سودا مانگتے ہین وہ دو حلوائی نے کہا مین یہ روپیہ
لیکر کیا کرونگا آپ سکۂ رائج الوقت لائیے تو مین چیز دون بادشاہ سمجھے کہ اِسکے
مزاج مین دیوانہ پن ہی نان بائی کو آکر روپیہ دیا اُسنے بھی یہی کہا کہ سکۂ رائج الوقت
لائیے بادشاہ کئی دوکانداروں کے پاس گئے مگر سب سے یہی جواب پایا حیران ہو کے
کہ سکۂ رائج الوقت کہان سے لاؤن کہ دیکھا سامنے ایک تاجر کی دوکان ہی چند کرسیان
بچھی ہین اور تاجر بھی دوکان پر بیٹھا ہی بادشاہ مقام معقول دیکھکر ایک کرسی پر بیٹھ گئے
تاجر نے بنگاہ حیرت بادشاہ کو دیکھکر کہا ای شخص تو کون ہی کہ بلا تکلف آ بیٹھا یہ کہکر غلام کو

اشارہ کیا کہ شاہ کو جا کر اطلاع کرو کہ جسکا خوف تھا وہی آ گئے ہین وہ غلام اُٹھ کر گیا بادشاہ یہان کامگار شاہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا غلام نے جا کر تاجر کا پیغام دیا بادشاہ یہ خبر سنکر متعجب ہوا اُٹھکر محل مین آیا زوجہ اسکی ہنگامہ جادو اور دختر اسکی مہ پارہ سامنے بیٹھی تھی زوجہ نے جو شاہ کو متفکر دیکھا پوچھا کیون حضور خیر تو ہی شاہ نے کہا صاحب کیا کہون طلسم کشا شہر مین آ گئے فلان تاجر کی دوکان پر بیٹھے ہین زوجہ نے کہا مہ پارہ کو تخت پر سوار کر کے بھیجو کہ شاہ کو باغ رنگار رنگ مین لیجائے اور جسطرح ہو سکے لوح چھینکر بادشاہ کو گرفتار کرے بادشاہ نے بیٹی کو حکم دیا کہ ہان بی بی جاؤ جسطرح ہو سکے باغ رنگار رنگ مین طلسم کشا کو لیجاؤ مہ پارہ عمدہ کپڑے پہنکر تخت پر سوار ہوئی کئی کنیزین ساتھ ہوئین نوبت ونقارہ بجتا ہوا طرف بادشاہ کے چلی یہان بادشاہ دوکان پر تاجر کی بیٹھے تھے کہ تاجر نے کہا صاحب آپ کیدن پرائی دوکان پر آکر بیٹھ گئے یہ کرسیان واسطے خریدارونکے بچھی ہین اگر کچھ آپ کو خریدنا ہو تو بیٹھیے ورنہ چلے جائیے یہ مکان بازار نہین ہی برائے ضرورت یہ کرسیان بچھائی ہین سعد کو بہت ناگوار ہوا فرمایا او تاجر تیری صورت سے تو معلوم ہوتا ہی کہ تو نہایت شریف ہی مگر سیرت ایسی خراب ہی کہ بیہودہ لفظین کہتا ہی تاجر نے ایک غلام کو اشارہ کیا کہ انکو اُٹھا دے غیر شخص کا ہماری دوکان پر بیٹھنا اچھا نہین غلام نے بڑھکر بادشاہ سے عرض کی کہ اُٹھ جائیے سعد کو بہت ناگوار ہوا غلام کو ایک طمانچہ مار دیا کہ وہ مر کر گرا تاجر نے ہل کیا کہ یارو دوڑو اس ظالم نے میرے ملازم کو مار ڈالا دوکاندار لینا لینا کہکر آ پڑے سعد اُنسے لڑنے لگے جس دوکاندار نے ہل سنا وہ بھی دوڑا اور قریب شاہ آکر کہنے لگا کہ صاحب کیا زبردستی ہی بس آپ یہان سے اسیوقت جائیے پرائی دوکان پر آپ فساد کرتے ہین بادشاہ نے فرمایا او بیحیا کیا کچھ تجنے تاجر کا نقصان کیا جو ایک رذیل کو اسنے حکم دیا وہ مجھسے کہنے لگا کہ یہان سے اُٹھ جاؤ یہی اسکی سزا تھی جو مین نے اسکے ساتھ کیا سب گچھے کھڑے تھے کوئی تیغ و شمشیر سے قریب نہین آتا دور سے لینا لینا کر رہے ہین کہ نقارے پر چوب پڑی مہ پارہ اُسطرف سے گذری دور سے دیکھا کہ بادشاہ جمجاہ آفتاب جمال خورشید مثال تیغ بہلالی

علم لیے کھڑے ہین گرد سب دوکاندار گھیرے ہوے ہین سامنے آکر تخت سے کودپڑی ہاتھ
بادشاہ کا تھام لیا کہا آپ کیون غصہ کرتے ہین میرے ساتھ باغ مین چلیے وہان تشریف
رکھیے اور دوکانداروں کو جھڑکا کہ نگوڑو ہٹو مسافر کے ساتھ بے اعتدالی کرتے ہو
دوکاندار ہٹے مہ پارہ نے ہاتھ تھامکر بادشاہ کو تخت پر سوار کرلیا آپ پہلو مین بیٹھی
نوبت ونقارہ بجتا ہوا بادشاہ کو لیکر چلی راہ مین جو مکان ملتے ہین کوٹھون پر نازنینان
مہ جبین بیٹھی ہین شاہ سے اشارے کررہی ہین مگر شاہ مہ پارہ کو دیکھ رہے ہین کسی کی
طرف خیال نہین کرتے مہ پارہ بھی باتین کرتی ہوئی راز و نیاز دکھاتی ہوئی بادشاہ کو
لیے جاتی ہے کہ سامنے سے ایک قصر معلوم ہوا بادشاہ نے دیکھا کہ ایک شاہزادی نہایت
حسین وجمیل بیچ مین کنیزون کے بیٹھی ہے جو آمد سواری کا سنا اپنے مقام سے اٹھی
سر بام پر آکر ٹھہری اشارہ کیا کہ یہان تشریف لائیے مہ پارہ نے منع کیا کہ اے شہریار
ادھر خیال نہ کیجیے باغ رنگا رنگ مین وہ تماشہ دیکھیے گا کہ سب جگہ کے عیش بھول
جائیے گا یہ کہکر حکم دیا تخت بڑھاؤ تخت بڑھا بلٹ کر بادشاہ نے کئی مرتبہ اس نازنین
مہ جبین کو دیکھا ایسا جمال نگاہ سے نہ گزرا تھا اس نازنین نے اشارہ کیا کہ آپ چلیے
مین بھی آتی ہون تھوڑی دور چلے تھے کہ دوسرا قصر دیکھا اور ایک مہ جبین اس
قصر مین کھڑی تھی بادشاہ نے اول سے زیادہ اسکو حسین پایا خوب نظارہ بازی
ہوئی مگر مہ پارہ نے جب دیکھا کہ بادشاہ سب پر اشارے کررہے ہین تو کنیزون سے
اشارہ کیا کہ تخت آگے بڑھاؤ تخت آگے بڑھا بہت خوش دماغ مین آئی مہ پارہ نے
کہا باغ قریب آگیا آپ ہمارے مہمان ہین جو خدمت ہمسے ہوسکیگی ہم بجا لائین گے
کسی قسم کی آپ کو تکلیف نہ ہونے دینگے راہ مین جو نازنینان مہ جبین کئی مقام پر آپ کو
ملین اور آپ بھی انکی جانب متوجہ ہوے مجھکو یہ خوف تھا کہ ایسا نہ ہو آپ کے ساتھ
مکر کرین آپ میرے حال سے آگاہ نہین ہین مین حاکم شہر کی دختر ہون مجھکو اسواسطے
بھیجا ہے کہ آپ کو باغ مین لیجاکر آپسے مکر کرکے لوح لیلون مگر آپ صاحب اقبال ہین جبتک
سے مین نے آپ کو دیکھا ہے لیکن محبت پیدا ہوگئی مین نہین چاہتی کہ آپ کو آزار

پہونچے کہ دیوار باغ معلوم ہونے لگی مہ پارہ تخت سے اُتری شاہ کو ہاتھ تھا کر اندر داخل ہوئی
پر باغ کے کئی ہزار کنیزیں زرہ در گوش مرصع پوش زر و جواہر میں غرق کھڑی گیند اکھیل رہی
تھیں مہ پارہ کو دیکھکر سینے سلام کیا کہا حضور آپ کیا تشریف لائیں باغیں گویا بہار آئی ملکہ
مہ پارہ اندر داخل ہوئی مگر بادشاہ کا ہاتھ تھامے ہوئے بادشاہ جو اندر باغ کے آئے
دیکھا باغ بہشت آئین گلہائے رنگا رنگ کھلے ہوئے ہیں اور نرگس شہلا آنکھیں کھولے
ہوئے باغ کو دیکھ رہی ہے عندلیب خوشنوا ہر مرتبہ پہلوے گل سے اُٹھ کر چشم نرگس سے آڑ
کر لیتی ہے کہ ایسا نہو نرگس کی نظر لگ جائے بادشاہ کیفیت باغ دیکھتے ہوئے بارہ دری
مین آکر بیٹھے مہ پارہ نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ باغ سے کچھ پھول لاکر سامنے مہمان
کے رکھو کہ مہمان شگفتہ ہو کنیزون نے پھول لاکر رکھے بادشاہ حیران بیٹھے ہین کہ چند
کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں عرض کی ملکہ نیلم و ملکہ مرجان آئی ہین مہ پارہ نے کہا اُنکے
آنیکی کیا ضرورت تھی کنیزون نے کہا یہی فرماتی ہوئی آتی ہین کہ بی مہ پارہ مکھڑے کو
دیکھکر مبہوت ہو گئیں اب وہ دخل نہ دین ہم کام کر لین گے مہ پارہ نے کہا کیا مجال
بادشاہ نے پوچھا کیون مہ پارہ یہ نیلم و مرجان کون ہین مہ پارہ نے کہا فلان سر چشمہ
پر جو آپ نے شاہزادی کو دیکھا تھا وہ ملکہ نیلم ہین اور آگے بڑھکر جسکو قصر مین دیکھا
تھا وہ بی مرجان ہین چند کنیزون کو حکم دیا کہ دونون کو استقبال کرکے لاؤ کنیزیں برائے
استقبال گئیں دونون شاہزادیان دروازے پر ٹھہری تھیں کنیزون نے آکر استقبال
کیا کہا باغ مین تشریف لے چلیے ملکہ عالم یاد فرماتی ہین اُن دونون نے نام مہ پارہ
کا سنکر منھ پھیر لیا کہا مہ پارہ کو ہم ایسا نہ سمجھے تھے کہ جاتے ہی دام حسن مین پھنسا لینگی
پہلو مین بٹھا لو انکو ملا جو غمزہ چاہین کرین نیلم و مرجان اندر آئیں نازہ کرشمے کرتی
ہوئی سامنے شاہ کے پہونچیں دونون نے سلام کیا عرض کی اے شہریار آپ ہمارے
قصر کے سامنے سے گذرے جتنے اشارے کیے آپ نے ہمارے غریب خانے کو اپنے
قدوم سے منور نہ فرمایا جب ہمکو معلوم ہوا کہ حضور باغ زنگار رنگ مین ہین تو ہم
خود حاضر ہوے کہ چلکر زیارت سے مشرف ہون شکر ہے کہ حضور کو بہ اطمینان پایا اس

شہر میں بڑے بڑے مکار ہیں آپ اُن سے بچیے گا بادشاہ نے فرمایا حافظ حقیقی نگہبان ہے وہ دونوں بیٹھ گئیں کہ پھر آسمان پر برق چمکی دو شاہزادیاں تخت پر سوار لیکن نہایت ہی حسین و جمیل آکر پہونچیں چاروں شاہزادیوں نے شاہ کو گھیر لیا یہ جو دونوں شاہزادیاں آئی ہیں ایک کا نام گل دوسری کا نام بلبل ہے گل نے کہا ارے دریافت تو کرو کہ بی عندلیب کیوں نہیں آئی ہیں کہ سامنے ایک نخل تھا اُس پر طائر بیٹھے ہوئے تھے ایک عندلیب خوشنوا نخل سے اُتری زمین پر گر کر غلطاک ماری دیکھا سب نے ایک شاہزادی حسین و جمیل دریائے جواہر میں غوطہ زن چاروں نے کہا اے عندلیب خوشنوا ہم تمہارا ہی انتظار کر رہے تھے اب کچھ رنگ جماؤ عندلیب آکر سامنے بیٹھی اور شاہ سے آنکھیں ملا کر یہ اشعار گانا شروع کیے

نظم

دو شب تار سے تشبیہ ہمارے دن کو ۔۔۔ تیرگی ہے کہ نظر آتے ہیں تارے دن کو

رات کو سب نظر آتے ہیں ستارے بنکر ۔۔۔ چڑھتے ہیں جو مری آہوں کے شرارے دن کو

کون ایسا ہے چڑھاوے جو مری تربت پر ۔۔۔ رات کے ہار جو محبوب اُتارے دن کو

تم اگر چاند نہیں ہو تو بتاؤ مجھکو ۔۔۔ کیوں نہاں رہتے ہو پھر نظر سے پیارے دن کو

غم فرقت کی اگر رات کو ہم روتے ہیں ۔۔۔ کہیں ملتے نہیں دریا کے کنارے دن کو

ایک خورشید فلک پر ہے زمین پر ہیں کئی ۔۔۔ مشتعل کب ہیں دل داغ ہمارے دن کو

یہ دعا آٹھ پہر ورد زبان ہے ناسخ ۔۔۔ رات کو وصل میسر ہو نظارے دن کو

اِدھر تو یہ گاتی اور بتا رہی تھی اُدھر وہ چاروں شاہزادیاں نیلم و مرجان و گل و بلبل دوڑ دوڑ کر گلابیاں اُٹھا لائیں اور جام لبریز کر کے سامنے شاہ کے پیش کیا مہ پارہ نے اشارے سے منع کیا کہ جام نہ نوش فرمایئے گا عندلیب نے بہ نگاہ قہر طرف مہ پارہ کے دیکھا مگر مہ پارہ نے کچھ خیال نہ کیا بادشاہ نے وہ جام ایک کنیز کو دیدیا کئی مرتبہ عندلیب نے جام پیش کیا اور مہ پارہ نے بالاعلان منع کیا کہ حضور جام نہ نوش کریں عندلیب نے طرف نیلم و مرجان کے دیکھا اور اشارہ کیا کہ مہ پارہ کو منع کرو جام پئیں تو ہمارا مطلب نکلے بے جام پیے مراد نہ حاصل ہوگی مہ پارہ بول اُٹھی کہ آپ لوگ

مکر پر مکر کرتے ہین ہم نہین چاہتے کہ نعمان کو صدمہ پہونچے آئندہ اُنکو اختیار مگر تعجب ہی کہ لوح نہین دیکھتے بادشاہ یہ سُنکے گویا سوتے سے جاگے خیال آیا کہ لوح کو دیکھون جیسے ہی لوح دیکھی نیلم و مرجان پیچھے ہٹین ادھر بادشاہ نے نوشتہ پایا کہ اسکے مرتبہ جو عندلیب جام دے تو وہ شراب اُسی پر پھینک مارنا پھر قدرت کا تماشا دیکھنا بادشاہ نے خود عندلیب سے اشارہ کیا کہ لاؤ جام پلاؤ عندلیب نے جام لبریز کیا با ناز و کرشمہ اپنے ہاتھ پر رکھکر پکار اُٹھی فرد ہنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ۔ چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند ۔ اس ادا سے عندلیب نے یہ شعر پڑھا کہ بادشاہ کے دل پر تاثیر ہوئی مگر مہ پارہ نے کہا جو لوح مین ملاحظہ کیا ہی اُسی کے پابند رہیے بادشاہ نے جام لیکر شراب عندلیب پر پھینک ماری قطرے شراب کے جو جسم پر پڑے معلوم ہوا تو دُو بارود پر کسی نے چنگاری ڈالدی عندلیب تو جلنے لگی چارون شاہزادیان اُٹھکر بھاگین اور بلند ہو کر کہا کہ خیر بی مہ پارہ عندلیب کو تو قتل کرایا ہم جاکر تمھارے باپ سے اطلاع کرتے ہین وہ آکر سمجھ لینگے مہ پارہ رونے لگی بادشاہ نے آنسو پاک کیے فرمایا رونے کا کیا باعث ہی مہ پارہ بصد گریہ و زاری عرض کرنے لگی ای شہریار باپ میرا مکار جادو ساٹھ ہزار فوج کا حاکم ہی مجھکو خوف یہ ہی کہ ایسا نہو وے کہ بندگان عالی کو آزار پہونچے آپ اکیلے ساٹھ ہزار سے کیونکر مقابلہ کرینگے اور مین تو اُن سب سے جدا ہوئی افسوس یہ ہی کہ سحر نہین جانتی سعد نے فرمایا ساٹھ ہزار کیسے اگر ساٹھ لاکھ ہونگے تو حافظ حقیقی سب سے بچائیگا یہان سکار جادو تخت پر بیٹھا ہوا وزرا سے ذکر کر رہا ہی کہ مہ پارہ برای گرفتاری طلسم کشا گئی ہین وزرا کہہ رہے ہین کہ یہ انتظام آپ کا خالی نجائیگا کہ ناگاہ وہی چارون شاہزادیان آکر پہونچین اور عرض کی ای شہنشاہ آج تو مہ پارہ نے بڑا غضب کیا کہ عندلیب خوشنوا کو قتل کروایا ہم لوگون نے جب دام مکر پھیلایا ملکہ نے آگاہ کر دیا آخر پکار کر طلسم کشا سے کہا کہ لوح ملاحظہ فرمائیے لوح جو طلسم کشا نے دیکھی اصل حال سے آگاہ ہوے شراب عندلیب پر پھینک ماری عندلیب جلکر خاک ہوئی یہ سُنکر مکار شاہ بہت جھلایا افسرون نے کہا

جلد تیار ہو اور سب فوج کو تیار کرو ساٹھ ہزار کا لشکر تیار ہوا سکار شاہ سب ساحرونکو
لیکر چلا کہتا ہوا کہ یارو تم بخوبی جانتے ہو کہ سہ پارہ کو جو سحر سے نابلد ہو رہا کیا طلسم کشا
اُسکا گرفتار کر لینا کتنی بڑی بات ہی وہ کیا اکیلے تم سے لڑ سکینگے بہت ہوگا دو چار کو
قتل کرینگے پس آتے ہی باغ کو گھیر لیا یہان سعد شہریار سہ پارہ سے باتین کر رہے
تھے فرماتے تھے کہ مین کیا جانتا تھا ورنہ ساتھ عندلیب کے چار دن کو بھی قتل کرتا کہ
چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی واری غضب ہوا سب طرف سے باغ گھر گیا
اب افسر ارادہ کرتے ہین کہ باغ مین گھس آئین یہ سنکر سعد شہریار اُٹھے تیغۂ طلسمی
کے قبضے پر ہاتھ رکھا ایک مادیان بندھی تھی اُسکو کسا اور سوار ہو کر چلے ملکہ رونے
لگی کہتی تھی اے شہریار مین نے کوٹھے سے دیکھا کہ در باغ کے فوج بیحد ہی حضور کس کس سے
لڑینگے بادشاہ نے فرمایا مین پہلے شاہ کی گردن لونگا تم کوٹھے سے تماشا دیکھو یہان
سکار شاہ چار سو افسرون کو ساتھ لیکر طرف در باغ کے چلا ہو کر دروازہ باغ کا کھلا
اور شہریار باہر نکلے یا برج اسد سے آفتاب نکل آیا وہین سے للکارے او سکار شاہ کیون
شامت آئی ہی خبردار باغ کیطرف نگاہ اُٹھاکے نہ دیکھنا سکار شاہ نے شہریار کو اس شوکت
سے جو دیکھا تو حیران جمال و محو دیدار ہوا ساتھ والون سے کہتا تھا کہ صاحبو جمال
طلسم کشا دیکھو ماہ حسن کس اوج پر ہی گرد ہالہ پڑا ہوا ہی ہرچند کہ تم سب لوگ اتنے
ہو اور وہ تنہا مگر شوکت سے شہریار کی یہ معلوم ہوتا ہی کہ شیر رمۂ گوسفندان پر آتا ہی
سعد شہریار نے مادیان کو بڑھاکر نعرہ کیا کہ باشید اے کافران بے حیا و اے نابکاران
پردغا آگاہ ہو منم شیر بیشۂ جنگ و غا نعرۂ شاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم
تجلی دہ بزم اسلامیان	نہال گلستان صاحبقران

ملکہ کوٹھے سے دیکھ رہی ہی کہ شاہ سعد فوج پر جا پڑے لاشون کے انبار کر دیے
جس افسر نے بڑھکر وار کیا وار روک کر بادشاہ نے ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے
ہوے اسطرح جنگ کر رہے ہین مگر جب بادشاہ غول مین گھر جاتے ہین تو ملکہ دعائین

کرتی ہو کر اے کریم کارساز داے رحیم بے نیاز شہریار کو دشمنوں سے بچا ناچہار طرف سے کفار
گھیرے ہوئے ہیں پروردگار دشمنوں سے شہریار کو امان دے اور محفوظ رکھ نظم

توئی کافریدی زیک قطرہ آب	گہرہاے روشن تر از آفتاب
پدید آری از لطف جو ہر پذیر	بجوہر فروشان تدہ ادی کلید
جواہر تو بخشی دل سنگ را	تو بر روے جوہر کشی رنگ را
تہ باد وہوا تا زگوئی بہ بار	زمین نیاورد تا نگوئی بہ یار
جہان را بدین خوبی آراستی	برون زان کر یاری گری ساختی
زگرمی وسردی و از خشک وتر	سرشتی بہ اندازہ یکد گر
چنان برکشیدی وبستی نگار	کہ بہزان نیارد خرد در شمار

بیقرار ہوکر جو ملکہ نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ایک ٹکڑا ابر سیاہ آسمان
پر پیدا ہوا اُس ابر سے تلوارین برستی ہوئی زمین گرتی ہوئی وہ ابر آکے بیٹھا
تمام جادوگر گھبرائے ملکہ نے دیکھا کہ دستہ جدار تخت پر سوار پشت پر فوج جرار
آتے ہی فوج مکار پر گرے سعد شہر نے پچا ناکر نقاش ونقوش ہین عین وقت پر
آکر پہونچے ابر سے اُترتے اُترتے قیامت برپا کردی اور یہی چاہتے ہین کہ مکار
کو گھیر کر مارلین مکار بھاگتا پھرتا ہو چاہتا ہو جان بچا کر نکلجاؤن جسطرف جاتا ہی
نقاش ونقوش سحر کرتے ہوے پہونچتے ہین مکار اُدھر سے بھاگتا ہو چاہتا ہو تیسری
طرف سے نکلجاؤن اُسطرف سے دیکھا سعد شہریار جنگ کرتے ہوے آتے ہین
سعد کو دیکھکر دل کانپتا ہو مگر سعد نے گھوڑا بڑھایا مکار نے جو بادشاہ کو قریب
پایا ہاتھ تلوار کا مارا پہلے سحر بہت سے کیے جب سحر نے تاثیر نہ کی تو گھبرا کر تلوار کا
وار کیا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر کلائی تھامی کمر مین ہاتھ ڈالکر مکار
کو اُٹھا لیا چاہا چرخ دیکر زمین پر مارون مکار پکارا الامان بادشاہ نے فرمایا امان
بشرط ایمان مکار نے کہا مین تابعدار ہون بادشاہ نے ہاتھ سے رکھدیا مکار
نکرے مطیع اسلام ہوا افسرون کو اشارہ کیا کہ اسوقت اطاعت کرو ہم مجبور ہونگا سب

افسر آکر قدمون پر گرے نقوش و نقاش نے عرض بھی کی کہ اے شہریار اسکی اطاعت کو نہ مانیے بادشاہ نے فرمایا ہمارے طریقے کے خلاف ہو کر وہ امان مانگے اور ہم نہ دین ہمارے یہان کا یہ طریقہ نہین بموجب قول شاعر ع حال غیبی کس نمیداند بجز پروردگار جو جیسا کریگا ویسا پائیگا کل لشکر بیرون قلعہ اترا اسعد شہریار نقاش و نقوش کو لیکر بیٹھے صحبت عیش آراستہ کی ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہین جام بھی گردش مین ہی گائنین گا رہی ہین مکار شاہ چوب و چاق ہاتھ مین لیے کام کرتا پھرتا ہی ایک ایک سے کہتا ہی کہ میری تقدیر نے رسائی کی رفیقون سے اِشارہ کر رہا ہی کہ شراب آغشتہ بدارو سے بیہوشی لاؤ کہ مین اِن تینون کو سزا دون ملازم تدبیرین کر رہے ہین جب مکار نے دیکھا کہ بادشاہ مصروف عیش و نشاط ہین صحبت مین ہنگامہ گرم ہی رقص و سرود ہو رہا ہی اب اِسوقت بادشاہ سے مکر کا موقع ہی فوراً اجام شراب آغشتہ بدارو سے بیہوشی بادشاہ کے سامنے پیش کیا بادشاہ ایسے محو رقص و سرود تھے کہ جام بے اندیشہ انجام مکار سے لیکر پی گئے مکار نے دوسرا جام بھر کر نقوش کو دیا تیسرا جام نقاش کو دیا نقاش نے جام پیتے ہی جھولی پر ہاتھ ڈالا مو قلم نکالکر تصویر خیالی کھینچنے لگا نقوش چہار جانب گھبرا گھبرا کر دیکھ رہا ہی بادشاہ جمجاہ بھی پریشان ہین بیہوشی تاثیر کرتی جاتی ہی جب شاہ نے دیکھا کہ سر گردش کرنے لگا فرمایا کیون مکار شاید تو نے مجھکو بیہوشی دی مکار نے پکار کر کہا ای بادشاہ عالی جاہ اب وقت امتحان ہی سر بازار قتل کرونگا تمام عالم جمع ہو اور تماشہ دیکھے ہر ایک کی زبان پر ہو کہ خوب بدلا لیا حقیقت مین بڑا کام کیا بادشاہ جبلا کے اُٹھے نقاش و نقوش نے بھی قصد کیا کہ مکار کو پکڑلین مگر بیہوشی تاثیر کر چکی تھی اُٹھتے اٹھتے گرے مکار نے آواز دی آہن گرون کو لاؤ نقاش و نقوش کی زبان مین سوزن دی مگر بادشاہ کو جب مسلسل کیا تو لوح کا اِسکو خیال نہ رہا لوح مین نہ اُتارین اور تینون کو مسلسل کر کے زبان مین نقاش و نقوش کی سوزنین دین حکم کیا لشکر تیار کرو مین اِن سب کو لیکر بخدمت خداوند چلونگا لشکر تیار ہوا اِن تینون جبرا نکو اعلیٰ

ڈالا مگر لمعان تاجدار کہ بیرون قلعہ آتا تھا اسکو ہرکاروں نے خبر دی کہ مکار شاہ
نے بادشاہ کو گرفتار کر لیا لمعان تاجدار نے کہا میں نہ جانے دونگا قلعے سے نکلتے ہی
روکونگا مجال کیا ہے جو نکلجائے یہ کہکر لشکر کو تیار کیا یہ نہ سوچا کہ وہ جادوگر ہے میں بھلا اُسکا
کیا کر سکونگا جیسے ہی مکار قلعے سے نکلا لمعان تاجدار فوج کو لیکر مکار پر گرا مکار
نے پیچھے ہٹکر سحر کیا کہ لمعان تاجدار گھوڑے سے گرا مکار نے گرفتار کر لیا اور ایک
سحر کیا کہ فوج بھاگی یہی دل میں سمائی ہے کہ بھاگ کر نکل چلو اپنی جان بچاؤ سب فوج
بھاگ کر دامن صحرا میں چھپی مکار نے لمعان تاجدار کو بھی پکڑ لیا اور کوچ کرکے چلا
کہتا ہوا جاتا ہے کہ لمعان تاجدار کی کیا مجال تھی کہ مجھسے مقابلہ کر سکتا میں نے صرف
دو سحر کیے ایک سحر میں لمعان تاجدار کو پکڑا دوسرے سحر میں فوج کو بھگا دیا جب
بادشاہ کی آنکھ کھلی تو پکار کر آواز دی او مکار ہوشیار تو اسم بامسمیٰ ہے اگر جو رہائی
پاؤنگا تو تجھکو سزا دونگا مکار نے کہا اب رہائی کی امید نہ رکھو قصر ہفت رنگ
پہ چلکر سب کو قتل کرونگا قدرت بھی فرمائینگے کہ مکار نے طلسم نوخیز بچا لیا بادشاہ
خاموش ہو رہے مگر زنجیرین ہلا رہے ہیں چاہتے ہیں قید توڑ ڈالوں نقاش
ونقوش عرض کرتے ہیں حضور تکلیف نہ فرمائیں انشاء اللہ پروردگار مدد کریگا
نا مکار جادو قید لیے ہوے جاتا ہے تیسری منزل ہے ایک صحرا میں آکے اُترا
بارگاہ میں خیمے استادہ کیے یاد آیا کہ وہ گیسو بریدہ چین سے بیٹھی رہی ناظر کو حکم دیا کہ
پچاس سوار لیکر جاؤ محل کو اسکے گھیر لو کوئی باہر نہ نکلنے پائے نہ کوئی اندر جائے
خواجہ سرا پچاس سوار لیکر چلا یہاں مہ پارہ محل میں بیٹھی ہوئی خود بخود گھبرا رہی ہے
کہتی ہے آج کئی دن گذرے بادشاہ محل میں تشریف نہیں لائے کہ ایک کنیز نے
بڑھکر خبر دی کہ حضور کو کچھ خبر ہے قلعے میں سناٹا پڑا ہے آپ کے والد نے بادشاہ بچا
ونقاش ونقوش کو گرفتار کر لیا خواجہ سرا پچاس سوار لیکر آیا ہے آپ کا محل گھرا
ہوا ہے حکم ہے کہ کوئی باہر نہ نکلے نہ کوئی اندر جائے یہ مضمون سنکر مہ پارہ رونے
لگی کہتی تھی اب خاتمہ ہے ہمارے شہریار کو گرفتار کر لیا اب انکو کون رہا کریگا یکھ

زار زار رونے لگی یاد میں شاہ کی یہ اشعار زبان پر جاری تھے **نظم**

دور کر پردہ دکھا دے روے عالمتاب کو — ماہ تابان سے اٹھا دے چادر مہتاب کو
ہو یہ اس رخسار گلگوں کے نظارے کا اثر — سیکھے ہیں اک دیدۂ گریاں ترشح خوناب کو
نقل کرے خندۂ دندان نما سے یار کے — ٹانکتے ہیں قطرۂ شبنم گلِ شاداب کو
عشق کی تاثیر سے سوکھا نہ خوں کو کبھی — بیستون پر دیکھ تا شاخ لالۂ سیراب کو

کنیزوں نے سمجھایا کہ واری نہ گھبرایئے ابتداے طلسم سے آج تک بہت افتادیں
پڑیں ہونگی جیسے سنا ہے کبھی مرتبہ گرفتار ہوے اور قصر ہفت رنگ میں پہونچ گئے
مگر پروردگار نے زبان سے بھی دعا کرایا اب بھی خدا رہا کرائے گا پروردگار سے
یہی دعا ہے کہ وہ رہا ہوں جسنے مکر کیا ہوا سپہ آفت اسکے قبل میں پڑے جو باہر جانیکا
ارادہ کرتی ہے سوار پہرے پر بیٹھے ہیں للکار دیتے ہیں کہ باہر نہ آنا ورنہ تلوار
مار دینگے ایسا نہ ہو کہ ملکۂ عالم کے خلاف گزرے مگر تو اس حال زار میں ہے مگر
مکار جادوگر اسی صحرا میں آتا ہے ارادہ ہے کہ کوچ کرے ناگہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا
عقلا سے روئین تن کہ مکار سے بڑی ملاقات رکھتا ہے با دو ہزار فوج سے آکر
پہونچا مکار نے استقبال کرکے پوچھا برادر کہاں سے آتے ہو عقلا نے کہا میں
براے شکار صحرا میں آیا تھا ہرکاروں سے تمہاری خبر سنی ہٹ پڑا اب شکر کرتا
ہون کہ تمکو صحیح و سالم پایا کہاں سے آتے ہو کہاں کو جاتے ہو مکار نے کہا
مین نے طلسم کشا کو گرفتار کیا ہے طرف قصر ہفت رنگ کے جاتا ہوں عقلا
نے کہا ذرا طلسم کشا کو بارگاہ میں بلواؤ میں بھی ذرا انھیں دیکھوں سنتا ہوں کہ وہ
بڑے بہادر ہیں مکار نے حکم دیا کہ قید سعد شہریار بارگاہ میں لاؤ ایک افسر
سہراب نامے گیا ہے اور زنجیر تھام کر بادشاہ کو لایا بادشاہ نے دربار میں
آتے ہی مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی اور غصے میں منہ سے یہ بھی نکلگیا
کہ نامردوں کی صحبت ہے مرد کوئی اس محفل میں نہیں کس سے بات کریں عقلا نے
کہا او طلسم کشا مکار جادو آپ کو گرفتار کرکے لایا رسی جل گئی اور بل نہیں جلا

بادشاہ نے فرمایا ایک تو پہلوان معلوم ہوتا ہی ورنہ سب نامرد بیٹھے ہیں کوئی تم مین ایسا ہی کہ مجھسے مقابلہ کرسے مکار نے مکرسے گزر گیا حوصلۂ جرأت باقی ہی عقلا نے کہا ای مکار انکو رہا کردو مین گرفتار کرکے اِنکا دعویٰ شاہی توڑنگا مکار نے کہا ای برادر یہ خیال نہ کرو یہ لوگ ستون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق ہین فقط قدرت خداوند جمشید سے یہ گرفتار ہوسے ورنہ اِنپر کون ہاتھ ڈال سکتا ہی عقلا نے اُٹھکر ہتھکڑی پر ہاتھ تلوار کا مارا کہ ہتھکڑی کٹی ہتھکڑی کٹتے ہی بادشاہ نے نانہ زور مین آکر نعرہ کیا نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من	گرمی بازار عشق از تف خون من است
بر سر دار فنا خانۂ عز تا من	باک ندارم ز دار چوب ستون من است
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بزنجیر عشق	بشکنم این بند را دقت جنون من است

قید کو توڑ کر مانند تار عنکبوت کے پھینکدیا عقلا کے ہوش اُڑ گئے مگر بہ محبت بادشاہ کا ہاتھ تھام لیا اور مکار سے اشارہ کیا کہ نہ گھبراؤ مین کل گرفتار کرلونگا اپنی بارگاہ مین لایا جب سامان دعوت مہیا کیا تو بادشاہ نے فرمایا کہ ای عقلا ہم کھانا نہ کھاوینگے ہمارے سردار تو قید خانہ مین ہین ہم کھانا کیونکر کھائین اپنے رفیقون کا خیال نہ رکھین عقلا نے مکار سے کہا تم تینون سرداروں کو بھی لاؤ مگر اُنسے بھی یہی عہد کرنا کہ جب بادشاہ کو عقلا زیر کرے تو تم لوگ سرکشی نہ کرنا اور قید پھر پہن لینا مکار نے جاکر لمعان وغیرہ سے کہا سب نے خوش ہوکر جواب دیا کہ اگر عقلا ہمارے شاہ کو زیر کریگا تو ہم سرکشی نہ کرینگے یہ عقلا کی مجال نہین ہی اگر مکر کریگا تو ہم لوگ جان دینے کو موجود ہین گھر سے جو نکلے سر کو ہتھیلی پر رکھ لیا اُٹھ پھر بھی کام ہی غرض تینون سردار بھی رہا ہوکر خدمت شاہ مین آئے عقلا سب کی خاطرین کررہا ہی مصروف خدمتگزاری ہی نازنینان مہجبین خوش آواز صاحب کرشمہ و ناز رقص کے واسطے طلب کین ناچ ہورہا ہی وہ تانین لگا رہی ہین دلون کو اہل محفل کے لُبھا رہی ہین بادشاہ جمجاہ تعریفین کررہے ہین عقلا نے حکم دیا کہ انکی تازہ تیار ہو جس کشتی نبج جا ہے صبحکو عقلا وطلسم کشا سے مقابلہ ہی ملازم عقلا کے اکثر تیار کررہے ہین یہ خبر مشہور ہوئی

گنواروں کے غول کے غول چلے آتے ہین بڑے بڑے راجہ و زمینداران قصبہ واسطے
تماشے کے جمع ہو رہے ہین مگر عقلا نے رات بھر شاہ کی دعوت کی صبح کو سامنے آیا
کہا اے شہریار چلیے میرے آپ کے امتحان ہو مجھ خوف نہ کیجیے گا کہ لشکر میرے ساتھ ہے
بادشاہ نے فرمایا اے عقلا ہم سوائے خدا کے اور کسی سے خوف نہین کرتے بلکہ اگر آرزو
ہو تو پہلے ہی امتحان کر لو کہ کل فوج کو حکم دو کہ ہم کو گرفتار کر لین دیکھو تو کیسا تماشا
کھیلتا ہون کہ اہل فوج کو بھی ثابت ہو کہ کسی سپاہی سے مقابلہ پڑا ہے خدا چاہے تو
لاشون کے انبار ہو جاتے ہین اہل فوج بھاگتے نظر آئین عقلا خاموش ہو رہا بادشاہ
نے ہاتھ تھام لیا نقوش و نقاش و لمعان عقب مین شاہ کے آتے ہین بیابان
اکھاڑے پر کُل خلقت کا ہجوم ہے بادشاہ کو جو آتے ہوئے دیکھا ایک غریو بلند ہوا
کہ دیکھو صاحب بادشاہ اسلام آتے ہین ہر چند کہ غیر کے لشکر مین ہین مگر کچھ ہراس نہین
اپنی جرأت کے جوش مین عقلا کا ہاتھ تھامے ہوئے چلے آتے ہین لوگ بیچ مین سے
ہٹ گئے عقلا نے اکھاڑے پر آکر لنگوٹ وغیرہ کسا اکھاڑے مین کودا ملازم نے
دوسری کشتی سامنے بادشاہ کے پیش کی بادشاہ نے اُس کشتی پر نگاہ نہ ڈالی اور اکھاڑے
مین پھاند پڑے عقلا کا ہاتھ تھاما فرمایا کہ ہان برادر ہاتھ ملاؤ کشتی شروع
ہو جس داؤن پیچ پہ تمکو دعویٰ ہو اُنھین کو پہلے تم صرف کرو عقلا نے گردن پر ہاتھ
رکھکر جھٹکا دیا کہ گردن شاہ کی جھک گئی بادشاہ کو بہت ناگوار ہوا پانون جما کر عقلا کی
گردن پر ہاتھ رکھکر ایسا گھسہٹا مارا کہ سر اُسکا زمین سے ملگیا کشتی ہونے لگی سوال و جواب
کے داؤن پیچ ہو رہے ہین بڑے بڑے راجہ کھڑے ہوئے بازیان بد رہے
ہین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ عقلا رگڑ کے مار ڈالے گا دونی اور ڈیوڑھی بازیان
دے رہے ہین کسی کے منھ سے یہ نہین نکلتا کہ بادشاہ غالب آئین گے مگر نقاش
و نقوش بازوؤن پر سے جواہرات کھول کر رکھ دیتے ہین اور پکارتے ہین کہ ہمارے
آقا غالب آئین گے لوگ ٹوٹے پڑتے ہین مگر بادشاہ سے کشتی ہو رہی ہے جب پیچ
لاتے ہین ایسے گھسے مارتے ہین کہ عقلا عاجز ہو جاتا ہے ماتھے سے خون جاری تمام جسم

پارہ پارہ اُلجھا اُلجھ کے لڑ رہا ہو دل مین کہتا ہو مین نے یہ کیا کیا دیکھیے جان کیونکر بچے اِس
شیر دلیر کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہو مگر جانبازی کر رہا ہو اُستاد سخنور تحریر فرماتے
ہین کہ عقلا تین پہر لڑا پھر دن رہے عاجز ہو کر شاہ کو سے دوڑا اسعد شہریار چند قدم
پرا آگر رُک گئے عقلا نے بڑے زور کیے کیسے کیسے ہکے مارے مگر بادشاہ پیچھے نہ ہٹے
اور دونون مونڈھے عقلا کے آشنا بزمین ہوے بادشاہ سے کے ہاتھ ڈھیلے
اور دونون مونڈھے عقلا کے آشنا بزمین ہوے بادشاہ نے ہاتھ ڈھیلے
کر دیے اور فرمایا کہ ای عقلا لنگر اپنا قائم کر لو مین چاہتا ہون کہ کوئی حوصلہ باقی نہ
رہے کہ بعد کو عذر کرو کہ یہ آرزو باقی رہگئی عقلا نے لنگر قایم کیا بادشاہ نے کمر
زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ تکبیر بلند کیا لنگر عقلا کا اُکھڑا پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے
زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا عقلا پکار اُٹھا ای شہریار جسکو
سر سے بلند کرتے ہین اُسکو سرفراز فرماتے ہین مین تابعدار ہون بادشاہ نے
فوراً ہاتھ سے رکھدیا عقلا قدمون پر گرا مکار کے ہوش پراگندہ ہوگئے کہ اب
کیا کرون بادشاہ نے رہائی پائی عقلا مسلمان ہو گیا ہاے وقت پر بھول گیا اگر
وہین قبضے مین کرلیتا تو اِسوقت لیکر بھاگ جاتا مگر وہین خدا ناترس کچھ دل مین
سوچکر مکار بھی قدمون پر گرا عقلا نے سفارش کی کہ حضور اِس کی خطا معاف کرین
بادشاہ نے مکار کو گلے سے لگایا مکار ازراہ مکاری مسلمان ہوا مگر دل مین یہی سوچتا ہی
کہ جسطرح بنے گا شاہ کو پکڑکر مارونگا میرے ہاتھ سے زندہ بچین گے بادشاہ سب کو ساتھ
لیکر طرف قلعے کے چلے یہان مہ پارہ طول و حزین نہایت غمگین آٹھ پہر رویا کرتی ہی
ایک دن پریشان ہو کر اُٹھی اور بالاے بام آئی طرف صحرا کے دیکھ رہی ہی کہ صحرا
سے گرد اُڑی دیکھا آگے آگے بادشاہ اسلام بشوکت تمام اسپ پربوش پر سوار آتے ہین
کل رفیق ہمراہ ہین اپنے باپ کو دیکھا کہ مثل چاکران کمترین رکاب پر ہاتھ رکھے
ہوے مع فوج آتا ہی ملکہ نے گھبرا کر کہا کہ صاحبو مین سوتی ہون کہ جاگتی ہون وہ
رنگ دیکھا ہی کہ روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی کنیزون

عرض کی حضور نے جو دیکھا وہی منظر کہ ہر بادشاہ آتے ہین معلوم ہوتا ہی فتح ہوئی لیکن
مکار نے وہین سے حکم دیا کہ پھرا محل سے ہٹ جائے سب سوار سے ہٹے مکار بادشاہ کو
ساتھ لیے ہوے قلعے مین آیا بادشاہ کو تخت پر بٹھا کر آپ جو اندر گیا زوجہ سے اپنی کہا
کہ عقلا نے بڑا غضب کیا شاہ کو رہا کر دیا مین نے یہی مناسب جانا کہ قلعے مین جیکر
سمجھ لونگا میان عقلا کو بھی سحر مین پھنساؤنگا اب ارادہ ہی کہ شربت بناؤن اُسمین سودہ
الماس ملاؤن اور بادشاہ کو پلادون کہ کلیجہ کٹ کے گر پڑے پھر اور سب سے سمجھ
لونگا زوجہ نے کہا بہت بہتر ہی اسی مین مطلب نکلیگا سلطنت بھی بچیگی یہ کہکر مکار
نے جام شربت تیار کیا مگر مہ پارہ نے یہ سرگوشی سُن لی بادشاہ کو رقعہ لکھا کہ شہریار
باپ میرا شربت لاتا ہی ہرگز نہ پیجیےگا اُسمین سودہٗ الماس ملا ہی خدا آپ کو بچائے یہ رقعہ
کنیز کو دیا اور کہدیا کہ جاکر شاہ کے ہاتھ مین دینا کنیز نے وہ رقعہ لاکر بادشاہ کو دیدیا
بادشاہ نے عقلا سے کہ قریب بیٹھا تھا رقعہ پڑھکر فرمایا کہ مکار کی مکاری نہین جاتی دیکھو
مہ پارہ نے اطلاع دی ہی کہ جام شربت آمیختہ الماس لاتا ہی انشاء اللہ اُسی کو پینا
پڑیگا ہمارے دل مین کچھ فکر نہین ہی جتنا زیادہ مکر کریگا ویسا ہی خراب ہوگا عقلا نے
عرض کی جب سامنے آوے اگر حکم ہو تو گردن توڑ ڈالون بادشاہ نے فرمایا بھئی تم
دخل نہ دو مین خود اُس سے کلام کرونگا یہ ذکر تھا کہ سامنے سے دیکھا مکار جادو
پیالہ شربت کا لیے ہوے آتا ہی سب نے کہا حضور دیکھیے مکار آپہونچا بادشاہ نے
سب کو منع کیا کہ آپ لوگ دخل نہ دین مین سمجھ لونگا کہ مکار نے آکر عرض کی ای شہریار
یہ جام نوش فرمائیے ہمارے خاندان کا طریقہ ہی جب نسبت قائم ہوتی ہی تو بیٹی کا
باپ داماد کو شربت پلاتا ہی بادشاہ نے فرمایا ہم بخوشی حکم دیتے ہین کہ تمھین نوش کرو
مکار نے کہا میری کیا مجال ہی کہ اس شربت کو پی سکون حضور کے نام سے بنا ہی ملکہ
مہ پارہ نے بنایا ہی بادشاہ نے فرمایا مہ پارہ بھی ہمارے زیر حکم ہی وہ دیکھو کوٹھے
پر بیٹھی ہی اُسی سے کہلوا دین کہ شربت آپ نوش کرین ہم معاف کرتے ہین مکار
نے کہا مین تو حضور ہی کو پلاؤنگا جب مکار نے ہاتھ بڑھایا کہ نوش فرمائیے حضور

تکرار نہ کیجے عقلا کو تاب نہ باقی رہی اپنے مقام سے اٹھکر مکار کو ایک لات ماری کہ
شربت زمین پر گرا اُتنا فرش جلگیا زمین سیاہ ہوگئی مکار نے چاہا اٹھکر بھاگون لیکن
عقلا نے ایک گھونسہ مارا کہ سر مکار کا پھٹ گیا شاہ نے حکم دیا کہ لاش اسکی باہر پھینکدو
یہ خبر مشہور ہوئی کہ آج مکار نے جام شربت سودہ الماس بنا کر ملایا تھا مگر مہ پارہ
نے بادشاہ کو اطلاع کردی وہ عقلا کے ہاتھ سے آخر مارا گیا یہ خبر زوجۂ مکار کو پہونچی
پہلے تو بہت سے بگڑی کہ کیون بیٹا باپ کو قتل کرایا یہ عیش جوانی ستایا اپنا رنگ جمایا
اب تو رضامند ہوئی ہین سیان عقلا سے ہمعونگی مہ پارہ نے یہ بھی شاہ سے اطلاع
کی کہ مادر نامہ بان بہت بگڑی ہوئی ہین عقلا سے آمادۂ پیکار ہین بادشاہ نے سردارونسے
کہا عقلا نے کہا وہ میرا کیا کر سکتی ہو گردن کھینچکر پھینکا۔ ونگا ایک تمانچے مین اُسکا کام
تمام ہوگا مگر زوجۂ مکار نے سارا دن تڑپ تڑپ کے کاٹا غم مین شوہر کے رات کو
اُڑتی اُڑتی ہوئی چلی یہان عقلا طلاے کی گشت پر تھی بازارون مین سوار و پیدل
متفرق کنارے پر لشکر کے کھڑا تھا مگر نقاش جادو کہ اسنے سوتے سوتے ایک
خواب پریشان دیکھا کہ کوئی شخص کہ رہا ہو کہ جا کر عقلا کو بچاؤ اُدھر زوجۂ مکار اڑتی
ہوئی آسمان پر آئی عقلا کو دیکھا ایک مقام پر کھڑا ہو محبت مین اپنے شوہر کی تاب
نہ لائی تڑپ کر گری عقلا کی کمر مین پنجہ دیا لیکر چلی مگر نقاش جادو کہ بارگاہ سے نکل
چکا ہو وسط لشکر مین پہونچا تھا کہ دیکھا آسمان سے برق گری اب جو خیال کرکے
دیکھا تو ظاہر ہوا کہ زوجۂ مکار عقلا کو لیے جاتی ہو ہر چند کہ بلند ہو چکی تھی مگر نقاش
نے ایک گولہ مارا ہنگامہ جادو زوجۂ مکار نے چاہا کہ تڑپ کر نکلجاؤن لیکن
ایک ابر سیاہ آسمان پر پیدا ہوا ہنگامۂ جادو حیران ہوئی کہ اب کدھر جاؤن
کہ ابر سیاہ پھٹا نعرہ ہوا کہ منم نقاش جادو او فاحشہ کہان جاتی ہو یہ ہو سکتا ہو کہ
عقلا کو لیجائے مجھکو خواب مین ہدایت ہوئی کہ جا کر عقلا کو بچاؤ مین تجھکو نہ جانے
دونگا ہنگامہ نے کارد سحر پھینک ماری نقاش نے کارد کو توڑا اور زوجۂ
مکار کا پیچھا کیا ایک مقام پر ایک نمو اٹھا ہنگامہ نے عقلا کو اُس جنگل مین پھینکا

مگر نقاش نہ چھوڑا جھپٹ کر ہنگامہ کی گردن لی اور سر کھینچ لیا اب نقاش پلٹا کہ عقلا کی خبر لے یہان عقلا جو صحرا میں گرد حیران کھڑا تھا کہ ایک طرف سے ایک نازنین آئی اسنے آکے کہا کہ اے عقلا کیون حیران کھڑے ہو دیرگاہ صحرا نشین میرا نام ہے میرے باغ میں بہار کی لالہ دکھیو یہ کہکر عقلا کا ہاتھ تھام لیا عقلا ساتھ ساتھ دیرگاہ کے ہو لیا تھوڑی دور جاکر دیکھا ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہے دیرگاہ عقلا کو ساتھ لیکر اس باغ میں آئی چند کنیزون نے آکر گھیر لیا وسط باغ میں فرش بچھا تھا وہان لاکے دونون کو بٹھایا دیرگاہ نے کنیزون کو اشارہ کیا شراب و کباب لاکر حاضر کیے ایک کنیز آکر بیٹھ گئی گانا شروع ہوا بصد سوز و گداز یہ اشعار بآواز بلند گانے لگی نظم

ڈرتا ہوں آپ کی خفگی کا سبب نہ ہو		فرمایئے لحاظ سے ترک ادب نہ ہو
حیرت ضرور ہوگی مری سرگشت پر		یہ حال وہ نہیں جو کسیکو عجب نہ ہو
اے دل ستمگرونکی محبت سے درگزر		وہ یار ڈھونڈھئے جو اذیت طلب نہ ہو
جو کچھ کہا وہ پھر کبھی آئے نہ تا دہن		جو کچھ ہوا ہوا یہ رہے پاس اب نہ ہو
مجنون تو ہو چکا یہ نہیں ہے مجھے پسند		میرا وہ نام ہو جو کسی کا لقب نہ ہو
ممکن نہیں کہ ساتھ چھٹے رخ کا زلف سے		ایسا بھی کوئی دن ہے کہ جسکی شب نہ ہو
اچھی نہیں ہے یار سے بیہودہ چھیڑ چھاڑ		کچھ خیر ہے نسیم بہت بے ادب نہ ہو

عقلا پہلو میں دیرگاہ کے خوش بیٹھا ہے اختلاط ظاہری ہو رہا ہے دیرگاہ کا ارادہ ہے کہ عقلا کو خلوت میں لیجا اُن کام دل حاصل کرون کنیزون سے کہ رہی ہے کہ میری خوش نصیبی ہے کہ ایسا معشوق ملا ہے کیسا رضامند ہے مین بھی اسی کی خوشی کرونگی وہ زرہ بنا دون کہ اسپر کوئی غالب نہ آئے جو مقابلہ کرے اُسکے ہاتھ سے مارا جائے عقلا کہ رہا ہے کہ اے گل اندام مین رویین تن ہون مجھے کوئی نہیں مار سکتا مگر بادشاہ اسلام نے مجھکو البتہ زیر کیا ہے چاہتا ہون کہ اُنکو قتل کرون دیرگاہ نے کہا مین ایک تختی سحر کی بنا کر پہنا دونگی کہ جو تجھسے مقابلہ کرے اُسکو تمہین زیر کرو تمپر کوئی غالب نہ ہو سکے مگر نقاش اُس صحرا میں آیا عقلا کو ڈھونڈھتا ہوا در باغ پر پہونچا گانیکی آواز سنکر اندر آیا

ایک نخل کی آڑ پکڑ کر کھڑا ہوا دیکھا عقلا کے پہلو میں ایک ساحرہ بیٹھی ہے اُس سے اختلاط
ہو رہا ہے نقاش جادو نے جیب سے پتی کاغذ سحر نکالی اسم سحر پڑھکر پھینک ماری جرجی
دیر گاہ سے اپنے کو بچایا مگر زیچ ہو گئی وہ عیار دوڑ کر سینہ پر چڑھی توڑ کے پشت سے پا گزی
عقلا کے ہوش درست ہوئے نقاش نے عقلا کو ساتھ لیا اور سب حال بیان کیا
عقلا و نقاش باتیں کرتے ہوئے جاتے ہیں کہ سامنے سے آندھی سیاہ اُٹھی افزوں ہوا
کر سنم فنتور جادو نمودار ہوا مخاطب کیا کہ میری زوجہ کو تمنے مارا ہے آج تمکو زندہ
نہ چھوڑونگا نقاش نے چاہا سحر کرے برابر تڑپ کر گرا نقاش کی زبان بند ہو گئی
ایک ساحر ابر سے نکلا اُسنے نقاش و عقلا کو گرفتار کیا اور لیکر چلا مگر مہتر
چالاک بن عمرو جنگل میں پھر رہا تھا اُسنے دور سے دیکھا کہ ایک ساحر نے
نقاش و عقلا کو گرفتار کیا ہے تو جادو سے ایکطرف بھاگا جب منظر ہوا دو صورت
بنا کر ایک مقام پر بیٹھا فنتور نقاش و عقلا کو لیے جاتا ہے کہ کان میں آواز آئی
ارے جانے والے ذرا ٹھہر جا فنتور نے پلٹ کر دیکھا کہ خداوند جمشید ثانی کھڑے
ہیں اور بلا رہے ہیں فرماتے ہیں کہ مجھے کچھ ضرورت ہے فنتور جادو اُتر آیا اور کہا
یا خداوند میری زوجہ کو نقاش نے مارا ہے ان دونوں کو قتل کرونگا جمشید نقلی
نے کہا اسی مقام پر قتل کر ملک الموت میرے ساتھ ہیں وہ انکی روح قبض کرینگے
مگر اے فنتور ایک مشکل ہے کہ میں ملک الموت کو منع کر رہا ہوں وہ کہتا ہے کہ میں فنتور
کی بھی روح قبض کرونگا اسکا بھی پیمانۂ عمر لبریز ہو چکا ہے تم ایک کام کرو کہ آنکھیں
بند کرکے بیٹھو اور نام میرا ورد زبان کرو تین ہزار مرتبہ جبتک نہ پڑھ لینا آنکھ اپنی
نہ کھولنا میں ملک الموت کو سمجھا دونگا کیا مجال ہے کہ سو برس تک تمھاری روح قبض
ہو مگر خبردار اسم پڑھنے میں فرق نہ آئے اور آنکھیں اسطرح بند کرنا کہ تمکو دکھائی
نہ دے اگر صورت قابض ارواح دیکھلوگے تو روح جسم سے نکل جائیگی فنتور جادو
خوب آنکھیں زور سے بند کرکے بیٹھا چالاک نے حلقہ ہائے کمند گلے میں ڈالکر
ایک خنجر کو کھو پر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا فنتور کا مارے جانا کہ نقاش و عقلا کو

ہوش آیا دیکھا لاشہ ایک جادوگر کا پڑا ہو اور ایک عیار کھڑا ہوا اُسکے کپڑے اُتار رہا ہو
نقاش نے پوچھا اے شخص تو کون ہو اور یہ کون ساحر تھا چالاک نے کہا مین عیار
لشکر اسلام ہون مین جنگل مین پھر رہا تھا کہ مین نے دور سے دیکھا کہ تم دونونکو اسنے
گرفتار کیا طریقے سے معلوم ہوا کہ تم دونون مسلمان ہو مین نے چھپا کیا جلدی سے
مین نے جمشید کی شکل بنائی فتور کو نقرہ دیکر مار لیا نقاش چالاک کو دعائین دیتا
ہوا عقلا کو ساتھ لیکر طرف لشکر اسلام کے چلا یہان بادشاہ جمجاہ صبح کو جو بارگاہ مین
آئے تو ہرکارون نے خبر دی کہ نہ وجہ مکار ہنگامہ جادو عقلا کو لیگئی مگر نقاش جادو
کے تعاقب مین گیا ہو کہ برق فرنگی سامنے شاہ کے آیا بادشاہ نے فرمایا اے مہتر برق کہان
تھے برق نے عرض کی آپ کو تلاش کرتا پھرتا تھا بادشاہ نے فرمایا اے مہتر برق ذرا
نقاش کو تلاش تو کر دیبرق فرنگی لشکر سے نکلا تھا کہ دیکھا سامنے سے نقاش و عقلا
آتے ہین پلٹ کر بادشاہ سے خبر کی کہ نقاش و عقلا آتے ہین بادشاہ بہت خوش
ہوئے نقاش و عقلا نے آکر قدمون کو بوسہ دیا سب حال اپنا بیان کیا بادشاہ
نے دونون کو گلے سے لگایا کہ چالاک بھی آکر پہونچا بادشاہ نے چالاک کو انعام
دیا چالاک رخصت ہو کر گیا چالاک تو ایک جانب جاتا ہو منتظر رہو کہ اپنے کو خدمت
شاہ مین پہونچاؤن مگر برق فرنگی جو لشکر سے نکلا ایک نخل کے سایے مین دیکھا کہ
ایک عیارہ بھی کھڑی ہو مگر نہایت آراستہ و پیراستہ دو پیچے حمائل تو بڑا گلے مین پڑا
ہوا قمقمہ تو زر لٹکتی دیتا دو سقرلاتی ذات پر آراستہ ایک نخل کی شاخ پکڑے
ہوئے تانین مار رہی ہو

نظم

وہ ٹھاٹھ وہ نور کا سراپا — ایسا نہین حور کا سراپا
وہ صبح جبین تھی صبح جنت — ہر چین تھی موجۂ لطافت
آنکھین اُستاد ساحری تھین — نشے مین شباب کے بھری تھین
دنبالۂ کنج انکھین سرمے کا تھا — بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا
بھین کے قریب کب تھے ابرو — شہباز نے واکیے تھے بازو

برق یہ جمال بے مثال دیکھتے ہی پسینے پسینے ہوگیا بیتاب ہوکر پکارا کہ ای شہنشاہ خوبی
وای سرو باغ محبوبی نام نامی سے تو آگاہ کرنا کہ اُس نام کو صفحۂ قلب پر لکھون کہ باعث
تسکین ہو اُس نازنین نے خیمہ کھینچا اور پکار کر آواز دی کہ او مکار منم حفیفہ عیارہ نامدار
سامنے صحرا مین میر الشکر اُترا ہے مین اسواسطے آئی ہون کہ بادشاہ کو پکڑ لیجاؤن اگر
تم بڑے عیار ہو تو جاکر بچاؤ یہ کہکر جست کرتی ہوئی چلی برق دیکھ رہا ہے کہ مثل آہوے
صحرائی جست وخیز کرتی ہوئی جاتی ہے مگر برق کو بڑا تردد ہے کہ مبادا یہ بادشاہ جمجاہ
کو لیجائے پلٹ کر پھر لشکر شاہ مین آیا مگر رنگ رو متغیر تردد و تحیر بادشاہ نے پوچھا
کیون مہتر صاحب خیر تو ہے برق نے کہا ای شہریار تیر مژگان معشوق کے تودۂ دل
پر کاری پڑے دل کے ٹکڑے ہو گئے لیکن ایک فقرہ کہہ گئی ہے کہ مین بادشاہ کو لینے
آؤن گی یہ سنکر مین پلٹ آیا ہون تاکہ در دولت پر حاضر رہ کر حضور کی حفاظت کرون
بادشاہ نے فرمایا بہتر ہے برق نے بادشاہ کو خاصہ اپنے سامنے کھلایا ساتھ ساتھ
خوابگاہ مین آیا بادشاہ کو آرام کرایا آپ بارگاہ سے نکلا خادمون سے کہا اب
تم لوگ ہوشیار رہنا مین معشوق کو دیکھنے جاتا ہون اُس اندھیری رات مین جنگل
کو طے کرتا ہوا چلا اُدھر سے حفیفہ آتی تھی زنگ کی آواز سنکر چھپ گئی برق فرنگی
تو سامنے سے نکل گیا حفیفہ برق کی شکل بنکر طرف لشکر اسلام کے چلی بلا تکلف در
بارگاہ شاہی پر آئی خادمون نے پکارا کون آتا ہے حفیفہ نے جواب دیا کہ مین ہون
برق فرنگی اسوقت در بارگاہ سے ہٹ جاؤ خادم یہ سمجھ کر کہ یہ عیار ہین یہ بھی کوئی
عیاری ہو گی ہٹ گئے حفیفہ اندر آئی دیکھا کہ شاہ آرام کر رہے ہین مقام خوابگاہ
شاہی شمع ہاے موم کافوری جل رہی ہین کھلے عود سوز و عنبر سوز اپنے اپنے
مقام پر رکھے ہین اول حفیفہ نے شمعین گل کین لخلخے مین بیہوشی رکھکر قریب دماغ
لگا دیا بادشاہ نے جو سانس کھینچی چھینک مار کر بیہوش ہوے حفیفہ نے پشتارہ
باندھا بہ سہولیت لیکر نکلی حفیفہ جست وخیز کرتی ہوئی جاتی ہے مگر مہتر برق فرنگی
کنارے پر لشکر حفیفہ کے پہونچا ایک کنیز کو دیکھا حیران کھڑی ہے برق نے ایک

ضعیف بنکر پوچھا کر ملکۂ عالم کہاں ہیں اُس کنیز نے کہدیا کر ملکہ طرف لشکر اسلام کے گئی ہیں
برق پیچھے بیٹھا ایک گوشے میں آکر حفیظ کی شکل بنا دوڑا ہوا لشکر میں آیا کنیزوں نے
پوچھا واری کیا ہوا برق نے کہا میں گئی وہاں عیار میرے پیچھے دوڑے کیونکہ سب
جاگ تھی اب بارگاہ میں چلو آج تو چلی آئی کل خالی نہ پاتو نگی بارگاہ میں آکر برق
نے حکم دیا کہ شراب لاؤ کنیزوں نے شراب حاضر کی برق نے سبکو شراب پلاکر بیہوش کیا لباس
سب کے اُتار لیے بڑا گٹھا پشت پر لادا دوڑتا ودبتا اُٹھتا بیٹھتا لشکر حفیظ سے نکل کر
میدان پکڑا وسط صحرا میں اُدھر حفیظ نے زنگ کی آواز سنی اِدھر برق نے خیال
کرکے دیکھا کہ حفیظ پشتارہ بردوش آتی ہے تو وہیں سے للکارا کہ ای جان جہان کہاں سے
آتی ہو حفیظ نے پُکار کر کہا شاہ کو بیچنے گئی تھی لے آئی برق نے کہا میں تمکو بچا نیدونگا
یہ کہکر دونوں میں نیمچہ چلنے لگا مگر برق نے نیمچہ مارتے مارتے حفیظ کو عاجز کردیا ہوکر بوہ سے
گردا اُڑی چالیس کنیزیں حفیظ کی ظاہر ہوئیں حفیظ نے پکار کر کہا ہاں صاحبو فوراً
کمندیں مارکر اِسکو پکڑ لو چالیسوں کنیزیں کمندیں لیکر چلیں برق یہ سوچا کہ کس کسکو
جواب دونگا ایک جانب بھاگا حفیظ نے کہا گھوڑے کو جانے دو پیچھا نہ کرو یہ کہکر
حفیظ سعد کو لیگئی اور برق فرنگی اسباب لے گیا مگر برق اسباب ایک گوشے میں
رکھکر پھر بھاگا وہاں حفیظ پھرتی پھراتی صبح ہوتے بارگاہ میں آئی باپ اِسکا سے
مفتاح کوہی تخت پر بیٹھا تھا اُسنے پوچھا ای نور نظر کسکو لائیں حفیظ نے کہا بس
آج ہی جنگ کا خاتمہ کردیا بادشاہ اسلام کو لائی مفتاح نے کہا اُنکو مسلسل کرکے
ہوشیار کرو حفیظ نے پشتارہ لاکر سامنے رکھا آہنگروں کو بلاکر بادشاہ کو مسلسل و مطوق
کرکے ہوشیار کیا بادشاہ کی جو آنکھ کھلی تو دیکھا ایک تاجدار تخت پر بیٹھا ہو اور ایک
عیارہ قیامت کی پرکالہ نیمچہ لیے سر پر کھڑی ہے چار جانب حیران دیکھنے لگے
مفتاح کوہی نے پکار کر کہا او سعد شہریار اپنا انجام دیکھا کہ کیا کیفیت ہوئی ہرچند
مفتاح پکارتا ہی مگر بادشاہ جواب نہیں دیتے جب حفیظ نے دیکھا کہ بادشاہ رد کرتے
ہیں اور جواب نہیں دیتے تو ایک قہقہہ مارا کہا او بیہودہ بات کا جواب بھی نہیں دیتا

جان کا ایسا خوف ہو کہ آنکھون سے آنسو جاری ہین قبضۂ تلوار کا جو شانے پر پڑا اور غین غین کر کے بادشاہ رونے لگے ایک کنیز کہ پہلو مین کھڑی تھی اُسنے ہاتھ تھام لیا اور کہا اے ملکۂ عالم الگ ہوئیے تو مین کچھ عرض کرون حفیظ گوشے مین گئی اُس کنیز نے کہا او ملکۂ عالم یہ بادشاہ اسلام نہین ہین یہ کہکر تاج سر سے حفیظ کے لیا اور اپنا نعرہ کیا الغرض برق

میرا نام ہے برق خنجر گزار — کہ استاد دین خواجۂ نامدار
ترپنے مین ہین برق رفتار ہون — کہے کون مکار و غدار ہون
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے — ارسطوے ذی علم شاگرد ہے
بزیر قدم غرب ہے شرق ہے — چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہے

او نادان بیوقوف یہ تیرے ہی لشکر کا سائیس ہے گونگا بہرہ یہ کہتا ہوا نکلکر بھاگا ادھر حفیظ نے آکر بادشاہ نقلی کا منہ دکھلایا ایک سوار نے کہا اے تو میرا سائیس ہے جو کل سے غائب ہو گیا تھا اتنے مین کنیزین روتی ہوئی آئین کہا ارے ہم سب لٹ گئے زیور کسی کے پاس نہین رہا لباس تک اُتار کر لے گیا حفیظ بہت شرمندہ ہوئی ادھر ہرکارون نے اس مضمون کا پرچہ بادشاہ اسلام کو دیا بادشاہ اسلام کو برق نے محل مین چھپا رکھا تھا پرچہ دیکھکر بادشاہ نہایت خوش ہوے جب برق آیا تو بادشاہ نے انعام دیا برق نے کہا اے شہریار رہ رو ون سے بلاے عشق مین مبتلا ہون راتون کو تڑپتا ہون کیا کہون میری تو یہ کیفیت ہے

نظم

بہانے سے یہ مطلب جسنے پایا — مٹانے کے لیے ہسکو بنایا
بشکل اشک ہون با قدر بے قدر — وہ گوہر ہون کہ کھویا جسنے پایا
سر شک چشم کو لے آبلہ تھا — جو نشتر نوک مژگان نے لگایا
وہ مشتاق شہادت تھا وہ زخم — گلے سے مجھکو خنجر نے لگایا
نہ اُٹھا گر کے آنسو کی طرح سے — عدم کا لطف ہستی مین دکھایا
ہوا سرمہ بھی شاید حسن اخیار — جو ایسا تیری آنکھون مین سمایا
مزا جوش محبت نے یہ بخشا — گلا بھی شکر ہو کر لب پر آیا

ہوئی جو دق قسم کھانا جو منظور	خوشا قسمت ہیں انکو یاد آیا
نگر واقف بھی کوئی درد دل ہو	کہ بیٹھا آپ اور مجھکو اٹھایا
نسیم اعدا سے شکوہ کیا اپنی ز رنگ	ہمین یارون نے مٹی مین ملایا

سب سمجھانے لگے کہ اے مہتر برق تم عیار ہو اسقدر پریشان ہونا نہ چاہیے صبر کرو
دل پر جبر کرو برق فرنگی اُسیوقت بہانے عیاری لگا کر نکلا مگر حفیظہ کو بھی تعلق
ہے کنیزون سے کہتی ہے برق نے مجھکو بڑا صدمہ دیا مین نگوڑے کو بہت ذلیل کرونگی
یہ کہکر شام کو چلی برق کو اُدھر سے آتا دیکھکر حفیظہ نے اپنے کو ایک ذرے مین چھپایا
حلقے کمند کے خس پوش کیے سر انتقام کر بیٹھی کہ برق اُدھر سے گذرا جیسے ہی قریب
حلقہ ہاے کمند پہونچا حفیظہ نے شیر کی آواز دی برق رُکا حفیظہ نے جھٹکا مارا
برق گرا حفیظہ نے حباب مار کر برق کو بیہوش کیا چادر بچھا کر جیب پشتارہ باندھنے
لگی تو کمر سے برق کی ایک ڈبیہ گری حفیظہ نے پشتارہ رکھدیا ڈبیہ کو اٹھا لیا دیکھا
عقیق کی ڈبیہ ہشت پہل تراشی ہوئی ہے سوچی کہ اس ڈبیہ مین جواہرات ہونگے غرض
یہ سوچکر ڈبیہ کو کھولا جیسے ہی کھولا اسمین سے بیہوشی اُڑی یہ بھی بیہوش ہوکر گری
وہ صحرا کا سناٹا دونون بیہوش پڑے ہوے ہین قضا سے کہ یہ صحرا علمداری مین
ایک قزاق کی ہے کہ جسکو معیار قزاق کہتے ہین یہ کوئی قافلہ لوٹنے گیا تھا وہان سے
پلٹا ہوا آتا تھا ناگاہ اس نے دور سے دیکھا کہ ایک مہ جبین حور طلعت با حسن و شوکت
بیہوش پڑی ہے اور ایک طرف ایک انگریز پتلون جاکٹ پہنے ہوے سیہ بوٹ
پانوُن مین دونون بیہوش پڑے ہین معیار قزاق عیار بچے کو دیکھکر بدحواس ہوا
کہا انکو اٹھا کر لے چلو کسی قزاق کا یہ کام ہے کہ ان دونون کو بیہوش کیا مگر تعجب یہ ہے
کہ اس انگریز کو اس مہ جبین سے کیا واسطہ نہین معلوم کیا معرکہ گذرا قزاق کی مجال
نہین ہے کہ یہان آسکے غرضکہ یہ کہکر اور دونون کو چارپائی پر اٹھوا کر بالاے کوہ لیگیا
لا کر ایک مکان مین رکھا اول برق کی آنکھ کھلی روتا ہوا اٹھا معیار نے پوچھا
کیون روتے ہو برق نے کہا میری معشوقہ کہان ہے معیار نے کہا تمھاری زوجہ

یا معشوقہ برق سے کہا مین نے بڑی مشکل سے اِس معشوقہ کو پایا ہو معیارہ نے پوچھا
کیون صاحب بہادر آپ کا نام کیا ہو برق نے کہا مجھکو لیٹیل صاحب کہتے ہین پلٹن کا
جرنیل ہون مگر آپ کون ہین معیارہ نے کہا میرا نام معیارہ قزاق ہو برق نے کہا ہم کو
آپ نے کیونکر پایا معیارہ نے کہا مین قافلہ لوٹنے گیا تھا لیٹ کر تم لوگون کو بیہوش
دیکھا اُٹھا لایا مگر یہ تو بتاؤ کہ تمکو کسنے بیہوش کیا برق نے کہا مجھکو شوق عیاری کا ہو
یہ مجھسے آزردہ ہوکر نکل جنگل مین آکر مین نے اسکو گھیرا اور حباب بیہوشی مارکر بیہوش کیا
اِسنے بھی مجھکو گرتے گرتے حباب مار دیا مین بھی بیہوش ہوا آپ نے بڑا احسان کیا
اب مین رخصت ہوتا ہون معیارہ کا ارادہ ہو کہ اِنکو رخصت کرون اور برق بھی
چاہتا ہو کہ اِسکو دم دیکر نکل جاؤن کہ حفیظ بیدار ہوئی آتے اُٹھتے ہی معیارہ کو سلام
کیا کہا او معیارہ قزاق مجھکو نہین پہچانتے ہو مین مفتاح کوہی کی بیٹی ہون میرا نام تم
نہین جانتے حفیظہ عیارہ فتارہ میرا نام ہو بحکم خداوندہ برائے گرفتاری طلسم کشا
آئی ہون اور یہ برق عیارہ ہو اِسنے راہ مین مجھکو بیہوش کیا مگر یہ عیارہ بلا کے ہین
کمر سے اسکی ایک ڈبیہ گری تھی مین نے اُسکو جواہرات کے خیال سے جو کھولا تو
اُسمین بیہوشی تھی مین بیہوش ہوکر گری اب بہتر یہ ہو کہ اِس عیارہ کو میرے حوالے
کرو مین لیکر جاؤن تم سے وعدہ کرتی ہون کہ قدرت سے تعریفین کرونگی کہ معیارہ
قزاق نے آپ کا بڑا پاس کیا اور مین جاکر اِسکو قتل کرون برق داد وبلا کرنے لگا
کہتا تھا او معیارہ یہ نہ وجہ میری مجھسے ناراض ہو اگر مجھکو اِسکے حوالے کروگے تو یہ مجھکو
قتل کر ڈالیگی ہر وقت جب دیکھو دروازے پر کھڑی رہتی ہو دو چار مشٹنڈون سے
نظارہ بازی کیا کرتی ہو مگر معیارہ نے کچھ جواب نہ دیا ساتھ والون سے اِشارہ کیا
کہ برق کو مسلسل کرو اور حفیظہ کے حوالے کرو اِسکو اختیار ہو یقین ہو کہ یہ بات
سُنکر قدرت شاد ہون اُنھین کی عنایت سے بچتا رہتا ہون ایسے ایسون کو لوٹا
اُن لوگون نے لشکر کشیان کین اور قدرت نے مجھکو بچایا آجتک مین نے شکست
نہین کھائی قزاقون نے برق کو گرفتار کیا کہا لو ملکہ حفیظہ اِس مکار کو لیجاؤ حفیظہ نے

پشتارہ باندھا اور برق بیہوش کر لیا پہاڑ سے اُتری معیارہ بنگاہ حسرت دیکھا کیا دل مین
کہتا ہو ہاے افسوس کا مقام ہو کہ ایسی معشوق ملے اور اُسپر ہاتھ نہ ڈال سکون یہ میری
بدنصیبی ہو ادہر حفیظہ نے پہاڑ سے اُترکر جنگل کا راستہ لیا جست وخیز کرتی ہوئی جاتی ہو کوئی
پاؤ کوس راستہ طے کیا تھا کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ اے نور نظر اسطرف آؤ کہو بیٹا کیا
گذری حفیظہ نے پلٹ کر دیکھا کہ باپ میرا ایک نخل کے سایے مین بیٹھا ہو خاک
منھ پر مل رہا ہو حفیظہ نے جو باپ کو دیکھا پوچھا حضور کیونکر آئے مفتاح نقلی نے کہا
اے نور نظر مجھکو کنیزون نے خبر دی کہ برق نے تمکو بیہوش کیا اور تم بھی بیہوش ہوئین
معیارہ قزاق دونون کو اُٹھا کر لے گیا ہو معیارہ کی سرحد کا میرے ملک سے ڈانڈا
لا ہو وہ بخوبی مجھکو جانتا ہو چلا تھا کہ جا کر تمکو لے آؤن حفیظہ نے کہا اے والد نامدار اتفق
اسوقت یہ مکار بیہوش ہو سامنے معیارہ کے اور ہی کچھ فریب لایا تھا مگر معیارہ نے
اُسکی دادویلا کچھ نہ سُنی گرفتار کر کے مجھسے کہا کہ تم اِس عیار کو لے جاؤ مین لے آئی اب
لشکر مین چلکر اِسکو قتل کرونگی اِسنے بڑے صدمے پہونچائے مین اُسکا بدلا کرونگی پہلے
اِسکو کوڑے مارونگی پھر جلادسے کہونگی کہ اُسکا سر کاٹ لے تب یہ ناعیار راضی ہوگا
مگر مفتاح نقلی اپنے مقام سے اُٹھتا نہین اسوجہ سے کہ مفتاح کا قد لمبا ہو اور اِس
مفتاح نقلی کا قد چھوٹا ہو جب حفیظہ نے کئی مرتبہ کہا کہ اب اُٹھیے چلیے تو مفتاح نقلی نے
کہا لو بیٹا سب لشکر آتا ہو سپہ سالار ہمارا میکال چوب گردان بڑا ہی خیر خواہ ہو
اُسکو تاب نہ ہوئی کہ مالک سے گئے ہین مین بھی چلون اِن سب کو منع کرو کہ پلٹ جائین
حفیظہ پلٹی کہ دیکھون یہ کیون آتا ہو جیسے ہی یہ پلٹی چالاک نے یہ چالاکی حلقے کمند کے
گلے مین ڈالدیے اور نعرہ کیا نعرہ چالاک

بہ عیاری منم آن جست وچالاک	بچشم دشمن اندازم کف خاک
نہ آید بادگر دتیز گامم	خلیفہ اولم چالاک نامم

جھٹکا مارا اور رکاب مارا یہ حفیظہ گری اور بیہوش ہوئی چالاک نے برق فرنگی
کا پشتارہ قبضے مین کر کے چاہا حفیظہ کو اُٹھاؤن یہ خیال کر کے طرف حفیظہ کے چلا کہ

صحرا سے گرد اُڑی دس بیس عیار بہیات ملازمان حفیظ کو جابجا جنگل میں پھرا کرتی ہیں سامنے سے نمایان ہوئیں اور دور سے دیکھا کہ ہماری بی بی بیہوش پڑی ہیں ایک عیار ارادہ کرتا ہے کہ گرفتار کرون وہین سے للکارتی ہیں کہ او مکار خبردار چالاک اپنتا وہ برق کا لیکر بھاگا کنیزون نے آکر حفیظ کو ہوشیار کیا حال پوچھا کہا صاحب بڑے ظالمون سے مقابلہ ہے ہر مقام پر موجود رہتے ہیں اسوقت چالاک نے ایسا دعوکا دیا کہ مین افسوس کرکے رہگئی اگر وہ اُٹھ کھڑا ہوتا تو مین پہچان جاتی مگر کہان جائیگا بے گرفتار کیے ہرگز نہ چھوڑونگی یہان چالاک نے برق کو الگ لاکر ہوشیار کیا برق نے اُٹھتے ہی چالاک کا شکریہ ادا کیا کہا خلیفہ صاحب تمنے اس غلام کو خوب بچایا لیکن اب مین اسکی فکر مین جاتا ہون گرفتار کرکے لاؤنگا یہ کہکر چالاک سے رخصت ہوا اُدھر کنیزون سے حفیظ رخصت ہوکر تلاش مین برق کی نکلی تھی برق جست وخیز کرتا ہوا جاتا تھا کہ سامنے سے دیکھا چالاک بن عمرو آتا ہے مگر برق نے خیال کرکے دیکھا کہ چالاک کے تیور پر بل پڑا ہوا ہے آنکھ جھپکگئی برق سمجھا کہ یہ چالاک نہین ہے چالاک نے پکار کر پوچھا کہ بھائی صاحب کہان سے آتے ہو اب تو برق کو گمان غالب ہوا کہ چالاک اسطرح ہمسے کلام نہین کرتا کچھ اعضا پر نگاہ ڈالی وہ بھی خلاف پائے پکار اُٹھا کہ او ملکہ عالم ایسے فتور تو میرے شاگرد کرتے ہین ان باتون پر دھوکا نکھاؤنگا حفیظ سامنے سے بھاگی برق نے چاہا پیچھا کرون کہ چند کنیزین حفیظ کی صحرا سے پیدا ہوئین اور للکارین کہ او مکار ہماری ملکۂ عالم کے ہاتھ سے تیری قضا ہے مگر حفیظ کے دلمین خیال ہوا کہ پھر اسی کو دھوکا دون راستہ کا تکر طرف لشکر اسلام کے چلی تا ظرمن پر دانسے ہوکہ حفیظ بھی فنون عیاری مین طاق شہرۂ آفاق ہے لشکر اسلام مین بشکل بدیدار داخل ہوئی ایک مقام پر دیکھا ایک خیمہ استادہ ہے ایک مہ جبین کمسن بیٹھی ہوئی تعلیم لے رہی ہے کہ حفیظ نے بشکل چوبدار آکر کہا کہ بی بی اُٹھو تعلیم لے چلین بارگاہ شاہ مین جلوہ اروغہ ارباب نشاط نے تمکو بلایا ہے تمتو یہان کئی دن سے آئی ہوئی ہو اور نوبت مجرے کی نہین آئی وہ نازنین لباس تبدیل کرنے گئی حفیظ اسکا ایک گیت

مین لائی اور بیہوش کرکے اسکو ایک صندوق مین بند کر دیا چونکہ خود بھی عورت ہو اسکی صورت جو بنی تو تمام سازندے کو رہے ہین کہ بی گنّا آج تو ایسا مجرے مین رنگ دکھاؤ کہ انعام و اکرام ملے حفیظہ یہ سُنکر گانے لگی برق چونکہ این گنّا پر میل کرتا ہو تو پھرتا ہوا سامنے سے جو نکلا گنّا نے پکارا میان برق فرنگی آج کیا ہو جو ہمارے پاس نہین آتے ہو ہم تو تمھارا انتظار کر رہے تھے اس ناز سے حفیظہ نے کہا کہ برق تڑپ گیا جھپٹ کر آیا بیٹھکر دل لگی کرنے لگا حفیظہ نے دو چار اشعار گاکر سازندون کو منع کیا کہ اب ساز نہ بجاؤ بڑے تعجب کی بات ہو کہ میان برق ہم پر مہربان ہین مزاج شاہ مین دخل رکھتے ہین جب یہ پیروی کرینگے تو ضرور مجرا ہوگا برق نے کہا بی گنّا نہ گھبراؤ مین ابھی جاکر شاہ سے عرض کرتا ہون آج تمھارا اسی وقت مجرا ہو جائیگا حفیظہ چمک کر اُٹھی ایک گوشے مین آکر اشارے کرنے لگی کہ میان برق ادھر آؤ جو آرزو ہو وہ پوری کرو برق خوشی خوشی قریب پہونچا حفیظہ نے باتون مین لگاکر برق فرنگی کو گلوری دی برق گلوری کھاتے ہی بیہوش ہوا حفیظہ نے پشتارہ باندھا اور لیکر بھاگی لشکر سے نکلکر میدان پکڑا جست وخیز کرتی ہوئی جاتی ہو مگر یہی خیال ہو کہ ایسا نہو راہ مین کوئی ملجائے مگر چالاک بن عمرو برق سے جدا ہو کر لشکر حفیظہ مین آیا ایک کنیز کی شکل بنکر دربار مین پہونچا مفتاح کو سلام کیا مفتاح نے پوچھا کیون گلبدن آج تو بہت ہنستی ہو چالاک نے کہا اے شہنشاہ مین ابھی سو رہی تھی اور خداوند جمشید ثانی کو خواب مین دیکھ رہی تھی کہ کھڑے فرما رہے ہین برق کو گرفتار کرا دینگے اب ملکہ اُسکو لیکر آئین گی خالی نہ بیٹھین گی مگر کچھ کمال مجھکو مرحمت فرمائے ہین گانا تو میرا سماعت فرمائیے فرما گئے تھے کہ آواز بھی تمھاری بدل جائیگی یہ کہکر ایک کنیز سے اشارہ کیا وہ باجا بجانے لگی چالاک نے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

غرق بحر اشک ہین کیا حاجت داماں مین	چشم تر ہر روز پہناتی ہو پیراہن ہمین
امتحان تیغ قاتل آج کرنا ہو مزہ	چاہیے ہو اور بھی گردن تہ گردن ہمین
دیکھکر مجھکو گریبان چاک کرتا ہو ہلال	لیجیے مجھسے گریبان دیجیے دامن ہمین

ابھار مردن بھی نہیں شان جنون میں کچھ کمی | چاک ہر جا سے ملا ہو پہلو سے مدفن ہمیں
فرط کاہش سے یہ حالت ہو کہ یہ سون ہو چکے | خواب میں بھی اب نہیں آتا خیال تن ہمیں
اب کسے ہو فرصت منت کشی ای باغبان | داغ دل دکھلا رہے ہیں جادہ گلشن ہمیں
آہ آتش بار ہو طوق سلاسل ہو گداز | موم سے بھی نرم ہو سنگینی آہن ہمیں
غیر ممکن ہی امید صحبت پہادے دوست | کم نہیں رنج تمنا سے منت دشمن ہمیں

مفتاح تعریفین کر رہا ہی اور کہتا ہی ای گلبدن تمھارا بڑا مرتبہ ہوا اگر تمنے فتح جنگ کا
سوال نہ کیا چالاک نے کہا مین خداوند کو دیکھکر ایسا گھبرا گئی کہ کچھ کہہ نہ سکی مگر اب یقین ہی
کہ پھر خواب مین آوین چالاک کا ارادہ ہی کہ ساقی گری کرکے بارگاہ کو لوٹلون ناگاہ چند
کنیزین دوڑی ہوئی آئین کہا ای ملکہ گلبدن تمھارے منھ مین گھی شکر جو تمنے کہا تھا وہی
ہوا ملکہ برق کو لاتی ہین چالاک کے ہوش اڑ گئے جی مین کہتا ہی کہ اب رہائی برق
کی تدبیر کرون جو مین نے ارادہ کیا وہ نہ ہوسکا اس سوچ مین خاموش بیٹھا ہی مگر مفتاح
یہی کہہ رہا ہی کہ ای گلبدن تمھارے کہنے کا ظہور ہوا قدرت نے برق کو گرفتار کرادیا
گلبدن جواب دیتی ہی ای شہنشاہ کوہستان جو قدرت سے کہا تھا وہی مین نے یاد رکھا
قدرت کے فرمانے مین کہین فرق پڑتا ہی ہر چند کہ مسلمانون سے دبے ہوے ہین لیکن
قدرت صاحب کرامت ہین ایسا نہین ہی کہ جو کہین اور وہ نہ ہو جو ارشاد فرمایا تھا
وہی ہوا کہ ملکہ خالی نہ بیٹھین یہ ذکر تھا کہ حفیظ آکر پہونچی پشتارہ برق کا سامنے بائے
ڈالدیا کہا جلاد کو بلایئے اسکو جھٹ پٹ قتل کرے چالاک گھبرا کر اٹھا ایک گوشے
مین آکر صورت بدلی جیسے ہی مفتاح نے کہا کہ جلاد کو بلاؤ چالاک بصورت جلاد
سامنے حاضر ہوا اور بولا ای شہنشاہ کوہستان سب حکم ایک ہی مرتبہ دیجیے کہ مین خنجر
ماردون ایسا نہ ہو کوئی اسکا معین آجاے ان عیارون مین آپس مین بڑے میل
ہین ایک دوسرے کی تاک لیے رہتا ہی مفتاح نے کہا اب چند ساعت اسکی زندگی مین
باقی ہین ای حفیظ اسے ہوشیار تو کرو حفیظ نے منھ دھلا کر ہوشیار کردیا برق کی
جو آنکھ کھلی دیکھا ایک جلاد خنجر برہنہ لیے سر پر کھڑا ہی مگر اشارے کر رہا ہی کہ بھائی

ہوشیار رہو میں تمکو رہا کرتا ہون برق نے چالاک کو نہ پہچانا حیران تھا کہ جلاد یہ کیا اِشارے کر رہا ہی مگر چالاک نے خنجر کو جنبش دی حفیظہ کہ رہی ہو کہ کیون ای مہتر برق تُنے ہماری عیاری دیکھی کتنا جلد تمکو گرفتار کیا تمکو گمان بھی نہ ہوا کہ کوئی عیاری ہو رہی ہو اور ایسے ایسے ہزارون شعبدے ہین اب تمھارا پیانۂ عمر لبریز ہوا اوجلاد سر کاٹ لے یہ بھی ایک فقرہ بنایا ہی کہ مین عاشق ہون اگر گرفتار ہو گئے تو کہا محبت کے پھندے مین پھنسے اور جو اپنا دار چلگیا تو بڑے عیار ہین مین تیرے مطلب کو خوب سمجھگئی ادہر چالاک نے جھپٹکر تیغہ مارا کہ ہتھکڑی برق کی کٹ گئی چالاک نے یہ کار نمایان کیے برق کو کاندھے پر اُٹھایا اور دربار سے نکلکر بھاگا اور پکار کر کہا کیون بھابھی صاحب یہ گنتا کی عیاری سے کچھ کم ہوئی بھائی کو اپنے لیے جاتے ہین یہ کہکر چالاک جست وخیز کرتا ہوا لشکر سے نکلا ادہر حفیظہ نے بیقرار ہو کر کہا ہان یارو لینا یہ جانے نہ پائے ایک کنیز نے پیچھا کیا بڑھکر تیغہ مارا چالاک نے خم ہو کر خالی دیا جھککر خنجر مارا کہ کنیز کا پانون قلم ہوا کنیز گری مگر کنیزونکا بلوہ ہو گیا چالاک رُکر رہا ہی کہ پہلوے کوہ سے ایک آواز آئی قران نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قران

سر تیغ الستیز جون بارد بہاری — جہان سر سنگ از خنجر گذاری
بمیدان اژدہا آتش نشانم — منم مہتر قران شیر ژیانم

نعرہ کرکے مہتر قران نے جو لبعد سے مارنا شروع کیے تو مہتر قران سے کون مقابلہ کر سکتا ہی چند وار مین کنیزین بھاگین حفیظہ نے جو مہتر قران کو دیکھا کنیزونکو اشارہ کیا کہ ہٹ آؤ کنیزین ہٹین مہتر قران چالاک کو ساتھ لیکر صحرا مین آئے برق کی قید کاٹی مگر برق قید کٹتے ہی رونے لگا کہا ای چالاک مجھکو کیون بچایا مین حفیظہ کے خنجر مین نہ جیونگا قتل ہو جاتا تو بہت بہتر تھا چالاک نے کہا بھائی اپنے ہوش درست کرو حفیظہ کو گرفتار کر لاؤ عقد شرعی ہو جائے جوان رعنا ہو اسکو بھی تمپر توجہ ہو جی برق نے کہا اب جا کر جان اپنی مٹاؤنگا اپنے کو اُسکی محبت مین پہونچاؤنگا دل بھر سے تماشا تو دیکھون ہر چند چالاک و قران نے سمجھایا مگر برق کب مانتا ہی

بیقرار ہو کر جواب دیتا ہو بقول شاعر نظم

کہاں ہو تو اے عشق کاشانہ سوز	کہاں ہو تو اے شمع پروانہ سوز
جلا دینے مین تو وہ بیباک ہو	کہ سارا جہان مشت خاشاک ہو
بجا اے عشق دریا سے ہو تجھکو لاگ	نکلنے لگے صاف پانی سے آگ
مقابل اگر کوہ ہو جنگ کو	لہو سے بھرے ہر رگ سنگ کو
جفا تجھسی دنیا مین کوئی نہین	بلا تجھسی دنیا مین کوئی نہین
تجھے ہے اے عشق دیکھا وہ برق	کیا بحر آتش مین عاشق کو غرق
کسی کو کوئی شعر دکھاتا ہے تو	اسے اسکا شیدا بناتا ہے تو

یہ اشعار پڑھکر بے اختیار رو دیا اور طرف لشکر حفیظ کے چلا حفیظ کو بھی بڑی کد ہو کہ جسطرح بنے اس نگوڑے کو گرفتار کرون یہ سوچکر چالیس کنیزین ساتھ لیکر تلاش مین برق کی چلی ادھر سے برق فرنگی آتا تھا دور سے برق نے دیکھا کہ حفیظ آتی ہو فوراً ایک گوشے مین چھپ گیا مگر حفیظ نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ تم اسی جنگل مین ٹھہرو مین لشکر مسلمانان مین جاتی ہون وزیرزادی اسکی ثمرہ یہ کہکر چلی کہ مین ڈھونڈھکر لاؤنگی آپ نہ جایئے یہ کہکے چلی برق نے ثمرہ کا پیچھا کیا ایک جنگل مین آکر ثمرہ تلاش مین پہونچی جو راہ گیر جاتا ہو اسے بغور دیکھتی جاتی ہو کہ دیکھا برق فرنگی سامنے سے آتا ہو آواز دی کہ میان برق ادھر آؤ ملکہ کا حکم ہو کہ برق کو گرفتار کرلاؤ برق نے کہا اے وزیرزادی مین حاضر ہون میرا ہاتھ باندھ لو اور سامنے اس مغرور دشمن دجال کے لے چلو یہ کہتا ہوا سامنے آیا کہا اے وزیرزادی یہ خیال نہ کرنا کہ مین تم پہ وار کرونگا تم پہلو مین ملکہ کے بیٹھنے والی ہو یہی غنیمت ہو کہ تمکو دیکھا گویا نظارہ ملکہ ہوا ثمرہ نے کمندین سنبھالین چاہا برق پر مارے برق قریب پہونچ چکا تھا دونون ہاتھ باندھے ہوئے سامنے آکر کہا ملکہ ہوشیار ہو جاؤ یہ کہکے دس حباب مارے چند حباب خالی گئے مگر دو حباب منہ پر ثمرہ کے پڑے کہ ثمرہ بیہوش ہو کر گری برق نے کنارے لاکر ثمرہ کو درہ کوہ مین چھپا دیا اور آپ ثمرہ کی شکل بنکر طرف لشکر حفیظ کے چلا

اِس فکر مین ہو کہ کوئی راہ گیر ملے تو اُسکو گرفتار کرون اپنی شکل بناکر لیجاؤن کہ ایک راہ گیر نوجوان آفت کا مارا سامنے دکھائی دیا برق نے بڑھکر اُس جوان کو بیہوش کیا اور اپنی شکل بناکر پشتارہ باندھ عاطرف لشکر حفیظہ کے چلا راہ مین کنیزین ملین اُنھون نے کہا کہ کیون وزیرزادی کسکو لائین شمعرو نے کہا اُسی لنگوڑے بہورپیے کو گرفتار کرکے لائی ہون خوب مجھسے لڑا مگر مین نے کمند مارکے گرفتار کرلیا کنیزین تعریفین کرنے لگین کہ حفیظہ آکر مہوپچی پکار کر پوچھا کیون شمعرو کچھ مطلب نکلا شمعرو نے کہا آپکے اقبال سے جاؤن اور مطلب نکلے مین برق کو گرفتار کرلائی حفیظہ خوش ہوگئی کہا اس لنگوڑے کو لے چلو سب کنیزین آگین آگے آگے برق بشکل شمعرو حفیظہ کا ہاتھ تھامے ہوے چلا جارہا ہو ہر مرتبہ یہی کہتا ہو کہ اے ملکۂ عالم بارگاہ مین چلیے آج تو بڑی خوشی ہو ملکہ حفیظہ نے کہا اگر یہ قتل ہو جائے تو مین شاہ کو لے آؤن اِسی لنگوڑے کے جھگڑے مین کئی مہینے گذر چکے ہین روز نیا معاملہ درپیش ہوتا ہو برق کہتا ہو آج سب فساد کا خاتمہ ہی برق کو چلکر قتل کیا اور جنگ فتح ہوئی حفیظہ سب کو ساتھ لیے ہوے اپنی بارگاہ مین آئی مفتاح کو بھی خبر ہوئی کہ برق گرفتار ہوا مفتاح بھی آکر بتمام صدر پر بیٹھا برق نے پشتارہ برق نقلی کا ڈالدیا کنیزین لات لکی مارنے لگین بلکی بٹھرایٹ نکالنے لگین برق نے کہا اے ملکۂ عالم آپ کے والد بھی آگئے ساقیان زہرہ مثال اومطلب فرمایے اور جلسہ جمایے آج وہ صحبت ہو کہ جمشید کو بھی رشک ہو مجھ پر جب سحر کرگذرا جب مین تلاش برق مین چلی تو دیکھا ایک نخل کے نیچے خداوند کھڑے ہین مجھسے پوچھنے لگے کہ اے شمعرو کہان جاتی ہو مین نے کہا برق کی تلاش مین ہون قدرت نے فرمایا وہ سامنے برق آتا ہو تم مقابلہ کرو مین تقدیر کرونگا تم گرفتار کرلینا مین نے برق کو ٹوکا لڑ بھڑ کر گرفتار کرلیا قدرت نے یہ بھی فرمایا کہ اے شمعرو گانیکا شوق کرو یہ کہکر بایان بجانے لگی اور یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز بلند شروع کیے نظم

لیکر ہو دل مین ہوس نظارہ ہاے یار کی	آنکھ اپنی آنکھ ہو ہر روزن دیوار کی
لطف نظارہ سے پھر آئی نہ آنکھوں تک نگاہ	خال بنکر رہگئی دلدار کے رخسار کی

بعد مردن بھی گئی دل سے نہ اپنے آرزو — جام کی ساقی کی مے کی یار کی گلزار کی
کر دیا آخر خیال یار نے ایسا نحیف — تار گیسو بن گئی گردن ترے بیمار کی
ربط باہم کا پڑھا رتبہ یہانتک دشت مین — نوک جو ٹوٹی نہ نکلی آبلے سے خار کی
کسقدر لذت تھی خون بیگناہی مین ترے — خنجر قاتل نے چلکر حلق پر تکرار کی
خندۂ زخم جگر سے قبر مین آئی نہ نیند — بعد مردن بھی نہ جھپکی آنکھ مجھ بیدار کی
خوب روئے گردن مینا لگا کر ہم گلے — جسگھڑی ساقی نے رخصت کے لیے تکرار کی
فضل حق ہے بسکہ ہر شاگرد مین تو تسنیم — دھوم ہو سارے زمانے مین ترے اشعار کی

اِس رنگ مین برق نے یہ اشعار گائے کہ حفیظہ حیران ہو گئی خاموش بیٹھی دیکھ رہی
تھی مگر شمعرو کو جو برق فرنگی درۂ کوہ مین ڈال آیا تھا تو گاہ فروشون کا اُدھر سے گذر ہوا
اُنھون نے دیکھکر اُسکو ہوشیار کیا شمعرو ہوشیار ہوتے ہی طرف اپنے لشکر کے چلی
یہان برق رنگ جما رہا ہے خاصہ کا وقت قریب ہے برق کا ارادہ ہے کہ خاصہ مین
بیہوشی ملاؤن اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مفتاح کو بھی یہین کھانا کھائیگا اسوجہ سے
شراب وغیرہ کی ترکیب نہین کرتا خود حفیظہ نے کہا کہ بی شمعرو آج تو تم ایسی گائین کہ
دل چھین کر دیا جی چاہتا ہے کہ تمھارا گانا سُنے ہی جائین کہ ایک چوبدار نے بڑھکے
سلام کیا حفیظہ نے پوچھا کیون میان مردے صاحب خیر تو ہے مردے نے کہا ملکہ
شمعرو آتی ہین برق سکے تو ہوش اُڑ گئے مگر قہقہہ مار کر ہنسا کہا اے ملکۂ عالم مین زندہ
بیٹھی ہون میری شکل بنکر کوئی نگوڑا عیار آیا ہوگا سب ملکر گرفتار کر لینا اُس نگوڑے کو
یہ خبر نہین ہے کہ مین شریک صحبت ہون حفیظہ کو سناٹا آگیا کہا یہ عیار بڑے گستاخ ہین
کچھ جان کا خوف نہین بے تکلف چلے آتے ہین جی مین سوچ رہی ہے کہ یہ کیا فریب ہے
مگر شمعرو حیران و پریشان جیسے ہی بارگاہ مین آئی تمام کنیزین لپٹ گئین کوئی کہتی ہے
او نگوڑے ہماری وزیرزادی صاحبہ تو موجود ہین تجھکو کچھ خوف نہ آیا بلا تکلف چلا
آیا ہر چند شمعرو غل مچاتی ہے کہ ارے کیون دیوانی ہو گئی ہو مین تمھاری وزیرزادی
ہون مگر کون سنتا ہے ہاتھون ہاتھ شمعرو کو پکڑ لیا اور رسیون سے باندھا برق نے

تخت کے نیچے سے نکال کہا کیون او ناعیار یہ سمجھا کہ وزیرزادی اس صحبت مین ہوگی مین
اسکی شکل بنکر نہ جاؤن شمعرو اپنی ہمشبیہ کو دیکھکر خاموش کھڑی رہگئی جی مین کہتی ہو کہ یہ
کون ہی جو میری شکل بنا ہو کسکو اپنا دوست بناؤن سب کنیزین برہم ہو رہی ہین دیکھیے
میرے لیے کیا ہو مگر سوچتے سوچتے کہا او ملکۂ عالم ایک کام تو کیجیے کہ میرا بھی منھ آپ
دھلا لیے اور شمعرو کا بھی منھ دھلاییے کیا تعجب ہو کہ مکار ی میری تخت نشین ہو یہ
سنکر برق نے مرا اپنا سامنے حفیظہ کے جھکا دیا کہا واری مین تو خیر خواہ دولت ہون
مجھکو قتل کر ڈالیے مگر جیون نہ بچے حفیظہ نے کہا او شمعرو مجھکو کچھ بن نہین پڑتا برق
گرفتار ہوگیا مین تمکو کیونکر شمعرو سمجھون ارے گرم پانی تو لاؤ کنیزین دوڑکر گرم پانی
لائین برق فرنگی نے کہا او ملکۂ عالم پہلے مین منھ دھوؤنگی بعد اسکے اسکا منھ دھلاییے
یہ کہتا ہوا بارگاہ مین پھرنے لگا ایکمرتبہ کہا او ملکہ مین کچھ کان مین کہونگی جیسے ہی ملکہ نے
سر جھکایا برق نے تاج سر سے لیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ برق فرنگی

مرا نام ہی برق خنجر گذار	کہ استاد ہین خواجۂ نامدار
تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون	کہ کون مکار و غدار ہون
کرون سیکڑون کوس کی راہ طی	ارسطو سے ذیعلم شاگرد ہو
بزیر قدم غرب اور شرق ہی	جہلا دہ ہون مین نام بھی برق ہی

نعرہ کرکے برق فرنگی بھاگا حفیظہ نے کہا جانے نہ پائے اسکو لینا یہ سنکر سب کنیزین
برق کے پیچھے دوڑین اور کنیزین تو تھک کر ٹھہر گئین مگر گلبدن نے کہ بہت چالاک ہی برق
کا پیچھا کیا جب برق جنگل مین پہونچا تو گلبدن نے نیمچہ مارا برق نے نیمچہ خالی دیا
لڑتے لڑتے حباب مار دیا کہ گلبدن بیہوش ہوکر گری برق فرنگی اس کنیز کو بیہوش
کرکے آپ حفیظہ کی فکر مین چلا یہان حفیظہ کہ رہی ہو ارے دیکھو تو یہ کنگو ر ناعیار برق
کسکو بناکر لایا ہو اس راہگیر کا جو منھ دھلایا حفیظہ نے دیکھا ایک راہگیر ہو اس سے
حال پوچھا اسنے کہا مین راہ مین آتا تھا ایک انگریزنے آکر ہاتھ ہلادیا پھر مجھکو خبر
نہین کہ مجھپر کیا گذری حفیظہ نے کہا ساعت نیک تھی ورنہ مین تمکو قتل کرتی حفیظہ نے

اُسکو رہا کر دیا اور چالاک کو بڑا ہی خیال ہو کہ ایسا نہ ہو برق پہنچ جائے یہ جو لشکر سے نکلا تو سامنے
ایک چشمہ جاری تھا اُس پر آکر ٹھہرا کہ صحرا سے ایک شخص آیا اُسنے چاہا پانی پیوے چالاک نے
منع کیا کہ بھائی یہ پانی نہ پیو اس مین کف مار ملا ہے تم کون ہو کہان سے آتے ہو اُس شخص
نے جواب دیا کہ معین تاجدار جو مفتاح کوہی کا بھائی ہے اُسکا نامہ لیکر آیا ہون انھون
نے نامے مین لکھا ہے کہ کیون بھائی جی نے تمھاری کیا کیا ہمکو بھی اطلاع دو ہم بھی نیکو
مین چالاک نے دور کوہ سے لاکر اُسکو پانی پلایا اُس نامہ وار کو تو بیہوش کر کے درہ
کوہ مین ڈالدیا نامہ اُسکی کمر سے نکال لیا آپ نامہ بر کی شکل بنکر طرف لشکر حفیظہ
کے چلا راہ مین برق سے ملاقات ہوئی برق نے پوچھا خلیفہ صاحب کہان جاتے
ہو چالاک نے کہا بھائی مجھے بھی قلق ہے کہ تم بیقرار مارے مارے پھرتے ہو مین
جاکر رنگ جماتا ہون تم بھی آنا جسطور سے بن پڑے برق فرنگی تو ادہر طرف چلا گیا
مگر چالاک نامہ لیے ہوے لشکر حفیظہ مین آیا دریافت کر کے بارگاہ مین پہونچا
ہاتھ مین مفتاح کے نامہ دیا اُس نے سرنامے پر جو بھائی کا نام دیکھا نامے کو لیکر آنکھ پر
رکھ لیا مضمون سے آگاہ ہو کر کہا کہ آج تم یہین رہو کل تمھین رخصت کرینگے چالاک
کو تو ایک مینچی رہنے کو ملی مگر برق جنگل مین کھڑا تھا کہ اُسنے دیکھا ایک عورت حیران
حیران چہار جانب دیکھتی ہوئی آتی ہے برق نے بڑھکر اُس عورت سے حال جو پوچھا
اُس عورت نے کہا شمیمہ سحر نگار ملکہ حفیظہ کی منہ بولی بہن ہین اُنکا نامہ لیکر آئی ہون
شمیمہ نے لکھا ہے کہ بوا تم جانتی ہو کہ مجھے تمھارا کسقدر خیال ہے جسدن سے سُنا ہے کہ
تم مقابلہ مسلمانان مین گئین آٹھ پہر تردد رہتا ہے لہذا شعلہ مشعل افروز نامے کنیز نامہ لیکر آتی ہے
مفصل حال بتاؤ کہ مسلمانون سے کیا گذری برق نے یہ سب دریافت کر کے اُس
عورت کو بیہوش کیا اور نامہ کمر سے نکال لیا اُسی عورت کی شکل بنکر چلا کنارے
پر جو لشکر کے آیا دیکھا حفیظہ آتی ہے جھک کر سلام کیا نامہ بلا تکلف دیدیا حفیظہ نے
سرنامے پر جو شمیمہ کا نام پایا سر پر رکھا آنکھون سے لگا لیا اور کہا بہن ہماری اچھی
تو ہین برق نے سر ہلا دیا کہ سب طرح خیر و عافیت ہے مگر آپ کے واسطے بہت

پریشان ہین حفیظہ نے کنیز سے کہا بارگاہ مین جو نچنیان ہین اُنمین ایک نامدار اُترا ہوا ہو اسکو بھی
لیجا کر وہین اُتارو کنیزون نے لاکر قریب چالاک کے برق کو اُتارا برق نے چالاک کو
پہچانا اشارہ دن مین کچھ باتین ہوئین حفیظہ آکر بارگاہ مین بیٹھی کنیزین آکر جمع ہو گئین
رقص و سرود کی باتین ہونے لگین کسی نے بایان چھیڑا کہ نامدار سمعین تاجدار نے
نامدار شمیمہ سے کہا کہ طبلہ بے سرا بج رہا ہو عورت نے جواب دیا کہ کوئی بے وقوف
بجا رہا ہو حفیظہ نے سُنا کہ دونون آپس مین تکرار کر رہے ہین پکار کر کہا آؤ تم طبلہ
بجاؤ چالاک نے آتے ہی طبلے کے ٹکڑے باندھنا شروع کیے نامدار شمیمہ کہتی جاتی ہو
بے سرا پن ظاہر ہو آخر چالاک نے پُکار کر کہا بی بی آؤ تم گاؤ تو حال سرے بے سرے
کا کھلے برق جھٹ کر قریب چالاک کے آیا اور گنگنا کر یہ اشعار گانا شروع کیے نظم

دیر کسکا کعبہ مقصود ہو — بت اگر گم ہو خدا موجود ہو
بت بھی سجدے کرتے ہین جسکے حضور — وہ مرا نام خدا معبود ہو
سود کو الماس کھا کر مر رہون — زندگانی ہجر مین بے سود ہو
جل رہا ہون آہ مین کرتا نہین — داغ فرقت آتش بے دود ہو
کیا عوض چاہون وفا سودا نہین — دل جو دے ڈالا تجھے بے جود ہو
ہو مرا مقصود حاصل ہر جگہ — ہر مقام اب منزل مقصود ہو
شعلہ ور ہونے لگے داغ فراق — دل ہمارا تودۂ بارود ہو
سر جھکاتا ہی اسی کے سامنے — کیا بلا ہین بت خدا معبود ہو

برق جو یہ غزل گا کر چپ ہوا تو میان چالاک نے کہا خوش آوازی کا باعث ہو ورنہ
بے سری گاتی ہو برق نے کہا میری بی بی نے لاکھون روپے صرف کرکے مجھکو کمال
سکھلوائے ہین مگر کیا مجال جو بے سری ہونے پاؤن اِس گانے کے علاوہ اور کمال
بھی مجھکو آتا ہو کہ پانوؤن سے ناچون ہاتھو سے بتاؤن سر سے شراب پلاؤن یہ سنکر
چالاک نے کہا یہ تو بہت دشوار ہو عورت نے کہا کیا کہون غیر جگہ آئی ہون اگر کبھی
میخانے کی مجکو لیجائے تو ابھی تماشہ دکھاؤن حفیظہ نے کہی میخانے کی پھینکدی کہا لو

بی شعلہ محفل افروز یہ بھی تمھارا ہی گھر ہی جنکی تم کنیز ہو ہر چند کہ وہ میری منھ بولی بہن ہین
مگر آپس مین یہ مجتین ہین کہ مین آئی انکو چین نہ پڑا آخر نامہ بھیجا برق نے گھنگرو پانون
مین باندھے اور جھپٹ کر میخانے مین آیا پکار کر آواز دی کہ صاحبو ہم ساقی ہوتے
ہین کوئی باقی نہ رہے خادم وغیرہ دوڑے گلابیان اُٹھالین برق نے تھوڑے ہی
عرصے مین سارا میخانہ تقسیم کر دیا چالیس پچاس گلابیان مع ارغوانی اُس مین بھری
کشتی مین لگا کر محفل مین لایا حفیظ نے کہا دیکھو صاحبو کس سلیقے سے شراب لائی ہو
کہ خواہمخواہ جی چاہتا ہو کہ شراب پیجیے ہماری بہن کو بڑا شوق ہو کسقدر خرچ کر کے
بی شعلہ محفل افروز کو تیار کیا ہوگا جس مین کہ ایسا کمال ہو جیسا کہ آنکی صحبت مین جلسہ ہوتا ہی
شاہون کو بھی یہ کیفیت حاصل نہ ہوگی مگر شعلہ محفل افروز گھنگرو باندھکر گت ناچنے
کھڑی ہوئی چالاک کہتا جاتا ہو کہ جب شراب سر پر رکھین گی ضرور شراب سر سے
گریگی برق جواب دیتا ہو کیا مجال ہو کہ قطرہ بھی گرے چالاک کہتا ہو ایسے فقرے
بہت سے سنے ہین یہ مجال نہین کہ جسم کو جنبش نہ ہو برق نے کہا مین توڑے لونگی
اگر ایک قطرہ بھی گرے تو سر کاٹ لو ہنسے مینون برسون کثرت کی ہو یہ کہکر برق
نے جام لبریز کر کے اپنے سر پر رکھا کہا میان نامہ دار دیکھو اگر ایک قطرہ گرے
تو سر کاٹ لینا یہ کہکر توڑے لیتا ہو اور منھ سے گاتا ہوا ہاتھون سے بتاتا ہوا سامنے
حفیظ کے آیا سر جھکا کر کہا ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے حفیظ نے
بڑی تعریف کی اور جام پی گئی برق نے دوسرا جام مفتاح کو دیا ایک جام لاکر
نامہ دار کے آگے پیش کیا مگر چالاک اعتراض کیے جاتا ہو کہ ایکے مرتبہ قاعدے
سے پانون نہین اُٹھا شعلہ محفل فروز اُس اعتراض کو دفع کر دیتی ہو چالاک نے
تھوڑے عرصے مین سب کو شراب پلوائی برق پینے پینے آکر محفل مین بیٹھا اشعار
گانے لگا مگر حفیظ کا جام پیتے ہی سر گردش کرنے لگا گھبرا کر کہا کیون بی شعلہ اس
شراب مین کیا تھا جب سے جام پیا ہو سر گردش کر رہا ہو آج تیرے گانے سے
ایسی محبت ہوئی کہ مین بہن سے تجھے مانگ لونگی یہ کمال مجھکو بہت پسند آیا زیر زادگی

بول اُٹھی کہ جسنے سنا ہی عمرو عیار خوب ساقی گری کرتا ہی ایک کنیز نے کہا دیکھیے آپ کی بہن آتی ہین سارے لشکر مین ہنگامہ ہی مست درازیان ہو رہی ہین کوئی کسیکا دوپٹہ کھینچتی ہی کوئی خود ناچنے کا ارادہ کرتی ہی ادہر حفیظ آئے کہا اُٹھی مفتاح تخت سے یہ کہکر اُٹھا کہ یا خداوند آئیے اُٹھتے اُٹھتے مفتاح و حفیظ دونون گرے اور اہل محفل لینا لینا کہکر دوڑے جو اُٹھا جہان سے اُٹھا سب بیلب فرش ہوے چالاک نے کہا کہ لو بھائی برق اب معشوقہ کو لیجاؤ برق نے پہلے محفل کو لوٹا چالاک نے بھی زیور وغیرہ لیا برق پشتارہ باندھکر حفیظ کو لے چلا لشکر سے نکلکر طرف اپنے لشکر کے چلا لیکن شمیم سحر نگاہ جب اُس عورت کو مدت گذرا اور جواب لیکر نہ آئی چونکہ عیارہ ہی خود روانہ ہوئی اسوقت اُس صحرا مین پہونچی کہ برق فرنگی پشتارہ بدوش آتا تھا شمیم نے جو دیکھا للکارا کہ او عیار تو کون ہی کسکا پشتارہ دبیے جاتا ہی برق اتنا کا خوش ہو سوچا کہ سارے لشکر کو بیہوش کرکے آیا ہون یہ کوئی غیر ہی پکارا اُٹھا منم ہنر برق فرنگی حفیظ کو لیے جاتا ہون نام اپنی بہن کا سُنکر شمیم نیمچہ کھینچکر جھپٹی کہا او لنگوڑے انگریز تیری بھی یہ مجال ہوئی کہ ہماری بہن کو لیے جاتا ہی اور میرے سامنے یہ کہکر برق پر برس پڑی ہنوز برق عاجز ہو رہا ہی چونکہ پُر بار تھا ناچار پشتارہ کھولکر ایک طرف رکھا نیمچہ کھینچکر لڑنے لگا مگر شمیم نے دو چار نیمچے جو جھپٹ کر مارے برق پیچھے ہٹا شمیم نے پشتارے پر قبضہ کیا کمر بتا کے سر پر نیمچہ مارا کہ پھیلہ سر پر پڑا سر برق کا زخمی ہوا پشت سے شمیم کی گرد اُڑی کئی سو عیار بچیان نیچے ہاتھون مین لیے ہوے آکر پہونچین شمیم نے کہا کہ او لنگوڑے بھاگ ورنہ یہ سب تجھکو گھیر لینگی برق نے بھی دیکھا کہ اب جان نہ بچیگی آخر ناچار ہوکر ایک جانب بھاگا مگر بڑا افسوس ہی کہ کس مشقت سے پشتارہ لائے وہ یون چھین گیا اسی سوچ مین طرف اپنے لشکر کے چلا یہان شمیم نے حفیظ کو ہوشیار کیا آنکھ جو حفیظ کی کھلی بالین پر اپنی بہن کو پایا مقام صحراے ہول خیز وحشت انگیز گھبرا کر پوچھا کیون بوا یہان مجھے کون لایا مجھکو بڑا تعجب ہی کہ مین تو اپنی بارگاہ مین تھی اس جنگل مین کیونکر پہونچی شمیم نے سب حال بیان کیا کہ برق تمکو لیے جاتا تھا مگر

ہین سے نہ کہو ہو کیا حفیظ نے کہا اچھا تم تو لشکر مین چلو مین نگوڑے برق کو لاتی ہون
یہ کہکر طرف لشکر اسلام کے چلی یہان بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ فرما ہین نقاش و
نقوش و لمعان وغیرہ سب بیٹھے ہین ذکر برق فرنگی ہو رہا ہو بادشاہ فرما رہے ہین
کہ ہمارے میان برق فرنگی دام عشق مین پھنسے ہین تڑپ رہے ہین یہ ذکر تھا کہ برق
آکر پہونچا مگر دریا سے خون مین نہایا ہوا بادشاہ نے گھبرا کر پوچھا کیون برق خیر تو
ہو برق نے سب حال بیان کیا کہ چالاک بھی آکر پہونچا بادشاہ نے فرمایا آج شب کا
دونون صاحبون کو تکلیف دینگے یعنی گانا سنین گے ای نقاش و نقوش صحبت آراستہ
کرو نقاش و نقوش نے اسی وقت گلا بیان منگا کر رکھین انتظام صحبت مین نقاش
و نقوش دوڑے دوڑے پھر رہے ہین صحبت آراستہ ہو رہی ہو مگر حفیظ پھرتی ہوئی
لشکر مین اہل اسلام کے آئی ضعیفہ بنی ہوئی ایک دوکان پہ بیٹھ گئی کہ خادم سرکاری
کچھ سودا لینے آیا تھا اُس سے جو حفیظ نے پوچھا خادم نے کہا آج دربار مین بڑی خوشی
ہو میان برق و چالاک گائین گے بڑا ہی لطف ہوگا یہ خبر سنکر حفیظ نے خادم کو
بیہوش کیا اسی کی شکل بنکر طرف بارگاہ کے چلی راہ مین کسی نے پکارا میان سعادت
کہان جاتے ہو حفیظ سمجھ گئی کہ میرا سعادت نام ہو خوشی خوشی بارگاہ مین آئی دیکھا
تخت پہ بادشاہ بیٹھے ہین نقاش و نقوش و لمعان وغیرہ باادب بیٹھے ہوئے ہین
برق و چالاک بیچ صحبت مین چالاک طبلہ درست کر رہا ہو جب صحبت آراستہ ہو چکی
تو بادشاہ نے اشارہ کیا ہان میان برق فرنگی گانا شروع ہو چالاک ٹھیکے باندھنے
لگا برق نے خوب سوچ کر غزل جناب ناسخ مرحوم کی شروع کی اور کہنے لگا کہ ای شہریار
یہ غزل جناب ناسخ صاحب مرحوم نے بڑے لطف کی کہی ہو چند شعر یاد ہین عرض کرتا ہون نظم

آب رو سے وہ گل تر تازہ ہو	لتّے کی سرخی نہین ہو غازہ ہو
یار ہو کاشانۂ دل مین مقیم	چاک سینے کا جبھی دروازہ ہو
باغ مین آوازِ چاک جیب گل	صاف ہم دیوانون پر آوازہ ہو
چہرۂ جانان ہو قرآن مجید	خط جسے کہتے ہین وہ شیرازہ ہو

مر گیا ہون وادی غربت مین مین	پر وطن کا شوق بے اندازہ ہی
دیکھتا ہون جب در فردوس کو	جانتا ہون اکبری دروازہ ہی

اس رنگ سے برق فرنگی نے یہ غزل گائی کہ نقاش و نقوش و لمعان تڑپنے لگے
مگر حفیظ کا عجیب حال ہی کبھی گھبرا کے آنکھ کھول دیتی ہی کبھی آنکھین بند ہو جاتی ہین
جی مین کہتی ہی کیا کامل و اکمل ہی کیا آواز مین سوز و گداز ہی بتانے مین ایک ناز ہی اگر
عورت بنا ہوا ہوتا تو سیکڑون کو مار ڈالتا اس صورت پر تو یہ کیفیت ہی کہ سیکڑون
لوٹ رہے ہین کوئی بیقرار کوئی بیتاب مر رہے سر ٹکرا رہے ہین بعض نے اُٹھکے
برق کی بلائین لین حفیظ کو بھی شوق ہوا کہ اسوقت تو برق کی بلائین لے لون
بشکل سعادت قریب آئی اور برق کی بلائین لین جب اپنے جسم مین ہاتھ لگایا تو
برق کے موے جسم کھڑے ہو گئے برق نے پلٹ کر دیکھا تو نگاہ سے پہچانا کہ یہ تو
حفیظ ہی ہاتھ اپنے بڑھا دیے حفیظ نے چاہا ہاتھ چومون برق نے ہاتھ تھام لیا
اور ایک جھٹکا مارا کہ حفیظ منھ کے بھل گری برق نے حباب مار دیا حفیظ بیہوش
ہوئی برق نے اُٹھکر کہا اے شہریار آج تو میرے گانے نے کام سحر کا کیا معشوقہ
عاشق ہوئی ہاتھ چومنے آئی تھی مین نے بیہوش کر لیا بادشاہ نے فرمایا ہوشیار
کرو برق نے حفیظ کو ہوشیار کیا اب جو حفیظ کی آنکھ کھلی دیکھا برق کے پہلو مین
بیٹھی ہون برق نے کہا اے ملکۂ عالم مین تو تابعدار ہون اِسوقت کیونکر سرفراز
فرمایا اور سعادت کو کیا خبر ما کر حفیظ نے جواب دیا کہ اے برق فرنگی مین ایسا
کامل تمکو نہ سمجھی تھی ورنہ اِسقدر جھگڑے نہ ہوتے مین تمھاری اطاعت کرتی ہون اب
نہ جاؤنگی مگر بی شمیمۂ سحر نگاہ ضرور جھگڑا کریگی اے برق فرنگی میان سعادت فلان
دوکان کے پیچھے پڑے ہوئے ہین انکو بلوا لو برق نے شاگرد کو بھیجا سعادت
حاضر ہوا بادشاہ نے اسی وقت حکم دیا کہ قاضی کو بلاؤ خواجہ عمر و لشکر مین پہونچے
تھے بازارون مین پھر رہے تھے کہ خبر سنی ملکہ حفیظ عیارہ بھی کا عقد ساتھ برق کے
ہوتا ہی قاضی کی تلاش ہی فوراً قاضی کی شکل بنکر تیار ہوئے اور چوبدار سے کہا کہ

ہمین سے چاہیں اسی لشکر مین رہتا ہون یقین ہو سب خطبے وغیرہ پڑھ دونگا چوبدار نے
خواجہ کو ساتھ لیا بارگاہ مین آکر بیٹھے اول حفیظ سے پوچھا کہ باپ کا نام بتاؤ حفیظ
نے کہا مفتاح کو ہی میرے باپ کا نام ہو برق سے بھی پوچھا دونون سے پوچھکر خطبہ
پڑھا ان کا نہ سے آغاز کیا تھوڑے عرصے مین عقد پڑھکر فارغ ہوے نقارے پر چوب
پڑی اور سارے لشکر مین بلا ہوا کہ حفیظ نے بخوشی برق سے عقد کیا ہرکارے جو
لشکر کفار کے حاضر تھے یہ خبرین لیکر بھاگے بارگاہ مفتاح مین آئے شمیمہ سحر نگاہ بیٹھی
ہی اور ذکر کر رہی ہو کہ ہماری بہن حفیظ بارگاہ مسلمانان مین گئی ہین اُنکا طالب گا یگا
لیکن یقین گا نا سنکر اُسکو گرفتار کرونگی بہنے کہا تھا ہم بھی چلین ہمارا کہنا نہ مانا دیکھیے
کیا ہو وہان سب عیار جمع ہین چالاک ایسا طبلہ بجانے والا دیکھتے ہی انکو پہچان
لین گے آج بوا خیر و عافیت سے پلٹ آئین تو بڑی بات ہو یہ ذکر تھا کہ ہرکارے
حاضر ہوے تمام خبر بیان کی کہ بی حفیظ گانے مین ایسی مست ہوئین کہ مسلمان ہوکر
برق کے ساتھ عقد پڑھا لیا شمیمہ سحر نگاہ نے جو یہ سُنا ہرکارون سے لفظ لفظ پوچھتی
تھی کہ کیا سانحہ ہوا ہرکارے بیان کر رہے تھے کہ حفیظ سعادت خدمتگار کی شکل
بنکر گئین برق اس رنگ سے گا رہا تھا کہ ہم لوگ بھی رو رہے تھے تمام اہل دربار
چشم پر آب تھے کیا قیامت کے اشعار تھے کہ خود بادشاہ بیتاب تھے اسی حال مین
یہ بھی گئین اور برق کے ہاتھ چومے برق نے ہاتھ پکڑکر کھینچ لیا اور حباب مارکر بیہوش
کیا پھر جب ہوشیار ہوئین تو عقد پر راضی ہوگئین خواجہ عمرو نے آکر عقد پڑھا اور سب
اہل محفل نے انعام لیا یہ سُنا شمیمہ سحر نگاہ اپنے مقام سے اُٹھی مفتاح تو رونے لگا
شمیمہ نے کہا اے والد نامدار آپ نگھبرائیے مین جاکر بی حفیظ کو لاتی ہون یہ کہکر شمیمہ
چلی لشکر اسلام مین پہونچی دیکھا کہ میان برق فرنگی ہار پھول خرید رہے ہین اور
جو عمر سے نکلتے ہین وہ کہتا ہو مبارک ہو برق فرنگی سبکو سلام کرتے ہین شمیمہ یہ حال
دیکھکر بہت جھلائی مگر حوصلہ نہ پڑا کہ برق پر ہاتھ ڈالے فوراً آگے بڑھ گئی برق کی
شکل بنکر کچھ ہار پھول لیے دوڑی ہوئی چلی در خیمہ برق پر آئی خادم دروازے پر

بیٹھے تھے انھون نے آواز دی میان برق صاحب آج ہمکو بھی انعام دلوا دیئے شمیمہ نے
سب سے وعدہ کیا پردہ اٹھا کر اندر گئی دیکھا کہ حفیظہ دولھن بنی بیٹھی ہین گھونگھٹ نکلا ہوا
ہی شمیمہ نے قریب آکر پہلے ہار پہنائے پھر ایک ڈلی مٹھائی کی ہاتھ بڑھا کر دی حفیظہ نے
منھ کھولکر وہ ڈلی کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوئی شمیمہ نے پشتارہ باندھا ہار پھول گل
نوچکر پھینکدیئے سراچہ چاک کرکے لے بھاگی جب شمیمہ نکل گئی تو برق فرنگی آیا خادمون
نے گھبرا کر کہا اے برق فرنگی پہلے کون آیا تھا برق نے پوچھا کیا ہوا سب نے کہا آپ تو
ابھی اندر گئے تھے برق کا ماتھا ٹھنکا گھبرا کر اندر آیا دیکھا سراچہ چاک ہے پتیرا دیکھا
ثابت ہوا کہ عورت کا پتیرا ہے سمجھ گیا کہ شمیمہ لیگئی برق گھبرا کر نکلا طرف لشکر کفار کے
چلا مگر بہت پریشان جی مین کہتا ہے دیکھئے کیا ہو مگر شمیمہ پشتارہ لیئے جاتی تھی کہ راہ مین
رونے کی آواز آئی صاف معلوم ہوتا تھا کہ کوئی اسیر دام محن عاشق تن یہ اشعار گا کر
زار زار رو رہا ہے

نظم

کسقدر خاطر غم دیدہ ہے دشوار پسند ۔ جز اجل کچھ نہین کرتا ترا بیمار پسند
سر و تن دیدہ و دل جان و جگر حاضر ہین ۔ آج محروم نہ رکھ کچھ تو کر اے یار پسند
رحم کچھ عیب ہے جس سے کہ خفا ہوتے ہو ۔ یہ خوشی ہے جو کرین دلبر آزار پسند
کام غلمان سے ہے اسکو نہ غرض حور سے ہے ۔ کچھ نہین کرتا ترا طالب دیدار پسند
خار سے آبلۂ پا کو ہے رغبت ایسی ۔ جسطرح حضرت منصور کو تھی دار پسند
خانۂ قید سمجھکر نہ بسر کی اس مین ۔ اسلیئے روح کو آیا نہ تن زار پسند
ہم ہٹین لاکھ کرو دل نہین ہٹنے کا مرا ۔ جی مین آئے جو کہو ہے مجھے تکرار پسند
دام الفت سے بجز مرگ رہائی مشکل ۔ کیا کرے غیر قضا تیرا گرفتار پسند
کیا مزے ہم نفس سرد مین پاتے ہین نسیم ۔ اسلیئے ہے عشق کی ہے گرمی بازار پسند

شمیمہ یہ صدائے دردناک سنکر پلٹی دیکھا ایک نخل کے سامنے مین ایک نوجوان
شاہزادہ بیٹھا ہوا ہے ایک تصویر ہاتھ مین ہے اسکو دیکھ دیکھ کے رو رہا ہے شمیمہ نے
جو یہ حال زار دیکھا صورت دیکھی کہ چاند کا ٹکڑا ہے کرتا آب رواں کا مگر گریبان پھٹا ہوا

پا جامہ منقش مرصع کا جوتا بھاری مگر ٹکڑے ٹکڑے مختصر سا تاج سر پر سے گر پڑا ہی اُسکو کچھ
ہوش نہیں ہے برہنہ بیٹھا ہوا اور رہا ہی تصویر کو کبھی چومتا ہی کبھی کلیجے سے لگاتا ہی شمیمہ
جو سامنے آگئی اور پکار کر کہا ای غریق آتش اشتیاق و ای خونین جگر فراق کسکی یاد مین
یہ حال کیا ہی اُس جوان نے یہ سُنکر نگاہ اُٹھائی اور کل سراپا کو دیکھنے لگا مگر سراپا دیکھکر
کچھ خوشی کچھ رنج وغم کی ترقی ہوئی دیکھتے دیکھتے بیقرار ہو کر اُٹھا مگر لڑکھڑا کر گرا بیہوش
ہو گیا تصویر چھوٹ کر الگ گری شمیمہ کی پشت پر اپنا سا رہ ہو یشتارہ رکھکر تصویر اُٹھالی
تصویر کو بہ نگاہ غور دیکھا حقیقت مین مصور خیال نے تصویر بے نظیر کھینچی ہی لیکن
دیکھتے دیکھتے پہچانا کہ یہ تو میری تصویر ہی حیران ہو گئی کہ ای شمیمہ اس شاہزادے نے
میری تصویر کہان سے پائی مقام افسوس ہی ایسا حسین وجمیل ایسا طرحدار اس بلا
مین مبتلا ہی جوش محبت مین بیٹھ گئی اپنا عاشق جانکر سر زانو پر رکھ لیا بوے زلف معنبر
سنگھانے لگی اُس جوان نے جو بوے زلف معنبر پائی اور بو اُس لٹکی کی دماغ مین
پہونچی کہ بوے زلف روح پرور تھی آنکھین کھولکر حیران حیران جمال شمیمہ دیکھنے لگا
سر کو زانوے محبوب پر پایا ہنسکر کہا آج مین نے یہ کیا خواب دیکھا اپنے بخت واژگون
اور طالع نگون سے یہ امید نہ تھی مگر آج خواب کے خیال مین یہ معرکہ دیکھا خیر شکر ہی
کہ محبوب کو رحم تو آیا شمیمہ نے ہنسکر کہا ای مبہوت محبت و ای گرفتار دام مودت اپنے
حواس درست کر ایسا نہ ہو کہ مجھے بھی تاثیر ہو مجھے یہ حال دیکھکر بہت رحم آیا لیکن
تیرا نام نامی کیا ہی اُسنے کہا خرد سال تاجدار مجھکو کہتے ہین شمیمہ نے کہا اب کیون
زیادہ گھبراتا ہی مین تیرے پاس ہون جو تیری خوشی ہو وہ بجا لاؤن اُسنے شمیمہ کے
گلے مین ہاتھ ڈالدیئے اور بعد گریہ وزاری ونالہ وبیقراری کہنے لگا ای جان جہان مجھے
اپنے بخت سے یہ امید نہ تھی کہ اپنی زندگی مین تمکو دیدار دیکھونگا اور بوس وکنار کا
مجھے اختیار ہوگا قیس وفرہاد بدنصیب تھے مین عاشق خوش نصیب ہون کہ معشوق
تسکین دے رہا ہی یہ خوش نصیبی کسی عاشق کو نصیب نہ ہوئی ہوگی شمیمہ اسکی باتین
بھولی بھولی سُنکر اور زیادہ بیقرار ہوتی ہی دمبدم ہاتھ پشت پر پھیرتی ہی اور رکتی ہی

عمر بھر تیرا ساتھ نہ چھوڑونگی اُسنے کہا مین بھی یہی چاہتا ہون مگر یہ تو بتاؤ کہ اس پشتارہ مین کیا ہے
شمیمہ نے بیان کیا کہ حفیظہ تیز رفتار برق فرنگی پر عاشق ہو کر نذر کرکے بیٹھی تھی مین گرفتار
کرکے لائی ہون اُس جوان نے کہا کیون صاحب جو یہ احوال ہو رہی اسکا بھی ہوگا عاشق
کو صدمہ نہ دو اسے رہا کر دو کہ اپنے معشوق کے پاس جائے تم میرے ساتھ چلو اب
کہین نہ جانے دونگا عمر بھر خدمت کرونگا پلکون سے جاروب کشی کرونگا خاک پا لیکر
توتیائے چشم بناؤنگا اسطرح جو اُس جوان نے کہا تو شمیمہ کو خیال آیا کہ سچ کہتا ہے کسی عاشق
دل کو ستانا اچھا نہین فوراً حفیظہ کو ہوشیار کیا حفیظہ کی جو آنکھ کھلی عجب معرکہ دیکھا
کہ ایک نوجوان آفتاب جمال خورشید مثال شمیمہ سے باتین کر رہا ہے حفیظہ نے پوچھا
بوا یہ کیا معرکہ ہے ہم کہان اور تم کہان اور یہ کون صاحب ہین شمیمہ نے کہا اے
حفیظہ یہ نوجوان ایک شاہزادہ ہے میری تصویر پر عاشق ہو کر نکلا مین تمکو لیے ہوے
جاتی تھی کہ اسکے رونے کی آواز میرے کان مین آئی دل تو ہمیشہ سے رحم پسند ہے
پلٹ آئی آکر انکو دیکھا مگر یہ مجھکو دیکھکر بیہوش ہو گئے تصویر جو مین نے دیکھی تو یہی
تصویر پائی اب تم اپنے مطلوب پاس جاؤ میری زندگی اس عاشق صادق کے ساتھ
گذریگی ایسا چاہنے والا کہان ملیگا حفیظہ نے کہا بہت مناسب ہوا کہ جسمین بیماری
مین مین مبتلا ہوئی تمکو بھی وہی عارضہ ہوا حفیظہ رخصت ہو گئی شمیمہ نے اُس طفل
کا ہاتھ تھام لیا کہا صاحب جہان کہو وہان چلون اُدھر برق فرنگی خبر گرفتاری ملکہ
حفیظہ سنکر لشکر مفتاح مین گیا وہان معلوم ہوا کہ شمیمہ ابھی تک پلٹ کر نہین آئی
برق پلٹتا ہوا آتا تھا کہ اسنے دور سے دیکھا ایک نوجوان کمسن گرمقبل کا پتلا شمیمہ کو ساتھ
لیے ہوے جاتا ہے جھپٹ کر قریب آیا آنکھ جو ملائی تو معلوم ہوا کہ چالاک بن عمرو ہے
تعریفین کرنے لگا کہتا تھا خلیفہ صاحب کیا کہنا شمیمہ حیران ہوئی کہ برق اسکو خلیفہ
کیون کہتا ہے گھبرا کر کہا شاہزادے تم اس عیارہ کو جانتے ہو چالاک نے جواب دیا
کہ یہ ہمارے گھر کا عیار ہے برق نے کہا ہم اور یہ ایک ہی باغ کے پھول ہین یہ ہمارے استاد
کے فرزند ارجمند ہین کہ حیرت جادو پر عاشق ہوے تھے وہ افراسیاب کی زوجہ تھی

ایسے کارہاے نمایان کیے اور ایسے ایسے مقام پر مدد کی کہ حیرت کو زندگی کی امید نہ تھی آخریہ انجام ہوا کہ حیرت نے بخوشی اُنکے ساتھ عقد کیا اُسی طرح تمکو بھی تسخیر کر لیا شمیمہ نے کہا اے چالاک میرے دمن عشمت مین تجنے ہاتھ لگادیا مین یہ چاہتی ہون کہ جا کر طبل جنگی بجواؤ اگر میدان مین تم مجھپر غالب آؤگے تو دین اسلام قبول کرونگی اور جو مین غالب آؤنگی تو اُسی وقت قتل کرڈالونگی چالاک نے قبول کیا دونون اپنی اپنی طرف پلٹے شمیمہ سامنے مفتاح کے آئی کہا اے والد نامدار طبل جنگی بجواسیے مین چالاک سے مقابلہ کرونگی مفتاح کو کچھ نہ بن پڑا طبل جنگی بجوا دیا یہان برق و چالاک سامنے شاہ کے آئے برق نے کہا اے شہریار آج چالاک نے کیا نایاب عیاری کی ہو کہ آہوے وحشی کو رام کیا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوے اور مجرا کر کے اول دعا دی قطعہ

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ	گل سبزہ تا ہر چہ روشن چراغ
نگین سعادت بہ نام تو باد	ہمہ کار را طالع بہ کام تو باد

شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو شمیمہ نے طبل جنگی بجوایا ہو کل اُسکا ارادہ ہو کہ سرمیدان چالاک سے مقابلہ کرے بادشاہ نے کہا کہ ہمارے یہان بھی طبل نواز شی بجے کل انشاءاللہ چالاک سرمیدان اُسکو زیر کریگا طبل جنگی بجگیا چالاک تلاش شمیمہ مین چلا ادہر شمیمہ طبل جنگی بجوا کر براے انتقام طلایہ نکلی کہ دور سے دیکھا ایک سیہ پوش ڈہونڈتا ہوا قریب ایک دوکان تاجر کے پہونچا شمیمہ گوشے سے دیکھ رہی ہو کہ اُس سیہ پوش نے قفل توڑا اندر دوکان کے گیا ہر چند کہ اندر لاکھون روپے کا مال رکھا تھا مگر اُس دزد نے کوئی شے نہ لی ایک پیٹی کھولکر ایک نیمچہ نکالا اُسکو کمر مین لگا کے نکل آیا شمیمہ نے ہاتھ تھام لیا کہا او دزد دوکون ہو اور یہ نیمچہ کیسا ہو دزد نے کہا مین چور نہین ہون چالاک بن عمرو دن کو اِس دوکان پر آیا تھا اور اِس نیمچے کو چکایا تو تاجر صاحب نے پانچ لاکھ روپیہ قیمت کہی چالاک نے لاکھ روپے تک دینے کو کہے لیکن تاجر صاحب راضی نہ ہوے مین چالاک کا شاگرد ہون چالاک نے مجھکو حکم دیا کہ فلان دوکان سے فلان نیمچہ چرا لاؤ مین لاکھ روپیہ تمکو دونگا اِس نیمچے مین بڑی

صفت ہی کہ جس کسی کے ذرا سا بھی زخم لگ جائے تو سارا جسم پانی ہوکر بہ جائے اگر لقمان
بھی علاج کرے تو کچھ نہ ہو شمیمہ نے کہا یہ نیچہ کسواسطے منگایا ہی بیہوش نے کہا کل سر میدان
شمیمہ سے مقابلہ ہی اسکو منظور یہ ہی کہ شمیمہ کو ماردن کہ وہ بڑی سرکش ہی شمیمہ نے کہا
ای عیار یہ نیچہ مجھکو دے عیار نے کہا میرا لاکھ روپیہ کا نقصان ہوتا ہی شمیمہ نے جواہرات
گلے سے اُتار ایک تختی الماس کی دی ایک کنٹھا یاقوت احمر کا کہا اسنے مجھکو نہال کر دیا
کل سر میدان اسی نیچے سے چالاک کو قتل کرونگی اُسنے میرے ساتھ بڑی بے ادبی
کی ہی اُس عیار نے ناچار نیچہ دیا مگر رونے لگا کہا ای ملکۂ عالم اس راز کو ظاہر نہ کیجیے گا
ہائے افسوس ہی کہ اُستاد کی جان جائیگی اور مین آنکھوں سے دیکھونگا شمیمہ نے کہا
بس جاؤ ورنہ غل مچاؤنگی گرفتار کرادونگی غلام تاجر کے سدھے ہین عیار تو روانہ
ہوگیا مگر شمیمہ نے وہ نیچہ کمر سے لگایا دل مین بہت خوش ہی کہ عیار بیکڑوں صفتین
بیان کر گیا ہی ایک صفت اسمین یہ بھی ہی کہ اگر حریف چاہے کہ مین اپنے کو زخم سے
بچاؤن تو نیچ کے سر پر پڑے کہ تا دوابرو پہونچے پھر رات رہے سے آکر تیاری
کرنے لگی سُرخ جوڑا پہنا ہار پھول پہنکر عروس شب اول بنی سات سو کنیزیں ساتھ
تخت پر سوار مفتاح کو بھی بارہ ہزار فوج لیکر ساتھ ہوا اُدھر سیان چالاک بن عمرو
شاگردون کو ساتھ لیکر میدان مین آئے بادشاہ اسلام بھی تماشہ دیکھنے کو ایک طرف
ٹھہرے کہ شمیمہ بہ عظم وشان آکر پہونچی سب کو حیرت ہی کہ چالاک بن عمرو ہتھیار لگاکر
نہین آیا برق دمبدم پوچھتا ہی کہ خلیفہ صاحب یہ تمہاری شکل بنکر مقابلہ کرون اور
شمیمہ کو پکڑلاؤن چالاک جواب دیتا ہی کہ بھائی صاحب تم دیکھو تو کیا ہوتا ہی کہ سینکڑوں
جبین نقیب نقابت کرتے تھے بادشاہ کو بھی حیرت ہی کہ دیکھیے چالاک کیا عیاری کرے
مگر سب کو ٹکٹکی تھے اور نقیبوں نے یہ اشعار عبرت آمیز پڑھنا شروع کیے نظم

نقیبوں نے دی یک بیک یہ صدا	کہ دنیا جگہ خوف و عبرت کی ہی
سکندر نہ باقی رہا دہر مین	یہ آئینہ ہی بات حیرت کی ہی
کدھر کو ہوا کیا فریدون کہان	یہ دنیا سرا رنج و محنت کی ہی

ہوئے زر کی خاطر تو منعم خراب	محبت فقرا میں جا حشمت کی ہی
لحد کوئی اپنی بنا تا نہیں	جگہ جو کر آخر میں راحت کی ہی
بڑھا کر قدم پھر نہ پیچھے ہٹے	سمجھ لو کہ یہ بات غیرت کی ہی
مکانات عالی بناتے ہیں کیون	یہ دیوار و در شکل عبرت کی ہی
شجاعو یہ میدان جنگاہ ہے	جگہ امتحان اور جرأت کی ہی
تمہا باد خالق ہیں کر عمر صرف	گھڑی دو گھڑی جو کہ فرصت کی ہی

نقیبون نے جو یہ اشعار پڑھے شمیمہ مثل شعلہ جوالہ تخت سے کود کر میدان کارزار میں آئی پکار کر آواز دی وہ مکار و غدار کہان ہی جسکا چالاک نام ہی میدان میں آئے تو احوال معلوم ہو یہ سنکر چالاک کپڑے میلے پہنے ہوئے بلا کسی ہتھیار کے لیے ہوے قریب شاہ آیا اجازت لیکر طرف میدان کے چلا شمیمہ نے جو چالاک کو آتے ہوے دیکھا پتھر نکالکر گوپھن میں رکھکر مارا کہ چالاک نے پہلوتہی کرکے خالی دیا مگر شمیمہ نے تار باندھ دیا کئی پتھر مارے مگر چالاک خالی دیتا ہی کبھی جست کرکے بلند ہوا کہ پتھر پانوٗن کے نیچے سے نکلگیا کبھی بیٹھ گیا کہ پتھر سر پر سے نکلگیا اسطرح پتھرون کو خالی دیتا ہوا قریب شمیمہ پہونچا شمیمہ نے کہا نگوڑے بے حیا کچھ خنجر لیکر نہیں آیا جو بچ کیونکر دیگا اسی صحرا میں لاش تیری پڑی ہوگی میرے ہاتھ کا زخمی زندہ نہیں بچتا چالاک نے جواب دیا کہ تمھارے تیر مژگان کے زخم کھائے ہیں زندگی بھر یہ نہ جائینگے اب معاف کرو غلامی میں قبول کر لو شمیمہ نے کہا او نگوڑے تیری قضا میرے ہاتھ سے ہی ایسا بچہ مارون کہ سر اُڑجائے او چالاک میں نے بڑے بڑے عیار مارے کوئی میرے ہاتھ سے بچکر نہیں گیا تمھاری تدبیر بھی کرچکی ہون چالاک نے کہا تدبیر تو ہو گئی شمیمہ نے کہا دیکھ سر اُڑا دیتی ہون یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا او چالاک سامنے سے ہٹ جا ورنہ تیری قضا ہی چالاک نے کہا میں تو ہتھیلی پر رکھکر آیا ہون ایک آرزو ہی کہ ہاتھ میرے حمائل گردن ہون تمھارا خنجر پڑے کہ مرکر قدمون پر گرے آرزو دل حاصل ہے شمیمہ نے جھالا کر بدلا کہ جو

نیام سے کھینچا نیام سے نیچے سے ایک دھواں سا نکلا جیسے ہی غبار اٹھا دماغ دشمن مین گیا شمیمہ بیہوش ہوکر گری چالاک نے پشتارہ اٹھایا ساحت تو عیار پہچان جب سامنے کھڑی تھین یہ عیار ہی دیکھکر حیران ہوگئین اور روتے تڑپتے تھین ادھر سے برق فرنگی اور مہتر قران نعرہ کرکے جا پڑے پہلے برق فرنگی نے بڑھکر نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی

مرا نام ہے برق خنجر گزار	کہ استاد ہین خواجہ نامدار
تڑپنے مین مین برق رفتار ہون	کہ کون مکار و غدار ہون
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے	ارسطوے تعلیم شاگرد ہی
بزیر قدم غرب ہے شرق ہے	چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہے

ایک طرف سے مہتر قران کا نعرہ ہوا نعرہ مہتر قران

سریع السیر چون باد بہاری	جہان سہ سہنگ و خنجر گزاری
بمیدان اژدرہ آتش نشانم	منم مہتر قران شیر ژیانم

مہتر قران جو جا پڑے عیار بیچارہ بھاگ گئے نہین کسی کی گردن پکڑ کر دے مارا کسیکو بعدہ مار دیا مفتاح نے جو دیکھا کہ چالاک شمیمہ کو لیے جاتا ہے فوج کو اشارہ کردیا جب فوج نے آکر عیارون کو گھیرا بادشاہ نے لمعان کو اشارہ کیا لمعان تاجدار مع اپنی فوج کے آپڑا لمعان لڑتا بھڑتا قریب مفتاح کے پہونچا مفتاح نے ہاتھ تلوار کا مارا لمعان نے کلائی تھام کر کمر مین ہاتھ ڈالکر مفتاح کو اٹھا لیا مفتاح نے آواز دی الامان لمعان مفتاح کو چرخ دیتا ہوا اسے سعد شہریار کے لایا سعد نے سمجھا کر مفتاح کو مسلمان کیا سب بارگاہین وغیرہ قبضے مین آئین برنج وغیرہ کی بلیے مگر بادشاہ نے آکر بارگاہ مین شمیمہ کو ہوشیار کیا شمیمہ نے جواب دیا حقیقت مین اے چالاک تمہارا عیاری مین مثل نہین ہے بادشاہ نے دعدوم سے چالاک کا عقد کیا لیکن جمشید ثانی کو یہ خبر ملی کہ حفیظ و شمیمہ مقابلۂ اہل اسلام مین پہونچی ہین یقین ہے کہ بادشاہ کو گرفتار کرینگی رفیقون سے کہتا ہے اب کے جو شاہ میرے سامنے گرفتار ہوکر آجائین تو اپنے ہاتھ سے قتل کرون کہ چند طائر اڑتے ہوئے آئے

سامنے جمشید کے گرے منقاریں کھولیں جمشید نے ہمعکر زانون پر ہاتھ مارا سب نے
پوچھا یا خداوند خیر تو ہے جمشید نے کہا شمیمہ و حفیظہ دونون مسلمان ہو گئیں مفتاح کو بھی
بھی شریک اسلام ہوگیا وزرا امرا نے عرض کی کہ یا خداوند اب بھی خیر ہے کسی اور طرف
نکل چلیے جمشید نے کہا میں قدم نہ ہٹاؤنگا جسدن حرکت کرونگا زمین ہلا دونگا ایسے لوگوں کے
زیر ہونے سے میرا کیا نقصان ہوتا ہے یہ ذکر تھا کہ جو اسے گرد اُڑتی بنے دیکھا کہ ایک پہلوان
ریو خصال گینڈے پر سوار مع تین لاکھ فوج جرار ایک عیار طرار با نہاے عیاری سے
آراستہ رکاب پر ہاتھ رکھے چلا آتا ہے جمشید نے جو اُس سردار کو دیکھا یا تو خاموش بیٹھا
تھا یا ہنسنے لگا کہا لو صاحبو وہ شخص آیا کہ جسکا کوئی ہم نبرد نہیں اُس پہلوان نے آکر
جمشید کو سجدہ کیا اور بہ غرور کہا یا خداوند کون بے ادب ہے کہ قدرت کو ستارہا ہے جا کر
گردن توڑ ڈالون چیر پھاڑ کر کھا جاؤن جمشید نے کہا اے شنکل بن شنکال آدم خوار
مسلمانوں نے چہار جانب سے بلوہ کیا ہے صد ہا ملکون پر قبضہ اُنکا ہو گیا مگر بابد ولت
آجتک غافل نہیں ہیں اور تقدیر پر جستہ کر چکا ہون کہ طلسم نہ ٹوٹے گا شنکل بن شنکال
نے کہا یا خداوند جو حریف سخت ہو اُسکا نام بتائیے جمشید نے کہا اول صاحبقران
قتل ہون تو طلسم کشا کا زور کم ہو عیار اسکا شاہو رصبا رفتار بول اُٹھا کہ اے منہر
نامی جبتک آپ مقابلہ میں پہونچیے میں صاحبقران کو گرفتار کر لاؤن پہلے اُنکو قتل کر دیجیے
بعد اسکے بادشاہ پر ہاتھ ڈالیے شنکل نے کہا اب مجھکو ٹھہرنا ناگوار ہے اے شاہو تم
آگے روانہ ہو جاؤ میں منزلیں طے کرتا ہوا آتا ہون شنکل سوار ہوا جمشید نے چلتے
چلتے کہا اے شنکل یہ نہ سمجھنا کہ میں تم سے غفلت کرونگا ہر وقت تمھاری مدد کرونگا شنکل
شنکل نے کہا یا خداوند مجھے کوئی ضرورت نہیں جاتے ہی حمزہ کو پکڑ لونگا شاہو نے
کہا آقاے نامدار آپکو تکلیف نہ ہوگی میں جاتے ہی اُنکو پکڑ لاؤنگا قتل و غیر قتل کا آپ کو
اختیار ہے میں رخصت ہوتا ہون یہ کہکر چلا یہان صاحبقران زمان بادشاہ اسلام کے
انتظار میں ہیں کہ خواجہ عمرو آئے سب کیفیت لشکر بادشاہ کی بیان کی کہ میاں چالاک
و برق منتقد ہوے ہیں اب یقین ہے بادشاہ وجہاد و مقابلہ سیلاد خارہ شکن میں ہونگے

یہ کہکر لشکر سے نکلے جنگل مین آکر ایک مسافر کو لوٹا ایسا کچھ مال اُسکے پاس نکلا کر بہت
خوش ہوے کنوئین پر لیٹ گئے ہوا جو ٹھنڈی چلی آنکھ لگ گئی قضا سے کار رشتا ہور
اُدھر سے گذرا صورت عمرو دیکھکر حیران ہوا کہ یہ کون شخص ہو کہ جنگل مین پڑا سو رہا ہی آخر
انگلی مین دیکھا کہ مُہر کی انگوٹھی ہو اور اسمین شاہ عمرو لکھا ہی یہ پڑھکر بہت خوش ہو گیا جی
مین کہتا ہو پہلی ہی منزل پر مراد ملی کہ ایسا عیار کہ جو جہان گرد ہو وہ اسطرح ملگیا بیہوشی
دیکر خواجہ کو گرفتار کیا پشتارہ باندھکر چلا راہ مین خیال آیا کہ یہ ایسی نعمت عظمیٰ ملی ہی
کہ صاحبقران سے بھی بہتر ہی یہ بات خلاف عقل ہو کہ ابھی اسکو شنکل کو دیدون بلکہ پہلے
لیجا کر قید کر دون اپنے ہی خیمے مین رکھون اور اُن سے جاکر وعدہ لون کہ اگر عمرو عیار کو
پکڑ لاؤن تو کیا دیجیے گا یقین ہو کہ خزانہ حوالے کر دین یہ سوچکر اپنے خیمے مین آیا زوجہ
اسکی کنیز شاہی ہی یہ باعث اسکے منظور شان کا ہو نوجوان حسین جمیل سامنے بیٹھی تھی
شاہور نے ایک مینچی مین عمرو کا پشتارہ رکھدیا اور زوجہ سے کہا صاحب میری جان
اس مینچی مین ہو تم ادھر نہ آنا مین شاہ سے جاکر وعدہ وعید کر آؤن میمونہ گوہر پوش
نے کہا صاحب مجھے کیا مطلب کہ تمھاری بات مین دخل دون یہ باتین کرکے شاہور تو
رخصت ہوا میمونہ مغرور حسن وجمال چھپر کھٹ پر بیٹھی ہو آئینہ دیکھ رہی ہو لیکن یہان
خواجہ کو پسینہ جو آیا بیہوشی اُتر گئی آنکھ کھلی اپنے کو کمندون مین بندھا پایا اور کچھ
عورتون کے بولنے کی آواز کان مین آئی حیران ہوے کہ مین کیونکر پکڑا گیا دل مین کہا خواجہ
بڑے افسوس کی بات ہو کہ عورتون کو بھی نقرہ نہین دیسکتے ہو دو چار کوڑی کا روزگار
کرو یہ سوچکے روغن عیاری کا نکالا ایک رنگریزنی کی شکل بنکر تیار ہوے ایک نیلا
کرتا بدن مین اسپر کچھ زرد کچھ سرخ چھینٹین پڑی ہوئین ایک پائجامہ پھٹا ہوا کالی
صورت رنگ کی چھینٹین چہرے پر بھی پڑی ہوئین بلک بلک کے رونے لگے اور پکارتے
تھے کہ آبرو میری گئی اب برادری واسطے حقہ پانی بند کرینگے روٹی دینا پڑیگی
ایسی ایسی باتین جو خواجہ نے کہین میمونہ حیران ہوئی کہا ارے یہ کون رو رہا ہی چنگیز
کنیزون نے کہا حضرت صاحب جسکو قید کر گئے ہین وہی رو رہا ہو چلکر دیکھیے میمونہ اُٹھی

یہان آکر دیکھا کہ ایک ادھیڑ رنگریز بیٹھا رو رہا ہے میمونہ نے پوچھا ارے تو کون ہے خواجہ
نے کہا مین جو آپ کو دکھائی دیتا ہون رہی ہون آپ تو اپنا نام بتایئے کنیزون نے کہا
ملکہ میمونہ گوہر پوش دختر شاہ زوجہ شاہپور ارے تو کیسا رنگریز ہے کہ ملکہ کا نام نہ سنا
انہین کی وجہ سے میان شاہپور کی آبرو ہے جبسے ہماری بی بی انکے گھر مین
آئین مالا مال ہوگئے مگر مجھکو کیون قید کیا ہے اور نام تیرا کیا ہے رنگریز نے کہا بیچ لشکر
مین میری دوکان ہے شعبان رنگریز میرا نام ہے آپ کے کپڑے بھی رنگتا ہون آج
چوتھا دن ہے کہ میان شاہپور صاحب اُدھر سے گذرے میری بیٹی کا ذرا پیلا چہرا ہے
جوانی کا اُبھار ہے میان شاہپور دیکھکر لٹو ہوگئے میری دوکان پر جا بیٹھے مین نے
جو اُسکو گلابو کہکر پکارا میان شاہپور نے اُس کمبخت کو گود مین اُٹھا لیا ایک روپیہ
نکالکر دیا اور مجھسے سوال کیا کہ اپنی لڑکی کی بھونری ہمارے ساتھ پھیر دو مین نے
جواب دیا کہ حضور مین قوم کا رنگریز ہون اہل برادری رکھتا ہون آپ شاہ داماد
کہلاتے ہین میری لڑکی آپ سے کیونکر پیوند ہو آپ کی بی بی تو بہت خوبصورت
ہین تمام لشکر مین تعریف ہوا کرتی ہو مگر آپ اِسکو لیکر کیا کرینگے یہ تو کچھ ایسی حسین بھی
نہین ہے تب میان شاہپور نے جواب دیا کہ میری زوجہ بڈھی ہوگئی ہے آج مجھکو
راہ سے پکڑ لائے اور یہ کہا کہ مین جا کر تیری جورو کو باندھکے ٹانگ دونگا اور
گلابو سے مطلب حاصل کرونگا یہ مضمون سُنکر میمونہ بہت جھلائی کہا اے شعبان
مین تو اُسکی بیٹی ہون میرا وہ باپ ہے نگوڑے کی آبرو کیا تھی تین روپیہ کا نوکر تھا
جسدن سے میرے ساتھ شادی ہوئی شاطر صاحب کہلانے لگے اب سب پاس
کرتے ہین مجھکو نگوڑا بڈھیا بناتا ہے مجھے آجتک اُسکی صورت سے نفرت ہے یہکہکر
خواجہ کی کمندین کاٹین کہا اے شعبان جلدی جا جو نگوڑا ملجائے تو خوب ذلیل کرنا
ارے تیرے یہان کچھ نوکر چاکر ہین خواجہ نے کہا کئی نوکر ہین میمونہ نے کہا پکڑکر خوب
جوتیان مارنا اور اپنی بیٹی کی اور جگہ شادی کردینا نہ لشکر مین رہیگی نہ میان شاہپور
نگاہ ڈالینگے خواجہ نے کہا اگر آپ میری کمک ہون تو ایسا اُنھین ذلیل کرون

کہ وہ بھی یاد کرین اور یہ کہ آپ ایسی پری رخسار کو بڑھیا کہتا ہو وہ لونڈا کیا ہو جسپر جان
دیتا ہے غریب کی بیٹی کپڑے میلے کچیلے اُسکا کیا اعتبار ایسی شاہزادیون کو چھوڑکر
ایسی شفتلون پر گرتا ہو اُسکا منھ کالا ہوگا رذیل پرست ہو جیسی روح ویسے فرشتے لیکن
حضور ناچار ہون کہ ہماری برادری مین تین چار من ماش بھات ہوتے ہین وہ
نہین ہوسکتے ورنہ میرے بھتیجے کا بیٹا لایق شادی ہے کہو کر جاتے ہی اُسکے ساتھ مین
شادی کردون میان شاہور تڑپ کر رہجائین آپ کی لونڈی کچھ زیور پہنے ہوے
ہو وہ جاکر بیچ ڈالیگی ناداری سے ناچار ہون میمونہ نے پانچ سو روپے منگا دیے
خواجہ نے روپیہ دیکھکر کہا بس اب مطلب ہوجائیگا مگر جیسا حضور جوڑا پہنے ہین
ایسا ایک جوڑا بھی دینا پڑتا ہی میمونہ نے ویسا ہی جوڑا منگا دیا خواجہ نے
کہا ایک کسر باقی ہی جیسے کڑے حضور پہنے ہین ایسے ہی ہمارے یہان بھی دیے جاتے ہین
اگر وہ بھی مرحمت ہون تو آج ہی جاکر رخصت کرون جس گانون مین بیاہ کے جائیگی
وہ گانون یہان سے بارہ کوس پر ہو میمونہ نے کڑے بھی دیدیے یہ سب اشیا لیکر خواجہ
تو رخصت ہوے مکان سے نکلے کنیزون نے پکار کر نگہبانون سے کہا خبردار رنگریز
کو روکنا سنتے دیکھا کہ ایک رنگریز نکلا اور بھاگا مگر شاہور پاس شکل کے
آیا کہا اے شہریار مین نے یہ سوچا کہ اگر صاحبقران کو گرفتار کرونگا تو عمرو عیار کوشش
کریگا اگر حکم ہو تو پہلے عمرو کو لاؤن شکل نے کہا اگر عمرو کو لاؤگے تو بہت کچھ پاؤگے
لاکھ روپیہ نقد اور ایک خلعت بھاری دونگا شاہور نے کہا اے شہنشاہ مین عمرو کو
پکڑ لایا آپ سے وعدہ کرنے آیا تھا اب آپ نے فرما دیا ہو جاکے لاتا ہون یہ
کہکر خلعت پہنا عطر ملا شاگردون کو ساتھ لیکر چلا بازار مین اُن سے کہتا ہوا ارے بھائی
اونچی دوکان پھیکا پکوان مین نے عمرو کو یون پکڑ لیا کہ کچھ دیر نہ لگی مین تو اُسکو پہچانتا
بھی نہ تھا وہ تو مجھے پہچانتا ہین اپنے خیمے مین گرفتار کر آیا ہون ابھی لاتا ہون ایک
گدھا بھی لے لو اُسپر سوار کرکے لاؤنگا سارے لشکر مین تشہیر کرونگا یہان بعد
جانے عمرو کے میمونہ نے کنیزون سے کہا کہ آج گھوڑا آئے تو خوب جوتیان مارو

دیکھیں تو کون کیا کرتا ہے کنیزوں نے کہا واری ہیں آپ سے مطلب ہے اُس لنگوڑے سے کیا کام اول دربانون نے دیکھا کہ بھاری خلعت پہنے ہوئے شاہور آتا ہے آپس مین اشارے ہونے لگے کہ اندر جائیں گے تو مزہ اُٹھائینگے یہ کہکر چپکے چپکے ہنسنے لگے یہان شاہور خوشی خوشی پردہ اُٹھا کر جیسے ہی اندر آیا میمونہ نے دیکھا خلعت بھاری پہنے ہوئے ہے گلوری کلے مین عطر ملا ہوا یہ دیکھکر میمونہ جل گئی پکار کر کہا ہان صاحبو وہ دشمن خدا آگیا مجھ بڑھیا کی مدد کرو کنیزین چہار طرف سے دوڑین کوئی پنکھا کوئی دست پناہ لیکر دوڑی کسی نے جلتا ہوا سوختہ اُٹھا لیا میان شاہور پر مار پڑنے لگی جو سوختہ لیکر آئی تھی اُسنے منہ مین لگا یا ریش و بروت جلگئی منہ پر آبلے پڑ گئے لباس جلگیا میمونہ اپنے مقام سے اُٹھی قریب آئی پیچھے پکڑ کر جوتی اپنی اُتاری پانچ چار جوتیان مار کر کہا کیون لنگوڑے مین بڑھیا ہوگئی تیری اتان معلوم ہوتی ہون رنگریز کی چھوکری سے بھی مین بدتر ہون شاہور نے گھبرا کر کہا اری بی کون رنگریز کسنے بڑھیا کہا میمونہ نے کہا کسکو قید کر گئے تھے وہ سب حال مجھسے کہ گیا مین نے اُسکو بہت کچھ دیا لیکن تم گلوریان کھا کر آئے ایسے ازانے کو عطر بھی لگایا مین تیرے گھر مین نہ رہونگی مونڈھا بچھا کر کمرے پر بیٹھونگی جب تو تیری ناک کٹیگی شاہور نے گھبرا کر کہا ارے تو نے غضب کیا اُس قیدی کو چھوڑ دیا میمونہ نے کہا اُس بیچارے کی کیا خطا تھی وہ ہمارا اپرا نا رنگریز ہے اُسکو معلوم تھا کہ میری تمھارے ساتھ شادی ہوئی ہے تب ہی مین اُسکی دوکان پر جاکے بیٹھتی تھی چیزیں دیتا تھا نوجہ اُسکی مجھکو گود مین کھلاتی تھی شاہور نے کہا اری وہ تو عمرو عیار تھا تو نے غضب کیا اب وہ مجھکو زندہ نہ چھوڑیگا یہ سنکے کنیزین گھبرا ئین منتین کرنے لگین کوئی کہتی ہے حضور مین نے ایک پنکھی ماری ہے ایک کہتی ہے کہ مین نے بدن مین ہاتھ نہین لگایا دوسرے سوختہ مارا مجھے خوب یاد ہے کہ اُسی سے داڑھی جلی مگر مین ناچار تھی بی بی نے جو حکم دیا وہ بجالائی میمونہ نے سر جھکا لیا کہا صاحب جو چاہو سزا دو واقعی مجھ سے نہ نکلا کہ عمرو عیار یہان قید ہے اُسنے تو کہا مین رنگریز ہون

بہری بیتی پر شاہور عاشق ہوے ہین مین نے جھلا کر اُسے چھوڑ دیا پانچسو روپیہ نقد اور
ایک جوڑا اور کپڑے لے گیا شاہور نے کہا اب مجھے شاہ سے بڑی خفت ہوئی مگر
پھر گرفتار کرونگا کہان جاتا ہو ایسا ذلیل کرون کہ آج کی خفت مٹے یہ کہتا ہوا باہر نکلا
شاگردون نے دیکھا کہ اُستاد کا لباس پھٹا ہوا بال نچے ہوے منھ پر آبلے پڑے ہیں
سب نے پوچھا اُستاد کیا ہوا شاہور نے سب کیفیت بیان کی کہ چوبدار نے آکے
سلام کیا کہا حضور چلیے شنکل بن شنکال آپ کو بلاتے ہین نام شاہ کا سنکر شاہور
دربار مین آیا شنکل نے کہا کیون شاہور خوب جوتیان کھائین اب خوش ہوے ہمارا
اعتبار نہ کیا شاہور نے کہا اے پہلوان دوران مین عمرو کو گرفتار کرکے لاتا ہون
اب تو میرے دل کو لگی ہو یہ کہکر چند عیارون کو ساتھ لیکر تلاش مین عمرو کی نکلا لیکن
خواجہ جب مکان سے شاہور کے نکلے راہ مین بھٹی شراب کی ملی روپیہ تو مفت کا
پاس تھا ایک روپے کی شراب خریدی بیٹھکر پینے لگے نشے مین کبھی آنکھ بند کر لیتے ہین
کبھی پھر کھول دیتے ہین قضاے کار شاہور تیز رفتار مع چالیس پچاس شاگردون
کے دیکھتا بھالتا ہوا جاتا ہی کہ شاہور کی نگاہ پڑ گئی عمرو بھٹی خانے مین بیٹھا ہوا ہی اپنے
شاگردون سے اشارہ کیا کہ چار جانب سے گھیر لو جب شاگردون نے چار جانب
سے گھیر لیا تو شاہور نے پکار کر آواز دی او ساربان زادے اب کہان جاے گا
خواجہ اُٹھکر ایک جانب بھاگے شاہور نے مع شاگردونکے پیچھا کیا خواجہ جس کوچے
مین جاتے ہین شاہور بھی پہونچتا ہی خواجہ آگے بڑھ جاتے ہین ایک کوچۂ کلان
راہ مین ملا خواجہ اُس کوچے مین داخل ہوے پشت سے شاہور پکارتا ہوا چلا
کہ یارو لینا ہمارا گنہگار ہی جو گرفتار کریگا شنکل اُسکو انعام دیگا مین بھی خدمتگاری
کرونگا سامنے ایک بڑا سا پھاٹک تھا چند سپاہی نگہبان اُس پھاٹک پر بیٹھے تھے
عمرو کو دیکھکر دوڑے عمرو نے پلٹ کر دیکھا کہ پشت سے شاہور آتا ہی اور سامنے سے
وہ نگہبان سکان آتے ہین تو بہت ہی گھبراے کہ زد سے رفتن نہ جاے ماندن
مگر جست کرکے کوٹھے پر پہونچے شاہور نے پکار کر کہا او ساربان زادے مین کیا

کوٹھے پر نہین وسکتا کیا یہین اس سے عاجز ہون یہ کہکر شاہور بھی کوٹھے پر پہونچا خواجہ
دوسرے کوٹھے پر پہونچے وہ محلہ بہت آباد ہو سب کوٹھے ملے ہوے ہاہین جس کوٹھے
پر خواجہ جاتے ہین شاہور بھی پہونچتا ہو کئی کوٹھے خواجہ نے طے کیے مگر شاہور
غل مچاتا ہوا جاتا ہو جس کوٹھے پر خواجہ پہونچتے ہین اُس مکان والے کوٹھون پر
چڑھ آتے ہین کوئی لاٹھی دکھاتا ہو کوئی لینا لینا کرتا ہو خواجہ پھرتے پھرتے کئی کوٹھے
طے کرکے ایک کوٹھے پر پہونچے دیکھا بیچ مین ایک گڑھیا ہو جس مین شہر بھر کا میلا
پڑتا ہو اور گڑھیا کے اُسپار چمارون کے مکان مین وہ بیٹھے جوتے ٹانک رہے ہین
اور ایک مکان کچا گڑھیا کے کنارے ہو شاہور نے پشت پر سے کہا او مار بان زادے
اب کہان جائیگا خوف تو بری چیز ہو خواجہ نے جست کی گڑھیا کو پھاند گئے کچا مکان
جو کنارے پر گڑھیا کے تھا اُسپر جاکر پانون قایم ہوے شاہور نے جو آکر دیکھا
پکارکر او ازدی او مار بان زادے مین بھی آیا تو گڑھیا کو پھاند گیا تو کیا مین نہ
اُسکو لنگا یہ کہکر نیچہ ٹیک کر جست کی دونون پانون شاہور کے چھجے پر جے تھے کہ
عمرو نے نیچہ دکھایا شاہور پیچھے ہٹا پیچھے ہٹتے ہی گڑھیا مین گرا شاہور کو گڑھیا مین
آتے دیکھکر خواجہ کود پھاند کر نکل گئے مگر شاہور جو گرا ایک کتا مرا ہوا گڑھیا مین
پڑا تھا پانون جو پڑے کتے کی آنتین گلے مین پڑگئین منھ کو بند کرتا ہو کبھی دانتونکو
نوچتا ہو مگر شاگرد اسکے دوسرے کوچے سے آئے اُسکو ڈھونڈھکر چلے شاہور نے سوچا
کہ اگر یہ چلے جائین گے تو پھر کیونکر نکلونگا آخر پکار اُٹھا ارے کمبختو کہان جاتے ہو
مجھے تو نکالو عمرو گڑھیا مین گرا کر چلا گیا شاگردون نے قریب آکر کمندین پھینکین شاہور
نے وہ کمندین گلے مین پھنسائین شاگردون نے کھینچکر نکالا کہا یارو مجھے حمام مین
لے چلو جب تم لوگون کو پکارا تو کچھ حلق مین بھی اُتر گیا کتا ایسا گلا ہوا تھا کہ آنتین اُسکی
سب بدن مین لپٹ گئین یہ تو حمام چلے لیکن یہان خواجہ راہ مین آکر سوچے کہ اُستاد
جی ضرور نہائین گے یہ کہکر نائی کمسن کی صورت بنکر سامنے وارد خدمت کے آئے داروغہ
نے پوچھا صاحبزادے کہان چلے خواجہ نے کہا غریب محتاج مزدوری کو آئے ہین

داروغہ نے کہا حمام مین جاکر شہر جو کوئی آوے اسکو نہلانا ایک روپئہ مین دو آنے
تمھین بھی ملین گے خواجہ نے کچھ تکرار نہ کی حمام مین جا بیٹھے تھوڑی دیر مین داروغہ
نے دیکھا شاہپور کو شاگرد دیکڑے ہوئے پیے آتے ہین داروغہ اٹھ کھڑا ہوا پوچھا میان
مہتر صاحب خیر تو ہو شاہپور نے کہا داروغہ صاحب کیا کہون وہ جو بارون والی گڈھا
جو ہو اُسمین عمرو گر اکر نکلگیا مجھے نہلاؤ داروغہ نے لنگی دی شاہپور نے کپڑے اتار کر
باہر رکھے اندر حمام کے پہونچا لڑکے نے اٹھکر سلام کیا شاہپور نے کہا بیٹا جلد نہلاؤ
میرے تمام بدن مین گتے کی بو آتی ہو خواجہ نے کہا بہت اچھا فوراً تیار کیا پیلے مین
بھر کر سامنے شاہپور کے لائے کہا اِسکو ملیے بدن مین خوشبو آنے لگے گی مین اور
دوا لے آؤن یہ کہکر باہر نکلے داروغہ نے پوچھا کہان جاتے ہو عمرو نے کہا عطر منگایا
ہو اور حکم دیا ہو کہ کپڑے جو ہمارے باہر رکھے ہین فلان تالاب سے اُسے غوطہ
دے لاؤ داروغہ صاحب یہ خدمت سخت ہو مگر فاقے کرتے ہین سب کچھ گوارہ ہو لیکن
ایسے کام ہمسے نہ لیا کیجیے داروغہ نے کہا بیٹا حمام مین اکثر ایسی ضرورت پڑتی ہو عمرو نے
وہ کپڑے رومال مین باندھ لیے اور شاہپور کا مکان پوچھتے ہوئے چلے مکان پر
پہونچکر دیکھا کہ ایک محلدار بیٹھی ہو اُسکے سامنے وہ کپڑے غلیظ بھرے ہوئے رکھدیے
کہا مہتر صاحب حمام مین نہارہے ہین یہ کپڑے نشانی بھیجے ہین بھاری جوڑا اور پانچ
اشرفیان کشتی مین لگا کر لاؤ اور یہ کپڑے رکھ لو اور یہ پرچہ کاغذ کا انگنین کو دیدینا یہ
سُنکر محلدار نے جاکر میمونہ سے کہا میمونہ نے جوڑا پہننے کا اور پانچ اشرفیان کشتی مین
لگا کر بھیجدین خواجہ وہ لیکر چلدیے مگر شاہپور نے جو بُنا ملکر غوطہ لگایا سارا بدن
کُھجانے لگا پکارا رہا ہو کہ وہ لڑکا کہان گیا داروغہ نے کہا آپ ہی کے کام کو گیا ہوا ہی
شاہپور نے کہا مین نے تو کسی کام کو نہین بھیجا غرض یہ جو ہاتھ پھیرا سب ریش کے
بال ہاتھ مین آگئے آئینے پر جو نگاہ پڑی دیکھا بالکل بھدرا ہو گیا حیران ہو احمام
سے باہر نکلا ایک شاگرد سے کہا گھر سے کپڑے لے آؤ شاگرد جو گھر پر گیا محلدار نے
کہا ابھی ایک شاگرد آیا تھا وہ جوڑا اور پانچ اشرفیان لے گیا اب کپڑے نہین گے

شاگرد پاس شاہور کے آیا کہا اُستاد کونسا شاگرد گیا تھا کپڑے بھی لے آیا پانچ اشرفیان
بھی لے گیا سب شاگرد قسمین کھانے لگے کہ اُستاد ہم تو نہین گئے شاہور اُسی حال مین
چادر و باندھے ہوئے مکان پر آیا محلدار نے کپڑے دکھائے اور رقعہ بھی ہاتھ مین دیا
رقعے مین لکھا تھا کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار عمرو
نامدار او شاہور کیا کیا تو نے ذلتین پائین اور پھر مقابلہ کریگا ہم تمھاری خوب گت
بنا گئے یہ رقعہ پڑھکر شاہور نے پھاڑ ڈالا شاگردون سے کہا مین نے بڑی ذلت
اُٹھائی اب جاکر حمزہ یا عمرو کو لاتا ہون یہ کہکر چاہا کہ جائے ناگاہ سامنے سے دیکھا
رشتکل چلا آتا ہی پرچۂ اخبار رشتکل کو گزر چکا تھا شاہور کے منھ پر رشتکل نے تھوکدیا
کہا او بے غیرت تجھکو شرم نہین آتی عمرو نے کیا کیا حرکتین تیرے ساتھ کین پھر نام عیاری کا
کا لیتا ہی تو کیا عمرو کو لاے گا شاہور کو بڑی غیرت آئی کہا او شہنشاہ اب حمزہ یا عمرو
کو یا حمزہ کو لاؤنگا یہ کہکر ایک خدمتگار بنکر چلا لشکر اسلام مین آکر دیکھا کہ امیر مقام صدر پر
بیٹھے ہین گرد تمام سرداران نامی و پہلوانان گرامی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین غرض
شاہور ایک دنگل کے نیچے جاکر چھپا بیٹھا دیکھ رہا ہی شب کو صاحبقران نے دربار
برخاست کیا عمرو نے آکر ساتھ امیر کے کھانا کھایا جب سب چلے گئے تو صاحبقران
چھپرکھٹ پر آئے دوشالہ تان کر آرام کیا شاہور دنگل کے نیچے سے نکلا شمعہاے
مومی و کافوری گل کرکے قریب صاحبقران کے پہونچا دوشالہ چہرے سے ہٹایا تو
جمال بے مثال امیر دیکھکر حیران ہو گیا دل مین کہتا ہی ضعیفی مین تو یہ حسن ہی شباب مین کیا
رونق ہوگی کیفیے مین داروے بیہوشی رکھی چاہتا تھا کہ دماغ سے لگاؤن امیر نے
عالم خواب مین دیکھا کہ مہرنگار سامنے کھڑی ہین جمال مہرنگار دیکھکر بیقرار ہو گئے
فرمایا صاحب مزاج کیسا ہی مہرنگار نے جواب دیا مین تو اچھی ہون لشکر غنیم دوڑنے
کا نگر جلد آنکھ کھولیے عیار آپ کی فکر مین آیا ہی امیر نے آنکھ کھولدی دیکھا کہ ایک
سیہ پوش کھڑا ہوا للکارا کہ ارے تو کون شاہور بھاگا جست کرکے سراچہ فرا گیا
صاحبقران نے آواز دی کہ لینا یہ جانے نہ پائے ہر طرف سے سوار و پیدل دوڑے

خواجہ جو طلاسے پرے تھے آواز اپنے آقا کی سُنکر دوڑے دور سے دیکھا ایک سیاہ پوش بھاگا جاتا ہو عمرو سمجھ گئے کہ شاہپور ہوگا دوسرے راستے پر چلے شاہپور سے آگے بڑھ گئے شاہپور بھاگا ہوا آتا ہو خواجہ جاکر ایک شاہراہ پر بیٹھ گئے کہ اسی طرف آئیگا کہ دیکھا شاہپور آتا ہو خواجہ نے کمندیں بچھا دین تھین اور رخش پوش بھی کرچکے تھے جیسے ہی شاہپور قریب پہونچا اسکا دل دھڑکا پکار کر آواز دی کہ او ساربان زادے تجکو آہین نے تجھکو دیکھ لیا سامنے آکر مقابل کر خواجہ کو دھوکا ہوا تھا کہ شاید اسنے مجھے دیکھ لیا مگر خیال کیا کہ دیکھون کیا کرتا ہو شاہپور نے دوتین آوازین دین آخر سوچا کہ یہان عمرو کہان جست کی بیچ حلقہ ہائے کمند مین اترا خواجہ نے شیر کی آواز دی شاہپور رکا خواجہ نے جھٹکا مارا کہ شاہپور گرا خواجہ نے اٹھکر حباب مار دیا اور بیہوش کرکے پشتارہ باندھا ایکر چلے مگر شاہپور کی شکل آپ بنے اور شاہپور کو اپنی شکل بنایا گلے مین شاہپور کے گیند عیاری کا ڈھول دیا خواجہ تھوڑی دور چلے تھے کہ چند شاگردوں نے پوچھا اُستاد کسے لائے شاہپور نقلی نے کہا انھوں ساربان زادہ دیکھ لیا آنکھین خوب تلوا چلی آخر مین نے گرفتار کیا اب سامنے شکل کے چلو شاگرد ساتھ مین خواجہ پشتارہ لیے ہوے آتے ہین کہ گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی خوش بلند سوز و گداز یہ اشعار گا رہا ہو نظم

آج کیا اندازِ بسمل اضطراب دل مین ہو
کیا اثر ہو اے پری تیرے گل رخسار کا
تجھے کیا مطلب بھلا شیرین کو او شیرین ادا
کم نہین دریا سے نظر و نہین ہمارا سیل اشک
خیر جاری ختم ہو او میکشو خمار پر
اے پری تو نے تو لیلی کو بھی مجنون کر دیا
خال جانان کے تصور مین غضب روتا ہون
اب غزل اک اور پڑھیے بزم مین ناسخ تمکو

قبضۂ شمشیر شاید پنجۂ قاتل مین ہو
سب تلوون مین تیل ہو یہ قطرہ اسکے تل مین ہی
تو دلون مین ہو منقش نقش شیرین سل مین ہی
اپنے دامن مین بھی ہو جو دامن ساحل مین ہی
موج زن دریاے مے ہر کشتی سائل مین ہی
نغمۂ ساز جرس اب پردۂ محمل مین ہی
جاے روغن کیا سمند چشم تر کے تل مین ہی
کسرۂ توجیہ تجھ سے بدیعے دل مین ہی

خواجہ نے دیکھا دروازے پر اُسی باغ کے چند کنیزین کھڑی ہین کہ جس باغ سے آگ لگی
اور اُتار رہی ہی ایک نے پکار کر کہا میان شاہ ہور صاحب ملکہ مشتری شمائل تمکو طلب
فرماتی ہین خواجہ فوراً داخل باغ ہوئے مگر پشتارہ دوش پر ہی کنیزون نے پوچھا
مشتر صاحب کسے لائے شاہ ہور نقلی نے جواب دیا کہ عمرو عیار کو لایا ہون اندر جب
باغ کے آئے دیکھا گلہاے رنگا رنگ کھلے ہوئے ہین حوضونکا پانی نایاب نہرون لاجواب
لہرین موج مار رہی ہین مچھلیان ابھر کر نظارہ باغ کرتی ہین نرگس شہلا کی دیدہ بازی
سوسن کی زبان درازی عندلیبان خوشنوا نغمہ سرائی کر رہی ہین خواجہ یہ تماشہ
دیکھتے ہوئے وسط باغ مین پہونچے دیکھا فرش مشجر بچھا ہی ایک نازنین نہایت
حسین مسند پر بیٹھی ہی ایک کنیز مورچھل کر رہی ہی چند کنیزین گرد پھر رہی ہین پیچھے اون کی
پنکھیا جھل رہی ہی شاہ ہور نقلی نے آکر سلام کیا ناظرین پر واضح ہو کہ یہ خوش شکل
ہی شاہ ہور مدت سے اسپر مرتا ہی ملکہ نے مسکرا کر کہا کہ ای شاہ ہور مین عمرو کو دیکھنا
چاہتی ہون شاہ ہور نقلی نے جواب دیا کہ ملکہ دیکھ لو اُسنے مسکرا کر جواب دیا کہ مین
یون کیا دیکھون اسکا گانا سنونگی شاہ ہور نقلی نے جواب دیا حضور یہ شاہ کا گنہگار
ہو مین اسے کھول نہین سکتا نہ ہوشیار کر سکتا ہون یہ وہ بلاے روزگار ہو کہ جسنے
مجھکو حیران کر دیا مگر مین اور وقت حاضر ہونگا تو دعاے دلی عرض کرونگا جب
مشتری نے کہا مگر خواجہ نے شاہ ہور کو ہوشیار نہ کیا اور یہی کہا کہ مین پھر حاضر ہونگا
مشتری نے کہا جا دور ہو مین قیدی کا دیکھنا نہین چاہتی کوئی تو صورت ایسی ہوگی
کہ ہم بھی گانا سن لین گے آج تجھکو بڑا غرور ہی کہ عمرو کو گرفتار کرکے لایا ہی اور جو
ذلتین اُٹھائین اُسکا شمار نہین شاہ ہور نقلی نے جواب دیا حضور عیاری کا یہی
نتیجہ ہی کبھی غالب کبھی مغلوب مین آکر عمرو کا گانا سنوا دونگا حضور بے فکر رہین یہ
کہکر پشتارہ عمرو نقلی کا اُٹھا لیا بیرون باغ آیا شاگرد سب انتظار مین کھڑے تھے
کہ شاہ ہور نکلا شاگردون نے عرض کی کہ آپ کی خبر پہلوان دوران کو پہونچ گئی
کئی مرتبہ ارشاد فرما چکے ہین کہ شاہ ہور کو بلاؤ اب بارگاہ مین چلیے کہ جو بار بھی

اگر پہونچا اُسنے بھی یہی کہا کہ شنشکل یاد فرماتے ہین شاہور نقلی عمرو نقلی کو لیے ہوے مع شاگردونکے چلا مگر راہ کی ہوا جو لگی شاہور کو ہوش آگیا اپنے کو گرفتار دیکھا شاگرد مار رہے ہین کوئی دھول مارتا ہو کوئی بال نوچتا ہو شاہور سے گئے ہین کینوشسا ہوا ہو جواب نہین دے سکتا غین غین پر شاگرد اور زیادہ بگڑتے ہین کہ گونگا بہرا بنا ہو اس حال مین ہو مگر مکر سے نہین چوکتا شنشکل دربار مین بیٹھا تھا کہ شاہور نقلی عمرو نقلی کا پشتارہ لیے ہوے آیا شنشکل نے حکم دیا کہ جلد اسے قتل کرو شاہور نقلی نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو اسکو گدھے پر سوار کر کے تشہیر کرون شنشکل نے کہا تمھین اختیار ہو باہر نکلکر شاہور نقلی نے عمرو نقلی کو گدھے پر سوار کیا منھ کالا کر دیا اور تشہیر کرتے ہوے چلے مگر دختر شنشکل مشتری شمائل کہ عمرو کے گانیکی مشتاق ہو اسنے جو خبر سُنی کہ عمرو کو تشہیر کرتے ہوے لاتے ہین بیقرار ہو گئی کنیزون سے کہا کہ ذرا شاہور کو بلالو کنیزین دوڑین شاہور نقلی کو آواز دی کہ ستر صاحب اِدھر آؤ ملکۂ عالم یاد فرماتی ہین خواجہ عمرو شاہور کو دروازے پر چھوڑ کر کہ گئے کہ ہوشیار رہنا مین اندر ہو آؤن یہ کہکر باغ کے اندر گئے ملکہ نے کہا ای شاہور تجھے کیا نفع ہوا کہ اِتنے بڑے عیار کو تو نے تشہیر کیا بہتر یہ ہو کہ اُسکا گانا مجھے سنوا دے شاہور نقلی نے عرض کی آپ میرا گانا سُنیے بالکل عمرو سے گانے کا مزہ ملیگا ملکہ نے اِشارہ کیا خواجہ نے سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانا شروع کیے نظم

بہار لالہ و گل سے لگی ہو آگ گلشن مین ۔ گریبان پھاڑ کر چل بیٹھیے صحرا کے دامن مین
چلے تو سیر کو ہین آپ مستی مل کے گلشن مین ۔ اشارے کیسے کیسے ہونگے نافرمان دشمن مین
خزان مین بلبلو نے رکھیے بحث نار گلشن مین ۔ شراکت کیجیے ماتم زدونکی چلکے شیون مین
لگاتی آگ بجلی کی چمک ہو خانۂ تن مین ۔ برستا مینھ نہین بے یار خاک اُڑتی ہو ساون مین
ستا ہو عاشقون سے برق وش بھی نام ہونیکا ۔ تماشہ دیکھتے ہین دو لگا کر آگ خرمن مین
نہین روزن جو قصر یار مین پروا نہین مجکو ۔ نگاہ شوخ رخنہ کرتی ہو دیوار آہن مین
طریق عشق مین آتش قدم مجسا نہ گزریگا ۔ گریبان مین بھی ہو جب لگی ہو آگ دامن مین

بپا تا ہی نہیں ہوں دوستی سے اُس ستمگر کو
چھری دیتا ہوں اپنے ذبح کو میں دست دشمن میں

جنون کے جوش میں یکجا نہیں دم بھر قرار آتا
کبھی گلشن سے صحرا میں کبھی صحرا سے گلشن میں

عذاب گور کا دان سامنا یان رنج دنیا کا
نہ گھر میں چین زندون کو نہ مردونکو ہو مدفن میں

ملا کرتے ہیں آنکھیں اپنے دیوانے رکابوں سے
پری کی شوخیان ہیں اُس پری پیکر کے توسن میں

کھلا زلفونکے لہرانے سے اُس رخسار رنگین پر
زر گل کی نگہبانی کو دو کالے ہیں گلشن میں

شریعت کعبہ کو کعبہ مبارک ہم تو اے آتش
بتوں کے گھورنے کو جلتے ہیں دیر برہمن میں

مشتری کا نام عمرو کا سنکر بہت خوش ہوئی کہا اے شاہور مقام افسوس ہو کہ ایسا عیار قتل ہوتا ہو جسکا دنیا میں مثل و نظیر نہیں خواجہ نے کان میں کہا اے ملکہ عالم تم مہر سپہر عیاری مجھکو شاہور کیا گرفتار کرکے لاتا میں خود اُسکو گرفتار کرکے لایا ہوں یہ گلوری تو کھا لیجیے کہ منھ پر سرخی آئے مشتری نے گلوری کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوئیں خواجہ نے اُٹھا کر مشتری کو نذر زنبیل کیا اور خیمہ چیرکر باہر نکلے شاہور گدھے پر سوار ہو عمرو نے شاگردون سے کہا ہٹ جاؤ دور دور کھڑے ہو ایسا نہ ہو کہ قطرہ خون مسلمان کا تمپر پڑ جائے تو بلا میں پھنسو خون مسلمان بڑا نجس ہوتا ہو سب شاگرد الگ کھڑے ہوئے خواجہ نے چابک مارون کو چوبداروں نے بڑھکر عرض کی کہ اے مہتر والا گہر شکل فرماتے ہیں کہ اسکو دربار میں لاکر قتل کرو عمرو نے کہا تم چلو میں آتا ہوں اور سب شاگردون سے کہا کہ یارو تم مجھکو پہچانتے ہو سب نے کہا آپ ہمارے اُستاد ہیں عمرو نے کہا میں تم سب کا باپ ہوں یہ کہکر نعرہ کیا نعرہ عمرو

عمرو ہوں میں عیار صاحبقران
ہر سے گیت کا بیٹا ہو جہان

تراشندہ ریش کفار ہوں
زمانے کا مکار و غدار ہوں

مرا تیز رفتار ہو گر قدم
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم

اُڑا دون صبا کے بھی میں ہوش کو
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

روندہ جہانگرد طرار ہوں
جہانگیر عالم کا عیار ہوں

تمھارے اُستاد شاہور کو تشہیر کرا دیا مشتری شمائل کو لیے جاتا ہوں شکل سے

کہدینا کہ غاشیۂ حکم کو دوش ہوش پر رکھکر مانند غلامان حلقہ بگوش در دولت پر صاحبقران
کے حاضر ہوا اور اس بے غیرت شاہور کو جیبا اُس سے کہدینا کہ اب نام عیاری کا نہ لے
گوشے مین چھپکر بیٹھے یہ کہکر جست کرکے نکل گئے شاگرد جو دوڑے تو ایک کو عمرو نے تیغچہ
مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے خوف سے کوئی عیار آگے نہ بڑھا خواجہ نکل گئے ادھر
شاگردون نے آکر شاہور کا منھ دھلایا گلے سے گنبد نکالا روتا ہوا طرف شتشکل
کے چلا اور سامنے شتشکل کے آکر تمام کیفیت بیان کی شتشکل نے کہا اے شاہور آپ
تم تو گوشے مین بیٹھو مین طبل جنگی بجوا کر سب کا خاتمہ کرونگا یہ کہکر اُسی وقت طبل جنگی
بجوایا مگر یہان صاحبقران یہ خبر سنکر گھبرا رہے تھے کہ عمرو تشہیر ہو رہا ہے قصد تھا کہ
جا پڑون عمرو کو رہا کرون کہ خواجہ آکر پہونچے امیر نے پوچھا خواجہ خیریت تو ہے
عمرو نے کہا آج بڑا نقصان ہوا مگر آپ ہی اُس نقصان کو پورا کرینگے صاحبقران
نے فرمایا تمھارا روز نقصان ہوتا ہے عمرو نے کہا بہت ناچار ہون ایک شاہزادی
بیچتا ہون پہلے تو مشتری کی تصویر پیش کی ایک طرف لندھور بیٹھے تھے ایکطرف
مالک اُنکی بھی نگاہ پڑی اور لندھور نے بھی دیکھا مالک نے چاہا ہاتھ بڑھائے
کہ لندھور نے تصویر اُٹھا لی مالک نے کہا او ہندی بھتنی خور یہ معشوقہ ہمکو پسند ہے
لندھور نے کہا او عرب حرام خور تجھے معشوقہ سے کیا کام جب آپس مین تکرار ہونے
لگی تو صاحبقران نے مالک کو سمجھایا کہ اگر تم تصویر اُٹھا لیتے تو کسی کو کلام نہ تھا
اب لندھور کا قبضہ ہو گیا آجکل زمانہ جنگ و جدل کا ہے آپس مین نزاع نہ ہو فرمانے
سے صاحبقران کے مالک خاموش ہوئے کہ ہرکارے حاضر ہوئے بعد دعا کے
عرض کی کہ شتشکل نے طبل جنگی بجوایا ہے کل لشکر کا ارادہ ہے کہ نکلکر معرکہ آرائے نبرد ہو
صاحبقران نے حکم دیا کہ خواجہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی
بجے خواجہ نے جاکر نقارخانۂ سکندری مین طبل پر دوال دیا بموجب قول شاعر نظم

چو بر تخت اسکندر آمد زوال	نہیب مریخ گردان سوال
جہان را اگر روز آخر رسید	سرافیل صور قیامت رسید

	بگفتہ کہ ناطبل اسکندر است		کز آوازہ او گوش گردون کر است	

تمام لشکر مین خبر ہوگئی کہ شنکل نے طبل جنگی بجوایا ہو مردان عالم تیاریان کرنے لگے
چار پہر رات گذری کہ وہ وقت آیا کہ ستارۂ سحری فلک چہارم پر چمکا مبارز زرین پوش
بصد جوش وخروش سلاح جنگ سے آراستہ ہوکر مع فوج ضیا وشعاع تخت چرخ زبرجدی
پر جلوہ فرما ہوا تمام عالم نورانی ومنور ہوگیا مگر شنکل بن شنکال سلاح جنگ سے
آراستہ ہوکر برآمد ہوا افسران فوج نے سلام کیا فوج بے شمار پشت پر ہے گرد فرسے
میدان مین آیا اُدھر سے دیکھا کہ صاحبقران زمان مع سرداران تہمتن وجوانان
صف شکن بصد تجمل وشان آئے ہین خواجہ عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے جیسے ہی میدان
مین پہونچے شاہور شنکل کے ہمراہ تھا شنکل کے منھ سے نکلا کہ شاہور دیکھو عمرو
عیار صاحبقران کے ساتھ ہو اُسنے تمکو تشہیر کیا اور بیٹی کو میری باغ سے لیگیا اور
تجسے کچھ نہ ہوسکا یہ سُننا تھا کہ شاہور نے رکاب چھوڑی کہا غلام آج مقابلہ کریگا
یہ کہکے میدان مین آیا پکارکر آواز دی کہ او عمرو مجھسے آکر مقابلہ کر ہمارے بعد پہلوان
دوران بھولین گے امیر نے طرف عمرو کے دیکھا خواجہ رکاب چھوڑکر بھاگے دم بھر
مین نظرون سے غائب ہوگئے صاحبقران نے فرمایا کہ عمرو کی اس حرکت نے کمال
شرمندہ کیا مقبل وفادار نے کہا او شہریار مین اُستاد کی شکل بنکر اُس سے مقابلہ کرون
مگر شاہور نے جو دیکھا کہ عمرو مجھکو دیکھکر بھاگ گیا بلبلانے لگا اور پکارکر آواز دی
کہ یہ میدان کارزار ہو جانبازی کا معاملہ تھا عمرو بھاگ گیا مین ڈھونڈھکر اُسے
مار ڈالونگا مقبل وفادار یہین بیٹھ گیا منظور یہ ہوا کہ اُستاد کی شکل بنکر اُسے جواب دون مقام
تعجب ہو کہ عمرو ایسا عیار اور شاہور سے ایسا خائف ہوکے یون دن دہاڑے
بھاگ جائے کہو اسے گرد اُڑی شاہور نے دیکھا ایک گنوار دھوتی باندھے ہوے
ایک گٹھر کاندھے پر دوڑا ہوا آتا ہو جیسے ہی قریب شاہور کے آیا اپنی زبان مین
بولا کہ تم کون ہو جو تلوار چمکا رہے ہو شاہور نے کہا تجھسے کیا مطلب مین عمرو کو پکار رہا ہون
گنوار نے گٹھرا تھا یا کہ سامنے سے ہٹ دیہون شاہور نے فوراً نیمچہ مارا اگر گنوار کا

شانہ زخمی ہوا تو وہ لشکر پھینک کر بھاگا شاہور دلیر ہوا گنوار کے پیچھے چلا کہ گنوار
تھوڑی دور جاکر ٹھہرا اور ہاتھ باندھکر بولا گستاخی جانے دیجیو میں یہ نہ جانتا تھا کہ
تلوار سے سامنا پڑیگا جیسے ہم لوگ کھیت پر لڑتے ہیں لاٹھی چلتی ہو گئے تلوار سے آجتک
ناہیں لڑے دیکھو تمھارے پیچھے کو ٹھاڑہو شاہور پلٹا اُس گنوار نے حلقے کمند کے
مارے کہ شاہور پھنسکر گرا گنوار نے حباب مارکر بیہوش کیا اور نعرہ کیا نعرۂ عمرو

گزان استاد عیاران عالم — سراپا دانش و عقل مجسم
بہ باغ دین زنکرش آبیاری — جہان سرہنگ در خنجر گذاری
بہر کشور بلاے جان کفار — عمرو آن شاہ عیاران عیارہ

اب سب نے دیکھا کہ خواجہ عمرو پشتارہ بدوش چلے آتے ہیں یہ دیکھکر سب خوش ہوے
مگر شنکل یہ معاملہ دیکھکر بہت پریشان ہوا مقابلے کا ارادہ نہ کیا طبل بازگشت
بجواکر پلٹ گیا یہاں بھی سب پلٹے خواجہ شاہور کو لیکر بارگاہ میں آئے ہوشیار
کرکے سوال اسلام کیا شاہور قدموں پر صاحبقران کے گر پڑا کہا میں مسلمان
ہوتا ہوں میری خطا معاف کیجیے صاحبقران تو رحم دل ہیں فورًا شاہور کو گلے
لگا لیا عمرو نے کہا بھی کہ ای شہریار پیشانی اسکی سیاہ ہو مگر امیر نے نہ مانا فرمایا
خواجہ تم مکار ہو یہ جھوٹا نہیں ہو عمرو ناچار ہوا شاہور کی خطا معاف ہوئی
کلمہ پڑھا یا عیاروں میں رہنے لگا شام کو صاحبقران دربار میں بیٹھے تھے کہ
حادی نے آکر لال کاغذ ہاتھ میں دیا امیر نے اُس میں نشانی بنا کے مقبل کو
حکم دیا کہ تیاری کرو ہم انتظام طلاے کو جائینگے یہاں عمرو نے ایک خیمے میں
مشتری شمائل کو رکھا ہو شاہور کو معلوم ہوا کہ فلان خیمے میں مشتری تو یہ شام سے
چھپ رہا جب صاحبقران براے طلایہ گئے تو شاہور نکلا اور یہ بھی اسنے دیکھا
کہ خواجہ عمرو ساتھ صاحبقران کے گئے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا
نکالا عمرو کی شکل بنکر تیار ہوا طرف اُس خیمے کے چلا جس میں مشتری تھی بصورت
خواجہ اندر آیا مشتری نے پوچھا کیوں خواجہ اسوقت کیا ضرورت ہو شاہور نے

جواب دیا کہ ہمراہ صاحبقران طلاسے پر تھا خیال مین آیا کہ جاکر شراب پی آؤن
تمھارے ہی خیمے بن جلا آیا مشتری نے شاہور کو ایک جام پلایا اُسنے دو جام
پی کر دوسرا جام لبریز کیا گھائی سے پڑیا بیہوشی کی ڈالکر مشتری کو دیا مشتری نے
لیکر پیا پیتے ہی بیہوش ہوئی شاہور نے پشتارہ باندھا اور لیکر بھاگا خیمے سے
نکلکر اپنے لشکر کا راستہ لیا مگر خواجہ عمرو ہمراہ صاحبقران پھر رہے تھے دور سے
دیکھا ایک سیاہ پوش پشتارہ بدوش جاتا ہو خواجہ عمرو جیسے ایک ذرسے مین آکر
چھپے مگر شاہور نے کرمت سے مشتری پر مائل ہوا جو اسوقت موقع پایا تو ایک
نخل کے سایہ مین آکر پشتارہ رکھا اور بلائین لینے لگا مشتری بیہوش ہو بلکہ
جابجا شاہور نے ہاتھ بھی ڈالا مگر مشتری کو خبر نہ ہوئی خواجہ نے جو رخنے
سے دیکھا کہ مشتری کے ساتھ شاہور اختلاط کر رہا ہو بہت ناگوار ہوا آخر نکل کر
للکارے کہ او بے حیا منہ مہیر عیاری غشی مین عورت پر ہاتھ ڈالتا ہو خواجہ کو جو
شاہور نے دیکھا تو چاہا کہ پشتارہ چھوڑ کے بھاگ جاؤن مگر خواجہ آکر برس پڑے
اسقدر نیچے مارے کہ شاہور کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے ڈالدیا پشتارہ مشتری کا
لیکر چلے شنگل اپنے لشکر مین طلایہ دیتا ہوا اسجگہ پر جو آیا تو لاشہ شاہور دیکھکر
جلگیا حیران کھڑا دیکھ رہا تھا دل مین کہتا ہو کہ مسلمان بڑے سنگدل ہین بیہوش
بھی ہوا اور پھر اسکو قتل کیا بڑا ستم ہوا اس فکر مین پڑا مگر عمرو نے آکر امیر سے
ذکر کیا کہ آقا ایک نازنین بکاؤ ہو ایک تاجر اپنی دختر کو میرے خیمے مین چھوڑ گیا ہو
کہ جو پسند کرے وہ اسکے ساتھ عقد کرے صاحبقران نے کہا اسوقت تو طلاے
پر ہین مگر کل چلکے دیکھین گے ادھر شنگل لاشہ شاہور دیکھکر آتا تھا صاحبقران کو
جو آتے ہوئے دیکھا تاب نہ آئی عیار کی محبت مین پکار اُٹھا کہ یا صاحبقران زمان
اب اسوقت کوئی بیچ مین نہین ہو میرے آپ کے مقابلہ ہو جائے صاحبقران
نے مرکب بڑھایا شنگل سے تلوار چلنے لگی مگر شنگل نے لڑتے لڑتے ہاتھ گھوڑے
پر مارا اشقر کی پیشانی پر تلوار پڑی سر اشقر کا زخمی ہوا ایک طرارہ بھرا اور منہ پھیرا

شنکل نے پشت پر سے صاحبقران کو ہاتھ مارا کہ تا ابرو زخمی ہوے امیر نے بھی ہاتھ مارا کہ شنکل کے گینڈے کا سر اڑ گیا شنکل گینڈے سے گرا امیر نے اوپر سے ہاتھ مارا کہ سر شنکل کا بھی زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی شنکل تو بھاگا ادھر صاحبقران کے زخم کاری تھا اترنے کا ارادہ نہ کر سکے دونوں ہاتھ گردن میں گھوڑے کی ڈالدیے اور بزبان جنی میں فرمایا کہ اے مرکب تو بھی زخمی ہو مجھکو نکال لے چل گھوڑا صاحبقران کو لے چلا آخر بے زبان ہو طرف صحرا کے گیا تگرخواجہ مشتری کو خیمہ مین بٹھا کے جو آئے تو دیکھا کہ اس مقام پر خون پڑا ہو آقا کا پتہ نہیں عمرو کو بہت ناگوار ہوا قطرے خون کے جو جا بجا گرے تھے انکو دیکھتا ہوا چلا ادھر شنکل نے اپنے لشکر میں آکر مشہور کیا کہ مین حمزہ کو قتل کر آیا بڑی خوشیان ہونے لگین منتر شاہپور کا بھائی ماہپور کہ قایم مقام شاپور رہا اسکے لشکر مین بھی ہر طرف مشہور ہوا کہ امیر مارے گئے بڑی خوشی ہو رہی ہو ماہپور کہتا پھرتا ہو کہ رات کو آقا سے نامدار نے بھائی صاحب کے خون کا بدلہ لیا حمزہ کو مار ڈالا گھوڑا لاش لیکر کسی طرف نکلگیا یہ خبر لندھور سے جب الیاس ہندی سے آکر بیان کی کہ لشکر کفار مین یہ مشہور ہو لندھور کو تاب نہ آئی ڈھونڈھتا ہوا چلا ایک مقام پر آکر دیکھا کہ قطرے خون کے پڑے ہین اُسی نشان پر یہ بھی چلا مگر اشقر صاحبقران کو جو لیکے چلا تو قریب ایک کوہ کے آیا صبح کا وقت تھا کہ اس پہ ٹھوکر الابدان کو جو جنبش دی صاحبقران پشت اشقر سے گرے ریحان قزاق بالاے کوہ ایک قلعہ ہو اُسمین رہتا ہو کسی وجہ سے کوہ سے اُترا صاحبقران کو دیکھکر خوش ہوگیا اور عجائب یہ دیکھا کہ ایک مرکب سے جنس معروف چرا ہو گھوڑا بھی لیا اور صاحبقران کو لیکر بالاے کوہ آیا آکے زخمون مین ٹانکے دیے انگلی پر جو نگاہ کی تو دیکھا کہ مُہر کی انگشتری ہو اُسکو اُتار کر چھاپا تو یہ مضمون پایا کہ زبدۂ آفاق ثانی سلیمان داماد نوشیروان حمزہ صاحبقران اور داماد شہپال بن شہرخ ریحان اور زیادہ خوش ہوا ساتھ والون سے کہنے لگا کہ میری خوش نصیبی تو دیکھو کہ حمزہ عرب کو اس حال مین پا گیا اُسی حال مین امیر کو

سلاسل و طوق کیا قید خانے مین بھیجدیا صاحبقران قید خانے مین بیدار ہوے اپنے کو
اس حال مین دیکھا زنجیرین ہلانے لگے چاہتے ہین قید توڑ ڈالون مگر عمرو پھرتا ہوا زیر کوہ
پہونچا نشان خون دیکھکر عقل سے دریافت کیا کہ آقا یہان سے آگے نہین گئے ایک
گنوار بنکر بالاے کوہ چلے اندر قلعے کے آئے دیکھا ریحان قزاق گلی گلی پھر رہا ہے اور
کہتا پھرتا ہے کہ جو کوئی میری قیدی کو لے گیا ہو بتادے ورنہ اسکا گھر وغیرہ قرق کر لونگا
کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا خواجہ تو کنارے ہو گئے دور سے آکر دیکھا کہ مرکب ابلق
اصطبل مین بندھا ہے مگر غل و فساد کر رہا ہے وہ دولتیان مارین کہ سب مرکب وہانسے
نکال دیے گئے اکیلا تھان پر بندھا ہے عمرو نے زبان جنی مین اشقر سے سب حال پوچھا
اشقر نے عمرو سے بیان کیا کہ قزاق آقا کو قید کر کے لے گئے مین دیکھا کیا کچھ زور نہ چلا
خواجہ نے اشارہ کر دیا کہ آج رات کو پتہ لگا لونگا بہتا زیادہ فساد نہ کر سہولیت مین
بسر کر دو دن بھر خواجہ نے پھر بسر کی رات کو ڈھونڈتے ہوے چلے ایک مقام پر
آکر ایک باغ دیکھا کہ اندر اس باغ کے کوئی یہ اشعار بہ آواز بلند گا رہا ہے نظم

کس سے مثال دون بدن بیمثال کو — پہونچا کبھی خیال نہ میرے خیال کو
عالم دل اسیر ابھی ہوگا خاک پہ — جنبش اگر ہوئی ترے کاکل کے بال کو
قاتل کے لطف سے ہے یہانتک مین غرق — دست دعا نہین جو اٹھاؤن سوال کو
وحشی وہ ہون کہ جان کو تن سے دیگا — مجھسے بھلا مثال کہان ہے غزال کو
دنیا مین آبلے جین نہ صحرا مین نوک خار — حیرت نہ کس طرح ہو ترے پائمال کو
آنے کے انتظار مین تیرے بسر کیا — انفاس و وقت و روز و شب ماہ و سال کو
لاغر وہ تھا کہ چشم جہان سے نہان رہا — تھا صاحب کمال نہ پہونچا زوال کو
لذت سے چھٹ سکی نہ سنان خدنگ ناز — پہونچا نہ میرا زخم جگر اندمال کو
ترسان عذاب قبر سے ہوتا ہے کیون نسیم — حامی سمجھ تو اپنا محمد کی آل کو

خواجہ پشت پہ باغ کی آئے دلکو یقین ہوگیا کہ صاحبقران اسی باغ مین پہنچ بیٹھے
آکر کمند ماری دیوار پر چڑھکر دیکھا کہ صاحبقران زنان بیٹھے ہین اور ایک حسین جبین

پہلو مین بیٹھی ہی سانزج - باہی کنیزین بہ اسے خدمت حاضر ہین یہی ذکر ہو رہا ہی وہ یہ بیبین کر رہی ہی کہ جب باپ نے میرے آپ کو گرفتار کیا اور طرف قید خانے کے بھیجا تو مجھکو تاب نہ آئی رات کو نقب دے کر پہونچی اور آپ کو نکال لائی ہر طرف قزاق ڈھونڈھتے پھرتے ہین اس باغ کے دروازے پر بھی کئی مرتبہ آچکے کنیزون سے پوچھ گئے کنیزون نے نہین بیان کیا یہی کہکے ٹال دیا کہ یہان ملکۂ عالم رہتی ہین ملکہ دل آرام دختر بیجان قزاق یہ مضمون سنکر قزاق پلٹ گئے خواجہ دیوار سے اُترے گلیم اوڑھکر محفل مین آئے سامنے لالٹین یاقوتی روشن تھی وہ اٹھالی لالہ سرخ رو وزیرزادی جو قریب ملکہ دل آرام بیٹھی تھی ملکہ کو لپٹ گئی کہ کوئی بھوت پلید اس محفل مین آیا دیکھیے لالٹین اٹھالی ایک کنیز نے کہا میرے سینے پر کسی نے ہاتھ رکھدیا ایک غل مچاتی ہوئی آئی کہ کسی نے میرے ازاربند سے اشرفی کھول لی کسی نے غل مچایا کہ میری گٹھری جاتی رہی کسی نے کہا او رغضب دیکھو ڈھولنا میرے گلے سے اُتار لیا صاحبقران سمجھ گئے کہ خواجہ عمرو کا گذر ہوا پکار کر آواز دی کہ بھائی اُوکیون عورتون کو حیران کرتے ہو ایک کنیز نے کہا آپ کے بھائی صاحب بھوت پلید ہین ایک کنیز نے چلا کر کہا اوے دیکھو تو شاخ نخل پر کون بیٹھا ہی یہ تو کوئی بن مانس ہی خواجہ نے ہاؤ جو کیا دخواص گری امیر نے جو نگاہ اُٹھا کر دیکھا معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو شاخ نخل کو گھوڑا بنائے بیٹھے ہین امیر نے فرمایا خواجہ آؤ خواجہ لالہ عذار وزیرزادی پر عاشق ہوے اوپر ہی سے لالہ عذار سے اِشارے کرنے لگے مگر لالہ عذار سہمی ہوئی تھی یہ دیکھکر دل آرام سے شکایت کرنے لگی کہ حضور اِس بن مانس کو منع کیجیے کہ میرے ساتھ اِشارے کرتے ہین اس طریقے کی آدمی نہین ہون ملکہ نے منع کیا کہ خواجہ سلامت میری وزیرزادی آپ کو نہین پسند کرتی آپ کیون ٹوٹے پڑتے ہین خواجہ نے کہا سبحان اللہ مجھے بڑی حیرت ہی کہ آقا میرا آفتاب عالمتاب تم ایسی بدصورت پر عاشق ہو بڑا افسوس ہی کہ لال میرا پتھر سے ٹوٹا خدا انجام بخیر کرے ملکہ یہ سنکر رونے لگی اِس خیال سے کہ مین ایسی بدصورت ہون صاحبقران نے آنسو پونچھے اور فرمایا انکی بات کا برا نہ

کچھ انکو ریوڑ ملکہ نے کشتی جواہر کی منگا کر خواجہ کے سامنے پیش کی خواجہ تعریفین کرنے لگے
فرماتے تھے ای ملکۂ عالم مین بہ قصور کرتا ہون کہ تم ایسی شاہزادی مجاور رنجانہ کعبہ کے
صاحبزادے کی معشوق بنے مجھکو بڑا افسوس ہو لالہ عذار کہ عمرو کی باتون سے جل جل کر
کہتی ہو واری یہ تو عجب شخص ہو کبھی تعریف کبھی مذمت خواجہ نے فرمایا آقاے نامدار
مین چاہتا ہون کچھ گاؤن صاحبقران نے فرمایا جانتے ہو کہ صورت تو بہت عمدہ ہو
شاید معشوق سیرت ہی پر توجہ کرے خواجہ نے سامنے بیٹھکر یہ اشعار شروع کیے نظم

آیا نہیں پھر کے آہ قاصد — تکتا ہون مین کب سے راہ قاصد
آتا ہو کبھی جو ہوش مجھکو — کہتا ہون یہی کہ آہ قاصد
ہون دست نگر اسی کا ہر دم — مین مثل گدا ہون شاہ قاصد
اس ماہ کا لیکے خط کرے جلد — طی راہ کو مثل ماہ قاصد
قاصد قاصد مین کہ رہا ہون — کیا دیر لگائی آہ قاصد
جلد آیا نہیں مین مر چلا تھا — جیتا رہے دیر گاہ قاصد
لکھے ہین مرے نصیب مین رنج — تیرا نہیں کچھ گناہ قاصد
طی راہ طلب کو تو کیا کر — مثل پیک نگاہ قاصد
احباب سے اضطراب کہنا — ہو تو ہی مرا گواہ قاصد
میرے تن خشک کا نمونہ — لیجا کوئی برگ کاہ قاصد
مقبول ہوا اب دعاے ناسخ — جلد آئے وہ یا اِدھر قاصد

خواجہ نے جو یہ اشعار گائے لالہ عذار کو توجہ ہوئی مگر ظاہر انکار کر رہی ہو غرض
خواجہ نے اپنی عیاری سے لالہ عذار کو راضی کیا ناگاہ ایک قزاق کہ تلاش مین امیر
باتوقیر کی چار طرف پھر رہا تھا ادھر سے گذر گا تا خواجہ کا سنکر دیوار باغ پر آیا دیکھا کہ ایک
شخص گا رہا ہو صاحبقران بھی بیٹھے ہین اپنے مالک سے جاکر کہا ریحان نے جو یہ حال
سنا جلا گیا قزاقون کو حکم دیا کہ تیار ہو ساٹھ ہزار قزاق کمرین باندھکر تیار ہو کے
طرف باغ ملکہ کے چلے یہان صاحبقران نے خواجہ کا عقد پڑھا اور خواجہ نے

صاحبقران کا پڑھنا صبح کا وقت ہو دماغ تر جام ارغوانی گردش میں ہو کنیزیں رو رہی ہوئی آئیں عرض کی ملکۂ عالم غضب ہوا کہ آپ کے باپ کو خبر ہوگئی ساری فوج سے باغ کو گھیر لیا اب وہ اندر آتے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ دونوں کو قتل کرونگا حمزہ کو یہ کیا سوجھی یہ دل آرام چرا کر لے آگئیں جا کر باغ میں رکھا اب مزہ چکھاؤنگا امیر تیغ ٹیک کر اٹھے ملکہ نے دامن تھام لیا صاحبقران نے فرمایا ملکہ نہ گھبراؤ آتا ہو تو آنے دو میں جا کر روکتا ہوں ملکہ نے کہا ای شہریار رونا اس بات کا ہے کہ آپ اکیلے ہیں اور وہاں ساٹھ ہزار قزاق ہیں باپ نے میرے انھیں ساٹھ ہزار سے لاکھوں کو لوٹ لیا لاکھ فوج جسکے ہمراہ ہو اُسپر جا پڑتے ہیں اور ایسا گھبرا دیتے ہیں کہ حریف پا رچیم دست ہو جاتا ہے ان جعلسازوں سے مقابلہ ہے خدا آپ کی خیر کرے امیر باہر نکل آئے اب سب نے دیکھا کہ دروازہ باغ کا کھلا ہے اور آفتاب آسمان صاحبقرانی حسن میں یوسف ثانی اندر سے باغ کے نمایاں ہوئے ملکہ گھبرا کر کوٹھے پر چڑھ گئیں ہر چند کہ ریحان کو اپنی جرأت پر بڑا دعویٰ ہے مگر کل فوج کو اشارہ کیا صاحبقران تلوار کو کھینچکر جا پڑے لڑنے لگے نعرۂ صاحبقران زبان

امیر عرب ضیغم روزگار
بحکم خدا بستہ شمشیر چار

یکے تیغ صمصام و قمقام نام
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام

بن کافران از جہان پاک کرد
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

خواجہ نے جو دیکھا کہ صاحبقران جاتے ہی گھر گئے قزاق جنگ کر کے عادی جہاں جانب سے تلواریں مار مار کر بھاگتے ہیں اور جو ٹھہرا وہ مارا گیا لاشوں کے صاحبقران نے انبار لگا دیے خواجہ کو کب چین پڑتا نکلکر حقۂ آتشبازی مارا کر سو دو سو کے منھ جلے ادھر ریحان آواز دے رہا ہے کہ ایک شخص تمھارے گرفتار کیے نہیں ہوسکتا کمندیں مار کر گرفتار کر لو قزاقوں نے کمندیں بازوؤں سے کھولیں اور چہار جانب سے کمندیں مارنے لگے صاحبقران کمندیں کاٹتے ہیں آخر بمشکل لڑتے ہوئے زیر کوہ پہونچے ایک گھاٹی سے پٹھان پڑے سب

سوارون نے کمندون کی بوچھار کردی اسقدر کمندین مارین کہ صاحبقران گرفتار ہوگئے
ریحان نے امیر کو مسلسل و مطوق کیا خواجہ عمرو بھاگ کر ایک غار مین چھپ رہے
ریحان چاہتا ہے کہ صاحبقران کو لیکر کوہ پر جاؤن قلعہ مین جاکر قتل کرون تنزل اسم
نے جو بالاے بام سے یہ سب معرکہ دیکھا بیقرار ہوگئی کچھ بس نہ چلا سر کے
بال کھول دیئے ہاتھ طرف آسمان کے اٹھا دیئے اور پکار اٹھی کہ رب بے نیاز
واے خالق کارساز رحم اپنا شریک کر حال اسوقت مین نہین معلوم کہ عمرو کہان چلا
گیا اس بیکسی سے صاحبقران گرفتار ہوئے تو ہی مدد کریگا خداوندا ان آفتاب چہرون
کو ان ظالمون سے بچا سے بیقرار ہوکر جونہی اسنے دعا کی تو صحرا سے گرد باد ایک اڑی کہ
داراے ہند لندھور کہ قطرے خون کے دیکھتے ہوئے آتے تھے دور سے دیکھا
کہ آقاے نامدار تو بیہوش ہین اور قزاق مسلسل کر رہے ہین لندھور کا کلیجہ
منھ کو آگیا کیونکہ لندھور تو صاحبقران پر عاشق ہے نعرہ کیا نعرہ لندھور
جزیرہ ہاے دریا گرفتم تا بہ ہندوستان + اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان +
نعرہ کرکے آپڑے چند سوار ہمراہیان کمل پوشان کہ عقب مین لندھور کے چلے
تھے بانکے ترچھے ڈاڑھے بھرے کٹے پٹے کلون پر گھنگھور سے بنے ہوئے یہ وہ
جوان ہین کہ ہزار کو ایک جانتے ہین لندھور کو جو دیکھا کہ غول پر جا پڑے
خواجہ عمرو بھی غار سے نکلے لندھور لڑ رہا ہے مگر دل آرام حیران ہے کہ یہ جوان
کون ہے کہ اکیلا آپڑا مجھ جان کا خوف نہ کیا مگر وہ چند سوار بلبیت پھکیت توم کے
ہندی ململ کے انگرکھے پہنے ہوئے مشروع کے گھٹنے زخم چہرون پر کھائے نیچے
کھینچکر آپڑے سپر ہاتھ مین نہین لیتے کہتے ہین سپر عورتون کا گھونگھٹ ہے ہمارے
واسطے عیب ہے تلوار سے لڑتے ہین اسی پر روکتے ہین تھوڑے عرصے مین
لندھور لڑ بھڑ کر قریب صاحبقران کے پہونچا آواز دی آقاے نامدار غلام
آگیا یہ کہکر بچہ مار کر سنبھالی کہ کٹی امیر نے خانۂ زور مین آکر قید کو توڑ ڈالا ایک
درخت سامنے تھا اسے اکھیڑ لیا اور اسکو زمین پر مارا کہ شاخین ٹوٹ گئین

ڈنڈ ہنکا لیکر جا پڑے نخل کو جو گرد پش رہی دس دس کے سر پھٹ گئے مگر لندھور آدمی
بھڑنے قریب ریحان قزاق کے پہونچے ریحان نے ہاتھ تلوار کا مارا لندھور
نے کلائی تھام کر ریحان کو اُٹھا لیا ریحان نے آواز دی الامان لندھور نے
کہا امان بہ شرط ایمان ریحان بصدق دل مسلمان ہوا تمام فوج کو مسلمان کیا اور
نسبت بیٹی کی بخوشی منظور کی امیر نے فرمایا کہ عقد شرعی ہو چکا مگر ای دادا اے ہند
تم کیونکر پہونچے لندھور نے کہا جب مجھکو معلوم ہوا کہ مرکب آپ کو نکال لے گیا
اور خبر سنی کہ دشمن آپ کے مارے گئے تو مین بیقرار ہو کر خون کے نشان پر یہانتک
پہونچا شکر کرتا ہون کہ وقت پر پہونچا کہ حضور رہا ہوے صاحبقران نے فرمایا
شنکل نے کیا کیا لندھور نے عرض کی غلام کو کیا معلوم کہ وہان کیا گذری لیکن
شنکل نے مشہور کیا ہو کہ مین نے صاحبقران کو مار ڈالا لاشہ اُنکا گھوڑا لے کر
نکلگیا صاحبقران نے ریحان کو حکم دیا ہم کوچ کرینگے لشکر ہمارا اب بے سردار ہو
اور شنکل مکار و غدار ہو ایسا نہو لشکر کو پامال کرے ہر چند کہ بیثاق وغیرہ موجود
ہین لیکن اُنکو منادی ہو کہ بغیر ساحر پر سحر نہ کرنا وہ مجبور ہین ریحان نے عرض کی کہ
غلام بھی ہمراہ چلیگا صاحبقران نے ریحان کو ہمراہ لیا مع لندھور و خواجہ
و ریحان کے دس ہزار آدمی ساتھ لیے باقی فوج قلعے پر چھوڑی ملکہ کو حاکم کیا
وزیر زادی کو پیش دست قرار دیکر چلے دس ہزار جوان ساتھ ہین منزل در منزل
جاتے ہین ایک صحرا مین جو آکر پہونچے دیکھا شام کا وقت ہو صحرا اسے سبزہ زار
دلنواح دلکشا درخت جا بجا معقول ہر سبز و شاداب نہر بن لاجواب کہ جوش
مار رہی ہین چھوٹی مچھلیان چمک کر بلند ہوتی ہین صاحبقران نے فرمایا آج اسی
مقام پر لشکر اُترے لندھور نے بارگاہ استادہ کرائی بارگاہ مین صاحبقران آکر
اُترے دس ہزار جوان اُسی صحرا مین اُتر پڑے جوانون کی چہل پہل قزاقونکی
عقلمندیان کہ بارگاہ صاحبقران کو گھیر لیا ہو طلاسے پر ریحان قزاق حاضر باش
و ناظر باش کر رہا ہو پہر رات پچھلی باقی تھی کہ ریحان نے دیکھا بائین پرے صحرا کے

ایک ابر تیرہ و تار اُٹھا بارگاہ صاحبقران کو ابر نے آکر گھیر لیا ریحان حیران ہی کہ یہ کیا
معرکہ ہی کہ سارے لشکر سے ابر کو کچھ کام نہین صرف بارگاہ پر ابر نے تسلط کیا ہی ریحان پلٹ
کر خواجہ کو ڈھونڈھوں اُنسے یہ کیفیت بیان کرون کہ یہ ابر کیسا ہی ناگاہ ابر نے پایا ابر سے
ایک برق گری صاحبقران کو سوتے مین اُٹھا لیگئی ریحان جو پلٹا دربار بارگاہ امیری
آکر دیکھا کہ خادم بیہوش پڑے ہین تنبۂ بارگاہ شکست ہوگئی ہین کہتا ہی یہ کیا بندوبست ہی
معلوم ہوتا ہی آقا کو کوئی لے گیا اندر بارگاہ کے جاکر دیکھا چھپر کھٹ خالی پڑا ہی باہر نکلکر
نگہبانون کو جگا کر اُنسے کہنے لگا کہ کیون صاحبو یون ہی نگہبانی کرتے ہین نگہبانون نے
عذر کیا کہ ہمپر عجب معرکہ گذرا بیٹھے پہرا دے رہے تھے کہ ایک ہوا سے سرد چلی اُس ہوا
سے ہم سب بیہوش ہوگئے ہمکو خبر نہین کہ اُسکے بعد کیا ہوا یہ ذکر تھا کہ خواجہ عمرو آکر پہونچے
یہ اسواسطے آئے تھے کہ وقت صبح صادق ہی صاحبقران کو جگاؤن نماز پڑھواؤن آگے
دیکھا کہ ریحان حیران کھڑا ہی خواجہ نے پوچھا ای ریحان کیا ہوا ریحان نے عرض کی
کہ صاحبقران کو کوئی لے گیا عمرو نے طریقہ پوچھا ریحان نے بیان کیا کہ باہر سے
صحرا کے ابر اُٹھا آسنے آکر بارگاہ کو گھیر لیا عمرو سمجھا کہ یہ کام کسی جادوگرنی کا ہی فوراً
اُسی جانب روانہ ہوے یہان پلنگ صحرائی اس دشت کی حاکم ہی اُسنے جو آمد لشکر
صاحبقران دیکھی پہاڑ سے تماشہ دیکھنے لگی صاحبقران پر جو نگاہ پڑی جمال بیمثال
دیکھکر عاشق ہوگئی رات کو اپنے مقام سے اُٹھی ابر تیار کیا برق بنکر گری صاحبقران
کو اُٹھا لائی اپنے نزدیک امیر کو سحر مین مبتلا کیا ہی جب اپنے باغ مین لائی تو صحبت آراستہ
کی آپ مسند پر بیٹھی امیر کو بیدار کیا کہنے لگی ای جوان رعنا تیری تقدیر نے رسائی
کی کہ مین تجھپر مائل ہوئی وہ مرتبہ تیرا کرون کہ عالم عالم رشک کرے وہ زرہ بنا دون
کہ کوئی تجھپر غالب نہ ہو امیر حیران حیران اُسکی جانب دیکھ رہے تھے یاد کیا تو معلوم
ہوا کہ اسم اعظم یاد ہی کسیقدر تسکین ہوئی جواب دیا کہ او فاحشہ کیا بیہودہ باتین
بک رہی ہی مجھے نہین خواہش کہ تیری بنائی ہوئی زرہ پہنون پروردگار نے مجھکو
ایسا زور عطا کیا ہی کہ ابھی تک تو کوئی مجھپر غالب نہین آیا یہ کہکر تلوار کمر سے لگی تھی

صاحبقران نے تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا پلنگ صحرائی چلائی کہتی تھی کیون اے شخص تلوار میری کیا کرے گی صاحبقران نے یہ سنکر تلوار کھینچی پلنگ صحرائی نے سحر کیا امیر نے اسم اعظم پڑھا پلنگ صحرائی کا سحر باطل ہوا سحر باطل ہوتے ہی گھبرائی سمجھ گئی کہ یہ بھی کوئی ساحر زبردست ہی چاہا تھا کہ اُٹھکر بھاگون مگر امیر نے ہاتھ تھام لیا پلنگ صحرائی سحر کرتی تھی امیر اسم اعظم پڑھدیتے تھے سحر برطرف ہوجاتا تھا جب ہاتھ ساحرہ کا نہ چھوٹا تو امیر نے جھٹکا مارا کہ منھ کے بھل جھکی امیر نے گھونسہ مارا کہ پلنگ صحرائی کا سر پھٹ گیا طائر روح قفس جان سے پرواز کرگیا مرتے ہی پلنگ کے سارا باغ غائب ہوگیا صاحبقران زبان سے پڑھتے بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہتی مرا نام من پلنگ صحرائی بود امیر ایک نخل کے سایے مین کھڑے ہوے حیران حیران چہار جانب دیکھ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُٹھی صاحبقران نے دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار جوان چلا آتا ہے اُس پہلوان کا نام طوفان بلاخیز ہی یا تو گینڈے پر سوار آتا تھا یا صاحبقران کو جو دور سے دیکھا طرف فوج کے متوجہ ہوکر کہنے لگا یارو یہ بیکی خوش نصیبی ہی کہ حمزہ ایسا شخص یہان بیوقت تنہا مجکو ملگیا چہار جانب سے گھیر لو وہ بارہ ہزار جوان جو ساتھ تھے اُن سب نے گھوڑے اُٹھائے صاحبقران پر آپڑے امیر نے تلوار کھینچی اور نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پُردغا ہوشیار

نظم صاحبقران زبان نعرہ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار
بکف تیغ صمصام و قمقام نام
بن کافران از جہان پاک کرد

بجنگم خدا بستہ شمشیر چار
بکی تیغ عقرب بکی ذوالحسام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرہ کرکے لڑنے لگے کہ طوفان بلاخیز دور سے تماشائے جنگ دیکھ رہا تھا اُسنے دیکھا کہ صاحبقران لڑتے ہوے اسی طرف آتے ہین تو للکارا کہ او حمزہ مجھکو کیا سمجھا ہی منم طوفان بلاخیز مین نے وہ وہ پہلوان مارے ہین کہ جنکا نظیر نہ تھا صاحبقران نے فرمایا میرے مقابلے ہین تو آ کچھ جرأت دکھا طوفان نے بڑھکر تلوار دوا کیا

امیر نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر میں ہاتھ ڈالکے اٹھا لیا طوفان کانپا کہا ای شہریار الامان امیر نے فرمایا امان بہ شرط ایمان طوفان نے کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا ساتھ والون کو بھی مسلمان کیا صاحبقران اسی مقام پر اُترے رات کو جلسہ آراستہ ہوا نازنینان مہ جبین اور مہ جبینان زہرہ جبین لشکر طوفان کی حاضر ہوئین اور سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

واعظا جب مذہب تیرا جو مذہب ہو گیا / عیب کیا شرب شراب اپنا بھی مشرب ہو گیا
جلوہ فرما بام پر وہ ماہ جس شب ہو گیا / بدر ایسا گھٹ گیا گویا کہ کوکب ہو گیا
وصل کی شب ہو چکی عالم ہر نظر میں سیاہ / صبح کا پھٹ کر گریبان دامن شب ہو گیا
فصل گل آئی ہوا بھی بنگئی ساقی شراب / میکدے میں ہر خم خالی لبا لب ہو گیا
کوکب خالِ ذقن کی روشنی کو سو نہیں ہے / آپکا چاہِ ذقن بھی چاہِ نقشب ہو گیا
رمیدم آواز قلقل کی نہ کیون آیا کرے / ہو گئی ہر روح ساقی شیشہ قالب ہو گیا
ہین جو عاشق تربیت سے اور ہوتے ہیں خراب / باعث دیوانگی مجنون کا مکتب ہو گیا
پھر کسی محبوب معنی فہم سے الفت ہوئی / پھر نیا دیوان ناسخ کا مرتب ہو گیا

رات بھر صحبت عیش و جشن رہی صاحبقران نے آرام فرمایا طوفان بلاخیز بندۂ خلق صاحبقران ہو گیا ہی صحبت سے اُٹھکر طلاے پر آیا انتظام لشکر کرنے لگا بازارون میں سوار و پیدل مقرر کیے تاجرون کی دوکانون کے قریب خود بھی پھر رہا ہی حاضر باش و ناظر باش کی صدا بلند ہی کنارے پر آکر شہر اک صحراے گرد اُڑ رہی اور آواز زنگ کی کان مین آئی طوفان ایک گوشے مین چھپ گیا دیکھا ایک عیار طرار چست و چالاک بیباک چھپتا ہوا آتا ہی مگر طوفان دیکھ رہا ہی کہ بھاگا ہوا قریب بارگاہ صاحبقران پہونچا جاتے ہی سراچہ چاک کیا اندر بارگاہ کے پہونچا امیر کو بیہوش کر کے پشتارہ باندھا اور لے بھاگا طوفان نے دیکھا یہ تو غضب کر چلا آقا کو لیے جاتا ہی آگے بڑھکر روکا للکارا کہ او نا عیار تو کون ہی کہان سے آیا ہی ہمارے آقا کو کیون لیے جاتا ہی عیار نے جواب دیا کہ منم کنگ تیز رو عیار شہنشاہ زرین کو

ہمارے شاہ نے جو خبر سنی کہ حمزہ جاتا ہے مجھکو حکم دیا کہ پکڑ لاؤ خبردار ای طوفان مجھکو
نہ چھیڑنا ورنہ تمکو بھی لیجاؤنگا طوفان کب مانتا ہے جیسے ہی طوفان تلوار کھینچکر چلا
کہنگ نے حباب پھینکے کہ پیشانی پر طوفان کی پڑے طوفان بیہوش ہوکے گرا
کہنگ نے آواز دی جنگل سے اور دو تین عیار پیدا ہوے اُنھون نے طوفان
کا بھی پشتارہ باندھ لیا کہنگ صاحبقران کو لیے ہوے اور شاگرد اسکے طوفان
کو لیے ہوے جست وخیز کرتے ہوے طرف قلعۂ زرین پوشان کے چلے کوس بھر
قلعہ باقی ہے صبح کا وقت ہے کہ صحراے گرد اُڑی ایک نقابدار بادلہ پوش گھوڑا اُڑاتا
ہوا آیا نیزہ سینے پر کہنگ کے رکھدیا کہا پشتارہ رکھدے کہ دوسرا سوار آیا اُسنے
نیزہ سینے پر شاگرد کے رکھدیا اور کہا پشتارہ رکھدے دونون نے جان کے
خوف سے پشتارے رکھدیے اون سوارون نے پشتارے اُٹھالیے کہنگ
پیچھے پیچھے چلا تھوڑی دور جاکر ایک باغ دکھائی دیا وہ سوار تو باغ مین داخل
ہوگئے کہنگ پلٹا قلعہ مین آیا سلطان زرین پوش کے سامنے کلاہ دے مارکے
کہا ای شاہ غضب کی بات ہے کہ کئی دن کے رستے پر گیا صاحبقران کو چُرا لایا بلکہ
ایک اُنکے رفیق کو بھی لایا اُسنے روکا تھا اُسکو بیہوش کرکے شاگرد کو دیا سب
راستہ طے کرکے قریب قلعہ پہونچ چکا تھا کہ بی غلمان پری پیکر دختر حضور شکار
کھیلتی ہوئی آئین اور برچھا میرے سینے پر رکھدیا مجھکو کچھ نہین پڑا ہمراہ اُنکے
اُنکی وزیرزادی تھی اُسنے آکر شاگرد کو لوٹا آخر پشتارے دیدیے اُنکے سامنے سے
چلا گیا مگر کمین گاہ مین لگا رہا جب وہ روانہ ہوگئین تو پیچھے پیچھے گیا اپنی آنکھ سے
دیکھ آیا کہ باغ مین چلی گئین سلطان زرین پوش اُٹھا کہا او بیحیا تو اسکو عیب جانتا
ہے مجھے فخر حاصل ہوا کہ مین صاحبقران کا بڑا کہلاؤنگا ابھی جاکر قدمبوسی کرتا ہون
یہان غلمان پری پیکر صاحبقران وطوفان کو لیے ہوے بہ اطمینان اپنے باغ
مین آئی امیر کو ہوشیار کرکے مسند پر بٹھایا امیر نے دیکھا ایک مہجبین زہرہ
مثال پری تمثال ابرو ہلال عارض ماہ آسمان کمال سامنے بیٹھی ہے ایک طرف

طوفان بلاخیز سو د ب بیٹھا ہی صاحبقران نے فرمایا او صحیین مین یہانتک کیونکر پہونچی غلمان نے عرض کی ای شہریار شب کو میرے خواب مین ایک بزرگ آئے تھے انھون نے مجھکو آپ کا نشان دیا کہ صاحبقران لوکہ تنگ لیے ہوئے آتا ہی انکو رہا کر کے آئو انکی منسوبہ ہوگی ای شہریار مین جا کر بیٹھا وہ جبین لائی کنیز بے درم ہون یقین ہی باپ بھی یہ قبول کرے کہ اُسنے آپ کو اجر دوت بلایا ہی وہ وزیرزادی گلستان جمال یہان بیٹھی ہی کنیزین سامنے برائے خدمت حاضر ہین ایک کنیز خوش آواز واسطے گانے کے طلب ہوئی اُس کنیز نے آکر سامنے بیٹھکر کچھ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

خوب موزون جیسے وصفِ قد بالا ہو گیا
عالم بالا تک اپنا بول بالا ہو گیا

داغ حسرت کسنے تیرے عہد مین پایا نہین
باغ مین آگے جو گل تھا اب وہ لالا ہو گیا

خوش ہوا بعدے سے گر دل غم مین یار آگیا
قہقہہ ہونٹون تلک پہونچا کر نالا ہو گیا

محتسب پہونچا سکا کچھ بھی نہ مستونکو ضرر
شیشہ ہی ٹوٹ کر ساقی پیالا ہو گیا

وصف جو اُس ماہ نا بانکے کیے مین نے رقم
یک قلم اشعار کے حرفون پہ ہالا ہو گیا

غم ہوا اسد رجہ مجھ وحشی کی صورت دیکھکر
جو ہرن تھا خشک ہو کر مرگ چھالا ہو گیا

اُس پری کی سرد مہری نے رولایا اسقدر
اشک جو ٹپکا میری آنکھون سے ژالا ہو گیا

کل تلک بے صرفہ ناسخ غم یہ غم کھایا کیا
آج وہ خود گور کے منھ کا نوالا ہو گیا

ہنگامۂ عیش و نشاط برپا تھا کہ محلدار دوڑ کر آئی عرض کی کہ حضور سلطان زرین گوش آتے ہین مگر تیور سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ با اصلاح آتے ہین صاحبقران برائے تعظیم اُٹھے سلطان نے سامنے آکر سلام کیا امیر نے جواب سلام دیا سلطان قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار حضور کا اس باغ مین آنا باعث میری نصیب وری کا ہوا آج کئی دن کا زمانہ گذرا کہ مین نہایت متفکر سو گیا عالم خواب مین ایک بزرگ تشریف لائے اول مجھے کلمہ پڑھایا اور فرمایا کیون گھبراتا ہی صاحبقران کو بلا بھیج میرے دل مین آیا کہ حضور سے مجھکو تعرف نہین ہی کیونکر بلواؤن آخر یہ ذہن مین آیا کہ عیار کو بھیجون وہ انکو لے آئے ملکہ نے کہا ای والد میرے بھی خواب مین ایک بزرگ آئے اور

مجھکو مسلمان کر کے نشان بتایا کہ صاحبقران کو عیار لیے جاتا ہی جا کر پہلے آؤ مین گئی اور
آپ کو لے آئی سلطان بھی آکر بیٹھا کہا اے شہریار مین نے آپ کو اسواسطے طلب کیا ہی
کہ یہان سے قریب ایک درہ کوہ ہی کہ اُسکو کوہ ماران کہتے ہین اُس درے مین ایک
نقابدار سیاہ پوش رہتا ہو اُسنے مجبیر و باؤ ڈالا ہو ملکہ کے حسن کا شہرہ سُن کے اُسنے کہلا
بھیجا کہ ملکہ کی شادی میرے ساتھ کر دو مین نے دو چار روز اُسکو ٹالا ایک دن وہ خود
میری بارگاہ مین چلا آیا اور میرا ہاتھ تھام لیا کسی ملازم کو یہ حوصلہ نہ پڑا کہ میرا ہاتھ اُس سے
چھڑاے اُسنے یہ کہا کہ جبتک عہد واثق نہ کروگے جبتک تمھارا ہاتھ نہ چھوڑونگا مین نے
ناچار ہو کر قبول کیا آٹھ روز کا وعدہ کر لیا لہذا حضور اُسکو بھگادین کہ مجبیر و باؤ نہ ڈالے
اور ابتو یہ آپ کی کنیز ہوئی آپ کو حمایت ضرور ہوئی صاحبقران نے فرمایا انشاءاللہ
مین نقابدار کو بھگاؤنگا سلطان نے کہا آپ تشریف لے چلیے مین آپ کے ساتھ
ہون صاحبقران اُٹھے سلطان نے مرکب طلب کیا امیر سلطان کو ساتھ لیکر چلے
جب قریب درہ کوہ ماران کے پہونچے تو آگر پڑے نوبت نقارہ زیر چوب پڑی سیاہ پوش کو
خبر پہونچی کہ صاحبقران تیرے مقابلے مین آئے ہین سیاہ پوش نے کہا کل ہمدونگا سر
میدان زیر کرون تب حال کھلے یہ کہکر ایک گوشے مین آیا ماش کا آٹا بہت سا لیکے
صاحبقران کے قد کے برابر کا پتلہ بنایا اور سینہ پتلے کا چیر کر دل نکال لیا اُس پتلے کو
ایک گوشے مین کھڑا کر دیا اور طبل جنگی بجوا کر دوسری صبح کو میدان مین آیا صاحبقران زمان
مقابلہ سیاہ پوش مین نکلے بعد نیزہ و تلوار کشتی کی نوبت پہونچی کشتی مین صاحبقران زمان
دیکھتے ہین کہ بدن مین آگ لگی ہوئی ہو جب سیاہ پوش لپٹتا ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ انگارہ
آگ کا ہی با وجود کرتے ہین تو اسم اعظم فراموش ہی مگر اُلجھ اُلجھ کے دو پہر لڑے بعد دو پہر
کے سیاہ پوش امیر کو ریلکرے دوڑا سات آٹھ قدم پر لا کر کمر مارا کہ صاحبقران گر کر
بیہوش ہو گئے سیاہ پوش نے امیر کی مشکین باندھین اور درہ کوہ مین لے گیا ساتھ
والون سے کہتا تھا کہ رقیب کو تو لے آیا اب جا کر معشوقہ کو لاتا ہون ساحر زبردست
ہی بے پروا نہ پیدا کر کے چلا یہان سلطان مایوس پلٹ کر آیا بیٹی سے سب حال بیان کیا

ملکہ رونے لگی کہتی تھی کہ یہ کیا غضب ہوا خدا انکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے کہ آسمان پر سناٹا ہوا سیاہ پوش اُڑتا ہوا آیا تڑپ کر گرا اور ملکہ کو اٹھا لیگیا ملکہ متموج ہوا سے بیہوش ہو گئین مگر سیاہ پوش جمال بے مثال دیکھ دیکھکر خوش ہو رہا ہو جی مین کہتا ہو غضب ہوا تھا کہ معشوقہ کو حمزہ لے چلا تھا مگر سلطان زرین پوش یہ معرکہ دیکھکر روتا ہوا باہر نکلا وزرا سے صلاح کی سب نے کہا اب یہ مناسب ہو کہ سیاہ پوش سے چلکر ہیل کیجیے جو کوئی انتظام ہوگا بڑے مین دوستی کے ہوگا سلطان زرین پوش روتا ہوا بارگاہ سے نکلا مگر سیاہ پوش کہ جسکا نام ظلمات سیاہ رو ہو ملکہ کو لیکر باغ مین آیا بہ قدرت پروردگار پہلے جو ملکہ بارہ دری مین آئی دیکھا ایک کونے مین پتلہ کھڑا ہو اپنے کو ٹھہرا کر پوچھا کہ اے صاحب یہ پتلہ کیسا ہو ظلمات دوست اپنا جانکر کہا کہ یہ پتلہ بڑی چیز ہو مین نے دل پر حمزہ کے قبضہ کیا اب انکو عمر بھر اسم اعظم نہ یاد آئیگا اگر کوئی ایسا ہو کہ اس پتلے کا سر کاٹ لے تو گویا میرا سر کاٹا اور صاحبقران سامنے ایک گوشے مین پڑے ہین بیہوش و مدہوش جسوقت سے زیر ہوے اسی طرح پڑے ہین ہوشیار نہین ہوے ملکہ یہ سنکر خاموش ہو رہی مگر دل دھڑک رہا ہو کہ ایسا نہو یہ جادوگر سیاہ رو مجھپر دست انداز ہو جان جاتا بہتر ہو مگر اس سے وصل مناسب نہین ظلمات نے کہا اے ملکۂ عالم ابتو اس گھر کی تم مالک ہو مین گلابیان شراب کی لاؤن اور گانیون کو بلاؤن تم یہان بیٹھو ملکہ نے ظلمات کی دلدہی کو یہ کہدیا کہ میری تقدیر کی خوبصورتی کہ حمزہ کے ہاتھ سے بچی زبردستی میرے باغ مین گھس آئے تھے مین تو ہمیشہ باپ سے کہتی تھی کہ مجھکو تم پاس سیاہ پوش کے پہونچا دو جادوگر سے بڑا نفع ملیگا مین بیٹھی ہون آپ شراب لینے جائیے ظلمات گلابیان لینے گیا ملکہ نے دیکھا کہ میز پر ایک خنجر رکھا ہو دل مضبوط کرکے خنجر لیکر قریب اس پتلے کے آئی دعا کی کہ پروردگارا ہاتھ مین ایسی طاقت عطا کر کہ ایک ہی وار مین پتلے کا سر اُڑ جائے یہ دعا کر کے آگے بڑھی مگر یہ بھی ڈر ہو کہ ایسا نہو ظلمات آجائے تو بڑی خرابی ہو ایسا کچھ سوچ سمجھکے پروردگار کو خوب یاد کیا اور خنجر پتلے کے سر پر مارا پہلے ہی وار مین سر پتلے کا کٹکر گرا وہان ظلمات گلابیان لیکر

چلا تھا کہ پانون اسکا کانپا حیران تھا کہ یہ کیا معرکہ ہو مگر یہ سمجھ گیا کہ شاید معشوقہ نے کوئی کام
کیا جیسا کہ جاکر اُسکو گرفتار کرون وہان سرکنکر اُس پتلے کا گرا یہان ظلمات پر برق گری
کہ سر اُسکا کنکر دور گرا صاحبقران کو ہوش آیا کئی ہزار جادوگر ملازم سیاہ پوش کے جو
باغ مین تھے اُنھون نے صدا سُنی کہ کشتی مرا نام من ظلمات سیاہ روبود امیر نے
پوچھا اے ملکۂ عالم یہ کیا معرکہ ہوا ملکہ نے کہا خدا نے فضل کیا کہ یہ بجیا مار اگیا آپ کی
گرفتاری کے بعد مجکو اُٹھالایا تھا مین نے آکے اس پتلے کو مارا تب آپ ہوشیار
ہوے خدا نے آپ کی جان بچائی صاحبقران نے شکریۂ پروردگار کیا کہ جادوگران
نے جو مرنے کی ظلمات کے آواز سُنی سب لینا لینا کہکر دوڑے آکر دیکھا کہ پتلے کا سر
کٹا پڑا ہو اور ایک مہ جبین کھڑی ہو اور صاحبقران ہوشیار بیٹھے ہین ساحرون نے
قصد کیا کہ ملکہ کو پکڑ لین امیر نعرہ کرکے جا پڑے نعرۂ صاحبقران کی آواز بارہ کوس
تک جاتی ہو اور بعض نے لکھا ہو کہ چوبیس کوس تک جاتی تھی ادھر سلطان زرین پوش
قریب درۂ کوہ کے اُترا تھا صدا امیر کی سُنکر شل گل شگفتہ ہو گیا اور فوج لیکے چلا
اُسوقت آکر پہونچا کہ دیکھا صاحبقران ساحرون مین گھرے ہوے ہین مگر شمشیرزنی
کر رہے ہین سلطان زرین پوش آپڑا پہلے بیٹی پر قبضہ کیا ساحرون کو مار کر بھگایا
جنگ سے صاحبقران کی عاجز ہو رہے تھے کہ یہ جب اسم اعظم پڑھتے تھے تو ساحرونکی
زبان بند ہو جاتی تھی صاحبقران نے وہ شمشیرزنی کی کہ کئی سو ساحر مارے آخر سب
ساحر فریاد کرتے ہوے بھاگے صاحبقران مال و اسباب لیکر بیرون درہ آئے
ملکہ کو عماری مین سوار کرکے داخل قلعہ ہوے سب زرین پوشون کو معلوم ہو گیا کہ
سیاہ پوش مارا گیا صاحبقران ملکہ کو لیکر آئے ہین سلطان زرین پوش کو بھی ساتھ
لیا اور ملکہ سے عقد کرکے کوچ کیا یہان شنکل نے کئی دن انتظار کیا آخر طبل جنگی بجوا کر
میدان مین نکلا للکارا کہ جسکو تمنائے مرگ کی ہو وہ نکلے مالک نے نکلکر مقابلہ کیا
مادیان نے سکندری کھائی مالک زخمی ہوے عرب ور از بلیٹ کرلے گیا شنکل نے
پھر آواز دی بدیع الزمان نے قصد کیا تھا چند قدم بڑھے تھے کہ قاسم کو جوش جرأت آیا

پکار کر کہا او کشتی گیر تم انھین ہاتون سے میرے ہاتھ سے ذلیل ہوتے ہو دیکھتے ہو کہ دست
چپی زخمی ہوا مین کیا شنکل سے پایہ کمی کا رکھتا ہون یہ کہکر ہاتھ مارا بدیع الزمان زخمی
ہوے عوض مین ہاتھ مارا کہ قاسم کا بھی سر زخمی ہوا علمشاہ نے جو دیکھا کہ بیٹا زخمی ہوا
اشتر مالاکبود کو بڑھایا بیچ مین دونون کے آگئے کہا او جاہلو آپس مین لڑتے ہو حریف دبا
ڈالیگا یہ کہکر دونون کو ہٹایا شنکل طبل بازگشت بجوا کر پلٹ گیا دوسرے دن پھر میدان
مین آیا علمشاہ مقابلے مین نکلے شنکل نے کہا او فرزند صاحبقران تمھاری جرأت سے
بعید ہے کہ ایک جوان ساتھ لیکر آئے ہو وہ مجھکو تیر مارا چاہتا ہے اُسکو منع کرو علمشاہ بڑھے
شنکل نے ہاتھ مار دیا رستم بھی زخمی ہوے چار میدان داریون مین اسنے کسی کو
تیر سے زخمی کیا کسی کو تلوار سے اب کوئی سردار لڑنے والا باقی نہ رہا پانچوین دن میدان
مین آیا سوار طلبی کر رہا ہے سب سردار زخمی گھرے ہین جب ارادہ کرتے ہین زخم سے
خون جاری ہوجاتا ہے میثاق عرض کر رہا ہے کہ اے رستم مین اسکے مقابلے مین جاؤن رستم
منع کرتے ہین کہ غیر ساحر پر ساحر کا کیا کام ہے مگر شنکل میدان مین المکار رہا ہے کہ جسکو تمنا مرگ کی
ہو وہ نکلے اب کوئی میرے مقابلے مین نہین آتا مین خود آتا ہون چاہتا ہے کہ مغلوب کرون
مگر میثاق وغیرہ کو دیکھکر سوچتا ہے کہ اگر جا پڑونگا تو یہ ساحر ضرور دخل دینگے گینڈے کو
مہمیز کر رہا ہے اہل اسلام حیران و پریشان دعائین مانگ رہے ہین کہ اے رب کارساز
واے خالق بے نیاز تو ہی مالک و مختار ہے کل کا مددگار ہے رحم اپنا شریک کر دے

نظم

توجلوہ میدہد اے صانع اکبر ز ہر صنعت	توظاہر میشوی اے کاتب قدرت ز ہر صورت
توی بخشی بکمزوران توان و طاقت و قوت	تو میسازی بہ بیدولت عطا گنجینۂ دولت
ترا زیبد خدائی و شہنشاہی و زیبائی	ترا شایان چنین فخر چنین شان و چنین شوکت
توئی اول توئی آخر توئی ظاہر توئی باطن	توئی ناظر بہر خلوت توئی حاضر بہر جلوت
توئی محبوب ہر عاشق توئی مطلوب ہر طالب	توئی معبود ہر مذہب توئی مقصود ہر ملت
ترا خوانند ترا دانند ترا خواہد ترا جوید	ترا سجدہ کند ہر بندۂ بر خاک عبودیت
تو بخشیدی بہ ہندی طبع موزون سینۂ آتشین	تو بنہادی بہ این عاجز ترین بندگان منت

سب نے بیقرار ہوکر جو دعا کی رستم بھی پکار اُٹھے کہ اے خالق عالم داور ب اکبر تیرے
بندے ذلیل ہوتے ہیں زخم سے مجبور ہوں نہ اس دیو خصال کو سزا دیتا یہ وقت مدد
ہی تیر دعا سب کا ہدف مراد پر پہونچا جو اسے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ آگے صاحبقران
ایکطرف لندھور بن سعدان دوسری جانب ریحان قزاق تیسری سمت سلطان
زرین پوش پشت پر سوار و پیدل امیر نے دیکھا کہ شنکل میدان میں بلبلا رہا ہی
مقبل نے اشقر پہونچایا امیر اشقر پر سوار ہوکر ہتا پر شنکل میں پہونچے شنکل نے
نیزہ مارا امیر نے نیزہ شنکل کا توڑ ڈالا شنکل نے تلوار کھینچی خبردار کہکر ہاتھ
مارا امیر نے سپر گرشاسپ کو اُٹھا دیا وہ سپر طلسمی کب کٹتی ہی سپر پر دھمک جو پہونچی
چار پنجے فولادی پیدا ہوتے تلوار کو شنکل کی پکڑ لیا شنکل ہنسا کہا یا صاحبقران
یہ سپر تو آپ نے خوب بنائی ہی کہ عجیب طرح کی تلوار پکڑ لیتی ہی امیر نے فرمایا زور کا امتحان
ہی شنکل نے جھٹکا مارا تلوار تو ٹوٹ گئی قبضہ اسکے ہاتھ میں رہگیا اپنے تیغ کھینچ مارا
صاحبقران نے خالی دیکر ہاتھ تلوار کا مارا شنکل نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن جو
میں کہتا ہی کہ نام اسکا سپر ہو اگر ایک کوہ بھی ہوتا تو وار نہ روکتا تا تیغ عقرب سلیمانی
جو تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر سر پر آئی سر امیر سر کو کاٹتا ہوا
جگر گاہ پہونچی لاشہ شنکل زمین پر گرا ہمراہیان شنکل آپڑے لندھور بھی ادھر
جا پڑے ہمراہیان شنکل کو شکست حاصل ہوئی لاشہ اپنے مالک کا اُٹھا لیا شکست
خوردہ فرار برقرار کیا مگر صاحبقران جنگ کو فتح کر کے جو لشکر میں آئے تو بدیع و قاسم
وغیرہ کو زخمی دیکھا کیفیت پوچھی سب نے بیان کیا کہ بدیع الزمان و قاسم آپس میں
زخمی ہوے تمام لشکر ہاتھ سے شنکل بن شنکال کے زخمی ہوا امیر نے بنگاہ قہر
طرف قاسم کے دیکھا فرمایا کیوں اے قاسم اپنی آتش مزاجی نہیں موقوف کرتے اگر
آپس میں زخمی نہ ہوے ہوتے تو شنکل کی کیا حقیقت تھی قاسم نے سر جھکا لیا مگر
چپکے چپکے کہہ رہا ہی کہ دادا جان غصہ فرماتے ہیں ابھی ہاتھ مروڑ کے تلوار چھین لوں
تو معلوم ہو مالک نے ہاتھ باندھکر کہا اے شہریار برائے خدا خاموش رہیے وہ تو شہ

کشتی گیر کی طرفداری کرتے ہیں میں لشکر میں نہ رہونگا مجھسے یہ باتیں نہیں سنی جاتیں مالک نے
سمجھا کر قاسم کو بٹھایا مگر قاسم آتشخو شعلہ مزاج یہی سوچ رہا کہ کل لشکر سے نکل جاؤں ایسا
نہ ہو کہ یہ کشتی گیر میرے ہاتھ سے مارا جائے یہ سوچ کے دربار سے اٹھے باہر آ کر
سیارہ نے پوچھا کیوں آقا خیر تو ہے قاسم نے کہا ہم لشکر سے نکلے جاتے ہیں یہاں
نہ رہیں گے سیارہ نے کہا غلام ساتھ ہے قاسم نے کہا تیار ہو سیارہ نے کہا ہر وقت
تیار رہتے ہیں جہاں چاہئے چلئے قاسم گھوڑے پر سوار ہو کر طرف
جنگل کا سناٹا راہ کو طے کرتے ہوئے جاتے ہیں چار پانچ روز برابر رہنوردی کی پہونچے
ایک دریا پر پہونچے غصہ تو انتہا کا تھا گھوڑا دریا میں ڈالدیا سیارہ وہ بھی ساتھ
گھوڑا کر یہ بھی دریا میں اترا قاسم کے پاس مرکب طلسمی موسوم بہ شبرنگ زیر ران تھا پانی
دریا کو طے کر گیا کان میں توپ کی آواز آئی طرف آواز کے متوجہ ہوئے قریب آ کے
دیکھا ایک قلعے پر ایک بادشاہ پیر فریاد کر رہا ہے اور ایک زنگی دیو تمثال یلغار کئے ہوئے
طرف قلعے کے جاتا ہے قاسم نے للکارا کہ او نامرد تجھکو کچھ خوف خدا نہیں ہے وہ بادشاہ
فریاد کرتا ہے اور تو فریاد نہیں سنتا بس اب آگے نہ بڑھنا زنگی نے دیکھا کہ ایک جوان
آفتاب جمال صحرا سے آتا ہے جب قریب پہونچے تو زنگی نے نام پوچھا قاسم نے اصلی نام
بتا دیا زنگی قہقہہ مار کر ہنسا کہا میں تم لوگوں کی تلاش میں تھا ایک ضرب شمشیر دو پرکالے
کر دونگا یہ کہکر تلوار کھینچی ہاتھ مارا قاسم نے تلوار کو تلوار پر روکا ہاتھ مارا کہ زنگی کے
دو ٹکڑے ہوئے ہمراہیان زنگی آپڑے قاسم نے بھی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ	ز زخم تیغ برابر شدہ بہ ماہ
ز آب دم تیغ شستہ زمین	ہمہ باختر شد بہ زیر زمین

وہ بادشاہ پیر بھی قلعے سے نکل آیا خوب جمکر تلوار چلی آخر ہمراہیان زنگی بھاگ گئے
بادشاہ پیر نے آ کر قاسم کو سلام کیا اور عرض کی قلعے میں تشریف لے چلئے آپ نے
جان بچائی ورنہ یہ زنگی زندہ نہ چھوڑتا قاسم نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے کہا او شہریار
نام میرا بختیار شاہ کبروقی ہے یہ زنگی بھیجا ہوا حیران جنگ آزما کا تھا کہ اس

اقلیم کا حاکم ہو مگر آپ کے تشریف لانیکا کیا سبب ہوا قاسم نے کل کیفیت اپنی بیان کی بختیار شاہ کو قاسم نے مسلمان کیا کل قلعۂ کبروتیہ اسلام آباد ہوا بختیار شاہ تخت پر قاسم زنگی شوکت پر جام پر ارغوانی گردش مین صدا سے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی ایک نازنین خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہی ہی نظم

آگے آنکھون کے تصور مین وہ گلرخسار ہی — ہر گل بے خار جنت جیسکے آگے خار ہی
ای کلیم اپنا دل اُسکا طالب دیدار ہی — آفتاب حشر جسکا روزن دیوار ہی
کیون گذرتی ہی بجا کر ہمکو وہ کافر نگاہ — جسم زار اپنا مگر پاے نگہ کو خار ہی
کہ رہا ہی باغ مین ہر گل زبان حال سے — مبتلاے خار غم رہتا ہی جو زردار ہی
ایک مین میرے دل پر داغ مین سو خار غم — ورنہ جو لالہ ہی باغ دہر مین بے خار ہی
کہدیا مجھکو خبردار ای ہما جل جائیگا — استخوان میرا غذاے مرغ آتشخوار ہی
مانگ سب کہتے مین جسکو سانپ کی ہی وہ لکیر — کیچلی سو بات ہو اور اسکی چیرنی مار ہی
وہ بُت کافر ہی گلدستہ ریاض حسن کا — رشتۂ گلدستہ بالاے کمر زنار ہی
چاہیے قاتل کا خنجر زخم پر پھاہے کی جا — زنگ اُس خنجر کا مجھکو مرہم زنگار ہی
تیر مجھ کشتے کے پہلو سے نہ کھینچو یار کا — بعد مردن بوسہ لینے کو لب سوفار ہی
غیب سے ہوتی ہی پیدا خاکسار و نکی دوا — زخم کو جادہ کا سبزہ مرہم زنگار ہی
آتش نمرود گلشن بنگئی تھی جسطرح — یون مجھے آتش کدہ بے یار ہر گلزار ہی
دوڑتا ہی جسطرح طاؤس پیچھے سانپ کے — یون دل پر داغ میرا گرد زلف یار ہی
ہی خدا کی یاد کا حیلہ پے اخفاے راز — ای صنم ناسخ تری فرقت مین شب بیدار ہی

کہ قاسم نے پلٹ کر دیکھا کہ بختیار شاہ رو رہا ہی قاسم نے گانے والی کو اشارہ کیا دور جام بھی موقوف ہوا قاسم نے پوچھا ای بادشاہ عالیجاہ اسقدر رونے کا کیا باعث ہی کیا صدمہ پہونچا بختیار شاہ نے کہا اس حال کو نہ پوچھیے میرا فرزند خسرو شیر دل تھا جسدن سے اُسنے ہوش سنبھالا حکم کیا کہ ہم خراج نہ دینگے بادشاہ کو حوصلہ نہ پڑا کہ کسی پہلوان کو مجبر بھیجتا مگر اس سال یہ آفت پڑی کہ میرے شہر سے دو کوس

ایک صحرا ہے کہ اُسکو صحراے آہوان کہتے ہین ہزارہا آہو اُس صحرا مین رہتے ہین اگر کوئی وہان
جاتا ہے تو وہ آہو اُسے گھیر لیتے ہین طرف آسمان کے دیکھکر روتے ہین جب آگے بڑھو تو ایک
تا زمین آتی ہے وہ مرد کو دیوانہ کر کے لیجاتی ہے میرا بیٹا بھی جاکر اُسی بلا مین مبتلا ہوا بڑی بڑی
کد و کوشش کی مگر فرزند سے نہ ملا اگر وہ اسوقت ہوتا تو آنکھون کو فرش کرتا بہادر کا عاشق
تھی قاسم نے کہا انشاءاللہ جیم بہ سرے رہائی خسرو کل جائینگے بختیار شاہ خاموش ہو رہا
مگر قاسم جو رات کو سوے تو عالم خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ فرماتے ہین کہ یہ پرچہ لو
اسمین اسم لکھا ہے یہ اسم دافع سحر ہے اول آہوان صحرا کو انسان بنانا وہ سب آہو شاہزادے
وزیرزادے ہین انکو صحبت دیکر بالاے کوہ جانا وہان پہونچکر خسرو کو پاؤ گے یقین ہے کہ
تمسے مصالحہ ہو یہ طلسم کو طلسم گلزار بیخزان کہتے ہین اسکے سات دربند ہین مشکل ربندا کی
ہے اگر مناسب جاننا تو اُس سے فیصلہ کر لینا اُس طلسم کا فتاح ابھی پیدا نہین ہوا تمھارے
خاندان سے اس طلسم کا بھی فتاح ہے ہر چند کہ تمھارے واسطے فتح صورت ہے آئندہ
جو خدا چاہے یہ پرچہ کاغذ کا دیکر وہ بزرگ تو غائب ہوے قاسم کی آنکھ کھلی تو پرچہ کو
اپنے سرہانے پایا وقت صبح صادق تھا اُٹھکر وضو کیا نماز ادا کی کہ اتنے مین بختیار شاہ
آیا قاسم نے کہا اے بادشاہ مجھکو صحراے آہوان مین لے چلو بختیار شاہ نے کہا اے شہریار
مین نہین جانتا کہ آپکو کیا پہونچے آئندہ جو رب ہے ہو قاسم نے کہا مین ضرور جاؤنگا غرض
بختیار شاہ ساتھ ہوا قاسم طرف صحراے آہوان کے چلے دو کوس راستہ طے کرکے ایک
دشت مین پہونچے تو دیکھا کہ چہار طرف آہوان صحرائی پھر رہے ہین قاسم کو دیکھ سب آہوون
نے گھیر لیا دامن تھام کر رونے لگے قاسم کو اُنکے رونے سے و اشارون سے یہ ثابت
ہوا کہ منع کرتے ہین کہ اسطرف نہ جائیے یہ صحرا سے آفت ہے قاسم نے پرچہ کا اسم جو
اسمین مرقوم تھا آہستہ پڑھکر دم کیا تو وہ سب آہو چیخ مار کر زمین پر گرے اور تڑپنے لگے
بعد تھوڑی دیر کے سب انسان ہو گئے نعرہ اللہ اکبر کہکر سب شاہزادے وزیرزادے
وغیرہ اُٹھے اور قاسم کے ساتھ ہوے قاسم طرف کوہ کے چلے دیکھا ایک جوان بال
بڑھے ہوے ناخن دراز پریشان بہت سی بکریان ساتھ مین آنکھ چرا رہا ہے

جب قاسم پہاڑ پر چڑھنے لگے تو اُس جوان نے منع کیا کہ اِدھر نہ آیئے قاسم نے جواب نہ دیا
بالا سے کوہ پر چڑھ گئے اُس جوان نے جو دیکھا کہ شاہزادے ساتھ ہین پوچھا کہ اے شہریار
آپ کون ہین کیا تدبیر آپ کو آتی ہو کہ اِن حیوانون کو انسان بنایا قاسم نے کہا پروردگار
کے نام کی تاثیر سے یہ سب انسان ہوے مگر یہ بتاؤ کہ تم کون اور یہ بکریان کیسی ہین اُسنے کہا
خسرو شیر دل میرا نام ہو بختیار شاہ میرے باپ کا نام ہو یہ بکریان وغیرہ سب انسان
ہین سامنے باغ مین ہمنکال جادو رہتی ہو اُسنے سب کو جانور بنایا ہو اب آپ اُستک
چلین قاسم نے اسم پڑھکر دم کیا کہ وہ سب انسان بنے آہو اور بکریان ملاکر پانچسو
جوان ہوے قاسم آگے آگے چلے خسرو دوڑتا ہوا ساتھ ہو جیسے ہی قریب درِ باغ
کے پہونچے ایک عقاب گرا خسرو کو اُٹھا لیگیا دوبارہ تڑپ کر سر قاسم پر آیا اُسکو دیکھکر
قاسم نے اسم پڑھا وہ عقاب ایک جادوگر تھا اسم کی برکت سے بصورت اصلی ہو گیا
قاسم نے ایک تمانچہ مارا کہ سر اُسکا اُڑ گیا اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا کہ نام مین
عقاب جادو ہو پلٹ کر قاسم نے دیکھا کہ وہ جوان بھی سب غائب ہو گئے وہانسے
بارہ دری مین آئے دیکھا خسرو اور سب جوان بندھے ہوے کھڑے ہین اور ایک
ساحرہ بیٹھی ہوئی اور ایک بڑا کاغذ دیکھ رہی ہو مگر چہرے پر حزن و ملال کے آثار ظاہر ہین
قاسم کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھی اور کہا اے شہریار آپ کے آنیکی خبر ساحران گذشتہ لکھ گئے
ہین مگر آپ طلسم کشا نہین ہین یہ طلسم آپ کے ہاتھ سے فتح نہ ہوگا شاہزادۂ بدیع الملک
نوجوان فرزند نورالدہر بن بدیع الزمان وہ آکر اِس طلسم کو فتح کرینگے امیدوار ہون
کہ مجھکو کچھ نشانی دیجیے کہ وہ دیکھکر اُنکی اطاعت کرونگی ہرچند کہ آپکا بھی کوئی کچھ کر نہین سکتا
مگر سالہا سال بلاؤن مین مبتلا رہیے گا آپ کی مراد کیا ہو قاسم نے کہا خسرو اور اِن
شاہزادون کو لیجاؤنگا کہ یہ بندگان خدا آفت مین مبتلا ہین ہمنکال نے کہا بسم اللہ
اِنکو لیجایئے اور پہلوے باغ مین ایک کوٹھا ہو کہ خزانے سے بھرا ہو وہ خزانہ بھی
آپ ہی کے واسطے ہو قاسم نے ایک رقعہ لکھکر ہمنکال کو دیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ
اے فرزند ہمنکال اطاعت کرتی ہو اُسکو قتل نہ کرنا یہ تمھاری مددگار رہیگی خسرو اور پانچسو

شاہزادون کو ساتھ لیکر قاسم وہان سے چلے ممکال قاسم کو پہونچانے آئی قاسم سب کو ساتھ لیے ہوے کوہ سے اُترے طرف قلعہ کبر و تیہ کے چلے گرد و رستہ دیکھا کہ قلعہ نہیں معلوم ہوتا جب قریب آئے تو دیکھا کہ قلعہ کھُدا پڑا ہو رعایا بھاگ گئی ہو بڑی خستہ ہو کو دیکھکر دل بھرایا درہ ہاے کوہ سے اُترے اپنے شاہزادے سے قاسم نے پوچھا قلعہ کسنے کھدوایا جس زنگی کو آپ نے مارا تھا اُسکا بھائی دیوپل عاد آیا بختیار شاہ کو گرفتار کر لیا قلعہ کھدوا ڈالا ہم لوگ بھاگ کر درہ ہاے کوہ مین چھپے کل شام کو دیو یہان سے چلا گیا مگر آپ کی تلاش کرتا تھا اُسکا قول تھا کہ قاتل اظلم زنگی کہان گیا جب اُسکو قتل کرونگا تو مجھکو آرام ملیگا قاسم اُسیوقت مرکب کو پھیر کر خسرو سے کہنے لگے تم تو یہان رہو قلعے کو آباد کرو مین تلاش مین دیوپل عاد کی جاتا ہون انشاءاللہ راہ مین جاکر اُس سے مقابلہ کرونگا اور سرکشی کا مزہ چکھاؤنگا خسرو نے کہا مین ساتھ چلونگا قاسم نے خسرو کو مع پانچسو جوانون کے ساتھ لیا اور تلاش مین دیوپل عاد کی چلے یہان دیوپل عاد رات بھر منزل چلا صبح کو ایک صحرا مین اُتر پڑا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ قاتل اظلم زنگی آپکی تلاش مین آتا ہو دیوپل عاد باہر نکل آیا دیکھا کہ سامنے سے گرد اُڑی آگے آگے قاسم پہلو مین خسرو پشت پر پانچسو جوان اور دیوپل عاد کے ساتھ بارہ ہزار جوان ہین ایک خیمے مین بختیار شاہ مع چند وزرا کے قید ہو دیوپل عاد کو بڑا انتشار ہو کہ کیسا بے خوف جوان ہو کہ پانچسو جوانون سے میرے مقابلے مین آیا ہو اور سامنے اُترا ہو ہرکارون کی زبانی معلوم ہوا کہ کہتا ہو آگے نہ جانے دونگا دیوپل عاد نے طبل جنگی بجایا قاسم کو خبر ہوئی قاسم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ رستم زرین پوش اکھاڑے سے مغرب کے نکلکر میدان چرخ زبرجدی مین جلوہ فرما ہوا

نظم

یکایک ہوا دان سحر کا ظہور	اُڑا آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ	بہت گرم خو اور روشن نگاہ
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا	نشان آگے آگے خط صبح کا

کیا دیدہ خلق پر آشکار		کر پہلے کیا زخ شب کو شکار

دیوبل عاد میدان مین آیا اُدھر سے قاسم انھین چند کس کو ساتھ لیے ہوے میدان
مین آئے دیوبل عاد نے میدان مین آکر نعرہ کیا کہ قاتل اظلم کہان ہو میرے مقابلے
مین آئے تو احوال معلوم ہو قاسم نے مرکب بڑھایا سامنے دیوبل عاد کے آئے
دیوبل عاد انکی صورت زیبا کو دیکھکر حیران ہوا دل مین کہتا ہو کیونکر مجھسے مقابلہ کرے گا
بار شمشیر کلائیان توڑ دیگا یہ خیال کرکے آواز دی ای جوان اظلم کو قتل کرکے تجھے بڑا
غرہ ہوا کہ مابدولت کے مقابلے مین آیا ہو قاسم نے کہا او مغرور تو نے بڑا ستم کیا
کہ بادشاہ پیمبر کو گرفتار کرکے لایا اور قلعہ کھدوا ڈالا رعایا کو آزار پہونچایا دیوبل نے
نیزہ مارا قاسم نے نیزے کو تیزی کی سنان پر لیا تھوڑی دیر نیزہ بازی رہی قاسم نے
نیزہ دیوبل کا کاٹ ڈالا اور تھپیڑا مار دیا نیزہ ہاتھ سے دیوبل عاد کے نکلگیا دیوبل نے
غصے مین تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا قاسم نے بار رد بچاکر کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا دیوبل عاد بھی لپٹ پڑا دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر آئے آپس مین
کشتی ہونے لگی قاسم نے دیوبل عاد کو تنگ کر دیا ہو جب پکڑ لائے دو چار گھسے ایسے
مارے کہ دیوبل عاد کے ماتھے سے خون جاری ہو زرہ پارہ پارہ ٹکڑے ٹکڑے جاتا ہی
پھر دن رہے دیوبل عاد نے کہا ایک زور آخر کرتا ہون قاسم نے کہا بسم اللہ کوئی
حوصلہ باقی نہ رہجائے دیوبل عاد قاسم کو ریلکر لے دوڑا چند قدم پر لاکر پٹک مارا
کہ بایان گھٹنا قاسم کا جھکا تڑپ کر لگا پار اگر پشت پا تک غرق ہوے دیوبل عاد
اوپر آکر چاہا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر وہ زور کیا کہ چہرہ سرخ ہو گیا انگلیون سے قطرے
خون کے ٹپک پڑے تھک کر ہاتھ اٹھا لیا کہا اب آپکے زور کا مشتاق ہون
قاسم اپنے مقام سے اٹھے دیوبل عاد کو ریلکر لے دوڑے سترھوین قدم پر لاکر
پٹک مارا دونون گھٹنے دیوبل عاد کے آشنا بزمین ہوے دیوبل عاد چاہتا ہو کہ لنگر
مارے اور پھر پلٹ پڑے مگر سب لنگر قائم ہوے دیتا ہو کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا اور قاسم
نے نعرہ کیا نعرہ قاسم آفتاب مشرق دین پروری ہا شہسوار لال پوش خاوری ہا نعرہ

کرکے زور کیا دیوپل عاد کو اُٹھالیا دیوپل عاد بصدق دل مسلمان ہوا بختیار شاہ کو
قید سے رہا کیا باپ بیٹے سے ملا قاسم نے فرمایا اب تم سب جاکر قلعے کو آباد کرو ہم مقابلہ
حیران جنگ آزما میں جائینگے شاہزادہ ہمارے اپنی جرأت پر بڑا اُسکو ناز ہی
اسطرف ہم ... ہوا ہی تو کوئی تو ایسا کام ... رہے لوگ اپنے مقام پر کہین کہ
نبیرۂ صاحبقران نے دین اسلام اس اقلیم مین جاری کیا ہی بختیار شاہ نے عرض کی
مین تو قدم اقدس نہ چھوڑونگا دیوپل عاد نے بھی یہی کہا کہ مین تو ضرور ہمراہ رکاب رہونگا
مگر آگے بڑھکر ایک دریا ہے تہار ملیگا جہاز موجود رہتے ہین قاسم نے کہا کہ شکر ہی
سواری موجود ہی دیوپل عاد نے عرض کی کہ دریا سے پار اُتر کے پھر واندا اُسکی
عملداری کا ملیگا قاسم نے اُن سب کو ساتھ لیکر کوچ کیا تیسرے دن کنارے دریا
کے پہونچے دیکھا دریاے تہار وہ مواج لطمہ سنج آفت زا کس زور سے بہ رہا ہی
کہ اگر تنکا ڈالدیجیے تو تین ٹکڑے ہوجائے قاسم اُسی مقام پر اُتر پڑے سیارہ کو
حکم دیا کہ جہاز وغیرہ کا سامان کرو تو ہم صبح کو سوار ہونگے سیارہ نے رات ہی رات
جہاز کا کرایہ طے کیا صبح کو قاسم سوار ہوے دیوپل عاد وخسرو وبختیار شاہ وپنجسو
شاہزادے سب ہمراہ ہین سوار ہوکر جہاز پر چلے میر بحر خلق قاسم کا بندہ ہوگیا ہی
کہتا تھا اے شہریار بعد ایک ہفتے کے آپ کو پار اُتار دونگا قاسم انعام واکرام ہر
منزل پر دیتے ہین تیسرے دن میر بحر روتا ہوا آیا عرض کی اے شہریار غضب ہوگیا
ایک جھینگا نکلا ہی وہ دیکھیے آتا ہی جہاز کو دیکھ رہا ہی قاسم نے بھی دور سے دیکھا
کہ جھینگا پانی کو کاٹتا ہوا آتا ہی قاسم نے کمان کیانی اُٹھائی تیر تاک کر مارا کہ جھینگے
کی آنکھ پر پڑا جھینگا جو تیر کھاکر تڑپا تو جہاز ٹوٹ گئے بلند ہوا جس جہاز پر خسرو و
دیوپل عاد تھے وہ جہاز تو بہ گیا جسپر قاسم تھے اُسکے ٹکڑے اُڑ گئے ایک تختے پر
قاسم بہتے ہوے چلے مگر جہانتک نگاہ پڑتی ہی سواے پانی کے کچھ معلوم نہین ہوتا
سب ساتھ والے نگاہون سے مخفی ہوگئے سیارہ بھی بہ گیا ثابت نہ ہوا کہ کدھر
گیا قاسم یکہ وتنہا پروردگار کو یاد کرتے ہوے ٹھنڈی سانسین بھرتے ہوے

بہتے ہوے جاتے تھے دو دن اور دو راتین قاسم اُسی تختے پر چلے گئے آخر تموج
آب سے بیہوش ہو گئے مگر بقدرت پروردگار ایک موجۂ کلان اُٹھا تھپیڑا جو پڑا
پڑا قاسم کا خشکی میں آکر گرا ایکان سے اُنکی قاسم کو ہوش آگیا شکر پروردگار کرکے
ہتھیار جسم پر لگاے گرچہ راہ بیشک نامعلوم ہے آخر ایکجانب چل نکلے ہرچند کہ پیدل چلنے کے عادی نہین
مگر یہ بھی تقاضاے جرأت ہے کہ جیسی پڑے ویسا جھیلنا مجبور پاپیادہ چلے جاتے ہین
تیسرے دن کچھ خیمے اِستادہ معلوم ہونے لگے اُسی جانب چلے آکر دیکھا کہ ایک باغ
ہے اُسکے اندر لوگ چلے جاتے ہین اور گرد باغ ہزارہا خیمہ اِستادہ ہے اُن خیموں مین
شاہ و شہریار زادے فروکش ہین قاسم نے دیکھا کہ شاہزادے اور اکثر غیر لوگ اُس
باغ مین جاتے ہین قاسم بھی طرف باغ کے چلے جب باغ مین آئے تو دیکھا حقیقت
مین باغ رشک بہشت برین ہے چہار جانب گل خودرو نے اپنا لطف دکھلایا ہے
کہ جس مین حقیر عرض کرتا ہے فرد دشت جنون مین ہے گل خودرو سے کیا بہار ہے شاید
کہ پھول قیس غریب الوطن کے ہین ہے ہر جانب چمن ہاے طولانی نخل بار آور
پھولون مین وہ مہک ہے کہ دماغ جان معطر ہوتا ہے قاسم تماشاے باغ دیکھتے ہوے
ایک مقام پر آکر ٹھہرے سارے باغ مین جا بجا فرش بچھا ہے ایک مقام پر ناچ
ہو رہا ہے قاسم کی صورت زیبا دیکھکر ہر شخص محو جمال بیمثال ہو گیا بقول سعدی علیہ الرحمۃ
فرد ہر کجا چشمہ بود شیرین ہے مردم و مرغ و مور گرد آیند ہے جس مقام پر قاسم ٹھہرے
شاہزادے بھی سب جمع ہو گئے طائفے بھی وہین موجود ہوے گئے طائفین قاسم کا حسن و
جمال دیکھکر لیس رہی ہین سامنے قاسم کے ایک ایک لفظ کو ہزار ہزار بار بتاتی ہین
دل سامعین کا لبھاتی ہین قاسم جیب مین ہاتھ ڈالکر اشرفیان نکالکر پھینکدیتے ہین
مگر قضاے کار آبشار تیغ زن کہ لشکر حیران جنگ آزما کا سپہ سالار ہے اُسکی بیٹی
کی شادی ہے اس باغ کو باغ عشرت کہتے ہین جسکی شادی ہوتی ہے وہ اسی باغ
مین آکر شادی کرتا ہے آبشار بارہ دری مین شاہزادون کی خاطر کر رہا ہے ہرکارون
نے خبر دی کہ اے آبشار بڑے صاحب اقبال ہو نبیرۂ صاحبقران قاسم نوجوان

آکر شریک صحبت ہوئے ہین آلبشار یہ سنکر خوش ہوگیا کہتا ہوا اچھلا کہ میری خوش نصیبی
کہ ایسے جلیل آکر میری شادی مین شریک ہون مگر صحبت عام مین اُنکا بیٹھنا مناسب
نہین ہی مین جاکر اُنکو جلسۂ خاص مین لاؤن آلبشار یہ کہکر دوڑتا ہوا آیا دور سے
دیکھا کہ بیچ مین وہ آفتاب تابان گرد ہجوم سیاہ بگان طائفے دمبدم چلے آتے ہین
یہ خبر جو مشہور ہوئی کہ پوتا صاحبقران کا آیا ہی انعام بانٹ رہا ہی کسبیان سب
مالا مال ہوگئین آلبشار جمال قاسم دیکھکر محو دیدار ہوا سامنے آکر مؤدب کھڑا ہوگیا
جب قاسم نے سر اُٹھایا تو آلبشار نے سلام کیا عرض کی کیا بندہ نوازی ہی اور کیا
ذرہ پروری ہی کہ مجھکو سرفراز کیا مگر یہ مقام آپ کے بیٹھنے کا نہین ہی بارہ دری
مین تشریف لے چلیے اس عجز سے آلبشار نے عرض کی کہ قاسم کو کچھ نہ بن پڑا ساتھ
آلبشار کے بارہ دری مین آئے سب تاجدار واسطے تعظیم کے اُٹھے ادھر قاسم نے
دیکھا کہ وسط باغ مین تخت زبرجدی بچھا ہی مگر تخت پر غاشیہ پڑا ہی آلبشار نے قاسم
کو لاکر برابر تخت کے ایک دنگل زرین بچھا ہوا تھا اُسپر جگہ دی قاسم کے بیٹھنے
سے محفل مین رونق ہوگئی آفتاب رخسار چمک سے دیکھنے والونکی آنکھین خیرہ ہوگئین
آلبشار نے کئی عرضیان بادشاہ کو لکھین کہ حضور بھی آکر شریک جلسہ ہون حیران
نے جواب لکھ بھیجا کہ اے آلبشار مین تو نہین آسکتا مگر میری دختر بلند اختر ملکہ ماہ منیر
براے شکار گئی ہین مین نے اُنکو لکھ بھیجا ہی کہ شکار سے پلٹ کر شریک جلسۂ آلبشار
ہونا یقین کامل ہی کہ ملکہ ماہ منیر تشریف لائین آلبشار انتظار کر رہا ہی کہ ہرکارون
نے خبر دی کہ ملکۂ عالم تشریف لاتی ہین آلبشار براے استقبال دوڑا دروازہ پر
آکر دیکھا کہ مرکب پری پیکر پر ملکہ سوار نقاب گلنار چہرے پر پڑی ہوئی مادیان کو
اُڑاتی ہوئی آتی ہین آلبشار نے سلام کیا ماہ منیر نے اشارۂ ابرو سے سلام کیا
پوچھا اے آلبشار والد نے حکم دیا تھا کہ باغ عشرت مین بھی جانا مین کئی منزل کا
پھیر کھا کر تمھاری خاطر سے چلی آئی آج شب کو یہین رہونگی آلبشار نے دست بستہ
عرض کی کہ غلام کو سعادت حاصل ہوئی کہ حضور نے سرفراز فرمایا مادیان سے

ملکہ اُترین کنیزین جو پشت پہ تھیں اُنھون نے آ چہار جانب سے گھیر لیا دو شیزہ پچون کے بعض اڑتی ہوئی نقاب کو سنبھالتی جب باغ مین آئی نرگس شہلا نے کہ جمال کی مشتاق تھی آنکھین کھولدین سوسن بصد زبان گلرخسار کی ثناخوانی کرنے لگی سرو گلزار پایۂ گل تھا سیدھا کھڑا ہوا یہی جمال دیکھا اپنے مقام سے ہل نہین سکتا عشق پیچان بھی زلف معنبر دیکھکر ایسا پریشان ہوا کہ الجھ کر سبکو ہر طرف باغ مین ملکہ کی آمد کا شوق ہوا نہرون کو یہ جوش ہوا کہ چشم حباب سے نظارہ کرنے آئین کہ سراپا خوب محبوب مرغوب ہی مچھلیان چاہتی ہین کہ نہر سے نکل آئین اور قدمبوسی کرین مگر مجبور دونا چار ہین کہ سو جۂ نہر سے پا بہ زنجیر ہین مگر قاسم بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ آبشار نے آکر عرض کی اے شہریار ایک تکلیف دونگا ہمارے شاہ کی دختر آتی ہین جسوقت وہ تشریف لاوین تو ذرا کھڑے ہو جائیے گا ہر چند کہ آتشخو شعلہ مزاج ہین مگر آبشار نے اس خوشامد سے کہا کہ قاسم نے بہت بہتر کا جواب دیا اول چند کنیزین آئین پکار کر آواز دی صاحبو ہوشیار ہو جاؤ ملکۂ عالم آ پہونچین سب تاجدار اٹھکر آگے بڑھے قاسم بھی اپنے مقام سے اُٹھے مگر دنگل کے پاس ہی کھڑے رہے کہ آفتاب عالمتاب حسن جمال صاحب جاہ و توقیر ملکہ ماہ منیر بارہ دری مین داخل ہوئین آبشار پیچھے پیچھے ہاتھ باندھے ہوئے سب تاجدارون کو سلام کرتا ہوا ملکہ کو لاتا ہی جب ملکہ قریب تخت پہونچین تو نگاہ جمال قاسم پر پڑی دیکھا ایک جوان رعنا غبغب گردن بلند و بالا چہرہ آفتاب عالمتاب قد الٹو رشمشاد باغ حسن وجمال دونون ابرو ہین یا صاف ثابت ہوتا ہی کہ تیغۂ اصفہانی نیام انتقام سے اُگلے پڑتے ہین گردش چشم لیل و نہار کو آنکھ دکھاتی ہی آنکھ غزال چشتی کی شرماتی ہی تیغۂ ہلالی کمر سے لگا ہوا پشت پر سپر کہ جسکو شب فراق عاشقان کہیے اسپر جیسے چمک رہے ہین پاؤن کو جنبش ہوئی نقاب چہرے سے ہٹی قاسم کی بھی نگاہ پڑی دیکھا کہ محبوب حور طلعت صاحب شوکت و لیاقت تکلم گرداب دریائے رحمت سینے پر ابھار صاف ثابت ہوتا ہی کہ سرو گلزار مین پھل آیا یا درج گوہر ہین یا دو درج معجون ہین موئے کمر بال سے

باریک جسم مثال خط شعاعی ٹھیک نظم

بال بکھرے ہوئے وہ چہرے پر — اژدہا ہو جسطرح سے گرد قمر
موے خوش رنگ پیچ کھاتے تھے — سانپ جسطرح غصے مین ہوئے
طاق ابرو کا مرتبہ ہی سوا — جنکی مشتاق ہوئی ہی خلق خدا
ایسے خنجر تھے ابروے کافر — زخم جنکے کبھی نہ ہون ظاہر
یہ بھی کہتے ہین بعضے نکتہ چین — ہین یہ دونون ہلال چرخ برین
کعبۂ عاشقان یہ ابرو ہین — یا خط کہکشان یہ ابرو ہین
گورے گورے وہ عارض پرنور — رنگ گل جنکے آگے ہو کافور
مہ کامل جو اُنسے لڑ جائے — صاف منھ پر تمانچہ پڑ جائے
رنگ گل گر مقابلے کو آئے — ہو یقین وہ بھی اپنے منھ کی کھائے
پتلے پتلے وہ ہونٹھ پان سے لال — زرد ہو جائے جنکو دیکھکے لعل
وہ گلا یار کا صراحی دار — پتلی پتلی رگونکا جس سے ابھار
لوح سیمین وہ سینۂ پرنور — صاف و شفاف مثل سینۂ حور
اُبھرا اُبھری وہ چھاتیان اُسپر — قبۂ نور جسکو سمجھین بشر
ہاتھ آئین کہین جو عاشق کے — تو لگالے وہ اپنے سینے سے
وصف موے کمر ہی حد سے فزون — درد سر ہو جو منھ لگائی کرون
طبع نازک نے بھید یہ پایا — آئنے مین شکم کے بال آیا
ساق پا ہین تو نور کا ہی ظہور — یا تراشی ہوئی ہی شاخ بلور
پائجامے مین یون ہی جلوہ فگن — شمع فانوس جیسے ہو روشن
لال مہندی سے دونون تھے کف پا — ہاتھ ملتا تھا اپنے رنگ حنا
قد کی تعریف مین ہی حیرانی — کلک قدرت کہون کہ سرو سہی
سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا — پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا

مشاطۂ حسن و عشق نے پیش قدمی کرکے گلہاے عشق دونون کے سامنے پیش کیے

رنگ چہرون کے اُڑ گئے ملکہ نے نقاب کو درست کیا پسینے پسینے ہو گئی ناچار ہو کر تخت پر
بیٹھی دزدیدہ نگاہین کام کر رہی ہین کہ ملکہ نے بیٹھے بیٹھے فرمایا آبشارہ کو بلاؤ آبشار سامنے
آیا فرمایا کیون آبشارہ کوئی مقام ایسا ہو کہ ہم تنہائی مین بیٹھکر دل بہلائین آبشارہ نے
عرض کی حضور یہ مقام باغ عشرت ہو اس باغ مین سب طرح کی کیفیت ہو کوٹھے پر چند
کمرے خالی ہین ملکہ نے صرف وزیر زادی کا ہاتھ تھام لیا اور تخت سے اُٹھی لیکن دل
بیٹھا جاتا ہو قلب تھرّاتا ہو پلٹ پلٹ کے قاسم کو دیکھتی ہو نگاہون سے یہ اِشارہ تھا
کہ صاحب ہم کوٹھے پر جاتے ہین تم بھی آنا جب ملکہ چلی گئی اور کمرے مین جاکر بیٹھی تو گلرو
وزیر زادی سے کہنے لگی کہ کیون گلرو ایسے جوانان ماہرو کبھی نگاہ سے گذرے ہین
تمام اعضا سوا فتی اِس جرأت کو تو دیکھو کہ دشمن کے گھر مین اکیلے چلے آئے اور بیخوف
بیٹھے ہین ہرچند کہ آبشار تیغ زن آنکھین ہمارے باپ کی دیکھ چکا ہو اسی صحبت مین
بیٹھا ہو بدی نہ پیش آئیگا مگر انکو یہ مناسب نہ تھا اے گلرو میرا تو عجیب حال ہو قلب پر
ہجوم غم و ملال ہو

نظم

رخ پر جو ترے سایۂ گیسو نظر آیا	خورشید تہ سلسلۂ مو نظر آیا
ظلمت مین مجھے نور کا پہلو نظر آیا	رخسار چراغ شب گیسو نظر آیا
قربان اجل تھا کبھی جلاد کے مرتے	اے یار جدھر آنکھ پڑی تو نظر آیا
میزان عدالت ہین مرے دیدۂ پُرآب	ہم وزن ہر آنسو کا ہر آنسو نظر آیا
سمجھا مین جسے بدر وہ ہلال اَو فلک حسن	رخ پر جو تمہارے خم ابرو نظر آیا
قاتل ادب ذبح سکھایا کیا ہر روز	برسون مرا سینہ تہ زانو نظر آیا
سرمے کا جو دنبالہ تری آنکھ مین دیکھا	اک ناوک پرّان پس آہو نظر آیا

یہان قاسم نوجوان بعد جانے ملکہ کے زانو بدلنے لگے منھ سے دھوان نکلنے لگا ہر
عضو بدن سوزش عشق سے جل رہا ہو گھبرا کر فرمایا اے آتشبار ہم آج کئی دن سے
صحرا مین تھے کوئی مقام ایسا بتاؤ کہ وہان جاکر بیٹھین اور تھکن اُتارین آبشار نے
کہا بالاے بام تشریف لیجائیے کمرے سب سجے ہوے ہین جس مین چاہیے آرام فرمائیے

قاسم بھی دنگل سے اُٹھے اور بام پر آئے دیکھا ایک کمرے مین وہ حور وش وزیرزادی
سے باتین کر رہی ہو اُسی کے برابر ایک کمرہ تھا اُس مین جاکر قاسم بھی بیٹھے چٹکیان آنے
لگین ہرچند دل کو سمجھاتے ہین مگر طپش قلب دمبدم زیادہ پاتے ہین جب قاسم کا حال غیر
ہوا تو دل کو سنبھال کر یہ شعر مصنف کا پڑھا فرد درد دل درد جگر . ورح پہ صدمات فراق ہا
اومسیحا ترے بیمار کراہین کیونکر یا کبھی اُٹھتے ہین کبھی بیٹھتے ہین ادھر ملکہ ماہ منیر نے سامنے
گلرو کے جو بیقراری اپنی بیان کی تو وزیرزادی نے عرض کی حضور مین نے انکو پہلو داسطے
کمرے مین آتے دیکھا ہو اگر دہین ہین تو مین لاتی ہون ماہ منیر نے کہا اے گلرو تیری کنیز بیدام
ہو جاؤنگی مگر اسکا خیال رہے کہ میری خواہش ثابت نہ ہو اِس حیلے سے لانا کہ انکین کا
اشتیاق رہے مجھے بڑے بڑے خیال ہین گلرو نے کہا دیکھیے جاتی ہون یہ کہکر گلرو کمرے
سے نکلی کہ رونے کی آواز کان مین آئی دل مین کہتی ہو کہ یہ ضرور قاسم کی آواز ہو حضرت
عشق نے دونونکو بیتاب کیا ہو کیا خوب کسی شاعر نے کہا ہو نظم

عشق وہ گل ہو کہ دامن مین ہین جسکے سو خار	عشق وہ باغ ہو جس مین کبھی آئی نہ بہار
عشق وہ شاخ ہو جسمین نہ لگا پھل اکبار	عشق وہ میوہ ہو جسمین نہین لذت زنہار
عشق وہ شاخ ہو جسمین نہین پتہ دیکھا	عشق وہ غنچہ ہو جسکو نہ شگفتہ دیکھا

حضرت عشق نے دونون کے دلپر تاثیر کی ہو عاشق بیقرار معشوق اشکبار انجام بہتر ہو
کہ عاشق سے معشوق ملے ہو شادی کا ہنگامہ اور اسمین یہ آفت ایسا نہ ہو کہ راز
کھلجائے تو کیا انجام ہو البشار بد طینت سفاک خونخوار اُس ظالم کے ہاتھ سے
بچائے مگر اے گلرو ہم جنکے تابعدار ہین اُنکی خیر خواہی کرینگے خواہ جان رہے خواہ جائے
یہ سوچکر گلرو کمرے مین گھس آئی قاسم کو بستر پر تڑپتا ہوا دیکھا بہ محبت پوچھا اے شہریار
خیر تو ہی یہ دشمنونکا کیا حال ہو قاسم نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا اے مشفق و مہربان ہمارا
حال سننے کی تاب نہ ہوگی یقین ہو بیقرار ہو جاؤگی ہمارا حال نہ پوچھو گلرو نے کہا یہی دنیا
کا دستور ہو کہ آدمی سے آدمی حال کہتا ہو قاسم نے رو رو کر بیان کیا کہ ملکہ ماہ منیر سے
الفت رکھتا ہون دلپر عشق نے اثر کیا ہو افسوس ہو کہ انکو ہماری خبر بھی نہ ہوگی حال دل

کون جو تنہا رہے یقین ہو کہ طائر روح قفس جسم خاکی کو توڑ کر نکلجائے تو شاید دل کو آرام
آئے گلرو نے کہا میرے ساتھ چلیے دوسرا کمرہ جو پہلو سے ملا ہو اُسی مین ملکہ ہین حال دل
فرمائیے شاید کچھ ترس آجائے مین حضور کی سفارش کرونگی قاسم بہت خوب کہکر اُٹھ کھڑے
ہوے ہمراہ گلرو جو کمرے مین آئے تو دیکھا ملکہ کا عجیب حال ہو آنکھون سے اشک حسرت
جاری دل مائل بیقراری قاسم کو دیکھکر اُٹھ کھڑی ہوئین اور بے اختیار منہ سے نکلا فرد
رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ۔ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست ہذا آیئے تشریف
لایئے قاسم کو ایک عید ہوئی ملکہ نے وزیرزادی کا شکریہ ادا کیا وزیرزادی تو ایک
گوشے مین مُنھ پھیر کر بیٹھی ادھر عاشق و معشوق مین اختلاط ظاہری ہونے لگا ایک
ایک جام شراب دونون پی کے پلنگ پر گئے ایسا نیند کا غلبہ ہوا کہ دونون غافل
سوگئے ادھر آبشار تیغ زن بعد تھوڑی دیر کے ملازمون سے مخاطب ہوا کہ ارے
کمبختو تمنے ملکہ کی بھی خبر لی نوکرون نے جواب دیا کہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا آبشار
کی کمر مین تلوار لگی ہوئی تھی فوراً کوٹھے پر آیا جس کمرے مین ملکہ تھین اُسمین سر ڈالکر
دیکھا تو سناٹا تھا کسی کو نہ پایا دوسرے کمرے کو جو کھولا تو یہ معاملہ دیکھا کہ ماہ منیر
قاسم کے ساتھ سو رہی ہو چونکہ جیران جنگ آزما کی صحبت مین رہا ہو غصے سے
کانپنے لگا ملکہ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا ملکہ کی آنکھ جو کھلی جلاد کو سر پر دیکھا چیخنے لگی کہ ارے
لوگو کیا غضب ہو مین نے بدکاری نہین کی آبشار کے ہاتھ مین تیغ کھنچا ہوا ہو ہر مرتبہ
یہی ارادہ کرتا ہو کہ ملکہ کا سر کاٹ لون پھر جی مین کہتا ہو کہ بادشاہ تو کچھ نہ کہین گے یہی
فرمائین گے کہ خوب کیا مگر مان انکی آفت برپا کرینگی للکار رہا ہو کہ خاموش رہ مین تجھکو
شہر مین چلکر سزا دونگا آبشار نے جو چلا کر کہا قاسم کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ آبشار ملکہ
پر غصہ کر رہا ہو ارادہ کیا کہ اُٹھون اور تلوار لون مگر آبشار نے ہاتھ تلوار کا مارا
کہ قاسم کا سر زخمی ہوا لڑکھڑا کر پلنگ پر گرے آبشار نے دوسرا ہاتھ مارا کہ شانہ
بھی جھول پڑا اسطرح کے دو تین ہاتھ مارے کہ قاسم کو غش آگیا آبشار سمجھا کہ مین نے
مار ڈالا جو قالین کہ پلنگ پر بچھا تھا اُس مین قاسم کو لپیٹا ادھر ملکہ بیٹھ رہی ہو کہ او

جلاد تجھے کچھ معلوم ہو کہ اس بیچارے نے کیا خطا کی آبشار نے کچھ جواب نہ دیا اور قاسم
کو چاندنی مین لپیٹا اور گٹھر بنایا اُس گٹھر کو اُٹھا کر پشت پر باغ کی پھینکدیا ملکہ معاملہ اپنی
آنکھون سے دیکھکر ہزارون کوسنے دینے لگی کہ نگوڑے خدا تجھے غارت کرے اگر وہ جاگتا
ہوتا تو اس سرکشی کا مزہ چکھا تا آبشار نے کچھ نہ سُنا محافہ منگوا کر ملکہ کو اُس مین سوار کیا
شادی ساری درہم و برہم ہو گئی ہر ایک جگہ یہی ذکر ہو کہ آبشار نے قاسم کو مار ڈالا
مگر بقول شاعر ہندی مثل ؎ جا کو راکھے سائیان مار نہ ساکے کوے ✣ بال نہ بیکا کر سکے
گر دو جگ بیری ہوے ✣ اور اہل زبان فرماتے ہین فرد اگر تیغ عالم بجنبد ز جا ✣ نبرد
رگے تا نخواہد خدا ✣ آبشار تو ساری برات کو درہم و برہم کر کے طرف تاج حسن خیز
کے چلا کر اسکا ذکر کرونگا مگر جس صحرا مین آبشار نے پشتارہ قاسم کا پھینک دیا تھا وہ
عمر املداری مین ایک قصبے کے ہو کہ اُس قصبے کو سعادت آباد کہتے ہین مسعود نامے
زمیندار مرد سن رسیدہ گرم و سرد عالم دیدہ صبح کو چند پاسیون کو ساتھ لیے ہوے
برا سے حراست نکلا ہو کہ ایک پاسی نے خبر دی کہ فلان نالے مین ایک پشتارہ پڑا ہوا
ملتے ہے تو یہ معلوم ہوتا ہو کہ چور کہین سے آے تھے مال بانٹ رہے تھے ہمکو آپ کو
دیکھکر بھاگ گئے مسعود زمیندار نے حکم دیا کہ گٹھر اُٹھا لیے چلو مکان پر چلکر دیکھینگے
پاسیون نے پشتارہ اُٹھا لیا مسعود مکان پر آیا پاسی نے پشتارہ رکھا مسعود نے
پاسیون کو تو رخصت کر دیا جب آپ اکیلا رہگیا تو چاندنی کو کھولا دھبے خون کے ظاہر
ہونے لگے اب تو گھبرایا بمشکل پشتارہ کھولا چاندنی کے بعد قالین تھا بالکل خون میں
ڈوبا ہوا جب قالین بھی کھولا تو معلوم ہوا کہ آفتاب تابان یا ماہ درخشان پردۂ
شفق مین پنہان ہو مگر زخم گہرے جسم پر لگے ہوے ہین ہر دہان زخم سے الامان کی آواز
آرہی ہو مسعود زمیندار گھبرا گیا نوکر کو پکارا اور حکم دیا کہ رمضان جراح کو بلا لے
کہنا تھا کہ صاحب نے بلایا ہو اور بیٹھا ہوا رو رہا ہے زیبا سے قاسم کو دیکھ رہا ہو کہ
آمد و شد نفس ظاہر ہو کلیجہ دھڑک رہا ہو کہ رمضان جراح حاضر ہوا مسعود نے
کہا اے رمضان اسکے ٹانکے لگاؤ اگر اسکو صحت ہوگی تو تمکو بہت خوش کر دونگا ہر ایک ایذا

تو تمھاری جورت مین ہو اُسکا یوتا معاف کرونگا وہ تمھاری معافی رہی رمضان نے
کہا حضور بڑی بات یہ ہو کہ زخم تو اِس جوان نے گہرے کھائے مگر کوئی رگ و پٹھا کٹنے
نہین پایا بہت جلد اِسے اچھا کرونگا مسعود خوش ہوگیا کہا ای رمضان بڑی تمھاری
خاطر کرونگا اگر اِسنے صحت پائی کیونکہ یہ خود بھی کوئی شاہزادہ معلوم ہوتا ہو نہین معلوم
یہ کس جلاد کا فعل ہو کہ ایسے ماہ تابان کو یون ٹکڑے ٹکڑے کیا ہو کہ دیکھ کے کلیجہ پھٹتا ہو
کیا اِس سے خطا سرزد ہوئی کہ جسکا یہ بدلا کیا رمضان نے بیٹھکر زخم دھوئے بہ احتیاط
ٹانکے دیے پٹیان مرہم کی چڑھا دین جراح تو چلا گیا مگر مسعود ہر وقت رومال ہاتھ مین
لیے مکھیان جھلا کرتا ہو دوسرے دن قاسم کو ہوش آیا آنکھین کھولکر دیکھا کہ مکان تمام
ہو تیار کیا ہوا ہو کالنس کے باندون کی چارپائی بچھی ہو اُسپر ایک گدا اچھا ہو ایک شخص
سن رسیدہ مکھیان جھل رہا ہو قاسم کے آنکھ کھولنے سے مسعود نہال ہوگیا جھک کر
پوچھا مزاج کیسا ہو قاسم کو قوت کلام نتھی اشارے سے جواب دیا کہ اچھا ہون پھر
غش ہو گیا مسعود نے حکم کیا دو مرغ ذبح کرو اُسکی یخنی تیار ہو شام کو جو قاسم کی
آنکھ کھلی زمیندار نے وہ یخنی پلائی ہر وقت یہی تدبیر کرتا ہو کہ کیا شے کھلادون کہ یہ جوان
کلام کرے چوتھے دن جو قاسم کو ہوش آیا تو تکیے کے سہارے اُٹھ بیٹھے مسعود نے
پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہو قاسم نے صاف بتادیا کہ نبیرۂ صاحبقران قاسم نوجوان
مسعود نے پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہو آپ کو کسنے زخمی کیا قاسم نے سب حال مفصل بیان
کیا کہ دختر حیران جنگ آذر مایہ پر عاشق ہوا تھا جسکا نام نامی ماہ منیر ہو آلشار نے
مجھکو غفلت مین زخمی کیا مگر انشاءاللہ خدا تمکو جزاے خیر دیگا کہ تم میری باعث حیات
کے ہوئے صحت پاکر شہر مین جاؤنگا اور دربار مین شاہ کے آلشار سے بدلا لونگا
زمیندار کے ہوش اُڑ گئے کہتا تھا کہ سیان یہ نام نہ لیجیے حیران جنگ آذر مایہ بڑا بہادر
ہو کئی ہزار پہلوان اُسکے ملازم ہین اِس اقلیم مین کوئی ایسا نہین کہ اُسپر غالب آئے
قاسم نے کہا کچھ پروا نہین حضرت عرض کرتا ہو کہ ایک مہینے مین سب زخم قاسم کے خشک
[illegible] قاسم [illegible] مسعود نے [illegible] اسباب کیا قریب [illegible] مین

روشنی کرائی جلسہ آراستہ کیا قاسم کو غسل کرایا کئی طائفے بلائے گروہ کسبیان دیہاتین ڈھیلی ڈھیلی وضع گلبدن کے پائجامے انمین توِل کی گوٹ زنگاری دوپٹہ برسات کے دھبے پڑے ہوئے انمین چھوٹا چھوٹا اگوٹا لگا ہو ان کسبیون نے مجرا کیا قاسم نے سب کو انعام دیا ایک نازنین کمسن کہ نئی کسبی ہوئی تھی سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانے لگی نظم

قصہ روئیدگذشتہ انکھو کو شرمائیگا
ہمکو لیپٹتے ہو کیون انکو لحاظ آجائیگا

حال میرا سُنکے بولے نکہ کیا کرنی ضرور
نالے کرتے کرتے اکدن آپ ہی مرجائیگا

ہاتھ گردن مین اگر ہونگے تو سر آغوش مین
میرا مرنا بھی تجھے قاتل مزے دکھلائیگا

تنگ ہو اطراف عالم جو میلے نکلین کیا
فکر ہو عاشق ترا دامن کہان پھیلائیگا

یہ بلا کے پیچ مین مشکل ہو ان سے مخلصی
عقدۂ گیسو مین شانہ آپ ہی رہجائیگا

شکوہ ایسا ہو کہ شرما کر اُسے کرون پسند
ورنہ ناصح کی طرح تمسے بھی دل پھر جائیگا

فصل گل آئی جنونکے بڑھ چلے ہین ولولے
دل دھڑکتا ہو کہ ناصح آکے پھر سمجھائیگا

صبح سے تا شام ہٹ کرتے ہو لاکھون بار تم
اسقدر کثرت سے دل کوئی کہانتک لائیگا

میرے افسانے مین شکوہ غیر کا بھی ہو شریک
دوستو کہتے ہو کیون غصہ انھین آجائیگا

دیکھکر تر دامنی گھبرا گیا کیون اے نسیم
دیدۂ پر آب دریا سیکڑون برسائیگا

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط رہا صبح کو قاسم نے مسعود سے کہا اے مہربان اے جان بخش ایک شی ہم اور تمسے مانگتے ہین یہ مادیان جو تمھاری سواری کی بندھی ہو یہین دو ہم طرف حُسن آباد کے جائین گے اور جا کر آبشار سے جسمین نے اکر آبشار کو آبرو بچانا مشکل ہو اور حیران جنگ آزما بھی جانے کہ بہادر ایسے ہوتے ہین اے مسعود اسوقت تو ہم سفر مین ہین مگر تمھارے ساتھ بڑا کرینگے یہ گھاؤن ہم تمکو معافی مین دینگے مسعود نے عرض کی مین دل و جان سے حاضر ہون مادیان کیسی اگر آپ جان طلب کرتے تو مین حاضر کرتا مگر حسن آباد نہ جائیے یا تو یہین بسر کیجیے مجھ پر خدمت کرونگا بابا سیدان کو [illegible]

[illegible]

اُسکے ساتھ بدلا نہ ہو لوگ اپنے مقام پر کہین گے کہ قاسم نے کچھ نہ کیا مسعود نے بیا
ای شہریار جیران جنگ آزما بڑی فوج رکھتا ہی اُسکے نام سے لوگ کانپتے ہین قاسم
نے فرمایا آپ ہمارے واسطے دعا کیجیے گا خدا انجام بخیر کریگا مسعود نے حکم دیا مادیان
لشکر آئی قاسم اُسپر سوار ہوے راستہ پوچھکر طرف جشن آباد کے چلے راہ کی جفائین
کر دن بھر راستہ چلے شام کو کسی مقام پہ اُتر پڑے کسی نخل کے نیچے آرام فرمایا بعد
ایک ہفتے کے آبادی معلوم ہونے لگی دیہات و قریات زراعتین سرسبز و شاداب
قاسم کو یقین ہوا کہ قریب شہر آ پہونچے کوئی چار گھڑی دن پچھلا باقی تھا کہ دروازہ
شہر کا معلوم ہوا پھاٹک عظیم الشان دس ہزار سوار اُس مقام پر اُترے ہین قاسم
سب کو دیکھتے ہوے شہر مین داخل ہوے دیکھا شہر آباد رعایا دلشاد دوکانین آراستہ
کمرون پر کسبیان اُسکے نیچے دوکانین کنجڑون کی بھاری لنگے پہنے ہوے سرخ چندریان
اوڑھے تتربیب کی کرتی جسم مین پھنسی ہوئی آیندہ و روندہ جوان جو کنجڑون کو دیکھتے
ہین تو کنجڑین بھی آواز دیتی ہین شعر سدا اپنے عاشق پہ یون نعرہ زن ہو کے نار
پستان و سیب ذقن ہو گرم بازاری ہو رہی ہی قاسم نے ایک سے پوچھا کہ کاروانسرا
کسطرف ہی ایک جوہری نوجوان دوکان سے کود پڑا اور عرض کی کہ مجھکو سرفراز
کیجیے میرے مکان مین بہت جگہ ہی دوسرا تاجر دوکان سے کود کر آیا اُسنے بھی یہی کہا
تھوڑے عرصے مین معاملہ بازار یوسفی نظر آتا تھا ہر شخص یہی تقاضا کرتا تھا کہ ہمارے
مکان پر چلیے قاسم خاموش کھڑے تھے کسی کو جواب نہ دیتے تھے وہان جیران
نے دربار برخاست کیا سب پہلوان اپنے اپنے مکان کو چلے سرشار قوی بازو کہ
نامی پہلوان ہی گھوڑا اُڑاے ہوے آتا تھا دور سے دیکھا ایک مقام پر لوگون کا
مجمع ہی گھوڑے کو اُڑا کر اُس مقام پر آیا دیکھا ایک جوان شیر صولت رستم شوکت
گھوڑے پر سوار راستہ کاروانسرا کا پوچھ رہا ہی سرشار قوی بازو و نہایت بہاک
پرست ہی جمال قاسم دیکھکر بیقرار ہو گیا جی مین کہتا ہی کہ یہ کہان کا تاجدار ہی آ کر قاسم کو
سلام کیا کہا ای شہریار کاروانسرا کی کیا ضرورت ہی غلام کا غریب خانہ موجود ہی

وہاں چلکر آرام فرمائیے قاسم نے فرمایا یہ تو مسافرون کا مقام کاروانسرا ہوتا ہی سرشار نے کہا مجھکو بڑا اشتیاق ہی کہ آپ کا حال سنون مجھکو تو معلوم ہو کہ اس شہر مین آپ کیونکر تشریف لائے اور مین نہ مانونگا ضرور آپ کو لے چلونگا شب بھر خدمت کرونگا صبح کو آپ کو اختیار رہیگا اور دو چار دن مجھے سرفراز کیجئے قاسم نے کہا سوا ایک شب کے زیادہ مہلت نہین چونکہ ہم سن چکے کہ بادشاہ کا دربار برخاست ہوگیا لہذا کل دربار کے وقت جائینگے قاسم نے پھر کچھ تکرار نکی سرشار کے ساتھ چلے اور بہ محبت فرمایا کہ اے پہلوان دوران تمہارے کلام سے بوے محبت آتی ہی جو تمنے کہا بجنسہ بدل قبول کیا سرشار نے کہا مین تو بندۂ بے زر ہون آپ کا مہمان ہونا باعث سرفرازی ہی قاسم ساتھ ساتھ سرشار کے راستہ طی کرتے ہوے ایک مقام پر پہونچے دیکھا ایک قصر بلند و مرتفع ہی دروازے پر حاجب و دربان و چوبدار وغیرہ حاضر تھے خادمون نے آکر مرکب سرشار کی باگ تھام لی سرشار نے اشارہ کیا کہ دوسرے مرکب کی بھی باگ تھام لو خادمون نے تعمیل حکم کی قاسم بھی گھوڑے سے اترے ہمراہ سرشار اندر مکان کے آئے مسند بچھی ہوئی تھی اسپر قاسم کو جگہ دی آپ سامنے آکر بیٹھا عرض کی کہ اے شہریار امیدوار ہون کہ نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے قاسم نے نام اپنا مفصل بتادیا اور کہا باغ عشرت مین برغا آلشار نے وہ حرکت کی کہ جلاد سے بھی نہ ہو سکتی اور میرا مرکب وغیرہ لایا ہی مین صبح کو جاکر شاہ سے مرکب اپنا لونگا اور کہونگا کہ دختر کو سوار کر دو ورنہ خون کے دریا بہا دونگا سرشار حیران ہو کہ یہ کیا کہتے ہین مگر خاموش ہو رہا جی مین کہتا ہی کہ بھلا جبران جنگ آزما کا بیٹا یہ باتین سن سکیگا نہین معلوم کیا آفت برپا کریگا شاید اس جوان کو کچھ سنک ہی اسباب عیش و نشاط مہیا کیا ایک گائن کو اشارہ کیا وہ سامنے بیٹھکر یہ اشعار جناب نسیم دہلوی مرحوم کے بانازو کرشمہ گانے لگی نظم

اشک آنکھ سے تہ دامن سے شب کر باہم ــ قعر دریا سے نکل آئے شناور باہم

اسقدر جوش محبت سے گلون نے کھینچا ــ گھٹتے گھٹتے نکل آیا دم خنجر باہم

چشم و دیدہ بھی وا ہوے انتظار کو ــ سینۂ تیغ سے ہی دیدۂ جوہر باہم

خاصیت مرگ مین بھی تنگدلی اے قاتل — پانوٗن ڈھانکے بھی کفن نے تو ہوا سر باہر
جذب مشتاق شہادت کو نظر کر ظالم — آ نکل آیا ہو کمر سے تری خنجر باہر
شہر فقط استغنے لیے وہ نہین دکھلاتے تن — رہیے آغوش تصور سے بھی باہر باہر
گر نہین ضبط کا یارا ہو تو ہان بسم اللہ — چھوڑ پہلو کو نکل جا دل مضطر باہر
کم نہین ایک گھڑی مشغلۂ بیتابی — وحشت دل سے برابر ہو ہمین گھر باہر
خوت آوارہ مزاجی ہمین آتا ہو نسیم — قفل اشک آنکھ سے رہنے لگے آکثر باہر

شب بھر جلسۂ عیش و نشاط رہا صبح کو قاسم نے کہا ہماری ماریان تیار کرو سرشار قدمون پر گر پڑا کہا اے شہریار رہین تو آپ کو تنہا نہ جانے دونگا قاسم نے کہا کیا مجھکو مول لے لیا ہو یا مین تمھارا غلام ہون تمنے دعوت کا نام لیا مین چلا آیا اب کیون روکتے ہو سرشار نے کہا اول تو باعث آپ کی ناراضی کا یہ ہوگا کہ آبشار ہر وقت بلبلایا کرتا ہو اور کہتا ہو مین نے قاسم کو مار ڈالا آپ کے خلاف ہوگا اور اُسکے شاہ کا دربار ہو قاسم کسی طرح نہ مانتے تھے آخر سرشار قدمون پر گرا اور کہا اتنا تو قبول کیجیے کہ آجکا دن اور رات تو ضرور رہجایئے آج تو مین نہ جانے دونگا قاسم سوچے کہ بہادر ہو سوا اسے بہت اچھا کہ اور کچھ نہ بن پڑا سرشار کمر کو باندھکر ہتھیار وغیرہ لگائے ہوئے گھوڑے پر سوار ہوکر دربار مین حیران سے آیا تو دیکھا تخت پر بیٹھا ہے جد پہلوان جمع ہین مگر آبشار وہی ذکر کر رہا ہو کہ نبیرۂ حمزہ کو مین نے یون مارا اور لاش کو باندھکر پھینک دیا سیار وغیرہ کھا گئے ہونگے جیسے ہی آبشار نے یہ ذکر کیا سرشار بول اُٹھا کہ جھوٹ بکی ایسی تیسی آبشار نے کہا کیون اے سرشار تم کیا جانو سرشار نے کہا ہم اتنا جانتے ہین کہ جیسے ہی اُسنے آنکھ کھولی تمنے ہاتھ تلوار کا مارا دیا زخم سر پر کاری پڑا وہ پلنگ پر گرا تمنے اسقدر تلوارین مارین کہ زخمون مین چور چور ہو گیا آبشار نے کہا تم کیا جانو سوا میرے اُس مقام پر کوئی نہ تھا آبشار و سرشار مین تکرار ہونے لگی حیران جنگ آزما نے تکرار کو منع کرکے کہا اے سرشار تمھین کس بات پر توت ہو کہ جو کہتے ہو اسنے سوتے مین زخمی کیا سرشار سے ضبط نہ ہو سکا کہا اے شہریار قاسم نے صحت پائی رات سے میرے

یہان ملازمان [illegible] بادشاہ دین [illegible] نے [illegible] روکا [illegible] صبا [illegible] سرشار
[illegible] جو ایسا دل رکھتا ہو کہ اکیلا دربار مین آنے کو کہتا ہو مین [illegible] یقین [illegible]
جو [illegible] مین [illegible] کیا آلبتہ [illegible] کو [illegible] پہنچ آگیا مگر حیران جنگ آزما نے کہا [illegible] شاہ
تمنے خوب کام کیا کہ اپنے مکان پر روکا اگر وہ یہان ہوتا اور [illegible] سخت [illegible]
مجھے کچھ نہ بن پڑتا اکیلے پر ہاتھ ڈالنا میری جرأت کے خلاف تھا شاید صبر نہ ہو سکتا
مین جواب سخت دیتا جو شخص ایسا بے کلیجے ہو کہ تمام عالم مین مشہور ہو کہ ہزار جوان
پہلوانان زبردست میرے رفیق ہین اور پانچ لاکھ فوج کا مالک ہون مگر اسنے کچھ خوف
نہ کیا اور شہر مین چلا آیا اور دربار مین آنے کو موجود ہو مین اُسکو اپنا رفیق بناؤن گا
اے سرشار ایک احسان کرو کہ اُسکو سمجھا کر پھیر دو اپنے باپ دادا کا لشکر لاوے سر میدان
کلام کرے تو مین جواب دونگا اُسوقت میری جرأت کا حال کھلے گا اور اپنے گھر پر آئے
ہوئے پر ہاتھ ڈالنا جرأت کے خلاف ہی یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ دروازہ
پر وہ جوان آگیا کھڑا ہوا کہ رہا ہی کہ خبر کرو اسکے بعد آنے سرشار کے قاسم سوار ہوکے
چلے تو ملازمان سرشار نے روکا قاسم نے سب کو جھڑک دیا اور کہا کیا مین تمھارا نوکر
ہون مین ضرور جاؤنگا نوکر خاموش ہو رہے قاسم سوار ہو کر جب دربار گاہ حیران
پر پہونچے سامنے مرکب اُنکا بندھا ہوا تھا جیسے کھینچ رہا ہی اسقدر ٹاپین زمین پر
ماری ہین کہ سامنے ایک غار ہو گیا ہی کئی سائیسون کو مار چکا ہی اپنے آقا کی جدائی مین
رغبت سے گھاس بھی نہین کھاتا ہی آنکھون سے آنسو جاری ہین قاسم نے جو اپنے
مرکب کو دیکھا اور مرکب کی بھی نگاہ پڑی خوشیان کرنے لگا قاسم نے بڑھکر کہا کہ بیٹا
ہم تمھین لینے آئے ہین مرکب بحسرت دیکھنے لگا قاسم نے قریب آکر گلے مین گھوڑے
کے دونون ہاتھ حائل کیے لوگ حیران تھے کہ یہ وہی مرکب ہی جو کسی کو اپنے قریب
نہین آنے دیتا تھا یا وہی گھوڑا کیسا شائستہ کھڑا ہی اپنے آقا کا سینہ چاٹ رہا ہی مگر
چوبدار نے جو شاہ سے عرض کی حیران نے گھبرا کر کہا اے سرشار تمھین باہر جاؤ سمجھا کر
اُسکو پھیر دو بادولت کے ساتھ نہ آئے اگر مار ڈالونگا تو بدنام ہو جاؤنگا شعر

کر گھبرا گئے ہوئے کو کچھ نہیں کہتے سرشار نے آلبشار سے کہا اب آپ تو ہٹ جائیے ورنہ
آپ کو دیکھ کر اور زیادہ جھلائیگا آلبشار تو ایک گوشے میں جا کر چھپے سرشار باہر آیا آکر
دیکھا قاسم گھوڑے سے باتیں کر رہے ہیں اور درگہ سالار سے تکرار ہو رہی ہے لیکن
درگہ سالار یہی کہتا ہے کہ میں نہ جانے دونگا جبتک کہ حکم نہ آئیگا قاسم کہتے ہیں کہ اب قسم
ہم ضرور اندر جائیں گے کہ سرشار نے آکر درگہ سالار کو منع کیا اور قاسم کے سامنے
آکر رونے لگا کہا ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ میرے آنے کے بعد ملازموں نے کج خلقی کی
قاسم نے کہا کسی کی خطا نہیں ہے میں جب آگے بڑھ گیا تب وہ لوگ خاموش ہو رہے
اے سرشار خبردار کسی ملازم کو کچھ نہ کہنا کسی نے ہمارے ساتھ کچھ برائی نہیں کی سرشار
نے کہا اب یہ احسان کیجیے کہ پلٹ جائیے میں سو پچاس آدمی ساتھ کر دوں قاسم نے
کہا اے سرشار اب دروازے پر آکر پلٹنا مردان عالم کا کام نہیں ہے سر ہتھیلی پر رکھ کے
آیا ہوں اول تو آلبشار سے سمجھونگا بعد اسکے شاہ سے کلام کرونگا سرشار نے کہا
آلبشار دربار میں نہیں ہے شاہ نے اسکو نکالدیا میں نے دروغ گوئی اسکی ثابت کی
شاہ نے آلبشار کو نظروں سے گرا دیا اور یہ حکم دیا کہ بیہودہ باتیں نہ کیا کرو زمرے
میں پہلوانوں کے نہ بیٹھو مگر اب مہربانی فرمائیے میرے ہی مکان پر چلیے دو چار دن
آرام فرمائیے بعد اسکے آپ کو اختیار ہے قاسم نے جھلا کر جواب دیا کہ اے سرشار یہ
باتیں تمہاری ہم پر شاق گذرتی ہیں بس اب تو ہم اندر جائیں گے درگہ سالار اٹھا
سرشار ہاں ہاں کرتا رہا مگر درگہ سالار نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے خالی دیکر
ایک تمانچہ مار دیا کہ درگہ سالار کا سر اڑ گیا ڈھلکتا ہوا بارگاہ میں پہونچا اور قاسم
نے ترق زنجیر کو کاٹا پردہ اٹھا کر اندر آگے دیکھا شاہ تخت پر بیٹھا ہے اور ہر طرف رفیق
بیٹھے ہیں ہر ایک دیو خصال عفریت مثال بیٹھا جھوم رہا ہے قاسم نے کچھ خیال نہ کیا اور
پکار کر آواز دی سلام من درین مجلس و درین بارگاہ برکسے باد کہ بشناسد و بداند کہ خدا
یک است و دین پیغمبر برحق یہ آواز سنکر سب پہلوان بگڑنے لگے مگر حیران نے سبکو
منع کیا کہ خبردار بارہ دخل نہ دو اپنے مذہب کی تعریف کرتا ہے ہمارا کیا نقصان ہے مگر

قاسم آہستہ آہستہ قریب تخت حیران جنگ آزما کے پہونچے دیکھا ایک پہلوان موسوم بہ عفریت خونخوار بیٹھا جھوم رہا ہی قاسم نے قریب آکر اُسکو سلام کیا عفریت نے کچھ خیال بھی نہ کیا قاسم نے کہا ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان ہم تمھارے پاس آئے ہین اور تمھارے مہمان ہین تھوڑی دیر کے واسطے اس دنگل سے اُٹھ جاؤ ہم تمھارے شاہ سے کچھ کلام کرینگے عفریت نے کہا کیا مجھے تمنے سب مین حقیر دیکھا ہی اور مقام پر جاکر بیٹھو قاسم نے کہا تم قریب تخت شاہ بیٹھے ہو ہم اسی مقام پر بیٹھین گے عفریت نے تیغے پر ہاتھ ڈالا حیران جنگ آزما نے منع کیا کہ ای عفریت اُٹھ جاؤ مہمان کو بیٹھنے دو عفریت شرمندہ ہوکر اُٹھ گیا قاسم دنگل پر بیٹھے حیران شوکت قاسم دیکھکر حیران جمال دمحو دیدار ہوا اور دل مین کہنے لگا کہ کیا جوان بے کلیجہ ہی کہ ہراس کا نام نہین بس فوڑا اشارہ کیا کہ اسباب عیش ونشاط لاؤ ساقی بچون نے گلابیان شراب کی اور کشتیان کباب کی لاکر رکھین ایک گائن کو اشارہ کیا کہ وہ سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانے لگی نظم

ایک شب جو تیری محفل مین نہ پائے بار شمع	صبح ہوتے ہوتے ہو مانند رشتہ زار شمع
رات جو دیکھا ترے رخسار آتش ناک کو	کھا کے غش گر گر پڑی محفل مین سو سو بار شمع
ساق جانان سے جو کی ہی ہمسری اس جرم پر	لگی رہتی ہی دکانون مین سر بازار شمع
تیرے دامن کی ہوا ہی وہ نسیم ای رشک گل	ہوکے گل بنجائیگی شاخ گل بے خار شمع
شام سے تا صبح محفل مین وہ گل آتا نہین	بخت خفتہ ہین عبث رہتی ہی شب بیدار شمع
بہ گل جبہین وہ باز آتے نہین تعزیہ سے	چھوڑکر یہ واسنین گو ہی مثال وار شمع
طائر مضمون گرے پڑتے ہین پروانو کیطرح	کنج تنہائی مین ہی یان کلک آتشبار شمع
کیا نقط النسان ہی کافر اس صنم کے عشق مین	رکھتی ہی پنہان بدن مین رشتہ زنار شمع
جلوہ فرما تو اگر ہوگا تو ہوگی طرفہ سیر	بزم سے بھاگے گی لنگڑاتی ہوئی او یار شمع
بزم عالم مین ہی خاموشی سے اپنا شمع فروغ	گو سراپا ہی زبان کرتی نہین گفتار شمع

عین گرمی صحبت ہی کہ قاسم نے ہاتھ سے گائن کو منع کیا کہ خاموش رہو طرف حیران کے متوجہ ہوے فرمایا ای بادشاہ رستم خصال تیری جرأت کے شہرے ہین بڑے بڑے

پہلوان تیرے نام سے کانپتے ہین مین کچھ مانگنا چاہتا ہون جیران جنگ آزما نے بکشادہ
پیشانی جواب دیا کہ جان و مال سب کچھ حاضر ہو قاسم نے کہا اول تو یہ بتایئے کہ آلبشار کہان
ہو مجھکو اُسنے تاپنچے مارے کہ مین گر پڑا جیران نے جواب دیا کہ مین نے اُسے صحبت سے نکالدیا
اور جو طلب فرمایئے وہ حاضر کرون قاسم نے کہا اول تو میرا مرکب اور سلاح جو آلبشار
لایا ہو وہ مرحمت ہون جیران نے جلدی سے جواب دیا کہ علاوہ اُن ہتھیارون کے
سلاح خانہ کھلوا دون جو مزاج مین آوے وہ ہتھیار پسند کر لیجیے قاسم نے کہا ایک
سوال اور ہو یقین ہو کہ وہ سوال آپ کو ناگوار ہو مگر مجھے کچھ پروا نہین مین سر اپنا
ہتھیلی پر رکھکر آیا ہون یہی چاہتا ہون کہ اِس اقلیم والون کو بھی دیکھون کہ کیسے بہادر
ہین جیران نے کہا آپ میرے مہمان عزیز ہین جو طلب فرمایئے گا وہ حاضر کرونگا قاسم نے
کہا ملکہ ماہ منیر کو محافے مین سوار کر کے میرے ساتھ کیجیے ورنہ دریا خون کے بہا دونگا
اور معشوقہ کو لیکر جاؤنگا جیران نے شرما کر سر جھکا لیا جواب مین کہا اے نبیرۂ صاحبقران
آپ نے ایسا کلمہ کہا کہ مجھے پسینہ آگیا مگر سوچیے تو کہ کوئی نامرد سا نامرد بھی ایسا کام نکریگا
مین کیونکر بیٹی کو سوار کر کے آپ کے ساتھ کر دون قاسم نے کہا ہزار رفیق آپ کے
بیٹھے ہین اور پانچ لاکھ فوج کے آپ مالک ہین محافہ ملکہ کا میدان مین رکھیے کل فوج کو
تیار کیجیے تب آپ کو معلوم ہو کہ محافہ کون لے گیا اب بہتر اسی مین ہو کہ عرض میری قبول
فرمایئے جیران جنگ آزما مثل آئینہ جیران و بشکل زلف پریشان باتون مین قاسم کو
ٹال رہا ہو مگر قاسم ہر مرتبہ فرماتے ہین کہ اے رستم وقت باتو اُٹھیے کہ میرے آپکے امتحان
ہو جاوے یا محافہ منگایئے مگر جیران جنگ آزما باختر سنجان کا حال پوچھ رہا ہو
کہ ان ملکون مین آپ بہت ڈرے یہان دربار مین یہ کیفیت ہو کہ بعض پہلوان دربار سے
اُٹھ گئے کہتے تھے ہمسے نہین سُنا جاتا بھتیجا اسکا منشا سے بلند رکاب کہ رستم قلعۂ
حُسن پرستان کہلاتا ہو اپنے محل سے نکلا دیکھا کہ چند پہلوان کھڑے ہین منشا نے پوچھا
کہ آپ لوگ آج دربار مین نہین گئے سب نے کہا اے شاہزادے نہین معلوم آپ نے
چچا صاحب کو کہان کی نامردی سوار ہوئی ہو کہ قاسم نوجوان نبیرۂ صاحبقران ایسی

سخت کلامی کر رہا ہی اور ہر مرتبہ کہتا ہی کہ اُٹھیے آپ کے چچا صاحب کا چہرہ متغیر ہو جاتا ہی
مگر باتون مین ٹال رہے ہین ہم لوگون سے نہ سُنا گیا آخر اُٹھکر دربار سے چلے آئے منشا نے
جو یہ باتین سُنین غصّے مین کانپنے لگا پھر کہا ای بہادرو چچا صاحب وحید عصر پہلوان ہین ربط
ضبط کو کام فرما رہے ہین مین ابھی جاکر سمجھائے دیتا ہون میرے سامنے لڑکے کہین کو
سوار کرو زبان تیغ سے جواب دونگا اور اگر کشتی پر راضی ہوا تو ہڈیان اور پسلیان
توڑ ڈالونگا توبہ توبہ کرکے بھاگے سب پہلوان منشا سے بلند رکاب کے ساتھ ہوے
یہان منشا تنتنا ہوا طرف بارگاہ کے چلا تلوار تولتا ہوا ڈورا کھولتا ہوا جیسے ہی وہ
بارگاہ مین آیا یہ معاملہ دیکھا کہ قاسم اپنی ہی کہے جاتا ہی حیران جنگ آزما پسینے پسینے
ہی مگر اور تذکرون مین ٹال رہا ہی کہ سامنے سے منشا سے بلند رکاب آیا جمال پر قاسم
کے جو نگاہ پڑی پسینہ آگیا قریب آکر کہا ای جوان چچا صاحب سے کیا کلام کر رہا ہی مین
ایک بات کہون اگر خلاف مزاج نہ ہو قاسم نے کہا فرمایئے منشا نے کہا اول مجھسے
مقابلہ کیجیے ساتھ اِس شرط کے کہ اگر مین غالب آؤن تو میری رفاقت اختیار کیجیے اور
ماہ منیر کا کبھی نام نہ لیجیے قاسم نے کہا بہتر آئیے مین موجود ہون تلوار کھینچیے منشا حیران
ہی کہ کیا جوان بے کلیجے ہی ہر بات مین موجود ہی تلوار نیام سے اُگلی پڑتی ہی قبضے پر ہاتھ
پڑا ہوا آمادۂ حرب و پیکار رہی منشا سے بلند رکاب نے ہاتھ تھام لیا کہا آج شب کو
آپ کی دعوت ہی رات کو اکھاڑا تیار ہوگا صبح کو میرے آپ کے کشتی مین امتحان ہی مگر
رفاقت مین انکار نہ کیجیے گا قاسم نے کہا رفاقت کیسی ہم تمھاری غلامی کرینگے منشا نے
خوش ہو کر قاسم کا ہاتھ تھام لیا دوسری بارگاہ مین لیکر آیا خاطر و مدارات کرنے لگا
مگر ناظرین پر واضح ہو کہ جب آبشار جلاد صاحب ظلم و فساد محافہ ملکہ کا لیکر آیا تو ملکہ کو
تو محل مین اُتروا دیا اور مان سے ملکہ کی سب حال بیان کیا مان نے بیٹی کی بلائین لین
کہا ای نور نظر یہ کیا کیا ملکہ رونے لگی کہا ای مادر مہربان اِس نگوڑے جلاد نے عجب
بدعتی کی میری آنکھون کے سامنے اُس یوسف ثانی کو یہ دغا تلوارین مارین اور گٹھری باندھکر
پشت باغ عشرت پر پھینکدیا مین کیا زندہ رہونگی نام اُسی شہریار کا لے لیکر جان دونگی

پھر آبشار بارگاہ حیران مین آیا سب کیفیت حیران سے بیان کی حیران یہ سنتے ہی تلوار
کھینچکر چلا کہ جاتے ہی اُسکا سر کاٹتا ہون یہان کنیزون نے مادر ملکہ کو خبر کی کہ شوہر آپ کے
اِس ارادے سے آتے ہین مان نے بیٹی کو کوٹھری مین بند کر دیا حیران محل مین آیا زوجہ
سے پوچھا وہ گیسو بریدہ کہان ہو زوجہ نے کہا کیون صاحب کیا ارادہ ہو حیران نے کہا
اُسکا سر کاٹونگا مان نے کہا صاحب اِسوقت تو تمکو غصہ ہو مگر ماہ منیر منسوبۂ یاقوت شاہ
ہو جو نور چکیدۂ لقا ہو قدرت کی بہو ہوئی تم لوگ جانتے ہو کہ بے حکم لقا پتہ نہین ہلتا
بس اُنکو تو منظور رہا کہ مسلمان کے پہلو مین بیٹھے اگر تم مار ڈالو اور کل کو قدرت دامن
پکڑین تو کیا جواب دوگے اور قدرت فرمائین کہ ہمنے بہو کا امتحان لیا تھا صاحب دریافت
کرلو کہ مسلمانون مین بدون عقد طرف فعل اصلی کے رجوع نہین ہوتے انصاف کرو کہ
وہ امتحان مین پوری اُتری آبشار نے جو کچھ کیا وہ خوب کیا بلکہ ہمین دشمن سے بھی
مارے جانے کا خوف ہو کہ مسلمانون نے کیسا کیسا ستایا قدرت نے خفا ہو کر ملک
موروثی چھوڑ دیا مگر یہ نہ کہا کہ مسلمان غارت ہوجائین کچھ تعجب نہین ہو کہ قدرت اُس
زخمی کو بھی بچالین جو کوئی تمپر طعن و تشنیع کرے اُسکو جواب دو کہ قدرت نے جو مناسب
جانا وہ کیا ہم اُنکے حکم کے پابند ہین زوجہ نے اِسطرح شوہر کو سمجھایا کہ حیران جنگ آزما
نے سر نیچا کر لیا اور چُپکا باہر چلا گیا حیران جب باہر جاچکا تو زوجہ اِسکی قریب بیٹی کے
آئی دیکھا بہوت عشق ہو کنیزین گھیرے بیٹھی ہین قاسم کے ذکر سے خوش ہوتی ہو اور
کنیزون پر تاکید ہو کہ یہی ذکر کرو اب ماہ منیر اپنے پروردگار سے ہاتھ اُٹھاکر دعائین کیا
کرتی ہو کہ اے کس بیکسان و اے حافظ درماندگان اُس غریب کی حفاظت کرنا نظم

اے کہ بر نام تو قربان جسم ما و جان ما — در بذات تو تصدق دین ما ایمان ما
تازہ از فیضان حسنت ہر گل بستان ما — روشن از شمع جمالت کلبۂ احزان ما
با وجود قرب ہستم از بساط وصل دور — حیف بر مہجوری ما و اے بر حرمان ما
بس توئی در دین و دنیا اے خبر گیر جہان — مالک ما صاحب ما شاہ ما سلطان ما
ہست عجز و انکسار و عذر و تقصیر و سجود — عزت ما حرمت ما عظمت ما شان ما

از زبان خامہ عرض حال داغ دل کنم
گرچہ سرتا پا گنہگار رحیم یا مولے مگر

چون نریزد چو شہ دین ... نشان ما
حرمت بر فضل و کرامت ... اطمینان ما

ایک مہینہ کامل اسی طرح گذرا کہ جب مان آتی ہو تو بیٹی کو دیکھتی ہو کہ دیوانہ ... چشمان
دعائین مانگ رہی ہو مان کہتی ہو کہ بیٹی صبر کرو ماہ منیر کہتی ہو کہ وہ پروردگار اس غربت
مین انکا حامی و مددگار ہو کنیزون سے آٹھ پہر یہی ذکر ہو کہ آلبشار نے مجھکو کیون نہ مارڈالا
انکے بھائی بند جب سنینگے تو اس ملک کو آکر برباد فنا اڑا دینگے ہاے صاحب مین کیا
کہون مجھکو نیند آگئی یہ نہ جانتی تھی کہ فتنۂ خوابیدہ بیدار ہونے کو ہو اگر وہ ذرا بھی
ہوشیار ہوتے تو میان آلبشار کو جواب دیتے اس حرامزادے نے اٹھنے بھی نہ دیا
کیا صاحب تمنے کتابین نہین پڑھی ہین کہ باختر ایسے ملک مین لقا پر شبخون مارا اور
سنجان مین انکے چچا بدیع الزمان اور یہی قاسم تھے تمام ملک گنجاب سے چھین لیے
دوسرا کمال یہ کیا کہ جب گنجاب سے آخر کا مقابلہ پڑا ہو اور گنجاب نے ہفت سمت
جمائی ہو تو بدیع الزمان نے تو لشکرکشی کی مگر انکے والد نے انکو یہی صلاح دی کہ تم
جاکر اکیلے لڑو صف اول کو بدیع الزمان ویران کرتے تھے اور صاحب ہمارے
یکہ و تنہا لڑتے ہوے جاتے تھے آخر گنجاب کو شکست دی مان یہ باتین سنکر روتی
ہوئی آتی ہو اپنے جلسے مین آکر ذکر کرتی ہو کہ ملکہ ماہ منیر کو جنون ہوگیا مگر ماہ منیر آٹھ پہر
یہی ذکر کیا کرتی تھی نام لے لیکر قاسم کا روتی تھی اور دعائین کرتی تھی ایک دن بیٹھی
رو رہی ہو کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی واری آپ کے وارث آگئے مین
ماہ منیر دل دہی کرکے پوچھنے لگی کنیز نے سب بیان کیا کہ دربار مین آئے اور آپ کے
باپ سے کہا کہ ماہ منیر کو سوار کر دیجیے اور میان آلبشار نے سامنا نہین کیا وہ ... کیلیے
آمادہ تھے کہ اے حیران جنگ آزما میرا امتحان کر آخر آپ کے بھائی منشا سے بلند بر کا
پہونچے اپنی بارگاہ مین لے گئے ہین اور طبل کشتی بجا ہو صبح کو مقابلہ پڑیگا اگر یہ غالب
آئینگے تو منشا اطاعت کریگا اور اگر زیر ہونگے تو یہ منشا کی اطاعت کرینگے اپنی بارگاہ
مین دعوت کر رہا ہو دیکھیے آوازئہ صد صدا ایسٹ رہا ہو ماہ منیر یہ سنکر سنبل گل کے

شگفتہ ہوگئی اور کنیز سے کہا ذرا مادر مہربان کو بُلا لاؤ کہنا کہ وہ بدنصیب آپ کو بُلاتی ہو کنیز نے جاکر ماں سے کہا ماں فوراً سنکر دوڑی کہتی ہوئی کہ شکر ہو مہینہ بھر کے بعد مجھکو یاد کیا آجتک سوا اسے ذکر قاسم کے کوئی کام نہ تھا جب سامنے پہونچی تو آکر دیکھا کہ ماہ منیر خوش بیٹھی ہو ماں کو سلام کیا ماں نے کہا بیٹا برخوردار کہو کس لیے مجھکو یاد کیا ہو ماہ منیر نے کہا کیون مادر مہربان آپ نے خدا کی قدرت کو دیکھا وارث میرا آگیا آپ ایک احسان کیجیے کہ والد کو بلا کے کہنے کیجیے کہ اکھاڑا سامنے باغچہ حرم سرا کے ہو کہ ہم بھی کشتی دیکھیں گے آپ کے قربان ہو جاؤن مین بھی اپنے وارث کو دیکھ لون ماں نے کہا بیٹا یہ کتنی بڑی بات ہو کیون بلائین لیتی ہو آج تمنے بات کی ہو مہینہ بھر کامل گذرا کہ جب مین بدنصیب آتی تھی تمکو وحشت مین پاتی تھی آج خوش پایا ہو مین جاکر ابھی یہ انتظام کیے لیتی ہون تمکو ضرور تماشہ دکھاؤنگی مین بھی تو دیکھون کہ وہ جوان کیسا ہو ماہ منیر نے کہا او مادر مہربان جب دیکھو گی تو انصاف کرو گی اصل یہ مثال ہو کہ انکا تلوا اور میرا چہرہ برابر ہو خیر اب کل ملاحظہ فرمائیے گا اب جاکر انتظام کیجیے یہ باتین کر رہی تھی کہ راستے خبر سُنی کہ حیران جنگ آزما آیا ہو اُٹھکر وہان سے آئی اپنے شوہر کے پہلو مین آکر بیٹھی کہا کیون صاحب آج یہ کیا ہنگامہ ہو حیران نے کہا صاحب کیا بیان کرون نبیرہ حمزہ یکہ وتنہا میری بارگاہ مین آیا اور یہ گستاخی کی مجھ سے کہتا تھا کہ اپنی بیٹی کو سوار کردو کہ مین لیجاؤن مین نے غصہ کر نامناسب نہ جانا باتون مین ٹال رہا تھا کہ منشائے بلند رکاب آیا اُسنے وعدہ کیا کہ مین تجسے مقابلہ کرونگا اپنی بارگاہ مین قاسم کو لے گیا ہو دعوت کر رہا ہو کل صبح کو دونون مین کشتی ہوگی یقین ہو کہ منشائے بلند رکاب اُسکی ہڈیان پسلیان توڑ ڈالیگا جس مقام پر پکڑ لائیگا نکلنے نہ دیگا معلوم ہوگا کہ جرأت کیا چیز ہو زوجہ نے کہا تو ایک احسان کیجیے کہ اکھاڑا ہمارے محل کے سامنے کھدے کہ ہم لوگ بھی کشتی دیکھیں حیران نے قبول کیا محلدار سے حکم دیا کہ کارندون سے جاکر کھدوکر سامنے بادشاہ بیگم کے محل کے اکھاڑا تیار ہو حکم کی دیر تھی اکھاڑا سامنے محل کے درست ہونے لگا تماشہ بین رات سے آنے لگے دوکاندار وخوانچے والے

اگر وا اکھاڑے کے آ آ کر جمنے لگے جیران جنگ آز بابھی آکر تخت پر بیٹھا وزرا امراارکین سلطنت و وزیران اجہت سب حاضر ہین کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا پہلوان مشرق ملع مشرق سے نکلکر مع شاگردان ضیاد شعاع اکھاڑہ مین چرخ زبرجدی کے خم مارنے لگا ادھر مان بیٹی کو لیکر بر سر بام آئی پردے کھنچ گئے کرسیان بچھ گئین انہین جلیسین سب آکر بیٹھین دونون مان بیٹیان بھی ایک ایک کرسی پر بیٹھین مگر ماہ منیر بیتاب و بیقرار اسی طرف دیکھ رہی ہو جی مین کہتی ہو کہ تمام عالم کے لوگ بیٹھے ہین اور اس آفتاب تابان وعمہر درخشان کا پتہ نہین کہ یکایک روشن چوکی کی آواز آئی سب اسی طرف دیکھنے لگے دیکھا کہ منشا سے بلند رکاب قاسم کا ہاتھ تھامے ہوے ہو پشت پر مصاحب آگے آگے روشن چوکی بجتی ہوئی اس زور و شور سے جو قاسم کو ساتھ لیے ہوے منشا آیا اور ماہ منیر نے قاسم کو دیکھا مان سے کہا ای مادر مہربان ذرا ملاحظہ فرمایئے دیکھیے آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری کی کیا شان وشوکت ہو صاف معلوم ہوتا ہو کہ میان منشا سے بلند رکاب اسکے نوکر ہین مان نے کہا بیٹی تم جوہر شناس ہو خوب جوہر شناسی کی خدا تمھارا اور اُنکا ساتھ کرے ماہ منیر نے کہا اب مین انکے ساتھ جاؤنگی اپنے وارثون سے ملونگی محل مین صاحبقران کے کیسی کیسی شاہزادیان ہین میان لقا جو آپ کے خداوند ہین اُنکی صاحبزادیان بھی داخل محل ہین بی گیتی افروز ہمارے شہریار کی زوجہ ہین اور بی جہان افروز انکی چچی ہوتی ہین یعنی زوجۂ بدیع الزمان اور زوجۂ گنجاب ہمچہ خاتون زوجۂ لندھور ہو نوشیروان کی بیٹی کہ جو بعد مہر نگار عقد صاحبقران مین آئین مہر گہر تاجدار انکا نام ہو غرض ہفت ملک کی شاہزادیان ہین اُن سب سے ملونگی مان کہتی ہو بیٹیا خاموش رہو ایسا نہو تمھارا باپ سن لے تو آفت بر پا کرے کہ قریب اکھاڑے کے منشا آکر پہونچا غرض شاگردون نے کشتیان پیش کین جانگ لنگوٹ منشا نے باندھا اکھاڑے مین کود کر گیا ڈنڈ پیلے اور پکار کر آواز دی ای شہریار آیئے میرے آپ کے امتحان ہو جائے سارا شہر مشتاق ہو کر آیا ہو اب حال کھلے گا بازودن پر اپنے منشا نے مٹی چڑھائی

اکھاڑے مین مثل دیو کے کفر اجھوم رہا ہی کہ قاسم لباس پہنے ہوے اکھاڑے مین پہونچے
منشا کا ہاتھ تھام لیا اور فرمایا بس اب کشتی شروع کرو منشا نے کہا لنگوٹ تو باندھ لیجیے
قاسم نے کہا ای برادر جو زور کہ خداداد ہی سب طرح ظاہر ہو جائیگا سر باندھ کر برہنہ ہونا
لیاقت کے خلاف ہی منشا بہت حیران ہوا اور ہاتھ پکڑ کر قاسم کا کھینچا الغرض کشتی
ہونے لگی ملکہ کا اسوقت عجیب حال تھا کبھی مان کے پاس آتی تھی کبھی کنیزون سے
کہتی تھی کہ ای مادر مہربان دیکھو ای کنیزو انصاف کرو کسطرح پکڑ لایا تھا نگوڑا قسائی کا
کتا معلوم ہوتا ہی کس لطف سے نکلے ہین ای مادر مہربان ذرا اور تماشا دیکھیے وہ میان
منشا کو پکڑ لائے دیکھیے کس طرح رگڑ رہے ہین اب نگوڑا ہانپ رہا ہی کیون ای مادر
مہربان ایسے بہادر بھی آپ کی نگاہ سے گذرے ہین دیکھیے کس زور و شور سے لڑ رہے
ہین جو اس مین فرق نہین ایک مرتبہ قاسم نے دو تین گھسے ایسے دیے کہ منشا کی پیشانی
سے خون جاری ہوا ماہ منیر قہقہہ مار کر ہنسی کہا مادر مہربان دیکھیے بھائی صاحب کا
عجیب حال ہی ماتھے سے خون بہنے لگا اور ہمارے شہریار ماشاء اللہ اسی جواس سے
لڑ رہے ہین اور میان منشا کا چہرہ اترا ہوا ہی بڑی مصیبت پڑی ہی جی مین اپنے
کہتے ہونگے مین اس شیر سے کیون لڑا کہ اس مصیبت مین پڑا قاسم کو بھی یقین ہی کہ
سامنے محل کے جو کشتی ہوئی ہی کیا عجب ہی کہ معشوقہ بھی ہماری دیکھتی ہو اس خیال
مین چپک کے لڑ رہے ہین جب منشا کو پکڑ لاتے ہین تو گھڑیون رگڑتے ہین منشا
حیران ہی کہ کیونکر جان بچیگی بڑے بڑے مہاجن و وزرا شرطین بد رہے ہین بعض کا
یہی قول ہی کہ منشا غالب ہوگا مگر جو لوگ سمجھ ہین وہ طرف سے قاسم کے بد رہے ہین
آوازین آ رہی ہین کہ دونی دیتے ہین یہ مسافر غالب آئیگا افسران فوج کہ رہے
ہین کہ اگر یہ مسافر غالب آیا تو کیا ہم اسکو زندہ جانے دینگے پہلوان لوگ کہ رہے
ہین کہ شرط کے سراسر خلاف ہی جو کہدیا وہ ہو گیا پہر دن رہے تک منشا الجھ الجھ
کے لڑا مگر سرشار پہلوان جسکے یہان قاسم مہمان ہوے تھے بہت سے توڑے
لیکر آیا ہی جو طرف سے منشا کے بدتا ہی سرشار آواز دیتا ہی کہ ہمارا مہمان مارے

تو بعض جیسے بدو ایک جوہری نے جو ٹوکا کہ میان سرشار صاحب کچھ جواہر ملا لیے سرشار نے
یاقوت احمر کا کنٹھا گلے سے اُتار کر پھینکدیا کہ جوہری صاحب ہمارا امتحان زیر کرے عجب
طرح کا ہنگامہ ہی اور ماہ منیر کہ رہی ہی کہ ای رب بے نیاز و ای خالق کارساز میرے وارث
کا تو معین و مددگار رہ ہی منشا لڑتے لڑتے سنبھلا اور کہا ای شہ یار ایک دو وار آخر کرتا ہون
اگر اسمین زیر کیا تو فبہا ورنہ زیر ہونیکا اقبال کرونگا قاسم نے کہا بسم اللہ کوئی حوصلہ
باقی نہ رہے منشا نے بلند رکاب دونون مونڈھے قاسم نوجوان کے تھامے اور سینے
مین سر لگا کر لے دوڑا قاسم کوئی پانچ قدم ہٹ کر اُسے تھمے کہ تیوری پر بل پڑا یہ بھی بلٹے
دونون مین کشاکش ہونے لگی قاسم چاہتے ہین پیچھے نہ ہٹون اور منشا چاہتا ہی کہ
ریلکر لے دوڑون قاسم نے جو بکہ مارا تو منشا کا کولا اُتر گیا کانپ کر بیہوش ہوا قاسم
نے ہاتھون پر روکا اور پکار کر آواز دی کہ اب تو یہ صید زبون ہی اسیر کیا ہاتھ ڈالون
شاگردو کو ویڑے منشا کو سنبھالا پالکی مین ڈالکر لے گئے قاسم اکھاڑے سے نکلے
برابر تخت حیران کے آکے کرسی پر بیٹھے حیران نے کہا ای جوان کیا کہنا مگر فیصلہ تو
نہین ہوا قاسم نے کہا مین حاضر رہونگا جب اِنکو صحت ہو تب پھر مقابلہ کرین حیران
دل سے اپنے باتین کر رہا ہی کہ یہ جوان منشا پر غالب ہی مگر زبان سے اپنے کہنا مناسب
نہین ہی قاسم باتین کر رہے ہین تمام حاضرین وقت قاسم کی تعریفین کر رہے ہین
کہ یکایک قاسم نوجوان کی کرسی کے نیچے سے ایک مار سیاہ پیدا ہوا پائے مین کرسی
کے لپٹا پر پرواز پیدا کر کے لے اُڑا قاسم متوحش ہوا سے بیہوش ہوگئے حیران
نے کہا دیکھو صاحب قدرت کو بہت ناگوار ہوا چاہ ماران سے مار سیاہ کو بھیجا
وہ قاسم کو اُٹھا لے گیا نظرون سے ناپدید ہوا اس معرکے سے بارگاہ مین عجب ہلڑ تھا
بعض کہتے تھے کہ شاہ ہمارے سچ فرماتے ہین کہ قدرت کی یہ تقدیر تھی مگر قاسم بیہوش
ہوگئے تھے اب جو آنکھ کھلی تو اپنے کو ایک گنبد مین دیکھا اور ایک ساحرہ کو
دیکھا کہ وہ پہلو مین کھڑی ہی اور کہ رہی ہی کہ منم ابریق جادو ای قاسم تجھ پہ عاشق
ہون قلعہ حسن آباد سے اٹھا لائی دیکھ مین یہان خدائی کرتی ہون اور خداوند

برق غضب میرا نام ہے جو کوئی گنہگار سامنے آتا ہے اُسپر ہوتی ہون برق چمک کر گرتی ہو اُس
گنہگار کے دو ٹکڑے ہوتے ہین قاسم نے غصہ مین جواب دیا او بیہودہ کیا بکتی ہے مین
تیرے قابل ہون کہ جو مجھسے سوال وصل کرتی ہو ابریق جادوگر قاسم کو لیکر اپنے باغ
مین آئی کہا اے شہریار مین فقط صورت دیکھنے کی طالب ہون آپ کوئی کام اپنا میرے
سپرد کیجیے اسکو بجا لاؤن قاسم نے کہا اے ابریق اگر تو ایک کام کرے تو مین تجھکو
اپنے مشتاقون مین درج کرون ابریق نے کہا فرمایئے قاسم نے کہا قلعہ حسن آباد
مین میری معشوقہ ہے ماہ منیر دختر حیران جنگ آزما کہ نہایت خوبصورت ہے اگر تو اسکو اُٹھا
لاسکے تو جو کچھ کہے وہی قبول کرون ابریق نے کہا مین ابھی جاکر لاتی ہون یہ کہکر قاسم
کو حصار سحر مین بٹھایا آپ اُڑتی ہوئی چلی مگر تقاضائے کار سیارہ بن عمر جب دریا کی
تباہی سے نکلا اول قلعہ کبروتیہ پر آیا وہان حال سُنا پھرتا پھرتا تا بہ باغ عشرت
پہونچا معلوم ہوا کہ مسعود زمیندار نے شاہزادے کا علاج کیا مگر بطرف حسن آباد کے
گئے ہین اُسی طرف چلا راہ طے کرتا ہوا قلعہ حسن آباد مین پہونچا ایک دوکان پر آکر
ٹھہرا دیکھا کہ منتر گرد مرد ایک تخت یاقوتی ساتھ لیے ہوے مع بارہ ہزار
جوانون کے طرف بارگاہ حیران کے جاتا ہے سیارہ نے دریافت کیا تو معلوم
ہوا کہ عیار رنقا واسطے لینے ملکہ کے آیا ہے سیارہ وضع و صورت بدلکر ساتھ ہوا اور
بارگاہ حیران مین پہونچا گرد مرد نے فرمان انکا حیران کو دیا مضمون یہ تھا کہ جو
نذر اوجو گذرانا ہو اسکو ہمارے بھیجدو حیران جنگ آزما خوشی خوشی محل مین آیا
زوجہ سے کہا ہان صاحب بیٹی کو دولھن بناؤ اب وہ اپنے شوہر کے یہان جائیگی
قدرت کی بہتری ہو مان نے اُسی وقت ماہ منیر کا لباس تبدیل کیا مگر ماہ منیر بیقرار
بلک بلک کر روتی ہے اور یہ اشعار زبان پر اُسکی گریہ و بکا مین جاری ہین نظم

رہی ہمیشہ اسیری کے اختیار مین روح — چھٹی بدن سے پھنسی دام زلف یار مین روح
ملال تمکو ہے تم ہو دل مکدر مین — غبار روح مین ہے یا دل غبار مین روح
نہ زندگی سے خوشی ہون نہ موت سے راضی — نہ اختیار مین دل ہے نہ اختیار مین روح

دکھا دے جلوۂ آخر کہ وقت آخر ہی / ہی مہمان نفس چند جسم زار میں روح
نہیں ہیں کم ترے مستونکی مستیان لیک گر / بہک رہی ہی ابھی تک اسی خمار میں روح
پیا ہی بادۂ اُلفت کا ساغر لبریز / اُسی سرور میں دل ہی اُسی خمار میں روح
عجب نہیں جو پُکار یں تجھے مرے آغوش / ترا خیال جو ہی مرے کنار میں روح
خیال گُل کبھی خاطر سے کم نہ ہو بلبل / بہار یہ ہی کہ نکلے اسی بہار میں روح
بہار داغ جگر سے ہوا مزاج نہ سیر / تمام عمر رہی سیر لالہ زار میں روح
خیال کاکل برہم سے حال ہی برہم / پھنسی ہوئی ہی عجب دام انتشار میں روح
عدم ہوا ہی بدن کاہش محبت سے / کنار قبر میں ہی زحمت فشار میں روح
خوش آئی عادت طفلی پس فنا بھی نسیم / کہ لوٹتی ہی مرے دامن مزار میں روح

ماں نے کہا بیٹی کیوں روتی ہو اب تو تم فخر خاندان ہوئیں قدرت کی بہو کہلاؤگی قدرت کے ساتھ تقدیریں کرنا ماہ منیر نے جواب دیا کہ میں تو اُس بدنصیب پر لعنت کر چکی ہوں خدا مجھے صورت یاقوت شاہ کی نہ دکھادے وہ بجز واجبریل قدرت کہلاتا ہی ماں نے بمشکل بیٹی کو دلہن بنایا حیران جنگ آزما بیٹی کو ساتھ لیکر باہر نکلا تخت پر سوار کیا مختر گردم دے سفارش کی کہ یہ بیمار رہتی ہی جبریل قدرت سے کہہ دینا کہ تھوڑے دنوں اسکی دل دہی کریں گردم دے نے کہا جب قدرت کے سامنے جائینگی سب عارضے دفع ہو جائینگے سیارہ بھی یہ سوچکر ساتھ ہوا کہ آقا کی معشوقہ ہی اگر کسی مقام پر میں پڑا تو عیاری کرکے لے نکلونگا اور رقاصتم کی خبر تو سُن چکا ہوں غرض تمام شہر کے لوگ قدرت کی بہو کو رخصت کرنے آئے ہیں اجتماع عالم انبوہ ہی لیکن ماہ منیر کی ہچکیاں لگی ہوئی ہیں بلک بلک کے رو رہی ہی کہتی ہی اے خداے جہان آفرین اے مالک زمان وزمین میں باختر تک زندہ نہ پہونچوں اُس موذی کی صورت نہ دیکھوں کہ جسکا باپ دعوی خدائی کر رہا ہی ادھر حیران جنگ آزما قریب تخت کے آیا کہا بی بی کیوں روتی ہو اُس گھر میں جاتی ہو کہ جس گھر میں خدائی ہی قدرت کے ساتھ تقدیں کرنا ماہ منیر نے چپکے سے جواب دیا کہ خدائی کو اُسکی پدر گنگ

غارت کرے تگوڑا اجھوتا بھگوڑا ملکون ملکون پھرتا ہو سیکڑون ملک اسنے برباد کرائے
جب چوک مین سواری پہونچی تو سب اہل شہر غلغلہ کرنے لگے کہ ہم سب قدرت کی
بہو کی زیارت کرلین بی بی اِس شہر کی آبادی کی قدرت سے تقدیر کرانا جو قریب آتا ہی
وہ پانؤن کو بوسہ دیتا ہو ہر ایک کا قول ہو کہ کل قدرت نے کیا مدد کی ہو کہ قاسم کو
چاہ ماران مین پھنکوا دیا ورنہ وہ بڑا طاقت وار تھا حیران جنگ آزما نے کہا تم
لوگ نہین جانتے ہو قدرت مسلمانون کو بہت چاہتے ہین ملکون ملکون بھاگے پھرتے
ہین حمزہ کو سپہ سالار قدرت بنایا ہو اُسکی اولاد سے محبت کرتے ہین کل قدرت کو
غصہ آگیا کہ اژدہا چاہ ماران کا بھیجدیا ہرچند کہ ظاہر مین وہ سب مقام غارت ہوے
مگر قدرت نے سب سامان عذاب و ثواب اپنے ساتھ رکھا ہو چوک مین سواری
ٹھہری ہوئی ہوا ہالیان شہر زیارت کررہے ہین اور ماہ منیر کا قلق بڑھتا جاتا ہو کہ
یکایک زمین کانپی اور زمین سے ایک پریزاد نے سر نکالا اور پکارکر آواز دی
منم فرستادۂ خداوند زمرو شاہ باختری نکلتے ہی پریزاد نے تخت ماہ منیر کو اپنے کاندھے
پر اُٹھا لیا اور برروے فلک روانہ ہوئی حیران نے کہا لو صاحبو بی بی ماہ منیر روتی
تھین قدرت نے پریزاد کو بھیجا اور خود اُٹھوا لیا یہ لوگ توبہ کرتے ہوے بیٹھے مگر
ناظرین سمجھ گئے ہونگے یہ وہی ابرلیق جادو تھی ملکہ کو مع تخت اُٹھا لیگئی راہ مین
صورت زیبا جو دیکھی حیران جمال و محو دیدار ہو گئی جی مین کہتی ہو حقیقت مین یہ تو
اُسی کے لایق ہو قاسم سے تو وعدہ کر آئی ہون مگر اس سے بھی بہناپا کرون کہ مجھپر
مہربان رہے یہ سوچکر ایک مقام پر ٹھہری تاکہ ماہ منیر سے عہد وپیمان کرلے کہ نگاہ اُٹھاکر
دیکھا سامنے ایک باغ سرسبز و شاداب ہو چمن وہان کے لاجواب تمام نخل بار اثمار
سے سر بسجود ہین سب طرح کے میوے اُس باغ مین موجود ہین ابرلیق جادو تخت
ماہ منیر کا لیکر اُسی باغ مین اُتری دامن کی ہوا دیکر ملکہ کو ہوشیار کیا تلوے سہلانے
لگی ملکہ نے آنکھ کھولی دیکھا جادوگرنی قریب بیٹھی تلوے سہلا رہی ہو ملکہ اُٹھ بیٹھین اور
ابرلیق کو سلام کرنے لگین حیران تھین کہ یہ کون بلا ہو ابرلیق نے کہا بی بی نہ گھبراؤ

مین تمھارے عاشق کی بھیجی ہوئی آئی ہون قاسم کا نام سُنکر ماہ منیر مثل گل شگفتہ ہوگئی کہا
یہ تمھارا احسان عمر بھر نہ بھولونگی ابریق نے کہا مین تو تمھاری لونڈی ہون مین عمر بھر
خدمتگذاری کرونگی ماہ منیر نے کہا اے ابریق جو مجھسے ہوسکیگا اسطرح قاسم کو بچھاؤن
کہ تمھارے محل مین دن کو رات کو برابر جایا کرین تمسے روگردانی نہ کرینگے اے ابریق بیچ
بڑے صدمے اُٹھائے مین کاش مین نابینا پیدا ہوتی شوہر کا قتل ہونا دیکھا پھر خدا نے
انھین زندہ دکھایا مگر قاسم کو اچھی طرح رکھا ہے کسی تکلیف مین تو نہین ہین ابریق نے کہا
قریب قلعۂ آفتاب نگار کے ایک باغ ہے انھین چھپا کر آئی ہون مار سیاہ و نیکر مین ہی اٹھا
لیگئی تھی شہر ابر تقیہ مین خدائی کرتی ہون ماہ منیر نے جو وہ باغ سرسبز و شاداب دیکھا
ابریق سے کہا کچھ میوے توڑ لاؤ دو چار پھل کھالون تو پھر چلون ابریق چمنستان مین آئی
لاتین مار کر درختون کو گرانا شروع کیا صدہا درخت گرا دیے تھا سے کار دیو پنجر اس باغ
مین رہتا ہے برا اسے شکار گیا تھا شکار کرکے پلٹا ہے ایک چیخ آسمان مین اژدھے اور نیل
لٹکتے ہوے بلندی سے دیکھا کہ ایک جادوگرنی باغ کو پامال کر رہی ہے تڑپ سے گرا
ابریق کو گولی بنا کر کھا گیا پیٹ مین گیہ وہ ار کی صدا بلند ہوئی دیو پنجر اپنے پیٹ کو
پیٹتا پھرتا ہے کہ مین یہ کیا کھا گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام ہے ابریق
جادو بود دیو پنجر ٹہلتا ہوا سامنے ملکہ کے آیا جمال بے مثال دیکھا جھک جھک کر
سلام کرنے لگا اور کہنے لگا کہ بی بی مین تمھارا عاشق ہون ملکہ نے گھبرا کر کہا
مجھے کھا لے تب معشوق بن طاہر ہو خدا کی قدرت کہ تو ہمارا عاشق ہے دیو پنجر نے
کہا مین خدمتگذاری کرونگا کسی طرح آپ کو رنج نہ پہونچیگا یہ کہکر دوڑ گیا پانچ چار
عورتین اُٹھا لایا کہا اس بی بی کی خدمت کرو ملکہ ناچار ہوئی اُسی باغ مین رہنے لگی
دیو پنجر سامنے ناچا کرتا ہے مسخرہ پن کرتا ہے ملکہ آٹھ پہر رویا کرتی ہین مگر میان ابریق
مار ڈالی وہان قاسم جو باغ مین بیٹھے تھے اُنکے ہاتھ پانون قابو مین آئے جون
جو خدمت مین حاضر تھین اُنسے کہا طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابریق پر کوئی آفت
پڑی کسی نے اُسکو مار ڈالا میرے ہاتھ پانون مین طاقت آگئی اگر وہ زندہ ہوتی

تو حصار قایم رہنا کنیزون کو آزاد کرو یا کر اپنے اپنے مکانون مین جاؤ اور قاسم وہان سے اُٹھے بیرون باغ آئے ایک جانب چل نکلے تھوڑی دور چلے تھے کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی اُس آواز کی جانب متوجہ ہوے تھوڑی دور پر آکر دیکھا ایک شہر رفیع و وسیع ہی پھاٹک اُسکا کھلا ہی ہزارہا بارگاہین استادہین تمام اہالی شہر لباس گلنار پہنے ہوے پھر رہے ہین اُس قلعے کا نام قلعۂ آفتاب نگار ہی یہان کا بادشاہ عالیجاہ آفتاب شاہ بیٹا اُسکا مہتاب شاہ اُسکی شادی کا سامان ہو رہا ہی جابجا دوکانین آراستہ نوبت و نقارہ بج رہا ہی آفتاب شاہ نے جو قاسم کو دیکھا خوش ہو گیا قریب آکر سلام کیا کہا حضور بارگاہ مین چلیے آپ ہمارے مہمان ہین قاسم ساتھ آفتاب شاہ کے بارگاہ مین آئے دیکھا مہتاب شاہ تخت پر بیٹھا ہی رفیق گلنار جوڑے پہنے ہوے گرد بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہی ایک نازنین خوبرو شعلہ خو یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی

نظم

خون ٹپک کر آنکھ سے پھر اشک تر پیدا ہوا
معدن لعل بدخشان سے گہر پیدا ہوا

دہر مین بے سایہ کب جسم بشر پیدا ہوا
ہر بدن کے ساتھ اُسکا ہم سفر پیدا ہوا

سر ترا اُٹھا فلک پر تیغ ابرو پڑ گئی
ماہ نو کا ہیکو ہی زخم جگر پیدا ہوا

خود بخود زنجیر کھنچ آئی تعجب ہی مجھے
سنگ مقناطیس کا پا مین اثر پیدا ہوا

کیا غلط فہمی ہوئی تار نظر اپنا جو تھا
جانتے تھے جسکو ہم موے کمر پیدا ہوا

رات دن پڑتے ہین پتھر ایکدم فرصت نہین
وہ شجر دیوانہ ہی جس مین ثمر پیدا ہوا

عمر گذری جستجو مین حوصلہ کچھ کم نہین
بے کمر تو ہی تو مین بھی بے جگر پیدا ہوا

کیا غضب ہی جسم خاکی کے قفس مین جان ہوتی
یہ وہ طائر ہی جو بام عرش پر پیدا ہوا

پیس ڈالا آسیاے چرخ نے اُسکو نسیم
جب زمانے مین کوئی صاحب ہنر پیدا ہوا

مہتاب شاہ نے باپ سے کہا اس جوان کے آنے سے محفل مین رونق ہو گئی آفتاب شاہ نے خاطر کرنا شروع کی ہنگامۂ عیش و انشاط گرم ہی منظور ہی کہ برات لیجائین کہ رونے پیٹنے کا ہلڑ ہوا خرد و کلان از پیر تا جوان دھاڑین مار مار کے رو رہے ہین آفتاب شاہ کا عجیب حال ہی سر دے دے مارتا ہی اور بیٹے سے لپٹ

لپٹ لپٹ کر رو رہا ہی ماہتاب شاہ کا یہ حال ہو کر نہ آنکھوں سے آنسو نکلتے ہین منھ سے بات
خاموش بیٹھا ہو زانو پر ہاتھ مار رہا ہو قاسم نے آفتاب شاہ کا ہاتھ تھاما پوچھا کیا
معرکہ ہوا کیا کون سے انتقال کیا آفتاب نے کہا اے شہریار کیا آپ سے بیان کرون
ایک دیو ہو کر دیو بچر اُسکا نام ہو اُسنے یہ بدعت شروع کی کہ قلعے مین گھس آتا تھا
سو سو آدمیون کو کھا جاتا تھا آخر مین نے جا کر فیصلا کیا کہ ایک آدمی روز لے لیا
کرو رعایا مین سبکے نام لکھے گئے ہر گھر سے ایک آدمی روز جاتا ہی دیو بچر اُس آدمی کو
کھا کر چلا جاتا ہو وہ دیو آیا ہو باہر زیر درخت بیٹھا ہو اور پکار رہا ہی کہ میری خوراک
بھیجو ورنہ مین اندر قلعے کے آتا ہون اگر اندر آئیگا تو ہزارون کو کھا جائیگا اور
کاغذ مین حساب سے میرے ہی بیٹے کی باری ہی سوا اسکے کہ بیٹے کو حوالے کرون
اور کیا چارہ ہی قاسم نے کہا ہم آپ کے مہمان ہین ہمکو اپنے بیٹے پر نثار کیجیے ہمکو
روانہ کر دیجیے ہم دیو سے سمجھ لین گے آفتاب نے کہا کیا غضب کی بات ہی کہ ایک
رات کے مہمان کو ہم یہ تکلیف دین کہ اپنی جان جا کر دے بڑے بڑے رفیق بیٹھے ہین
کہ جنکو دو دو پشتین گذرین ہمارے خاندان سے کسی نے قصد نہ کیا آپ نے یہ فرمایا
تو ہم بہت ممنون و شکر گذار ہوے قاسم نے کہا مین نے خالی نہین کہا ہی مین ضرور
جاؤنگا مجھے غم و الم آپ کا نہین دیکھا جاتا کہ جسکی آج برات ہو اُسکے لیے یہ سامنا
ہو کہ وہ جا کر جان دے اور کوئی سینہ سپر نہ ہو ایسا شاہزادہ حسین وجمیل یون
ضایع ہوتا ہی اتنے ہی عرصے مین کسقدر چہرہ اتر گیا ہی معلوم ہوتا ہی برسون کا بیمار ہی
مہتاب اُٹھکر لپٹ گیا کہا اے مہربان تم تو وہ خیر خواہی ظاہر کر رہے ہو کہ جیسے مان
باپ ظاہر کرتے ہین قاسم تلوار ٹیک کر اُٹھے اور کہا مین ابھی جاتا ہون اور جا کر
اُسے سمجھائے دیتا ہون تمام بارگاہ مین شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر ایک کا یہی
قول تھا کہ کیا جوان ثابت قدم ہی کہ جو کہا ہی اُسکے نباہنے کو موجود ہی قاسم نے
مہتاب شاہ سے کہا آپ تو تشریف رکھیے اور ناچ دیکھیے مین تھوڑے عرصے
مین واپس آتا ہون مہتاب شاہ رونے لگا کہتا تھا اے جان بخش آپ کی کیا

تعریف کرون آپ نے اُس احسان پر کمر باندھی ہی کہ کوئی نہین کر سکتا آپ تشریف رکھیں مین خود جا کر جان دیتا ہون قاسم نے ہاتھ تھام کر کہا کہ آپ کیون جان دیتے ہین مین دیو کا سر لیکر آتا ہون مہتاب شاہ ہنس پڑا کہا ای والد نامدار آپ فرماتے ہین کہ مین دیو کا سر لاتا ہون یہ کیونکر ممکن ہوگا کہ انسان دیو سے لڑیگا آفتاب شاہ دوڑ کر لپٹ گیا کہا ای جان بخش بیٹھیے آپ نے جو کہا اُسکا نمونہ دکھا دیا آپ کا نام نامی کیا ہی اتفاق کی بات ہی کہ شب بھر صحبت رہی مگر آپ کا نام نہین پوچھا قاسم نے کہا جب مین پلٹ کر آؤنگا تو نام بتا دونگا کل اہل دربار اِس جراُت پر غش غش کر رہے ہین ہر ایک کا یہ قول ہی کہ اگر رُستم و اسفندیار ہوتے تو وہ بھی اس مقام پر کانپ جاتے لیکن اِس جوان کو کچھ انتشار نہین قاسم بارگاہ سے باہر نکل آئے اور طرف در شہر کے چلے آفتاب روتا ہوا ساتھ ہی دمبدم بڑھکر روکتا ہی کہ ای مہمان کیون ہمین خفیف کرتا ہی بعض کہتے ہین یہ جوان بڑا عقیل و فہیم ہی دیو کے سامنے کیا جائیگا دروازے سے نکلکر بھاگ جائیگا دیو پھر تقاضا کریگا کہ میری خوراک بھیجو مہتاب شاہ سب کو جواب دیتا ہی کہ یارو کیا بکتے اُس سے کہا تھا کہ جاؤ وہ تو خود ہی ارادہ کر رہا ہی بدون ہمارے کہے سنے اُسنے یہ ارادہ کیا ہی خدا اُسکے اِرادے کو پورا کرے قاسم شہر سے باہر نکلے آفتاب و مہتاب بام قلعہ پر آئے دیکھا قاسم رُستمانہ ٹہلتا ہوا قریب دیو کے آیا دیو پیچر نے جو دیکھا کہ ایک جوان نہایت حسین و جمیل آیا ہی خوب ہنسا کہا ای جوان لقمہ تو بہت چرب ہی مین چاہتا ہون کہ تجھکو تکلیف نہ ہو تجھے مین منھ کھول کر بیٹھون تو تو منھ مین میرے پھاند پڑ یون ہی تجھکو نگلجاؤن ورنہ چبا چبا کے کھاؤنگا قاسم نے کہا بہت خوب آپ منھ کھولکر بیٹھیے تو مین پھاند پڑون دیو جو منھ کھولکر بیٹھا قاسم نے ایک پتھر [illegible] کا دیو کے منھ مین ڈالدیا دیو وہ پتھر نگل گیا مگر دو دانت بھی ٹوٹے [illegible] آنکھین کھولین کہا ای جوان یہ تو نے کیا کیا کہ میرے دو دانت توڑ ڈالے آفتاب و مہتاب بام قلعہ سے یہ سب معرکہ دیکھ رہے ہین آپس مین کہتے ہین کہ اس جوان [illegible] کیا دیو کے دانت توڑے اب وہ بڑی اذیت سے کھانے گا دیو

دیو خبر نے ہاتھ قاسم پر مارا مراد یہ تھی کہ گولی بنا کر کھا جاؤں قاسم نے ہاتھ تھام کر ایک جھٹکا
مارا کہ دیو جھکا قاسم نے ایک گھونسہ مارا کہ دیو کو چکر آ گیا غل مچانے لگا آدمی آدمی کے جاتا
ہو بالائے قلعہ سے آفتاب ومہتاب شاہ دیکھکر ہنس رہے ہیں کہتے ہیں لو یارو دیو نیا
تماشہ دیکھو کہ دیو چیخ رہا ہے وہ جوان نہیں چھوڑتا دو چار گھونسے قاسم نے ایسے مارے
کہ دیو اور زیادہ چیخنے لگا اب دونوں میں کشتی ہونے لگی قاسم نے دیو کو دے مارا اور
چھاتی پر چڑھ بیٹھے کہا اب شناخت میں پروردگار کی کیا کہتا ہے دیو خبر نے کہا میں خداوند
رب الشیاطین کو نہ چھوڑونگا قاسم نے ہاتھ سر کے نیچے رکھا دوسرا ہاتھ ٹھوڑی پر رکھ
ایک جھٹکا مارکر سر دیو کا کھینچ لیا اور بال پکڑ کر سر اٹھایا طرف قلعہ کے سر لیکر چلے ادھر
آفتاب ومہتاب شاہ سب کو ساتھ لیکر قلعے سے باہر نکل آئے دیکھا لاشہ دیو کا پڑا
تڑپ رہا ہے قاسم سر لیے ہوئے آتے ہیں آفتاب نے دوڑ کر قاسم کو گود میں اٹھا لیا
مہتاب شاہ تصدق ہونے لگا سب اہل شہر نہایت جرأت کر رہے ہیں ہر ایک کا
یہی قول ہے کہ ایسے ایسے بہادر لوگ بھی دنیا میں ہیں کہ دیو کو مارا قاسم نے سر ڈالدیا
کہا اے آفتاب شاہ آگاہ ہو کہ میں نبیرۂ صاحبقران قاسم نوجوان اب تو سب آگاہ
ہوئے کہ یہ صاحبقران کے پوتے ہیں جب تو یہ صفت ہے دیو کشی اور دیوبندی انہیں کا
کام ہے دادا انکے اٹھارہ برس پردۂ قاف میں رہے صدہا دیو بند اور سفید عفریت کو
قتل کیا سمندون کو مارا سب پردے تسخیر کر لیے قاسم نے کہا اے آفتاب شاہ تمکو
مناسب یہ ہے کہ کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کرو لقا پرستی ترک کرو آفتاب شاہ ومہتاب
و سب اہل شہر کلمہ پڑھکر بصدق دل دائرۂ اسلام میں آئے قاسم قلعے میں آئے آفتاب
نے تخت خالی کر دیا کہا آپ تخت پر بیٹھیں ہم سب آپ کے تابعدار ہیں آپ نے سب کی
جان بچائی حقیقت میں الہامعر کبھی نہ دیکھا تھا کہ آدمی دیو کو قتل کرے آپ نے کل شہر
کی جان بچائی قاسم نے کہا تاج وتخت تمہارا تمکو مبارک رہے مجھے ہوس سلطنت نہیں ہے
یہ کہکر آفتاب کو تخت پر بٹھایا اسوقت کی دربار میں خوشی ہر ایک کا یہ قول تھا کہ اس
شخص کی وجہ سے سب کی جان بچی ورنہ روز آتا تھا ایک آدمی کو کھا جاتا تھا روز ایک

شخص کا غم ہوتا تھا قاسم نے دریافت کیا کہ کیون ای آفتاب شاہ قلعۂ حسن آباد یہان سے کتنی دور ہی آفتاب شاہ نے پوچھا آپ کو قلعۂ حسن آباد سے کیا کام ہی قاسم نے کہا کہ دختر حیران جنگ آزما میری معشوقہ ہی مین اُسکو لینے جاؤنگا آفتاب نے کہا قلعۂ حسن آباد یہان سے بارہ منزل ہی ہم سب آپ کے ساتھ چلین گے لیکن حیران جنگ آزما بڑا بہادر ہی آپ کے ساتھ فساد کریگا قاسم نے کہا اُسکی بھی جرأت دیکھ چکے سر دربار اکیلے گئے اُسنے مقابلہ نہ کیا بھتیجا اُسکا مشتاسے بلند رکاب مجھسے لڑا اُسکا کولا اُتر گیا میرے اُسکے فیصلہ نہ ہوا مین اُس سے فیصلہ کرونگا اور ماہ منیر کو لونگا یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے عرض کی دروازے پر ایک عیار حاضر ہی سیارہ نام بتاتا ہی قاسم نے نام سیارہ کا سنکر باشتیاق حکم دیا کہ بلاؤ سیارہ اندر آیا قاسم کو دیکھکر بہت شاد ہوا کہا حضور نے بڑی تکلیفین اُٹھائین قاسم نے کہا ای مفترو الاتنے عرصے تک کہان رہے سیارہ نے سب حال بیان کیا کہ اول باغ عشرت پر پہونچے وہان آپ کے قتل کا شہرا سُنا مسعود زمیندار کی زبانی معلوم ہوا کہ آپ صحت پاکر طرف حسن آباد کے تشریف لے گئے وہان جو پہونچا تو دیکھا کہ مفتر گرد مرد ملکہ کے لینے کو آیا تھا چوک مین جب سواری پہونچی تو ایک پریزاد ملکہ کو اُٹھا لے گئی قاسم نے کہا وہ ابرق جادو تھی مگر راہ مین اسیر اُفتادہ پڑی جب تو مین نے رہائی پائی آفتاب شاہ نے بڑی دھوم سے اپنے بیٹے کی برات آراستہ کی قاسم کو دین لیکر ماہتاب شاہ کو فیل پر سوار ہوے تمام رئیسان شہر ہمراہ تھے کوئی سامان ایسا نہ تھا کہ برات کے ہمراہ نہ ہو چند تخت عمدہ کسے ہوے چند نازنینان مہ جبین ان تختوں پر سوار ساز نغمے ساز بجاتے ہوے وہ نازنینان مہ جبین با نازو ادا گاتی ہوئی روان تھین (نظم)

رنگ کیا کیا نئے چرخ جفا جو بدلا
ہان مگر او دلِ بیتاب نہین تو بدلا

کنج مدفن مین پڑا تھا مین کہ جیسے سوئے
ایک پہلو سے نہین دوسرا پہلو بدلا

لذتِ ذبح زبان سے نگئی پر سو تنک
سالہا سال نہ جلاد نے زانو بدلا

رہگئی کو نئی منت جو نہین کی لیکن
نہ کسی طرح مزاج بت بدخو بدلا

کیا بلا جوش جنون کو ہے ترقی ہر روز
وسمۂ آب حنا سے نہیں ہوتا ہے شباب
ایک سان حال ہے خونتابۂ دل کا میرے
کم ہوا جوش جنون کچھ نہ اطبا سے نسیم

ڈھنگ چشمی کا تر سے کچھ نہ پیرو بدلا
جب ہوے پیر تو رنگ سر ہر مو بدلا
آجتک دیدۂ تر کا نہیں آنسو بدلا
آب نارنج کبھی شربت آلو بدلا

آفتاب شاہ روپیہ لٹاتا ہوا چلا اسقدر روپیہ لٹایا کہ آجتک فقرے چمک رہے ہین دُلہن کے مکان پر بڑی رسوم سے پہونچے عقد وغیرہ کرکے برات پلٹی تمام شہر خوشیان کر رہا ہے ہر ایک کا قول ہے کہ اس جوان کی ذات سے شہر آباد رہا ورنہ ملک ویران ہوجاتا شب کو مہتاب شاہ نے گوہر مراد حاصل کیا صبح کو قاسم نے حکم دیا کہ لشکر تیار کرو ساٹھ ہزار فوج آراستہ ہوئی سیارہ بھی ساتھ ہے ساٹھ ہزار فوج کو لیکر طرف حُسن آباد کے چلے مگر ملکہ ماہ منیر کہ باغ مین دیو پنجر کے داخل تھین دس پانچ کنیزین ہمراہ ہین جب کئی دن گذرے کہ دیو پنجر نہ آیا تو ملکہ نے کہا کیون صاحبو اب وجہ معاش کیونکر ہو برا تھا یا بھلا تھا کھانے کی تو فکر رکھتا تھا معلوم ہوتا ہے کوئی امر افتاد پڑی اب اس باغ سے نکلتے ہین صحرا و بیابان ہمارے مقام ہین آوارگی نے ہمارا ساتھ دیا دیکھیے شہریار سے کیونکر ملین چند عورتین چلی گئین مگر دو کہ نہایت ہی جوان تھین وہ ملکہ کے ساتھ باغ سے نکلین باغ مین مال و اسباب بہت تھا ملکہ نے وہ لدوا کر ساتھ لیا تھوڑی دور چلی تھین کہ صحرا سے گرد اڑی ایک تاجر بہت بڑا موسوم بہ خورشید بازرگان کاروان اپنا لیے ہوے براے تجارت جاتا تھا دور سے اسنے دیکھا کہ ایک نازنین قمر طلعت نہایت خوبصورت اسباب کے چھکڑے ساتھ لیے ہوے ایکطرف کھڑی ہوئی ہے مرد کو دیکھکر چھپنے لگی مگر تاجر نے گھوڑا بڑھا کر ہاتھ اُسکا تھام لیا کہا اے ملکۂ عالم اس جنگل مین کیون کھڑی ہو ملکہ نے کہا مجھسے تعرض نہ کرو مین آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار میرا حال کچھ نہ پوچھو فرد چہ گویم از سر و سامان خود عمر بست چون کاکل + سیہ بختم پریشان روزگارم خانہ بر دوشم + اس عرصے مین چند ملازم خواجہ بازرگان کے آگئے خورشید نے جبراً اور قہراً ملکہ کو محافے مین بٹھا لیا

سب مال اپنے قبضے مین کر لیا تخمکہ نے اپنے پاس رکھا ہو خورشید جب جاکر منزل پر
اُترا تو شب کو اسنے ملکہ کو صحبت مین طلب کیا ملکہ روتی ہوئی آئی خورشید نے چاہا شراب
پلاؤن ملکہ نے انکار کیا اور کہا تجھکو ہمارا ذوق نہین ہو خورشید چاہتا تھا کہ بیک
صحبت ہو ملکہ نے خنجر دکھایا کہا اے خورشید تمھاری میری دونونکی جان جائیگی ہاتھ نہ لگا
الگ بیٹھے رہو خورشید ناچار ہوا ماہ منیر نے کھانا بھی نہ کھایا خورشید دن بھر
راستہ چلتا ہی اور رات کو ملکہ کو صحبت مین بلاتا ہی پھر دو چار نوالے کھلا دیتا ہی ملکہ
نحیف و نزار ہوگئی ہی لیکن اپنی عصمت کو بچاے ہی ایک دن خورشید بازرگان
ایک صحرا مین آکر اُترا کہ جنگل سے گرد اُڑتی دیکھا آگے آگے ایک جوان آفتاب
جمال تخت پر رو بادشاہ پشت پر ساٹھ ہزار فوج خورشید نے آکر قاسم نوجوان سے
ملاقات کی اور کہا شام کو حاضر ہونگا قاسم بھی اسی جنگل مین اُتر پڑے شام کو خورشید
آیا کچھ اسباب تجارت پیش کیا قیمت اُسکی طے نہ ہونے پائی کہ خورشید اُٹھ کھڑا ہوا قاسم
نے کہا کیا جلدی ہو خورشید نے کہا ای شہریار آج چار پانچ دن گذرے ہین کہ مین نے
صحرا سے ایک عورت پائی اسقدر ملول و حزین ہو کہ اس پانچ دن مین نحیف و نزار
ہوگئی مگر میرا وصل نہین قبول کرتی جاکر اُسکو کھانا کھلاؤنگا ایسا نہ ہو کہ تڑپ تڑپ کے
مر جائے میرا عجیب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو قاسم نے بیقرار ہو کر فرمایا کہ ای
خورشید ہم بھی اُس نازنین کو دیکھ سکتے ہین خورشید نے عرض کی ہین ابھی بلوا تا
ہون کنیزون کو حکم دیا کہ ملکہ کو لاؤ ملکہ جو آئین قاسم کو دیکھکر شاد ہوگئین ڈگمگا کے
گرین بیہوش ہوگئین قاسم نے جو ماہ منیر کو اس حال مین دیکھا کہا ای خورشید ہم تو
اسی کے واسطے شہر حسن آباد مین گئے تھے بڑی جفائین اُٹھائین انھین کے واسطے
زخمی ہوے دریاے حیران جنگ آزما مین پہونچے وہان تکرار ہوئی منشا سے
بلند رکاب سے مقابلہ پڑا اُسکا لولا اُتر گیا اُس سے فیصلہ کرنا چاہتا ہون خورشید
نے وہ مال بھی پیش کیا اور ملکہ کو بھی قاسم کے حوالہ کیا دونون عاشق و معشوق ایکجگہ
ہو دونون خوش ہو ہو کر شکریہ ادا کر رہے ہین کہ ای پروردگار تو نے اپنا رحم شریک کر کے

ہم ر ورافتادگان کو ایک جا کیا قاسم نے اِس صحرا سے کوچ کیا منزل در منزل چلے لیکن
ہرکارے جو جیران جنگ آزما کے واسطے خبر کے حاضر تھے یہ خبر دریافت کر کے بھاگے
سامنے جیران جنگ آزما کے آکر بعد دعا کے عرض کی کہ وہی جوان مع آفتاب و مہتاب
کے آتا ہو آج کے تیسرے چوتھے دن یہاں پہونچ جائیگا یہ سُنکر منشا سے بلند رکاب
اپنے مقام سے اُٹھکر کہا چچا جان مجکو رخصت کیجیے یا تو مین اُس جوان کو باندھکر لاؤنگا
یا اُسی کی رفاقت کرونگا حقیقت یہ ہو کہ ایسے بہادر میری نگاہ سے نہین گذرے اور
انصاف کا مقام ہو کہ جیسے ہی میرا کولا اُترا تھا اگر مشکین باندھ لیتا تو مین کیا کرتا واقع
مین وہ خود منصف تھا کہ مجکو چھوڑ دیا اور یہ کہا کہ بعد صحت سمجھا جائیگا اب مین جاکر اُس کو
سمجھاؤنگا کہ ماہ منیر تو غائب ہوگئی دربار خداوندی مین پہونچی عیش کر رہی ہوگی اور
جبریل قدرت اُسکا شوہر ہی مجکو یقین ہو کہ وہ جوان ایسا جی دار ہو کہ غرو بیہ با ختر پر
جائے یہ کہکر ساٹھ ہزار جوانون کی فوج لی جیران نے چاہا لاکھ دو لاکھ آدمی ہمراہ کرون
مگر منشا کو جرأت کا دعویٰ ہو یہی جانتا ہو کہ مین زیر کرونگا ساٹھ ہزار فوج لیکر چلا قاسم
ملکہ کے ساتھ عیش کرتے ہوے آتے ہین اور یہ بھی خبر معلوم ہوئی کہ منشا آتا ہو اب
قلعہ حسن آباد قریب ہو آفتاب و مہتاب شاہ یہ خبر سُنکر بہت گھبرا رہے ہین باپ
بیٹے سے کہتا ہو کہ منشا سے بلند رکاب بلاے روزگار ہو اُسپر غالب ہونا دشوار ہو
مہتاب شاہ جواب دیتا ہو کہ دیو سے زیادہ زبردست نہین ہو جس جوان نے دیو
کو مار لیا اُسکے نزدیک منشا کی کیا حقیقت ہو یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی منشا آکر
پہونچا قاسم دیکھا کیے کہ ساٹھ ہزار فوج ساتھ ہو جرأت کا اسکے دلکو خیال ہوا
یہ بیشک بہادر ہو ہر چند کہ پانچ لاکھ فوج کا حاکم ہو مگر جتنی فوج میرے ساتھ تھی اتنی ہی
فوج لیکر آیا منشا نے اُترتے ہی طبل جنگی بجوا دیا قاسم نے خبر سُنکر نوازش طبل کا حکم
دیا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین مگر منشا سے بلند رکاب واسطے ملاقات
کے اُٹھا اِدھر سے قاسم اُٹھے رات کو کنارے پر سامنا ہوا منشا نے قاسم کو سلام
کیا عرض کی اے شہریار مین آپ سے براے امتحان آیا ہون مگر محبت سمجھتا ہون کہ

مجھسے مقابلہ کیجیے میرے ہاتھ سے آجتک کوئی زندہ نہیں بچا جس سے مقابلہ کیا اُسپر
غالب آیا اگر میری رفاقت اختیار کیجیے تو پانچ لاکھ فوج کا افسر کرونگا قاسم نے
جواب دیا کہ تم ایسے ہی ہو مگر مجھے یہ ہوس ہو کہ سر میدان امتحان ہوجائے بدون مقابلہ
فیصلہ نہ ہوگا میں اِسوقت بھی موجود ہوں منشا خاموش ہو رہا صبح کو دونوں لشکر
میدان میں آئے منشا نے گھوڑا اُڑایا میدان میں آکر سلحشوری بیان کرنے لگا للکار کر
آواز دی کہ میرے مقابلے میں کون آتا ہی میں قاسم کا خواہان ہوں قاسم نے مرکب
نکالا مقابلہ منشا میں پہونچے بعد نیزہ و تلوار نوبت کشتی کی پہونچی تین شبانہ روز
مقابلہ رہا تیسرے دن شام ہوتے ہوتے قاسم نے منشا کو اُٹھا لیا منشا نے آواز
دی الامان قاسم نے سوال اسلام کیا منشا کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا قاسم
منشا کو ساتھ لیکر بارگاہ میں آئے صحبت میں جگہ دی منشا نے کہا اب کیا ارادہ ہی
قاسم نے کہا اب آرزو یہ ہو کہ جیران جنگ آزما سے مقابلہ کروں منشا نے بہت
منع کیا کہ جیران جنگ آزما بڑا بہادر ہی مجھکو اکثر زک دیا ہی اُس سے نہ ارادہ کیجیے
قاسم نے نہ مانا صبح کو کوچ کیا ہرکاروں نے یہ خبر جیران کو پہونچائی کہ بھتیجے صاحبقران
آپکے مسلمان ہوگئے اور ساتھ ہزار کا لشکر بھی مسلمان ہوا اب بجمیعت کثیر آپکے
مقابلے کو آتے ہیں جیران جنگ آزما اپنے مقام سے اُٹھا کل فوج کو ساتھ لیکر چاہا
کہ مقابلہ قاسم میں جاؤں کہ آلبشار نے عرض کی آپ آج شب کو یہاں تامل فرمایئے
میں اُس جوان کو گرفتار کرکے لاتا ہوں جیران نے کہا او آلبشار منشا کو تو اُسنے
زیر کر لیا تمھاری کیا حقیقت ہو آلبشار نے نہ مانا تھوڑی فوج ساتھ لیکر چلا یہاں
قاسم شکار کھیلتے ہوئے آتے ہیں ایک آہو پر گھوڑا اُڑالا تھوڑی دور پر جاکر
شکار کیا ابھی وہیں کھڑے ہوئے تھے کہ دیکھا منشا سے بلند رکاب ہنستا ہوا
سامنے آیا کہا او شہریار مجھے معلوم ہوا حقیقت میں آپ صاحب اقبال ہیں کہ مجھ ایسا
رفیق آپکو ملا اب جیران آپکے مقابلے کو آتا ہی مگر مقام افسوس ہی کہ ماہ منیر
کا پتہ نہ ملا قاسم نے ہنسکر کہا او منشا جامع المتفرقین نے اُسکو ہمسے ملادیا خورشید

آیا تھا وہ ملکہ کو ملا گیا دیو بیخبر میرے ہاتھ سے مارا گیا ملکہ باغ سے نکل آئین خورشید نے پایا
وہ میری ملاقات کو آیا اُسنے ملکہ کا ذکر کیا مین نے سامنے بلوایا دیکھتے ہی عجب کیفیت ہوئی
کہ ماہ منیر بیہوش ہوگئی تب مین نے خورشید بازرگان سے کہا کہ یہ وہی مہجبین ہے جو
مجھسے چھوٹی تھی اُسی دن سے ملکہ لشکا مین ہین یہ خبر سُنکر منشا اور زیادہ خوش ہوا کہا
آپ کے خدا کو آپ کی دنیا لمندی منظور ہے کیا کیا سبب نکلتے ہین جیران جنگ آزما
سے مین مقابلہ کرونگا اگر خدا نے چاہا تو سر میدان زیر کر کے خدمت مین حضور کی
لاکر حاضر کرونگا اگر آپ کا کہنا مان لے تو مسلمان ہو اگر نہ مانے تو آپ کو اختیار ہے
قاسم خاموش ہو رہے مگر منشا سے بلند رکاب ہمراہ قاسم شکار کھیلتا ہوا ایک
دشت مین پہونچا ایک آہو تیز خوردہ سامنے آیا اُسکو شکار کیا چاہتا تھا کہ شکار
بند سے باندھون کہ صحرا سے گرد اڑی آلبشارہ تیغ زن گینڈا چڑھا ہوے آتا
تھا اُسنے جو شاہزادے کو دیکھا پکار کر آواز دی او شہریار آپ کے چچا آپ سے
بہت خفا ہین چلکر حاضر ہو جیسے مین صفائی کرا دونگا منشا نے کہا کیا دیوانہ ہوا ہے مین
اُس شہریار کی اطاعت کر چکا کہ جسنے سنجان و باختر کو تہ تیغ کیا جیران کی کیا حقیقت
ہے اور تو کیا بے حیا ہے بس سامنے سے چلا جا آلبشارہ قریب آیا تلوار کا وار کیا مگر
منشا نے تلوار کو روکا چاہا ہاتھ مارون اب جو مرکب کو مہمیز کیا گھوڑے نے سکندری
کھائی آلبشارہ نے اوپر سے ہاتھ مارا سر منشا کا زخمی ہوا آلبشارہ نے اُس زخمدار کو
کمند مار کر گرفتار کیا اور لیکر چلا ادھر سیارہ نے دور سے دیکھا کہ منشا کو آلبشارہ لیے
جاتا ہے پلٹ کر خدمت قاسم مین آیا عرض کی او شہریار مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا
کہ آلبشارہ تیغ زن نے منشا کو زخمی کر کے کمندون مین باندھ لیا اور لیکر روانہ
ہو گیا یہ سُنکر قاسم کا چہرہ سرخ ہو گیا مرکب پھیر کر طرف آلبشارہ کے چلے مگر آلبشارہ
منشا کو لیے ہوے لشکر جیران مین آیا لوگون نے پوچھا انکو کہان پایا آلبشارہ نے
کہا صحرا مین برائے شکار آئے تھے مجھکو ملکہ مین پکڑ لایا قاسم نے زیر کیا تھا اسیطرح
بلبلاتا ہوا سامنے جیران جنگ آزما کے آیا جیران سے کہا ہوشیار رہو آلبشارہ نے کہا

پھر ہوشیار کرونگا پہلے آہنگرون کو بلائیے اول اُسکا مسلسل و مطوق کیجیے بعد اُسکے
دربار سجیے محبت قاسم مین بڑا کامل ہو آٹھ پہر یہی کہتا ہو کہ مین نے آقا بے نظیر پایا ہو
ایسے سردار ان عالیوقار کسکو ملتے ہین جیران نے آہنگرون کو بلاکر منشا کو مسلسل و
مطوق کراکے ہوشیار کیا منشا جب ہوشیار ہوا تو مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت
کی جیران نے کہا ای فرزند اب کسکا خوف ہو میرے دربار مین ہو اگر تمکو زیر کیا تو مین
اُسکا بدلا کرونگا یون زیر کرون کہ ہاتھ نہ لگانے دون دانون بیچ کی نوبت نہ آنے پائے
منشا نے کہا چچا جان صاحب یہ خیال خام و تصور ناتمام ہو میرا آقا وہ شیر ہو کہ بڑے بڑے
جوانمرد اُسکے سامنے سے بھاگتے ہین ابھی آفتاب نگار پر دیو کو مار ا آفتاب اور
ماہتاب ساتھ ہین جیران نے کہا ای فرزند اب میرا مذہب اختیار کرو قاسم نوجوان کی
کیا حقیقت ہو کہ تمکو ستائے مین سمجھ لونگا منشا نے جواب دیا کہ ای عم نامدار مردان عالم
کے طریقے سے یہ بہت خلاف ہو کہ کل لقا پرست تھے اب جب مسلمان ہوے تو پھر وہی
لقا پرست ہون دنیا دیکھے کیا کہین گے مین لقا پر لعنت کرتا ہون جیران اسپر بہت
جھلایا آلبشار کو اشارہ کیا کہ اِسکا سر کاٹ لے آلبشار تلوار کھینچے سر پہ کھڑا ہوا ہو
بادشاہ سے حکم پوچھ رہا ہو کہ دربارگاہ پر ہنگامہ ہوا ارگہ سالار کا سر ڈھلکتا ہوا
سامنے آیا پھر وہ بارگاہ کا اُٹھا سب نے دیکھا کہ قاسم نوجوان تیغ بکف آکر پہونچا اور
آتے ہی للکارا کہ او آلبشار مجھکو سب تیرا کر معلوم ہو جسطرح مجھکو زخمی کیا تھا وہی مکر
تو نے ساتھ اِس بہادر کے کیا کہ اُسکے گھوڑے نے سکندری کھائی اور تو نے ہاتھ
تلوار کا مار دیا اور کمندون مین باندھکر لایا ورنہ تجھ ایسے دس پر یہ کافی تھا تیری یہ
مجال تھی کہ اِسکو گرفتار کرکے لاتا یہ کہکر قریب آلبشار کے آکے فرمایا کہ وار کر آلبشار
نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے ہتھکٹی کا ہاتھ مار دیا کہ ہاتھ آلبشار کا اُڑ گیا دوسرا
ہاتھ کمرگاہ پر مار دیا کہ آلبشار کے دو ٹکڑے ہوے مار کر آلبشار کو منشا کو رہا کیا اور
پکار کر کہا ای جیران جنگ آزما ہم اپنے رفیق کو لیے جاتے ہین اگر حوصلہ ہو دے
تو روک لو جیران نے کچھ جواب نہ دیا قاسم منشا کو ساتھ لیکر باہر نکلے مرکبون پر

سوار ہوے کہ سامنے نگاہ پڑی دیکھا شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی نگاہ حسرت سے دیکھ رہا ہی
مگر قاسم نے فرمایا اے منشا یہ ہمارا مرکب ہی بحسرت ہمکو دیکھ رہا ہی اسکو بھی لیلین منشا نے
گھوڑے سے اترکر شبرنگ کو کھولا اُسکو کسکر قاسم کے سامنے لایا تمام افسران فوج
دیکھا کیے کسیکا حوصلہ نہ پڑا کہ قاسم کو روکے قاسم مع منشا نکلگئے بعد جانے قاسم کے
لوگون نے جیران پر طعن وتشنیع کی کہ اگر حضور حکم دیتے تو ہم قاسم کو گرفتار کر لیتے
جیران نے جواب دیا کہ میری جرأت مین فرق آتا ہی اب کل میدان مین سمجھو لونگا سر میدان
ٹوکونگا اور منشا کی کیا حقیقت ہی اُسکو تو رگڑ کے مار ڈالونگا یہ کہکر طبل جنگی بجوایا قاسم
جب بارگاہ مین آئے تو ہرکارون نے خبر دی کہ جیران نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا
ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آرا سے نبرد ہو قاسم نے بھی طبل جنگی بجوایا تیاریان ہونے لگین
چار پہر رات اسی تیاری مین گذری اب وہ وقت آیا کہ موساے آفتاب سالمتاب
عصاے ضیا ورشعاع ہاتھ مین لیکر کوہ چرخ زبرجدی پر آکر قایم ہوا قاسم لشکر لیکے
میدان مین آئے کہ دیکھا سرشار روتا ہوا آتا ہی قریب آکر عرض کی کہ شب کو کوئی
ہمارے آقا کو چرا لے گیا ابھی ہرکارون نے خبر دی ہی کہ اسی صحرا مین ایک پہاڑ ہی
اور شبرنگ قزاق وہان رہتا ہی اُسکو جو خبر معلوم ہوئی کہ جیران جنگ آزما اس
صحرا مین فروکش ہی آکر چرا لیگیا دو لاکھ روپے مانگتا ہی قاسم نے یہ سُنتے ہی گھوڑا پھیرا
کہا مین اُسکو ابھی لاتا ہون سیارہ سے اشارہ کیا کہ آگے بڑھ جاؤ خبر تو لو کہ جیران
پر کیا گذری سیارہ با نہاے عیاری لگا کر بھاگا اُسوقت پہنچا کہ دیکھا زیر کوہ تمام
قزاق جمع ہین اور شبرنگ تیغ کھینچے کھڑا ہی کہ رہا ہی کہ دو لاکھ روپے منگا دیجیے ورنہ
قتل کرونگا جیران کہ رہا ہی کہ ایک پیسہ نہ دونگا میرے خون کا بھی کوئی بدلہ لیگا اے
شبرنگ زندہ نہ بچو گے شبرنگ نے کہا کہ تمھاری جان لونگا یا دو لاکھ روپے لونگا
تمام قزاق جیران کو سمجھا رہے ہین کہ ہم لوگ قزاق ہین اسی طرح پر روپیہ لیتے ہین
تمکو اول جا نکر گرفتار کر لائے اب بے روپیہ لیے نہ چھوڑینگے اے جیران کیون اپنی
جان دیتے ہو مگر جیران غصے مین زنجیرین ہلا رہا ہی سیارہ یہ رنگ دیکھکر بھاگا خدمت

قاسم مین آیا عرض کی کہ جار چلیے ورنہ جیران جنگ آزما قتل ہوا چاہتا ہی غلام کو منظور ہوا تھا کہ دخل دون لیکن یہ یقین تھا کہ آپ آتے ہونگے ایسا نہ ہو کہ آپکے خلاف ہو قاسم نے سیارہ کو ہٹایا مرکب کو بڑھایا گھوڑے پر کود آ گیا گھوڑا طرار سے بجرتا ہوا چلا شبرنگ چاہتا تھا کہ ہاتھ مارون کہ نعرۂ شیر کی آواز آئی النعرہ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ
زآب دم تیغ شستم زمین
آفتاب مشرق دین پروری

دیگر

زنم تیغ و برابر خیزد و بہ ماہ
ہمہ باختر شد بہ زیر نگین
شہسوار لعل پوش خاوری

شبرنگ ٹھہر گیا قاسم نوجوان نعرہ کرکے آ پڑے کئی قزاقون کو قتل کیا قتل کرتے ہوے قریب جیران جنگ آزما کے پہونچے ہتھکڑی کاٹی جیران نے غازۂ زورین آکر قید توڑ ڈالی اب جو جیران اُٹھا قزاقون کو قتل کرنے لگا مگر قاسم نوجوان لڑتے بھڑتے قریب شبرنگ قزاق کے پہونچے قزاق نے ہاتھ مارا قاسم نے تلوار روکی اپنا تیغہ کھینچا مثل برق جہندہ نیام انتقام سے نکالا تیغۂ شرر فشان یا آہ دل مظلومان یا ابر پھٹ گیا برق تڑپ کر نکلی چمکا کر ہاتھ مارا کہ شبرنگ کے دو ٹکڑے ہوے قزاق تو سب بھاگ گئے مگر جیران جنگ آزما نہایت محجوب ہی جی مین اپنے کہتا ہی ایسے وقت مین کوئی نہ آیا اِس جوان نے بڑا قصد کیا کہ اکیلا آ پڑا ایسے کی تو اطاعت کرنا چاہیے یہ تو جان بخش ہی ایسے کی اطاعت نہ کرنا سراسر بے انصافی ہی یہ سوچکر قریب قاسم کے آیا جھک کر سلام کیا قاسم نے سوال اسلام کیا جیران نے شرما کر کہا مین آپ کا تابعدار ہون غلامی اختیار کرتا ہون قاسم نے سر اسکا اپنے سینے سے لگا لیا کہا ای یار کیون محجوب ہوتے ہو بہادر کی بہادر مدد کرتا ہی اگر ہم آئے تو کیا نقصان ہوا الغرض جیران قاسم کو ساتھ لیکر اپنے لشکر مین آیا کل فوج کو مسلمان کیا سب کو ساتھ لیکر چلا قاسم نے حکم کیا کہ اے جیران طرف طلسم نوخیز کے چلو ہمارے بادشاہ عالیجاہ مرحلجات پر ہونگے انشاء اللہ ایسے وقت پر پہونچین کہ فتح کی ضرورت ہو سب سرداروں نے بدل و جان قبول کیا قاسم کل لشکر ساتھ لیکے

عرضِ طلسمِ نوخیز جمشیدی کے چلے کر انکا پہونچنا گذارش ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان معشوقۂ ایرج نوجوان ملکہ سہیل غزال چشم کے اور روز وزیرزادی اسکی نازک ادا جسپر شاپور عاشق ہوا تھا یہ دونون حاملہ تھیں ایرج نوجوان تو خدمت صاحبقران مین چلے آئے انکے بعد دونوں کے یہان لڑکے پیدا ہوے ایرج کے فرزند کا نام نامی ماہ عالم افروز ہوا اور فرزند شاپور کا نام کاؤس صبا رفتار ہی باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامہ سے معلوم ہونگے

پلا ساقیا جام آتش فشان
کہ طبع قمر کا بھی ہو امتحان

چلی ہی توسن کلک شیرین ادا
کہ چلنے سے تیرے یہ ہی مدعا

تری تیزی یان خوب مشہور ہین
مری طبع سے کیا بھلا دور ہین

سناؤن میں فرزند ایرج کا ذکر
ہی دن رات طبع رسا کو یہ فکر

کہ دنیا کے دیکھوں نشیب و فراز
کہ ہین جمع اس جا پہ سب فقرہ باز

سکندر کہان اور دارا کہان
یہ سب خاک مین ہوگئے ہین نہان

کہان رستم وقت و افراسیاب
دیا زندگی نے ہر اک کو جواب

یہ ظاہر مین سب جیست و چالاک تھے
پھر انجام مین خاک ہی خاک تھے

ہی دنیاے فانی تا سعت کی جا
دکھایا کسی کو نہ اِسنے مزا

یہ دنیا سے دون لایق دید ہی
کبھی رنج ہی اور کبھی عید ہی

کہان قیس و فرہاد خارہ شکن
اٹھائے یہ الفت مین رنج و محن

کہ پھر قیس کا نام مجنون ہوا
رہا تجبیین اور جگر خون ہوا

ہوا ہاے فرہاد کا کیا مآل
ہوا عشق شیرین مین وہ پائمال

تھی جان اُس عاشق زار کی
تو بجھ ... جان شیرین بھی شیرین نے دی

ہوا شاہ خسرو کو ایسا الم	کہ ہر دم اٹھاتا تھا وہ رنج و غم
قمر آؤ اب برسرِ داستان	کہ لطفِ سخن ہو تمہارا عیان

چہرہ حنابندان حجلۂ عشرت و جلسہ آرایان محفل فرحت اس داستان شوکت بیان کو
یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف تہور شعار و شجاعت ادا چنین می نگارد و زرکلک
دغا ہے جب شاہزادہ ایرج نوجوان دختر فغفور سے عقد کرکے ہمکنار ہوا تو بادشاہ جنات
فغفور جنی کو بڑی خوشی ہوئی کہ بیٹی میری حاملہ ہے سلسلۂ اولاد صاحبقران میرے گھر مین ہوگا
بعد گذر جانے نو ماہ کے فغفور نے بڑا جشن کیا جب جلسہ برخاست ہوا اور مہمان رخصت
ہوگئے تو فغفور آکر تخت پر بیٹھا اور کہہ رہا ہے کہ خدا خیر و عافیت سے نواسے کو پیدا کرائے
کہ مین امیر سے سرخرو ہون ایرج نوجوان سے شرمندگی نہ ہو کہ خواجہ سرا نے آکے
عرض کی کہ اے شہنشاہ دائی کو بلوایئے ملکہ سہیل و نازک ادا کو دردِ زہ شروع ہوا ہے
فغفور نے اسی وقت دائیان بلائین خود بھی محل مین آیا سنا کہ سہیل کا عجیب حال ہے
نازک ادا بھی تڑپ رہی ہے فغفور باہر آیا دربار مین آکر حکم دیا کہ یارو کچھ تعویذ وغیرہ
حکمن کرو یہ ذکر ہو رہا ہے ملازم دوڑ رہے ہین کہ یکایک ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے
عرض کی کہ دیو نہنکال بادشاہ کوہ بلور اپنے تخت پر بیٹھا تھا کہ ایک سوداگر نے اسکے
ہاتھ ایک صندوقچہ بیچا نہنکال نے جو وہ صندوقچہ کھولا تو اسمین سے تصویر ملکہ سہیل
کی نکلی سترہ ہزار نرہ ہاے دیو سے لشکر کشی کرکے آتا ہے دو تین دن مین قریب قلعہ کے
پہونچ جائیگا فغفور نے قلعہ بند کر لیا پل تختہ اٹھایا خندق کو پُر آب کر دیا بالاے قلعہ
آکر بیٹھا رفقا نے عرض کی کہ فرزندان صاحبقران پردۂ قاف مین ہین طلسم کشائی بھی
ہو رہی ہے ایرج نوجوان کو نامہ لکھیے فغفور نے اسی وقت بنام ایرج نوجوان نامہ
لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ اے فرزند صاحبقران دیو نہنکال لشکر کشی کرکے آتا ہے اپنے کو
جلد پہونچایئے اور کیا تحریر کرون ملکہ سہیل کو مانگتا ہے ایک جن کو یہ نامہ دیا اور کہا
اپنے کو جلد بخدمت ایرج نوجوان پہونچا ایرج نوجوان تکیہ مین تھے کہ جنات
نے آکر نامہ دیا ایرج نے پڑھکر اسکو حکم دیا کہ تم جاؤ مین ابھی روانہ ہوتا ہون جن نے

کہا میرے کاندھے پر سوار ہو لیجئے تو بہت جلد آپ کو پہونچا دونگا ایرج کاندھے پر جن کے
سوار ہوئے گھوڑا ابھی جن نے بغل میں دبا لیا غرض ایرج تماشہ دیکھتے ہوئے آتے
ہیں پردۂ قاف کے صحرا بڑے بڑے درخت پھولے پھلے ندیاں دریا بڑے بڑے دیوزاد جنگلوں
میں پھر رہے ہیں کہیں کوہ کلان کہیں دریا۔ وہاں یہاں دیو نہنکال سامنے قلعہ فغفور
کے پہونچا نہنکال نے پکار آواز دی ای فغفور چینی بہتر اسی میں ہے کہ سہیل کو حوالے
کر دو ورنہ کل قلعہ لیلونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا فغفور نے جواب دیا او دیو نبیرہ
صاحبقران کے ساتھ اسکی شادی ہوگئی اب لڑکا پیدا ہونے کو ہے میری کیا مجال ہے
کہ میں اسے دے سکوں تو خوب جانتا ہے کہ یہ اس شہر کی زوجہ ہے کہ جسنے کئی مرتبہ پردۂ
قاف میں شمشیرزنی کی اور دیونر اور مادے آیندہ تجھے اختیار ہے دیو نہنکال قلعے کو گھیر کر
اتر پڑا اب دروازہ بند کیا فغفور چینی حیران ہے مگر کچھ اختیار نہیں نہنکال نے تمام کوہ بل
یورش بجوایا ہرکاروں نے فغفور کو خبر کی فغفور چینی نے بھی طبل جنگی بجوایا لشکر میں
نہنکال کے ہنگامہ ہے کہ کل قلعہ توڑینگے ایک ایک پہ پڑا ادہم لوگ بھی یہین لگے
تیاریاں ہو رہی ہیں فغفور کبھی محل میں جاتا ہے کبھی باہر آتا ہے دیوزاد قلعے سے تیر
وغیرہ پھینک رہے ہیں طلازمان نہنکال آ نہیں سکتے چار پہر رات اسی ہنگامے
میں گذری صبح کو نہنکال فوج دیوان ہمراہ لیکر سامنے قلعے کے آکر کھڑا ہوا دار آہنی
ہلا رہا ہے اور یہ کہتا ہے کہ یلغار کرکے جاؤں جو دیو تجھ مار رہے ہیں میں انکی کیا حقیقت جا
ہوں گرداسپیر فولادی کا ہاتھ میں ہے دار آہنی ہلاتا ہوا طرف قلعے کے جاتا ہے فغفور کی
بیقراری دعائیں مانگ رہا ہے کہ ای کریم کارساز و ای رب بے نیاز رحم اپنا شریک کر
نہنکال پکارتا ہوا آتا ہے کہ ای فغفور ایک عورت کے واسطے یہ آفت برپا کرتے
ہو کر جان دینے کا ارادہ ہے میں آکر قلعے کو توڑتا ہوں ایک ضرب میں پہاٹک گریگا
سارے قلعے کو تسخیر کر لونگا مگر فغفور چینی کچھ جواب نہیں دیتا پکار رہا ہے کہ ای سمیع و
بصیر و ای علیم و خبیر رحم اپنا شریک کر

نظم

ظہورِ نامہا از نام نامیش	وجود خلق از ذاتِ گرامیش

مکان و لامکان روشن ز نورش	زمین و آسمان نور ظہورش
خدائے مہربان ذرہ نوازے	بحال بے نوایان کارسازے
خدا تن را بجان پیوند بخشد	سخن را با زبان پیوند بخشد
بفرمانش زمانہ سرنگون است	بسجدہ ہر زمان گردون دوتست
کند چارہ گرے بیچارگان را	دہد تاب و توان درماندگان را
خدائے ہر فقیہ و ہر امیرے	خدائے ہر صغیر و ہر کبیرے

سب اہل قلعہ آمین کہ رہے ہیں مگر تہمر جو بہت بیسے سہیل بھی مبتلائے درد زہ تھی اور نازک ادا بھی تڑپ رہی ہر غلغلہ جو زیادہ ہوا سہیل نے گھبرا کر پوچھا کیوں بی بی خیر تو ہر کنیزون نے عرض کی دیو نہنکال نے بلغر کر دیا ملکہ کو اور زیادہ بیقراری ہوئی کبھی کہتی تھی کہ یہ بدنصیب کس ساعت سے پیٹ میں آیا کہ یہ مصیبت سُن رہی ہوں نازک ادا نے عرض کی واری ہم آپ جان دیدین دونوں شاہزادی وزیرزادی راضی ہوئیں جام زہر بھر بھر کے رکھے قصد ہوا کہ پی لیں ساتھ کی کنیزیں بھی آمادہ ہوئیں کہ جام زہر پی لیں ہم بھی آپ کے ساتھ جان دینگے کرمان نے کہا بی بی جب قلعہ فتح ہو جائے تب تمکو اختیار ہر تمہارے شوہر کو نامہ لکھا ہر کہ فغفور نے بیقرار ہو کے جو دعا کی اور دیو نہنکال قریب خندق پہونچ چکا ہر کہ اہل قلعہ بیقرار ہو کر پکارے کریا رحیم و کریم رحم اپنا شریک کر فرد شاہا کرم برمن درویش نگر بر حال من خستہ و درویش نگر فغفور نے بیقرار ہو کر پکارا اوبے نیاز حضرت خلیل الرحمان کی بہواس قلعے میں ہر تو معین و مددگار ہو اُسکی آبرو تو بچا نے والا ہر خیر و عافیت سے لڑکا پیدا ہو کہ ابن سر غرور رہے اِن کہ آسمان سے آواز آئی باش او نا بکار خبردار کہ نزد ہنا لغر و ایرج

ملک ایرج آن آفتاب منیر	کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
اگر تیغ کین برکشم از غلاف	تزلزل فتد در میان مصاف
اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم	زگاو زمین تیغ بیرون برکنم

جن نے لاکر ایرج کو آتار اقلعے پر دیتی کے نعارے بجنے لگے فغفور نے کہا کہ او

کہ نام اُسکا دارا سے دُر دُرگوش ہے اُسنے ہمارا لوٹ لیا فغفور نے جواب دیا کہ ہم دارا
سے نہیں لڑسکتے ماہ عالم افروز نے جواب دیا کہ نانا جان بڑے ہتک کی بات ہے کہ آپ ایسے
فریادی فریاد کرے اور آپ اُسکی داد نہ دیں فغفور نے کہا کہ بیٹا دارا سے دُر دُرگوش
بڑا قزاق زبردست ہے اُسنے ہمارا بہت اسباب لوٹ لیا ہمنے دخل نہیں دیا تم البتہ اتنے
بڑے نامی وگرامی کے پوتے صاحبقران زادے ہو شاید ان کی فریاد کو پہونچو یہ سُنکر
ماہ عالم افروز کا چہرہ سرخ ہوگیا نیچہ چھوٹا سا ہاتھ میں تھا تاجروں سے کہا چلو اب ہم
تمھارے ساتھ چلتے ہیں مال تمھارا دلوا دینگے فغفور سمجھے کہ یہ بچہ ہے اسکی بات کا کیا
اعتبار وزرا کو حکم دیا کہ سمجھا کر روک لو وزرا نے جو جا کر کہا ماہ عالم افروز نے جھڑک دیا
اور کہا نانا جان نے طعنہ دیا اُسکو پورا کرنے جاتا ہوں یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہوئے
کئی سو لڑکے جو ان کے ساتھ پرورش پائے تھے وہ سب ساتھ ہوئے تاجروں کو ساتھ
لے لیا اور گھوڑا اُڑاتے ہوئے چلے دمبدم کہتے ہیں کہ دارا سے دُر دُرگوش بڑا
زبردست ہے تصدق جد عالی تبار جاتے ہی زیر کرونگا انشاء اللہ اُسکی مشکیں باندھکر
لاؤنگا وزرا اُمرا نے پلٹ کر فغفور سے کہا کہ شاہزادہ ہمارے روکے نہ رُکا نکل گیا
فغفور گھبرا کر خود اُٹھے سوار ہو کر پیچھے چلے مگر شاہزادہ نکلگیا تھا دارا سے دُر دُرگوش
زیر کوہ مشغول رہا تھا کہ سامنے سے دیکھا وہی تاجر آتے ہیں پکار کر آواز دی کہ تمھارا
لباس بھی اُترواؤنگا جب تم لوگ راضی ہوگے یہ کہتا ہوا گینڈے پر سوار ہوا اور
گینڈے کو بڑھا کر چلا تاجر بھاگ کر سامنے ماہ عالم افروز کے آئے کہا او شہریار وہ
قزاق بڑی سرکشی کرتا ہے کہتا ہے کپڑے بھی اُترواؤنگا ماہ عالم افروز نے گھوڑا بڑھایا
اور سامنے دارا کے آیا للکارا کہ او بے حیا ان غریبوں کو کیوں ڈراتا ہے میرے مقابلے
میں آ پکارنے والا کو خبر دی کہ یہ فغفور کا نواسا ہے دارا نے کہا مجھے اس پر رحم
آتا ہے ورنہ مار ڈالونگا ایک تیر میں اسکا کام تمام ہے نہیں معلوم مجھکو کیا سمجھا ہے گینڈے کو
بڑھا کر سامنے ماہ عالم افروز کے آیا کہا او طفل وار تو کرلے کہ حوصلہ تیرا باقی نہ رہے
ماہ عالم افروز نے جواب دیا کہ پیش قدمی کا طریقہ ہمارے خاندان کا نہیں ہے وار اپنا

تلوار چمکائی جاتا تھا کہ یہ طفل ہر چمک تلوار کی دیکھکر بھاگیگا مگر یہ شیر بیشۂ جرأت و یکتائے
میدان جلادت سپر ہاتھ مین لیکر بڑھا سپر پر تلوار دارا کی کاٹکر ہاتھ خنجر کا مارا دارا
کفل پر گینڈے کے پہونچ گیا نیچے پڑا گینڈے کا سر کٹ دارا بھی گرا شاہزادہ پھاند پڑا
دارا سے لپٹ گیا آپس مین کشتی ہونے لگی دارا اچاہتا تھا بہ آسانی زیر کر لون لیکن یہ
فرزند ایرج نوجوان ہین اس کس سے لڑ رہے ہین کہ دارا دنگ ہو رہا ہی جب پیچ کر
لاتے ہین تو کھڑے ہون نکلنے نہین دیتے دارا کی پیشانی سے خون جاری زرہ ٹکڑے ٹکڑے
ایک مقام پر ریلکر لے دوڑا ماہ عالم افروز دم کے بھروسے پر قدم کے شمار پر پیچھے
ہٹتا چلا آتا ہی چند ہی قدم ہٹا تھا کہ بہ زور زرکا اور دارا کے دونون شانے تھامے
سر کو سینے مین اڑا کر اب جو ریلکر لے دوڑا پندرہ قدم پر لاکر ٹکہ مارا دارا کو خیال
ہوا کہ میرا لنگر اس طفل سے نہ اکھڑ سکیگا دونون ہاتھون سے شاہزادے کا حلقون
گانٹھکر لنگر مار کر بیٹھا شاہزادے نے اسی حالت مین کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا اور نعرہ کرکے
اٹھا پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے
بلند کیا دارا اسے دزد نوردگوش اس زور کا عاشق ہوگیا پکار کر آواز دی ای شہریار
مین غلام ہون خدا آپ کو نظر بد سے بچائے شباب مین کیا کیفیت ہوگی کون آپسے
مقابلہ کر سکیگا مین رفیق اول ہوا امیدوار ہون کہ جب پروردگار آپ کو صاحب فوج
و لشکر کرے تو مجھے سپہ سالار کیجیے گا شاہزادے نے قبول کیا فرمایا ان سوداگرون کو
مال دیدو دارا نے کہا مین اب ہمراہ رہونگا قزاقی سے توبہ کی اسقدر زمین ہی کہ اگر
اسکا انتظام کشتکاری کرون تو اسقدر غلہ ہوگا کہ میری فوج کو کافی ہوگا یہ کہکر شاہزادے
کے ساتھ ہوا مال سوداگرون کو حوالے کیا قضائے کار احکام تاجدار کہ اسکا مال
دارا نے لوٹ لیا تھا اسکو خبر پہونچی کہ آج دارا فلان صحرا مین جاتا ہی ساٹھ ہزار
فوج سے چڑھ دوڑا ادھر شاہزادہ دارا کو لیے ہوئے جاتا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی
احکام تاجدار للکارتا ہوا آیا کہ او دارا اے دزد دزد گوش اس دن کی خبر نہ تھی
آج تمکو زیر کوہ پایا دارا نے چاہا تھا کہ مقابلے مین جاؤن کہ شاہزادے نے فرمایا ای

وار اتم نہ جاؤ اب تم میرے رفیق ہوئے مین سینہ سپر کرتا ہون یہ کہکر مرکب اڑایا مقابلۂ
احکام مین پہونچے کہ فغفور چینی بھی آکر پہونچا دیکھا اسنے کہ احکام سے تکرار ہورہی ہے
فغفور گھبرایا کہ یہ تو مقابلے کو وارا کے آئے تھے احکام سے کیونکر سامنا ہوا یہان
تو یہ ہنگامہ ہے ادھر ملکہ سہیل غزال چشم نے جو اپنے فرزند ارجمند ماہ عالم افروز کا حال
روانگی بمقابلۂ وارا استارو نے پیٹنے لگی کاؤس صبا رفتار نے نازک ادا سے پوچھا
کہ ای مادر مہربان خیر تو ہے ملکۂ عالم اسقدر کیون بیقرار ہوکر رو رہی ہین نازک ادا نے
کہا شاہزادۂ ماہ عالم افروز برائے مقابلۂ وارا اکیلا و تنہا چلا گیا اور بعد کو اُنکے نانا
میان فغفور چینی گئے ہین کاؤس نے جو سُنا شاہزادے کے لیے بیقرار ہوگیا یہ بھی
یہان سے چلا حیران و پریشان جارہا ہے کہ دیکھا شاہزادۂ ماہ عالم افروز و احکام
سے بحث ہورہی ہے شاہزادے کے ساتھ والے چاہتے ہین کہ احکام پر جا پڑین مگر
شاہزادہ منع کررہا ہے کہ کاؤس صبا رفتار نے آواز دی ای شہریار نہ گھبرایئے گا اِس
مردود کی کیا حقیقت ہے مین نے سنا ہے کہ جب آپ نے وارا ایسے بہادر کو زیر کیا تو
آپ اِسپر بھی غالب آئینگے ادھر احکام نے شاہزادے کو نیزہ مارا شاہزادے
نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی اکیسوین تال مین
شاہزادے نے نیزہ احکام کا نکالا نیزہ نکلتے ہی احکام کے منھ پر ہوائیان اُڑنے
لگین تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا
ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا کہ احکام کو قاش زین سے
اُکھیڑ لیا احکام بصدق دل کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا کل فوج کو بھی دائرۂ اسلام مین
لایا فغفور چینی خوشی کے مارے پیراہن مین نہین سماتا ساتھ والون سے کہہ رہا ہے
کہ ایک کلمہ جو میرے منھ سے نکلگیا تھا تو دیکھو یارو ابتک غصہ نہین اُترا آتش خو
شعلہ مزاج ہے خدا اِسکو سلامت رکھے یادگار صاحبقران ہے امیر نے سات برس
کے سن مین طاہر و مطاہر کو مارا تھا اِنھون نے قزاق کو زیر کیا احکام تاجدار کو
کیا جھٹ پٹ زیر کیا ہے یہ اِنکے رفیق ہوئے اِس حشم و شان سے طرف قلعے کے چلے

ہین سہیل غزال چشم نے جسوقت سے سُنا ہی کہ شاہزادہ وہرا سے مقابلۂ قزاق گیا ہی دروازہ پر
ٹکّری پیٹ رہی ہین کہ صاحبو مین بھی سوار ہونگی کنیزین سمجھا رہی ہین کہ آپ کے والد تشریف
لے گئے ہین وہ فیصلہ کرا دینگے وہ قزاق ہمیشہ سے اُنکا پاس کرتا ہی لاکھ دو لاکھ روپیے لیگا
اور شاہزادے پر ہاتھ نہ ڈالیگا سہیل نے زیور اُتار کر پھینکنا شروع کیا کہا صاحبو لیجا
جاکر دو وزراے ذرہ درگوش سے کہنا کہ ملکہ نے کہا ہی یہ زیور لے لو مگر شاہزادے کو ہاتھ
نہ لگاؤ بچے کی بات کا بُرا نہ مانو یہ ذکر تھا کہ فرزند شاپور روتا ہوا آیا نازک ادا نے
کہا کیون نگوڑے شاہزادے کو کہان چھوڑ آیا مین نے سب حال سُنا ہی تو ہی نے
ترغیب دی تھی کہ جاکر قزاق سے مقابلہ کیجیے اے بے حیا وہ ابھی مقابلے کے لایق
نہین ہی کاؤس نے کہا اے مادر مہربان مین نے اُنکو ترغیب نہین دی تھی اُنکو اپنے
نانا کے کہنے سے بڑی غیرت آئی اُسی غصے مین وہ گئے تھے مگر خدا کے فضل و کرم سے
بفتح و فیروزی آتے ہین دیکھیے یہ فتح ہوا یہ شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت مین
ماشاء اللہ جاتے ہی قزاق کو زیر کیا دوسرا بادشاہ احکام تاجدار آتا تھا اُسکو زیر
کیا دونون مع فوج مسلمان ہوے سب کو ساتھ لیکر آتے ہین ملکہ نے کہا ارے سچ
قزاق تو اپنے وقت کا دیو ہی میری سواری ایک دن آئی تھی تو مین نے اُسے دیکھا
تھا گینڈا اُسکا بار نہ اُٹھا سکتا تھا ہر مرتبہ بیٹھ جاتا تھا عیار نے عرض کی اب آپ خود
کوٹھے پر جاکر آمد شاہزادے کی دیکھیے کہ کس دھوم سے آتے ہین احکام تاجدار اور
وزراے ذرہ درگوش قتل جاکر ان کتے ہین ہمراہ ہین آپ دیکھکر بہت خوش ہونگی ملکہ یہ سُنکے
کوٹھے پر آئین نازک ادا سے کہ رہی ہین کیون وزیرزادی تمھارا فرزند بڑا فتنہ ہی یہ
ہی شاہزادے کو تو ترغیب دیکر بھیجدیا اور آپ بعد کو گیا نازک ادا نے جواب دیا کہ اے
ملکۂ عالم یہ بیان کرتا ہی کہ اُنکو اپنے نانا کے کلام کی کچھ غیرت آئی تھی اُسی غصے مین وہ
تنہا چلے گئے تھے یا حضور ہی کا کہنا سچ ہوگا یہ جھوٹا ہی کیونکہ یہ بلند راجسکا فرزند ہی
وہ بھی بڑا مکار و جعلساز ہی کہ گیا تھا کہ میرا فرزند جو ہوگا تو چند کوڑیان دیگیا تھا کہ یہ
میرے فرزند کے بازو پر باندھ دینا ایسا عیار ہوگا کہ قلعے مین بلا ہوجایگا نانا کا ملک ہے کا نہین

نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا آگے آگے ماہ عالم افروز ایک پہلو مین قزاق دوسرے طرف احکام تاجدار باتین کرتے ہوے آتے ہین احکام تاجدار و قزاق پروانۂ شمع جمال ہین رعیار پلٹ کر آیا عرض کی کہ لشکر کو جا کرکے چلیے کوٹھے سے آپ کی مادر مہربان دیکھ رہی ہین فرماتی تھین مین بھی سوار ہونگی قزاق سے عذر کرونگی مین نے جا کر سب حال کہا تب انکو تسکین ہوئی آمد سواری کا تماشہ دیکھ رہی ہین ماہ عالم افروز نے گھوڑے کو مہمیز کیا رفیقون کو سامنے سے نکالا در بارگاہ پر آکر اترے فغفور چتی بھی آکر اترے سامان جشن مہیا کیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز آکر جمع ہوے جام پر ارغوانی گردش مین آیا بصداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہو طائفے چست و چالاک گانے مین بیباک سر محفل بیٹھکر بخوش الحانی یہ اشعار گا رہے ہین نظم

عمر ہو روزہ ہی مین ہزارون جو کھاے گل ❊ بعد فنا بھی خاک نے میری کھلاے گل
سیر چمن نے اور بھی دل کو کیا اداس ❊ بے یار شور زاغ ہوے خندہاے گل
میرے ہی داغ دل کی ؛ تدبیر کر سکا ❊ ورنہ اس آسمان نے نہ کیا کیا کھلاے گل
سنتا ہی کون نالہ و فریاد عندلیب ❊ مدہوش ہو چمن مین پیالہ چڑھاے گل
وعدہ وصال کا ہی اندھیرے مین گور کے ❊ شمع حیات جلد کہین ہو بھی جاے گل
بیوجہ یہ جگر مین نہین اسکے چارہ داغ ❊ دل پر ہین تیری نقش کے لالے نے کھاے گل
رفع حجاب یار کیا آہ سرد نے ❊ کھولے نسیم صبح نے بند قباے گل
ای عندلیب تجھکو مبارک ترا چمن ❊ کسکے مزاج سے ہو موافق ہواے گل
آتش بقول مصرعۂ سودا غرض نہین ❊ یکدست اگر زمانہ جہان سے اٹھاے گل

اور عیار قریب سے نکس رسائی کر رہا ہو جھک کر کہا کہ آقاے نامدار کل واسطے شکار کے چلیے شاہزادے نے کہا مادر مہربان نہ جانے دینگی کاؤس نے تعلیم کیا کہ آپ ماں کے سامنے کہیے گا کہ اگر مین شکار کو نہ جاؤنگا تو کھانا نہ کھاؤنگا مگر یہ نہ فرمایئے گا کہ کاؤس نے مجھکو سکھایا ہو آج صلاحین ہو رہی تھین کہ عیار بڑا فسادی ہو شاہزادے کے پاس نہ جانے پاے اور مین چاہتا ہون کہ حضور کو لے نکلون ای شہریار یہی زمانہ ہو کہ نام

پیدا کرلیجے آپ کے والد نادار یا تو تجارت کی دوکان پر بیٹھے رہتے تھے یا خواجہ نے
جو فنون سپہ گری تعلیم کیے تب خروج کیا آکر صاحبقران سے مقابلہ کیا برسوں خواجہ نے
ایرج کو لڑوایا ملک تسخیر کیے پھر خواجہ سے چھوٹ کر اپنے ملک پر آئے صحراے
فرنگو خیبہ مین شکار کھیل رہے تھے کہ لقا پہونچا بختیارک نے شیطنت کر کے تصویر
گیتی افروزہ ایرج کو دکھادی ایرج نوجوان نے اُس جوش مین اٹھارہ سو ملک باختر
کی سیر کی اگر خدا نے اپنا فضل کیا تو آپ بھی صاحب فوج و لشکر ہو نگے اب ماہ عالم افروز
نے سمجھانا عیار کا قبول کیا شب کو جو محل مین آئے مان اُنکی دسترخوان بچھاے بیٹھی تھین
شاہزادے نے کہا مین کھانا نہ کھاؤنگا مان کا دل بیچین ہو گیا قریب آکر کہا اے نور نظر خیر
تو ہی مزاج تو اچھا ہی ماہ عالم افروز نے کہا کل ہم شکار کو جائینگے مان نے کہا بیٹا مین کیونکر
گوارا کرون کہ تم صحرا مین جاکر شکار کھیلو خدانخواستہ ایسا نہ ہو کوئی چشم زخم پہونچے
تو میرا راج سہاگ مٹے یہ تمھارے ہی دم سے ہی باپ تمھارے برسوں کے بعد کبھی
پھیرا کرتے ہین اُنکو لڑائی سے فرصت نہین تمھاری ذات سے یہ ملک آباد ہین شہزادے
نے کچھ جواب نہ دیا خاموش سو رہے ملکہ سہیل شمع ہاتھ مین لیے بیٹے کو دیکھ رہی ہین
نازک ادا نے عرض کی واری آرام فرمایئے سہیل نے کہا اے نازک ادا آج تمھارے
فرزند نے نیا جملہ تعلیم کیا شاہزادہ کھانا نہین کھاتا کل شکار کو جائینگے نازک ادا نے کہا
حضور کیا ہرج ہی یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی ہین سفر ہی سے اِنکا جاہ و جلال بڑھیگا اور یہ تو
ظاہر ہی کہ کاؤس اِنکا ہمزاد ہی کبھی ساتھ نہ چھوڑیگا ایک ہی دن پیدا ہوے ساتھ
پرورش پائی کاؤس اُنکا رفیق کامل ہی ہمیشہ عیار دن مین تمام پیدا کریگا اِنھین کے
ساتھ رہیگا پھر اِسکا تردد نہ کیجیے شکار کو جانے دیجیے ملکہ رضامند ہوئین نازک ادا
نے کہا جاکر جگاؤ اور شاہزادے کو کھانا کھلاؤ وعدہ کر لو کہ کل شکار کو جانا کاؤس کو
بلاکر حکم دیدو کہ اسباب شکار درست کرے نازک ادا نے آکر شاہزادے کو جگایا
جب شکار جانیکا وعدہ کر لیا تب شاہزادے نے کھانا کھایا کاؤس کو حکم دیا اسباب
شکار درست رکھنا شاہزادے نے اُٹھکر انتظام کیا نازک ادا نے کہا میان تم تو

بڑے فدوی ہو جو کہا تھا جب اُسکا ظہور ہو لیا تب خاصہ نوش فرمایا مگر اتنی مہربانی کرنا
کہ شکار سے جلدی پلٹ آنا شاہزادے نے کہا مین فقط کنارے پر شہر کے شکار کھیلونگا
اور بہت جلد واپس آؤنگا یہ کہکر آرام کیا مگر کاؤس نے اسباب شکار دروازے پر
درست کیا جیلے قراول میر شکار دروازے پر حاضر ہوے شاہزادہ نکلکر سوار ہوا مگر
احکام تاجدار اور دارا اور دَر دَرگوش ہمراہ ہوے فغفور نے دونونکو سمجھا دیا
کہ شاہزادے کو جلدی پھیر لانا دونون نے اقرار کیا کہ زیادہ دیر نہ ہونے دینگے جلدی
پھیر لاوینگے شاہزادہ بعد ادب اپنے نانا کو تسلیم کرکے روانہ ہوا مان کوٹھے سے
دیکھ رہی ہین کہ بیٹا میرا واسطے شکار کے جاتا ہی مگر شاہزادہ صحرا مین آکر پہونچا اور
حکم دیا کہ سب صاحب ٹھہر جائین ہم نماز پڑھ لین تو چلین سب نے حکم کی تعمیل کی اور
شاہزادے نے وضو کیا بعد ادائے نماز حکم دیا کہ طبل باز پر چوب پڑے طبل باز بجا نظم

چو در نالیدن آمد طبلکِ باز
رہا شد بر ہوا بالِ سبک پر
در آمد مرغ صید افگن بہ پرواز
جہان شد خالی از کبک و کبوتر

باز و جرہ وغیرہ شکار افگنون نے چھوڑے جانور ان ہوائی کا شکار ہونے لگا غرض
شاہزادے نے ایک ایک تیر سے تین تین چار چار جانور گرائے قزاق و احکام وغیرہ
تعریفین کر رہے ہین دو سو من چلے لڑکے ہمراہ کے تمام صحرا مین پھیلے ہوے ہین اور وہ
تیر اندازی کی کہ جانور بھاگ کر گوشون مین چھپنے لگے احکام تاجدار نے بڑھکر کہا
کہ اب مکان واپس چلیے نانا جان نے آپ سے کہدیا تھا کہ خاصہ یہین آکر نوش کرین
شاہزادے نے جھلا کر جواب دیا کہ نانا جان تو یہی چاہتے ہین کہ گھر سے نہ نکلون مثل
عورتون کے گھر مین بیٹھا رہون یہ مجھسے نہ ہوسکیگا اب آج مین نے لطف شکار دیکھا
اب مین روز آؤنگا کہ سامنے سے ایک باغ دکھائی دیا دروازے پر اُسکے ایک کاغذ
لگا تھا اُسمین لکھا ہوا تھا کہ جو بہادر یہان آئے اپنے اقبال کا امتحان کرے مرکب
ابلق مجنون دریائی و خود و زرہ و سپر و شمشیر و گرز و خنجر وغیرہ سلطان زر فشان
ایک پہلوان تھا اُسنے اپنے عہد دولت مین یہ سب سامان نایاب مہیا کیا تھا بعد چندے

خیال گذرا کہ ان چیزون کے محفوظ رہنے کی تدبیر کر دن یہ باغ حکما سے بنوایا ہو اور تدبیر کرکے
مرکب چھوڑ دیا ہو بارہ دری مین صندوق رکھا ہو جسپر تا بہ پروردگار رہیگی وہ ان چیزونپر
قابض ہوگا لیکن مقام افسوس ہو کہ مین سلطان زرفشان دنیاے فانی کو چھوڑتا ہون
یہ سلاح جسکو دستیاب ہون میری یاد ضرور کرے بڑی محنتون سے یہ چیزین پائی تھین
شاہزادہ یہ مضمون دیکھکر گھوڑے سے کودا بسم اللہ کرکے باغ مین قدم رکھا دیکھا
تمام باغ سرسبز و شاداب ہو جو چمن ہو وہ لاجواب ہو مگر ایک چمن مین ایک مرکب ہو
کوہ سرین کوہ کفل مصروف چرا ہو شاہزادے نے جو مرکب دیکھا بیقرار ہو گئے چاہا کہ
طرف مرکب کے جاؤن مگر کاؤس نے کہا اے شہریار مرکب بھاگ جائیگا شاخ نخل پر
بیٹھیے جب گھوڑا چرتا ہوا یہان آئے تو شاخ سے کود کر اُسکی پشت پر سوار ہو جیے
تھوڑی دیر مین رام ہو جائیگا ماہ عالم افروز نے یہی قبول کیا ایک درخت پر چڑھکر
بیٹھے مرکب دریائی چرتا ہوا جو اُس مقام پر آیا ماہ عالم افروز پشت پر اُسکی کود پڑے
گھوڑا بدحواس دوڑنے لگا شاہزادہ یال تھامے ہوئے گھونسے مار رہا ہو گھوڑے کا
یہ حال ہو کہ گردن اُسکی سوج گئی ہو دو پہر کامل دوڑا دوڑا پھرا ایک درخت کے نیچے
آکر ذرا رُکا تھا کہ شاہزادے نے شاخ نخل تھامی مرکب رُکا کاؤس نے پشت سے آگے
مرکب کو باندھا شاہزادہ اور عیار ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرے بعد تھوڑی دیر
کے شاہزادے نے چند مٹھے گھانس کے ہاتھ مین لیے مرکب نے شاہزادے کو جو
دیکھا کانپنے لگا پیشاب کر دیا شاہزادہ چمکارتا ہوا قریب آیا گھوڑے نے منھ سینے پر
رکھدیا زبان سے سینہ چاٹنے لگا شاہزادے نے کہا اے مہتر کاؤس اسکا زین و لجام
کہان ہو کاؤس نے کہا کہ غلام تلاش کرکے لاتا ہو یہ کہکر باغ مین پھرنے لگا دیکھا ایک
نخل مین لجام و چار جامہ لٹکا ہو کاؤس نے لاکر مرکب کو کسا شاہزادہ سوار ہو کے
سامنے بارہ دری کے آیا پکار کر آواز دی اے سلطان زرفشان تمھارے مرکب کو
تو ہمنے زیر کیا اب سلاح معلوم ہون کہ کہان ہین یہ فرماکر جو نگاہ اُٹھائی دیکھا ایک
صندوق آہنی چھت مین لٹکا ہو صندوق کو جو اُتار کر کھولا دیکھا تو زرہ خود چار آئینہ

موزے، راگے و سپر و شمشیر و گرز و خنجر و نیزہ و کمان سب اُسمین رکھے ہین شاہزادے نے سب لباس اپنے جسم پر آراستہ کیا زرہ وجوشن پہنی تو کاؤس نے کہا آپ ہی کے جسم کے لیے بنائی گئی تھی اسقدر ٹھیک ہو کر تنگ نہ ڈھیلی وہ سلاح آراستہ کرکے گھوڑے پر سوار ہوکر باغ سے نکلے کردار اے دُرد رگوش و احکام سامنے سے آئے لباس و سلاح اور مرکب کو دیکھکر تعریفین کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آپ مؤید من اللہ ہین ورنہ یہ اشیا نادرہ کسکو ملتی ہین کہ سامنے سے ایک آہو جست کرتا ہوا نکلا شاہزادے نے اُس آہو کا پیچھا کیا دو کوس پر جاکے اُس آہو کو نیزے سے شکار کیا گھوڑے سے اُترے آہو کو ذبح کیا قصد ہوا کہ پلٹون کہ سامنے سے ایک آہو اور جست کرتا ہوا آیا شاہزادے نے اُسکو بھی تیر مارا وہ آہو گرا تیر نکالکر نام پڑھنے لگے مگر بسبب خون کے نام ثابت نہین ہوا کہ سامنے سے گرد اُٹھی ایک تاجدار نوجوان تیر و کمان ہاتھ مین اپنے شکار کو تلاش کرتا ہوا پیدا ہوا اپنا شکار جو کشتہ پایا شاہزادے کو دیکھکر بہت جھلایا کہا کیون اے جوان تو نے یہ آہو کیون شکار کیا شاہزادے نے کہا یہ ہمارے سامنے آیا ہمنے تیر مار دیا اُس جوان نے کہا کسی کی یہ مجال نہین ہے کہ ہمارے شکار کو شکار کرے لیکن اس بے ادبی کرنیکا بدلہ یہ ہے کہ آہو کو گردن پر لادیے اور میرے مقام پر پہونچا دیجیے شاہزادے نے جھلاکر جواب دیا کہ یہ مزدورون کا کام ہے ہمسے نہ ہوسکیگا اُس نوجوان نے بڑھکر تلوار لگائی شاہزادے نے تلوار روک کر ہاتھ مارا کہ اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوے چند سوار اُس جوان کے ہمراہی آئے اُنھون نے پکارکر پوچھا کہ ای شخص تو کون ہے کہ تو نے چراغ افغانستان کا گل کر دیا کاؤس نے جواب دیا کہ افغان بلند پایہ اسکا کون ہے سوارون نے کہا اسکا باپ ہے جسوقت وہ سنیگا قیامت برپا کریگا تمھارا نام کیا ہے کاؤس نے کہا کہدینا کہ ماہ عالم افروز نبیرۂ صاحبقران نے اسکو مارا کاؤس یہ کہہ رہا تھا کہ دار اے عرض کی چلیے مقابلے کا یہی انجام ہوتا ہے بہلا کر شاہزادے کو طرف گھر کے لے چلے مگر احکام تاجدار شہر افغانستان سے واقف ہو دار اے کہہ رہا ہے کہ اب بڑا فساد ہوگا یہ جوان نعمان تاجدار جو مارا گیا ہے ایک ہی اُسکا فرزند تھا

کیونکر گوارہ کریگا کہ ایسا بیٹا مارا جائے اور باپ خاموش ہو رہے طلسم آبگینہ مین اسکی
مان انجام جادو رہتی ہو جسوقت اُسکو خبر ہوگی تو وہ زمین ہلا دیگی دارا نے کہا ہمارا
شاہزادہ بھی ایسا لڑیگا کہ افغان کو مشکل پڑیگی یہ باتین کرتے ہوے شہر مین آئے اکر
شاہزادہ تو محل مین گیا احکام نے فغفور چینی سے بیان کیا کہ آج غضب ہوگیا ہو کہ
نعمان تاجدار فرزند افغان بلند پایہ ہاتھ سے ہمارے آقا کے مارا گیا فغفور یہ سنکر
روتا ہوا محل مین آیا سہیل سے بیان کیا کہ اے نور نظر اب جان بچنے کی کوئی صورت
نہین ہو کہ نعمان تاجدار مارا گیا افغان ضرور لشکر کشی کریگا ہم اُسکو جواب نہین دیسکیگے
اور شاہزادے کا بھی بچنا دشوار ہو کوئی تدبیر ایسی کرو کہ شاہزادے کی جان بچے
سہیل نے کہا اے والد نامدار شاہزادے کو تو نکالدیجیے ہم آمادہ مرگ مہیا ے قضا ہو
بیٹھین جو گذرے گی وہ جھیلین گے جان پر کھیلین گے وزیرون کو بھی بلا لیا وزیرون
نے بھی یہی صلاح دی کہ شاہزادے کو طرف دریاے لقروے کے روانہ کیجیے اور یہ کہدیجے
کہ وہان جاکر شکار کھیلو جب ہم بلائین گے تب آنا وہ دو سو لڑکے جنھون نے ساتھ
پرورش پائی ہو وہی ساتھ جائین ہم لوگ سر ہتیلی پر رکھکر بیٹھے رہین گے اب حال افغانستان
گذارش کرتا ہون کہ افغان بلند پایہ یہی ذکر کر رہا ہو کہ فرزند میرا نہین آیا لوگ کہ رہے
ہین ہرکارے گئے ہوے ہین خبر لیکر آیا چاہتے ہین یہ ذکر تھا کہ رونے کی آواز کان مین
آئی افغان نے پوچھا ارے یہ کون روتا ہو کہ لاشۂ نعمان تاجدار ہمراہی اُسکے سامنے
لائے باپ نے جو بیٹے کا لاشہ دیکھا تاج دے مارا تخت سے اپنے کو گرا دیا شور گریہ و زاری
بلند ہوا وزرا نے بہ تعجیل ارتھی منوائی لاشہ اُٹھا لیے گئے مرگھٹ پر جاکر جلا یا لیکن
افغان بیہوش پڑا رہا اُٹھ پہر ہوش نہ آیا صبح کو جو آنکھ کھلی اپنے کو دربار مین پایا اور
پکار کر کہا بار و تمنے دیکھا کہ نعمان مارا گیا اور دشمن چین سے بیٹھے ہین کوئی تم مین سے
ایسا ہو کہ جاکر اُسکا سر لائے کہ جسنے میرے بیٹے کو مارا اور جاکر قلعہ کھدوا ڈالے یہ سنکر
گندم مردم در ایک پہلوان زبردست کئی لاکھ فوج کا افسر اپنے مقام سے اُٹھا کہا
اے شاہ عالیجاہ لاشہ نعمان کا دیکھکر میرے کلیجے پہ چھُری پھر گئی مجھکو معلوم ہو کہ کسنے آپکے

فرزند دلبند کو مارا ہے اور حکم ہو کہ مین جاؤن اور ارشاد حضور بجا لاؤن بادشاہ نے حکم دیا کہ
مین تمکو اپنے سحر سے دریافت کیے دیتا ہون قضاے کار وہ ہرکارے جو برا ے خبر گئے
تھے اور کل حال دریافت کرکے پلٹے تھے سب اپنے اپنے مقام پر بیٹھے تھے اُٹھے اور پیک
افغان کے آ کے عرض کی کہ حضور جب ہم لوگ لاشہ آپ کے صاحبزادے کا لیکر آنے لگے
تو راہ مین ایک گھسیارہ ملا اُسنے ہم لوگون سے پوچھا کہ یہ کسکی لاش ہے ہمنے مقتول کا نام
بتایا پھر آپ کا نام بتایا اُسنے ہمسے صاف صاف بتایا کہ ایک ہرن پر یہ مارا گیا ہمنے اُسسے
پوچھا کہ کسنے مارا اُسنے کہا کہ فغفور چینی کا نواسا ایرج نوجوان کا بیٹا صاحبقران زمان کا
پوتا جسکا نام نامی ماہ عالم افروز ہے اُسنے اُسکو قتل کیا ہے وہ بڑا بہادر ہے جسنے دارا و
احکام کو جا کر زیر کیا مین بیٹھا گھانس چھیل رہا تھا یہ کل معاملے میرے سامنے گذرے
ہم لوگ یہ سُنکر روتے پیٹتے لاشہ لیکر بھاگے وہ گھسیارہ اپنی راہ چلا گیا گندم نے
جوشنا ستر ہزار فوج ساتھ لیکر طرف فغفور کے روانہ ہو گیا ہرکارے فغفور کے جو
براے خبر نکلے تھے خبر بن لیکر بھاگے سامنے فغفور کے آکر عرض کی کہ گندم مردم در
با فوج قاہرہ آتا ہے فغفور نے کہا کچھ خوف نہین شاہزادہ روانہ ہو گیا ہم لوگ قلعہ کھولکر
بیٹھتے ہین گندم کے سامنے عذر کرینگے اگر ہمکو گرفتار کرکے لیجائیگا تو اُسکو اختیار ہے
احکام و دارا نے بھی اس بات کو قبول کیا قلعہ کھولدیا خندق کو خشک کیا اپنے
مقام آکے بیٹھے کہ گندم مردم در سامنے قلعے کے آیا کچھ سامان جنگ نہ پایا قلعے مین
چلا آیا بادشاہ نے کسی کو اِسکے استقبال کو نہ بھیجا گندم نے کہا یہ کیا سحر کرہے کہ نہ کوئی
لینے کو آیا نہ کوئی روکتا ہے بلا تکلف اندر آیا جب سامنے پہونچا تو فغفور نے تعظیم کی
کہا اے پہلوان دوران و اے گرشاسپ جہان کیونکر تکلیف فرمائی گندم نے جواب دیا
او پیر مکار رضا و بر پا کرکے بیٹھا ہے ہمکو حکم بادشاہ افغانستان ہے کہ فغفور کا سر لاؤ
بتلاؤ وہ طفل کہان ہے کہ جسنے نعمان کو مارا فغفور نے کہا اے فخر رستم و اسفندیار
جسنے خبر سُنکر چاہا تھا کہ اُسکو گرفتار کرین مگر وہ بھاگ کر اپنے باپ کے پاس چلا گیا
کیونکہ آجکل اُسکے باپ و دادا پردۂ قاف مین طلسم کشائی کر رہے ہین یہ کہکر تاج اُتار کر

قدمون پر رکھدیا گندم نے ایک ٹھوکر ماری کہ تاج دور گرا احکام کو یہ دیکھکر تاب نہ رہی اٹھکر تلوار ماری کہا او مغرور بادشاہ نے تاج تیرے قدمون پر رکھا تو نے ٹھوکر ماری فغفور ہان ہان کرتا رہا مگر احکام کے تلوار کھینچتے ہی بلوا ہوگیا گندم بارگاہ مین لڑنے لگا فغفور ضعیف تخت پر کھڑا ہوا منع کر رہا ہے کہ یارو کیون جنگ کرتے ہو مین انکا گنہگار ہون جو چاہین وہ میرے ساتھ کرین تم لوگ دخل نہ دو مین نہین چاہتا کہ بندگان خدا کا خون بہے گندم نے آکر ایک ہاتھ مارا فغفور سیار گلشن جنان ہوا دارا اسفندر لڑ کر زخمون مین چور چور ہوا مگر گھوڑا اسکو نکال لے گیا ادھر گندم نے اسی وقت فغفور واحکام کا سر کاٹ لیا لاشے پھکوا دیے حکم کیا قلعہ کھودو قلعہ کھدنے لگا گندم نے بیرون قلعہ آکر قیام کیا اور ہرکارے براے خبر روانہ کیے کہ جاکر دریافت کرو کہ وہ لڑکا کہان بھاگ کر گیا ہے ہرکارے روانہ ہوے دیہات و قریات مین ڈھونڈھتے پھرتے ہین مگر شاہزادہ ماہ عالم افروز صحراے بصرہ مین شکار کھیل رہا ہے ایک مقام پر بارگاہ استادہ ہے وہی دو سو لڑکے تیر اندازی کر رہے ہین کہ سامنے سے دیکھا چند سوار چند پیدل بھاگے ہوے آتے ہین لڑکون سے حکم ہوا دیکھو یہ سوار کون ہین لڑکے ان سوارون کو بلا کر لائے انھون نے جو شاہزادے کو دیکھا گھوڑون سے کود کر قدمون سے لپٹ گئے کہا او شہریار ہمکو نہین پہچانتا ہم آپ کے نانا کے ملازم ہین آپ لغمان کو مار کر آئے تھے بادشاہ افغانستان نے گندم مردم درندے پہلوان کو بھیجا اُسنے آپ کے نانا کو اور احکام کو قتل کیا اور بیرون قلعہ مقیم ہے آپ کی تلاش ہے ہم لوگ اُسی جنگ سے بھاگے ہوے ہین ایک جوان پر دو دو سو گرے اور سرپرست ہمارا مارا گیا کون ہماری داد کو پہونچتا اور ہاتھ سے دشمنون کے بچاتا یہ سنکر شاہزادہ بہت غمگین ہوا پچھاڑین کھاتا تھا اور نانا کو یاد کرکے روتا تھا کہ واہ نانا جان آپ نے ہمکو بچایا اور آپ سیار گلشن جنان ہوے غلام آپ کو کہان ڈھونڈھے سوارون سے پوچھا گندم عورات سے کیونکر پیش آیا سوارون نے عرض کی ہمنے خبر پائی کہ بسران فیلسوار نامے ایک پہلوان ہے گندم نے آپ کی والدہ کو گرفتار کرکے

بہران کے ساتھ روانہ کیا بہران قید لیکر گیا ہے دیکھیے کیا ہو شاہزادہ اسی وقت سوار ہو
اگئیں دو سو ڈکون کو ساتھ لیکر طرف قلعے کے چلا یہان گندم اترا ہوا ہے ہرکارے تلاش
کرتے پھرتے ہین کہ کسی ہرکارے نے خبر دی کہ وہی ڈکا آتا ہے گندم نے کہا شاید بھاگا
جاتا ہوگا گینڈا تو میرا لاو گینڈے پر سوار ہوکے کھڑا ہوا فوج جمع ہوئی گھڑی بھر کے سامنے
سے گرد اڑتی دیکھا وہی شیر بیشۂ جرأت گھوڑا بڑھا کر آیا دو سو ڈکون سے ستر ہزار فوج
پر گرا لڑکے لڑ رہے ہین ہنگامہ ڈالدیا مگر گندم لڑتا ہوا قریب شاہزادے کے
پہونچا ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے تلوار اسکی توڑ ڈالی گندم نے دوسری
تلوار کھینچی اور پھر ہاتھ مارا شاہزادے نے سپر کو گردش دی وہ تلوار بھی ٹوٹی اور
شاہزادے نے اوپر سے ہاتھ تلوار کا مارا تیغۂ برق جہندہ دست زبردست شاہزادۂ
ماہ عالم افروز سپر کو کاٹ کر جو تیغ گرا گینڈے کی گردن قلم ہوئی شاہزادہ تلوار لیکر
سر پر پہونچا گندم نے ناچاری سے دونوں ہاتھ اٹھا دیئے اور دانت نکالے کر
شاہزادے کو ترس آگیا تلوار روک کر کہا اے پہلوان اٹھ اور تلوار لا جسطرح مناسب
ہو اسطرح مقابلہ کر ہمارا دستور نہین کہ گرے ہوے کو مارین گندم اٹھتے ہی قدمون سے
لپٹ گیا کہا مین تو آپ کی جرأت کا قائل ہوا اور نہ کوئی حریف کو پاکر نہین چھوڑتا
ستر ہزار فوج سے مسلمان ہوا شاہزادہ گندم کو ساتھ لیکر طرف قلعے کے آیا دیکھا کہ
شہر کھدا پڑا ہے اور نانا کا لاشہ در قلعہ پر لٹکا ہے مگر لاشہ بے سر گندم رونے لگا کہا اے
شہریار میرے ہاتھ قلم کیجیے مجھسے بڑی خطا سرزد ہوئی کہ آپ کے نانا کا سر اور قید
والدۂ ماجدہ طرف افغانستان کے روانہ کر دی شاہزادے نے فرمایا اے گندم تم
قلعے پر اترو اور قلعہ بنواؤ مین والدہ کو لینے جاتا ہون گندم نے کہا اے شہریار قید ملک
کی شہر افغانستان مین نہین ہے شہر سے بارہ کوس پر یک کوہ ہے کہ اس کوہ کو سب
کوہ مقناطیس کہتے ہین اس پہاڑ پر ایک دیر بنا ہے ایک بندریا وہان خدائی کرتی
ہے اسکو خداوند بی بی دم خبیثہ کہتے ہین افغان وہین ملکہ کو لیکر گیا ہے تاکہ قدرت سے تقدیر کرا
کیلو رت مجھکو قبول کرے شاہزادے نے کہا خیر معلوم ہوا گندم نے چاہا مین ساتھ

چلدین مگر شاہزادے نے گندم کو قلعے مین چھوڑا آپ طرف کوہ مقناطیس کے چلے یہان
افغان بلند پایہ اپنے دربار مین بیٹھا تھا بیٹے کے غم مین بیحواس سیاہ پوش غم فرزند کا جوش
وخروش کہ ببران کی عرضی پہونچی کہ ناموس ایرج کو قید کرکے لایا ہون جسوقت حکم ہو
اُسوقت داخل ہون افغان نے حکم دیا کہ شہر آئینہ بند ہو دوکانین رنگی جائین دوکاندارونکو
حکم پہونچ جائے کہ بڑے تکلف سے دوکانون کو آراستہ کرو حکم کی دیر تھی شہر آئینہ بند ہوا
ببران کو حکم گیا کہ قید لیکر داخل ہو ملکہ کو ایک اونٹ پر سوار کیا ہو کنیزین سر برہنہ و
پا پیادہ دوڑتی ہوئی چلی آتی ہین جنکو فرش گل ناگوار تھا اُنکے تلوے خار خار ہو رہے
ہین ملکہ سہیل شہر کو دیکھتی ہوئی دروازے پر افغان کے پہونچین ببران نے قیدی کو
باہر رکھا آپ جاکر سامنے عرض کی کہ گنہگاران حضور دروازے پر حاضر ہین افغان نے
حکم دیا اندر بلاؤ جیسے ہی ملکہ اندر آئین مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی افغان
بہت جھلایا کہا یہ عورت بڑی زبان دراز ہو مگر جمال بے مثال دیکھکر بیحواس ہو رہا ہی
وزیر کو اشارہ کیا کہ اس عورت کو مژدہ ہمارے وصل کا دے اور یہ کہنا کہ تیرے بیٹے کی
بھی خطا معاف کر دونگا ورنہ گندم بے قتل کیے نہ آئیگا جو اُسکو حکم ملتا ہی وہی کرتا ہی تیرے
فرزند کو قتل ہونے سے بچا لونگا وزیر نے جو یہ آکر کہا تو ملکہ نے جھلا کر جواب دیا او بدکردار کیا بیہودہ
بکتا ہی تو کیا میرے فرزند کو بچا لیگا خدا اُسکو بچائیگا کیا عجب ہی کہ وہی تیرا قاتل ہو وزیر
نے چپکے چپکے بہت سمجھایا مگر ملکہ نے جواب ہائے سخت دیے ہر مرتبہ یہی قول تھا کہ او ناپاک
یہ بدزبانی تیری تجھکو سزا دلوائیگی میرا نور نظر مخفی نہ ہوگا آخر افغان نے حکم دیا کہ قید کو
طرف کوہ مقناطیس کے لے چلو خداوند بی بی وم خبیثہ سے تقدیر کرا لونگا طرف کوہ
مقناطیس کے قید چلی افغان بھی سوار ہوا زیر کوہ مقناطیس پہونچا ملکہ نے دیکھا
کہ کوہ بلند ہی اُسپر چہار دیواری کھنچی ہوئی ہی بیچ مین ایک دیر بنا ہی اُسکے آگے لوگ جمع
ہین ملکہ کو کشان کشان بالائے کوہ لے گئے دیکھا ہزارون گھنٹ نواز ناقوس نواز
جمع ہین گھنٹ و ناقوس بج رہا ہی کہ افغان بھی آیا سامنے دردیر کے پہونچا دروازہ
کھلا دیکھا ایک تخت بچھا ہی اور اُسپر ایک شے مثل ڈیوٹ کے رکھی معلوم ہوتی ہی اسپر ایک بندیہ

نہایت لحیم وشحیم دُم بہت بھاری اُسمین گیا مقیش کا وہ دُم گردش کرکے سرپر جندر یا کے آتا بجز دم
ہوا افغان براے سجدہ جُھکا بندریا نے مثل انسان کے آواز دی کہ سر خود را از سجدہ بردار بدکر
لعنت بر تو نصیب کردم افغان نے سر اُٹھایا بندریا نے کہا کہ اوبندۂ خاص اخلاص وطاعت گزار
با اخلاص آج خلاف وقت کیونکر آنا ہوا افغان نے عرض کی آج چاہتا ہون کچھ تقدیر کیجیے
بندر نے کہا او بندۂ خاص جو تو کہے وہی تقدیر کردون افغان نے کہا یا خداوند نعمان ناجدا
مارا گیا شہر بے چراغ ہوا قاتل کی مان کو گرفتار کرکے لایا ہون امیدوار ہون کہ جب وہ
سامنے آئے تو تقدیر کیجیے کہ مجھکو قبول کرے بندریا نے پکار کر کہا ارے اُس عورت کو
لاؤ بیران سرزنجیر تھامے ہوے ملکہ کو جو سامنے لایا ملکہ نے بہت لعنت کی بندریا نے
کہا افغان کو قبول کر ملکہ نے جواب دیا کیون جھک مارتی ہی مین زوجۂ ایرج نوجوان
ہون کیا مجال جو کوئی مجھپر ہاتھ ڈالے خوب تکرار ہوئی ملکہ نے ہزارون گالیان دین
اور لعنت ملامت کی آخر کو بندریا نے جھلا کے حکم دیا کہ اِس گنہگار کو لیجاؤ زیر کوہ جا کر
تیر باران کرو ملازمان افغان ملکہ کو زیر کوہ لائے نصف جسم زمین مین دفن کردیا نصف
باقی رہا تیر اندازون کو حکم دیا ملکہ نے بیقرار ہوکر دعا کی کہ ای سمیع وبصیر ای کریم وقدیر رحم
اپنا شریک کر وقت سخت ہی سواے تیرے کون معین ومددگار ہی کون اِس آفت سے
بچائیگا افغان چاہتا تھا کہ تیر مارون بارہ ہزار جوان تیر وکمان لیے کھڑے ہین کہ ناگاہ
لشکر مین تہلکہ ہوا ہزارون سر گر گئے شاہزادہ ماہ عالم افروز مثل شعلۂ جوالہ پہونچا گھوڑے
سے کودا اپنی مان کو اُس خندق سے نکالا کاوس نے اپنی مان کا پشتارہ باندھا لڑتے
بھڑتے لیکر نکل گئے سب حیران تھے کہ کون آیا اور کیونکر لے گیا افغان نے کہا یہ غضب
خداوندی تھا اُس عورت نے بڑی سخت کلامی کی تھی وہ عذاب ہمپر نازل ہوا جب تو
ایسا شخص آیا کہ جلدی آیا اور نکلگیا مین صورت بھی نہ دیکھنے پائی کہ کون تھا اور کسطرح سے
آیا اور قیدی کو لے گیا ہم سمجھ گئے کہ قدرت نے کسی فرشتے کو حکم دیا وہ اِس عورت کو لیگیا
جہنم مین پھینکا یہ خیال کرکے رنجیدہ اپنے شہر مین آیا مگر دروازے پر حکم دیا کہ دس آدمی
ہتھیار بند نہ آنے پائین دروازے پر کئی ہزار جوان اُترے ہوتے ہین آجکل روک

ٹوک ہو لیکن دارا سے ور ور گوش جو زخمداری مین لگگیا تھا شاہزادے نے اسکو
صحرا مین پڑا پا علاج کیا اور حضرات کو دارا کو غیرت آئی کہ افغان نے بڑا ستم کیا کہ ناموس کو
ہمارے آقا کے دربار مین بلوایا چالیس جوان جو دارا کے ساتھ تھے انکو ہمراہ لیکے
طرف شہر افغانستان کے چلا خیال مین ہو کہ یا تو افغان کو مارونگا یا اپنی جان دونگا
گھوڑا اڑاتا ہوا سے قریب در قلعہ آیا چاہا اندر جاؤن سپاہیون نے روکا دارا
نے جنگ آغاز کر دی تھوڑے عرصے مین اسقدر فوجین آئین ایک ایک جوان کو
سو سو نے گھیر لیا آخر لڑ بھڑ کر کئی ہزار جوان قتل کیے اور اپنی جان دی سب ساتھ والے
سیار گلشن جنان ہوے افغان کو خبر پہونچی کہ دارا ور ور گوش قزاق لڑ بھڑ کے
مارا گیا افغان نے حکم ثانی دیا کہ اب پانچ جوان ہتھیار بند اندر قلعے کے نہ آنے پائین
الغرض شاہزادہ جو صبح کو اٹھا منتر کاؤس نے خبر دی کہ رات کو رفیق آپ کا طرف افغانستان
کے روانہ ہو گیا اور مین نے خبر سنی ہو کہ لڑ بھڑ کر سیار گلشن جنان ہوا شاہزادے نے کہا
دیکھو صاحبو غیرت دار ایسے ہوتے ہین ہم زندہ بیٹھے ہین اور دارا نے جان دی غرض
اسی وقت ایک نامہ بنام گندم لکھا کہ اے رفیق رفیق مان کو تو مین چھوڑا یا رفیق نے
ہمارے جا کر جان دی اب اسکے خون کا بدلہ لینا واجب و لازم ہو ہم تو طرف افغانستان
کے جاتے ہین اگر حیات مستعار باقی ہو تو پھر زندہ ملینگے ورنہ ملاقات ہماری تمھاری
قیامت پر گئی اگر ہماری کوئی خبر پانا تو دل لدھ سے نہ کھنا انکی حفاظت مین معروف رہنا
یہ نامہ لکھکر سوارون کو دیا جب مان کو مانے مین سوار کرنے لگے تو سہیل نے کہا
اے فرزند تم بھی چلو ماہ عالم افروز نے جواب دیا کہ آپ تشریف لے چلیے مین بھی حاضر
ہوتا ہون محافہ مان کا روانہ ہو گیا بعد جانے مان کے اسکھین و دو سواریون کو ساتھ لیا
طرف قلعۂ افغانستان کے چلے گھوڑے اڑاتے ہوے نیچے جھکاتے ہوے دلیرانہ
جاتے ہین منتر کاؤس رکاب سے لپٹا ہوا اس زور و شور سے دوپہر مین راستہ طے کیا
ٹھیک دوپہر کو ایک صحرا سے سبزہ زار مین پہونچے گھوڑے روکے ساتھ والون سے
متوجہ ہوے کہا بھائیو تمنے میرا خوب خوب ساتھ دیا اب مین جان دینے جاتا ہون

زندہ نہ پلٹونگا پانچ لاکھ فوج کا وہ مالک ہم دو سو جیالون سے جاتے ہین زندہ رہنے کی کون صورت لہذا آپ لوگ رخصت ہوجائین مین اکیلا جا کر جان دونگا مجھو تو بڑے غیرت کی بات ہو کر ناموس قبلہ و کعبہ کا داخل بارگاہ کافرین ہو اور ہم زندہ رہین اسی غیرت پر والدا نے جان دی سب نے عرض کی ہمارا مردہ اور زندہ آپ کے ساتھ ہو عدم مین بھی آپ کے ساتھ چلین گے ہم لوگ ساتھ نہ چھوڑینگے شاہزادے نے جب سب کو ثابت قدم پایا تو کہا او مہتر کاؤس دریافت تو کرلاؤ درِ قلعہ پر کتنی فوج ہو مہتر کاؤس گیا تھوڑی دیر مین پلٹ کر آیا خبر دی کہ پانچہزار جوان دروازے پر قلعے کے ہین مگر جب در سے دارا مارا گیا حکم ہو کہ پانچ جوان ہتھیار بند قلعے مین نہ آنے پائین یہ فرمایئے کہ آپ دو سو جوان سے کیونکر جایئےگا شاہزادے نے کہا تم فرزند عمرو ہو کسی تدبیر سے لے چلو مہتر کاؤس نے طرف سے انجام جادو کے ایک فرمان لکھا مضمون اسکا یہ تھا کہ او افغان مین نے خبر سنی ہو کہ کوئی قزاق درِ قلعہ پر آکر لڑا وہ چالیس قتل ہوے تمھارے چار ہزار مارے گئے یہ دو سو جوان تمھاری حفاظت کو بھیجتی ہون جہان تم سوگے وہان یہ لوگ پہرا دینگے یہ فرمان مہتر کاؤس لیکر آگے بڑھا دو سو جوان پشت پر جب سامنے دروازے کے پہونچے تو نگہبانون نے آواز دی یارو ادھر نہ آنا ورنہ مارے جاؤگے کاؤس نے بڑھکر وہ فرمان دکھایا افسرون نے وہ فرمان آنکھون پر رکھ لیا کہا تو ملکۂ عالم کو خیال ہوا بیٹے کا مارا جانا بھولین شوہر کے بچانے کی فکر کی وہ فرمان سامنے افغان کے آیا افغان نے حکم دیا کہ انکو کوئی نہ روکے ملکہ کو بڑا خیال ہو اپنی جان کے نگہبان یہان بھیجدیے مین آج کے آٹھوین دن سب کو رخصت کرونگا یہ کہکے حکم دیا کہ افسر کو اندر لاؤ شاہزادہ مع دو سو جوانون کے اندر آیا دربار مین اس گبر کے چار ہزار جوان جمع تھے رفیق و افسر فوج کے حاضر تھے افغان تخت پر بیٹھا تھا کاؤس نے پھاٹک بند کردیا اور پچاس جوان دیوار پر چڑھا دیے کہ جہانتک ہوسکے باہر والون کو اندر نہ آنے دینا لیکن شاہزادے نے دربار مین پہونچتے ہی آواز دی کہ سلام من درین مجلس وو دراین باد ابر کسے باد کہ چہ اند و لشناسد کہ خدا ایک است و مذہب پیغمبر او برحق او افغان آگاہ

سنم شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت خرمن عدو سوز نام من ماہ عالم افروز اب سبکو
حکم دے کہ مجھکو قتل کرین افغان نے حکم دیا کل جوان اُٹھے تلوار چلنے لگی مگر شاہزادہ
رستمانہ لڑتا ہوا آتا ہو جو سامنے آیا الف شمشیر آبدار ہوا کئی سو افسر ہاتھ سے شاہزادے
کے مارے گئے ادھر افغان تیغ لیے تخت پر کھڑا ہو ساتھ والون کو للکار رہا ہو کہ ہان
بارو ٹھہر کر دروازہ باغ کا کھولو کل فوج کو بلاؤ دو سو جوان کا مارنا کتنی بڑی بات ہو
سب جوان مصروف جنگ ہین مگر جرأت سے ان لڑکون کی تنگ ہین چند جوان جو
کاؤس نے دیوارون پر چڑھا دیے ہین وہ تیر مار رہے ہین باہر ہزار ہا جو انکے
لاشے پڑے ہین تیر دو رنگ کی خبر لیتا ہو بعض لوگ تماشہ دیکھنے کو کوٹھون پر چڑھے
تھے تیر نے جاکر قضا کا پیغام دیا جسپر تیر جا کر پڑا وہ مرکر گرا صدہا جوان مکانون کے
مارے گئے فوج سب دروازے پر جمع ہو مگر اندر نہین آسکتی تیر چل رہے ہین کل
خطا شعار گوشون مین چھپتے پھرتے ہین ضرب تیر سے چلا کے بھاگتے ہین گوشے برابر
ڈھونڈھتے پھرتے ہین کہ کیونکر امان پائین کہان چھپ جائین ان تھوڑے جوانون نے
قیامت برپا کر دی مگر شاہزادۂ والا قدر لڑتا بھڑتا جنگ رستمانہ کرتا ہوا قریب تخت
افغان پہونچا افغان نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے ہاتھ خالی دیکر جست
جو کی بالائے تخت پہونچا تخت پر چڑھکر ہاتھ مارا کہ افغان کے دو ٹکڑے ہوے
شاہزادے نے حکم دیا بس اب پھاٹک کھولدو پھاٹک کھلا شاہزادہ سب کے
آگے دو سو لڑکے پشت پر لڑتے بھڑتے تیغے ہاتھون مین جے ہوے سپر ین بھی
ہاتھون مین خون کی چھینٹین جسم پر پڑی ہوئین معلوم ہوتا تھا ہولی کھیلکر سب نکلے ہین
ببران فیلسوار دو ببران کامگار یہ دونون صلاح کرکے سامنے شاہزادے کے
آئے ایک نے داہنے سے ہاتھ مارا دوسرے نے بائین سے تلوار لگائی مگر
شاہزادے نے دونون کے ہاتھ تھام لیے تلوارین چھینکر دونون کی کمر مین
ہاتھ ڈالکر اُٹھالیا دونون نے امان مانگی شاہزادے نے سوال اسلام کیا دونون
صورت زیبا دیکھکر عاشق ہو گئے تھے بصدق دل مسلمان ہوے فوج کو اپنی

اشارہ کیا کہ اگر تہ مبوس ہو شاہزادہ بہ فتح و فیروزی پلٹا سارا شہر افغانستان تسخیر ہوا سب
مسلمان ہوے دوسرے دن شاہزادے نے بہت سا اسباب اور روپیہ نقد چکڑون پر
لدوایا ایک عرضی مان کو لکھی مضمون اسکا یہ تھا کہ آپ کے دودھ نے تاثیر دکھائی آ کے
افغان کو مارا شہر کو تسخیر کیا یہ مال واسطے خرچ کے پہونچتا ہی مین بھی جلد حاضر ہونگا غرض
کاؤس تو اسطرف روانہ ہوا شاہزادہ دربار مین مقام صدر پر بیٹھا ہی کل افسر حاضر ہوے
کہ یکایک دناٹا ہوا سب اہل شہر ہل گئے شاہزادے نے باہر نکلکر دیکھا کہ سارے شہر
پر دھواں چھایا ہوا ہی برق چمک رہی ہی صداے گیر و دار بلند ہی شاہزادے نے
دربار مین آ کے افسرون کو حکم دیا کہ دیکھو یہ کیا معرکہ ہی افسرون نے چاہا کہ نکلین ناگاہ
سامنے سے ایک جادوگرنی اژدہے پر سوار آئی ایک مٹھا ماش کے دانون کا مار دیا
سب اہل دربار و شاہزادہ پتھر کے ہو گئے واضح ہو کہ یہ انجام جادو ہی جب اِسنے
خبر سُنی کہ شوہر مارا گیا تو جلا کر آئی ایسا گولہ مارا کہ دھواں بلند ہوا جسکی آنکھ مین وہ
دھواں لگا وہ پتھر کا ہو گیا دربار مین آئی اول لاش پر افغان کی خوب روئی اور
پھر لاش افغان اُٹھا کر اژدہے پر ڈالی اور کہنے لگی کہ شوہر کو دفن کر کے آتی ہون
او متفنی تجھے بھی لیجاؤنگی اور باغ مقبرہ مین لیجا کر قتل کرونگی لاش لیکر چلی گئی ادھر کاؤس
پاس گندم کے پہونچا سب کاؤس کو دیکھکر خوش ہوے وہ عرضی اسنے سبکو سنائی
سب خوشیان کرنے لگے گندم نے کہا وہ ایسا ہی جری ہی اُس سے کون بھلا مقابلہ
کر سکتا ہی انصاف پسند ہوشمند افغان کی کیا حقیقت تھی فوج کے بھروسے پر
سلطنت کرتا تھا مگر کہا اے منتر کاؤس تم محل مین جاؤ مان انکی بہت بیقرار ہین دن مین
سو سو مرتبہ فرماتی ہین کہ اے گندم خبر منگاؤ غرض کاؤس اندر آیا اور محل مین ہلڑ ہوا
کہ کاؤس آیا ہی ملکہ سہیل اُٹھکر دوڑین نازک ادا نے بیٹے کو گلے سے لگایا عرضی
اسنے بیش کی مان نے کہا اے فرزند شاہزادے کو کیون نہ لائے کاؤس نے کہا
ملک نیا تسخیر ہوا ہی انتظام کر رہے ہین ابھی جو آؤنگا تو انکو ساتھ لیتا آؤنگا دیکھیے
خود لکھا ہی کہ جتنے عشرے مین حاضر ہوتا ہون یہ کہکر ملکہ کو سلام کیا کہا مین خدمت

ہوتا ہون مان نے کہا بیٹا آج رہجاؤ کاؤس نے کہا وہان شاہزادہ اکیلا ہو ایسا نہو کوئی مکر کرے تو باعث خرابی ہو اُسی وقت کاؤس باہر نکلا سب سے رخصت ہو کر روانہ ہوا سامنے شہر افغانستان کے آیا دیکھا شہر مین سناٹا پڑا ہی قلعے پر کچھ لوگ کھڑے ہین کچھ بیٹھے ہین مگر جنبش نہین اندر قلعے کے آیا دیکھا سب پتھر کے پتلے کھڑے ہوے ہین حلوائی کے سامنے گھنک آیا ہی شیرینی تول رہا ہی گھنک بھی پتھر کا ہو کر رہگیا اور دوکاندار بھی اسی حالت مین مبتلا ہین کنیزین بھی پتھر کی بنی بیٹھی ہین ہنہ کاؤس حیران کہ یہ کیا سحر کہ ہی یہ کیا ستم ہو گیا بھاگا ہوا دربار مین آیا دیکھا خادم خدمتگار اور چوبدار وغیرہ سب پتھر کے بنے کھڑے ہین کاؤس اندر آیا آکر دیکھا کہ سب سردار زنگلون پر بیٹھے ہین مگر پتھر کے ہو گئے ہین بیچ مین دنگل زرین پر شاہزادہ پتھر کا بنا ہوا بیٹھا ہی مگر آنکھین گردش مین ہین کاؤس نے جو شاہزادے کو اس حال مین دیکھا دوڑ کر لپٹ گیا چیختا تھا کہ ای ماہ اوج صاحبقرانی وای یوسف ثانی کس حال مین آپکو پاتا ہون بہت ہی گھبراتا ہون شاہزادہ آنکھین پھرا رہا ہی زبان مین طاقت نہین کہ کچھ بیان کرے اشارے سے بتایا کہ انجام جادو آئی تھی وہی سحر کر گئی کاؤس بھی رو رہا ہی کہ انجام جادو شوہر کو دفن کر کے آئی کاؤس کو دیکھکر للکارا کہ ارے تو کون ہی کہ میرے قیدی سے کلام کر رہا ہی کاؤس نے چاہا کہ بھاگ کر نکلجاؤن مگر انجام نے سحر کیا کہ کاؤس بھی گرا انجام نے دونون کو اُٹھا لیا اور اہل شہر کی طرف دیکھکر آواز دی کہ تم سب کو سزا دونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی اتنا دبے کو اُڑا کر روانہ ہوئی باغ مقبرہ مین پہونچی گلچین جادو وہانکا حاکم ہی اُس سے بلاکر کہا کہ جلاد کو بلاؤ اور آگ سلگاؤ مین اِنکے کباب کھاؤنگی گلچین جادو انتظام کرنے لگا آگ سلگا دی نمک و مرچ لاکر رکھا چھریان سامنے رکھدین شاہزادہ اور کاؤس حیران بیٹھے ہین شاہزادہ دعائین مانگ رہا ہی کہ ای کریم کارساز ای رب بے نیاز اس جلاد کے ہاتھ سے بچالے افسوس ہی کچھ شوکت حاصل کرنے نپائے کہ پیغام قضا آگیا مگر مجھکو سب طرحکا اختیار ہی بندہ مجبور و ناچار ہی نظم

دیدہ بکشا و ببین ہر چار سو
تا ببینی ذات حق را روبرو

حاضر و ناظر چو ذاتِ کبریاست
ہست لاحاصل تلاش و جستجو

دور کن از دل حجابِ ماسوا
تا نماید پردہ وار از غیب رو

از جنابِ قاضی الحاجات خواہ
ہرچہ داری در دلِ خود آرزو

درمیانِ نیک نامان نیک نام
باش با خلقِ نکوئی نیک خو

کن اگر بخشد ترا حق حوصلہ
با بدان نیکی محبت با عدو

انجام چاہتی ہے کہ شاہزادے کو قتل کروں اور کباب اِسکے کھاؤں کہ دلکو تسکین ہو
یکایک آسمان پر سناٹا ہوا بہن اِسکی ملکہ گلزار جادو خبر سُنکر چلی ہے کہ بہنوئی مارے گئے
ہمشیرہ صاحبہ قاتل کو گرفتار کرکے لائی ہیں آکر پہونچی گلزار جادو کی چھوٹی بیٹی ملکہ
گلشن آرا اِسنے سحر نہیں سیکھا ہے یہ بھی ساتھ ہے آتے ہی اپنی خالہ سے لپٹ گئی اور کہا
خالہ اماں قاتل کہاں ہے جسنے خالو صاحب کو مارا انجام جادو نے اِشارہ کیا کہ سامنے
بیٹھا ہے گلشن نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نوجوان سرو باغ خوبی گل گلزار محبوبی اختر برج
شرافت گوہر دُرج لیاقت غمگین و ملول بیٹھا ہے گلشن کے دل پر ایسی تاثیر ہوئی کہ ماں کی
گود میں گر کر بیہوش ہو گئی گلزار رونے لگی کہ میری بیٹی کو کیا ہوا انجام نے گلاب
و کیوڑہ منگایا منھ پر چھڑکنے لگی ماں تلوے سہلا رہی ہے کہ گلشن نے آنکھیں کھولیں
ماں نے پوچھا کیوں بیٹا خیر تو ہے گلشن کا دل رکھیہ زبن پڑا یہ جواب دیا کہ میں نے
کبھی کسی کو اِسطرح بندھے نہ دیکھا تھا آج اِس شخص کو دیکھکر حیرت ہو گئی اِسی وجہ
سے بیہوش ہوئی انجام آمادہ ہوئی کہ اِسکو قتل کروں کہ آسمان پر پھر سناٹا ہو گیا
لبسرام جادو کہ اِس طلسم کی بزرگ ہے خبر سُنکر آ پہونچی انجام سے کہا کیا ارادہ ہے کہ
انجام نے کہا جدہ یہ منظور ہے کہ اِسکو قتل کرکے کباب کھاؤں کہ میرے دل کو تسکین
ہو لبسرام نے کہا اے انجام تو نے یہ برا کیا کہ سر حد طلسم میں لے آئی اب چالیس
دن تک اِسکو قتل نہیں کر سکتی بیٹا قاعدۂ طلسم ہمیشہ سے یہی ہے تمھارے بزرگ
لکھ گئے اگر اِسکے خلاف کرو گی تو بیٹا صدمہ پہونچیگا اور جانتی ہو کہ یہ سال کون ہے

یہ سال انجام طلسم ہی صاف لکھا ہی کہ اِس سال طلسم کشا آئیگا اور طلسم کو فتح کریگا تم بادشاہ
طلسم ہو تمکو قاعدے کے خلاف نہین چاہیے اور بلا کر گلچین کو حکم دیا کہ ای گلچین اِن دونوں کو
قید کر بعد چالیس دن کے جب انجام آوے تب قیدی کو دینا بیچ مین اگر ملنگے بھی تو ہرگز
قیدی کو نہ دینا یہ قتل نہین ہو سکتا یہ کہکر انجام کو سمجھایا اور اپنے ساتھ لے گئی گلزار
گلشن کو ساتھ لیے ہوے مکان پر آئی مگر گلشن کا عجیب حال ہی کسی پہلو آرام نہین
آتا یہی خیال ہی کہ ہاے وہ معشوق خوبرو خوشخو کس مصیبت مین ہی کیونکر اُسے بچاؤن
ایک گوشے مین آکر بیٹھی رو رہی ہی کہ وزیرزادی اِسکی سرو آزاد آئی اُسنے آکر پوچھا کیون
واری مزاج کیسا ہی بیقرار ہو کر رونے کا کیا باعث ہی گلشن نے ایک ٹھنڈی سانس
کھینچی کہا ای سرو آزاد کیا پوچھتی ہی میرا تو یہ حال ہی کہ جینا ایک دم کا وبال ہی **نظم**

کچھ نظر آیا نہ پھر جب تو نظر آیا مجھے — جسطرف دیکھا مقام ہو نظر آیا مجھے
رازِ دل افشا نہ ہوا ای دل کچھ رکتا ہو نہین — پھوڑ ڈالی آنکھ اگر آنسو نظر آیا مجھے
کہکشان نے ساق پاے یار کا دھوکا دیا — ماہ تابان کا سُر زانو نظر آیا مجھے
تو وہ گل ہی باغ عالم مین کہ جسکے واسطے — گل بھی آوارہ بیرنگ بو نظر آیا مجھے
تونے دکھلائی صنم برقع کی جالی سے جو آنکھ — دام مین صیاد کے آہو نظر آیا مجھے
چشم بے سرمہ جو دکھلائی کسی محبوب نے — سامری نا واقف جادو نظر آیا مجھے
تیرے دندان مین دکھائی دی جو مسی کی لکیر — ای پری در نجف مین مو نظر آیا مجھے
یاد کر اُس گل کو آتش مثل شبنم رو دیا — پیرہن کوئی اگر خوشبو نظر آیا مجھے

سرو آزاد نے جو گلشن آرا کا یہ جوش و خروش دیکھا گھبرا گئی جی مین کہتی ہی یہ تو بہت
الفت ہی عرض کی واری کیا چاہتی ہو گلشن نے کہا ای سرو آزاد مجھے ایک نظر دکھا
کر دل کو تسکین ہو ورنہ یہ رات مجھکو کھا جائیگی زندہ نہ بچونگی تڑپ تڑپ کے جان
دونگی سرو آزاد نے کہا ای ملکۂ عالم مین آپ کو لیے چلتی ہون ایک نظر دیکھ کے
آئیے گا زیادہ پانون نہ پھیلائیے گا گلشن نے کہا نہین ایک نظر دیکھکر چلی آؤنگی سرو آزاد نے
کہا واری گلچین جادو جو باغ مقبرہ کا منتظم ہی شاہزادہ اُسی کی قید مین ہی وہ مدت

کہا کرتا ہی کہ مین ملکہ گلشن پر جان دیتا ہون ذرا یہ محبت اُس سے باتین کیجیے گا اس حیلے
سے وہان چلیے اُس سے کہیے گا کہ مین تجھکو دیکھنے آئی ہون وہ خاطر کریگا کھانا وغیرہ لاکر
پیش کریگا ایک دو نوالے کھا لیجیے گا ملکہ نے کہا ایسا نہو کہ مجھپر ہاتھ ڈالے سرو آزاد
نے کہا کیا مجال آپ کے بزرگون کا ملازم ہی بدون آپکی رضامندی کے کیا حقیقت رکھتا ہی
کہ بے ادبی کرے یہ صلاحین کر کے بیٹھین جب گلزار جادو آئی تو سرو آزاد نے
کہا بی بی آج صاحبزادی باغ مقبرہ مین جائینگی بہت جلد چلی آئینگی گلزار نے کہا
کیا مضائقہ سرو آزاد نے تخت تیار کیا اُسپر گلشن کو سوار کیا طرف باغ مقبرہ کے
لے چلی یہان گلچین جادو کہ ہر وقت حفاظت کرتا ہی اُسنے دیکھا ملکہ گلشن آتی ہین سامنے
آکر کھڑا ہوا پکار کر آواز دی اے ملکۂ عالم ایسے مین تو مشتاق تھا جلدی سے فرش
بچھایا ملکہ آکر بیٹھین دیکھا سامنے شاہزادہ آگ کے بیچ مین بیٹھا ہی عیار سے باتین
کر رہا ہی گلشن کو دیکھکر ٹکٹکی بندھ گئی رزدیدہ نگاہ ہونے دونون کے دلونپر تیر مژگان
پڑ رہے ہین ادھر گلچین نے لاکر دسترخوان بچھایا قابین پلاؤ کی رکھین کھانوش کیجیے
گلشن نے سرو آزاد سے اشارہ کیا کہ کسی طرح ایک پلیٹ شاہزادے کو کھلا دو
سرو آزاد نے کہا اے گلچین یہ تمنے کیا کیا کہ سامنے قیدی بھوکے بیٹھے ہین اور ملکہ کے
سامنے لاکر کھانا رکھا ایسا نہو ملکہ کو نظر ہو جائے لہذا ایک پلیٹ انکو بھی مین
دے آؤن گلچین نے کہا انکو کھانا دینے کا حکم نہین ہی سرو آزاد ایک پلیٹ
لیکر اُٹھی قریب شاہزادے کے آئی گلچین نے انگوٹھی اپنی دیدی تھی سرو آزاد
نے جا کر اول انگوٹھی چمکائی کہ آگ ہٹ گئی مسکرا کر کہا معشوق نے یہ کھانا آپکو
بھیجا ہی کاؤس نے کہا بیٹھ جاؤ اپنے ہاتھ سے بیٹھکر کھلاؤ اے وزیرزادی تم ہمارا
حصہ ہو وزیرزادی نے ہنسکر کہا تمکو ڑے کچھ دیوانہ ہوا ہی تجھکو بھی یہ لیاقت
ہوئی کہ مجھپر نگاہ ڈالے مثہ کاؤس دل لگی کر رہا ہی سرو آزاد نے کہا اے شاہزادے
اِس تمکوڑے بن مانس کو منع کیجیے شاہزادے نے منع کیا اور کھانا لیکر رکھا سرو آزاد
تو چلی گئی شاہزادے نے دو ... ن کے بعد کھانا کھایا شکر پروردگار کیا مگر سرو آزاد

جو پلٹ کر آئی ملکہ نے کہا اے سرو آزاد کیا باتین ہوئین سرو آزاد نے کہا ملکۂ عالم شاہزادہ
تو بے زبان ہے مگر عیار اُنکا بڑا استخواہ ہے مجہپر نگاہ ڈالتا ہے ملکہ نے کہا اے سرو آزاد کیا نقصان
ہے ہم تم ایک مقام پر رہین گے سرو آزاد نے کہا واری چلیے ملکہ نے کہا مین تو ہرگز
نہ جاؤنگی سرو آزاد نے کہا مکان پر چلکے صلاح کیجیے کوئی صلاح معقول کر کے اُنکو
رہا کرین گے یہ سنکر گلشن اُٹھ کھڑی ہوئی سرو آزاد کو ساتھ لیکر تخت پر سوار ہوئی
اور روانہ ہوگئی مکان پر جو آئی وزیرزادی کا ساتھ نہین چھوڑتی کہ مان نے آکے
پوچھا کیون بیٹا مزاج کیسا ہے ملکہ نے کہا پنڈا اچھا ہے سر مین خلل ہے آپ کہان تشریف
لے گئی تھین گلزار نے کہا مین جدہ سے ملنے گئی تھی بیٹا طلسم مین ہنگامہ ہے ہر ایک کی
زبان پر یہی فقرہ ہے کہ طلسم کشا آیا چاہتا ہے بعضے کہتے ہین آگیا عمر طلسم تمام ہوئی اب یہ
طلسم نہ بچیگا ملکہ بسرام جادو نے لوح محفوظ کو کوٹھری سے نکال لیا اپنے گلے مین
پہنی ہے وہ بھی بہت گھبرائی ہوئی ہین مجھسے عجب فقرہ کہا ہے کہ مین گھبرائی ہوئی ہون کہا
اے گلزار تیرے گہر سے فتور اُٹھیگا پہلے تیرا ہی قلعہ تسخیر ہو جائیگا تو مین نے سحر کر کے
قلعے کو نگاہ دیدبانان سے مخفی کیا ہے یہ باتین کر کے گلزار جادو اپنے مقام پر جا بیٹھی
سرو آزاد نے کہا لیجیے واری بہت اچھی بات نکل آئی کہ آپ کی جدہ نے لوح محفوظ
گلے مین پہنی ہے برائے ملاقات چلیے رات کو وہین رہیے جب وہ سو جائین تو لوح
اُتار لیجیے اور لا کر شاہزادے کو دیدیجیے کوئی تو اُنکو قوت ہو جائے ملکہ نے کہا اے
وزیرزادی جلد مین لوح لے آؤنگی شاہزادے کو دیکر رہا کرونگی کہ اُنکو قوت
ہو پھر کوئی جادوگر اُنپر ہاتھ نہ ڈال سکیگا جو آئیگا وہ قتل ہوگا سرو آزاد نے جا کر
گلزار سے کہا کہ ملکہ گلشن بسرام کو دیکھنے جاتی ہین گلزار نے کہا جائین مگر جلد چلی آئین
وزیرزادی نے کہا مین جلد واپس لاؤنگی تخت پر سوار ہو کر شاہزادی و وزیرزادی
طرف قصر بسرام کے چلین یہان بسرام جادو بیٹھی ہوئی کنیزون سے کہہ رہی ہے کہ اب
بڑا انقلاب ہوگا ساحر قتل ہونگے اور میری موت تو بہت قریب ہے آجکل کوئی
اپنا و بیگانہ نہ آوے کہ گلشن آکر پہونچی بسرام نے گلے سے لگا لیا کہا اے نور نظر

اِسوقت تمھارے آنے سے دل شگفتہ ہوگیا جو جسکو دیکھ لے وہ غنیمت ہی مسلمانونکے
دور مین ہم لوگون کا کیا حال ہوگا بھاگنا پڑیگا مگر میرے پاس وہ چیز ہی کہ کوئی کچھ ذکر سکیگا
مسلمان بھی میری خواہش کرینگے مگر طلسم کشا سے میل نہ کرونگی یہی چاہتی تھی کہ گلشن کو دیکھ
لون بیٹا گلشن آج یہین رہجاؤ گلشن تو یہی چاہتی ہی تھی کہ مادر مہربان سے حال سنکر مجھکو
بیقراری ہوئی کہ دادی جان کو دیکھ آؤن آپکے فرمانیکے بموجب یہین رہونگی آپسے جدا نہ ہونگی
بسرام نے گلشن کے واسطے فرش بچھوایا زانو پر سر رکھکر سلا دیا وزیرزادی الگ
جا کر سوئی بسرام نے بیٹھکر خوب شراب پی جب نشہ ہوا تو سوئی گلشن کی جو آنکھ کھلی تو
دیکھا بسرام غافل سو رہی ہی کچھ خوف نہ کیا کہ انجام کیا ہوگا لوح محفوظ گلے سے اُتار لی
وزیرزادی کو آکر جگایا کہا اے سرو آزاد اُٹھو چلکر شاہزادے کو رہا کرین سرو آزاد نے
کہا واری بڑا کلیجہ ہی مین بھی تھی کہ آپ سے نہ ہوسکیگا آنکھین ملتی ہوئی اُٹھی صبح ہوتے
ہوتے لے بھاگی باغ پر آکر تخت ٹھہرایا گلچین جادو رات بھر تڑپا کی کہ ہائے ملکہ گلشن
آئین اور مجھسے کچھ نہ ہوسکا قدمون پر سر رکھدیتا اور کہتا کہ جان بچائیے کہ یکایک تخت
گلشن نمایان ہوا گلچین باغ باغ ہوگیا ملکہ کو اُتارا رات کا اپنا حال بیان کیا سرو آزاد
نے کہا اے گلچین تمھاری خدمت کا ملکہ ذکر کیا کرتی ہین شراب و کباب لاؤ ملکہ ابھی اُٹھکر
آئی ہین گلچین دوڑکر شراب و کباب لایا سرو آزاد نے کہا اے گلچین یہ بڑے عیب کی
بات ہی کہ قیدی دیکھ رہا ہی ایک جام نظر کا اُسکو بھی پلا دین کہ ہماری ملکہ کو نظر نہ لگے
گلچین نے انگوٹھی دی سرو آزاد جام لیکر چلی لا کر شاہزادے کو دیا کاؤس نے کہا
اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان مین یہ پڑیا دیتا ہون شراب مین ملا کر گلچین کو
پلا دو وہ غافل ہوجائیگا اِسکو قتل کرو ہم تم سب ایک جگہ بیٹھین سرو آزاد نے کہا وہ
شراب سے غافل نہ ہوگا بڑا شراب پینے والا ہی مگر کاؤس نے پڑیا بیہوشی کی دیکر کہا
کہ شراب مین ملاتا تم لوگ اِسمین سے نہ پینا سرو آزاد نے کہا مین اُسی کے سامنے
ملا دونگی اور کہونگی کہ یہ زہر قاتل ہی مگر ملکہ ہماری تمکو پلاتی ہین یقین ہی بخوشی پی لے
مگر ملکہ گلشن نے دیکھا کہ آج شاہزادہ بست بیچین ہی ہتھکڑیان بیڑیان سرخ ہوگئی ہین

شاہزادہ چاہتا ہو اپنے کو آگ سے بچاؤں مگر شعلا آتش بھڑک رہے ہین شعلون کی گرمی سے
شاہزادہ بہت بیچین ہو کہ سرو آزادہ پڑیا ہاتھ مین لیکر آئی ہنستی ہوئی پکار کر کہا اے گلچین
آج ملکہ نے تمکو تحفہ دیا ہو اس پڑیا مین زہر قاتل ہو مگر حکم دیا ہو کہ پی جاؤ گلچین یہ سنکر خوش
ہو گیا سوچا کہ ملکہ مجھپر مرتی ہو مجھے زہر نہ دیگی سرو آزادہ ہنسی سے کہتی ہو سرو آزادہ نے
شراب مین ملا کر جام دیا گلچین نے بخوشی پی لیا جام پیتے ہی گھبرایا ملکہ کہہ رہی ہو کہ اے
سرو آزاد شاہزادے کا حال بہت ابتر ہو حدت سے آتش کی چہرہ سرخ ہو گیا ہو تمہارا
عاشق بہت بیتاب ہو مین جا کر لوح محفوظ دیتی ہون سرو آزادہ نے کہا تھوڑی دیر ٹھہر
جائیے اب گلچین بیہوش ہوگا ملکہ سے صبر نہ ہو سکا لوح محفوظ بغل سے نکالی اور پکارتی
ہوئی چلی کہ اے شاہزادۂ والا قدر یہ تحفہ نایاب ہو لوح محفوظ اسکا نام ہو جو اپنے پاس رکھے
اسکی حفاظت سے اسکو کام ہو اب گلچین نے جو دیکھا کہ ملکہ لوح محفوظ دیئے گئی مین یا تو
بیٹھا کانپ رہا تھا یا اپنے مقام سے اٹھا چاہا جا کر ملکہ کو پکڑون کہ یہ لوح محفوظ کہان سے
لائی کلمات سخت کہتا ہوا دوڑا چند قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے تمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا ملکہ نے
کمر سے خنجر کھینچکر سر گلچین کا کاٹ لیا ادھر شاہزادے نے لوح ہاتھ مین لی آگ بالکل بجھ
ہو گئی شاہزادہ اٹھا ملکہ کا ہاتھ تھام لیا آکر مسند پر بیٹھے شاہزادے نے پوچھا ملکۂ عالم تمہارا
کیا نام ہو ملکہ نے جواب دیا اس کنیز کو گلشن آرا کہتے ہین جسروز آپ کو انجام جادو لائی
تھی مین اپنی مان کے ساتھ آئی تھی آپ کو دیکھکر ایسی بدحواس ہوئی کہ بیہوش ہو گئی
یکایک لبسرام آکر پہونچی اُسنے لوح محفوظ کا ذکر کیا مین آج رات کو گئی تھی لوح اُسکے
گلے سے اتار لائی خدا کا شکر کرتی ہون کہ آپ نے رہائی پائی کہ سرو آزادہ نے گھبرا کے
کہا کیون بی بی اب بتلاؤ لبسرام جو بیدار ہوگی تو کیا قیامت برپا کریگی لبسرام تو جیبر
نہ کریگی گلشن نے کہا اے سرو آزادہ تم تو جاؤ ہم پاس شاہزادے کے موجود ہین اب تو
جو فلک دکھائیگا وہ دیکھین گے بقول تجھے جب اوکھلی مین سر دیا تو دھمکون سے کیا
ڈر سرو آزادہ نے کہا مجھے اپنی جان کا خوف نہین ہو مجھے خیال یہ ہو کہ آپ پر کیا گذریگی
ملکہ نے کہا جو گذرے سے وہ گذرے تم جا کر خبر لاؤ سرو آزادہ نے کہا اگر مین جاؤنگی تو

مجھکو گرفتار کریگی یہ بدی پیش آئیگی اب اسوقت اپنے باغ مین دھوم مچا رہی ہوگی حقیقت
مین بسرام جو سوکر اُٹھی اُٹھتے ہی پوچھا کہ گلشن کہان گئی کنیزون نے کہا سرو آزاد
اُنکے ساتھ تھی وہ دونون اُٹھکر چلی گئین ہم لوگون کو بھی نہین جگایا بسرام بکتی جھکتی اُٹھی کہتی
ہوئی کہ راتون کو چھوکری کو ساتھ لیکے بی سرو آزاد پھرتی ہین اگر میری بچی کو کچھ ہوگیا
تو بی سرو آزاد سے سمجھونگی یہ کہکر اُٹھی منھ دھوسنے نہر پر جو آئی گلے پر خیال کیا ایک
چیخ ماری کہا لو صاحبو غضب ہوا لوح محفوظ کیا ہوئی ہائے بدبخت نے خیال نہ کیا برابر
سامری نامے مین صاف صاف لکھا ہے کہ تمھارے ہی گھر سے آگ لگے گی کنیزون نے
کہا آپ کی صاحبزادی آپ کے پاس سوتی تھین ہم لوگ لوح لیکر کیا کرتے آپ نے
خیال بھی کیا تھا کس حال سے اُنکی تھین آنکھون مین حلقے پڑے ہوے چہرہ اُداس
کلام کرنے مین یہ حال تھا کہ کہتی کچھ تھین نکلتا کچھ تھا اگر آپ آزردہ نہ ہون تو ہم کچھ عرض
کرین بسرام نے کہا کہو کنیزون نے عرض کی وارثی طلسم کشا بہت حسین ہے بی گلشن
اُنپر عاشق ہوئین آپ نے یہ بھی دیکھا کہ بات بات مین اشعار پڑھتی تھین ہر مرتبہ یہی
قول تھا کہ ہم ایسونکا کیا ذکر ہے عشق نے گھر کے گھر مٹا دیے مجنون دیوانہ کہلایا
قیس نام تھا عشق لیلی مین مجنون لقب پایا فرہاد کا عشق شیرین مین کوہکن لقب ہوا کسی
عاشق نے چین نہین پایا بسرام نے کہا ہان صاحبو مجھے یاد آیا وہی لوح محفوظ
لیگئی کسی نے بہکا دیا ہوگا کہ لوح محفوظ سے شاہزادہ رہا ہوگا مگر زندہ نہ چھوڑونگی مین
اُسکے قتل سے منھ نہ موڑونگی اِس متنفی نے کچھ خوف میرا نہ کیا اُنکی مان صاحب کہا
کرتی تھین کہ میری لڑکی بہت بھولی ہے دیکھو صاحبو کیسا بھولا پن صرف کیا اِسی تحفے
کی وجہ سے طلسم مین میری آبرو تھی خداوند کہا کرتے تھے ایسا نہ ہو بسرام طلسم کشا
سے ملجائے اور لوح محفوظ دیدے مین کبھی لوح محفوظ نہ دیتی جان لگاتی اب مین
جاتی ہون یہ کہکر بہر آتشین پر سوار ہوئی اور طرف باغ مقبرہ کے چلی اِس باغ
مین ساحرون کی قبرین ہین اِسی وجہ سے نام اِسکا مقبرہ ہے بسرام بقہر و غضب چلی آتی ہے
یہان وہ وقت ہے کہ شاہزادہ و ملکہ مسند پر بیٹھے ہین مگر مقتر کاؤس نے جو دیکھا کہ

سرو آزاد میری جانب توجہ نہین کرتی کہا اے شہریار اگر حکم ہو تو کچھ گاؤن سرو آزاد نے کہا یہین مالش کیا گا ئیگا نگوڑا کچھ مسخراپن کریگا بہتر کاؤس نے سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

بنتے ہین چاندی کے چھلے حلقۂ زر ہاتھ مین
بدنصیب ایسا محیطِ عشق مین ممکن نہین
گر یہی ہو آتشِ رنگِ حنا تو ہے یقین
آتشِ رنگِ حنا سے مشتعل ہو مثلِ شمع
یہ اثر رنگِ حنا سے یار کا ہوا اے جنون
ہو ازل سے عاشق و معشوق کی قسمت مین فرق
ہو گران مکتوب تو کاتب سبک ہو قاصدا
پنجۂ خورشید تابان مین زحل کا ہو یقین
سہل ہو اد اور بنا سے کہین ادا دشمنا
جب اُچکتی ہو طبیعت بہر مضمونِ بلند
حشر مین مجھکو خبر کیا نامۂ اعمال سے

ملتے ہین جا کے حنا اکسیر دلبر ہاتھ مین
آبلے بنجائین لیلون مین جو گوہر ہاتھ مین
مچھلیون کے بدلے پیدا ہون سمندر ہاتھ مین
نام لکھنے کو جو خامہ لے ستمگر ہاتھ مین
لعل بنجائے اگر لے سنگ مرمر ہاتھ مین
ہتھکڑی یان لوہے کی وان حلقۂ زر ہاتھ مین
پھینک خط لیل ہمارا جسم لاغر ہاتھ مین
گر نجومی دیکھے وہ خالِ معنبر ہاتھ مین
باب خیبر تھا یہان وان جام کوثر ہاتھ مین
طائر سدرہ کے آجاتے ہین شہپر ہاتھ مین
مدح حیدر کا جو اے ناسخ ہو دفتر ہاتھ مین

کاؤس نے اِسطرح یہ اشعار گائے کہ سرو آزاد کو بھی رغبت ہوئی ہنس ہنسکر باتین کرنے لگی چارون شیدائی یک دیگر ملکر بیٹھے لیکن فلک کجرفتار گردون غدار انکو کب چین لینے دیتا ہے نہین چاہتا کہ دو خوش ہوکر ایک جا بیٹھین جہان دو ملکر بیٹھے اور آپس مین خوش ہوے اِسنے سنگ تفرقہ پھینکا معشوق کو عاشق سے جدا کرتا ہے عاشق پر ظلم و بدعت ہے فلک کی عجب کیفیت ہے یہ لوگ بیٹھے ہین اور شاہزادہ کہتا ہے کہ اب طلسم کشائی کرونگا ایک ساحر کو زندہ نچھوڑونگا مگر کاؤس چہار جانب دیکھ رہا ہے یکایک بسرام آگر پہونچی نعرہ کیا کہ او فتنہ پرداز دغاگر دیکھ بیٹھی ہے اب کہ احال کرون یہ کہکر ہنر بر آتشین سے آتری سرو آزاد آگئی کہین سحر کرون گا کاؤس بھاگ ایک غار مین چھپ گیا شاہزادے نے سرو آزاد کو روکا نیچے کھینچکر بڑھا بسرام

پیچھے ہٹ گئی اور پکار کر کہا کیون گلشن تو نے اسکو اس لایق کیا کہ مجھکو ہٹنا پڑا اب شاہزادہ دوڑتا ہی تو بسرام ہٹ جاتی ہی جب شاہزادہ کچھ دور بڑھ آیا تو بسرام جست کر کے دونون پر گری ایک چنگل ملکہ پر مارا دوسرے ہاتھ سے سرو آزاد کی گردن لی اور پکار کر کہا او متنفنی اب تو اکیلا باغ مین سر ٹکرایا کرین انکو لیجا کر قتل کرونگی کیا اب زندہ چھوڑونگی ہزبر آتشین پر ڈالکر دونون کو لے چلی شاہزادہ تڑپ کر رہگیا ملکہ نے پکار کر کہا ای شہوپال کنیز رخصت ہوتی ہی یہ مجھکو زندہ نہ چھوڑیگی امیدوار ہون کہ مزار غریبان پر آئیے گا ہماری روح بہت شاد ہوگی

نظم

پڑھون غزل جو جنون خیز جسکے سننے سے — رہے نہ ایک گریبان عاشقان مین تار
ہماری خاک پہ کہتی تھی گل سے بلبل زار — آٹھو اٹھو کہ چمن مین پھر آئی فصل بہار
تڑپ مین قصہ لیلی کو کیا یہ بانگ بلند — عدم کے خواب سے مجنون کہین نہ ہو بیدار
بقول شاعر شیرین کلام سن اک نقل — ہوا جو شہر خموشان کی سمت میرا گزار
شہر شہر کے ہراک آشنا کی تربت پر — جو دیکھتا ہون تو اک قبر پہ ہی نرگس زار
کیا سوال یہ مین نے کہ ای گل نرگس — تو سرنگون ہی بھلا کس لیے بر خاک مزار
تب اسنے ہو متبسم جواب مجھکو دیا — عزیز تو جسے نرگس نہ جانیو زنہار
کہ کام ہی گل نرگس کا نرگستان مین — تو اسکا گور غریبان مین کس لیے ہو گزار
مین اسکی آنکھین ہون جس شخص کا یہ مرقد ہی — بزیر خاک ہی اب تک بھی حسرت دیدار

شاہزادہ ان اشعار کو سنکر چیخین مار مار کر رو رہا ہی مگر کچھ زور نہین چلتا بسرام بلند ہو کے روانہ ہوگئی شاہزادہ تڑپا کیا یہان گلزار جادو قلعے مین بیٹھی ہی دو بیٹیان اسکی گلبن جادو و برگ جادو مین آئینے کہ رہی ہی کہ بی گلشن کل سے گئی ہین دادی نے بڑی خاطر کی ہوگی خوش ہوگئی ہونگی مگر آج کیا تھا کہ جو بی گلشن وہان جا کر رہین مدتون بیٹیون نے جواب دیا کہ ای مادر مہربان آج کئی دن سے بی گلشن کا عجیب حال ہی چہرہ اترا ہوا آٹھ پہر رویا کرتی ہین گلزار نے کہا ارے تمنے دیکھا تھا مجھکو کیون نہ آگاہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ میری آنکھون کا تارا اہو شوہر نے انتقال کیا خدا اسکو زندہ رکھے

اگر مجھکو معلوم ہوتا تو مین پوچھتی کہ کیون بیٹی کیا غم ہو اب وادی سے جا کر کیینگی وہ اسیوقت گردنینگی نور ہجانیکا سبب بھی کھلگیا جانتی ہین کہ وادی نے پالا ہی جو کہو نگی وہ کرینگی مین تو آٹھ پہر اُسکی ضدین اُٹھاتی ہون اور کچھ نہین کہتی اِسی خیال سے کہ آیندہ امید اولاد نہین یہ سب کے بعد پیدا ہوئی کیا کیا تکلیفین اٹھائین کئی آنائین بدلین یہ ذکر تھا کہ آسمان سے نعرہ کی آواز آئی کہ منم بسرام جادو وای گلزار بنیا گل پھولا گلزار نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ بسرام ایک ہاتھ سے گلشن کے بال پکڑے ہوے اور دوسرے ہاتھ سے سرو آزاد کی گردن پکڑے آتی ہی بسرام نے بیٹی کو میری گرفتار کیا ہو اور یہین لاتی ہو کہ بسرام آکے اتری گلشن و سرو آزاد کو سامنے ڈالدیا کہا لو بی گلزار آج تو صاحبزادی نے بڑا ستم برپا کیا طلسم کشا پر عاشق ہوئی ہین لوح محفوظ میرے گلے سے اُتار لے گئین جا کر دھگڑے کو دیدی بے خوف بیٹھی تھین جب مین گئی تو وہ نگوڑا تلوار لیکر اُٹھا مین اسکو لگا کر ایک چمن مین لے گئی اور جھپٹا مار کر اُن دونون کو لیا جو گذرا وہ گذرا اب اسکو سمجھاؤ کہ محبت سے اُسکی توبہ کرے خیر مین معاف کر دونگی اور کوئی فکر کرکے لوح لونگی گلزار پیٹنے لگی کہتی تھی کیون بیٹا تمکو افسوس نہ آیا کہ ہم لوگو نکو قتل کریگا ہم لوگ کیونکر مقابلہ کرینگے بڑی قوت اُسکو حاصل ہوئی بیٹیا گلشن دادی کے قدمون پر گرو ہاتھ باندھو اور یہ کہو کہ مجھسے خطا ہوئی بلکہ اگر بن پڑے تو دم دیکر لوح لے آؤ اپنے گھر مین چین سے بیٹھو کنیزون خدمت مین لو مگر بی سرو آزاد اب تمھارے پاس نہ رہینگی مین سمجھ گئی کہ اُنھون نے یہ آتش افروزی کی ارے صاحبو یہ کیا جانے کہ عشق و عاشقی کیا چیز ہو بی سرو آزاد نے سمجھایا ہوگا سرو آزاد بھی خاموش بیٹھی ہو گلزار نے جو بہت کہا کہ بی کچھ جواب نہین دیتین گلشن نے جواب دیا کہ مین نے کیا خطا کی مین کیون قدمو نپر گرون جو مزاج مین آئے وہ کرین ہر چند سب نے سمجھایا مگر گلشن نے عذر نہ کیا بسرام نے کہا اِسکو لیجا کر قید کرو اور رعایا کو اشتہار دو کہ کل صبح کو سب آکر سامنے قلعۂ گلزار کے جمع ہون بی گلشن کو سزا دونگی کیون بی گلزار تمنے اِسکا دیدہ دیکھا کہ اتنا بڑا ستم برپا کیا اور توبہ نہین کرتی یہ کہکر گلزار نے حکم دیا کہ سامان قتل مہیا ہو بیرون قلعہ گلزار میدان

جمع ہونے لگین اور اشتہار جابجا چسپان کیے ہر اشتہار مین یہی مضمون تھا کہ طلسم کشا
گلشن آرا نے میل کیا حکم ہے بسرام کا کہ کل سر میدان جلائی جائیگی کنیزین ملکہ کو سمجھا رہی
ہین اور گلشن آرا جواب دیتی ہے کہ جان میری اُس شہریار پر نثار ہے مین تو یہ نہ کرونگی ہر
میدان جان دونگی تمام شہر مین بلڑ ہے ہر ایک کا قول ہے گلشن آرا ایسی شاہزادی کو سر آم
جلاتی ہے بعض کہتے ہین ڈرا ئیگی بسرام نے گلشن آرا کو پالا ہے ہر چند کہ اُس سے بڑا جرم
ہوا مگر ڈرانا منظور ہے وہ نہ پرزادی کو جلا دیگی ملکہ کو لے آئیگی گلشن آرا کو کیا جلا ئیگی
مگر سب نے یہ سُنا کہ گلشن آرا کا کلام مردانہ کر رہی ہے کہتی ہے مین توبہ نہ کرونگی جان دونگی اور
شاہزادے کو دعائین دے رہی ہے کہ خدا اُسکو سلامت رکھے وہ میرے خون کا بدلا
لیگا اور ہی بسرام کو قتل کریگا بسرام کی بھی موت قریب ہے ہر گھر مین یہی چرچے ہو رہے
ہین کہ بسرام کا بڑا کلیجہ ہے کہ جس پونجی کو گود مین پالا اُسکو جلانے کا ارادہ ہے بڑی آنکھ
ہے دیکھیے انجام کیا ہو پہر رات رہے سے لوگ آکر جمع ہونے لگے صبح ہوتے گلزار
گلشن آرا کو تخت پر سوار کرکے لائی مگر گلشن آرا خاموش بیٹھی ہے آنکھون سے آنسو
جاری عالم بیقراری مین پکارتی ہوئی آتی ہے کہ اے شہریار یہ کنیز رخصت ہوتی ہے اب
امیدوار ہون کہ آکر فاتحہ خیر پڑھیے گا روح شاد ہوگی بھول نہ جائیے گا مین عدم مین
بھی آپ ہی کو تلاش کرونگی خدا آپ کو سلامت رکھے ہمارے خون کا بدلہ لیجیے گا دیکھنے
والے حیران ہین کہ کیا ثابت قدم ہے مردانہ دل سے کہتی ہے صاحبو ملکا ابھی تک
بے خطا ہے اہل اسلام مین دستور ہے کہ بدون نکاح وعقد فعل باطنی نہین ہوتا بی بسرام
بڑا ظلم کرتی ہین اس ظلم کا انجام ملیگا وہ شیر بیشہ جرأت یکہ تاز میدان جلالت ہے جسدن
باغ مقبرہ سے نکلا زمین ہلا دیگا ایسے شیر کہان ہوتے ہین اُسپر تائید پروردگار ہے
جو کیا وہ بت بڑا ہمیر جو گذرتی ہے وہ گذرتی ہے اُنکو تو لوح محفوظ ملگئی کس ساحر کی مجال
ہے کہ اُنکے قریب جائے یا اُنسے آنکھ ملائے بسرام ایسی ساحرہ آخر بھاگ کر چلی آئی
اور ہمارے ساتھ یہ کرتی ہین خدا بدلہ دیگا حاضرین وقت چہرۂ ملکہ دیکھکر افسوس کر رہے
ہین کہتے ہین دیکھو صاحبو کیا سن وسال ہے مگر ثابت قدم کو سے بخت ہے اپنی ہی کہے جاتی ہے

رات سے صدہا کنیزون نے سمجھایا مگر یہی جواب دیا کہ مین نے کوئی خطا نہین کی ہو وہ
صاحب اقبال خفا کہ لوح اُسکو پہونچ گئی یہ ذکر تھا کہ بہرام جادو آکر پہونچی بہرام
قریب تخت آئی کہا کیون گلشن آرا اب تو یہ کرو گی گلشن نے منھ پھیر لیا جب بہرام نے
بہت کہا تو جواب دیا کہ جدہ جو منظور ہو وہ کرو جو مناسب ہو وہ سزا دو بس بہرام
نے حکم دیا تخت اسکا انبار ہیزم پر رکھو گلزار کو ابتک تسکین ہو کہ گلشن کو بہرام ڈرا
رہی ہو مگر بہرام نے حکم دیا کہ لکڑیون پہ تیل و بارود ڈالدو منو ڈال دیا رد و روغن
لکڑیون پہ پڑ گیا سرو آزاد تو رو رہی ہو مگر گلشن آرا خاموش بیٹھی ہو جب لوگ
بہت کچھ کہتے ہین تو جواب دیتی ہو کہ تم لوگون سے پیغام ہو کہ شاہزادے کو اطلاع
دینا اور کہنا کہ ایسے مقام پہ چلا یا ہو کیا عجب ہو کہ روح ہماری اُسی مقام پر رہے
جب شاہزادہ آئے تو اُسکی بلا گردان ہو بہرام نے حکم دیا کہ آگ لگا دو گلزار
تڑپ گئی دوڑ کر قریب لکڑیون کے آئی پکار کر آواز دی ای نور نظر اب خاتمہ ہوتا ہی
گلشن آرا نے کہا ای مادر مہربان جاؤ صبر کرو وبوقت طلسم کشا کرنا اور ہمارا پیغام
پہونچانا فرد جو آئے بے مروت بعد مردن برمزار ما ✦ بہ استقبال تو مستانہ برخیزد غبار
ما ✦ کیا عجب ہو کہ آواز بھی آئے فرد ای شہسوار گور غریبان پہ آنکل ✦ اپنی ہو مشت
خاک بھی تیری رکاب مین ✦ مرنیکے بعد بھی سودائے زلف معنبر نہ جائیگا افسوس
یہ ہو کہ اُنکا کوئی دل بہلانے والا نہین کیسا گھبراتے ہونگے ہم تو رخصت ہوتے
ہین اُنکو خدا کے سپرد کیا یہان بحکم بہرام آگ لگا دی اسقدر دھوان بلند ہوا
کہ آسمان تک پہونچا خیال مین ناظرین کے رہے کہ کسی نے جلتے ہوے گلشن آرا
کو نہین دیکھا اکثر دھوئین کے اندر سے آواز آئی کہ شہریار خدا حافظ و ناصر ہماری
یاد فراموش نہ ہو یقین ہو کہ ہم خواب مین آئین گے یہی حال سرو آزاد کا بھی ہوا
کہ کسی نے نہ دیکھا کہ دونون پر کیا گذری تھوڑے عرصے مین وہ آگ جلکر خاک ہوئی
سب دیکھنے والے روتے ہوے اپنے اپنے مکان کو پلٹے سب سے زیادہ گلزار کا
عجیب حال ہو پیٹتی ہوئی پلٹی ہو دمبدم پکارتی ہو بیٹا گلشن اب آرام ملا ہا سے جو اُس

غریق دریاے عشق کو خبر ہوگی تو وہ اپنا حال کیا کریگا گلبن جادو و برگ جادو دونوں
بیٹیاں گلزار کی کہتی ہین ای مادر مہربان کیون افسوس کرتی ہو جو کیا تھا اُسکا مزہ پایا اتنا
بڑا امر کر بیٹھین کچھ خوف نہ کیا مگر سب بسرام کے دشمن ہوگئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ
بسرام نے بڑا ستم کیا اِس ضعیفہ کا تھم کا کلیجہ تھا کون ضبط کرے شہر بھر مین رونا پڑا ہوا
ہو اُسکے حسن کو یاد کرتے ہین اور فریاد کرتے ہین کہ کسی کو خدا یہ سامان نہ دکھائے جو کچھ
گلشن پر گذرا اگر کس ہوش و حواس سے جان دی کسی مقام پر اُسکے ہوا اس مین فرق
نہین آیا مردانہ وار کام کیا مردون سے بھی یہ ستم نہ اُٹھایا جاتا حقیقت مین گلشن آرا
عاشق صادق تھی کیا کام کر گئی ہو اگر مجنون و کوہکن ہوتے تو وہ بھی گھبرا جاتے جان دینا
بڑی بات ہو کس مردانگی سے جان دی ہو اگر زلیخا اسکی ثابت قدمی کو دیکھتی کبھی حضرت
یوسف پر نگاہ نہ ڈالتی شب عاشقان ثابت قدم اِسکی ثابت قدمی کا دم بھرتے دفتر مین
عاشقون کے نام کر گئے دلبرانہ مر گئے کیا اِسکی تعریف کرین ہر گھر مین یہی ذکر ہو اور
ہر ایک کو یہی فکر ہو کر گیا ثابت قدم تھی جو کیا وہ کیا جو کہا وہ کہا شیر زن بد زن ہوئی
جسپر عاشق ہوئین اُسکے نام کا وظیفہ نہین چھوڑا اپنے کو جلا کر خاک کیا مگر معشوق کا
نام لینا موقوف ہوا لیکن شاہزادۂ والا قدر بعد جانے بسرام کے باغ مین دیوانہ
وار وحشی مثال پھر رہا ہو کبھی درختون سے سر ٹکراتا ہو کبھی یہ اشعار زبان پر ہین **نظم**

دل ہی قابو مین نہین زور چلے کیا میرا	آج پر خاش پہ ہو جیسے ارادہ میرا
کھینچ شمشیر یہاں بھی ہین ارادے کچھ اور	آج جھگڑا ہی چکا جاتا ہو تیرا میرا
نہ اُٹھا شہر سے کہتن لوگ بھی جائینگے	ہاے رہنے دے پس مرگ تو پردا میرا
حسرتین دید کی جنبش نہین کرنے دیتین	روکنے آتے ہین دشمن مرے رستا میرا
ہاے مرنے سے بھی راضی نہ ہوا تیرا فسوس	حوصلہ کوئی بھی تھنے تو نہ دیکھا میرا

شاہزادہ حیران و پریشان رو رہا ہو دو کنیزین ملکہ کی گلبدن و نسترن کو بعد جلجانے
ملکہ کے خیال آیا کہ چلکر دیکھین تو اُس بہادر کا کیا حال ہو کیسا گھبراتا ہوگا حیرانی و
پریشانی غمگین و ملول معشوق کا فراق چاہنے والے کا اشتیاق یہ سوچکر دونون

کنیزین آئین شاہزادے نے اُنکو پہچانا پکارکر آواز دی اے رازداران عاشق ناشاد واگر
پیروان ملکہ نامراد کہان سے آتی ہو کنیزون نے عرض کی کہ حضور کے دیکھنے کو آتے ہین
اُس لیلی شمائل نے مجنون وار ثابت قدمی کی بہرام نے اُسکو جلادیا ہر چند بہرام نے
کہا کہ عشق سے شاہزادے کے توبہ کر مگر اُسکی زبان سے نہ نکلا یہی کہے گئی کہ جو تمہارے
مزاج مین آئے وہ کرو جو چاہو سزا دو مین عاشق صادق ہون محبت سے اُسکی ہرگز منہ
نہ پھیرونگی شاہزادہ مثل تصویر تصویر حیران کھڑا اُسکی رہا ہے اور اُسکی جرأت و ثابت قدمی پر
عش عش کر رہا ہے بیان پر کنیزون کے دریائے الفت کا جوش ہوا دونون آنکھین سحاب
گوہر بار بنگئین کہتے ہین تو کنکر چلی گئین شاہزادے نے شام کو تجدید وضو کرکے نماز ادا
کی دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے پکارا اُٹھا کہ اے خالق کارساز و اے رب
بندہ نواز اُس ثابت قدم کو دشمنون نے جلادیا یہ تو ظاہر ہے کہ ہم پر سحر تاثیر نہ کریگا مگر اب
کیا کرنا چاہیے شاہزادہ روتے روتے بیہوش ہو گیا خواب مین ایک بزرگ کو دیکھا
کہ فرما رہے ہین اے گل بوستان حسن و جمال و اے گوہر بحر جمال و جلال ہوش اپنے درست
رکھو مناسب یہ ہے کہ کل طرف کوہ خیال کے جاؤ انجام بہتر ہوگا بعد جانے کوہ خیال کے
جو امر درپیش ہو اُسکو سمجھ کر تا مقدمہ طلسم جسنے تمہے قدم نہ رکھنا شاہزادہ چاہتا تھا
کہ کچھ اور پوچھے کہ آنکھ کھلگئی وقت صبح صادق تھا وضو کرکے نماز ادا کی بعد فراغ نماز
چہار جانب دیکھنے لگے مراد یہ تھی کہ کاؤس کہان گیا اگر وہ ہوتا تو اُس سے بھی ہم
صلاح لیتے کاؤس پر یہ گذری کہ جب بہرام آئی تو یہ عیار تیز طرار ہو نکلکر بھاگا باہر آکر
ایک غار مین چھپ رہا شاہزادے نے ہر چند نگاہ دوڑائی مگر کاؤس کو نہ پایا شاہزادہ
خیال مین کوہ خیال کے باغ سے نکلا یکہ و تنہا ایک جانب چلا جس صحرا مین پہونچا
کبھی صحرائے ویران ملا کبھی صحرائے پُر بہار مگر بہار بے یار اُسکی آنکھون مین خار خار ہی
خار صحرا اُنگلیان اُٹھاتے ہین شاہزادے کو راستہ بتاتے ہین شاہزادہ پھرتا ہوا بعد
کئی دن کے ایک مقام پر پہونچا کہ دشت آباد ڈھونڈو تو نکا دشت کے نشان نہین نخل
ہرے بھرے پھلون سے لدے ہوئے طائران نغمہ سرا اپنی اپنی زبان مین چہکار رہے

ہین باغبان قضا و قدر کی تعریف مین ہین شاہزادہ بیٹھا دیکھ رہا ہو کہ نوبت نقارہ سے کی
آواز کان مین آئی اُٹھکر دیکھنے لگا دیکھا ایک بادشاہ سن رسیدہ و نحیف و ضعیف چہرہ
اُداس عالم یاس پشت پر کئی جوان سرنگون رنجیدہ و کبیدہ ایک تابوت آگے رکھا
ہوا اُسکو دیکھ دیکھ کے روتا ہوا شاہزادہ حیران ہو گیا کہ سامنے ایک کوہ بلند تھا
وہان آکر وہ تابوت رکھدیا تھوڑی دیر ٹھہرا روتا ہوا پلٹا شاہزادہ یہ حال دیکھکر
اُس بادشاہ کے پیچھے چلا تھوڑی دور پر شہر تھا وہ شاہ اُس شہر مین داخل ہوا
جب بادشاہ شہر مین آئے تو دوکاندارون نے دوکانون سے اُترکر پوچھا کہ کیون
حضور کیا سانحہ ہوا وہ بادشاہ عالیجاہ پھر تو منھ پیٹ لیتا ہی اور جواب دیتا ہی کہ مین
ناشاد و نامراد اشتیاق مین تڑپ تڑپ کے مرونگا جسطرح گیا نامراد پلٹ آیا اور کیا
نفع ہوتا صورت بھی دیکھنا مشکل ہو گئی اہل شہر سے وہ شاہ یہ باتین کرتا ہوا اپنے
دار الامارۃ مین آیا شاہزادہ اُسکے پیچھے داخل بارگاہ ہوا شاہ تو روتا ہوا تخت پر
بیٹھا شاہزادہ ایک دنگل پر بیٹھ گیا جب شاہ کو رونے سے کچھ فراغت ہوئی شاہزادہ
متوجہ ہوا کہا اے بادشاہ عالیجاہ یہ کسکا تابوت لیکر گئے تھے اور کیون روتے ہو
پلٹے شاہ نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا اے مہر سپہر جاہ و جلال اے ماہ آسمان کمال
اِسوقت تمنے زخم دل تازہ کر دیا کیا بیان کرون دل مین کب طاقت ہی بیان کرنے
کے خیال سے زبان کو لکنت ہی بقول شاعر فرد چہ گویم از سر و سامان عمر دم بیت
چون کاکل سیہ بختم پریشان روزگارم خانہ بر دوشم ✤ اے شہریار اِس عمر دو روزہ مین
پروردگار نے مجھکو ایک فرزند عطا کیا تھا کہ منور شاہ نام تھا جب جوان ہوا تو
اُسکی جرأت کے شہرے ہو گئے بڑے بڑے پہلوانونکو زیر کیا کئی ملک فتح کیے جو اُسکے
مقابلے مین آیا وہ اُسکے ہاتھ سے ذلیل ہوا مین نے کل سلطنت اُسکے سپرد کر دی
تھی ایسے سلیقے سے اُسنے سلطنت کی کہ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے گرگ
و چور کا کہین نام نہین معشوقون کو ظلم کرنے سے کام نہین اب جا بجا بادشاہونکے
یہان سے پیغام شادی آنے لگے جس شاہ نے نامہ لکھا کمال خواہش اُس سے ظاہر

ہوتی تھی مگر مین اپنے دل مین سوچتا تھا کہ شادی ہوتے ہی میرا فرزند مجھسے جدا ہو جائیگا
جسوقت زوجہ بیٹے جائیگی ضرور اُسکے ساتھ جائیگا میرے دل کو کیونکر گوارہ ہوگا کہ
مین جدائی اُسکی گوارہ کرون پس انکار کردیتا تھا کہ مین ابھی شادی نہ کرونگا ایک دن
سب وزیرون کو جمع کیا صلاح کرنے لگا ایک وزیر نے صلاح دی کہ حضور کا وزیر
اول پایۂ تخت کا شانۂ عفت مین ایک گوہر بے بہار کھتا ہو اسکی دختر سے اپنے بیٹے
کو منسوب کیجیے وہ جو حضور کو خیال ہو کہ فرزند کو جدائی نہ ہو اس تقریب مین فراق
نہ ہوگا اگر صبح کو سسرال جائینگے شام کو چلے آئینگے آٹھ پہر شہر مین رہینگے مین نے اس
بات کو بہت پسند کیا وزیر میرا نیک راے تھا اُس سے جو مین نے درخواست کی اُسنے
خوش ہوکر جواب دیا کہ وہ دختر حضور کی کنیز ہو جسطرح مناسب ہو انتظام کیجیے مین دل
وجان سے راضی ہون بیرون شہر ایک باغ ہو کہ اُس باغ کو بہار افزا کہتے ہین وہ
باغ لے لیا اور شہر کا انتظام کیا خزانہ وزیر کے سپرد کیا اُس باغ مین جلسے آراستہ ہوے
جا بجا نامے لکھے کہ اس شادی مین جو شریک نہ ہوگا مین اُس سے نہ ملونگا شاہزادے
و وزیر زادے اور شاہزادیان آکر شریک شادی ہوئین او شہر یار مین یہ ولا نہ سماتا
تھا ارادہ تھا کل پرسون برات لیجائین گے اور دولھن کو بیاہ لیجائین گے قضاے کار
لالا خونخوار دختر شاہ طلسم بھی آکر شریک ہوئی مگر شاہزادے نے جو شمع جمال اُس
معشوقہ کا دیکھا بیقرار ہوگیا سہرہ وغیرہ نوچ ڈالا کہا مین شادی نہ کرونگا اور اگر کرونگا
تو لالا خونخوار سے وہ بھی شرما کر چلی جائیگی میرا فرزند اُسی باغ مین رہنے لگا لالا خونخوار
کا پیغام آتا تھا مگر شاہ طلسم کو ایسی پڑی کہ کسی طرح دریافت کرون کہ لالا خونخوار
پاس منور شاہ کے جاتی ہو ایک دن ایک ساحرہ نے خبر دی کہ ملکہ تشریف لیگئی ہین
پاس شاہزادے کے بیٹھی ہین بادشاہ طلسم نے شرارۂ جادو کو بھیجا اُسنے آکے
دونون کو گرفتار کیا عجب حسرت سے قید کیا ہو کہ ایک صندوق آئینہ مین میرے
شاہزادے کو قید کیا ہو اور ملکہ کو الگ قید کیا بعد مہینا بھر کے روتا پیٹتا جاتا ہون
وہ اُدھر باغ دیکھکر چلا آتا ہون یہ غلام کا حال ہو صد ہا عرضیان لکھین مگر شاہ طلسم نے

پھر رحم نہ کیا اسی غم مین مبتلا ہون آٹھ پہر رویا کرتا ہون اسی پہاڑ کے پہلو مین وہ باغ ہے اور
شرارہ جادو خود شاہزادے پر عاشق ہے روز سوال وصل کرتی ہے مگر میرے فرزند نے
قبول نہین کیا یہ غلام کا حال ہے کس زبان سے عرض کرون غم نے فرزند کے دنیا سے کھو دیا
لطف زندگی جاتا رہا شاہزادے نے کہا اے لالان شاہ ہم تمھارے فرزند کی رہائی کو
جائینگے مگر پہاڑ کا نام کیا ہے لالان شاہ نے کہا اُسکو کوہ خیال کہتے ہین شاہزادہ نام
سنکر مثل گل شگفتہ ہو گیا کہ مین اسی کوہ کی تلاش مین نکلا ہون شکر ہے کہ پتہ تو ملا کوہ خیال
دنیا مین ہے اب پروردگار مالک ہے جو اُسکے نزدیک مناسب ہے لالان شاہ نے کہا اے
شاہزادہ والا قدر مین کیونکر گوارا کرون کہ آپ ایسے جری بہادر کو اس بلا مین مبتلا
کرون شاید آپ جا کر کسی آفت مین پھنس جائین مین امیدوار ہون کہ تاج و تخت لیجیے
بیٹھکر سلطنت کیجیے ہم بڑھیا بڈھے زن و شوہر آپ کے دعا گو رہینگے شاہزادے نے
کہا اے لالان شاہ گھر کی سلطنت کم نہ تھی لیکن ہوس جرأت یہانتک لائی کہ تمسے ملاقی
ہوے جتنے جو کہا ہے وہی کرینگے سب وزرا امرا سمجھاتے تھے مگر شاہزادے نے نہ مانا
شب اُسی مقام پر بسر کی صبح کو کمر باندھی لالان شاہ سے رخصت ہونے لگے اُسوقت
لالان شاہ بہت رویا کہا اے شہریار مجھے آپ کی ذات سے یہ امید نہ تھی کہ آپ یون
جلد ہمارے سر پر سے ہاتھ اُٹھائینگے مگر مین جا کر زوجہ سے ذکر کرتا ہون وہ آپکے
دیکھنے کی بہت مشتاق ہے چلکر اُس سے مل لیجیے لالان شاہ نے زوجہ سے کہا یہ بیچاری
مبتلاے رنج و الم گھبرا گئی کہا اُس شہریار کو ذرا بلاؤ شاہزادہ محل مین آیا زوجہ لالان شاہ
جمال و سن و سال دیکھکر سر سے پا تک بلائین لینے لگی اور کہا اے نور نظر تمکو دیکھکر آنکھین
روشن ہوتی ہین لہذا ملک و مال لو بیٹھکر سلطنت کرو شاہزادے نے کہا اب زیادہ
تکلیف نہ فرمایئے انشاء اللہ تعالیٰ یہ آرزو ہے کہ آپ کے فرزند کو آپ سے ملاؤن تب
میرے دل کو آرام آئے وہ ضعیفہ بہت روئی شاہزادہ کو رخصت کیا جب شاہزادہ چلا
تو تمام باشندگان شہر روتے ہوے ساتھ تھے شاہزادہ جب قریب کوہ پہونچا تو بلا
تکلف داخل کوہ ہو گیا مگر جب اندر درے کے آیا وہ اندھیرا تھا کہ اپنا ہاتھ اپنے کو

دست بستہ تھا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ پردۂ ظلمات ہے جسکے سامنے شب ہجر کی تاریکی بھی مات ہے
آخر ٹھوکرین کھاتا ہوا شاہزادہ اُس در سے کوشش کرکے جب باہر نکلا وہ ہوا ٹھنڈی آئی کہ دل
خوش ہوگیا بوے گل خودرو سے دماغ جان معطر و معنبر ہوگیا سامنے دیکھا کہ نہرین پُرآب
پانی صفائی مین لاجواب کیسا ہی آبدار ہو مگر صفائی آب دیکھکر دل آب آب ہو یقین ہے
کہ نہایت بےتاب ہو چھوٹے چھوٹے نخل مثل گلدستے کے بعض پھولون سے بھرے ہوے
بعضون مین پھل تمام شاخین بار اثمار سے سربسجود بدرگاہ رب ودود ہر سمت جھاڑیان
اُنمین طائر خوش الحان بیچ مین صحرا کے ایک چبوترا خام تکلف سے بنا ہوگرد اُسکے چمنہاے
طولانی طائران لاثانی نغمہ سرائی کر رہے ہین باغبان ازل کی محبت کا دم بھر رہے ہین
شاہزادہ تماشہ اُس صحرا کا دیکھ رہا تھا کہ سامنے نگاہ اُٹھ گئی دیکھا ایک دریاے معقول
لہرین مار رہا ہے اکثر مچھلیان جوش مین اُبھرتی ہین جو بہت چھوٹی ہین وہ تڑپ کے بلند
ہوجاتی ہین شاہزادہ دریا کے تماشے مین مشغول تھا کہ سامنے سے ایک کشتی معقول نمودار ہوئی شامیانہ کھنچا ایک شاہزادی حسین و جمیل مسند پر بیٹھی ہوئی گرد کنیزین ماہ رو لیکن
اُس شاہزادی کی آنکھون سے آنسو جاری ساتھ والیون سے کہتی ہے ہاے میری ہمشیرہ
نے کس ثابت قدمی سے جان دی مگر نہین معلوم اُسکا عاشق صادق کس حال پُرملال مین
ہے اگر مین اُسکو دیکھتی تو کہتی کہ او بے مروت عورتون کی تو یہ جرأت مردونکی یہ پست
ہمت ساتھ والیان سمجھا رہی ہین کہ واری اب رونے سے کیا فائدہ جو اُنکی تقدیر مین
تھا وہ ہوا اب سواے صبر کے چارہ نہین یہ کہتی ہوئی وہ کشتی کنارے پر آئی شاہزادے
نے اپنے کو ایک جھاڑی مین چھپا دیا مگر کنیزون نے آتے ہی اُس چبوترے پر فرش مشجر
بچھایا شامیانہ استادہ کیا وہ نازنین مسند پر آکر بیٹھی کنیزین نوجوان اُنکو کب چین آتا ہے
جنگل مین پھرنے لگین کسی نے پھول توڑ کر محرم مین رکھا کسی نے پھول چنکر کان مین
پہنے کوئی پھل توڑتی پھرتی ہے کوئی اپنے حسن کے غرور مین اکڑ رہی ہے شاہزادہ دیکھ رہا ہے
کہ ایک کنیز کی نگاہ پڑی دوسری ساتھ والی سے کہا دیکھو تو یہ کیا ہے چند کنیزین اُس مقام
پر جمع ہوگئین کوئی کہتی تھی ماہ تابان ہے کوئی کہتی تھی مہر درخشان ہے کوئی کہتی تھی سنتے ہین

حضرت یوسف بہت حسین تھے مگر یہ تو یوسف مصر خوبروئی ہو جمال و قد قامت دیکھو نقشہ کھینچنے کے لایق ہو ایک کنیز بہت شوخ وشنگ آگے بڑھی کہا کیون صاحب تم نے سمجھے کہ یہان زنانی محفل ہو بلا تکلف چلے آئے شاہزادے نے جواب دیا کہ ہم سحر اسیجبار کی سیر کو آئے ہین ایک کنیز نے بڑھکر چھڑی اٹھائی شاہزادے نے تلوار کھینچی ہاتھ مارا کہ کنیز کے دو ٹکڑے ہوے اور کنیزین بڑھکر سحر کرنے لگین جتنے سحر کیا شاہزادے نے لوح چمکا دی الٹا سحر پلٹا اسی کا کام تمام کیا شاہزادہ تلوار سے لڑ رہا ہو جسپر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے جب دس پانچ کنیزین قتل ہوئین تو سامنے سے بھاگ کے پاس ملکہ کے آئین کہا حضور ایک جلاد آیا ہو اسنے دس بارہ کنیزون کو مارا وہ دیکھیے سامنے تلوار کھینچے ہوے آتا ہو ملکہ نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال سرو قد خورشید خد تیغہ ہاتھ مین کھنچا ہوا کنیزون کو قتل کرتے کو آتا ہو ملکہ کو پسینہ آگیا پکار کر کہا کہ او شہریار مجھکو قتل کیجیے مین اپنی زندگی سے بیزار ہون ہاے بعد گلشن آرا کے مین زندہ رہی ہے مجھے قتل کرو کہ مین گلشن آرا تک پہونچون شاہزادے نے پکار کر کہا آپ کو اس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق سے کیا مطلب ہو ملکہ نے کہا میری خالہ زاد بہن تھی ایک ساتھ پرورش پائی ایک ہی مکتب مین پڑھے مگر نہین معلوم اسکا معشوق کہان ہو شاہزادے نے کہا وہ ننگ عشق مین ہی ہون کہ معشوق مر جائے اور مجھکو موت نہ آئے یہ جو ملکہ نے سنا دوڑ کر ہاتھ تھام لیا کہا کیا جوہر شناس تھی نگینہ ہیرے کا پسند کیا غرض یہ کہکے شاہزادے کو مسند پر بٹھایا کنیزون سے کہا دیکھو صاحب انھین کے واسطے گلشن آرا نے جان دی ہم کیا صاحب نصیب ہین کہ مطلوب گلشن آرا کو دیکھا اسوقت روح گلشن آرا کی شاد ہوتی ہوگی اسی جلسے مین باتین ہونے لگین شاہزادے نے نام پوچھا ملکہ نے کہا مجھ بدنصیب کو الماس نارنجی پوش کہتے ہین بادشاہ طلسم جہد انجام جادو ہو اسکی چھوٹی بیٹی ہون آج فلک نے بڑا احسان کیا صاحب تمھارا آنا کس وجہ مین ہوا شاہزادے نے سب کیفیت بیان کی اور کہا او ملکۂ عالم اگر لبسرام کو گھسکر نہ مارا تو نام اپنا ماہ عالم افروز نہ پایا لبسرام گلشن کو قتل کرکے

کیا میرے ہاتھ سے بچینگی الماس نے پوچھا کہ کیا آپ کو سحر آتا ہی شاہزادے نے لوح نخچیر
دکھائی کہ یہ بی گلشن کا صدقہ ہی کہ سحر مجھپر تاثیر نہین کرتا جب جسکا دون کیسا ہی ساحر ہو اور
کیسا ہی زبردست سحر کرے مگر مجھپر تاثیر نہ ہو اس جلسے مین ملکہ نے کئی مرتبہ گلے مین ہاتھ
ڈالدیے شاہزادہ بھی اختلاط ظاہری کر رہا ہی کنیزون نے جو یہ معرکہ دیکھا آپس مین
کہنے لگین کل گلشن پر یہ معرکہ گذرا آج بی الماس پہلو مین بیٹھی ہین چلکر بسرام سے اطلاع
کرین ورنہ ہم لوگون پر آفت آئیگی بسرام وہ جلاد ہی کہ ہم مین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑیگی اور
یہی جرم رکھیگی کہ تمنے ہمسے اطلاع نہ کی چند نے کہا کہ چلو بی بسرام سے یہ اطلاع کرین کہ
شاہزادہ والا قدر صحراے خیال مین پہونچا بی الماس سے ملاقات ہو گئی چند کنیزین
بھاگین خدمت مین بسرام کی آئین بسرام ملول و حزین بیٹھی تھی کہ کنیزون نے آکر خبر کی
کہ لو ملکہ عالم غضب ہوا کہ شاہزادہ صحراے خیال مین پہونچا اور بی الماس نارنجی پوش
نے بڑے اعزاز و اکرام سے مسند پر بٹھا لیا گلشن کے جلسے سے باتین ہو رہی ہین یہ سنکر
بسرام تھرانے لگی کہتی تھی ارے ان رستانیونکو کیا ہو گیا ہی آسمان پھٹ پڑا ہی کہ یہ سب
شاہزادیان اپنی جان ریتی ہین کچھ ہمارا خوف نہین مین نے اسی واسطے گلشن کو جلادیا
کہ اورون کو خیال ہو اسکا یہ بدلہ ہوا کہ بی الماس شاہزادے کو لیکر بیٹھی ہین مگر اسکا
حسن بھی عالم افروز ہی جسنے دیکھا وہ دیوانہ ہوا ہر ایک کو خیال ہی کہ جان جائے مگر اس سے
ملین خواہ غنچۂ آرزو کھلے یا نکلے مین ابھی جاکر بی الماس کو لاتی ہون اور اسکا بھی یہی
حال کرون ایسا تڑپاؤن کہ عمر بھر یاد کرین اپنے نصیبون کو رویا کرین یہ کہکر تخت آتشین
پر سوار ہوئی طرف صحراے خیال کے چلی یہان وہ وقت ہی دونون شیدائی یک دیگر
بیٹھے ہین وہی باتین ہو رہی ہین الماس ہر بات مین کہتی ہی کہ مین روح کو بہن کی شاد
کرتی ہون یقین ہی کہ آج شب کو میرے خواب مین آئین شاہزادہ کہتا ہی اے ملکہ الماس
کہتے ہین سب کہان گئین ملکہ نے کہا جہان چاہین جائین مین اب آپ کا ساتھ نہ چھوڑونگی
روح گلشن کو شاد کرونگی ایک کنیز کہ بانون سے لگی ہی وہ سامنے بیٹھی ہوئی کچھ اشعار
عاشقانہ گا رہی ہی ملکہ نے شراب پیش کی کہ میرے ہاتھ سے جام پیجیے شاہزادے نے

نقل مذہب بیچ مین پیش کیا ملکہ نے کلمہ پڑھا دونون شراب پی رہے ہین آپس مین دل لگی
ہو رہی ہے ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہے شمرم کو اِس محفل مین شرم ہے کہ آسمان سے آواز آئی
کیون الماس یہ تو نے کیا کیا اس فتنہ کو پہلو مین بٹھایا گلشن کا حال سنا وہ بیچ بیکستانی
یہ کہکر زمین پر اُتری شاہزادے نے تیغ کھینچا جب شاہزادہ بڑھا تو بسرام پیچھے ہٹی شاہزادے
کو دوڑانے لگی جب بسرام نے دیکھا کہ شاہزادہ دوڑتے دوڑتے تھک گیا ہے جھٹکر الماس
کو بلا الماس نے پکار کر آواز دی اے شہریار آرزوے دل پوری ہوئی ہم پاس گلشن کے
جاتے ہین اب گلشن کے ہم پہلو ہونگے وہ بھی جانے کہتین ایسی ہوتی ہین کہ عدم مین
آکر ملاقات کی شاید یہ خیال ہو کہ معشوق کو ہمارے پہلو مین بٹھایا اُسکا جواب یہ ہے کہ
تمھارے نام سے اُنسے ملاقات ہوئی خیال مین آیا کہ ہم جو اُنکی خاطر کرینگے تو روح ملکہ
گلشن آرا خوش ہوگی شاہزادے نے دیکھا کہ بسرام بلند ہوا چاہتی ہے تیر و کمان کو
اُٹھایا اور دعا کرکے تیر مارا تیر جا کر سینے پر بسرام کے پڑا کر توڑ کر پشت کو پار گذرا
بسرام کے ہاتھ سے ملکہ چھوٹی شاہزادے نے دوڑ کر ملکہ کو روکا بسرام نے تڑپ تڑپکر
جان دی اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من بسرام جادو بود
مرنا بسرام کا چند کنیزین جو ساتھ آئی تھین وہ تو یہ کہتی ہوئی بھاگین کہ آج رکن طلسم
آبگینہ گر گیا چلو چلکر ملکہ گلزار سے اطلاع کرین گلزار غمگین بیٹھی ہے گلشن آرا کو یاد کرکے
رو رہی ہے کہتی ہے ہاے میری بچی کو بے خطا قتل کیا بسرام کو سامری و جمشید غارت کرین
ایسا ستم کیا کہ مین بیکار ہوگئی میرا بات کرنے کو جی نہین چاہتا یہی جی چاہتا ہے کہ منہ لپیٹے
پڑی رہون ہاے بیٹا گلشن تجھے بڑا صدمہ اُٹھایا جب آگ بدن مین لگی ہوگی تو کیسی
تڑپتی ہوگی مگر مجبور کیا کرے اُسی مین بیٹھی رہی تڑپ تڑپ کے جان دی جلوۂ عشق
اُسنے دکھا دیا ہاے جب رات کو مین سمجھانے گئی تو مجھکو بگڑ کر جواب دیا کہ مادر مہربان
جو کیا وہ کیا اب کیونکر توبہ کرین آپ نہ سمجھایئے انشاء اللہ میرے قتل کرنے والے
سب قتل ہونگے آپ اپنے کو بچایئے گا ہاے گلشن اپنی جان پر بنی ہوئی تھی مگر مجھکو
نصیحت کرتی تھین باہر سے جو آتی تھین تو دوڑ کر لپٹ جاتی تھین دونون بیٹیان بھی

سمجھا رہی ہیں کہ مادر مہربان اب صبح کیجیے رونے سے گلشن سے ملاقات نہ ہوگی مگر اس
شاہزادے کو گرفتار کرنا بہت دشوار ہے جو کوئی مکر کریگا تو البتہ گرفتار کر لیگا بے مکر وہ گرفتار
نہ ہوگا صاحب طاقت و قوت لوح محفوظ اُسکے ہاتھ میں آئی لوح طلسمی کو بھی تلاش کریگا
صاحب اقبال ہے ایک روز لوح بھی پا جائیگا بقول آپ کے بسرام کو ڈھونڈھکر مارے گا
یہ ذکر تھا کہ چند کنیزیں آکر پہونچیں سامنے گلزار کے سر رہ مار اکر اس شاہزادے کو
نہیں معلوم کسنے راستہ بتا دیا کہ وہ جوان صحرا سے خیال میں پہونچا بی الماس عاشق
ہوئیں پہلو میں بٹھا لیا ہماگون نے جا کر بسرام سے اطلاع کی بسرام نہیں اور رہا تھ
سے شاہزادے کے قتل ہوئیں وہ دونوں خوش خرم بیٹھے ہیں لاش بسرام کی صحرا
میں پڑی ہے دونوں بیٹیاں گلزار کی اٹھیں مگر گلزار کہتی ہے خوب ہوا جو اس حرامزادی
نے ظلم کیا تھا اُسکا آخر عیوض ہوا اُسکی معشوق کو مارا تھا اُسنے بدلا لیا گلزار کی دونوں
بیٹیاں اٹھیں کہ مادر مہربان ہم جا کر دونوں کو لاتے ہیں اول جا کر لاشہ جد کا اٹھائیں
پھر اُن دونوں کو گرفتار کریں گلزار نے کہا بیٹیا ایسا نہ ہو تمہیں بھی ہاتھ چل جائے تو
باعث خرابی ہے گلچین و برگ نے کہا ہم وہ حرکت نہ کرینگے غفلت میں سب کام کرینگے جب
وہ سو جائینگے تو گرفتار کرینگے بڑے غضب کی بات ہے کہ بزرگ طلسم مارا جائے اور
ہم سے کچھ نہ ہو سکے یہ کہکر دو ہزار کنیزیں اپنے ساتھ لیں اور یہ دونوں چلیں یہاں یہ
دونوں پاس بیٹھے ہیں جام چل رہا ہے کسی کی فکر نہیں کہ آسمان سے اغرہ ہوا تم گلچین و
برگ جادوگیوں بی الماس دادی کو قتل کرایا معشوق کو ساتھ لیکر بیٹھی ہو گلشن
کا خوب حیلہ خیال میں آیا اسی حیلے سے ملاقات ہوئی ہم لاشہ جد کا لیجاتے ہیں بعد اُسکے
آکر تمھاری بھی فکر کرینگے اب بچنا دشوار ہے یہ کہتی ہوئی قریب لاشہ بسرام آئیں مگر
الماس نے کہا ای شہریار اب سب کو خبر ہو گئی سب ہمارے آپ کے دشمن ہوئے
اب جان بچنے کی کون صورت ہے شاہزادے نے کہا ملکہ نہ گھبراؤ میں سب کو جواب دونگا
اُدھر گلچین و برگ لاش بسرام کی بیگئیں لاش کو جا کر جلا یا نار یہ واصل جہنم ہوئی اب
یہ دونوں صلاح کر کے چلیں صحرا سے خیال میں پہونچیں دیکھا دونوں بے غم بیٹھے ہیں

دونون نے پکار کر آواز دی او شہریار اُٹھیے تجسے مقابلہ کیجیے یہ کہکر آگ برسانے لگین
شاہزادہ لوح چمکانے لگا تمام آگ پانی ہوکر بہ جاتی ہی گلبن تو شاہزادے سے مقابلہ
کرتی ہی برگ نے جست کرکے الماس نارنجی پوش کو لیا الماس نے پکار کر آواز
دی او شہریار یہ کنیز رخصت ہوتی ہی مزار غریبان پر آئیگا تو فاتحہ ضرور پڑھ جائیگا ورنہ
قبر مین روح بے چین رہیگی اب ہم سے جاکر ملین گے پھر پیغام دیجیے گا دونون کا رونا
اور بلکنا دیکھکر گلبن نے برگ سے ہمکاری پکار کر کہا کیون ہم عاشق و معشوق کو جدا
کرتی ہو ہم انھین کی تابعداری کرینگے برگ یہ سنکر اتر آئی الماس کے قدمون کو بوسہ
دیا کہا اوری ہم آپ کے ساتھ ہین انجام سے اُٹھینگے لوح کی فکر کرینگے آیندہ خدا کو اختیار
ہی شاہزادہ بھی خوش ہوگیا الماس نے کہا بہنون تمنے ہمکو خوب راضی کیا دیکھین اب
کیا ہوتا ہی گلبن اور برگ نے کہا اب کچھ نہ ہوگا ہم آٹھ پہر حفاظت کرینگے غیر کو آنے
نہ دینگے آیندہ خدا کو اختیار ہی دونون کو ساتھ لیا قریب صحرا کے ایک باغ تھا اسمین
جاکر اتارا خدمت کرنے لگین یہ دونون مسند پر بیٹھے ہین گلبن و برگ خدمت کرتی
ہین اپنے سامنے کھانا کھلایا پانی پلایا شراب دونون کو پلائی کہا اب آپ آرام فرمائیے
ہم پہرا دیتے ہین دونون نادان غافل از شعبدہ بازی فلک پلنگ پر آکر سو گئے جب
دونون نے آرام کیا تب گلبن نے لوح شاہزادے کے گلے سے اُتار لی اور پکارا
کر اوتنقی اٹھو جس شی کا مجھکو گھمنڈ تھا وہ ہمنے لے لی شاہزادے نے آنکھ کھولی دیکھا
سب جادوگرنیان گھیرے ہین گلبن نے شاہزادے پر سحر کیا شاہزادہ بیہوش ہوکر
گرا ایک بہن نے الماس کو گرفتار کیا اور تختون پر دونون کو ڈالکر نوبت نقارے
بجاتی ہوئی طرف قلعہ گلزار کے چلین انکو تو یہین چھوڑیے اب حال کاوس سُنیے یہ رات
بھر غار مین چھپا رہا صبح کو باغ مین آیا شاہزادے کو نہ پایا حیران ہوا کہ میرا آقا کہان گیا
تلاش کرتا ہوا چلا کئی دن مین قریب کوہ مقناطیس کے پہونچا وہان کا میلہ دیکھا پہلو مین
جو پہاڑ سے آیا تو کان مین آواز گانیکی آئی کہ کوئی خوش آواز یہ اشعار گا رہا ہی نظم

اس سے مرنا مجھے اپنا تعلق جان ہوگا | کر نہ دیکھیگا مجھے وہ تو پشیمان ہوگا

گر یہی آپ کے انکار رہیں گے تا صبح
تو سلامت ہو تو عالم کو کرے گا تجھسا
ہائے میرا یہ ہوا حال کہ تجھسا بے درد
دم تو نکلا بھی مگر دل سے نہ پیکان نکلا
کیوں ڈراتے ہیں یہ واعظ کہ خبردار رہو
قتل کر رحم کے بدلے کہیں حل ہو مشکل
میں تو مرتا ہوں فقط حشر میں جینے کے لیے
بیٹھنے دیگی نہ کونے میں بھی وحشت مجھکو
دیکھیں کیا آپ پہ گذرتی ہے خدا خیر کرے
کثرت داغ جدائی جو یہی ہے تو نسیم

وصل کی شب یہ گمان شب ہجران ہوگا
ہائے پھر کون مرے حال کا پرسان ہوگا
خاص اسواسطے آتا ہے کہ پرسان ہوگا
یہ بھی شاید اسی بیرحم کا احسان ہوگا
کیا جہنم بھی کوئی کوچۂ جانان ہوگا
مجھکو اس جینے سے مرنا بہت آسان ہوگا
کہ مرے ہاتھ میں واں آپ کا دامان ہوگا
صبح کو زیر قدم صحن بیابان ہوگا
ہائے وہ اشک جو بیہے تو دامان ہوگا
اب تو اپنا بھی جگر رشک گلستان ہوگا

کاؤس نے جو یہ آواز سنی دیوار پر چڑھا دیکھا کہ ایک جادوگرنی بیٹھی ہے اور ایک بندریا کی کھال اسکے پاس رکھی ہے اور میوہ جو رکھا ہے وہ سب کو بانٹ رہی ہے یہ وہی جادوگرنی ہے جو بندریا بنکر تخت پر بیٹھتی تھی کاؤس دیوار سے اتر کر ایک گوشے میں چھپ رہا جب سب سو گئے تو جھپٹ کر قریب ساحرہ کے آیا اور جو بزرگون کی باتیں ہیں اسی طرح سے ساحرہ کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکر ایک گوشے میں لایا زمین کھودی اس ساحرہ کو اسی میں دفن کیا اوپر سے مٹی بہت سی ڈالدی خود اسی ساحرہ کی شکل بنکر پلنگ پر سو رہا صبح کو جو اٹھا کنیزوں نے آکر سلام کیا قدموں کو بوسہ دیا اسنے کنیزوں سے کہ قدرت کو معلوم ہے کہ جس راہ سے جاتے ہیں مگر آج بھول گئے ۔ اتنا سنتے ہی کنیزوں نے کہا یہ کھال پہنیے اور گوشۂ باغ میں نقب ہے اس میں سے نکلکر تخت پر بیٹھیے اور گھنٹہ نواز کو بلاکر جو حکم دینا ہو وہ حکم دیجیے ہم لوگ مجبور و ناچار ہیں قدرت کے ساتھ نہیں جا سکتے یہ سنکر کاؤس نے کھال پہنی اور جاکر نقب میں داخل ہوا اسی حجرے میں پہونچا گھنٹہ نواز و ناقوس نواز اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہیں کہ ایک آواز آئی او بندگان من جلد آکر حاضر ہو سب برہمن آپس میں کہتے تھے کہ نہیں معلوم آج کیا سبب ہے کہ خداوند خلاف

وقت آئے آواز سن سنکے سب برہمن لوگ آکر جمع ہوئے کاؤس نے حکم دیا بھاری
مُہر لیجاؤ اور فرمان لکھو کہ سب آکر حاضر ہون قدرت فیض جاری کرینگے سب کو شراب
پلائینگے کہ تمھین سب کی بڑھجائینگی فی الحال ہنگامہ ہو رہا ہو کہ طلسم کشا آتا ہو جب عمر
بڑھجائیگی تو کوئی کسی کو قتل نہ کر سکیگا مٹکے شراب کے جمع کر و یہ تمھین اُسی وقت بھاگے
ہیئے گلزار کو خبر کی پھر جا کر انجام کو نامہ دیا اور شاہ وشہ پارہ زادون کو نامے دیئے
کہ کاؤس کو منتظر رہو کہ بادشاہ طلسم کو مار ڈالون میرا آقا غالب آجائے پھر طلسم مین
کون بول سکیگا یہ تو اس فکر مین ہو مگر گلزار نے بیٹیون کو حکم دیا کہ تم پہلے چلو مین بھی
آتی ہون گلبن وبرگ چلین یہان صبح ہوتے ہوتے سب میلہ جمع ہو گیا جسنے یہ خبر
سنی کہ عمر بڑھائی جائیگی وہ خوشی خوشی آیا اور دفتر یک جلسہ ہوا یہان کاؤس نے
حکم دیا برہمنون نے مٹکے شراب کے اور گھڑے بھر کر رکھ دیئے کاؤس نے بیہوشی
سب مین ملا دی جب سب جلسہ جمع ہو چکا کاؤس کسیکا نام تو جانتا نہین پہلی عیاری
حکم دیدیا کہ سب شراب پیئین سب جادوگرون نے شراب پینا شروع کیا میلے کے
لوگ برہمنون کی منتین کر رہے ہین کہ ہمکو بھی ایک جام پلانا برہمنون نے ہزار روپیہ
تحصیل لیا جب شراب پی چکے تو کاؤس نے پکار کر کہا کہ اب سب اُٹھکر قدرت کے
سامنے ناچو اور تماشے کرو قدرت آج بہت خوش ہین اور محفل مین ہنگامہ ہونے
لگا سب پر گلو جارن کا اثر ہوا جو اُٹھا وہ ڈگمگا کر گرا تھوڑے عرصے مین دیکھا کہ کل
اہل محفل بیہوش ہوئے کاؤس کھال اُتار کر حجرے سے نکلا کسی کو پہچانتا نہین ہو خنجر مارنا
شروع کیے جادوگرون کے مرنے کا غلغلہ ہوا کاؤس نے کوہ سے دیکھا کہ حلوائی یا تو
مٹھائی بنا رہا تھا یا اُٹھکر بھٹی مین باندھ پڑا دوسرے نے پکار کر کہا بھائی مین بھی آیا
تھوڑے عرصے مین سارا میلہ بھی بیہوش ہوا جی مین کہتا ہو کہ کاؤس تدبیر کو بھی کیا
دخل ہو کہ جو اکیلے نے سب کو بیہوش کر دیا پھر خنجر برہنہ لیے باہر نکلا جادوگرونکو قتل
کرنے لگا گلبن وبرگ دونون راہ مین آتی تھین کان مین جادوگرون کے مرنیکی
آواز آئی گلبن نے برگ سے کہا کہ آج مقام خداوندی پر کیا عذر ہو صدہا جادوگر مرتے

مرنے کی آواز آرہی ہے برگ نے کہا قدرت نے تقدیر بدلی ہوگی سوائے بہتری کے اور کیا ہوگا عمرو ان سب کی پڑھ رہی ہیں دونوں نے تخت بڑھائے اسوقت پہونچیں آسمان سے دیکھا کہ ایک عیار روڑ با پتلا جادوگرون کو قتل کر رہا ہے زمین سے آواز دی کہ او مکار یہ کیا کرتا ہے منم گلبن ہے یا دو و برگ جادو کاؤس نے چاہا بھاگون گلبن نے گرہ کی آواز دی کاؤس گرا بیہوش ہوگیا گلبن نے آکر سب کو ہوشیار کیا اور دریافت کرتی تھیں کہ خداوند کیا ہوے باغ مین جاکر دیکھا تو کہیں نہ پایا یکایک آواز مرنے کی خبیثہ کے سنی سمت آواز کے چلین تو جاکر دیکھا کہ خبیثہ ایک گڑھے مین مری پڑی ہے اسکا لاشہ اٹھایا جاکر دفن کیا سب ساحر افسوس کرتے تھے کہ ہمارا مذہب خوب خراب ہوا ایک جادوگرنی کو سجدہ کیا سامری و جمشید کو بھولے اُسی کا یہ انجام ہوا کہ ہزارہا جادوگر مارا گیا برہمنون کو وہان سے اٹھا دیا حجرہ کعبہ وا ڈالا کاؤس کو ایک قفس آہنی مین بند کیا قید لیکر گلبن و برگ قلعہ گلزار مین آئین گلزار نے کہا ارے تو کون ہے کہ ہماری خداوند کو مارا صدہا جادوگرون کا خون کیا اب کہہ تیرا کیا حال کرین یہ سنکر کاؤس نے کہا مین تو ایک گویے کا لڑکا ہون میرا گانا سنئیے بہت خوش ہوجیئے گا گلزار تنہائی مین لائی کاؤس نے یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز بلند گانا شروع کیے نظم

حشر کے روز اگر داد طلب دل ہوگا ، لب ہلانا مرے جلاد کو مشکل ہوگا

ہاتھ پڑ جائینگے لاکھون کے دم حشر ایدل ، چاک زخمون کی طرح دامن قاتل ہوگا

حشر کو کاغذ اعمال دکھائینگے بشر ، میرے ہاتھون مین فقط آبلۂ دل ہوگا

کیا عجب چونک پڑے خواب گران سے وہ گل ، نالہ کرنے مین بھی احسان عنادل ہوگا

بوسے جبتک جو لب یار کے لے لیتا تھا ، ساقیا جام نہ ہوگا وہ کوئی دل ہوگا

کہتے ہین قتل کرینگے وہ لحد پہ آکے ، فیصلہ آج ہمارا سر منزل ہوگا

ہوگئی قتل مین تاخیر تو بے جوش کمان ، قصد قاتل کی طرح شوق بھی باطل ہوگا

آج غنچون نے صدائین جو سنین بین شیام ، کچھ صبا کو ادب خواب عنادل ہوگا

قدر رہنے کی نہین بات جو بگڑیگی نسیم ، قدح مے بھی اگر کاسۂ سائل ہوگا

اِس رنگ سے یہ اشعار گائے کہ گلزار بیقرار ہوگئی کہا مین تجھکو قید سے رہا تو نہ کرونگی مگر باغ خزان نصیب جو ہمارے بزرگون کا ہے اُسمین چلکر رہون پیر اُنکا ناسفون اور قفس ہاتھ مین لیکر بیٹیون سے کہا کہ شہر سے ہوشیار و خبردار رہنا مین باغ مین جاتی ہون یہ کہکر قفس لیے ہوے باغ مین آئی بارہ دری مین بیٹھکر گانا کاؤس کا سننے لگی جب کاؤس کا چکتا ہے تو پھر قفس مین بند کر دیتی ہے قفس سامنے شکار بنتا ہے آخر وہ زمانہ آیا کہ گلبین و برگ نے شاہزادے و ملکہ کو گرفتار کیا لوح محفوظ لیلی قید لیکر شہر مین آئین مان کو عرضی لکھی کہ اے مادر مہربان ماہ عالم افروز و ملکہ الماس نار بخی پوش کو ہم گرفتار کر لائے ہین جو حکم ہو وہ بجا لائین گلزار نے جواب مین لکھا کہ دونون قیدیون کو لیکر اِسی مقام پر آؤ ہم تم ملکر حفاظت کرین مسلمانون کے مددگار جابجا ہین ایسا نہو تمکو صدمہ پہونچے گلبین و برگ قید شاہزادے کی لیکر طرف باغ خزان نصیب کے چلین چند کنیزین ساتھ ہین کچھ دروازے پر چھوڑین کہ خبردار کوئی آنے نہ پائے کسی کو آنے نہ دینا ہم اندر جا کر حفاظت کرینگے گلزار گانا سن رہی تھی کہ کنیزون نے خبر دی کہ گلبین و برگ قید شاہزادے کی لاتی ہین مہتر کاؤس نے یہ سب ماجرا سنا یا تو گلزار گانا سنتی تھی یا کاؤس کو قفس مین بند کرکے مسند پر بیٹھی کہ گلبین و برگ نے لا کر قید یونکو پیش کیا گلزار نے حکم دیا دونون کو باندھ دو اے گلبین و برگ تم بھی جاگتی رہو ہوشیار رہنا اور کنیزون کو حکم دیا کہ سامنے حاضر رہو کنیزین سامنے حاضر ہین گلبین و برگ آکر سامنے بیٹھین کہ گلزار نے پکار کر آواز دی اے گلبین مین نے دیکھا کہ طلسم شکست تو اشارے کر رہی ہے گلبین نے ہاتھ باندھکر عرض کی مین تو فقط بیٹھی ہون کسی سے اشارہ نہین کیا گلزار نے کہا میرے قریب آؤ تو مین بتاؤن گلبین جب قریب آئی تو گلزار نے کہا منہ کھولو جیسے ہی گلبین نے زبان کھولی گلزار نے سوزن ریدی اور رشتون سے باندھا پھر آواز دی اے برگ جادو تم کسی سے میل نہ کرنا دیکھو اسوقت مین خود حفاظت کر رہی ہون اگر بعد مین کچھ عیب دیکھنا تو برابر گرفتار کر لینا یہ وہ وقت ہے کہ ایک کو ایک کا پاس نہین کرنا چاہیے ایسا نہو کہ طلسم کشا رہا ہو جائے تو باعث

خرابی ہو برگ نے عرض کی مین خوب ہوشیار ہون جو فراج مین آئے وہ انتظام کیجیے
کشولی پر برگ بیٹھی گلزار نے پھر آواز دی کہ کیون بی برگ آنکھ سے کیا اشارہ کیا
ہاتھ سے کیا پتہ دیا برگ نے کہا اے مادر مہربان میرا تو ہاتھ پانون نہین ہلا خاموش
بیٹھی ہون گلزار نے کہا میرے قریب آؤ جیسے ہی برگ قریب آئی گلزار نے کہا منھ
کھولو برگ نے منھ کھولا گلزار نے برگ کی بھی زبان مین سوزن دی کنیزون کو بھی
فرداً فرداً باندھا سب گرفتار ہو چکے تو گلزار مسند سے اُٹھی ٹہلتی ہوئی شاہزادے
کے قریب آئی کہا اے شہریار غلام کو آپ نے پہچانا مَین وہ بندۂ بے نظیر فرزند خواجہ عمرو
عیار پُر غرور رنور نگاہ وش شاپور شاہزادہ ہنس پڑا پوچھا اے مختروا الاگر یہ عیاری کیونکر
کی کاؤس نے بیان کیا جب گلبن کی عرضی آئی اور مجھکو معلوم ہوا کہ حضور قید ہو گئے
اُسی وقت مین نے گلزار کو بیہوش کیا اپنی شکل بنا کر قفس مین بند کر دیا یہ کہکر لوح محفوظ
گلے مین ڈالی شاہزادے نے قید توڑی ملکہ کو بھی رہا کیا اور گلزار کو ہوشیار کیا اب
گلزار نے دیکھا کہ بی الماس تخت پر بیٹھی ہین بیٹیان بندھی ہوئی ہین تمام کنیزین قید
ہوش و حواس اُڑ گئے الماس نے قریب آکر کہا خالہ امان اب ہمپر احسان کیجیے دیکھا
آپ نے کہ آپ لوگون کے مذہب کا یہ انجام ہو کہ ایک ساحرہ بند رہا بنکر بیٹھی سب نے
سجدہ کیا مناسب یہ ہو کہ پروردگار کو سجدہ کیجیے تو مذہب درست ہو یہ مذہب نہین ہو
کہ جسنے شعبدہ دکھایا اُسی کو سجدہ کیا گلزار کا دل روشن ہو گیا اشارہ کیا کہ اے نور نظر
میری زبان سے سوزن نکالو تو مین جواب دون اب مکر نہ کرونگی کاؤس نے بڑھکر
زبان سے گلزار کی سوزن نکالی گلزار قدمون پر شاہزادے کے گری ہاتھ باندھکر
عرض کی مین حضور کی کنیز ہون آج مختر کاؤس نے کیا کار نمایان کیا کہ مجھ ایسی سلوٹ
کو اور دھوکا دیا اور گرفتار کرکے قفس مین بند کر دیا مین قائل ہوئی کہ آپ بڑے
اقبالمند ہین اب چلکر قلعے کو اسلام آباد کیجیے شاہزادہ سوار ہوا الماس کو تخت پہ
سوار کیا گلزار و گلبین و برگ اہتمام کرتی ہوئی ساتھ ہین قلعے مین داخل ہوئے
قلعے والون نے دیکھا کہ ابھی تو قید ہو کر آئے تھے اب رہا ہو کر آئے ہین گلزار

نے پکار کے کہا کہ مین نے بدل شاہزادے کی اطاعت کی جسکو مسلمان ہونا ہو وہ قلعے مین رہے ورنہ ہمارے قلعے سے نکلجائے سب شہر والے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے کل دیر کعدے مسجدون کی بنا ہوئی سارے شہر مین مشہور ہوا گلزار مع بیٹیونکے مسلمان ہوئی جب دربار کا وقت آیا تخت پر ملکہ الماس نارنجی پوش بیٹھی ایکجانب گلزار دوسری طرف گلبن و برگ بیٹھی ہین صحبت عیش وجیش آراستہ ہوئی ایک ساقی بچہ شوخ وشنگ موسوم بہ ہوشنگ شراب پلاکر سامنے بیٹھا یہ اشعار گارہا ہے نظم

ساقیا دے مجھے شتاب شراب　　لب سے کرتا ہون مین شراب شراب
ہجر مین آگ ہو گیا پانی　　دل کو کردیتی ہی کباب شراب
ہین قلوب اُسکے نور سے روشن　　کیون نہ کہلائے آفتاب شراب
ہو ہزار ارعیش آخر عمر　　صبح پیری ہی آفتاب شراب
ہو مرا جام زمرگی لبریز　　ساتھ اپنے بہین جناب شراب
ہی مری مستی مین ہُشیاری　　کہ ہو بے لطف وقت خواب شراب
فصل مین یہ عجب نہین ہی اگر　　ابر برسا سے جاسے آب شراب
ساقیا ہو تری جدائی مین　　داغ دل رشک ماہتاب شراب
نرگس مست یار کے آگے　　ہوئی غیرت سے آب آب شراب
داغ دل ہین نمک چھڑک اپنے　　کرنہ او محتسب خراب شراب
نہین ساقی تو کیا کرون ناسخ　　نہ مضطرب جیسے سیماب شراب

صحبت عیش ونشاط گرم ہی مگر لیسرام جو اِس قلعے مین آتی تھی اور آکر تخت پر بیٹھتی تھی ایک عصا مرصع کار سامنے تخت کے رکھا رہتا تھا وہ عصا کنیزون نے سامنے تخت کے رکھدیا ایک جادوگر موسوم بہ تکفیل جادو نے دیکھکر کہا او شاہزادے بس اب پلٹ جائیے آپ نے طلسم کا کیون بھیجا کیا شاہزادے نے کہا مجھکو ہدایت ہوئی بزرگان دین خواب مین آئے یہ بہبودی حاصل ہوئی کہ دختر شاہ طلسم قبضے مین آئی اب لوح طلسم بھی انشاء اللہ ملیگی تکفیل بول اٹھا وہ ہدایت شیطانی ہوگی شاہزادیکو

بہت ناگوار ہوا وہ عصا سے مرصع کا اُٹھا کر گلفیل پر مارا گلفیل تو ہٹ گیا وہ عصا زمین پر
پڑا کر بیچ میں سے ٹوٹ گیا ایک پرچہ کاغذ کا اُسمین سے نکلا کاؤس سمجھا کر کسی خزانے کا نشان
ہو یہ پرچہ اُٹھا کر شاہزادے کو دیا اُس پرچے کو شاہزادے نے پڑھا بخط جلی یہ مضمون لکھا
تھا کہ اگر قلعۂ گلزار قبضے میں آئے تو گلزار کو مناسب ہی کہ طلسم کشا کو ساتھ لیکر کنارے
دریاے محیط کے جائے اور یہ اسم حاشیہ پڑھکر آواز دے کہ ای ماہیار جادو حاضر ہو
لبسرام کا خاتمہ ہوا اور میں نائب طلسم ہوئی لوح طلسی وہ دیگا شاہزادے نے کہا
او بد اعتقاد دیکھ پروردگار نے ہمارے کیسی مدد کی ای گلزار جادو طرف دریاے محیط
کے چلو تو لوح طلسی کا پتہ ملے گلزار نے تخت سحر بنایا کیا شاہزادے کو اُسپر سوار کر لیا
کاؤس نے کہا میں بھی چلونگا اپنے آقا کو اکیلا چھوڑونگا گلزار نے کاؤس کو بھی سوار
کر لیا کنارے دریاے محیط کے پہونچے شاہزادے نے اسم پڑھکر آواز دی گلزار
برابر کھڑی ہو کر پانی کو جنبش ہوئی دریا میں کھولا پیدا ہوئی ہزاروں مچھلیاں نکلیں اور
ایک ماہی کلان نکلی کہ اُسپر ایک جادوگر سوار ہو نعرے کرتا ہوا کہ میں ماہیار لوحدار گلے
میں ایک تختی پڑی ہوئی کہ مثل برق چمک رہی ہو گلزار نے بڑھکر کہا کہ ای ماہیار لبسرام
کا خاتمہ ہوا میں نائب طلسم ہوئی جو تحفہ تمھارے پاس ہو وہ حوالے کر و اُس ساحر نے
کہا ای گلزار مجھکو سب حال معلوم ہو تم شریک طلسم کشا ہو گئیں یہ کہکر ہاتھ ہلایا ایک
برق گری گلزار کے گلے میں ایک زنجیر آہنی پڑ گئی گلزار گری اُس جادوگر نے چاہا کہ ایک
ہاتھ تلوار کا مار دون کہ گلزار کے دو ٹکڑے ہوں مگر کاؤس جو پہلو میں کھڑا تھا اُسنے
دیکھا کہ گلزار کا خاتمہ ہوتا ہی جبوہ حلقے کمند کے مارے وہ جادوگر گرا کاؤس نے خنجر
مار اکر شکم چاک قصہ پاک ہوا سب مچھلیاں جلنے لگیں آواز آئی کہ شتی مرا نام میں ماہیار جادو
ہو شاہزادے نے تختی اُسکے گلے سے اُتار لی اپنے گلے میں پہنی گلزار نے کاؤس کی
بڑی تعریفیں کیں کہ ای کاؤس تمنے جان بچالی اگر ذرا بھی شبہ ہوجاتے تو میرا خاتمہ ہوجاتا
کاؤس نے کہا عیار کا کام ہو خدا نے اپنا فضل کیا کہ لوح دستیاب ہوئی الشار السلاب
فنا می مرحلہ جات ہوگی ماہیار جو مارا گیا لاشہ اسکا اُڑتا ہوا سامنے انجام کے آیا انجام نے

سر پیٹ لیا کہا لو صاحبو غضب ہوا کہ طلسم کشا کو لوح ملگئی اب کون طلسم کشا کو روکیگا صدہا ساحر دربار مین انجام کے بیٹھے ہین انجام نے بصد حسرت کہا کہ اب طلسم کشا کو کون روکیگا ایک جادو بیٹھا ہی کہ نام اُسکا صمصام جادو ہی اپنے مقام سے چپکا اُٹھا کہ مین جا کے طلسم کشا کو لاتا ہون وہ صدمہ دون کہ طلسم کشا تڑپ تڑپ کر جان دے یہ کہکر جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک بڑا سا تختہ کاغذ کا نکالا اُسپر بہت سی تصویرین بنی ہوئی تھین اُسکو پکڑتا ہوا چلا یہان شاہزادے کو گلزار نے صلاح دی کہ لشکر اپنا بیرون قلعہ اُتار دیجے آج شب کو جشن ہی کل براے فتح تشریف لیجایے شاہزادے نے یہ قبول کیا بیرون قلعہ ایک باغ ہی کہ وہ ملکہ الماس نارنجی پوش کے واسطے بنا ہی اُس باغ مین آکے ملکہ آتی ہین شاہزادہ داخل بارگاہ ہوا گلزار وغیرہ جمع ہین مہجبینان گلگون پوش کا مجرا ہو رہا ہی یہ اشعار گا رہی ہین نظم

لہرا رہے ہین طرۂ زلف دوتا کے سانپ
بل کر رہے ہین پیش نظر کس بلا کے سانپ

اُٹھنے لگے ہین سینۂ سوزان سے پھر دھوئین
اڑنے لگے زمین سے فلک تک ہوا کے سانپ

لائی صبا ہی زلف مسلسل کی نکہتین
اترے ہین آسمان سے زمین پر ہوا کے سانپ

اچھا نہین ہی طول بلا او ستم شعار
پانؤن تک آ چکے تری زلف دوتا کے سانپ

دل سے خیال زلف کسی وقت کم نہین
نکلے نہین ابھی مرے ماتم سرا کے سانپ

آنیکی میرے سنکے خبر اُٹھ گیا رقیب
بھاگا کمال خوف سے کیا دم دبا کے سانپ

شانے کیے ہین یار کی زلف سیاہ مین
پلے ہین جیسے ہاتھ پر اپنے کھلا کے سانپ

پیچ کب ہین غنچہ ترے حلقہ ہاے زلف
محفوظ گنج حسن کیا ہی بٹھا کے سانپ

زلفین چھوے گا یار کی یہ منھ تو دیکھیے
سر پر عدو کے کھیل رہے ہین قضا کے سانپ

انصاف ہی تو جلوۂ حسن سیاہ دیکھ
پیدا کیے نسیم نے کس کس بلا کے سانپ

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا صبح کو شاہزادہ مسلح ہوا کہ گاؤس نے خبر دی کہ باغ مین نیا گل کھلا ہی ملکہ الماس نارنجی پوش کے کلیجے مین درد اُٹھا ہی فریاد کر رہی ہین کہ شاہزادے کو بلاؤ مین رخصت ہوتی ہون اِس درد سے جانبر نہ ہونگی شاہزادہ

بیقرار ہو کر دوڑا باغ مین آکر دیکھا کہ سب کنیزین رو رہی ہین اور ملکہ بستر پر تڑپ رہی ہین فرماتی ہین شاہزادہ اگر ہم سے رخصت تو ہولین کیونکہ ہم جانبر نہ ہونگے یہ درد جان نہ چھوڑیگا شاہزادے نے سر زانو پر رکھ لیا الماس نے آنکھین کھولدین کہا اسوقت تو آپ نے مسیحائی کی کہ اب بالکل درد نہیں ہو شاہزادہ تسکین دیتے رہا کہ ای ملکہ اب درد نہ ہوگا کہ کاؤس دوڑا ہوا آیا عرض کی بارگاہ مین چلیے ملکہ گلزار و گلبن و برگ کا عجیب حال ہو درد اٹھا ہو جلد تشریف لے چلیے شاہزادہ بیقرار ہو کر اٹھا جیسے ہی دربار مین قدم رکھا اور شاہزادے کا سایہ سر پر پڑا سب صحیح و سالم ہو گئے عرض کی کہ آپ کے قدم کی برکت سے ہمنے صحت پائی لشکر بھر چین ہو رہا تھا مگر شاہزادہ کیے آنے سے سب کو تسکین ہوئی کہ پھر کاؤس نے عرض کی کہ باغ مین جلدی تشریف لیچلیے ملکہ کا پھر عجیب حال ہو شاہزادہ اسطرف چلا تھا نصف راستہ طے کیا تھا کہ طرف سے لشکر کے رونیکی آواز آئی شاہزادے نے پلٹ کر دیکھا ایک ساحر سیاہ فام گلزار و گلبن و برگ کو گرفتار کیے ہوے بلند ہوتا جاتا ہو شاہزادہ پلٹا وہ جادوگر تخت کو اڑا کر باغ مین بھی آیا ملکہ کو اٹھا لیا لیکر بلند ہوا شاہزادہ بیقرار و بیتاب آگرا طرف بارگاہ کے آیا تو وہ ساحر باغ مین پہونچا اور ملکہ الماس کو گرفتار کیا اور اگر طرف باغ کے چلے تو اس ساحر نے بارگاہ مین آکر مصاحبین کو گرفتار کیا اب تخت اڑا کر روانہ ہوا شاہزادہ بیقرار ہو رہا ہو حال گرفتاری ملکہ دیکھکر یہ اشعار زبان پر ہین نظم

عزت بڑھائی بخشی مجھے تقدیر نے — طوق نے کی بندگی چومے قدم زنجیر نے
دونون عاشق شمع کے اور دونون قسمت کے جلے — جان پروانے نے دی بوسے لیے گلگیر نے
نذر مین گذرین کہ اطمینان انکا کر دیا — نالۂ بیسود نے فریاد بے تاثیر نے
ہر زمان خاموش کر دیتا ہو راز دوستی — کچھ نہ حال دل کہا میرا زبان تیر نے
کھلسکین کیا عاشق و معشوق کی سرگوشیان — کہدیا کچھ شمع نے کچھ سن لیا گلگیر نے
آبرو رکھ لی گنہگاری کی گو ہم مر گئے — بھید نہ کھلوایا سوال بخشش تقصیر نے

قضائے کار ایک ساحر لشکر کا برائے رفع حاجت گیا تھا پلٹ کر جو آیا تو آنکھ نے دیکھا

کہ شاہزادہ بیقرار ہی دیکھکر عرض کی کہ حضور کیون بیقرار ہوتے ہین حصام جادو آیا تھا
سحر کرکے اُن لوگون کو لے گیا حضور لوح دیکھیں لوح تدبیر بتائیگی یہ سُنکر شاہزادے
نے لوح کو دیکھا اُس مین نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم واے سیارہ این عجائبات اگر حصام
آکر ایسا سحر کرے کہ سردار آپ کے پکڑے جائین تو مناسب یہ ہی کہ طرف مشرق کے
روانہ ہو جیئے جو سانحہ معلوم ہو لوح کو دیکھکر کام کیجیے ضرور بمظفر و منصور ہوجیئیگا اور اگر
لوح کو نہ دیکھا تو بیشک باعث خرابی ہوگی شاہزادہ لوح دیکھکر ایک جانب روانہ ہوا
دن بھر رہبر دی کی شام کو ایک جنگل مین پہونچے دیکھا آسمان پر سات ستارے چمک رہے
ہین شاہزادے نے جو ستارے دیکھے لوح کو ملاحظہ کیا اُس مین مضمون نکلا کہ جہان یہ
ستارے غروب ہون تو اپنے کو اُسی مقام پر پہونچا لیجیے شاہزادہ نشان پر ستارونکے
چلا سامنے دیکھا ایک باغ ہی اُس مین ستارے اُترے شاہزادہ باغ مین آیا دیکھا باغ
بہشت آئین ایک حجرہ کلان بنا ہی اُس حجرے کے آگے ایک قبر بنی ہی اور ایک پتھر لگا ہی
اُس پتھر پر لکھا ہی کہ این قبر کشتۂ حسرت و یاس کوچۂ عشق مین یکتا یعنی ملکہ گلشن آرا قبر
ملکہ گلشن آرا دیکھکر شاہزادے کی آنکھ سے آنسو جاری ہوئے اور پکار کر آواز دی کہ
اے ملکۂ عالم یہ عاشق تمھارا حاضر ہی کچھ آواز تو دو کہ دل بہت بیقرار ہی آواز کا تمھاری مین
امیدوار ہون شاہزادے کی صدا جو بلند ہوئی دروازہ حجرے کا کھلا چند کنیزین ہمشکل
بصورت کنیزان گلشن آرا دکھائی دین شاہزادہ سبکو پہچانتا ہی بیقرار ہوکر پوچھا کیون اے
نرگس تو یہان کہان کنیز نے عرض کی کہ مین اس قبر کی مجاور رہون ایسے چین ملکہ کے
ساتھ کیے کہ خیال مین آیا کہ انکی قبر پر بیٹھے روشنی تو کر دیا کرینگے اگرچہ عدم مین کوئی کسی کا
خیرخواہ نہین ہو سکتا ہماری ذات سے یہی آرام ہی آپ تشریف رکھیے مین آپکے واسطے
پانی لاؤن ہاتھ منھ دھلواؤن ملکہ کو بڑا آپ کا مرتے دم تک انتظار تھا اُنکو خواب
مین آتی ہین یہی فرماتی ہین کہ اے نرگس ہمسے نگاہ نہ پھیرنا نرگس نے تو شاہزادے کو
باتون مین لگایا ایک کنیز اندر گئی ایک لگشت خالی لیکر آئی لاکر سامنے شاہزادے کے
رکھا نرگس نے کہا ہاتھ منھ دھو ڈالیے شاہزادے نے پوچھا اے نرگس پانی کہان ہی

کہا ساتھ جو حوض بھرا ہوا اُسمین سے پانی لیجیے شاہزادہ جو طرف حوض کے چلا حوض کا پانی اِتقدر
اُبلا کہ تمام باغ ڈوب گیا شاہزادہ بہتے بہتے گنبد پر پہونچا کہ اُسی پانی مین ایک کشتی پیدا
ہوئی شاہزادہ کشتی پر سوار ہوا کشتی ایک جانب چلی کہ سامنے دیکھا دریا کے بیچون بیچ ایک
قصر بنا ہوا اور اُسمین ایک ساحرہ بیٹھی سحر کر رہی ہے اور وہی کنیزین لا لا کر اسباب سحر دیتی ہین ابھی
شاہزادے نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ جو جادوگرنی قصر مین بیٹھی ہو اُسکا عجائب جادو
نام ہو اُسکو تیر سے مارو نہ پانی سے آبرو بچیگی شاہزادے نے کمان کاندھے سے اُتاری
اور تیر پھر کمان مین پیوست کیا تاک کر ساحرہ کو مارا اُسکے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار
گذر اندھیرا ہو گیا آواز آئی کہ شتی مرا نام مین عجائب جادو بود اب شاہزادے نے
دیکھا کہ وہ دریا تو غائب ہوا اپنے کو دیکھا اُسی صحرا مین کھڑا ہون حیران ہو گئے جی مین
کہتے ہین کہ حقیقت مین طلسم ہو ساحر کیا کیا شعبدے دکھاتے ہین دریا مین کتنے پہونچا یا
سب پانی کیا ہو گیا اب سامنے خشکی کا ملا لوح کو ملاحظہ کیا تو تحریر پایا کہ بعد قتل ہونے
عجائب جادو کے اپنے کو باغ گلفشان مین پہونچا شاہزادے نے دیکھا سامنے
ایک دروازہ باغ کا کھلا ہو شاہزادہ بسم اللہ کر کے باغ مین داخل ہوا دیکھا ایک
گنبد کلان بنا ہوا ہو اور صدہا تصویرین اُسمین بنی ہین ایک جانب خیال کر کے دیکھا کہ
تصویر گلزار و الماس و گلچین و برگ وغیرہ و بنی ہو شاہزادے نے جو یہ تصویرین
دیکھین بیقرار ہو گیا کہ شاید میرے سردار اِسی مقام پر قید ہین لوح کو ملاحظہ کیا ابھی
کچھ نوشتہ نہین دیکھنے پائے کہ آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی اور ایک جوان
نے للکارا کہ او طلسم کشا کیا چھپ کر بیٹھا ہو میرے مقابلے مین تو آ شاہزادہ وہ اُتر پڑا مقابلے
مین اُس جوان کے آیا دونون مین نیزہ بازی ہونے لگی مگر شاہزادہ ہر مقام پر چاہتا ہو کہ
نیزہ مارے خاتمہ ہو جائے مگر خود ہی شاہزادہ بچاتا ہو وہ جوان جب نیزے سے
تنگ ہوا تو نیزہ پھینک کر تلوار کھینچی اور ہاتھ تلوار کا شاہزادے پر مارا شاہزادے
نے وار اُسکا روک کر سر کو بچایا کمر پر ہاتھ مارا دیا اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوے اور
نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا ایک ساحر کریہ منظر تخت پر سوار غصے مین چلا آتا ہو

کئی ہزار ساحر اسکی پشت پر مین دہی گھنٹ و ناقوس بجا رہے ہین وہ ساحر قریب گنبد کے آیا وہ تصویرین کہ کاغذ پر کھنچی ہوئی تھین ان تصویرون کو جدا کیا اور ایک قفس آہنی ساتھ تھا اسمین ان تصویرون کو بند کیا جیسے ہی وہ تصویرین قفس مین پہونچین تو شاہزادے کو معلوم ہوا کہ سب سردار میرے اسی قفس مین بند ہین شاہزادہ پکارتا ہوا بڑھا کہ او مکار ٹھہر جا مین تیرا علاج کرتا ہون اس ساحر نے وہ قفس تخت پر اپنے رکھ دیا اڑتا ہوا روانہ ہوگیا اور تمام باغ مین اندھیرا ہوا بعد تھوڑی دیر کے جب روشنی ہوئی تو شاہزادے نے دیکھا کہ وہ گنبد بھی غائب ہوگیا شاہزادہ تو اس فکر مین ہو مگر وہ ساحر سب قیدیون کو لیے ہوے دربار مین انجام جادو کے آیا انجام کے لشکر مین ایک ساحر ہو کہ نام اسکا ہمدان جادو ہو اسنے آنکھین کھولکر اشارہ کیا کہ ان قیدیون کو لیجاؤ وہ ساحر سب قیدیون کو ساتھ لیکر روانہ ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے پلٹ کر آیا اور عرض کی کہ مین انکو قید کر آیا انجام نے حکم دیا ارسطو سے جادو کو بلاؤ ارسطو آیا سامنے آکر کہا ای ملکۂ عالم جو حکم ہو وہ بجا لاؤن انجام نے کہا ایک صلاح بتاؤ کہ اب خداوند کس جگہ ہین ارسطو رونے لگا کہا ای ملکۂ عالم آپ نے بڑا غضب کیا کہ اس بندریا کو سجدہ کیا آپ سے کے خداوند تو بالا ہے کوہ سہیلیہ مین انھین کو سجدہ کیجیے بلکہ میرے نزدیک یہ مناسب ہو کہ زمانہ جشن قریب ہو جاکر جشن مین شریک ہوجیے اور قیدیون کو پیش کیجیے یقین ہو قدرت بہت خوش ہوجائین گے اور اگر مہربان ہوجائین گے تو سب مشکلین آسان ہوجائینگی بیٹی تمھاری جو دیوانہ وار ادہر وحشی مثال یاد مین طلسم کشا کے بیقرار رہتی ہو شاہزادے کا نام بھی نہ لے اور اگر کوئی ذکر کرے تو اسکا جواب دے کہ کون شخص ہو مین اسکو نہین جانتی سامری کے متمنہ ہین وہ کرامتین ہین کہ جو سامری مین تھین حقیقت مین ان ایسا خداوند کوئی نہین ہو انجام نے کہا ای ارسطو اگر طلسم کشا بھی گرفتار ہوجائے تو خوب بن پڑے مرحلے پر نامہ لکھ مجنون جادو کو کہ ای مجنون اب تمھارے مرحلے پر طلسم کشا آیا چاہتا ہو جسطرح بنے گرفتار کرو اگر اسکو قید کرکے لائین تو وہ مرتبہ دونگی کہ سب اہل طلسم رشک کرینگے

اسی وقت نامہ لکھا مجنون جادو نے جواب بھیجا کہ حضور رنہ گھبرائین مین قید طلسم کشا لیکر آتی ہون آپ خوش ہو جائین گی لیکن شاہزادہ ماہ عالم افروز نوح کو دیکھکر ایک جانب چلا تھا کہ پہلو سے کسی نے آواز دی کہ ای شہریار ہمکو رہا کیجیے ہم آپ ہی کی وجہ سے گرفتار ہوے شاہزادے نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک کنیز درخت سے بندھی ہی جب قریب گئے تو پہچانا کہ گلچین نامے کنیز ملکہ الماس کی ہی پوچھا ای گلچین تجھے کسنے باندھا گلچین نے کہا مین نام تو نہین جانتی مگر ایک جادوگرنی کہ جسکا نام ساتھر والے مجنون لیتے ہین ملکہ الماس کو گرفتار کرکے لائی اور ہم لوگ ساتھ پکڑے گئے سامنے ایک باغ ہی کہ اسکو باغ گلنوش کہتے ہین اس مین کنیزون کو باندھ گئی ہی اور یہ کہگئی ہی کہ آکر قتل کرونگی اور باغ مین ملکہ قید ہین شاہزادے نے بہ خوشی اس کنیز کو کھولا اور اپنے ساتھ لیکر چلے تھوڑی دور بڑھے تھے کہ پھر آواز آئی کہ ای شہریار اس کنیز کو بھی رہا کیجیے شاہزادے نے دیکھا کہ نسرین نامے کنیز بھی درخت سے بندھی ہی اسنے بھی وہی جملہ بیان کیا کہ ملکہ باغ مین قید ہین شاہزادے نے تا جانے در باغ کے پانچ چھہ کنیزونکو رہا کیا یہ سب شاہزادے کو ساتھ لیکر چلین باغ مین آکر دیکھا کہ باغ نہایت ویران ہی درخت سوکھے ہوے روشین شکست آمد و خزان کا بندوبست طائر سر جھکائے بیٹھے ہین منقار نہین کھولتے چہکار سے فراموش ہوے عندلیبان خوشنوا منقار کو بند کیے شاخہاے شکستہ پر بیٹھے ہین ایک طرف زاغ و زغن حیران و پریشان کا ئون کاؤن کر رہے ہین شاہزادہ دیکھتا ہوا سامنے بارہ دری کے پہونچا دیکھا ایک کٹہرا ہی اُسمین ملکہ مسلسل بیٹھی ہین آنکھون سے آنسو جاری ہی یہ اشعار زبان پر ہین

نظم

نہین دیکھے یہ تصور مین بھی زنجیر کے پیچ
کس بلا کے ہین تری زلف گرہ گیر کے پیچ

لاکھ انسان ہو ہشیار مگر ای دل زار
فہم مین آتے ہین کسکے خط تقدیر کے پیچ

خط مین اوصاف لکھے کاکل پرخم کے جو آج
ہم سمجھتے ہین ستمگر تری تحریر کے پیچ

ایک دو ہون تو گلہ آسکا زبان پر آئے
روز ہوتے ہین نئے اس بت بے پیر کے پیچ

سرگذشت اپنی سنائین تجھے کیا خاک نسیم
ہمسے جاتے نہین اس فلک پیر کے پیچ

شاہزادے نے جو معشوقہ کو اس حال پر ملال مین دیکھا دل بیقرار ہو گیا قلب ٹھہرا یا جوش غضب مین شاہزادہ بڑھا چاہا کہ کٹہرا توڑ ڈالون ملکہ نے ٹھنڈھی سانس کھینچی کہا اے شہریار آپ زور نہ کیجیے گا لوحین میرے پاس پھینک دیجیے مین جسم مین مس کرونگی سب قید دور ہو جائیگی اور آپ ابھی میرے قریب نہ آیئے شاہزادے نے کچھ خیال نہ کیا لوحین اٹھا کر پھینکدین ملکہ نقلی نے وہ لوحین اٹھا کر چھپالین اور پکار کر کہا او مفتری منم مجنون جادو دیکھو یون لوح لے بیٹھتے ہین تمھاری کیا حقیقت ہے کہ میرے دام مکر سے نکل سکو تم ایسے ہزارون مار ڈالے میرے مرحلے پر آ کر کوئی زندہ نہین بچا بڑی بات یہ ہے کہ مین نے ہمیشہ بادشاہ کی خدمتگزاری کی بصورتین کتب مین نہین ہین اپنے اپنے طور پر سب سحر کرتے ہین شاہزادے نے کہا ملکہ کیا کہتی ہو ذرا ہوش درست کرو مین نے تو اپنا دوست جانکر لوح طلسمی دیدی تمکو کیا منظور ہے اُس ساحرہ نے ایک چیخ ماری اور آواز دی کہ او بردبار جادو اس جوان کو لینا پہلو سے ایک جادوگر باریش سفید آیا شاہزادے نے چاہا ہاتھ تلوار کا مارون ہاتھ مین قوت نہ پائی تلوار نہ کھینچ سکی بردبار جادو نے سحر کر کے شاہزادے کو فورا گرفتار کر لیا مجنون نے آواز دی کئی ہزار جادوگر اس باغ مین سے آ کر موجود ہوے شاہزادے کو مسلسل و مطوق کیا تخت پر بٹھا کر لے چلے یہان انجام جادو بالائے تخت بیٹھی ہے ارسطو سامان سفر کر رہا ہے کئی لاکھ کا لشکر تیار ہے اس امید پر سب کھڑے ہین کہ جب شاہ حکم دین تو چلین کہ ہرکارون نے آ کے خبر دی کہ اے شہنشاہ طلسم مبارک ہو ملکہ مجنون نے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا قید لیکر آتی ہین یہ سنکر ارسطو نے کہا او ملکہ عالم دیکھو یہ ظہور قدرت ہے تجھے صرف اعتقاد کیا طلسم کشا بھی گرفتار ہو گیا اورون سے مقدسے مین مسلمان سچ کہتے ہین لیکن اگر ان خداوند کو دیکھین تو اپنے قول کے مطابق پائین حیران ہو جائین انجام جادو بہت خوش ہوئی خوشی خوشی باہر نکل آئی سامنے انجام کے پہونچی قید طلسم کشا پیش کی انجام نے کہا او مشغی بڑا ستم برپا کیا ایسا ستم مین بھی برپا کرون کہ جان سے اپنی عاجز ہو کر مرے شاہزادے نے فرمایا او لکاٹا کیا بیہودہ بکتی ہے خبردار زبان نہ کھولنا انشاء اللہ خدا اپنا فضل کریگا

صورت رہائی بھی ہو جائیگی بعد رہا ہونے کے تجھسے سمجھونگا انجام نے کہا اب رہائی تو
بہت دشوار ہی مین خداوند سے باغی تھی اسی وجہ سے یہ مصیبتین آئی تھین اب مین راہ پر
آئی بہبودی ہونے لگی تو بھی گرفتار ہوا اور بی الماس بھی قید ہین مگر سب سے زیادہ
بی گلزار و گلبین و برگ انکو بہت تکلیف ہو نگی شاہزادے نے فرمایا جو تجھسے ہو سکے
قصور نہ کر خدا ے ما بزرگ است وہ کریم و رحیم ہی کوئی سبب تو پیدا کریگا کہ ہم پھر رہائی
پائین انجام نے کہا بس ہو چکا یہ کہکر خود تخت پر سوار ہوئی اور کوچ کیا ارسطو کا مقام
ہو مگر فرزند شاپور مثر کاؤس تیز رو ایک ہوا مین بیٹھا تھا حیران ہی کہ کیا کرون اور کیونکر
اپنے آقا تک پہونچون کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی پلٹ کر دیکھا انجام تخت
پر سوار ہی دوسرے تخت پر قفس مین شاہزادہ تیسرے مین الماس چوتھے مین گلزار جادو
و گلبین و برگ ہین ہزار ہا ساحر تخت کو گھیرے ہوے کاؤس نے جب یہ ہنگامہ دیکھا ہوش
اڑ گئے جی مین کہتا ہی کہ ای کاؤس یہ کیا سحر کرہ ہوا معلوم ہوتا ہی کہ لوحین شاہزادے سے
لے لین کسی مرحلے پر گرفتار ہوے اب مین بھی انھین کے ساتھ چلون شاید شاہزادہ کو
رہا کر سکون یہ سوچکر رنگ و روغن عیاری کا لگا یا ایک ساحر کی شکل بنکر اُس مجمع مین
آیا ہر ایک سے تقریب کرتا ہی کہ مین نوکری چاہتا ہون ایک ساحر نے کہا ہمین ضرورت
ہی کاؤس نے اسکی نوکری کی اب منزل بمنزل چلے جاتے ہین ساتوین دن لشکر آکر
سامنے ایک قلعے کے پہونچا کہ بڑے بڑے دروازے لگے ہوے تھے ہر دروازے کا
رنگ مختلف مگر دروازے بند ہین اسی کے سامنے آکر لشکر اُترا کاؤس نے دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ رات بھر مین شوقین آئینگے صبح کو میلہ جمع ہو گا لایق دید ہو گا کاؤس
کو اشتیاق ہوا ایک مقام پر آکر بیٹھا دیکھ رہا ہی کہ تاجدار امرا و غربا چلے آتے ہین ایکطرف
سے دوکاندار اپنی اپنی دوکانین آراستہ کر رہے ہین کاؤس رات بھر دیکھا کیا سواریان
چلی آتی ہین اہل میلہ کا ہنگامہ ہی رات بھر یہی تماشہ دیکھا کیا صبح کو اُٹھکر دیکھا کہ ہر دروازے
کے آگے ایک کوتوال بیٹھا ہوا انتظام کر رہا ہی سامنے ایک نہر ہی جنگل سے آ ہو
آتے ہین اُس نہر سے پانی پی کر چلے جاتے ہین مگر دروازہ اول کہ سرخ رنگ کا ہوا ہی اُسکا

کوتوال بھی لباس گلنار پہنے کرسی پر بیٹھا ہو دوسرا دروازہ سبز ہو اُسکا کوتوال لباس سبز
پہنے ہوے مصروف انتظام ہو سات دروازے سات رنگ کے بیچ کا دروازہ بے رنگ
سفید نہایت بلند و مرتفع اُس دروازے کے آگے کوئی کوتوال نہین ہو مگر دروازہ بند
ہو جب سوا پہر دن چڑھا اور نیر اعظم بلند ہوا در کلان کھلا انجام جادو اپنے مصاحبوں
کو ساتھ لیکر اندر چلی کاؤس بھی ساتھ ہو اندر آکر دیکھا ایک میدان وسیع اور سامنے
دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا ہو شاہزادے نے قفس سے دیکھا کہ اب
رؤسا و امرا سب اندر جانے لگے مگر کاؤس ہمراہ انجام جادو کے اُس میدان کو
طے کر کے در باغ پر پہونچا ارسطو انجام کو ساتھ لیے ہوے اندر باغ کے آیا دیکھا
باغ نہایت تکلف سے آراستہ بنا ہو چمن آراستہ درخت پودے گل پھول موجود ہین
دل مین کہتا ہو اے کاؤس کس تکلف سے یہ باغ بنا ہو اگر ہمارے قبضے مین آتا تو اسکو آباد
کرتے عندلیبان خوشنوا پہلوے گل مین بیٹھی زمزمہ سرائی کر رہی ہین کاؤس بیٹھا ہوا
دیکھ رہا ہو کہ ایک چبوترہ وسط باغ مین بنا ہو اُس چبوترے پر ایک ممبر رکھا ہو پہلوے
ممبر مین ایک کرسی جواہر نگار اُسکے آگے طشت رکھا ہو اُسمین کیوڑا بھرا ہو کہ یکایک
غل ہوا وہ سب کہنے لگے کہ خداوند آتے ہین کاؤس نے پلٹ کر دیکھا ہوا اور ایک
پیر زمین گیر سیاہ لباس پہنے ہوے جوانان سفید پوش ہوا اُسکو گھیرے ہوے
اہتمام کرتے ہوے آتے ہین سب نے اُٹھکر سجدہ کیا کاؤس بھی مصلحتاً جھک پڑا
اور جی مین کہتا ہو بڑا مکار و غدار ہو خوب رنگ رکھا ہو اے کاؤس اگر ہین پڑے
تو اُنکی گردن لون کہ ایک طرف سے کڑاکے کی قسم مرکب کے آواز آئی دیکھا کہ ایک
نقابدار بادل پوش مادیان عربی پر سوار گھوڑے کو اُڑاتا ہوا آتا ہو قبل پہونچنے اُس
مرد ضعیف کے یہ نقابدار آکر کرسی جواہر نگار پر بیٹھا پانوٗن اپنے اُسی طشت مین ڈالدیے
مگر سب لوگون نے نقابدار کو سلام کیا اُدھر وہ مرد پیر آکر ممبر پر بیٹھا کتاب اپنی بغل سے
نکالی کچھ فقرے پڑھے کاؤس نے خیال کیا کہ یہ زبان سنسکرت کی ہو ترجمہ کرنے لگا
پکار کر کہا ایہا الحاضرین تم لوگ بخوبی جانتے ہو کہ قدرت کبھی خلاف نہین کرتے نقابدار

سکے طالع مین وہ ستارہ آیا ہو کہ طلسم آبگینہ کی مالک ہوگی اور جو جو نفعے اسکو پہونچین گے
اسکو بیان نہین کر سکتا یہ کہکر منبر سے اُترا کرسی پر بیٹھا تب ارسطو سامنے گیا انجام کو
پیش کیا کہا یا خداوند آپ کی بندی بڑی مصیبت مین ہو امیدوار ہون کہ مشکل کو اسکی
آسان کیجیے سب حال ابتدا سے بیان کیا بڈھے نے جواب دیا کہ بس خاموش رہو
قدرت سمجھ گئے لاؤ الماس کو لاؤ الماس جو سامنے آئی اُس بڈھے پر لعنت کرنے
لگی طشت مین جو کیوڑا بھرا تھا نقابدار نے اُس مین پانوٴن دھوے تھے اُسمین سے
ایک جام لیکر الماس کو پلایا پیتے ہی الماس کا عجیب حال ہوا کہ اول بیہوش ہوگئی
جب ہوشیار ہوئی تو ماں کے قدمون پر گری اور کہا مجھے کیون قید کیا ہو انجام نے
پوچھا ایک اور نقابدار سبز پوش جو کہ اُسوقت بہ وہان بیٹھا تھا اُسکو دیر مین وہ
اُٹھکر چلا گیا الماس کو بٹھا دیا تب انجام سے کہا طلسم کشا کو لاؤ کاوس نے دیکھا کہ
شاہزادہ مسلسل و مطوق اس محفل مین آیا کچھ خوف نہ کیا پکارکر آواز دی کہ سلام
میرا اس مردک پر نہو جو پروردگار کو وحدہ لاشریک جانتا ہو اُسکو سلام میرا
پہونچے بڈھا بہت بگڑا ایک جوان سیاہ پوش سے کہا اسکو زندان طلسم مین لیجاؤ
اُسنے شاہزادے کی کمر مین پنجہ دیا اور لیکر اُڑ گیا انجام جادو ملکہ گلزار وغیرہ کو حکم دیا
کہ تم لیجا کر اپنے یہان قید کرو جشن آیندہ مین حکم دیا جائیگا یہ لوگ بڑے گنہگار ہین
انکے لیے سزا تجویز ہوگی انجام جادو باہر آئی کاوس نے دیکھا سب میلے والے
دوکانین اُٹھا رہے ہین دروازے بند ہونے لگے انجام نے اُسی وقت سامان
کوچ کیا بیٹی کو ساتھ لیکر تخت پر سوار ہوئی مگر کاوس سوچنے لگا کہ اب مین انجام
کے ساتھ جا کر کیا کرون میرا آقا تو اسی حوالی مین ہو تلاش کرونگا یہ سوچا اسی مقام پر
رہگیا انجام جادو تو روانہ ہوگئی مگر منتر کاوس سب طرف دوڑا دوڑا پھرتا ہو
کہین انسان کا نام نہین جدھر جاتا ہو سناٹا پاتا ہو مگر ڈھونڈھتا پھرتا ہو دل سے باتین
کر رہا ہو کہ یہ بڈھا جو خداوند بنکر آیا تھا نہین معلوم کہان رہتا ہو دیکھیے کیونکر نیند لے
کر اس بڈھے پر ہاتھ ڈالون کبھی بیٹھکر روتا ہو کبھی گویا بنکر اشعار عاشقانہ گاتا ہو جب

سوز و گداز سے اشعار شروع کیے رونا بھی جاتا ہی اشعار عبرت آثار سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ کوئی درد رسیدہ وگار رہا ہی

نظم

سب ستم سارے وہ سامان مصیبت یاد ہین — ہم ابھی کنج قفس سے مرغ نو آزاد ہین
جوش خون کیسا یہان تن خشک ہر مانند بید — اور دیوانے ہین وہ جنکے لیے فصاد ہین
تاکجا فکر اسیری رحم اے صیاد کر — مورد بیداد ہین جو صاحب بیداد ہین
حکم ہو مرنے نہ پائین بسمل تیغ جفا — اُس ستم ایجاد کے کیا کیا نئے ایجاد ہین
ہم اسیران قفس کیا جانین لطف بوستان — مدتون سے مبتلاے زحمت صیاد ہین
ایک سی رہتی نہین ہر گردش لیل و نہار — ساتھ ویرانی ہو اُنکے جو یہان آباد ہین
آسمان و عرش و کرسی ایک بھی خالی نہین — ہر جگہ دو چار اپنے مسکنِ فریاد ہین
ایک جا بیتابی دل سے نہین ہمکو قرار — صورت خاکِ پریشان رات دن برباد ہین
کس تمنا پر کسی پہ بار خاطر ہو جیے — چند دن کو وارد دنیاے بے بنیاد ہین
ہاتھ کھینچا جب جہان سے بے نیازی بڑھ گئی — کب کسیکے ہم بھلا منت کش امداد ہین
خاکسارون کو غرور طبع بیجا ہے نسیم — اپنے منھ سے کب کہا ہمنے کہ ہم استاد ہین

چھٹے دن کاؤس بیٹھا گا رہا تھا کہ ایک جادوگر آکر ٹھہرا کاؤس نے باتین کرتے کرتے پوچھا کہ قدرت کہان رہتے ہین ساحر نے کہا کہ قدرت عرش اعلی پر رہتے ہین بعد مہینہ بھر کے اُترتے ہین مگر یہان سے تین کوس پر ایک باغ ہی کہ اُس باغ مین اکثر تشریف لاتے ہین اُس باغ کا گلزار قدرت لقب ہی کاؤس یہ دریافت کرکے خاموش ہو رہا جب وہ ساحر چلا گیا تو منتر کاؤس اُٹھا اور تلاش مین اُس باغ کی چلا ایک مقام پر آکر دیکھا ایک باغ بہت عمدہ دروازہ کھلا ہوا دیوارون پر خشت کاری جا بجا نگینے آراستہ کاؤس پشت باغ پر آیا ایک نخل تھا اُسپر چڑھکر دیکھا کہ وہی بڑھا مسند پر بیٹھا ہی چند غلام چند کنیزین براے خدمت حاضر ہین بیٹھا شراب پی رہا ہی یہ دیکھکر کاؤس کا حوصلہ نہ پڑا کہ باغ مین اُترے آخر درخت سے اُتر آیا اب اِس فکر مین ہوا کہ اِس بڑھے کو کیونکر گرفتار کرون کاؤس کو تو اِس فکر مین چھوڑیے مگر شاہزادے کی

انکو جو کھولی اپنے کو ایک مکان میں پایا کہ ایک بارہ دری بہت عمدہ بنی ہوئی ہو مگر صحنچیان اُسمین بہت ہین ہر صحنچی مین ایک ایک جوان بیٹھا ہو کھانا پانی شراب و کباب سب سامان موجود ہو اسباب و زرش بھی رکھا ہو ٹھنڈ کرنے کی نالیان بھی موجود ہین شاہزادے نے جوان سب کو دیکھا اُن لوگون کی بھی نگاہ پڑی کہ ایک جوان خوبصورت صحنچی کے سامنے بیٹھا ہو سب اُٹھکر قریب شاہزادے کے آئے اور پوچھنے لگے کہ آپ کیونکر قید ہوئے شاہزادے نے جواب دیا یہ قید خانہ ہو کہ عیش خانہ اُن سب نے کہا ای شہریار وہ سامنے صحن مین دیکھیے درخت مولسری ہو اُس کے نیچے ایک اکھاڑہ بنا ہو صبح کو ایک معشوقہ آتی ہو نقاب چہرے پر ڈالے ہوئے تخت پر آکر بیٹھتی ہو پھر ایک زنگی آتا ہو وہ اکھاڑے مین آکر خم مارتا ہو وہ رکھتا ہو جسکی باری ہو وہ آئے دو دیکھیے شاہزادہ جو سامنے بیٹھا روز بازو صبح کو اُسکی باری ہو سب آئے مگر وہ آپ کے پاس نہین آیا ہو شاہزادے نے اُسکو بھی بلا سب نے ملکر اُسکو بھی بلایا وہ جوان جو آیا سامنے شاہزادے کے رونے لگا اور کہا مین اپنی آنکھ سے دیکھ چکا ہون کہ جسنے اُس زنگی سے مقابلہ کیا فوراً زیر ہوا وہ زنگی اُسی وقت قتل کر ڈالتا ہو اور خون اُس جوان کا لیکر سامنے اُس نقابدار کے پیش کرتا ہو وہ خون کی چھینٹین چہرے پر اپنے لگا لیتی ہو تب یہان سے جاکر منھ اپنا دھوتی ہو ایک شخص روز مارا جاتا ہو کل آپ کے اِس غلام کی باری ہو اسی حسرت مین رو رہا ہون کہ کل آپ سب صاحبون سے قطع تعلق ہوگا شاہزادے نے کہا آپ سب صاحب پروردگار کو سجدہ کرین ہم کسی کا غم نہ اُٹھائین گے خود مقابلے مین اُسکے جائینگے اگر خدا نے چاہا تو زیر کرینگے یا جان دینگے وہ شاہزادہ ہنس پڑا کہا ای شہریار آپکا لقاضا جرات ہو کہ آپ ایسا فرماتے ہین اُسپہ کوئی غالب نہین آتا کون کسی کے واسطے اپنی جان دیتا ہو شاہزادے نے فرمایا بخدا ہم ایسا ہی کرینگے مگر بھائی رو تو نہین اُس شاہزادے نے کہا کہ آپ کے بعد دوسرے دن کیا ہوگا شاہزادے نے جواب دیا کہ بعد ہمارے جو کچھ ہو تم کسی کا غم نہ دیکھینگے سمجھا کر شاہزادے نے سب کو مسلمان کیا پچاس ساٹھ جوان جرات پر شاہزادے نامدار کی عش عش کرنے لگے کہ جو کہا ہو وہی کیے جاتا ہو کہ ہم

صبح کو مقابلہ کرینگے چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ ستارہ سحری آسمان پر چمکا وہ جوان سرنگون بیٹھا اور سب ڈھونڈ کرنے لگے شاہزادے نے پکار کر کہا کہ بھائی یہاں آؤ ہمارے پاس آکر بیٹھو اُس جوان نے کہا اب اُس جلاد کے آنیکا وقت ہو وہ سب جوان ایک مقام پر آکر بیٹھے کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا تخت پر ایک نقابدار بادلپوش سوار چلا آتا ہے کنارے اکھاڑے کے تخت رکھا گیا سب دیکھ رہے ہیں کہ بعد تھوڑی دیر کے وہ زنگی بھی آکر پہونچا اکھاڑے میں آکر ڈنڈ پیلے مٹی بانہوں پر چڑھائی اور آواز دی کہ کس اجل گرفتہ کی باری ہو شاہزادہ اُٹھکر سامنے اُس زنگی کے آیا وہ سب جوان دیکھ رہے ہیں کہ شاہزادے نے کہا او ظالم میری باری ہو اُس زنگی نے نقابدار سے کہا کہ حضور دیکھیے یہ جوان کل آیا ہو اور آج مقابلہ کرتا ہو نقابدار نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال سرو قد خورشید خد پیشانی لوح سیمین آنکھیں رشک دیدۂ غزال ابرو دونوں رشک ہلال تیر مژگان جو دونوں کمان خانۂ ابرو میں بڑھے ہوئے تھے تو دل دلیر لب معشوق پر پسینہ آگیا قلب تھرا گیا مگر مسکرا کر کہا اے جوان چند دن کی زندگی کو غنیمت نہیں جانتا آج تیری باری نہیں ہو جب یہاں کھانا پانی کھانا اور عیش کر لینا تب مقابلہ کرنا شاہزادے نے کہا تمھیں اس سے کیا کام ہو ہم آج اس زنگی کو پست کرینگے اُس نقابدار نے ہنسکر کہا تم تو بیچارے کیا ہو اگر رستم واسفندیار ہوتے تو وہ بھی غالب نہ آتے شاہزادے نے کہا تمکو اس سے کیا کام جب ہمکو زیر کرے تو قتل کرے کون روکنے والا ہو اُس نازنین نے ہنسکر کہا کہ بے عزتی کرتے ہو ایسا نہ ہو کہ شرمندہ ہو ابھی جا کر عیش کرو تمھارے باری ان سب کے بعد آئیگی شاہزادے نے کہا ہمسے یہ نہ ہوسکیگا کہ سب کے داغ اُٹھائیں لہذا پہلے ہی جان دیتے ہیں کہ ہم کسی کا غم نہ دیکھیں جب تو اُس معشوق نے اشارہ کیا کہ او جوان زنگی انکو سمجھا دے سپاہ گری کا حوصلہ ہو وہ زنگی متوجہ ہوا شاہزادے کے گلے میں ہاتھ ڈالا شاہزادہ جو اُس سے لپٹا تمام جسم سے آگ سی لگنے لگی معلوم ہوتا تھا کہ شعلۂ آتش سے لپٹا ہوں مگر شاہزادہ ضبط کر کے لڑنے لگا آخر اُس زنگی نے تیسرے پیچ پر شاہزادے کو زیر کیا اور خنجر کھینچکر چھاتی پر چڑھا وہ نقابدار تخت سے کود پڑا اور

ہاتھ اپنا گلے پر شاہزادے کے رکھدیا زنگی قتل سے رکا نقابدار نے اشارہ کیا کہ آج
یہ پیمانہ عمر کا گذرا ہوا اسکو قتل نہ کریں والد سے پوچھونگی اگر وہ حکم دینگے تو کل قتل ہوجائیگا
زنگی نے ہاتھ روک لیا شاہزادے کو چھوڑ دیا اُس معشوقہ نے ہاتھ تھام کر کہا کہ اب
تو امتحان ہوگیا اب ایسی حرکت نہ کرنا جب تمہاری میعاد پوری ہوگی اسوقت میں دیکھا
جائیگا شاہزادے نے جواب دیا کہ ہم تو کسی کا قتل نہ دیکھینگے نقابدار خاموش ہو رہا کنیزو سے
کہنے لگا کہ یہ جوان بڑا ضدی ہی مگر آج امتحان میں مغلوب ہوا اب ایسی حرکت نہ کریگا
تخت پر سوار ہوکے روانہ ہوگئی یہ سب جوان پلٹ کر بارہ دری میں آئے وہ جوان آکر
قدموں پر شاہزادے کے گر پڑا کہا آپ نے میرے بچانیکی تدبیر کی مگر آپ نے دیکھا کہ
کسطرح وہ غالب ہوا کچھ آپ کا زور چلا شاہزادے نے جواب دیا کہ ہم کل پھر بھی ایسا ہی
کرینگے تمھیں نہ قتل ہونے دینگے سب شاہزادے جرأت پر شاہزادے کی تعریفیں کرتے
ہیں سب نے ایک ہی مقام پر کھانا کھایا ہنسی دل لگی رہی اب وہ وقت آیا کہ لیلائے شب نے
نقاب سیاہ اپنے چہرے پر ڈالی وہ جوان پھر بیٹھکر رونے لگا شاہزادہ ہاتھ پکڑ کے
صحبت میں لایا کہا بھائی کیوں گھبراتے ہو ہم کل بھی یہی کرینگے یا جان دینگے یا اُس زنگی
کو مارینگے وہ شاہزادہ منتیں کرتا ہی کہ اب کل دخل نہ دیجیے امتحان تو آپ کر چکے اب تامل
فرمائیے شاہزادہ کہتا ہی ہم کبھی نہ مانیں گے ہمسے نہ ہوسکیگا کہ تم سب کا غم دیکھیں پہلے
ہمیں جان دینگے سب شاہزادے تعریفیں کر رہے ہیں وہ رات اسی چہل پہل میں بسر ہوئی
گریبان سحر چاک ہوا پھر وہی نقابدار آیا اور اُس زنگی نے آکر نعرہ کیا شاہزادہ اُٹھا
سب جوان پشت پر پیروں بارہ دری آئے ملکہ نے کنیزوں سے کہا دیکھو یہ جوان
سب کا افسر ہی سب کے آگے کھڑا ہوا ہی زنگی نے جو آواز دی شاہزادہ اکھاڑے
میں کود پڑا زنگی نے پکار کر کہا ای ملکۂ عالم یہ تو وہی کل والا جوان ہی کیوں او جوان
تو جان کا خوف نہیں کرتا ملکہ نے پکار کر کہا اے جوان یہ کیا بے غیرتی ہی کہ پھر تو آج آیا
اب مقابلہ نہ کرنا شاہزادے نے کہا ہم ضرور مقابلہ کرینگے جب تو زنگی نے کہا کہ میں بھی
مقابلہ کرونگا یہ کہکر اور شاہزادہ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا شاہزادہ لپٹ پڑا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ بدن میں

آگ لگ گئی ناچار لڑنے لگا ضبط کر کے وہ چار پیچ باندھے مگر بدن پھنک رہا ہو لیکن کر
جاتا ہی جو سمجھے ہے پر زنگی نے شاہزادیکو بید مارا او خنجر کھینچکر چھاتی پہ چڑھا ملکہ کو تاب نہ باقی
رہی تخت سے کود پڑی ایسی بیقرار ہوا کہ دی کہ نقاب چہرے پر سے ہٹ گئی صاف معلوم
ہوتا تھا کہ کلڑا ابر ہٹ گیا ماہتاب نکل آیا شاہزادے کی بھی نگاہ پڑی دل کو تھام لیا ملکہ
نے قریب آکر کہا او زنگی آج پھر موقوف رکھ میں نے کل والد سے نہیں پوچھا آج پوچھونگی
کہ یہ نیا معرکہ ہی زنگی نے ہاتھ روک لیا ملکہ تخت پر سوار ہوکر مع زنگی روانہ ہوگیا لیکن
راہ میں کنیزوں سے کہتا تھا کہ یہ جوان بڑا ضدی ہی دو دن میں نے اپنے اوپر جبر کیا کہ
منع نہیں دیکھو آج ضرور والد سے پوچھونگی دیکھوں کیا حکم دیتے ہیں کیونکہ نیا معرکہ
گذرا آجتک کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا تھا مگر وہ جوان اپنی ہی کہے جاتا ہی کہتا ہی پھر لڑونگا
کنیزیں عرض کرتی ہیں دو دن سے آپ نے منع نہیں دیکھو یا قاعدے میں فرق پڑا اب
کل دخل نہ دیجئے کہا ملکہ نے کہا کیونکر ہوسکتا ہی کہ قاعدے کے خلاف کوئی قتل ہو وہاں
تو ہمیشہ دستور رہا ہی باپ دادے کے بعد ایک لڑتا ہی وہ جوان بڑا جری و بہادر ہی کہ اپنی ہی کہے
جاتا ہی مگر آج پوچھنا ضرور رہی ہر چند ضبط کرتی ہی مگر آنکھوں میں آنسو بھرے آتے ہیں چہرہ
اُداس ملاقات سے عالم یاس مکان پر آئی شام کو پاس اُس بڈھے کے پہونچی کہ جسکا
نام سہیل بن سامری ہی ملکہ نے جاکر پوچھا ای والد نامدار دو دن سے یہ معرکہ گذرا ہی
کہ میں نے منع نہیں دیکھو یا یہ سنکر سہیل نے زانو پیٹ لیا کہا ای نور نظر وہ طلسم کشا ہی ہی
کتابوں میں لکھا ہی کہ طلسم کشا کو موت نہیں ہی تو نے کیوں نہ قتل کر ڈالا اگر وہ قتل ہو جاتا
تو میرے دل کو تسکین ہو آئے جاکر قید خانے میں بھی فساد برپا کیا ملکہ یہ مضمون بات
سنکر اپنے باغ میں آئی کنیزوں سے کہا لو صاحبو باپ نے حکم دیدیا کہ قتل کر ڈالو بیخیال
نہ کرو اگر وہ زندہ رہیگا تو سب کی جان کا خوف ہی اُس شخص کے ہاتھ سے بڑی بڑی بربادیان
ہوئی ہیں جب تو انجام میرے پاس لائی دیکھیے کیا ہو لو صاحبو قدرت کو بھی خوف ہوا
اب کیا کہکر اُسے بچاؤنگی ملکہ تو اس خیال میں یہاں شاہزادے نے سب سے کہا یارو کیسی
نامردی کرتے ہو یہ تو مجھکو ظاہر ہوگیا کہ یہ زنگی جادوگر ہی میں جب لپٹوں تو تم سب کود پڑو

دس جوان ایک ہاتھ مین پٹہو دس آدمی دونون پیرون مین دس آدمی منہ اُسکا بند کرین کہ وہ سحر
نکرنے پائے مین گھونسا ماروں گا سر پھٹ جائیگا جو کچھ ہونا ہوگا وہ ہو جائیگا یہ تو نہ ہوگا کہ ہم
تمھارا غم دیکھین کل سب ملکر اس زنگی کو مارو سب کی جان بچے ورنہ روز ہمارا شہزادہ آتا ہے ایک نہ
ایک دوست کا غم ہوتا ہے اس تو فراغت پائین سب نے قبول کیا شاہزادے نے مقرر کیے
کہ منہ دابنے والے اور پانون تھامنے والے ہاتھ پکڑنے والے یہ سب مقرر کرکے شاہزادہ
بیٹھا سب نے ساتھ کھانا کھایا اب وہ سب شاہزادے کو اپنا افسر جانتے ہین چار پہر رات
اسی صلاح مین گذری کہ جہان سحر پاک ہوا اول نقارہ دار آیا پھر زنگی نے آکر اکھاڑے مین
خم مارا اور پکار کر آواز دی آج کسکی باری ہے شاہزادہ کو وزیر ملکہ نے پکار کر کہا او جوان
ضرور آج مقابلہ کرنا تدبیر ہو گئی ہے شاہزادے نے کہا آج زنگی کو مار لینگے یہان بھی
تدبیر ہو چکی ہے ملکہ ہنس پڑی کہا لو صاحبو انھون نے کیا تدبیر کی ہے اے جوان آج روز قتل ضرور
ہو جائیگا شاہزادے نے کہا ہم یہی چاہتے ہین کہ ہمارا خاتمہ ہو آج اس زنگی کا خاتمہ ہے
ہم تدبیر کر چکے ملکہ نے ہنسکر کہا انھون نے کیا تدبیر کی ہے جہالت کی سب باتین ہین اپنی
جان کا خوف نہین کرتے ہان او زنگی اس جوان کو لینا وہ زنگی جھپٹا قریب شاہزادے
کے آیا شاہزادے نے کلائی پکڑکر آواز دی ہان یارو یہی وقت ہے جو وعدہ کیا اُسے پورا
کرو سب جوان اکھاڑے مین کود پڑے دس جوانون نے زنگی کے دہن پر ہاتھ رکھا کچھ
ہاتھون مین لپٹے کچھ پانون مین لپٹے چیونٹیان گویا مردے کو لپٹ گئین اب زنگی کو سانس لینا
دشوار ہوا زبان نہین ہلا سکتا شاہزادے نے اوپر تلے گھونسا مارا کہ سر زنگی کا پھٹ گیا
اٹھکر ایک لات ماری کہ پسلیان چور چور ہو گئین اور اُن جوانون نے بھی ہاتھ پانون توڑ ڈالے
زنگی کا مرنا کہ اندھیرا ہو گیا ملکہ تخت پر سوار ہو کر گھبرائی ہوئی بلند ہوئی ہوا سے دیکھ رہی ہے
کہ لاشہ زنگی تڑپ رہا ہے وہ سب جوان خوشیان کر رہے ہین اور شاہزادے کے گرد پھرتے
ہین کہ آواز آئی کشتی مرا نام ہے سینہ تاب جادو دیو شاہزادے نے کہا بہت بہتر ہوا کہ
یہ ملعون مرا ملکہ آسمان سے حیران حیران دیکھ رہی ہے اور کنیزون سے کہتی ہے کہ کیون صاحبو
اب مین کیا کرون زنگی کو سب نے مار ڈالا وہ جو شاہزادہ کہتا تھا کہ تدبیر ہو گئی وہ یہی تدبیر

تھی والد فرماتے تھے کہ وہ جوان طلسم کشا ہے قید خانے میں فساد برپا کریگا اُسکو بہت جلد قتل کرو آج یہ نیا ہنگامہ ہوا اب کیا تدبیر کروں دروازہ کھلا ہے قیدی نکلے جاتے ہیں غضب کا صندل جادوگر بازار صندل پوشان کی افسر ہے اُڑتی ہوئی جاتی تھی اسنے دیکھا کہ تخت ملکہ کا ہوا پر تھرتھرا رہا ہے اور سر پیٹ رہی ہے صندل نے آکر پوچھا ملکہ عالم کیا ہوا ملکہ نے کہا نگہبان قتل ہو گیا دروازہ قید خانے کا کھل گیا قیدی نکلے جاتے ہیں اے صندل یہ درد سر ہے اتنا تو روک کہ یہ لوگ باہر نکل سکین صندل جادو نے سحر کیا کچھ ماش کے دانے جھولی سے نکالکر پھینک مارے دروازہ قید خانے کا بند ہو گیا اسباب عیش جسقدر رکھا تھا سب جلگیا چہار طرف آگ پھیل گئی سب نخل مثل شعلۂ آتش ہو گئے یہ سب قیدی صحن میں قید خانے کے کھڑے ہیں آگ بڑھتی آتی ہے شاہزادے نے بیقرار ہو کر دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور دعائین کرنے لگا کہ اے سمیع و علیم و اے رحیم و کریم اس مشکل کو آسان کر تیرے سوا کون معین و مددگار ہے

نظم

تو کردی اے خداوند جہان مالک جہان پیدا	تمکین پیدا مکان پیدا زمین پیدا زمان پیدا
تو لی کز لامکانی کردہ کون و مکان پیدا	تو لی کز بے نشانی ساختی نام و نشان پیدا
بہ فرمانت شود از ذرہ روشن تیر تابان	ز جسم خاک میگردد بحکمت نور جان پیدا
خبر از رنگ و بوئیت میدہد در گلشن دوران	ہر آن غنچہ کہ شد در سیر بہار از بوستان پیدا
بہ قدرت ساختی گویا تو ہر تصویر بیجان را	بحکمت در دہان بے زبان کردی زبان پیدا

سب جوان آمین کر رہے ہیں مگر جب صندل نے یہ سحر کیا کہ دروازہ بند ہو گیا اور سارا مکان آتش ہو گیا تو صندل تو سحر کرکے چلی گئی ملکہ بس ناچار پلٹین اپنے باغ میں آئین ایک گوشے میں بیٹھکر رونے لگین وزیرزادی گلرخسار جو سامنے آئی آتے ہی ملکہ کی بلائین لین کہا کیون واری مین آج کئی دن سے آپ کو اُداس پاتی ہون ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھرکر کہا کہ او گلرخسار میرے منہ سے وہ کلمے نہیں نکلتے اُس شہریار پر کیا گذر رہی ہو گی گرد آگ بیچ میں وہ شاہزادہ کیون گلرخسار کیا دل کا حال ہو گا گلرخسار نے عرض کی دن تو گذرنے دیجیے شام کو چلکر سحر کر دونگی آگ کو بجھا دونگی ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا خاموش ہو رہی

لیکن دل دھڑک رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی بیتابی مین بیا شعار منھ سے نکل گئے صبر و قرار و شکیبائی نے ساتھ چھوڑا

نظم

سبب دل بے سبب کب ہو احبّا تنگ رو میرا — اُسی کی جستجو مین ہو دل پُر [illegible] میرا
پریشانی کے پہلو مین دل افگاری کی شکلین ہین — خبر کچھ اور رو دیتا ہی پہ لطف گفتگو میرا
مہیا ہو مجھے سامان ہر دم بادہ نوشی کا — جو آنسو ہی تو ساغر چشم ہو دل ہو سبو میرا
نہین ممکن جو کچھ ممکن نہ ہو مر جانے والون کو — لب خنجر کا فاقہ توڑ دیتا ہی لہو میرا
امید بخیہ سے عاشق ہمیشہ پاک دامن ہین — رہیگا تا قیامت چاک سینے بے رفو میرا
ہوا ہون پاک دامن اُس ستمگر کی محبت سے — یقین ہی دوست ہو جائیگا شرما کر عدو میرا
انھین رسوا کریگا مجھکو نادم غیر کو دشمن — غضب کیا کیا نہ لائیگا یہ جوش آرزو میرا
محبت کا تعلق عاشقو تیسے چھٹ نہین جاتا — جدا ہونے مین ملجاتا ہی خنجر سے گلو میرا
اجازت مجھکو دیتا ہون خوشی سے قتل کرنے کی — مناسب ہی رہے قاتل خیال آبرو میرا
نہ چھوٹے گا چھڑانے سے ہزارون صورتین کیجے — بہار دامن جلاد دیکھے گا لہو میرا
نسیم اس پر بھی سے اب مجھے ثابت یہ ہوتا ہی — بہت ابتر کریگی حال زلف مشکبو میرا

کنیزین ہر چند سمجھاتی ہین اور روز یہ زادی گلرخسار کہتی ہی کہ واری ذرا ایک دن گذر گئے دیکھیے مین آپ کو سے چھانگی دکھلاؤنگی گلرخسار نے جو آنکھین دی ملکہ خاموش ہو رہین شام کا انتظار کر رہی ہین ناگاہ مجنون روز بصد سوز دشت نجد مین پہنچا لیلاے شب نقاب سیاہ چہرے پہ ڈالی ملکہ نے کہا اے گلرخسار تو نے کیا وعدہ کیا تھا اُس وعدے کو پورا کر گلرخسار نے دیکھا کہ ملکہ کو بڑا جوش و خروش ہی یہ زندہ نہ رہیگی جو ہو سکے وہ اسکے ساتھ خیر خواہی کرو یہ کہکر تخت تیار کیا ملکہ اُسپہ سوار ہوئی طرف قید خانے کے روانہ ہوئی آسمان سے دیکھا کہ شاہزادہ بارہ دری مین حیران و پریشان کھڑا ہو رہا ہی چہار جانب سے شعلہ ہاے آتش سوزان زن ہین اور ساتھ والے ہلاک ہوتے ہین ملکہ کا کلیجہ منہ کو آگیا گلرخسار سے کہا اے گلرخسار حال شاہزادے کا دیکھتی ہی پھر بتا کہ مجھکو کیونکر چین پڑتا اگر شب گذر جاتی تو یہ پروردہ مہد ناز و نعم اسپہ رنج و غم کیونکر نہ دیتا خدا نے

انکی جان بچائی گلرخسار نے روئی کا گالا نکالا اسپر چند قطرے پانی کے ڈالکر اڑایا کہ ابر بنکر تیار ہوا پانی برسنے لگا اسقدر پانی برسا کہ سب آگ بجھ گئی شاہزادے نے کہا دیکھو ابر رحمت نے کیا رحم کیا سب ساتھ والے خوشیان کرنے لگے کہ تخت آسمان سے اترا ملکہ نے حکم دیا گلرخسار نے فرش بچھایا شاہزادے کو کھانا کھلایا شاہزادے نے ساتھ والونکو بھی شریک کر لیا بعد کھانے کے ملکہ نے گلرخسار سے کہا اب انکو ہمارے باغ مین لیچلو گلرخسار نے بہت سمجھایا کہ اے ملکۂ عالم نہین معلوم کیا حال ہوگا آپ کے والد آگاہ ہونگے ملکہ نے کہا اے گلرخسار مجھکو تو اب انکی جدائی گوارا نہین گلرخسار نے کہا اگر آپکے باپ کو خبر ہوگی کہ سپہ تاب مارا گیا اور قید خانہ ویران ہوا تو قیامت برپا کرینگے ملکہ نے بصد حسرت جوابدیا کہ اے گلرخسار جو کچھ ہوگا وہ جھیلین گے جان پر کھیلین گے مگر انکا یہان چھوڑنا بہتر نہین گلرخسار مجبور ہوئی شاہزادے کو تخت پر سوار کیا ملکہ کہتی ہوئی آتی ہے کہ کیون اے شہریار اب کیا ہوگا شاہزادہ کہتا ہے اے ملکۂ عالم نہ گھبراؤ یہ جو جوان باقی ماندہ ہین انکو جاکر نکالدو گلرخسار نے سحر کیا کہ دروازہ کھل گیا سب جوان نکلکر بھاگے مگر ملکہ شاہزادے کو ساتھ لیے ہوے اپنے باغ مین آئی شاہزادے کو مسند پر بٹھایا کنیزون سے اشارہ کیا اسباب عیش و نشاط لاؤ جب ملکہ نے جام پیش کیا تو شاہزادے نے عذر مذہب کیا ملکہ مع اپنی کنیزون کے کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوئین صحبت مین شریک ہین مگر منتر کاؤس کئی دن فکر مین رہا ایک روز شام کو سر جھکا کر بیٹھا اور خواجہ عمرو کو پکارنا شروع کیا بیقرار ہوکر کہنے لگا کہ دادا جان آپ نظر کردۂ ہفت پیغمبران ہین میری مدد کیجیے کوئی عیاری تعلیم فرمایئے کہ سہیل بن سامری کو پکڑ لون روتے روتے سو گیا خواب مین خواجہ عمرو کو دیکھا خواجہ نے ایک عیاری تعلیم فرمائی کاؤس کی جو آنکھ کھلی وہ عیاری یاد تھی فوراً رنگ و روغن عیاری کا نکالا یہ یاقوت احمر کے بازوون پر لگانے لگا تو تھا ہی ایک پریزاد کی شکل بنا ایک تھال سنہرا نکالا اسمین چند سیب رکھے اور اسی درخت پر چڑھا دیکھا سہیل بیٹھا ہے منتر کاؤس درخت سے پھاند انعرہ کرتا ہوا کہ منم پریزاد قدرت سہیل کی نگاہ پڑی کہ ایک پریزاد نہایت حسین و جمیل لباس بھاری پہنے ہوے پگڑ

باقوت کے بازوون پر دریاے جواہر مین غوطہ زن حسن مین رشک چمن غنچہ دہن سرو قد خورشید
منظر سامنے کھڑی ہو اور عرض کر رہی ہو کہ یا خداوند میرا ایک باغ سیب ہر پردۂ قاف مین
کہ اُسمین اسقدر سیب پیدا ہوتے ہین کہ وہی ہماری وجہ معاش ہو مگر سارا باغ خشک ہو گیا
تھا سب خداوندون کا واسطہ دیا جس روز آپ جشن کرتے تھے مین تخت پر جاتی تھی مین نے
آپ سے مراد مانگی اسکے سال اسقدر سیب پیدا ہوسے کہ سارے قاف مین تقسیم کیے
یہ چند سیب لیکر آئی ہون کہ قدیت کو کھلاؤن یقین ہو ایسے سیب قدرت نے نکالے
ہونگے اب سب دیوزاد و پریزاد بھی آپ کو آکر سجدہ کرینگے سہیل یہ مژدہ سُنکر نہال ہو گیا
جی مین کہتا ہو کہ اب ذکر خدائی میرا تا بہ پردۂ قاف پہونچا اب جشن مین سب آیا کرینگے اُن پر
تقدیرین بگھارونگا وہ سب قبول کیا کرینگے تب خدائی کو رونق ہوگی پریزاد سے کہا نذر تیری
قبول ہو پریزاد نے سیب تراشا اول ٹکڑا مین سہیل کے دیا بعد کو ایک ایک ٹکڑا کنیزون کو
کھلایا کل اہل جلسہ کو سیب کھلائے سیب کھاتے ہی سب تو آسیب آئے بست و دراز بان
ہونے لگیں سہیل گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھا کہتا ہوا کہ یارو سامنے قدرت کے بے ادبی
کرتے ہو جیسے ہی اُٹھا بیہوشی نے تمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا کاؤس نے نئی نئی تو
عیاری کی ہو اور تو کچھ نہین پڑا سہیل کو ایک صندوق مین بند کیا آپ اُسکی شکل بنکر سو رہا
صبح کو ملازمون کی آنکھ کھلی سب نے جگایا منتر کاؤس اُٹھا مگر حیران ہو کہ اب کیا کرون اگر
ساحر آگاہ ہو جائین تو جلا کر خاک کر دین اپنے کو کیونکر بچاؤن منھ لپیٹے پڑا رہا شام کو خبر ہوئی
کہ نو چکید و خاص قدرت آتی ہین کاؤس اُٹھکر بیٹھا ملکہ جو آئین جھک کر سلام کیا کہ ایک
ہرکارے نے خبر دی کہ یا خداوند قیدخانہ ٹوٹ گیا سب قیدی نکل گئے یہ سُنکر سہیل نے کہا
اے ملکۂ عالم مین کیا خدائی کسی کے بھروسے پر کرتا ہون مجھکو معلوم ہو کہ جہان شاہزادہ ہو اب
جسوقت چاہون بتا دون اور پکڑ لاؤن مجھکو کون روک سکتا ہو ملکہ کا چہرہ اُداس ہو گیا
منھ پر ہوائیان اُڑنے لگین کاؤس نے آنکھین ملا ملا کر کہنا شروع کیا جو جو کاؤس باتین
کرتا ہو ملکہ اُداس ہوتی جاتی ہین کاؤس نے آنکھین چار کر کے عقل سے سمجھا کہ کوئی تو بات
ایسا ہو کہ اس ذکر سے اسکو پریشانی ہوتی ہو اور شاہزادہ میرا صاحب اقبال ہو شاید عاشق

ہوئی ہو چند باتیں کرکے ملکہ کو رخصت کیا آپ شام کو حکم دیا کہ ہم ادھر لاؤ ہم ہیں کی ملاقات ہو جائیگی یہاں ملکہ جو پلٹ کر آئیں شاہزادے نے پوچھا کیوں ملکہ کیا گذری ملکہ نے کہا آج تو باپ نے ایسی باتیں کہیں کہ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ مجھپر طعن کرتے ہیں میں نے کچھ جواب نہیں دیا کہ کیا باعث ہو جو ایسی باتیں کرتے ہیں یہ ذکر تھا کہ محلدار دوڑی ہوئی آئی عرض کی آپ کے والد تشریف لاتے ہیں مگر اکیلے ہیں ملکہ نے شاہزادے سے کہا آپ تو کمرے میں ہو جا بیٹھیں باتیں کرکے ٹالدونگی شاہزادہ کمرے میں گیا سہیل باغ میں آیا رنگ باغ دیکھتا ہوا عقل سے کہتا ہوا کیا عجب ہے کہ شاہزادہ یہیں ہو یا دوسری میں جو آیا تو دیکھا اسباب عیش و نشاط مہیا ہے گلابیاں شراب کی کشتیاں کباب کی رکھی ہیں جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ابھی کوئی صحبت سے اٹھکر گیا ہے سہیل آکر مسند پر بیٹھا ملکہ نے سلام کیا سہیل نے پوچھا مزاج کیسا ہے ملکہ نے جواب دیا حضور کی پرورش کچھ سر میں خلل ہو پڑا سا کیا ہو رہا ہے سہیل نقلی نے کہا اے نور نظر ہم کیا خدائی تمہارے بھروسے پر کرتے ہیں ہم بخوبی جانتے ہیں کہ شاہزادہ جہاں ہے ابھی حکم دوں تو سر اسکا کٹ کر گر پڑے اور لانے والے کے بدن میں آگ لگ جائے سہیل نقلی نے جو یہ کہی ملکہ کا رنگ رو اڑ گیا ہے کانپنے لگی اب تو کاؤس بخوبی سمجھ گیا کہ اسی کے قبضے میں شاہزادہ ہے کہا اے ملکہ عالم اب تقدیر کرتا ہوں کہ شاہزادے کے لانے والے کے بدن میں آگ لگ جائے ابھی سارا باغ جلکر خاک ہو ورنہ شاہزادے کو بلاؤ کہ آکر سجدہ کرے شاید اسکی صورت دیکھکر رحم آجائے یہ کہکر تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا ملکہ تھرا گئی کہ ہاتھ تلوار کا جھٹکا ماریگا شاہزادے نے جو کمرے سے دیکھا کہ سہیل تیغ برہنہ لیے ہوئے جنبش دے رہا ہے خیال میں گذرا کہ جب یہ ملکہ کو مار ڈالیگا تب دخل دینا تو بیکار ہوگا یہ سوچکر شاہزادہ کمرے سے نکلا آواز دیتا ہوا کہ او مکار و حیلہ ساز میں تجھکو سجدہ نہ کرونگا تیغ کھینچکر شاہزادہ جھپٹا سہیل اٹھکر بھاگا کہتا ہوا کہ منھ کھولو تو میں روح قبض کرلوں شاہزادے نے گھبراکر منھ بند کرلیا سہیل نے کہا جسقدر روزن تمہارے جسم میں ہیں ان روزنوں سے روح قبض کرونگا شاہزادے نے گھبراکر ایک ہاتھ پشت پر رکھ لیا شاہزادہ دوڑا دوڑا پھر رہا ہے سہیل نقلی پلنگ کے

گرد پھر یہ ہاں شاہزادے نے جھلا کر ایک ہاتھ مارا کہ پلنگ کے دو ٹکڑے ہوئے جست کرکے
سر پر سہیل کے آیا سہیل نقلی گھبرایا کہ ایسا نہ ہو چلا میرے سر پر پڑ جائے تو دو ہی ٹکڑے ہو جائیں
کہا اے شہریار آپ نے غلام کو نہیں پہچانا میں کاؤس تیزرو شاہزادہ سہیل کے لپٹ گیا اور ایام
مہاجرت کو یاد کرکے رونے لگا ملکہ سمجھیں کہ شاہزادہ تسخیر ہو گیا اب مجھ پر حملہ کریگا بیقرار ہو کر
اٹھی کہا کیوں شہریار مزاج کیسا ہے شاہزادے نے کہا یہ میرا عیار ہے اب تو کاؤس نے صورت
اصلی بنائی شاہزادے نے پوچھا کہ کیوں مستر صاحب سہیل کو کیا کیا کاؤس نے کہا اے شہریار
راز داجان خواب میں آئے جو تدبیر بتا گئے تھے اسی عیاری سے سہیل کو پکڑا صندوق میں
بند کر دیا ہے اسکو لاتا ہوں یہ کہکر کاؤس پھر سہیل کی شکل بنا اور دروازے پر آکر کہا فلان
صندوق جو رکھا ہے وہ اٹھا لاؤ کہار جا کر وہ صندوق لائے کاؤس صندوق کو اندر لایا اور
سہیل کو ایک ستون سے باندھ دیا زبان میں سوزن دے کر سہیل کو ہوشیار کیا سہیل
کی جو آنکھ کھلی دیکھا میں بندھا ہوں شاہزادہ کرسی پر بیٹھا ہے اور ملکہ خاموش کھڑی ہوئی ہے کہ
شاہزادے نے پکار کر کہا اے سہیل تو میرا بزرگ ہے میں بہت سمجھاتا ہوں کہ تونے غضب کیا
اس پروردگار کا ہمسر بنا کہ جسکا شریک ممکن نہیں اور کیا اسکی وحدانیت بیان کروں اور
میری زبان میں اتنی طاقت کہاں کہ اسکی حمد و ثنا عرض کروں مگر یہی اعتقاد ٹھیک ہے کہ وہ وحدہ
لاشریک ہے کیوں اے سہیل خدا کو کیا جواب دوگے جب وہ پوچھے گا کہ ہماری برابری کی تو
زبان سے کچھ جواب نہ نکلے گا بہت شرمندہ ہوگے گریبان میں منہ ڈالو گے شاہزادے نے حال
حشر و نشر جو سامنے سہیل کے بالتصریح بیان کیا سہیل عرق خجالت میں غرق ہو گیا اشارہ کیا
کہ میری زبان سے سوزن نکالو شاہزادے نے سوزن زبان سے نکالی سوزن زبان سے
نکلتے ہی سہیل قدموں پر شاہزادے کے گرا استدر رویا کہ ہچکی لگ گئی عرض کی کہ مجھ سے بڑی
خطا ہوئی میں توبہ کرتا ہوں امیدوار ہوں کہ ایک مکان عبادت خانہ بناؤں اسمیں بیٹھکر
توبہ کروں شاہزادے نے کلمہ طیبہ زبان سے پڑھا سہیل نے بھی تصدیق بھیجنے کا کیا ملکہ نے
کہا اے والد نامدار انجام ابھی زندہ ہے ایسا نہ ہو کہ حضور کو آزار پہونچائے سہیل نے جواب دیا
اگر اس ماہ میں مارا جاؤں تو جانوں کہ میری نجات ہوئی اب آج سے میں سحر نہ کرونگا ہر چند

ملکہ نے سمجھایا مگر سہیل نے زنانا کلمہ پڑھکر سحر سے توبہ کی اور اُسی باغ میں ایک گوشہ تھا اُسمین مسجد بنوانیکا حکم دیا اور تائب ہوکر قصد کیا کہ مثل عبادت گذارون کے اس مسجد مین بیٹھکر عبادت کیا کرون شاید پروردگار قبول کرے اور اس بدخلافی کی سزا سے بچون حقیقت مین مجھسے بڑی خطا ہوئی یہ کہکر سہیل دربار مین آیا شاہزادے کو ساتھ لایا جادوگرون سے پوچھا کہ زمرد جادو نہین آیا ساحرون نے جواب دیا کہ جسدن سے آپ سے زمرد رخصت ہوا ایسا بیمار ہوا کہ رہرو راہ عدم و شعلہ افروز نار جہنم ہوا سہیل نے کہا یارو مین تو مسلمان ہوا دعوی خدائی سے باز آیا مگر تم سب کو مناسب یہ ہے کہ اطاعت اسلام کرو سب ساحرون نے بخوشی اطاعت کی شاہزادے کو سہیل نے حکم دیا کہ گلگون جادو کو حکم دیتا ہون کہ وہ آپ کو صحرائے ابریشم گیاہ مین پہونچا دے اُس صحرا کو طی کرکے قریب باغ زمرد کے پہونچیگا دروازے پر باغ کے سدا برت بٹ رہا ہے آپ پشت باغ سے ہوکر باغ مین جائیگا ایک نخل سرو ہے کہ اُسکی بیچ مین دو نون لوحین موجود ہین وہین سے لوحین حاصل کیجیے گا پھر باغ سے نکلیے گا وہ ساحر آپ پر حملہ کرینگے اُنسے فراغت حاصل کرکے فتح طلسم مین مصروف ہوجیئے گا مگر اسکا خیال رہے کہ انجام جادو کو میرے مسلمان ہونے کی خبر نہونے پائے ورنہ فساد برپا کریگی مجھکو اُسکے فساد کا کچھ خوف نہین اگر وہ مجھتک آئے تو سر جھکا دونگا شاید پروردگار اس سر جھکانے سے مجھپر رحم کرے اور میری خطائے گذشتہ بخشدے شاہزادے کو سمجھا کر گلگون جادو کو ساتھ کیا سہیل اسی حال سے روتا ہوا مسجد مین آکر بیٹھ رہا صحیفہ خوانون سے محبت ہو غنا کی تقلیل تسبیح مین اپنے کو تحلیل کیا ہے تمام شب نفلین پڑھا کرتا ہے اسی پر مرتا ہے کہ اپنی خطا معاف کراؤن پاک ہوکر دنیا سے جاؤن مگر انجام جادو اپنے مقام پر بیٹھی ہوئی کنیزون سے کھیل رہی تھی کہ ایک سناٹا ہوا ملکہ گرین بیہوش ہوگئین انجام حیران ہو کر یہ کیا ہوا بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا وہی بیقراری اور اشکباری شاہزادے کو یاد کرکے رونے لگی انجام نے بیٹی کو تو قید کیا اور ہرکارون کو حکم دیا کہ قلعہ سہیلیہ سے خبر لاؤ کہ سہیل پر کیا گذری ہرکارے روانہ ہوئے شہر مین جاکر دیکھا کہ روکا نذرانہ تک مسلمان ہوگئے باغ مین ملکہ کے ایک گوشے مین مسجد ہے اُس مین سہیل بیٹھ

سنتے ہی ہرکارے بھاگے ہوے سامنے انجام کے آئے عرض کی کہ اے ملکہ عالم قلعہ سہیلیہ کا تو
خاتمہ ہوگیا سب مسلمان ہوگئے اور خداوند سہیل ایک مسجد میں بیٹھے ہیں اور عبادت کرتے
ہیں انجام نے کہا ابھی جا کر سب کو قتل کرونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی یہ کہکر ایک طاؤس پر
سوار ہوئی اور طرف سہیلیہ کے چلی شہر میں جو آ کر گری تو وہ تلواریں برسانا شروع کیں کہ تمام
اہل شہر قتل ہوے یہ خبر ملکہ نے سنی یہ توکل بھاگی کاؤس ایک جانب گیا انجام لڑتی بھڑتی گھ
دیوار پر آئی دیکھا کہ سامنے سہیل صحیفہ لیے بیٹھا ہوا عبادت کر رہا ہے انجام نے للکارا کہ
او مکار دعوی خدائی کا اختتام ہوا اب خدا اسے نادیدہ سے عجز کر رہا ہے یہ کہکر دیوار سے کودی
تلوار کھینچی ہوئی ہاتھ میں صحیفہ خوان کو قتل کرنے لگی مگر سہیل محراب عبادت سے نہیں اٹھا
صحیفہ لیے بیٹھا رہا کہ انجام لڑتی ہوئی قریب محراب پہونچی سہیل نے سر جھکا دیا کہ ہاں انجام
میں اسی لایق ہوں انجام نے ہاتھ تلوار کا مارا سہیل کا سر کٹ کر گرا خون گلو صحیفے پر پڑا
انجام سہیل کو قتل کر کے پھری اور چہار جانب ملکہ کو ڈھونڈھنے لگی جب کہیں دستیاب
نہ ہوئی تو یہ کہکر چلی کہ وہ گیسو بریدہ بھاگ گئی آکر چند ساحر روانہ کیے کہ دختر سہیل کو ڈھونڈھکر
گرفتار کر لاؤ ادھر شاہزادہ ہمراہ گلگونہ جادو صحراے آبریشم گیا وہاں پہونچا گلگونہ تو رخصت
ہوگئی مگر شاہزادہ اس صحرا کو دیکھتا ہوا چلا حقیقت میں جیسا صحرا کا نام تھا ویسی صفت دیکھی
کہ درختوں کی شاخیں لچک رہی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ پتے ریشم کے ہیں صحرا نہایت پر بہار
زیر نخل پھولونکا انبار طائران نغمہ سرا ہیں باغبان حقیقی کے چہکار رہے ہیں معلوم
ہوتا ہے کہ کل قدرت دیکھکر اسی کو پکار رہے ہیں یہانتک کہ شاہزادہ سامنے باغ زمرد کے
پہونچا دیکھا ہزارہا آدمی جمع ہیں دروازے کا نگہبان غلہ تقسیم کر رہا ہے کئی ہزار جادوگر دروازے
کو روکے ہوے بیٹھے ہیں شاہزادہ پھرتا ہوا پشت باغ پر پہونچا کمند مار کر بالاے دیوار آیا
دیکھا ہزارہا طائر غلغلہ کر رہے ہیں گوشے میں ایک درخت سرو ہے کہ جڑ اُسکی جھک رہی ہے شاہزادہ
دیوار سے اترا جب طرف درخت کے چلا تب تو طائروں نے غل مچایا کہ اے نگہبان باغ جلد
آکر خبر لو کہ طلسم کشا آ پہونچا سب ساحر جلوہ کر کے اندر آئے مگر شاہزادے نے جھپٹ کر بیچ کو
کھود کر دیکھا وہیں دفن ہیں انگوٹھی نکال کر گلے میں پہنا ساحروں نے سحر کرنا شروع کیا لیکن جو

سحر کرتے ہیں وہ اُلٹا پلٹتا ہے ساحر تمام ہوتے ہیں شاہزادہ سب سے ڈرتا ہوا در باغ پہ پہونچا جو ساحر دروازے پہ بیٹھے تھے انھون نے بھی روکا اور چاہا گرفتار کریں مگر شاہزادہ بجرأت اُڑتا ہوا بیرون باغ آیا ساحر بھی پیچھا نہیں چھوڑتے شاہزادے نے لوح طلسمی دیکھی لوشتہ پایا لوح کو گریبان میں رکھ لو نگاہ سے ساحرون کی مخفی ہو جاؤ گے جب یہ تمکو نہ پاوینگے تو ہٹ جائینگے شاہزادے نے ویسا ہی کیا جب ساحرون نے دیکھا کہ شاہزادہ غائب ہو گیا تو خاک اُڑاتے ہوئے اپنے مقام پر کہتے تھے کہ دیکھو یارو کیا آفت کی بات ہو کہ طلسم کشا سامنے سے غائب ہو گیا اب کہاں تلاش کریں سامری و جمشید کو اختیار ہے جو مناسب ہوگا وہی کرینگے مگر شاہزادہ کسی صحرا میں ہوتا ہوا بموجب ہدایت لوح سامنے ایک گنبد کے پہونچا دیکھا سامنے گنبد کے فرش بچھا ہے دروازہ گنبد کا کھلا ہے اور صدہا نازنینان مہجبین اُس فرش پر رقص کر رہے ہیں کوئی سازندہ بجاتی ہے نازو کرشمہ دکھاتی ہے کسی کو اپنے بتانے پر ناز ایک نازنین حسین نہایت خوبصورت کمسن جوانی کے دن مسند میں تخت پر بیٹھی ہے اور ناچنے گانے والیون کو تعلیم کرتی جاتی ہے شاہزادہ جو اُس مجمع میں آکے بیٹھا تو دیکھا زمین گردش کر رہی ہے معاً وہ تخت نشین اپنے مقام سے اٹھی اور شاہزادے کے متوجہ ہوکر بجوش آوازی یہ اشعار گانے لگی

نظم

ضعف سے کہاں کہ جو ہوتی بدن میں روح — لپٹی ہوئی ہے جسم سے جیسے کفن میں روح
قاتل ضرور چاہیے تکلیف مخلصی — کب سے اسیر دام ہے گھبرا کے تن میں روح
برسوں سے ہیں نظارۂ باہم سے مشتغل — ہاں روح تن کی دید میں ہے اور تن میں روح
سینہ ہجوم داغ سے گویا ہے لالہ زار — رہتی ہے یاد دلبر گل پیرہن میں روح
ہر سو ہے مثل نکہت گل جوش انتشار — ہے جستجوئے دلبر غنچہ دہن میں روح
بنا ہے زخم میں اثر جان لعاب تیغ — رکھتا ہے ہر شگاف جراحت دہن میں روح
بستہ ہیں حلقہ ہائے رگ جسم استوار — گویا پڑی ہے جنبش تار رسن میں روح
ملتی نہیں کہ جائے مصیبت زدن کی — نکلے گی ایک دن اسی رنج و محن میں روح
ہے عشق کچھ غبار بدن چھپ ... بجھیو — احباب سے لپٹ کے نکلیگی جان میں روح

غافل طلسم دہر مقام فریب ہے
کیسا لعاب اٹھی گیسو تن زیر سقف
ہر وقت ہو اذیت سینہ حسد میں نسیم

اتکا ہو تو محبت ہر مرد و زن میں روح
پانی ہو گئی دیکھتے ہی بھرے تن میں روح
سب چیزیں ہیں خیال بت سیمتن میں روح

اسطور سے اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ تمام نازنینین تعریف کرنے لگیں وہ تشکیل گاتی ہوئی اور بتاتی ہوئی سامنے شاہزادے کے آئی گاتے گاتے بتانے لگی بتاتے بتاتے دامن تھاما اشارہ کیا شاہزادے نے خنجر دیدیا دوبارہ جو اُسنے اشارہ کیا شاہزادے نے نے تلوار دی وہ پھر نیز لوح کو اشارہ کرتی ہے جب شاہزادے کے پاس کچھ نہ باقی رہا اور اُسنے لوح کو اشارہ کیا تو شاہزادے نے لوح اُتار کر دیدی جب اُس تشکیل نے لوح پائی اور شاہزادہ بیہوش ہو گیا تو دوبارہ اُسنے لوح محفوظ مانگی شاہزادے نے لوح محفوظ بھی دیدی تو تشکیل نے کچھ اشارہ کیا شاہزادہ مسلسل ہو گیا زنجیر تھام کر وہ نازنین شاہزادے کو لیچلی شاہزادہ دوسرا نگوں ان چلا آتا ہے جب گنبد میں وہ پہونچی تو خود تخت پر بیٹھی شاہزادہ سامنے کھڑا ہے وہ پکار کر افسوس کر رہی ہے کہ کیوں اے طلسم کشا دیکھا تمنے نینواز جادو کیونکر تمکو پیچ گرفتار کیا ہاں صاحبو … بھی گرفتار کر کے انکی پاس انجام کے لے چلو سب ساتھ والے بھی تیاریاں کر رہے ہیں اور نینواز شاہزادے پر غصہ کر رہی ہے کہتی ہے اگر انجام حکم دیتی تو میں تجھکو ابھی قتل کرتی شاہزادے نے جواب دیا کہ اے مکارہ جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر

خدائے ما بزرگ است فردوسی تیغ زشمشیر حبیب ما ہے چہ آید بر سر من یا نصیب ما

یکایک آسمان پر شاہزادہ نے دیکھا ایک جادوگر یہ منظر ملکہ کو لیے ہوئے آیا پکار کر کہا اے نینواز میں اس بانی فساد کو پکڑ لایا صحرا میں بھاگی ہوئی جاتی تھیں میں اٹھا لایا اب اسکو بھی وصل پر رضامند کیجیے اوجین کر تخت پر رکھی تھیں اُسی تخت پر ملکہ کو بٹھایا ملکہ نے دیکھا کہ شاہزادہ مسلسل کھڑا ہے آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے چہرہ اداس اُس ساحرہ نے چاہا ملکہ کے گلے میں ہاتھ ڈالدوں ملکہ نے منع کیا کہ اے سرہنگ … کیوں گھبراتا ہے اب تو میں تیرے اختیار میں ہوں جو تو کہیگا وہی میں قبول کرونگی سرہنگ جادو خوش ہو گیا نہیں کہنے لگا کتنا تم میں غارت کرونگا ملکہ نے پوچھا یہ تختیان کیسی ہیں نینواز نے کہا ملکہ انکو نہ چھوو

یہ ہماری جان کی لینے والی ہیں ملکہ نے کہا اے نمنواز اب تو ہم تیرے قبضے میں ہیں اس ساحر سیہ فام کو قبول کیا اب ہمسے خوف نہ کرو ہم تمہارے ساتھ ہیں معلوم ہوا کہ طلسم کشا کی محبت کچھ کام نہ آئیگی تمہاری محبت سے جان بچیگی نمنواز خاموش ہو رہی سمجھی کہ یہ اب ہمارے قبضے میں آئی ہماری اطاعت کریگی مگر ملکہ نے جو شاہزادے کو گرفتار دیکھا ہو دلپر خنجر یان چل رہی ہیں یہی چاہتی ہے کہ کیونکر شاہزادے کو رہا کروں نمنواز سے کہا دیکھو سب ساحر تیار رہیں آپ بھی تیار ہو جیسے کشان کشان انکو لے چلو میں اب کیا نا نہ کرونگی باپ بھی مارا گیا یہ قید ہو گئے اب جو مناسب ہو وہ کرو نمنواز دروازے پر گئی جادوگروں سے کہا تم بھی دیکھو کر سب تیار ہو گئے جادوگر بھی ادھر متوجہ ہوا ملکہ نے دونوں لوحیں اٹھا کر شاہزادے پر پھینکدیں شاہزادے نے جیسے ہی لوحیں روکیں سب قید غائب ہو گئی قید سے رہا ہوتے ہی شاہزادے نے نعرہ کیا تلوار اٹھالی نمنواز نے جو دیکھا کہ اب شاہزادہ رہا ہوا اور ملکہ نے تختیاں دیدیں بڑھا ایک گولا مارا شاہزادے نے لوح کو سامنے کیا گولا الٹا پلٹا ادہر وہ ساحر کھڑا تھا جو ملکہ کو لیکر آیا تھا اُسکے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کے پار گذرا اب شاہزادہ طرف نمنواز کے چلا نمنواز نے چاہا بھاگ کر نکل جاؤں مگر یہ شیر بیشۂ جرأت یکتاز میدان جلالت دروازے کو گنبد کے روکے کھڑا تھا جیسے ہی نمنواز آئی گردن تھام لی ہر چند نمنواز نے چاہا کہ چھوڑاؤں مگر شیر کے پنجے سے کب چھوٹ سکتی ہے شاہزادے نے اٹھا کر دے مارا کہ سر نمنواز کا پھٹ گیا ساحروں نے چاہا بلوہ کر کے پکڑیں مگر شاہزادہ تلوار کھینچے ہوئے باہر نکلا ساحروں پر جا پڑا ملکہ یا نور رو رہی تھی یا بے ساختہ منہ سے نکلگیا کہ او شہر یار رہائی مبارک ہو ایک ساحر بھاگتے بھاگتے پلٹ پڑا آ کر قدموں پر گرا عرض کی غلام ہے سمار جادو نام ہے یہاں سے آگے غلام کا مکان ہے وہاں تشریف لے چلیے تا بہ انجام جادو پہونچا دونگا شاہزادہ سمار کے ساتھ ہوا سمار جادو شاہزادے کو ہمراہ لیتے ہوئے مع ملکہ ایک باغ میں آیا سب ساحر مطیع اسلام ہوئے سمار نے بھی ظاہرا اطاعت اختیار کی شاہزادے کو ایک بارہ دری میں لایا اسباب عیش مہیا کیا شاہزادہ چونکہ تھکا ہوا تھا وہ چار جام جو پیے مسند پر سر رکھا آرام کیا

ملکہ بھی سو گئیں مسمار نے لوحین گلے سے اُتارلیں دونون کو اپنے سحر مین پھنسایا شاہزادہ جو بیدار ہوا
مسمار نے پکار کر آواز دی کیون طلسم کشا کس تدبیر سے گرفتار کیا اب کیا تمھین زندہ چھوڑونگا
سب جادوگر تعریفین کر رہے ہین کہ اے مسمار کیا کار نمایان کیا ایسے شخص کو گرفتار کر لیا جسنے
نینوا زکو مارا مسمار شاہزادے کو لیکر چلا سامنے سے گرد اُڑی دیکھا ایک جادوگر آتا ہی
پکارتا ہوا کہ مسمار جادو کسکا نام ہی مسمار نے آواز دی او ساحر کہان سے آتا ہی ساحر نے
پکار کر کہا کہ ملکہ انجام نے بھیجا ہی کچھ تنہائی مین کہنا ہی وہ کسی کے سامنے کہنے کی بات نہین ہی
مسمار کو ساتھ لیکر اُسی باغ مین گھسا ایک نخل کی آڑ مین آکر کہا کہ ملکہ نے یہ سحر دیا ہی اور کہا ہی
کہ آگ روشن کرو مین لوبان ڈالونگا ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ شاہزادے کو تا بہ انجام
پہونچا دیگی مسمار نے آگ روشن کی ساحر نے لوبان نکالکر ڈالا دھوان جو نکلا مسمار جادو
کے باغ مین پہونچا ارے کہکر گرا کاؤس نے نعرہ کیا کہ منم مہتر مہتران ساحرون کا قاتل فرزند
شاہپور رشید دل مہتر ان مہتر نبیرۂ خواجہ عمرو خنجر مار اُسکا شکم چاک قصہ پاک ہوا لوحین کاؤس نے
لے لین یہان شاہزادہ مجمع ساحران مین خاموش بیٹھا ہوا تھا کہ قید غائب ہوئی زنجیرین
ٹوٹ کر گرین ساحرون نے بلوہ کیا شاہزادے نے تلوار کھینچی کہ کاؤس ساحر بنا ہوا باغ
سے نکلا پکار کر کہا تم سب ہٹ جاؤ مین گرفتار کیے لیتا ہون سب ساحر ہٹے کاؤس نے
قریب آکر اشارہ کیا کہ مین ہون غلام آپ کا لوحین لیجیے ساحرون کو شکست دیجیے شاہزادے
نے لوحین لیکر پہنین برق شمشیر چمکی چند مارے گئے چند بھاگے شاہزادے نے کہا اے
کاؤس تم ہمراہ ملکہ اسی باغ مین رہو مین برا سے طلسم کشائی جاتا ہون چند ساحر بھی اب
مطیع ہوے تھے اُن ساحرون کو اور کاؤس کو پاس ملکہ کے چھوڑ آپ ایک طرف
چلے تھے کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا ایک ساحر فیلسوار سات ہاتھ کا ساتون مین حربے
مثل شمشیر و خنجر و تیر و کمان و گرز گران سنگ ہاتھی کو دوڑاتا ہوا آتا ہی اور نعرے کرتا ہوا
کہ منم فیلان فیل پیکر قریب شاہزادے کے آکر ساتون حربے رہا کیے شاہزادے نے
تیر کا ٹا گرز کو قلم کیا تلوار کو روک لیا اور ہاتھ تلوار کا مارا ساحر کے کئی ہاتھ کٹ کر گرے
ساحر نے ایک چیخ ماری کہ ہے ہیہات جادو جلد آؤ ایک غبار بلند ہوا پھر ہاتھ آگئے ساحر

ہو گئے پھر شاہزادے پر حملہ کیا اور پھر کئی ہاتھ شاہزادے نے کاٹے مگر جب وہ حیات کا نام لیتا
ہے اور پکارتا ہے تو غبار بلند ہوتا ہے اور ہاتھ پھر سالم ہو جاتے ہیں جب کئی مرتبہ یہی معرکہ گذرا
تو شاہزادے نے پیچھے ہٹ کر لوح کو دیکھا اُسمیں یہ مضمون نکلا کہ اے فتاح طلسم واے سیاح این
عجائبات خیال کرکے دیکھو پیشانی پر اس ساحر کے خال سیاہ ہے اگر قادر انداز بے بدل ہو
تو اسم پڑھکر تیر مارو اگر خال پر پڑا اور تل بھر کا فرق نہ پڑا تو تمنے ساحر کو مارا اگر تیر خال سے
الگ پڑا تو پانی ہو کر بہ جاؤ گے شاہزادے نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر بجر
کمان میں پیوستہ کیا اور حاشیۂ لوح کا اسم پڑھکر تاک کر تیر مارا کہ بحکم قضا و قدر عین
خال پر پہونچا توڑ کر سر کو گدی سے پار گذرا بجائے خون سر سے شعلہ ہائے آتش نکلے
مع ہاتھی جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام حسن فیلان فیل پیکر بود مارکر اُسکو شاہزادہ
آگے بڑھا تھا کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی پلٹ کر دیکھا ایک ساحر بد نام ابرجام
منتر کاؤس کو گرفتار کیے لیے جاتا ہے کاؤس ہر چند تڑپتا ہے مگر وہ ساحر بعض نہیں آتا سامنے
درخت میں ایک رسی لٹکی ہوئی ہے چاہتا ہے کہ پھانسی دیدوں شاہزادے نے للکارا
کہ او مکار غدار خبردار ایسی حرکت نہ کرنا ورنہ زندہ نہ چھوڑونگا یہ میرا یار وفادار ہے بہا
مگر اُس ساحر نے کچھ خیال نہ کیا کاؤس کو درخت میں لٹکا دیا مقتل کاؤس کا اُسی دار پر
خاتمہ ہوا شاہزادہ بیقرار ہو کر دوڑا وہ ساحر تو بھاگ گیا شاہزادے نے قریب آکے
منھ پر منھ ملنا شروع کیا پکار کر آواز دیتے تھے کہ اے یار وفادار واے مونس غمگسار تمنے
ہمارا ساتھ چھوڑا ماں سے تمہاری سیاہ رو ہوا جب جاؤنگا تو وہ پوچھینگی کہ غلام
آپ کا کہاں ہے تو کیونکر بھائی کس منھ سے کہونگا کہ مہربان ہمارا مارا گیا کہ دوسری طرف سے
آواز آئی کہ اے شہریار یہ کنیز رخصت ہوتی ہے دیکھا وہی ساحر ملکہ کو کھینچتا ہوا لایا اور ایک
درخت میں لٹکانے کا ارادہ کیا شاہزادے نے للکارا کہ او بے حیا خبردار کلیجے کے
ٹکڑے تو کر چکا اب دل کبھی پامال کرتا ہے دیکھنا جہاں جائیگا تلاش کرکے مارونگا زندہ
نہ چھوڑونگا مگر اُسنے ایک نہ سُنی ملکہ کو بھی لٹکا دیا ملکہ کا بھی خاتمہ ہوا ملکہ کو مرتے جو شاہزاد
ے نے دیکھا کلیجہ منھ کو آگیا قلب ٹھہر گیا ساحر تو ملکہ کو دار پر کھینچکر بھاگا شاہزادہ جو قریب

ملکہ کے آیا دیکھا اُس چاند سی صورت پر ہوائیاں اُڑ رہی ہیں مُردنی چہرے پر چھائی ہوئی ہے یہ دیکھکر شاہزادے نے ایک نعرہ مارا گلے میں ہاتھ ڈالدیئے آواز دی کہ اے جان عاشقان و اے آرام دل مشتاقان تجھے بھی ہمارا ساتھ چھوڑا نظم

غل اگر آہیں کریں گی خاک پر — جائیں گے نالے مرے افلاک پر
روح عاشق یا حجاب آرزو — ہیں گمان کیا کیا تری پوشاک پر
چھپ سکے گا تم سے کیا میرا مزار — حسرتیں لوٹا کرینگی خاک پر
تیغ غم کس کس طرح روز فراق — ناز کرتی ہو دل صد چاک پر
داغ دل بیکار جانے کا نہیں — پھول لائے گا آگیا خاک پر
کیا عجب مجبور ہو کا آنسو برسنے — دانۂ انگور بنکر تاک پر
کچھ تو فرماؤ خطا کیا ہو گئی — قہر کیوں ہے عاشق غمناک پر
منتیں مانو اگر ہے آرزو — آکے تم میرے مزار پاک پر
یاد دندان پری رو آگئی + — برق چمکی خاطر غمناک پر
جان و دل محو ثنا ہیں نسیم — ہیں فدا ہوں صاحب لولاک پر

شاہزادہ بیقرار و مشغول بزاری تھا دیکھا ایک طرف سے ایک طائر اُڑتا ہوا آیا اُسنے درخت پر بیٹھکر آواز دی کہ اے فتاح طلسم کیوں اپنے کو ہلاک کرتے ہو لوح کو ملاحظہ کیجیے یا عکس لوح اُن مردوں پر ڈالدیجیے شاہزادے نے عکس لوح جو ڈالا لاش سے دھواں اُٹھا دیکھا لاش کے اُٹھنے کا مژدہ ہے شاہزادے نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ جلاد جادو سامنے تو ہے بیٹھا رہتا ہے اُسکا یہ فعل ہے تمہارے عیار و معشوق کو مار کے اُسکے کا بنا کر لایا جانتا تھا کہ ان دونوں کے غم میں شاہزادہ اپنی جان دیگا اس وجہ سے اُسنے یہ شعبدہ کیا کہ دیکھا وہی ساحر جب ساحروں کو ساتھ لیے ہوئے آتا ہے شاہزادے کو جو دیکھا کہ لوح دیکھ رہا ہے سمجھ گیا کہ شاہزادہ حال سے ماہر ہوا ساحروں کو اشارہ کیا کہ یارو اکیلا ہے گھیر کر مار لو سب ساحروں نے بلوہ کیا شاہزادے نے تلوار کھینچی اُن ساحروں سے لڑنے لگا دیکھا وہی طائر جسنے آواز دی تھی وہ منہ سے شعلۂ آتش چھوڑ رہا ہے جسکا

ساحر پر گرا اُسے جلا کر خاک کیا سیکڑون ساحر اُس طائر نے جلا دیے تھوڑے عرصے مین
ایک برق گری کہ جلاد جادو کے دو ٹکڑے ہوے مرتا جلاد کا کہ سب ساحر بھاگے شاہزادہ
آگے بڑھا دیکھا ایک مقام پر ایک دریچہ بنا ہے اُس مین سے آواز رونے کی آتی ہے شاہزادے
نے آکر اُس مکان کو کھولا دیکھا ایک جوان وضیع و شکیل زنجیرون مین بندھا پڑا ہوا تڑپ رہا ہے
کلیجے پر ایک پتھر رکھا ہے شاہزادے نے آکر پتھر ہٹایا زنجیرین کاٹین تب اُس جوان کو ہوش
آیا قدمون سے لپٹ گیا کہتا تھا آپ میرے جان بخش مین شاہزادے نے فرمایا تم کون
ہو اُس جوان نے کہا مجھکو شوکت جادو کہتے ہین باعث یہ ہوا کہ انجام جادو نے مجھکو
پسر خواندہ کیا مگر سرہنگ جادو کی مجھسے جلتی تھی مین براے شکار صحرا مین آیا مجھکو مکر سے
گرفتار کر لیا اور اس مقام پر قید کیا اور رات کو آتی تھی طالب وصل ہوتی تھی مین نے
اب تک تو قبول نہین کیا شاہزادہ شوکت جادو کو اُس مکان سے یہان لایا شوکت نے
کہا مین پیاسا ہون اگر حکم ہو تو سامنے جھیل سے پانی پی آؤن شاہزادے نے حکم دیا
شوکت پانی پینے چلا کہ پہلوے صحرا سے ایک کرگدن پیدا ہوا شوکت کو اُٹھا کر لے گیا
شاہزادے کو یہ بہت ناگوار گذرا کہ ایک طرف سے گرد اُڑی دیکھا ایک قفس لیے ہوے
کہار آتے ہین مگر مہتر کاؤس پایہ قفس کا پکڑے ہوے ساتھ ہے دور سے کاؤس نے جو
شاہزادے کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے شہریار چند ساحر فکر مین تھے کہ مجھکو اور ملکہ کو
گرفتار کر لین مین ملکہ کو لیکر نکل آیا اور یہ بھی دریافت ہوا کہ آپ وادی فرحناک مین
ملین گے شاہزادہ بہت خوش ہوا کاؤس نے وہین خیمہ استادہ کیا ملکہ قفس سے اُترین
شاہزادہ اندر گیا دیکھا ملکہ مسند پر بیٹھی ہین مگر چہرہ اُداس آنکھون مین حلقے پڑے ہوے
شاہزادے نے پوچھا کیون ملکہ یہ کیا حال ہے ملکہ نے کہا اے شہریار کاؤس نے خبر دی کہ ایک
ساحر لشکر کشی کیے ہوے آتا ہے اور یہ کہکر چلا ہے کہ ملکہ کو گرفتار کرونگا کاؤس سے یہ خبر سُنکر
مین نے کہا کاؤس یہان سے نکل چل بس مین نکل آئی شکر کرتی ہون کہ آپ تک پہونچی
اب خدا اپنا فضل کرے کہ آپ طلسم پر غالب آئین انجام جادو نے بڑا ستم کیا کہ میرے
باپ کو مار ڈالا مین یتیم ہو گئی اب آپ بدلے لین گے شاہزادے نے فرمایا اے ملکہ عالم مین

قتل انجام دانو نگاکاوس نے کہا اے اب یہ افکار دفع کیجیے اے ملکہ عالم خدا نے اپنا فضل کیا کہ شاہزادے سے ملاقات ہوئی اب رنج و غم کی باتیں نہ کرو یہ کہکر کاوس سامنے آبیٹھا یہ اشعار عاشقانہ سامنے شاہزادے کے شروع کیے نظم

نہ ہم داغ بنکر عاشقونکے دلین رہتے ہین	گل لالہ تن مسکن ہر مہ کامل مین رہتے ہین
خیال مہ جبینان عاشقونکے دلین رہتے ہین	یہ لیلی وش ہمیشہ نور کی محمل مین رہتے ہین
عدم سے شوق مین آئے چلے دنیا سے حسرت مین	نہ اس عالم مین مسکن تھا نہ اس منزل مین رہتے ہین
ہمارے گھر پر اگر بنکے رہ سکتے ہین غیر و نسبے	قمر جسکا تخلص ہے اسی منزل مین رہتے ہین

یہ اشعار سنکر شاہزادے کا چہرہ سرخ ہوگیا کہ کاوس نے جام دیا شاہزادے نے جام نوش کیا جام پیتے ہی عجب حال ہوا کہ شاہزادے نے بے ساختگی توجہین آثار کردیں جب توجہین قبضے مین آئین جس صورت پر ملکہ تھی اسنے آواز دی کہ او بر باد کن ساحران عالم منم نیرنگ جادو کاوس نے نعرہ کیا منم انتقام جادو دونون توجہین لین اور شاہزادے کو مسلسل و طلق کیا ایک آواز دی کہ کئی ہزار ساحر گوشہ ہاے خیمہ سے نکلے شاہزادے کو اسپ پر سوار کرلیا شاہزادہ حیران چہار جانب دیکھ رہا ہی مین کہتا ہے ماہ عالم افروز اس مکر سے کون نکل سکتا ہے ایک معشوق کی شکل بنی ایک بشکل عیار کہ جسمین کا عیار رہے اس سے کیا الکار ہوسکتا ہے عجب رنگ مین گرفتار ہوے اب کوئی صورت بچنے کی نہین معلوم ہوسکتی لیکن نیرنگ جادو نے دو جادوگرنیون سے اشارہ کیا کہ جاکر انجام سے اطلاع کرو کہ صلاح ہماری آپ کی پوری ہوئی مین نے توجہین لے لین طلسم کشا کو قید کیے لاتی ہون مناسب یہ ہے کہ شہر والون کو خبر دیجیے یہ دونون جادوگرنیان چلین اسوقت پہونچین کہ انجام جادو ظلمات گمینہ مین بیٹھی ہے کہ رہی ہے کہ اب ناچار ہوئی کہ طلسم تمام ٹوٹ گیا مگر نیرنگ گئی ہے شاید اسکا پنجہ قابض ہو تو مطلب نکل آئے سب جادوگر یا تون پر انجام کی گھبرا رہے ہین کہتے ہین آخر مین ایک جنگ کیجیے اس جنگ پر خاتمہ ہے یا تو ہم لوگ سب مارے گئے یا طلسم کشا کو گرفتار کرلیا انجام نے کہا انجام بُرا ہے وہ قیصر بخشہ جرأت الیاس مرد مردانہ ہے اور ایسا شیر فرزانہ ہے کہ تین لاکھ جادوگر اسکی نگاہ مین کیا سماتے ہین کن کن مقاصدون پر جنگ کرچکا لیکن جانبازی سے

سحر کرونگی زمین کو ہلا دونگی رنگ وکیفیت سحر دکھا دونگی سب جادوگر اسباب سحر تیار کر رہے ہین
کہ دونون جادوگر نیان فرستادۂ نیرنگ آکر بہو بختین انجام کو نذر دی ملکہ سے کہا فتح جنگ
مبارک ہو ملکہ نیرنگ نے جاکر بڑے صدمے اٹھائے دختر سہیل کی شکل بنکر لوجین لیلین
طلسم کشا کو گرفتار کر لیا اب لیکر آتی ہین انجام یہ سنکر مثل گل شگفتہ ہوگئی چند ساحرونکو حکم دیا
کہ گلی کوچے مین قلعۂ آبگینہ کے مشتہر کردو کہ صاحبو مطمئن رہو قید طلسم کشا آتی ہو آئینہ بند ہو دوکانین
رنگی جائین سب دوکاندار بشوکت تمام دوکانون پر بیٹھے کہ طلسم کشا ہمارا جاہ وجلال دیکھے
چند ساحرون نے جاکر شہر کے گلی کوچون مین مشتہر کیا سب جادوگر اپنے اپنے مکانون سے
نکلکر واسطے تماشے کے بازار مین آئے بازار مین اسقدر رچاؤ ہی کہ راستہ نہین ملتا مگر اس
دربار مین کوئی ایسا نہین کہ جسکو خوشی نہوئی ہو مگر وزیرزادی انجام کی ملکہ شہرت جادو کہ
عاشق شوکت ہی حال گرفتاری طلسم کشا سنکر رنگ رو اڑ گیا مقام پر جلا وجادو کے جاکر
اپنے مددیہی کی تھی مگر خاموش بیٹھی ہی ساتھ والیون سے کہہ رہی ہو کہ نہین معلوم شوکت پر کیا
گذری یقین ہو شاہزادے نے رہا کیا ہو یہ ذکر تھا کہ گردن جادو شوکت جادو کو لیے
ہوے آیا انجام سے کہا او شاہ طلسم جب طلسم کشا نے اسکو رہا کیا تو مین گینڈا بنکر اسکو
اٹھا لایا انجام نے حکم دیا اس مکار کو قفس مین بند کرو ساتھ طلسم کشا کے اسکو بھی قتل
کرینگے وزیرزادی نے جو معشوق کو قید ہوتے دیکھا آنکھون سے آنسو نکل آئے جی
مین کہتی ہو کہ ابھی جو خیال کیا تھا اسکا بھی سامنا ہوگیا اب سوائے موت کے کوئی چارہ
نہین مقام افسوس ہو کہ طلسم کشا کو قتل ہوتے دیکھون اور کچھ نکرسکون عین وقت پر
جنگ کرونگی یا تو اپنی جان دونگی یا شاہزادے کو رہا کرونگی شاید تقدیر رسائی کرے
اسی سوچ مین بیٹھی رو رہی ہو کہ شہر مین غل ہوا کہ طلسم کشا کی قید آتی ہو سب اہل شہر خوشیان
کر رہے ہین اور نیرنگ جادو کی یہ سب تعریفین کر رہے ہین نیرنگ جادو کامزح مین
ملتا کہتی ہو بی انجام جادو اس خیرخواہی کا کیا انجام کرینگی سارا طلسم تمام ہوا کسی کے
لیے کچھ نہوسکا مین نے جاکر آفت برپا کر دی اس ظالم کو گرفتار کر لائی شہر والے کہتے
ہین کہ ملکہ نیرنگ نے سب کی جان بچائی نیرنگ ان کلمون کو سنکر پھولے نہین سماتی

انجام خبر سنکر خود سوار ہوئی نیرنگ نے سُنا کر انجام میرے لینے کو آتی ہے تخت سے کود پڑی
اور ... بے کے ساتھ ساتھ چلی کہ نوبت نقارے کی آواز آئی اور تخت انجام کا نمایان ہوا فوراً
نیرنگ نے بڑھکر آواز دی کہ داری نقی مبارک ہو یہ گنہگار حاضر ہے انجام نے جو شاہزادہ کو
دیکھا پکار کر آواز دی کہ خوب طلسم کشائی کی اِس دن کی خبر نہ تھی اب کل سر تمہارا در پر قلعے
کے اٹکا ہوگا اور لاش کو زاغ و زغن کھائینگے ہر چند کہ شاہزادہ اُس حال مین ہے کہ دشمن
کو بھی ترس آئے مگر جواب دیا او ملعونہ مین خود تیرا قاتل ہون پروردگار میری مدد کریگا صورت
رہائی پیدا ہوگی اگر تجھکو گھسکر نہ مارا تو نام اپنا فرزند صاحبقران نہ پایا انجام نے کہا بس اب
خالی زبان درازی ہے مجھے کون مار سکتا ہے جو کاہن کہتے ہین کہ عمر طلسم تمام ہوئی وہ جھک
مارتے ہین مین نے خود کتاب سامری مین دیکھا ہے نوشتہ پایا کہ انجام کی سلطنت تا قیامت
ہے جب سامری ایسا لکھ گئے تو کسکی مجال ہے کہ مجھکو قتل کرے اپنی خیر مناؤ دیکھو کیا حال کرتی
ہون سب ساحرون کے خون کا بدلہ لونگی زندہ نہ چھوڑونگی شاہزادے نے فرمایا تیری
کیا مجال ہے کہ ایک موے جسم بھی کم کر سکے مین سمجھ لونگا وزیرزادی جو انجام کے ساتھ ہے
اُسکی آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے انجام نے کہا کیون وزیرزادی کیون اِسقدر روتی ہو
وزیرزادی نے جواب دیا اے ملکۂ عالم کون کون سے ساحر مارے گئے کہ جنکا مثل نہ تھا
اب اُنکی صورت نہ دیکھین گے یہی بڑا غم ہے انجام خاموش ہو رہی نیرنگ کو حکم دیا کہ وسط
قلعہ مین جو چبوترہ ہے اُسپر طلسم کشا کو قید کرو اور سامنے حجرے مین بیٹھو رات بھر شرابخوری
کرو صبح کو طلسم کشا قتل ہوگا اُنکو قتل کر یون تو صاحبزادی کو ڈھونڈھون نیرنگ تو اُسی
مقام پر ٹھہری تو مین انجام کو دیدین شاہزادے کو چبوترے پر بٹھایا گرد آگ سے
روشن کر دی آپ حجرے مین براے حفاظت بیٹھی یہ تو شرابخواری کر رہی ہے اور کنیزون سے
کہتی ہے کہ اب تو بی انجام میرا عہدہ زیادہ کرینگی مرحلے بنانے مین بڑی مشقت ہوگی لیکن مین
بنا لونگی ایسے مرحلے بناؤن کہ کوئی نہ آسکے جو آئے وہ مارا جائے مگر انجام جادو تو جین لیے
ہوے دربار مین آئی خود تخت پر بیٹھی سب مشیر و وزیر آکر بیٹھے انجام نے کہا کیون صاحبو
جو لوح طلسم نہ ہوتی تو طلسم کشا کو یہ زور کیونکر ہوتا کیون صاحبو لوح کو توڑ ڈالون اِس

شاہزادے کے باپ اور چچا موجود ہین یقین ہے وہ سب بلوہ کرینگے ایک ایک انمین جری و بہادر ہے طلسمات توڑے ہین وہ سب طرف سے بلوہ کرینگے پس یہ لوحین نابود کرو ایک ساحر کہ عقاب جادو اسکا نام ہے اٹھ کھڑا ہوا کہا اے ملکہ عالم لوح کو نابود کرنیکی یہ تدبیر ہے کہ چہار سوے سلیمانی کہ زمین کا طبقہ وہان ٹوٹا ہوا ہے مجھکو یہ لوحین دیجیے کہ مین جاکر وہان انکو پھینک آؤن اگر ہزار جبران برائے طلسم کشائی آئینگے تو وہین نہ پائینگے یہ صلاح سب کو پسند آئی ابن انجام نے لوحین نکالکر عقاب جادو کو دین عقاب جادو نے وہ لوحین جھولی مین رکھین اور عقاب بنکر چلا وزیرزادی نے جو یہ معرکہ دیکھا دربار سے اٹھی اپنے مکان مین آئی بیٹھکر رونے لگی اور یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے نظم

تا صبا لے راہ اپنی جاتے ہین اب سوے دوست
ہم تو بے قابو ہوے دلبر ہوا قابوے دوست

بے تکلف افعی رہزن کا ہوتا ہے یقین
جب نظر پڑتی ہے میری جانب گیسوے دوست

جان نثاری کے مزے عاشق سے پوچھا چاہیے
اے خوشا وہ سینہ جو آئے تہ زانوے دوست

عاشقونکی آرزو بعد فنا بھی ہے یہی
بدلے جنت کے ملے دوگز زمین کوے دوست

آتی ہے آواز عاشق کی کنار قبر سے
آج خالی دوست کے پہلو سے ہے پہلوے دوست

مجھکو سمجھاتا ہے کیا ناصح تجھکو سمجھانا پڑے
تو بھی دیوانہ ہو ناصح دیکھ لے گر روے دوست

دل تڑپتا ہے طبیعت مین ہے کیا کیا کچھ خیال
دیکھیے کسدن میسر ہو ہمین پہلوے دوست

ٹکٹکی ہے دیدۂ حیران کی ہر لحظہ نسیم
دیکھتے ہین رات دن آئینہ زانوے دوست

وزیرزادی جو بیقرار ہوکر روئی اور یہ اشعار پڑھے کنیزین دوڑی آئین عرض کی واری کیا کیفیت ہے ہمین تو آگاہ کیجیے وزیرزادی نے کہا صاحبو آج زندگی کا خاتمہ ہے طلسم کشا قتل ہوتا ہے اور شوکت جادو بھی گرفتار ہو آیا کیون صاحبو ایسا دل کہان سے لاؤن کہ اپنی آنکھون سے دیکھون کہ معشوق قتل ہو اور مجھسے کچھ نہ ہوسکے لہذا ارادہ یہ ہے کہ بروقت قتل شاہزادہ سحر کرون اور ابن انجام پر جا پڑون اگر انجام کو مارا اور شاہزادہ کو رہا کرلیا تو البتہ باعث زندگی ہے ورنہ لڑ بھڑ کر جان دونگی کنیزون نے کہا واری عقاب نگوڑا لوحین لیکر گیا ہے آپ اسکا پیچھا کیجیے جس مقام پر شہر سے سحر کرکے اسکو مار لیجیے اور

لوح مین لیکر آسیب طلسم کشا کو رہا کیجیے شاید یہ بات بن پڑے وزیرزادی یہ سُنتے ہی اُٹھی اور کبوتر بنکے تقا قب مین عقاب کے چلی عقاب جادو نہایت تیز پرواز سنائے مین جاتا ہو دور سے وزیرزادی نے دیکھا کہ عقاب بڑی تیزی سے جا رہا ہو اُسنے اُسکا پیچھا کیا مگر تھک گئی دیر ہو گئی کہین گرنہ پڑ دن عقاب جادو اڑتے اُڑتے پیاسا ہوا چہار جانب نگاہ اُٹھاکر دیکھنے لگا کہ پہاڑ پر ایک چشمہ پانی سے بھرا ہوا نظر پڑا عقاب جادو چشمۂ آب دیکھکر گھبرا گیا خیال مین آیا کہ پہاڑ پر اُترکر پانی پی لون تو آگے بڑھون ایسا نہ ہو شدت عطش سے بدحواس ہو جاؤن ابھی تو بڑی دور جانا ہو کئی دن اُڑنا پڑیگا یہ سوچکر پہاڑ پر اُترا وزیرزادی آسمان سے یہ دیکھکر کہ عقاب بر سرکوہ اُترا اُترتی ہوئی سر پر آکر لہرائی کارد سحر جھولی سے نکالی اسم سحر پڑھکر کھینچ ماری عقاب پر پڑی کر توڑکر پشت کو پار گذری عقاب کا مرنا کہ وزیرزادی نے آکر سر کاٹ لیا اور لوح مین نکالکر رومال مین بیٹھین اب دل مین قوت ہوئی جی مین کہتی ہو اب دس لاکھ بھی ہیرا کچھ نہین کرسکتے لوح مین لیکر طرف قلعۂ آبگینہ کے چلی یہان نیرنگ جادو حفاظت کر رہی ہو راستہ بند کر دیا ہو جو کوئی ساحر یا غیر ساحر ادھر سے نکلا کسی کو گولہ مار دیا کسی پر باش کے دانے پھینکدیے سیکڑون راہ گیر مار ڈالے چاہتی ہو کہ اِدھر سے کوئی راستہ نہ چلے شراب کے نشے مین بلبلا رہی ہو کنیزون سے کہتی ہو کیون مین نے کیا کام کیا ہو کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لیا ہو اب صبح کو قتل کرینگے کل خاتمہ ہو جائیگا کنیزین خوشامد سے کہتی ہین واری آپ نے طلسم کو بچا لیا ورنہ ہم لوگ زندہ نہ بچتے آپ سبکی جان بخش ہین آپ کی وجہ سے سب اہل طلسم بچے کہ سامنے سے دیکھا ایک نازنین شعلہ رخسار اسی جانب چلی آتی ہو نیرنگ نے پکارا کہ کون آتا ہو اِسطرف نہ آؤ مگر اُس شعلہ جوالہ نے کچھ جواب نہ دیا طرف جبوترے کے چلی کہ جہان شاہزادہ قید ہو نیرنگ نے دیکھا کہ وہ نازنین قریب چبوترے کے پہونچا چاہتی ہو للکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدہ تو کون ہو یہ کہکر گولہ پھینکا وزیرزادی نے لوح چمکادی گولہ پھٹ کر گرا نیرنگ نے پکارا کہ او گیسو بریدہ غضب کیا کہ میرا سحر دفع کر دیا تیری بھی طلسم کشا کے ساتھ موت ہو سامنے دیکھ لے کئی سو مردے پڑے ہوے تڑپ رہے ہین یہ سب اِسی جرم پر مارے گئے ہین منادی ہو کہ کوئی اسطرف سے راستہ

نہ چلے مگر وزیرزادی مردانہ وار چبوترے پر چڑھ گئی اور پکار کر آواز دی اے شہریار یہ کنیز حاضر ہے لوہین لائی ہون گرد شاہزادے کے آگ روشن ہے وزیرزادی نے جیسے ہی لوہین پھینکین سب آگ تو پانی ہوگئی شاہزادے نے جو تختیان اُٹھائین اور گلے مین پہنین سب قید غائب ہوئی مگر شاہزادہ حیران ہے کہ یہ نازنین کون ہے اپنے کیون مدد کی اُس نازنین نے پکار کے آواز دی کہ اے شہریار آپ کیون انتشار مین ہین مین آپ کی کنیز ہون آپ کے خدا نے آپ کی مدد کی نیرنگ نے جو دیکھا کہ وہ نازنین طلسم کشا سے باتین کر رہی ہے غصے مین جھپٹی قریب آکر للکارا کہ او گیسو بریدہ تو نے بڑی قیامت کی سحر کرکے آگ بجھائی اب تیرا سر کاٹونگی زندہ نہ چھوڑونگی شاہزادہ جست کرکے قریب آیا اور للکارا کہ او مکارہ تیری بھی یہ حقیقت ہے کہ ہمارے محسن کو قتل کرے شاہزادے کو جو نیرنگ نے اپنے قریب دیکھا ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے کلائی پکڑ کے تلوار چھین لی اُسی تیغے سے نیرنگ کو قتل کیا کنیزون نے جو دیکھا کہ نیرنگ قتل ہوئی بلوہ کرکے جھپٹین وزیرزادی نے سحر کرنا شروع کیا کئی سو کنیزون کو جلا دیا اب جو کنیزین بھاگ کر نکلین تو تمام قلعے بھر مین ہلڑ ہو گیا کہ طلسم کشا نے رہائی پائی نیرنگ قتل ہوئی ہر طرف سے جادوگرون نے بلوہ کیا شاہزادہ بکر و فر لڑتا ہوا طرف بارگاہ انجام کے چلا وہان انجام پڑی ہوئی سو رہی تھی کہ چند کنیزون نے آکے جگایا اور عرض کی کہ حضور غضب ہوا طلسم کشا نے رہائی پائی اور نیرنگ قتل ہوئی طلسم کشا ساحرون سے لڑتا ہوا آتا ہے نہین معلوم کیا سبب ہے کہ آپ کی وزیرزادی اُنکے ساتھ ہے ایسے ایسے سحر کر رہی ہے کہ کسی کو قریب طلسم کشا کے نہین آنے دیتی یہان راہ مین ایک حجرہ ملا جسکو دیکھکر وزیرزادی نے شاہزادے سے کہا کہ اِس حجرے مین غلام آپ کا شوکت جادو قید ہے اسکو رہا کیجیے وہ بھی ساحر بے نظیر ہے شاہزادے نے بڑھکر چاہا قفل توڑون یکایک کرگدن جادو کہ نگہبان تھا اُسنے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے تیغے کا ہاتھ مار دیا ہاتھ کٹ کر گرا کرگدن نے مُنھ سے آگ چھوڑی شاہزادے نے لوح چمکا دی کہ کرگدن نابینا ہو گیا شاہزادے نے ایک لات ماری کہ سر کرگدن کا پھٹ گیا کرگدن کو مار کر شاہزادہ حجرے مین آیا شوکت کو رہا کیا شوکت قدمون سے لپٹ کر رونے لگا

کہا اے شہریار حضور نے مجھکو رہا کیا تھا مگر گردن سحر پکڑ لایا شاہزادہ شوکت کو ساتھ لیکر
حجرے سے نکلا تھا کہ ساحرون کا بلوہ ہوا اور ڈنکے پر چوب پڑی آگے آگے انجام جادو
پشت پر سب ساحران غدار سامنے آکر سحر کرنے لگے شاہزادے نے لوح کو جنبش دی
سحر ساحرون کے پلٹنے لگے شوکت و وزیرزادی دونون سحر کر رہے ہین شاہزادے کو
بچاتے ہین شاہزادہ خود بڑھ بڑھ کے لڑ رہا ہے گلزار و گلبین و برگ دوسرے حجرے
مین قید تھین الماس نارنجی پوش بھی مقید ہے گلزار سے کہ رہی ہے کہ اے گلزار اب خاتمہ ہے
جسقدر رات باقی ہے یہی وقت ہماری زندگی مین باقی ہے اب کوئی صورت ہماری زندگی کی
نہین ہے گلزار نے اشارے سے کہا لو واری خدا نے فضل کیا سارے قلعے مین ہلڑ ہو گیا ہے
کہ طلسم کشا آگئے کہ دروازہ کھلا دیکھا شاہزادہ تیغ بکف آکر پہونچا سب پر عکس لوح کا ڈالا
یہ بھی قیدی نکلے نکلتے ہی آگ برسا دی گلزار کو دیکھکر ہزارون جادوگر شریک ہونے
لگے تھوڑے عرصے مین کئی ہزار جادوگر شریک ہوئے گلزار نے پکار کر آواز دی جو
نہ شریک ہوگا وہ قتل ہوگا بڑا صدمہ اٹھائیگا قلعے مین رہنے نہ پائیگا انجام جادو نے
دیکھا کہ جادوگر افسرون کو ساتھ لیکر شاہزادے کے شریک ہونے لگے تھوڑے عرصے
مین اسقدر جادوگر جمع ہوئے کہ تمام صحن بھر گیا انجام نے وزراسے صلاح کی کہ یون
اب فتح ہوتی نہین معلوم ہوتی طرف گنبد ارسطو کے چلتی ہون وہان چلکر حاکم سے صلاح
کرونگی کہ تمھاری کیا رائے ہے اب جنگ کرون یا نکل جاؤن سب نے کہا نکل چلیے انجام نے
سحر کیا کہ اندھیرا چھا گیا اُس اندھیرے مین تڑپ کر گری اپنی بیٹی کو اُٹھا لیا اور تخت پر ڈال لیا
چونکہ بادشاہ طلسم ہزارون جادوگر اسکے ساتھ ہوئے انجام نے فرار پر قرار کیا یہان
شاہزادے نے قلعے کو فتح کر لیا مگر تلاش جو کیا تو ملکہ کو نہ پایا گلزار نے کہا اے شہریار غضب
ہوا ملکہ کو انجام لیگئی اسی وجہ سے اُسنے سحر کیا تھا اندھیرے مین لیگئی شاہزادے نے
کہا ہرکارے جائین اور خبر لائین ہرکارے گئے شاہزادے نے تخت پر گلزار کو بٹھایا
لشکر آراستہ کیا اور فرمایا کہ اے گلزار مین آگے بڑھتا ہون تم لشکر لیکر آؤ طاؤس نے کہا
اے شہریار تامل کیجیے خبر تو آجائے کہ جا کر انجام نے کیا کیا اور کہان گئی گلزار نے کہا لیکن

یقین یہی ہو کہ یہاں سے بھاگ کر گنبد ارسطو پہ جائے وہاں کا حاکم ارسطو فطرت لقمان حکمت ہی وہ کوئی ایسی تدبیر بتائیگا کہ جس سے حضور کا نقصان ہو مگر کاؤس صورت بدلکر بھاگا گنبد ارسطو پر پہونچا دیکھا صلاح ہورہی ہے ارسطو کہہ رہا ہے ملکہ اب کوئی تدبیر نہیں بن پڑتی ایک کام کیجیے کہ سات خندقین کھدوا کے اُسمین لکڑیان بھروا کر روشن کرا دیجیے جب شاہزادہ پہونچیگا تو آتش سحر تصور کر کے اپنے کو گرا دیگا جلکر رہجائیگا اور ملکہ کو قفس مین بند کر کے قفس کو ایک ستون مین لٹکا دیجیے طلسم کشا معشوق کو دیکھکر بیحواس ہوجائیگا فوراً آنیکا ارادہ کریگا اُسی آگ مین تمام ہوگا انجام نے حکم دیا سات خندقین کھدکر تیار ہوئین لکڑیان اُسمین بھروادین اور آگ روشن کرائی مگر شاہزادہ وابلق مجنون رہائی پر سوار ہوکر چلنے کو تھا کہ کاؤس نے پہونچکر یہ سب خبر سُنائی شاہزادے نے کہا اگر سات دریا آتش کے ہونگے تو اُسکو طے کر کے جاؤنگا مگر گلزار نے بڑھکر عرض کی کہ حضور تامل کرین پہلے ہم لوگ جاتے ہین جاکر آگ کو بجھا ئین تب آپ تشریف لائین آپ کے سوا کسکی مجال ہے کہ اُس مقام کو طے کرے مگر یہ تو سمجھ لیں کہ آتش سحر ہے تو اُسکو بجھائین شاہزادے نے کچھ جواب نہین دیا گھوڑے کو بڑھا کر چلا ابلق مجنون ہوا رہائی کا سا مرکب طرارے بھرتا ہوا جاتا ہے اگر کوئی نخل سامنے پڑگیا تو اُسکا ٹھوکر مار کر گرا دیا اور ٹھوکر آگے بڑھا اسطرح شاہزادہ پہاڑ و نکی راہ طے کرتا ہوا ساتھ گنبد ارسطو کے پہونچا دور سے دیکھا کہ شعلۂ آتش آسمان کو پہونچ رہے ہین شاہزادے نے سامنے خیال کر کے دیکھا ایک تالاب مین پانی جوش مار رہا ہے گھوڑے کو تالاب مین ڈالدیا گھوڑا پانی مین تر ہوگیا قطرہ ہاے آب ٹپکنے لگے اور شاہزادے نے یہ بھی دیکھا کہ برابر گنبد ارسطو کے ایک ستون پر پنجرا ملکہ کا ہے ملکہ نے جو شاہزادے کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ ادھر نہ آئیے گا یہ سب آتش اصلی ہے کنیز کی رہائی ہوجائیگی آپ تکلیف نہ کرین اور بیہر اللہ یہ حال ہے کہ آتش فراق جلائے دیتی ہے قفس آہو نالے سے گرم ہورہا ہے منقار پان پر بیڑیان شعلۂ آتش سنگین اصل ہین یہ کیفیت ہے نظم

پہونچی درون سینہ سلگ کر جگر مین آگ	ای اشک دیدہ دوڑ لگی بال و پر مین آگ
باران کے بدلے برق تڑپتی ہے رات دن	کیکی دبی ہوئی تھی دل ابر تر مین آگ

پیدا ہوئی ہوس سے جب ایا نگاہ کو
گر سوز عشق اشک کو اخگر بنائے گا
جو عمر طول آہ شرربار کی مرے
بجز نخل عشق اور ہو وہ کونسا شجر
پڑتے ہیں آبلے جو چھوے کوئی اشک گرم
زنانہ سوز تھا کہ پھونکا ہے مین نے دل
وہ سنگدل بجا ہو جو شعلہ مزاج ہے
مین آپ جلگیا تپش التماس سے
بلبل کی گرمیون سے تعجب ہوا مجھے
وہ سوختہ نصیب ہون جس جا رہونگا مین
تقدیر کے بگاڑ کا جب یارہ محال ہو
کیا شمع ہو کیا نہال کسی کی ہو اب نسیم

وہی شعلہ ہاے حسن نے پائے نظر مین آگ
دہکا کریگی شام و سحر چشمہ تر مین آگ
ہنگام احتیاج ہو موجود گھر مین آگ
ہو جسکے بیخ و ریشہ و برگ و ثمر مین آگ
اک چشم تر نہان ہو مگر اس گہر مین آگ
کتنی ہو آہ مین نے لگائی جگر مین آگ
جو سنگ ہو ضرور رہی اُسکے جگر مین آگ
بخشی مری دعا نے خود اپنے اثر مین آگ
بھردی کہان کی عشق نے اس مشت پر مین آگ
قسمت مری لگائیگی دیوار و در مین آگ
ٹھہرے کہان لشر جو لگے اپنے گھر مین آگ
پیدا ہو لطف سے جو ہر اک شمع تر مین آگ

شاہزادے نے یہ اشعار دلسوز جو معشوق کی زبان سے سنے بیقرار ہو گیا دل پر قابو نہ رہا مرکب بد لگامیان کر رہا تھا شاہزادے نے کوڑا مارا وہ مرکب ہواے آگے چلنے والا بقول شاعر فرد راکب نے سانس لی کہ وہ کوسون روانہ تھا ۔ تار نفس بھی اُسکے لیے تازیانہ تھا ۔ اسکا اب رہوار تھا ڈگمگا کے اُسنے جست کی خندق مین جا پڑا پھر شاہزادے نے کوڑا مارا اُس خندق کو فرا کر دوسرے خندق مین جا گرا وہان بھی شاہزادے نے کوڑا مارا شاہزادہ آگ سے محفوظ رہا چونکہ پانی مین ڈوبے ہوے تھے لباس جلتا نہین چھٹے خندق مین جو جا کر گرا اب گھوڑا بہت بے حال ہوا مگر شاہزادے نے دو کوڑے مارے طرارہ بھر کے بر خندق آیا فوج ساحران ٹوٹ پڑی چاہتے تھے گھیر کر شاہزادے کو مارین مگر یہ نہنگ بحر جرأت نعرہ کر کے لڑنے لگے جو مقابلے مین آیا وہ الف شمشیر آبدار ہوا کئی سو ساحر اُس مقام پر قتل ہوے مگر پیچھا نہین چھوڑتے انجام اشارے کر رہی ہین کہ گھیر کر گرفتار کر لو مگر برق شمشیر چمک رہی ہے کسکی مجال ہے کہ شاہزادے پر ہاتھ ڈالے یکایک آسمان پر

نکلا ابر پیدا ہوا ابر آکر چھایا سب نے دیکھا کہ سب کے آگے شوکت جادو اور برابر اُس کے
وزیرزادی پانی برساتے ہوے نمایاں ہوے اب جو لشکر شاہزادہ آگرا ساحرون سے
سحر چلنے لگا بہ حکم انجام و گلزار نقیب نیمچے اشعار عبرت پڑھتے ہین بیچ لشکر مین آکر پکارتے
ہین کہ اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید فرو روز جنگ است جنگ باید کرد کوشش
نام و ننگ باید کرد ہان یارو آگاہ ہو کہ موت سے کسی کو چارہ نہین ہے بڑے بڑے شاہان جہان
تاج و تخت چھوڑ کر چل بسے کوئی شی کام نہ آئی فقط اعمال ساتھ ہوے جب قبر مین پہونچے تو نکیرین
نے آکر سوال کیا کہ خدا تیرا کون ہے اگر مردہ با اعتقاد ہے تو اُسنے جواب باثواب دیا کہ اللہ جل جلالہ
ربی نکیرین نے پوچھا کتاب تیری کیا ہے جواب دیا قرآن وکتابیہ باب رسالت و امامت مین
بھٹکا اگر بوے محبت حیدر کرار غیر فرار قلب سے آئی تو بیڑا پار ہے اگر بوے محبت نہ پائی تو پھر
فرشتون نے سوال کیا کہ اپنے اعمال لکھو میت نے جواب دیا قلم دوات کاغذ کہان نکیرین
نے کہا اُنگلی تیری قلم ہے اور دہن تیرا دوات ہے کفن کاغذ ہے اب جو اُسنے ارادہ کیا کہ گناہ
لکھون جو جو دنیا مین کیے تھے وہ سامنے آئے سب اعضا دشمن ہو گئے تو یارو یہ دنیا
ناپائدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے جھکا اٹھو نام روشن کرو طلسم کشا کو گرفتار کرو اور طرفدار طلسم کشا
کہتے ہین کہ اے سرداران نامی و اے پہلوانان گرامی انجام کا خیال کرو جو کچھ کہ گئے ہین یہی قبر
مین پیش آتا ہے نام کفر صفحۂ عالم سے مٹاؤ پروردگار کا اعتقاد کامل کرو دوپہر کامل جنگ رہی
مگر گلزار نے وہ سحر کیے کہ زمین تپنے لگی آسمان سے آگ برس رہی ہے سب سے زیادہ شوکت
بڑھ بڑھ کے شاہزادے پر سینہ سپر ہوتا ہے کسی ساحر کو قریب نہین آنے دیتا جس ساحر نے
چاہا کہ بڑھکر طلسم کشا پر ہاتھ مارون شوکت نے بڑھکر اُسکو جلا دیا شاہزادہ لڑتا بھڑتا ہوا
قریب انجام پہونچا افسران فوج انجام شاہزادے پر گرے کہ تا بہ افسر اعلی نہ جانے
دین مگر شاہزادہ سب کو قتل کر کے قریب انجام پہونچا انجام نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے
نے تلوار کو تلوار پر روکا لوح کو چمکا دیا انجام نابینا ہوئی شاہزادے نے ہاتھ مارا
سر انجام واصل جہنم ہوئی رہرو راہ عدم ہوئی مرنا انجام کا سب ساحر رومالون سے
ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہوے اطاعت اسلام کی شاہزادہ جنگ فتح کر کے جو پلٹا ارسطو

یہان کا جو حاکم ہو وہ بھی بصدق دل مسلمان ہو شاہزادے سے عرض کی یہ گنبد ارسطو
ایک مقام بزرگ ہو جس مین تشریف لیجانے سے جو نیت کیجیئے گا وہی سانحہ نظر آئیگا شاہزا
دل بسم اللہ کر کے داخل گنبد ہوا مگر دل مین خیال گلشن بھرا ہوا ہو کہ اُس حریق آتش اشتیاق
نے جان دی اُسکا کیا انجام ہوا اے گنبد ارسطو بحق اسماے حسینہ مین گلشن کو دیکھون
یہ کہکر شاہزادہ بیٹھا دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ دل وا ہو گئے دیکھا گلشن جادو ایک
قفس مین بند بیٹھی ہو مقام باغ ہو ایک جادوگر سیہ فام جبر کر رہا ہو مگر گلشن شاہزادے کا نام
لیکر یہ اشعار پڑھ رہی ہو

نظم

کب مین فارغ قید وحشت سے گلشن مین رہا ۔ پانون مین زنجیر پہنی طوق گردن مین رہا
دل پریشان تھا سو انسے بھی پریشان ہو گئے ۔ ایک ٹکڑا آنکھ مین اور ایک گردن مین رہا
آتے آتے تا گلو سوز نفس سے جل گیا ۔ ایک دم بھی کوئی پیراہن نہین تن مین رہا
سرخ تا حق فرق کب عصمت مین آیا آپ کی ۔ پردۂ نظارہ ہمراہ چشم روزن مین رہا
گھٹتے گھٹتے تن لبسان رشتہ باریک تھا ۔ مدتون مسکن ہمارا چشم سوزن مین رہا
کی صفائی غیر سے لیکن کدورت کم نہین ۔ بعد صیقل ہو رچہ ویسا ہی آہن مین رہا
کافر و دیندار ہم مشرب محبت مین ہوے ۔ فرق کیا تسبیح و زنار برہمن مین رہا
ابتدا مین راحت دامان مادر تھی نسیم ۔ انتہا کا پھر مزا آغوش مدفن مین رہا

شاہزادے نے جو یہ حال گلشن کا دیکھا ایک چیخ ماری کہ گنبد ہلگیا کاؤس دوڑ کے
اندر آیا عرض کی شہریار خیر تو ہو شاہزادے نے کہا مین نے گلشن کو اس حال مین دیکھا
کاؤس نے کہا ارسطو سے پوچھیے اور تقریر کی تصویر کھینچیے کہ ارسطو بتلا دے کہ وہ مقام
کون ہو ارسطو سے جو آکر پوچھا ارسطو نے کہا ایسا مقام طلسم مین نہین ہو کاؤس نے
کہا مین تلاش کو جاتا ہون یہ کہکر کاؤس براے تلاش نکلا مگر حال گلشن اب تحریر کرتا ہون
کہ جب گلشن کو آگ پر بسبرام نے بٹھایا ہو تو دھوان بلند ہوا ایک ساحر سحر بین زبردست
بادۂ کفر سے مست اُڑا ہوا آسمان پر جاتا تھا اُسنے آسمان سے دیکھا کہ ایک نازنین آگ پر
بیٹھی ہو اور گرد شعلہ ہاے آتش بلند ہین دھوان پیچیدہ حجاب بنکر گرا گلشن کو اٹھا لیگیا

اپنے باغ مین لایا شب کو جلسہ آراستہ کیا گلشن کو بلوایا اور سوال وصل کیا ملکہ نے جواب دیا
او ملعون اپنی صورت دیکھ مین تیرے لایق ہون تیری پوتی معلوم ہوتی ہون ہرچند عقاب
نے کہا مگر گلشن نے نہ مانا عقاب نے پوچھا بھی کہ تمکو کون جلا - استغفا کہنے آگ بجھایا یا استغفا
گلشن نے کہا مجھے خطا ہوئی ہمارے بزرگ سزا دیتے تھے تو کیون اُٹھا لایا مین مرجاؤنگی پر
اپنی جان دونگی تجھکو قبول نہ کرونگی جب اِس مقدمے کو عرصہ گذرا تو اپنے کنیزونسے پوچھا
کیون صاحبو آخر کیا کرون کنیزون نے کہا جب آپ انہین کوٹھری مین بند کرتے ہین تو کسی کا
نام لے لیکر روتی ہین ہم لوگون نے سُنا کہ ماہ عالم افروز کہکر روتی ہین عقاب نے کہا
دریافت کرو کہ ماہ عالم افروز کون شخص ہے مین اُسکو پکڑ لاؤن اور سامنے اُسکے قتل
کرون تب مجھسے راضی ہو آگاہ ہوجائے کہ معشوق قتل ہوا تو سوا میرے قبول
کرنے کے کیا کریگی یہ سوچکر بالاے بام آکر بیٹھا سحر کو جگایا مگر ابتک نہین معلوم ہوا
کہ ماہ عالم افروز کون شخص ہے کہ صحراے رونے کی آواز آئی عقاب نے سر اُٹھاکے
دیکھا کہ ایک ضعیفہ ممودی کی چادر اوڑھے ہوے سفید اطلس کا پائجامہ پہنے بیٹھی ہوئی
رو رہی ہے اور دمبدم پکارتی ہے ای فرزند تم خاک کا پیوند ہوے آج چوتھا دن ہے کہ یہ
پالنے والی ڈھونڈھتی پھرتی ہے تمہاری صورت نہین دکھائی دیتی صورت اپنی دکھاؤ اس
ضعیفہ کو شاد کرجاؤ عقاب جادو یہ حال دیکھکر بیقرار ہوگیا کوٹھے سے اُترا جنگل مین آکر
اُس ضعیفہ کا ہاتھ تھام لیا گوشہ چادر چہرے سے ہٹایا دیکھا ایک ضعیفہ نہایت گوری
جھریان پڑی ہوئی رونے سے آنکھین سرخ ہو رہی ہین عقاب نے پوچھا ای مادر مہربان
کیون روتی ہو تمہارے رونے سے دل کانپتا ہے بڑھیا نے بنگاہ غور عقاب کو دیکھا
دیکھتے دیکھتے اپنے مقام سے اُٹھی عقاب کی بلائین لینے لگی کہا ای نور نظر تمہاری صورت
کا میرا بیٹا تھا بالکل یہی سن و سال یہی حسن و جمال آج چوتھا دن ہے کہ اُسنے انتقال کیا
آج اُسکی صورت کا نشان تم مین دیکھا تم بیٹا کون ہو مگر تمکو دعا دیتی ہون مین محتاج نہین
ہون سب کچھ میرے پاس ہے یہ کہکر کمر سے بٹوا نکالا اُسمین سے نگینے نکالے کہا لو بیٹا یہ صرف
کرو جو مزاج مین آئے وہ کرو اور گھر مین سب کچھ ہے ایک گانوٗن تمہارا باپ چھوڑ گیا ہے اُسکو

بچھو ناچ وغیرہ دیکھو شراب پیو عیش کرو مین اپنی جان تک تمھارے واسطے صرف کرونگی عقاب
نے کہا ای مادر مہربان مجھے خود سب کچھ میسر ہی مین آپ کا خرچ کرنا نہین چاہتا ہی چاہتا ہون
کرچلکر آرام سے بیٹھو جو کچھ مجھکو میسر ہوا اُسے تناول کرو بڑھیا نے کہا بیٹا یہ نکہو میرا جان و مال سب
تمپر نثار ہی کسی بات مین کمی نکرونگی عقاب بڑھیا کو لیکر کوٹھے پر آیا مگر ملول و حزین ہو رہا ہی
بڑھیا نے پوچھا بیٹا چپ کیون بیٹھے ہو عقاب رونے لگا کہا ای مادر مہربان ایک نازنین
کو لایا ہون کہ حسن مین بے مثال ابرو رشک ہلال چہرہ ماہ آسمان کمال لیکن مہینون سے
قید ہی مجھکو قبول نہین کرتی اُسی غم مین ہون بڑھیا نے کہا بیٹا بیٹھو وہ کونسی عورت ہوگی
کہ تجھ ایسے جوان کو نہ قبول کریگی مین تو اُسکو دیکھون ایسا سمجھا دون کہ تمپر عاشق ہو جائے
سیکڑون بہو بیٹیون کو آوارہ کردیا کہ شوہر کو چھوڑ کر نکل گئین اور میرا فرزند یون بیقرار ہی
ذرا مجھکو اُستک بھیجو ایسے دوا نجھ پڑھون کہ تمپر مائل ہو جائے عقاب نے کنیزون کو
حکم دیا کہ مادر مہربان کو قفس کے پاس لے جاؤ کنیزین اُس بڑھیا کو بارہ دری مین لیگئین
بڑھیا نے جاکر دیکھا کہ گلشن قفس مین بیٹھی رو رہی ہی جھک کر سلام کیا گلشن نے کہا او بڑھیا
بیٹی تو کون ہی بڑھیا نے چپکے سے کہا آپنے غلام کو نہین پہچانا گلشن نے حیران ہو کر کہا
کوئی غلام لونڈی نہین ہی اس مصیبت مین سوائے پروردگار کے کون شریک ہی بڑھیا نے
کہا آپ کا غلام کاؤس تیز رو عیار فتاح طلسم آبگینہ شاہزادہ ماہ عالم افروز ہون نام
شاہزادے کا سنکر گلشن مثل گل کے شگفتہ ہوگئی کہا ای کاؤس تمھاری منظور نظر بھی قید
ہی کاؤس نے کہا انشاء اللہ عقاب کو مارتا ہون اتنا کہدینا کہ مین خود تجھپر عاشق ہون
گلشن نے کہا یہ کلمہ تو میری زبان سے نکلیگا کاؤس نے کہا خیر مین سمجھ لونگا یہ کہکر کاؤس
باہر نکلا پاس عقاب کے آیا کہا ای فرزند مین راضی کرآئی تمھاری عقل کی کوتاہی ہی وہ تو خود
تمپر جان دیتی ہی مگر تمنے ابتدا سے اُسپر ظلم کیا اُسکو بھی ضد ہوگئی تمھارا ہی نام لے لیکر
روتی ہی مجھسے سب حال بیان کیا مین نے کہدیا کہ اب تمپر سختی نہوگی وہ تمسے راضی ہی
جلسہ آراستہ کرو مین بلواتی ہون بیٹھکر گاؤنگی اپنے بچے کا دل بہلاؤنگی یہ کہکر عقاب کو
زیر قصر لائی جلسہ آراستہ کیا قفس گلشن کا منگوایا اور قفس سے نکلوا یا سامنے بیٹھکر بڑی

بخوش آوازی یہ غزل گانے لگین **نظم**

تیرے جلوے سے جو یوان پر ہر بیتاب ہو
کیون نہ ہر چاہ زنخدان بھی چہ سیماب ہو

گورے گورے گال تیرے بکھر سیم آب ہو
آب ہو کر جوش بیتابی سے ہر سیماب ہو

ہوں وہ گریان جو دم ہر اشک کا سیلاب ہو
چشم تر بیتاب مثل ماہی بے آب ہو

کان سے اپنے اُتار سے تو جو اے دریا شکن
بالی کی ہر ایک مچھلی ماہی بے آب ہو

برشکال ہجر ساقی مین اگر نالہ کرون
رعد کا زہرہ ہو برنگ آب باران آب ہو

بیقراری کا ہون [illegible] مثل موج [illegible]
کیون نہ ہر بازو کی مچھلی ماہی بے آب ہو

تم سی [illegible] ہو ہمیشہ [illegible]
سمجھے بیداری جو تم ایسا نہ ہو وہ خواب ہو

جوش میرے [illegible] دریا اگر
کان مین حلقہ غلامی کا وہین گرداب ہو

سرکشی تیری ہی گیا زاہد کہ اُس [illegible]
تیری مسجد کا منارہ ہو سکے خم محراب ہو

مین بھی کعبے مین یہی الحمد [illegible]
میری طاعت کو اُسی دروازے کی محراب ہو

[illegible] سے [illegible]
جسطرح آمیختہ باہم شراب و آب ہو

تیرے کوچے کا ہون عاشق [illegible] مجھے
روزن دیوار جاکے دیدہ بیخواب ہو

بڑھیا نے اِس مزے سے [illegible] گانے کہ عقاب جادو بیقرار ہو گیا بڑھیا نے ایک جام لبریز کیا خواصون سے کہا تم بھی شراب پیو مین اپنے فرزند کی شادی کرونگی ایسا جلسہ ہو کہ تمام رئیسان شہر جمع ہون عقاب جادو نے جام لیا اور مہربان کہکر سلام کیا بڑھیا نے کہا بیٹا پی جاؤ مین کا نون بجا جلسہ کرونگی کہ تم بھی خوش ہو عقاب جادو جام پی گیا اور کنیزین بھی بیٹھے لگین کنیزون نے جو شراب پی اور بیہوشی نے تاثیر کی دست دراز بان ہونے لگین ایک نے ایک کا دوپٹہ کھینچا دوسری نے کہا لو تمہارے منھ پر سانپ لہرا رہا ہے اُسنے جواب دیا کہ لو دیکھ رہی ہو کہ موذی لہرا رہا ہے تم مارتی نہیں ہو اُس کنیز نے جوتا اُٹھا کر منھ پر کنیز کے مارا ہاے کہکر وہ گری دونون بیہوش ہوئین کنیزون مین دست درازیان ہونے لگین عقاب جادو یہ کہکر اُٹھا کہ مادر مہربان تم دیکھ رہی ہو ان خواصون نے محفل کو میری بازار بنا دیا بیہوشی کام کرچکی

تھی اُٹھتے اُٹھتے گرا کاؤس نے اُٹھتے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم منتہر بن منتہر بہ جگر کن عقل
فرزند شاپور شیر دل خنجر مار کر عقاب جادو کا شکم چاک کیا تھا یہ سب کینہ ورونکو بھی منتہر
کاؤس نے قتل کیا محفل کو خرابۂ بیابان بنا دیا صبح ہوتے ہوتے کاؤس نے صبح کر دی
صبح کو ملکہ گلشن اور وزیر زادی کو رہا کیا تخت پر سوار کر کے لے چلا وزیر زادی نے ایک
تخت سحر تیار کر لیا ہے آگے سب کے ملکہ گلشن پہلو میں وزیر زادی پشت پر کاؤس تخت
اڑاتا ہوا چلا یہاں ملکہ گلزار جادو خزانۂ طلسمی نکلوا رہی ہیں کنارے پر لشکر کے ارادہ میں
مال لدوا رہی ہیں کہ آسمان پر سناٹا ہوا گلزار نے سر اُٹھا کر جمعیت کو دیکھا گلزار امید دل
غنچۂ خاطر شگفتہ ہوا حیران تھی کہ اِسکو تو جلا دیا تھا یہ زندہ کیونکر ملی جھپٹ کر شاہزادے
سے خبر کی کہ منتہ کاؤس ملکہ کو لیے ہوے آتا ہے شاہزادہ و گلبین و برگ و شوکت و شہرت
سب برائے استقبال دوڑے ملکہ گلشن آ کر ملیں شاہزادے نے پوچھا ای ملکہ عالم یہ کیا
ہو کر تھا کیونکر اُس آگ سے جان بچی گلشن نے بیان کیا کہ عقاب جادو مجھکو اُٹھا کے
لے گیا تھا مگر پروردگار نے اُسکے پنجۂ بدعت سے بچایا کاؤس خوب وقت پر پہونچا
شاہزادے نے کہا ای ملکہ عالم میں نے تمھارے دشمنوں سے انتقام لیا طلسم فتح ہوا
مگر بجز اول کو آرام نہ تھا جب ارسطو نے بیان کیا کہ گنبد ارسطو میں جا کے پہلے تمھارا
نام لیا معلوم ہوا کہ تم زندہ بیٹھی ہو تو کاؤس کو روانہ کیا کاؤس مثل اپنے باپ کے
نامی و گرامی ہوگا اب جو خزانہ نکلا بارہ ہزار جوانوں کے سلاح جنگ موتیونکی پاکھرین
سب سامان اِسی طرح کا طلسمی خزانے سے نکلا اُن سب کو شاہزادے نے بار کروایا
اور کوچ کیا طرف اپنے ملک کے چلے شکار کھیلتے ہوے جاتے ہیں کہ ایک آہو سامنے
سے شاہزادے کے بھاگا شاہزادے نے اُسکا تعاقب کیا پہر پہر تک اُسکے تعاقب
میں گئے بعد پہر کے اُس آہو کو شکار کیا اب جو چلے تو راستہ بھولے رات بھر سیر
کی مگر منزل مقصد پر نہ پہونچے صبح کو ایک شہر معلوم ہوا اُس شہر میں داخل ہوے شہر
آباد رعایا دلشاد ایک مقام پر آ کر دیکھا ایک درخت میں کمان لٹکی ہے اور ایک
توڑا اشرفیوں کا رکھا ہوا ہے چند سپاہی بیٹھے ہیں آواز دے رہے ہیں کہ یہ کمان

شہباز یکہ تاز مشرقی کی ہی جو اسکو کھینچے وہ یہ بہزار اشرفیان سے شاہزادے نے کمان اُتاری سپاہیون نے کہا بس کر یہ کمان شہباز یکہ تاز مشرقی کی ہی وہ اس سے کام لیتے ہین اگر نہ کھنچیگی تو شہباز قید کریگا شاہزادے نے کہا جن لوگون نے نہین کھینچی اُنھون نے کچھ خیال نہین کیا اب انشاء اللہ ہم اسکو کھینچین گے یہ کہکر شاہزادے نے کمان اُٹھائی تیسرے قلابے مین کمان کو توڑ کر پھینکدیا اور کہا اِس گھنی کمان پر یہ گھمنڈ تھا سپاہیون نے وہ توڑا اشرفیون کا سامنے کر دیا کہا اب یہ آپ کا مال ہی غربا آکر جمع ہوگئے شاہزادہ اشرفیان تقسیم کر رہا ہی سپاہیون نے جاکر شہباز سے اطلاع کی کہ ایک شاہزادہ نہایت حسین وجمیل آوارہ ہوکر آیا ہی اُسنے آپ کی کمان توڑ ڈالی شہباز سوار ہوا اُسوقت پہونچا کہ شاہزادہ اشرفیان بانٹ کر چاہتا ہی کہ سوار ہون کہ شہباز نے آکر صورت زیبا کو دیکھا حیران جمال ومحو دیدار ہوگیا کہا اب آپ کہان جاتے ہین غلام کو سرفراز فرمایئے مین آپ سے امتحان کرونگا اگر آپ نے مجھکو زیر کیا تو ملک ومال سب نثار کرونگا اور اگر مین غالب آیا تو کل فوج کا سپہ سالار کرونگا شاہزادہ شہباز کے ساتھ دار الامارۃ مین آیا جو افسر جمال بے مثال دیکھتا ہی حیران ہو جاتا ہی کہتا ہی اے شہباز اِس صورت کا انسان آجتک نہین دیکھا شہباز کہتا ہی اب کل حال کھلیگا دار الامارۃ مین لاکر شاہزادے کو مقام صدر پر جگہ دی صحبت آراستہ ہوئی ملازمون کو حکم دیا کہ طبل کشتی بجواؤ اکھاڑہ درست ہو ملازم اس خیر خواہی مین مصروف ہوے ساقیان سیمین ساق ومطربان خوش آواز محفل مین حاضر ہین جام ارغوانی گردش مین صداے ہوشا ہوش رنوشا نوش بلند ہی نازنینان مہ جبین ومہ جبینان مہر تمکین یہ اشعار گا رہی ہین

نظم

جلوۂ رخسار جانان سے نکل آتی ہی دھوپ ... وصل کی شب میرے ویرانے مین آجاتی ہی دھوپ

کیا شب وصلِ صنم کی چاندنی آتی ہی یاد ... روز فرقت جب مری دیوار پر آتی ہی دھوپ

وصل کی شب صبح ہوتے ہی بندھا اشکون کا تار ... چشمۂ چشم تر بارش مین چھپ جاتی ہی دھوپ

وصل کی شب بخت بد اپنا دکھاتا ہی کمال ... میرے گھر مین چاندنی آتے ہی بن جاتی ہی دھوپ

منکشف خورشید ہو جاتا ہی آتے ہی ادھر ... بار کب ظلمت کدے مین ان دنون پاتی ہی دھوپ

کسقدر یہ پر نور ہی سایہ مرے محبوب کا
ہجر مین تاریک ہی رہتا ہی دیدۂ مرا
ہوتی ہی برپا قیامت مہر و مہ ہوتے ہین جمع
جسدن اٹھ جاتا ہی تو اندھیر ہوتا ہی جہان
بیٹھتا ہون جب مین تیرے سایۂ دیوار مین
ہی مسخر آفتاب آسمان حسن بھی +

چاندنی کی کیا حقیقت ہی کہ شرماتی ہی دھوپ
رات کو گر چاندنی تو دنکو ترساتی ہی دھوپ
وصل کی شب ساتھ اپنے چاندنی لاتی ہی دھوپ
سایے کے مانند بس تاریک ہو جاتی ہی دھوپ
چڑھتے چڑھتے ضد کے مارے پھر اتر آتی ہی دھوپ
کیا عجب ناسخ جو شبدش مجھسے یون پاتی ہی دھوپ

شاہزادہ شب بھر مصروف صحبت رہا صبح کو شہباز نے شاہزادے سے کہا کہ اکھاڑہ تیار ہی میرے آپ کے امتحان ہو جائے شاہزادے نے کہا بسم اللہ ہمراہ شہباز جو بارگاہ سے نکلے تمام خلقت کا ہجوم دیکھا گرد اکھاڑے کے لوگ بیٹھے ہین انکا انتظار کر رہے ہین کہ شاہزادہ آکر پہونچا سب اہل شہر جمال بے مثال دیکھکر تعریفین کر رہے ہین اور ہر ایک کا قول ہی کہ یہ جوان شہباز سے کیا اٹھیگا مگر سلطنت ملک کی لیگا شہباز جو کہتا ہی وہی کریگا کہ شہباز اکھاڑے مین کود آگیا دہ ڈنڈ پیلکر مٹی بازؤن پر چڑھائی بیچ اکھاڑے مین کھڑا ہوکر جھومنے لگا پکارکر آواز دی ای شہریار آئیے شاہزادہ بھی اکھاڑے مین کود پڑا شہباز سے کشتی ہونے لگی شاہزادہ جہان پکڑ لاتا ہی خوب گھسے مارتا ہی شہباز خستہ و شکستہ ماتھے سے خون جاری بدحواس ہو رہا ہی الجھ الجھ کے لڑ رہا ہی مگر شاہزادہ بھی دل مین کہتا ہی کہ ایسے پہلوان سے مقابلہ نہ پڑا تھا حقیقت مین بلائے روزگار ہی دیکھیے کیونکر زیر ہو الغرض تین پہر شہباز سے لڑے پہر دن رہے شہباز نے کہا ایک زور آخر کرتا ہون شہباز سے شاہزادے نے کہا کوئی بات اٹھا نہ رہے شہباز شاہزادے کو لے دوڑا آٹھ دس قدم ریلکر لایا وہان آکر پٹکا مارا کہ شاہزادے کا بایان گھٹنا آشنا بزمین ہوا شہباز اوپر آکر چھایا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر وہ زور کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اسے بھی اکھاڑ لیتا مگر لنگر مین شاہزادے کے حرکت نہ پائی شہباز تھک کر ہاتھ اٹھا لیا کہا اب آپ کے زور کا مشتاق ہون شاہزادہ تڑپ کر اٹھا شہباز کو ریلکے لے دوڑا بیس قدم تک ریلکر لایا وہان آکر پٹکا مارا کہ شہباز کے دونون گھٹنے آشنا بزمین ہوئے شہباز نے چاہا

لنگر قائم کرون مگر حریف زبردست کب لنگر قایم ہونے دیتا ہی شاہزادے نے دونون ہاتھ
ستون کیے اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے زور مین تا بزانو دوسرے زور مین تا بہ
سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا داہنا قدم آگے رکھا بایان قدم پیچھے رکھکر چرخ دیا کر
مثل طاؤس آتشبازی کے چرخ کھانے لگا آخر پکارنے لگا ای شہریار الامان شاہزادے
نے ہاتھ سے رکھدیا شہباز قدمون پر گرا کہا امیدوار ہون کہ نام نامی و اسم گرامی سے
آگاہ ہون شاہزادے نے فرمایا ماہ عالم افروز نواسا فغفور چین کا نورنگاہ ایرج نوجوان
نبیرۂ قاسم عالیشان و نبیرۂ صاحبقران زمان حسب و نسب کا حال سُنکر شہباز بہت خوش
ہوا جی مین کہتا ہی کہ ایسے کا رفیق ہوا کہ اس کسنی مین جسکی یہ قوت و طاقت ہی خدا چشم زخم
سے بچائے شباب مین اُسنے کون مقابلہ کرسکیگا عرض کی غلام کے مسلمان ہونے مین
شرط ہی مجھسے عہد کیجیے کہ کل فوج کا سپہ سالار فرمایئے مجھسے بالادست کوئی نہ بیٹھے شاہزادے
نے قبول کیا شہباز مع اہالی شہر مشرق بصدق دل مسلمان ہوا ساٹھ ہزار فوج سے ہمراہ
شاہزادے کے ہوا شاہزادہ بشوکت تمام و کیفیت مالاکلام شہباز ایسے دلیر کو ساتھ
لیکر لشکر مین آیا یہان پر سب انتظار کر رہے تھے شاہزادے کا استقبال کیا دربار مین
آئے کاؤس نے کہا بیٹے چلکر مان سے ملیے پھر اختیار ہی شاہزادہ کے ہمراہ ساٹھ ہزار جوانان
گلگون پوش و دیگر جوانان چیلتن و پہلوانان تیغ زن بکیفیت تمام ہمراہ ہین اس شوکت و
شان سے داخل شاہزادہ اُس شہر مین پہونچا کہ انجام جادو نے جسکے باشندونکو تیتر بنایا
تھا جب وہ مری تو اُن سب نے صحت پائی ہر ایک کہتا تھا ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ ہمارے
آقا نے اُس ساحرہ کے مارنے والے کو مارا جب تو ہم سب بصورت اصلی ہوے کہ خبر سنی شاہزادہ
آتا ہی سب اہل شہر براے استقبال آئے شاہزادہ داخل افغانستان ہوا حاکم مقرر کیا
ملکہ گلزار کو وہ ملک دیا کہا ای گلزار تم اب اسی مقام پر رہو طلسم کا خراج آیا کریگا وہ
تمھارے پاس جمع ہوگا گلزار جادو و گلبن و برگ شہر افغانستان مین رہے کل اہل
شہر افغانستان حیران تھے کہ شہریار نے کیا کارنمایان کیا ہی کہ طلسم آبگینہ فتح ہوا انجام
و بہرام کا مارے جانا ایک امر عجیب و غریب ہی اُسنے کون مقابلہ کرسکتا تھا اسی تیر کا کام

تھا کہ ایسی ساحرہ کو مارا اور طلسم کو فتح کیا شاہزادہ سب سے رخصت ہو کر بعد قطع منازل
وطی مراحل قریب اپنے وطن کے پہونچا ماں نے جب خبر پائی اور کاؤس نے آکر خبر دی کہ آپکے
فرزند نے طلسم آبگینہ فتح کیا شہر مشرق کے شہریار کو سپہ سالار بنایا ہی اس دھوم سے
آتے ہیں خزانہ بے حساب ساتھ ہی ماں کی محبت مادر کاؤس سے کہا کہ چلو کوٹھے سے آمد
فوج کا تماشہ دیکھیں شاہزادی و وزیر زادی و دانائیں و دایانیاں بالائے بام آئیں
آمد فوج کا تماشہ دیکھنے لگیں جو ملازم ملک کے تھے وہ برائے استقبال پہونچے شاہزادہ
بہ کیفیت تمام داخل شہر ہوا خزانے جمع ہوئے شاہزادہ محل میں آیا ماں کے قدموں کو
بوسہ دیا کہا ای مادر مہربان اب ڈیڑھ لاکھ کا لشکر میرے ساتھ ہی اگر حکم ہو تو باپ کی
ملاقات کو جاؤں ماں نے کہا ای نور نظر تمھارے باپ ایسے مقام پر ہیں کہ جہاں بڑے
بڑے پہلوان غلامی کرتے ہیں میں کیونکر حکم دوں کہ تم وہاں جاؤ مگر شاہزادے نے
نہ مانا یہ ماں سے پوچھ لیا کہ قبلہ و کعبہ کس مقام پر ہیں ماں نے کہا بیٹا فی الحال طلسم نوخیز
جمشیدی پر چڑھائی ہی سب سردار اسی کی فتح میں مصروف ہیں تم بھی وہیں جاؤ باپ سے
بادب ملنا یہ غرور نہ کرنا کہ میں نے طلسم آبگینہ فتح کیا وہ تمھاری کیا حقیقت سمجھتے ہیں مگر
شاہزادے کو یہ خیال ہی کہ میں جاکر باپ سے مقابلہ کروں اس خیال میں شہباز کو حکم
دیا کہ لشکر تیار کرو شہباز نے لشکر تیار کیا شاہزادہ نقابدار گلگوں پوش بنکر برائے
مقابلۂ ایرج نوجوان چلا دو منزل شہر سے نکلے تھے کہ تمام شہروں میں خبر پہونچی قضا کا
نہنگ مردم در ایک پہلوان ہی اُسنے جو سُنا کہ فغفور چینی کا نواسا بے حساب مال لیکر
آیا ہی اس فکر میں چلا کہ جاکر خزانہ چھین لوں اور ماہ عالم افروز کو ماردوں تین لاکھ فوج
سے چلا لشکر شاہزادے کا اُترا ہوا ہی شہباز انتظام کر رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا
نہنگ مردم در آکر پہونچا مقابلے میں اُترا کہلا بھیجا کہ اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو
خزانۂ آبگینۂ طلسمی میرے حوالے کرو شاہزادے نے جواب دیا کہ طبل جنگی بجوا کر میدان
میں آؤ نہنگ مردم در نے طبل جنگی بجوایا یہاں بھی طبل جنگی بجا دونوں لشکر میدان
میں آئے صفیں آراستہ ہوئیں نقیبوں نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کر ہٹے نہنگ مردم در نے

گنبد انکا رامیدان میں گرے پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنائے مرگ کی ہو وہ نکلے شہباز یکہ تاز مشرقی
شاہزادے سے اجازت لیکر میدان میں آیا نہنگ مردم در سے مقابلہ کیا بعد کلام نیزہ
چلنے لگا شہباز نے نیزہ نہنگ کا نکالا نہنگ نے ہاتھ تلوار کا مارا شہباز نے وار بچا کر
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا نہنگ لپٹ پڑا دونوں لپٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی
دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں شاہزادہ تعریفیں شہباز کی کر رہا ہے کہ کس لطف سے لڑ رہا ہے
تین پہر کامل کشتی ہوئی نہنگ بھی عاجز ہو رہا ہے شہباز ریلا دے دوڑا نہنگ ہٹتا ہوا
چلا جاتا ہے بیس قدم تک ریلکر لایا وہاں پہ آکر نہنگ رکا کہا اب پیچھے نہ ہٹونگا مگر شہباز نے
زور کیا نہنگ بھی پلٹا کشتا کشتی زور زور کی ہونے لگی شہباز نے قدم بڑھایا وہاں پہ
موش خانہ تھا دونوں پانوں شہباز کے اسمیں جا رہے شہباز کا تولا اُتر گیا غش طاری ہوا
سب پہلوانوں نے دیکھ لیا کہ شہباز کا تولا اُترا مگر نہنگ نے کچھ خیال نہ کیا شہباز کو نہنگ نے
گرا دیا اور مشکیں باندھ لیں ہر چند شاہزادے نے پکار کر کہا کہ اے نہنگ یہ کیا کرتے ہو
مگر نہنگ نے کچھ جواب نہ دیا اور شہباز کو گرفتار کر کے لے گیا اپنی بارگاہ میں لایا اور
حکم دیا کہ لیجا کر اسکو قید کرو صبح کو دربار میں سمجھونگا مگر مقتہ کاؤس تیز رو واسطے بالا دوی کے
خلاف ارزان ہوئی کا نکلا گیا ایک طائر نو ذبح کر کے ایک درخت کے نیچے بیٹھا کباب
لگا رہا تھا قضائے کار شاپور شیر دل ایک قزاق کی شکل بنا ہوا آتا تھا دور سے دیکھا
ایک شاطر نخل کے نیچے کباب لگا رہا ہے گو پھن کھولا سوا پانچ سیر کا پتھر لگا کے میں نے
دیا للکارا کر اونقل بیٹھ ادب کپڑے اتار دے توڑا عیاری کا رکھ دے کاؤس کو کچھ
بن نہ پڑا توڑا اُتار کر رکھ دیا شاپور نے توڑا اُٹھا لیا اور کہا کپڑے اُتار دے کاؤس نے
کہا او نامعقول ظالم جو کچھ نقد و جنس میرے پاس تھا وہ سب اسی توڑے میں ہے اب
لباس میں کیا رکھا ہے شاپور نے کہا تمھارا لباس نشانی رہیگا کاؤس ناچار ہوا کہ تلوار
کھینچے سر پر کھڑا ہے سر ہلانا دشوار ہے ہر چند اسنے نقرے دیے مگر شاپور تقریروں میں کب آتا ہے
کاؤس چاہتا تھا کہ یہ منھ پھیرے تو میں نکل بھاگوں مگر شاپور نیمچہ لیے سر پر کھڑا ہے شاپور
نے کہا لباس اتار دو ورنہ گردن اڑا دونگا کاؤس کو کچھ بن نہ پڑا ناچار ہوا اول جامہ اتارا

شناپور نے جامہ لیکر ایک غرقی دی کہا اسے باندھ لو اور زیر جامہ بھی اُتار دو کاؤس مجبور و ناچار ہوا بڑے بڑے فقرے کیے مگر شناپور بولا سے روزگار ہی خواجہ کا تعلیم کردہ جو بہت کہی اُسکو فقرہ سمجھا زیر جامہ بھی اُتروا لیا باندھنا سے عیاری بھی لیے اور کاؤس سے کہا جاؤ خبردار پلٹ کر نہ دیکھنا ورنہ ایک پتھر مار دونگا کہ سر اُڑ جائیگا کاؤس مجبور و ناچار طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوا اُسی حال سے دربار میں آیا شاہزادے نے پوچھا ای حضر کاؤس یہ کیا معرکہ ہے میں تمکو کس حال میں دیکھتا ہوں کاؤس نے عرض کی کہ جنگل میں برائے شکار گیا تھا ایک قزاق نے لوٹ لیا کپڑے بھی اُتروا لیے شاہزادہ بہت خفا ہوا فرمایا ای کاؤس وہ قزاق کہاں لیگیا عرض کی اُسکا وہاں مسکن نہیں ہے راہ گیر تھا مگر جہاں کہیں پاجاؤنگا بدلا لونگا شاہزادے نے کہا اور لباس پہنو اور جا کر خبر لو کیونکہ شہباز کو نہنگ گرفتار کرکے لیگیا ہے دیکھو کیا کر رہا ہے ایسا نہ ہو شہباز کو قتل کر ڈالے کاؤس چلا لیکن کاؤس نے اپنا لٹنا جو شاہزادے سے بیان کیا تو شاہزادے نے سب حال سنکر کہا کہ اس طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی عیار تھا کاؤس نے کہا ای شہریار اُسنے عجب ترکیب کی کہ جبتک دور رہا پتھر گوپھن میں دبا اُس سے ڈراتا رہا اور کہا ہتھیار ڈالدے جب میں نے ہتھیار رکھ دیے تو تلوار کھینچکر سر پر آیا سب باندھنے وغیرہ لے لیے اور کہا کپڑے اُتار دو ورنہ سر اُڑا دونگا میں نے ناچار کپڑے وغیرہ دیدیے شاہزادے نے کہا میں جاؤں جا کر اُسکو ٹٹولوں کاؤس نے کہا وہ یہاں کا رہنے والا نہیں تھا کپڑے وغیرہ لیکر چلا گیا ہے کہیں بر اسے خبر ہوگا اور یہاں نہنگ نے صبح کو شہباز کو طلب کیا برسر دربار تھا شہباز نے جواب دیا میرا کولا اُنکو گرفتار کر لایا ہے پر سوال مذہب کرتا ہے میں تجھے لڑنے کو موجود ہوں نہنگ نے جھلاکر حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد جو آیا اُسنے گردن پر کوئلے کا خط دیا شلنگیں لگانے لگا خنجر چمکاتا تھا شہباز نے دل کو رجوع کیا پکارا اُٹھا کہ ای کریم کارساز و ای رب بے نیاز اپنا رحم کر نظم

یا لطیف و خبیر یا حافظ — یا سمیع و بصیر یا حافظ
یا قوی یا سلام یا قدوس — یا ولی یا قدیر یا حافظ
یا ملک یا محیط یا باری — یا علی یا کبیر یا حافظ

یا غنی یا لطیف یا شاہد
یا قریب و مجیب یا واحد
یا رؤف عطوف یا قاضی
یا بدیع وسیع یا واقع
یا جلیل و جمیل یا خالق
پھر اُسے روزِ عیش دکھلادے

یا رفیع یا نصیر یا حافظ
یا مجید و منیر یا حافظ
یا بشیر و نذیر یا حافظ
یا ہو الصمد نظیر یا حافظ
یا مبین و مجیر یا حافظ
رنج میں ہو اسیر یا حافظ

رکاوس بشکل مبدل پہونچا یہ حال دیکھکر بھاگا آکر شاہزادے سے اطلاع کی شاہزادہ اسی وقت سوار ہوا بقہر و غضب تمام حیوان کب ابلق مجنون دریائی زیر ران طرارے بھرتا ہوا جاتا ہو شاہزادہ سب راستہ طے کرکے دربارگاہ نہنگ پر پہونچا دربارگاہ پر جاکر گھوڑے سے اُترا درگہ سالار نے روکا شاہزادے نے کہا ہم ضرور اندر جائینگے پینکر درگہ سالار نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے تلوار روک کر ایک تمانچہ مار دیا کہ سر درگہ سالار کا اُڑ گیا سر ڈھلکتا ہوا بارگاہ میں پہونچا نہنگ نے گھبراکر کہا ارے درگہ سالار کو کسنے مارا کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیکھا آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری شاہزادہ ماہ عالم افروز دربار میں آیا اول جلاد کو للکارا جلاد نے چاہا خنجر مارے شاہزادے نے جلاد کو بھی قتل کیا شہباز کی قید کاٹی شہباز نیا تو رنجیدہ بیٹھا تھا یا اُٹھتے ہی نعرہ کیا اور پکار کر کہا اے اژدہا اب میں اپنے آقا کے ساتھ جاتا ہوں نہنگ نے کچھ جواب نہیں دیا شاہزادہ شہباز کو ساتھ لیکر باہر نکلا افسرون نے نہنگ سے کہا بھی کہ اگر حکم ہو تو روکیں مگر نہنگ نے کچھ جواب نہ دیا خاموش بیٹھا رہا یہی کہے جاتا ہو کہ سرمیدان سمجھ لونگا مگر شاہزادے کو دیکھکر حیران ہو گیا جی میں کہتا ہو کیا جری و بہادر ہو کس زور و شور سے آکر اپنے سردار کو لے گیا اگر اکیلے کو روکتا تو بہادر لوگ بدنام کرتے کہ عجب جرأت دکھائی اکیلے کو یون گھیر لیا میدان میں سمجھ لونگا شاہزادہ شہباز کو ساتھ لیے ہوے اپنی بارگاہ میں آیا دنگل بہ جگہ رہی مگر نہنگ بعد جانے شاہزادے کے تخلیے میں جاکر بیٹھا اور حکم دیا کوئی میرے پاس نہ آئے اکیلا بیٹھا ہوا سوچ رہا ہو کہ میں نے جو سمجھا تھا

اُسکے سراسر خلاف ہوا اگر شہباز کا کولہ نہ اُتر جاتا تو مین نہ رُکتا اب اگر چلا جاؤن تو بدنامی ہی
اگر لڑتا ہون تو کیا سمجھکر لڑون جو ایسا جری و بہادر ہی کہ اکیلا میری بارگاہ مین گھس آیا اور کچھ بھی
جان کا خوف نہ کیا اپنے رفیق کو لے گیا اس سوچ مین بیٹھا تھا کہ عیار اسکا سرنگ شبگرد
حاضر ہوا مالک کو رنجیدہ دیکھکر پوچھنے لگا کیون آقاے نامدار آپ کیون خاموش بیٹھے ہین
نہنگ نے کہا اے رفیق وشفیق مین شاہزادے کو ایسا نہ سمجھا تھا وہ تو جرأت کا پتلا نکلا اب
مین سوچتا ہون کہ کیا کرون اگر لڑون تو زیر ہو جاؤنگا اُسکا سردار کہ اُسکا زیر کردہ ہی اُس سے
تو مین عاجز ہو رہا تھا اگر خود شاہزادے سے مقابلہ پڑیگا تو کیا ہوگا سرنگ نے کہا
اگر حکم ہو تو مین گرفتار کر لاؤن فوراً قتل کرڈالیے آپ کو کون روک سکتا ہی نہنگ نے
کہا اے سرنگ اگر یہ کام کرے تو احسان عظیم ہوگا مین طبل جنگی نہین بجواتا تیرا انتظار کرونگا
جب تو شاہزادے کو لے آئیگا اور اُسکو قتل کرلونگا تو دوسرون سے سمجھ لونگا پھر کس کی
مجال ہی کہ مجھسے مقابلہ کرسکے سارے لشکر کو ٹھونک لونگا یہ جوان جو دریا ہو کر گیا ہی اسکو
دھوکا دیکر مارونگا سرنگ اُسی وقت بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر چلا راہ مین
آکر صورت بدلی سرشام کا وقت ہی بازار مین پھرنے لگا ایک ایک سے پوچھ رہا ہی
کہ شاہزادہ ماہ عالم افروز کس بارگاہ مین آرام کرتا ہی ایک شاگرد نے کاؤس کو خبر
دی کہ ایک ضعیفہ بازار مین شاہزادے کو پوچھتی پھرتی ہی کاؤس سمجھ گیا کہ کوئی عیار آیا
جست وخیز کرتا ہوا بازار مین آیا دور سے دیکھا ایک ضعیفہ بازار مین پھر رہی ہی اور
ایک ایک سے پوچھتی ہی کہ شاہزادہ کس بارگاہ مین رہتا ہی کاؤس جھپٹ کر قریب آیا
پکار کر کہا بڑی بی صاحب مجھسے پوچھیے ہم بتادین شاہزادے سے کیا کہوگی یہ کہتا ہوا قریب
آیا باتون مین لگا کر حلقہ ہاے کمند مارے سرنگ بھاگا کاؤس نے پیچھا کیا کہ جنگل
مین پہونچا سرنگ نے زنبیل بجائی اُسکے پانچ شاگرد سامنے سے پیدا ہوے اب کاؤس
گھبرایا جی مین کہتا ہی کس کسکو جواب دونگا بیقرار ہوکر دعا مانگنے لگا سرنگ نیمچہ کھینچ سامنے
آیا آپس مین نیمچہ چلنے لگا اب سرنگ کو یقین کامل ہی کہ میرے شاگرد قریب آجائینگے
گھیرکر اُسکو پکڑ لونگا کاؤس نے بیقرار ہوکر دست دعا بدرگاہ بے نیاز بلند کیا اور پکارا کہ

کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم تو اپنا شریک کر کر ایک طرف سے گرد اڑی منتر شاپور شیر دل کہ بالا دری کو نکلا تھا نمودار ہوا اُسنے دیکھا کہ جنگل مین سے کپڑے چھینے تھے اسکے چھ عیار گھیرے پھرے ہین مگر وہ سب کو جواب دے رہا ہی شاپور نعرہ کر کے جا پڑا جاتے ہی پانچون عیارون کو تھوڑے عرصے مین مار کر ڈالدیا سرنگ بھاگا اب شاپور طرف کاؤس کے متوجہ ہوا کہا کیون منتر صاحب یہ عیار کون تھے کاؤس نے کہا نہنگ نامے ایک پہلوان ہی کہ وہ مقابلے مین ہمارے آقا کے آیا ہی مگر مکار و جعلساز ہی روز اول شہباز کو لے گیا تھا ہمارے آقا رہا کر لائے شاپور نے پوچھا تمھارے آقا کا کیا نام ہی کاؤس نے کہا ماہ عالم افروز فرزند ایرج نوجوان شاپور نے پوچھا تمھارے باپ کا کیا نام ہی کاؤس نے کہا مین اسکا فرزند ہون کہ جو فخر دو دمان منتر منتران کہلاتا ہی برہم کرنے والا ساحرون کی محفل کا شاپور شیر دل کاؤس نے پوچھا آپ کہان رہتے ہین شاپور نے بانہا سے عیاری نکالکر کاؤس کو دیے کہا یہ اپنے باپ نے لیجا اُخیر انشاء اللہ ملاقات ہوگی کاؤس سامنے شاہزادے کے آیا شاہزادے نے پوچھا یہ بانے کیونکر پائے کاؤس نے کہا اُسی قزاق نے مدد کی پانچ عیار دم بھر مین مار کر ڈالدیے پھر اُسنے بانے پھیر دیے اور یہ کہ گیا کہ انشاء اللہ ملاقات ہوگی اب وہ اپنے لشکر کو گیا شاہزادے نے کہا تمنے ہمارا نام کیون بتایا ایسا نہو کہ کوئی جاسوس ہو مجھے منظور یہ ہی کہ اول نور الدہر سے مقابلہ کرون اُنکو زیر کر کے اپنے باپ سے ملون اور عہد لے لون کہ دنگل رستم کا نام اب نہ لینا کاؤس نے کہا سرکار کو اب اختیار ہی اب مین کبھی نام نہ بتاؤنگا شاہزادہ خاموش ہو رہا مگر سرنگ نے جا کر سب حال نہنگ سے کہا نہنگ کو مایوسی ہوئی کہ عیار بھی پلٹ آیا سرنگ نے کہا مین جاؤنگا اور پکڑ کر اُنکو لاؤنگا ہر چند سرنگ نے کہا مگر نہنگ نے قبول نہ کیا طبل جنگی بجوا دیا ہرکارون نے شاہزادے کو خبر کی شاہزادے نے بھی طبل جنگی بجوایا چار پہر رات تیاری ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے نہنگ گینڈا اُڑا کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی مین شاہزادے سے مقابلے کا خواہان ہون شاہزادے نے مرکب نکالا گھوڑا طرارہ بھر کر مقابلہ نہنگ مین آیا ہر چند کہ سردار منع کرتے تھے کہ آپ اسکے مقابلے مین نہ جائیے مگر

شاہزادے نے قبول نہ کیا نہنگ سے مقابلہ پڑا دونون نیزہ چلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے
شاہزادے نے گانٹھکر نیزہ نہنگ کا نکالدیا جب نیزہ نہنگ کا نکلگیا تو گھبرایا دل مین آتا ہی
کہ یہ تو بہت زبردست ہی مین رفیق کو بھی زیر نہ کر سکا یہ تو افسر اعلی ہی اسکو کیونکر زیر
کر سکونگا تلوار کھینچکر تھم گیا دیکھکر کہا ای شہریار آپ کی پشت پہ کون کھڑا ہی جھکا ڈر ارہا ہی پیر
کو شے ست مار اچاہتا ہی اور تیغہ برہنہ ہاتھ مین ہی شاہزادے نے جو پلٹ کر دیکھا نہنگ نے
ہاتھ تیغے کا مارا سر شاہزادے کا زخمی ہوا زخمی کر کے حلقہ ہاے کمند ما ... شاہزادے کے
سر سے خون جاری ہو حلقہ ہاے کمند مین جو شاہزادہ پھنسا بیہوش ہوگیا نہنگ نے گرفتار
کر لیا اسی حال مین مسلسل و مطوق کیا شہباز نے چاہا جا پڑون مگر کاؤس نے روکا ذرا
تامل فرمائیے مین خبر لاؤنگا نہنگ شاہزادے کو لیکے گیا اپنی بارگاہ مین آیا افسرونکو اشارہ
کیا کہ چلنے کی تیاری کرو رات ہی کو افسرون نے تیاری کی کاؤس تو اس تاک مین رہا کہ صبح کو
خبر لاؤنگا مگر نہنگ رات ہی رات چل نکلا چاہتا تھا اپنے ملک مین پہونچ جاؤن صبح کو نہنگ
جو پرا سے خبر گیا دیکھا سناٹا ہی چند لوگون سے جو باقی رہگئے تھے دریافت کیا تو حال
معلوم ہوا کہ نہنگ کوچ کر گیا کاؤس پلٹ کر لشکر مین آیا شہباز مع افسرون کو لیے ہوے
بارگاہ مین بیٹھا ہی اسی فکر مین ہی کہ کاؤس پلٹ کر آئے تو مین جا پڑون ہرچند کہ میری کیا مجال
ہی کہ اُس شہریار پر احسان کرون اُنھون نے مجھکو رہا کیا مین تو انکو رہا کر سکون مگر ادا وفاداری
کرونگا کہ کاؤس روتا ہوا آیا شہباز نے پوچھا ای مترود الائم خیر تو ہی کاؤس نے کہا کہ ای شہباز
ہم تو غافل رہے نہنگ رات ہی کو کوچ کر گیا شہباز نے حکم دیا لشکر تیار ہو جہان ہوگا
وہان جا کر مارونگا شہباز لشکر کو تیار کر کے تعاقب مین نہنگ کے چلا مگر نہنگ بارہ کوس
پر جا کر اترا خیال مین ہی کہ کوئی پیچھے تعاقب مین آئیگا اس خیال مین آتا ہوا ہی کہ سامنے سے گرد
اڑی حشام چوب گردان گینڈے پہ سوار بارہ ہزار جوان پشت پر سامنے آکر پہونچا
نہنگ نے پوچھا ای برادر حشام کہان سے آتے ہو حشام نے جواب دیا کہ برائے تمہارے
نکلا تھا تمھاری خبر سنکر چلا آیا مگر تم کہان سے آتے ہو نہنگ نے کہا ای برادر حشام مین
براے گرفتاری نبیرہ حمزہ گیا تھا اسکو گرفتار کر لایا ارادہ یہ ہی کہ اپنے ملک پر جا کر قتل کرون

حشام نے کہا کہ فرزندان حمزہ ایسے نہین ہین تمنے کسی مکر سے گرفتار کیا ہوگا نہنگ نے
کہا مکر کیسا سر میدان مکابرہ گرفتار کر لایا اب ارادہ یہ ہو کہ اپنے قلعے پر جاکر قتل کرون
حشام نے کہا ای نہنگ میرے سامنے تو شاہزادے کو بلاؤ مین اُسکو دیکھون اور پوچھون
کہ تم لوگ تو طبل یکتائی بجاتے ہو ہمارے دوست نے تمکو کیونکر گرفتار کیا یہ لوگ جری اور
بہادر ہین انصاف بھی کرتے ہین صاف صاف کہدیگا کہ مین زیر ہوا نہنگ دربار مین
بیٹھکر حشام کو آیا افسرون کو حکم دیا کہ شاہزادے کو بارگاہ مین لاؤ افسر جاکر شاہزادے کو
لائے سر مین زخم مسلسل مسطوق مگر زنجیرین بلاتا ہوا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت
کی حشام نے کہا کیون ای نبیرۂ حمزہ ہمارے دوست نے تمکو زیر کیا شاہزادے کو بڑا غصہ آیا
فرمایا ای پہلوان تمھارا دوست مکار ہو سر میدان اِسنے مکر کیا زخمی کرکے کمندون مین گرفتار
کر لیا ہرچند کہ زخمدار ہون مگر اِسکے امتحان کو موجود ہون حال کھلجائیگا حشام نے کہا ای
نہنگ قید سے رہا کرکے اِس جوان سے مقابلہ کرو میرے سامنے زیر ہو دیکھون تو کیونکر
اطاعت نہین کرتا اُن لوگون کا دستور ہو کہ اگر یہ زیر ہوتے ہین تو اطاعت مین انکار نہین
کرتے نہنگ نے کچھ جواب نہ دیا حشام نے کہا مین مقابلہ کرون زیر کرکے تمھارے
قدمون پر گراؤن یہ کہکر اُٹھا ہتھکڑی شاہزادے کی کاٹی کہا تامل فرمائیے آہنگر کو بلاتا ہون
بالکل رہا کرونگا شاہزادے نے کہا ای پہلوان اگر وقت رہائی آگیا تو کچھ آہنگر کی ضرورت
نہین یہ کہکر خاتم زور مین آکر قید کو توڑ ڈالا حشام تعریفین کرنے لگا کہ ای شہریار کیون
جلدی کی مین تو آہنگر کو بلاتا تھا شاہزادے نے کہا ای پہلوان مین تمسے سب طرح موجود
ہون اگر قصد کرون کہ چلا جاؤن تو کوئی روک نہین سکتا مگر تمنے وعدہ کیا ہو برائے مقابلہ
موجود ہون حشام نے حکم دیا کہ جراح کو بلاؤ اِنکے زخمون مین ٹانکے دے اور اکھاڑا
تیار کرو جب اِنکا زخم اچھا ہو لیگا تب اِنسے مقابلہ کرونگا شاہزادے نے کہا مین ابھی
موجود ہون حشام نے کہا آپ کا زخم سر اعلیٰ ہو شاہزادے نے کہا ایسے زخمونکا کیا اعتبار
ہین تمسے مقابلہ کرونگا حشام نہ مانتا تھا مگر شاہزادے نے ٹانکے دلوائے کہا حشام
مقابلہ کر لو یا تم میری اطاعت کرو یا مین تمھاری اطاعت کرون حشام خوش ہوگیا اور

جی مین کہتا ہو کہ اگر یہ شیر میری اطاعت کریگا تو اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا شاہزادے کو سامنے کر
دکھا رہے پر آیا مگر یہ کہے جاتا ہو کہ آپ ابھی خستہ ہین مین یہی چاہتا ہون کہ بعد دو چار دن کے
مقابلہ کرون مگر شاہزادے نے نمانا حشام سے مقابلہ ہوا شاہزادہ دس زور و شور سے
حشام سے لڑا کہ حشام عاجز ہو رہا ہر سرے خبرین جاری جہان پکڑا لاسے لے دو چار گھمے مارے
حشام تنگ ہو جاتا ہو بمشکل نکلتا ہو تین پہر کامل شاہزادے سے لڑا پہر دن رہے کہا ایکر زور
آخر کرتا ہون بس ابھی زور پر خاتمہ ہو شاہزادے سنکہا بسم اللہ کوئی حوصلہ باقی نہ رہے حشام دونو
سونڈ سے شاہزادے کے تھام کرلے دوڑا چہ سات قدم تک شاہزادے کو لایا وہان
آکر شاہزادہ پلٹا حشام کو پچیس قدم ریلکر لایا وہان آکر پکہ مارا کہ دونون گٹھنے حشام کے
آشنا بزمین ہوے ہاتھ ڈھیلے کر دیے فرمایا ای حشام لنگر قایم کر حشام نے تڑپ کر
لنگر مار از مین کو تھام کر بیٹھا کہا ای شہریار اب تو میرے لنگر کو دیو بھی نہین اکھیڑ سکتا یہ سنکر
شاہزادے نے آستین چڑھا کر ہاتھ بڑھایا کمر زنجیر مین ڈالکر زور کیا پہلے زور مین تا بہ گٹھنہ
دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا حشام نے کہا ای شہریار مین
زیر ہوا اطاعت کو موجود ہون شاہزادے نے ہاتھ سے رکھدیا حشام نے بدل و جان
کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا نہنگ سے کہتا تھا ای نہنگ تم بھی اب امتحان کرلو کہ حوصلہ نہ باقی
رہے نہنگ نے کہا چلکر بارگاہ مین بیٹھیے مجھے اب حوصلہ نہین ہو دونون کو لیکر بارگاہ مین
آیا دو جام شراب آغشتہ بدارو سے بیہوشی منگا کے ایک جام شاہزادے کے سامنے
لایا دوسرا حشام کو دیا اقرار تو یہی کر رہا ہو کہ مین آپ کا مطیع ہون شاہزادہ و حشام دونون
بیہوش ہوے نہنگ نے دونون کو گرفتار کیا قصد ہوا کہ قتل کرون دار بن استادگین
جلاد جمع ہوے دونون کو نہنگ لیکر میدان خونی مین آیا دونون کو دار پر کھینچا اور
تیراندازون کو جمع کیا ارادہ ہو کہ تیرباران کرون کہ ہوا سے گرد اٹھی شاہزادہ انور الدہر
بن بدیع الزمان کہ برائے شکار نکلے تھے دور سے دیکھا ایک جوان آفتاب جمال دار پر
کھنچا ہوا ہو ایک پہلوان چاہتا ہو تیراندازی کرون شہزنگ سے کہا دریافت تو کرو کہ یہ
جوان کون ہو کیون اسکو قتل کرتے ہین شہزنگ جھپٹ کر گیا اور خبر لیکر آیا عرض کی کہ

شہریار فرزند ایرج نوجوان ہیں نہنگ نے مکر سے گرفتار کر کے دار پر کھینچا ہے نور الدہر نے ارادہ کیا کہ جا پڑوں شاہزادے کو رہا کروں کہ طرف سے صحرا کے گرد اڑی شہباز یکہ تاز مشرقی کہ لشکر لیکر چلا تھا اسوقت آکر پہونچا کہ شاہزادے کو دار پر دیکھا بیقرار ہو گیا نعرہ کر کے جا پڑا اسکا لشکر ظفر اثر تین لاکھ فوج جوانان صف شکن پہلوانان تیغ زن تلواریں کھینچکر آ پڑے تلوار پر تلوار چلنے لگی اور شہباز لڑتا ہوا قریب قیدیوں کے پہونچا شاہزادے کی قید کاٹی حشام کو بھی رہا کیا مگر نہنگ نے جو دیکھا کہ شہباز نے آکر دونوں کو رہا کر لیا فوج کو اشارہ کیا کہ ان دونوں جوانوں کو گرفتار کر لو کل فوج کا بلوہ ہو گیا یہ دونوں شیر لڑ رہے ہیں کہ نہنگ کا مقابلہ شہباز سے پڑا مکر سے اسنے شہباز کو زخمی کیا شاہزادے نے دیکھا کہ شہباز زخمی ہوا تلوار کھینچکر جا پہونچا چاہا نہنگ کو ماروں ایک جوان نے پشت سے آکر ہاتھ مارا دیا شاہزادہ بھی زخمی ہوا حشام جو آکر لڑا یہ بھی آفتادے زخمی ہوا اب یہ جوان زخموں میں چور ہو رہے ہیں مگر مصروف جنگ ہیں شبرنگ نے نور الدہر کو خبر دی کہ وہ سب جوان زخمی ہوے نہنگ بڑا مکار ہے یہ شاہزادہ فرزند ایرج نوجوان ہے نور الدہر کو تاب نہ آئی نام فرزند ایرج سنکر بیقرار ہو گئے مرکب کو بڑھا کر نعرہ کیا کہ باشید اے کافران بیحیا و اے نابکاران بد دغا منم نبیرۂ صاحبقران زمان فرزند دلبند پہلوان جہان شاہزادہ بدیع الزمان نعرۂ نور الدہر

ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز ہیبش
ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم

دیگر

کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده
عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خوانده
لقا را بہ یک دست بر داشتم
شہ نوجوانان لقب یافتم

نعرہ کر کے جا پڑے یا تو چہار جانب سے شاہزادے پر جو بے پڑ رہے تھے نور الدہر پروانہ وار گرد شاہزادے کے پھرنے لگے جس کسی نے ارادہ کیا کہ شاہزادے پر ہاتھ مارے نور الدہر نے بڑھکر اسکا سر اڑا دیا کئی سو جوان افسران نامی ہاتھ سے نور الدہر کے مارے گئے نہنگ بھاگا بھاگا پھر رہا ہے افسروں سے کہتا ہے ان بار دگیر کرا ان سے کہو

مارلو اس جوان نے تو آکر قیامت برپا کی مگر فوج نہنگ کی بہت ہے نور الدہر پر بلوہ ہی ہر طرف
یہی بات ہے کہ اس جوان کو گرفتار کر لو سب بلوہ کر کے آتے ہیں مگر نور الدہر کے ہاتھ سے شکست
کھاتے ہیں اسقدر فوج ہے کہ تمام صحرا بھرا ہوا ہے نور الدہر نے جو دور سے دیکھا کہ شاہزادہ
گھرا ہوا ہے ایسا نہ ہو بلوہ کر کے مار لیں تو بڑی بدنامی ہوگی تاج ... دل میں کہا کہ میرے فرزند کی
خبر نہ لی تو لوگ ہمیشہ سست چیمیوں کی مدد آیا ایک لشکر ہے پر دو رنگا بھاگ کبھی ان لوگون سے
مرے نہیں مجھکا یہ سوچ سمجھکر رہے ہیں مگر نہنگ پشت پر سے آیا ایک نخل کی آڑ پکڑ کر کھڑا ہوا
جب نور الدہر اور حریف سے مشغول ہوئے تو نہنگ نے پشت پر سے ہاتھ مارا کہ سر
نور الدہر کا بھی زخمی ہوا کہ صحرا سے گرد اٹھی نہنگ تو گھبرا گیا کہ شاید مسلمانوں کی مدد
آگئی سامنے آکر جو امتداد گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک پہلوان فیل مست پر سوار کئی لاکھ فوج
پشت پر اپنے جو دور سے دیکھا کہ نہنگ لڑ رہا ہے مگر بھاگتا پھرتا ہے نعرہ کر کے آپ آواز دی
کہ اے نہنگ نہ گھبرانا بدولت آپہونچے منم املاک ابلیس پرست میں اپنے بیٹے سے
یہی وعدہ کر کے چلا تھا کہ جہان مسلمانوں کو پاؤنگا مثل نقش قدم مٹا کے چلا آؤنگا غرض
نہنگ نے جو املاک کو دیکھا کہ فوج بے شمار ہے آتے ہی اُسنے ہنگامہ ڈالدیا تین لاکھ
فوج کا آنا اور بلوہ کرنا شاہزادہ بھی زخمی شہباز شہ تی بھی زخمی ہوا نور الدہر بھی زخمی
کثرت فوج سے بیقرار مگر شبرنگ نے جو دیکھا کہ ملازموں نے ماہ عالم افروز کو ہوادار
پر ڈال لیا ہے اور نور الدہر بھی سست پڑ رہے ہیں سر سے اسقدر خون بہا ہے کہ لخت خون کے
سینے پر جمے ہوئے ہیں شبرنگ نے کاؤس سے ملاقات کی پوچھا اے بیٹے والا گہر تمہارے
والد نامدار کا کیا نام ہے کاؤس نے کہا میں نے سنا ہے کہ میرے والد کا نام نامی و اسم گرامی
نوذر دوران خواجہ عمرو معتمد شاہ پور رشید دل ہے میں اُنکے گلزار کا خوشہ چین ہوں شبرنگ نے
کہا صد بار سب زخمی ہیں اُدھر دو سردار نہنگ و املاک ابلیس پرست ایک ایک انہیں
دیو ہے فوج ہماری دلدہی نہیں کرتی ایک ایک جوان پر دس دس کا بلوہ ہے کس کس کو روکیں
اب تمہاری صلاح ہو تو نکل چلیں کاؤس نے کہا میں خود اسی فکر میں تھا مگر تمہاری بھی
صلاح ہوئی ورنہ ہاتھ سے کنارے کے جان بری نہ ہوگی شبرنگ نے آکر نور الدہر کو بھی

ہوا اور پر سوار کیا اور طرف صحرا کے چلے کافرون نے پیچھا کیا آگے آگے اہل اسلام بھاگے
ہوے جاتے ہین کفار تعاقب مین ہر مقام پر یہی چاہتے ہین کہ کوئی قلعہ ملے تو اسمین پناہ لین
بارہ چودہ کوس چلے تھے کہ ایک کوہ بلند دکھائی دیا شبرنگ نے کہا ای کاؤس اس پہاڑ
پر چڑھ چلو کہ ذرا تو مہلت ملے کاؤس نے کہا آپ بڑے ہین جو آپ کی صلاح ہو وہی بہتر ہو
ناچار ہو کر پہاڑ پر چڑھ گئے ٹھہرنے نہ پائے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا آگے
آگے املاک ایک طرف سے نہنگ فوج کفار مثل مور و ملخ کے نیزے چمکاتے ہوے
آپہونچے اہل اسلام کو جو پہاڑ پر دیکھا نہنگ سے کہا ای پہلوان ان مسلمانون کی قضا
قریب ہی جب تو اس پہاڑ پر چڑھ گئے اور مین عہد کر چکا تھا کہ جہان مسلمان جائین گے
گھیر کر مارونگا زندہ نہ چھوڑونگا خداوند ابلیس نے عہد میرا قبول کیا چہار جانب سے
پہاڑ کو گھیر لو چہار جانب سے پہاڑ کو گھیر لیا اہل اسلام خستہ و شکستہ و پریشان بلوہ کفار
کا دیکھ رہے ہین کاؤس نے کہا کیون مستر شبرنگ اب کیا کرو گے چہار جانب سے
گھر گئے اب دشمنون کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہو شبرنگ نے جواب دیا پروردگار
مالک و مختار ہو ادہر کفار نے مورچے اپنے قایم کیے مستر کاؤس و شبرنگ نے جابجا
گھاٹیون پر تیر انداز بٹھائے ہین زیر کوہ سے بھی تیر چل رہے ہین مگر پہاڑ سے جو تیر آتا
ہو وہ کام کرتا ہو کفار زخمی ہو رہے ہین اور جب ہلا کرتے ہین تو تمام کوہ بلجاتا ہو مگر دونون
عیار اسطرح کی تیر اندازی کر رہے ہین کہ کفار بڑھ نہین سکتے بلوہ کر کے رہجاتے ہین غل
مچاتے ہین چہار طرف سے ہنگامہ ہو کہ مسلمانون کو گرفتار کر لو شاہزادہ و نور الدہر بیہوش
پڑے ہین زخمون مین ٹانکے بھی دیے گئے مگر ہوشیار نہین ہوتے پہر رات رہے کفار
نے ایسا غلغلہ کیا کہ نور الدہر کی آنکھ کھلی قریب اپنے ماہ عالم افروز کو پایا جوش محبت سے
گلے لگا لیا شاہزادے نے بھی آنکھ کھولی آپس مین باتین ہونے لگین شاہزادے نے
پوچھا ای فرزند کہان سے آتے ہو شاہزادے نے تمام معرکہ طلسم آبگینہ کا بیان کیا یہ سنکر
نور الدہر نے بہت تعریف کی کہ بڑا امر خطیر کیا حقیقت مین معرکہ عظیم تھا افغان کو بڑے
زور و شور سے مارا ماشاء اللہ ہمنے اخبار مین دیکھا تھا کہ فرزند ایرج نوجوان طلسم آبگینہ

گئے مین نہین معلوم والد نامدار تمھارے کہان ہین اپنے باپ سے جرأت مین بہتر ہو گے ماہ عالم افروز نے بگڑ کر کہا یہ آپ نے کیا کلمہ کہا نورالدہر نے کہا کہ تمنے ابتدا سے سن مین طلسم آبگینہ فتح کیا ایرج نے آجتک کوئی طلسم نہین فتح کیا اسوجہ سے تمھاری جرأت کو ترقی ہو مین تمکو زیادہ جری جانتا ہون ماہ عالم افروز خاموش ہو رہا چار پہر رات اسی باتون مین گذری کہ مہر عالم افروز سلح شجاع لیے ہوے میدان چرخ زبرجدی مین آیا چاہتا تھا تماشہ قتل نما کا دیکھون مگر املاک و نہنگ سوار ہوے کل فوج کو ساتھ لیا جلوہ کر کے طرف پہاڑ کے چلے کاؤس و شبرنگ نے تیر و نکی بوچھار کی اسطرح کے تیر مارے کہ دس بارہ ہزار کفار مارے گئے فوج کفار پیچھے ہٹی املاک نے کہا کہ ای نہنگ ہم تم اکیلے چلین پہاڑ کو فتح کر لین پھر فوج بھی آجائیگی ای نہنگ مین فوج کا بھروسا نہین کرتا مین لاکھون سے اکیلا لڑ چکا ہون اس پہاڑ پر جانا کیا سختی ہو آپس مین صلاح کر کے آخر دونون نے گینڈے سے بڑھائے پہاڑ سے تیر پڑنے لگے یہ دونون ہنڈ بیلے تیرونکو قلم کرتے ہوے جاتے ہین جو تیر آیا اسے قلم کیا گینڈون کے تیرون کے انبار لگا دیتے ہین مگر کاؤس و شبرنگ تیر اندازون کو اشارہ کر رہے ہین تیر انداز گھاٹیون سے تیر اندازی کر رہے ہین مگر یہ دونون نہین مانتے کل میدان کو طے کر کے قریب کوہ پہونچے گینڈون سے اترے دامن گردانکر جست جو کی پہلی گھاٹی پر آئے سپاہیون سے تلوار چلنے لگی مگر ان دیو زادون کا سپاہی کیا کر سکتے ہین جب او جھپٹ کر مار دیتے ہین چار چار چھ چھ سپاہی غار کوہ مین گر پڑتے ہین یہ دونون لڑتے بڑھتے کئی گھاٹیان طے کر گئے نورالدہر نے جو خبر سنی کہ املاک و نہنگ گھاٹیون کو طے کرتے ہوے آتے ہین گھبرا کر نکل آئے ماہ عالم افروز نے جو دیکھا کہ نورالدہر باہر جاتے ہین تلوار ٹیک کر اٹھ کھڑا ہوا پیچھے نورالدہر کے شاہزادہ بھی باہر نکلا دونون شیر باہر آئے دیکھا گھاٹیون پر تلوار چل رہی ہے نہنگ و املاک اسطرح لڑ رہے ہین کہ اہل اسلام جان دیتے ہین چاہتے ہین انکو بڑھنے نہ دین مگر وہ دونون پیل دیو خصال عفریت مثال بڑھتے چلے آتے ہین نورالدہر نے قصد کیا کہ جا پڑون ماہ عالم افروز نے دامن تھام لیا کہا یہ مرشد ایسا ارادہ نہ کیجیے غلام جاتا ہے بگر

نور الدہر نے کہا یہ تو غیر ممکن ہو کہ ہیں اپنے سامنے تمھیں جانے دوں دونوں شیر ببر کے
مگر جھپٹ کر جدا ہو گئے تھے سر کے ٹانکے ٹوٹ گئے تھے خون سر سے جاری ہو اہل فوج نے
جو یہ معرکہ دیکھا عاجز ہو کر پکارنے لگے اس طور سے دعائیں کرتے تھے کہ اے کریم کارساز
داور رب بے نیاز ان ظالموں کے ہاتھ سے بچائے **نظم**

توئی کافریدی ز یک قطرہ آب	گہرہاے روشن تر از آفتاب
پدیداری از لطف جوہر پدید	بجوہر فروشان تو دادی کلید
جو ابر تو بخشی دل سنگ را	تو بر روے جوہر کشی رنگ را
نبار و ہوا تا نہ گوئی ببار	زمین آورد تا نہ گوئی بیار
جہان را بدین خوبی آراستی	بروزان کہ یاری گری ساختی
ز گرمی و سردی و از خشک و تر	سرشتی بہ اندازۂ یک دگر
چنان بر کشیدی بیستی نگار	کہ بزدان نیارد خرد در شمار
چنان ہین خوان کرم گسترد	کہ سیمرغ در قاف قسمت خورد

سب نے بلک کر جو دعا کی چند گھاٹیاں باقی ہیں کہ املاک ونہنگ سر کوہ پر پہونچیں
کہ تیر دعا اہل اسلام کا ہدف مراد پر پہونچا کہ صحرا سے گرد اڑی قضاے کار تقدیر روح رواں
قاسم عالیشان شاہزادۂ ایرج نوجوان براے شکار آئے تھے شاپور نے خبر دی کہ
نور الدہر بن بدیع الزمان فلان پہاڑ پر گھر سے ہوے ہیں کفار کا بلوہ ہو یہ سنتے ہی
ایرج نوجوان کو کب تاب آتی ہو اسی وقت روانہ ہوے اسوقت پہونچے کہ نہنگ
و املاک چند گھاٹیاں طے کر کے بر سر کوہ پہونچے ہیں چاہتے ہیں کہ ٹھہر کر پہاڑ کو فتح کریں
کہ صحرا سے نعرۂ شیر کی آواز آئی کہ باشید اے کافران بے حیا اے نابکاران یہ دعا نسیم خیر پشیشہ
گلبستان خیرۂ صاحبقران نور نگاہ قاسم نوجوان ایرج عالیشان نعرۂ ایرج
ملک ایرج آن آفتاب منیر + کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر + او بے حیا ؤ خبردار پہاڑ پر نجاتا
اگر دعوی جرأت ہو تو اتر آ کہ وہ دونوں کب اترتے تھے گھاٹیوں پر لڑ رہے ہیں ایرج
قریب پہاڑ کے پہونچے اور گھوڑے سے اترے گھاٹی کو طے کیا نور الدہر دیکھ رہے ہیں

کہ ایرج نوجوان گھاٹی کو طے کرتا ہوا آتا ہے اور نعرہ کر رہا ہے کہ او بچیا آگے نہ بڑھنا ورنہ کل فوجکو برباد کر دونگا
ایرج نوجوان کی ہمراہی میں جو چار چھ ہزار جوان ہیں وہ پرے باندھے ہوئے کھڑے ہیں
جب ایک گھاٹی قریب رہی تو ایرج نے للکارا کہ او نامردو میں میں آتا ہوں انشاء اللہ تم
سب سے سمجھونگا املاک نہایت آتشخو شعلہ مزاج ہے تلوار کھینچکر کودپڑا ایرج پر آکر ہاتھ تلوار کا مارا
ایرج نے فنون سپاہ گری سے مار بار بچا کر کلائی پہ ہاتھ ڈالکر تلوار املاک کی چھین لی اور
کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور نہنگ کو للکارا کہ او بچیا تیرے ساتھ والا تو زیر ہوا میرے
ہاتھ پر چڑھا ہے ادھر متوجہ ہو تو تجھکو حال کھلے نہنگ نے جو بلندی سے دیکھا کہ املاک
ایسے کو اٹھا لیا سوچا کہ یہ جوان بہت بڑا زبردست ہے اسکے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے اسی وقت
املاک اسکے ہاتھ پر ہے جا کر مار لوں یہ سوچکر کودپڑا اور ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے املاک
کو سامنے کر دیا پشت پر املاک کی تلوار پڑی پکار کر آواز دی او نہنگ دشمن کے بدلے
مجھے زخمی کیا نہنگ نے چاہا دوسرا ہاتھ ماروں ایرج نے املاک کو ہاتھ پر تول کر
نہنگ پر پھینک مارا دونوں پر اٹھا ہوا گرے اس غار میں پہونچے کہ جہاں کا نشان
نہیں ملتا مار کر ان دونوں کو ایرج ملتے زیر کوہ آکر گھوڑے پر سوار ہوئے اور فوج
پر جا پڑے شاپور نے دیکھا کہ آقا نے نامدار فوج کفار پر جا پڑے ساتھ والوں سے
اشارہ کیا کہ ہاں یارو یہی وقت جنگ و جدل ہے آقا تمھارا اکیلا تنہا لاکھوں پر جا پڑا ہے
تم بھی جانبازی کرو کئی ہزار جوان ڈٹے بڑھے ہمراہیان ایرج نوجوان فوج کفار پر
جا پڑے اول تیرباران سے کئی ہزار کفار تیروں سے گرائے بعد تیروں کے نیزے پکڑکر
مل گئے جسپر نیزہ مارا اسے گھوڑے سے گرا دیا مہتر شاپور شیردل اپنے آقا کے قریب
پشت بانی کر رہا ہے حقہ ہائے آتشبازی مارتا ہے ہزاروں کو جلا دیتا ہے تمام میدان دھواں
دھار ساتھ والے ایرج کے ڈٹ رہے ہیں ایرج نے قلب فوج میں پہونچکر دیکھا کہ
علمدار لشکر املاک فیل مست پر سوار فوج کو ترغیب دے رہا ہے بہ صد پکار کہتا ہے کہ
ہاں یارو یہی وقت ہے جانبازی کرو اپنے آقا کو بچاؤ افسر تمھارے مارے گئے
اب جانبازی کرکے دشمن کو مار لو مہلت نہ دو تم لاکھوں ہو وہ چند کس انکا مار لینا کیا

بات ہی یہ دیکھکر ایرج نے للکار کر اونام دیکیا تو جھکتی غیب و سے ۔ یا ہی جو اپنی جرات تو کہا
علمدار نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے روک کر ہاتھ مارا تیغ دودمہ سکندری
بست زبردست ایرج نوجوان برق شمشیر تڑپ کر آ گری علمدار کو مع علم کاٹا کفار پر علم ماہ
گرا علم کو کاٹ کر تلوار نے ہاتھی کو کاٹا اور زمین مین آکر بوسہ دیا تھا شہزادہ ماہ عالم فرزند حمزہ
کہ نمودار ہی سر سے خون بہہ رہا ہی کہا ای شہریار دیکھا آپ نے کہ قبلہ و کعبہ نے کیا ہاتھ مارا
ہی فوج کو شکست حاصل ہوئی جہان قدم اٹھا وہان اٹھا پھر کسکے ۔ وہ کے ست رکتے
ہین سکان بلند رکاب کہ فوج کا افسر اعلیٰ ہی فوج کو لیکر بھاگا صحرا مین ایک قلعہ ہی کہ
قلعہ تریاق اسکو کہتے ہین رواق تریاق نشین وہان کا حاکم ہی اسنے قلعے سے دیکھا کہ
ایک فوج شکست خوردہ آتی ہی سکان بلند رکاب آگے آگے فوج کے پانون نہین
جمتے پشت سے ایک جوان تیغ برہنہ ہاتھ مین لیے للکارتا ہوا آتا ہی رواق نے
سکان کو پہچانا اور پکار کر آواز دی ای سکان یہ کیا معرکہ ہی سکان نے ہاتھ اٹھائے
اور پکار کر آواز دی کہ ہمکو قلعے مین آنے دو رواق نے قلعہ کھولدیا سکان مع فوج
قلعے مین پہونچا رواق سے سب حال بیان کیا کہ املاک مارے گئے نبیرہ حمزہ ہمارا پیچھا
نہین چھوڑتا رواق نے جواب دیا کہ یہ قلعہ ایسا نہین ہی دیکھ لو کہ تین تین خرچ چڑہی
ہوئی ہین بڑے بڑے لوگ آئے انھون نے آکر قلعے پر دھاوہ کیا مگر مین قلعے سے نہین
نکلا دم بھر مین شکست دی آخر ناچار ہوکر بھاگے تو تم باطمینان بیٹھو یہان کوئی نہ
آسکیگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی ایرج نوجوان گردن اشتر پہ سوار تلوار علم کیے
پہونچا سکان کو جو بالاے قلعہ دیکھا للکار کر آواز دی کہ او حاکم قلعہ ہمارے چور کو
نکالدو اسی مین بہتر ہی ورنہ مین آتا ہون رواق نے پکار کر آواز دی کہ او نبیرہ حمزہ
زیادہ جرات کا خیال نہ کرنا ورنہ بہت پچھتاؤگے یہ قلعہ ایسا نہین کہ جسکو لے سکو یہ
سنکر ایرج نے گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو ادا اپنے سے اٹھایا اور گھوڑے
کو بڑھا کر نعرہ کیا کہ اور رواق مین آپہونچا رواق نے اشارہ کیا گولہ اندازون نے
نہین معلوم کہان ہین توپون کی کیا کمر پھونکا کہ توپین گرجین اور گرکین آگ اگلنے لگین

اور ہمراہیان ایرج تو رک گئے مگر ایرج نوجوان شیر بیشۂ قاسم عالیشان کب رکتا ہو گھوڑے پر کوڑا کیا وہ مرکب تیز رو طرارے بھرتا ہوا چلا جو گولہ داہنے بائیں گیا اُسپر توجہ نکی جو گولہ سامنے آیا تھا پنجۂ گرز کا مار دیا کہ گولہ اُلٹا پلٹا جا کر خندق میں گرا وہ دناتا ہوا اگر قلعہ ہلگیا ایرج نوجوان راہ کو طے کر کے قریب خندق کے پہونچا آواز دی کہ او رواق میں آگیا اب کوئی آکے روکے سکان نے کہا او رواق اگر کہو تو جا کے روکوں قلعے میں نہ آنے دوں رواق نے کہا او سکان تجھے تکلیف ہو کہ تم جا کر اس جوان سے مقابلہ کرو اول تو خندق مابین میں حائل ہو اگر فرا کر آیا تو ہم قلعے میں اسکو مار لینگے زندہ نہ چھوڑینگے ادھر ایرج نوجوان قریب خندق کے کھڑا تھا گھوڑے کو جو ایڑ کی تو گھوڑا خندق کو فرا گیا قریب پھاٹک کے ایرج پہونچے گرز پھاٹک پر مارا پھاٹک ٹوٹ کر گرا ایرج نوجوان اندر قلعے کے آیا اہل قلعہ لڑنے اُٹھے ایرج نوجوان بھی شیرانہ لڑنے لگے ہر طرف سے بلوہ ہے اور بلڑ ہو رہا ہے کہ اس جوان کو مار لو مگر کوئی قریب نہیں آتا ایرج نے اُسی جنگ میں افسروں کو تاک تاک کر مارا جب کئی سو افسر قتل ہوئے تو رواق سامنے آیا للکار کر آواز دی او جوان اب کیونکر بچیگا ایک ضرب شمشیر میں دو پرکالے کرونگا ایرج نے کہا او نامرد تو مردان عالم کی ضرب تو قبول کر دیکھوں تو کیسا بہادر ہو رواق نے بڑھکر ہاتھ مارا ایرج نے روک کر ہاتھ مار دیا کہ رواق کے دو ٹکڑے ہوئے رواق کے مارے جاتے ہی سکان نکل بھاگا ایرج نے قلعہ تسخیر کیا شاپور نے بڑھکر عرض کی کہ سکان نکل گیا ایرج نے اہل قلعہ کو مسلمان کر کے سکان کا تعاقب کیا مگر سکان بھاگا ہوا جاتا تھا بارہ کوس پر جا کر سکان کو ایک قلعہ ملا کہ نہایت بلند و مرتفع حاکم وہاں کا کوہسار صحرا نشین اُسنے سکان کو پہچانا بالائے قلعہ سے آواز دی کہ اے سکان ہمارے قلعے میں آؤ ہم تمکو دامن میں پناہ دین یہ سنکر سکان قلعے میں گیا کوہسار حال پوچھ رہا ہے کہ سامنے سے نعرہ ہوا منم ایرج نوجوان او بے حیا ہمارے چور کو نکالدے ورنہ قلعہ ویران کر دونگا کوہسار نے کچھ جواب نہ دیا ایرج نے گھوڑا بڑھایا بالائے قلعہ سے تیر پڑنے لگے ایرج تیروں کو کب مانتا ہے

تیغ دو دستی کو قلم کرتا ہوا جاتا ہے تھوڑی دیر میں راہ کو طے کرکے قریب خندق پہونچا کوہسار کو تاب نہ باقی رہی قلعے سے نکل پڑا ایرج سے آکر مقابلہ کیا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے خالی دیکر ہاتھ مار دیا کر کوہسار کے دو ٹکڑے ہوئے اس جنگ کا حال قابل ملاحظہ ناظرین ہے کہ سکان سات دن برابر بھاگا اور ایرج نے پیچھا نہ چھوڑا ساتوین دن ساتھ والون سے کہا کہ یارو کہان بھاگ کر جاؤن اب ٹھہرتا ہون اس جوان سے عذر کرون دام مکر پھیلاؤن شاید پھنس جائے ایسا شیر دلیر میری نگاہ سے نہین گذرا آج سات دن گذرے کہ ہمیں آب و دانہ حرام ہو گیا اور وہ نوجوان بھی گھوڑے سے نہین اترا کلیجہ اور دل تو دیکھو کیا جراءت و شوکت ہے کہ تیغ زیر بل نہین بھوکا پیاسا چلا آتا ہے ہمارا تو بھوک سے عجیب حال ہے خبر ٹھہر نے تو پائین گے پھر جیسا کچھ ہوگا دیکھ لین گے سب ساتھ والے عاجز ہو رہے تھے سب نے کہا کہ بہت اچھی صلاح ہے بس سکان نے رومال سے ہاتھ باندھے تلوار گلے مین ڈال راہ میں آکر ایرج کی کھڑا ہو پکار کر آواز دی فرو سر بکفت پیش تو ای ظل الٰہ آمدہ ایم بسایۂ رحمتی و ماہ پناہ آمدہ ایم یہ کہکر طرف قدمون کے چلا یہ فرزند صاحبقران ہین خلق مجسم قدمون پر نہ گرنے دیا سر سینے سے لگا لیا مگر سکان نے شاہزادے کے سامنے کلمہ مکر سے پڑھا ہاتھ باندھکر سامنے آیا اور فوج سے کہا لو صاحبو میری خطا معاف ہوئی مجھے یقین نہ تھا کہ خطا معاف کرینگے مگر یہ گل گلزار صاحبقرانی حسن مین یوسف ثانی خلق مجسم ہین کہ مجھ ایسے کی خطا معاف کی مجھے یقین نہ تھا کہ مجھ ایسے نالایق کی خطا معاف کرینگے مگر سبحان اللہ کیا جری و بہادر ہین بجز جراءت کے بے بہادر ہین سب اہل فوج آکر قدمون پر گرے ظاہر مین کلمہ پڑھا ایرج کو اپنی بارگاہ مین لایا خدمت گذاری کرنے لگا شراب مین بیہوشی ملا کر پلائی شاپور کو کسی کام کے حیلے سے باہر بھیجدیا اسوقت ایرج کو شراب پلائی ساتھ والون سے اشارہ کر دیا کہ عیار کو باہر ہی گرفتار کر لو اندر نہ آنے دو شاپور باہر گرفتار ہوا دس کافر ٹوٹ پڑے خنجر بھی نہ کھینچنے پایا کہ گرفتار ہو گیا سکان نے سب کو گرفتار کرکے اراجے پر سوار کیا اور لیکر چلا یہان

صاحبقران زمان کہ لشکر مین موجود تھے نور الدہر کے پلٹ کر نہ آنیسے بیقرار ہوے اور ہرکارون سے حکم دیا یہان بیٹھے کیا کرتے ہو خبر لاؤ کہ نور الدہر پر کیا گذری ہرکارے لشکر سے نکلے تین کوس گئے تھے کہ صحراے گرد اُڑی دیکھا ایرج نوجوان کو ایک پہلوان لیے جاتا ہو دیکھتے ہی پلٹے آکر صاحبقران کو خبر کی صاحبقران سوار ہو سے چند سوار ہمراہ اُسوقت پہونچے کہ سکان ایرج کو لیے ہوے ایک صحرا مین پہونچا ہی ایرج سے کہہ رہا ہو کہ کیا تمھین زندہ چھوڑونگا ایرج نے جواب دیا او نامرد تیری کیا مجال ہو کہ ہاتھ لگا سکے سکان نے ہاتھ تلوار کا مار دیا ایرج نے ہاتھ اُٹھایا ہتھکڑی کٹی خانہ زور مین آکر قید کو توڑکر پھینکدیا ہتھکڑی گھماکر ایک سپاہی پر ماری اُسکا سر پھٹ گیا اُسی کی تلوار اُٹھالی لڑنے لگے ہر طرف سے ایرج پر بلوہ ہوکر صحراے گرد اُڑی نعرۂ امیر کی آواز آئی نعرۂ امیر

منم اختر برج عز و جلال	منم ماہتاب سپہر کمال
ہندون ز چشم فراری شدہ	زمن دیو غربت عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد و اسلام شد	کہ صاحبقران در جہان نام شد

نعرہ کرکے صاحبقران آپڑے امیر کا اُڑنا مفون کو درہم و برہم کر دیا لڑتے ہوے قریب ایرج کے پہونچے آواز دی او نور نظر پارۂ جگر یہ کیا معرکہ تھا ایرج نے کہا عرض کرونگا اسوقت تو غلوہ ہو مگر مقبل وفادار کہ بارہ ہزار تیر انداز لیکر چلا تھا عین وقت پر پہونچا آتے ہی ایک سر کا تیر ونکا مارا بارہ ہزار جوان گرائے تلوار کھینچکر آپڑا ہمراہیان مقبل جہاندیدہ کارآزمودہ اسطرح جمکر لڑے کہ امیر مہلت پاکر قریب سکان کے پہونچے سکان کو اُٹھالیا سکان بصدق مسلمان ہوا مگر ایرج نے کہا او جد عالی تبار نور الدہر ایک پہاڑ پر گھر سے ہوے تھے مین نے جاکر بچایا نہین معلوم اُنپر کیا گذری اگر حکم ہو تو جاکر خبر لون امیر نے فرمایا حریف کو تو تمنے مار لیا اب کیا خوف ہو خدا نے چاہا تو آجائینگے صاحبقران ایرج و سکان کو لیکر لشکر مین آئے مگر نور الدہر و ماہ عالم افروز کہ زخمدار تھے صحرا مین اُترے دوسرے دن صحراے گرد اُڑی صفاک خونریز نامے پہلوان ساٹھ ہزار

فوج سے پہونچا حال نور الدہر دریافت کرکے آیا اور شریک ہوا اور طوطے کیطرح مسلمان ہوکر دونون شاہزادون کو گرفتار کرلیا اور اسپے پر ڈالکر لے چلا مگر ایرج نوجوان شب کو پڑے سو رہے تھے دیدۂ ظاہری بند دیدۂ باطنی وا تھے عالم خواب مین دیکھا کہ مین قلعۂ ذوالامان مین آیا ہون ملک گوہر ملک جو سامنے آئین ایرج نے سلام کیا گوہر ملک نے سر ایرج کا سینے سے لگایا اور فرمایا ای نور نظر اپنے بہشتی کی بھی خبر ہو سفاک خونریز انکو اور تمھارے فرزند کو لیے جاتا ہو جاکر انکی خبر لو گیتی افروز سامنے سے آئین ایرج کو گلے سے لگالیا فرمایا نور نظر نور الدہر کی جاکر خبر لو انکو جاکر قید سے چھڑاؤ ایرج نے چاہا کچھ اور پوچھون کہ آنکھ کھلگئی بیقرار ہوکر اُٹھا کہ شاپور سامنے آیا کہا ای شاپور ریخچی یہ خواب پریشان دیکھا ہو دل تڑپ رہا ہو شاپور نے کہا مین جاکر خبر لاؤن ایرج نے کہا مین خود چلونگا یہ کہکر سوار ہوے شاپور کو ساتھ لیکر چلے کوئی دو کوس راستہ طے کیا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان نہایت زبردست ساٹھ ہزار فوج پشت پر نور الدہر و ایک جوان نوخواستہ کو ایک اراسپے پر ڈالے ہوے چلا آتا ہو اور ایک عیار کہ صورت سے ظاہر ہوتا ہو کہ بلاے روزگار ہو اُس جوان حسین کے پیچھے ہتھکڑیان بیڑیان پہنے بیٹھا ہو مگر اپنے آقا کی خیرخواہی کررہا ہو یہی چاہتا ہو کہ آقا رہائی پائین تو ہم بھی قید سے چھوٹین ایرج نوجوان نے جو یہ معاملہ دیکھا شاپور سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہو شاپور نے کہا ای شہریار مین مدت سے خبر سن رہا ہون کہ آپ کے فرزند نے خروج کیا اور ایسا جری و بہادر ہو کہ شہر افغانستان مین لشکر افغان بلند قامت ایسے شخص کو مارا اور شہر تسخیر کرلیا ایک مرتبہ راہ مین وہ عیار رعمکو ملا تھا تو مین نے قزاقی کرکے اُسکا لباس وغیرہ چھین لیا تھا تو عیار نے یہ کہا تھا کہ میان قزاق صاحب خیر مین ایسی لالیق تھا جو آپ نے میرے ساتھ کیا مگر بدلا اسکا ملیگا جب لشکر اہل اسلام مین خبر پہونچیگی تو کوئی ضرور تمھاری فکر کریگا یہ کہکر چلا گیا مین جانتا ہون یہ جوان بتیا شیر ہو اتفاق کی بات ہو کہ نور الدہر کے ساتھ گرفتار ہوا اب آپ تدبیر رہائی ضرور کرین ایرج نے کہا مین چاہتا ہون کہ پہلے نور الدہر کو رہا کرون کشتی کیر زادے پر بھاری

ہو کر یہ بھی سمجھا ایرج نے آکر رہا کیا اور یہ اگر میرا فرزند ہے تو اُسنے نفرت کریگا ذنگل رستم کی اُسکو
فرور نکر ہوگی اسی سے ثابت ہو جائیگا کہ ہمارا نور نظر ہے شاپور نے کہا بہر نوع آپ
آگئے ہین تو انکی کمک کیجیے ایرج نے کہا ای شاپور جسوقت سے اِس جوان کو دیکھا
ہے خون رگون مین جوش مار رہا ہے شاپور نے کہا ہر چند کہ غلام نے قزاق بنکر عیاری
کی تھی مگر دل کو بیقراری ہوئی کہ اِسکو کیون ستایا مجھے اُسکا ستانا ناگوار ہوا اب آج
سب حال کھلجائیگا ایرج نے گھوڑا بڑھایا اور نعرہ کیا کہ باخبر ای کافران بیحیا و ای
نابکاران پر دغا منم نقد روح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان نعرۂ ایرج

ملک ایرج آن آفتاب منیر	کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
چو تیغ یلے برکشم از غلاف	تزلزل فتد درمیان مصاف
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم	زگاو زمین بیخ و بن بر کنم

اور بہت سے اوصاف اپنے بیان کرکے ایرج جا پڑے ماہ عالم افروز نے جو بیٹے
باپ کے اُس کی آواز سنی نہایت خوش ہو گئے مہتر کاوس سے کہا ای رفیق شفیق
کس خرابی سے باپ کا سامنا ہوتا ہے جیتے تو اسباب شوکت پیدا کیا تھا کہ یون سامنے
جائینگے سردار عالی مین اپنی آبرو بڑھائینگے مگر ایسے مقام پہ سامنا ہوا کہ دل کو
شرمندگی حاصل ہوئی یہ کہکر انتظار مین ہوئے کہ کیونکر رہائی پاؤن تڑ بھڑا نکلجاؤن اِس
سوچ مین شاہزادہ بیٹھا ہے ایرج نوجوان ڈٹ رہے ہین سفاک خونریز نے حکم دیا
کہ یاد و قیدیون کا تو سر کاٹ لو مین نے یہ کہہ رکھا تھا کہ جب اِنکا کوئی مددگار آئے تو
اِنکو قتل کر ڈالنا ایک سپاہی تیغہ لیکر دوڑا قریب شاہزادے کے پہونچ آکے ہاتھ
تلوار کا مارا شاہزادے نے جان کے خوف سے ہاتھ اُٹھا دیے تلوار جو پڑی پہونچا کی
کی ہتھکڑی کٹتے ہی شاہزادے نے خانۂ زور مین آکے نعرہ کیا اور کہنے لگے نظم

شعلۂ شمشیرستان شمع جگر سوز من	گرمی بازار عشق از تف خون این است
بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من است	باک ندارم ز دار چونکہ بہ [illegible] آمد
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بزنجیر عشق	بشکنم این بند را از تف [illegible] این است

قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت کے پھینکدیا بے اختیار منھ سے نکل گیا کہ منم سرو بوستان
صاحبقران نورنگاہ ایرج نوجوان ایرج نے یہ آواز دور سے سُنی مثل گل کے شگفتہ
ہوگئے کہا ای شاپور نعرہ تمنے سُنا شاپور نے کہا بڑی بات ہی کہ شاہزادے کو اپنا مخفی
رکھنا منظور نہین ہی مگر ماہ عالم افروز نے نگہبانون کو مار کر بھگا دیا پہلے کاوس کی قید
کاٹی لڑتا ہوا قریب نورالدہر کے آیا کہا اُٹھیے اِس احسان کو فراموش نہ کیجیے گا خبردار
اب و نگل رستم کا نام نہ آئے یہ کہکر نورالدہر کی بھی قید کاٹی نورالدہر جو نعرہ کرکے اُٹھے
ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا اور نعرہ کیا نعرہ نورالدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بہ خشم
بقہر ماہ شب ستارہ حشم شاہزادۂ نورالدہر نعرہ کرکے لڑنے لگے اب ایرج سے
آنکھ مل رہی ہی ایرج نے جو نورالدہر کو رہا دیکھا پکار کے آواز دی بھائی صاحب
بڑے بے غیرت ہو ایک لڑکے نے تمکو رہا کیا اور پھر لڑائی مین معروف ہو
جاؤ منھ چھپا کر بیٹھو نورالدہر نے جواب دیا کہ مین نے اُنکی جان بخشی کی اگر اُنھون نے
ہمکو رہا کیا تو کیا کمال ہوا مگر ماہ عالم افروز نے جو دیکھا کہ ایرج و نورالدہر مصروف
جنگ ہین کاوس سے کہا ای برادر اب نکل چلو باپ سے اِسطرح کا ملنا ہمکو نہین پسند
ہی اور طور سے ملین گے کاوس نے بھی عرض کی کہ بہت بہتر تجویز ہوا شاہزادہ لڑتا
بھڑتا طرف صحرا کے روانہ ہوگیا یہان ایرج نوجوان نے اور نورالدہر نے جنگ
کرکے فوج کو شکست دی اِس عرصے مین شبرنگ بن عمرو فوج کو نورالدہر کی بھی لایا
اب جو فوج تازہ دم آکر شریک جنگ ہوئی لاشون کے انبار لگا دیے نورالدہر نے
گھوڑا اپنا طرف سفاک کے بڑھایا اور نعرہ کیا کہ او نامرد اب مردان عالم سے مقابلہ
نہین کرتا مکر کرکے گرفتار کر لیا تھا اب بچنے رہائی پائی سفاک نے جو نورالدہر کی آنکھ
سنی ساتھ والون سے کہا مین اِس جوان کا سر لاتا ہون یہ کہکر گینڈا بڑھایا اور قریب
نورالدہر کے آیا ایرج نے دور سے دیکھا کہ شاہزادہ نورالدہر مقابل سفاک مین
جاتا ہی دور سے للکارا کہ او کشتی گیر زادے خبردار حریف یہ ہاتھ نہ ڈالنا ایسا دیکھ
تجکو چشم زخم پہونچے مین اُس سے سمجھونگا یہ کہکر گھوڑا بڑھایا مگر سفاک نے اُسکے

نورالدہر پر ہاتھ مارا نورالدہر نے تلوار خالی دیکر تیغۂ خارا اشگاف سلیمانی کو کھینچکر ہاتھ مارا سفاک نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار جو تڑپ کر گری سپر کے دو ٹکڑے کیے سر کاٹ کر تا بہ جگرگاہ پہونچی تھی کہ ایرج نے قریب آکر کمر پر ہاتھ مارا دیا سفاک کا لاشہ زمین پر گرا نورالدہر نے کہا او ناجزادے مردے کو مارنا تمھارے بزرگان کا کام ہو وہی حرکت تمنے بھی کی ایرج نے کہا بس خاموش رہو ورنہ زبان کاٹ لونگا نورالدہر نے کہا او ایرج چھوٹے قبلہ وکعبہ کا خیال آتا ہی فرمائینگے کہ میرے فرزند کو مار ڈالا ایرج نے یہ سنکر ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا آپس مین تلوار چلنے لگی آخر نورالدہر کو خیال ہوا کہ ایسا نہو کہ ایرج کو چشم زخم پہونچے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایرج نوجوان آتشخو شعلہ مزاج لپٹ پڑا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی فوج نے جو دیکھا کہ یہ جوان آپس مین لڑرہے ہین دباؤ ڈالا مگر نورالدہر دعائین مانگ رہے ہین کہ ایسا نہو ایرج کو میرے ہاتھ سے ذلت فاش ہو تو یقین ہی اپنی جان دیدیگا کہ ہوا سے گرد اڑی نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی صاحبقران نے آکر نعرہ کیا نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار — بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بکیے تیغ صمصام و قمقام و نام — بکیے تیغ عقرب بکیے ذوالجام
بین کافران از جہان پاک کرد — سر سرکشان جملہ در خاک کرد
سمندرن ز چشم فراری شدہ — زمین دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف — سلیمان کو جیک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد — کہ صاحبقران درجہان نام شد

بلند آکر فوج کفار پر گرے کہ شاپور نے بڑھکر عرض کی یا صاحبقران زمان وہ دونون جان ڈر رہے ہین ہمارے آقاے نامدار بڑا پاس کرتے ہین ابتک زیر کر لیتے مگر انکو خیال آتا ہو کہ بڑے قبلہ وکعبہ آزردہ ہونگے اسوجہ سے دیر ہوئی حضور چلکر آن دونون کو علیحدہ کرین صاحبقران نے اول فوج کفار کو شکست دی جب وہ سب بھاگ گئے تو امیر نے سامنے آکر للکارا کہ او جاہلو یہ آپس مین کیون لڑتے ہو ایسکا انجام کیا ہوگا

کسی نے جواب نہ دیا تڑپ تڑپ کے لڑنے لگے صاحبقران کو ناگوار ہوا نعرہ کر کے
بیچ مین آپڑے داہنا ہاتھ سینے پر نورالدہر کے رکھا اور بایان ہاتھ سینے پر ایرج کے
اور فرمایا ارے جاہلو آپس مین جنگ کرتے ہو فوج کفار دباؤ ڈالتی تو جان بچانا مشکل
پڑتی دشمن پر شوکت نمائی کرو حال جرأت کھل جائیگا ہم جانتے ہین کہ تم دونون بہادر
ہو اب آپس مین ملجاؤ دونون کو بلوا کر صاحبقران نے اپنے ساتھ لیا بہ فتح و فیروزی
لشکر مین آئے جلسہ آراستہ کیا کہ خواجہ عمرو دوڑے ہوئے آئے عرض کی قطران شیر شکار
برائے مقابلہ حضور آتا ہے فوج بھی بہت ساتھ ہے صاحبقران نے فرمایا خدا اے مالک ہے
جب آئیگا تو دیکھا جائیگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی قطران شیر شکار گینڈے پر
سوار تین لاکھ فوج پشت پر اکثر سر کٹے ہوئے نوک نیزہ پر رکھے ہوئے اس زور
شور سے قطران آکر پہونچا لشکر مقابلے مین صاحبقران کے آکر اتارا پہلے پیغام بھیجا
کہ اس سرحد سے چلے جایئے صاحبقران نے جواب دیا کہ بدون قتل جمشید ثانی قدم
نہ بڑھائینگے قطران نے طبل جنگی بجوا دیا امیر کو خبر ہوئی امیر نے بھی طبل جنگی بجوایا تمام
شب تیاری ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب للکار
کر کے ہٹے قطران نے گینڈا اکالا للکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے یہ سنکر
شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان مرکب بڑھا کر سامنے صاحبقران کے آئے اور
عرض کی اجازت میدان ملے صاحبقران نے نورالدہر کو اجازت دی نورالدہر
مرکب بڑھا کر چلے قطران نے جو دیکھا کہ ایک جوان حسین و جمیل آتا ہے تین پیکان کا تیر ترکش
سے نکالا نشانے پر نورالدہر کے بزور مارا قطران نے کئی تیر مارے دونون نشانے
لگانے ہوئے ایک تیر پیشانی پر پڑا چاہا کہ گینڈا بڑھا کر گرفتار کر لون ایرج نوجوان
نے وہین سے مرکب بڑھایا مالک سے کہا کہ لیاقت مقابلہ نہین رکھتے سامنے تک
نہ پہونچ سکے آخر زخمی ہوئے تیر کیون نہ قلم کیے یہ کہکر مرکب اڑایا شبرنگ نورالدہر کو
پھیر لایا ایرج مقابلے مین قطران کے پہونچے قطران نے نیزہ مارا ایرج نے چند
تا نون مین نیزہ اسکا ہوائی کیا قطران نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے بار ڈھال پر

کلائی پر ہاتھ ڈالدیا قطران لپٹ پڑا دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے
لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ ایرج نوجوان نے دنگ کر دیا ہی اس زور و شور سے
لڑرہا ہی کہ قطران اپنی جان سے بیزار ہی جب ایرج نوجوان پکڑلاتے ہین تو دو گھڑی تک
رگڑتے ہین قطران کے ماتھے سے خون جاری ہی کچھ بن نہین پڑتا کیا کرے دن چار گھڑی
دن رہے قطران نے کہا ای نبیرۂ صاحبقران ایرج نوجوان مین آپ سے ناحق لڑا
اگر آپ میری اطاعت کرین تو کیا تعجب ہی کہ اپنے لشکر کا بادشاہ کرون ایرج نے کہا
ای قطران بڑے بڑے بڑون کو یہی حوصلہ رہا مگر یہ دن نصیب نہین ہوا قطران ایرج کو
لے دوڑا سات آٹھ قدم لایا تھا کہ ایرج پیٹے چاہا ریلکر لے دوڑون قطران نے
دور کیا کہ قدم نہ ہٹاؤن ایرج نے ہکا مارا قدم بڑھایا قضاے کار وہان پر موش
موش خانہ تھا دونون پانون ایرج کے موش خانے مین جارہے قطران نے ہکا
مارا ایرج کا کولا اترگیا قطران نے اسی حال مین ایرج کو گرفتار کرلیا ہرچند پہلوانون
نے پکارا کہ او قطران یہ کیا کرتا ہی قطران نے کچھ خیال نہ کیا ایرج نوجوان کو گرفتار
کرکے لے گیا صاحبقران نے ہرکارون کو حکم دیا کہ ہمکو خبر پہونچاتا الیسا نہ ہو کہ میرے
فرزند کو قتل کر ڈالے ہرکارے پراسے خبر چلے مگر قطران نے ایرج کو سلسل کرکے
رات کو قید خانے مین بھیجدیا صبح کو سرخ لباس پہنکر بیٹھا ایرج کو سامنے بلایا
کہا کیون نبیرۂ صاحبقران اب اطاعت مین کیا دریغ ہی کہ سرمیدان مین نے زیر کیا
سب نے دیکھ لیا اب اگر اطاعت نہ کروگے تو قتل کرونگا ایرج نے کہا او بیحیا
کیا بکتا ہی جو تجھسے ہوسکے وہ کر قطران نے حکم دیا جلاد کو بلاؤ بیرون بارگاہ جلاد
آیا خنجر چمکاتا ہوا شلنگین لگاتا ہوا آواز دیتا ہی فرد سلطنت سلطان کند فریاد رس
جلاد چیست ✦ مرغ روان را بلا شد طعمہ بر صیاد چیست ✦ قریب ایرج کے آکر گردن
پر کولے کا خط کھینچا قطران اشارے سے کہہ رہا ہی کہ جلد اسکا سرکاٹ لو جلاد کہہ رہا ہی
او گنہگار جو کھانا ہو کھالے جو پینا ہو پی لے ساغر عمر تیرا لبریز ہوا رشتۂ حیات منقطع
ہوا ایرج نوجوان سرنگون دعائین مانگ رہے ہین کہ ای کریم و رحیم اسکی بدولت سے

بجا ہے تیرے اوصاف حمیدہ کون بیان کرسکتا ہے نظم

خداوند مالک جہان کارساز / خداکار فرماؤ بندہ نواز
بہرحال دانا و بینا خدا است / نباشد ازو ہیچ پوشیدہ راز
ہمیشہ خدا معبر بانی کند / در فیض او ہست ہر وقت باز
چو خواہد کسے را الٰہی ہمان میکند / بگنجشک بخشد پر و بال و باز
کند اہل افلاس را مال دار / گدا را دہد مسند عز و ناز
بخشندہ دریوزہ گر مملکت / کند صاحب ملک ساماں ساز
دہد دارو سے درد بیمار را / بہ بیچارہ بخشد دوا چارہ ساز
کند عجز ہر مرد عاجز قبول / پذیرد زہر بندہ ناز و نیاز
بہر حیلہ حق کارسازی کند / بہر بندہ بندہ نوازی کند

ایرج مصروف دعا تھے در بارگاہ قطران پر درگہ سالار بیٹھا ہوا اسنے دیکھا کہ سامنے سے نقابدار نیلم پوش گھوڑے کو بگٹٹ دوڑاتے ہوئے آتا ہے در بارگاہ پر اسکے کود پڑا قصد کیا کہ اندر جاؤں درگہ سالار نے منع کیا کہ اس بارگاہ میں پہلوان دوران بیٹھے ہیں جب پوچھ لونگا تب جانے دونگا نقابدار نے کہا ہم ضرور جائینگے غرض درگہ سالار نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر ایک تمانچہ مارا کہ سر درگہ سالار کا اڑ گیا سر ڈھلکتا ہوا بارگاہ میں پہنچا یہ دیکھکر قطران نے کہا ارے یہ کون ہے جسنے درگہ سالار کو مار کر پردہ بارگاہ کا اٹھا نقابدار بہادر اندر آیا جلاد کو جھڑک دیا ایرج کی ہتھکڑی کاٹی ایرج نے قید توڑ کر پھینکدی ہرچند نقابدار نے للکارا کہ او قطران اٹھتا نہیں تو تو اس جوان کو گرفتار کرکے لایا تھا اب روک تو لے مگر قطران نے کچھ جواب نہ دیا پہلوان جو گرد قطران بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے کہا بھی کہ اگر فرمائیے تو نقابدار کو روکیں مگر قطران نے کچھ جواب نہ دیا کہا انکو جانے دو میری بارگاہ میں آئے ہیں نقابدار نے ایرج کا ہاتھ تھام لیا کہا چلیے کسکی مجال ہے کہ آپ کو روک سکے یہ کہکے نقابدار ایرج کو باہر لایا

بست کوتل مرکب کھڑے تھے ایک مرکب پر سوار کیا کہا لیجیے خدا حافظ ہر چند ایرج نے کہا کہ ای
جوان تو کون ہے نام نامی سے آگاہ کر مگر نقابدار نے کچھ جواب نہ دیا مرکب کو اُٹھا کر نکل گیا ایرج
نوجوان طرف اپنے لشکر کے چلے جب وسط لشکر میں پہونچے تو فوج نے بلوہ کیا ایرج
نوجوان اُنکے روکے سے کب رکتا تھا اڑ بھڑ کر نکلا مگر پلٹ پلٹ کر دیکھتا ہوا جب کنارے
پر اپنے لشکر کے پہونچا تو شاپور شیر دل سے ملاقات ہوئی شاپور نے پوچھا آپ نے
کیونکر رہائی پائی ایرج نے آنا نقابدار کا بیان کیا کہا ایسی محبت مرت کی اسنے کہ خون جوش
مارتا تھا مگر مین نے لاکھ چاہا کہ نقابدار کا نام دریافت کرون صورت دیکھون اُسنے
توجہ نکی یہ باتین کرتے ہوے ایرج بارگاہ صاحبقران مین آئے صاحبقران براے
رہائی ایرج نوجوان جا رہے تھے کہ یکایک ایرج آکر پہونچے مگر دریاے خون مین
نہاے ہوے صاحبقران نے حال پوچھا ایرج نے کل کیفیت بیان کی کہا دادا جان
کیا عرض کرون اُس نقابدار نے ایسی محبت صرف کی کہ دل بیقرار ہو گیا مگر بعد جانے ایرج
کے قطران نے پھر طبل جنگی بجوا دیا صبح کو میدان مین آیا ایرج نوجوان نکلے ہاتھ سے
قطران کے زخمی ہوے قطران نے چاہا سر کاٹ لون کہ طرف سے صحرا کے گرد اُڑی دیکھا
نقابدار نیلم پوش آکر پہونچا گھوڑا بیچ مین ڈالدیا ایرج کو ہٹا کر مقابل ہوا قطران نے
ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے روک کر قطران کو زخمی کیا طرف صحرا کے روانہ ہو گیا لیکن
قطران پلٹ کر بارگاہ مین آیا کہتا تھا کہ یارو تم سب نے دیکھا یہ نقابدار کون تھا
سردارون نے عرض کی کہ ہمنے صورت نہین دیکھی کیا بتائین نہین معلوم کون بہادر
ہے یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی وہی نقابدار نیلم پوش با فوج گران آکر پہونچا ایک طرف
لشکر اُتار دیا یہان صاحبقران زمان شام کو بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ عادی نے آکے
لعل کاغذ ہاتھ مین دیا صاحبقران نے صاد بنایا مراد یہ تھی کہ آج طلایہ صاحبقران دینگے
صاحبقران نے مقبل کو حکم دیا کہ اے مقبل تیاری کرو طلایہ لشکر کا ہم دینگے مقبل نے
اپنے غلامون کو تیار کیا صاحبقران بازار مین آئے جا بجا سوارون کو چھوڑا کنارے
پر لشکر کے آکر ٹھہرے کہ سامنے سے قطران آیا امیر کو دیکھا کہ کنارے پر کھڑے ہوے ہین

دل مین خیال آیا کہ انکو تو مار لون یہ بڈھا افسر لشکر ہے جو اسکو مار لونگا تو سب بھاگ جاینگے
یہ سوچکر امیر پر جا پڑا کئی ہاتھہ تلوار کے مارے امیر نے خالی دیے بعد اُسکے تلوار کھینچی ہاتھہ
مارا کہ قطران زخمی ہوا سامنے سے بھاگا امیر نے پیچھا کیا قطران بھاگ کر لشکر نقابدار
مین پہونچا دور سے بارگاہ دیکھی سوچا کہ شاید اپنے لشکر مین آگیا سامنے بارگاہ ہے نکلیلو
مگر نقابدار نیلم پوش اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ عیار نے خبر دی کہ قطران بھاگا ہوا آتا ہے
اور ایک بوڑھا شخص اُسکے تعاقب مین ہے نقابدار بارگاہ سے نکل آیا دور سے دیکھا
کہ قطران آتا ہے وہین سے للکارا کہ او بھگوڑے ادھر کہان آتا ہے قطران نے جو نقابدار
کو دیکھا ہاتھہ تلوار کا مارا نقابدار نے روک کر ہاتھہ مار دیا کہ قطران کے دو ٹکڑے ہوے
کہ سامنے سے صاحبقران آئے امیر نے جو لاشۂ قطران پڑا دیکھا تو نہایت برہم ہوے اور
فرمایا اِسے کسنے مارا نقابدار نے کہا مینے اِسکو قتل کیا امیر کو اور زیادہ غصہ آیا فرمایا کہ
کیون نقابدار بڑا جراُت کا خیال ہے نقابدار نے اپنا گھوڑا بڑھایا کہا مین کیا آپ سے
باہر ہون یہ کہکر نیزہ مارا امیر نے نیزہ توڑ ڈالا نقابدار نے ہاتھہ تلوار کا مار دیا امیر نے
بڑھ بھاگ کر کلائی تھام لی نقابدار لپٹ پڑا امیر گھوڑے سے کود پڑے نقابدار بھی اترا
آپس مین کشتی ہونے لگی رات تو کم باقی تھی آخر گریبان سحر چاک ہوا سرداران امیر کو
خبر ہوئی لندھور و مالک و بہرام و لنور الدہر و ایرج و جہانگیر تماشہ دیکھنے چلے
اُسوقت پہونچے کہ کل لشکر نقابدار جمع ہے صاحبقران کشتی لڑ رہے ہین اہل لشکر قصد
کرتے ہین کہ صاحبقران پر جا پڑین نقابدار نے منع کیا کہنے لگا کہ یار و جرأت کے خلاف
ہے تم لوگ دخل نہ دو کہ ان سردارون نے آکر اُس مقام کو گھیر لیا بدیع و قاسم بھی آئے
آپس مین کہتے ہوے کہ آج مدت کے بعد ہمارے قبلہ و کعبہ نقابدار سے مصروف جنگ
ہین جب اُس مقام پر پہونچے تو دیکھا نقابدار بڑے تکلف سے لڑ رہا ہے ہر مرتبہ یہی چاہتا
ہے کہ صاحبقران پر زیادتی کرون مگر امیر با توقیر بجرأت لڑ رہے ہین جب نیچے پکڑ لاتے
ہین تو نقابدار نیلم پوش حیران ہو جاتا ہے بمشکل نکلتا ہے بدیع الزمان نے جو دیکھا کہ قبلہ
و کعبہ ہانپ رہے ہین فرمایا او نقابدار کچھ خوف خدا بھی ہے ہمارے قبلہ و کعبہ نحیف و ضعیف

تو نوجوان معلوم ہوتا ہو قبلہ وکعبہ کو چھوڑ دے مجھ سے مقابلہ کر تو حال جرأت کھلے نقابدار امیر
کو چھوڑ کر طرف بدیع الزمان کے چلا تھا کہ امیر نے ہاتھ تھام لیا فرمایا ای بہادر کہاں جاتا ہی
مجھسے تو فیصلہ کر لے پھر یہ سب تجھسے لڑینگے نقابدار نے کہا ایسا نہ ہو کہ لوگ مجھے بدنام کرین
کہ بوڑھے کو زیر کیا صاحبقران نے فرمایا کوئی نہ کہیگا بڑا نام ہوگا لوگ کہین گے کہ نقابدار نے
کوچک سلیمانی کو زیر کیا آجتک کوئی مجھپر غالب نہین ہوا اگر اس ضعیفی مین شکست تقدیر مین
ہی تو ظاہر ہو جائیگا یہ کہکر ریلا کر کے دوڑے کہ رستم آکر پہونچے رستم نے بھی یہی کہا کہ او نقابدار
قبلہ وکعبہ سے کیا لڑتا ہی ہم لوگ موجود ہین جس سے چاہے امتحان کر لے بھائی بدیع الزمان
فرزند ہمارا آقا سام ملازم ہمارے مثل لندھور ومالک موجود ہین جس سے منظور ہو جیسے
امتحان کر لے مگر صاحبقران نے نقابدار کو نہ چھوڑا ایک طور پر کشتی ہو نے لگی ملازمان
قطران لاشہ قطران اُٹھا لے گئے ارتھی بنا کر مردے کو اُٹھایا جا کر ایک مقام پر جلایا
اور روانہ ہو گئے آپس مین کہتے تھے اب ہم کسکے بھروسے پر شہر مین ہمارے آقا تو مارے
گئے یہان نقابدار دن بھر صاحبقران سے لڑا شام کو چھوڑ کر الگ ہوا کہتا تھا ای شہریار
اب رات کو جنگ کا مزا نہین ہی دن کو تیلئے گا مین مقابلہ کرونگا صاحبقران نے فرمایا ای
نقابدار میرا لقب تیغ زدہ نا گزیر ہی مدۃ ہو ئین کسی حریف سے منھ نہین پھیرا یا تم مجھکو زیر کر لوگے
یا شاید اس بڑھاپے مین پروردگار مدد کرے اور ہم تمپر غالب آئین تو ہماری اطاعت
کرنا نقابدار نے کہا شب تیرہ و تار مین کون دیکھیگا صاحبقران نے فرمایا رات کا دن
ہوتے کتنی دیر لگتی ہی روشنی کراؤ نقابدار نے حکم دیا عیارونے سامان روشنی کرایا سرداران
صاحبقران نے بھی روشنی طلب کر لی اب دن سے بہتر ہو گیا سب جوان جگر بیٹھے تماشہ
دیکھ رہے ہین فراش ماہتابان نے فرش چاندنی بچھایا ہی ذرہ ہائے ریگ بیابان ستارہ
آسمان سے ہمسری کر رہے ہین سوار و پیدل سب معروف تماشہ ہین ہر ایک کا یہی قول
ہی کہ نقابدار کا زیر ہونا بہت دشوار ہی حقیقت مین بلائے روزگار ہی دیکھین انجام کیا ہی
یہ حقیر مصنف تحریر کرتا ہی کہ تین شبانہ روز صاحبقران کو جنگ مین گذرے تیسرے دن
نقابدار سست جنگ کر رہا ہی یہی چاہتا ہی کہ جنگ ترک ہو کئی مرتبہ صاحبقران سے کہا

کہ حضور یہیں اب کہا تک لڑیے گا تین دن تین راتیں گزریں اب پھر مقابلہ کیجیے گا میں نے
تو اکثر کچھ کھایا پیا بھی انصاف کرتا ہون کہ آپ بھوکے ہونگے جا کر خواصہ نوش کیجیے امیر نے
فرمایا جنگ حریف میں کھانے کو لخت دل پینے کو خون جگر کافی ہو نقابدار نے کہا تو میں زور
آخر کرتا ہون امیر نے کہا بسم اللہ کوئی بات اٹھا نہ رکھیے زور آخر بھی کیجیے نقابدار پینے
میں سر اڑا کر ریلکے دوڑا صاحبقران چند قدم ہٹے وہان سے جا کر پلٹے نقابدار کو ریلکر
لے دوڑے نقابدار ہٹتا ہوا چلا آتا ہو وہ برا وقت ہو کہ زمین پانوں کے نیچے سے نکلی جاتی
ہو پچیس قدم پر لا کر امیر نے بکہ مارا کر دونوں گھٹنے نقابدار کے آشنا بزمین ہوئے امیر نے
ہاتھ ڈھیلے کر دیے نقابدار نے لنگر قایم کر دیا امیر نے فرمایا ای نقابدار میں کو زور کرون
نقابدار نے کہا تین زورون کا آپ کو اختیار ہو امیر نے فرمایا ایک زور میں نے براہ خدا
میں چھوڑا تمام بندگان خدا جو دیکھ رہے ہیں ایک زور انکی خاطر سے ترک کیا ایک
زور کرتا ہون اگر اٹھا لیا تو غالب آیا اگر نہ اٹھا سکا تو تم غالب ہوئے لندھور وغیرہ
حیران ہیں کہ آقائے نامدار کیا فرماتے ہیں نقابدار لنگر جمائے بیٹھا ہو صاحبقران یہ
باتیں کر کے قریب نقابدار آئے کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر زور کیا لنگر کو نقابدار کے جنبش
ہوئی نقابدار چاہتا ہو لنگر کو جنبش نہ ہو لنگر یار رہا ہو مگر صاحبقران نے نعرہ کیا نظم

یکے نعرہ زد سہ منزل صدات	کہ سیمرغ لرزید در کوہ قات
یکے نعرہ زد آن بہ حلقش بہ در	کہ آہن دلے را دریدہ جگر

زور جو کیا جیسے پھول کو اٹھا لیتے ہیں اسطرح نقابدار کو اٹھایا گرد سر کے جب چرخ دیا
نقاب چہرے سے ہٹ گئی چہرہ آفتاب تابان زمین پر جا پڑ گیا کہ مہتر کاوس نے بڑھکر
عرض کی کہ ای شہریار زمین پر نہ گرایے گا آپ کا نور نظر ہو یعنی فرزند ایرج نوجوان ستارہ جبین
ماہ عالم افروز برجی شوکت سے یہ غلام آپ کا آیا ہو طلسم آبگینہ فتح کیا افغان ایسے بادشاہ
کو افغانستان میں گھسکر مارا کل طلسم آبگینہ بجرأت فتح کیا سب مال ہمراہ لایا ہو بارہ ہزار
نیلم پوش ساتھ میں سرداران تہمتن و دلاوران صف شکن آکر صاحبقران سے ملے ایرج
نے کلاہ فخر آسمان پر پہونچائی طرف نور الدہر کے دیکھا کہا کہ کیا خدا نے فضل کیا کہ دو نظر

اس شوکت سے آیا ہی کہ دیکھنے والے دلوں میں جانتے ہوئے آپس میں کہتے ہونگے کہ بیشک شیر میں دوسرا شیر آیا اب روباہوں کو مہلت نہ ملیگی نورالدہر نے کہا البتہ ایسے جیو کرے بہت آتے ہیں جیسے باپ شیر ہیں ویسا ہی بیٹا بھی شیر ہوگا بھاگتے پھرینگے ایرج نے بہ نگاہ قہر طرف نورالدہر کے دیکھا مگر چونکہ صاحبقران موجود تھے کچھ نہ کہہ سکے خاموش ہو رہے بیٹے کو اشارہ ہو کہ اے فرزند انکو پہچان ۔ کمو زنگل رستم کے یہی دعویدار ہیں اور رہ وہ تمھارے دادا کا زنگل ہو کشتی گیر نے کیسے کیسے فیل کیے مگر قبلہ وکعبہ نے زنگل نہ دیا آجتک فسادچلا آتا ہو مگر انشاء اللہ وہ زنگل تمھاری تقدیر کا ہو اے نور نظر افسوس ہو کہ تمنے صاحبقران سے مقابلہ کیا کشتی گیر زادے کو نہ لو کا تب مزہ ہوتا کہ سر میدان انکو زیر کرتے ماہ عالم افروز نے کہا قبلہ وکعبہ آپ خاموش رہیے ہیں اس مقدمے کو سمجھ لونگا زنگل پھر نوع لے لونگا حضور پر واضح ہو جائیگا نورالدہر کہتے ہوے کہ باپ بیٹے دونوں میرے ہاتھ سے مارے جائیں گے اور کچھ نہ ہوگا دربار میں آئے صاحبقران نے ایرج کے ماتحت زنگل ماہ عالم افروز کو دیا اور یہ بھی فرمایا کہ بیٹا یہاں دو صفیں ہیں صف دست راست وصف دست چپ صف دست چپ کے افسر تمھارے دادا جان ہیں اور صف دست راست کے افسر تیرے دادا بدیع الزمان گردلشکر شکن ماہ عالم افروز نے کہا میں دست چپ میں بیٹھونگا ماتحت اپنے باپ کے آکر بیٹھے شاپور نے کاؤس کو گلے سے لگایا چالاک وغیرہ کاؤس کو دیکھکر بہت خوش ہوے اس شب کو محفل میں اسپرکی مغنیان خوش آواز وساز ندگان افسون ساز حاضر ہوئیں نازنینان مہ جبین وپری جبینان خوش آئین تانیں مارنے لگیں

نظم

سیر ارقیب کشتہ ابرو ہو یار کا	طعمہ ہوا ہو خون شتی ذوالفقار کا
ہر دم خیال ہو رخ تابان یار کا	بس ہو یہی چراغ شب انتظار کا
جب سے پڑا ہو عکس کسی گلعذار کا	صاف آئنے میں طور ہو صبح بہار کا
بازیچہ دل مرا ہو کسی نے سوار کا	کیونکر نہ ہر نفس میں ہو عالم غبار کا
شعلوں نے صاف سر چراغان بنادیا	اٹھا جو گرد باد ہمارے غبار کا

وحشت مین پھر ہو دشت نوردی کا اشتیاق
پھر خار خار ہو مرے تلوون کو خار کا

او محتسب سبو کے تو شیشے کو توڑیو
دل بھی نہ ٹوٹ جائے کسی بادہ خوار کا

مضمون چشم یار کی ہر دم ہو جستجو
شوق اندنون ہو مجھکو ہرن کے شکار کا

برسات ہو بلا سے مگر رنگ ساقیا
ہندوستان مین ہو یہی موسم بہار کا

جادے سے دکھائی دیتے ہین مانند اژدہا
کاکلون مین صاف زہر ہو دندان یار کا

رات بھر صاحبقران جلسۂ عیش و نشاط مین رہے صبح کو دربار مین آئے تھے کہ دائی ہنر کی روتا ہوا آیا کہا ای شہریار شاہزادہ ہنر شب سے غائب ہو گیا سارا لشکر پریشان ہوا ایرج رونے لگے کہ فرزند کی کوئی خبر لائے شاپور نے عرض کی حضور نہ گھبرائین غلام خبر لائیگا یہ کہکر شاپور چلا جابجا پتہ لگا رہا ہو گانون گانون پھر رہا ہو مگر پتہ نہین ملتا ایک دن قریب ایک باغ کے پہونچا کہ گانے کی آواز سنی خیال کیا کہ کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار ترنم سے گا رہا ہو

نظم

مین پاؤن بے سر و پا کس طرح رہا نکی خبر
پھر وہ نمونہ ای دل ملی جہان کی خبر

اگر کسی سے کبھی انسے کچھ یہان کی خبر
تو ہنسکے بولے یہ کہتا ہو تو کہا نکی خبر

وہ دل مین رہتے ہین پر دردِ دل سے کام نہین
یہ کیا غضب ہو مکین کو نہین مکان کی خبر

لحد مین ہو رحم سے مگر گلی کو چھوڑ دیا
مکین کو خاک نہین اپنے اب مکان کی خبر

قمر کے حال پہ اب رحم یا علی کیجیے
ضرور لیجیے اب اپنے مدح خوان کی خبر

شاپور نے جو یہ اشعار سنے پشت باغ پر آیا دیوار پر چڑھکر دیکھا کہ ایک ساحرۂ سیاہ فام مسند پر بیٹھی ہو گائنین سامنے گا رہی ہین مگر وہ ساحرہ کہہ رہی ہو کہ ہمشیرہ کی ملاقات کو جاؤنگی دیکھون جا کر گلبدن پر کیا گزری شاپور ایک گوشے مین آ کر چھپا جب گائن واسطے پیشاب کے آئی اسکو بیہوش کیا اور کنارے ڈالدیا اسی کی شکل بنکر سامنے سیمتن کے آیا سیمتن نے کہا کیون گلپیرہن تم بھی باغ نیلوفر مین چلوگی شاپور نے عرض کی حضور جہان جائینگی مین وہان ساتھ ہون سیمتن نے تخت سحر تیار کیا اسپر آپ سوار ہوئی شاپور کو بھی برابر بٹھا لیا تخت اڑتا ہوا چلا بعد پہر بھر کے ایک باغ دکھائی دیا کہ زمین

سنا تھا پڑا ہوا ہے کچھ طائر پنجروں مین بند چہکار سے مار رہے ہین تخت سیمتن اُترا سیمتن نے پکار اکر کہا گلبدن کہان ہو پہلو سے آواز آئی کہ لو حاضر ہون دیکھا تو ایک جادوگرنی بڑے ٹھاٹھ سے سامنے آئی کہا لو سیمتن اسوقت کہان چلین کہا بہن تمھاری ملاقات کو آئی ہون کہو کیا گذری معشوق راضی ہوا گلبدن نے کہا لو آج تین دن گذرے وہ جاہل نہین مانتا کاہُن نے پوچھا حضور کیا معرکہ ہے مین تو سنون گلبدن نے کہا شکر مین ایک جوان کو دیکھا نگوڑا آفت کا پرکالہ ہے مین اُسپر عاشق ہوئی اُسکو اٹھا لائی تین دن سے اُسکو وصل پر رضامند کرتی ہون مگر وہ نہین مانتا کاہُن نے کہا بلا لیجیے ہمارے سامنے تو بٹھا لیجیے گلبدن نے کنیزون کو آواز دی کنیزین سامنے آئین اُنکے حکم سے ہوا فرش بچھا جب فرش بچھا گلبدن آکر مسند پر بیٹھی سیمتن پہلو مین بیٹھی گلبدن نے حکم دیا کہ قفس اُس جوان کا لاؤ کنیزین قفس اُس جوان کا لائین شاپور نے دیکھا کہ شاہزادہ ماہ عالم افروز قفس مین بند بیٹھا ہے گلبدن نے کہا لو لوا گلپیرہن فردا منست کرخون کردہ ودل بردہ لیسے را ✤ بسم اللہ اگرتاب نظر ہست کسے را ✤ کاہُن نے جو شاہزادہ کو دیکھا بیقرار ہوگئی کہا بی گلبدن صاحب مین اسکو راضی کرونگی یہ کہکر اول چند اشعار کا اور قریب شاہزادے کے آکر اشارے سے کہا مین آپ کا غلام شاپور شیردل ہون آپکی رہائی کو آیا ہون یہ کہدیجیے کہ مین تجھپر عاشق ہون مین ابھی مارلونگا شاہزادے نے اشارہ کیا کہ ای برادر یہ کلمہ میری زبان سے نہ نکلے گا کہ مین اس فاحشہ سے کہون کہ مین تجھپر مرتا ہون مگر تمھارے کہنے پر جواب نہ دونگا خاموش ہورہونگا شاپور کاہُن کیصورت پر محفل مین آیا کہا واہ بی گلبدن تمھاری عقل کی خوبی اپنے عاشق کو دشمن سمجھتی ہو وہ تو تمپر خود مائل ہے بلاکر پہلو مین بٹھاؤ شراب کا چرچا ہو تو وصل بھی ہوجائیگا گلبدن نے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزون نے لاکر گلابیان شراب کی اور کشتیان کباب کی پیش کین شاپور نے سب شراب مین بیہوشی ملائی اور بیٹھکر یہ اشعار قمر کے بخوش آوازی گانے لگا

نظم مصنف قمر

آنکھوں کو جانتے ہین پیالا شراب کا
مستون کو فرض عین ہے پینا شراب کا

ہیرا خمیر بادۂ انگور سے بنا
ای ابر حسن آج تو چل موتی جھیل پر
پی پی کے رنگ کھیلین گے رندان بادہ خوار
آتش مزاج یار ہو عاشق ہو بادہ خوار
طفلی سے تا بہ مرگ رہا دور جام کر
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے ای قمر

لٹی ہین میری پڑ گیا قحط اس شراب کا
اب کے ہو عیش باغ مین جلسا شراب کا
ہولی مین خوب ہوگا تماشا شراب کا
پتلا وہ آگ کا ہے یہ پتلا شراب کا
عاشق کا جسم بن گیا پتلا شراب کا
دکھلا کے ٹکڑے سر کے دیا شیشا شراب کا

شاپور نے یہ اشعار گا کے اور جام لبریز کر کے سامنے گلبدن کے پیش کر دیا گلبدن نے بے اندیشہ انجام پی لیا دوسرا جام سیمتن کو دیا اور کنیزون سے بھی کہا کہ تم بھی شراب پیو کنیزون نے بھی شراب پی دست درازی ہونے لگی تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہو گئے شاپور خنجر کھینچ کر اٹھا گلبدن و سیمتن کو قتل کیا شاہزادے کو رہا کر لیا شاہزادہ و شاپور باغ سے نکلے طرف لشکر کے روانہ ہوئے کئی کوس راستہ طے کیا تھا کہ صحرا سے گرد اٹھی افہام تبرزن مع ساٹھ ہزار سوارون کے براے مقابلہ صاحبقران چلا تھا شاہزادے کو دیکھا اور دریافت کیا کہ پوتا صاحبقران کا ہے فوج کو اشارہ کیا کہ اسکو گرفتار کر لو ساٹھ ہزار جوانون نے شاہزادے پر حملہ کیا شاہزادہ نعرہ کر کے جا پڑا تلوار چلنے لگی افہام نے جو دیکھا کہ تھوڑے عرصے مین چند افسر مارے گئے کوئی قریب شاہزادے کے نہین آیا ساتھ والون سے اشارہ کیا کمندون مین اسکو گرفتار کر لو سبنے کمندین اور زنجیرین پھینک کر شاہزادے کو گرفتار کر لیا شاپور یہ تو دیکھ رہا تھا اسنے جو دیکھا کہ شاہزادہ گرفتار ہوا اخفا آتشبازی مار کر نکل بھاگا ایک گوشے مین آ کر صورت بدلی انھین سبھون مین آملا دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ افہام کہہ رہا ہے کہ بدست خداوند چلو اس قیدی کو قتل کر کے مقابلہ حمزہ مین جاؤنگا شاپور یہ خبر سنکر بھاگا اس فکر مین کہ ایرج کو جا کر خبر کرون وہ آ کر رہا کر لین گے چشم زدن مین افہام کو شکست دین گے اس سوچ مین جاتا تھا ایک صحرا مین پہونچا دیکھا گوشہ صحرا سے گرد اٹھی ایک پہلوان گینڈے پر سوار بارہ چودہ ہزار جوان پشت پر ایرج نوجوان کو ارابے پر لادے ہوئے

جوانون نے قیامت برپا کر دی لاش پر لاش گرا دی ہے گبندہ ابڑھا کر قریب رستم کے آیا کہا اے شیر بیشۂ صاحبقران مین نہین چاہتا کہ آپ کو آزار پہونچے مین بدل اطاعت کرتا ہون علمشاہ ہنس پڑے پہلوان کو کلمہ پڑھایا وہ دل مین کینہ رکھکر مسلمان ہوا ایرج کو بھی رہا کر دیا تینون کو اپنی بارگاہ مین لایا شراب مین بیہوشی ملائی تینون کو پھر پکڑ لیا شاپور تو نکل بھاگا مگر سیارہ گرفتار ہوا چار دن کو ارا بے پر ڈالکر یہ دونون پہلوان لے چلے کوئی دو تین کوس راستہ طے کیا تھا کہ وہ پہلوان بھی آکر پہونچا کہ جسکے پاس ماہ عالم افروز ہے آپس مین صلاح کر رہے ہین کہ ان مسلمانون کے مددگار بہت ہین اگر کوئی قلعہ ملے تو وہان چلکر ٹھہرین کہ ہرکارے نے خبر دی تھوڑی دور پر قلعۂ قیلاب ہے قیلاب خارہ شکن وہانکا حاکم ہے وہان چلکر ٹھہریے بہت آرام پایئے گا یہ تینون پہلوان چار دن پانچونکو لیے ہوے قریب قلعۂ قیلاب آئے قیلاب خارہ شکن کو خبر ہوئی کہ افہام تیز زن و قتام بلند رکاب رقیا موس بلند بالا مسلمانون کی قید لیکر قریب قلعے کے آئے ہین قیلاب نے پھاٹک کھلوا دیا اور وزیرون کو بھیجا کہ جاکر استقبال کر کے لاؤ مین سب کو قتل کرونگا شہر آئینہ بند ہوا دوکانین رنگی جلسے لگین وزرا برائے استقبال چلے شہر مین تیاری ہونے لگی بیٹی قیلاب کی سلماے گوہر پوش محل مین بیٹھی تھی کہ کنیز نے آکے خبر دی کہ مسلمانون کی قید آتی ہے کنیزون کو حکم دیا کہ ہم بھی انکا تماشہ دیکھین گے بالا بام آکر بیٹھی قیلاب تخت پر آکر بیٹھا ہے آمد کا پہلوانون کی انتظار کر رہا ہے کہ تینون جوان آکر پہونچے چار دن پانچون قیدی ساتھ ہین سب جوان زنجیرین ہلاتے ہوے آئے مگر ماہ عالم افروز بل کرتا ہوا یہی چاہتا ہے کہ کوئی بے اعتدالی کرے تو قید توڑ ڈالون میری بدنصیبی سے قبلہ و کعبہ وجد عالی تبار و بڑے دادا جان گرفتار ہوے کہ افہام نے بڑھکر سر زنجیر ماہ عالم افروز کو ہلایا شاہزادے نے کہا او بے ادب الگ رہ میرے قریب نہ آنا مگر افہام نے نہ مانا قریب آکر کہا او جوان اگر تو میری اطاعت کرے تو مین تجھکو رہا کر دون اپنے لشکر کا بادشاہ کر دون ماہ عالم افروز نے کہا قریب آکر سمجھا جب افہام قریب آیا شاہزادے نے ہتھکڑی سر افہام پر مار دی کہ افہام کا سر پھٹ گیا

بارگاہ مین غریو ہوا سلما نے چہرہ گون سے دیکھا کہ ایک نوجوان حسین وجمیل قید آہن مین مسلسل و مطوق ایسا زبردست ہو کہ اس حال مین افہام کو مارا اور ہر کسی سے خوف نہین کرتا تیر مژگان دل کے پار ہو گئے ابروے خمدار کھینچی ہوئی تلوار تھی کہ دل کے ٹکڑے کر دیے سلما نے کلیجہ تھام لیا پیشانی سے عرق ٹپکنے لگا دیر تک دیکھا کی قیلاب نے پکار کہا ای فرزندان حمزہ لات و منات کو سجدہ کرو جیالون نے جواب دیا او نامرد کیا سمجھ کے سوال مذہب کرتا ہو تیرے دربار مین کوئی ایسا ہو کہ ایک ہاتھ کی ہتھکڑی بھی نکال دے اور پھر پہنا دے قیلاب حیران ہو گیا پہلوانون سے کہا یہ لوگ بڑے زبان دراز ہین جان کا خوف نہین کرتے کسی وزیر نے کہا یہ لوگ لڑائیان دیکھے بھالے ہوے ہین جانتے ہین کہ ہمین کوئی قتل نہین کر سکتا انکے بھائی بند سب جری و بہادر اگر خبر پائینگے تو قلعے کو اڑا دین ایک کو زندہ نہ چھوڑین یہی ان لوگون کو بڑا گھمنڈ ہو قیلاب نے کہا مین انکو قتل کرونگا دیکھون تو کوئی کیا کرتا ہو میرا وہ قلعہ ہو کہ کوئی فتح نہین کر سکتا یہ کہکر حکم دیا کہ ان سب کو لے جاؤ قید خانے مین لیجا کر قید کرو کل سمجھا جائیگا یہ لوگ تو قید خانے گئے مگر سلما حیران و پریشان محل مین آئی دل نہ لگا آخر حکم دیا کہ محافہ منگاؤ ہم اپنے باغ مین جائینگے مان نے منع بھی کیا کہ بی بی آجکل باغ ویران ہوتے ہین یہین بیٹھکر کھیلو مگر سلما نے کہا ای مادر مہربان محل مین دل گھبراتا ہو یہ کہکر سوار ہوئی باغ مین جو پہونچی رنگ باغ دگرگون دیکھا شاخون مین خم روشین ٹوٹی ہوئی زیر نخل سوکھے پتون کا انبار زاغ و زغن کی پکار نرگس نے آنکھ چرائی لالہ نے داغ دل پیش کیا سوسن صد زبان شرمائی پھولون سے خوشبو نہ آئی غنچون کا نام نہین کہ حال پر سلما کے ہمنشین حال باغ دیکھکر اور زیادہ مکدر ہوئی بال پریشان مثل آئینہ حیران یہ اشعار عاشقانہ زبان پر

نظم

پاس وہ طفل نے سوار نہین	نور آنکھون مین جز غبار نہین
آمد آمد ہو خود مسافر کی	مجھکو اب خط کا انتظار نہین
ہو شرارت نشان سختی دل	نرم تیر مین بھی شرار نہین

سلما نے کہا صاحبو مین اسوجہ سے منھ سے نہین نکالتی کہ اُڑتے اُڑتے قلاق بیٹھے اور مان باپ
کو خبر ہو جائے تو وہ کہین گے کہ ہماری دشمن ہی کہ ہمارے دشمن پر عاشق ہوئی ہی ذلت کا سامنا
ہوگا کنیزون نے کہا واری کیا مجال جو ہم مین سے کوئی زبان سے نکالے ہم یہ نہین چاہتے
کہ آپ کے دشمنون کے لیئے خرابی ہو ہملوگون کو کیا ملجائیگا ہر شخص آپ کا راز چھپائے گا
آپ نے ہمارے ساتھ وہ پرورش کی کہ مرتبے عطا کیئے چین و آرام سے رکھا جب وزیرزادیون
نے مطمئن کیا تب سلما نے رو رو کر بیان کیا کہ آج جو مسلمان قید ہو کر آئے ہین اُن مین
ایک جوان ماہ عالم افروز نامے ہی اسپر جو نگاہ پڑی چھری دل کے پار ہو گئی بادشاہ
سے کیا سخت کلامی کی ہی افہام ایسے پہلوان کو مار ڈالا ایسے جری و بہادر نگاہ سے نہین
گذرے آخر بادشاہ نے اُسکو قید کیا اور جبر یہ کیا ہی کہ اُسکے باپ دادا کو الگ قید
کیا ہی اور اُسکو علحدہ مقید کیا ہی مین حیران ہون کہ باپ دادا اور پردادا سب قید
ہو گئے یہ کیا باعث ہوا ایک کنیز نے کہا واری مین بخوبی جانتی ہون مجھے سب حال سُنیئے
یہ تینون جوان قیدی جانتے تھے کہ پردادا اُنکے علمشاہ آ پڑے اپنے بیٹے کو رہا کیا
اُس پہلوان نے اطاعت کی اُن جوانون نے قبول کیا وہ جیتا بہادرون کا دشمن
دلیرون کا رہزن سب کو اپنی بارگاہ مین لایا دم دیکر شراب پلائی اِسوجہ مین سبب
قید ہو گئے لیکن وہ پہلوان ڈرے کہ ایسا نہ ہو کوئی اُنکا معین آجائے سب کو قلعۂ
قیلاب مین لے آئے آپ کے باپ نے حکم دیا ہی کہ کل صبح کو میدان خونی کی تیاری
ہو سب کو قتل کرونگا آپ کے باغ کے پہلو مین جو مکان ہی جس جوان کا آپ ذکر کرتی
ہین وہ اِس مکان مین قید ہی مین باہر گئی تھی تو مین نے دیکھا تھا کئی افسر اور بارہ
سپاہی پہرے پر بیٹھے تھے اُدھر سے راستہ بند کر دیا ہی کوئی آیند و روند نہین جاتا
اگر حکم دیجیے تو کنج باغ سے نقب لگائین اُس شہریار کو نکال لائین آپ کے پہلو مین
بٹھائین سلما نے کہا مین بھی چلونگی آٹھ حبشنین ہمراہ لین اور چالیس کنیزین کنج باغ
مین آکر اِشارہ کیا حبشنین نقب لگانے لگین سلما چاہتی ہی شراکت کرون مگر حبشنین
منع کرتی ہین پہر رات پچھلی باقی تھی کہ سلما قید خانے مین پہونچی دیکھا شاہزادہ سرنگون

حیران و پریشان فرش خاک پر بیٹھا ہی شاید جلوۂ معشوق نظر آگیا یا خواب دیکھا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ہین اور یاد مین اپنے محبوب کی یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہی (نظم)

ای جنون ہجر مین کیا نالۂ دمساز نہین ۔ ضعف ایسا ہی کہ زنجیر مین آواز نہین
کیون دو رنگی گل رعنا کیطرح کرنے لگے ۔ گل رخ پر تو ابھی سبزے کا آغاز نہین
کو بکو سرو خرامان نظر آتے ہین مجھے ۔ حسن کو کون کہے صاحب اعجاز نہین
جان پر کھیلنے کو کھیل سمجھتے ہین ہم ۔ یہ نہ کہنا کبھی تم کوئی بھی جانباز نہین
بلبلین چہچہے کرتی ہین چمن مین ساقی ۔ طوطی ساغر و زمزمہ پرداز نہین
مجھسے کب فاش ہوا جرم محبت ظالم ۔ تیرے غمزے کے سوا کوئی بھی غماز نہین
رہگیا عشق ہمارا ترے پردے مین نہان ۔ شکر ای جوش جنون فاش کوئی راز نہین
ناز اُسکا ہی کہ عاشق مین ہوا ہون اُسپر ۔ حسن پر اُس بت طناز کو کچھ ناز نہین
مست ناسخ مجھے رکھتا ہی کلام حافظ ۔ میرے ساغر مین بجز بادۂ شیراز نہین

شاہزادے کی زبان سے جو ملکہ نے یہ اشعار سنے اور دہچند محبت ہوگئی آگے بڑھین شاہزادے نے دیکھا کہ ایک معشوقۂ محبوب و مطلوب خوش اسلوب سرو قد غنچہ دہن رخ نسرین و نسترن چہرۂ زیبا ماہ چہاردہ پر طعنہ زن صف مژگان صاف ثابت ہوتا ہی کہ زنگیان بلاخیز صفین جمائے کھڑے ہین ابرو خمدار بل رہے ہین ناز و کرشمہ مثل کنیزان کمترین ہمراہ رکاب زلفون کو پیچ و تاب چند ذرے افشان کے جو زلفون مین ہین ثابت ہوتا ہی کہ شب تیرۂ و تار مین ستارے چمک رہے ہین شاہزادہ بے اختیار پکار اُٹھا کہ ای محبوب جانی و ای یار جاودانی فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ۔ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست ۔ یہ فرماکر بے اختیار ہاتھ پھیلا دیے بیقراری مین زبان سے نکلگیا فرد بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم ۔ بتنگ آمدہ ام چند انتظار کشم ۔ ملکہ شرماکر فرش خاک پر بیٹھ گئین پاے نازک سہلانے لگین کہ جنون نے نقب سے نکلکر ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین ملکہ نے کہا چلیے مین آپ کو لینے آئی ہون آپ کی تکلیف بہت شاق ہوئی زیارت جمال بے مثال کی مشتاق ہوئی شاہزادہ ملکہ کے ساتھ ہولیا اُسی

نقب کے راستے سے نکلکر باغ مین پہونچین اب جو ملکہ نے باغ کو دیکھا تو عجب رنگ پر پایا
غنچون کا چٹکنا پھولون کا مہکنا مکان ہاے وسیع نخل سرسبز و شاداب صبح قریب تھی لیلائے
شب نے نقاب سیاہ چہرے سے اُلٹی مجنون مہر افروز کا شانۂ نجد سے چرخ زبرجدی پر
آیا ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزین مصروف خدمتگزاری ہوئین گانیین خوش آواز ہمرا
مانند آہوے حروف تعمیط چہچہین صبا اٹکھیلیان کرتی ہے ہر مینا سے شجر سے سر ٹکراتی ہے ہر گل کا کٹورہ شراب
شبنم سے معمور نرگس شہلا کی آنکھون مین سرور رچا بجا طاؤسان طناز سرگرم رقص و پیرون
ملکہ شاہزادے کو ساتھ لیے ہوے بارہ دری مین آئین شاہزادے کو مسند پر بٹھایا
گلعذار وزیرزادی نے جو روے زیباے شاہزادہ دیکھا رطب اللسان بتعریفین
کرنے لگی کہتی تھی واری آپ جوہر شناس ہین حقیقت مین کیا نگینہ چھانٹ لیا جس کا
مثل غیر ممکن جواہر مین الماس ہے حقیقت مین آپ کا کیا قیاس ہے ملکہ خوش بیٹھی ہوئی ہے
رقاصان خوش مزاج وکنیزان خوشرو سامنے حاضر ہین ملکہ خوش بیٹھی ہین محفل درست
ہر ایک چالاک و چست باغ پر بہار طائران زمزمہ سرا کی پکار ادھر قیلاب خارہ شکن
جو بارگاہ مین صبح کو آیا ہرکارے نے پرچہ ہاتھ مین دیا قیلاب نے جو پرچہ پڑھا
اُسمین لکھا تھا کہ فلان قیدی رہا ہو گیا کوئی قید خانے سے لے گیا قیلاب نہایت
برہم ہوا کہا یار و کیا غدر ہے کہ اندر سے قلعے کے کوئی قیدی کو لے گیا بڑا داغ لگیا
ذرا شب آہنگ چرخ زن کو تو بلاؤ شب آہنگ قیلاب کا عیار مکار و طرار
غرض بلانے روزگار ہے وہ جو آیا قیلاب نے کہا اے شب آہنگ کوئی تمھارے
چونا لگا گیا شب آہنگ نے پوچھا کیا ہوا قیلاب نے کہا تمھارا اسکو لوال
بیدار مغز جو رہکار قلعے مین رہنے نہین پاتا مین قیدی کو تجھسے لونگا شب آہنگ نے
عرض کی غلام پتہ لگائیگا شب آہنگ بھاگتا ہوا اپنے گھر مین آیا مان اسکی زلفین
مکارہ بڑھی عیارہ ہے شب آہنگ نے اُس سے بیان کیا زلفین نے کہا اے نور نظر
مین کل تمکو خبر دونگی کسکی مجال ہے کہ میرے فرزند کی کوتوالی مین ایسا فتور کرے مین تو
گھرون مین جاؤنگی پتہ لگا لونگی صبح کو زلفین نے ایک چادر بچھائی کچھ کرتیان اور کچھ

موہین چند پا بجا ے سب کا گٹھر باندھکر نکلی گھر مین جاتے ہی اور پکارتی ہی کہ کوئی لیگا اِس حیلے سے سارے شہر کو چھان ڈالا کہین نشان نہ پایا شام کو پلٹ کر آئی شب آہنگ نے پوچھا ای مادر مہربان کہین پتہ ملا زلفین نے جواب دیا کہ سارا شہر چھان ڈالا اب کوئی مقام باقی نہین ہی مگر کل جواب معقول دونگی البتہ ایک مقام کا کھٹکا ہی باغ سلما مین مین جاؤنگی ملکہ کی کنیزین جو ان ہین شاید کسی نے ایسی حرکت کی ہو رات بھر اسی خیال مین رہی جب صبح ہوئی اور ستارۂ سحری چمکا تو وہی گٹھری لیکر نکلی باغ سلما پر آئی دیکھا کہ محلدار دروازے پر بیٹھی ہی محلدار کو سلام کیا محلدار نے پوچھا کیون عورت کیا ہی کہا بیوپاری ہون لباس فروخت کرتی ہون اگر حکم دو تو اندر جاؤن محلدار نے حکم دیدیا یہان وہ وقت ہی کہ ملکہ خوش بیٹھی ہین گائن سامنے بیٹھی ہوئی بھیروین گا رہی ہی نظم

کیا دیجئے گا عاشق دلگیر کا جواب ... خاموشی کے سوا نہین تقصیر کا جواب
آئینہ لیکے صنعت اسکندری کو دیکھ ... تصویر ہی کھنچی ہوئی تصویر کا جواب
مژگان یار تیر ہین ابرو کمان ہی ... ہی اِس کمان کا مثل نہ اُس تیر کا جواب
خط دیکے کھیوا اپنی زبانی یہ نامہ بر ... تحریر کا جواب نہ تقریر کا جواب
اللہ جانتا ہی اِسے خوب کیا کہون ... میرا سوال اُس بت بے پیر کا جواب
زندان مین شب کو ڈر کے جواب سے کیا ہی غل ... مین نے دیا ہی نالۂ زنجیر کا جواب
لکھتا ہون بیت ابروے محبوب کی تیغ ... شمشیر کھینچتا ہون مین شمشیر کا جواب
گویا زبان شعلے سے ہرگز ہوئی نہ شمع ... تدبیر سے محال ہی تقدیر کا جواب
آتش کہانتک اپنے نوشتے کو رودین ... لکھا نہ یار نے مری تحریر کا جواب

زلفین نے دور سے دیکھا کہ شاہزادہ پہلو مین سلما کے بیٹھا ہی جی مین کہتی ہی کہ یہ اِس شوخ دیدہ کا کام ہی شہر مین کیون پتہ ملتا دیکھکر پلٹی چاہا کہ کھسک جاؤن جاکر شاہ سے اطلاع کرون اِس گستاخی کی اِسکو سزا ملے جیسے ہی پلٹی ملکہ کی نگاہ پڑ گئی کہ ایک عورت غیر آتی تھی ہمکو دیکھکر پلٹ چلی کنیزون سے اِشارہ کیا کہ اِس عورت کو لینا محلدار سے کہنا کہ تو کیسی پہرے پر بیٹھی ہی کہ غیر اندر چلا آیا تو نے نہ روکا چند کنیزین دوڑین زلفین

بھاگی جب دروازے پر پہونچی تو علمدار نے روکا ہاتھ تھام لیا کنیزون نے آکر پکڑا اور کشتان
کشتان سامنے ملکہ کے لائین ملکہ نے کہا اس سے دریافت تو کرو کہ یہ کون ہے اور کس واسطے آئی
تھی ایک کنیز نے کہا واری مین اسکو بخوبی پہچانتی ہون یہ شب آہنگ کی مان ہے زلفین
مکارہ اسکا نام ہے یہ شاہزادے کی تلاش مین نکلی ہے دیکھکر چلی تھی یہ جاکر آگ لگاتی ملکہ نے
کہا گوشۂ باغ مین اسے لیجاؤ مار کر اسکو دفن کر دو کنیزین کشتان کشتان زلفین کو گوشۂ باغ
مین لائین گٹھری وغیرہ چھین لی ایک حبشن نے سر اسکا کاٹ لیا اور اُسی مقام پر دفن کر دیا
آکر ملکہ سے خبر کی ملکہ نے دروازہ بند کروا دیا کہ اب کوئی غیر نہ آنے پائے مگر شب آہنگ نے
شام تک اپنی مان کا انتظار کیا جب زلفین مکارہ نہ آئی تو روتا ہوا سامنے فیلاب کے
آیا کہا حضور غضب ہوا مان میری پلٹ کر نہین آئی معلوم ہوتا ہے اُسپر کوئی آفت پڑی فیلاب
نے جھڑک دیا کہا او بے حیا یہ سب تیری غفلت ہے کوتوال شہر ہو کر ایسی باتین کرتا ہے پتہ
تیری جان بچی ہے اگر کل تک پتہ نہ لگایا تو کوتوالی نکل جائیگی دوسرے یہ کہ سزا ہوگی جو قصور کرتا ہے اُس
پہ مین کرا دونگا پھر کوئی عذر نہ سنونگا یہان ملکہ نے بعد قتل زلفین شاہزادے سے کہا اب
یہان سے نکل چلیے بڑی تلاش ہے کل شب کو باپ کے سلام کو جو گئی تو اُنھون نے مجھسے
بیان کیا کہ بڑا غضب ہوا ماہ عالم افروز ایسا شاہزادہ نکل گیا حیران ہون کہ طلسم مین
اُسکا دوست کون ہے کسنے یہ حرکت کی اب شب آہنگ پر تاکید ہوئی ہے مان اسکی ماری
گئی اُسکے بھی دل کو لگی ہے ضرور تلاش کریگا شاہزادے نے کہا ملکہ مین تو نہ جاؤنگا قبلہ
و کعبہ و جد عالی تبار تو یہان قید ہین مین اپنی جان بچا کر نکل جاؤن جرأت کے خلاف ہے
انشاء اللہ مین اُن سب کو رہا کرونگا ہر چند ملکہ نے سمجھایا کہ نکل چلیے مگر شاہزادے نے
نہ قبول کیا ملکہ خاموش ہو رہین مگر دستور تھا کہ اس باغ مین ملکہ کے میلا ہوتا تھا دوکاندار
عورتین سودا لیکر آتی تھین مگر آج جو گئین تو علمدار نے کہدیا کہ میلا نہ ہوگا۔ عورتین پلٹی
ہوئی آتی تھین کہ راہ مین شب آہنگ ملا اُسنے سب سے پوچھا آج کیون پلٹ آئین
سب نے کہا مت صاحب ملکہ کا مزاج نادرست ہے ہمارا جانے آنے مین نقصان ہوا
بعد مہینے بھر کے یہ میلا ہوتا تھا کچھ ملجاتا تھا آج بلا وجہ نقصان ہوا اسنے علمدار سے بہت

کہا کہ باہر باغ کے دو کانین لگا ئین محلدار نے کہا ظاہر ہوگا ہماری ملکہ کے مزاج کے خلاف ہوگا اسوجہ سے پھیر دیا شب آہنگ یہ حال سُنکر سوچا کہ سارے شہر مین تلاش کرچکا اب یہی مقام باقی ہی اسکو بھی دیکھ لو پشت باغ پر آکر چھپا رات کو گانیکی آواز آئی کہ کوئی شخص خوش آواز بعد سوز و گداز یہ اشعار سرود مین ڈوبے ہوے گا رہا ہی نظم

جھڑتے ہین پھول منھ سے اِس تنگیِ دہن پر ۔۔۔ غنچے نثار تیری رنگینیِ دہن پر
بعد فنا کو ہمین کے پانی سے غسل دینا ۔۔۔ کھوئی ہی مین نے جان شیرین چہ ذقن پر
دونون کلائیان دو پھولونکی ڈالیان ہین ۔۔۔ گل کھائے ہین یہ مین نے خوبان گلبدن پر
ہیے خلاف ناحق صیاد و باغبان ہی ۔۔۔ نالون سے اپنے کسدن بجلی گری چمن پر
کشتون کی تیرے تہ دین دیکھین تو دیکھ لینا ۔۔۔ زندونکو ہوگی حسرت مردونکی انجمن پر
ملتا ہی کیا جب آتش مرتے ہین اہل دنیا ۔۔۔ اِک دو وجب زمین پر اِک دو گز کفن پر

یہ آواز سنکر شب آہنگ اِس فکر مین خاموش ہوکے بیٹھا کہ اندھیرا ہو تو دیوار پر چڑھون جب لیلاے شب نے چادر سیاہ سر پر ڈالی اور محل مشرق سے نمایان ہوئی اور مجنون روز بعد سوز دشت نجد مغرب مین داخل ہوا شب آہنگ کمند مار کر دیوار پر آیا اب سر اٹھا کر دیکھا کہ شاہزادہ پہلو مین ملکہ کے بیٹھا ہی کنیزین مصروف خدمتگزاری ہین اور یہی ذکر ہو رہا ہی کنیزین کہ رہی ہین کہ زلفین کو جتنے گوشۂ باغ مین دفن کردیا ہی وہ مکان پتہ لگانے آئی تھی اگر پلٹ جاتی تو آفت برپا ہوتی یہ باتین سنکر شب آہنگ کو ایک جوش ہوا پہلے تو خیال مین گذرا کہ جا کر شاہ سے اطلاع کرون فوج جنگی آئے دونکو قتل کرے پھر سوچا کہ مین خود شاہزادے کو قتل کر ڈالون اور اُنکا سر لیکر سامنے شاہ کے جا ؤن کہون کہ ملکہ آپ کی دختر ہی اُس سے بدلا آپ لیجیے میری یہ لیاقت نہ تھی کہ مین انکو ہاتھ لگاتا اور یہ بھی ظاہر رہے سرکار پر کہ میری مان زلفین مکارہ اِنھین کے باغ مین جا کر ماری گئی اور ملکہ نے قتل کرایا اگر یہ حکم نہ دیتین تو کسکی مجال تھی کہ میری مان کو قتل کرتا اُسکو مار کے اسی باغ مین دفن کردیا ہی سرکار میری داد دین یقین ہی بادشاہ کو بہت ناگوار ہوگا یہ باتین دل مین سوچکر باغ مین اترا نخل کی آڑ مین چھپا ایک کنیز جو کسی کام کو اُدھر آئی

اُسکو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر محفل مین آیا بیٹھکر باتین کرنے لگا اس سوچ مین ہو کہ یہ لوگ سووین تو شاہزادے کو گرفتار کرون عاشق و معشوق ایک جگہ بیٹھے ہین جام مے ارغوانی گردش مین ہو جب دونون کو نشہ ہوا اور شاہزادہ انگڑائیان لینے لگا ملکہ نے کہا آرام فرمائیے دونون عاشق و معشوق ہاتھ مین ہاتھ دیے ہوے ڈگمگاتے ہوے بارہ دری مین آئے چھپر کھٹ پر جاکر لیٹے نشے مین چور ہو رہے تھے لیٹتے ہی سو گئے شب آہنگ نے جب دیکھا کہ شاہزادے نے کروٹ لی تو بیہوشی شاہزادے کی ناک مین دی شاہزادہ بیہوش ہوا شب آہنگ نے پشتارہ باندھا اور دبے پانؤن لے نکلا ملکہ نے جو ہاتھ ڈالا پہلو اپنا خالی پایا گھبرا کر آواز دی اری گلچہرہ دیکھ تو شاہزادہ کہان گیا ملکہ کو گمان ہوا کہ کنیزین نوجوان ہین شاید کسی سے وعدہ ہوا ہوا ور جھلا کر کہا یہ چوری کیا ضرور ہی سب کنیزین انھین کا مال ہین مجھسے فرماتے کہ مین نے فلان کنیز کو پسند کیا ہو مین کہدیتی کہ فوراً خدمت مین حاضر ہو مگر گلچہرہ خبردار اپنی آنکھون سے دیکھکر چلی آنا جس خواص نے ایسا کیا ہوگا اُسکی ناک چوٹی کٹے گی تب مانے گی خواصین دوڑین تمام باغ کو چھان ڈالا کہین نشان نہ پایا آکر کہا واری آپ کا صرف گمان ہو باغ مین اُنکا پتہ نہین ملکہ گھبرا کر خود اُنھین ڈھونڈھتی ہوئی کنج باغ مین پہونچین دیکھا ایک کنیز بیہوش پڑی ہوئی ہی بلز ہوا کہ چمن آرا یہان بیہوش پڑی ہو ملکہ نے اُسکو ہوشیار کیا اور پوچھا کیا معرکہ ہی اُسنے بیان کیا کہ مین براے رفع حاجت آئی تھی پھر مجھکو نہین معلوم کہ کیا معرکہ ہوا ملکہ وہان سے پھرتی ہوئی قریب دیوار باغ آئی شب آہنگ جلدی مین نکلگیا تھا مگر کمند چھوٹ گئی تھی کمند جو ملکہ نے دیکھی اور پانؤن کا نشان پایا یقین کامل ہوگیا کہ کوئی شاہزادے کو چرا لے گیا کنیزون سے کہا صاحبو اگر ہوسکے تو دریافت کرو شب آہنگ نے اگر یہ کام کیا ہو تو سامنے شاہ کے لیجائیگا ورنہ کسی پر میرا گمان نہین ہوتا لیکن شب آہنگ جو شاہزادے کو لیکر بیرون باغ آیا سوچا کہ جنگل مین ہو کر شہر مین چلون اگر سامنے سے گیا شاید کہ اسکا طرفدار کوئی بیٹھا ہو تو باعث خرابی ہی یہ سوچ کر طرف صحرا کے چلا اُس جنگل کو طی کرتا ہوا جاتا ہو قضاے کار لغمان قزاق واسطے خبر ایاب قافلے

سے گیا تھا وہاں سے پلٹا ہوا آتا ہو یہاں سے تین کوس پر اسکا مقام ہو بالاے کوہ رہتا
ہو دور سے دیکھا ایک شخص پشتارہ بدوش جاتا ہو سمجھا کہ اس پشتارے مین مال ہوگا
وہین سے للکارا کہ میاں جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ شب آہنگ نے جو دیکھا کہ ایک
شخص قزاق وضع تیر و کمان ہاتھ مین للکار رہا ہو کہ آگے نہ بڑھنا اگر آگے بڑھیگا تو نشانۂ تیر
آفت ہوگا شب آہنگ کو بجز ٹھہر جانے کے کچھ نہ بن پڑا ناچار ٹھہر گیا لغمان نے قریب
آکر کہا اس پشتارے مین کیا ہو شب آہنگ نے کہا اے لغمان مین تمکو پہچانتا ہون ہمارے
شاہ کی عملداری مین رہتے ہو مگر شاہ نے ہمارے کبھی کچھ خیال نہین کیا ورنہ تمھارا رہنا
دشوار ہوتا اس پشتارے مین شاہ کا دشمن ہو مین اسکو لیے جاتا ہون تم اس مین خلل
نہ دو لغمان نے تلوار کھینچی شب آہنگ نے پشتارہ رکھدیا آمادہ جنگ ہوا دونون
مین تیغ چلنے لگا مگر لغمان قزاق نہایت تیز دست ہو شب آہنگ کو عاجز کر دیا ہو اب تو
شب آہنگ یہی چاہتا ہو کہ جان بچا کر نکلجاؤن مگر لغمان چہار جانب سے گھیرے
ہوے ہو بھاگنے نہین دیتا ادھر ملکہ سلما جب واقف ہوئی کہ شاہزادے کو کوئی چرالیگیا
فوراً نقاب چہرے پر ڈالی اور بادپای عرب پر سوار ہوئی کمان کاندھے پر ڈالی تیغ
حمائل کیا توکلت اللہ بیرون باغ نکلکر ایک جانب چل نکلی گھوڑے کو ڈالے ہوے
جاتی ہو خیال مین گذرا کہ صحرا کی طرف چلیے غرض صحرا کی جانب گھوڑی کو ڈالدیا دور سے
دیکھا کہ جنگل مین دو شخص لڑرہے ہین ایک پشتارہ رکھا ہوا ہو مگر خیال کر کے دیکھا کو شنۂ چادر
سنہرے شاہزادے کے ہٹ گیا تھا ملکہ نے پہچانا کہ پشتارہ شاہزادے کا ہو بادپای
کو درختون کی آڑ مین لے چلی جب قریب پشتارے کے پہونچی تو کود پڑی اور پشتارہ
اٹھا کر گھوڑی پر رکھا لغمان و شب آہنگ دیکھتے رہگئے لغمان کو گمان مال کا تھا اب
گمان غالب ہوا کہ انسان اس پشتارے مین بندھا ہوا تھا اور شب آہنگ خوف
لغمان سے نہ بڑھ سکا ملکہ نکل گئین کنیزین انتظار مین تھین کہ دور سے دیکھا کہ ملکہ پشتارہ
لیے ہوے آتی ہو کنیزین نکل پڑین پشتارے کو لیکر باغ مین آئین مگر لغمان قزاق نے
شب آہنگ کو زخمی کیا شب آہنگ زخمی ہوکر بھاگا کہ جا کر شاہ سے اطلاع کرون

وہ کل حال کہوں بڑا افسوس ہے کہ ہیرا اُسکا زخمی گیا میں کس مشکل سے گرفتار کرکے لایا تھا معلوم
ہوتا ہے یہ ملکہ تھی غیرت سے دوڑی آئی ہے دن ملکہ نے شاہزادے کو ہوشیار کیا سب حال
بیان کردیا کہ آپ کو شب آہنگ نے چلا تھا مگر میں وہاں سے اُٹھا لائی ہے دو شاد
سے اطلاع کریگا تھوڑی دیر میں فوج آئیگی شاہزادے نے کہا میں فوج سے نہیں ڈرتا
کس قدر فوج تمہارے باپ کے ساتھ ہے ملکہ نے کہا بارہ ہزار فوج جنگی ہے شاہزادے
نے کہا میں اکیلا جو ہونگا تم تردد نہ کرو ملکہ نے کہا بہتر اسی میں ہے کہ یہاں سے نکل چلیے آخر
شاہزادے کو کچھ نہیں پڑا ایک گھوڑے پر سوار ہوا ملکہ مارہیار پر سوار ہوئی دونوں باغ
سے نکلے طرف صحرا کے چلے وہاں شب آہنگ روتا پیٹتا [illegible] رسالت شاہ کے
پہونچا سب حال بیان کیا شاہ کو بڑا غصہ آیا اُسی وقت سوار ہوا بارہ ہزار فوج کو ساتھ
لیا بلوار کے باغ پر پہونچا کنیزیں گٹھڑی باندھے ہوئی تھیں قیلاب پہونچا کنیزوں سے
پوچھا کنیزوں نے بیان کیا کہ ملکہ ساتھ اُس جوان کے نکل گئیں قیلاب نے پوچھا کس طرف
گئیں کنیزوں نے سمت بتادی قیلاب اُسی جانب چلا یہاں تین چار کوس نکلکر ملکہ نے
شاہزادے سے کہا مجھے پیاس لگی ہے سامنے ایک ٹیکرا تھا شاہزادے نے کہا تم تو اسیر
ٹھہرو میں پانی لاتا ہوں شاہزادہ پانی لینے گیا ملکہ ٹیکرے پر ٹھہریں کہ شاہزادہ پانی لے آوے
تو پیئیں کہ ہوا سے گرد اُڑی دیکھا قیلاب بارہ ہزار فوج سے آتا ہے خیال میں گذرا کہ ای
سلحا جرات سے کام کرو جان کا خیال نہ ہو کمان کیانی کاندھے سے اُتاری ترکش سامنے
رکھ لیا جب وہ لوگ قریب پہونچے اور فوج میں غل ہوا کہ ملکہ وہ ٹیکرے پر بیٹھی ہے ملکہ نے
تیراندازی شروع کی جسکو تیر مارا وہ گھوڑے سے گرا کئی سوار ملکہ نے گرائے تو قیلاب
نے حکم دیا کہ اس ٹیکرے کو گھیر لو چہار طرف سے ملکہ نے تیروں کی بوچھار کردی ہر چند سب
فوج والے ارادہ کرتے ہیں کہ ٹیکرے پر چڑھ جائیں مگر ملکہ سب طرف تیر پھینک رہی ہے جس
جانب سے کیئے ارادہ کیا ملکہ نے تاک کر اُسکو تیر مارا کہ وہ الٹ کر گرا ایک سوار گرا
اور سب خوف سے ہٹے اسی طرح چہار طرف کا باڑھ روکے ہیں [illegible] جوان مارے
گرا دیے یہاں شاہزادہ جو پانی لینے چلا تھا قریب ایک چشمے کے پہونچا چشمے کے سامنے

ایک درۂ کوہ ہوا اُسمین ایک ساحرہ نخل جادو نامے بیٹھی تھی اُسنے جو شاہزادے کو دیکھا جمال بے مثال دیکھکر بیقرار ہوئی سحر کیا کہ شاہزادہ خود سامنے نخل کے آیا ساحرہ نے کہا او جوان میرا وصل اختیار کر تو مین تجھکو مرتبۂ اعلیٰ پر پہونچا دونگی شاہزادے نے جھڑک دیا کہا کیا بیہودہ بکتی ہو ساحرہ نے شاہزادے کا ہاتھ تھام لیا درۂ کوہ مین لائی تیتین کو نے تھی شاہزادے کو یاد آیا کہ منتر کاؤس نے اکثر نصیحت کی ہو کہ ساحرہ سے جرأت کرنا سراسر حماقت ہو کہا مین تجھکو قبول کرونگا دل مین شاہزادہ کہتا ہو کہ تنہا عورت ٹیکرے پر بیٹھی ہو ایسا نہ ہو کوئی اُسپر اُفتاد پڑے ساحرہ کو شراب پلانا شروع کی اسقدر شراب پلائی کہ نخل جادو بیہوش ہو گئی شاہزادے نے نخل جادو کو قتل کیا درۂ کوہ مین اندھیرا ہو گیا سامنے سے ایک جوان زنگی یہ کہتا ہوا آیا منم ایلقان زنگی تو نے میری معشوقہ کو مارا مین تجھے زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے بازو بچا کر کلائی تھام لی ایلقان زنگی لپٹ پڑا شاہزادے نے ایک گھونسہ مارا کہ ایلقان کو چکر آگیا کولے پر لاد کر دے مارا چھاتی پر چڑھکے سوال اسلام کیا ایلقان زنگی بصدق دل مسلمان ہوا نام و نشان بھی شاہزادے کا پوچھا شاہزادے نے سب نام و نصب مفصل بیان کیا اور یہ بھی کہدیا کہ یہان سے تھوڑی دور پر ایک ٹیکرا ہو اُسپر میری معشوقہ بیٹھی ہو ایلقان زنگی نے کہا دو سو زنگی میرے ملازم ہین اُنکو بلا کر ساتھ لیتا ہون اُنکو ساتھ لیکر چلیے شاہزادے نے ایلقان کو مع دو سو زنگیون کے ساتھ لیا اور طرف ٹیکرے کے چلا ایلقان گینڈے پر سوار ہو کے چلا دو سو زنگی تیغۂ برہنہ لیے ہوے ساتھ ہین آمادہ ہین کہ افسر ہمارا کسی سے لڑنے کا حکم دے تو اُسپر جا پڑین یہان ملکہ نے جب دیکھا کہ تیر ترکش مین ہو گئے بیقرار ہو کر دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور پکارا اُٹھی کہ اے کریم و رحیم فوج کا ہجوم ہو میرے قریب دشمن آنا چاہتے ہین مجھکو ان دشمنون سے بچالے رحم اپنا شریک کر کسکی مجال ہو کہ تیرے اوصاف حمیدہ بیان کرے

نظم

قصب باف عروسان بہاری	قیام آموز سرو جوے باری
بلندی بخش ہر ہمت بلندی	بہ پستی افگن ہر خود پسندی

گنہ آمرز رندان قدح خوار	بہ طاعت گیر پیران ریاکار
انیس خلوت شب زندہ داران	رفیق روز و رحمت گزاران

قیلاب دیکھ رہا ہے کہ اہل فوج آگے نہین بڑھتے ہین حالانکہ قریب موقوف ہین مگر خوف ان پر غالب ہو سکا نہیچ نہکار رہی ہین بیقرار ہوکر جب ملکہ نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ہوا اسے گرد اٹھی دیکھا آگے آگے شاہزادہ پیچھے دو سو زنگی دو رستے جو بلوہ فوج کا دیکھا رہین سے نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا منم گل گلزار ایرج نوجوان نبیرہ صاحبقران شاہزادہ ماہ عالم افروز تلوار کھینچکر آپڑے دو سو زنگی بارہ ہزار جوانون سے معروف جنگ ہوے لیکن شاہزادے نے افسرون کو چن چن کر مارا فوج قیلاب کو درہم برہم کر دیا لڑتے ہوے قریب قیلاب کے پہونچے قیلاب نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے بازو بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا او کمر مین ہاتھ ڈالکر قیلاب کو اٹھالیا قیلاب نے امان مانگی شاہزادے نے سوال اسلام کیا غرض قیلاب بصدق دل مسلمان ہوا بارہ ہزار جوان دائرۂ اسلام مین آئے شاہزادہ ان سب کو ساتھ لیکر ملکہ کو محافے مین سوار کرکے طرف قلعے کے چلے مگر ہرکارے نے دونون پہلوانون کو خبر دی کہ قیلاب مسلمان ہوگیا مع فوج اسطرف آتا ہے شاہزادے ساتھ ہے دونون پہلوان لشکر لیکر باہر نکلے اور سوچے کہ قلعے پر قبضہ ہی ہمارا کوئی کیا کریگا ان خیالات مین لشکر لیکر باہر قلعے کے اترے بعد تھوڑی دیر کے لشکر شاہزادے کا پہونچا قصصام نے جو دیکھا کہ لوگ شاہزادے کے ساتھ کم ہین فقط قیلاب ساتھ ہے اور انکے ساتھ فوج زیادہ ہے قصصام نے طبل جنگی بجوا دیا شاہزادے نے فرمایا کہ ای قیلاب تم بھی طبل جنگی بجواؤ بڑا غضب ہوا کہ قلعہ انکے قبضے مین آگیا یقین ہے شکست کھاکر قلعے مین جائینگے دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے صبح کو قصصام میدان مین آیا شاہزادہ مقابلے مین نکلا قصصام سے نیزہ چلنے لگا بعد چند تا نون کے شاہزادے نے نیزہ قصصام کا نکالا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے روک کر ہاتھ مار دیا کہ قصصام زخمی ہوا اہل فوج نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا زخمی ہوا لینا لینا کہکر جا پڑے شاہزادے

نے قلب فوج مین آکر قاموس کو بھی زخمی کیا جب دونون افسر اعلیٰ زخمی ہوئے فوج بیدل
ہوئی آخر بھاگ کر سب قلعے مین گئے قلعہ بند کر لیا خندق کو پُر آب کر دیا پل تختہ اُٹھا لیا وہ
فوج مین بیٹھ رہے چر لگا دین شاہزادے نے قلعے کو گھیر لیا مگر شب آہنگ کہ کہ مسلمان ہوا
تھا بھاگ کر ان دونون پہلوانون کے پاس آیا کہا ای شاہزادو جو حکم ہو دو مین بجا لاؤن
قبیلہ رب نے تولانت و سنات کو چھوڑا ہین تو بندہ ب یر قابچہ ہون جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن
پہلوانون نے کہا ای شب آہنگ اگر ہو سکے تو شاہزادے کو پکڑ لاؤ شب آہنگ
چلا لشکر مین شاہزادے کے آیا کسی نے دیکھ لیا کہ ایک عیار چلا آتا ہے للکار کر پکڑ لیا
شاہزادے نے طبل یورش بجوا دیا تھا جس کو فوج ساتھ لیکر چلا قلعے سے توپ پڑنے لگی
شاہزادہ گولون کو کب مانتا ہے رد کرتا ہوا برابر خندق کے پہونچا اب دونون پہلوان گھبرائے
وزیرون نے صلاح دی کہ قیدیون کو زیر تیغ بٹھا دیجیے کیونکہ شاہزادہ گوارا کرے گا
کہ باپ اور دادا قتل ہو جائین اور ہم قلعہ لے لون اس صلاح کو دونون نے پسند کیا
ایرج و قاسم و علمشاہ کو بلوا کر زیر تیغ بٹھا دیا پکار کر آواز دی ای شاہزادے اگر بڑھ
جاؤ گے تو ہم انکو قتل کر دینگے علمشاہ نے پکار کر کہا ای نور نظر تمنے بڑی مشقت کی ہم ہین
قتل ہونے دو مگر تم قلعہ لے لو شاہزادے نے منھ پیٹ لیا اور پکار کر کہا ای ... بابا
مین کیونکر گوارا کرون کہ آپ کے دشمن تو قتل ہون اور مین قلعہ فتح کرون یہ کہکر شاہزادہ
پلٹا دونون پہلوانون نے قیدیون کو قید خانے مین بھیجدیا مگر ایرج نے جو یہ حالات
دیکھے کہا دادا جان آپ دیکھتے ہین کمسنی مین کیا کیا کام کر رہا ہو اگر یہان آکر دادا جان سے
مقابلہ کرتا کیا تعجب تھا کہ غالب ہوتا اور دست راستیون کو تو خوب ٹھونکتا اسوقت
صاحبقران کو معلوم ہوتا رستم نے کہا ای فرزند یہ حوصلہ دشوار ہے صاحبقران قدرت
پروردگار ہین انپر کوئی غالب نہین آسکتا قاسم نے کہا ای فرزند اصل یہی ہے مین نے
کیا انکو بڑا بارت اختیار کی مگر دادا جان کے ہاتھ سے زیر ہوا انپر نہین کوئی غالب ہو گا
مگر دیکھیے کیا اس جنگ کا انجام ہو ادھر دونون پہلوانون نے شب آہنگ کو بلایا
اور بلا کر کہا ای شب آہنگ لشکر اسلام مین جاؤ اگر ہو سکے تو کسی کو جا کر گرفتار کر لاؤ

شب آہنگ یا نہاسے عیاری لگاکر نکلا لشکر اسلام میں آیا بارگاہ کلان جو دیکھی اسکی پشت
پر پہونچا سراچہ چاک کیا سر ڈالکر دیکھا کہ قیلاب خارہ شکن پڑا ہوا سوتا ہی خیال مین گذرا
انھین کو لے چلو آکر قیلاب کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکر نکلا طرف صحرا کے چلا نعمان قزاق
کہ جسنے شب آہنگ کو زخمی کیا تھا جسدن سے پلٹ کر آیا تھا اسکو بڑا تردد تھا کہ پشتارہ
کسکا تھا اور یہ عیار کون تھا اور یہ نقابدار کون آیا جو اسکو لے گیا اسی خیال مین کوہ دشت
اتنی جنگل مین پھر رہا تھا کہ صدا سے زنگ کان مین آئی ایک نخل کی آڑ مین سے دیکھا کہ یہی
عیار پشتارہ بدوش آتا ہی کمان اسنے کاندھے سے اتاری تیر جوڑ کر نکلا اور پکار کر آواز
دی او عیار معلوم ہوتا ہی تیرا یہی کام ہی اسدن بھی پشتارہ بدوش دیکھا تھا اور آج بھی
پشتارہ لیے جاتا ہی وہ کون تھا اور یہ کون ہی اور تو نے کسکے حکم سے یہ کام کیا شب آہنگ
نے صاف بیان کردیا کہا یہ میرا شاہ ہی مگر مسلمان ہوگیا مین اسکو بڑے لیے جاتا ہون یہ سنکر
نعمان نے پوچھا وہ پشتارہ کسکا تھا شب آہنگ نے بیان کیا کہ وہ شاہزادہ تھا
ماہ عالم افروز نبیرہ حمزہ اب قلعۂ قیلاب کو گھیرے ہوے اترا ہی نعمان نام نامی سنکر
شاہزادے کا بہت خوش ہوا کہا مین تو مدت سے تلاش مین تھا کسی فرزند حمزہ کی اطاعت
کرون اب بہتر یہ ہی کہ پشتارہ رکھدے اور جان کو اپنی غنیمت جان ورنہ تجھپر جھٹ کر
ایک تیر مار دونگا کہ سینے کو توڑ کر پار نکل جاے گا شب آہنگ کو کچھ نہ بن پڑا آخر پشتارہ
قیلاب کا رکھدیا اور جان بچا کر بھاگا نعمان نے قیلاب کو ہوشیار کیا قیلاب نے
دیکھا ایک قزاق وضع قریب کھڑا ہی اور مین جنگل مین بیٹھا ہون گھبرا کر کہا یہ کیا مقام ہی مین
تو سو رہا تھا یہان مجھکو کون لایا نعمان نے سب حال بیان کیا اور کہا مین دل سے
آرزو رکھتا ہون کہ تمھارے خویش کی اطاعت کرون قیلاب خوش ہوگیا نعمان نے
اپنے دو ہزار قزاق بلاے قیلاب کو تخت پہ سوار کیا نوبت نقارے بجاتا ہوا بہر
ملاقات ماہ عالم افروز چلا یہان شاہزادہ صبح کو جو اٹھا ہرکارون نے خبر دی کہ قیلاب
کو کوئی چرا لے گیا شاہزادے نے ہرکارون کو حکم دیا کہ دریافت کرو کہ قیلاب کو
کون لے گیا یہ کہتے ہوے شاہزادے بیرون بارگاہ آئے دونون پہلوان بالا سے

قلعہ بیٹھے ہین شب آہنگ نے آکر سب حال بیان کیا کہ نعمان نے لپشتارہ قیلاب کا
چھین لیا پہلوانون نے جھلا کر جواب دیا کہ ای شب آہنگ مقام تعجب ہی کہ جب تم جاتے
ہو ایک نہ ایک آفتاد پڑجاتی ہی شب آہنگ نے کہا مین ناچار ہون اگر لپشتارہ مین
نہ دیتا تو وہ زندہ نہ چھوڑتا میرے قتل سے منہ نہ موڑتا اپنی جان کو غنیمت جان کر چلا آیا
یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی شاہزادہ بھی دیکھ رہا ہی دیکھا قیلاب تخت پر سوار دو تین
ہزار قزاق مرکبون کو مہمیز کرتے ہوے ساتھ ہین شاہزادہ بہت خوش ہوا قیلاب
نے آکر نعمان کو شاہزادے سے ملایا شاہزادہ قیلاب و نعمان کے آنے سے بہت
خوش ہوا نعمان نے اپنا اشتیاق بیان کیا کہ مین مدت سے خواستگار تھا کہ کسی فرزند
صاحبقران کی اطاعت کرون شکر پروردگار کرتا ہون کہ آج آپ کی خدمت مین پہونچا
شاہزادہ آنکھون مین آنسو بھر لایا کہا ای نعمان عجب مصیبت مین ہون باپ اور دادا
قلعے مین قید ہین جب مین چاہتا ہون کہ قلعہ لے لون وہ اُنکو زیر تیغ بٹھاتا ہی مین ناچار
پلٹ آتا ہون اگر نہ پلٹون تو وہ اُنکو قتل کرتے ہین ای نعمان کوئی تدبیر کر و نعمان نے
کہا آج مین تدبیر کرونگا یہ کہکر رات کو ماہ عالم افروز کا لپشتارہ باندھا اور در قلعہ پر آیا
پکار کر آواز دی کہ ای نگہبانو اپنے آقا سے اطلاع کرو کہ نعمان قزاق دوستی مین دشمنی
کر رہا ہی شاہزادے کو گرفتار کرکے لایا ہون اُنکو لے لو اور مجھے بھی قلعے مین آنے دو
نگہبانون نے دونون پہلوانون کو خبر کی اُسنے حکم دیا دونون کو لاؤ نگہبانون نے
کھڑکی کھولدی نعمان قزاق شاہزادے کو لیکر اندر آیا شاہزادے کا لپشتارہ رکھدیا
پہلوانون سے کہا اُن قیدیون کو بھی بلاؤ اگر وہ مذہب ہمارا اختیار کرین تو فبہا ورنہ
ابھی قتل کرین رُستم و قاسم و ایرج کو بھی بلایا نعمان نے پکار کر کہا ای جوانون لات
منات کو سجدہ کرو رستم نے جواب دیا او بے حیا کیا بیہودہ بکتا ہی کسنے ہمکو یہ جرأت زیر
کیا کہ تمھارے لات منات کو سجدہ کرین جیسون خدائیان دیکھین کہین جادوگر کا
انتظام دیکھا کہین دیو جن تھا کیسے کیسے زور رہے ہین مگر ہمنے سب کو مٹا دیا یہانتک
پہونچے جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی انسان ہوکر دعوی خدائی کرتا ہی بس تمھارے

مذہب کا کیا ٹھیک ہے اُس مذہب کو کیا اختیار کریں جسکا سر پیر نہ ہو نعمان نے جھلا کر کہا
جلاد کو بلاؤ پہلے جسکو مین لایا اُسکو قتل کرونگا اُسکے بعد انکو قتل کرون فوج کو شکست
دون میرے قزاق وہان آمادہ ہین مین نے قلعہ کھولا وہ سب بلوہ کرینگے مسلمانونکو ماینیگے
یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا دربار مین سب افسر جمع ہین کہ قریب ماہ عالم افروز آکر نعمان
پیچکے سے کہا ای شہریار آپ کیسے یہی وقت ہے ماہ عالم افروز اپنے مقام سے اُٹھا نعرہ کر کے
لڑنے لگا نعمان ساتھ ہی فوج نے جو باہر سے نعرۂ شاہزادے کی صدا سنی بلوہ کر کے اپنے
تلوار چلنے لگی یہانتک توڑ ڈالا خندق کا پانی نکال دیا اب جو فوج قلعے مین آگئی ہر گلی کوچے
مین تلوار چلنے لگی جا بجا لاشون کے انبار علما سے فوج جا بجا کٹے پڑے ہین شاہزادے
نے عین گرمی جنگ مین قریب رستم آکر سلام کیا رستم نے برخوردار کہا ایرج نوجوان نے
تعریفین کین کہ اے فرزند ماشاء اللہ خوب جنگ کی کفار کو گھیر لیا ماہ عالم افروز نے اول
رستم کو رہا کیا رستم جو قید توڑ کر اُٹھے تو قاسم کو رہا کیا قاسم نے اُٹھتے ہی ایرج کو رہا
کیا ایرج نے سمک بلدانی کو رہا کر دیا علمشاہ نے اُٹھتے ہی نعرہ کیا کہ منم فرزند رشید

صاحبقران علمشاہ نوجوان نعرۂ علمشاہ

ارشد اولاد امیر عرب علمشاہ رومی شبہ فیل زور	دیگر	کیست علمشاہ چو رستم لقب کہ بر تخت مرزوق انگندہ شور	

قاسم نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ ز آب دم تیغ شستم زمین		ز نم تیغ برابر خیزد بہ ماہ ہمہ باختر شد بہ زیر نگین	
آفتاب مشرق دین پروری	دیگر	شہسوار لال پوش خاوری	

ایرج نوجوان نے سب سے آگے بڑھکر نعرہ کیا نعرۂ ایرج

ملک ایرج آن آفتاب منیر اگر تیغ کین برکشم از غلاف اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم		کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر تزلزل فتد در میان مصاف زگاو زمین بیخ و بن برکنم	

یہ تینون شیر جو لڑنے لگے علمشاہ نے بڑھکر ایک پہلوان کو مارا جسکا قمقام نام تھا اور
قاموس تہمپا ایرج پہونچا ایرج لپٹ پڑے اسکو زیر کیا ایسا غصہ تھا کہ سوال اسلام
بھی نہ کیا اور چیر کر پھینک دیا بیٹے کو جو دیکھا کہ مثل شیر غضبناک مصروف جنگ ہی بہت ہی
خوش ہوے فرماتے تھے جناب قبلہ و کعبہ یہ جوان فرزدست چھپیان ہوگا قاسم عالیشان
بھی تعریفین کر رہے ہین مگر رستم فرماتے ہین کہ یارو کیا آپس مین باتین کرتے ہو افسران
اعلی کو تو مار لو پھر بھر کال تلوار چلی کئی ہزار کافر مارے گئے یہ جوان شیرانہ لڑنے لگے
جنگ عظیم واقع ہوئی آخر چند افسر کہ جو سرگردہ فوج تھے انھون نے دیکھا کہ ان جوانون پر
غالب نہ ہونگے رومالون سے ہاتھ باندھکر سامنے آئے پکارتے ہوے کہ اے شہریار
الامان یہ فرزندان صاحبقران ہین جہان کسی نے عجز کیا دل بیقرار ہو جاتا ہی ان افسرونکو
گلے سے لگا لیا کل فوج نے شمشیر زنی موقوف کی قلعہ تسخیر ہوا سب مسلمان ہوے دیر
گفتے مسجدون کی بنا ہوئی قیلاب کو بادشاہ لشکر کیا مگر شب آہنگ بھاگ کے
نکل گیا سیاہ قلب تھا مسلمان ہونا گوارہ نہ ہوا یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ
اسکو قلعہ نردبان کہتے ہین وہانکا حاکم یادبان تاجدار ہی شب آہنگ وہان پہونچا
سب کیفیت قلعے کی بیان کی کہا اگر آپ میری کمک کرین تو افسرون کو پکڑ لاؤن حاکم
نے حکم دیا کہ اول علمشاہ کو لاؤ شب آہنگ صورت بدلکر لشکر اسلام مین آیا خدمتگار
بنکر رستم کے ساتھ ہوا رستم اپنی بارگاہ مین آئے تو یہ بے حیا زیر دنگل چھپ رہا جب
علمشاہ خاصہ تناول کر کے سوئے تو شب آہنگ نکلا رستم کو بیہوش کیا پشتارہ
باندھکر لے بھاگا قلعے سے نکلکر صحرا کا راستہ لیا جس قلعے والے سے آملا تھا اُس کے
دربار مین رستم کو لایا یادبان نے حکم دیا ہوشیار کرو شب آہنگ نے کہا اے شہریار
یہ جوان شیر دلیر ہین ہوشیار ہوتے ہی یہ جوان قیامت برپا کرینگے آپ کے دربار مین
کوئی ایسا نہین ہی کہ اسکو روک سکے پہلے مسلسل و مطوق کیجیے تب ہوشیار کرونگا
یادبان نے آہنگر بلا کے رستم کو مسلسل کیا شب آہنگ نے رستم کو ہوشیار کر دیا
رستم نے ہوشیار ہوتے ہی نعرہ کیا کہ او بے حیا تم نے مکر کیا انشاء اللہ پروردگار رہا کریگا

باد بان نے حکم دیا کہ انکو قید خانے مین لیجاؤ کل قتل کرونگا شب آہنگ نے کہا مین جاکر
دوسرے کو لاؤن یہان صبح کو قاسم وغیرہ جو دربار مین آئے اور خبر سنی کہ رستم کو کوئی چرا
لے گیا سب سے زیادہ ایرج بیقرار ہو گئے سماک سے کہا کہ جاکر جد عالی تبار کو تلاش
کرو سماک نے کہا آج کی شب تو تامل فرمایئے کل تلاش کر لاؤنگا خدا نے چاہا تو وہین پہونچون
جہان وہ ہون شام کو طلایہ پر قاسم کے سماک مقرر ہوا طلایہ دے رہا ہو کہ دیکھا سامنے
سے ایک سیہ پوش آتا ہو سماک گوشے مین چھپ رہا وہ سیہ پوش دبتا ہوا قریب بارگاہ
ایرج پہونچا سراپردہ چاک کیا سماک نے دیکھا کیا عیار اندر گیا سماک نیچے آیا اپنے دیکھا کہ
یہ عیار ایرج نوجوان کو بیہوش کر رہا ہو سماک نے تامل کیا شب آہنگ نے ایرج
کو بیہوش کر کے پشتارہ دوش پر لگایا آگے بڑھکر چلا سماک اُسکے پیچھے پیچھے تعاقب مین
چلا صحرا مین آکر سماک نے حلقہ ہائے کمند خس پوش کیے اور شب آہنگ کے آنے کی
شاہراہ دیکھکر سماک بیٹھا تھا جونہین شب آہنگ پہونچا اور حلقہ ہائے کمند مین پانون
رکھا سماک نے شیر کی آواز دی شب آہنگ رکا سماک نے جھٹکا مارا شب آہنگ
گرا سماک کود کر چھاتی پر سوار ہوا حباب مار کر بیہوش کیا ایرج نوجوان کو بھی ہوشیار
کیا سب حال بیان کر دیا کہ آپ کو یہ عیار لے چلا تھا مین نے اُسکو گرفتار کیا ہو معلوم
ہوتا ہو یہی رستم کو لے گیا اب مین اس سے پوچھتا ہون یہ کہکر سماک نے شب آہنگ
کو درخت سے باندھا اور ہوشیار کیا کوڑا لیکر کھڑا ہوا کہا بتا تو کون ہو تب اسنے
کہا کہ مین قیلاب کا عیار ہون اُسکے ساتھ مسلمان نہین ہوا جاکر بادشاہ قلعہ دیان
سے ملا وہین رستم کو لے گیا ہون یہ اقرار کر آیا تھا کہ ایک شاہزادے کو روز لاؤنگا
آج ایرج کو لے چلا تھا کہ بدنصیبی سے اپنی گرفتار ہوا سماک نے شب آہنگ کو
پھر بیہوشی دیکر بیہوش کیا آپ اُسکی صورت بنا اور اُسکو اپنی صورت بنایا ایرج
سے کہا آپ اپنے لشکر مین چلیں مین جاکر رستم کو لاتا ہون ہر چند کہ ایرج نے کہا کہ ای
سماک مجھکو لے چل کہ مین دادا جان کو رہا کر لونگا سماک نے نہ مانا ایرج لشکر مین آگئے
سماک بصورت شب آہنگ طرف قلعے کے چلا جب قلعے مین آیا تو اکثر نے پوچھا

کہ مہتر صاحب کیسے لائے سماک نے کہا اس عیار سے مقابلہ پڑ گیا اسکو پکڑ لایا یہ کہتا ہوا دربار
باد بان میں پہونچا عرض کی حضور آج بڑا ستم ہوا کہ یہ عیار میری فکر میں تھا مین نے اُسے
گرفتار کر لیا اب آپ کو اختیار ہے مگر بہتر یہ ہے کہ قیدی کو بلوائیے وہ اپنے عیار کو دیکھے کیا
عجب ہے آپکی اطاعت کرے عیار کا گرفتار ہونا اُسکو بڑا شاق ہوگا فرزندان عمرو مین
یہ نامی وگرامی عیار ہے یقین ہے یہ بھی سمجھا دے مگر اس مکار کی باتوں پر نہ جائیے گا ہوشیار
ہوتے ہی کہیگا کہ مین شب آہنگ ہوں بادشاہ نے رستم کو بلوایا داروغہ زندان خانہ
رستم کو لیکر آیا جیسے ہی باد بان نے رستم کو دیکھا کہا اے رستم نوجوان تمھارے عیار کو بھی
ہمارے عیار نے گرفتار کر لایا ہمارا مذہب اختیار کرو رستم نے جھڑک دیا اور کہا او بے ادب
اگر ہمارا عیار گرفتار ہوا ہے تو ہم رہا ہو جائینگے معلوم یہ ہوتا ہے کہ وقت رہائی آگیا ہے
سماک یلداقی کا گرفتار ہونا خالی از لطف نہین ہے یہ وہ عیار ہین کہ جنھوں نے ہوشربا مین
قیامت کر دی افراسیاب ایسے بادشاہ کو عاجز کر دیا ملک فرنگستان مین تہلکہ اسنے ڈالا
اسکا گرفتار ہونا تمھاری صورت کے آثار ہین سماک نے جو سُنا کہ آقا میری تعریفین کر رہے ہین
نہال ہوگیا نیمچہ پکڑ کر جھپٹا کہ مین اس جوان کو قتل کرونگا باد بان نے منع بھی کیا مگر سماک
نے نہ مانا ہتھکڑی پر نیمچہ مار دیا اور اشارہ کر دیا کہ مین سماک ہوں علمشاہ شاد ہوگئے مگر
ہتھکڑی کٹتے ہی نعرہ کیا نعرۂ رستم

ارشد اولاد امیر عرب علمشاہ رومی شہ فیل زور	دیگر	کیست علمشاہ چو رستم لقب کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

نعرہ کرکے لڑنے لگے سماک نے شب آہنگ کو ایک نیمچہ مار دیا کہ سر شب آہنگ
کا اڑ گیا باد بان نے جو دیکھا کہ رستم رہا ہو ہے افسروں کو اشارہ کیا سب افسر رستم پر
ٹوٹ پڑے سماک نے ایک حقہ ہاتھ سے آتشبازی مارا کہ اندھیرا ہو گیا رستم لڑتے بھڑتے
[illegible] ایک سوار کو مار کر ایک گھوڑا لیا لڑتے ہوئے چلے سماک کیا جب
نکل گیا رستم نے دیکھا یہ جنگ فتح نہ ہوگی ایک طرف لڑتے ہوئے نکلے فوج نے پیچھا نہ کیا
علمشاہ [illegible] جانب روانہ ہوگئے سماک نے دور جاکر دیکھا کہ رستم [illegible] ساتھ

نہ اُٹھ سکے الگ نکل گئے ناچار طرف لشکر کے چلا آیا رستم دریاے خون مین نہاے ہوے
جاتے تھے کہ سامنے سے گرد اُڑتی دیکھا ایک بادشاہ تخت پر سوار ادھر چلا آتا ہے رستم کو
دیکھکر دریافت کیا کہ وہ تاجدار نہایت حسین وجمیل ہے رستم کا حال سُنکر فوج کو اشارہ کیا کہ
اِس جوان کو گرفتار کرلو فوج نے رستم پر ہجوم کیا رستم لڑتے بھڑتے قریب اُس تاجدار
کے پہونچے تاجدار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے اُسکی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا
وہ جوان بصدق دل مسلمان ہوا اُسی مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی حسین تاجدار
نام بتایا جلسہ آراستہ ہوا ساقیان سیمین ساق ومطربان خوش آواز جمع ہوے رقص
ہونے لگا ایک مہ جبین نہایت شوخ وشنگ موسومہ بہ جلترنگ بتا بتا کر یہ اشعار
گانے لگی اہل محفل کو لبھانے لگی **نظم**

قیامت پائمال جلوۂ رفتار دلبر ہے ۔۔۔ جو اُسکا نقش پا ہے تختۂ خورشید محشر ہے
نہ جا اے نامہ بر اُسکی گلی مین جان کا ڈر ہے ۔۔۔ کہ بال شوق سے نامہ ہمارا خود کبوتر ہے
قیامت کیون نہ ہو جسدم چڑھاے آستین کوئی ۔۔۔ صفائے ساعد سیمین بیاض صبح محشر ہے
دہن ہے چشمۂ آب بقا خط ہے خضر اُسپر ۔۔۔ پھرا جو دل مرا محروم یہ گویا سکندر ہے
کسیکے خط مشکین کے تصور مین جو رویا ہون ۔۔۔ مرا ہر پارۂ دل اشک کے دریا مین عنبر ہے
رہا بیتاب ونالان زندگی بھر وادیٔ غم مین ۔۔۔ خداوندا جرس شاید مرے طالع کا اختر ہے
اُٹھا جاتا ہون اُس کوچہ کو مین بے اختیار اپنے ۔۔۔ [illegible] جذب بام و در ہے
شفا تدبیر سے کیا ہوگی مجھ بیمار ہجران کی ۔۔۔ کہ آب زندگی بے یار مجھکو آب خنجر ہے
لب و دندان جانان کو کہون لعل و گہر کیونکر ۔۔۔ صریحا ایک پانی کا ہے قطرہ ایک پتھر ہے
بیابانون مین ہے ریگ روان حکم روانی کا ۔۔۔ شہ اقلیم وحشت ہون بگولا گرد لشکر ہے
نشان اُسکے قدم کے ہونگے جب میری تربت پر ۔۔۔ یہ سمجھا ہون کہ میری خاک پر پھولونکی چادر ہے
قریب آیا ہے شاید جلوہ گاہ یار اے ناسخ ۔۔۔ فروزان پاؤن کا ہر آبلہ مانند اختر ہے

نازنین حسین وخوبصورت نیک سیرت خوش آواز صاحب کرشمہ وناز رستم بھی دل
متوجہ ہین کل اہل محفل گانا سن رہے ہین کہ علمشاہ کے کان مین پہیون کی آواز آنے لگی

دیکھا کہ حسین تاجدار رو رہا ہی علمشاہ نے گانے والی کو اشارہ کیا وہ خاموش ہوئی رستم نے بہ محبت پوچھا کہ کیون ای برادر رونے کا کیا باعث ہی حسین تاجدار نے عرض کی حضور میرا حال نہ پوچھین آپ کو بھی ملال ہوگا رستم نے کہا تمھارے ہنسانے کی فکر کرینگے بیان تو کرو حسین تاجدار نے بیان کیا کہ ای شہریار میرا ایک بھائی مجھسے بڑا تھا مین اُسکو بجای باپ کے جانتا تھا وہ بھی مجھکو فرزند کہتا تھا غیر جو کوئی آتا تھا وہ کہتا تھا یہ باپ بیٹے ہین یہان سے قریب ایک صحرا ہی کہ جسکو صحراے فرخار کہتے ہین فرخار دیوکش ایک پہلوان وہان رہتا تھا کہ شاہون کی زمینین دبا دبا کر اب وہ بادشاہ بن گیا ہی ہمارے بھائیصاحب مکین تاجدار واسطے شکار کے گئے اُسکی دختر کو دیکھکر عاشق ہوے گھر پر آکر بیمار پڑگئے مین نہایت ہی بیقرار تھا اُنکی بیماری مجھپر شاق تھی ایک دن نوجوانون کو بھیجا کہ بارہ دریافت تو کرو اُن نوجوانون مین چند اُنکے ہمسن بھی تھے اُنھون نے جا کر بہ محبت و الفت پوچھا کہ ای مکین تاجدار تم شاہزادے ہو ہرچند کہ چھوٹے بھائی کو تخت پر بٹھایا ہی مگر سلطنت کا تمکو اختیار ہی جو کہو وہ ہوجائے اگر تخت نشینی منظور ہووے تو حسین تاجدار کہتے ہین مین تخت سے اُتر جاؤن بھائیصاحب تخت پر بیٹھین مجھکو گوارہ ہی سلطنت کسی کو دیدین بھائیصاحب کو آپ کی ملالت کا بڑا خیال ہی وہ یہ نہین چاہتے کہ آپ ملول رہین بھائیصاحب نے مجھکو دعائین دین اور کہا وہ میرا فرزند ہی مجھکو اُسکی سلطنت کیا ناگوار ہوگی مگر مین جو صحراے فرخار مین گیا اُسکی بیٹی دریچے مین بیٹھی تھی مین اُسکو دیکھکر مائل ہوا اُسی دن سے بیمار ہوگیا ہون رفقا نے آکے مجھسے کہا مین نے فرخار کو پیغام دیا اُسنے جواب صاف دیا کہ جو مجھکو سر میدان زیر کرے مین اُسکے ساتھ بیٹی کی شادی کرونگا بھائی صاحب اُسکے مقابلے مین گئے طبل جنگی بجے سر میدان نکلکر فرخار نے بھائی صاحب کو زیر کیا گرفتار کرکے لے گیا ایک قفس آہنی مین بند کیا ہی کئی مہینے گذر گئے اُنپر بد عتین کرتا ہی اسوقت مجھکو وہ یاد آگئے کہ اگر وہ ہوتے تو آپ کی بہت خاطر کرتے اور آپ سے فنون سپاہ گری حاصل کرتے اُس ظالم نے میرے بھائی پر وہ بد عتین کی ہین کہ وہ پریشان ہوگئے ہین مین نے

اسوجہ سے لشکرکشی نہین کی کہ مین لایق مقابلے کے نہین جون رستم نے کہا ای برادر جلوقت آنے
چاہا تو اُسکو زیر کرکے تمھارے بھائی کو رہا کرینگے اور معشوق بھی دلادینگے حسین تاجدار
خوش ہوگیا مثل گل کے شگفتہ ہوا کہا ای شہریار شادی تو دشوار ہی مگر میرا بھائی رہا ہو جائے
تو مین جانون کہ مجھکو دوسرے ملک کی سلطنت ملی رستم نے حسین تاجدار سے وعدہ
کامل کرلیا سب اہل دربار کہتے تھے کہ اس جوان نے رستمانہ کام کیا ہی دیکھیے انجام کار
کیا ہو فرخار دیوکش دو پہلوان ہی کہ صحراے فرخار کے پہلو مین ایک بیشہ ہی کہ وہان
دیو قاموس رہتا تھا بندگان خدا کو کھا جاتا تھا اسنہ بند تھا مگر فرخار اُس بیشے مین
گیا دیو قاموس سے لڑا اور اُسکو زیر کرکے باندھکر لایا کئی مہینے اُسکو قید رکھا وہ دیو
انھین کی قید مین مرا اُسدن سے فرخار دیوبند نام ہوا اُس سے کیونکر مقابلہ کرینگے
بعض نے کہا یہ فرزندان صاحبقران ہین دیوبند و دیوکش انکا لقب ہی یہ جو جائین گے
تو ضرور اُسکو زیر کرینگے چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری صبح کو رستم نے ہتیار لگا
حسین تاجدار کو ساتھ لیا طرف بیشۂ فرخار کے روانہ ہوے جب بیشۂ فرخار مین
پہونچے تو دیکھا بڑے بڑے درخت بنے تھا لے سرسبز و شاداب جابجا چھوٹے چھوٹے
نخل کہ اُن مین گل و بوٹے بعض مین پھل اِسقدر ہین کہ شاخین بار اثمار سے سر بسجود ہین
اظہار سامان قدرت رب ودود ہین سامنے درۂ کوہ ہی حسین تاجدار نے کہا اسی
درے مین فرخار رہتا ہی شاہزادے نے حکم دیا کہ لشکر اِسی مقام پر اُتار حسین تاجدار
نے بارگاہ استادکرائی رستم کو لیکر بارگاہ مین آیا سمجھاتا تھا کہ ای شہریار ابھی وہ آپ کے
مقابلے مین نہین آیا کوئی آپ کو بدنام نہ کریگا پلٹ چلیے رستم نے کہا ای حسین تاجدار
جو ارادہ کیا مردان عالی حوصلہ سے نہین پھرتے مگر فرخار دیوبند درۂ کوہ مین بیٹھا تھا
نوبت نقارے کی آواز جو سُنی ہرکارون سے کہا دریافت لوکہ یہ کون بے ادب ہی
جو ہمارے صحرا مین نقارہ بجا رہا ہی جاکر نقارہ وغیرہ توڑ ڈالو شکاہرکارون نے
عرض کی حسین تاجدار فرزند صاحبقران کو ساتھ لیکر آیا ہی فرخار نے حکم دیا کہ
طبل جنگی بجے نقارۂ رزمی پر چوب پڑی رستم نے بھی خبر سُنکر طبل جنگی بجوایا سات بجتیاری

تہ مین جمع کروہ ... لشکر میدان مین آئے فرخار میدان مین نکلا پکار کر آواز دی فرزند صاحبقران کہان ہی مین انکا کہ میرا دیو بند لقب ہی دیو قاموس کو مشکین باندھکر لے آیا مجھ اسکا زور ... چاہیے مجھ سے مقابلہ دشوار ہی کون فرزند حمزہ کا نامدار ہی علمشاہ نے جو آواز نعرہ فرخار ... مالا سبزہ فرنگی کو بڑھایا سامنے حسین کے آئے کہا ای برادر مین اجازت میدان مانگتا ہون حسین تخت سے کود پڑا قدمون سے لپٹ پڑا کہا ای شہ پایہ آپ نے بڑا قصد کیا ہی اس دیو خصال سے مقابلہ ہی خدا آپ کی جان بچائے ایسا ہو کہ مکار کو صدمہ پہونچے آپ کو خدا کے سپرد کرتا ہون رستم سوار ہو کر طرف میدان کے چلے مرکب بادرفتار طرار سے پھرتا ہوا بقول حقیر اشعار مصنف در صفت مرکب

نمو صفت توسن رقم کیا کرون — کہ شبدیز خاسے کا یا لنگ ہی
ملا ہی لقب رنگ مشکین اسے — اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی
تڑپتا ہو میدان مین سیماب وار — صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی
ہو اسکا نعل ہر نمچہ بے مثال — قدم با قدم مائل جنگ ہی
قدم کی روانی کو دریا لکھون — وہ کوہ گران ہی یہ پاسنگ ہی
تکاوسے کا محتاج ہو کسطرح — کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی

تین ٹھیکون مین مرکب مقابلے مین پہونچا فرخار نے جو رستم کو آتے ہوئے دیکھا تو حیران جمال وصورت دیدار ہو گیا سراپا کو دیکھکر کہتا تھا کہ مقام افسوس ہی ایسا جوان میرے ہاتھ سے مارا جائے بڑا مسن چلا ہو کہ میرے مقابلے مین آیا جیسے ہی رستم قریب پہونچے فرخار نے کہا ای فرزند صاحبقران آپ لشکر سے کیونکر آئے کیا کچھ مان باپ سے فساد ہوا اپنی جان سے بیزار ہو آجتک جو میرے مقابلے مین آیا وہ میرے ہاتھ سے مارا گیا لہذا مین معاف کرتا ہون تم پلٹ جاؤ رستم نے کہا ای فرخار زیادہ گھمنڈ نکرو یہ میدان کارزار ہی زبان تیغ سے کلام کرو فرخار نے کہا ای رستم خداوند جمشید ثانی کو سجدہ کرو رستم نے کہا اسپر تو مین لعنت کرتا ہون مکار وغدار اسکو کیا سجدہ کرین سر اسے لعنت اوسکیا کہین جب رستم نے لعنت کی تو فرخار نے بگڑ کے نیزہ مارا رستم نے

نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا رستم نے بعد تھوڑی دیر کے نیزہ فرخار کا نکالا نیزہ نکلتے ہی فرخار کو بڑا غصہ آیا قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے سپر کو سامنے کیا مگر وار جو گری فرخار نہایت طاقت دار ہی سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ تلوار سر پر در آئی رستم زخمی ہوے حسین نے جو دیکھا کہ رستم زخمی ہوے لینا لینا کہکر جا پڑا فرخار حسین کو کب مانتا گنبد ابر ھا کر آپڑا حسین تاجدار نے دو چار کو زخمی کیا کہ فرخار کا جو سامنا ہوا حسین نے ہاتھ تلوار کا مارا فرخار نے بار بچا کر کلائی پکڑ لی اور کمر مین ہاتھ دیکر اُٹھا لیا ملازمون سے کہا اسکو بھی لے جاؤ جس قفس مین اسکا بھائی بند ہی اُسی مین قید کرو حسین کی گرفتاری کے بعد رستم نے بہت کوشش کی مگر کچھ نہ ہوا سر سے خون اسقدر جاری ہوا کہ غش آنے لگا گردن مین گھوڑے کی ہاتھ ڈالدیے فرمایا اے مرکب اصیل مجھکو لے نکل مرکب نے جو راکب کو سست پایا مرکب اصیل اپنے راکب کا مزاج دان رستم کو لے نکلا کسی کے روکے سے نہ رکا مگر فرخار نے فوج کو شکست دی بفتح و فیروزی پلٹا بیرون درہ اُترا دونون بھائی ایک قفس مین جب بند ہوے تو یکمین تاجدار نے کہا اے برادر حسین تمنے کیون اپنے کو مصیبت مین ڈالا ہم پر جو گذرتی تھی وہ گذرتی تھی حسین نے کہا اے برادر وہ جوان زخمی ہوا کہ جسنے فرنگستان فتح کیا تمام عالم مین مشہور ہی کہ لندھور کو مع ہاتھی اُٹھایا مگر ہماری تقدیر اس زور و شور سے وہ آیا تھا مگر انجام بخیر ہوگا یہ فرزندان صاحبقران مین کہین جائینگے لیکن پھر یہین آئینگے مگر فرخار نے قفس سامنے منگوایا دونون کو سمجھانے لگا کہ میری اطاعت کرو اے یکمین تاجدار تم ہمسے سے قید ہو بھائی تمھارا آج آیا ہی مین جانتا ہون کہ میری بیٹی بھی تمپر عاشق ہی اگر اطاعت کرو تو شادی کر دون یکمین نے کہا میری شادی اب قبر مین ہوگی اور یا شادی میری رستم کرینگے فرخار بہت جھلایا حکم کیا کل میدان خون کی تیاری کرو یہان تو یہ ذکر ہی مگر گھوڑا رستم کو لیے ہوے ایک صحرا مین آیا کہ اسلم قزاق وہان کا حاکم کسی ضرورت سے زیر کوہ آیا دیکھا ایک مرکب دریاے خون مین نہایا ہوا اُسپر ایک شخص بیہوش و مدہوش ہی اسلم نے رستم کو گھوڑے سے اُتارا چارپائی پر ڈالکر

اپنے قلعے مین لایا زخم دوزی کی زخم کو دھلوایا رستم کو ہوش آیا دیکھا ایک جوان سپاہی وضع
سرہانے بیٹھا ہوا اور مکھیان جھل رہا ہو رستم اُٹھ بیٹھے فرمایا او جوان تیرا کیا نام ہو اسلم نے کہا
مین تو نام بتاؤنگا مگر آپ اپنا نام بتایئے رستم نے کہا ہمارا نام مثل آفتاب کے روشن ہو شاید
کہ ذکر سُنا ہو زلزلۂ آفاق ثانی سلیمان اُنکا فرزند ہون عالمشاہ عالیشان فرخار دیو بند کے
ہاتھ سے زخمی ہوا اگر عوض انتقال لایا نام رستم سُنکر اسلم قدمون سے لپٹ گیا کہا آقاے نامدار
مین نے شب کو خواب دیکھا تھا کہ رستم میرے گھر مین مہمان آئے ہین میری نصیب وری کہ
خواب کا ظہور ہوا آپ نے سرفراز فرمایا مین چاہتا ہون کہ آپ کی اطاعت کرون رستم
نے کہا مین اپنا بھائی تمکو جانونگا جتنے سردار وہان رہتے ہین اُنکے مرتبے اعلیٰ ہین مین انکو
بجاے برادر کے جانتا ہون لہذا تمکو بھی اُسی طرح آبرو حاصل ہوگی اسلم قزاق کلمہ پڑھکر
بصدق دل مسلمان ہوا رات بھر مین رستم کا زخم خشک ہوگیا صبح کو اسلم سے کہا کہ ہم
طرف بیشۂ فرخار کے جائینگے اسلم نے کہا اے شہریار براے مقابلہ فرخار نہ جایئے اس
اقلیم مین اُسکا مثل نہین ہو اُسنے دیو قاموس کو مارا دیو بند لقب ہوا رستم نے کہا اے
اسلم ایسے ایسے صدہا دیو قتل کیے ایک دیو کو اگر مارا تو اُسپر نازاں ہوا انشاء اللہ سن لینا
یا دیکھ لینا کہ بیک ضرب شمشیر دو پرکالے کرونگا اسلم نے کہا مین ہمراہ چلونگا اب مرکر
ساتھ نہ چھوڑونگا اُسی وقت مرکب رستم کا تیار ہوا اسلم قزاق دو ہزار قزاقونکو ساتھ
لیکر ہمراہ ہوا یہان دو دن ہوکہ فرخار نے دونون کو بہت سمجھایا جب دونون نے
نہ مانا تو میدان خونی کی تیاری ہوئی جلادون کو طلب کیا مگر بیٹی اسکی شعبدۂ سحرساز
کہ روز شب کو براے ملاقات نگین تاجدار آتی تھی تسکین دے جاتی تھی کہ اے نگین
نگھبراؤ زمانہ فراق کا گذر چکا مین نے ایسے ایسے خواب دیکھے کہ جس سے دلکو تسکین ہے
آج شب کو بھی آئی یہی کہ گئی کہ اے نگین گھبرانا نہین تمکو کوئی قتل نہ کرسکیگا مین نے
ایک بزرگ کو خواب مین دیکھا کہ فرما گئے ہین کہ نگین کو تسکین دینا وقت پر رستم ضرور
پہونچینگے اُنکو رہا کرینگے علی الصبح کو فرخار نے دونون کو بلوایا اور خوب ڈرایا دھمکایا
کہ ہمارے خداوند کو سجدہ کرو دونون نے جواب سخت دیے اور کہا جو تجھسے ہو سکے

تصور نہ کر خدا ہمارا معین و مددگار ہے فرخار نے جھلا کر کہا سید ان ہیں لیجاؤ دار پر کھینچو اور
آپ تیر و کمان لیکر اُٹھا دونوں جوانوں کو حکم دیا ملازموں نے پانوں میں زنجیریں باندھکے
دار پر کھینچ دیا اُسوقت بھی فرخار نے حکم دیا کہ اب بھی یہ لوگ خداوند کو سجدہ کریں تو جان
بخشی کرون حسین نے کہا بھائی بلا سے جمشید کو سجدہ کرکے جان بچاؤ تمکین نے کہا میری
معشوقہ کہتی ہو کہ وقت پر رستم آئینگے اگر اُنکے ہاتھ سے کوئی تیر چلگیا تو عقاب خیال نکال
ہوگا مگر فرخار نے تیر و کمان ہاتھ میں لیا چاہا کہ تیر مارے حسین تاجدار نے دل کو رجوع
کیا پکار اُٹھا اے کس بیکسان اے مددگار گم کردگان اس آفت آسمانی سے بچائے نظم

بر من مسکین خدایا کن کرم	کن کرم اے شاہ والا کن کرم
لطف کن اے بادشاہ دو جہان	اے شہنشاہ معلی کن کرم
کن کرم اے صاحب جود و سخا	فیض بخش دین و دنیا کن کرم
رحم کن بر بندگان زار خویش	بر دعا گویان رحیما کن کرم
دہ دوا اے چارہ ساز درد دل	بر مریض خستہ سیما کن کرم
کن کرم بر حالت ما بیکسان	بر ہمہ اہل تمنا کن کرم
مہر کن بر ذرہ اے ذرہ نواز	خود برین قطرہ چو دریا کن کرم
ہست این ناچیز عاجز خاکسار	بر کمال فضل تو امیدوار

ناگاہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اُڑی رستم چلتن علمشاہ نوجوان مع اسلم
قزاق آکر پہونچے دور سے دیکھا کہ تمکین حسین دار پر کھنچے ہوئے ہیں فرخار برابر
چاہتا ہے کہ تیر باران کرے علمشاہ نے وہیں سے نعرہ کیا کہ او فرخار خبردار اگر مو سے
جسم ان دونوں جوانوں کا کم ہوگیا تو قیامت برپا کرونگا یہ فرما کر گھوڑا بڑھایا کہ طرف
قیدیوں کے چلے فرخار نے جو رستم کو آتے ہوئے دیکھا گھوڑا بڑھایا چاہا کہ میدان
میں جاکر روکوں جیسے ہی فرخار قریب آیا رستم نے تیغ کپتان کھینچا کہا اے فرخار بہتر
اسی میں ہے کہ ان قیدیوں کو رہا کردو ورنہ بہت بری طرح پیش آؤنگا فرخار نے ہاتھ
تلوار کا مارا رستم نے تیغ کپتان پر روکا روک کر جو ہاتھ مارا فرخار سے گرد اسپر کا [illegible]

مگر تیغ کپیتان دست زبردست رستم تیغ چون چپک کر گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹکر
جو گرا سر امر سکلے و جوڑ سے کو کاٹتا ذرا فرق نہ کیا تا بہ جگر گاہ پہونچا فرخار کے مرتے ہی
ساتھ والے جو اسکے کھڑے تھے رستم پر آپڑے رستم تلوار کھینچکر لڑنے لگے آخر ان سبنے
شکست کھائی رومال سے ہاتھ باندھکر قدمون پر رستم کے گرے چار ہزار آدمی مسلمان
ہوے حسین و نمکین کو رہا کیا فرخار کے یہان مال بہت کچھ نکلا وہ مال اراسپے پر
لدوایا دختر فرخار کو محافے مین سوار کر لیا نمکین تو پروانہ جمال رستم پر کہتا ہو آپنے
احسان عظیم کیا کہ معشوقہ بھی ملی قید سے بھی رہائی پائی رستم ان دونون جوانونکو لیکر
قلعے مین آئے اور تیاری کی کہ مین رخصت ہون نمکین نے کہا ایک ہفتہ اور آپ
تامل فرمائیے کہ آپ کے سامنے شادی ہو جائے رستم نے منظور کیا بڑی دھوم سے
نمکین کی شادی کی برات لیے ہوے آتے تھے ہاتھی پر نمکین تاجدار ہو رستم نمکین
کو گود مین لیے بیٹھے ہین محافہ دلھن کا پیچھے ہو حسین نے اسقدر جہیز دیا ہی کہ شترو پیر
لدا ہوا ہو پشت پر چوبدار وغیرہ اہتمام سواری کر رہے تھے کہ آسمان پر برق چمکی بکھیا
شعلہاے آتش آسمان سے گرنے لگے گرد محافے کے دھوان بلند ہوا بعد تھوڑی
دیر کے وہ دھوان غائب ہوا کہاریان روتی پیٹتی ہوئی سامنے رستم کے آئین اور
عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوا جب دھوان بلند ہوا تو ہمنے اپنی آنکھون سے دیکھا
کہ ایک ساحر سیہ فام بد انجام قریب محافے کے آیا ہم لوگ خوف سے الگ بھاگ گئے
اسنے ہاتھ ڈالکر ملکہ کو نکال لیا کاندھے پر سوار کرکے لے بھاگا تب دھوان موقوف
ہوا نمکین تاجدار نے سر و ریش و نوچ ڈالا رستم نے کہا نہ گھبرا تو انشاء اللہ اس
ساحر کا پتہ لگاتے ہین اور تمھاری معشوقہ کو تمسے ملائینگے نمکین خاموش ہوا رستم
آکر بارگاہ مین بیٹھے ناچ راگ و رنگ موقوف ہو رستم سوچ رہے ہین کہ کیا تدبیر
کرون کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ ایک عیار دروازے پر حاضر ہو کہتا ہو مین رستم
کا عیار ہون سمک یلداقی نام بتاتا ہو رستم سنکر خوش ہوگئے حکم دیا کہ بلالو چوبدار
نے بلایا سمک اندر آیا رستم نے پوچھا [illegible] قاسم [illegible] عالم افروز [illegible]

کی کیا خبر ہی سمک نے بیان کیا کہ تینون جوان طرف لشکر صاحبقران کے جاتے تھے راہ مین بیشۂ فیض ملا گلنار جادو بیشۂ فیض کی حاکم ماہ عالم افروز پر عاشق ہوئی اُٹھا کے لے گئی قاسم و ایرج گئے اُسنے اُنکو بھی پکڑ لیا اپنے باغ مین قید کیا ہی شاپور شیر دل آیا تھا وہ برائے رہائی گیا ہی مین اِسطرف آپ کو ڈھونڈھتا ہوا چلا آیا آپ کی خبر سُنی کہ آپ قلعۂ تمکین پر ہین مین حاضر ہوا رستم نے کہا ای سمک ایک کام کرو کہ معشوقۂ تمکین کو ایک ساحر سیہ فام لیگیا ہی اُسکو رہا کر کے لاؤ تو بڑی بات ہی سمک نے عرض کی غلام جاتا ہی اور ساحر کو مار کر معشوقۂ تمکین کو لاتا ہی یہ کہکر سمک چلا پھرتا پھرتا ہوا سامنے ایک باغ کے پہونچا گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی خوش آواز یہ اشعار گا رہا ہی **نظم**

جو دل ہی ٹوٹ گیا کیا ہو شعر تر پیدا
ہوئے ہین شاخ شکستہ سے کب ثمر پیدا

وہ نخل باغ جہان مین ہو کین کہ ہوتی ہی
ہر ایک شاخ پہ دستۂ تبر پیدا

کیا ہی آتش غم نے مرا یہ خشک لہو
کہ مثل سنگ رگون مین ہوے شرر پیدا

چمن سے اُڑ چلین اُس رشک گل سے کہ یہین
ہوے ہین اِسی لیے بلبلونکے پر پیدا

شگفتہ غنچہ نہ جبتک ہو یون نہین ہتے
ہو چاک چاک اگر دل تو ہو ثمر پیدا

مین بے خبر ہون مگر ہی جنون عشق نہان
ہوے ہین داغ چھپانے کو موے سر پیدا

نہ داغ یاس سے گھبرا بر آئے گی امید
گلون کے بعد ہوا کرتے ہین ثمر پیدا

یہ سرکشی سے ہی اُفتادگی کی قدر بلند
کہ آگ سے ہوے اور خاک سے بشر پیدا

وہ آفتاب ہی پر تو فگن عجب کیا ہی
ہمارے سنگ لحد سے ہو لعل اگر پیدا

جہان مین جتنے تھے شیرین ادا ہوے خونریز
ہوئی ہی تیرے بناگوش سے سحر پیدا

لگے ہین موتیون کے پھل تو سو نہیکے تھے
ہوا جہان مین نہ اُس سرو سا شجر پیدا

بلائے چشم ہی حسن اور نغمہ آفت گوش
اگر ہین وہ چین ہوے ہین جو کور و کر پیدا

سمک نے جو یہ آواز سُنی پشت باغ پر آیا کمند ماہ کر دیا اندر باغ پر چڑھا دیکھا صحن باغ مین فرش بچھا ہی اور ایک ساحر سیاہ فام بد انجام غصے مین بیٹھا ہی اور کہ رہا ہی کہ ملکہ کو لاؤ اگر آج نہ مانیگی تو وہ سحر کرونگا کہ مثل میرے عاشق ہو جائے دل اُسکا بے

دیکھیے میرے آرام نہ پائے سمک نے جو یہ باتیں سنیں دیوار سے اتر ایک گوشے میں آکر بیٹھا ایک کنیز جو برائے رفع حاجت آئی سمک نے اُسکو بیہوش کیا کنیز کی شکل بنکر محفل میں آیا کنیزون سے نام دریافت کرلیا بیٹھکر پوچھا اے شہریار کیا غم ہی لونڈی سے بیان کیجیے میں دفع ملال کردون ارباب جادو نے کہا اے شعلہ رخسار تو دیکھ رہی ہی کہ آج تین دن گذرے کہ اُس نازنین کو لایا وہ مجھکو قبول نہیں کرتی اب ارادہ یہ ہی کہ اُسکے معشوق کو پکڑ لاؤن اُسکو اُسکے سامنے قتل کرون سمک نے کہا یہ بدعت کیا ضرور ہی آپ مجھکو اُسکے پاس بھیجیے میں جاکر دریافت کرون کسواسطے آپ کو قبول نہیں کرتی میں باتون میں سمجھ لونگی عورت سے عورت راز بیان کردیتی ہی کوئی پردہ نہ رہیگا سب حال ضرور کھلجائیگا ارباب جادو نے کہا بارہ دری میں جاؤ کوٹھری میں بیٹھی ہی ابتک دلہن بنی ہی اسقدر روتی ہی کہ آنکھیں سرخ ہوگئی ہیں سمک جھپٹ کر بارہ دری میں آیا کوٹھری کے پاس بیٹھ گیا کہا اے ملکۂ عالم آپ کا غلام ہون مثر سمک بلداقی عیار رستم نے کہدیا کہ تدبیر رہائی ملکہ کرو میں آپ کو صحبت میں بلواتا ہون اتنا کہدیجیے گا کہ میں خود تجھپر عاشق ہون مگر تو نے وہ بدعت کی کہ نفرت ہوگئی میں عقد کرونگی یون مجھے ہاتھ نہ لگا ملکہ نے کہا اے عیار طرار اگر ہوسکے تو مجھسے کچھ نہ کہواؤ میری زبان سے یہ نہیں نکلتا سمک نے کہا میں سمجھ لونگا اور جاکر جادوگر سے کہا کہ وہ خود تمپر عاشق ہی مگر تمنے کچھ بدعت کی ساحر نے کہا مجھسے غلطی ہوئی معاف کرین سمک نے کہا رہا کرکے ملکہ کو صحبت میں بلوائیے ارباب جادو نے ملکہ کو بلوایا کنیزون سے کہا ملکہ کو رہا کرو کنیزین قریب قفس آئین کہا اے ملکۂ عالم آپنے ہمسے حال دل نہ کہا ہم صفائی کرادیتے آپنے بڑے صدمے اُٹھائے ہم آپکو پاس ارباب کے لیے چلتے ہین وہ آپ کے ساتھ بڑی محبت صرف کرینگے ارباب جادو کو آپ سے بہت محبت ہی آج عاشق معشوق ملین گے غنچۂ آرزو کھلین گے ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا کنیزون کے ساتھ محفل میں آئی دیکھا سمک انتظام کررہا ہی شراب میں بیہوشی ملارہا ہی سب اہل جلسہ کو بٹھا رہا ہی اور مژدہ دے رہا ہی کہ ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہیگا یہ کہکر جام بھرا اور بالحان پکار کے آواز دی

فرو ہوش بادہ کہ انجام غم نخواہد ماند چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند بعد اور جام لبریز کے
سامنے ارباب کے لایا اور کہا اے شہنشاہ میں کیا جانتی تھی کہ آپ اس غم میں مبتلا ہیں نہیں
تو میں پہلے ہی تدبیر کرتی کہ عورت سے عورت اپنا مذکرتی ہے مجھسے اُسنے صاف صاف کہدیا کہ میں
خود ارباب پر عاشق ہوں ارباب جادو خوشی کے مارے پھول گیا کہ معشوقہ کے ساتھ
ظاہر کر رہی ہے اگر اسکو کچھ عذر ہوتا تو جواب دیتی ارباب نے جام لیکر بے اندیشہ انجام
پی لیا اتنے سمک نے دور باندھا تھوڑے عرصے میں سب کو شراب پلائی بیہوشی نے
اپنا رنگ دکھا دیا آپس میں دست دراز یاں ہونے لگیں تھوڑے عرصے میں سارے
اہل محفل بیہوش ہوئے سمک خنجر پکڑ کر اٹھا پہلے ارباب کو قتل کیا پھر جسکو جسکو مناسب
جانا اُسکو قتل کر ڈالا چند کنیزیں باقی رکھیں کہ اُنسے حال دریافت کیا جائیگا ملکہ نے کہا
بھتیا اب نکل چلو سمک نے کہا ملکۂ عالم چند کنیزوں کو جو چھوڑا ہے اسواسطے باقی رکھا
کہ یہاں کا خزانہ مال انکی ذات سے ظاہر ہوگا ملکہ نے کہا بھتیا یالی کو آگ لگے تمنے آکے وہ
احسان کیا کہ میں عمر بھر تمہاری ممنون رہونگی تمہاری ہی وجہ سے یہ سب معاملے ہوئے
کہ فرخار مارا گیا میں ملکہ ملکہ سے ملی میں برات میں سے یہ ملعون اٹھا لایا تمنے اک احسان
عظیم کیا اُس دشمن کو مارا کہ جو میری آبرو کا خواہاں تھا سمک نے کنیزوں کو ہوشیار کیا
اُنسے پوچھا کوئی سواری بھی یہاں ہے کنیزوں نے کہا گوشۂ باغ میں ایک مادیان عربی
بندھی ہے اکثر ارباب جادو اُسپہ سوار ہوکر برائے سیر جاتا تھا اور مال اُس باغ
میں بہت ہے اکثر اِسنے قافلے لوٹے ہیں جو قافلہ ادھر سے نکلا اُسنے سحر کیا اور لوٹ لیا
وہ مال سب جمع ہے فلاں کوٹھری میں رکھا ہے سمک نے وہ مال نکلوا کر چھکڑے پر لدوایا
ملکہ کو مادیان پر سوار کیا مال کو ساتھ لیکر نکلا صحرا دن کو طے کرتا ہوا جاتا تھا کہ پہاڑ پر ایک
ساحر بیدار بخت جادو نامے بیٹھا ہوا تھا دیکھا ایک نازنین مادیان پر سوار پشت پر
ایک عیار مال لئے ہوئے جاتا ہے ساحر نے سحر کیا کہ سمک بیہوش ہوکر گرا ملکہ کی مادیان
چلنے سے رکی چھکڑا بھی رک گیا بیدار بخت جادو پہاڑ سے اُتر آکر مال دیکھنے لگا
سمک تو بیہوش پڑا ہے بیدار بخت نے آکر ملکہ سے پوچھا کیوں شاہزادی تم کون ہو

یہ تمکو کون لیے جاتا تھا ملکہ ساحر کو دیکھکر ڈر گئی مگر ساحر منتین کر رہا ہو کہ ای ملکہ عالم مین یہانتک بھی لیے چلتا ہون اندر بالاے کوہ میرا قلعہ ہو اس سرحد کی حکومت میرے نام ہو مین تمکو حاکم کرونگا ملکہ نے جواب دیا او بیہودہ کیا بکتا ہو میری شادی ہوچکی ہو مجھکو ہاتھ نہ لگانا ورنہ مین اپنی جان دیدونگی ساحر چاہتا ہو کہ سحر کرکے اُسکو لیجاؤن عورت معقول ہو اسپر قبضہ کرون ملکہ رو رہی ہو کہ اس دشمن خدا سے کیونکر جان بچیگی تقدیر سے کارمہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری کسی مسافر کی تلاش مین نکلے تھے اس صحرا مین آکر آئے مارا ہی مال اُنکا قبضے مین کرچکے ہین کہ دور سے دیکھا کہ ایک شخص بیہوش پڑا ہو اور ایک ساحر ایک عورت کی منتین کر رہا ہو اور چھکڑے پر مال بہت لدا ہو سوچے کہ ای خواجہ یہ مال کہان سے آیا اور یہ ساحر کون ہو اور یہ بیہوش کون پڑا ہو رنگ روغن عیاری کا لگایا اور ایک گویے کی شکل بنکر یہ اشعار گاتے ہوے ہر قدم پر اٹھلاتے ہوے چلے نظم

پنجۂ گلگون حسین کو اب دکھایا چاہیے　　رشک سے مہندی کی ٹٹی کو جلایا چاہیے
ٹھوکر اک پاے حنائی سے لگایا چاہیے　　پھول کوئی میری تربت پر چڑھایا چاہیے
چہرۂ جانان ہو مصحف اور مین بیمار ہون　　وار کر اُسپر سے اب پانی پلایا چاہیے
دل کو خواہش ہو کہ طفلان حسین گھیرے رہین　　آپ کو ان روز دیوانہ بنایا چاہیے
جسکے ہاتھ آیا خزانہ تصدق کرے ہو یہی　　مثل فوارہ جہان مین سر اُٹھایا چاہیے
داغ فرقت زیست بھر سوز جہنم بعد مرگ　　ان بتون کو کس توقع پر خدا [illegible] چاہیے
طالب زینت نہین رنگینی بے ساختہ　　پنجۂ مرجان کو کیا مہندی لگایا چاہیے
محفل عشرت مین ناسخ یاد آتا ہو غنی　　شمع سان ہنسنے مین یارونکو رلایا چاہیے

ساحر کے کان مین جو آواز گانے کی پہونچی پکار کر آواز دی میان گانے والے ذرا ادھر آئیے ملکہ پر تو سحر کردیا کہ ملکہ کی آنکھ بند ہوگئی گویا قریب آیا اب جو دیکھا کہ جو بیہوش پڑا ہو وہ سمک ہو حیران ہوے کہ یہ یہان کیونکر آیا مگر مال کا چھکڑا جو دیکھا کہ اسباب خزانے سے معمور ہو منھ مین پانی بھر آیا سوچے کہ بڑے غضب کی بات ہو کہ یہ مفلوک اتنا مال لیجاے ساحر سے جان پہچانے اسنے بیان کیا کہ مین بالاے کوہ بیٹھا ہوا تھا

کر مین نے دیکھا یہ شخص جو بیہوش پڑا ہی مادیان کی رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے جاتا ہی اور تربت
پر یہ جھگڑا ہی مجھکو ناگوار ہوا کہ میری عملداری سے مال گذر جائے اور مین تعرض نہ کرون یہ خ
ر مین نے سحر کیا کہ یہ تو بیہوش ہوکر گرا جھگڑا چلنے سے رکا مین نے آکر اس محبوب کو دیکھا اور
مال کو بھولا خیال مین آیا کہ اسکو اپنے قبضے مین کرون بڑے لطف سے بسر ہوگی اسی مین
آپ آگئے اس عورت پر قبضہ کرنا چاہتا ہون عمرو نے کہا میرے پاس سیب بلخ سامری
ہی اسکو کھلا دیجیے اور اس نازنین سے باتین کیجیے فوراً مائل ہو جائیگی جو آپکو خواہش
ہو وہی اسکو بھی کاہش ہوگی ساحر نے کہا بڑے میان صاحب سیب باغ سامری
کیونکر پایا بڑے میان نے کہا مین ایک جنگل مین گا رہا تھا کہ سامری تشریف لائے
میرا گانا بہت پسند کیا پوچھا بڑے میان کیا سن ہی مین نے کہا یا خداوندا ایکسو چھبیس ۱۲۶
سال کا ہون مگر اس حال مین بھی جو بیان ہین سامری نے جیب مین ہاتھ ڈالا اور سیب
نکالکر کہا کہ جب اسے کھاکر کسی سے کلام کروگے وہ تمپر عاشق ہو جائیگا ابتک مین نے
امتحان نہین کیا مگر تمپر امتحان ہو جائیگا بیدار بخت خوش ہوگیا خواجہ نے جیب سے
سیب نکالا نصف سبز نصف سرخ تھا سرخ کی قاش کاٹی اور بیدار بخت کو کھلائی غرض
بیدار بخت نے بہت خوشی سے سیب کھایا یہ نہ سمجھا کہ سیب کھاتے ہی تہ آسیب
ہو جاؤنگا بے وغدغہ انجام کھا گیا کھاکر بیہوش ہوا خواجہ نے اول وہ مال لیکر نذر زنبیل کیا
لنگر تیر اس مین بھر دیے آکر ساحر کو قتل کیا مرتے ہی ساحر کے سمک ہوشیار ہوا خواجہ
کو جو سرپر دیکھا گھبرا گیا سمجھا کہ مال نہ بچا ہوگا ہاتھ باندھکر عرض کی قبلہ وکعبہ آپ کہانسے
آتے ہین خواجہ نے کہا مین ایک مسافر کی تلاش مین آیا تھا وہ تو نکل گیا تمکو بیہوش
دیکھا ساحر کو مارا اب تم باتین بناتے ہو سمک نے جھپٹ کر جھگڑے کو دیکھا انہین
لنگر تیر پائے ہوش اڑ گئے قریب آکر کہا قبلہ وکعبہ اس جھگڑے مین مال تھا خواجہ نے
کہا مین تو جھگڑے کے قریب بھی نہین گیا مین کیا جانون مین کیا جانتا تھا کہ تم احسان
فراموش ہو مین نے تو ساحر کو مارا تمنے یہ جھگڑا نکالا اگر مین ایسا جانتا تو تمکو اسی
آفت مین چھوڑتا جب تمکو آرام آتا کہ ساحر تمپر جو ستم کرتا اور قتل کرتا جب تم راضی

ہوئے سمک نے سر جھکا لیا ملکہ نے بھی کہا کہ اے سمک تکرار نہ کرو ایسا نہ ہو خواجہ بگڑ جائے خواجہ تو ایک طرف روانہ ہوئے سمک ملکہ کو ہمراہ لیکر چلا مگر سمک نے جو ذکر کیا تھا کہ شاپور شیر دل برائے رہائی ایرج نوجوان و قاسم عالیشان و ماہ عالم افروز روانہ ہوا ہے اُسکا حال تحریر کرتا ہوں کہ شاپور شیر دل تلاش مین شاہزادونکی نکلا ہے ایک صحرا مین پہونچا دیکھا چند آہو دوڑے دوڑے پھر رہے ہین ایک آہو نے آکر شاپور کو گھیرا شاپور نے چاہا بھاگ کر نکل جاؤن مگر اُس آہو نے بھاگنے نہ دیا تڑپ کر گرا شاپور نے دیکھا ایک ساحر ہے اُسنے نعرہ کیا کہ منم غزال جادو او عیار تو کون ہے جو میرے دشت مین آیا شاپور منتین کرنے لگا مگر غزال نے شاپور کا ہاتھ پکڑ لیا اور ایک دو تھپڑ زمین پر مار کر شاپور زمین پر گرا آہو کی شکل بنکر تیار ہوا اُس ساحر کے پاس ایک چوب تھی وہ بدن مین چھوا دی شاپور جنگل مین پھرنے لگا مگر بیقرار ہے کہ اس حال مین کہان جاؤن پھرتے پھرتے سامنے ایک باغ کے پہونچا دروازہ باغ کا کھلا ہوا تھا شاپور اندر باغ کے آیا دیکھا سامنے بیٹھی ہے ایک ساحرہ مکارہ غدارہ مسند پر بیٹھی ہوئی سیر باغ کر رہی ہے آہو سامنے آکر ناچنے لگا ساحرہ کہ سامنے بیٹھی تھی ہنسنے لگی گانے سے متوجہ ہو کر کہا اے گل اندام دیکھو یہ آہو تال سم پہ پانوُن مار رہا ہے کہکر ہاتھ بڑھائے آہو نے منھ سینے پر رکھدیا اور لپٹا جاتا ہے وہ ساحرہ بہت خوش ہوئی ہے اور پشت و پہلو پر ہاتھ پھیر رہی ہے گانے جو گانے لگی آہو پھر ناچنے لگا اُس ساحرہ نے پھر ہنسکر کہا یہ آہو تعلیم یافتہ معلوم ہوتا ہے یہ کہکر پشت پہ ہاتھ پھیرا کچھ ہاتھ مین چبھا خیال کر کے دیکھا کہ ایک کیل آہن کی پشت پر اِسکے نصب ہے ساحرہ نے کہ مسمی بہ باغبان جادو ہے اُسنے وہ کیل کھینچ لی جیسے ہی کیل نکل آئی شاپور بصورت اصلی ہو گیا مگر شاپور شیر دل نے اُٹھتے ہی آواز دی کہ سہ ہمیشہ دل بہ جہان مبارک باشد ہو لوگ حیران ہو گئے ساحرہ نے کہا کہ صاحب یہ کیسی ساحر کے سحر مین تھا مین نے وہ سحر اُتار دیا مگر اے شخص تو کون ہے شاپور نے کہا قوم کا گویا ہون مین گارہا تھا کہ ایک ساحر آیا اُسنے کہا میرے بیٹے کی شادی ہے تو چل مین تجھکو بہت کچھ دونگا ہمتو اُسی کام کے عادی ہین اُسکے ساتھ محفل مین گئے

...ن پھر ایسا گایا کہ کل اہل محفل خوش ہو گئے مگر اُس ساحر نے چار آنے پیسے مجھکو دیے
...ین نے کہا حضور میرا مقرری مجرا اِس سے دہچند ہے تو مین نہ لونگا بس اُس ساحر نے سحر
...کے مجھکو آہو بنا دیا مین جنگل مین پھرتا ہوا یہان آیا امیدوار ہون کہ میرا گانا سنیے یہ کہکر
شاپور نے بایان اُٹھایا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجانے لگا اور یہ اشعار عاشقانہ سامنے اُس
ساحرہ کے گانے لگا

نظم

جب ... یار مجھے جان سے بیزاری تھی
چاندنی رات نہ تھی گور کی اندھیاری تھی

کار بی ہو گیا امید شفا مین آخر
دل کی بیماری تھی یا چشم کی بیماری تھی

... وہ کالبد خاک مین اور روح ملا
اب تعلق ہی نہین یا تو وہ بیزاری تھی

... ہاتھون مین نہ تجھ تھی اک گردن مین
یار سے مین نے بڑی خطرِ نا داری تھی

... مین تو بد قسمت کا تصور اے قاتل
ہاتھ کہ ورنہ تلوار تری بھاری تھی

... سے نہ کہ ظلمت کہ ہو جا دو ون
ضبط فریاد لیں اب آگے دل آزاری تھی

... اعل اب یار کی حسرت ہی رہی
... مشغلہ کو جو ابر کی خبر داری تھی

... جس برق تجلی نے کیا خاک سیاہ
تیرے آتشکدہ حسن کی چنگاری تھی

تھا ورنہ کبھی ہنستا تھا نصیبون پر مین
خواب بد بیسے لیٹے حالت بیداری تھی

چھوٹ کر عشق کے پھندے سے پہنچی تنگ آتش
مجھکو آزادی سے ... گرفتاری تھی

کا کر جام لبریز کیا سامنے باغبان جادو کے آ کر کہا کہ جام نوش فرمائیے باغبان جادو
نے ہاتھ تو بڑھا دیے مگر جام پہ تیور ڈالے کہ شراب اُڑ گئی شاپور کے سامنے آئینہ
لگا تھا شاپور نے جو اُسمین دیکھا صورت تبدیل پائی باغبان جادو نے کہا اے تو
کون ہے شاید شراب مین بیہوشی تھی یہ کہکر خنجر لیکر اُٹھی کہا ٹکڑے ٹکڑے تجھے قتل کرونگی چنانچہ
شاپور رنگین نے اُسکا ساحرہ نے کہا او ظالم اتنا تو مین سمجھ گئی کہ تو کوئی دشمن ہے بنا کر
تیرا مذہب کیا ہے شاپور نے کہا مین خداوند لقا کو خداوند جانتا ہون اُنکو بخوبی
پہچانتا ہون شیطان درگاہ خداوندی نے کہا تھا کہ جب تم فلان صحرا مین پہونچو گے
تو ایک ساحرہ گرفتار کریگی وہی ہوا ساحرہ نے کہا کہ تو شیطان تک گیا ہے اور انکی

صورت دیکھ آیا ہی تو ایک کام میرا کر دے تین جوان فرزندان حمزہ کو مین نے گرفتار
کیا ہی چاہتی ہون کہ ان تینون کو راضی کر دے کہ میرا وصل قبول کرین تو مین تجھکو بہت
نہال کر دونگی شاپور نے کہا مین اصل مین ملک بختیارک کا عیار ہون انکی خدمت
مین رہکر امتین دیکھین جو فرمائیے وہ بجا لاؤن ان تینون جوانون کو ایسا آراستہ کرون
کہ اٹھ پہر آپ کی خدمت مین رہین آپ کا حکم بجا لائین تب آپ پر میری کرامت ظاہر
ہو مین خدمت قدرت مین مدتون رہا قدرت کا نظر کردہ ہون اور ملک بختیارک کا
بردہ ہون ساحرہ نے کہا مین ان تینون جوانون کو لاتی ہون یہ کہکر شاپور پر سحر کیا
کہا مجھکو خوف ہی کہ تو بھاگ نہ جائے اس مقام پر حصار کر کے روانہ ہوئی جا کے قفس
لائی قفس مین تینون جوان قید تھے وہ تینون پنجرے رکھے شاپور اول قریب ایرج
کے آیا کہا ای شہریار مین نے چاہا تھا کہ باغبان جادو کو مار لون مگر اسنے شراب نہ پی اب
مین نے باتون مین رنگ جمایا ہی آپ اتنا کہدیجیے کہ ہم تجھسے راضی ہین جو کہیگی وہ
قبول کرینگے ایرج نے کہا ای رفیق وشفیق یہ تو میرے منھ سے نہ نکلیگا قبلہ وکعبہ
سے کہو یا میرے فرزند سے کہو وہ قبول کرینگے اگر مین کہونگا تو وہ ملعونہ مجبہ پر دراز
دست درازی ہوگی مجھکو ناگوار ہوگا اسوقت کیا کرونگا شاپور نے کہا اتنا وہ غافل
ہوکر جام پی جائے انجام کا خیال نہ کرے ایرج نے کہا ای شاپور تجھے بہت تنگ
کیا ہی خیر تمھارا حکم بجا لاؤنگا مگر بنایت برہم ہین غصے سے چہرہ سرخ ہو رہا ہی کہ چند
کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی واری آشنا آپ کے فضیل جادو آتے ہین لیکن
بہت غصے مین ہین فرماتے تھے کیا باعث ہوا کہ باغبان جادو شب کو نہ آئی مین نے
رات بھر انتظار کیا آنکھین پتھرا گئین باغبان جادو نے کہا اسوقت تو وہ خلاف آئے
مین اپنی ضرورت مین ہون تین دن سے جسکے لیے بیقرار تھی وہ اب راضی ہوتے ہین
ان تینون سے مدعا حاصل کرون انکا تو مال ہون جسوقت چاہین بلائین مین حاضر
ہونگی یہ ذکر تھا کہ فضیل جادو سامنے سے آیا نفس جو تینون جوانون کے دیکھے برہم
ہوکر کہا کیون او فاحشہ رات کو کہان رہی ان دھگڑون سے مصروف تھی باغبان نے

کہا او دیوانے یہ ایسے معشوق نہیں ہین کہ فوراً مان جائین مجھے خود تمھارا آنا ناگوار ہوا اسوقت
بچے جاؤ مین شب کو آؤنگی فضیل نے کہا مین تجھکو لیکر جاؤنگا باغ مراد مین سب سامان
کرکے آیا ہون شراب وکباب گائنین ساقیان ہین ساقی و مطربان خوش آواز حاضر ہین
جب رات بھر تیرا انتظار کیا اور تو نہ آئی تو خود دوڑا آیا میرے شغل مین فرق پڑتا ہی
اب اسمین بہتری ہی کہ میرے ساتھ چلی چل بعد تھوڑی دیر کے چلی آنا باغبان جادو نے کہا
اے فضیل کیون تکرار کرتا ہی مین اسوقت نہ جاؤنگی یہانتک تکرار بڑھی کہ فضیل نے
تلوار کھینچی کہا مین تیرا سر کاٹ کر لیجاؤنگا معشوق کی مجھکو مشکل نہین ہی جسکو چاہون
اٹھا لیجاؤن مطلب دلی حاصل کرلون مگر تجھسے مدت کی آشنائی ہی اور تو آج ایسا کلام
کرتی ہی کبھی کی جان پہچان نہین باغبان جادو نے کہا ارے دیوانے اسوقت میرا
مزاج درست نہین ہی جو تجھے گمان ہی اسکا یہان سامان بھی نہین یہ فرزند ان حمزہ مین
مگر نظر کردہ خداوند آگیا ہی اسکی زبان کی تاثیر سے شاید مطلب حاصل ہو فضیل نے
ہاتھ بڑھایا کہ بال اسکے پکڑلون باغبان جادو نے الٹا ہاتھ مارا فضیل نے جھلا کے
تلوار کو جنبش دی اور پکار کر کہا یا سامری و جمشید باغبان جادو کا سر اڑ جائے مین
اسکو قتل کرتا ہون تلوارین برسنے لگین کئی تلوارین گرین ایک تلوار نے سر اڑا دیا
دوسری تلوار گری کہ اسنے ہاتھ قلم کیے ایک تلوار نے کمر کو کاٹا کئی ٹکڑے جسوقت
باغبان جادو کے ہوے شاپور نے رہائی پائی کود کر بھاگا ایک غار مین جا کر چھپا مگر
فضیل جادو حیران ہی کہ یہ عیار کہان گیا چہار جانب دیکھ رہا ہی کہ ایک طرف سے
رونے کی آواز آئی فضیل نے سر اٹھا کر دیکھا ایک کنیز سبزہ رنگ نوجوان سرو قد
خورشید خد سامنے سے آتی ہی کہتی ہوئی کہ صاحب ذرا ادھر تو آؤ ایک دشمن کو
بتادون کہ جسنے ہزارون جادوگر مارے آج تمھاری فکر مین آیا دیکھو مجھکو نیچہ مار کے
بھاگا مین نے قصد کیا تھا کہ اسکو مار لون مگر وہ تو چھلاوہ ہی وہ جو سامنے پہاڑی ہی اُسمین
چھپا ہوا بیٹھا ہوا ہی تم چلو مین تمکو بتادون تم سحر کرکے پکڑ لو فضیل جادو اُس کنیز کو
دیکھکر بیقرار ہوگیا ساتھ اسکے چلا راہ مین کہتا ہوا کیون صاحب تم باغبان جادو کی

ملازم تھین اُس مہجبین نے کہا ہر چند کہ مین ملازم تھی مگر ایسی پرورش فرماتی تھین کہ لباس
اپنا مجھکو پہنایا زیور اپنا اکثر مرحمت فرماتی تھین یہی اُنکا قول تھا کہ گلرخسار یہ بہت زیبا ہی باتین
کرتے کرتے ایک مقام پر کنیز شعری کہا لو میان فضیل جادو وہ عیار صنچی مین بیٹھا ہی فضیل نے
کہا مین نے صنچی مین نہین دیکھا مفصل بتاؤ کنیز نے ہاتھ بڑھا کر بیچ مقام سینے کہا او احمق
تجھے کیا سوجھیگا تو تو بالکل اندھا ہی دیکھ رو سامنے بیٹھا ہی لنگا بنہ پا یہین رہا تو بس
تم یہین سے اسم سحر پڑھکر ایک گولہ مارو زمین پا نون تمام لیگی جاکر قتل کرنا فضیل نے
گولہ جدول سے نکالا اسم سحر پڑھکر چاہا پھیکون کنیز نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے
اور ایک جھٹکا مار کر فضیل گرا شاپور نے حباب مار دیا بیہوش کر کے اُسے قتل کر ڈالا
تینون قفس ٹوٹ گئے قاسم وایرج و ماہ عالم افروز نے رہائی پائی جب یہ تینون جوان
رہا ہوئے تو شاپور نے آکر سلام کیا سب خوشیان کرنے لگے شاپور نے کہا آقائے
نامدار یہان سے چلیے مگر مال یہان بہت ہی قاسم نے کہا مال سوزی نصیب غازی ہی یکی
مال لدوا لو شاپور نے چند فرد ورلد وائے مال وہانکا سب لدوا لیا تینون نوجوان بھی
گھوڑون پر سوار ہو دور مال لادے ہوئے پشت پر شاپور رکاب پر ایرج کی ہاتھ
رکھے ہوئے باغ سے نکلے تھوڑی دور چلے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک پہلوان
گینڈے پر سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار جوان اسباب جنگ سے آراستہ درست
جو اُس پہلوان نے اِن شیرون کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوا گینڈا بڑھا کر قریب
آیا جھک کر قاسم کو سلام کیا کہا آقائے نامدار آپ کے نام نامی و اسم گرامی کا مشتاق
ہون قاسم نے نام اپنا بتایا ایرج کو پہنوایا ماہ عالم افروز کا بھی ذکر کیا وہ پہلوان
موسوم بہ حسان کوہی بصدق دل مسلمان ہوا کہا یہان سے دو کوس پر غلام کا قلعہ
ہی قلعہ دقیانوسی اسکا لقب ہی سب کو مسلمان کیجیے جو کچھ چھپا آتش خنجر کو ممکن ہو تناول
فرمایئے بعد دو روز کے حضور کے ساتھ مین بھی چلونگا اب بقیہ زندگی ہمراہ رکاب
سعادت انتساب بسر کرونگا تینون جوان حسان کوہی کے ساتھ چلے حسان
اپنے بھائی نعمان کوہی کو اپنی طرف سے نائب کر کے برائے شکار نکلا تھا مگر قریب

تلک کے دشت پرخار پر وہان کا حاکم سامان کوہی اپنے قلعے مین بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے
خبر دی کہ حسان کوہی مسلمان ہوگیا فرزندان حمزہ کا مطیع ہوا یہ سنکر سامان کوہی بہت
جھلایا افسرون سے کہا جلد تیار رہو مین انکو روکونگا آگے نہ جانے دونگا سب افسران
فوج تیار رہے ساٹھ ہزار جوانون کا لشکر آگے سب کے افسر کلان بیرون قلعہ آگے
اترے دوسرے دن حسان کوہی پہونچا تینون جوان ساتھ ہین حسان کوہی نے جو
سنا تھا کہ بھائی باغی ہوگیا قاسم سے ذکر کیا قاسم نے کہا کچھ خوف نہ کرو مقابلے مین جاکر
اترو انشاءاللہ وہ بھی یاد کریگا کہ مین نے کیون بھائی کو روکا بہت پچھتائیگا حسان نے
لشکر مقابلے مین اتارا سامان نے طبل جنگی بجوا دیا بہران بلا افگن سامان کا
پہلوان تھا اُسی نے کہکر طبل جنگی بجوایا ہر دو لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان
ہونے لگین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بہران بلا افگن نکلا پکار کر آواز دی
ای حسان کوہی اپنے مددگار کو بھیجو قاسم نوجوان نے مرکب نکالا مقابلہ بہران مین
پہونچے بہران نے جو جمال بے مثال دیکھا جرأت و شوکت دیکھکر دنگ ہوگیا جی مین
کہتا ہے یہ وہی جوان ہے کہ جسنے دولت گنجاب کو برہم کیا باختر مین بھی خوب لڑا ہے تھام
یہ مرکہ تیر کمان کیانی کاندھے سے اتاری قاسم پر تیرون کی بوچھار کرنے لگا جو تیر آیا
قاسم نے اُسے قلم کیا جب قاسم قریب پہونچے تو بہران نے کہا ای نوجوان میرے
ہی تیغ بلاکش ہو آج انکو لگا کر نہین آیا ہون کل آپ سے مقابلہ کرونگا یہ تو ان
لوگون کا دستور ہے کہ جو کوئی مہلت مانگے اُنکو مہلت دیتے ہین عذر لیت و لعل اُنکا کام
نہ گھوڑے کو روک لیا اور فرمایا کہ ای بہران کل ضرور آکر مقابلہ کرنا ہم تمھارے مشتاق
رہینگے میدان مین آئینگے انشاءاللہ لطف جرأت ملیگا بہران پلٹ گیا قاسم
اُسکے مکر کو نہ سمجھے یہ بھی پلٹ آئے مگر بہران جو لشکر مین آیا افسرون سے کہنے لگا
عجب شخص سے مقابلہ تھا اپنی جان بچا کر چلا آیا اگر مقابلہ کرتا تو بیشک مارا جاتا افسر
خاموش ہو رہے بعض نے کہا اگر حکم دیجیے تو ہم جاکر مقابلہ کرین مشکین باندھکر
اسی شخص کو لائین کہیے سر حاضر کرین کسی بات مین بند نہین ہین آپ رحم دل ہین

دسوچ سے پلٹ آئے آپ کو گوارہ نہ ہوا کہ ایسے خوبصورت کو قتل کرین ہم لوگون کے دین
درد نہین ہی ہو یک ضرب شمشیر دو پرکالے کر دیتے کیا ہمارے ہاتھ سے بچ سکتا ہی لیکن
بہران نے کسی کو جواب نہ دیا سر جھکا کر خاموش ہو رہا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا عیار
اسکا طیران تیز رو آیا اور پوچھا مزاج کیسا ہی بہران نے کہا اے رفیق کیا پوچھتا ہی
عجب مصیبت مین ہون مین نہ جانتا تھا کہ فرزندان حمزہ اسکے شریک ہین ورنہ لشکر
کشی نہ کرنے دیتا آقا کو منع کرتا کہ ان لوگون سے مقابلہ نہ کیجیے نکلجانے دیجیے اب معرکہ
الجھ گیا اگر تامل کرون تو لوگ نام رکھین گے میرے لیے بدنامی ہوگی اور اگر مقابلہ
کرون نوجوان کا خوف ہی عیار نے کہا اے آقائے نامدار اگر حکم دیجیے تو اس جوان کو
پکڑ لاؤن تنہائی مین قتل کر ڈالیے بہران نے کہا اے عیار طرار اگر یہ کام کرے تو بڑا احسان
ہو عیار نے کہا غلام فورًا جاتا ہی اور قاسم کو لاتا ہی ہر چند کہ ان کے لشکر مین بھی اکثر
فرزندان عمرو موجود ہین لیکن انکو خبر بھی نہ ہونے پائیگی اور مین لے آؤنگا یہ کہکر طیران روانہ
ہوا دن ہی کو لشکر اسلام مین پہونچا دریافت کرنے لگا کہ قاسم بارگاہ مین رہتے
ہین مگر شاپور شیردل کہ ہر وقت لشکر مین پھرا کرتا ہی ایک دوکاندار نے خبر دی کہ
فلان ضعیف مرد جو جاتا ہی اُسنے نشان خیمۂ قاسم پوچھا تھا شاپور رلتو بلا کا عیار ہی
فورًا سمجھ گیا کہ یہ کام کسی عیار کا ہی پکارا کہ مجھے میان صاحب میرے پاس آئیے
مین آپ کو بتا دون بلکہ خیمۂ قاسم پر لے چلون چور کا دل کتنا شاپور نے جو پکار کر
کہا طیران بھاگا سوچا کہ شاید مجھے پہچان لیا شاپور تعاقب مین چلا جنگل مین جا کر
طیران نے صورت بدلی ایک گنوار کی شکل بنکر تیار ہوا اللہ کا نام لے پر دعوتی باندھے
شاپور نے جو دیکھا کہ ایک گنوار آتا ہی سوچا کہ یہ راہ گیر ہی مگر خیال کر کے دیکھا کہ
لشکر اسلام کو بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی اور شاپور کو دیکھتا ہوا آتا ہی ہر چند کہ شاپور نے
نہین پہچانا مگر راہ کاٹ کے چلا طیران نے جو دیکھا کہ یا تو یہ شخص ادھر آتا ہی اب اور
راستے پر جاتا ہی زفیل عیاری بجائی پانچ شاگرد طیران کے کہ جنگل مین چھپے ہوئے تھے
اُستاد کی زفیل سُنکر فورًا حاضر ہوئے طیران نے اشارہ کیا کہ یہ عیار جو جاتا ہی اسکو گھیر کر

مارلو یا پچون عیار شاپور پر آپڑے مگر شاپور نہنگ بحر عیاری وگوہر صدف قلزم طراری
ہے خنجر کھینچکر لڑنے لگا ایک ایک ہاتھ مین چار چار کو مار لیا ایک زخمی ہوکر بھاگا پلٹکر
دیکھا وہ عیار کہین نہین ہے شاپور حیران ہوا کہ یہ کہان گیا مگر طیران ایک غار مین چھپا
ہوا ہے کمندین چشم پوش کر دی ہین سرا ہاتھ مین جیسے ہی شاپور وہان پہونچا طیران نے
شیر کی آواز دی شاپور رکا طیران نے جھٹکا مار کے شاپور گرا طیران نے آکر حباب
مارا شاپور کو بیہوش کر کے پشتارہ باندھا چلے تو خیال ہوا کہ اپنے لشکر مین لیجاؤن
لیکن خیال مین آیا کہ شاپور کو جنگل مین باندھدون اسی کی شکل پر چلو شاپور کو ایک
درخت مین باندھا بشکل شاپور طرف لشکر اسلام کے چلا مگر شاپور بندھا ہوا ہو کر
حراسے گرد اڑتی دیکھا ایک جوان بلند و بالا قوم کا زنگی لبندہ ہاتھ مین جست وخیز کرتا
ہوا آتا ہے شاپور نے پہچانا کہ یہ تو جانسوز بن قران ہین پکارا کہ بھائی صاحب تم
کہان جاتے ہو جانسوز نے پلٹ کر شاپور کو دیکھا آکر شاپور کو کھولا شاپور فوراً
کھلتے ہی طرف اپنے لشکر کے بھاگا مگر طیران بشکل شاپور لشکر اسلام مین آیا طیران
کو شاپور جانکر کسی نے نہ روکا اسنے جاکر ایرج نوجوان کو بیہوش کیا سراپچہ چاک
کر کے لے بھاگا بھاگتا لشکر اسلام سے نکلا بھاگا ہوا جاتا تھا کہ ادھر سے
شاپور نے دیکھا پکارا کہ اوجانے والے ٹھہر جا مگر طیران نہ ٹھہرا بھاگا شاپور نے
پیچھا کیا ایک صحرا مین جاکر گھیر لیا طیران لڑنے لگا مگر شاپور نے دیکھ لیا کہ میرے آقا
کو لیے جاتا ہے ایک مقام پر ایک ہاتھ مار کے طیران کا شانہ نشانہ ہوا تب تو طیران گھبرایا
آخر پشتارہ چھوڑ کر بھاگا مگر شاپور نے پیچھا نہ کیا طیران نکل گیا شاپور نے ناچار ہوکر
پشتارہ ایرج کا اٹھایا لشکر مین لاکر ہوشیار کیا ایرج نے پوچھا اے شاپور خیر تو ہے
شاپور نے کہا آپ کو عیار لے چلا تھا مگر غلام نے رہا کیا شکر ہے کہ وہ ملعون زخمی
ہوکر بھاگا مین حضور کو لے آیا ایرج کو نہایت ناگوار ہوا مگر قاسم وغیرہ بر لے
خبر آئے شاپور نے بیان کیا کہ آج دو مرتبہ عیار آیا مگر خدا نے آپ سب کو بچا لیا
قاسم نے کہا یہ کیا بات ہے بہران نے ہمسے اقرار کیا تھا کہ کل آپ سے مقابلہ کرونگا

شاپور نے کہا دو جاہ و جلال آپ کا دیکھکر گھبرا گیا حیلہ کرکے پلٹ گیا اُسکا یہ بدلہ کیا انشاءاللہ
اُس نامرد سے سمجھونگا یہ فطرتین کین کہ جاکر عیار کو بھیجا اگر شاپور نہ آگاہ ہوتا تو ایرج کو
لے ہی گیا تھا مگر کہان جاتا ہو سر میدان بھاجا ئیگا طیران جو پلٹ کر گیا ہیران سے سب
حال کہا کہ مین ایرج کو لایا تھا مگر زخمی ہوکر بھاگا اب آج شب کو جاؤنگا جسطرح بنے گا
کسی کو لاؤنگا اے شہریار بڑا ستم یہ ہوا کہ شاپور نے مجھکو پہچان لیا اب اگر پھر جاؤنگا اور
دیکھ پائیگا تو روکیگا شام کو ایک سپاہی کی شکل بنکر چلا قضائے کار کاؤس صبا رفتار
چاندنی کی سیر دیکھتا ہوا جاتا تھا طیران نے دور سے دیکھا کہ ایک عیار کمین آتا ہو ڈر
خنجر کمین جانکر ایک گوشے مین چھپا کمند پیچ پوش کین کہ ناگاہ کاؤس پھرتا ہوا اُس
مقام پر پہونچا طیران نے [illegible] کمند [illegible] مین ناگاہ کاؤس کو پھنسایا اور بیہوش کرکے
لے بھاگا خیال مین ہے کہ اسکو لشکر مین [illegible] کرکے پھر آؤنگا سمجھ لونگا یہ سوچتا ہوا کاؤس
کو لیکر بارگاہ ہیران مین آیا بیان کیا کہ یہ عیار مسلمانون کا ہے اسکو قتل کیجیے یہ سنکر ہیران
نے اول کاؤس کو مسلسل کرایا حکم دیا ہوشیار کرو طیران نے ہوشیار کیا کاؤس کی
جو آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل پایا سر اُٹھاکر دیکھا ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال
بیٹھا ہوا حکم دے رہا ہے کہ اس عیار کو قتل کرو چند جلاد آکر کھڑے ہوئے مگر کاؤس کو
دیکھکر اُنکی آنکھون مین آنسو بھر آئے آپس مین کہتے تھے کہ یارو یہ عیار بلائے روزگار
ہے مگر افسوس کہ اسکی صفت مین جان جاتی ہے مگر ایک جلاد کہ نہایت ہی صاحب بیداد تھا
خنجر کھینچکر قریب کاؤس آیا گردن پر کوسے کا خط کھینچا کاؤس بیقرار ہوکر خدا سے دعا
مانگنے لگا کہ اے رحیم و کریم واے سمیع و علیم اس آفت سے بچا لے دشمن سے نجات دے

نظم

بر گنہگاران کرم کن یا کریم	بر غریبان رحم فرما یا رحیم
هر کرا حامی توئی اے کردگار	او نترسد از دشمن خوف و بیم
خاکساران از تو حاصل می کنند	گلشن فردوس و جنات النعیم
تو قدیری و غفوری و شکور	تو قدیمی و علیمی و حکیم
بهر خاصان هست لطف خاص تو	بهر عامان بهر زمان لطف عمیم

مگر قضا سے کار ہرکارے سے جو لشکر اسلام کے موجود تھے مقدمۂ قتل کاؤس دیکھا کیا
شاہزادہ ماہ عالم افروز کنارے پر لشکر کے کھڑا تھا ہرکاروں کو دیکھ کر [illegible] پوچھا
کہ بھائیو کہاں سے آتے ہو ہرکاروں کے آنسو ٹپک پڑے کہا ای شہزادے غضب ہو گیا
کہ کاؤس دربار بہران میں قتل ہوتا ہے ماہ عالم افروز جوان کمسن نے یہ ماجرا سنا جوں ہی
سنا شعلہ کانون سینے میں مشتعل ہوا مرکب کو بڑھایا مرکب دریائی زیر ران ہے طرارے
بھرتا ہوا چلا نشیب و فراز کو طے کرتا ہوا جاتا ہے معلوم ہوتا ہے پر نہیں لگے ہیں اگر کوئی
نخل سامنے آ گیا اور شاہزادے نے ایڑ کی تو نخل کو فرا گیا اگر بلندی ملی تو اس پر چڑھ گیا
اگر پانی ملا تو طرارہ بھر کر نکلا اس جوش و خروش میں شاہزادہ جاتا ہے مگر ہرکاروں نے
جو دیکھا کہ ماہ عالم افروز اپنے عیار کی محبت میں اکیلا چڑھ دوڑا ہے تو ڈرے کہ ایسا نہ ہو
شاہزادے پر کوئی افتاد پڑے آ کر ایرج نوجوان سے اطلاع کی ایرج سنتے ہی
مرکب پری پیکر گردون اشقر پر سوار ہوئے اور لشکر سے نکلے یہاں وہ وقت ہے کہ
بہران جلاد کو حکم دے رہا ہے کہ اس عیار کا سر کاٹ لے کاؤس بیقرار و اشکبار دعائیں
مانگ رہا ہے کہ ای خالق کون و مکان و ای رب دو جہان اس آفت ناگہانی و بلائے آسمانی
سے نجات دے رباعی ای آنکہ بملک خویش پایندہ توئی + وز و امن صبح و شب نمایندہ
توئی + دست من بیچارہ قوی بستہ شدہ + بکشائے خدایا کہ کشایندہ توئی + بیقرار
ہو کر جب کاؤس نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دربارگاہ میں [illegible] ہوا بہران
نے کہا ارے دیکھو تو دروازے پہ کیسا غل ہو رہا ہے [illegible] شاہزادہ ماہ عالم افروز
مرکب کو اڑاتا ہوا قریب دربارگاہ پہونچا دربار کا سالار جو دروازے پر بیٹھا ہوا تھا
اسنے روکا یہ کب رکتے ہیں چاہا کہ اندر جاؤں دربار کے سالار نے ہاتھ تلوار کا مار دیا
شاہزادے نے کلائی تھام کر ایک طمانچہ مار دیا کہ سر دربار کے سالار کا اڑ گیا [illegible] ڈھلکتا
ہوا بارگاہ میں پہونچا بہران نے گھبرا کر پوچھا ارے یہ کس کا سر ہے کہ پردہ بارگاہ کا
اٹھا شاہزادہ رستم خصال سہراب جلال نمایاں ہوا مثل اہل اسلام کے صاحب
سلامت کی اہل دربار نے چاہا کہ بگڑیں بہران نے منع کیا کہ اپنے مذہب کی تعریف

کرتا ہو سمنفار اکیا نقصان ہو شاہزادے نے آتے ہی جلاد کو مارا کاؤس کو رہا کیا اور
بچکار کر کہا ادبیران اگر کچھ دعوی ہو تو روک لے مین یہ چاہتا ہون کہ اسوقت تلوار
چلے جرأت کا حال کھلے شاہزادہ چاہتا ہو کہ اگر بیران اُٹھے تو مین اس سے مقابلہ کرون
مگر بیران نہین اُٹھتا چپکا بیٹھا ہو کہ نعرۂ شیر کی آواز آئی نقد روح روان قاسم عالیشان
ایرج نوجوان تیغ برہنہ کھینچے ہوے اندر بارگاہ کے آئے دیکھا کہ شاہزادہ کلام
سخت کر رہا ہو مگر کوئی جواب نہین دیتا آکر کہا ای نور نظر یہ کافران بازیگر مقابلہ نکرینگے
تم جس واسطے آئے تھے وہ مطلب ہو چکا کہ کاؤس رہا ہو گیا اب چلو سر میدان
سمجھ لین گے جب ایرج نے اسطرح پر کہا تو شاہزادے نے کاؤس کو اُٹھا لیا ماہ عالم افروز
و ایرج ومہتر کاؤس بارگاہ بیران سے باہر نکلے افسرون نے کہا ای پہلوان جہان
اگر آپ حکم دین تو ان تینون جوانون کا سر کاٹ لین زبان سے بیران کی بے اختیار
نکلگیا کہ ہان یارو انکو ار لو ایرج و ماہ عالم افروز بیچ لشکر مین پہونچے تھے کہ لینا
لینا کی آواز آئی تمام فوج ان شیرون پر آپڑی اول ایرج نے نعرہ کیا کہ با شیدای

کافران بے حیا وای نابکاران پر دغا نعرۂ ایرج

ملک ایرج آن آفتاب منیر	کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
چو تیغم بلے برکشم از غلاف	تزلزل فتد در میان مصاف
اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم	زگاو زمین بیخ و بن برکنم

ماہ عالم افروز نے بھی نعرہ کیا دونون جوان لڑنے لگے مہتر کاؤس دونون جوانون کی
پشتی بانی کر رہا ہو کئی حقہ ہاے آتشبازی مارے کہ کئی سو سوار جلے مگر ایرج نوجوان
و شاہزادہ والاقدر لڑتے بھڑتے لشکر بیران سے نکلے لشکر ناچار پلٹا بیران نے
جب سنا کہ دونون جوان پلٹ گئے تب گینڈے پر سوار ہو کر آیا کہتا تھا کیون
یارو وہ جوان بھاگ گئے سب نے کہا دونون جوان لڑتے ہوے گئے ہین وہ
جوان بھاگنے والے نہین ہین آپ نے دیر کی بیران نے کہا اگر وہ ٹھہر جاتے
تو مین انکو گرفتار کر لیتا ایک نے دوسرے سے اشارہ کیا کہ دیکھو یارو انکو

کیا جواب دین وہ جوان اسقدر لڑے کہ کئی ہزار جوان مارے گئے جب وہ جا چکے
ہین تب آئے ہین اب اظہار جرأت کرتے ہین لشکر ہیران مین تو یہ ذکر ہے مگر یہ دونون
جوان لڑ بھڑ کر لشکر کفار سے نکلکر اپنے لشکر مین آئے قاسم بھی یہ خبر سنکر تیار ہوئے
تھے کہ براے مدد فرزندان جاؤن انکو بچا کر لاؤن لشکر بھی تیار ہوا تھا کہ ساتھ قاسم
کے جائین اور اپنے پہلوانون کو بچائین کہ دونون جوان آکر پہونچے دریاے خون
مین نہائے ہوئے تیغہ ہاے خون آلودہ ہاتھ مین کہنیون سے خون ٹپکتا ہوا گویا کہ
ہولی کھیلکر آئے ہین قاسم نے پوچھا کیا معرکہ گذرا ایرج نے کہا قبلہ و کعبہ اصل یہ ہے
کہ آپ کا فرزند ماہ عالم افروز نہایت جری ہے بارگاہ ہیران مین قیامت برپا کر دی
ہیران نے دخل نہ دیا جب وسط لشکر مین آئے تب فوج نے گھیرا کس زور و شور سے
ماشاء اللہ غلام آپ کا لڑا ہے دشمن کو چن چن کر مارا یہ غلام آپ کا ہمراہ اسکے مصروف
جنگ تھا کاؤس نے بھی بڑا کام کیا کسی کو ہماری پشت پر نہین آنے دیا قاسم نے
ماہ عالم افروز کو گلے سے لگایا فرمایا اے فرزند باپ تمھارے تعریفین کرتے ہین یہ سنکر
شاہزادہ براے تسلیم خم ہوا مگر ہیران جو بارگاہ مین آیا عیار کو بلا کر کہا تو نے دیکھا
مین نے کیا صبر کیا کہ ان دونون کو جانے دیا اگر تجھسے ہو سکے تو گرفتار کر لا مین فوراً
قتل کرونگا عیار نے کہا مین ابھی جاتا ہون یہ کہکر بانہاے عیاری لگا کے روانہ
ہوا بصورت مبدل لشکر اسلام مین آکر پھرنے لگا ہر ایک سے پوچھتا پھرتا تھا
کہ ماہ عالم افروز کس خیمے مین رہتا ہے اہل بازار نہ بتا نہین سکتے بعض نے یہ کہا کہ ..
سامنے جو بارگاہ ہے بزنگار اسمین ماہ عالم افروز رہتے ہین طیران نے یہ
خبر سنکر پشت بارگاہ شاہزادے پر ہر اچہ چاک کیا قضا سے کہ وہ بارگاہ ایرج کی
تھی دیکھا ایرج پڑے سو رہے ہین طیران نے آکر بیہوش کیا پشتارہ باندھکر اسی
راہ سے لے نکلا جست و خیز کرتا ہوا جاتا تھا مگر میر طلایہ پھرتا ہوا آیا اُسنے نگہبانون کو
پکارا کسی نے آواز نہ دی میر طلایہ اندر آیا پلنگ ایرج کا خالی دیکھا گھبرا کے نکلا
شاپور کو آواز دی شاپور بھی پھر رہا تھا آواز سنکر آیا میر طلایہ سے پوچھا میر طلایہ نے

بیان کیا کہ ایرج کو کوئی چرا لے گیا یہ سُنکر شاپور گھبرایا اتفاقیہ جنگل مین چلا مگر طیران پشتارہ
لیے ہوئے ایک صحرا مین پہونچا وہ وقت نزد صبح ہے جنگل و صحرا تمام پُر بہار طائرونکی
چہکار پھولونکا جابجا انبار بعض طائر منقارین کھولکر تعریف مین پروردگار کی زمزمہ سرا
ہوتے ہین بعض اُڑتے پھرتے ہین بعض آشیانون سے منہ نکالے ہوئے تعریف باغبان
قضا و قدر کر رہے ہین پھول دم محبت گل طراز عالم کا بھرتے ہین طیران بہار صحرا
دیکھکر خوش ہوا سیر کرتا ہوا جاتا ہی پیاس کی شدت ہوئی ایک چشمے پر آکر پہونچا اور
پشتارہ رکھدیا منھہ ہاتھہ دھویا ششتے لگا تو ایرج کا کھلا ہی معلوم ہوتا ہی آفتاب
عالمتاب مشرق سے برآمد ہوتا ہی اُس منزل پر روشنی ہو رہی ہی طیران کھڑا ہوا ہی
چاہتا ہی ذرا آنکھ لگے تو روانہ ہون کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا کہ ایک نقابدار
بادل پوش گھوڑا اُڑاے ہوئے آتا ہی باز کو تیہو پر چھوڑا تھا باز کب باز آتا ہی پنجے
مار مار کے تیہو کو زمین پر گرایا جہان پشتارہ تھا وہین آکر گرا باز بھی اُسی مقام پر
آکر پہونچا سینے پر تیہو کے چڑھ بیٹھا بال و پر شکار کے نوچنے لگا نقابدار بھی آکے
گھوڑے سے کودا اول تو باز کو اُٹھا لیا پلٹ کر دیکھا کہ ایک جوان رعنا غنچہ گردن
بلند بالا چہرہ آفتاب عالمتاب بیہوش و مدہوش پشتارے مین بندھا ہی اور ایک
عیار ٹہل رہا ہی نقابدار نے پوچھا ارے تو کون ہی کہ اس جوان کو لیے جاتا ہی یہ
سُنکر طیران نے کہا بہران بلا افگن جو پہلوان ہی اُس جوان سے لڑائی پڑی بہران
کے حکم سے مین اسکو لیے جاتا ہون وہ انکو قتل کریگا یہ سُنکر نقابدار کو غصہ آیا کہا کہ او
نالایق یہ جوان اس لایق ہی کہ اسکو قتل کرے یہ تو اس لایق ہی کہ اسکو پہلو مین بٹھاوے
عیار نے کہا کسکی مجال ہی کہ جو اس جوان کو یہان سے لیجاے اگر اپنی جان خیر چاہتا
ہی تو چلا جا یہ سُنکر نیزہ نقابدار نے سینے پر عیار کے رکھدیا کہا ہی شرط کہ نیزہ بھونکدون
عیار نے کہا میری جان بخشی کیجیے نقابدار نے نیزہ ہٹا لیا عیار تو ایک طرف چلا
نقابدار نے پشتارہ اُٹھا کر مرکب پر رکھا اور روانہ ہو گیا مگر عیار خستہ و شکستہ حیران
و پریشان بارگاہ بہران مین آیا وہ وقت ہی کہ شاپور شیر دل بصورت خدمتگار

بارگاہ بہران مین موجود ہی بہران نے پوچھا اے طیران کیا کیا طیران نے جواب دیا کہ رات کو اپنی جان لگادی ایرج کو لیکر آیا تھا مگر راہ مین نقابدار نے چھین لیا مین ناچار پلٹ آیا بہران نے کہا او دیوانے یہ نہ ہوسکا کہ مقام نقابدار دیکھکر آتا کہ مین لشکرکشی کرکے جاتا اُس نقابدار کو ذلیل کرتا بلکہ سر کاٹ لاتا طیران نے کہا مین اب جاکر پتہ لگاتا ہون لیکن شاپور شیر دل نے جو یہ حال نقابدار کے لیجانیکا طیران سے سُنا تو اپنے آقا کی خبر سنتے ہی بھاگا اِس خیال سے کہ چلکر اپنے آقا کو تلاش کرون اول اُس صحرا سے پُر بہار مین آیا دیکھا کہ ایک جادوگرنی آتی ہی اور سحر کرتی پھرتی ہی شاپور سوچا کہ اِسی کے سحر کا یہ صحرا ہی اِسکو مارون تو شاید مطلب حاصل ہو ایک نازنین کی شکل بنکر ایک درخت کے سایے مین بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا

نظم

کرکے تنہا مجھے اے دوست گلفام گیا
غم الم سونپ گیا طاقت و آرام گیا

کیا اُسے خط مین لکھون کیا مین زبانی کہدون
قاصد اب تک نہ پھرا لیکے جو پیغام گیا

وعدہ کرکے جو گیا شب کو نہ آیا ہرگز +
انتظاری مین تری یہ سحر و شام گیا

جسم لاغر کو مرے دیکھکے کہتے ہین طبیب
زندگی اُسکی کہان جسکا گل اندام گیا

نعرہ کھینچون ہون تصور مین شب و روز مدام
رونا اِن چشمون کا ہرگز نہ صبح و شام گیا

ذکر واحد علی کر رب کا ملادیگا وہی
دام مین لیکے مجھے وہ بُت خودکام گیا

اُس ساحرہ نے جو آواز گانے کی سنی پلٹ کر قریب شاپور کے آئی منھہ جو کھولا بجلی چمکگئی گھبرا کر پوچھا اے مہ جبین کہان سے آئی ہو اِس صحرا سے تمکو کیا کام وہ نازنین رونے لگی کہا حضور میرا حال قابل سننے کے نہین ہی ساحرہ نے کہا اے نازنین مین ساحرہ ہون جو حکم دو وہ بجا لاؤن ابھی کرکے دکھاؤن آسمان کے تارے لاسکتی ہون تب اُس نازنین نے کہا اے ملکۂ عالم اصل کیفیت یہ ہی کہ میرا شوہر مجھکو لیے جاتا تھا قزاقون نے آکر لوٹ لیا اور شوہر کو پکڑ لے گئے مین کئی دن سے اِسی مقام پر پڑی ہون شیر اور بھیڑیے نے دکھایا کہ جان جاتی آرام تو پاتی آج کئی دن گذرے اِسی بھوک و پیاس مین مگر موت نہین آتی شوہر کو گرفتار کرکے میرے سامنے لے گئے اِن آنکھون نے

دہ بدعت دیکھی کہ خاک کسی کو نہ دکھائے ساحرہ نے کہا میرے مکان پر چلیے وہاں چلکر کھانا
وغیرہ پیش کرون بھوک و پیاس تمھاری ستاؤن نازنین نے کہا اے مہربان کھانے سے
زیادہ شراب کی ہوس ہے شراب ممکن ہو تو جان بچ جائے ساحرہ نے کہا مین ابھی لاتی
ہون یہ کہکر سامنے سے بھاگی بھٹی سے شراب لائی لاکر سامنے نازنین کے رکھدی نازنین
نے اُس شراب کو اُلٹ پلٹ کیا اُس سے مراد یہ تھی کہ شراب مین بیہوشی ملائی جام لبریز
کرکے سامنے ساحرہ کے پیش کیا ساحرہ نے کہا پہلے تم پیو نازنین نے کہا تم جان بخش ہو
پہلے تمکو پلاونگی تب پیونگی ساحرہ اُس جام کو پی گئی پیتے ہی گھبرا کر بولی کہ یہ شراب
کیسی تھی کلیجہ دھڑکنے لگا معلوم ہوتا ہے بدن مین آگ لگ گئی کوئی آسمان پر لیے جاتا
ہے نازنین نے کہا ذرا اُٹھکر ٹہلیے ہوا لگے تو نشہ کم ہو ساحرہ اُٹھی کہ ٹہلوں ہوا کھاؤں
بیہوشی اپنا کام کرچکی تھی لڑکھڑا کر گری گرتے ہی بیہوش ہوئی شاپور نے خنجر نکالکر ساحرہ
کا سر کاٹا مرتے ہی ساحرہ کے ہنگامہ ہوا آگ برسنے لگی آواز آئی کشتی مرا نام مین
گلزار جادو بود ساحرہ کو مار کر شاپور آگے بڑھا مگر وہ نقابدار بادل پوش ایرج کا
اِنتظار دیکھتے ہوے اپنے باغ مین آئی مسند آراستہ کی ایرج کو مسند پر بٹھا کر جمال
دیکھنے لگی حیران جمال و محو دیدار تھی جی مین کہتی ہے یہ جوان کون ہے کہ شعلۂ حسن دلفریب
نے کلیجہ مین آگ لگادی ایرج کے تلوے سہلانے لگی ایرج نے آنکھ کھولکر دیکھا
ایک نازنین خوبرو قد سرو لب جو آنکھین رشک دیدۂ آہو ہمہ تن برحسن پیکر ایرج
بھی مائل ہوے تیغ ابرو کے گھائل ہوے پوچھا اے ملکۂ عالم نام نامی و اسم گرامی
کیا ہے مین اپنے فرش خواب پر سوتا تھا یہان کیونکر پہونچا ملکہ نے کہا نام مہر دلفریب
ہے اس جزیرے کو جزیرۂ احراسیہ کہتے ہین احراس زحل پیشانی کہ پہلوان زبردست
ہے اِس کنیز کا باپ ہے یہ باغ گلفشان مین نے بنوایا ہے آپ کو عیار لیے جاتا تھا مین
اُس سے چھین لائی یہ کہکر ملکہ نے جام شراب پیش کیا ایرج نے ہاتھ رکھدیا دلفریب
نے کہا مین جانتی ہون کہ آپ نے کسی سے قسم لی ہوگی مگر مین تو ایک غیر آدمی ہون
ایرج نے جواب دیا کہ اے ملکۂ عالم یہ تو ثابت ہو کہ مذہب تمھارا کیا ہے دلفریب نے

کہ جمشید ثانی ہمارہ خداوند ہی ایرج نے کہا وہ مکار وجعلساز ہمارے شہریار کے ہاتھ سے بھاگتا پھرتا ہو انشاء اللہ موت اُسکی قریب ہی بادشاہ حمجاہ برائے فتح مرحلہ جات گئے ہین انشاء اللہ وہان سے وہ پلٹین تو لشکر کشی ہو ایسے کو خداوند جانتی ہو اُسپر لعنت کرو اُس پروردگار کا مذہب اختیار کرو کہ جسنے ایک کلمۂ کن سے زمین و آسمان بنایا اُسکو سجدہ کرو دلفریب نے ایرج کے کہنے سے کلمہ پڑھا اور کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوئین اب جام چلنے لگا صحبت عیش آراستہ ہوئی آواز ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی اختلاط ظاہری ہونے لگا مگر شاپور ڈھونڈھتا ہوا سامنے اُس باغ کے پہونچا سُنا کہ کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ چلا چلا کے گا رہا ہی

نظم

رات دن رہتی لگین محو تماشا آنکھین
ہمسری یار سے گلشن مین کیا کرتی ہی
ہر گھڑی یار پہ پڑتی ہی نظر خوف یہ ہی
سیر دریا کا ارادہ ہو اگر ای یم حسن
تر لگین چشم اگر یار کی دیکھے ساحل

ہین آفت نہ کرین پھر کوئی برپا آنکھین
کور ہو جا ہین تری نرگس شہلا آنکھین
کہین ایسا نہ ہو کر دین مجھے رسوا آنکھین
ابھی رو رو کے بہا دیتی ہین دریا آنکھین
پھر دکھالے نہ کبھی نرگس شہلا آنکھین

شاپور شیر دل تھکا ہوا تھا ایک نخل کے نیچے بیٹھکر سو گیا مگر طیران صبا رفتار پھرتا ہوا قریب باغ کے پہونچا پشت باغ سے آکر دیوار پر چڑھا ایرج کو پہلوے دلفریب مین دیکھا جلگیا جی مین کہتا ہو کہ یہ شاہزادہ عاشق ہی اگر بہران سُن پائیگا تو قیامت برپا کریگا ان دونون کو زندہ نہ چھوڑیگا انکے قتل سے مُنھ نہ موڑیگا مگر یہی بہتر ہی کہ اپنے آقا سے اطلاع کرون کہ دختر احراس زرد پیشانی لشتارہ مجسے چھینکر لے گئی ہی ایرج کو پہلو مین لیے بیٹھی ہی چلکر دونون کو گرفتار کر لیجیے جو سزا ہو سزا دیجیے کہ اُنکو بھی سرکشی کا مزا ملے بہران اُسی وقت سوار ہوا بارہ ہزار سوارون کو ساتھ لیکر چلا مگر کہتا ہوا کہ دیکھو تو اس گیسو بریدہ نے کیا گستاخی کی نام میرا اُسنا اور باز نہ آئی دیکھو تو کیا قیامتین برپا کرتا ہون جاکر دونون کو قتل کرون ایک کو زندہ نہ چھوڑون اگر احراس دخل دیگا تو وہ بھی میرے ہاتھ سے

قتل ہوگا مین کیا کوئی بات اُٹھا رکھونگا اور اگر احراس نے دخل نہ دیا تو مین بھی اُسپر متوجہ نہ ہونگا اکڑتا ہوا بل کرتا ہوا بیچ کو سامنے باغ کے پہونچا یہان کنیزون نے ملکہ کو خبر دی کہ بہران بلا افگن لشکر کشی کر کے آیا ہو شاہزادے کا مشتاق ہو کہتا ہو کہ اگر اپنی خیر چاہو تو اُس جوان کو نکالدو مین سمجھ لونگا ایرج تیغہ ٹیک کر اُٹھے فرمایا کہ اے ملکہ میرا جانا ہی بہتر ہو میرا ٹھہرنا یہان بہتر نہین ہو ملکہ رونے لگین کہا صاحب میرا تو یہ حال ہو دل پر ہجوم غم و ملال ہو کہ جی نہین چاہتا کہ ایک دم آپ کو اپنے سے جدا کرون بقول شاعر نظم

بہار لالہ و گل سے لگی ہو آگ گلشن مین
گریبان پھاڑ کر چل بیٹھیے صحرا کے دامن مین

یہ سودا ہے شہادت ہو ہمارے سر کو اے قاتل
تری تلوار کا دم بھرتی ہو جو رگ ہو گردن مین

نہین روزن جو قصر یار مین پروا نہین ہمکو
نگاہ شوق رخنہ کرتی ہو دیوار آہن مین

طریق عشق مین آتش قدم مجھسا نہ گذریگا
گریبان مین بھی ہو جب لگی ہو آگ دامن مین

جنون کے جوش مین اکجا نہین دم بھر قرار آیا
کبھی گلشن سے صحرا مین کبھی صحرا سے گلشن مین

عذاب گور کا دان سا تماشا یان رنج دنیا کا
نہ گھر مین چین زندون کو نہ مردونکو ہو مدفن مین

شریف کعبہ کو کعبہ مبارک ہمنوا اے آتش
بتون کو نکو گھورنے جاتے ہین اب دیر برہمن مین

شاہزادہ ملکہ کو سمجھا رہا ہو کہ اے ملکہ عالم نہ گھبراؤ انشاء اللہ بہران کا سر لاتا ہون تردد نہ کرو میرے فرزند کے ہاتھ سے اسنے شکستین کھائین مگر عیار کے بھروسے پر اب بھی چاہتا ہو کہ مقابلہ نہ کرون اور مطلب نکل آئے انشاء اللہ آرزو دل کی دل مین رہیگی یہ فرما کر ایرج نوجوان اسطرف سے چلے مگر نوبت نقارے جو بجے شاپور کی آنکھ کھلی سر اُٹھا کر دیکھا کہ بہران بلا افگن گینڈے پر سوار فوج کو درست کر رہا ہو شاپور گھبرا گیا بہران نے چاہا باغ مین داخل ہون کہ دروازہ باغ کا کھلا شاہزادہ ایرج نوجوان آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری نبیرۂ صاحبقران فرزند قاسم نوجوان برآمد ہوا معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب عالمتاب اپنے برج سے باہر آیا شعشۂ نور جمال سے تمام میدان نورانی ہوگیا اور للکارا کہ او بہران آگے نہ بڑھنا ہمارا ناموس ہو ہم باغ مین نہ جانے دینگے جسطرح چاہو مقابلہ کرو

ببران نے جو ایرج نوجوان کو مثل شیر غضبناک دیکھا کہ چہرہ آفتاب عالمتاب جرأت مین بھی
لاجواب طرف ایرج کے چلا مگر ہرکارے خبرین لیکر بھاگے سامنے احراس کے آئے
کہا اے بادشاہ غضب ہوا کہ ببران بلا افگن باغ پر ملکہ کے چڑھ آیا ہے اُسکا ارادہ ہے کہ باغ
مین چلون احراس نے پوچھا کچھ سبب بھی پوچھا کہ باعث کیا ہے شاید اُسنے تصویر میری بیٹی
کی دیکھلی عشق کے جوش مین آیا ہے ہرکارون نے کہا غلامون کو نہین ثابت کہ مطلب اُسکا
کیا ہے ہمنے جو دیکھا کہ وہ فوج لیکر آیا خبر لیکر بھاگے کہ سرکار خفا ہونگے کہ ہمکو خبر نہ کی
ہماری بیٹی کی رسوائی ہو گئی حضور کے خوف سے چلے آئے جو دریافت کیا وہ عرض
کرتے ہین احراس اُسی وقت سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج لیکر چلا اُس وقت پہونچا کہ
ایرج سے بعد نیزے اور تلوار کے کشتی ہو رہی تھی دونون لشکر تماشا کشتی دیکھ رہے ہین
کہ احراس آکر پہونچا احراس نے دیکھا ایک جوان خوبصورت ببران سے لڑ رہا ہے
کرشمۂ نور جمال سے تمام میدان نورانی و منور ہے اور ایک عیار طرار تیغچہ ہاتھ مین
لیے کھڑا ہے کسی کو پشت پر نہین آنے دیتا حیران تھا کہ یہ جوان کون ہے اور اِنکے اُسکے جنگ کا
کیا باعث ہے پکار کر پوچھا اے ببران تُنے اِس باغ کو آکر کیون گھیرا ببران نے کہا اے
شاہ مین متلاشی اس جوان کا آیا ہون میرا عیار اُسکو لاتا تھا آپ کی صاحبزادی نے
بڑی گستاخی کی کہ میرے عیار سے پشتارہ چھین لیا مین خبر سُنکر آیا یہ جوان متعرض ہوا
مین اِس سے لڑ رہا ہون اِسکو زیر کر کے اہل باغ کو سزا دونگا یہ جوان کیون میرے
مقابلے مین آیا ایرج نے پکار کر کہا اے بادشاہ یہان کھڑے ہو کر تماشہ دیکھو تھوڑی
دیر مین حال کھلجائیگا کہ یہ بھاگتے پھرینگے اور یہ لشکر بھاگے گا آپ تماشہ تو دیکھیے کہ کیا
گذرتی ہے ایک جانب یہ بادشاہ بھی ٹھہرا تماشہ دیکھنے لگا دونون جوانون سے کشتی
ہو رہی ہے دونون لشکر دیکھ رہے ہین مگر احراس کو حیرانی ہے کہ اِس جوان کو دلفریب
کیون لائی کیونکر دریافت کرون تین پہر برابر کشتی ہوئی پہر دن رہے ببران اِسقدر
عاجز تھا کہ اپنی جان سے بیزار ہو گیا چاہتا ہے جلدی فیصلہ ہو دونون سونڈے تھا مگر
ایرج کو پکڑ لے دوڑا ہر چند ایرج چاہتے ہین کہ رکون مگر نہین رک سکتے کوئی

دس قدم ریلکر لایا وہان آکر یکبار ایا بان گشنہ ایرج کا آشنا بہ زمین ہوا تڑپ کر لنگر مارا
مرا پشت پا تک غرق ہوئے بیران نے اوپر چاہا کر مین ہاتھ ڈالا اسطرح کے زور کیے
کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اُسکو اُکھیڑ لیتا مگر اس کوہ وقار کے لنگر مین جس وحرکت نہ پائی تھک کر
ہاتھ ہٹالیا اور کہا اب آپ کے زور کا مشتاق ہون ایرج نے دونون مونڈھے تھامے
سینے مین سر اڑا یا ریلکر لے دوڑے پچیس تیس قدم ریلکر لائے وہان پر لاکر یکبار ادونون
گھٹنے بیران کے آشنا بہ زمین ہوئے ایرج نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے زور
مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا بیران پکارا
کہ مین مسلمان ہوتا ہون چاہتا ہون آپ کی اطاعت کرون سرکار کے ہمراہ رہون کیونکہ
باطل پرستی مین ساری عمر کٹی اب حق پرستی کرونگا ایرج نے ہاتھ سے رکھدیا بیران قدمون پر
گرا ایرج نے سر اُسکا چھاتی سے لگا لیا کل لشکر اسکا مسلمان ہوا ایرج طرف باغ کے
چلے کہ احراس نے بڑھکر کہا اے شہریار باغ مین نہ جانے دونگا ایرج نے کہا مین ضرور
جاؤنگا احراس نے کہا جب تک مجھکو زیر نہ کیجیے گا جبتک نہ مانونگا بیران نے جو دیکھا کہ
میرے آقا کو روکتا ہے تڑپ کر قریب آیا کہا اے احراس آقا کا مرتبہ تو اعلی ہے مین تجھ سے
موجود ہون ابھی جنگ آغاز کر اگرچہ تھکا ہوا ہون مگر تیرے لیے کافی ہون اور آقا
سے تو کیا لڑیگا آقا کو خدا نے زور و قوت جلالت عطا کی ہے خوبصورت ایسے کہ جو دیکھے
وہ حیران ہو جائے دیکھنے والا یہی آرزو کرے کہ پروانہ وار گرد پھرون سایہ دامن
دولت مین رہون جب احراس نے دیکھا کہ بیران آمادہ ہے کہ لپٹ پڑون اپنے ایرج
کا ہاتھ چھوڑ دیا اور کہا خیر یہ بھی جبر سہونگا آپ باغ مین جائین مین باہر رہونگا لیکن
صبح کو آفت برپا کرونگا ایرج نے کہا جو تجھسے ہو سکے تقصور نہ کر یہ فرما کر ایرج داخل
باغ ہوئے احراس باہر آترا بارگاہ استاد کرائی بارگاہ مین اپنی آکر بیٹھا سردارون
سے کہنے لگا کہ دریافت تو کرو کہ دلفریب اس نوجوان کو کیون لائی اُسکو تو مرد کے
نام سے نفرت تھی چند سردار ٹہلتے ہوئے در باغ پر گئے کنیزون سے پوچھا کہ ملکہ
کیا کر رہی ہین کنیزون نے کہا جبتک شاہزادہ باہر بیران سے لڑا وہ کوٹھے پر دعائین

کرتی تھیں جسوقت سے اندر آئے ہیں نذرین نیازین ہو رہی ہین اب دونون صحن خانہ
مین اختلاط ظاہری آپس مین ہو رہے ہین لہذا سابق مین نفرت تھی اب مرتے ہین
ہو مگر وہ جوان ایسا ثابت قدم ہو کہ اُسنے ابتک افعال باطن کی طرف توجہ نہین کی اُنکے
مذہب کا دستور یہ ہو کہ عقد و نکاح ہوتا ہو ابھی تک کوئی صورت عقد کی نہین ہوئی
مگر اقرار ہو رہے ہین سردار نے یہ سب دریافت کرکے احراس سے کہا احراس نے
دریابار احراسی نامے عیار سے کہا کہ تو ملکہ کو چُرا لا دریابار نے کہا مین جا کے
لے آؤنگا اور فکر مین نکلا پشت باغ پر آیا کمند کے ذریعے سے باغ مین پہونچا ایک
کنیز کی شکل بنکر محفل مین آیا بیٹھا رہا جب یہ دونون شیدائی یک دیگر محفل سے اُٹھے
اور چھپر کھٹ پر آکر آرام کیا دریابار اُٹھا کنیزون کو تو بیہوشی دی تھی کہ جو جہان
گری بیہوش ہو گئی دریابار بے خوف قریب پلنگ ملکہ کے پہونچا ملکہ کو بیہوش کیا اور
پشتارہ باندھکر لے بھاگا باغ سے نکلگیا پشتارہ بدوش جاتا ہو قضائے کار اس
باغ سے قریب ایک پہاڑ ہو شداد قوی بازو نامے ایک پہلوان وہان رہتا ہو
کہ مدت سے دلفریب پر مائل ہو اُسکو ہرکارون نے خبر دی کہ نبیرہ صاحبقران یعنی
ایرج نوجوان کو دلفریب لائی اور باغ مین لیے بیٹھی ہو بہران بلا افگن آیا تھا کہ
سزا دون ایرج نے اُسکو زیر کیا وہ مسلمان ہوا اب احراس کوشش کر رہا ہو مگر
ایرج سے کچھ زور نہ چلیگا سامان تیز رو اُسکا عیار ہو اُس سے کہا اب مجھکو نا امیدی
ہوئی ابتک خیال تھا کہ شاید کبھی سرفراز کرے مگر اب دشوار ہو کہ وہ مجھپر توجہ کرے
مین نے سب کتابین مسلمانون کی دیکھی ہین کسی مین یہ نہین دیکھا کہ معشوق ان کے
قبضے مین آکر نکلجائے ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان والا تبار نے اسی تکرار پر جان دی
کہ زرتشت جین کامرانی خواہان تھا اُسنے قصد کیا کہ ملکہ پر قبضہ کرون تب ملکہ نے ناچار ہو کر
جام زہر پی لیا ایسی مزاج کی جلیل تھین کہ ستر دس خواصون نے ساتھ دیا سب نے
جان دی اور زرتشت مین کے ساتھ جانا گوارہ نہ کیا پس اب غیر ممکن ہو کہ دلفریب
مجھپر توجہ کرے سامان تیز رو بانہ سے عیاری لگا کر تیار ہوا کہا مین جاکر ابھی لاتا ہون

پھرتا پھراتا ہوا اُسوقت پہونچا کہ عیار احراس ملکہ کو لیکر پشت باغ پر آیا ہی سامان
نے اندھیرے مین عیار کا پیچھا کیا جب عیار جنگل مین پہونچا تو سامان نے حلقہ ہاے
کمند سر راہ بچھا دیے گوشے مین بیٹھکر اُسے گرفتار کیا جنگل مین اُسکو باندھکر پشتارہ لیکر
بھاگا مگر صبح کو ایرج نوجوان جو بیدار ہوے ملکہ کو پلنگ پر نہ پایا کنیزون سے پوچھا
کنیزون نے کہا ہم نہین جانتے ایرج نے شاپور سے کہا اے متردد الاگہر مقام افسوس
ہی کہ تم باغ مین موجود تھے اور کچھ فکر نہ کی شاپور نے کہا مین ابھی جا کر پتہ لگاتا ہون
یہ کہکر شاپور بصورت مبدل بارگاہ احراس مین آیا احراس سردارون سے کہرہا ہی
کہ رات کو عیار ہمارا گیا تھا نہین معلوم اُسپر کیا گذری لوگ کہ رہے ہین کہ باغ مین
اُس نوجوان کا عیار بھی موجود ہی وہان کیونکر گذر ہوا ہوگا شاپور باہر نکلا طرف
صحرا کے چلا جنگل مین آکر دیکھا کہ ایک عیار درخت سے بندھا ہی شاپور نے اُسکو
آکر کھولا اور پوچھا کہ تو کون ہی اُس نے بیان کیا کہ مین احراس زحل پیشانی کا عیار
ہون دلفریب کو لینے چلا تھا کسی نے مجھکو بیہوش کرکے یہان باندھا ملکہ کو لیگیا
شاپور نے کہا کچھ آگاہ ہو کون لے گیا عیار نے کہا سامنے کوہ فلک شکوہ ہی اُسمین
شداد قوی بازو نامے پہلوان رہتا ہی اُسکا عیار سامان تیز رو ہی کیا عجب ہی کہ اُسکا
یہ کام ہو شاپور نے کہا خیر اب تم تو جاؤ کہ بے خطا ہو مین تدبیر کرلونگا شاپور گھبرایا
ہوا نزدیک کوہ پہونچا ایک فقیر کی شکل بنکر سوال کیا کہ حضور کئی دن سے بھوکا ہون
شداد غم مین ملکہ کے بیٹھا تھا کہ عیار جو ملکہ کو لایا شداد خوشی خوشی پاس ملکہ کے
پہونچا ملکہ کی جو آنکھ کھلی اور غیر مکان دیکھا گھبرا گئی شداد جو سامنے آیا منھ چھپا لیا
کہا اے شخص میرے سامنے نہ آنا ورنہ بہت پچھتائیگا مین تیرا قریب بیٹھنا قبول نکرونگی
شداد اُس غم مین بیٹھا ہوا تھا کہ فقیر نے سوال کیا جھلا کر کہا بڑے میان صاحب
جاؤ ہم نہین معلوم کس غم مین بیٹھے ہین طبیعت اُداس عالم یاس فقیر نے کہا بابا
کیا فکر ہی داتا پوری کریگا فقیرون سے تو بتاؤ شداد نے کہا بڑے میان صاحب
دلفریب نامے ایک شاہزادی ہی کہ مدت سے اُسپر عاشق ہون عیار میرا لایا

مگر مین جو اُسکے پاس گیا تو اُسکو مجھسے نفرت ہی کنارے ایک گوشے مین منھ چھپائے بیٹھی ہی
فقیر نے کہا اگر میرا سامنا کرا دیجیے تو ایسے دو انجھر ماروں کہ آپ پر مائل ہوکر حلقۂ محبت کان
مین ڈالے اور افعال اصلی سے انکار نہ کرے بے آپ کے چین نہ آئے میرے پاس ایک
تعویذ ہی آپ آگ منگوا لیجیے مین تھوڑا لوبان آگ مین ڈالونگا اُسمین سے دھوان نکلے گا
ایک شعلہ آواز دیگا کہ یہ تدبیر کرو شداد خوش ہوگیا ایک روپیہ نکالکر فقیر کو دیا اور کہا
شاہ صاحب اگر تمھاری کوشش سے میرا مطلب پورا ہوا تو نہال کردونگا مجھکو بڑا اشتیاق
ہی دل بیقرار ہی کہ کیا تدبیر کرون کہ دلفریب قبضے مین آئے یہ کہکر آگ طلب کی ایک انگیٹھی
مین آگ آئی جب آگ روشن ہوگئی تو بڑے میان نے لوبان جیب سے نکالا وہ لوبان
آگ پر ڈالا شداد جھکا ہوا دیکھ رہا ہی دھوان جو اُسمین سے نکلا دماغ مین پہونچا شداد
بیہوش ہوکر گرا شاپور نے شداد کو اُسی مقام پر چھوڑا آپ بشکل شداد بنکر اُس
مکان مین آیا جسمین ملکہ بیٹھی ہین مگر اتفاق سے سامان پھرتا ہوا قریب شداد کے آیا
دیکھا شداد بیہوش پڑے ہین گھبرا گیا شداد کو ہوشیار کیا کہا ای شہریار آپ کو کسنے
بیہوش کیا تھا شداد نے کہا ایک فقیر آیا تھا اُسنے مجھسے کہا کہ آگ منگوؤ مین نے جو
آگ منگوائی اُسنے لوبان ڈالا اُسی کے دھوئین سے بیہوش ہوا سامان نے کہا اب
آپ جلد جائیے معشوق کو دیکھیے ایسا نہو وہ عیار دلفریب کو لے جائے تو باعث
خرابی ہو ترقی پریشانی ہو شداد تیغہ ہاتھ مین لیکر چلا یہان شاپور قریب ملکہ کے آیا
ملکہ نے وہی کہا کہ میرے قریب نہ آنا ورنہ اپنی جان دونگی شاپور نے کہا ای ملکۂ عالم
آپ کا غلام ہون شاپور شیردل آپ کو لینے آیا ہون ملکہ خوش ہوگئی کہا ای شاپور
جسطرح ممکن ہو چلون اُسنے عطر بیہوشی نکالا کہ سنگھا کر ملکہ کو بیہوش کرون اور لے
بھاگون کہ دروازہ مکان کا کھلا دیکھا شداد آتا ہی شاپور بدحواس ہوگیا دوسرے
دروازے سے نکلکر بھاگا پہاڑ سے کود پڑا خدمت مین ایرج نوجوان کی پہونچا
ایرج برہم بیٹھے تھے شاپور نے آکر خبر دی کہ شداد قوی بازو نے پہلوان ہی اُسنے
عیار سے چھڑوا منگایا مین لاتا تھا مگر معلوم ہوتا ہی اُسکے عیار نے اُسکو ہوشیار کر دیا

وہ وقت پر آیا غلام بھاگ آیا یہ سنکر ایرج اُٹھے مرکب پر سوار ہوئے باغ سے نکلے
طرف کوہ کے چلے شاپور نے بہران کو بھی خبر کی بہران بھی چند کس کو لیکر چلا مگر ایرج
نوجوان بڑے غصے مین تھے گھوڑا ڈالے ہوئے جاتے ہین یہان عیار شدّاد نے
سب حال اسکو بتایا کہا اے شہریار طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عیار ایرج نوجوان کا
تھا آپ کو بیہوش کیا آپ کی شکل بنکر گیا تھا آپ کو دیکھکر بھاگا اب ایرج کو خبر ہوگی وہ
نوجوان شیر دل فنون سپاہ گری سے اور جرأت کی سب کیفیتون سے ماہر ہے مقدمۂ
ناموس کیونکر گوارا کریگا کہ ناموس اُسکا یہان رہے شدّاد نے کہا اگر یہان آوے تو
اِسطرح مارون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر گریہ و زاری کرین اور مجکو
ذرا ترس نہ آئے یہ کہکر عیار پہاڑ پر آیا دور سے دیکھنے لگا کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا
ایرج نوجوان یکہ و تنہا گھوڑے کو ڈالے ہوئے آتے ہین مگر غصے مین چہرہ سرخ اور
آنکھین اُبلی ہوئین مرکب کرہ بن اشقر ایسا طرارے بھرتا ہوا آتا ہے بقول شاہ صفت کہ

وہ جو مرکب چھو پری یا باد سے
خوشخرامے زآب نازک تر
راکب نے سانس لی کہ وہ کوسون روانہ تھا

دیگر

طرفہ دیوانہ و پریزاد سے
تیز گامے ز برق چابک تر
تار نفس بھی اُسکے لیے تازیانہ تھا

عیار نے بڑھکر شدّاد سے عرض کی کہ اے شہریار وہ جوان آتا ہے شدّاد اُٹھا دور سے
اُسنے بھی دیکھا افسرون کو آواز دی کہا یارو گھاٹیون پر جاکر ٹھہرو اس جوان کو روکو
بر سر کوہ نہ آنے دو چند سردار گھاٹیان روک کر بیٹھے چند سپاہی بھی لے لیے کہ ایرج
نوجوان قریب کوہ آکر پہونچے ایک سردار طاؤس تیر دار نامے پہلی گھاٹی پر تھا
طاؤس نے للکارا ایرج گھوڑے سے کودے جھنڈی تھام کر جست جو کی سامنے
طاؤس کے پہونچے طاؤس نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج کو از حد غصہ تھا بار ٹھہر
بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا غار مین کوہ کے ڈالدیا اور
سب سپاہی بے لڑے بھڑے بھاگے ایرج دوسری گھاٹی پر آئے کمیاب سر گردن
دوسری گھاٹی پر تھا اُسنے کئی تیر مارے ایرج نے تیر قلم کیے کمیاب نے گرز اُٹھایا

ایرج نے قریب آکر گرز اُسکا چھین لیا اور وہی گرز مارا کہ کبیاب پر اٹھا ہو کر رہگیا ساتھ والے
آسکے لڑنے لگے ایرج نے نعرہ کیا کہ او شداد این بیچارے پیادونکو قتل کراتا ہی تو سامنے
نہین آتا ہی کہ مزہ شجاعت کا ملے کیسا پہلوان ہی شداد بر سر کوہ کھڑا ہوا جھوم رہا ہی دو
تلوارین حمائل سپر آہنی پشت پر مثل دیو کے چنگھاڑ رہا ہی یاد محبوب مین یہ اشعار عاشقانہ
زبان پر جاری دلکی بیقراری

نظم

ساتھ اُسکے جو رقیبون کو تو آنا کیا تھا	انکو ناحق کا یہ احسان جتانا کیا تھا
خود وہ دل سوختہ تھے عشق مین ای آتش گل	آشیان بلبل شیدا کا جلانا کیا تھا
صاف زلفونکو کیا دل کو مگر اُلجھایا	جمع پریشان کا دشمن تھا یہ شانا کیا تھا
کیا ہی تیر نگہ ناز پڑا سینے پر	جان لینا تھا صنم آنکھ ملانا کیا تھا
تیغ ابرو سے اگر قتل ہی کرنا تھا مجھے	جنبش لب سے پھر ای جان جلانا کیا تھا
سنتے ہین ہجر کے صدمونسے گئی جان قبول	ایک نادان سے کیا عشق وہ دانا کیا تھا

ایرج نے للکارا کہ او نامرد یہ کیا بیہودہ بک رہا ہی اگر کچھ دعوی جرات ہی تو آکہ مزہ شجاعت
کا ملے کچھ کیفیت حاصل ہو یہ سنکر شداد کو تاب نہ باقی رہی تیغ کھینچکر دوڑا ایرج نے کہا
زیر کوہ اُتر آئیے پہاڑ پر مقابلے مین آپ کو تکلیف ہوگی شداد نے کہا آپ چلیے مین آیا
ایرج دامنہ کوہ مین آکے گھوڑے کو منیر کرنے لگے کہ شداد گینڈے پر سوار ہو کر آیا
ملکہ دلفریب بالائے کوہ سے دیکھ رہی ہین کہ ایرج نے ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ او
شداد جلد آ تلوار ہماری بنام انتقام مین تڑپ رہی ہی تیرے خون کی خواہان ہی شداد
درہ کوہ سے نکلا گینڈے پر سوار گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو ہاتھ
مین غصہ بات بات مین آتے ہی نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو روکا چالیس طعنین رد و
بدل ہوئی تھین کہ ایرج نے نیزہ شداد کا نکالا شداد نے دودستی گرز مارا ایرج
نے بھی گرز اپنا قربوس سے اٹھایا گرز کو گرز پر روکا تڑاقے کی آواز پیدا ہوئی تق
گرد بلند ہوا کہ شاپور آکر پہونچا مگر شداد نے نعرہ کیا کہ ز دم و پست کردم اگر چھلنی
لیکر خاک چھانوگے تو اس جوان کی ہڈیان نہ ملینگی شاپور نے بڑھکر چھینٹا پانی کا مارا

گرد بیٹھی ایرج کو دیکھا کہ دونوں ہاتھ ستون گرزین مگر دونوں آنکھین بند ہین جسم مین
رعشہ شاپور نے پکارکر آواز دی کہ آقاے نامدار و مولاے قدر شناس غلام کو جواب
دیجیے خدا نخواستہ دشمنان حضور راہی ملک عدم ہوے ایرج نے آنکھ کھولدی
ملکہ بالاے کوہ سے دعائین مانگ رہی ہی کہ ای کریم و رحیم تو حافظ حقیقی اور مالک
تحقیقی ہی میرے وارث کو اس دشمن کے ہاتھ سے بچالیجیو شداد نے جو ایرج کو زندہ پایا
لپٹ پڑا ایرج سے کشتی ہونے لگی کہ ببران بلا افگن دو سو سوارون سے پہونچا اوس
دیکھا کہ شاہزادے سے شداد سے کشتی ہو رہی ہی ببران کو بہت ناگوار ہوا گھس پڑا
کہتا تھا ای شہریار آپ ہٹ جائیے مین اس بے ادب سے سمجھ لونگا ایرج نے ببران
کو ہٹایا مگر شداد بڑھا کہ ببران کو پکڑ لون اور کہا کہ آپ نہین پہلے مین اسیکو سزا دونگا
ایرج نے دونون ہاتھ بڑھاے کہ دونون کو اٹھا لون مگر ببران قدمون پر ایرج کے
گر پڑا کہا آقاے نامدار مجھکو بہت ناگوار ہی کہ آپ ایسے ذلیل سے لڑین شداد کوئی
بادشاہ نہین ہی صرف ایک کوہ پر قبضہ کر لیا ہی شاہون کی زمین دبالی ان شاہون
نے دخل نہ دیا کہ ایسے حقیر سے کون الجھے مین اسکو ابھی سمجھا دونگا مگر احراس کہ دروازہ
باغ پر اترا ہوا تھا اسکو ہرکارون نے خبر دی کہ ملکہ کو شداد نے چرا منگایا تھا ایرج
نوجوان وہین پہونچے اور اس سے لڑ رہے ہین احراس بھی سوار ہوا اس خیال سے
کہ اگر شداد کو بھی ایرج نے زیر کر لیا تو مین اطاعت کرونگا ایسا شیر دلیر کہ ناموس کا جانا
اسکو ناگوار ہوا فوراً اپنے کو پہونچایا دل مین یہ باتین سوچکر سوار ہوا مع فوج کے
چلا اسوقت پہونچا کہ شداد و ببران مین تکرار ہو رہی ہی ایرج بیچ مین کمر سے ہین
دونون کو روک رہے ہین جب شداد نے زیادتی کی کہ ببران کو تھام لون تو ایرج
نے دونون کو ہٹایا وا اپنا ہاتھ کمر مین شداد کی اور بایان ہاتھ کمر مین ببران کی ڈالکر
زور کیا اور دونون کو اٹھا لیا شداد نے آواز دی ای شہریار مین آپ کا تابعدار
ہون اطاعت کرتا ہون ایرج نے دونون کو رکھدیا مگر احراس نے جو یہ زور دیکھا
تخت سے کود پڑا آکر ایرج کو سلام کیا کہا آقاے نامدار یہ خوش نصیبی میری کہ آپ

ایسا خویش ملا ہین مثال ہو گیا شداد کو بڑا غرور تھا مین اُس سے مقابلہ کرتا تھا کہ ایک
شخص خود رو ہیچ چند سے پیشۂ قزاقی کیا آخر ہم لوگون کی زمین دبالی شاہ بنکر بیٹھا اِس ہمارے
تامل نے اُسکو مغرور کیا تھا آج غرور سر سے نکلا شداد کہتا ہو ای آقاے نامدار مین مدت
سے خواہان تھا کہ کوئی فرزند صاحبقران ملے تو اُسکی اطاعت کرون آج آرزو حاصل ہوئی
جو امید تھی وہ خدا نے پوری کی مین سمجھا تھا کہ احراس سے لڑنا پڑیگا مگر احراس بھی خود
مسلمان ہوا اب کوئی کانٹا باقی نہ رہا ایرج نے آکر ملکہ کو سوار کرایا نوبت نقارے بجتے
ہوے باغ مین آئے یہ تینون جوان مع فوج در باغ پر آ اُترے مگر عیار شداد کا نکل کر
بھاگا ایک قلعہ تھا کہ وہان کا حاکم دیوانہ چوب گردان ہو سامان نے آکر سلام کیا
دیوانے نے پوچھا کیون ای سامان کیونکر آنیکا اتفاق ہوا سامان نے کل کیفیت
بیان کی اور عرض کی کہ ایک جوان نے آکر معشوقہ پر قبضہ کر لیا تینون سردار مع فوج
در باغ پر فروکش ہین اگر آپ قصد کرین تو یہ جنگ فتح ہو دیوانے نے یہ سُنکر ایک چیخ
ماری کہ بارہ ہزار دیوانے آکر جمع ہو گئے دیوانے نے اہل فوج سے کہا صاحبو وقت
مقابلہ ہو سب دیوانے اُچکنے لگے اور زنجیرین ہلانے لگے عرض کی کہ ای چوب گردان
ہم تو جنگ کو رقص جانتے ہین تشریف لے چلیے دیوانہ چوب گردان زنجیر ہلاتا
ہوا چلا اور سامان رہبری کرتا ہوا جاتا ہو اور کبھی کہتا ہو ای پہلوان ای افسر دیوانگان
چلتے ہی آفت برپا کر دیجیے پہلے احراس کو مار یے پیران و شداد بھاگ جائینگے
پھر باغ مین گھسکر نرزک پر قبضہ کیجیے ایسی عمدہ نرزک ہو کہ آپ خوش ہو جائینگے اور
وہ بھی آپ کو پسند کریگی آپ ایسے جوان کسکو ملتے ہین اُسکی خوش نصیبی کہ آپ کے پہلو مین
بیٹھے احراس بھی راضی ہو جائیگا وہ چاہتا ہو کہ کسی زبردست کو بیٹی دون دیوانہ چوبدست
ہلاتا ہوا جاتا ہو کہتا ہو ای سامان میری چوبدست بے پناہ چلتی ہو میری چوبدست سے
کوئی بچ نہین سکتا ہو یہان وہ وقت ہو کہ ایرج نوجوان باغ مین ہین اور بیرون باغ
احراس و پیران و شداد اُترے ہوے ہین کہ صحرا سے گرد اُٹھی ان سب نے دیوانون
کی آمد جو دیکھی گھبرا کر بھاگنے لگے احراس نے جب دیکھا کہ بے لڑے لوگ بھاگے

جاتے ہین تو یہ باغ مین آیا ایرج سے عرض کی ای شہریار بڑا غضب ہوا دیوانہ چوب گردان
کہ سب شاہ اُس سے ڈرتے ہین طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ سامان عیار اُسکو لیکر آیا ہی
اب لشکر پر آیا چاہتا ہی وہ مرد دیوانہ طرز جنگ کیا جانے اپنے زور پر نازان ہی ایرج
فوراً باغ سے نکلے ملکہ دلفریب رو کر کہتی ہی کہ ای شہریار مثل بہران و شداد وہ نہین ہی
مین بھی مدت سے سُنتی ہون کہ اُس دیوانے سے سب ڈرتے ہین کنیز کا تو یہ حال ہی کہ ایک
ہجوم غم و ملال ہی ایسا نہو کہ آپ کو دشمنون سے صدمہ پہونچے شداد و بہران ہی سے
کہلا بھیجیے کہ وہ بڑھکر اُسکو روکین باغ مین نہ آنے دین شداد کو اپنے زور پر بڑا دعویٰ ہی
جب اُنسے کچھ نہ ہو سکیگا تب آپ کو اختیار ہی ایرج نے کہا ای ملکۂ عالم اُن لوگون کے
حال تو کھل گئے کہ اُسکی آمد دیکھکر بھاگے جاتے ہین اُنکے روکے سے وہ نہ رکیگا اب
انشاء اللہ مین جاکر اُسکو زیر کرونگا یہ فرماکر مرکب پر سوار ہوے باہر جو آئے تو دیکھا کہ
دیوانہ چوب گردان آتا ہی بارہ ہزار دیوانے پشت پر زنجیرون کی جھنکار دیوانون کا
غل و شور فوج مین ایک ہنگامہ ہی کہ بڑا حریف آتا ہی بارو کیا کرین سوا اسکے کہ ہم
سب بھاگ جائین مگر ایرج کو دیکھکر بہران و شداد بھی نکلے ایرج نے کہا تم لوگ ٹھہرو
فوج کی حیرانی و پریشانی مٹاؤ سب سپاہی بھاگے جاتے ہین اِنکو روکو مین جاکر دیوانے
کو روکتا ہون شداد یہ باتین ایرج کی سُنکر دلیر ہوا بھاگا کہ آقا اُسکو روک لینگے کہا اگر
ارشاد فرمایئے تو مین جاکر اُسکو منع کرون کہ آگے نہ بڑھو سامنے صحرا مین اُتر و جو کچھ کہ
رہی ہوگا ایرج نے کہا مین ایسا روکنا نہین چاہتا شداد نے کہا تو مین اکیلا نہ جانے
دونگا مین بھی ضرور ساتھ چلونگا ایرج نے غصے سے کہا اہل فوج کو تسکین دو کہ گھبرائین
نہین انشاء اللہ مطلب دلی پورا ہوگا یہ کہکر ایرج نے گھوڑا بڑھایا سامنے دیوانے
کے آکر نعرہ کیا کہ او بے ادب خبردار آگے نہ بڑھنا دیوانے نے جو ایرج نوجوان کو
دیکھا خوب ہنسا کہا ای آقاے سرخ آپ کس واسطے آئے ہین باز نزک کا پیغام لائے
ہین جو کہیے وہ قبول کرون ایرج نے کہا تمہین روکنے آئے ہین اور نزک تمہارے
نام پر لعنت کرتی ہی خبردار اب نزک کا نام نہ لینا ورنہ بہت پچتاؤگے سب دیوانون نے

غل مچایا اور پکار کر کہا ای افسر ہکو حکم دیجیے کہ اس جوان کو ابھی بھگادین سامنے سے آپکے ہٹادین دیوانے سے کہا ای نوجوان مین تیرے حال پر رحم کرتا ہون میری چوبدست کبھی خالی نہین جاتی ایسا نہ ہو کہ آپ کا کوئی عضو ٹوٹ جائے ایرج نے کہا تجھ ایسے کئی دیوانے فرزندان حمزہ کے ساتھ مین بڑے بڑے بلوے گیے مگر شاہزادون نے انکو سزادی لشکر مین رہتے ہین ہوش و حواس درست بہت چالاک و چست ہر کام مین رہتے لہذا تو بھی اُن مین شریک ہوگا یہ سُنکر دیوانہ چوب گردان بہت جھلایا کہا کیون آقاے سرخ مین تو چاہتا ہون تمھاری جان بچے اور تم جان دینے کا ارادہ کرتے ہو ایرج نے کہا او دیوانے بیہودہ جو تجھسے ہوسکے تقصور نہ کر انشاء اللہ ابھی میدان مین امتحان ہو جائیگا اپنی سرکشی کی سزا پائیگا دیوانے نے چوبدست آہنی کو چرخ دیا اور ہاتھ چوبدست کا مارا ایرج نے اڑے ہو کر چوبدست کو تھام لیا کشاکش کے زور ہونے لگے مگر ایرج نے ایک جھٹکا مارا کہ دیوانہ کھچتا ہوا چلا تا چار ہو کر چوبدست کو چھوڑ دیا ایرج نے چوبدست کو پھینکدیا سیدھے کھڑے ہوسے تھے کہ دیوانے نے آکر چنگل مارا از رہ ایرج کی نوچ لے گیا ناخون اُسکے تا بہ اُستخوان پہونچے ایرج کو جو صدمہ ہوا ایک گھونسہ مار دیا دیوانے کو چرخ آگیا گھڑی بھر تک جھوما کیا سر سے پانون تک ایرج کو دیکھ رہا ہو کہ پھر ایک چنگل مارا ایرج کا جسم زخمی ہوا ایرج نے دوسرا گھونسہ مارا کہ دیوانہ کانپ گیا لپٹ پڑا ایرج نے بال اُسکے کہ بڑے بڑے تھے ہاتھون مین لپیٹ کر دو جھٹکے مارے کہ دیوانہ فریاد کرنے لگا پکارتا تھا کہ ای آقاے سرخ میرے حال پر رحم کیجیے ایرج نے بال چھوڑ دیے کشتی ہونے لگی مگر ایرج جب پکڑ لاتے ہین تو ایسے گھسے لگاتے ہین کہ دیوانہ گھبرا جاتا ہو بمشکل نکلتا ہو مگر اُٹھتے ہی لپٹ پڑتا ہو ایرج نوجوان ایک طرح پر لڑے جاتے ہین اکبرتبہ دیوانے نے شانہ ایرج کا کاٹ کھایا بوٹی نوچکر لے گیا ایرج نے فوراً تمانچہ مارا کہ بوٹی منھ سے نکل کر گری جب دیوانہ منھ کھولتا ہو ایرج نوجوان منھ کھولنے پر تمانچہ مار دیتے ہین دیوانہ منھ بند کر لیتا ہو اور ہاتھ سے اشارہ کرتا ہو کہ اب نہ کاٹونگا اسی طرح تین پہر کامل دیوانہ لڑا پہر دن رہے

جھلا کر ایرج کو ریلکر لے دوڑا آٹھ دس قدم ریلکر لایا وہان لاکر بکہ مارا ایرج نے لنگر مارا
کرتا نیزا نو غرق زمین ہوگئے دیوانے نے کمر مین ہاتھ ڈالکر وہ زور کیے کہ اگر پہاڑ پر کرتا
تو اُسے بھی اُکھیڑ لیتا مگر اُس کوہ وقار کے لنگر کو حرکت نہ ہوئی دیوانے نے تھک کر ہاتھ
ہٹا لیا کہا ای آقاے سرخ اب آپکے زور کا مشتاق ہون ایرج ریلکر لے دوڑے جب
دیوانہ چاہتا ہی کہ رکون تب ایرج بکہ مارتے ہین مثل برگ کاہ اُڑا ہوا جاتا ہی پچیس قدم
پر ایرج ریلکر لائے وہان آکر ایرج نے بکہ مارا دیوانے کے دونون گھٹنے آشناے زمین
ہوے ایرج نے دونون ہاتھ ڈھیلے کر دیے اور فرمایا کہ ای دیوانہ چوب گردان لنگر
اپنا بخوبی قایم کرلے کہ مین اُکھیڑ نہ سکون ملکہ کوٹھے پر سے دیکھ رہی ہین جسم سے ایرج
کے خون جو جاری ہوا اُسکو پیٹ لیا کر دیکھا ایرج نے کمر زنجیر مین دیوانے کی ہاتھ ڈالا
اور نعرہ شیرانہ کیا

نظم

یکے نعرہ زد ہمیر منزل مصاف		کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف	
یکے نعرہ شد آن ز حلقش بدر		کہ آہن دلان را درید جگر	

جھیلے ہی زور مین لنگر اُکھیڑا دیوانہ چیخنے لگا ایرج نے بکہ دیکر سر سے بلند کیا چرخ دیکے
زمین پر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوے اور خنجر چمکتا ہوا کمر سے نکالا دیوانے نے
جو چمک خنجر کی دیکھی ہاتھ باندھنے لگا عرض کی ذرا خود تو سر سے ہٹا لیجے ایرج نے خود
سر سے اُٹھایا زلفین خلیلی ظاہر ہوئین دیوانے نے کہا آقاے سرخ کلان خواب
مین آئے تھے آپ کا نشان دیگئے تھے کہ اُنکی اطاعت کرنا مین غلام ہون ایرج نے
چھوڑ دیا دیوانہ قدمون پر گرا اور کھڑا ہو کر دیکھنے لگا دل مین سوچا کہ مین اپنے زور مین
گر پڑا یہ جوان مجھے کیا زیر کرتا پھر لپٹ پڑا ایرج نے کولے پر لاد کر مارا کہ پھر چارون
شانے چت گرا ایرج کود کر چھاتی پر سوار ہوے اور کان پکڑ کر کہا کان اُکھیڑ لون دیوانہ
پھر منت کرنے لگا ایرج نے پھر چھوڑ دیا کئی مرتبہ دیوانہ ایرج سے لپٹ گیا اور ایرج
نے پھر زیر کیا پانچ مرتبہ کے بعد بخوبی مطیع ہوا کہتا تھا آقاے نامدار جو کوئی تمکو آنکھ
دکھائے اُسکی آنکھ نکال لون سامنے خولیجے والے بیٹھے تھے اُنپر دوڑا خولیجے والے

خوانچے اپنے چھوڑ کر بھاگے دیوانہ لوٹ مار کر کھانے لگا خوانچے والے فریاد کرنے لگے ایرج نے سب کو روپیہ دیا دیوانہ چوب گردان کو لیکر لشکر میں آئے ایک طرف اُتار دیا باورچیون کو بلا کر حکم دیا کہ دیگین چڑھاؤ اور گوشت اونٹ کا بڑے بڑے ٹکڑے کر کے چانولون مین ڈالدو جب اسطرح کھانا تیار ہوا تو ٹاٹ بچھوا کر دیگین اُسپر انڈلوا دین تمام دیوانے آ گرے دیوانے کھا رہے ہین ایک کے ہاتھ سے ایک دیوانہ لوٹ لے چھین لیتا ہی بعضے ہڈیان چبا رہے ہین بعضے ٹکڑا گوشت کا لیکر بھاگے عجب ہنگامہ ہی ایرج کھانا دیوانون کو کھلوا کر اندر باغ کے آئے ملکہ نے پوچھا ای شہریار دیوانے سے لڑکے بڑا صدمہ اُٹھایا ملکہ نے بہت نذرین نیازین کین ایرج آکر مسند پر بیٹھے ملکہ نے صحبت آراستہ کی جام چلنے لگا ایک خوش آواز قوم کی ڈومنی سامنے آکے بیٹھی بعد سوز و گداز یہ اشعار گانے لگی

نظم

تاب ہر اک آنکھ کب لاتی ہی تیرے نور کی / دیدۂ موسیٰ ہو تو دیکھے تجلّی طور کی
اوپری تجھکو خدا نے دی ہی صورت نور کی / تیری ایڑی پر تصدّق صدقے مین چوٹی حور کی
بارِ عصیان سے خمیدہ ہو گیا ہی قدر راست / بوجھ اُٹھانے سے کمر جھک جاتی ہی مزدور کی
اسقدر تجھکو حسین پیدا کیا اللہ نے / اوپری تجھپر نہ کیونکر رال ٹپکے حور کی
تو جھپیلی مجھسے کیونکر ہو کا ہی میرا خمیر / مجھکو گھٹی مین پلائی ہی شراب انگور کی
خلعتِ آسنہ ہی دیا عاشق کو بوسہ یار نے / شام کا وقت آیا اُجرت ملگئی مزدور کی
دل نہ دے اپنا پریزاد و نپہ دیوانہ نہو / دیوکی خصلت ہی انہین گو ہی صورت حور کی
جلوۂ دیدار کا اک شوخ کے کشتہ ہون رند / میری تربت پر لگانا لوح سنگ طور کی

دیوانون نے جو آواز ین سنین دیوانہ چوب گردان یہ کہکر اُٹھا کہ آقا نرزک کے پاس بیٹھے ہین اور ہم لوگ یہان پڑے ہین ہم بھی جا کر تماشہ دیکھین گے اور ایک نرزک آقا سے لین گے یہ کہکر افسر آگے چلا پیچھے سو دو سو دیوانے ہوے جب دیوانے نے چاہا کہ اندر جاؤن تو خلدار نے روکا دیوانہ چوب گردان نے خلدار کو اُٹھا کے کاندھے پر سوار کر لیا سب دیوانے اندر باغ کے گھس پڑے کنیزون نے جو آتے ہوے دیکھا

بعض بھاگیں بعض کو دیوانون نے اُٹھا لیا اور انکو اپنے کاندھون پر سوار کر لیا ہار اُنکے گلون سے
اُتار کر اپنے سر پر سہرے باندھ لیے اور سارے باغ مین دوڑے دوڑے پھر رہے ہین
ہلڑ جو ہوا ایرج نے پوچھا کیا ماجرا ہی ایک کنیز نے خبر دی کہ دیوانے باغ مین گھس آئے ہین
کنیزون کو اُٹھا کر کاندھون پر سوار کر لیا ہی اور باغ مین پھر رہے ہین سب کا افسر جو ہی دیوانہ
چوب گردان اُسنے محلدار کو لیا ہی ایرج نوجوان اُٹھے ملکہ نے دامن تھام لیا کہا ای شہریار
برائے خدا اُن دیوانون مین نہ جائیے ایسا نہو بگڑ جائین ایرج نے کہا بعنایت پروردگار
کیا کر سکتے ہین تم آکر تماشہ دیکھو ایرج نے چمن مین آکر دیوانۂ چوب گردان کو للکارا
اور دیوانے تو کنیزون کو چھوڑ کر بھاگے مگر دیوانۂ چوب گردان محلدار کو اُتار کر طرف
ایرج کے چلا دوڑ کر چنگل مارا ایرج نے کلائیان تھام لین ایک تماچہ مارا کہ عارض
اُسکا سرخ ہو گیا دیوانہ منتین کرنے لگا کہا آقا شکایت کرتا ہون کہ تم تو نرزک کو لیکے
باغ مین بیٹھے اور ہم باہر پڑے رہین ہماری بھی شادی اِن کنیزون سے کر دیجیے
ہمارے ساتھ کے لوگ بھی خواہان ہین کہ ہمارے سہرہ باندھا جاوے ایرج نے کہا
اچھا کل تمھاری شادی کر دینگے دیوانہ خوشی خوشی بھاگا بیرون باغ یہی کہتا ہوا آیا
کہ کل ہماری شادی ہوگی سب دیوانے بھی کہنے لگے کہ آقا کے ساتھ ہماری بھی شادی
ہوگی نرزکون کو راضی کر آئے ایرج نوجوان نے بعد کئی دن کے ملکہ سے عقد کیا اور
محلے مین سوار کرا لیا شداد قوی بازو وبیران کو سپہ سالار کیا احراس زحل پیشانی
کو تخت پر سوار کیا تاجدار لشکر قرار دیا مع دونون سردار سپہ سالار کے دھوم سے کوچ
کیا طرف جمشید ثانی کے چلے کہ داخلہ اُنکا گذارش کرینگا مگر قاسم و ماہ عالم افروز کہ
مقابلہ ساسان کوہی مین اُترے ہین جب بیران کو عرصہ گذرا اور خبر پہونچی کہ بیران
مسلمان ہو گیا گھبرایا قاسم کو نامہ لکھا کہ مین حسان سے مقابلہ کرنا چاہتا ہون آپ
دخل نہ دین قاسم نے حسان سے کہا کہ تمھارے بھائی نے یہ نامہ لکھا ہی تم سے مقابلہ
کرنا چاہتا ہی حسان نے کہا خدا کے فضل سے آپ ایسا معین پشت وپناہ ہی پھر مجھے
کیا تردد ہی مین سر میدان مقابلہ کرونگا قاسم نے جواب مین لکھ دیا کہ بسم اللہ طبل جنگی

بجوا

بجواؤ اپنے بھائی سے مقابلہ کرو مین دخل نہ دونگا سامان نے طبل جنگی بجوایا یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اِسی ہنگامے مین گذری جسوقت کہ شہنشاہ خورشید خاور نے علم زرنگار بلند کیا اور ماہ تابان مع فوج ثوابت وسیارگان تلۂ مغرب مین جا کر مختفی ہوا دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی سامان نے گینڈا نکالا میدان مین آکر آواز دی کہ بھائی صاحب آئیے حسان کو بھی قاسم کے سامنے آیا قاسم نے سمجھا دیا کہ سمجھ کے مقابلہ کرنا حسان گینڈے کو بڑھا کے سامنے سامان کے آیا سامان نے کہا ای برادر تمنے بڑا غضب کیا کہ مسلمان ہوگئے اسی وجہ سے مجھکو خیال ہی کہ مذہب بزرگان روشن کرون حسان نے کہا ای بھائی تقصیر توکرو کہ جمشید ثانی سحر کے گھمنڈ پر خدائی کرتا ہی پروردگار وہ ہی کہ جسنے ایک کلمۂ کن سے زمین و آسمان پیدا کیا مین تو جمشید وغیرہ پر لعنت کرتا ہون سامان نے سنکر نیزہ مارا حسان نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل نیزہ چلا حسان نے سامان کا نیزہ نکالا سامان نے ہاتھ تلوار کا مارا حسان نے بار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سامان بھی لپٹ پڑا دونون گینڈون سے کود کے کشتی ہونے لگی قاسم بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین کہ حسان زیادتیان کر رہا ہی جب سامان کو پکڑ لاتا ہی وہ دو گھڑی رگڑتا ہی تین پہر کشتی مین گذرے پہر دن باقی تھا کہ حسان سامان کو ریلکر لے دوڑا بارہ چودہ قدم ریلکر لایا تھا کہ سامان نے چاہا پلٹون کشاکش کے زور ہونے لگے حسان چاہتا ہی ریلکر لے چلون سامان پیچھے نہین ہٹتا آپس مین ایسے زور ہوے کہ حسان کا کولا اتر گیا سامان نے حسان کو باندھ لیا ہر چند قاسم نے آواز دی کہ ای سامان خلاف جرأت ہی کہ جسکا کولا اتر گیا ہو اُسکی مشکین باندھنے ہو یہ زیر کرنا تمھارا خلاف ہو لیکن سامان نے کچھ جواب نہ دیا اور حسان کو باندھ کر لیگیا اپنے دربار مین لایا حسان کو قید خانے مین بھیجدیا کہا صبح کو دربار سمجھونگا یہان قاسم جو واپس آئے فرماتے تھے کہ سامان نے بہت خلاف کیا ہرکارون کو حکم دیا کہ جاکر خبر لاؤ ہرکارے روانہ ہوے صبح کو سامان کو بھی لباس سرخ پہنکر بیٹھا حسان کو بلایا

کہا اے حسان مین برہمن کو بلواتا ہون بچھیا کا گوبر گھولکر لائے وہ پی لو کہ مذہب قدیم پر قائم ہوجاؤ حسان نے کہا اے بے حیا یہ مذہب ہو کہ بچھیا کا گو پر پیے مین ایسے مذہب پر لعنت کرتا ہون سامان نے جھلا کر حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد کا ہر ظاہر ہوا ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون خنجر برہنہ لیکر سامنے آیا گردن پر حسان کی کوے کا خط کھینچا سامان نے حکم دیا جلد سر کاٹ لے الیماز ہوا اسکے مددگار آجائین مگر ہرکارے جو دربار مین حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے قاسم کے سامنے آئے عرض کی حسان کوہی قتل ہوتا ہو قاسم نے تیغہ ٹیک کر فرمایا غیر ممکن ہو کہ حسان کو قتل کرے ارے مرکب لاؤ قاسم مرکب پر سوار ہوے طرف لشکر سامان کوہی کے چلے یہان سامان کوہی حکم دے رہا ہو کہ جلد سر کاٹ لے اور حسان کوہی دعائین مانگ رہا ہو کہ اے کریم و رحیم اس آفت سے نجات دے مین گرفتار مصیبت ہون تو بچانے والا ہو

نظم

بہر یک حالت است آن حافظ کون و مکان حافظ	بدل حافظ بجان حافظ نہان حافظ عیان حافظ
خبر گیر جہان است آن خبر گیر جہان ہر دم	بہر دور و بہر زمان است آن شہ دور و زمان حافظ
بہر درد و بہر تلخی بہر رنج است و بہر آفت	خدائے راحم و ارحم حلیم و مہربان حافظ
بہر حالت توان ناتوانان نہ و کمزوران	بہر صورت پئے روح و روان جسم و جان حافظ
نبودی بہر رخ گلزار سرسبزی و رنگینی	نبودی گر بہ بستان جہان آن باغبان حافظ
نگہبان ہمہ عالم بہر ملک و بہر موقع	بہر شہر و بہر قریہ بہر جا و مکان حافظ

کہ دربارگاہ پر غل ہوا سامان نے پوچھا یہ کیسا غل ہو خدمتگار نے عرض کی کہ قاسم آتے ہین اور درگہ سالار روک رہا ہو مگر وہ نہین مانتے یہ ذکر تھا کہ سر درگہ سالار کا ڈھلکتا ہوا بارگاہ مین آیا سامان حیران ہوا کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا آفتاب آسمان جلالت و تاجدار اقلیم ریاست سردار بہادرون کے شاہ شاہزادون کے خاور سپاہ اندر بارگاہ کے آئے اول جلاد کو مارا فرمایا اے سامان بہادرون کا یہی طریقہ ہو کہ مکر سے زیر کیا اسپر جبر کرتے ہو سامان نے کچھ جواب نہ دیا قاسم حسان کو ساتھ لیکر بیرون بارگاہ نکلے پہلو مین بارگاہ سامان کے زنانہ خیمہ ہو بیٹی اسکی سحاب گوہر پوش کنیزون بیٹھ

تھی سحاب نے جو ہر شناسی نگاہ سے خیمے کے دیکھا کہ ایک جوان بہتر وقت آفتاب جمال
خورشید مثال تیغ برہنہ ہاتھ میں حسان کو ساتھ لیے ہوئے جاتا ہے سحاب خاموش ہوئی
مگر دل تڑپ گیا پسینہ آگیا بے اختیار پکار اٹھی فرو مراکشی نے تکبیر سے نگاہ کی سب سنگین ہوئی
اللہ اکبر یہ وہ آواز کان مین قاسم کے پڑی قاسم نے پلٹ کر دیکھا ایک مہ جبین بلند خو
خوشرو شگفتہ پیشانی حسن مین لاثانی پر نگاہ حسرت دیکھ رہی ہو قاسم بھی مائل ہوئے لیکن
اسوقت محل نہ تھا سوار ہو کے روانہ ہوئے پہلوانان مغل نے ساماں سے کہا کہ تمہارا
آپ اگر حکم دیتے تو اس جوان کو گرفتار کر لیتے ساماں نے کہا وہ شیر نر ہو کہ لاکھون کو
قتل کیا ہو تا ہمکا افغانستان فتح کرنے آیا ہو اور طلسم آبگینہ کو شکست کیا جا بجا تعریفین
ہو رہی ہین ساماں کہتا ہو یار و نہ گھبراؤ مین اور تدبیر کرونگا وہ فکر کرون کہ انکو خوب
عاجز کرون سب کافر آپس مین یہی کر رہے ہین کہ وہ فکر کرین کہ مسلمان لوگ عاجز ہو جائین
مگر دختہ ساماں محبت مین قاسم کی بیقرار ہو کنیزین پوچھتی ہین کہ کیون وارثی کیسا مزاج
ہو ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کہ صاحبو مجھسے نہ پوچھو کہ مجھپہ کیا گذرتی ہو فلک نے عجب
ساماں دکھایا ہو جسوقت سے اُس جوان کو دیکھا ہو جو حسان کو رہا کر کے لیگیا ہوش
میرے بجا نہین ہین دل بیقرار ہو رہا ہو دیکھو کس آن بان سے دربار مین آیا اور حسان
کو رہا کر کے لے گیا ایسا شیر نر تھا کسی نے دخل نہ دیا اگر کوئی دخل دیتا دریائے خون
بہ جاتے اسی خوف سے والد نامدار نے دخل نہین دیا سمجھ چکے تھے کہ اگر دخل دونگا
تو تمام بارگاہ لال ہو جائیگی جسوقت سے اُس گل بوستان جلالت اور سرو روان
حدیقۂ جرأت کو دیکھا ہو آنکھون کے نیچے اندھیرا ہو اصل مین یہ حال ہو قلب پر ہجوم
غم و ملال ہو طبیعت نڈھال ہو

نظم

اک جہان دیوانہ اُس زلف دوتا کا ہو گیا
آپ کو کھو یا مگر جو یا خدا کا ہو گیا
ہمکو بھی آخر جنون زلف ہوتا ہو کبھی
سجدۂ عاشق سے ادبت نہ کیا حاصل ہوا

ابتدا ہی مین یہ سودا انتہا کا ہو گیا
راز جسپر منکشف فقر و فنا کا ہو گیا
عرض کرلین گے جو موقع التجا کا ہو گیا
مفت بے ایمان اک بندہ خدا کا ہو گیا

تالنا منظور تھا ہر چند پہلے سے وہ لے — حیلۂ معقول صاحب کو جفا کا ہو گیا
پالنے اُس شوخ کے پر لگتے اُڑنے لگا — باد پا اُس ترک کے نیچے ہوا کا ہو گیا
خار و خس ہوتے ہیں پیدا جس جگہ تھے سرو گل — کیا چمن میں اختلاف آب و ہوا کا ہو گیا
پانو نہیں اُس راست قامت کے پہونچا تھا وہ — وہ قد بالا الف آخر خدا کا ہو گیا

کنیزون نے جو یہ اشعار سنے حیران ہو کر کہنے لگین کہ واری آپ کا جوش و خروش دیکھے کیا دکھاتا ہے دن سارا تڑپ تڑپ کے کاٹا ہر مرتبہ کہتی تھی کہ صاحبو گھڑیال بجانیوالے مر گئے آج دن تمام نہ ہوگا یقین ہے کہ نیر اعظم غروب نہ ہوا اور مین اسی بلا مین پھنسی رہون ناگاہ نیر اعظم شکست خوردہ داخل قلعۂ مغرب ہوا اور شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان سپہر نیلگون پر بکر و فر جلوہ فرما ہوا ملکہ کی بیتابی اور بڑھ گئی پروانونکو دیکھا کہ لہرا کر آتے ہین شمع پر جان دیتے ہین جی مین کہتی تھی کیا جوش و خروش ہے کہ جان کا کچھ خوف نہ کیا اپنے کو گرد پھر کر جلایا بہتر یہ ہے کہ مین بھی تلاش مین اسکی نکلون اور معشوق کو ڈھونڈھون شاید کوئی مطلب نکل آوے یہ سوچکر لباس سیاہ پہنا ایک کنیز کو حکم دیا کہ ایک مادیان تیار کرا کے در دولت پر لاؤ اُسی وقت کنیز نے حکم دیا مادیان تیار ہو کر آئی ملکہ روتی ہوئی خیمے سے نکلی مادیان پر سوار ہوئی فقط وزیر زادی ہمراہ ہوئی ہر چند ملکہ نے کہا کہ میرے ساتھ کوئی نہ آوے مین نہین چاہتی ہون کہ کسیکو تکلیف پہونچے جو مجھپر گذریگی جھیلونگی مین کسیکو ساتھ لینا نہین چاہتی ہون مگر وزیر زادی نے نہ مانا ہمراہ ہوئی ملکہ طرف شہر کے چلین مگر قاسم حسان کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آئے سمک یلداقی سے کہا کہ ای مہربان کنارے پر لشکر کے خیمہ استادہ کراؤ اسباب عیش و نشاط وہان رکھدو سمک نے کنارے پر لشکر کے ایک بارگاہ استادہ کرائی قاسم سے اطلاع کرا دی قاسم اُٹھے آکر بارگاہ مین بیٹھے سمک سے کہا اگر مناسب ہو تو کچھ گاؤ سمک نے دائرہ بجا کر یہ اشعار گانا شروع کیے

نظم

تارے ہیں موتیا تو روش کہکشان چرخ — یہ چاندنی ہے مہر و گل زعفران چرخ
تکھیلیو نے صحن چمن میں پھر آنکر — اے طفل تجھکو دیکھیں گے پیر و جوان چرخ

کوکب ہی چشم ماہ ہی رخ ابرو ہی ہلال	خط شعاع مہر ہی گویا زبان چرخ
گردش لکھی ہی سر مین تو چکر ہی پانؤن مین	اک قطعۂ زمین ہی تو اک داستان چرخ

سماک بلداقی گا رہا ہی قاسم گازنگیہ پر سر رکھے ہوے لیٹے ہین آنکھون کے نیچے وہی صورت پھر رہی ہی گانا سنتے سنتے آنکھ بند ہوگئی دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا ہوے عالم خواب مین دیکھا کہ ایک صحراے لق و دق وادی بیکنار ہی وہ محبوب خوب اور ایک اسکی وزیر زادی دونون ایک نخل کے سایے مین کھڑی ہین نام قاسم کا لے رہی ہین اور دمبدم فرماتی ہین کہ ای گلچہرہ مین وہانتک کیونکر پہونچون نہین معلوم کہ انکو بھی ہماری یاد ہی یا نہین آنکھین تو لڑگئی تھین انھون نے میری جانب دیکھا مین نے اشارہ بھی کیا مگر اُس سفاک نے کچھ خیال بھی نکیا یہ نسمجھے کہ ہمارا عاشق صادق کیا اشارہ کر رہا ہی گلچہرہ کہتی ہی کہ واری اگر عشق آپ کا صادق ہی تو ضرور انکو خبر ہوگی دلکو دل سے راہ ہوتی ہی شاعر اسی مضمون مین کہتا ہی فرد دل را بدل رہی ہست درین گنبد سپہر + از سوے کینہ وار سوے مہر + یہ بات نہین ہی کہ آپ گھر بار چھوڑکر اِس صحراے ہول خیز مین آکر کھڑی ہین اور انکو خبر نہو یہ غیر ممکن ہی قضاے کار سلطان حاکم قلعۂ دودمان رات کو اِسی جنگل مین رہگیا تھا بیٹھے بیٹھے گھبرایا چند سوارون کو ساتھ لیکر براے سیر نکلا دور سے دیکھا کہ ایک نخل کے سایے مین ایک سیاہ پوش کھڑا ہی سلطان گھوڑا بڑھا کر اُس مقام پر آیا پکار کر کہا او سیاہ پوش تو کون ہی کہ رات کے وقت ایسے جنگل مین کھڑا ہی مین حیران ہون کہ تنہائی مین آنیکا کیا باعث ہی ملکہ کی گھوڑی نے بدلگامی کی طرارہ جو بھرا نقاب چہرے سے ہٹ گئی سلطان کی جو نگاہ پڑی پسینے پسینے اور اپنے آپ سے باہر ہوگیا دل تڑپنے لگا بے اختیار پکار اُٹھا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مین چاہتا ہون کہ میرے ساتھ چلیے مین قلعۂ دودمان کا حاکم ہون میری عجب کیفیت ہی جان دونگا مگر تمھارا پیچھا نچھوڑونگا اسکو خیال کرلو اِسکے خلاف نہوگا مین سب طرح سے حاضر ہون قلعے کی حکومت لیجے آپ کو اختیار ہی میری تو یہ صورت ہی نظم

اُٹھا سکی نہ مصیبت فراق یار مین روح — نکل گئی تن لاغر سے انتظار مین روح
ہزار مرتبہ تجھپر سے مین فدا کرتا — اگرچہ ہوتی مرے پیار سے اختیار مین روح
جو آنا ہو تجھے مد نظر تو آ ظالم — نکل نہ جائے کہین تیرے انتظار مین روح
نہین ہی گور کے بننے کی کچھ ہمین حسرت — رہیگی بعد فنا کے بھی کوے یار مین روح
جو آئے نزع کے عالم مین وہ مسیح نفس — مریض ہجر کے آ جائے جسم زار مین روح
اُسیکے حکم مین ہین موت و زندگی دونون — حقیقتاً ہی ولا دست کردگار مین روح

ہر چند سلطان بیقرار ہوا اور منتین کین مگر ملکہ نے جواب سخت دیا سلطان نے جو ہاتھ بڑھایا ملکہ نے تپنچہ مارا سلطان نے کلائی تھام لی اور کہا چلیے سوارون نے گرد آکر ملکہ کو گھیر لیا اور کہا چلیے اسی مین بہتر ہی ورنہ باعث خرابی ہوگا ملکہ وزیر زادی کو ساتھ لیکر چلی قاسم یہ خواب دیکھکر بیتاب ہوے کہا کہ ای سمک مین نے ملکہ کو اس حال مین دیکھا ہی جلد مرکب تیار کرو مین تلاش مین جاؤنگا سمک نے جو قاسم کو نہایت بیقرار پایا کہا کہ حضور تکلیف نہ کرین مین جاکر خبر لاؤن بلکہ بن پڑے تو عیاری کرون مگر قاسم نے نہ مانا اُسی وقت گھوڑے پر سوار ہوے اور جستجو مین چلے یہان سلطان اُس صحرا کو طی کر کے اُس مقام پر پہونچا ہی کہ جہان اسکا لشکر اُترا تھا ملکہ سے کہا کہ بارگاہ مین چلیو ملکہ نے کہا کہ ہم تو نہ جائینگے سلطان نے تلوار کھینچی اور کہا کہ ایک ہاتھ مارونگا کہ دو پرکالے ہوسنگے ملکہ نے کہا ای سلطان مین بھی چاہتی ہون کہ مجھکو قتل کر ڈال مگر مین تنہائی مین نہ جاؤنگی نہین معلوم تو کسطرح پیش آئے تو مرد ظالم ہی اب وہ وقت ہی کہ سلطان تلوار کھینچے کھڑا ہی اور ملکہ دعائین مانگ رہی ہین کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے تو معین و مددگار ہی تیرے نزدیک سب آسان ہی نظم

میکند خرد و کلان از حضرت داور خوف — رعب نیکوکار در دل دارد و بدکار خوف
مہربان باشد اگر گل شاد شو ای عندلیب — تو مکن اندر بہار بوستان از خار خوف
این یقین در دل کہ حق بخشد گناہ بندگان — لیک در دل می بود از لاابالی در خوف
باش اندر دوستی با دوستان ثابت قدم — اندر ان دولت مدار از دشمنان زنہار خوف

ہست شہر دو طریقت راست نراز ہر طریق		ہست رہزن بہر ہر منزل دگر ہر بار خوف
اصل ایمان است ہندی پیش حق خوف ورجا		اہل ایمان دار دامید قوی بسیار خوف

ملکہ دعائین مانگ رہی ہین اور سلطان چاہتا ہے کہ اندر بارگاہ کے سے جاؤن تو دہشت انداز ہون دیکھون یہ کیا کرتی ہے بڑی سخت عورت ہے مین لاکھ منتین کرتا ہون لیکن خیال نہین کرتی تنہائی مین پاؤن تو مطلب دلی نکالون ملکہ نے بیقرار ہوکر پھر طرف آسمان کے دیکھا اور پکاری کہ اے خالق بے نیاز واے رب کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے بچا سے کہ صحرا سے گرد اڑی ملکہ نے دیکھا وہی جوان گھوڑے کوڈ اسلے ہوے آتا ہے وہین سے نعرہ کیا کہ یا شیدا و سلطان عورت پر یہ بدعت کرتا ہے خبردار تلوار نہ مارنا آگاہ ہو کہ مین کون ہون یہ کہکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ		زنم تیغ برابر و نیزہ بہ ماہ	
ز آب دم تیغ شستم زمین		ہمہ باختر شد بہ زیر نگین	
آفتاب مشرق دین پروری	دیگر	شہسوار لال پوش خاوری	

نعرۂ قاسم نوجوان سے سلطان تھرا گیا حیران تھا کہ یہ جوان کیونکر آیا مگر قاسم گھوڑا بڑھا کر قریب آئے سلطان نے جو جمال قاسم دیکھا منتین کرنے لگا کہا اے شہریار مین اس نازنین سے ہاتھ اٹھاتا ہون آپ کا نام نامی کیا ہے قاسم نے فرمایا شاید تمنے نام سنا ہو نبیرۂ صاحبقران زمان فرزند رستم نوجوان قاسم عالیشان سلطان قدمون پر گر پڑا اور گرد پھرنے لگا اور کہا کہ اے شہریار مین مدت سے خواہان تھا کہ آپکی قدمبوسی کرون سب حالات آپ کے سنے آپ نے گنجاب کو شکست دی لقا کا دم ناک مین کر دیا اسکی دختر بلند اختر ملکہ گیتی افروز آپ کی خدمت مین ہین کہ جسکے فرزند ایرج نوجوان ہین لہذا مین بھی چاہتا ہون کہ بقیہ عمر ہمراہ رکاب سعادت انتساب بسر کرون مثل اور سرداروں کے حاضر خدمت رہون قاسم نے مہر سلطان کا اپنے سینے سے لگا لیا ملکہ کو ساتھ لیا سلطان سے وعدہ ہو گیا سلطان نے عرض کی کہ مین صبح کو مع فوج حاضر خدمت ہونگا قاسم ملکہ کو لیے ہوے طرف لشکر کے چلے لیکن

سامان کوہی گھبرا کر محل مین آیا کنیزون نے اطلاع کی کہ آپ کی صاجزادی نکل گئین سامان یہ سُنکر اور زیادہ گھبرایا باہر آکر عیارون سے کہا ارے جا کر تلاش تو کرو کہ وہ شوخ دیدہ گیسو بریدہ کہان گئی اگر پاؤن تو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالون عیار جھپٹا دور سے دیکھا کہ قاسم جاتے ہین اور ایک سیاہ پوش ہمراہ ہی پلٹ کر سامان کوہی سے خبر کی کہ قاسم ملکہ کو ساتھ لیے ہوے جاتے ہین سامان نے لشکر کو حکم دیا کہ چلکر گھیر لو چہار جانب سے گھیر کر اُس جوان کو مارلو بڑی ذلت کی بات ہے کہ میری بیٹی مسلمانون مین جائے سُننے والے کیا کہین گے اہل برادری حقہ پانی بند کر دینگے پس مین حیران ہون کہ روٹی بھی دینا پڑیگی ہزارون آدمی برادری کے ہین لاکھون روپیہ صرف ہوگا سب فوج کو تیار کر کے اُسوقت طرف قاسم کے چلا کہ قاسم قریب لشکر پہونچ چکے تھے سامان نے حکم دیا کہ سب فوج ملکر قاسم کو گھیر لو کل فوج نے بلوہ کیا قاسم نے اپنا مرکب بڑھا کے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ	زخم تیغ برابر و نیزہ بہ ماہ
زآب دم تیغ شستم زمین	ہمہ باختر شد بہ زیر نگین

قاسم لڑنے لگے ملکہ نے جو دیکھا کہ تمام فوج قاسم پر ہی کمان کاندھے سے اُتاری گوشے سے تیر اندازی کرنے لگین قاسم رستمانہ لڑنے لگے قضاے کار بہران شیر سوار طلاے پر تھا اُسنے جو دور سے دیکھا کہ آقا گھرے ہوے ہین فوج لیکر آپڑا بہران نے آتے ہی فوج کو تہ و بالا کر دیا آخر قاسم لڑتے بھڑتے سامنے سامان کوہی کے پہونچے سامان نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا سامان مسلمان ہوا کل فوج نے جو دیکھا کہ آقا ہمارا مسلمان ہو گیا رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے آئے عرض کی کہ ہم لوگ اطاعت کرتے ہین قاسم نے سب کو مطیع کیا بہ فتح و ظفر پلٹ کر لشکر مین آئے سامان کو احترام سے ملوایا دونون بھائی ملے شکوہ ہاے گذشتہ کیے تمام سردارون نے عرض کی کہ اب حضور یہان سے کوچ کرین شاہزادہ خاور سیاہ نے سب سے کہا کہ کوچ کی تیاری ہو گھوڑے سوار ہوے لشکر تیار رہا سب سردار پشت پر قصد ہی کہ آگے بڑھین کہ صحرا سے گرد اُڑی

سوہان شبیر سوار ساٹھ ہزار فوج سے پہونچا قاسم سے کہلا بھیجا کہ یہ مال جو لیے جاتے
ہو میرے حوالے کرو تو جانے دونگا قاسم نے جواب دیا کہ یہ مال تو جان کے ساتھ ہی
سوہان نے طبل جنگی بجوایا قاسم کو خبر پہونچی یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے
لگین چار پہر رات تیاری مین گذری صبح ہوتے ہی دونون لشکر میدان مین آئے برابر
صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کرکیتون نے کڑکا کہا سوہان نے گینڈا
اپنا نکالا میدان مین آکر آواز دی کہ ای فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے
مقابلے مین نکلے فرد گران بر کرا بار سر بر تن است ÷ حکیم علاجش بدست منست ÷
یہ جو سوہان نے آواز دی قاسم نے قصد کیا کہ نکلون کہ ببران نے گینڈا اپنا نکالا
مقابل سوہان مین پہونچا سوہان نے پوچھا کہ ای ببران شبیر سوار سنتے کیونکر
اطاعت کی ببران نے کہا کہ آقا نے زیر کیا تب مین نے اطاعت کی ببران نے کہا
مجھکو یقین نہین آتا اتنا جانتا ہون کہ تمھارا آقا بہت خوبصورت ہی تم اسیر عشق
ہو ببران نے کہا ای سوہان مین قسم کھاتا ہون کہ آقا نے مجھکو زیر کیا مین اُنکے
خلق کا عاشق ہون آخر سوہان نے نیزہ مارا ببران نے نیزے کو نیزے کی سنان
پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ ببران بڑے لطف سے
نیزہ بازی کر رہا ہی کہ سوہان عاجز ہو رہا ہی جی مین کہتا ہی کہ ببران تو بلائے روزگار
ہی دیکھیے کیونکر جان بچے آخر ایک مقام پر ببران نے نیزہ کا ٹھکر تھپیڑا مارا کہ
نیزہ ہاتھ سے سوہان کے نکلگیا جب نیزہ سوہان کا نکلا تو اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا
ببران نے سپر کو آگے کر دیا مگر سوہان جوان زبردست ہی سپر کٹی سپر کو کاٹکے
تلوار سر پر گری تا دوابرو پہونچی جب ببران زخمی ہوا سوہان نے ہاتھ روک لیا
پکارکر کہا کہ اس صید زبون کو سامنے سے لیجاؤ ملازمان ببران کے سامنے کھڑے
تھے دوڑ پڑے مگر مغلوب ہونے لگی ببران نے بھی زخم سر باندھا آخر خون اسقدر سر سے
جاری ہوا کہ ببران نے دونون ہاتھ گینڈے کی گردن مین ڈالدیے گینڈے
نے جو اپنے مالک کو سست پایا لیکر بھاگا ببران کو نکالکر لے گیا ادھر سوہان

جنگ قاسم دیکھکر حیران ہوگیا آخر طبل بازگشت بجوایا پلٹ کر اپنے مقام پر آیا قاسم
نے جو دیکھا کہ ببران پلٹ کر نہین آیا سمک یلداقی سے پوچھا کہ کیا باعث ہو کہ جو
ببران پلٹ کر نہین آیا سمک نے عرض کی کہ زخمداری مین گھنیٹا اُسکو نکالے گیا
قاسم نے کہا ای سمک جا کر تلاش کرو سمک یلداقی بامہاے عیاری ست آمادہ
ہوکر تلاش مین ببران کی چلا مگر ببران کو گینیڈا لیے ہوے رات بھر پھرا صبح ایک
دامنۂ کوہ مین پہونچا پہاڑ پر مرسوم قزاق بیٹھا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک گینڈا قوی
اُسپر ایک جوان زخمی جنگل مین پھر رہا ہی مرسوم پہاڑ سے اُتر آیا گینڈے کو پکڑا ببران
کو اُتار اپنی بارگاہ مین لایا جراح کو بلا کر ٹانکے دلواے جراح نے آکے زخم دھویا
پٹی چڑھائی ببران کو ہوش آیا دیکھا ایک جوان سپاہی وضع سرھانے بیٹھا ہوا ہی
اور رومال سے آذین رانی کر رہا ہی ببران نے پوچھا ای جوان تو کون ہی تیرا کیا نام
ہی مجھے یہان کون لایا اُس جوان نے جواب دیا کہ مرسوم قزاق میرا نام ہی مین اسی
پہاڑ پر رہتا ہون قضاے کار مین اپنے کوہ پر تفریح کے لیے پھر رہا تھا کہ آپ کو
گینڈا لیکر آیا مین نے کوہ سے دیکھا مجھکو خیال آیا کہ بہادر کی بہادری مدد کرنے مین
مین آپ کو زخمدار دیکھکر لے آیا معلوم ہوتا ہی کہ معلومہ مین آپ زخمدار ہوے آپکا
نام نامی و اسم گرامی کیا ہی ببران نے اپنا نام اصلی بتایا اور کہا کہ قاسم کا ملازم
ہون نام قاسم کا سنکر مرسوم قزاق جلگیا یخنی منگوائی اُسمین بیہوشی ملائی ببران نے
وہی یخنی پی پیتے ہی بیہوش ہوا مرسوم نے ببران کو مسلسل و مطوق کیا اور قیدخانے
مین بھیجدیا سا تھوالون سے کہا کہ مین اس قیدی کو خدمت خداوندمین روانہ
کرونگا اُنکو اختیار رہی جو مناسب جانین گے وہ کرینگے اُنپر سب حال روشن ہی
جو یہان گذری ہی وہ دیکھ رہے ہونگے مین تو بندۂ جمشید ثانی ہون صبح کو جو
مرسوم قزاق دربار مین آیا ایک قزاق نے خبر دی کہ قیدخانے پر ببران سے
عجب آفت برپا ہوئی سب نگہبان مرے پڑے ہین قیدخانہ خالی ہی ہتھکڑیان اور
بیڑیان کٹی ہوئی پڑی ہین یہ سنکر مرسوم گھبرایا عیار اِسکا خرطوم صبا رفتار سلط

حاضر تھا اُس سے کہا کہ دریافت تو کرو طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ اس شہر مین کوئی اُسکا دوست
ہی اُسنے یہ حرکت کی ہی خرطوم تلاش مین چلا مگر ببران پر یہ سحر گذرا کہ نائب مرسوم کا محکوم
فیل کش ایک پہلوان زبردست فنون سپاہ گری مین طاق ہی اُسکو فعل مرسوم کا بہت ناگوار
ہوا رات کو کھانا آغشتہ بداروے بیہوشی لایا نگہبانون کو کھلا کر بیہوش کیا سب کے سرہانے
ببران سے آکر ملاقات کی کہا اے پہلوان دوران مجھکو حرکت اپنے آقا کی بہت ناگوار گذری
میرے مکان پر چلو تمھارے لشکر مین تمکو پہونچا دونگا ببران نے قید توڑ ڈالی اور محکوم
کے مکان مین آئے مردانہ مکان تھا اُسکے شاگرد جمع ہوتے تھے کیسے کیسے کشتی گیر محکوم
کو اُستاد کہتے تھے صبح کو وہ سب آئے اکھاڑے مین کشتی ہونے لگی سب نے محکوم سے
پوچھا یہ جوان کون ہی محکوم نے سب حال بیان کیا کہا مین جانتا ہون کہ مرسوم آفت
برپا کریگا مگر اب جو کیا سو کیا سب نے کہا اُستاد مرسوم کی بھلا کیا مجال ہی کہ آپ کو وہ
تا سکے یا زبان ہلا سکے آپ نے تو بہادر کا ساتھ دیا اگر اُسکے خلاف گذرے گا تو
کیا کریگا چالیس پٹھے اُسکے ساتھ ہوے مگر خرطوم عیار صورت بدلے ہوے گھر
گھر ڈھونڈھتا ہوا دروازے پر محکوم کے آیا فقیر بنا ہوا ہی اُسنے آکر سوال کیا ببران
کہ صحبت قاسم مین رہ چکا ہی فقیر کی صدا سنکر بیقرار ہو گیا بازو پر اُسکے سونے کا جوشن
بندھا ہوا تھا وہ بازو سے کھولکر فقیر کو دیا فقیر نے جو ببران کو دیکھا کہا اے پہلوان
دوران آپ یہان کیونکر آئے کل تو آپکو مرسوم لایا تھا ببران نے کہا محکوم نامے
پہلوان مجھکو قید سے نکال لایا مین اُسکا مہمان ہون کل لشکر مین اپنے آقا کے پہونچ
جاؤنگا مگر محکوم کا احسان مند رہا خرطوم یہ خبر سنکر سامنے مرسوم کے آیا کل کیفیت
بیان کی مرسوم نے یہ سنتے ہی حکم دیا کہ محکوم کو بلاؤ محکوم خود ہی حاضر ہوا مرسوم نے
کہا اے محکوم یہ تمنے کیا حرکت کی کہ دشمن خداوند کو اپنے گھر مین جگہ دی محکوم نے کہا اے
شہریار آپکی جرأت کے سراسر خلاف تھا کہ آپ اُسے اپنے گھر مین لائے مہمان کیا
اور پھر گرفتار کر لیا آپکے غلام کو یقین ہوا کہ بہادرون مین آپ بدنام ہو جائینگے
اسوجہ سے مین اُسے لے گیا جیسا حکم ہو بجا لاؤن ایک قزاق مرسوم نے محکوم کے

ساتھ کیا اور کہا بہتر یہ ہی کہ اسکے ساتھ قید کرکے بھیجو ورنہ بہت پچتاؤ گے محکوم قزاق
کو ساتھ لیکر چلا مگر راہ مین سوچتا ہوا کہ اگر اُس جوان کو دیدیا تو کیسی بدنامی کی بات ہی
اگر نہ دون تو مرسوم لشکر کشی کریگا یہ سوچتا ہوا مکان پر آیا ببران سے کہا آپ کی طلب
مرسوم نے بقہر و غضب کہا ہی کہ اُس قیدی کو بھیجدو ستاگرد محکوم کے بیٹھے ہوئے تھے سبنے
کہا آپ استاد ہو نگھبرائین جواب صاف دیدیجیے ہم لوگ جان دینگے مگر ان کو نہ جانے دینگے
ببران نے کہا اے محکوم مین خدمت قاسم مین رہا ہون ایک اور دو ہزار کو برابر جانتا
ہون اگر مرسوم قزاقون کو لیکر آئیگا تو ہم لوگ ایسے نہین کہ اُس سے ڈر جائین ایسی
جنگ ہو کہ وہ بھی یاد کرے کہ غلامان نبیرہ صاحبقران ایسے لڑے کہ سارے طلسم
مین ہنگامہ برپا ہوگیا اور ہر ایک کی زبان پر یہی ذکر ہو کہ ببران بڑے لطف سے
لڑا کچھ خوف نہ کیا محکوم نے اُس قزاق سے کہا کہ مرسوم سے کہدو کہ قیدی نہ آئے گا
جو آپ سے ہوسکے تقصور نہ کیجیے قزاق پلٹ گیا اثنائے راہ مین ایک کوان ملا دیکھا
اُس کوئین پر ایک مسافر بیٹھا ہوا ہی اور ایک گٹھری اُسکے پاس رکھی ہی قزاق نے
قریب کوئین کے پہونچکر مسافر سے کلام کیا کہ اے بھائی تو کون ہی اور تیرا کیا نام ہی
کسلیے چاہ مین بیٹھا ہی اور اس گٹھری مین کیا ہی مسافر نے کہا اے برادر مین ایک تجارت
پیشہ ہون مال فروخت کرنے گیا تھا اسکے مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ مال واپس لایا ہون
یہان سے چند سال کے راستے پر میرا مکان ہی تو اپنے نام سے آگاہ کر کیونکہ مجھکو یہ
ثابت ہوتا ہی کہ شاید تو کوئی قزاق ہی قزاق نے جواب دیا کہ بیشک مین قزاق ہون
مرسوم کا فرستادہ ہون تو یہ گٹھری مال کی مجھکو دیدے ورنہ مین جان سے ہلاک
کرونگا یہ سُنکر مسافر نے اپنا ڈنڈا اُٹھایا چاہا کہ قزاق کو مارون قزاق نے وہی
ڈنڈا چھینکر مسافر کو مارا اور کوئین مین مسافر کو ڈالدیا یکایک ایک گنوار کا گذر اُس
جانب سے ہوا اُسنے دیکھکر آواز دی کہ تو کون ہی اور کسکو کوئین مین ڈالدیا یہ کہکے
گنوار نے لٹھ اُٹھایا چاہا کہ مارون قزاق پہلوان زبردست تھا اُسنے لٹھ کو پکڑ لیا مار کر
گنوار کو بھی کوئین مین ڈالدیا اور گٹھری کو لیکر طرف مکان مرسوم کے چلا جاکر گٹھری کو مالخانہ

ہین رکھا اور دست بستہ کل حال مرسوم سے بیان کیا مرسوم یہ سنکر اُٹھا کئی ہزار قزاق تیار کیے خود گینڈے پر سوار ہوا طرف مکان محکوم کے قزاقون کو لیکر چلا یہان محکوم کو خبر ملی کہ مرسوم قزاقون کو لیکر آتا ہی ببران نے جو سُنا باہر نکلکر کھڑا ہوا تیغ برہنہ لیے ہوے جھوم رہا ہی چالیسون جوان سونٹے ہاتھون مین لیے ہوے پشت پر ببران کے کھڑے ہین مگر محکوم گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا آمادۂ حرب و پیکار ہر کہ سامنے سے مرسوم قزاق نمایان ہوا آتے ہی قزاقون کو اشارہ کیا کہ ان سب کو گھیر لو قیدی کو گرفتار کر لو دو ہزار قزاق لینا لینا کر کے بڑھے ببران نے بڑھکر دو تین قزاق مارے اب کوئی قریب نہین آتا چاہتے ہین کہ محکوم کو پکڑ لین اور کشتی گیرون کو باندھ لین مگر کشتی گیر جس کے سونٹا مار دیتے ہین کسیکا سر پھٹا کسیکا ہاتھ ٹوٹا غرض بیکار کر دیتے ہین ان سب جوانون نے پانچ سو قزاق قتل کیے ببران چاہتا ہی کہ مین لڑتا ہوا قریب مرسوم پہونچون مگر قزاق روکتے ہین اور دمبدم غل کر رہے ہین محکوم دیکھ رہا ہی کہ ببران نے ہنگامہ ڈالدیا جسطرف پہونچا اُسکو مار لیا سو جوان ببران کے ہاتھ سے مارے گئے مرسوم کہتا ہی ای خرطوم کیا تدبیر کرون خرطوم عیار نے کہا آقا ے نامدار ایک تدبیر ہی کہ مین جا کر ببران کو بیہوشی دون تب آپ مقابلہ کیجیے وہ گر کر بیہوش ہوگا اُسوقت گرفتار کر لیجیے گا مرسوم نے کہا کہ ای عیار اگر یہ کار نمایان تجھسے ہوا تو مین بہت ممنون ہونگا جو مانگیگا وہ دونگا مرسوم کی ایک بیٹی ہی جسکا نام گل بہار ہی عیار نے کہا مین اپنی جان لگاتا ہون مگر یہ عہد کیجیے کہ مجھکو اپنی فرزندی مین لیجیے اور گل بہار کو میرے ساتھ منسوب کیجیے مرسوم یہ کلمہ سُنکر بہت جھلایا مگر ظاہر مین چپ ہو رہا کہا ای خرطوم مین نے قبول کیا جو تو کہیگا وہ کرونگا خرطوم صورت بدلکر ایک کشتی گیر کہ جو زخمی ہو کر بھاگ گیا تھا اُسکی شکل بنکر قریب ببران کے آیا تعریفین کرنے لگا کہتا تھا ای ببران سبحان اللہ کیا خوب لڑے ہو قزاقون کو دنگ کر دیا ہی ببران نے کہا ای برادر بسبب زخمداری پیاس کی شدت ہی خرطوم نے جام پانی کا لبریز کیا اُس مین بیہوشی ڈالدی ببران کو پلایا ببران جھومنے لگا اور آنکھین سرخ ہوئین مرسوم گینڈا بڑھا کے آیا

نیزہ مارا ہبران نے چاہا روکوں لیکن چکرآیا اور گھبراکر گرا بیہوش ہوگیا ملازمان مرسوم نے ہبران کو گرفتار کرلیا ہبران کے گرفتار ہوتے ہی سب قزاق ٹوٹ پڑے اور محکوم کو بھی گرفتار کرلیا مکان پر آکے حکم دیا کہ کل انکی عورتوں کو گرفتار کرکے انکا سر بارگاہ بلواؤنگا ہبران اور محکوم کو لیے ہوئے آیا دونوں کو قید خانے میں بھیجا مگر سمک ملداقی جسکو قاسم عالیشان نے بھیجا تھا وہ پھرتا ہوا اُس قلعے میں آیا بازار میں یہ سب خبر سنیں کہ ہبران کا محکوم قزاق نے ساتھ دیا وہ بھی ساتھ ہبران کے گرفتار ہی یہ خبر سنکر حیران ہوگیا کہ کیا تدبیر کروں پریشان قلعے سے نکلا پہلو میں قلعے کے ایک باغ تھا اُس باغ میں سے آواز گانے کی یہ سوز و گداز آرہی تھی نظم

سب حسینوں کی نظر ہی عاشق دلگیر پر	لوٹ ہی ہر صید افگن آپ کے نخچیر پر
قد ہمارا طول سے ایسا خمیدہ ہوگیا	آنکھ کے حلقے پڑے ہیں پاؤنکی زنجیر پر

یہ آواز سنکر سمک ملداقی پشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا دیوار ہی پر سے باغ کو دیکھنے لگا جی میں کہتا ہو کیا باغ ہی جسکے دیکھنے سے دل باغ باغ ہی آنکھوں کو بصارت قلب کو قوت ہی گلوں کی بھینی بھینی خوشبو آرہی ہی باد بہاری اپنا مزہ دکھا رہی ہی ایکجانب عشق پیچان کی عشقبازی سوسن کی زبان درازی چنبیلی کی مہک طائران زمزمہ سرا کی چہک گھاس پر شبنم مثل گوہر آبدار جیسے عاشق معشوق کے گلے کا ہار نہر لاجواب پانی صاف وشفاف مچھلیوں کی آب و تاب سمک یہ تماشہ بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا کہ یکایک چبوترے پر باغ کے نظر پڑی دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار مسند پر بیٹھی ہی گرد کنیزیں اُسکے سر گوشی ہو رہی ہی ایک کنیز برائے ضرورت آئی سمک اُس کنیز کو دیکھکر باغ میں آیا فوراً اُس کنیز کو درخت کی آڑ سے حباب بیہوشی مارا کنیز کو تو ایک جھاڑی میں ڈالدیا خود اُسکی شکل بنکر صحبت میں آیا ملکہ نے کہا کیوں صاحب کیسا غضب ہی کل وہ شیر قتل ہوجائیگا ہبران کیسا ناچار ہوگیا مرسوم کے سامنے بیہوش ہوا ایک کنیز نے کہا خرطوم نے ہبران کو بیہوشی دی ورنہ ہبران مرسوم ایسے دس کو زیر کرلیتا نیزہ روکتے ہی گر گیا

نیزہ بھی نہ چلنے پایا ملازمان مرسوم نے اُس کو ہاتھوں ہاتھ گرفتار کرلیا ورنہ اُس کی کیا مجال تھی کہ اُس جوان پر ہاتھ ڈالتا اُس مہ جبین نے کہا کہ ان تعریفوں سے کچھ مطلب نہین نکلتا اب وہ تدبیر بتاؤ کہ وہ جوان قتل سے بچے اور اُس کو رہا کرلاؤ سماک نے قریب آکر کہا اس کام کو مجھسے کہیے مین بجالاؤن کہا ای گلرخسار مجھسے کیا پوچھتی ہی جو تجھسے ہوسکے کر مین سامان دینے کو حاضر ہون سماک نے اُسی وقت کھانا پکوایا سب مین بیہوشی ملائی کھانا خوانون مین لگا کر لیچلا در زندان پر آیا کہا ہماری ملکہ بیمار تھین نذر مانی تھی کہ قیدیون کو کھانا کھلائین گے مین نے سُنا کہ دو قیدی یہان بھی ہین دروازہ کھولو تو اُن کو کھانا کھلادیون ہماری شرط پوری ہو نگہبانون نے کہا کہ یہ وہ قیدی نہین ہین کہ جنکا دروازہ کھُل سکے سماک نے کہا پھر آپ ہی لوگ کھا لیجیے ہم ملکہ سے کہدین گے کہ اُن قیدیون کو بھی کھلا آئے سب سپاہیون نے خوشی خوشی کھانا اُتروایا آپس مین کھانا تقسیم کرلیا کنیز نے کہا اس کھانے کو رکھو نہین کھاتی لو سب سپاہیون نے خوشی خوشی کھانا کھایا کھاتے ہی بیہوش ہوے سماک نے خنجر کھینچ کر سب کو قتل کیا اَور کنیزین حیران ہین کہ یہ تو وہی گلرخسار ہی مرد کیونکر بن گئی سماک یلدائی قیدخانے مین آیا دیکھا ببران و محکوم بیٹھے رو رہے ہین سماک نے آکر سلام کیا ببران نے پوچھا کہ ای مہتر والا گہر کیونکر آنا ہوا سماک نے سب کیفیت بیان کی محکوم نے حیران ہوکے کہا کہ ای مہتر جس باغ کا پتہ دیتے ہو اُس باغ مین میری بہن رہتی ہی سنبل گیسو کشا نام ہی سماک نے ببران و محکوم کی قید کاٹی اُن دونون کو ساتھ لیکر باہر نکلا یہان ملکہ سنبل دروازے پر کھڑی تھی ببران کو جو آتے ہوے دیکھا بے اختیار نکل پڑی اور پکار اُٹھی

نظم

سامان کیا ہی دَور نے ابرِ بہار کا	احسان مجھ غریب پہ شمعِ مزار کا
سینہ تھا اور ہاتھ تھا دیوار اور سر	عالم نہ پوچھ یار شبِ انتظار کا
اگلی سی ایک بات بھی مین نے نہین کہی	کسطرح کچھ مزاج پھرا ہی نگار کا

ان آنکھوں نے شرم نہ کی مجھسے رات کو | احسان ہو ای شراب یہ تیرے خمار کا
آبلے پھر تو سینۂ گلگیر کو سزا | پیدا کرے جو شمع اخر نوک خار کا
نشان لوٹتا ہی کل سے زمین پر میان ہجر | کیا پوچھتے ہو حال تم اُس خاکسار کا

مگر محکوم کو جو سنبل نے دیکھا تو بہت پریشان ہوئی بہران نے محکوم سے کہا کہ ای برادر تم ہمارے محسن تھے اب عزیز بھی ہوے ملکہ کو [illegible] نہ کہنا بخدا مین اس سے واقف نہین ہون مگر اسنے احسان عظیم کیا کہ قید سے چھڑایا صبح کو مرسوم قیامت برپا کرتا زندہ نہ چھوڑتا محکوم نے سنبل کو گلے سے لگا لیا اور کہا تو نے احسان عظیم کیا کہ اس وقت مین مدد کی مگر ای بہران اب باہر نہ نکلنا بعد دو چار دن کے نکل چلین گے سماک بھی موجود ہی یہ رہبری کر کے لے چلیگا سنبل خاموش ہو رہی بہران کو لیکر باغ مین آئی محکوم بارہ دری مین گیا یہ ان پہلو سنبلا مین بیٹھا باتین ہونے لگین سنبل نے حال پوچھا کہ ای پہلوان محکوم سے تمنے کیا کہا ایسا نہ ہو میرے ساتھ یہ بدی پیش آئے تو باعث خرابی ہو بہران نے کہا گرچہ کہدیا تو بارہ دری مین نہ جاتا مین نے اُس سے عذر کیا اور یہ کہا کہ تم ہمارے جان بخش تھے اب عزیز بھی ہوے اسپر محکوم نے کچھ جواب نہین دیا خاموش ہو رہا ہی لیکن بارہ دری مین جا کر بیٹھا ہی اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اُسنے تمھارا ساتھ دینا قبول کیا اور راضی ہوا انشاء اللہ صبح کو سب حال معلوم ہو جائیگا مگر سماک سے کہا مین دربار مرسوم مین جاتا ہون وہانکی خبر لاؤن کہ وہ کیا کریگا اور کیا کر رہا ہی سنبلا نے کہا کہ ای بہتر والا گہر اُسکا عیار خرطوم نامے بہت چست و چالاک ہی خوف ہی کہ یہانکا بھی پتہ نہ لگائے بہران نے کہا کہ مین جنگ سے نہین ڈرتا مگر فریب ہم لوگ نہین جانتے لیکن مرسوم قزاق صبح کو دربار مین آیا ایک ہرکارے نے خبر دی آج پھر وہ ہی معرکہ ہوا کہ کسی نے نگہبانون کو آکر قتل کر ڈالا اور قیدیون کو لے گیا مرسوم طرف خرطوم کے متوجہ ہوا کہا ای یار وفادار پتہ لگاؤ خرطوم نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہین دیا مراد اسکی یہ ہی کہ اپنی بیٹی کی

شادی کرنے تو مین جانبازی کو حاضر تھا اب کس امید پر فکر کرون حضور نے پہنا فرمانا
قبول نہین کیا مرسوم نے کہا کہ میدان مین جاکر ببران کو پیالہ پلایا اُسیر یہ گھمنڈ
چاہتا ہی کہ بیٹی کی شادی میرے ساتھ کرین خبردار ایسا خیال نہ رکھنا تنخواہ تیری
دو نی کردی جاکر پتہ لگا خبردار ایسا خیال نہ کرنا ہمارے گھر کے نوکر ہو کر ہماری بیٹی پر
نگاہ ڈالتے ہو جاؤ جاکر پتہ لگاؤ خرطوم یہ سُن کر بہت رنجیدہ ہوا مگر کچھ کہہ نہ سکا
یہ کہہ کر چلا کہ مین ابھی جاکر پتہ لگاتا ہون دزد کی یہ مجال ہی کہ اس قلعے مین رہ کر
ایسی بغاوت کرے یہ کہہ کر خرطوم روانہ ہوا پھرتا پھراتا قریب باغ پہونچا لیکن
سمک یلدراقی باغ سے نکلا ہی کہ خرطوم پہونچا پشت باغ پر آکر کمند ماری
بس اسنے دیکھ لیا کہ ببران بیٹھا ہی سنبل سے اختلاط ہو رہا ہی دیکھ کر اُترا مگر
حیران تھا کہ یہ کیا معرکہ ہوا جو اسنے اپنے گھر مین جگہ دی سوچ رہا ہی کہ کیا تدبیر
کرون اس گیسو بریدہ نے بڑا ستم کیا کہ چرا کر ببران کو گھر مین لے آئی یہ سوچکر
خرطوم پھر بذریعۂ کمند کے بیرون باغ آیا اور چلا کہ جاکر مرسوم سے خبر کرون سمک
نے جو خرطوم کو جاتے ہوے دیکھا پیچھا کیا ایک صحرا مین آکر کمین بچھا دین آپ
مخفی ہو کر بیٹھا جب خرطوم وہان پر آیا تو سمک نے شیر کی آواز دی خرطوم
رُکا سمک نے جھٹکا مارا خرطوم گرا سمک نے نکل کر حباب مار دیا خرطوم بیہوش ہوا
سمک نے خرطوم کو ایک درخت سے باندھا اور کوڑا لیکر ہوشیار کیا کہا کیون او
بدذات کہانسے آتا تھا خرطوم نے کہا ای مہتر والا گہر مجکو چھوڑ دو مین اطاعت کرتا ہون
مالک سے بیزار ہون اُسنے مجھسے وعدہ کیا تھا کہ اگر گرفتار کر لائیگا تو اپنی بیٹی کے
ساتھ تیری شادی کر دونگا آج جو مین نے کہا تو بہت بگڑا اور یہ جواب دیا کہ تنخواہ
تیری دونی کی مین آپ سے وعدہ کرتا ہون کہ سب کو نکال لے چلونگا مالک کو آپنے
کیا دخل ہی مین اُسکو دھوکا دونگا یہ سنکر سمک نے خرطوم کو کھولا خرطوم قدمون پر
گرا اور سمک یلدراقی کا مطیع ہوا سمک خرطوم کو ساتھ لیکر باغ مین آیا سنبل
نے جو خرطوم کو دیکھا گھبرا گئی سمک نے کہا ای ملکہ نہ گھبراؤ یہ ہمارا مطیع ہوا دوکی

شاگردی رکھتا ہی ملکہ خاموش ہو رہین ببران نے خرطوم سے پوچھا تم نے ہمارا ساتھ دیا خرطوم نے کہا مجھسے اقرار کامل کیجیے کہ اگر قلعہ آپ کے قبضے مین آوے تو نوبہار کی شادی میرے ساتھ کیجیے گا ببران نے اقرار کیا خرطوم نے کہا مین جاتا ہون جاکر مرسوم کو دھوکا دیتا ہون رات کو آپ لوگون کو لے چلونگا در قلعہ پر بڑی روک ٹوک ہی اگر دروازے سے نکل گئے تو پھر کوئی پوچھنے والا نہین ہی نکل چلیے گا ببران نے کہا ای خرطوم اگر تیری پیروی سے نکل گئے تو سامنے آقا کے چل کر تیری شادی کسی اور شاہزادی سے کر دونگا خرطوم نے کہا میری جان تو نوبہار پر جاتی ہی ببران نے کہا قلعے کا فتح ہونا تو مشکل ہی اگر خدا کو منظور ہو تو شاید کوئی تدبیر ہو جائے مین عہد کرتا ہون کہ اگر قلعہ قبضے مین آیا تو ضرور تیری شادی نوبہار کے ساتھ کرونگا بشرطیکہ وہ شاہزادی بھی رضامند ہو خرطوم نے کہا ای شہریار وہ مجھپر عاشق ہی اکثر اُسنے نامے بھیجے مین نے بھی جواب لکھا مگر آج تک کوئی ایسی وجہ نہ ہوئی کہ مین اُس سے ملتا ہر چند کہ اُسنے محل مین بلوایا مگر مین خوف سے نہین گیا کہ ایسے شخص کا محل ہی اگر جاکر گرفتار ہو جاؤن تو کیسی مشکل ہو ببران سے وعدہ لیکے خرطوم روانہ ہوا مرسوم دربار مین بیٹھا ہی ہر کارون سے کہ رہا ہی کہ جلد پتہ لگاؤ ببران کو کون لے گیا آج مین نے کہا تھا کہ ناموس محکوم کا لوٹ لونگا اب آج تو معطل رہا کل دیکھا جائیگا کہ خرطوم آکر پہونچا مرسوم نے پوچھا کہ ای بہتر کیا وجہ ہی جو تم خبر نہین لائے کیا مجھسے آزردہ ہو خرطوم نے کہا کہ میری کیا مجال ہی جو آپ سے آزردہ ہون مین فکر مین گیا تھا ابھی پتہ نہین ملا مگر آج پتہ لگا لونگا در قلعہ پر حکم دیدیجیے کہ جب مین رات کو جاؤن تو قفل کھولدین طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ بیرون قلعہ نکل گیا کسی قریے مین جاکر ٹھہرا ہوگا اگر بن پڑیگا تو مین اُس کو گرفتار کرلاؤنگا صرف محکوم رہجائیگا اُس کی بھی فکر کر لونگا مرسوم نے کہا مین ببران سے دبتا ہون اور محکوم کو زیر کر سکتا ہون انھین باتون مین سارا دن گذرا شام کو خرطوم باغ مین آیا ببران سے کہا کہ سوار ہو کر نکل چلیے

ببران سوار ہو ملکہ کو مادیان پر سوار کر لیا مخکوم بھی آمادۂ جانبازی ہی تیغہ قبضہ
میں ہی ہمراہ رکاب ببران ہی چند کنیزون کو بھی ساتھ لیا خرطوم سب کے آگے آگے
اول بازار مین پہونچے میر طلایہ سے ملاقات ہوئی اُسنے پوچھا ای خرطوم کہان
جاتے ہو خرطوم نے فقرہ دیا کہ آپ دوسری راہ پر جائیے مین برائے کار ضروری
جاتا ہون اگر فراریون کا پتہ مل گیا تو پہلے تمھین کو خبر کرونگا میر طلایہ نے پوچھا پشت
پر کون لوگ ہین خرطوم نے کہا یہ لوگ مخفی میرے ساتھ ہین میر طلایہ سُن کر پلٹ گیا
مگر خرطوم بازار سے گذرا در قلعہ پر آیا جو نگہبانون کا افسر تھا کنجی اُسکے پاس تھی
خرطوم نے جو مہا ہی پہرے پر تھا اُس سے کہا اُسنے اپنے افسر کو جگایا افسر نے
اُٹھتے ہی کنجی پھینکی خرطوم نے کنجی اُٹھالی قفل پھاٹک کا کھولا افسر نے دیکھ کر
آواز دی کہ یارو یہ پہلوان تو وہ ہی ہی جو قید خانہ سے بھاگا تھا تمام نگہبان
لینالینا کرکے آپڑے ببران لڑنے لگا مخکوم سے کہا تم میری فکر نہ کرو ملکہ کے
ساتھ رہو ملکہ نے جب دیکھا کہ لڑائی ہونے لگی تو کنیزون سے کہا کہ تم لوگ بھی
تیر مارو ملکہ و کنیزین گوشے سے تیر اندازی کر رہی ہین جسپر تیر پڑا وہ گرا اور ببران
رستمانہ مقابلہ کر رہا ہی ایسا غل ہوا کہ چند نگہبانون نے جا کر مرسوم سے خبر کی
مرسوم فوراً سوار ہوا یہان وہ وقت ہی کہ ببران لڑتا بھڑتا بیرون قلعہ
آچکا ہی کسی کے روکے سے نہین رُکتا ہر مرتبہ نعرہ کرکے نگہبانون کو قتل کر رہا ہی
اور مخکوم ملکہ کی رکاب تھامے ہوے ہی کسی کو قریب نہین آنے دیتا جو قریب
آیا اُس کو ہاتھ مار دیا وہ جوان گرا اُسنے ملکہ کی مادیان کو بڑھایا جانتا ہی کہ مین
جسکا مطیع ہوا یہ اُسکا ناموس ہی کہ ڈنکے پر چوب پڑی مرسوم مع بارہ ہزار
قزاقون کے آکر پہونچا اُسنے دور سے دیکھا کہ کچھ لوگ لڑتے بھڑتے بیرون قلعہ
پہونچ گئے ہین اور خرطوم کو بھی دیکھا ساتھ ہی پکار کر آواز دی کہ او نمک حرام
تو نے مجکو خوب دھوکا دیا تیرا ابھی حال تباہ کرونگا خرطوم نے آواز دی کہ ای
پہلوان دوران تمنے خود مجکو اپنے پاس سے نکالا جو وعدہ کیا تھا وہ پورا نہ کیا

ہین ان کا مطیع ہوا اگر خدا نے چاہا تو مراد کو پہونچونگا مگر ملکہ نے جو مرسوم کو آتے ہوے دیکھا گھبرا گئین دعائین کرنے لگین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز میرے وارث کو بچالے اس آفت سے نجات دے نظم

ہمہ خلق شاہ و گدا خاص و عام	خدارا پرستش کند صبح و شام
چہ نام است نام خدا نام حق	کہ ہم نام او نیست در دہر نام
بیادِ خدا ہر کہ عادت کند	بماند بہر دو جہان شاد کام
نہ آید بہوش آنکہ اندر جہان	ز مینائے الفت کند نوش جام
کند شغل مرد خدا حق پرست	بفکر شب و روز و ہنگام شام
قدم ہر کہ اندر طریقت نہاد	کند طے رہ حق رسی در دو گام
بحکم خدا ہر کہ گردن نہاد	شود خادمش خلق عالم غلام
بحق ہست انجام و آغاز خلق	از و ابتدا و بر و اختتام
خدا واحد و لا شریکست بس	کسے را درین نیست جائے کلام
خدا بے مثال و خدا بے نظیر	خدا حکمران بر قلیل و کثیر

ہلاک یاک کر ملکہ دعائین کر رہی ہین مرسوم نے کل فوج کو حکم دیا کہ ان سب کو گھیر لو فوج نے ہیران کو گھیرا مگر ہیران اس فوج سے کیا خوف کرتا ہی اسی طرح لڑ رہا کہ جو قریب آیا اُس کو مار لیا لاشون کے اِسنے انبار کر دیے ہین لڑتا بھڑتا قریب مرسوم کے پہونچا مرسوم نے ہاتھ تلوار کا مارا ہیران نے بار ہ۔ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور کمر مین ہاتھ ڈال کر مرسوم کو اُٹھا لیا چاہا چرخ دے کر زمین پر مارون مرسوم نے آواز دی الامان ہیران نے جواب دیا امان بشرط ایمان مرسوم نے جواب دیا کہ مین دل سے اطاعت کرونگا مجکو معلوم ہوا کہ آپ صاحب اقبال ہین جسقدر ہ کد کرتا ہون آپ کا اقبال بڑھتا جاتا ہی جو کوئی آپ سے دشمنی کرے اُسکا انجام بُرا ہی کسکی مجال ہی کہ آپ سے مقابلہ کرے آپ کو خدا نے جرأت دی ہی مین تابعدار ہون یہ سُن کر ہیران نے مرسوم کو چھوڑ دیا مرسوم کلمہ پڑھکر

بصدق دل مسلمان ہوا ببران نے تلوار روکی ہنگامۂ گیر و دار موقوف ہوا مرسوم نے سب کو منع کیا کہ مین تو مسلمان ہوا تم لوگ سب اطاعت کرو بارہ ہزار قزاق دائرۂ اسلام مین آئے سب کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے ببران ان سب کو ساتھ لیکر قلعے مین آیا مذہب حق پرستی کو جاری کیا مسجدون کی بنا ہوئی صدائے صلوات بلند ہوئی محکوم خوشی خوشی اپنے مکان پر آیا مگر بھانجا مرسوم کا دیوث شعبدہ باز بڑا مکار تھا مرسوم سے اقرار کرآیا تھا کہ جس وقت آپ جلوہ کرینگے تو مین ناموس محکوم کو گرفتار کرادونگا اسنے جو دیکھا کہ ببران نے سب کو مسلمان کیا یہ ماموں کے کہنے سے بمکر مسلمان ہوا دربار مرسوم مین پہونچا دیکھا مرسوم مصروف خدمت ببران ہی پوچھا کہ آپ مطیع ہوگئے مرسوم نے جواب دیا کہ جب کوئی چارہ نہ دیکھا آخر کو جان بچائی اگر ایسا نہ کرتا تو جان نہ بچتی ببران ملک روزگار ہی کیا تدبیر کرون دیوث نے کہا یہان سے قریب ایک قلعہ ہی اُس قلعے کو قلعۂ برق اندازان کہتے ہین وہانکا حاکم طولاب برق انداز ہی اُس کے پاس چلیے اُس سے فریاد کیجیے یقین ہی کہ وہ ان سب کو پامال کرے مرسوم نے جواب دیا کہ یہ غیر ممکن ہی جو ببران کے خلاف کرون جو کہہ چکا وہ کہہ چکا دیوث گھبراکر قلعے سے نکلا طرف قلعۂ برق انداز کے چلا اس کو بڑا خیال ہی کہ جسطرح ممکن ہو ببران کو ذلیل کرون مقام افسوس ہی کہ ببران نے سارے قلعے مین قبضہ کرلیا مسجدین بنین ہماری پرستش گاہین ویران پڑی ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے روتا ہوا بیتاب و بیقرار سامنے طولاب کے آیا طولاب نے پوچھا کہ ای دیوث خیر تو ہو دیوث نے رو رو کر سب حال ببران کا بیان کیا اور یہ بھی کہدیا کہ سارا قلعہ تسخیر ہوگیا طولاب نے کہا مین لشکر کشی کرکے چلتا ہون مگر اتنا سمجھ لو جس شخص نے مرسوم کو زیر کرلیا مین اُسکا کیا کرسکونگا ایسا نہو مین اُس کے سامنے ذلیل ہون دیوث نے کہا مین اُسکے واسطے عیاری کرونگا اور ببران کو پکڑلاؤنگا مین نے عیاری بھی سیکھی ہی پھر ہمارا جانا خالی از لطف

نہو گا طولاب نے دیوث کو مہمان کیا دوسرے دن چھتیس ہزار فوج لیکر طرف بہران کے چلا مگر دیوث نے کہا آپ لشکر لیکر آئیے مین آگے بڑھتا ہون بن پڑتا ہو تو بہران کو لاتا ہون یہ کہکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا صورت اپنی تبدیل کی ایک مرد ضعیف کی شکل بنا اُسی صورت پر قلعے مین آیا بہران دن بھر بارگاہ مرسوم مین رہتا ہو شام کو باغ مین جاتا ہو دختر مرسوم کا عقد خرطوم کے ساتھ کر دیا خرطوم دعائین دیتا ہو مگر دیوث دن بھر پھرا کیا دیکھا کہ بہران باغ مین گیا یہ پیچھے پیچھے بہران کے آیا بہران دروازے سے داخل باغ ہوا مگر دیوث پشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا دیکھا کہ سنبل بہران کے پاس بیٹھی ہی کنیزین ہمراہ خدمتگاری حاضر ہین اور گائنین سامنے یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین نظم

خفا تو کسلیے ای رشک حور ہمسے ہوا — ہماری کیا ہی خطا کیا قصور ہمسے ہوا
نہ ہمنے پی ہی شراب محبت ای ساقی — کہ جوش عشق کا جو یہ ظہور ہمسے ہوا
لگے نہ ہنس کے لپٹ جائیے خدا کے لیے — معاف کیجیے جو کچھ قصور ہمسے ہوا
یہ کیا مجال ہی جھٹلائین آپ سچے ہین — خفا نہ ہوجیے اچھا قصور ہمسے ہوا
تمھین بتاؤ کہ تم نے اگر نہین توڑا — تو کیا یہ شیشۂ دل چور چور ہمسے ہوا
ہمیشہ سیکڑون باتین تمھین نے کین شر کی — تمھین بتاؤ کبھی کچھ قصور ہمسے ہوا
تمھارے کہنے سے کیا ہم نہ جائین یار کے گھر — یہ امر حضرت ناصح ضرور ہمسے ہوا
لیا ہی سوتے مین بوسہ خطا ہوئی ہمسے — گناہگار ہین بیشک قصور ہمسے ہوا
قضا نے جان چھڑائی غم جدائی سے — الٰہی شکر کہ یہ روگ دور ہمسے ہوا
گناہگار اگر ہین تو تجھکو کیا زاہد — ہوا تو جرم خدا سے غفور ہمسے ہوا
رہا خیال ہمین ہجر یار کا جو ہر بر — تو وصل مین بھی یہ صدمہ نہ دور ہمسے ہوا

دیوث یہ ہنگامہ سنکر دیوار سے اُترا ایک گوشے مین جا کر چھپا بہران کو جب نشہ ہوا تو یہ اُٹھا ہاتھ ملکہ کا تھام لیا پلنگ پر آیا لیٹتے ہی سو گیا دیوث گوشے سے نکلا اُسنے آکر بہران کو بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر بارہ دری سے کودا پشت باغ سے

نکل کر طرف صحرا کے چلا مگر سماک پڑا ہوا سو رہا تھا اسنے خواب مین دیکھا کہ بہران کو ایک سگ سیاہ لیے جاتا ہی گھبرا کر اُٹھا پہلے بارہ دری مین آیا پلنگ بہران کا خالی پایا ملکہ سے جگا کر پوچھا کہ آپ کو کچھ معلوم ہی کہ بہران پہ کیا گذری مین نے خواب پریشان دیکھا ہی ملکہ نے کہا کہ مین سوتی تھی مجکو حال نہین معلوم سماک گھبرا کر نکلا ایک بلندی پر چڑھ کر دیکھا ایک عیار پشتارہ بدوش جاتا ہی جھپٹا کہ اس کو گرفتار کر لون مگر دیوث نکل گیا سماک نے دیکھا جنگل مین ایک لشکر اُترا ہوا ہی اُسمین ایک بارگاہ کلان استادہ ہی دیوث پشتارہ لیکر بارگاہ مین گیا سماک بھی پیچھے آیا دیکھا طولاب برق انداز بیٹھا ہی دیوث نے پشتارہ سامنے رکھدیا کہا ای طولاب یہ گناہگار حاضر ہی طولاب نے حکم دیا کہ ہوشیار کرو دیوث نے کہا اگر یہ جوان ہوشیار ہوگا تو پھر کسی کے روکے نہ رُکیگا اول اسکو مسلسل کرلیجے تب ہوشیار کیجیے طولاب نے حکم دیا آہنگر نے آکر بہران کو مسلسل و مطوق کیا تب ہوشیار کردیا بہران بگڑ کر اُٹھا طولاب نے پکار کر کہا کہ ای بہران تم کو کچھ خوف نہ آیا پرائی اقلیم مین یہ ہنگامہ برپا کیا اب تم کو مناسب یہ ہی کہ میری اطاعت کرو بہران نے کہا مین نامردون کی اطاعت نہین کرتا طولاب نے جھلاکر حکم دیا جلاد کو بلاؤ جلاد نے آکر گردن پر کوئلے کا خط دیا خنجر چمکانے لگا طولاب حکم دے رہا ہی کہ جلد سر کاٹ لے جلاد چاہتا ہی سر کاٹون مگر پھر رُک جاتا ہی طولاب دمبدم حکم دیتا ہی کہ او جلاد جلدی کر بہران نے جو دیکھا کہ میرا ساغر عمر لبریز ہوا سر رشتہ حیات منقطع ہوا دعائین مانگنے لگا کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز رحم اپنا شریک کر **نظم**

چو کرد ذات احد در وجود خاک ظہور	چو خور بمطلع ایجاد گشت روشن نور
گہے بدام ظہورش نمود گاہ بہ دد	گہے بہ مار نمود ار شد گہے درمور
گہے بہ یوسف کنعان بچاہ کرد امداد	نمود گاہ بہ موسے جمال خود بر طور
شناخت ذات خداوند پاک را عارف	گہے ز سنگ دگہے از شجر گہے از حور

گہے ز خانہ نمود ار شد گہ از بازار　　گہے نمود ز نزدیک چہرہ گہ از دور

سماک نے جو دیکھا کہ ہبران قتل ہوتا ہی تاب باقی نہ رہی ایک گوشے مین آکر سر
سے گوپھن کھولا کلہ گوپھن مین پتھر دیا چرخ دیکر مارا کہ جلاد کا سر اُڑ گیا طولاب
نے کہا ای دیوث دیکھ تو یہ پتھر کسنے مارا دیوث نے کہا وہ سامنے ستون کی
آڑ مین پیادہ کھڑا ہی اُسنے پتھر مارا سماک پیچھے ہٹ کر بیرون بارگاہ چلا دیوث
نے آواز دی یہ پیادہ جلنے نہ پائے خدمتگارون نے سماک کو روکا مگر سماک کب
رُکتا ہی کئی کو مار کر گرا دیا مگر کہتا ہی افسوس ای سماک ہبران کی رہائی کی کوئی صورت
نہ نکلی ناچار ہو کر لڑتا بھڑتا نکل گیا دروازے پر لاشون کے انبار ہین مگر طولاب
نے دیکھا وہ عیار لڑ بھڑ کر نکل گیا دیوث سے کہا ہو سکتا ہی کہ اس عیار کو تو لائے
بڑی گستاخی کر گیا دیوث نے کہا مین ڈھونڈھ کر اِس کو لاؤنگا طولاب نے
کہا ہبران کو قید کرو مین جا کر مرسوم کو سزا دون لشکر لے کر مع ہبران چلا
مگر ہبران ارابے پر زنجیرین ہلا رہا ہی چاہتا ہی قید کو توڑ ڈالون لیکن قید بھاری
ہی زنجیرین نہین ٹوٹتین ہاتھ مین ہتھکڑیان ہین ایک قریے کے سامنے سے گذر ہوا
انور نامے زمیندار ہی بیٹی اسکی گلفام اپنے قصر پر بیٹھی تھی لیکا یک ہلڑ جو سُنا کھڑکی
سے سر نکالکر دیکھا کہ ایک جوان خوبرو خوشخوار ارابے پر سوار مگر جلالت چہرے
سے آشکار ہی دیکھتے ہی مبہوت ہو گئی مگر ارابے والون نے جو زیادہ ہلڑ کیا ہبران
نے لنگر مارا کہ ارابہ اُس مقام پر جم گیا ارابہ لے جانے والے بیلون کو پیٹ
رہے ہین مگر کیا مجال ہی کہ ایک قدم بڑھائین کوٹھے سے گلفام دیکھ رہی ہی
چند عورتین جو پشت پر ہین اُن سے کہ رہی ہی کہ صاحبو تم لوگ دیکھ رہے ہو
یہ کیسا پہلوان زبردست ہی کہ چلتے ہوے ارابے کو روک لیا کئی سو جوڑی
نرگاؤ کی لگی ہی مگر کیا مجال ہی کہ کوئی قدم بڑھا سکے فتنہ نامے ایک کنیز پشت پر
کھڑی تھی اُس سے کہا دریافت تو کر کہ اس جوان سے کیا خطا ہوئی کیون قید
ہوا کنیز گئی اور خبر لائی عرض کی ای ملکۂ عالم اس جوان سے کوئی خطا نہین ہوئی

عیار نے اس کو گرفتار کیا ہو اب قلعے پر جاتے ہین کہ مرسوم سے لڑین اپنا مطلب
حاصل کرین لیکن مرسوم ایسا بہادر ہو کہ وہ انکا دباؤ نہ مانیگا ضرور لڑیگا یقین
ہو وہ ہی اس کو رہا کرے گلفام خاموش ہو رہی مگر طولاب سے لوگون نے کہا
قیدی بگڑ گیا اب آگے نہ بڑھیگا طولاب نے گینڈا بڑھایا قریب ارابے کے
آیا کہا ای جوان کیون نہین چلتا ہبران نے کہا مین پہلے ہی کہتا تھا کہ ہمارے ا
ارابہ سائے مین ٹھہراؤ مگر نگہبانون نے ضد سے ارابہ دھوپ مین ٹھہرایا
اب آج اسی مقام پر اُتر پڑو طولاب نے دیکھا کہ ابھی اسکو قتل کرنا منظور
نہین ہو جو کہتا ہو وہ ہی کرو طولاب اُسی مقام پر اُتر پڑا ایک خیمے مین ہبران
کو قید کیا چند نگہبان مقرر کیے گلفام نے جو یہ خبر سنی کہ سب اسی مقام پر اُتر
پڑے ہین رات کو گھرا کے باپ کو بلایا کہا حضور یہ بات جرأت کے خلاف ہو آپکے
گانون کے دروازے پر ایک بندۂ خدا قید ہو اور کوئی خطا نہین کی مناسب
جانیے تو شبخون ماریے لطف حاصل ہوگا اگر آپ نے اُس جوان کو رہا کر لیا تو نبیرۂ
حمزہ پر احسان ہوگا وہ بہادر نہایت انصاف پسند ہین عیار اُنکا کد و کوشش
کر رہا ہو اس طرح بیٹی نے سمجھا کر کہا کہ زمیندار کو جوش جرأت آیا باہر آکر گنوار
جمع کی آپ ٹٹو پر سوار ہوا دو پہر رات گئے گنوار کو ساتھ لیکر جو کئی ہزار آدمی
تھے چند پاسی لٹھ لیے ہوے آکر گرے اور نگہبانون کو قتل کرنے لگے دلیوٹ نے
جاکر طولاب کو جگایا کہ حضور اُٹھیے اس گانون کا زمیندار شبخون آیا ہو طولاب
اُٹھا اُس وقت آکر پہونچا کہ اسنے دور سے دیکھا کہ نگہبانون کو قتل کر کے زمیندار
کا ارادہ ہو کہ اندر قید خانے کے جاؤن طولاب نے للکارا او گنوار خبردار
اُس خیمے مین نہ جانا ورنہ قیامت برپا کر دونگا زمیندار رُک گیا طولاب نے
فوج کو اشارہ کیا کہ ان گنوارون کو مار لو مگر گلفام نے جب دیکھا کہ باپ
نے میرا کہنا مانا تو مردانے کپڑے پہن کر پیچھے باپ کے چلی طولاب کے للکارنے
سے زمیندار تو ہٹ گیا مگر گلفام ایک سپاہی کی شکل پر گھٹنا پہنے ہوے انگرکھا

اونچی چولی کا پہنے ہوے تلوار ہاتھ مین ہٹو ہٹو کرتی ہوئی در خیمہ پر آئی نگہبان جو
دو چار باقی تھے اُن سے کہا مین جاکر قیدی کا سر کاٹ لون یہ کہکر خیمے مین گھسی
سامنے ببران کے آکر کہا ہاتھ اُٹھائیے مین ہتھکڑی کاٹون ببران نے ہنس کر کہا
ای جوان مہربانی کا کیا باعث ہی گلفام نے سر جھکا لیا کہا ای ببران جس زمیندار
نے شبخون مارا ہی مین اُسکی بیٹی ہون کل تم کو لنگر بارتے دیکھا جرأت تمھاری پسند
آئی مین نے باپ کو راضی کرکے براے شبخون بھیجا تھا مگر وہ آپ کو رہا نہ کرسکے
طولاب اُن کے سامنے آگیا اُسنے اُن کو رد کا تب مین نے یہ قصد کیا یہ کہکر ہاتھ
تلوار کا مارا کہ ہتھکڑی کٹی ہتھکڑی کٹتے ہی ببران نے قید توڑ ڈالی اور نعرہ کیا نظم
شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من * گرمیِ بازار عشق از تفِ خونِ منست * بر سر
دارِ فنا خانۂ غوغاے من * باک ندارم ز دار چوب ستونِ من است * خانۂ تاریک
و تنگ بستہ بزنجیر عشق * بشکنم این بند را وقت جنونِ منست * گلفام اسکی
طاقت پر نثار ہو گئی کہتی تھی ای پہلوان آج ہمنے دیکھا کہ زور تمھارا ایسا ہی
کسی پہلوان مین یہ طاقت نہین دیکھی حقیقت مین پہلوان زبردست ہو مگر وہ کیسا
شیر ہی کہ جسنے تم ایسے کو زیر کیا اور تم اُسکے مطیع ہوے ای ببران مجکو ہوس ہی
کہ مین تمھارے آقا کو دیکھون ببران نے کہا اُنکو خبر نہین ہی کہ مین ایسے مقام
پر پھنسا ہون اگر وہ آگاہ ہوتے تو فورًا آتے اور مجکو اس آفت سے بچاتے مگر
عیار اُن کا کد و کوشش کر رہا ہی گلفام نے کہا یہ تیغہ لیجیے اور باہر نکلیے نگہبانون
کو مار کر مصروف جنگ ہو جیے ببران تیغہ لیکر باہر نکلا نعرہ کرکے لڑنے لگا فوج
نام ببران سنتے ہی بھاگنے لگی مگر طولاب کو اپنی طاقت پر بڑا گھمنڈ ہی گینڈا بڑھاکے
مقابلۂ ببران مین آیا للکارا کہ او جوان ہوشیار ہو منم طولاب برق انداز میری
تلوار سے آج تک کوئی نہین بچا ہو آئندہ تجکو اختیار ہی ببران نے کہا او بچیا
مین تیری جرأت تو دیکھون طولاب نے ہاتھ تلوار کا مارا ببران نے خالی دیکر
تیغہ مارا گینڈے کا طولاب کے سر کٹ گیا طولاب گینڈے سے گرا ببران نے

جھپٹ کر طولاب کو دبوچ لیا چاہا مار ڈالوں طولاب منتیں کرنے لگا اور کہا ای پہلوان دوران مین تمھاری تابعداری کرتا ہون بہران نے کہا مسلمان ہو تو چھوڑ دون طولاب کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا زمیندار لڑ کر نکل گیا تھا طولاب نے پوچھا ای بہران یہ کون تھا جسنے شبخون مارا بہران نے کہا ای طولاب خدا کی قدرت ہی یہا نکے زمیندار کا مین نام بھی نہین جانتا ہون وہ اس مصیبت مین شریک ہوا بیٹی اُس کی گلفام نامے قیدخانے مین آئی اُسنے آکر مجھے رہا کیا عورت کی یہ جرأت کہ کچھ خیال نہ کیا لڑ بھڑ کر مجھ تک آئی اور کس آن بان سے مجکو رہا کیا مین اُسکا ممنون ہون تم لشکر اُتارو مین آتا ہون یہ کہکر بہران طرف قریے کے چلا راہ مین زمیندار سے ملاقات ہوئی زمیندار نے کہا کہ ای پہلوان کیونکر رہائی پائی مین تو مجبور ہو گیا تھا قیدخانے پر پہونچا اور تم کو رہا نہ کرسکا اب آپ کہان جاتے ہین بہران نے کہا تمھاری ملاقات کو جاتا تھا تمھارا شکریہ ادا نہین کرسکتا ہون تم نے اس مصیبت مین ساتھ دیا کیونکر احسان نہ مانون وہ زمیندار بیٹی سے سُن چکا تھا کہا چلیے آج آپ کی دعوت ہی بہ محبت بہران کو اپنے مکان پر لایا سامان دعوت مہیا کیا لائفے عمدہ عمدہ بلوائے ایک گائن سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانے لگی نظم

شتاب لکھے ثنائے رُخ نگار قلم +	دکھائے قطعۂ گلزار کی بہار قلم +
کہان تلک وہ لکھے حال شہسوار و نکا	ہوا کے گھوڑے پہ کب تک ہے سوار قلم
نہ ختم ہو گا کسی طرح خط شوقیہ	جو لکھین سیکڑون منشی بنین ہزار قلم

اِن اشعار کو سُن سُن کر بہران تعریفین کر رہا ہی عین گرمی صحبت مین پردہ زنانی ڈیوڑھی کا اُٹھا ایک کنیز آئی ترنج خوشبوئی سینے پر بہران کے مار دیا سب ملازم زمیندار کو نذرین دینے لگے اور کہتے تھے کہ یہ داماد آپ کو مبارک ہو طولاب کو خبر پہونچی کہ بہران کا عقد ہو گا طولاب بھی آکر شریک ہوا زمیندار نے بخوشی خاطر اپنی بیٹی کا عقد ساتھ بہران کے کردیا بہران نے گوہر مراد حاصل کیا وہانسے

کوچ کیا ان سب کو ساتھ لیکر طرف قاسم کے چلے یہان قاسم مقابلہ سوہان
مین اُترے ہوے ہین سوہان نے کئی دن تامل کیا طبل جنگی نہ بجوایا کئی دن کے
بعد طبل جنگی بجوایا میدان مین نکلا ہی گینڈے کو مہمیز کر رہا ہی قاسم کا ارادہ ہی
کہ مین نکلون مگر سرداران قاسم روک رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ آپ مقابلہ
مین نہ جائیے ہم جاکر مقابلہ کرین گے کہ صحرا سے گرد اُڑی ببران بلا افگن گینڈے
پر سوار پشت پر مرسوم قزاق وطولاب برق انداز و چند سردار ہین سوہان
کو جو سب کے آگے دیکھا تیور پر بل پڑ گئے گینڈا بڑھا کر میدان مین آیا پکار کے
آواز دی او مکار خدا کی قدرت مین عین وقت پر آگیا مین مشتاق تھا کہ تجھ سے
مقابلہ کرون لطف جرأت ملے سوہان نے کہا ای ببران تمھاری قضا لیکر آئی
ہی تم میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے ببران نے کہا اب زیادہ کلام نہ کیجیے زبان
تیغ سے کام لیجیے سوہان نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا ببران نے
تلوار کو تلوار سپر رد کا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مار دیا سوہان
دو ٹکڑے ہو گیا فوج نے سوہان کی بلوہ کیا ببران فوج پر جا پڑا اور پکار کر
آواز دی کہ آقاے نامدار آپ تکلیف نہ فرمائیے گا مین جنگ کو سمجھ لونگا میری
آرزو پوری ہوئی یہ بے حیا میرے ہاتھ سے مارا گیا قاسم نے قصد کیا تھا مگر
ببران کے کہنے سے رُک گئے سب کو منع کیا کہ کوئی مدد ببران کو نہ جائے وہ
منع کرتا ہی کوئی تو سبب ایسا ہو کہ ہمارے سردار کا نام ہو جائے صاحبو اکیلا
زخمی ہو کر گیا تھا وہان سے سردارون کو لایا ہی سب جلیل معلوم ہوتے ہین یقین
ہی کہ یہ ہمارا ساتھ خوب دیوینگے مگر ببران جو فوج پر جاکر گرا تھوڑے ہی عرصے
مین سب کا خاتمہ کیا آخر سب بھاگ گئے چند مسلمان ہوے ببران بفتح و فیروزی
خدمت قاسم مین آیا سب سردارون کو قاسم کے قدمون پہ گرایا قاسم نے
سب کو گلے سے لگایا اور ببران سے فرمایا ان سب کے تمھین افسر رہے ببران
بہت خوش ہوا ساتھ والون سے کہتا تھا کہ تمنے ہمارے آقا کو دیکھا کیا جرأت

رکیا شوکت ہر ایسے کا کیون نہ ساتھ دین جو ہماری قدر کرے اُسکے تابعدار ہین قاسم سب کو لیکر بارگاہ مین آئے صحبت جشن آراستہ کی ساقیان سیمین ساق ومطربان خوش آواز حاضر خدمت ہوے جام مے ارغوانی چلنے لگا صدا ے ہو شیا ہوش ونوشا نوش بلند ہوئی رات بھر جلسہ رہا صبح کو قاسم نے سبکو ساتھ لیکر کوچ کیا مگر شاہزادۂ ماہ عالم افروز قاسم سے رخصت ہوے چند سوار ساتھ لے لیے طرف صاحبقران کے چلے راہ مین ایک صحرا ملا کہ نہایت ویران تھا سوکھے ہوے پتون کا جابجا انبار بونڈلے گرد کے اُٹھ رہے تھے زاغ وزغن کا جابجا جماؤ قاؤن قاؤن کر رہے تھے ماہ عالم افروز نے جو وہ صحرا دیکھا بہت پریشان ہوے فرماتے تھے یہ صحرا کسقدر ویران ہی حقیقت مین کف دست میدان ہی کہ سامنے سے گرد اُڑی ایک ساحرہ کو دیکھا کہ نشے مین شراب کے چور ایک نرگاؤ پر سوار نرگاؤ کو بھگائے ہوے آتی ہی بال سر کے چھوٹے ہوے زمین پر لوٹتے ہوے اُس ساحرہ کی نگاہ جو ماہ عالم افروز پر پڑی عاشق ہوکر پکارنے لگی کہ او جوان میرے پاس آ منم مجنون جادو مین اس صحرا کی حاکم ہون میرے سحر کا یہ باعث ہی کہ صحرا ویران ہو رہا ہی مین روز سحر کرتی ہون تاکہ یہ جنگل آباد نہ ہونے پائے شاہزادے نے جواب دیا کہ او مکارہ کیا بکتی ہی مجنون جادو بلائین لینے لگی اور یہ اشعار پڑھتی تھی نظم

سنا کیا سب مجھے وہ باتین بدزبان کیا کیا
کلام آ گئے بے لطف درمیان کیا کیا

بہار آتے ہی چٹکا ہی جب کوئی غنچہ
تو پھول پھول کے بیٹھا ہی باغبان کیا کیا

وہ کون ہی جو تری گفتگو نہین کرتا
سنے ہین ہمنے ترے تذکرے کہان کیا کیا

الٰہی دیکھیے یہ دیکھنا دکھائے کیا
بری نظر سے وہ گھورے ہین الامان کیا کیا

شکایتین تھین بہت اور مجال وقت تھی کم
دم اخیر سناتا یہ نیم جان کیا کیا

زمین مین گاڑ کے اہل وطن ہوے رخصت
ابھی دکھائیگا نیرنگ آسمان کیا کیا

یہ چرخ پیر کی کیا خصلتو نسے غافل ہین
گھمنڈ کرتے ہین اللہ نوجوان کیا کیا

ملال وحسرت واندوہ ویاس و داغ جگر | جہان سے لیکے چلے رند ارمغان کیا کیا

الہی واہیات باتین کہتی ہوئی وہ شاہزادے کے قریب آئی صورت زیبا دیکھ کر حیران ہوگئی دل مین کہتی ہو کہ اگر یہ معشوق پاس رہیگا تو بڑا لطف حاصل ہوگا حقیقت مین تک سکھ سے اچھا ہی کہ مین شاہزادے کی ہاتھ ڈال دیا سحر کرکے اُٹھا لیا اور لے بھاگی وہ لوگ جو شاہزادے کے ساتھ تھے بھاگ گئے کوئی نہ ٹھہرا مگر سمک یلداقی ایک غار مین چھپ رہا تھا اُسنے دیکھا کہ وہ ساحرہ شاہزادے کو لے گئی بیتاب وبیقرار ہوکر غار سے نکلا یہ دیکھ لیا کہ جو سامنے درۂ کوہ ہی اسی مین لے گئی ہی ایک فقیر کی شکل بنکر گاتا ہوا چلا نظم

نہ طاقت آئی مرے جسم زار کے نزدیک	نہ صبر آیا دل بیقرار کے نزدیک
ہمارے ہاتھ پہونچنے لگے گریبان تک	جنون کے دن گئے فصل بہار کے نزدیک
ہجوم غم نے مرے ملک دلمین آکے کہا	خوشی نہ آئیگی اب اس دیار کے نزدیک
عجیب چہچہے کرتی ہی باغ مین بلبل	دن آگئے ہین جو فصل بہار کے نزدیک
شکست ابلق لیل ونہار کو دینا	یہ ایک کھیل ہی اُس شہسوار کے نزدیک
بھلا فقیر کو کیا بادشاہ سے مطلب	وہ کیونکر آئینگے مجھ خاکسار کے نزدیک
غبار اُڑکے ہوا سے مرا تصدق ہو	وہ آئین گر کبھی میرے مزار کے نزدیک
پھنسے گا دام مین ایسا کہ پھر نہ چھوٹیگا	جو دل گیا مرا گیسوے یار کے نزدیک
نجف مین دفن وہ ہوتا ہی جاکے ای سطوت	جو نیک بندہ ہی پروردگار کے نزدیک

سمک تانین مارتا ہوا قریب درۂ کوہ کے آیا سامنے بیٹھ کر گانے لگا مجنون جادو جو شاہزادے کو درۂ کوہ مین لائی ایک لال چادر اوڑھکر گویا دلھن بنی شاہزادے کو سمجھا رہی ہی کہ پیار نے مجھے قبول کر میری تجھپر جان جاتی ہی شاہزادہ سخت وسست کہ رہا ہی کہ او بیحیا دیوانی ہوئی ہی اپنے حواس درست کر میری جان جائیگی مگر تیرا کہنا نہ مانونگا تجکو جو منظور ہو وہ کر مجنون جادو ناچار ہوکر بیٹھی ہی افسوس کر رہی ہی کہ ہاے کیا کرون یہ جوان مانتا ہی نہین اپنی ہی کہے جاتا ہی آخر کیا کرون ایکایک

گانے کی آواز کان مین آئی پلٹ کر دیکھا کہ ایک فقیر نحیف وضعیف تانین مار رہا ہی
حیران ہو گئی کہ اس سن مین یہ آواز ہی پکار کر آواز دی بڑے میان صاحب انجمن شعاع
کو پھر کہو سماک نے دو چار تانین ایسی مارین کہ مجنون بیقرار ہو گئی تعریفین کرنے لگی
کہتی ہی بڑے میان صاحب تمھارا کیا نام ہی اب تو سماک نے باتون کا تار
باندھ دیا مجنون نے کہا کیون بڑے میان تمھارے کوئی اولاد بھی ہی بڑے میان
نے کہا ایک سو بارہ بیبیان ہین کوئی دن خالی نہین جاتا کہ کسی کے پاس نہ جاتا ہون
کئی سو بیٹے ہین کپڑے عمدہ عمدہ پہنتے ہین جو کچھ کہین سے پاتا ہون مجکو مار کر چھین لیتے
ہین اور گھر مین جا کر کھانا وغیرہ پکوا لیتے ہین بڑے بڑے پہلوان ہین بعضے پھنکیت
ہین بانک بھی سیکھی ہی مگر مین کسی کو اپنا فرزند نہین جانتا ہون یہی جانتا ہون کہ
اُن عورتون کے پیٹ سے پیدا ہوے ہین خیر پڑے رہین مجنون ہنسنے لگی کہا
بڑے میان بڑے زندہ دل ہو عورتون کا تمھاری سن کیا ہی بڑے میان نے کہا
پانچ پانچ برس کے سن مین بیاہ کر لایا اب جو وہ جوان ہوئی ہین مجھسے محبت کرتی ہین
جو سب مین بڑی ہی اُسکو چودھوان سال ہی بڑی بدمزاج ہی ہر وقت مجھسے لڑا کرتی
ہی اُسکو بڑی ضد ہی مجنون نے کہا بڑے میان صاحب تم بڑے حُسن پرست ہو
مین ایک جوان کو لائی ہون وہ نہایت حسین ہی میرا وصل نہین قبول کرتا بڑے میان
نے کہا تم نے اُسکو کچھ ستایا ہوگا مجنون نے کہا مین اس صحرا سے اُسکو اٹھا لائی
ہون وہ کہتا ہی کہ مجکو مار ڈالو مین نہ مانونگا بڑے میان نے ایک آہ کی اور کہا کہ
اے مجنون جادو کون ایسا مرد ہوگا کہ تم ایسی شکیلہ کو نہ قبول کرے طریقے سے
معلوم ہوتا ہی کہ وہ جوان تمسے بیزار ہی ورنہ تمکو دیکھ کر میرا عجب حال ہی لیکن مشکل یہ
ہی کہ تم اُسپر عاشق ہو ایسا نہ ہو مین قصد کرون اُسکو ناگوار ہو یہ تو ضرور ہی کہ وہ
بھی تم پر جان دیتا ہوگا مگر ضبط کرتا ہی حال دل کو چھپاتا ہی مین ایک تدبیر بتاؤن
میرے مرشد نے مجکو ایک منتر تعلیم کیا ہی اُسمین یہ صفت ہی کہ مین شراب پر دم کر دون
اور تم پیکر اُس سے بات کرو تو مثل تمھارے اُسکو بھی محبت ہو مجنون نے کہا مین ابھی

شراب لاتی ہون یہ کہکر دوڑی اور بھٹی سے شراب لاکر سماک کو دی سماک نے
شراب اونڈیلی کچھ ہونٹھ بھی ہلائے جس سے ثابت ہوتا تھا کہ کچھ پڑھکر پھونک دیا
مجنون سے کہا لو اسکو پی جاؤ مجنون نے شراب پی اور بیٹھے بیٹھے گھبرائی کہا کہ
بڑے میان صاحب اس شراب نے بڑا نشہ کیا کلیجہ مین آگ لگی ہوئی ہی سماک نے
کہا میرے عمل کی تاثیر ہی اب اُسکا بھی دل بیقرار ہوگا بعد تھوڑی دیر کے مدعاے
دلی حاصل کر دیگا لطف ملیگا مگر اُٹھکر ٹہلو مجنون اُٹھی چند قدم چلکر گری گرکر
بیہوش ہوگئی سماک نے خنجر کھینچا چاہا قتل کرون پہلو سے آواز آئی کہ خبردار خنجر
نہ مارنا ورنہ جلاکر خاک سیاہ کر دونگا سماک نے پلٹ کر دیکھا ایک ساحر سیہ رو
و بدخو دوڑا ہوا آتا ہی اپنے نام کا نعرہ کرتا ہوا کہ منم ممنون جادو شوہر مجنون
سماک نے چاہا کہ کود کر بھاگون مگر کسی طرف راستہ نہ پایا ممنون نے سحر کیا خنجر ہاتھ سے
سماک کے گرا پاؤن زمین نے تھام لیے ممنون نے دیکھا درہ کوہ مین ایک
جوان بیٹھا ہی پوچھا ارے تو کون ہی شاہزادے نے کہا مجکو یہ بیچیا گرفتار کرلائی
ہی اور وصل کی خواستگار ہی ممنون نے مجنون کو ہوشیار کیا جب مجنون کی
آنکھ کھلی تو اُسنے پکار کر کہا کہ کیون پیارے ابتو قبول کروگے ممنون نے ایک
لات ماری اور کہا کہ او لکاتہ تو روز جو غائب ہوتی ہی تو انھین فکرون مین رہتی
ہی مجنون نے کہا کہ ای ممنون یہ تو فیاضی ہی جو جیسا دیگا ویسا پاویگا کیون
اسقدر جھلاتا ہی دیکھ تو یہ جوان کیسا خوبصورت ہی اگر مین اسپر عاشق ہوئی تو
کیا نقصان ہی اسکے بارے مین کچھ نہ کہنا ورنہ تجھسے آشنائی چھوڑ دونگی ممنون
نے جھلاکر کہا او فاحشہ مدت سے میرے تیرے ملاقات ہی اسپر رضامند نہین ہی
ساتھ چل باغ گلچین مین کیسی تیاری کی ہی چلکر شراب پی باغ کی سیر دیکھ
مجنون نے کہا مین تیرے ساتھ نہ جاؤنگی ممنون نے ہاتھ تھاما کھینچنے لگا مجنون
کو جو صدمہ ہوا تو اسنے سحر کیا ایک تلوار ممنون پر گری ممنون کا شانہ نشانہ ہوا
زخم کھاکر ممنون جادو نے خاک اُڑادی کہ مجنون اندھی ہوگئی ممنون کو گالیان

دینے لگی کہ او لنگوڑے بیہودہ مجکو اندھا کیون کر دیا ممنون نے کہا تو اسی لائق ہی
مجنون نے ہاتھ بڑھایا ہاتھ ممنون کا تھام کر ایک چلت ماری کہ ممنون کی بوٹی
نوچ لے گئی ممنون نے جھلا کر کارد سحر ماری مجنون کے سینے کے اُسپار گذری
شاہزادہ سحر سے رہا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا کہتا ہوا کہ او ممنون اب کہان
جائیگا ممنون نے کہا او جوان تیری قضا میرے ہاتھ سے ہی غنیمت جان کہ اتنی
دیر تیری جان بچی شاہزادے نے چاہا ممنون کی گردن پکڑ لون مگر ممنون نے
سحر کیا کہ ہاتھ پاؤن شاہزادے کے بے قابو ہو گئے اب ممنون نے لاشہ اپنی
معشوقہ کا دیکھا بڑا قلق ہوا دل مین کہتا ہی کہ ایسی عورت کہان ملیگی کبھی کسی بات
مین انکار نہین کیا اس جوان کو اور اس عیار کو لے چلون چلکر ان دونون کو باغ
گلچین مین قتل کرون جب مین نے اسی آشنا کو مار ڈالا تو انکو کیون زندہ چھوڑدون
اسی کی وجہ سے یہ فتور ہوا ایک پنجہ کمر مین شاہزادے کے دیا اور ایک ہاتھ
سے سماک کو اُٹھا لیا دونون کو لیکر چلا اُڑا ہوا جاتا ہی کہ کان مین گانے کی
آواز آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

روا ہی کسکے دین مین ہی طریقہ کس مسلمانکا
اکیلے چھوڑنا یون خاک و خون مین صید بیجانکا

پریزادونکا کوچہ ہی تعجب کچھ نہین یارو
ملے مجکو جو کشکول افسر شاہ سلیمانکا

جوانی مین اُسے ہم دیکھتے ہین اپنی آنکھونسے
لڑکپن مین جو افسانہ سُنا کرتے تھے طوفانکا

مے ہر وقت دل پہ ہی لکھا مضمون بیتابی
ملنا اب آہ رشتہ ہی ان اوراق پریشانکا

وہ غیر دستے گلے ملتا رہے حق نے بنایا ہی
ہمارے ذبح کرنے کے لیے دن عید قربانکا

عدم کی سیر کو فرہاد و مجنون ہوتے ہین راہی
قمر مالک ہی تو ہی اندلون کوہ و بیابانکا

یہ آواز سُنکر ممنون نے پلٹ کر دیکھا کہ بالاے کوہ جلسہ ہی ایک شاہزادی نہایت
حسین و جمیل مسند پر بیٹھی ہی کنیزین کام کر رہی ہین دو کنیزین گلعذار کبک رفتار شیرین
گفتار پھولونکی پنکھیان ہاتھ مین داہنے بائین کھڑی جھل رہی ہین مگر نازنین خاموش
بیٹھی ہی سامنے گانا ہو رہا ہی ممنون اُس صحبت کو دیکھ کر بہت خوش ہوا آیا تو اُڑا ہوا

جاتا تھا یا اُتر آیا کنیزون نے کہنا شروع کیا ارے یہ کون مرد آ ہی کہ ہم عورتون مین گھس آیا ہی صاحب خانہ نے بدمزاج ہو کر کہا او شخص تو کون ہی کہ ہماری صحبت مین چلا آیا ممنون نے شاہزادے کو ہاتھ سے رکھدیا صاحب خانہ نے جو جمال شاہزادہ دیکھا پسینہ آگیا قلب تھرا گیا کہا او ظالم اس بیچارے کو کہان سے پکڑلایا شاہزادہ تو کچھ نہ بولا مگر سماک نے آواز دی کہ ای ملکۂ عالم مین آپکا بھیک ہون مجکو بھی یہ پکڑلایا ہی رات بھر گوایا صبح کو موٹے پانچ پیسے دیتا تھا مین نے نہ لیے اُس پر بگڑ گیا اور کہا تجکو چل کر قتل کرونگا مالک صحبت کہ نام اسکا شیرین عذار ہی بول اُٹھی کہ میان گوئیے کچھ ہم کو تو سُناؤ سماک یلداقی تو یہی چاہتا تھا سنبھل کر بیٹھا اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

ہو نرالی کشش عشق جفاکار کی راہ — چاہ کنعان مین ملی مصر کے بازار کی راہ
رہنما یاد الٰہی کا ہوا عشق صنم — پہونچے ہم کعبۂ مقصود کو کہسار کی راہ
شہرۂ حُسن نے دیدار کا مشتاق کیا — نکہت گل نے بتائی مجھے گلزار کی راہ
حُسن نے عشق نے ہستی مین عدم سے کھینچا — شوق یوسف نے دکھائی ہمین بازار کی راہ
عید ہوگی رمضان جائیگا ای بادہ کشو — بند رہنے کی نہین خانۂ خمار کی راہ
غیر حق کو مین سمجھتا ہون خیال باطل — آتش اک دلمین نہین ہوتی ہی دو چار کی راہ

ملکہ نے یہ گانا سُنکر کہا کہ میان گوئیے صاحب کیا خوب گاتے ہو سماک نے کہا ابھی آپ نے میرا کمال کیا دیکھا ہی اور بہت سے کمال ہین حضور سُنکر بہت خوش ہونگی یقین ہی کہ جو مین صحبت مین بیٹھون تو آپ پسند کرین اور حکم دین کہ یہ حاضر رہے ملکہ نے ممنون سے کہا کہ ای ممنون تم جاؤ ہماری صحبت مین نہ ٹھہرو اور ان دونون قیدیون کو چھوڑ جاؤ ہم ان سے دل بہلائینگے ممنون نے کہا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مین خدمت مین حاضر رہونگا یہ گویا نہین ہی عیار ہی میری آشنا کو اسنے قتل کرایا ہی مین آپ پر جان دیتا ہون اس نازنین نے جھلا کر کہا کمبخت دیوانہ ہوگیا ہی جا سامنے سے دور ہو ممنون نے جھولی مین

ہاتھ ڈالا ارادہ ہوا کہ گولہ نکالون شیرین عذار نے ہاتھ ہلادیا ایک برق گری ممنون کے دو ٹکڑے ہوے ممنون کے مرتے ہی شاہزادہ قید سے چھوٹا اُٹھ کھڑا ہوا سماک نے بھی ارادہ کیا کہ جست کر کے نکل جاؤن پھر سوچا کہ آفا رہ جائین گے شیرین عذار نے حکم دیا کہ لاش اس گستاخ کی پھینک دو لاشہ ممنون کا پھینکدیا ابتو سماک نے خوب مسخرہ پن کیا کہ شیرین عذار نے شاہزادے کو اپنے پاس بٹھالیا شاہزادہ بھی بہ نگاہ محبت شیرین عذار کو دیکھ رہا ہی شیرین عذار نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہی شاہزادے نے کہا ماہ عالم افروز نبیرۂ صاحبقران فرزند ایرج نوجوان پہلے مجکو مجنون جادو نے گرفتار کیا تھا مگر ممنون جادو نے آکر اپنی آشنا کو مارا عجب ساعت نیک تھی کہ مین تم تک پہونچا شیرین عذار نے مسکرا کر کہا کہ اگر آپ میرے پاس رہین گے تو بڑے آرام پائین گے ظاہر اکوئی تکلیف نہ ہوگی آپ کو معلوم ہو گا کہ جمشید ثانی ہمارے خداوند ہین لیکن آج کل بڑی مصیبت مین گھرے ہین مسلمانون نے چہار جانب سے گھیرا ہی طلسم ظاہر سے بھاگ کر قدرت طلسم باطن مین آئے مسلمانون نے یہانہ چھوڑا ابھی میرے پاس نامہ آیا ہی کہ ای شیرین عذار برا ے مدد آؤ تو مین چلونگی اور آپ کو بھی لیچلونگی آپ کو زرہ بنادونگی کہ آپ فرزندان حمزہ پر غالب آئیے جو حریف آپکے سامنے آئیگا وہ گھبرا کر بھاگ جائیگا شاہزادے نے جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم وہ سب میرے باپ اور چچا ہین میرے والد فرزند قاسم اور قاسم فرزند رستم اور رستم فرزند امیر حمزہ اسی سال مین مین نے خروج کیا ہی جابجا لڑائیان پڑین لوحین بہت سی ممکن ہوئین طلسم آبگینہ کو توڑا بڑے بڑے جادوگرون کو مارا اگر والد سے ملا چچا سے ملاقات ہوئی دادا جان بہت چاہتے ہین تو ای ملکۂ عالم اُن لوگون کی مدد کرین یا جمشید ثانی کی اُس بیحیا پر لعنت ہی ایک شخص مکار اُس کو خداوند جانتی ہو اپنے پیدا کرنے والے کو نہین پہچانتین وہ رحیم و کریم و سمیع و علیم ہی جسنے ایک کلمۂ کن سے تمام عالم کو پیدا کیا آسمان بے ستون قایم کیا زمین کو پانی

پر بچھایا اگر مجھسے محبت ہی تو دین اسلام قبول کرو مگر جب سحر سے توبہ کر دگی عقد ہوگا شیرین عذار نے دین اسلام قبول کیا آپسمین عہد و پیمان ہوگئے شاہزادہ شریک صحبت ہوا شیرین عذار خوش بیٹھی ہی سماک بھی صحبت مین حاضر ہی اب شیرین عذار نے کہا کہ ای شہریار ایک بات کا قلق ہی کہ باپ میرا سہراب جادو سامنے قلعہ ہی اُسمین رہتا ہی اگر وہ سُن پائیگا تو بڑی آفت بپا کریگا شاہزادے نے کہا اگر بغاوت کریگا تو مارا جائیگا ملکہ نے کہا کہ مین یہ بھی نہین چاہتی کہ باپ میرا قتل ہو شاہزادے نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اگر اُنھون نے مجھپر لشکرکشی کی تو مین کوئی بات اُٹھا نہ رکھونگا مین چاہونگا کہ میری اطاعت کرین مجبوری سے قتل کا نام لونگا اگر انشاء اللہ وہ مطیع اسلام ہوے تو بڑا مطلب حاصل ہوگا مگر ایک کنیز ہی کہ اُسکا نام کیاد بد باطن ہی جسوقت سے ملکہ اور شاہزادے سے سامنا ہوا ہی اُس وقت سے جلا رہی ہی آپسمین کہتی ہی کہ صاحبو تم نے دیکھا کیسا جلدی ملکہ دھگڑے سے ملگئین پھولی ہوئی بیٹھی ہین ہم لوگونکا کچھ خوف نہین نہ یہ دھیان آیا کہ ہمارا باپ نامی وگرامی ہی اس طرف کے جتنے شاہ ہین سب اُس کو خراج دیتے ہین اور وہ خدمت خداوند مین کبھی جاتے ہین یہ نہ سمجھین کہ یہ ذکر تابہ خداوند پہونچیگا وہ فرمائینگے کہ انکو قتل کرو کیون صاحبو جو ہم لوگون سے پرسش ہوگی تو کیا جواب دینگے غریب کو سب ستاتے ہین ہمپر مار پڑیگی کنیزون نے کہا کہ ای کیاد خاموش رہ ایسا نہ ہو ملکہ سن لیوین تو باعث خرابی ہو خفا ہونگی کہ ہمارے فعل پر طعن کرتی ہی پھر ہم لوگ کیا کہین گے مگر کیاد اسقدر بیقرار ہی کہ بڑبڑاتی پھرتی ہی ایک ایک سے یہی کہتی ہی کہ کیون صاحبو ملکہ سے کہو کہ اس جوان کو نکال دین باغ مین رہنا بہتر نہین کنیزین کہتی ہین کون اُسنے کہے کیسی وہ جوش مین بیٹھی ہین ابھی کہین تو رنجیدہ ہو جائین آخر کیاد کو چین نہ آیا مکر کا حیلہ سوچا سامنے ملکہ کے آئی دست بستہ عرض کی کہ حضور لونڈی کی نواسی بیمار ہی اگر حکم ہو تو دیکھ آؤن مٹی دامادمین بھی بڑی لڑائی ہوئی ہی جاکر اُنکو سمجھا بھی دون

میل کرا دون مین ابھی حاضر ہوتی ملکہ نے کہا ای کیاد جاؤ مگر جلدی چلی آنا یہ حکم پاکر کیاد دروازے پر آئی پکار کر کہا کہ ارے ڈولی لاؤ کہار ڈولی لائے کیاد سوار ہوئی دل سے باتین کرتی ہوئی جاتی ہی کہ دیکھیے باپ اپنے کہان ملین ایسا کہون کہ چل جاوین اور کہین کہ چل کر اُس جوان کو قتل کردن ملکہ کی بھی سرکشی نکلجائے قضائے کار باپ ملکہ کا برائے شکار گیا تھا پلٹا ہوا آتا ہی کہ دیکھا سامنے سے کیاد کی ڈولی آتی ہی سہراب جادو ٹھہر گیا پکار کر کہا کہ ای کیاد کہان جاتی ہو اس وقت تمکو دیکھ کر شیرین عذار یاد آئی وہ کیا کر رہی ہی مین آج کئی دن کے بعد پلٹا ہون اُس سے کہدینا کہ جلد آکر حاضر ہو سلام کر جائے مین دیکھون تو خیر و عافیت سے ہی کیاد نے کہا کہ ای شاہنشاہ ساحران مین آپ ہی کی خدمت مین چلی تھی اسی فکر مین تھی کہ کیونکر ملاقات ہو عجب معرکہ گذرا کہ ممنون جادو نبیرۂ حمزہ کی قید لیکر آیا ملکہ نے ممنون کو مارا لاشہ اُسکا پھنکوا دیا اُس شاہزادے کو پہلو مین لیکر بیٹھی ہین ہمنے سمجھایا کہ بی بی تم سہراب جادو کی بیٹی ہو وہ مصاحب خداوند ہین ایسا نہ ہو کہ اُن کو خبر پہونچے تو وہ بہت رنجیدہ ہونگے آئندہ آپکو اختیار ہی جھلا کر کہا اس کو سامنے سے ہٹا دو یہ ہماری ناصح ہی جو ہمارا جی چاہتا ہی وہ کرتے ہین مین ناچار ہو کر چلی آئی چاہتی تھی مالک کی برائی نہ کرون مگر ایسی مجبور ہوئی کہ حاضر ہوئی آپ جانتے ہین کہ مین نے اُن کو گودیون مین پالا ہی آپ تدبیر ایسی کیجیے کہ وہ اس فعل سے باز آئین نئی بات یہ ہی کہ وہ جوان تو انکار کرتا ہی اور ملکہ ٹوٹی پڑتی ہین اُسکا یہ طریقہ ہی کہ بدون عقد فعل باطنی پر توجہ نہین کرتا ملکہ مطیع اسلام بھی ہوگئین خداوند کو بُرا کہا ہم لوگون کو ناگوار ہوا اب مجبور و ناچار ہو کر عرض کرتی ہون یہ سُنکر سہراب گینڈے سے کود پڑا اور کہا تم چلو ہم آتے ہین آکر وہ آفت برپا کرونگا کہ زمین ہلادونگا شاہزادے کو تو اس طرح مارون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر روئین اور مجھ کو ترس نہ آئے اور بی ملکہ کی وہ خدمت کرون کہ پھر آئندہ کبھی ایسا ارادہ نہ کرین

غیر شخص مذہب کے خلاف اُس کو پہلو مین بٹھالیا ہمارا کچھ خیال نہ کیا دیکھو اب
کیا ہو جائیگا بعنایت خداوند جمشید ثانی وہ آفت برپا کرون کہ وہ جوان ساری
جرأت بھول جائے باعث یہ ہوا ہی کہ چند ساحران ذلیل کو مار لیا ہی اُسی غرور
مین ہی ابھی کسی ساحر سے مقابلہ نہین پڑا ہو گا کیا دنے کہا ایک ہوشیاری
کیجیے گا کہ ملکہ ضرور سحر کرینگی اسکی تدبیر کر لیجیے گا ملکہ کا سحر جلائے روزگار ہی ایسا
نہ ہو کہ آپ کو تکلیف پہونچے سہراب نے کہا مین خوب جانتا ہون کہ اُسنے سحر
قاعدے سے حاصل کیا ہی جشن مین جو گئی تو سند کامل حاصل کی ہی سب ساحر اُسے
مانتے ہین تعریفین کرتے ہین جو ساحر مدت مدید سے اُترے ہوے تھے وہ سب
نامنظور ہوے مگر اسکا سحر منظور ہوا ستارہ بنکر اُڑی تھی اسقدر بلند ہوئی تھی
کہ کرہ تاریک مین پہونچی وہانسے جو اُتر کر آئی بیان کیا کہ دریاے آتش موج
مار رہا ہی مین آگے نہ جاسکی افسر نے اُسی وقت اسکو سند دی اور یہ کہا کہ اب
تمکو ضرورت نہین ہی مگر سمجھ لونگا آسمان سے آؤنگا پہلے سحر کر کے اُس کی زبان
بند کرونگا اور شاہزادے کی تو کیا حقیقت ہی فقط اشارہ کافی ہی غیر ساحرون
کی ہم کچھ حقیقت نہین جانتے کیاد تو ہنستی ہوئی ٹہلتی باغ مین آئی یہان وہ دیکھتی
ہی کہ گائن یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

بہار حُسن خداداد کو زوال نہین	سدا گلاب کے دو پھول ہین وہ گال نہین
ہمیشہ بدر ہین عارض کبھی ہلال نہین	یہ حُسن تو ہی خداداد اِسے زوال نہین
جواب دیکے نہ دل توڑ روز سائل کا	شکستہ حال کی آواز ہی سوال نہین
فلک کو یاس سے ہم دل گرفتہ دیکھتے ہین	کسی کا عقدہ کشا ناخن ہلال نہین
خدا نہ روز سیہ یہ کسی کو دکھلائے	گگن مین چاند ہی تارے شریک حال نہین
ہمیں زیست کا کھٹکا ہی ہر مہینے مین	نہال عمر کو آرہ ہی یہ ہلال نہین
ریاض حُسن کے میوے مین یہ لطافت ہی	عیان ہی سیب کا دانہ ذقن پہ خال نہین
کبھی ہوا کبھی شعلہ کبھی ہو خاک ای سحر	مگر تمھارے عناصر مین اعتدال نہین

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی جام مے ارغوانی گردش مین ہی ملکہ شیرین عذار شاہزادے کے پہلو مین بیٹھی ہین اور سماک یادانی ایک طرف گوشے مین بیٹھا ہی کہ کیا دنے آکر عرض کی کہ داری مین کچھ کہا چاہتی ہون ملکہ نے کہا کیا کیا دنے کہا حضور اسطرح بیٹھی ہین کہ بالکل خوف نہین ایسا نہو کہ آپ کے والد کو اطلاع ہو جائے تو باعث خرابی ہو اگر مناسب ہو تو اس جلسے کو موقوف کیجیے شاہزادے کو حکم دیجیے کہ جاکر کسی کمرے مین بیٹھین وقتاً فوقتاً ملاقات کیا کیجیے یہ جلسہ اچھا نہین ملکہ نے یہ سُنکر حکم دیا کہ کیا دکو سامنے سے ہٹا دو یہ ہماری کیا ناصح ہی ہم کچھ نہین خیال کرتے جو مزاج مین آئیگا وہ ہی کرینگے تیرا کہنا نہ مانینگے کیونکر ہو سکتا ہی کہ اپنے مہمان کو تکلیف دین تم لوگ بھی جانتے ہو کہ مین امورات باطنی سے بری ہون جب خدا فضل کریگا اور جمشید ثانی مارا جائیگا اُس وقت عقد ہمارا ہوگا انشاء اللہ جاکر شہزادیون سے ملین گے ہم جاکر جمشید ثانی کو خود گھیر لینگے کسی طرح یہ مارا جائے کہ سرحد پاک ہو مکار نے سحر کرکے دعوی خدائی کیا اب اس مکاری کا حال ظاہر ہو جائیگا کیا دتو بڑبڑاتی ہوئی ہٹ آئی مگر سماک نے کہا حضور اسکی باتون سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ کے باپ سے اطلاع کرآئی اب آپ کو سمجھانے آئی ہی شیرین عذار نے کہا کہ مجکو کوئی کیا سمجھائیگا بقول شاعر

فرد حضرت ناصح جو آئین دیدہ و دل فرش راہ ۔ پر کوئی مجھکو یہ سمجھائے کہ سمجھائینگے کیا ۔

یہ عشق ایسا نہین ہی کہ کسی کے سمجھانے سے باز آؤن جو کیا سو کیا اگر زمین و آسمان ایک طرف ہو جائے تو مین محبت سے شاہزادے کی ہاتھ نہ اُٹھاؤن یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ابر سیاہ نمایان ہوا شاہزادے نے کہا کہ ای ملکۂ عالم شاید کوئی ساحر آتا ہی ملکہ اُٹھ کھڑی ہوئی ہاتھ ہلا دیا ابر پھٹا اپنے باپ کو دیکھا کہ آسمان پر کھڑا رہا ہی ملکہ کے تو ہوش اُڑ گئے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا پسینے پسینے ہوگئین گھبراکر کہا کہ ای شہریار ہوشیار ہو جائیے سماک سچ کہتا تھا یہ کیا دنے یہ تدبیرین کین مگر مہراب نے نعرہ کیا کہ او گیسو بریدہ ننگ خاندان یہ تو نے کیا کیا

کہ دشمن خداوند کو پہلو مین لیکر بیٹھی ہی شاہزادے نے ملکہ سے اشارہ کیا کہ باپ پر
سحر کرو مگر سہراب جادو نے پہلے ہی سامان کر لیا تھا ایک شیشہ جو ہاتھ مین تھا
اُسپر سحر دم کرکے لایا تھا دین سے پھینک مارا وہ شیشہ جو ٹوٹا قطرے پانی کے ملکہ
پر گرے ایک قطرہ شاہزادے پر باقی چند کنیزون پر ملکہ بیہوش ہوکر گری شاہزادہ
بھی بدحواس ہوا تلوار ہاتھ سے چھوٹی سر زمین پر رکھدیا پاؤن دراز ہوگئے اور بیہوش ہوا
کنیزین بھی بیہوش ہو ہوکر گرین سہراب جادو آسمان سے اُترا زمین پر ہاتھ ہلاتا ہوا
آیا اُس ہاتھ ہلانے سے تلوارین گرین کنیزون کے سر اُڑگئے ملکہ کو اُٹھاکر ستون
سے باندھا شاہزادے کو بھی باندھ دیا منظور ہوا کہ کوڑا ہاتھ مین لیکر اُس کے تئین
کو مارون اور کھال اُڑا دون کہ ایک طرف سے آواز آئی ای شہریار اسطرف
آئیے ورنہ میری جان نہ بچیگی سہراب نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نازنین گندمی رنگ
جوڑا بھاری پہنے ہوئے چیختی ہوئی آتی ہی شانے سے خون ٹپک رہا ہی سہراب نے
کہا کہ ارے یہ کیا ہوا اُسنے پکار کر کہا کہ اس گوشے مین ایک عیار مکار چھپا بیٹھا
ہی عورت بن رہا ہی جلد آئیے اُسکو گرفتار کر لیجیے ایسا نہو نگوڑا بھاگ جاوے
نگوڑا چھلاوہ ہی مجھکو نیمچہ مار کر بھاگا اب جاکر اُس گوشہ مین چھپا ہی رنگ دروغن
نکال رہا ہی لہنگا پہن چکا ہی اب دوپٹہ اوڑھتا ہی سہراب جھپٹا قریب آکے
اُس نازنین کا خون پونچھنے لگا اُس نازنین نے کہا مین حیران ہون کہ آپ ملکہ
کو قتل کرینگے یا قید کرینگے مین کدھر جاؤنگی کیونکر بسر کرونگی بچپن سے تو اُنکے
زیر سایۂ دامن رہی اب ہوش وحواس سنبھالا ہر چند کہ جابجا سے پیغام آئے ہین
مگر مین نے اب تک قبول نہین کیا ایک شاہزادہ شام کو جنگل مین آتا ہی مجھ کو
دیکھ کر چلا جاتا ہی سہراب نے کہا تیرا نام کیا ہی کہا حضور شگوفہ نام ہی مدت
سے آپ کے محل مین ہون مگر آپ نے نہین پہچانا جلد چلیے اُس کو گرفتار کر لیجیے
ان عیارون نے سارے طلسم مین غدر ڈالدیا ہی کل مین نے اخبار دیکھا مہتم
اودھ اخبار نے لکھا تھا کہ طلسم نوخیز جمشیدی ختم ہوا چاہتا ہی سب دربند

شاہزادون نے فتح کر لیے اب چند مقام باقی ہین سہراب جادو اُس مہ جبین سے
باتین کرتا ہوا چلا وہ ہنستی جاتی ہی کبھی شرما کے مُنہ چھپا لیتی ہی اس ادا کو سہراب
دیکھکر پسا جاتا ہی جی مین کہتا ہی حقیقت مین یہ شعلۂ جوالہ بس اِسی لائق ہی
کہ اس کو اپنی صحبت مین رکھون خاتون محل بناؤن ہر وقت خدمت مین رہیگی
حقیقت مین بڑے لطف سے گذریگی یکایک چلتے چلتے وہ نازنین رُکی اور ٹھٹھکی
کہا اِی شہنشاہ وہ عیار سامنے بیٹھا ہی سہراب نے کہا مجکو تو نہین معلوم ہوتا
ہی نازنین نے ہنس کر پٹّے پکڑ لیے اور بائین ہاتھ سے ایک تمانچہ مارا کہا او بیحیا
سامنے تیرا باپ بیٹھا ہی تو سحر نہین کرتا سحر کر کہ زمین اُسکے پاؤن تھام لے چلکر
گرفتار کرین خوب جوتیان مارونگی اور پوچھونگی کہ مین نے تیرا کیا کیا تھا کہ تو نے
تمانچہ مارا سہراب جادو اس ادا پر لوٹ گیا ہنسنے لگا اب تو نازنین نے
ہر مرتبہ تمانچے مار مار کر سہراب کو راضی کیا سہراب بہت خوش ہی کہ کیا
معشوقہ ملی ہی باتون مین اسکی بڑا مزہ ہی جب یہ گستاخ ہو جائیگی تو اور زیادہ
مزہ ہوگا اُس مہ جبین نے کہا اب دیر نہ کیجیے جھولی سے گولہ نکالیے اور یہ کہکر
مار دیجیے کہ فلان شخص گرفتار ہو جائے سہراب نے کہا مین خالی اشارہ کر دون
تو لاکھون آدمی غرق ہو جائین یہ کہکر آگے بڑھا مگر کہے جاتا ہی کہ اِی مہ جبین
مین نے ابھی اُس عیار کو نہین دیکھا تیرے کہنے سے گولہ پھینکتا ہون نازنین
نے کہا آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک آپ گولہ پھینکیے مین نگوڑے کو
پکڑ لاؤن جوتیان مار کر اُسکو راضی کر دونگی اور یہ بھی پوچھونگی کہ کیون رے
مکار مجکو تمانچہ کیون مارا اب تک زخم سے خون جاری ہی ایسا درد ہو رہا ہی
کہ دل کانپتا ہی سہراب نے آگے بڑھ کر گولہ پھینکا وہ گولہ جا کر درخت پہ پڑا
مگر وہ نازنین پیچھے ہٹی پیچھے ہٹ کر حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مار کر
سہراب کو بیہوش کیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم مہتر سماک یلداقی فرزند
خواجہ عمرو مہتر بن مہتر سہراب بیہوش ہو کر گرا سماک نے زبان مین سوزن دی

اور کھینچتا ہوا لایا ایک درخت سے سہراب کو باندھا ملکہ بھی ہوشیار ہو گئی تھین اب جو باپ کے تئین بندھے ہوے دیکھا سحر کرکے قید توڑ ڈالی پکار کر کہا کہ ای بہتر والا گہر تمنے اس ظالم کو کیونکر پکڑا سمک نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ہمارے قبلہ و کعبہ نے فرما دیا ہی کہ جہان ساحر کو پانا مار ڈالنا جب مین نے دیکھا کہ آپ بیہوش ہوئین اور چند کنیزین قتل ہو گئین تب مین نے اُسپر عیاری کی شکر کرتا ہون خدا کا کہ عیاری میری پوری ہوئی مین نے اِسکو پکڑ لیا اب جیسا کہیے ویسا کرون ملکہ نے سحر کرکے شاہزادے کو ہوشیار کیا مگر ملکہ نے کہا کہ ای سمک یلداقی مین سامنے اِسکے نہ ٹھہرونگی ورنہ یہ مجکو دیکھ کر بہت جھلائیگا غصّے مین بھرا ہوا ہی وہ ہی جو تمنے کہا تھا سچ ہی حقیقت مین کیا دنے جاکر اطلاع کی بعد اُس کے مجکو سمجھانے آئی مگر خدا نے بڑا فضل کیا کہ تمھاری عیاری چل گئی میرا گمان یہ تھا کہ یہ اب سب کو قتل کریگا غصہ مین بھیا نے چند کنیزون کو مار ڈالا نہین معلوم اس سے کیا نفع ہوا شاہزادے کو مسند پر بٹھا کر ملکہ تو بارہ دری مین جا بیٹھی مگر سمک نے سہراب کو ہوشیار کیا سہراب کی جو آنکھ کُھلی اپنے کو بندھا ہوا پایا زبان مین سوزن تھی شاہزادے کو مسند پر بیٹھا پایا ایک عیار کو دیکھا کوڑا لیے کھڑا ہی کہتا ہی مارے کوڑون کے کھال گرادون شاہزادہ منع کر رہا ہی کہ ای سمک یہ ساحر جلیل ہی اسکو کوڑا نہ مارنا مگر پُکار کر آواز دی کہ ای سہراب جادو مجکو تمھارا بڑا خیال ہی ورنہ اس وقت تم میرے قبضے مین ہو ہی شرط کہ تمکو قتل کر ڈالون مگر تمھاری دختر سے واسطہ ہوا ہی مین چاہتا ہون کہ جمشید پر لعنت کرو مذہب اُس پروردگار کا اختیار کر لو کہ جسنے زمین و آسمان بنایا ہی جسکی صفت مین شعرا کہتے ہین نظم

قصب بافِ عروسانِ بہاری	قیام آموزِ سروِ جوئباری
بلندی بخش ہر ہمت بلندی	بہ پستی افگن ہر خود پسندی
گنہ آمرزِ رندانِ قدح خوار	بطاعت گیر پیرانِ ریاکار

انیس خلوت شب زنده داران	رفیق روز در محنت گذاران

ای سہراب خدا کو کیا جواب دوگے جب وہ پوچھیگا کہ ہمنے تمکو برائے عبادت
پیدا کیا تھا یہ کب حکم دیا تھا کہ جو شخص ہماری برابری کرے اُسکو سجدہ کرو ہمارا
ہمسر جانو بخوبی پہچانو کہ خدا ایک ہی یہی اعتقاد ٹھیک ہی وہ وحدہٗ لاشریک
ہی اس طرح سے جب شاہزادے نے بہ فصاحت و بلاغت سمجھایا زنگ کفر
آئینۂ دل سے سہراب کے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ اطاعت
کرتا ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا شاہزادے نے طرف سماک کے
دیکھا سماک بلداقی نے بڑھ کر سوزن نکالی سہراب چھوٹا اور سامنے کھڑا ہوا
کہا کیون میان عیار صاحب کہو اب کیا کرون جلا کر خاک کردون سماک نے
ہنس کر کہا کہ ای سہراب یہ کیا کہتے ہو مین نے تم کو قید بھی کیا اور پھر رہا بھی
کردیا اب تمھین اختیار ہی سہراب نے ارادہ کیا کہ برق گراؤن اور اس کے
دو ٹکڑے کرون سماک نے کہا ای سہراب دیکھو تمھاری پشت پر کون کھڑا ہی
سہراب پلٹا سماک نے حلقہائے کمند مار کر حباب مار دیا سہراب جادو
پھر بیہوش ہوا زبان مین سوزن دی درخت سے باندھا سہراب نے پھر
اپنے کو اُسی حال مین دیکھا سماک نے کہا ای سہراب بصدق دل مسلمان ہو
ورنہ ابھی قتل کر ڈالونگا سہراب نے اشارہ کیا کہ مین بصدق دل اطاعت
کرتا ہون سماک نے پھر زبان سے سوزن نکالی سہراب قدمون پر شاہزادے
کے گرا کہا ای شہریار شکر خدا ہی کہ مین راہ راست پر آیا انشاء اللہ آپ کی
خدمتگزاری کرونگا بڑی بات یہ ہی کہ دختر میری آپ پر مائل ہی بڑی ساحرہ ہی
کوئی اُسکا مقابلہ نہین کرسکتا ہی سحر بخوبی حاصل کیا ہی جب سہراب بصدق
مطیع اسلام ہوا تو شاہزادے نے شیرین عذار کو بلایا اور بیان کیا کہ
لو ملکہ مبارک ہو کہ باپ تمھارے مسلمان ہوئے اطاعت اسلام قبول کی ملکہ
نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ ای والد نامدار خطا میری معاف کیجیے مگر ابھی تک

دامن عصمت میرا عبارت پاک ہی و عدہ ہو چکا ہی کہ جب طلسم فتح ہوگا تو مین سحر سے
توبہ کرونگی ای والنامدار جب ہی آپ بھی سحر سے تائب ہو جیے گا مجکو بڑا خیال ہی
کہ جمشید ہم لوگون کو دیکھ کر بہت پریشان ہوگا مگر انشاء اللہ ایسے طور سے مقابلہ
پڑے کہ جمشید کو صدمہ پہونچے اور اپنے مقام پر سکے کہ اس زور و شور سے کوئی
نہین آیا جس رنگ سے ان کا پہونچنا ہوا شاہزادے نے کہا ای سہراب جادو
صاحبقران تمھاری بڑی آبرو کرین گے قدر شناس فلک اساس جو سردار اُنکے
قبضے مین ہین اُنکی آبرو کرتے ہین کیسے کیسے لوگ حاضر دربار ہین سب عزیز ہمارے
جادوگر نیون کو ساتھ لیکر آئین گے انشاء اللہ ہم بھی بشوکت پہونچینگے صحرا مین لشکر
اُترا ہی طلسم آبگینہ جو فتح کیا تھا دو سب مال بھی اُسی مقام پر پڑا ہی انشاء اللہ
بروقت روانگی لشکر اُس فوج کو بھی ساتھ لے لیوینگے سہراب نے عرض کی ابتو
غلام رخصت ہوتا ہی جاکر لشکر کو بھی تسخیر کرے وہ لوگ بھی سب آپکی اطاعت کرین
ستر ہزار ساحر ساتھ ہین یہ کہکر سہراب رخصت ہوا ملکہ نے پھر صحبت آراستہ کی
گائن سامنے آکر یہ اشعار گانے لگی نظم

عاشقون پر اسقدر ظلم و ستم اچھا نہین	دیکھ ای ظالم کیے دیتے ہین ہم اچھا نہین
ایک خاموشی سے عزت ہی بتو نکی دیر مین	ہر کسی سے بات کرنا ای صنم اچھا نہین
رحم آتا ہی مجھے اس نوجوانی پر تری	ای شہید کی رات دن کا رنج و غم اچھا نہین

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا دوسرے دن سہراب جادو مع فوج حاضر ہوا
ستر ہزار ساحر سامری عہد جمشید زمان ایک ایک اسباب سحر سے آراستہ آمادہ
ہین کہ کسی سے مقابلہ پڑے تو جان دین وہ سحر کرین کہ زمین کو ہلا دین اپنے مقابل
کو خاک مین ملا دین اگر کوئی کہے تو آسمان کے تارے توڑ لائین طبقات زمین
آسمان پر پہونچا دین شاہزادہ بیرون باغ آیا سب ساحرون نے سلام کیا شاہزادہ
نے جواب دیا کہ آپ سب صاحب اسی مقام پر اُترین انشاء اللہ تعالے کل کوچ
ہوگا دوسرے دن شاہزادہ باغ مین بیٹھا ہی سہراب بھی حاضر ہی کہ چوبدار نے

بڑھ کر عرض کی کہ دروازے پر ایک عیار حاضر ہی نام اپنا کاؤس بتاتا ہی شاہزادے نے بُلوایا کاؤس نے دیکھا کہ در دولت پر ہجوم ساحران ہی اندر باغ کے ملکہ ہین اور سہراب جادو بھی حاضر ہی جام مے ارغوانی گردش مین ہی ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ لشکر تیار رہے کل شاہزادہ کوچ کریگا اُس شب کو ساحر تیاری کرتے رہے صبح کو شاہزادہ اُٹھا بعد فراغ نماز سلاح آراستہ کیے پشت مرکب پر سوار ہو کر باہر نکلے سہراب نے کہا حضور بڑھیین مین بھی حاضر ہوتا ہون شاہزادہ لشکر کو لیکر بڑھا مگر سہراب نے ایک ابر تیار کیا کہ ابر گہر بار کہنا چاہیے اُس ابر پر دو تخت بچھائے ایک پر خود سوار ہوا ایک تخت پر ملکہ شیرین عذار مع کنیزون کے سوار ہوئین شاہزادہ کو بی کوس بھر نکلا تھا کہ گھڑگھڑاہٹ کی آواز آئی دیکھا ایک ابر تیرہ و تار موتی اور پھول برستے ہوے نمایان ہوا جس مقام پر وہ ابر ٹھہر جاتا ہر وہ جنگل آباد ہو جاتا ہی معلوم ہوتا ہی پُر بہار ہی اس دھوم سے یہ شاہزادہ چلا انشاء اللہ ذکر ان کا وقت پر کیا جائیگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان بادشاہ جمجاہ کہ براے فتح مرحلہ ہفتم گئے ہین ایک باغ مین اُترے وہان سے روانہ ہونا اور شہر کمیاب مین پہونچنا باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامۂ مصنف

ای ساقی آفتاب طلعت ◆
کر دے مے سرخوشی سے مدہوش
سب رند تو اشتیاق مین ہین
پھر تجھسے خدا ہمین ملائے
گلشن کی ہی سیر کسکو بھاتی
رندونکو مے خوشی کی ہی تاک
ہر دونکو ہی بحر غم کا اک جوش

ہو شرب شراب مثل شربت
ای ساقی ماہ رو کہان ہی
عاجز ترے فراق مین ہین ◆
ہر وقت اسی خیال مین ہین
بلبل ہی عجب مزے اُڑاتی
سب نخل خوشی سے جھومتے ہین
ہین غم سے الگ خوشی سے بیہوش

مینائے قلم ہی بر سر جوش
آنکھوں سے قمر کی کیون نہان ہی
دیکھین یہ فراق کیا دکھائے
دیکھو تو عجب ملال مین ہین
ہر نخل کی اب ہی سبز پوشاک
منہ پھول کا جھک کے چومتے ہین
ہر طائر باغ نغمہ زن ہی

چھولا یہ پھلا ہوا چمن ہی +
بہ عاجزو خستہ کی مدد کر +
موے سیر گل رخان کیا ہی
سلطان سر سیر ملک ہستی
ہوتے ہین جہاد کو روانہ

ای مالک بے نیاز میرے
ہون فرط تعلق سے تارالستر
خاموش قمر کہ کم ہی مہلت
بنیاد نہ بلند و پستی

ای خالق کارساز میرے
اس ضعف نے یہ قلق دیا ہی
جلتے ہین جہاد پر یہ حضرت
یعنی شہ سعد خوش زمانہ

چہرہ فشان طلسم معانی و رموز داستان عجز بیانی اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف مرے توسن طبع کے پر لگے + اُڑا کر فلک پر مجھے لے چلے + جب بادشاہ جمجاہ زندانخانۂ طلسمی کو فتح کرکے باغ نیرنگ مین ٹھہرے کئی سرجوان جو قید سے چھوٹے تھے اُسمین کچھ شاہزادے بھی تھے اُن سب جوانون کو ساتھ لیکر در باغ پر اُترے لیکن نہال جادو کہ یہان کا نگہبان تھا جب داروغہ فولاد جادو مارا گیا تو نہال جادو بھاگا ہوا سامنے جمشید ثانی کے آیا کل کیفیت بیان کی جمشید نے جو سُنا کہ بادشاہ نے زندانخانہ فتح کرلیا سب شاہزادے چھوٹے پکار کر آواز دی کہ یاروتم مین کوئی ایسا ہی کہ جاکر شاہزادے کو گرفتار کرلائے ہرچند کہ مالک مرحلۂ ہفتم وہ ساحر ہی کہ جس سے کوئی مقابلہ نہین کرسکتا وہ کوئی بات اُٹھا نہ رکھیگا مگر یہانسے مدد جانا ضرور ہی ایسا نہو کہ مالک مرحلۂ ہفتم گھبرا جائے اور اپنے مقام پر کہے کہ کسی نے میری مدد نکی یہ جو پکار کر جمشید نے کہا ہزار ساحر افرجا حاضر ہین اپنے اپنے فنون مین کامل و اکمل ہین ہر ایک کو یہی خیال ہی کہ اگر سامنے کوہ فولا ہو وے تو اُس کو بھی پانی کیطرح سے بہا دیوین کمال سحر دکھا دیوین جب جمشید کی آواز بلند ہوئی اور کسی نے جواب نہ دیا تب جمشید نے جھلّا کر کہا کہ یارو مین تمھارے بھروسے پر خدائی نہین کرتا ہون مین خود جاتا ہون اور جاکر مدد کرتا ہون یہ سُن کر ایک تاجدار کہ نہایت سلیس مزاج ہی اپنے مقام سے اُٹھا اور جمشید سے کہا کہ یا خداوند مین جاتا ہون اور بن پڑتا ہی تو سر بادشاہ کا لاتا ہون یہ کہکر وہ جادوگر کمر باندھنے لگا اور ہتھیار درست کرکے سامنے جمشید کے آیا جمشید نے کہا کہ ای شوکت جادو بہت سمجھ کر جانا کہ

بادشاہ کے پاس لوح طلسمی و لوح محفوظ موجود ہین سب شاہزادے رہا ہو چکے ہین
یاقوت جنی ہر بات کی خبر دیتا ہی کبھی اُنھون نے کسی مقام پر دھوکا نہین کھایا
لہذا تم بہت سمجھ کر جانا شوکت نے کہا یا خداوند کیا کوئی بات اُٹھا رکھون گا
ایسے طور سے لڑون کہ اُن کو عاجز کر دون ادر اگر بن پڑا تو لوح طلسمی چھین لون گا
بادشاہ یہان اُترے ہوے ہین شب کو جو بپراے آرام گئے رونے کی آواز کانین آئی
چونکہ دل بادشاہ کا نرم ہی آواز سُنکر بیتاب ہو گئے تنہا اُٹھ کر طرف آواز کے چلے
جب صحرا مین پہونچے دیکھا ایک جوان اندوہ ناک بال سر کے بہت بڑھے ہوے
ہین چہرے پر گرد بھی جمی ہوئی ہی بقول شاعر فرد مارا ز خاک کویت پیراہن است
بر تن + آنہم ز اشک حسرت صد چاک تا بدامن + سر جھکائے ہوے زار زار مثل
ابر نو بہار کے رو رہا ہی اور یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری ہین نظم

نالے کرینگے جو بندے کو اجازت ہوگی	حشر ہو جائیگا ای جان قیامت ہوگی
ای صنم وصل ترا مجکو میسر ہوگا +	کچھ اگر عشق مجازی کی حقیقت ہوگی
حال انجام کا آغاز مین معلوم نہ تھا	کیا یہ سمجھے تھے محبت مین مصیبت ہوگی
ہی شب وصل مین گھڑیال کا بجنا سرچوٹ	صبح ہو جائیگی تو کیا مری توبت ہوگی
آپ ہی اپنے ذرا جور و ستم کو دیکھین	ہم اگر عرض کرینگے تو شکایت ہوگی
مجھسے اک روز معلم سے بگڑ جائیگی	بحث ای طفل دبستان تری بابت ہوگی
خون عاشق کی گواہی کے لیے محشر مین	تیغ جلاد کی انگشت شہادت ہوگی
ای صبا عشق حقیقی نہ بتون کو ملجاے	گر ہوا یہ تو امانت مین خیانت ہوگی

سعد شہریار کا دل بیقرار ہو گیا قریب آکر فرمایا ای گرفتار دام مصیبت ہمسے تو
اپنا حال کہو کیا گذرتی ہی تمھارے رونے نے دل بیچین کر دیا ہی جب شاہزادے
نے بہت کہا تب اُس جوان نے سر اُٹھایا جمال جہان آرا دیکھ کر حیران ہو گیا سلام
کیا اور عرض کی کہ آپ میرا حال زار نہ پوچھیے کیا کہون کہ مجھپر کیا گذری حال میرا
لائق عرض کرنے کے نہین ہی سعد نے کہا کہ ای برادر شاید وقت حل مشکل آیا ہو

اور تمھاری مراد حاصل ہو جب سعد نے اس طرح کہا تو اُس جوان نے ٹھنڈی
سانس کھینچی کہا ای شہریار اصل کیفیت یہ ہی کہ مین فرزند ارتضائے جنگجو کا
ہون ہمارے تاجدار میرا نام ہی اتفاق سے ایک دن برائے سیر نکلا قریب شہر
کے صحرا مین ایک پہاڑ ہی اُسپر حسین قزاق رہتا ہی اُسکی بیٹی کو دیکھکر مین عاشق ہوا
آب ودانہ ترک ہوا آخر باپ نے مصاحب بھیجے اُنھون نے آکر دریافت کیا مین نے
بیان کر دیا کہ حسین قزاق کی بیٹی پر عاشق ہوا ہون اُسی کے غم مین یہ نوبت ہوئی
ہی آٹھ پہر اُسی کی یاد کرتا ہون مثل بلبل فریاد کرتا ہون مصاحبون نے جاکر باپ سے
کہا باپ نے حسین قزاق کو پیغام دیا وہ خوش ہوا کہ شاہزادہ والا تبار سے میری
بیٹی کی شادی ہوتی ہی وہ پیغام قبول کر لیا حسین قزاق جو آیا باپ نے بلاکر مجکو
دکھلایا اُس دن کی خوشی کا کیا عرض کرون کہ پھولا نہین سماتا تھا بند قبا ٹوٹ گئے
پھر سامان شادی شروع ہوا حسین قزاق نے مانجھا بھیجا زعفرانی جوڑا پہنا
کئی مصاحب جوان جوان حاضر خدمت باپ نے بڑی خوشی کی شہر سے لیکر تابہ کوہ
حسین قزاق روشنی کرائی گئی بازارین آراستہ ہو گئین معلوم ہوتا تھا کہ ایک
میلہ جمع ہوا ہی کٹورا کھنک رہا ہی گرم بازاریان ہو رہی ہین ایک جانب سُرخ
و سبز و زرد پالین استادہ ہین اُنمین نازنین حسین وجمیل تخت پر بیٹھی ہین سامنے
حقہ رکھا ہی گانہا چلے آتے ہین ہر شخص آواز دیتا ہی کہ ای جان جہان وای
آرام دل مشتاقان یہ روپیہ حاضر ہوتا ہی دم کی خبر رہے اپنے ہاتھ سے حقہ پلائیے
الغرض مین برات لیکر چلا باپ نے خوشی کی مجکو گود مین لیکر بیٹھے روپیہ لٹاتے چلے
فوجون کے ہنگامے جوانان سُرخ پوش ہمراہ مکان پر دُلھن کے پہونچے رسمین
ہوئے نگین مین ہاتھی سے اُترا بارگاہ مین آیا تخت پر بیٹھا قاضی نے آکر نکاح پڑھا
بعد اُسکے قاضی رخصت ہوے تھوڑی دیر کے بعد دس عورتین نظر آئین اُن عورتون
کو دیکھ کر مین نے پوچھا کہ ان سے کیا مطلب ہی حسین نے کہا کہ یہ ہماری بیٹی کے
ساتھ رہتی ہین دولھا کو دیکھنے آئی ہین باعث یہ ہی کہ دلھن بہت حسین ہی اگر دولھا

بھی ویسا ہی ہوگا تو یہ جاکر کہدینگی کہ ٹھیک ہی مجکو یقین کامل ہی کہ دولھا بھی ویسا ہی ہوگا
آپ کی عنایت سے اُن عورتون نے جاکر دلھن سے بیان کیا کہ دولھا بے مثل و بے نظیر
ہی حسن مین رشک ماہ منیر ہی غرضکہ رخصت کے وقت حسین قزاق نے بہت کچھ
دیا کئی سو چھکڑے جہیز سے لدے ہوے ساتھ ہوے جب مین نے عروس کو سوار
کرایا تو اُس وقت کی خوشی کیا عرض کرون بادشاہ تو آگے بڑھ گئے مین بدنصیب
تخت پر سوار رہوا باپ نے میرے کوئی بات نہین اُٹھا رکھی خوب روپیہ لُٹایا اُس
پہاڑ کے آگے ایک پہاڑ ہی کہ اُسے کوہ قزاقان کہتے ہین تمام ملکون مین مشہور
ہوگیا تھا کہ حسین قزاق کی بیٹی کا عقد ہمارے تاجدار کے ساتھ ہوا ہی اُس
درہ کوہ مین مثال نامے قزاق رہتا تھا جب برات اُسکے درے کے قریب پہونچی
تو وہ قزاق گینڈے پر سوار ہوکر نکلا نعرہ کرکے آپڑا ہر چند کہ باپ کے ساتھ بہت
لوگ تھے لڑائی کو روک رہے تھے کہ مثال بڑھا قریب محافے کے آیا مین نے جو دیکھا
تاب باقی نہ رہی پکار کر کہا کہ او نالائق خبردار اُدھر نہ جانا تو مال کے واسطے آیا ہی
جسقدر چاہے مال لیجا اُسنے کچھ جواب نہ دیا پردہ محافے کا اُسنے اُٹھایا مثل مشہور
ہی کہ مرتا کیا نہ کرتا مین جا پڑا اگر اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا لوگ مجھے ہٹا لائے اُس
بیحیا نے محافے سے ملکہ کو نکال لیا گینڈے پر سوار کیا مین لڑتا بھڑتا پھر سامنے
مثال کے پہونچا اُسنے نیزہ مارا مین نے نیزہ توڑ ڈالا اور ہاتھ تلوار کا مارا اُسنے
روکا روک کر اُسنے جو ہاتھ مارا تو میرا سر زخمی ہوا مصاحبون نے مجکو پھر ہٹا لیا
مثال قزاق لڑتا ہوا ملکہ کو لیگیا مین بیقرار ہوکر یہ اشعار پڑھتا رہگیا نظم

وہ نازنین یہ نزاکت مین کچھ یگانہ ہوا
جو بیٹھی پھولونکی بدھی تو دردِ شانہ ہوا

شب اُسکے افعی گیسو کا جو فسانہ ہوا
ہوا کچھ ایسی بندھی گل چراغ خانہ ہوا

نہ زلف یار کا خاکہ بھی کر سکا مانی
ہر ایک بات مین کیا کیا نہ شاخسانہ ہوا

تو انگر وانکو مبارک ہو شمع کافوری
قدم سے یار کے روشن غریبخانہ ہوا

بھرا ہی شیشۂ دل کو مئے محبت سے
خدا کا گھر تھا جہان وان شرابخانہ ہوا

نہ پوچھ حال مرا چوب خشک صحرا ہون	لگا کے آگ مجھے کاروان روانہ ہوا
اثر کیا تپش دل نے آخر اُسکو بھی	رقیب سے بھی مراد کر غائبانہ ہوا
خدا دراز کرے عمر چرخ نیلی کی	کہ بیکسون کے مزارونکا شامیانہ ہوا
یہ آج شام ہی سے دو سورہے آتش	ہمارا نالۂ دل گوش کو فسانہ ہوا

والدہ نے جو مجکو بہت بیقرار پایا اُس ظالم کو نامہ لکھا کہ جسقدر کہو تم کو روپیہ دین مگر ملکہ کو دید و اُسنے جواب دیا کہ جو کوئی مجکو زیر کرے تب معشوقہ لیوے ملکہ کے باپ چسین قزاق نے جاکر مقابلہ کیا اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا میرے باپ نے قصد کیا اور لشکر کشی کر کے گئے مثال قزاق جوشان و خروشان نکلا میرے باپ کو بھی زخمی کیا مین کئی مہینے بیمار رہا مگر وصل اُس نازنین سے آج تک نہین ہوا اُسی کے غم مین دیوانہ ہوکر نکل آیا اس نخل کے نیچے آکر بیٹھا ہون یہ میرا حال ہی سعد شہریار نے کہا کہ ای برادر ہم اُس سے مقابلہ کرین گے اگر خدا چاہیگا تو تمھاری معشوقہ تم سے ملادین گے ہمارے تاجدار یہ سنتے ہی اُٹھ کر گرد پھرنے لگا کہتا تھا ای مسیحای زمان آپ کی باتون سے دل کو تقویت ہوئی سعد کے ساتھ ہمارے تاجدار آیا اسکا باپ بھی سُنکر پہونچا اور سعد کے قدمون پر گر پڑا باپ بیٹے دو نون کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوے دوسرے دن سعد شہریار نے کوچ کیا قریب کوہ مثال آکر اُترے مثال قزاق نے خبر سُنی کہ ہمارے تاجدار بادشاہ اسلام کو ساتھ لیکر آیا ہی اُسنے مقابلہ پڑیگا جوشان و خروشان درۂ کوہ سے نکلا میدان مین آکر آواز دی کہ وہ کون جوان ہی جو ہمارے تاجدار کی مدد کو آیا ہی میرے مقابلے مین آوے تو حال معلوم ہو سعد شہریار نے مرکب بڑھایا سامنے مثال قزاق کے آئے مگر مثال نے جو صورت زیبا دیکھی عاشق ہو گیا کہتا ہو آپ مجھسے مقابلہ نہ کرین اور ای شہریار مین اُس کی محبت مین دیوانہ ہو رہا ہون کئی مہینے سے میرے پاس ہو مگر قبول نہین کرتی ہی امیدوار ہون کہ اُسکو سمجھا دیجیے سعد نے فرمایا کہ یہ مجھ سے نہ ہوگا ہمارے تاجدار پیشتر مسلمان ہوا اب مین تمھاری فریاد کیونکر سنون بس اب بہتر

رتی مین ہی کہ صبر کرو مین مشتاق ہون کہ تمھارا زور دیکھون مثال قزاق نے نیزہ مارا
سعد شہریار نے نیزہ اسکا توڑ ڈالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا سعد شہریار نے بڑھ
جا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا تلوار چھین لون مگر مثال لپٹ پڑا دونون لپٹے ہوے
زمین پر آئے کشتی ہونے لگی لشکر جانبین سے تماشا دیکھ رہے ہین کہ سعد نے تنگ
کر دیا ہی جہان پکڑ لائے دو چار گھسے ایسے مارے کہ مثال قزاق کی زرہ پارہ پارہ
ہو گئی پیشانی سے خون بہ رہا ہی مگر لڑے جاتا ہی لڑتے لڑتے تین پہر گذر گئے پہر دن
رہے مثال نے دونون مونڈھے تھامے ریل کرے دوڑا پانچ چھ قدم پر آکر سعد شہریار
پانچ پچیس قدم پر ریل کر لائے وہان آکر بکہ مارا کہ دونون گھٹنے اسکے زمین سے لگے سعد نے
ہاتھ ڈھیلے کر دیے اور فرمایا کہ لنگر تو قایم کر لو کوئی عذر باقی نہ رہے مثال نے
لنگر مارا کہ پشت پا تک غرق زمین ہوا سعد شہریار نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا اور
نعرہ کیا نعرۂ سعد شہریار ــــه منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس جم +
تجلی دہ بزم اسلامیان + نہال گلستان صاحبقران + پہلے زور مین لنگر اُکھیڑ کر تا بہ
زانو لائے دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا چاہا زمین
پر پھینکون مثال نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار مین تابعدار ہون جو حکم
فرمایئے بجا لاؤن سعد نے مثال قزاق کو کلمہ پڑھایا کہا معشوقہ کو لاؤ مثال
رونے لگا کہا ای شہریار سامنے ایک قلعہ ہی کہ مبہوت دراز دندان وہان کا
حاکم ہی بیٹی اُسکی مہتاب رخسار نام ہی مدت سے اُسپر عاشق ہون مین نے بہت
پیغام بھیجے مگر مبہوت نہین قبول کرتا جواب دیتا ہی کہ مین قزاق کے ساتھ اپنی
بیٹی کی شادی نہ کرونگا مین نے ناچار ہو کر عرضیان بھی لکھین مگر وہ مغرور ایسا ظالم
ہی کہ جواب صاف دیے ہر ایک عرضی کی پشت پر یہی جواب لکھدیتا تھا حلوا خوردن
را روے باید + ای مثال قزاق بادشاہون کی بیٹیان قزاقون کے گھر نہین جاتی ہین
یہ خیال خام اور تصور ناتمام دل سے دور کر ناچار ہو گیا اب حضور سے اطلاع کرتا ہون
امیدوار ہون کہ مراد اپنی پاؤن اس معشوقہ سے دل لگایا اسنے ہمیشہ مجھے نفرت کی

تجھے بھی امنا ساتھ منظور نہین ہی یہ کہکر تف منگوا دیا سعد شہریار نے دھوم
سے بہار تاجدار کا عقد ساتھ محبوب کے کیا اور مثال کو مع قزاقون کے ساتھ
لیا طرف قلعہ مبہوت کے چلے مبہوت کو خبر ہوئی کہ مثال قزاق طلسم کشا کو
ساتھ لیکر آتا ہی رفیقون سے صلاح کی رفیقون نے کہا کہ وہ بڑے بہادر ہین علاوہ
ازین صاحب لوح ہین چاہتے ہین کہ اپنے کو تا بمرحلہ ہفتم پہونچائین اگر وہ
یہان تک آئے تو بیشک قلعہ فتح ہوجائیگا مبہوت گھبرایا سب نے کہا قلعے سے
نکل چلیے صحرا مین بسر کرینگے جب وہ چلے جاوین گے تو ہم لوگ چلے آوینگے شاید
کوئی صورت پیدا ہو مبہوت نے اس بات کو پسند کیا فوراً کچھ اسباب لدوایا
دو چار سو خوان کھانے کے بھی ہمراہ لیے اس طرح سے مبہوت نے قلعے سے چلنے
کا ارادہ کیا بیٹی کو بھی ساتھ لے لیا اور بھانجے کو اپنے حاکم قلعہ کیا کہا جب بادشاہ
آئین تو تم جاکر ملاقات کرنا اور عرض کرنا کہ وہ بیٹی کو ساتھ لیکر برائے شکار گئے
ہین مگر اب سال بھر مین آئین گے مین ناچار ہون اگر وہ معشوق میرے قبضے مین
ہوتی تو مین فوراً حاضر کرتا یقین ہی کہ اُن کو تمھارے حال پر رحم آئے اور کچھ نہین
یہ سب سامان کر کے مبہوت روانہ ہوگیا جنگلون مین پھرتا ہوا ایک صحرا مین پہونچا
کہ نہایت ویران لق و دق میدان تھا بونڈلے گرد کے ہر طرف اُڑتے پھرتے ہین
زاغ و زغن بیحساب ہر طرف الغیبی طائرون کا جاؤ ہی چونکہ دن کم باقی تھا اُسی
مقام پر اُتر پڑا ساتھ والون سے کہا اب اسی مقام پر اُترنا مناسب ہی رات
یہان بسر کرین گے صبح کو نکل چلین گے سب اُسی مقام پر اُتر پڑے مگر ایسا صحرا
گرم ہی کہ کسی کو نیند نہ آئی اپنے اپنے بسترون پر بیٹھے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی
کہ صحرا ہی یا کرۂ نار جب ہوا چلتی ہی تو مُنہ جھلک جاتا ہی مبہوت بھی گھبرا کے
خیمہ گاہ سے نکل آیا رات قلیل باقی ہی کہ آندھی سیاہ اُٹھی خاک اُڑنے لگی ہر سمت
ایسی تاریکی چھا گئی کہ سب لوگ گھبرانے لگے سامنے درخت چنار تھا دیکھا اُس پر سے
ایک ساحرہ اُترتی ہوئی آتی ہی باکی سر کے پریشان تہمد نیلی باندھے ہوئے ایک

چادر سیاہ سر پر درخت پر سے جو مبہوت کو دیکھا کہا ای برادر تم قلعے کے رہنے والے یہان کیونکر آئے مبہوت نے کہا کہ ای ملکہ صحرا النورد عجب مصیبت مین ہون کہ غریب الوطن ہو ا جنگلون مین پھر رہا ہون بادشاہ اسلام سعد بن قباد کہ فتاح طلسم جمشیدی ہین قلعے پر آتے ہین اور خواہش یہ ہی کہ میری بیٹی کے ہمراہ ملال قزاق کی شادی کرین ہمارے تاجدار بھی اُن کے ساتھ ہی جب مین نے دیکھا کہ اُن کا مقابلہ نہ کرسکونگا قلعہ ہاتھ سے جائیگا بیٹی قزاق کے گھر مین جائیگی آخر ناچار ہوکر آوارہ وطن ہوا اس صحرا مین پہونچا مجبور ہوکر اُتر پڑا تو ای صحرا النورد اگر ہوسکے تو اس وقت مین ہماری مدد کرو صحرا النورد نے کہا کہ مین چلتی ہون جاتے ہی وہ آفت برپا کرون کہ سب بھاگ جائین سامنے قلعے کے نہ ٹھہر سکین مبہوت نے کہا سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا وہ صاحب لوح ہین صحرا النورد نے کہا دوسری تدبیر یہ ہی کہ اُنکے ساتھ والے اُنکے دشمن ہوجائین کیا تعجب ہی کہ وہی سب ملکر اُن کو قتل کرین مبہوت نے کہا ای ملکہ بڑا احسان ہوگا مہتاب رخسار بھی اسی غم مین آٹھ پہر رویا کرتی ہی میرے ساتھ نہ آتی تھی اور کہتی تھی کہ آپ مجکو یہان چھوڑ جاوین جب وہ جبر کرینگے تب مین اپنی جان دیدونگی یہ سنکر صحرا النورد نے کہا آپ چلیے اور چل کر قلعہ کو آراستہ کیجیے مین بھی تھوڑے عرصے مین آتی ہون مبہوت خوش ہوگیا خوشی خوشی پلٹا ساتھ والون سے کہتا ہوا کہ یہ مدد خداوند جمشید ثانی ہی کہ تم لوگ آوارہ ہوکر نکلے تھے اب خوشی خوشی اپنے وطن چلو دیکھا سب نے کہ کس طور سے وہ آئی تھی معلوم ہوتا ہی کہ رات کو یہ اسی صحرا مین رہتی ہی غرض سب نے کوچ کیا پلٹ کر قلعے مین آئے اور یہ خبر سُنی کہ کل وہ سب آجائینگے قلعہ بند کیا خندق پانی سے بھر دی توپین کنگرون پر لگادین دوسرے دن دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی بادشاہ جمجاہ آگے آگے پہلو مین ملال قزاق اور ایک طرف ہمارے تاجدار پشت پر لشکر چار ہزار جرار مسلح و مکمل آکر اُترے مبہوت کو نامہ لکھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ ای مبہوت ہم تم سے

کہتے ہیں کہ مثال قزاق نے قزاقی ترک کی اب وہ ہمارا افسر ہو یا نہ ہو کہ اپنی
بیٹی کا عقد مثال کے ساتھ کر دو یہ جو نامہ بادشاہ نے تیار کیا ایک آدمی دے
کہ تم میں سے ایک جوان جا بتا سوار نامہ لیکر جائے اور مہبوت کو سمجھائے
کہ سلطنت نہ بگاڑو تمھیں کو حاکم قائم کرونگا لیکن جو اول کسی کی کہ تم سے آنکھ ملائے
مثال قزاق اپنے مقام سے اٹھا اور نامہ لیکر چلا اس خوشی میں کہ خبر در محبوب
تک تو پہونچونگا جب سلطنت قلعے کے پہونچا دربان سے گولے چرخ نے مثال
نے رومال ہلایا اہل قلعہ کو معلوم ہوا کہ نامہ دار ہی اندر قلعے کے بلا لیا مثال نے
جاکر ادب سے مہبوت کو سلام کیا مہبوت مثال قزاق کو دیکھ کر بہت جل گیا
مگر بارگاہ میں جگہ دی مثال قزاق نے وہ نامہ پیش کیا مہبوت نے جو وہ نامہ
پڑھا جھلا کر نامہ چاک کر ڈالا مثال قزاق نے کہا کہ او بے ادب یہ تو نے کیا
کیا ایک پہلوان سرکوب نام سے پہلو میں بیٹھا تھا اُسنے کہا کہ ای مثال قزاق
ہمارے شاہ سے سخت گفتگو کر دیہ نامہ اسی لائق تھا مثال قزاق نے کہا کہ
او سرکوب تو کیون دخل دیتا ہی سرکوب نے ہاتھ تلوار کا مارا مثال قزاق
نے وار خالی دیکر ایک تمانچہ مارا کہ سرکوب دنگل سے گرا پھر مثال نے اپنے
مقام سے اُٹھ کر سرکوب کو چیر ڈالا تماشے کار مہتاب رخسار بالاے بام
سے یہ سب معرکہ دیکھ رہی تھی کنیزون سے کہتی تھی کہ دیکھو صاحبو کیسا بہادر ہی
کہ اکیلا نامہ لیکر آیا اور سرکوب کو مارا سرکوب کے مرتے ہی اور پہلوان بگڑ گئے
مثال قزاق اُن سب سے لڑنے لگا دو چار جوان اسنے مار ڈالے مہبوت
چاہتا ہی کہ اس کو گرفتار کرون مگر کسی کی مجال نہین ہی کہ مثال قزاق سے
قریب آئے جو قریب آیا مثال کے ہاتھ سے مارا گیا مہتاب رخسار تو بیٹھی ہوئی
دعا کر رہی ہی کہ ای مسلمانون کے خداے نادیدہ میرے وارث کو بچا لے قطعہ

چون چو اسپ میکند پیدا ز سنگ آب
گر چہ را سازد ضعیف و ناتوان

قطرہ را بخشند چو گوہر آب و رنگ
زور در سر پنجہ بخشند با پلنگ

تازہ تازہ میدہد ہردم شکار + رازق روزی بشیر تیز چنگ
بہر انسان را بران عالی مکان + مرکب اندیشہ بہ جائے کہ لنگ
گہ کند با صلح اصلاح جہان + انتظام خلق گہ سازد بجنگ
میشود تعمیل احکام خدا + در زمانہ بیتوقف بیدرنگ
صاحب بینش چو بیند قدرتش + صاف ماند صورت آئینہ دنگ
مینوا را سلطنت بخشد خدا + او بہ گم ناماں بہ بخشد نام و ننگ
میدہد از ابر رحمت کردگار + سبزہ و گل را بہ گلشن آب و رنگ
رنگ تازہ روز و شب شام و سحر + میشود ظاہر ازین کاخ دو رنگ
اہل دولت را فراخی داد حق + تنگدستان را بہ تنگی کرد تنگ
جن و انسان جملہ وحش و طیر را + روزی ہر روز بخشد بیدرنگ
گاہ از سبزہ نماید آب و تاب + گاہ ظاہر سازد از گل بو و رنگ
ہندی آن صورت کجا آید نظر + تا نگردد دور از آئینہ زنگ

ای کریم و رحیم میرے وارث کو بچا لے اس بدعت سے امان دے کیسے ناصف لوگ ہین کہ ایک اکیلے پر یہ بلوہ گروہ رستمانہ لڑ رہا ہی کسی سے نہین دبتا مبہوت جمشید ثانی کو پکارنے لگا کہ یا خداوند میری مدد کیجیے مین نے کیون نامہ پھاڑا کیسے کیسے پہلوان مارے گئے میری طرف ہر مرتبہ قصد کرتا ہی لیکن نمک حلال جمع ہین وہ مجھ تک نہین آنے دیتے حقیقت مین جیسا اسکا سردار ہی ویسا ہی ملازم ہی قیامت برپا کردی تمام بارگاہ خون سے رنگین ہی مبہوت نے جو بیقرار ہو کر آواز دی وہ ہی آندھی سیاہ اُٹھی مبہوت نے کہا یارو اب نہ گھبراؤ فقط اس کو گھیرے رہو ملکۂ عالم آتی ہین وہ آتے ہی گرفتار کرلیونگی اسوقت یہ مجبور ہوگا مبہوت نے دیکھا کہ صحرا النورد آسمان سے اُترتی ہوئی آتی ہی مبہوت نے سلام کیا کہا ای صحرا النورد اس جوان نے آفت برپا کردی ہی صحرا النورد نے دیکھا کہ ایک پہلوان رستم وقت بیچ مین گھرا ہوا ہی اُسکے قریب

کوئی نہین جاتا مبہوت سے کہا یہ جوان کون ہی مبہوت نے کہا نامہ دار لشکر ہزار ملکۂ عالم اسکو گرفتار کرلو صحرا النورد نے سحر کیا کہ مثال قزاق چرخ مارکر گرا تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی مبہوت نے اشارہ کیا لوگ ٹوٹ پڑے بیہوشی مین مثال قزاق کو گرفتار کرلیا آہنگر کو حکم دیا کہ اسکو مسلسل و مطوق کرو جب مسلسل و مطوق ہوچکا تو حکم دیا کہ اسکو لیجا کر قید کرو دیکھو صاحبو تم لوگون نے ملکہ کا کمال دیکھا کہ ایک اشارے مین یہ جوان گرفتار ہوگیا صحرا النورد نے کہا آج شب کو سحر روانہ کرونگی ہمراہیان شہریار اُن کے دشمن ہو جاینگے لوح کام نہ آئیگی مگر ہرکارون نے سعد کے جو وہان موجود تھے بادشاہ سے آکر سب کیفیت بیان کی اور کہا کہ مثال قزاق کو سحر کرکے گرفتار کرلیا ہی بادشاہ نے حکم دیا کہ اسی وقت طبل جنگی بجے اُسی وقت طبل جنگی بجا قزاقون نے کہا بھی کہ اگر حضور فرمادین تو بلوہ کرکے قلعے کو لے لیوین اپنے افسر کو چھڑا لاوین بادشاہ نے فرمایا مجھکو قلعے مین چلنے مین عذر نہین ہی مگر یہ نہین چاہتا ہون کہ کوئی ضائع ہو مین خود تم سب کے ساتھ چلونگا اس قلعے کی کیا حقیقت ہی مبہوت کو خبر پہونچی کہ بادشاہ نے طبل جنگی بجوا دیا صحرا النورد سے کہا کہ بادشاہ نے طبل جنگی بجوایا ہی صحرا النورد یہ سُن کر ایک گوشے مین جا بیٹھی سحر کرنے لگی تیاریان ہونے لگین مگر بادشاہ اپنے سردار کے واسطے اسقدر بیقرار ہین کہ شب بھر نیند نہین آئی پہر رات رہے دیکھا کہ ایک ابر آسمان پر آیا برستا ہوا نکل گیا صبح کو بادشاہ دربار مین آکر بیٹھے اس انتظار مین تھے کہ سردار آلین تو سوار ہون کہ چند سردار آئے آتے ہی بادشاہ سے گفتگو کرنے لگے کہ کیون حضور آپ نے مذہب ہمارا کیون لیا ہم آپ سے اسکا بدلہ لینگے بادشاہ نے فرمایا کہ ای سرداران نامی تم اپنے ہوش مین نہین ہو سب نے کہا ہم آپ کا کہنا نہ مانینگے اور آپ کو قتل کرینگے تھوڑے ہی عرصے مین سب قزاق آکر جمع ہوگئے بادشاہ کو گھیر لیا بادشاہ ہرچند لوح چمکاتے ہین

مگر کوئی نہین مانتا چاہتے ہین کہ بادشاہ پر ٹوٹ پڑین اور بادشاہ کو قتل کرین لیکن
بادشاہ قبضے پر ہاتھ رکھے ہوے خاموش بیٹھے ہین ایک ایک کو سمجھا رہے ہین
کہ بھائیو سمجھ کر کلام کرو گستاخ نہ ہو مین تم سب سے باہر نہین ہون ایسا نہین ہون
کہ مین تم سے ہٹ جاؤن کیون بلوہ کرتے ہو مگر ہمارے تاجدار اور باپ اسکا
دمبدم یہی کہ رہا ہی کہ حضور ہم لوگ نہ مانین گے جس طرح سے ممکن ہوگا آپ کو قتل
کرین گے بادشاہ نے فرمایا مجکو قتل کر کے زندہ نہ بچو گے ہمارے تاجدار نے ارادہ
کیا کہ ہاتھ تلوار کا مارون مگر بادشاہ اسی انتظار مین تھے کہ یہ لوگ حملہ کرین تو
مین جواب دون دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز
یہ مین بخوبی جانتا ہون کہ یہ لوگ سحر مین ہین نہایت مشکل ہی کیونکہ یہ لوگ میرا کہنا مانین
دیکھیے انجام کیا ہو بادشاہ اس تردد مین تھے کہ یکایک زمین شق ہوئی اور یاقوت چینی
پرچہ کاغذ کا ہاتھ مین لیے ہوے پیدا ہوا وہ پرچہ آکر بادشاہ کے ہاتھ مین دیا کہا
ای شہریار یہ سب سحر صحرا نورد کا ہی اس پرچے مین اسم لکھا ہی اسکو پڑھکر ان
سب پر پھونک دیجیے وہ پرچہ بادشاہ ہاتھ مین لیتے ہی اسم پڑھنے لگے سب کے
پہلے ہمارے تاجدار پر وہ اسم پڑھ کر دم کیا کیونکہ یہ سامنے کھڑا تھا پھر اُس
پرچے کو سب کو دکھایا جسکی نگاہ اُسپر پڑگئی سحر اُتر گیا ہمارے تاجدار قدمون پر
گرا کہا حضور معاف فرمائیے ہم اپنے ہوش مین نہ تھے یہی دل چاہتا تھا کہ آپ کو
قتل کرین لیکن وہ ہاتھ ٹوٹین کہ جن ہاتھون سے آپکے قتل کا ارادہ کیا تھا وہ آنکھین
پھوٹ جائین کہ جن سے آپ کو بہ نگاہ بد دیکھا بادشاہ نے ہمارے تاجدار کو گلے
سے لگا لیا سب قزاق راہ پر آئے اُس پرچے کو بادشاہ نے کمر مین رکھا بارگاہ
سے نکل کر کھڑے ہوے حیران تھے کہ یہ کیا معرکہ تھا سردار بھی سب گرد کھڑے ہین
پھر لکۂ ابر آسمان پر اُٹھا بادشاہ دیکھ رہے ہین کہ وہ لشکر پر آکر محیط ہوا لشکر
اسلام کو گھیر لیا یکایک ہوا چلی بوندیان پڑنے لگین بادشاہ نے لوح محفوظ
کو چمکایا جس مقام پر لوح چمکی اُس مقام سے ابر ہٹ گیا مگر ہر طرف سے ابر سیاہ

کے ٹکڑے اُڑتے ہین بادشاہ نے شیشہ پانی کا منگایا اُس پر لوح کو چمکایا اور
اسم حاشیہ پڑھ کر پانی پر دم کیا تمام لشکر پر وہ پانی چھڑکوا دیا اب قطرہ پانی کا
نہین برستا ہی ابر رُکا ہوا کھڑا ہی یاقوت جنبی نے عرض کی کہ براے چند ساعت
لوح محفوظ مجھکو دیجیے تو مین جا کر اس ابر کو مٹاؤن بادشاہ نے لوح محفوظ گلے
سے اُتاری اُتار کر یاقوت جنبی کو دی یاقوت جنبی لوح محفوظ لیکر بلند ہوا جا کر
ابر سے لوح محفوظ کو مس کیا جیسے ہی لوح ابر سے مس ہوئی ایک دناٹا ہوا
ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر غائب ہو گیا ابر کے غائب ہوتے ہی بادشاہ گھوڑے پر
سوار ہوے سب سردار پشت پر ہین مبہوت نے دیکھا کہ ابر بھی مٹا جو لوگ شاہ
کے دشمن تھے وہ ہی سب آتے ہین اور ایسے آمادہ ہین کہ چاہتے ہین جا کر قلعے کو
اُڑا دیوین ٹاپون سے پامال کرین مبہوت نے کہا ای صحرا النورد سحر کا تمھارے
خاتمہ ہو چکا اب مناسب ہی کہ گولہ اندازون کو حکم دو صحرا النورد نے کہا کہ ای
مبہوت مین نے ایسا سحر کیا کہ ہاتھ زخمی ہی گوشت کاٹ کاٹ کر پھینکا مگر کوئی زور
نہ چلا یہ کہکر طرف گولہ اندازون کے پلٹی اور کہا گولے مارو گولہ اندازون نے
توپون کو جھکایا صحرا النورد نے نہین معلوم کیا پڑھ کر پھونکا کہ توپین گرجین اور
کڑکین آگ اُگلنے لگین بادشاہ کے ہاتھ مین گرز ہی گرنشت پر جو چند لوگ تھے وہ
اُڑ گئے بادشاہ نے یہ معرکہ دیکھ کر سب کو روکا فرمایا تم لوگ ٹھہرو مین اکیلا جاتا ہون
یہ کہکر گھوڑا بڑھایا مہتاب رخسار بام پر سے دیکھ رہی ہی کہ بادشاہ آتے ہین
گولون کو رد کرتے ہوے کہنے لگی ایسے بہادر نگاہ سے نہین گذرے تھے مبہوت
نے کہا ای صحرا النورد اب کیا تدبیر کرون بادشاہ گولون سے نہین ڈرتے ہین
صحرا النورد نے کہا تمھارے یہان مشال قزاق قید ہی اُسکو بالاے قلعہ لاؤ
اور زیر تیغ بٹھاؤ بادشاہ سے کہو مجھے ایک شب کی مہلت دو اگر نہ مانوگے
تو مین مشال قزاق کو قتل کر ڈالونگا قتل ہونا اپنے سردار کا گوارا نہ کرینگے اور
پلٹ جائینگے کوئی صورت جان بچنے کی اور نہین ہی مہتاب رخسار نے بھی کوٹھے سے

دیکھا کہ مشال قزاق کو سب کھینچتے ہوے لائے بادشاہ جمجاہ قریب خندق کے پہونچ چکے تھے کہ مبہوت نے پکار کر کہا کہ ای شہریار آپ کا ملازم قتل ہوتا ہی ہم کو ایک شب کی مہلت دیجیے کل یا تو بیٹی کی شادی کر دینگے یا تو آپ سے لڑینگے مگر مہتاب رخسار کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہین اور یہ اشعار عبرت آثار زبان پر ہین نظم

منزل گور اب مجھے ای آسمان درکار ہی
مردم بیمار کو نقل مکان درکار ہی

ساحل دریاے ہستی ہی کنارہ گور کا
کشتیِ تن کے لیے کب بادبان درکار ہی

دیکھیے کس کس نظارہ باز کا دل ڈوبجانے
یار کو پیراہنِ آب روان درکار ہی

کچھ علاج وحشتِ عاشق نہین جز خواب مرگ
ایسے دیوانے کو زنجیر گران درکار ہی

مہتاب رخسار نہایت بیقرار ہی اور کنیزون سے کہتی ہی کہ ساحرہ نے کیا مکر کیا مگر مشال نے پکار کر کہا کہ حضور شفقت کر کے آئے ہین اب میرے قتل ہونے کا خیال نہ کرین سعد شہریار نے فرمایا ای مشال کیونکر ہو سکتا ہی کہ تم قتل ہو جاؤ پھر مین معشوق کو کسکے لیے لونگا یہ چاہتا ہون کہ قدرت پروردگار سے تم صحیح و سالم رہو اور مین قلعہ فتح کر دن ای مبہوت مین پلٹا جاتا ہون میرے سردار کو نہ ستاؤ مجھے شاق ہی کہ میرے ملازم کو تکلیف پہونچے مہتاب رخسار نے جو یہ سب باتین بادشاہ کی سُنین کنیزون سے کہا کہ بہادر ایسے ہوتے ہین اپنے نوکر کا کسقدر پاس ہی کہ قلعہ لے کر چھوڑ دیا مگر مین خوب سمجھ گئی کہ باپ میرے اطاعت اُن کی کسی طرح نہ کرین گے ساحرہ کی صلاح مین ہین وہ مکارہ جو کہتی ہی وہ ہی کرتے ہین خیر جو مجھے بن پڑیگا وہ کرین گے خواہ جان جائے خواہ رہے مقام افسوس ہی کہ ہمارا وارث تو قید مین ہی اور ہم آرام سے بیٹھے ہین یہ کھانا بجاے زہر ہی معشوق تک نہ پہونچنا قہر ہی یہ کہکر ایک گوشے مین جا کے بیٹھی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہین صورت مشال کی آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی کہ وزیر زادی اِسکی گل اندام نامے سامنے آئی آتے ہی قدمون پر گر پڑی کہا واری جو آپ کے دل مین ہی وہ ہم سے تو کہیے ہم سب آپ کے شریک ہین ملکہ رونے لگی کہا ای گل اندام تمنے دیکھا

کہ صحرا النورد نے سحر کیا اُن کا کوئی حرج نہ ہوا آکر قلعے کو لیا مگر اپنے افسر کو زیر تیغ
دیکھا پلٹ گئے یہ نہ گوارا کیا کہ ہمارا ملازم قتل ہو ایسے جری و بہادر نگاہ سے
نہین گذرے ہونگے ای گل اندام کیا تدبیر کرون کہ اپنے معشوق مثال قزاق
کو رہا کرون یقین ہی کہ ناظرین مجکو بُرا کہین اور اگر کوئی ثابت قدمی جیسے سرزد
ہوئی تو میان قمر صاحب حال ہمارا کتاب مین لکھین گے کہ ہزارون کی نگاہ سے
گذرے پڑھنے والے کہین کہ عورت نے کمال کیا معشوق کے واسطے اپنی جان
دیدی مین تو مسلمان ہو چکی جمشید ثانی پر لعنت کرتی ہون کنیزون نے کہا آپکے
باغ کے پہلو مین قید خانہ ہی کنج باغ سے نقب دیجیے قید خانے مین پہونچ جائیگی
وہان سے اُن کو رہا کرلائیے اپنے باغ مین رکھیے پھر آگے اور تدبیر بتائین گے
ملکہ خوش ہو گئین اور اس بات کو بہت پسند کیا چند کنیزون کو ساتھ لیا گوشۂ
باغ مین آئی چند کنیزون کو اشارہ کیا اُنھون نے نقب دینا شروع کی ملکہ بھی
شریک نقب ہین تھوڑی دیر کے بعد مہرہ نقب کا قید خانے مین ٹوٹا ملکہ ہمراہ
کنیزون کے قید خانے مین آئین دیکھا مثال قزاق زنجیر پر سر رکھے ہوئے پڑا
ہوا ہی پاؤن کی آہٹ سُن کر دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین آفتاب عالمتاب سامنے
سے آئی آتے ہی قید مثال قزاق کی کاٹنے لگی مثال قزاق چہرۂ زیبا دیکھکر
حیران جمال و محو دیدار ہوا اور پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم آپ کا نام نامی و اسم
گرامی کیا ہی جو آپ نے مجھپر پرورش کی یہ پرورش کا کیا باعث ہی مہتاب رخسار
نے سر جھکا کر کہا کہ مین مبہوت کی بیٹی ہون مہتاب رخسار میرا نام ہی تمھاری
رہائی کو آئی ہون مثال قزاق کو اسقدر جوش ہوا کہ قید توڑ ڈالی زنجیرین توڑ کر
پھینکدین ملکہ نے مثال قزاق کو ساتھ لیا اور نقب سے نکال کر اپنے باغ
مین لائین مسند آراستہ کی اُسپر بٹھایا کھانا سامنے آیا ملکہ ساتھ کھانے بیٹھین مثال
نے کہا کہ ای ملکۂ عالم جب تک آپ کلمہ نہ پڑھیے گا تب تک کھانا مین آپ کے ہمراہ
نہ کھاؤنگا مہتاب رخسار نے کہا کہ ای پہلوان دوران مین پہلے ہی جمشید ثانی پر

لعنت کر چکی ہون مین نے دین اسلام اختیار کیا چاہتی ہون کہ یہان سے نکل چلیے مثال قزاق نے کہا ملکہ بڑے خرابی کی بات ہی ایسا نہ ہو کہ آقاے نامدار کے خلاف گذرے کہ کیون معشوق کو ساتھ لیکر بھاگے وہ جری و بہادر ہین اُنکے یہان قاعدے مقرر ہین ملکہ نے کہا صبح کو جب مبہوت سُنے گا تو بڑی آفت برپا ہوگی اور لشکر کشی کریگا مثال قزاق نے کہا کہ ای ملکہ عالم مین لشکر سے نہین ڈرتا ہون مین سعد شہریار کا غلام ہون اگر دس لاکھ بھی آئین گے تو اُنسے سمجھ لونگا کسی مقام پر رُکونگا نہین آخر کنیزون نے بھی یہی کہا کہ اسی مقام پر رہیے جب وہ لشکر کشی کریگا تب دیکھا جائیگا گل اندام وزیرزادی نے کہا میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ ایک نامہ لکھیے اور لکھ کر پیکان تیر مین باندھیے طرف بادشاہ کے پھینکیے بادشاہ کو خبر ہو جائیگی مثال قزاق نے کہا کہ ای وزیرزادی یہ بات خوب بتائی مجکو بہت پسند آئی جب بادشاہ کو خبر ہو جائیگی اور یہان جنگ شروع ہوگی خدا اُن کو سلامت رکھے فوراً تشریف لائین گے ملکہ نے کہا صاحب تدبیر ہو چکی بس اب کھانا کھاؤ مثال قزاق نے ملکہ کے ساتھ کھانا کھایا ساقی بچے حاضر ہوے جام مے ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی گائنین عمدہ عمدہ سامنے آکر بیٹھین اور بخوش الحانی بتا بتا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

وہ نازنین یہ نزاکت مین کچھ یگانہ ہوا | جو ہنی پھولونکی بدھی تو درد شانہ ہوا
شب اُسکے افعی گیسو کا جو فسانہ ہوا | ہوا کچھ ایسی بندھی گل چراغ خانہ ہوا
نہ زلف یار کا خاکہ بھی کر سکا مانی | ہر ایک بال مین کیا کیا نہ شاخسانہ ہوا
توانگرون کو مبارک ہو شمع کافوری | قدم سے یار کے روشن غریب خانہ ہوا
بھرا ہی شیشۂ دل کو مے محبت سے | خدا کا گھر تھا جہان وان شراب خانہ ہوا
نہ پوچھ حال مرا چوب خشک صحرا ہون | لگا کے آگ مجھے کاروان روانہ ہوا
اثر کیا تپش دل نے آخر اُسکو بھی | رقیب سے بھی مرا ذکر غائبانہ ہوا
خدا دراز کرے عمر چرخ نیلی کی | کہ بیکسونکے مزارون کا شامیانہ ہوا

ہمیشہ شام سے ہمسائے سوتے ہیں آتش	ہمارا نالۂ دل گوش کو فسانہ ہوا

مگر صبح کو بادشاہ کو خبر ہوئی کہ ایک تیر مورچے پر پڑا ہی اور پیکان تیر مین نامہ بندھا ہی سعد شہریار نے حکم دیا کہ وہ نامہ میرے پاس لاؤ ملازم گئے اور جاکر وہ نامہ لائے لاکر خدمت مین بادشاہ کی پیش کیا سعد بن قباد نے وہ نامہ پڑھا اُس نامے مین لکھا تھا کہ ای شہریار دختر مبہوت مجکو اپنے باغ مین لائی ہی امیدوار ہون کہ آپ تشریف لائیے قلعے کو فتح کیجیے بادشاہ وجاہ وہ نامہ پڑھتے ہی فوراً ہتھیار لگا کر تیار ہوے بادشاہ کے تیار ہوتے ہی سب تیار ہوے بادشاہ باہر نکلے یہان مبہوت کو خبر ہوئی کہ قید خانہ خالی پڑا ہی ہتھکڑیان اور بیڑیان کٹی پڑی ہین مبہوت بہت حیران ہوا اور صحرا النورد سے کہا کہ ای صحرا النورد وہ جوگمان تھا آج غلط ہو گیا کل مثال قزاق کی وجہ سے وہ سب پلٹ گئے تھے اب وہ ہرگز نہین پلٹین گے کیا تدبیر کرون صحرا النورد نے کہا نہ گھبراؤ مین تدبیر کرونگی بادشاہ نے گھوڑا بڑھایا مبہوت بالاے قلعہ آکر بیٹھا صحرا النورد بھی برابر بیٹھی ہی بادشاہ یلغر کرکے چلے خیال ہی کہ ہمارا سردار مثال قزاق آرام سے ہوگا مبہوت نے توپون کو حکم نہ دیا صحرا النورد سے پوچھا بتاؤ کیا تدبیر کرون صحرا النورد نے کہا کہ ایک گنہگار کو بلائیے مین اُس کی صورت بدل دون اور مثال قزاق کی صورت بنادون مبہوت نے ایک گنہگار کو بلایا ساحرہ نے شکل بدل دی پھر اُسکو زیر تیغ بٹھایا اور بادشاہ سے پکار کر آواز دی کہ آپ کا سردار قتل ہوتا ہی دوراتون کی ہمکو مہلت دیجیے بادشاہ نے بڑا افسوس کیا اور پکار کر کہا کہ میرے سردار کو تکلیف نہ دو مین پلٹا جاتا ہون دو روز مہلت مانگتے ہو مین مہلت دینے کو موجود ہون بعد دو روز کے یا جنگ کرنا یا اصلاح کر لینا مبہوت نے مناسب وقت جانکر بہتر کردیا بادشاہ جو اپنے مقام پر آئے فیروزہ بن عمرو سے کہا کہ ای یار وفادار خبر تو لاؤ کہ مثال پر کیا گذری فیروزہ نے کہا یہ مشکل ہی کہ وہان تک جاسکون مگر حکم سرکار بجا لاؤنگا جس طرح سے ممکن ہوگا اپنے کو اندر

قلعے کے پہونچا دونگا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ کیا بات ہی نامے مین یہ لکھا ہی کہ مین قید
سے رہا ہو گیا یہ کیا سبب ہوا کہ پھر بالائے قلعہ آیا فیروزہ نے کہا کہ اگر غلام
قلعے تک پہونچ گیا تو سب خبرین لادیگا یہ کہکر جلارات کا وقت ہی گرد قلعہ پھرنے لگا
ایک مقام پر دیکھا کہ ٹھری ہی سلاخین لوہے کی لگی ہین فیروزہ نے بیٹھکر سلاخین
کاٹین اندر آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا اپنی آنکھون سے دیکھا کہ مثال قزاق فرمان
دشادان بیٹھا ہی ایک معشوق خوبرو خوشخو غنچہ دہن رشک چمن پہلو مین بیٹھی ہی
اور چند کنیزین مصروف خدمتگزاری ہین فیروزہ دیکھتے ہی شاد ہو گیا دیوار سے
اُترا اصلی صورت پر سامنے مثال کے آیا مثال نے جو فیروزہ کو دیکھا کھڑا ہو گیا
ہاتھ ہاتھ مین ڈالدیے کہا ای بہتر والا گہر کیونکر آنیکا اتفاق ہوا فیروزہ نے کہا
آپ کا نامہ بملاحظۂ شاہ گذرا یہ کیا باعث تھا کہ پھر تم کو جالا قلعہ قید مین رکھا
ملکہ نے ہنس کر جواب دیا کہ اسکا یہ باعث تھا کہ صحرالنورد جادو صلاح کار
مبہوت ہی اُسنے سحر سے اور ایک گنہگار کو انکی شکل پر بنایا بادشاہ نے بڑا
دھوکا کھایا فیروزہ نے کہا کہ اب مین جاتا ہون صبح کو بادشاہ قلعہ تسخیر کرینگے
جب بادشاہ قلعے پر پہونچین تو ای مثال تم بھی نکل آنا اور جنگ آغاز کرنا مثال
نے سب باتین قبول کین فیروزہ باغ سے ملکہ کے نکلا یہان ملکہ نے کہا کہ کیون
ای مثال یہ عیار کیونکر آیا مثال نے کہا ہمارے شاہ ایسے خلیق ہین کہ میرا
قید ہونا اُن پر شاق ہی اپنی سپہ گری بھی دکھائی پھر جہین نہ بڑا عیار کو بھیجا عیار
نے آکر مجکو دیکھ لیا اب کوئی خوف نہ رہا یہان صحرالنورد کا دستور ہی کہ صبح کو
پھرنے جاتی ہی آسمان پر اُڑی ہوئی جاتی ہی کہ مثال قزاق پر نگاہ پڑی کہ باغ مین
ملکہ کے ٹہل رہا ہی تڑپ کر گری اور مثال کو لے اُڑی آکر مبہوت سے کہا کہ تمہاری
بیٹی کے باغ مین یہ تھا مبہوت نے کہا میری بیٹی کو مردے نام سے نفرت ہی کسی
کنیز سے یہ حرکت ہوئی ہوگی مگر بادشاہ پھر تہا ... سے صحرالنورد ... کل تو قیدہ
تھا آج اصل قیدی موجود ہی جو مزاج مین آئے ... لکھا کہ یہ قیدی موجود ہی

مین اسکو قتل کرتا ہون بادشاہ نہ گوارا کرینگے فورًا پلٹ جائین گے یہ ذکر تھا کہ
نقارے پر چوب پڑی بادشاہ گھوڑا بڑھاکر چلے پشت پر سب قزاق مبہوت
نے کہا کہ جس طرح آتے ہین آنے دو خلاصہ یہ ہو کہ بادشاہ راستہ طے کرکے قریب
خندق پہونچے پکار کر آواز دی کہ کیون او مکار کل تو تو نے خوب ہی فقرہ کیا
ایک ساحرہ کے بھروسے پر مکر کر رہا ہو ایک گنہگار کو بصورت مثال بناکر
یہان لایا مجکو دھوکا دیا اب آج کیا کریگا مبہوت نے اشارہ کیا ملازم اسکے
مثال قزاق کو کشان کشان لائے جلاد کو سر پر کھڑا کیا پکار کر آواز دی پلٹیے
ورنہ اس کو قتل کرتا ہون بادشاہ نے یہ جواب دیا کہ اختیار ہو قتل کر ڈالو فیروزہ
دیکھ آیا وہ روبراہ ہوگا انتظار کرتا ہوگا بادشاہ نے گھوڑا بڑھاکر ایڑ جو کی گھوڑا
طرارہ بھر کر خندق کو پھاند گیا گرز ہاتھ مین تھا قصد کیا کہ پھاٹک توڑون مبہوت
نے جلاد کو اشارہ کیا کہ اسکا سر کاٹے جلاد نے ہاتھ تلوار کا مارا مثال نے
دونون ہاتھ اُٹھائے ہتھکڑی کٹی ہتھکڑی کے کٹتے ہی مثال نے قید توڑ ڈالی
بالاے قلعہ لڑنے لگا سعد شہریار نے گرز سے پھاٹک توڑا اندر آتے ہی نعرہ کیا
نعرۂ بادشاہ اسلام سے منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس
وجم + تجلی دہ بزم اسلامیان + نہال گلستان صاحبقران + بادشاہ آگے آگے اور
پیچھے ہمارے تاجدار وغیرہ بھی اندر قلعے کے پہونچے گلی کوچے مین تلوار چلنے لگی عجب
ہنگامہ ہوا قزاقون کی لڑائی لوٹ بھی رہے ہین اور لڑ بھی رہے ہین تب مبہوت
نے کہا کہ اے صحر النورد اب تم بھی سحر کرو مثال کو جانے دو مگر بادشاہ پر کوئی
ایسا سحر کرو کہ وہ بیکار ہو جائین صحر النورد اُتری جس طرف سے بادشاہ آتے
تھے ایک گوشے مین کھڑی ہو کر سحر کیا کہ تلوارین برسنے لگین مگر بادشاہ لوح محفوظ
پہنے ہین اثر سحر تاثیر نہین کرتا مگر گھوڑا بدلگامی کرنے لگا بادشاہ نے لوح محفوظ کو
جھکایا گھوڑا قایم ہوا مبہوت جو گینڈے پر سوار ہوا لڑتا ہوا چلا بادشاہ نے
مبہوت کو دیکھا کہ جنگ کر رہا ہو فوج کو ترغیب دے رہا ہو ایک ایک سے

کہتا ہی کہ یارو اگر یہ جنگ فتح ہوئی تو نہال کر دونگا اسقدر زر و جواہر دون کہ
سپرین تمھاری بھر جائین اسکے ساتھ والے مصروف جنگ ہین مثال بھی لڑتا ہوا
قلعہ سے نکلا بادشاہ کو دیکھ کر قدمون کو بوسہ دیا کہا جسنے آپ کی غلامی کی اُسنے
دولت کونین پائی بادشاہ نے پوچھا ای مثال یہ کیا معرکہ تھا کہ رات کو تمنے فیروزہ
سے ملاقات کی اور صبح کو بالاے قلعہ پایا مثال نے عرض کی یہی ساحرہ مکارہ
مجکو اُٹھا لائی اس وجہ سے مجکو یہ بھیجا گیا لاکر زیر تیغ بٹھایا بادشاہ یہ سُنکر بہت
خوش ہوے فرمایا ای مثال ہم کو تمھارا بڑا قلق تھا ہم کو تمھارا قید ہونا بہت
شاق تھا شکر ہی کہ تمنے رہائی پائی لڑتے ہوے طرف مبہوت کے چلے مبہوت
نے دیکھا کہ اب کوئی صورت نجات کی نہین ہی تو سامنے بادشاہ کے آیا تیر مارنا
شروع کیے سعد شہریار نے سب وار رد کیے جب قریب پہونچے تو مبہوت نے
ہاتھ تلوار کا مارا مثال نے پکار کر کہا کہ حضور تکلیف نہ فرمائین مین اس مکار
سے سمجھ لونگا مگر بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا انتہا کا غصہ تھا ہاتھ تلوار کا مار دیا
برق شمشیر جو چمک کر گری مبہوت کے دو ٹکڑے کیے فیروزہ بن عمرو ہمراہ تھا اُسنے
مبہوت کا سر کاٹ کر بلند کیا سب نے جو سر مبہوت دیکھا تلوارین پھینک
پھینک کر حاضر خدمت ہوے مگر صحرا النورد نے دیکھا کہ مبہوت مارا گیا لوگ
اطاعت کرنے لگے بادشاہ سب کو سرفراز فرما رہے ہین خلق بادشاہ دیکھ کر رعایا
بھی اطاعت کر رہی ہی آپس مین کہتے ہین کہ سردار ایسا ہو کہ اپنے ملازم کے لیے
کیا کوشش کی۔ صحرا النورد تڑپ کر زمین پر گری ایک عقاب کی شکل بنکر قصد کیا
کہ نکل جاؤن مثال نے عرض کی کہ حضور وہ جاتی ہی بادشاہ نے کمان کیانی
کاندھے سے اُتاری تاک کر تیر مارا صحرا النورد کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو
پار گذرا لاشہ صحرا النورد زمین پر گرا فیروزہ نے اسکا بھی سر کاٹ لیا صحرا النورد
کے مرتے ہی سب نے اطاعت کی بادشاہ نے فرمایا ای مثال پاس اپنی معشوقہ
کے جاؤ اُسکو بھی خبر فتح سُناؤ مثال نے عرض کی ابتو حضور کے ساتھ ہون

خلق نے حضور کے بندہ کر لیا ہین تو وہ ہی تابعدار ہون بادشاہ سبکو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے وزیر سے کہا کہ عقد کی تیاری کرو مثال کا عقد دختر مبہوت سے ہوگا وزیر نے ترنج خوشبوئی سینے پر مثال کے مارا بادشاہ کو اُسی وقت نذرین گذرنے لگین ہر طرف یہی صدا ہی کہ ایسے سردار کی اطاعت کرین کہ جنھون نے اپنے ملازم کے واسطے کیا کیا تکلیفین اُٹھائین مگر اُس کو قید سے رہا کیا شبکو سامان عقد ہوا مثال نے بعد عقد جاکر گوہر مراد حاصل کیا صبح کو حاضر خدمت ہوا بادشاہ نے دہانگی سلطنت بنام ملکہ مقرر کی کہا نقاب چہرے پر ڈال کر تخت پر بیٹھا کرو وزرا انتظام کرین گے یہی تدبیر ہوئی اپنے سامنے شاہ نے ملکہ کو تخت پر بٹھایا وزرا سے کہدیا کہ اچھی طرح انتظام کرنا قلعۂ نوبہار مین بھی عملداری بادشاہ کی ہوئی ملکہ نے عرض کی کہ اگر خراج نہ پہونچے تو معاف کرنا چاہیے کہ نئی نئی عملداری ہی اگر مناسب ہو تو میرے وارث کو واسطے تھوڑے دنون کے اسی مقام پر چھوڑیے ایسا نہ ہو زمیندار روپیہ نہ دین بادشاہ نے کہا ای مثال تم اسی مقام پر رہجاؤ بعد چند دن کے ہمارے پاس چلے آنا مثال نے عرض کی کہ مین قدم اقدس نہ چھوڑونگا یہ وقت حضور کے تردد کے ہین ایسے وقت مین ساتھ چھوڑ دون تو خدا کو کیا جواب دون آپ کی پرورش سے قید سے چھوٹا معشوقہ پائی کیا شکریہ حضور کا ادا کرون بادشاہ نے فرمایا مین تو بر سر راہ ہون ٹھہر نہین سکتا ضرور کل جاؤنگا اور طلسم کشائی مین کوئی ساتھ نہین ہوتا ہی جو لوح کہیگی وہ ہی کرونگا مثال قزاق ناچار ہوا ساتھ ملکہ کے مصروف انتظام قلعہ ہی دوسرے دن بادشاہ نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم و ای سیار این عجائبات اگر خدا فضل کرے اور صحرا لتور د قتل ہو تو قلعے سے نکل کر بائین پر جو صحرا ہی اُس صحرا مین بیٹھکر اسم حاشیۂ لوح پڑھو یاقوت جنی آئیگا کاندھے پر سوار کرکے جزیرۂ کمیاب مین پہونچائیگا کہ جہان کا حاکم و ناظم میلاد خارہ شکن ہی بدون لوح کے دیکھے کوئی کام نہ کرنا میلاد خارہ شکن

ساحر زبردست ہی بادشاہ صحرا مین آکے فیروزہ پیچھے پیچھے ہی یہی چاہتا ہی کہ بادشاہ کے ساتھ جاؤن ایسے وقت مین ساتھ نہ چھوڑون بادشاہ نے زیر نخل جھکر اسم حاشیۂ لوح پڑھا یاقوت جنی حاضر ہوا عرض کی کہ غلام کو کیون یاد کیا بادشاہ نے فرمایا کہ لوح نے خبر دی اس وجہ سے تم کو بلایا یاقوت جنی نے عرض کی بسم اللہ میرے کاندھے پر سوار ہو جیے اب صحرا ہاے مختلف دیر باد ملین گے بادشاہ جھجا؟ اسی وقت کاندھے پر یاقوت جنی کے سوار ہوے یاقوت لیکر چلا بڑے بڑے صحرا ملے یاقوت جنی نے وہ سب صحرا طے کیے بعد اُسکے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا جابجا درخت خشک لگے ہین پتے تدارد شاخین سرنگون ہین جابجا ریت کے ٹیکرے ہین گرد اُڑ رہی ہی یاقوت نے عرض کی کہ غلام کو عرصہ گذرا کچھ کھانا نہین کھایا اگر مناسب ہو تو اس صحرا مین اُتر لیے غلام کچھ کھا کر پھر حضور کو لیجلیگا جزیرہ کمیا بہت دور ہی بادشاہ اُتر پڑے یاقوت جنی نظرون سے بادشاہ کی غائب ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے غل مچاتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا کہا ای شہریار مجکو بچا لیجے دیو نعمان نے میرا پیچھا کیا ہی بادشاہ چلے پشت پر سے دیکھا کہ ایک دیو بلند بالا دوڑا ہوا فکر مین یاقوت کی آیا یاقوت کو ایک جنگل مارا اور اُٹھا کر یاقوت کو کھا گیا بادشاہ نے دیو نعمان پر ایک تیر مارا کہ شانہ نعمان کا نشانہ ہوا زخمی ہو کر نعمان بھاگا یہ کہتا ہوا کہ ای سعد شہریار اس جنگل سے نہ نکل سکو گے تڑپ تڑپ کر مرو گے یہ کہکر غائب ہو گیا بادشاہ کو مارا جانا یاقوت جنی کا بہت شاق ہوا ایک طرف ناچار ہو کر روانہ ہوے تھوڑا راستہ طے کر کے ایک مقام پر پہونچے دیکھا سامنے دریا ہی اُسکے کنارے پر ایک درخت عظیم الشان ہی اُسپر ہزارون طائر بیٹھے ہین بادشاہ کو جو دیکھا سب طائر درخت سے اُتر پڑے قدمون کے بوسے لینے لگے اور اشارے کر رہے ہین کہ اپنے مقام پر بیٹھیے بادشاہ ناچار ہو کر زیر نخل بیٹھے وہ طائر پرون سے مگس رانی کر رہے ہین بعض زمین کو صاف کرتے ہین دن بھر اُن طائرون کو اسی خدمت مین گذرا شام کو وہ سب

طائر اُڑ اُڑ کر دریا مین گرے بادشاہ کی آنکھین بند ہو گئین بعد چند ساعت کے جو ہوشیار ہوے دیکھا زیر نخل فرش بچھا ہی مسند پر مین بیٹھا ہون اور بہت سی پریزادین عہدے ہاتھون مین لیے مصروف خدمتگزاری ہین بادشاہ حیران ہوے کہ وہ طائر کہان گئے اور یہ پریزادین کہانسے آئین کچھ خاموش بیٹھی ہین اور کچھ مصروف کاروبار ہین کہ ایک پریزاد دوڑی ہوئی آئی عرض کی کہ ای شہریار ہماری مالک ملکہ شکیل پری آتی ہین بادشاہ نے کہا آنے دو ایک طرف سے روشنی معلوم ہوئی دیکھا کہ ایک پریزاد بھاری جوڑا پہنے ہوے خرامان آتی ہی حقیقت مین بادشاہ کی نگاہ سے ایسی صورت زیبا نہین گذری تھی اُس پریزاد نے آتے ہی بادشاہ کو سلام کیا اور پریزادون سے کہا کہ صاحبو آج وہ دن ہی کہ سامری وجمشید یہ خبر دے گئے تھے کہ طلسم کشا کا یہان گذر ہوگا جو بن پڑے وہ خدمت کرنا ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا کے خلاف گذرے خوش آواز پری کو بُلاؤ سامنے شہریار کے رقص وسرود آغاز کرے یہ ذکر تھا کہ سامنے سے ایک پریزاد نہایت حسین و جمیل آکر بیٹھی گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

یہ اقامت ہمین پیغام سفر دیتی ہی	زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہی
زن دنیا ہی عجب طرح کی علامہ دہر	مرد دیندار کو بھی زیر یہ کر دیتی ہی
تیرہ بختی مری کرتی ہی پریشان مجکو	تہمت اُس زلف سیہ فام پہ دھر دیتی ہی
بڑھتی جاتی ہی جو مشق ستم اُس ظالم کی	کچھ محبت مری اصلاح مگر دیتی ہی
تب دل شمع کی جب کم نہین ہوتی بھلا	اُسکو کافور سفیدی یہ سحر دیتی ہی
کوئی غماز نہین میری طرف سے ای ذوق	کان اُسکے مری فریاد ہی بھر دیتی ہی

بادشاہ بیٹھے سن رہے ہین شکیل پری پہلو مین ہی جام گردش مین ہی بادشاہ نے چاہا کہ جوش محبت مین گلے مین ہاتھ ڈالدون اُس نازنین نے بہ منت کہا کنیز کو معاف فرمائیے ایسا نہ ہو کہ آپ کے خلاف ہو اب سحر بھی قریب ہی بادشاہ نے نہ مانا سب پریزادین بھی منع کرتی ہین جیسے ہی بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا وہ پریزادین

اُٹھو کھڑی ہوئیں اور دریا میں پھاند پڑیں بادشاہ کی آنکھ بند ہو گئی بعد تھوڑی دیر کے یہ دیکھا کہ آفتاب بلند ہو چکا ہی دھوپ نکل آئی ہی ہزار ہا طائر درخت پر بیٹھے ہیں بادشاہ اُس پریزاد کو یاد کر رہے ہیں فرماتے ہیں نظم

ای محبت تجھے جنون کی قسم	قیس کے سر کی ال کے خون کی قسم
جان شیرین کو ہکن کے لیے	نالۂ بلبل چمن کے لیے
دل پروانۂ لو کے لیے	لالۂ باغ آرزو کے لیے
طوق قمری بینوا کے لیے	کشش صدق کہربا کے لیے
پے سوز درون کباب دری	شاخ دل ہو مری کبھی نہ ہری
جب تلک حُسن کی بہار رہے	عشق پر جی مرا نثار رہے
خنجر غم سے رکھو جگر کو دو نیم	جز غم عشق ہو نہ کوئی ندیم
وحشت انگیز ہو یہ افسانہ	قیس ہو جائے سُنکے دیوانہ
ضبط غم سے مرا لہو دل ہو	متصل خون آرزو دل ہو

بادشاہ یہ اشعار پڑھ رہے ہیں اور یاد میں شکیل پری کی بیتاب و بیقرار ہیں کہ لوح طلسمی یاد آئی بادشاہ نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا یہ مقدمات طلسم ہیں سب شعبدے آپ کے واسطے بانیان طلسم نے تیار کیے ہیں یہی چاہتے ہیں کہ آپ کو دیوانہ کریں اب یہان سے آگے بڑھیے جو سامان دکھائی دے بموجب حکم لوح کار بند ہو جیے گا اور رات کو جو سانحہ گذرا ہی اُسے دل سے بھلا دیجیے بادشاہ یہ مضمون دیکھ کر دہانے اُٹھے کنارے پر دریا کے آئے اسم حاشیۂ لوح کو یاد کیا پڑھنے لگے تھوڑی دیر اسم پڑھا تھا کہ دریا سے دھوان نکلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ایک کشتی خود بخود چلی آتی ہی کشتی کا کوئی کھینے والا نہیں ہی کنارے پر آکر ٹھہر گئی بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا یہ مضمون پایا کہ ای کشتی پر سوار ہو جیے نہنگ دریا نشین آکر پہونچیگا اس صحرا سے کوئی صورت نکلنے کی نہ تھی مگر آپ صاحب اقبال ہیں جزیرۂ کمیاب میں ضرور پہونچیے گا بادشاہ اُٹھکر

کشتی پر سوار ہوے کشتی چلی جب وسط دریا مین پہونچے کشتی چرخ مارنے لگی بادشاہ حیران تھے کہ کیونکر اپنے کو بچاؤن دریا سے ایک مچھلی نکلی قریب آکر مثل انسان کے آواز دینے لگی کہ ای شہریار اپنے تئین دریا مین گرا دیجیے بادشاہ نے لوح کو دیکھا اُسمین بھی یہی مضمون پایا کہ اپنے کو دریا مین گرا دو بادشاہ نے اُٹھ کر اپنے کو دریا مین گرایا جیسے ہی دریا مین گرے آنکھین بند ہو گئین بعد تھوڑی دیر کے جو بیدار ہوے تو دیکھا کہ ایک صحراے سبزہ زار ہی اور سامنے دروازہ شہر کا کھلا ہی خلقت کی آمد و رفت ہی بادشاہ بسم اللہ کر کے داخل قلعہ ہوے دیکھا شہر آباد رعایا دل شاد ہی کوٹھون پر رنڈیان بیٹھی ہین بادشاہ سے اشارے کر رہی ہین کسی مقام پر مجرا ہو رہا ہی یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین نظم

زاہد فریفتہ ہین مرے نونہال کے
عاشق بزرگ لوگ ہین اُس خرد سال کے

ہر شب شب برات ہی ہر روز روز عید
سوتا ہون ہاتھ گردنِ مینا مین ڈالکے

بے عشق لوگ کہتے ہین ماہ و چہاردہ
منکر مقر ہوے ہین تمھارے کمال کے

سرمہ نہین بنا ہی تجلی سے طور کی
ہم بھی ہین سوختہ تری برق جمال کے

سودائی جان کے تری چشم سیاہ کا
ڈھیلے لگاتے ہین مجھے دیدے غزال کے

آئینے سے کلام یہ کیونکر کہا ہی صاف
حیران کار ہم بھی ہین آتش کے حال کے

بادشاہ یہ آوازین سنتے ہوے گلی کوچون کو طی کرتے ہوے جاتے ہین قریب کوتوالی چبوترے کے پہونچے دیکھا ایک کوتوال ظالم کرسی پر بیٹھا ہی جو راہ گیر نکلتا ہی اُسے بلوا کر ذلیل کرتا ہی سامنے لال خان کا لکڑا گڑا ہوا ہی اُس مین بندھوا دیتا ہی اور ملازمون سے کہتا ہی اسکو مارو لوگ عاجز ہو رہے ہین کہتے ہین خدا اس کوتوال کو غارت کرے اسنے راستہ بند کر دیا ہی اب اس طرف سے نہ آوینگے مگر کوتوال نے جو بادشاہ کو آتے ہوے دیکھا کرسی سے اُٹھا جھک جھک کر سلام کرنے لگا کہتا تھا ای شہریار آئیے یہ مقام شاہراہ ہی بیٹھ کر تماشا دیکھیے بادشاہ نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ جب یہ کوتوال قریب آئے اِسکو قتل کیجیے بادشاہ نے کوتوال کو

قریب بلایا جب وہ قریب آیا تو بادشاہ نے فرمایا او ظالم تو نے یہ کیا بدعت کر رکھی
ہی کہ راستہ بند کر دیا کوتوال نے کہا حضور کو اس سے کیا مطلب تشریف رکھیے
مین خدمتگزاری کرون آپ کو کوئی آزار نہ پہونچاؤنگا چلیے سرفراز کیجیے دیکھیے کیا
کیا عجائبات دکھائی دیتے ہین بادشاہ کوتوال کے ساتھ تشریف لیگئے کوتوال
نے راہ مین ساتھ والون سے اشارہ کیا کہ انھین گرفتار کر لو ایک سپاہی نے
کلائی پر ہاتھ ڈالا بادشاہ نے پوچھا خیر تو ہی اُس سپاہی نے کہا کہ آپکی گرفتاری
کا حکم ہی بادشاہ نے ایک تمانچہ مار دیا اور فرمایا ہم کو کون گرفتار کر سکتا ہی
کوتوال نے تلوار کھینچی یہی چاہتا تھا کہ بادشاہ کو گرفتار کر لون مگر بادشاہ نے
ایک ہاتھ مارا کہ کوتوال کا بھی سر اُڑ گیا کوتوال کے مرتے ہی ڈنکے پر چوب پڑی
دیکھا ایک بادشاہ پیر تخت پر سوار مع فوج آتا ہی علمہاے زنگاری کے پھریرے
کھلے ہوے آتے ہی حکم دیا کہ اس ظالم نے کوتوال شہر کو مارا اسکو گرفتار کر لو
سب فوج نے بلوہ کیا بادشاہ نے نعرہ کیا کہ باشیدا ای کافران بیحیا و ای ناکارون
ہر دغا کب تم کو چھوڑتا ہون بادشاہ نے کئی افسرون کو مارا تھوڑے عرصے مین
لاشون کے انبار ہو گئے بادشاہ نے لوح پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ لوح بادشاہ پیر
کو دکھا دو بادشاہ نے لوح کو سامنے کیا وہ بادشاہ پیر تخت سے کود پڑا کہتا
ہوا چلا کہ ای شہریار زہے خوش نصیبی کہ آپ نے سرفراز کیا پہلے ہی کیون نہ
ظاہر کر دیا کہ مین بخدمتگزاری پیش آتا یہ کہکر قریب آیا قدمون کو بوسہ دیا کہا
تشریف لے چلیے تخت پر سوار کیا نوبت و نقارے بجتے ہوے ہمراہ لیچلا سامنے
مکان شاہی تھا اُسمین بادشاہ کو لایا کہا یہ تاج و تخت حضور کے واسطے
ہی حضور تشریف رکھین جیسے ہی بادشاہ تخت پر بیٹھے وزیرون نے نذرین دین
بادشاہ نے سب کی نذرین لیکر سب کو خلعت دیے وزیر تعریف کرتے تھے کہ بادشاہ
عادل ہی دن بھر بادشاہ جلسے مین رہے شام کو اُس بادشاہ پیر نے آکر عرض کی
کہ تشریف لے چلیے سارا محل آپ کا مشتاق ہی بادشاہ اُس شاہ پیر کے ساتھ چلے

جب زنانی ڈیوڑھی پر پہونچے دیکھا چوبدارنیان اور چند کنیزین براے استقبال
کھڑی ہین شاہ کو بیچ مین لے لیا ساتھ لیکر چلین جب محل مین آئے تو دیکھا جابجا
فرش بچھا ہے کنیزین ہر مقام پر عرض کرتی ہین کہ جہان مزاج مین آئے ٹھہریے یہ
سب مقام آپ ہی کے لیے آراستہ کیے ہین ایک مقام پر چھپر کھٹ بچھا تھا فرش
بھی بچھا تھا مسند بھی آراستہ تھی بادشاہ اُس مقام پر بیٹھ گئے کنیزین خدمت کرنے لگین
ایک کنیز نہایت شوخ و شنگ سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

غضب ہی اُس بتِ کافر پہ اپنا دم نکلتا ہی ٭ نیا تابوت جسکے کوچے سے ہر دم نکلتا ہی
نہ رکھ آنکھون پہ میرے آستین لطف ای ہمدم ٭ کہ اشک سُرخ کے ہمراہ دل کا غم نکلتا ہی
دکھا کر اپنی آرایش پری مجھکو نہ دھوکا دے ٭ کسیکے سادہ پن مین اور ہی عالم نکلتا ہی
نہین خاطر مین لاتا وہ مرے آزردہ ہونیکو ٭ یہ سُن رکھا ہی ظالم نے پھنسا دل کم نکلتا ہی
سمجھ کر اجنبی تجھسے دلکا راز کہتا ہون ٭ خجل ہوتا ہون کیا کیا جب ترا محرم نکلتا ہی
بنا دیتا ہی کوچہ فقر کا ٹیڑھے کو بھی سیدھا ٭ کھنچا جب جنتری مین تار تو سب خم نکلتا ہی
شہیدی سے نہین واقف مگر اتنا تو واقف ہون ٭ کوئی رات تمکو یان کرتا ہوا ماتم نکلتا ہی

بادشاہ گانا سُن رہے ہین جب نشہ ہوا تو بادشاہ اپنے مقام سے اُٹھے چھپر کھٹ پر
آئے ارادہ ہوا کہ آرام کرون ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی کہ ہماری ملکہ
یعنی ہماے مرصع پوش آئی ہین شام سے آپکی مشتاق تھین مگر مشاطہ نے دیر کردی
بادشاہ اُٹھ بیٹھے ایک طرف سے روشنی معلوم ہوئی دیکھا کئی سو کنیزین لالٹینین ہاتھ
مین لیے ہین بیچ مین ایک ماہ تابان مہر درخشان کمال ناز سے خرامان آتی ہی
بادشاہ کی نگاہ جو اُس حُسن و جمال پر پڑی پکار کر آواز دی فرد رواق منظر چشم من
آشیانۂ تست ٭ بیا بیا و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ٭ وہ نازنین یہ آواز سُنکر ہنس پڑی
اور پکار کر کہا کہ آپ تکلیف نہ فرمایئے مین وہین حاضر ہوتی ہون جلدی قدم بڑھا کر
آئی بیٹھ گئی عرض کی کہ مزاج اقدس کیسا ہی بادشاہ نے فرمایا دعاے ترقی حُسن و جمال
مین مصروف رہتے ہین گھبرانا نہین انشاء اللہ ہمارا تمھارا ساتھ ہوگا اُس نازنین نے

مسکرا کر کہا کہ شکیل پری میرا اصلی نام ہی اس بڈھے بادشاہ نے میرے ساتھ بڑا
مکر کیا مجکو حیران کر رکھا ہی ہر شب کو آتا ہی اور خواہان وصل ہوتا ہی اب تک تو مین
اُس سے انکار کرتی رہی وہ یہی کہتا ہی کہ جبر کرونگا لیکن آج تک تو جبر نہین کیا
منتین کرتا ہی مگر مین نے آج تک اُسکی منت کا خیال نہین کیا آج جب سُنا کہ طلسم کشا
تشریف لائے ہین منظور ہوا کہ چل کر آپ سے تو حال کہون شاید مدد کرین مجکو بچائین
بادشاہ نے فرمایا تمھارا وطن کہان ہی اُس نازنین نے کہا میرا وطن پردہ قاف ہی
ملکہ آسمان پری کی عزیزدار ہون ایک دن برای سیر نکلی کسی طرح طلسم مین آگئی
اس بادشاہ نے مجکو گرفتار کر لیا بادشاہ نے پوچھا کہ آسمان پری سے کیا رشتہ ہی
شکیل پری نے کہا کہ وہ میری دادی ہوتی ہین بادشاہ نے کہا ای شکیل پری
نہ گھبراؤ کل مین انشاء اللہ اس شاہ پیر کو سزا دونگا ملکہ اُٹھین کہا رخصت ہوتی ہون
زیادہ ٹھہر نہین سکتی کیونکہ وہ ہی بیچیا آیا ہوگا اگر مجکو نہ پائیگا تو فساد برپا کرے گا
بادشاہ نے کہا تم بیٹھی رہو اگر وہ یہان آویگا تو سزا دونگا ملکہ بیٹھ گئین تھوڑا
عرصہ نہ گذرا تھا کہ وہی بادشاہ پیر جھلاتا ہوا آیا للکار کر کہا کہ کیون شکیل پری
تم یہان کیون آئین تم کو ہمارا خوف نہین ملکہ نے تھرا کر کہا کہ صاحب تمھین نے
کہا تھا کہ طلسم کشا کی ملاقات کر آؤ تب مین آئی تو مین نے کیا خطا کی اُس بادشاہ پیر
نے آکر چاہا کہ ہاتھ تھام لون اور ملکہ کو لیجاؤن سعد شہریار نے منع کیا مگر بادشاہ
نے نہ مانا ہاتھ بڑھایا بادشاہ نے تلوار کھینچی اور ایک ہاتھ مار دیا اُس شاہ پیر کے
دو ٹکڑے ہوئے شاہ پیر کو مار کر سعد شہریار نے فرمایا ای ملکہ عالم اب تو مطلب
حاصل ہوا ملکہ نے کہا آپ نے بڑے شخص کو مارا جسکو بڑا ناز تھا کہ مجکو کوئی مار
نہین سکتا مگر آج خاتمہ ہو گیا مرتے رہی اُس شاہ کے نازنین نے کہا اب میرے
قصر مین تشریف لے چلیے بادشاہ اُس نازنین کے ساتھ دوسرے قصر مین آئے دیکھا
اُس قصر مین ہنگامہ ہی چند شاہزادیان بیٹھی ہین اُنھون نے استقبال کیا سعد شہریار
آکر بیٹھے وہ نازنین پہلو مین بیٹھی گریبان کر رہی ہی کہتی ہی ای شہریار آج آپ نے بڑے

ظالم کو مارا مجھپر احسان کامل ہوا ہمیشہ اس ظالم کی بدعت مین رہی پروردگار نے
آپ تک پہونچایا آپکی زبان سے معلوم ہوا کہ ملکہ آسمان پری سے آپکو توسل ہی
بادشاہ نے فرمایا ای ملکہ عالم وہ میری جدہ ہین تمھارا یہان آنا کیونکر ہوا مفصل بتاؤ
اُس پری نے کہا کہ ای شہریار زمانہ بہار کا تھا چار جانب پھول کھلے ہوے تھے
جنگل سبزپوش نہرون کو بحر الفت کا جوش عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہے
تھے مین گھبرا کر باغ سلیمان کی سیر کو گئی وہ باغ بہ نہایت سرسبز و شاداب ہی مین پھر رہی
تھی کہ دیو نعمان جو زبردستان روزگار سے ہی کہین سے اڑ پڑکے اڑتا ہوا آسمان پر
جاتا تھا مجکو پنجے مین دبا کر لے بھاگا اور یہان لا کر رکھا پھر اس شاہ نے مجھپر
قبضہ کیا اب دیو نعمان اس فکر مین رہتا ہی کہ صحراے ویران مین لیجا کر مجکو آزار
پہونچائے دیو نعمان کا نام سنکر بادشاہ کو بڑی حیرت ہوئی کہا میرے رفیق
یاقوت جنی کو کھا گیا ہی مین صحراے ویران مین پریشان پھرتا تھا یہانتک پہونچا
تم سے ملاقات ہوئی اب مین چاہتا ہون کہ تم کو پردۂ قاف مین پہونچاؤن تم
وہان رہو انشاء اللہ طلسم فتح کر کے تمھاری ملاقات کو آؤنگا شکیل پری نے
کہا کہ میری چند مصاحبین ہین کہ وہ سحر مین طاق و شہرۂ آفاق ہین انکو بلاؤن
پردۂ قاف چلیے گا بادشاہ نے فرمایا ہر چند کہ مہلت بہت کم ہی مگر اس کام کو
مقدم جانتا ہون یہ سنکر شکیل پری نے کنیزون کو حکم دیا کہ گلنار و گلپوش
کو بلاؤ وہ پریان حاضر ہوئین شاہ اور شکیل پری دونون تخت پر سوار ہوے
گلنار و گلپوش سحر کرتی ہوئین تخت لے چلین اُس صحرا مین پہونچین کہ جس جگہ پر
یاقوت جنی مارا گیا تھا بادشاہ نے وہان تخت اُتارا کہ ایک طرف سے آواز
آئی او طلسم کشا کہان جاتا ہی میری معشوقہ کو لیے جاتا ہی تجکو مین کھا جاؤنگا مین
سمجھا تھا کہ تو اس جنگل مین برباد ہوگا مگر تو پھر صحراے ویران مین پہونچا میری معشوقہ
کو ساتھ لیا سعد شہپا نے دیکھا کہ وہی دیو نعمان چلا آتا ہی چوب بدست ہاتھ مین
غرض بات بات مین آکر چوب بدست بادشاہ پر لگائی شکیل پری چلا چلا کر دعا کر رہی تھی

کہ ای خالق کون و مکان و ای رب دو جہان میرے شہریار کو اس بجیا سے بچالے نظم

تازہ در باغ بدن تا کی بود گلزار دم
سبز کی مانند ہمیشہ گلشن بیخار دم
از غم گل بلبل اندو ہگین یابد خلاص
چون برآید از گلستان وجودش خار دم
گر نباشد دم نباشد ہمدم انسان کسے
زانکہ ہر یارست در دنیاے فانی یار دم
ہر زمان ہر وقت ہر دم روز و شب شام و سحر
اہل دم مشغول میباشد بشغل کار دم
باش مثل نقطہ اندر حلقۂ طاعت مقیم
ہست تا وقتیکہ اندر گردش انیکار دم
خانۂ عمر است تا روشن بنور فیض حق
روشنی چون شمع می بخشد بدل انوار دم
بر ہوا قایم بود بنیاد عمر آدمی
زانکہ باشد زیستش قایم باستقرار دم
پیش نا واقف نباشد سر معنی آشکار
محرم اسرار داند ہست یا اسرار دم

سعد شہریار نے جو بدست نعمان کی مہین لی اُسنے چنگل مارا بادشاہ جمجاہ نے کلائی تھام کر ایک جھٹکا مارا کہ دیو نعمان جھکا بادشاہ نے گھونسا مارا کہ دیو نعمان کا سر پھٹ گیا کمال غصّے مین تیغ سے شکم نعمان کا چاک کیا دیکھا یاقوت جنی گوشۂ شکم نعمان مین بیہوش پڑا ہی بادشاہ نے یاقوت کو نکالا ہوشیار کیا یاقوت اُٹھتے ہی قدمون پر گر پڑا کہا ای شہریار یہ آپ نے بڑا کار نمایان کیا کہ مجکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچایا مگر اب آپ کہان جاتے ہین بادشاہ نے فرمایا ہمراہ شکیل پری کے جاتا ہون یہ سنکر یاقوت جنی نے کہا کہ ای شہریار یہ شکیل پری نہین ہی جو کچھ اُسنے آپ سے بیان کیا وہ فریب ہی اسکا نام جنجال جادو ہی جلد اسپر لوح طلسمی کا عکس ڈالیے صورت بدل جائیگی یقین ہی کہ آپ کے سامنے سے بھاگے مگر جانے نہ دیجیے گا یہان شکیل حیران و پریشان کھڑی ہی کہ سامنے سے سعد شہریار آئے اُسنے پکار کر کہا کہ خدا نے آپ کو اس ظالم سے بچایا مگر مجھے بڑا خوف تھا اب جلدی چلیے مین وہان چلکر آپ کی بڑی خاطر کرونگی بادشاہ نے قریب آتے ہی لوح طلسمی کو نکالا جیسے ہی اُسپر عکس پڑا سحر چہرے کا اُتر گیا بادشاہ جمجاہ نے دیکھا کہ ایک ضعیفہ جھریان پڑی ہوئین کمر مین خم نمایان ہوئی بقول شخصیکہ نہ منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت بادشاہ نے فرمایا کہ او

ملعونہ اپنی صورت تو دیکھ اُسنے چاہا کہ سحر کرون مگر حیران ہو کہ کیا معرکہ گذرا کہ بادشاہ برہم ہوے چاہا سحر کرون اور نکل جاؤن بادشاہ جمجاہ نے کلائی تھام لی اور تمانچہ مارا کہ جنجالی کا سر اُڑ گیا مرتے ہی جنجال کے دیکھا وہ صحرا سبزہ زار ہو گیا زاغ و زغن مرکر گرے عندلیبان خوشنوا درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین کہ سامنے سے ایک زاغ سیاہ پیدا ہوا اُسنے آواز دی کہ کشتی مرا نام من جنجال جادو بود زاغ بھی جلکر گرا تڑپ تڑپ کر تمام ہوا یاقوت جنی قریب آیا کہا میرے کاندھے پر سوار ہو جیے صحراے کمیاب مین پہونچا دون بادشاہ یاقوت جنی کے کاندھے پر سوار ہوے یاقوت لے کر چلا تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ سامنے سے ایک پہاڑ معلوم ہوا یاقوت جنی نے عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوا سامنے جو کوہ معلوم ہوتا ہی اسکو کوہ بیتاب کہتے ہین ہین کمیاب کی بیتاب جادو یہانکی حاکم ہی اس پہاڑ پر رہتی ہی اب میری طاقت زائل ہوئی جاتی ہی ایسا نہو کہ آپ میری پشت سے گر پڑین تو باعث خرابی ہو اب اس پہاڑ پر اُتریے جسطرح لوح خبر دے عمل مین لائیے جب اس کو ماریے گا تب راستہ کھلیگا ورنہ گذرنا یہانسے دشوار ہی بادشاہ نے فرمایا تم مجکو پہاڑ پر اُتار دو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو یاقوت جنی نے بادشاہ کو ایک گوشۂ کوہ مین اُتارا بادشاہ پہاڑ پر چلے سامنے دیکھا ایک نازنین آتی ہی جام شراب ہاتھ مین جیسے ہی اُسنے بادشاہ کو دیکھا پُکار کر آواز دی کہ ای شہریار مین تو عجب عالم مین ہون بیتاب کا حکم ہی کہ طلسم کشا کو جا کر یہ جام پلا دو مین یہ نہین چاہتی کہ آپ کے لیے باعث خرابی ہو نگاہ جو جمال پر حضور کے پڑ گئی دل بیقرار ہی کہ آپ کو کیونکر بچاؤن بادشاہ نے فرمایا کہ ای مہ جبین اگر اصل مین تیری محبت ہی تو حال کھل جائیگا میرے پاس لوح موجود ہی اگر لوح دیکھ لونگا تو سب حال معلوم ہو جائیگا تیرا مکر نہ چلیگا نازنین نے کہا مین جام پھینکے دیتی ہون آپ لوح ملاحظہ فرمائیے بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا ہر چند کہ یہ ساحرہ بڑی مکارہ ہی مگر تمہیر مائل ہوئی ہی اسکی دوستی کو غنیمت جانو یہ تابہ باغ بیتاب تم کو پہونچا دیگی اسکو دشمن نہ جانو بادشاہ نے اُس نازنین سے

باتین کرنا شروع کین فرمایا ای نازنین تیرا نام کیا ہی اُسنے کہا مجکو استحکام جادو کہتے ہین
بادشاہ نے فرمایا کہ ای استحکام تیرا سن کیا ہی اُسنے کہا میرا سن یہی ہی جو ظاہر مین ہی
آپ مین دیکھ لیجیے مین وہ ساحرہ نہین ہون کہ ظاہر مین کچھ اور باطن مین کچھ صورت
ہو شکیل بہری بن کر آئی تھی وہ ہی آپ کو گمان ہی بادشاہ نے فرمایا تابہ بیتاب
کیونکر پہونچون استحکام بولی مین جاکر اُس کو دھوکا دیتی ہون اُسنے یہی کہا تھا کہ
بادشاہ تجاہ بالاے کوہ آگئے ہین اُن کو جاکر یہ جام پلا دے اس شراب کا نام
مے خانہ خراب ہی جو اس جام کو پیے گا دیوانہ ہو جائیگا جب بادشاہ پی کر حرکات
لغو کرین تو لوح مانگ لینا جب لوح تیرے قبضے مین آجائیگی گرفتار کرنا کتنی بڑی
بات ہی مین نے یہ سب قبول کیا تھا مگر اقبال آپ کا یاور ہی طالع آپ کے مددگار
ہین لہذا مجکو محبت ہوئی اور یہی چاہا کہ آپ کو تکلیف نہ پہونچے مجکو اپنا سچا عاشق
جانیے تابہ جزیرۂ کمیاب ساتھ دونگی سب حالات یہانکے مجپر روشن ہین اسوجہ
سے مین آپسے عرض کرتی ہون بیتاب جادو نے مجکو اپنا مصاحب بنایا ہی مین نے
وہ وہ کار نمایان کیے کہ صدہا بندگان خدا میرے ہاتھ سے مارے گئے مگر آپ حقیقت
مین طلسم کشا ہین جو جو علامتین سُنی تھین وہ سب ظاہر ہین کن کن مقامون سے آپ
گذرے چھ مرحلے آپ نے شکست کیے اب یہ ساتوان مرحلہ بہت سخت وصعب ہی
انشاء اللہ تعالےٰ تابہ کمیاب بھی آپ پہونچ جائین گے مگر کمیاب بڑی شعبدہ باز
ہی بڑے بڑے فتور کریگی مگر آپ لوح سے ہوشیار رہین مین اب رخصت ہوتی
ہون جاکر بیتاب سے کہونگی کہ مین راہ مین گر پڑی جام گر گیا مین نے بادشاہ کو نہین
دیکھا اگر دیکھ پاتی تو گرفتار کرکے لاتی آپ زیر نخل ٹھہریے مین بعد تھوڑی دیر کے پھر
آؤنگی آپسے حال بیان کرونگی کہ یہ تدبیر کیجیے بادشاہ زیر نخل ٹھہرے استحکام جادو
عشق مین بادشاہ کے مبہوت ہو رہی ہی دعائین دیتی ہوئی چلی کہ خدا اس شہریار
کو سلامت رکھے کسی کا مکر ان پر نہ چلے بعد قتل کمیاب جمشید ثانی پر لشکرکشی ہوگی
تمام فوجین جمع ہو رہی ہین خدا اس شہریار کو اُس ظالم کے ہاتھ سے بچائے کوئی

صدمہ انکو نہ پہونچے نسیم سبکرو بیٹی بیتاب جادو کی اپنے قصر مین بیٹھی تھی اور کہہ رہی تھی کہ لو صاحبو غضب ہوا کہ استحکام جاکر بادشاہ پر عاشق ہوئی استحکام وہ ساحرہ ہے کہ آج تک کوئی اُس کے دام سے نہین بچا کیا باعث ہوا کہ بادشاہ سے میل کیا بیتاب نے کہا کہ ای نور نظر جمال طلسم کشا نمونۂ قیامت ہے جسنے دیکھا وہ دیوانہ ہوا اسی طرح یہ بھی پہونچی جمال پر نگاہ جو پڑی عاشق جمال ہوئی جب بادشاہ نے لوح طلسمی دیکھ لی تو اُسکی بات کے پابند ہوے نسیم نے کہا کہ ای مادر مہربان یہ شاہزادیان بڑی بیوقوف ہین کہ اپنے مذہب کو چھوڑتی ہین پرایا مذہب اختیار کرتی ہین غیر شخص پر مرتی ہین کسی کو کیا غرض ہے کہ غیر شخص سے محبت کرے ناحق کو مرے بیتاب نے کہا کہ ای نور نظر واسطہ سامری و جمشید کا تم ان جھگڑون مین نہ پڑنا نسیم نے کہا کہ ای مادر مہربان مجکو کیا ضرورت ہے کہ اپنے کو آفت مین پھنساؤن دل کو اپنے غیر سے لگاؤن یہ باتین ہو رہی تھین کہ سامنے سے استحکام آئی بیتاب کو سلام کیا بیتاب نے پوچھا کہ کیون ای استحکام کیا ہوا لوح چھین لائی کہ جس سے مطلب حاصل ہو استحکام نے کہا کہ جام شراب گر گیا مین نے سارے کوہ پر ڈھونڈھا مگر اُسکا نشان نہ پایا بیتاب نے ہاتھ تھام لیا کہا او مکارہ بادشاہ سے خوب راز و نیاز ہوے ہمارے قتل کی تدبیرین کین کہ چند جادوگرنیان اُٹھ کھڑی ہوئین ہاتھون ہاتھ استحکام کو گرفتار کر لیا زبان مین سوزن دی ایک قفس آہنی مین بند کیا پھر حکم ملا کہ زندان تاریک مین جاکر لٹکا دو کہ اپنی حرکت کا مزہ پائے مگر نسیم سبکرو بیٹی اسکی جس وقت سے بادشاہ کا نام سُنا ہے بیقرار ہو رہی ہے اُسی بیتابی مین یہ اشعار زبان پر جاری ہین کہتی ہے کہ قاصد ملے تو مین نامہ روانہ کرون نظم

یا الٰہی جلال کا صدقہ +	اپنے فضل و کمال کا صدقہ
رحمتِ عام کی قسم تجکو ++	اپنے ہی نام کی قسم تجکو +
واسطہ شان کبریائی کا +	تجکو صدقہ تری خدائی کا
جلوۂ کوہ طور کی سوگند	تابشِ مہر نور کی سوگند

جلوۂ نو بہار کا صدقہ ❊ ترے نورِ نگار کا صدقہ
تجھکو اپنی نگاہ کی سوگند ❊ اور مری آہ آہ کی سوگند
مان لے تو مری قسم تو ہی ❊ چشمک پرسش نہانی سہی
میری شبہاے تار کی نہ سہی ❊ میرے احوال زار کی نہ سہی
دوزخ سوز عاشقان کی نہان ❊ جنت روح شاہدان کی نہان
کاوش نیش غم کی جانے دے ❊ تیغ تیز ستم کی جانے دے
رتبۂ ختم مرسلین کے لیے ❊ نالۂ خاطر حزین کے لیے
اپنے محبوب کی قسم ہی تجھے ❊ اُس رُخ خوب کی قسم ہی تجھے
روز محشر کی داوری کے لیے ❊ تیری اُس بندہ پروری کے لیے
ہادیانِ رہ کرم کے لیے ❊ سالکانِ رہِ کرم کے لیے
تیرے قربان تیری قدرت کے ❊ عین کثرت مین عین وحدت کے
میری سُن لے ذرا مین تیرے نثار ❊ نالشی آئی ہون سر دربار
کس سے جز تیرے مین کرون فریاد ❊ ایک مین اور سیکڑون بیداد
ایسی غفلت مین کر دیا مجبور ❊ قرب سے جا پڑی کہانکی دور رہ

ای کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر کوئی تو وجہ ایسی ہو کہ مین اُس ظالم کو دیکھون ۃ چہند شاہزادیان جو عاشق ہوئی ہین کونسی ادا ہی جسکی وہ سب شیفتہ ہین یہ بیان کرکے گوشے مین بیٹھی رو رہی تھی کہ وزیرزادی اسکی جہان آرا سامنے سے آئی ملکہ کو جو روتے ہوے دیکھا تو قدمون پہ گر پڑی کہنے لگی کہ ای ملکۂ عالم آپ کا کیا حال ہی ملکہ نے کہا کہ ای جہان آرا کیا پوچھتی ہی مجھپر آسمان پھٹ پڑا حقیقت مین مشتاق جمال طلسم کشا ہون دل تڑپ رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی کس سے کہون کون سننے والا ہی اس مصیبت مین کوئی شریک نہین وزیرزادی نے کہا آپ جو فرمایئے مین جا کر پیام اُنکو پہونچاؤن نسیم نے کہا کہ ای جہان آرا اگر تو ایسا کرے تو بڑا احسان ہو اور کوئی ایسی تدبیر کر کہ مین ایک نگاہ اُنکو دیکھ لون مسکام جادو کیسی مکارہ دیوانی ہو کر آئی آخر

بیتاب نے اُس کو قید کر دیا نہ وہ اپنے ہوش مین نہ تھی مین بھی یہی چاہتی ہون کہ جان جائے
مگر سلسلۂ محبت نہ ٹوٹے یہی امید ہی کہ ایک نگاہ دیکھ لون اور کہدون کہ بس اب [پلٹائیے]
کمیاب جادو وہ بلا روزگار ہی کہ جیسکے شعبدون کے سامنے لقمان و ارسطو طفلان
مکتب ہین سحر مین ایسی ہوشیار ہی کہ جو یہان گذرتا ہی اُسکو خبر ہو جاتی ہی طائر جابجا بیٹھے
ہین یہی سب خبردار ہین اپنی عملداری بھر مین اُسنے طائر پھیلا دیے ہین وہی خبر دیتے
ہین کیا تعجب ہی کہ میری خبر بھی اُسکو پہونچ جائے مگر مجھے کچھ خوف نہین کیا کریگی اگر جان
لے لے تو خوب ہی یا اُس شہریار کی مدد کرون تو زندہ رہنا بہتر ہی جہان آرا نے کہا مین
جاتی ہون نسیم نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا اے وزیرزادی مین تیری ممنون ہونگی
جہان آرا نے کہا کہ اگر میری جان بھی کام آئے تو نثار کرون مجھکو کچھ خوف نہین جب
آپ کو بدنامی کا ڈر نہین تو مجھے کیا خیال ہی جو کچھ ہو سکے وہ کر گذرون سر تھیلی پر رکھے
ہوئے ہون جہان آرا روانہ ہوئی یہان بادشاہ استحکام کا انتظار کر رہے ہین کہ
سامنے سے جہان آرا نے آکر سعد شہریار کو سلام کیا بادشاہ جمجاہ نے پوچھا کہ خیر
تو ہی تیرا کیا نام ہی وزیرزادی بیٹھ گئی کہا اے شہریار آپ انتظار استحکام مین بیٹھے
ہین وہ جاکر قید ہو گئی مگر نسیم سبکروح کہ بیتاب کی بیٹی ہی مین اُسکی وزیرزادی ہون
آپ کی مدد کو آئی ہون آج شب کو باغ گلعذار مین جلسہ ہوگا خرد و کلان پیر و جوان
ساحر و غیر ساحر سب جمع ہونگے آپ بھی تشریف لائین ملکہ آپ کو دیکھ لیگی دوسری صورت
یہ ہی کہ کل روز ہفتہ ہی قصر جہان نما پہلوے کوہ مین ہی ملکۂ عالم یعنے نسیم سبکروح برسر
قصر جلوہ افگن ہوتی ہین ہزارہا عاشق جمع ہوتے ہین پہلوے قصر مین باغ ہی کہ اُس مقام
پر اُن عاشقون کے مزار بنے ہین جو تڑپ تڑپ کر مرے ہین وہان اُن کو دفن کرادیا اُنکی
قبرون پر حسرت و یاس برستی ہی لہذا زیر قصر آئیے کہ وہ مقام بہتر ہی ملکہ چند ساعت ٹھہرتی
ہین بادشاہ نے فرمایا انشاء اللہ مین زیر قصر کل ضرور آؤنگا جہان آرا یہ باتین کرکے
رخصت ہوئی خدمت مین نسیم کی آئی کہا حضور کل شہریار زیر قصر جہان نما آئینگے آپ کا
جمال دیکھینگے آپ اُن کو دیکھ لیجیے گا نسیم خوش ہو گئی وہ رات تڑپ تڑپ کر کاٹی مگر

بیتاب جادو استحکام کو قید کر کے براے ملاقات کمیاب گئی جب سامنے کمیاب
کے پہونچی سب کیفیت استحکام کی بیان کی اور کہا کہ طلسم کشا میری عملداری مین آگیا اور
یہ بھی خبر مین نے پائی ہو کہ بالاے کوہ پہونچگئے مگر مین نے کوئی تدبیر نہین کی کمیاب نے
کہا کہ ای ہمشیرہ تم کو خبر بھی ہو کہ کیا معرکہ گذرا تمھاری صاحبزادی نسیم سحر و طلسم کشا
پر بغیر دیکھے عاشق ہوئی ہین کل وہ شہریار زیر قصر جہان نما آویگا ای بیتاب اگر کچھ
انتظام ہو سکے تو زیر قصر مار لو بیتاب نے کہا وہ آفت برپا کردن کہ اُس کو نکلنا
مشکل ہو یہ کہکر بیتاب رخصت ہوئی پہر رات رہے اپنے قصر مین آئی دیکھا نسیم
پلنگ پر بیٹھی ہو پروانون کو دیکھ رہی ہو جی مین کہتی ہو ان پروانون کی جرأت دیکھو
کہ صحراسے آتے ہین اپنے کو شمع پر گرا دیتے ہین جل کر خاک ہوتے ہین محبت حقیقی کا
کیا کہنا یہ عاشقان صادق ہین اپنے معشوق پر جان دیتے ہین یہ مجال نہین کہ مُنھ
پھیر لین یا اپنے کو بچائین بیتاب نے پکار کر کہا کہ کیون نسیم مزاج کیسا ہی نسیم نے
کہا کہ آج نیند نہین آتی دل گھبراتا ہی یہ کہتے ہی اُٹھ بیٹھی اور پوچھا کہ آپ کہان
گئی تھین بیتاب نے کہا کہ مین براے ملاقات کمیاب گئی تھی سامری نامہ بھی دیکھا
اور بہت سے حال سُنے کہ اُن کا کہنا مناسب نہین جانتی نسیم یہ سُن کر چپ ہو رہی مگر
سمجھ گئی کہ مان میری میرے عشق سے ماہر ہوئین پھر کہا میرا کیا کرینگی مین کیا اُن سے
کسی بات مین کم ہون خیر کل وہ زیر قصر جہان نما آوین گے جیسا کچھ ہوگا خود ظاہر
ہو جائیگا اگر مجھپر اعتراض کرینگی تو جواب شافی موجود ہی کہ مجمع عام مین وہ بھی آئے
مجھسے کیا واسطہ ہی یقین ہی کہ میرا عذر قبول ہو اور چند کس مان کو قائل کرین گے
کہ اُسنے کیا خطا کی اور اگر وقت بدی آگیا ہی تو یہ سر حاضر ہی اُس شہریار پر نثار کر دونگی
یہ سوچ کر پڑ رہی مگر آنکھون سے آنسو جاری ہین اب وہ وقت آیا کہ عاشق زار دلدادہ
فراق دیدہ آزار کشیدہ گریبان پھاڑتے ہوے قلعۂ مغرب مین جا کر چھپا کہ بیابان
سحر چاک ہوا بقول شاعر نظم علم آفتاب نکلا جب ٭ فوج انجم ہوئی گریزان سب ٭
شہ خاور سپہر گرد ہوا ٭ رونق تخت لاجورد ہوا ٭ ہوا میدان چرخ سے اکبار ٭

مہر انجم سپاہ رو بہ فرار + نسیم اُٹھی لباس جسم پر آراستہ کیا دریاے جواہر مین غوطہ زن ہوئی تخت پر سوار ہو کر چلی بیتاب نے کہا کہ ای نور نظر آج قصر جہان نما مین نہ جاؤ ملکہ نے کہا وہ مشتاق جو مہینہ بھر تڑپ تڑپ کر کاٹتے ہین ایک نگاہ دیکھ کر شاد ہوتا ہین کیا کہین گے پس کیونکر نہ جاؤن آپ کیون منع کرتی ہین بیتاب نے جواب دیا ای نور نظر کیا کہون دل پر بڑا صدمہ ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی نسیم نے جواب دیا آپ کو ناحق کا تردد ہی ایسی تدبیر ہوگی کہ طلسم کشا کو پکڑ لیویںگے آپ نہ گھبرائیے بیتاب نے کہا کہ ای نسیم سبکرو سامری نامہ جو مین نے دیکھا اُس مین صاف صاف لکھا ہی کہ طلسم فتح ہو جائیگا قدرت لشکر کشی کا سامان کر رہے ہین تمام شاہ و شہریار جمع ہو رہے ہین مین تو جانتی ہون کہ اُن کے لشکر کا کون جواب دیسکتا ہی خیال آتا ہی کہ لاکھ طلسم کشا کوشش کرے مگر کچھ زور نہ چلیگا وہ وہ ساحر جمع ہونگے کہ زمین ہلا دینگے کسی کی مجال نہین کہ اُس بلوے کو روک لے مگر نسیم سبکرو قصر جہان نما پر آئی چلمن سے دیکھ رہی ہی کہ عاشق لوگ آتے جاتے ہین آہین کر رہے ہین بعض پکارتے ہین کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان صورت زیبا دکھاؤ ہم منتظر ہین دل و جان سے مشتاق ہین نظم

اگر غفلت سے باز آیا جفا کی + تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی
نہ کچھ تیزی چلی بادِ صبا کی + بگڑتے مین بھی زلف اُسکی بنا کی
وصال یار سے دونا ہوا عشق + مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی
صبا نے اُسکے کوچے سے اُڑا کے + خدا جانے ہماری خاک کیا کی
ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہی + کہے دیتے ہی شوخی نقش پا کی +
وہ سوتے بے حجابا نہ رہے رات + نگاہِ شوق کام اپنا کیا کی +
نہ آیا وصل مین بھی چین ہم کو + گھٹا کی رات اور حسرت بڑھا کی
شب وصلِ عدو کیا کیا جلا مین + حقیقت کھل گئی روز جزا کی +
کہا اُس بت سے لو مرتا ہی مومن + کہا مین کیا کرون مرضی خدا کی

اِس وقت زیر قصر جہان نما عجب غریو ہی کوئی روتا ہی کوئی گریبان چاک کیے چہرے

پر خاک ڈالے ہوئے ہو کوئی چیرخ مار رہا ہو کوئی دھونی لگائے بیٹھا ہو کوئی قبر عاشقونکی
دیکھ رہا ہو یہی سب ہجت تھی مگر ملکہ کی نگاہ لگی ہوئی تھی کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا سبے
سعد شہر یار پشت مرکب پر سوار آئے تاج سر پر شوکت وصولت وحشم چہرے سے نمایان
مرکب بادرفتار زیر ران چہرہ مثل آفتاب روشن نسیم نے جو بادشاہ کو دیکھا بے اختیار
مُنھ سے نکل گیا کہ سبحان اللہ کیا روے زیبا ہو خدا ان کو سلامت رکھے کس شوکت سے
آئے ہین ہاے کیونکر قریب پہونچون اور حال دل کہون بادشاہ چاہتے تھے کہ اُسی مجمع
مین آکر ٹھہرین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار تیغہ ہاتھ مین للکارتا
ہوا آیا کہا کہ او طلسم کشا خبردار اس مجمع مین نہ جانا ورنہ بہت ذلیل ہوگا سعد شہریار
بھی فوراً پلٹ پڑے اُس پہلوان نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اور
ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر اُسکا زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی وہ سامنے سے بھاگا کہتا ہوا کہ
خبردار میرے پیچھے نہ آنا مگر بادشاہ نے اُسکا پیچھا کیا ملکہ نے جو دیکھا کہ سعد شہریار
جاتے ہین چلمن اُٹھا دی سعد کی بھی نگاہ پڑی دیکھا ایک معشوقہ نہایت حسین وجمیل ہو
تابش برق رخسار سے کلیجہ جل گیا جتنے کھڑے تھے سب بیہوش ہو گئے مگر اُس پہلوان
نے للکارا کہ ای شہریار میرے عقب مین نہ آؤ میرے وہ وہ ملازم ہین کہ تمھارے ٹکڑے
اُڑا دین گے وہانسے زندہ نہ آؤ گے سعد نے گھوڑا بڑھایا اور تعاقب مین اُسکے
روانہ ہوے ہر چند للکارتے ہین کہ او بھگوڑے ٹھہر جا مگر وہ گینڈا بھگائے ہوے
جاتا ہو یہی منظور ہو کہ اپنے کو صحرا مین پہونچاؤن وہان جاکر سعد کو گھیر دن سعد
پیچھے پیچھے اُس پہلوان کے چلے جاتے ہین وہ پہلوان ایک صحراے ویران مین پہونچا
کہ جہان بونڈلے گرد کے اُڑ رہے ہین ہزارہا زاغ وزغن غل مچا رہے ہین اس پہلوان
نے اُن سب سے اشارہ کیا کہ وہ سب زاغ وزغن غلملک مار کر بشکل انسان ہوے
بادشاہ پر ٹوٹ پڑے اور سحر کرنے لگے بادشاہ لوح چمکا رہے ہین جب لوح چمکائی
ساحرون کے سحر باطل ہوے بعض اپنے سحر سے زخمی ہوے بعض بھاگتے پھرتے ہین مگر
ایک ساحرہ گوشے مین کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہو کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا نسیم بیکرو

آسمان پر آئی کچھ اسم سحر پڑھ کر گولہ پھینکا کہ تلوارین برسنے لگین جسکے سر پر پڑی اُسکا سر اُڑ گیا سب کی افسر ایک زغن اور ایک زاغ ہی غل مچا رہے ہین کہ یارو نہ بچا کو یہ نسیم سحر کر رہی ہی دیکھو تو ہم کیا کرتے ہین اسنے صدہا جادوگر قتل کیے نسیم نے بے اختیار ہو کر آواز دی کہ او زاغ و زغن کیون ہاتھ کرتے ہو بھلا خیال تو کرو کہ مین کون ہون میرا تو یہ حال ہی کہ بات کرنا محال ہی اصل مین یہ کیفیت ہی

نظم

غیر کے کہنے سے گو اُسنے چُرائین آنکھین
ہو گئی صلح جو اک بار لڑائین آنکھین

شعلہ رخسارون کے جا جاکے کیے نظارے
ہمنے خود دیدہ و دانستہ جلائین آنکھین

کشتۂ دیدۂ دلدار سمجھ کر مجکو
آہوون نے مری تربت پہ چڑھائین آنکھین

اور کیا یار کوئی تم سے توقع رکھے
ایک بوسے کے لیے تمنے چُرائین آنکھین

بوسۂ چشم کبھی ہمنے جو مانگا باقر
یار نے چین بجبین ہو کے دکھائین آنکھین

زاغ و زغن مل کر نسیم پر سحر کرنے لگے مگر نسیم اِن کے سحر کو کب مانتی ہی دونون کا سحر بہ طرف کرکے کار دسحر مجہول سے لگائی کچھ اسم سحر پڑھ کر پھونک ماری نہ کار دجو گری سینے کو توڑ کے پار گذری آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین زاغ و زغن جادو بود دونون کو مار کر نسیم آسمان سے اُتری اِدھر بادشاہ نے اُس پہلوان کو مارا جنگل مین سناٹا پڑ گیا نسیم نے کہا کہ ای شہریار مین جانتی تھی کہ دشمن خدا آپ کو لنگا کر لے گیا ہی خبر دیکر فتور بر پا کریگا وہ ہی ہوا شکر ہی کہ مین وقت پر پہونچ گئی اب آپ آج شب کو باغ گلفشان مین آئیے یقین ہی کہ بیتاب میرے ساتھ ہو خدا آپ کو سلامت رکھے مین جو قید ہو جاؤنگی تو آپ ہی رہا کرینگے بادشاہ نے فرمایا باغ گلفشان کس مقام پر ہی نسیم نے کہا کہ لوح آپ کو بتادیگی جتنے امور طلسم کے ہین سب لوح کے متعلق ہین جسدم تصدیع کیجیے گا آپ کو معلوم ہو جائیگا سعد نے فرمایا مین بہدایت لوح اپنے کرتا ہ باغ گلفشان پہونچا ؤنگا نسیم رونے لگی کہا ای شہریار آج مین نے بڑی گستاخی کی کہ آپکی مدد کو آئی بیتاب کو بہت ناگوار ہو گا ہر مقام پر زاغ و زغن کا بلوہ ہی ایسا نہین ہی کہ اُسکو خبر نہ ہو یہ طائر جو زمزمہ سرائی کر رہے تھے سب خبردار ہین ضرور اُس سے جاکر خبر کرینگے اب مین رخصت ہوتی ہون جیسے ہی نسیم بلند ہوئی بادشاہ

نے دیکھا آسمان پر برق چمکی اور نعرہ ہوا کہ منم مہتاب جادو اد گیسو بریدہ خوب تونے آفت
برپا کی زاغ و زغن کو قتل کیا پہلوان صحرائی بھی مارا گیا تجکو کچھ ہمارا خیال نہ ہوا ہمنے پہلے ہی
منع کیا تھا کہ آج قصر جہان نما پر نہ جا مگر تونے نہ مانا اس شہریار کے دیکھنے کا مزہ اوٹھایا
اب عمر بھر چین نہ پڑیگا ملکہ نے پکار کر آسمان سے آواز دی کہ یہ کنیز رخصت ہوتی ہو خدا
حافظ تردد نہ فرمایئے گا مجھ ایسی صدہا لونڈیان ہین اگر آپ کوشش کرینگے اور
لوح سے غفلت نہ کرینگے تو سب مطلب پورا ہوگا اگر لوح کو فراموش کیا تو باعث
خرابی ہو سعد شہریار نے کمان کیانی کاندھے سے اوتاری کئی تیر مارے مگر مہتاب
اسقدر بلند تھی کہ کوئی تیر اوسنک نہ پہونچا مہتاب نکل گئی سعد شہریار یاد مین نسیم کی
سر جھکا کے بیٹھے اور یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

ای جذب عشق کامل وہ گل کھلا چمن مین • پیدا ہو رنگ بلبل ہر گل کے پیرہن مین
گلزار ہو رہی ہی ہر اک گلی وطن مین • پریونکا جمگھٹا ہی ہر ایک انجمن مین
قلقل گلابیون کی کیا لطف دے رہی ہی • بلبل چہک رہا ہی ساقی کی انجمن مین
نو دولتو نکو غرہ ہی خوش لباسیون پر • پھولے نہین سماتے کمخواب و گلبدن مین
زلفین بکھر گئی ہین اندھیر ہو گیا ہی • بالون سے منھ چھپایا یا چاند ہی گہن مین
دیکھین جنون کدھر کی دکھلائے سیر ہمکو • گلشن مین گل کھلے ہین پھولا ہی ڈھاک بن مین
قامت مین کیا قیامت ناز و ادا بھرے ہین • آفت کے پیچ و خم ہین گیسوے پر شکن مین
بیتاب ہو نہ ای دل حاضر ہین ڈوبنے کو • پانی تو دیکھ لین ہم اوسکے چہ ذقن مین
کیا حسن ناز انکا جلوہ دکھا رہا ہی • تارے جڑے ہوے ہین گویا کہ نورتن مین
بگڑی ہین انکی زلفین بن آئی ہی صبا کی • کیا کیا بسا رہی ہی نافے خطا ختن مین
آخر غریق رحمت ای بحر ہوگے تم بھی • الفت کی سوت چھوٹی ڈوبے چہ ذقن مین

بادشاہ دن بھر اسی صحرا مین رہے شام کو پشت مرکب پر سوار ہوے تلاش مین چلے کہ
دیکھین باغ گلفشان کہان ہی لوح کو ملاحظہ کیا لکھا پایا کہ پہلوے کوہ مین ایک قصر
ہی اوسکو قصر لعل نگار کہتے ہین وہانسے پتہ نسیم کا ملیگا پہونچ جایئے گا کیا عجب ہی کہ وہا لئے

کوئی آپ کو ساتھ لیجائے اور تا بہ باغ گلفشان پہونچائے بادشاہ یہ مضمون دیکھ کر طرف قصر لعل نگار کے چلے جب قریب کوہ پہونچے تو دیکھا کہ ایک قصر سُرخ آراستہ ہی اُسکے اندر سے رونے کی آواز آتی ہی کہ جیسے کوئی دردرسیدہ بہ درد و گریہ اشعار پڑھ رہا ہی نظم

مست ہوجاتا ہی بلبل جب کھلے دو چار گل — یہ چراغ عقل ہو جاتا ہی اب ہر بار گل +

داغ مین سب تیرے ہاتھونکے وہ ہین ای یار گل — کھاتے ہین چھاتی نکے تیرے آتشین رخسار گل

پھر بہار آئی امید رُخ مین دیکھین یار گل — مثل یوسف باغ سے آوین سر بازار گل

روبرو میرے چنگیر دنہین نہ رکھو یار گل — یار بن کھٹکین گے آنکھونمین بہ نگ خار گل

گر بچھاتا ہو نہین فرش خواب پرے یار گل — خار کا دیتے ہین پہلو کو مرے آزار گل

زخم دل ہون اشک ہم نکلیں کے آنکھونسے ابھی — روبرو میرے نہ کالو شمع کا زنہار گل ++

غور سے دیکھو سراپا ہی وہ ماک باغ و بہار — بلغ سنبل سرو قد غنچہ دہن رخسار گل

بادشاہ یہ آوازین سُن کر قریب اُس قصر کے آئے بلا تکلف داخل قصر ہوے دیکھا چند کنیزین رو رہی ہین اور وزیرزادی ایک طرف پڑی تڑپ رہی ہی دمبدم بیقرار ہو کر کہتی ہی کہ ای ملکۂ عالم تمنے ہم کو خوب تباہ کیا خدا تم کو قید سے چھڑائے اس آفت سے بچائے سعد شہریار نے آکر وزیرزادی کو قید سے رہا کیا اور پوچھا کہ ملکہ نسیم کہان ہین یہ سُنکر وزیرزادی نے کہا سامنے قصر تاریک ہی اُسمین ملکہ قید ہین بیتاب جادو نے آپکے دھوکا دینے کو بڑے بڑے سامان کیے ہین جو کچھ آپ کے سامنے آئے بدون لوح دیکھے ہوے کسی سے ملاقات نہ کیجیے گا آپ قصر تاریک مین ہو آئیے کہ شام مصیبت قریب ہی مین رہبری کرون آپ کو تا بہ باغ گلفشان لیچلون سعد شہریار نے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین نوشتہ پایا کہ سامنے قصر تاریک ہی جب اُس مکان مین جائیے گا تو کچھ نہ معلوم ہوگا جب لوح کو چمکائیے گا تب روشنی ہوگی اور قیدی معلوم ہوگا بادشاہ لوح کو دیکھ کر طرف قصر تاریک کے چلے سامنے دیکھا کہ ایک قصر کلان ہی مگر آہن کا بنا ہی اسقدر تاریک ہی کہ نگاہ نہین ٹھہرتی بادشاہ قریب اُس قصر کے پہونچے آکر دیکھا قفل مین مار سیاہ لپٹا ہی بادشاہ سمجھا کہ جیسے ہی لوح چمکائی وہ مار سیاہ گر از مین مین جذب گیا یہ ماران جادو طرف سے بیتاب

کے نگہبان تھا بیتاب نے کہدیا تھا کہ جب طلسم کشا آئے تو مجکو خبر کرنا وہ مار سیاہ زمین
مین غرق ہوکر باغ گلفشان مین پہونچا بیتاب جادو مسند پر بیٹھی ہی اور گلفشان جادو
جو سردار آتا ہی اُس سے ملاقات کرتی ہی اور نام پوچھتی ہی کہ ماران نے آکر خبر دی
کہ ای ملکۂ عالم طلسم کشا قریب قصر تاریک پہونچ گیا مجپر لوح کا عکس ڈالا تو مین گر پڑا
مگر اپنے کو ظاہر نہین کیا آپ کی خدمت مین پہونچا اب جو تدبیر مناسب ہو وہ کیجیے بیتاب
نے گلفشان جادو کو بلایا کہا ای گلفشان تو جانتی ہی کہ بعد سال بھر کے یہ دن آتا ہی
جشن سامری مین مین مصروف ہون سردار چلے آتے ہین ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا کسی کی
شکل بنکر چلا آوے مین جانتی ہون کہ تم قصر تاریک مین جاؤ نسیم کو اُٹھا لاؤ اور تم نسیم کی شکل
بن کر بیٹھو اگر طلسم کشا نے دھوکا کھایا اور لوح کو نہ دیکھا تو گرفتار کر لینا اور اگر
لوح دیکھ لین تو بھاگ آنا اپنی جان بچانا گلفشان جادو یہ سُن کر تڑپی اور غرق زمین
ہوکر قیدخانے مین پہونچی نسیم کو اُٹھا لائی بیتاب نے بیٹی کو گلے سے لگایا اور کہا بیٹا مین
خوب جانتی ہون کہ تمھارا دل اختیار مین نہین ہی لیکن صبر کرو دیکھو طلسم کشا گرفتار ہوکے
آتے ہین اُدھر گلفشان جادو نسیم کی شکل بن کر قیدخانے مین بیٹھی بادشاہ اندر قصر کے
داخل ہوے دور سے دیکھا کہ نسیم سبکرو قید مین بیٹھی ہی بادشاہ نسیم کو دیکھ کر بیقرار ہوگئے
نسیم نقلی کو رہا کیا مگر نسیم کہتی ہی کہ ای شہریار مجھ سے الگ رہیے مجپر بیتاب کا سحر
ہی آپ جو میرے قریب آوینگے تو مین جل جاؤنگی بادشاہ الگ کھڑے ہوے ہین نسیم
نقلی نے ماران سیاہ کو اپنے جسم سے دور کیا اور کہا میرے ساتھ چلیے مین حضور کو باغ
گلفشان مین لیچلون آگے آگے بادشاہ اور پیچھے پیچھے نسیم نقلی جیسے ہی بیرون قصر پہونچے
آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم جہان آرا ای شہریار لوح ملاحظ فرمائیے یہ نسیم سبکرو نہین ہی
بادشاہ نے لوح پر جو ہاتھ ڈالا نسیم نقلی غرق زمین ہوگئی مگر کہا ای وزیرزادی ملکہ نسیم
تمنے غضب کیا بادشاہ کو ہوشیار کر دیا خیر تم سے اسکا انتقام لیا جائیگا گلفشان تو
بھاگی مگر وزیرزادی آسمان سے اُتری اور بادشاہ سے عرض کرنے لگی ای شہریار اگر
آپ اسکے ساتھ جاتے تو گرفتار ہو جاتے اب باغ گلفشان مین کیونکر جانا ہوگا نسیم اصلی

کو بیتاب نے بلوا لیا اپنے پاس بٹھایا ہی اُن کو سمجھا رہی ہی مگر وہ خاموش بیٹھی ہین دن
قلیل باقی ہی بادشاہ حیران کھڑے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک تاجر گھوڑے پر سوار آیا
پشت پر چند ملازم بادشاہ کو دیکھ کر تاجر نے سلام کیا بادشاہ نے فرمایا کہ ای تاجر
مین نے تجکو نہین پہچانا تاجر نے عرض کی حضور نے مجکو قزاقون سے بچایا تھا اور مال
میرا مجکو دلوایا تھا بادشاہ نے فرمایا خواجہ خورشید تمھارا نام ہی تاجر نے عرض کی اب
حضور نے غلام کو پہچانا آپ کیون صحرا مین حیران کھڑے ہین جو مجکو حکم دیجیے بجا لاؤن معد
نے فرمایا مین باغ **گلفشان** کے جانے کی تدبیر مین ہون کوئی صورت بن نہین پڑتی
تاجر نے کہا آپ میرے گماشتے کی شکل بن کر چلیے بادشاہ حیران تھے کہ صورت کیونکر بدلین
کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا **فیروزہ** بن **عمرو** حیران و پریشان جست و خیز کرتا ہوا آتا
ہی تلاش مین بادشاہ کی نکلا تھا بادشاہ کو دیکھ کر دوڑا آکر قدمون سے لپٹ گیا بادشاہ
نے فرمایا ای **فیروزہ** خوب وقت پر آگئے مین ان تاجر کے ساتھ اِن کے گماشتے کی شکل
بن کر جاؤنگا مجکو گماشتے کی شکل بناؤ **جہان آرا** نے کہا کہ مین بھی ساتھ چلونگی **فیروزہ**
نے جہان آرا کی بھی صورت بدلی ایک دیوان کی شکل بنائی اور آپ خدمتگار بنا
خواجہ خورشید کے ساتھ سب مل کر چلے تاجر نے سامنے باغ **گلفشان** کے آکر اول
اپنی بارگاہ استاد کی مال وغیرہ رکھا آپ بارگاہ سے نکلا گماشتہ و دیوان و خدمتگار ساتھ
ہین باغ **گلفشان** مین جو شہریار نے داخلہ کیا دیکھا باغ سرسبز و شاداب ہی قفسون مین
جانور ہر طرح کے بند ہین بادشاہ جو روش پر سے گذرے طائر پھڑکنے لگے مگر منقارین
کھول کر رہگئے کوئی آواز نہ دیتا تھا مگر سب تڑپ رہے ہین بیتاب جادو نے کہا کہ
ای **گلفشان** تمھارا امکر تو خالی گیا دیکھون یہ طائر کیون پھڑکتے ہین **گلفشان** نے کہا
کہ ای ملکۂ عالم مین تو اپنا رنگ جما چکی تھی مگر جہان آرا نے آکر میرا رنگ مٹایا مین
ناچار ہوگئی آخر جان بچا کر بھاگی شکر ہی کہ آپ تک پہونچگئی لیکن طائرون کا پھڑکنا
چاندنی کے سبب سے ہی بیتاب نے کہا کہ ای گلفشان مین خوب جانتی ہون کہ
بادشاہ یہان نہین آسکتے اگر آئینگے تو گرفتار کرلونگی یہ جادو گر و جادوگرنیان جو اپنی

سعادت جانکر آئے ہین یہ لوگ کبھی طلسم کشا کو ساتھ نہ لا دین گے کہ خواجہ خورشید اگر
بیٹھا مگر گماشتے کو آگے بٹھا لیا یہ حوصلہ نہ پڑا کہ بادشاہ کو پیچھے بٹھا لے آپ سر جھکائے ہوے
بیٹھا ہی بادشاہ نے دیکھا کہ نسیم سبکرو مسند پر بیٹھی ہی مگر سرنگون آنکھون مین آنسو بھرے
ہوے اور کئی سی جادوگرنیان بڑے بڑے ساحر صحبت مین حاضر ہین ایک ساحر نحیف و
ضعیف عمامہ سر پر باندھے ہوے ایکطرف بیٹھا ہی ایک کتاب ہاتھ مین ہی اُس کا
مطالعہ کر رہا ہی مگر بیتاب جادو سب سے کہہ رہی ہی کہ کیون صاحبو قاعدے مین تو
مرقوم ہی کہ طلسم کشا ضرور آئیگا مگر مین نے وہ انتظام کیا ہی کہ وہ یہان نہین آسکتے اب
کتابخوان کو حکم دون کہ ممبر پر جائے اور اوصاف سامری بیان کرے وہ شخص جو کتاب
دیکھ رہا تھا یکایک رونے لگا بیتاب نے کہا کہ کیون خیر تو ہی اُسنے روکر کہا میری آنکھون
کی بینائی جاتی رہی کوئی حرف مجکو نہین سوجھتا ساری کتاب معرا ہو گئی اب مین کیا کرون
بیتاب نے کہا کہ کیون صاحبو تم نے سُنا غضب ہو گیا کہ تحریر کتابدار ایسا مجبور ہوا کہ وہ
کہتا ہی کتاب معرا ہی سب نے کہا یہی علامت ہی کہ طلسم کشا باغ مین آگیا پھر سب نے کہا
ای بیتاب جادو تمھارا حکم خلاف نہین ہی جو کہتی ہو یہی ہوا کہ طلسم کشا باغ مین پہونچ گیا
نسیم نے جو سر اُٹھایا بادشاہ سے آنکھ مل گئی نسیم آنکھ ملتے ہی سمجھ گئی کہ یہی طلسم کشا ہین
پکار کر بیتاب سے کہا کہ ای مادر مہربان وہ سامنے دیکھیے طلسم کشا بیٹھا ہی خواجہ خورشید
کی روشنی ہی کہ یہ اپنے ساتھ لائے بیتاب نے سب ساحرون کو اشارہ کیا کہ ہان
یارو بادشاہ کو مار لو سب ساحر اُٹھے بادشاہ پر سحر کرنے لگے بادشاہ نے تلوار کھینچی تلوار
کھینچ کر لڑنے لگے جہان آرا بھی پشت پر بادشاہ کے سحر کر رہی ہی بادشاہ کو بچاتی ہی
اور فیروزہ بن عمرو حقہ ہاے آتشبازی مار رہا ہی جب حقہ آتشبازی مارا دو چار ساحر کے
منھ پھونک دیے جہان آرا بھی جب سحر کرتی ہی دو چار کو جلا دیتی ہی سوداگر نے جو دیکھا
کہ بادشاہ ساحرون مین گھرے ہوے ہین دعائین مانگنے لگا کہ ای پروردگار ای رحیم و
کریم بادشاہ عالیجاہ کو ان دشمنون سے بچا لے ایسا نہ ہو کہ انپر کوئی چشم زخم پہونچے مگر
بیتاب جادو نے جو نعرہ بادشاہ جمجاہ کی صدا سُنی بیقرار ہو گئی سوچی کہ طلسم کشا میری

فکر مین آتا ہی مین نکل جاؤن میری ہی فکر کرینگے اگر مین قتل ہوئی تو یہ تا پہ ہمشیرہ کلان پہونچ
جائمین گے یہ سوچ کر بیتاب تو نکل گئی مگر سب ساحرون نے دیکھا کہ بیتاب تو چلیگئی اور
بادشاہ لڑ رہے ہین سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا جو ساحر سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا بادشاہ
کے ہاتھ سے کئی سو افسر مارے جاچکے اور ساتھ بیتاب کے گلفشان بھی اسقدر گھبرائی
کہ یہ بھی نکل گئی سب بھاگ گئے بادشاہ نسیم سے ملے نسیم لپٹ کر رونے لگی کہتی تھی ای شہریار
مجھے یہ امید نہ تھی کہ آپ سے زندگی مین ملونگی مگر قربان اُس کی مصلحت کے کہ آپ یہان
پہونچ گئے بی بیتاب نے مجھکو یہان بلوایا تھا مجھ بی بی تحسین کہ عشق سے ہاتھ اُٹھاؤ مین نے
کچھ جواب نہین دیا مگر یہ ساحر جو بھاگ کر گئے ہین باغ گلعذار مین سب کا مجاؤ ہوگا سب
ساحر وقت پر بھاگے ہین دیکھیے انجام کیا ہو گلعذار جادو سبکا استقبال کرکے لیجائیگی
جب تک تحریر کتابدار و عظ نہ کہیگا تب تک ساحرون کو اطمینان نہ ہوگا اب مین حضور
کو لیے چلتی ہون ابتو میری بغاوت ظاہر ہو گئی مین بیتاب سے کہتی تھی کہ مین قید مین
نہ رہونگی خدا چاہیگا تو چھوٹ جاؤنگی خدا نے وہ ہی کیا کہ آپ وقت پر آگئے کیون ای
خواجہ خورشید تم بھی ساتھ چلوگے ہم نہین چاہتے ہین کہ تمہاری بدنامی ہو تم ہر سال
آتے ہو خواجہ خورشید نے کہا مین سب طرح حاضر ہون مجھپر شہریار کا ایسا احسان ہی
کہ عمر بھر ادا نہ کرسکونگا میرا مال قزاقون نے لوٹ لیا تھا بادشاہ نے اُن کو سزا دی
مال میرا دلوایا مین زندگی بھر احسان سے گردن نہین اُٹھا سکتا ہون اگر شہریار کے
واسطے بہتری ہو تو مین اپنی جان لگادون مال کیا مال ہی یہ کہکر خواجہ خورشید نے
کاروان تیار کیا ملکہ نسیم اپنی صورت تبدیل کرکے ایک تاجدار کی شکل بنی بادشاہ
کو سپہ سالار قرار دیا فیروزہ وغیرہ خدمتگارون مین ساتھ ہی ملکہ نسیم حکم دے رہی ہی
سپہ سالار حکم بجالاتے ہین اس دھوم سے بادشاہ ہمراہ خواجہ خورشید کے چلے مگر
خورشید کو اس بات کا بڑا خوف ہی کہ ایسا نہ ہو سعد شہریار کو چشم زخم پہونچے غرضکہ
راہ کو طی کرتے ہوے قریب باغ گلعذار پہونچے بادشاہ نے دیکھا در باغ پر صدہا
تاجدار اُترے ہین ملازم پھر رہے ہین جابجا اژدرہاے آتش فشان آگ منھ سے

چھوڑ رہے ہین کسی جانب درخت پھولون کے لگے ہوے ہین ایک جانب مہتاب جادو
پھر رہی ہو سب ساحرون سے ملاقات کرتی پھرتی ہو ہر ایک سے کہتی ہو کہ صاحبو مین نے کیا
کمال کیا کہ باغ گلفشان سے نکل آئی ورنہ طلسم کشا کے ہاتھ سے ماری جاتی ساحرون نے کہا
آپ کے آنیکے بعد ہم لوگ بھی سب نکل آئے جانتے تھے کہ جب تک آپ نہ ہونگی تب تک
لڑائی فتح نہ ہو گی یہ بھی ضرور جانتے تھے کہ اب باغ گلعذار مین جلسہ ہوگا مہتاب نے کہا
جب تک وعظ نہ ہوگا اور تا ضی طلسم تعریف سامری وجمشید نکریگا تب تک کچھ نہ ہوگا بتاؤ
صاحبو کہ سال کیونکر گذریگا ہزارون آفتین آئینگی الیسا نہ ہو کہ بی نسیم سبکرو نے رہائی
پائی ہو اور وہ طلسم کشا کو لیکر آئین مہتاب یہ باتین کر رہی تھی کہ ایک طائر نے خبر دی
خواجہ خورشید بازرگان کاروان سمیت آئے ہین لیکن دور اُترے ہین مہتاب کا دل
تمام اس سوداگر کا سُن کر کانپ گیا دل سے کہتی ہو کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہو گلفشان
سے کہا کہ ای گلفشان جا کر کاروان مین دیکھو کہ خواجہ خورشید کس امید پر آیا ہی اگر
براے تجارت آیا ہو تو ٹھہراؤ اور اگر براے بغاوت آیا ہو تو اُس کی تدبیر کرو اور
ایسی سزا دو کہ پھر کوئی ایسی حرکت نہ کرے گلفشان جادو واسطے دیکھنے کے چلی جب
کاروان خورشید مین آئی تو اُسنے دیکھا کہ خواجہ خورشید اسباب تجارت نکلوا رہے ہین
گلفشان نے آکر پوچھا کہ کیون خواجہ خورشید تم نے بڑا ستم کیا طلسم کشا کو ساتھ لیکر
آئے خواجہ خورشید نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ہم تاجر پیشہ ہین ہم کوان باتون سے کیا
کام ہی معلوم ہوتا ہو کہ طلسم کشا کے عیارون نے یہ چالاکی کی تھی مگر بہتر ہوا کہ آپ بچ گئین
اب تو واسطے تجارت کے آیا ہون کچھ خوف نہ کیجیے اگر کہیے تو ٹھہرون ورنہ چلا جاؤن یہ
سُن کر گلفشان نے کہا کہ تمھارا حال ثابت ہوا کہ تم خداوند کے خیر خواہ ہو مگر خبردار کسی
غیر کو اپنے آدمیون مین نہ آنے دینا یہی خوف ہو کہ ایسا نہ ہو طلسم کشا بھی تمھارے ساتھ
چلے آوین خواجہ خورشید نے عرض کی کہ ای ملکۂ عالم میری کیا مجال ہی اور مجھے کیا مطلب
ہو کہ طلسم کشا سے میل کرون بدعت مسلمانان سب پر ظاہر ہو کہ تمام ملک لوٹے لیتے تباہ و
برباد کر دیے گلفشان جادو نے جواب دیا کہ تم تاجر پیشہ ہو ہر سال آتے ہو اب وہ دشت

فریب ہی کہ تحریر کتا بدار وعظ کہیگا سب مراد مند جمع ہین آپ بھی تشریف لائیے خواجہ خورشید
گلفشان سے وعدہ کرکے خدمت مین سعد شہریار کی آئے اور کہا کہ ای شہریار تشریف
لے چلیے سعد شہریار تیار ہوے کہ یکایک زمین شق ہوئی یاقوت جنی بھی آکر پہونچا اور
عرض کی کہ ای شہریار چلیے مگر تاجر کے ہمراہ رہیے باغ گلعذار مین اسوقت بڑے بڑے
ساحر جمع ہین اور تدبیرین ہو رہی ہین مگر مہتاب کہتی ہی کہ طلسم کشا ضرور آوینگے کل
ساحرون کا قول ہی کہ باغ گلعذار مین بھلا کیا آسکتے ہین وہ وہ مکار جمع ہین کہ انکا قول
ہی آج طلسم کشا بچ کر نہ جا سکینگے مگر مہتاب جادو کہتی ہی کہ اگر نسیم سحر ساتھ آئے
تو اُس کو زندہ نہ جانے دینا گلفشان نے سب کو مطمئن کیا ہی کہ مین نے سارا میدان
چھان ڈالا کہین طلسم کشا کا پتہ نہین بلکہ سب کی تلاشی لی مگر مہتاب جادو بہت بدحواس
ہی یہی کہے جاتی ہی کہ طلسم کشا ضرور آئیگا صاحبو ہوشیار رہنا یاقوت جنی نے جو جلدی
کی تو سب تیار ہوے ملکہ نسیم سحر و وزیرزادی جہان آرا و سعد شہریار اور
خواجہ خورشید بازرگان یہ سب مل کر طرف باغ کے چلے جب دروازے پر باغ کے
پہونچے تو دیکھا کل امرا و رؤسا اندر باغ کے جاتے ہین اور ہر ایک کا یہی قول ہی
کہ تحریر کتا بدار کیا وعظ فرماتے ہین سعد شہریار ہمراہ خواجہ خورشید داخل
باغ گلعذار ہوے اور دیکھا سب باغ آراستہ و پیراستہ ہی روشون پر سُرخی کٹی
ہوئی ہی مگر جتنے درخت ہین بار اثمار سے سرسبز ہین جملہ درخت طائرون سے بھرے
ہوے ہین ہرچند کہ رات کا وقت ہی مگر شاخین درختون کی بوجھ سے طائرون کے
جھوم رہی ہین جیسے ہی سعد شہریار اندر آئے اور روشون پر راستہ چلے سب طائر
چہکار اُٹھے اور زبان انسان مین یہ اشعار گانے لگے **نظم**

قمر ہم داغ بنکر عاشقونکے دلمین رہتے ہین	گلِ لالہ مین مسکن ہی ہر کامل مین رہتے ہین
خیالِ مہ جبینان عاشقونکے دلمین رہتے ہین	یہ لیلی وش ہمیشہ نور کی محمل مین رہتے ہین
عدم سے شوق مین آئے چلے دنیا سے حسرت مین	نہ اُس عالم مین مسکن تھا نہ اس منزل مین رہتے ہین
ہمارے گھر پر آکر ہنس کے وہ کہتے ہین غیرونسے	قمر جنکا تخلص ہی اسی منزل مین رہتے ہین +

کہ تحریر کتنا بدار منبر پر بیٹھا ہوا وعظ کہہ رہا ہے ایک فقرہ کتاب کا پڑھتا ہے اور پھر اُسکا ترجمہ کرکے کہتا ہے کہ اے حاضرین باغ گفعہ! سب آگاہ ہو جاؤ کہ قدرت کی قضا قریب ہے طلسم کا خاتمہ ہو چکا اب تم سب اپنی اپنی فکر کرو ایسا نہ ہو کہ عبادت میں فرق پڑے لہذا اپنے اپنے گھروں میں پوجا پاٹ کرو شاید خداوند سامری اپنا فضل و کرم کریں ورنہ بڑی مشکل درپیش ہے یہ ذکر تھا کہ سعد شہریار مع ہمراہیوں کے داخل صحبت ہوئے سب ساحر کھڑے ہو گئے مگر سعد شہریار کے ہاتھ میں کشتی ہے اُس میں جواہر رکھا ہے یہ کہتے ہوئے طرف منبر کے بڑھے کہ اے تحریر کتنا بدار میں نے ایک سال نذر مانی تھی کہ یہ جواہر تمہاری خدمت میں حاضر کرونگا تحریر کتنا بدار نے دیکھا کہ نگینے یاقوت و الماس کے اُس کشتی میں بھرے ہوئے ہیں جواہر کو دیکھ کر منہ میں پانی بھر آیا ہاتھ بڑھایا کہا اے شہریار میں آپسے بہت راضی ہوں کہ آپ نذر بہت معقول لائے سعد شہریار یہی باتیں کرتے ہوئے قریب منبر کے پہونچے ہاتھ بڑھایا کاہن نے چاہا کشتی لے لوں سعد شہریار نے دوسرے ہاتھ سے ہاتھ اُس کا تھاما اور ایک جھٹکا مار کر نعرہ کیا نعرہ سعد شہریار سے منم شاہ شاہان فریدون حشم ۔ بہار گلستان کاؤس و جم ۔ تجلی دہ بزم اسلامیان ۔ نہال گلستان صاحبقران ۔ نعرہ کرکے تحریر کتنا بدار کو کھینچ لیا باغ میں غلغلہ ہوا کہ طلسم کشنا آگیا بیتاب جادو طرف نسیم سبکرو کے چلی نسیم سبکرو نے آواز دی کہ اے شہریار کنیز کو بچائیے ایسا نہ ہو یہ مجکو گرفتار کرلیوے سعد شہریار آواز نسیم سبکرو سنکر جھپٹے مگر بلوہ ساحروں کا بیحد و بے شمار ہے سعد شہریار طرف بیتاب جادو کے چلے بیچ میں ہزاروں ساحر آگئے سعد شہریار تلوار کھینچے ہوئے اس طرح لڑ رہے ہیں کہ کوئی ساحر قریب نہیں آتا نسیم سبکرو و جہان آرا سحر کر رہی ہیں آگ برسا دی جسپر سحر کیا وہ جل گیا مرنے کی ساحروں کے صدا بلند ہے جملہ تاجدار دردمند ہیں ہر ایک کا یہ قول ہے کہ اگر یہ جانتے تو اس محفل میں نہ آتے آکے پچھتائے یہاں تو موت کا سامنا ہے لیکن یاقوت جبنی نے جو دیکھا کہ سعد شہریار پر ساحروں کا بڑا بلوہ ہے مجمع سے نکل کر بھاگا نسیم سبکرو نے پکار کر پوچھا کہ اے یاقوت جبنی کہاں بھاگے جاتے ہو یاقوت جبنی نے

کہا ای ملکۂ عالم کئی سو تاجداروں کے لشکر جمع ہین اندر چلے آتے ہین مین جاکر فوج جنات
کو لاؤن کہ یہ لڑائی فتح ہو اس جنگ مین خدا طلسم کشا کو بچالے آج کی جنگ وہ ہی کہ خدا
ہمارے آقا کو بچالے کل ساحر اسپر آمادہ ہین کہ طلسم کشا کو زندہ نہ جانے دین ملکہ بارلین
اب بادشاہ کو لازم ہی لڑتے بھڑتے ہوے باغ سے باہر نکلین سعد شہریار منبر پر چڑھکے
خیال کرکے دیکھا کہ سارا باغ جادوگرون سے بھرا ہی اور سب طرف ہی ہلڑ ہی کہ جسطرح
بنے طلسم کشا کو گھیرلو مگر یاقوت جنی بھاگ کر نکل گیا فوج جنات کو لے کر آیا دور سے دیکھا
کہ سعد شہریار منبر پر کھڑے ہوے اذان کہہ رہے ہین یاقوت جنی نے اپنی فوج کو اشارہ
کیا کہ دیوارین باغ کی گرادو کل فوج نے دیوارین باغ کی گرادین اور سعد شہریار کو آکر منبر
سے اُتارا سعد شہریار بھی بلک بلک کر دعائین مانگ رہے ہین کہ ای کریم و رحیم اس آفت
سے بچالے ان ظالمون سے نجات دے **نظم**

بگرد ناتۂ وحدت کسی از زبان تشریح	کہ ہست حرف ہمین خارج از بیان تشریح
نہ شد زبان تکلم بشرح آن جاری	نگشت نوک قلم آشنا بدان تشریح
بجاے ہر سر مو گر شود زبان پیدا	بیان زبندۂ عاجز نہ گردد آن تشریح
بہر طریق بہر مذہب و بہر ملت	کنند اہل زبانش بیک زبان تشریح
ز کنہ ذات الٰہی نہ شد کسے واقف	نرشتہ کردہ تفصیل انس و جان تشریح
کریکہ واقف راز حقیقت حق شد	نشند زبان سکوتش روان بدان تشریح
شگفتہ صد گل رعناست اندرین گلزار	کنند چہ بلبل کمزور و ناتوان تشریح
پر از نکات عجیب است متن موجودات	چہ طاقت است کہ شارح کند ازان تشریح
زعام و خاص بپوشد ہر آنکہ زاہد راز	کنند بر سر بازارگان ازان تشریح
شنید گوش بنظم تو از اہل حق ہندی	اگر بوحدت و کثرت کنی بدان تشریح

مگر یاقوت جنی فوج جنات کو ساتھ لیکر آیا جنون نے وہ جنگ کی کہ کیا عجیب تماشا تھا
شیر دلکۂ عمود سے صداے احسنت و آفرین بلند ہو مگر سعد شہریار نے جو بیقرار ہوکر
دعا کی صحرا سے گرد اڑی ایک نقابدار گلگون پوش بارہ ہزار فوج سے آکر پہونچا نقابدار نے

آتے ہی مجمع ساحران کو درہم و برہم کر دیا اور سعد شہریار کو اپنے بیچ مین لے لیا عین گرمی جنگ مین نقابدار گلگون پوش کئی مرتبہ گھوڑے سے اپنے کو د کو د پڑا کہتا تھا ای شہریار گھوڑے پر سوار ہو جیسے سعد شہریار نے فرمایا اب مرکب پر کیا سوار ہون تم مرکب پر سوار ہو مین پیدل ہی جنگ کرونگا مگر نقابدار گلگون پوش نے شاطر کو حکم دیا کہ اور مرکب لاؤ عیار فوراً جا کر مرکب لایا گھوڑا ہوا سے باتین کرتا تھا سجا سجایا زین و لجام سے آراستہ کنڈہ مثل ماہ نو کیے ہوے قریب سعد شہریار کے لایا سعد شہریار اُسپر سوار ہوے مگر نقابدار گلگون پوش ہمراہ سعد شہریار جنگ کر رہا ہی کسی کو قریب اپنے نہین آنے دیتا یہی چاہتا ہی کہ مین جنگ کرون کافرون کو قتل کر ڈالون مگر سعد شہریار افسرون سے جنگ کر رہے ہین چاہتے ہین گھوڑا نقابدار کے قریب سے بڑھالون مگر نقابدار سائے کیطرح سعد ساتھ ہی جو پہلوان سامنے سے آتا ہی اُس کو بڑھ کر قتل کرتا ہی کئی پہلوان اپنے اپنے گینڈے بڑھا کر آئے مگر ہاتھ سے نقابدار گلگون پوش کے مارے گئے سعد شہریار حیران ہین کہ یہ جوان کون ہی کہ دمبدم میری مدد کرتا ہی جو پہلوان آتا ہی اُس کو بڑھنے نہین دیتا مگر نقابدار جی داری کر رہا ہی بیتاب جادو نے از روے مکر کے خواجہ خورشید بازرگان و جہان آرا وزیرزادی کو گرفتار کرالیا اور چند کس سے کہا کہ ان کو کشان کشان لیجاؤ ہم لوگ تدبیر کرتے ہین بی نسیم سیکرو کو گرفتار کیے لیتے ہین اگر یہ لوگ گرفتار ہو جاوین تو طلسم کشا کا زور کم ہو سعد شہریار نے دور سے دیکھا کہ گلعذار خواجہ خورشید و جہان آرا کو لیے جاتی ہی ادھر خواجہ خورشید نے پکار کے آواز دی کہ ای شہریار غلام کو بچا یئے ایسا نہو کہ یہ بے گناہ قتل ہو جاوے سعد شہریار نے خود نقابدار گلگون پوش کو اشارہ کیا کہ گلعذار کو روکو نقابدار گلگون پوش جرأت کے خیال سے بڑھ گیا جیسے ہی سامنے گلعذار کے پہونچا گلعذار نے سحر کیا کہ گھوڑا نقابدار گلگون پوش کا بدلگامی کرنے لگا گلعذار نے پھر دوسرا سحر کیا کہ تلوار ہاتھ سے نقابدار کے گر پڑی نقابدار گلگون پوش نے بہ نگاہ حسرت طرف سعد شہریار کے دیکھا سعد شہریار کا دل بیقرار ہو گیا اور سمجھ گئے کہ نقابدار سحر سے عاجز ہوا ورنہ

یہ بہادر ایسا نہیں ہو کہ کسی سے رُک جاتا کمان کیانی کاندھے سے اُتاری اور تاک کر
گلعذار کو تیر مارا گلعذار کے سینے پر تیر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا گلعذار کے مرتے ہی
خواجہ خورشید وجہان آرا نے رہائی پائی مگر لقا بدار گلگون پوش نگہبانون پر جا پڑا
کئی سو جوانون کو قتل کیا جا بجا لاشون کے انبار لگا دیے مگر گلعذار کے مرتے ہی تمام
باغ مین آگ لگ گئی ہزارون درخت جلے اور صدہا ساحر جل جل کر مرے مگر بیتاب
کو جو یہ معلوم ہوا کہ گلعذار قتل ہو گئی ساحر تند ہی نہین کرتے بھاگے جاتے ہین ہر ایک
کا یہی قول ہو کہ اپنی جان بچاؤ اُسنے عورتون کو اشارہ کیا کہ ہان صاحبو تمھارے اظہار
کمال کا یہی وقت ہو چہار جانب سے طلسم کشا کو گھیر لو دم نہ لینے دو ایسا کرو تم سب
مل کر کرو کہ طلسم کشا لوح طلسمی حوالے کر دے اگر لوح مل جاوے تو طلسم کشا کو گرفتار
کر لیوین وہ عورتین سامنے سے بیتاب جادو کے غائب ہو گئین جس مقام پر سعد
لڑ رہے ہین کان مین آواز آئی کہ کچھ عورتین یہ اشعار گاتی ہوئی آتی ہین **نظم**

بھولے سے بھی نہ جانب گلزار دیکھیے
ہر وقت تیرے پھول سے رخسار دیکھیے

کرتا ہو کیا چلن ترا ای یار دیکھیے
پامال کرتی ہو کسے رفتار دیکھیے

اب دل مین ہو کہ پرچۂ اخبار دیکھیے
لکھی جو ہو تو کچھ خبر یار دیکھیے

اچھی نہین یہ کاوش بیکار دیکھیے
گالی نہ ہمکو دیجیے ہر بار دیکھیے

بس تجکو جا کے طور پہ ای یار دیکھیے
بیٹھے ہوے الگ ترا دیدار دیکھیے

لیتا ہون دل پہ آپ کی تلوار دیکھیے
اپنی جفائین اور مرا پیار دیکھیے

جلوہ دکھا کے آپ جو اکبار دیکھیے
عالم کو حشر تک بھی نہ ہشیار دیکھیے

لیتا ہو جان عشق کا آزار دیکھیے
دم توڑتا ہو آپ کا بیمار دیکھیے

سمجھا چکے ہین آپ کو سو بار دیکھیے
کیجے نہ بات بات مین تکرار دیکھیے

باغ بہشت کو بھی نہ زنہار دیکھیے
جب تک ہو آنکھ انجمن یار دیکھیے

حسرت ہو تجکو خواب مین ای یار دیکھیے
سوتے ہوئے نصیب کو بیدار دیکھیے

لیکر غزل ہزبر کی ای یار دیکھیے
کیا کیا ہو نظم حال دل زار دیکھیے

سعد شہریار نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ چند نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین اشعار مذکور گاتی ہوئی آتی ہین ایک نازنین اُن مین سے بڑھی اُسنے قریب سعد شہریار آکر عرض کی کہ ای شہریار باغ بہار احزان مین آپ کی طلب ہی سعد شہریار اُس نازنین کو دیکھ کر محو ہو گئے ارادہ کیا کہ اس نازنین کے ساتھ چلون مگر لوح پر نگاہ پڑ گئی یہ نوشتہ پایا کہ ای فتاح این طلسمات و ای سیار این عجائبات اس نازنین کی باتون پر نہ جائیے جلد اس کے اوپر عکس لوح کا ڈالیے پھر تماشا قدرت پروردگار کا دیکھیے بادشاہ حجاہ نے اُس نازنین کو اپنے قریب بُلایا جب وہ نازنین بادشاہ کے قریب آئی بادشاہ نے عکس لوح ڈالا جیسے ہی عکس لوح طلسمی کا اُس نازنین پر پڑا اُس نے ایک چیخ ماری چیخ مارتے ہی مثل ہیزم خشک کے جلنے لگی تھوڑی دیر مین جل کر وہ نازنین خاک سیاہ ہو گئی بعد تھوڑے عرصے کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من خوش ادا جادو بود مہتاب جادو نے جو خوش ادا کے مرنے کی صدا سُنی بدحواس ہو گئی کہتی ہی کہ صاحبو کیا انقلاب ہی کہ ہماری خیر خواہ ماری گئی طلسم کشا کے مددگار آگئے یہ نقابدار گلگون پوش کہان سے آیا ہی کس طرح سے ساتھ دے رہا ہی مثل ہمزاد کے ساتھ ہی ای تاجدار صاحبان مین تو اب جاتی ہون تم لوگ بھی اپنی جان بچا کر نکلو پھر جیسا کچھ ہوگا ویسا دیکھا جائیگا مین اب جا کر کمیاب جادو سے صلاح کرون دیکھون اُن کی کیا راے ہوتی ہی وہ کوئی تدبیر ایسی کرین کہ طلسم کشا سے لوح لے لین تب جنگ فتح ہو گلعذار کا مارا جانا مجھپر بہت شاق ہوا وہ یہانکی حاکم تھی شاید اور کوئی تدبیر کرتی مین کیا جانتی تھی کہ گرفتاری خواجہ خورشید و جہان آرا پیام موت گلعذار ہی اُسکا قتل ہوناکہ باغ کا جلنا سب ساحر کہ رہے ہین کہ ای ملکۂ عالم اب دیر نہ کیجیے جلدی سے نکل جائیے ورنہ طلسم کشا کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے مہتاب جادو نے تخت منگوایا تخت پر سوار ہو گئی سب تاجدار تخت پر آگئے اِدھر نسیم سبکرو نے دیکھا کہ مہتاب جادو نکلی جاتی ہی اُسنے بڑھ کر سحر کیا اور گولہ مارا تخت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا مہتاب جادو تخت سے گری اپنے تئین بمشکل سنبھالا اور

پلٹ کر دیکھا معلوم ہوا کہ بیٹی نے گولہ مارا بہت دیر تک چیخین مار مار کر روئی کہتی تھی صاحبو
دیکھا تم نے کہ صاحبزادی ہماری ایسی دشمن ہو گئی ہین چاہتی ہین کہ مان قتل ہو جاوے
افسوس صد ہزار افسوس یہ انقلاب زمانہ ہی خیر مین اس کی کچھ نہ کچھ تدبیر کرونگی یہ کہکر
سحر کیا یکایک بازوون پر پر پیدا ہوے اُڑ کر چلی نسیم سبکرو نے ایک پتھر پھینکا وہ پتھر طرف
بیتاب جادو کے چلا بیتاب نے چاہا بلند ہو جاؤن وہ پتھر قریب سر آکر لہرایا اُسکی
ٹکڑ جو سر مین بیتاب کے لگی بیتاب جادو زمین پر گری سعد شہریار قریب تھے جلدی
سے گھوڑے سے کود پڑے بیتاب جادو کا ہاتھ تھام لیا ساحرون نے چاہا قبضے سے
سعد شہریار کے بیتاب جادو کو رہا کر لیوین نسیم سبکرو نے سحر کر کے کئی سو ساحرون
کو مارا اور بیتاب پر سحر کیا کہ بیتاب جادو سحر بھول گئی بادشاہ اسلام نے فرمایا ای
بیتاب جادو تو میرے قبضے مین ہی اب بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کر اور لات و منات
پر لعنت کر وہ وحدہٗ لاشریک برحق ہی جسنے ایک کلمۂ کن سے زمین و آسمان پیدا کیے یہ سنکر
بیتاب نے جھلا کر جواب دیا کہ یہ مجھسے کبھی نہ ہو گا کہ دین سامری کو ترک کرون اور
دین خدا اے نادیدہ اختیار کر لون کہ یکایک یاقوت حبشی سامنے سے آیا بادشاہ سے
اشارہ کیا کہ ای شہریار اتنا بڑا دشمن آپ کے قبضے مین آیا ہی اور آپ اسکے قتل مین
تاخیر کرتے ہین جلد اس کو قتل کیجیے فیروزہ بن عمرو پشت پر کھڑا تھا اُسنے خنجر مار دیا کہ
بیتاب جادو کا شکم چاک قصہ پاک ہو گیا آندھی سیاہ چلی اندھیرا ہو گیا صداے
دار و گیر بلند ہوئی برفباری و سنگباری ہوئی ساحر جو لڑ رہے تھے بدحواس ہو ہو کر بھاگنے لگے
آخر کو آواز آئی کہ کشتی مرا نام من بیتاب جادو بود تاریکی دفع ہوئی بادشاہ نے دیکھا
وہی نقابدار گلگون پوش سامنے کھڑا ہی اُسنے قریب آکر عرض کی کہ حقیقت مین حضور بڑے
جری و بہادر ہین آپ کا عدیل و نظیر نہین مگر مین جو آکر شریک جنگ ہوا مراد یہ ہی کہ
حضور نے طلسم آبگینہ فتح کیا اور یہ طلسم بھی آپ کے قبضے مین ہی امیدوار ہون کہ اس
طلسم کا مال مجکو مرحمت ہو یہ سنکر بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کہ ای محسن یہ تو غیر ممکن ہی مناسب
یہ ہی کہ اب مین فکر مین کمیاب جادو کی جاؤنگا بعد اُس کے جمشید ثانی پر لشکرکشی ہوگی

اُس لشکر کشی مین تم بھی آؤ وہان امتحان ہوجاویگا ویسا مجمع پھر کبھی نہ ملیگا کیونکہ وہان صاحبقران عالیشان بھی ہونگے ایکطرف لشکر جمشید ثانی ہوگا جیسا کہوگے ویسا ہوگا نقابدار گلگون پوش نے کہا کہ مین آپ کو آگے نہ بڑھنے دونگا اب مین برسر راہ ہون یہین میرے آپ کے مقابلہ ہو بادشاہ جمجاہ نے ہرچند سمجھایا مگر نقابدار گلگون پوش نے نہ مانا لشکر اپنا لے کر مقابلے مین سعد شہریار کے اُتر پڑا بادشاہ جمجاہ فتح و فیروزی پلٹے یاقوت جنی بھی مع فوج ہمراہ ہے بادشاہ جمجاہ نے پوچھا کہ اے یاقوت جنی تم جانتے ہو کہ یہ نقابدار گلگون پوش کون ہے یاقوت جنی نے عرض کی مین صرف اتنی بات جانتا ہون کہ یہ نقابدار پردۂ قاف مین جابجا جنگ کر رہا ہے کئی مرتبہ جب دیو قہقہۂ سہ چشمی لشکر کشی کر کے ملک آسمان پری پر آیا تو اسی نقابدار گلگون پوش نے اُس کی فوج کو شکست فاش دی یہ بڑا جری و بہادر ہے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اہل اسلام کا خیرخواہ ہے نہین معلوم کیا سبب ہے کہ حضور کو روکتا ہے سعد شہریار نے کل مکان بیتاب جادو کے ضبط کرائے بہت سا مال نکلا کئی سو چھکڑے معمور ہو گئے کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ + گل سرخ تابد چو روشن چراغ + نگین سعادت بنام تو باد + ہمہ کار عالم بکام تو باد شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو ہمیشہ سوز و گداز ہو لشکر مین نقابدار کے طبل جنگی بجگیا کل کے روز اُس کا ارادہ ہے کہ نکل کر معرکہ آرائے نبرد ہو آتش کینہ و عناد و فساد کو دوبالا کرے بادشاہ اسلام نے یہ سُن کر حکم دیا کہ اے فیروزہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی طبل جنگی بجے لشکر سعد شہریار مین بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی نقارۂ جنگی گڑگڑایا چار پہر رات تیاری حرب و پیکار مین گذری جس وقت کہ نقابدار زرین پوش سلطان فلک چہارم کاشانۂ مشرق سے نکلا تمام عالم روشن ہوا نظم

	علم آفتاب نکلا جب ++		فوج انجم ہوئی گریزان سب	
	شہ خاور سپہر گرد ہوا +		رونق تخت لاجورد ہوا	
	ہوا میدان چرخ سے اکبار		مہ انجم سپاہ و بفرار	

تمام عالم منور و روشن ہوا سعد شہریار جب سوار ہونے لگے تو ملکہ نسیم سبکرو نے آگر رکاب کو بوسہ دیا اور دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار آپ کیون تکلیف فرماتے ہین مجکو حکم دیجیے کہ مین جاکر سحر کرون ایک سحر مین لشکر نقابدار گلگون پوش بھگا دون سعد شہریار نے فرمایا ای نسیم سبکرو کبھی ایسا ارادہ نہ کرنا کہ غیر ساحر کے لشکر پر سحر کرو ہمارے دادا جان کا یہ قانون ہو کہ ساحر سے ساحر لڑے اور غیر ساحر سے غیر ساحر لڑے غیر ساحر کے لشکر پر ساحر سحر نہ کرے اگر اُس کی طرف بھی کوئی ساحر ہوگا اور وہ سحر کریگا تو خیال رکھنا نقابدار گلگون پوش پہلوان زبردست ہو وہ کبھی اس بات کو گوارا نہ کریگا کہ ساحر کے سحر سے ہم سے مقابلہ کرے یہ فرماکر بادشاہ سوار ہوے نسیم سبکرو کنارے آئی ساتھ والون سے کہنے لگی بادشاہ کے مزاج مین جہالت ہو اتنے بڑے لشکر پر کیا ضرور تھا کہ تشریف لیے جاتے ہین مین ایک سحر مین لشکر نقابدار گلگون پوش منتشر کرتی کہ سب کو بھاگتے راستہ نہ ملتا بادشاہ بصد کر و فر میدان کارزار مین پہونچے کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا سب نے کہ نقابدار گلگون پوش جوشان و خروشان مع لشکر گران میدان جنگ مین آیا اور مرکب اپنا سب سے آگے بڑھا کے ٹھہرا صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی نظم

کڑکیتون نے جب کہا یہ کڑکا	دل مردون کا بہر جنگ پھڑکا
ہان نامورو وہ نام کرنا	رستم سے نہ ہو وہ کام کرنا
رستم ہو نہ اب ہو سام باقی	مردون کا فقط ہو نام باقی

نقابدار گلگون پوش نے یہ آوازین سُن کر مرکب اپنا بڑھایا میدان کارزار مین آیا سلحشوری دکھانے لگا جب خوب عرق عرق ہوا تو پکار کر آواز دی کہ جس کو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے سعد شہریار نے مرکب اپنا بڑھایا سامنے نقابدار گلگون پوش کے پہونچے نقابدار گلگون پوش نے بصد ادب سلام کیا بادشاہ جمجاہ نے جواب سلام دیا نقابدار گلگون پوش نے عرض کی کہ ای شہریار آپ مجھسے مقابلہ نہ کیجیے ایسا نہ ہو کہ آپ کو سر میدان ملال پہونچے سعد شہریار نے فرمایا ای نقابدار

بس اب زیادہ یاوہ گوئی نہ کیجیے زبان تیغ و کلہ عمود سے کام لیجیے یہ سُنکر نقابدار گلگون پوش نے قصد کیا کہ نیزہ اُٹھاوُن یکایک صحرا سے گرد اُڑی بادشاہ نے دیکھا ایک دیو خونخوار جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی ایک کاغذ ہاتھ مین تھا آتے ہی نقابدار گلگون پوش کو دیا نقابدار نے وہ کاغذ پڑھکر اپنے زانو پر ہاتھ مارا اور کہا ای شہریار مین مجبور و ناچار ہون کیا کہون میرے ملک پر ایک دیو نے بلوہ کیا ہی میرے ملازم نے مجکو طلب کیا ہی لہذا مین تو رخصت ہوتا ہون انشاء اللہ پھر کبھی کسی مقام پر آوُنگا آپ سے ضرور ضرور مقابلہ کرونگا بادشاہ جمجاہ کو بڑا صدمۂ عظیم ہوا فرمایا ای نقابدار خدا حافظ نقابدار گلگون پوش پلٹا لشکر کو ساتھ لے کر طرف صحرا کے روانہ ہوا بادشاہ جمجاہ بھی پلٹے اپنے لشکر مین آئے اسی مقام پر اُتر پڑے بارگاہ مین آکر محفل عیش و نشاط آراستہ کی ساقیان سیمین ساق اور مطربان خوش آواز آکر حاضر ہوے ایک گائن نہایت حسین و جمیل سامنے جھکر بتا بتا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

اس نصیحت نے مجھے اور ستا رکھا ہی + سر مرا ناصحِ مشفق نے پھرا رکھا ہی
لطف ہی لطف ملاقات کا حاصل اس سے خط کو اُنکے جو کلیجے سے لگا رکھا ہی +
ای گلو تم نے تو اتنا نہ ہنسایا تھا کبھی جیسے بدلے مجھے اسدرجہ رُلا رکھا ہی
آئی ہی نکہتِ گل لیکے صبا کیا صیاد شور بلبل نے قفس مین جو مچا رکھا ہی
کیون پرستان مین نہ افسانہ ہو وحشت کا مری کس پریزاد نے دیوانہ بنا رکھا ہی
آہ کرتے ہین کہ مشتاق نہ صورت دیکھے آئنہ سامنے منگوا کے لگا رکھا ہی
تو کہان ہی جو گلے تجکو لگاوُن ای گل + ہان ترا داغ کلیجے مین لگا رکھا ہی
چار دن مین سب اُجڑ جائیگا گلزار جہان باغِ عالم مین وہ گل تم نے کھلا رکھا ہی
مستعد جان ہی دینے کو ہون تنہائی مین زہر کھانے کے لیے مین نے منگا رکھا ہی
عشق کی تیغ سے ٹکڑے ہے جگر و دل تو ہوے جھوٹی قسمون کے لیے سر کو لگا رکھا ہی
دونون عالم ترے دیدار پہ عشق کھاتے ہین اسقدر ساری خدائی کو لُبھا رکھا ہی

منہ دکھانے کے بھی لائق نہ رہے عالم مین | ایک محبوب نے وہ حال بنا رکھا ہے
واہ کیا تیری دھوان دھار مسی ہے اے شوخ | رنگ سوسن کا گلستان مین اُڑا رکھا ہے
سامنے یار کے خود رفتہ نہ ہو جائے یہ زہر | دل بیتاب کو پہلے سے سکھا رکھا ہے

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا صبح کو بادشاہ جمجاہ نے لوح طلسمی کو ملاحظہ کیا اُس مین نوشتہ پایا کہ اے طلسم کشا جب بیتاب جادو قتل ہو جائے تو آپ کو مناسب ہے کہ طرف صحراے مشک افشان کے جائیے مشک افشان جادو بڑی مکار ساحرہ ہے اُس کے مکر و فریب سے بچیے گا وہ بڑے بڑے مکر کرے گی اگر آپ نے مشک افشان کو مار لیا تو آگے صحراے کمیاب ہے کمیاب جادو سے مقابلہ پڑیگا بعد قتل ہونے کمیاب کے سامان لشکر کشی ہوگا مقابلۂ جمشید ثانی مین بہت ہوشیار رہیے گا کیونکہ ہزارون ساحران غدار جمع ہونگے اپنا اپنا کمال سب دکھائینگے وہ وقت نہایت سخت و صعب ہو گا مگر آپ لوح سے ہوشیار رہیے گا بادشاہ جمجاہ یہ حکم لوح دیکھ کر فوراً اپنے مقام سے اُٹھے سردارون سے رخصت ہوے ملکہ نسیم سیکرو آنکھون مین آنسو بھر لائین عرض کی کہ اے شہریار آپ کی دوری مجکو گوارا نہین اپنی تو یہ کیفیت ہے نظم

کب تک تری جدائی کے صدمے اُٹھائے دل | آفت مین مبتلا ہوا بیٹھے بٹھائے دل
الفت مین ان بتون کی مزے تو نے پائے دل | جاتی ہے جان کون یہ صدمے اُٹھائے دل
اُس شمع رو کی بزم مین عاشق ہو اُسکا نام | پروانے کی طرح سے جو اپنا جلائے دل
سنبل کیطرح کھائے شب و روز جو کہ پیچ | پھندے مین زلف کے وہ ہی اپنا پھنسائے دل
تیر نگہ سے کھیل رہا ہے وہ اب شکار | صید اجل گرفتہ یہ کہتا ہے ہائے دل
وہ گلبدن جو آئے مرے پاس رات کو | پھولون نہ اپنے جامۂ تن مین سمائے دل
مذبوح کیطرح یہ تڑپتا ہے خاک پر | اے غیرت مسیح تو اب کر دوا ے دل
دشمن کو بھی نہ ہو مرض لادوا کبھی | یارب نہ اپنا کوئی کسی سے لگائے دل
ہمدم نہین ہے کوئی مرا شہر عشق مین | تو ہی بتا کہ پھر کسے عاشق دکھائے دل
ہر گز کرے کسی سے نہ الفت کوئی بشر | آئی ہے میرے پہلو سے یہ اب صدائے دل

جسکو خیال اُسکا جو رہتا ہو رات دن ؛	تصویر یار پہلو مین ہو اب بجائے دل
ساقی نہین ہی بادہ نہین ہی چمن نہین ؛؛	کسطرح ای نقی یہ بھلا چین پائے دل

سعد شہریار نے ملکہ نسیم سبک رو سے کہا کہ ای ملکۂ عالم اب مین صحرائے مشک افشان
کی طرف جاؤنگا تم اطمینان رکھو انشاء اللہ وقت پر ملاقات ہو گی لوح نے مجکو خبر دی ہی
یہ کہکر سعد شہریار نے سب کو اُسی مقام پر چھوڑا اور آپ یکہ و تنہا روانہ ہوئے لیکن
فیروزہ بن عمرو عقب مین بادشاہ جمجاہ کے مخفی ہو کر چلا دل مین کہتا ہی کہ شہریار کا
ساتھ نہ چھوڑونگا مگر سعد شہریار تھوڑا راستہ طی کر کے سامنے ایک قصر کے پہونچے
دیکھا کہ وہ قصر مثل آفتاب کے چمک رہا ہی بادشاہ جمجاہ نے جو وہ قصر دیکھا حیرت مین
تھے کہ یہ قصر کیسا عمدہ بنا ہی مثل برق چمک رہا ہی کہ جسپر آنکھ نہین ٹھہرتی بادشاہ نے
لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ یہ قصر برقان رعد آواز ہی تم کو مناسب ہی کہ اسم جلالہٗ
لوح تین مرتبہ ورد زبان کرو اور لوح کو قصر سے مس کر دو پھر تم تماشائے قدرت
پروردگار عالم دیکھو دیکھو تو کیا ہوتا ہو سعد شہریار نے ایسا ہی کیا جیسے ہی عکس لوح
قصر پر پڑا اور لوح مس ہوئی ایک سناٹا ہوا اور قصر گر پڑا دیکھا ایک ساحرہ قصر کے
بیچ مین بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہی بادشاہ جمجاہ نے اُس ساحرہ کو دیکھتے ہی للکارا کہ او
برقان رعد آواز اب مجھسے بچ کر کہان جائیگی تیری قضا قریب آگئی وہ ساحرہ یہ
سُن کر اپنے مقام سے اُٹھی اور بادشاہ جمجاہ پر سحر کرنے لگی کچھ تلوارین برسائین
کچھ خنجر گرائے پانی برسایا آگ گرائی مگر سعد شہریار پر کسی سحر نے تاثیر نہ کی تب تو
برقان رعد آواز نے پکار کر آواز دی کہ ای معین و مددگار جلد آکر طلسم کشا کو
کھالے بڑا غضب ہوا کہ اِسنے میرا قصر تک گرا دیا مین ظاہر ہو گئی یہ کہکر پھر پکار کر
برقان نے آواز دی کہ ای خونخوار کیون دیر لگائی ہی جلد ہی آ مجھسے اور طلسم کشا
سے مقابلہ ہی کہ یکایک صحرا سے صدائے مہیب آئی کہ تمام صحرا کانپ گیا اور گرد
اُڑی بادشاہ نے دیکھا کہ ایک دیو قوی تن و قوی من جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی اور
چوبدست فولادی ہاتھ مین سرکشی بات بات مین وہین سے للکارتا ہوا آیا کہ اے او

طلسم کشا آگاہ ہو کہ موت تیری دامنگیر ہوا تیرے قتل کی تدبیر ہی یہ کہتا ہوا قریب پہونچا دار شمشاد جو ہاتھ مین لیے ہوے تھا اول اُس کو چرخ دیا چرخ دے کر بادشاہ جمجاہ پر لگائی بادشاہ اسلام نے آڑے کھڑے ہو کر چوبدست کو تھام لیا اور ایک جھٹکا مارا اور دیو خونخوار سے چھین لی دیو خونخوار غصے مین لپٹ پڑا اسعد شہریار سے اور دیو خونخوار سے کشتی ہونے لگی بادشاہ جمجاہ نے دو چار گھونسے ایسے مارے کہ دیو خونخوار چیخنے لگا ہر مرتبہ یہی کہتا تھا کہ او آدم زاد میری خطا کو معاف کر اب مین کبھی کسی کے ساتھ ایسا قصد نہ کرونگا اب تو مجھے چھوڑ دے مگر بادشاہ اسلام نے دیو خونخوار کو کولے پر لاد کے دے مارا چھاتی پر چڑھ کر سوال دین اسلام کیا دیو خونخوار نے سعد کے منھ پر تھوک دیا بادشاہ جمجاہ کو بہت ناگوار ہوا بسبب غصے کے کانپنے لگے اُسی غصے مین ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا اور ایک ٹھوڑی پر رکھ کر جھٹکا مارا مع نرخرے دیو خونخوار کی گردن گھسیٹ لی برقان رعد آواز نے جو یہ معرکہ دیکھا اور دیو خونخوار کو کشتہ پایا بدحواس ہو گئی چہرے پر ہوائیان چھوٹنے لگین دل مین خیال کیا کہ اب طلسم کشا پر زور نہ چلیگا یہ بڑا جری و بہادر ہی یہ دلمین سوچکر پر پرواز پیدا کر کے بھاگی اول مشاک افشان کے پاس پہونچی مشک افشان نے برقان رعد آواز کو بدحواس دیکھ کر پوچھا کہ ای برقان رعد آواز خیر تو ہی برقان نے کہا کہ ای ملکۂ عالم کیا عرض کرون عجب آفت برپا ہو گئی طلسم کشا کا مجھ تک گذر ہو گیا دیو خونخوار رہا تھ سے اُس کے مارا گیا مین اپنی جان بچا کر بھاگ آئی ہون اب آپ کے صحرا مین آویگا راستہ کھل گیا مشک افشان نے کہا اگر یہان آویگے تو وہ مزہ چکھاؤنگی کہ کچھ دلون کو یاد کرین گے کہ قدرت کی دشمنی مین یہ حصل ہوا مگر برقان رعد آواز نہایت بیتاب و بیقرار ہی اس کے خیال مین گذرا کہ جا کے کمیاب جادو سے اس امر کی اطلاع کرون یقین ہی کہ وہ ساحرۂ زبردست ہے کوئی نہ کوئی تدبیر کرے یہ سوچ کر چلی مگر کمیاب جادو یہان اپنے قصر مین بیٹھی ہوئی ہو رفیق و شفیق جمع ہین جام شراب چل رہا ہی کہتی ہی صاحبو دیکھا تم نے کہ کس

مدت مدید سے طلسم کشا کی آمد ہی مگر مجھ تک کسی طرح نہین پہونچ سکتا سب سردار
متفق ہو کر کہ رہے ہین کہ ای ملکۂ عالم حقیقت مین یہ راستے ایسے سخت ہین کہ کوئی یہان
گذر نہین سکتا طلسم کشا کی کیا تاب و طاقت ہی کہ آپ تک آسکے تمام عمر یونہی
بھٹکا بھٹکا پھریگا کمیاب جادو کہ رہی ہی کہ اول تو وہ مجھ تک پہونچینگے نہین اگر
پہونچین گے تو سالہا سال مین مجھ تک آوین گے یہ ذکر تھا کہ برقان رعد آواز آکر
پہونچی کمیاب جادو برقان رعد آواز کو دیکھ کر گھبرا گئی گھبرا کر پوچھا کہ ای برقان
خیر تو ہی اسقدر بدحواس کیون ہو تمھارا رنگ رو متغیر ہو رہا ہی برقان رعد آواز
نے کہا کہ ای ملکہ کمیاب جادو غضب ہوا طلسم کشا لڑتا بھڑتا میرے مقام تک
پہونچ گیا مین نے بڑی کد و کوشش کی مگر کچھ نہ ہوا یہان تک کہ دیو خونخوار کو اُسکے
سامنے کر دیا مگر طلسم کشا بڑا ماہری و بہادر و صف شکن و تیغزن ہی اُسکی مین تعریف
نہین کر سکتی بڑی دلیری سے اُسنے دیو خونخوار کو مار لیا تب مین بدحواس ہو کر
بھاگی اگر نہ بھاگتی تو وہ مجکو بھی مار ڈالتا اول مین نے آکر مشک افشان سے
اطلاع کی پھر بعد اُس کے آپ کی خدمت مین حاضر ہوئی جو انتظام کرنا ہو وہ کیجیے
ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا آپ تک آجائے تو مشکل ہو یہ سُن کر کمیاب جادو نے کہا
کہ طلسم کشا کی کیا مجال ہی کہ مجھ تک آسکے اگر آئیگا تو سزا پائیگا ایسی تدبیر کرون
کہ مشک افشان تک نہ آسکے وہین بھٹک بھٹک کر رہے یہ کہ کے میر منشی کو
حکم دیا کہ ایک نامہ قنطور آہن کلاہ کو لکھو کہ ای پہلوان دوران و ای گرشاسپ
جہان طلسم کشا قریب صحرائے مشک افشان کے آپہونچا ہی یہ وقت مدد ہی اُسکو
گرفتار کر کے میرے پاس روانہ کر دیا جس وقت قبضے مین آوے تو فورًا اُسے
قتل کر ڈالنا دیر نہ کرنا کوئی باز پرس نہ کریگا میر منشی یہ نامہ لکھ کر لایا کمیاب نے
اپنے دستخط اُسپر کیے دستخط کر کے ایک ساحرہ کو دیا اور حکم کیا کہ یہ نامہ صحرائے
کمخواب مین لیجا وہان کی گھانس دیکھ کر یہ معلوم ہو گا کہ فرش کمخواب بچھا ہوا ہی
اُسی صحرا مین قنطور آہن کلاہ رہتا ہی نامہ دے کر زبانی بھی کہنا کہ ای قنطور یہی

وقت جانبازی و سرفروشی کا ہی تمھارے زور و طاقت کا ملکون مین شہرہ ہی
لہذا یہی وقت ہی کہ جانبازی کرو اور طلسم کشا کو گرفتار کرکے میرے پاس روانہ
کردو یا سر بھیجو تا بہ صحرائے مشک افشان تم کو علداری ملے گی اور خداوند
تم سے بہت راضی ہونگے طرۂ پیغمبری ملیگا کیا عجب ہی کہ بالائے آسمان بیجا دین
وہانکے عجائب و غرائب تم کو دکھلائین ساحرہ یہ نامہ لے کر چلی کہ اُس ساحرہ
کا متین جادو نام ہی نہایت نوجوان اپنے حسن و جمال پر نازان کہ مجھسے بہتر
کوئی اس جہان مین نہین ہی ہر طرف دیکھتی بھالتی ہوئی آتی ہی کہ ایک پہاڑ پر
آکے ٹھہری کوہ دخان اُس پہاڑ کا نام ہی دخان جادو اپنی صحبت مین بیٹھا تھا
صحبت عیش و نشاط آراستہ تھی کہ متین جادو آکر پہونچی دخان جادو نے پوچھا کہ ای
مصاحب ملکہ کمیاب جادو تمھارا یہان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا متین جادو نے
کہا کہ مین صحرائے کمخواب مین جاؤنگی دخان جادو نے کہا آؤ بیٹھو کہان جاؤگی مجکو خبر
ملی ہی کہ طلسم کشا کا اسی طرف سے گذر ہوگا متین دخان جادو کے کہنے سے بیٹھ گئی
دخان جادو نے جام شراب متین کے آگے پیش کیا متین جادو شراب پینے لگی
مگر سعد شہریار دیو خونخوار کو مارکے آگے بڑھے تھے کہ یکایک صحرا سے گرد اُڑی
دارائے زرین ترکش کہ صحرائے مشک افشان کا رہنے والا ہی یہ واسطے
شکار کے صحرا مین آیا ہی راستے و درستے جو سعد شہریار کو دیکھا اپنے عیار سے کہا کہ
جاکر دریافت تو کر کہ یہ کون شخص ہی کہ جو بے خوف و خطر اس صحرا مین کھڑا ہی کچھ ہمارا
اسکو خوف نہین ہم کو دیکھا اور سلام نہ کیا اب اس کو مزہ چکھاؤنگا غربا کو مناسب
ہی بلکہ واجب و لازم ہی کہ جب کسی رئیس کو دیکھین تو بادب کھڑے ہون اُس کی تعظیم
کرین شاطر قریب سعد شہریار کے آیا جاہ و جلال دیکھ کر دنگ ہو گیا رعب چھا گیا
جھک کر سلام کیا پوچھا آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی بادشاہ جمجاہ نے جواب دیا
کہ سعد بن قباد نبیرۂ صاحبقران میرا نام ہی فتاح طلسم نوخیز جمشیدی سرکوب
جمشید ثانی ہون شاطر یہ سُنکر سامنے اپنے بادشاہ کے آیا کہا ای شہریار یہ جوان

طلسم کشا ہی دارا ے زرین ترکش نے یہ سُنتے ہی اپنی فوج کو حکم دیا کہ چہار جانب سے اس جوان کو گھیر کر گرفتار کر لو یہ سُن کر کُل فوج لیتا لیتا کہ کر بڑھی بادشاہ اسلام نے جو فوج کو آتے ہوے دیکھا تلوار کھینچ کر نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ سعد شہریار سے منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس وجم + تجلی دہ بزم اسلامیان + نہال گلستان صاحبقران + نعرہ کرکے جا پڑے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا سوار ہو کر لڑتے ہوے چلے کئی سو افسرون کو مار کر سامنے دارا ے زرین ترکش کے پہونچے دارا نے جو سعد شہریار کو اپنے قریب آتے ہوے دیکھا اور افسرون کو اپنے کشتہ پایا سمجھا کہ یہ شخص صاحب اقبال ہی جرأت وشوکت ولیاقت اسکے چہرے سے نمایان ہی مین اس سے لڑکر سر برنہ ہونگا بوجہ خوف کے تخت سے کودا ہاتھ باندہ کر سامنے آیا عرض کی کہ ای شہریار مین آپ کی اطاعت کرتا ہون بادشاہ جمجاہ نے دارا ے زرین ترکش کو گلے سے لگا لیا کل لشکر دارا ے زرین ترکش کا بصدق دل مسلمان ہوا اُسی مقام پر بادشاہ اُتر پڑے محفل عیش ونشاط آراستہ ہوئی گائنین حاضر ہوئین ایک گائن آئین سے سامنے آکر بیٹھی اور یہ اشعار گانے لگی نظم

کیا تری اُلفت مین ہین ہر نالہاے عندلیب
مثل پروانہ جو اُس محفل مین جلائے عندلیب
تو ہی ایسا گُل کہ تیری خاکِ پا کے نقش کا
وستِ جانان مین جو دیکھے طائر رنگِ حنا
ساعد بازوے جانان ہین برنگ شاخ گُل +
ایک دم بیٹھی تھی وہ آکر تری دیوار پر
گر تماشا یہ تیری زلفون نے ہوا ای رشک گل
ہو چلا ہی خشک ہر گُل رشک روے یار سے
چھوڑ دے گلشن مین ای صیاد اپنے دام کے
رشک اُس سے آتا ہی سوتا ہی جو وہ گُل مہ ساتھ

ہر شکست رنگ گُل مین بھی لو اے عندلیب
آگ اپنے آشیانے کو لگائے عندلیب
عارضِ گُل کے لیے غازہ بنائے عندلیب
اپنے سر پر بازو نے خاک اُڑائے عندلیب
مُرغ دل کا دم بھڑکتا ہی بجائے عندلیب
چومتے ہین غنچۂ گُل آج پاے عندلیب
دام مین کیون آپکو ناحق پھنسائے عندلیب
اپنے آنسو گُل کے تھالو نمین بہائے عندلیب
یہ زرِ گُل ہی کفِ گُل مین بہاے عندلیب
وصل کی شب کیون نہ نالو نسے جگائے عندلیب

گل پہ مرتے مرتے اُس خورشید پر بھی غش ہو گئی	ابتو گلگشت آفتابی ہی دواے عندلیب
ہی یہی مفہوم گلبانگ صریر کلک سے	ہی ابھی باقی بہت سا ماجراے عندلیب

رات بھر جلسہ آراستہ رہا صبح کو بادشاہ اسلام نے کوچ لیا داراے زرین ترکش نے کہا کہ مین بھی حضور کے ساتھ چلونگا پہلو مین جو کوہ دخان کے دشت ہی وہان بھی میری عملداری ہی وہانکے بھی باشندون کو مسلمان کرتے چلیے سعد شہریار تخت پر سوار ہوے داراے زرین ترکش اپنے گھوڑے پر سوار ہوا پایۂ تخت پر ہاتھ رکھ لیا اسطرح ہمراہ چلا بعد قطع منازل وطی مراحل کے زیر کوہ دخان پہونچے دخان جادو متین کو ساتھ لیے ہوے تماشا لشکر کا دیکھ رہا ہی اول کچھ شتر سوار گذرے اُن کے بعد کئی ہزار مرکب کوتل پاکھرین موتیون کی پڑی ہوئین دو دو سائیس ایک ایک مرکب کے ہمراہ مگس رانی کرتے ہوے جاتے ہین متین بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی کہ دیکھا چوبدار آوازین لگاتے ہوے سامنے سے گذرے نقیبون کے بعد متین نے دیکھا کہ تخت پر سعد شہریار سوار ہین چہرہ مثل آفتاب عالمتاب حسن مین لاجواب متین نے جو یہ جمال دیکھا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا بے اختیار مُنہ سے آہ نکل گئی تھرانے لگی آنکھون مین اندھیرا آیا بیساختہ مُنہ سے نکل گیا کہ ای دخان کیا کہون اپنی تو یہ کیفیت ہی **نظم**

ای فلک مدت سے اپنا حال زار اچھا نہین	درد دل رہتا ہی ہر دم ہجر یار اچھا نہین
خواب آتا ہی نہین کسکا خیال دیدہ ہی	میری چشم منتظر یہ انتظار اچھا نہین
خاکسارون کی طرف سے عالم ایجاد مین	دلمین رکھنا ای پری بیکر غبار اچھا نہین
جان جائیگی تو جائیگی بلا سے ناصحا	کوچۂ سفاک مین کیونکر قرار اچھا نہین
بیمروت ہین ستمگر ہین بڑے بیرحم ہین	ای دل نادان بتون کا اعتبار اچھا نہین
گردش تقدیر کیا کم ہی ستانے کے لیے	بل کی لینا ہمسے تیرا زلف یار اچھا نہین
دل تری آواز سے ہلتا ہی گلچین کا بہت	بولنا گلشن مین تیرا ای ہزار اچھا نہین
ہوگی بدنامی کہین گے عاشق پروانہ ہی	بزم مین ای شمع ہونا اشکبار اچھا نہین
ضبط کھتا ہی نہ تڑپو گور ہو جائے گی شق	حشر برپا ہوگا ہونا بیقرار اچھا نہین

عادل آفاق جیب کی داد دیتا ہی ضرور ۔ روندنا تربت کسی کی شہسوار اچھا نہیں ۔
دیکھے ٹھوکر ناز سے کہتے ہین وہ ہشیار ہو ۔ بےخبر ہونا تو خاکِ مزار اچھا نہیں +
ناز سے ٹھوکر لگا کے یہ کہا اُس شوخ نے ۔ رہگذر مین ہونا عاشق کا مزار اچھا نہیں
مین ہوا جاتا ہون دزدیدہ نگاہون سے ہلاک ۔ کھیلنا پردے مین ای ظالم شکار اچھا نہیں
سو رہا ہی بےخبر گلشن مین میرا گلبدن ۔ غل مچانا شور کرنا ای ہزار اچھا نہیں +
تجکو آنا ہی اگر تو آ فراقِ یار مین ۔ ای اجل ہر روز کا یہ انتظار اچھا نہیں
ٹھوکرین غیروں کی پڑتی ہین ہماری قبر پر + ۔ کوچۂ جانان مین ہونا مزار اچھا نہیں

دخان نے کہا کہ ای **متین جادو** یہ تمنے اشعار کیسے پڑھے معلوم ہوتا ہی طلسم کشا پر عاشق ہوئین ایسا نہ ہو کہ قدرت کو معلوم ہو جائے تو خرابی ہو متین نے کہا جو خوبی جس مین ہو کیونکر نہ بیان کرون دل اندر سے تعریفین کر رہا ہی حقیقت مین شاہزادیان جو انپر عاشق ہوئین اور گھر بار اپنا برباد کرایا بہت جا سے کیا **دخان جادو** نے کہا کہ ای متین تمھاری باتون سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ تم ضرور بادشاہ پر عاشق ہوئی ہو متین نے کہا کہ ای **دخان** مین تو اُن کے حُسن کی تعریفین کرتی ہون عشق و عاشقی کیا چیز ہی **دخان** نے کہا مین ابھی اس لشکر کو پراگندہ کیے دیتا ہون **متین** نے کہا ای **دخان** یہ شخص بڑا صاحب اقبال ہی کن کن مقامون سے گذرا دشمن انکے دوست ہو گئے کل مقام فتح ہوے اب یہ کمیاب ہو جاتے ہین مگر **دخان جادو** نے بلند ہو کے سحر کیا آگ برسنے لگی بادشاہ جاہ لوح کو چمکار رہے ہین مگر داضح ہو کہ نسیم سیکر کو تاب ہجر نہ تھی یہ بھی تعاقب بادشاہ مین چلی آئی ہین یہ پشت پر در تھین انھون نے دیکھا کہ لشکر پر آگ برس رہی ہی آتے ہی سحر کیا کہ آگ برسنا موقوف ہوئی پھر نسیم نے طرف آسمان کے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ رو آسمان پر سے سحر کر رہا ہی نسیم نے للکارا کہ او مکار کیون تیری قضا آئی ہی **دخان** نے جو نسیم کو دیکھا یہ بہت سے نام پر عاشق ہو بیتاب و بیقرار ہو کے پکار اُٹھا **نظم**

ساقی ہون تیس روز سے مشتاق دید کا ۔ دکھلا دے جام مَی مین مجھے چاند عید کا

موقع ہوا نہ اُس رخِ روشن کی دید کا ⁂ افسانہ ہی سنا کیے ہم صبح عید کا+
افسانۂ سینۂ یار کا ذکر اُسکا کیجیے ⁂ مقصود ہی یہی مرے گفت وشنید کا
حاضر ہی ملینگے جو کوئی نعمت فقیر سے ⁂ شیرین کلام اپنا ہی توشہ فرید کا+
مریخ کا ہی ظلم وستم کس شمار مین ⁂ پیر فلک کو رتبہ ہی تیرے مرید کا
دیتا ہی بوسہ لے کے وہ سیمین عذار دل ⁂ یہ حال عاشقون کا ہی جو زر خرید کا+
بندِ قبائے یار کے عقدے ہون لاکہ قفل ⁂ گستاخ ہاتھ کام ہین کرتے کلید کا
دل بیچتے ہین عاشقِ بیتاب لیجیے ⁂ قیمت وہ ہی جو مول ہو مال مزید کا
سودائیون کو حاکم ظالم سے ڈر نہین ⁂ داغ جنون ہر ایک نگین ہی حدید کا
کنج قفس مین پہونچی صبا لیکے بوے گل ⁂ خط آگیا بہار چمن کی رسید کا+
شادی بے محل سے بھی ہوتا ہی دلکو غم ⁂ اندوہ طفل جمعہ کو ہوتا ہی عید کا+
موسے کی طرح ہمکو بھی دیدار کا ہی شوق ⁂ آنکھون کو حوصلہ ہی تجلی کے دید کا
چسپان بدن سے یار کے ہو کر قبائے ناز ⁂ حیران کار رکھنی ہی قطع وبرید کا+
بے جرم تیغ عشق سے دل ہو گیا دو نیم ⁂ سینہ مرا مقام ہی مرد شہید کا+
دیوانہ زلف یار کی زنجیر کا ہی دل ⁂ رہنا ہی صدمہ روح کو قید شدید کا
خونریزی جسقدر کہ ہو اس سے عجب نہین ⁂ آتش فراق یار ہی ثانی یزید کا+

جب دخان جادو نے یہ اشعار عاشقانہ پکار کر پڑھے تو نسیم سبکرو کو بہت ناگوار ہوا
جواب دیا کہ او کل موسے تیری بھی یہ لیاقت ہی کہ تو مجھپر مائل ہو آمین تیرے ساتھ چلون یہ
سُن کر دخان جادو خوش ہو گیا جانتا ہی کہ میرے حال پر اس کو رحم آیا زمین پر آیا اور
دست بستہ ادب سے کھڑا ہوا نسیم سبکرو نے پکار کر آواز دی کہ ای ہوائے آفت خیز
جلد آؤ میان دخان جادو کو تمھاری بڑی خواہش ہی آواز آئی کہ ای ملکۂ عالم مین
حاضر ہوتی ہون دخان جادو نے دیکھا کہ پہلوے نخل سے ایک مہ جبین نہایت حسین
جمیل حسن وجمال مین یکتا صنوبر قد خورشید خد سامنے آکر موجود ہوئی دخان جادو کا
ہاتھ تھام لیا اور ہنس کر اُس نازنین نے کہا کہ ای دخان جادو ہم تو مدت سے تمھارے

مشتاق تھے لیکن فلک کجرفتار کی نیرنگی سے تم تک نہ آسکتے تھے مگر آج مین نے ایسا جبر کیا کہ تم تک آئی اب مین یہ چاہتی ہون وہ تدبیر کرو کہ ہمارے تمہارے تاقیامت جدائی نہ ہو دخان جادو یہ سُن کر بہت ہنسا کہا اے پری جمال مجھے بھی یہی خیال ہے سامنے کوہ دخان ہے وہان چلو وہان چل کر عیش وعشرت کرین آفت خیز نے جواب دیا کہ اے دخان جادو یہ بات سچ کہتے ہو مگر کوہ دخان پر آتش افروز جمع ہونگے ہمارے تمہارے جدائی پڑیگی باغ غم فراق مین چلو وہان سوائے ہمارے تمہارے کوئی دوسرا اور نہ ہوگا دن رات عیش کرنا نہایت لطف سے بسر ہوگی دخان جادو ہوائے آفت خیز کے ہمراہ ہوا نسیم سبکروے ایک دستک دی اور پکار کر کہا اے ہوائے آفت خیز کیا کہنا خوب ہوا بندھی اس یادہ گو کو لیجاؤ باغ غم فراق مین لیجاکر ڈال دو کہ یہ سر ٹکراکر جان دے اور اسکو مزہ تو ملے کہ صاحبان عصمت وعفت کو ایسے کلمات نامناسب کہتا ہے ہوائے آفت خیز نے پلٹ کر جواب دیا ایسا ہی ہوگا آپ اطمینان رکھین ہوائے آفت خیز دخان جادو کو لگا کرلے چلی کوئی کوس بھر راستہ طے کیا تھا کہ ایک باغ دکھائی دیا چند کنیزین دروازے پر کھڑی ہین اُنھون نے پکار کر آواز دی کہ اے ملکۂ عالم کہان تشریف لے گئی تھین ہوائے آفت خیز نے جواب دیا کہ گنہگار کو لائی ہون اس کو باغ مین لے چلو کنیزون نے دخان جادو کو گھیر لیا اندر باغ کے لے چلین دخان جادو جانتا ہے کہ اب باغ مین چل کر باغ باغ ہونگا مطلب دلی حاصل ہوگا معشوقہ سے ملونگا یہ نہ سمجھا کہ باغ کا نام غم فراق رکھا گیا ہے عیش نہ ملیگا کنیزون کے ساتھ دخان جادو باغ مین آیا دروازہ باغ کا بند ہوگیا دخان نے پلٹ کر دیکھا ہوائے آفت خیز کو وہان نہ پایا کنیزون کو دیکھا ہنس رہی ہین اور یہ کہتی ہین کہ اب باغ کی سیر کرو ہم بھی جاتے ہین یہ کہکر وہ سب کنیزین بھی لیکایک غائب ہوگئین دخان جادو نے جو سر اُٹھا کر دیکھا وہ باغ یا تو پُربہار تھا یا یکایک ویران ہوگیا نخل خشک جابجا لگے ہین روشین بربادزاغ وزغن کا ہر سمت ہجوم ہے دخان گھبرا گیا کہ معشوقہ کہان گئی اُسی بیقراری مین یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

کیون دکھائی ای فلک بے یار صبح
ہو شفق سے مجھ پہ آتشبار صبح

یان کسی خورشید رو کی یاد مین
ہوتی ہی ہر رات سوسو بار صبح

زلف کو رخسار سے ہوتا ہی ربط
کیون شب فرقت سے ہی بیزار صبح

کھینچکر فرقت مین تیغ آفتاب +
ہی ہماری جان کو خونخوار صبح

وصل کا سامان ہی آج ای فلک
شام سے کر پیشتر تیار صبح

حُسن کا عالم بھی کیا عالم ہی واہ
زلف جانان شام ہی رخسار صبح

سینۂ پُر داغ چاک پیرہن
ہی وصال یار مین گلزار صبح

وصل مین تھا صبح سے بیزار مین
ہجر کی شب مجھسے ہی بیزار صبح +

قد ہو گر شملۂ پر زر ترا +
دیکھ پائے ای پری رخسار صبح

چاک کرتی ہی گریبان دیکھکر
کارچوبی مہر کی دستار صبح

شام کیا ہو تیرے گھر مین بار یاب
نور سے ہی سایۂ دیوار صبح

وصل مین حاضر تو غائب ہجر مین
دیتی ہی ہر شب نیا آزار صبح

ہی سیان کسکو شب فرقت مین ہوش
ہو چکی ہوگی ہزارون بار صبح

وصل کی شب کب ہوئی ہمکو نصیب
شام کو کرتا ہی نور یار صبح

ہی دعا ای خالق لیل و نہار +
ہو یہ شام کاکل دلدار صبح

دخان جادو یہ اشعار پڑھتا ہوا دوڑا کہ باغ سے نکل جاؤن دروازہ نہین ملتا چاہا دیوارین پھاند کر نکل جاؤن جس طرف جاتا ہی زاغ و زغن اس کے پیچھے پیچھے غل و شور مچاتے پھرتے ہین دخان جادو اپنی جان سے بیزار ہی کہ کس بلا مین آکر پھنسا ہون پُکارتا پھرتا ہی کہ ہاے معشوقہ کہان گئی کس سے پوچھون کسی درخت مین پھل نہین بھوکا پیاسا مارا مارا پھرتا ہی کبھی بیٹھا ہے نخلستان سے سر دھنتا ہی اور داڑھین مار مار کے روتا ہی کہتا ہی ای جان جہان کہان گئین کیون صاحب یہ بے اعتنائی کوئی اپنے عاشق سے ایسا سلوک کرتا ہی کہ اپنے شیدائی کو تنہا چھوڑکر چلی گئین ہم تمھاری جستجو مین مرتے ہین ارے وہ کنیزین کہان گئین ہاے دروازہ باغ کا نہین ملتا ہی مگر متین جادو کہ بلائے

کو وہ بیٹھی ہوئی یہ سب معرکہ اپنی آنکھون سے دیکھ رہی تھی کہ دخان جادو نے جاکر لشکر طلسم کشا پر سحر کیا طلسم کشا نے لوح کو چمکایا چند کس جل گئے نسیم سحر جادو نے نکل کر سحر کیا ایک نازنین نہایت حسین و جمیل پیدا ہوئی وہ دخان جادو کو اپنے ساتھ لگا کے لے گئی ہر چند کہ متین بھی درد الفت مین سعد شہریار کے مبتلا ہے مگر اپنے تئین بمشکل سنبھال کر اُٹھی حیران و پریشان تھی کہ دخان جادو کو وہ نازنین لگا کر کہان لے گئی نامہ کمیاب جادو کا اس کے پاس ہے اسنے ہر چند سحر کیا مگر کچھ نہ معلوم ہوا آخر کو مجبور ہو کر پر پرواز پیدا کر کے چلی اُڑتی ہوئی جاتی تھی کہ یکایک دخان جادو کی آواز کان مین آئی اسنے سر جھکا کر دیکھا کہ ایک باغ ویران مین دخان جادو بدحواس مارا مارا پھر رہا ہے چہرے پر ہوائیان چھُٹ رہی ہین متین نے پکار کر آواز دی کہ اے دخان جادو کس حالت مین ہو اور ارادہ کیا کہ مین بھی اُس باغ مین جاؤن دخان جادو نے پکار کر آواز دی کہ اے متین جادو خبردار ایسا ارادہ نہ کرنا یہان آنیکا قصد نہ کرنا ورنہ تم بھی اسی بلا مین مبتلا ہو گی دیکھو مین کیسا مجبور اس باغ مین مارا مارا پھر رہا ہون کسی کا نام و نشان نہین معشوقہ یہان آکر غائب ہو گئی اے متین جادو تم جاکر قدرت سے اطلاع کرو وہ مجکو آکر اس بلا سے نکالین متین جادو نے ہر چند سحر کیا کہ مین کسی طرح اس باغ مین جاؤن اور جاکر دخان جادو کو اس باغ سے نکالون مگر کسی طرح سے دخان جادو کے پاس نہ جا سکی آخر مجبور و ناچار ہو کے متین جادو طرف جمشید ثانی کے چلی کہ جاکر قدرت سے اس امر کی اطلاع کرون مگر یہان وہ وقت ہے کہ جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی اپنے دربار مین بیٹھا ہوا ہے مصاحب و رفیق جمع ہین شاہزادیان بھی خدمت مین حاضر ہین دل اس کا بہلا رہی ہین چند طائر اُڑ اُڑ کر سامنے جمشید ثانی کے آتے ہین اور کچھ زبان بےزبانی کہ رہے ہین مگر جمشید کہ رہا ہے کہ اس وقت قدرت کی تمام طلسم پر نگاہ ہے کوئی بندہ میرا کسی مصیبت سخت مین پھنسا ہے مگر ایسی آفت مین ہے کہ میرا نام بھول گیا ہے افسوس ہے کہ مجکو نہین یاد کرتا یہ ذکر تھا کہ متین جادو آکر پہونچی مگر رنگ چہرے کا اُڑا ہوا ہے حیران و پریشان

چہار جانب دیکھتی ہوئی آکر جمشید ثانی کو سجدہ کیا اور عرضی کمیاب جادو کی پیش کی
جمشید ثانی نے وہ عرضی پڑھ کر کہا کہ ای متین جادو جاؤ مین تدبیر طلسم کشا کی کرونگا
یہ سُن کر متین جادو نے کہا یا خداوند عجب معرکہ گذرا مین کچھ عرض نہین کر سکتی مین
کوہ دخان پر بیٹھی تھی دخان جادو سے باتین کر رہی تھی کہ لشکر طلسم کشا آ کے اُترا
دخان جادو نے کہا کہ مین ابھی اس لشکر کو تباہ و برباد کیے دیتا ہون یہ کہکر فوراً
بلند ہوا اُس شہریار کے لشکر پر سحر کرنے لگا چند آدمی چلے تھے کہ نئی ہوا بندھی
بی نسیم سبکرو نکلین اُنھون نے ایسا سحر کیا کہ ایک نازنین نہایت حسین و جمیل آئی
میان دخان جادو اُسپر شیفتہ ہو گئے وہ نازنین دخان کو لگا کر لے گئی مین نے اپنی
آنکھون سے دیکھا کہ ایک باغ ویران مین دخان پھر رہا ہے اور معشوقہ کو پکارتا پھرتا
ہے مگر نہایت حیران و پریشان ہے اپنی جان سے بیزار ہے مین نے ہر چند چاہا کہ پاس
اُس کے جاؤن اور اُس کو باغ سے نکالون مگر اُسنے منع کیا اور کہا کہ ای متین
جاکر خداوند سے اطلاع کر جمشید ثانی نے گھبرا کر کہا کہ نسیم سبکرو تو دختر بلند اختر
مہتاب جادو ہے اُس کو لشکر طلسم کشا سے کیا مطلب متین نے کہا بی نسیم طلسم کشا پر
عاشق ہوئین اور مہتاب کو قتل کرایا اب طلسم کشا کے ساتھ ہین اس جوش و خروش
سے اُسنے سحر کیا کہ دخان جادو جاکر باغ مین گرفتار ہوا یہ سُن کر جمشید اپنے مقام
سے اُٹھا متین پیچھے پیچھے ہے اُس باغ پر آکر جمشید ثانی نے دیکھا کہ دخان جادو
بھوکا پیاسا سوکھے درختون کے نیچے بیٹھا ہوا پکار رہا ہے کہ یا خداوند جمشید ثانی
میری مدد کو جلد تشریف لائیے جمشید ثانی نے پکار کر کہا کہ ای بندۂ خاص کس آفت
مین مبتلا ہے کہ جو مجکو پکار رہا ہے دخان جادو نے سر اُٹھا کر جمشید ثانی کو دیکھا
منتین کرنے لگا عرض کی کہ ای خداوند مین معشوقہ کے ساتھ آیا تھا مگر یہان آسکے
عجب مصیبت مین پھنسا اور معشوقہ غائب ہو گئی اب یہان سے کسی طرح نکل نہین سکتا
مگر جمشید ثانی کی جو آواز بلند ہوئی لوگون نے طلسم کشا سے اطلاع کی طلسم کشا
بھی بارگاہ سے نکل آئے جمشید کو للکارا کہ او بھیا اسطرف آ کہان تک تو مجھ سے

بھاگیگا مجھسے تجھسے مقابلہ ہوجائے اور نسیم بھی پشت پکڑی ہوئی سحر کررہی ہو کہ دخان جادو کو زنکلنے دون مگر جمشید تڑپ گر گرا دیوارین بلند ہونے نگین جمشید نے آواز دی ای دیوار کیا تو میرے حکم سے باہر نہین ہو خبردار بلند نہ ہونا دیوارین گرین جمشید نے دخان کو اُٹھا لیا اور پکارکر آواز دی او طلسم کشا جب تو میرے مقام پر آئیگا تب مزہ طلسم کشائی کا ملیگا وہ فوجین جمع ہین کہ جب وہ لوگ غل مچائینگے تو یہ نوبت ہوگی کہ تمھارے ساتھ کے لوگون کے کلیجے پھٹ جائینگے کسکی مجال ہو کہ ماہ دولت سے مقابلہ کرے آگ لگا دون زمین تپنے لگے اہل اسلام ہ۔۔۔ تب معلوم ہوگا کہ قدرت کے مقابلے مین پہونچے اور یہ انجام ہوا یہ کہکر دخان جادو کو لیگیا مگر متین جادو کہ بدحواس ہو رہی ہو جمشید جب دخان کو لے گیا تو ۔۔۔ سوچنے لگی کہ خدمت طلسم کشا مین جاؤن یقین ہو وہ جلیل ضرور مجھکو ۔۔۔ سوچی کہ یہ سب معرکہ چلکر کمیاب سے بیان کرون دیکھون انھون نے کیا ۔۔۔ طلسم کشا کو آگاہ کرون کہ طلسم کشا کو نفع ہو یہ سوچکر طرف کمیاب کے چلی مگر کمیاب نے جو قنطور آہن کلاہ کو نامہ لکھا تھا وہ ساٹھ ہزار فوج سے آیا کمیاب نے اول حکم دیا کہ ای قنطور مقابلہ طلسم کشا مین جاؤ مین وقتاً فوقتاً تمکو اطلاع دونگی اور جو کچھ خرچ پڑیگا وہ بھی میرے ذمہ ہو مین اب سب طرح سے تمھاری مدد کرونگی قنطور نے جواب دیا کہ آپ کا تابعدار ہون جو حکم کیجیے وہی بجالاؤن کمیاب نے کہا ای قنطور جاتے ہی فوج شاہی پر گر پڑنا جہانتک ہوسکے طلسم کشا سے مقابلہ کرنا اگر تم غالب آئے تو تمام طلسم مین تمھارا نام ہوگا اور اگر مارے گئے تو مین اور فکر کرونگی قنطور نے کہا مجھے آنکھ ملانا ہی دشوار ہو طلسم کشا کی کیا مجال ہو کہ مجھپر غالب ہو یہ کہکر روانہ ہوا مگر متین جادو چاہتی ہو کہ شاہ کی خیرخواہی کرون کہ میری طرف سے دل مین جگہ ہو ایک پرچہ کاغذ کا لکھا اسمین یہی مضمون تھا کہ ای شہریار قنطور آہن کلاہ آپ کے مقابلے مین آتا ہو ہوشیار رہیے گا کنیز متین مصاحب کمیاب مین بھی چاہتی ہون کہ حضور کی فتح ہو دشمن آپ کے مارے جائین آپ فتح و ظفر سے رہین یہ نامہ ایک طائر کو دیا کہا یہ نامہ جاکر نسیم کو دینا اور نسیم کو

لکھا کہ خبردار یہ نامہ خدمت شاہ میں پیش کر دینا وہ طائر چلا خدمت نسیم میں آیا نامہ سامنے ڈالدیا نسیم نے وہ نامہ پڑھا مطلب سے آگاہ ہو کر نامہ تو جھولی میں ڈال لیا خدمت شاہ میں حاضر ہوئی کیفیت آمد قنطور بیان کی بادشاہ نے داراے زرین ترکش کو حکم دیا کہ اپنے لشکر میں حکم کر دو کہ قنطور آہن کلاہ آتا ہے سب فوج ہوشیار رہے افسرون نے عرض کی حضور مطمئن رہیں قنطور کی کیا مجال ہے کہ ہمپر آسکے افسرون نے لشکر کو تیار رکھا ہر وقت انتظار کیا کرتے ہیں کہ قنطور کب آئیگا کہ اُس سے مقابلہ پڑے کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا قنطور آہن کلاہ گینڈے پر سوار ساٹھ ہزار جوان پشت پر آیا آتے ہی فوج کو اشارہ کیا کہ ہان انپر جا پڑو اہل اسلام کو قتل کرو میں طلسم کشا کو گھیر کر مارونگا سب فوج آپڑی اِدھر والے بھی ہوشیار تھے فوج قنطور سے لڑنے لگے ہنگامہ جو ہوا بادشاہ کو خبر ہوئی بادشاہ بھی بارگاہ سے نکل آئے مرکب طلسمی پر سوار ہو کے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ سعد شہریار

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس وجم
تجلی دہ بزم اسلامیان	نہال گلستان صاحبقران

جب نعرہ شاہ کی صدا بلند ہوئی فوج اسلام کو قوت حاصل ہوئی مگر کفار گھبرا گئے چاہتے ہیں کہ شاہ کو تا بہ قنطور نہ جانے دیں مگر شاہ جنگ کرتے ہوے سامنے قنطور کے پہونچے اور للکارا کہ او مکار جنگ کا یہی طریقہ ہے یہان کے لوگ غافل تھے تو آپڑا قنطور نے بڑھکر کئی افسرون کو قتل کیا اور مقابلہ شاہ میں پہونچا شاہ کے قنطور نے نیزہ مارا اسعد نے نیزہ قنطور کا توڑ ڈالا قنطور نے ہاتھ تلوار کا مارا اسعد نے روک کر ہاتھ مار دیا قنطور کے دو ٹکڑے ہوے فوج والون نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا قتل ہوا تو پھر کر لاش قنطور کی اٹھائی آپس میں صلاح کر لی کہ چلکر ملکہ کمیاب سے اطلاع کریں کہ قنطور کو قدرت نے بلوا لیا دیکھیے اب وہان کیا ہو لاشہ قنطور کا لیکر چلے جب قریب قصر کمیاب پہونچے کمیاب نے حکم دیا کہ لاشہ میرے سامنے لاؤ چند کنیزیں آکر لاشہ قنطور کا سامنے کمیاب کے لیگئیں

کمیاب نے سحر کیا کہ قنطور کی شکل کا ماش کے آٹے کا پتلا بنایا اور گینڈے پر سوار کر دیا
بزور سحر قنطور بنکر بنا ہوا تیغہ ہاتھوں میں کھینچا ہوا باہر نکلا اہل فوج نے اپنے آقا کو زندہ
پایا سب تو جب آئے حیران ہو کر پوچھتے تھے کہ اے قنطور کیونکر صحت پائی پتلے نے کچھ
جواب نہ دیا اور گینڈا بڑھا کر آگے بڑھا سب افسر لشکر پشت پر آگئے قنطور نقلی طرف لشکر
اسلام کے چلا مگر بادشاہ اسلام کہ کنارے پر لشکر کے کھڑے تھے دیکھا کہ یہی قنطور
جو میرے ہاتھوں سے مارا گیا تھا وہی پھر آتا ہے حیران حیران دیکھ رہے ہیں قنطور نقلی
آکر مقابلے میں اترا مگر کمیاب جادو قنطور نقلی کو روانہ کر کے دربار میں آئی متین
نے پوچھا اے ملکہ عالم قنطور کو جو لوگ لائے تھے اُسکا حضور نے کیا انجام کیا کمیاب
نے ہنسکر کہا اے متین میں نے حیران کرنے کے لیے بادشاہ کے یہ تدبیر کی ہے کہ ماش
کے آٹے کا پتلا بنا کر اُنکی طرف روانہ کر دیا ہے کہ بادشاہ ناواقف ہونگے اور پتلے سے
مقابلہ کرینگے پتلا اُنکو لوٹ لیگا اگر اُسکا وار چلگیا تو بادشاہ کو قتل کر ڈالیگا ورنہ مردہ
تو ہی ہے لشکر کشی ٹھیک ہو گئی ایسے ہی تصدق کرو متین نے جھٹ پٹ گوشے میں
آکر ایک عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ اے شہریار اب جو قنطور آپ کے مقابلے میں آوے
تو لوح طلسمی سامنے کر دیجیے گا سارا سحر کمیاب کا مٹ جائیگا تلوار وغیرہ نہ لگائیے گا
یہ نامہ لکھکر طائر کے گلے میں باندھا اور الگ لا کر چھوڑا مراد یہ ہے کہ بادشاہ کو خبر ہو
طائر اُڑتا ہوا جاتا تھا مگر کمیاب جادو قنطور نقلی کو روانہ کر کے بالائے بام آکر
بیٹھی تھی سناٹا جو طائر کے پروں کا ہوا سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک طائر سفید رنگ
نامہ گلے میں بندھا ہوا اُڑتا ہوا جاتا ہے سحر کر کے طائر کو اپنے پاس بلایا نامہ کھولکر
دیکھا حکم کیا کہ بی متین کو بلاؤ بی متین سامنے آئیں نامہ سامنے ڈالدیا کہا کیوں
اے متین یہ کیا حرکت ہے جو ہم فکر یں اُس سے دشمن کو آگاہ کرو متین جادو نے
جواب دیا اے ملکہ عالم میں نہیں جانتی یہ نامہ کسنے لکھا ہے میں تو حضور کی خیرخواہ
ہوں میں کب چاہتی ہوں کہ آپ کا راز دشمن پر کھلے مگر کمیاب نے نہ مانا اُسیوقت
متین کی زبان میں سوزن دی کنیزوں سے کہا اسکو قید خانے میں لے جاؤ

وہان جا کر قید کرو کنیزین متبین کو لیکر چلین قضائے کار فیروزہ بن عمرو بالا دوی کو
نکلا تھا اسنے دور سے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین وجمیل عجب آفت مین
مبتلا ہی کہ زبان مین سوزن مبتلائے قید وبند چند عورتین لیے جاتی ہین جی مین کہتا ہی ای
فیروزہ یہ بیچاری کس بلا مین مبتلا ہی ای فیروزہ اگر بن پڑے تو اسکو رہا کر دے یہ سوچکر
کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک شکل مہیب بنائی کہ دو سر دو ہاتھ کا مجسمہ
پر جمے ہوے سامنے آکر نعرہ کیا کہ ای عورتو ٹھہر جاو کنیزین ٹھہر گئین اسکی صورت دیکھکر
کانپنے لگین فیروزہ نے پکار کر کہا کہ میں ملک الموت قدرت اس گنہگار کی روح قبض
کرنے آیا ہون یہ بتاؤ کہ اسنے کیا خطا کی کنیزون نے بیان کیا کہ ہماری ملکہ کمیاب جادو
نے پنجۂ قنطورا آہن کلاہ کا بناکر برائے مقابلہ سعد شہریار روانہ کیا ہی اسنے شاہ کو نامہ
لکھا کہ ملکہ کمیاب کا اظہار کر دیا ملکہ کمیاب نے حکم دیا ہی کہ اسکو لیجا کر قصر جہان پیما
مین قید کرو تو ہم اسکو وہین لیے جاتے ہین اگر آپ کو حکم خداوندی ہی تو اسکی روح قبض
کر لیجیے فیروزہ بولا لو اور حکم آگیا کہ تم سبکی روح قبض کرلون مگر خیال کرتا ہون کہ آپ
لوگ بے خطا ہین اسوجہ سے تمکو چاہتا ہون کہ بری کر دون اور اسکی روح قبض
کرلون لیکن تم لوگون کو تکلیف پڑیگی سو سو برس عمر تمہاری بڑھا دون کہ تمکو کوئی نہ
مار سکے سب نے کہا ای ملک الموت قدرت تمہارا احسان ہی ہم لوگ بندۂ حقیر خداوندی
ہین ہمپر احسان واجب ولازم ہی لہذا جیسا مناسب جانیے ویسا ہمارے حق مین
کیجیے ہم آپکے تابعدار و مطیع فرمان ہین یہ سنکر ملک الموت نے کہا مجھکو بڑا افسوس
ہی کہ تم لوگون کے واسطے کیون حکم آیا مگر مصلحت خداوندی مین کسکو دخل ہی نہین معلوم
کیا مناسب سمجھا کہ حکم بھیجدیا مین ناچار ہون مین نے عرض بھی کی مگر حکم ہوا کہ حکم خداوندی
مین تکرار نہ کیا کر تمکو معلوم نہین کئی لاکھ فرشتے میرے ساتھ ہین انکو سمجھانا پڑیگا
ورنہ میری یہ مجال نہین ہی کہ حکم خداوندی کے خلاف کرون لیکن تم سب لوگ آنکھین
بند کرکے بیٹھو مین سب کو سمجھاؤن کہ یہ لوگ بے قصور ہین اور جاکر باغ سامری سے
سیب حیات لاکر تم سب کو کھلاؤن سب نے کہا ای ملک الموت تمہارا سراسر احسان

ہوگا ہم ہمیشہ خداوند کو یاد کرینگے خداوند کا پوجہ پاٹ کرینگے ملک الموت نے کہا سو برس سے
زیادہ کا مجھکو اختیار نہین ہی اُن سب نے کہا اے ملک الموت اسی قدر بہتر ہی جو مناسب جانو
وہ ہمارے حق مین کرو ہم سب آنکھین بند کر کے بیٹھتے ہین تم سیب حیات باغ سامری سے
لاؤ وہ سب کی سب آنکھین بند کر کے بیٹھین فیروزہ نے سیب کمر سے نکالا اُسکے ٹکڑے
کیے وہ سب آنکھین بند کیے بیٹھی رہین کہ فیروزہ نے ایک ایک ٹکڑا سیب کا سب کے
منھ مین دیا سب کھا گیئن فیروزہ نے کہا اب اسی طرح آنکھین بند رکھو کوئی ذرا بھی آنکھ
کھولدیگا اور مجھکو دیکھ لیگا تو ابھی روح قبض ہوجائیگی پھر میرا اختیار نہ چلیگا اُن سب نے
سیب کھاتے ہی کہا کہ اے ملک الموت ہمارا دل گھبراتا ہو ملک الموت نے کہا جب زندگی
بڑھیگی تب سب اعضا بھی ترقی کرینگے زندگی بڑھنے کی یہی علامت ہی وہ سب آنکھین بند کیے
رہین فیروزہ نے بہ اطمینان تمام سب کے سر کاٹ ڈالے متین حیران ہی کہ یہ کون شخص
ہی یا تو ہماری روح قبض کرنے آیا تھا یا ان سب کو قتل کیا فیروزہ قریب متین کے آیا زبان
سے اُسکی سوزن نکالی اور حال پوچھا متین نے سب کیفیت بیان کی کہ اسطرح سے سعد
کو دیکھا مجھے یہ خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو سعد شہریار کو دھوکا ہو مین نے نامہ لکھا وہ نامہ میرا
کمیاب کو ملگیا اُسنے مجھکو قید کر کے روانہ کیا تھا لہذا اُسی جرم مین گرفتار ہون تم اپنے نام
نامی سے مجھے آگاہ کرو کہ تمنے بڑا احسان کیا کہ مجھکو قید سے رہا کر لیا فیروزہ نے سرِ خیرو
گرا دینے ہاتھ شانو تے گرا نے نام اپنا بتایا کہ مین عیار ہون شہریار کا متین نے کہا
اے عیار طرار جا کر شاہ سے اطلاع کرو کہ قنطورا آہن کلاہ جو مقابلے مین آیا ہی وہ تلوار سے
قتل نہ ہوگا لوح محفوظ کا عکس اُسپر آپ ڈالیےگا تب وہ معدوم ہوگا یہ کہکر متین جادو
لرزان و ترسان چلی مگر حیران تھی کہ کمیاب سے جا کر کیا فقرہ کرون وہ ساحرہ جہاندیدہ
گرم و سرد عالم چشیدہ ہی تو تر آجھ جاویگی کہ یہ فقرہ کرتی ہی اس سوچ مین جاتی تھی کہ اسکا ذکر
ہوگا مگر قنطورا آہن کلاہ نے شام کو حکم دیا کہ طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین نقارے
بجے تیاریان ہونے لگین صبح کو قنطورا آہن کلاہ نقلی بڑے زور و شور سے میدان
مین آیا للکار کر آواز دی کہ طلسم کشا میرے مقابلے مین نکلین بادشاہ جمجاہ نے مرکب بڑھایا

سامنے قنطور کے پہونچے قنطور نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا بادشاہ ہرچند چاہتے ہین کہ نیزہ اسکا نکالون مگر ممکن نہین ہوتا پہر پہر کا ل گزر گیا بادشاہ سو سو تدبیرین کر رہے ہین کہ نیزہ اسکا نکالون مگر ناممکن ہو جب نیزہ لگاتے ہین ایسی وجہ ہوتی ہو کہ نیزہ نہین نکلتا بادشاہ حیران ہو رہے ہین کہ کیا تدبیر کرون یہ پہلوان ایسا کامل واکمل نہ تہا آج تو ایسے رنگ سے نیزہ بازی کر رہا ہو کہ نیزہ نہین نکلتا بادشاہ کو خوف ہی کہ ایسا نہو میرا نیزہ نکلجائے شاہ بڑے انتشار مین ہین کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا فیروزہ بن عمرو آتا ہو جست وخیز کرتا ہوا قریب شاہ کے پہونچا شاہ نے فرمایا ای عیار وفادار پہر پہر کا زمانہ گذرا کہ اس سے نیزہ بازی ہو رہی ہو کیا کیا تدبیرین کر رہا ہون لیکن اسکا نیزہ نہین نکلتا فیروزہ نے کہا ای شہریار آپ صاحب اقبال ہین پروردگار نے پہلے ہی سامان اسکا مقرر کیا کہ متین جادو وزیرزادی کمیاب کی بندگان عالی پر عاشق ہوئی تہی مگر کمیاب بلاے روزگار ہو اسکو معلوم ہو گیا متین کو اسنے گرفتار کر لیا کینیزین اسکو لیے جاتی تہین آپ کے تصدق سے مین نے انکو مار کر اسکو رہا کیا اب حضور لوح محفوظ چمکا دین تب اسکا خاتمہ ہوگا الغرض قنطور آہن کلاہ بادشاہ کے ساتھ نیزہ بازی کر رہا ہی کہ بادشاہ نے لوح محفوظ گلے سے اتاری اور قنطور تقلی پر عکس لوح کا ڈالا جیسے ہی عکس لوح کا قنطور پر پڑا نیزہ ٹوٹ گیا اور قنطور نے آہ کی منھ سے شعلہ ہاے آتش نکلے مثل ہیزم خشک جلنے لگا اور جلکر خاک ہوا ساتھ والون نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا قتل ہوا ناچار ومجبور پلٹ گئے یہی ارادہ ہو کہ رات کو نکلجائین جاکر کمیاب سے اطلاع کرین غرض رات کو یہ سب رنجیدہ وکبیدہ تیار ہوئے خیمے وغیرہ اکھاڑ کر طرف کمیاب کے چلے مگر کمیاب جادوگر آٹھ پہر اسی فکر مین رہتی ہو کہ سعد شہریار کو نہ آنے دون جس وقت یہان قنطور جلگیا کمیاب کے سامنے ایک طائر آکر یہ اشعار پڑہنے لگا نظم

پہینکدونگا مین ابہی چیر کے پہلو اپنا	تجہپہ قابو نہین دلبر تو ہو قابو اپنا
نہین معلوم مجہے کس سے خصوصیت ہی	اہل ایمان ہے مجہے اپنا کہین ہندو اپنا
بوسے گل سے سبہی مجہے دہوکا نہ دے اسکی بوکا	چونچلا رہنے دے ای باد سحر تو اپنا

جان جان جب سے ہی تجھسے مرا خالی آغوش | گور بھی مجھسے تہی کرتی ہی پہلو اپنا
یاد کرکے لب پان خوردہ کی تیرے سرخی | خون دل آج پیا ہی کئی چلو اپنا
پشت پا مارین نہ کیون ہمت گردون پرزند | شل نہین فضل خدا سے ابھی بازو اپنا

کمیاب نے زانو پر ہاتھ مارا کہا لو صاحبو غضب ہوگیا کہ مکر میرا طلسم کشا پر کھل گیا تمام
اہل دربار افسوس کر رہے ہین کہ حضور نے کیا تدبیر معقول کی تھی جسکا یہ انجام ہوا کمیاب
نے کہا کہ کیا ہین کسی بات مین عاجز ہون مگر بی متین کا قید سے چھوٹنا مجھپر شاق ہوا
لیکن اب کہان جائیگی یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھی اور پر پرواز پیدا کرکے چلی متین اپنے
باغ مین آئی کنیزون سے کہ رہی ہی کہ صاحبو مجھسے خطا سرزد ہوئی دیکھیے کمیاب میرے
ساتھ کیا کرے سب نے عرض کی اب آپ کا کیا ارادہ ہی متین نے کہا اصل تو یہ ہی
کہ جان سے جانا قبول جہان سے جانا قبول مگر یہ مشکل ہی کہ عشق سے بادشاہ کے
ہاتھ اٹھاؤن تم لوگون کو آگاہ کرتی ہون کہ اگر کمیاب مجھکو قتل کرے اور جنازہ
میرا اٹھانا تو طرف سے اُس شہریار کے لیجانا اور کہدینا کہ آپ کے جرم عشق مین
یہ قتل ہوئی اگر ہوسکے تو مسیحائی فرمایئے اِس کشتۂ حسرت و یاس کو زندہ کیجیے ورنہ
قبر مین پشت نہ لگیگی شاید سعد شہریار کو رحم آجائے اور مسیحائی فرمائین کنیزین بھی
کہ رہی ہین کہ واری ایسے کلمات زبان سے نہ فرمایئے ہمارے کلیجے پھٹے جاتے ہین
یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی کمیاب جادو غصے مین بھری ہوئی آسمان سے اُتری
اسقدر ہی اوازدی کیون بی متین تمنے ہمارا راز کھولدیا ورنہ منظور اسطرح نہ مارا جاتا
متین نے ہاتھ باندھکر کہا ای ملکۂ عالم اگر مین ایسی خطا کرتی تو پھر یہان نہ آتی خدمت
مین اسی طلسم کشا کے چلی جاتی میرے ساتھ لشکر کیجیے مین جاکر بادشاہ پر سحر کرون یہ سنکر
کمیاب نے کہا ای متین اب میرا دل تیری بات کو قبول نہین کرتا متین نے کہا پھر آپکو
اختیار ہی جو مناسب جانیے وہ میرے ساتھ کیجیے اسطرح یاس سے یہ کلمہ کہا کہ کمیاب
نرم ہوگئی ولیکن کہا کیا تعجب ہی کہ سحر نے میرے کمی کی ہو یہ وزیرزادی میرے سامنے پیدا
ہوئی بجائے فرزند کے مین نے پالا یہ میرے ساتھ کیون برائی کرنے لگی متین کو گلے سے

لگا لیا اور کہا کہ ای متین جو کچھ ملال ہو اُسکو رفع کر ڈالو مین چلکر ہنر بر جادو کو روانہ کرتی ہون وہ ایسے سحر کریگا کہ بادشاہ اپنی جان سے بیزار ہو جائین جو تمسے ہو سکے تم بھی اُسکی مدد کرنا ای نور نظر مراد یہ ہی کہ طلسم کشا گرفتار ہو جائین تا کہ طلسم جمشیدی بچے اور اگر یہ طلسم فتح ہو گیا تو باعث خرابی ہی یہ کہکر کمیاب نے کہا ای متین مین تو اب جاتی ہون ہنر بر جادو کو جا کر روانہ کرتی ہون وہ اسی طرف سے آئیگا اُسکی خاطر کرنا اور رشب کو اپنے یہان مہمان رکھنا جب وہ کوچ کرے تو تم بھی ساتھ جانا ای متین خیال تو کر کہ مین نے بچپن سے تجھکو کس محنت سے پرورش کیا کہ اپنی اولاد سے زیادہ تیرے ساتھ محبت کی اسطرح پر جو کمیاب نے کہا متین کا دل تو بھرا ہوا تھا چیخین مار کر روئی اور ہاتھ باندھکر کہا کہ ای ملکۂ عالم مین آپ کے ساتھ بُرائی نکرونگی جہانتک مجھسے ہو سکیگا جان لگاؤنگی ہر دم یہی فکر کرونگی کہ طلسم کشا کو مٹاؤن اور آپ کو بچاؤن کمیاب مطمئن ہو کر اپنے قصر مین آئی ہنر بر کو حکم دیا کہ جسقدر فوج مناسب ہو لے لو مقابلا سعد شہریار مین جاؤ مگر طرف سے باغ متین کے جانا شب کو وہین رہنا صبح کو اُسکو ساتھ لیکر کوچ کرنا مقابلا شاہ وہین پہونچکر جو تمسے بن پڑے وہ کرنا ہنر بر جادو نے کمیاب سے کہا مجھکو فوج کی کیا ضرورت ہو اکیلا جا کر لاکھون کو پراگندہ کر دونگا طبقۂ زمین کا آسمان پر پہونچا دونگا کمیاب نے کہا لشکر کا ہونا ضرور ہی ساٹھ ہزار ساحر ہنر بر جادو کے ساتھ کیے ہنر بر جادو تخت پر سوار ہوا فوج کو ساتھ لیکر چلا متین جادو اپنے باغ مین بیٹھی ہی مگر سوچ رہی ہی کہ ای متین آج تو کمیاب نے ایسی باتین کین کہ دل بیقرار کر دیا لیکن ای متین کیا کرون کہ دل نہین مانتا کہ شہریار کی محبت سے ہاتھ اُٹھاؤن ایسی ہی یہ باتین کر رہی تھی کہ چند کنیزون نے آکر عرض کی کہ ہنر بر جادو ساٹھ ہزار فوج سے آیا ہی قریب باغ کے اُترا ہی اب حضور کی ملاقات کو آتا ہی قریب دروازے کے آچکا ہو ہرچند کہ متین کا دل نہ چاہتا تھا کہ برائے استقبال جاؤن لیکن بڑا خیال یہ ہو کہ ایسا نہو کہ کمیاب سے شکایت کرے یہ سوچکر برائے استقبال اُٹھی دروازے پر آکر ہنر بر سے ملاقات کی ہنر بر نے جو متین پر نگاہ ڈالی دیکھا محبوب مرغوب ہی سر سے پا تک دریائے جواہر مین

غوطہ زن رشک چمن بتین نظم

جبین مطلع صبح ایجاد حسن	بھوین دست بازوے جلاد حسن
اجل کا نشان گوشۂ چشم مین	قیامت نہان گوشۂ چشم مین

جمال بے مثال دیکھکر ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا پسینے پسینے ہوگیا عرض کی ملکہ عالم مین مدت سے مشتاق ملاقات تھا آج تقدیر سے پہونچا خدمت مین حاضر ہوا یہ کہکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا منتہین جادو کو بہت ناگوار ہوا تیور اُسکے دیکھ رہی ہو چاہتا ہو کہ گلے مین ہاتھ ڈالدون ملکہ منتہین سر جھکاے ہوے ساتھ ساتھ نہر بر کے باغ مین آئی نہر بر نے دیکھا باغ کیسا آراستہ و پیراستہ ہو نخل سر سبز و شاداب چمن پھولے پھلے طائرون کے پنجرے درختون مین لٹکے ہوے ہین چونکہ شب ماہ ہو اکثر چیک اُٹھتے ہین فرو رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار ہو زاغ پر تفاگان بوتیمار ہو یہ تماشہ دیکھتا ہوا وسط باغ مین آیا مسند پر آکے بیٹھا ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا جام و سبو لیکر حاضر ہوئین جام ہوار غوانی گردش مین آیا صداے ہو شا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی ایک کنیز سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

ما گرفتاریم و داغِ عشق شد گلزار ما	از غمِ گل دارد این زینت سر دستار ما
بسکہ لذت دارد از درد جراحت دمبدم	سودۂ الماس خواہد سینۂ افگار ما
شمع مہرت تا درون سینۂ من بر فروخت	طعنہ بر خورشید دارد سایۂ دیوار ما
شکل زاہد نیستم کو قبلہ دارد در نماز	صد شرف بر سبحہ دارد رشتۂ زنار ما
ہمت مخفی درین وادی کہ از تاثیر عشق	در لعل دارد بہار چشم گوہر بار ما

اسطرح اُس نازنین نے یہ اشعار گائے کہ نہر بر جادو اور بیقرار ہوا آخر ضبط نہ ہو سکا بیقرار ہو کر کہا ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی میرا عجب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو امیدوار ہون کہ مجھکو غلامی مین قبول فرمائیے ملکہ نے بمزاح ہو کر جواب دیا کہ ای نہر بر جادو کس کام کو آئے ہو جب تم اپنے ہوش مین نہ ہوگے تو کیونکر سحر کروگے بڑے جلیل سے مقابلہ ہو لوح طلسم اُسکے پاس موجود ہو جسپر سحر تاثیر نہین کرتا نہر بر نے کہا آپ مجھے قبول فرمائین تو مین وعدہ کرتا ہون کہ وہ سحر کرون کہ بادشاہ حیران ہو جائین

متین نے کہا اے نہر برخیال تو کرو ملکہ کمیاب نے بڑے بڑے شاہون کے نامے میرے واسطے منگوائے اور میرے سامنے پیش کیے مین نے نہین منظور کیا تم ایسی بات کہتے ہو کہ جسکو قبول نہین کر سکتی اے نہر براب مین تمھارے ساتھ بھی نہین جا سکتی نہر بر نے کہا ایک انتظام کیجیے کہ تشریف لے چلیے جب مین بادشاہ کو پکڑ لاؤن تب مجھکو قبول کیجیے متین نے کہا اے نہر براب مین ساتھ چلونگی رات بھر نہر بر منتین کرتا رہا مگر متین نے جواب سخت دیے اور یہی کہا کہ اے نہر براب چلکر اصل کام مین مصروف ہو اگر تم بادشاہ کو گرفتار کر لوگے تو مین ضرور تمھین قبول کرونگی نہر بر نے بھی قبول کیا صبح کو لشکر تیار ہوا نہر بر سوار ہوا ایک تخت پر ملکہ متین سوار ہوئی گرد کنیزون نے گھیر لیا نقارے پر چوب پڑی لشکر چلا یہان بادشاہ بعد فیصلہ قسطور بارگاہ مین داخل ہین صبح کا وقت ہے کنارے پر لشکر کے ٹہل رہے ہین کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا نہر بر جادو مع ساٹھ ہزار فوج کے اور ایک تخت پر ملکہ متین مقابلے مین آکر پہونچے لشکر اپنا اُتارا بادشاہ کو معلوم ہوا کہ یہ ساحر میرے روکنے کو آیا ہے آکر بارگاہ مین بیٹھے مگر فیروزہ نے جو متین جادو کو دیکھا پہچان گیا کہ یہ وہی نازنین ہے جسکو مین نے رہا کیا تھا اِسکے آنیکا کیا باعث ہے ایک کنیز کی شکل بنکر سامنے متین کے آیا ہاتھ باندھکر عرض کی کہ مین کچھ عرض کرونگی متین کنارے آئی فیروزہ نے کہا اے ملکۂ عالم آپ نے غلام کو پہچانا مین نے حضور کو رہا کیا تھا آپ اِس جادوگر کے ساتھ کیون آئی ہین متین نے کہا اے فیروزہ ہین عجز و مین اپنا حال کیا کہون وم دلاسا دیکر کمیاب کے ہاتھ سے بچی مگر نہر بر جادو دشمن خدا رات سے یہی کہ رہا ہے کہ مجھکو قبول کیجیے مین نے اِس سے یہ عہد کیا ہے کہ اگر بادشاہ کو گرفتار کر دوگے تو مین تمھین قبول کرونگی تم بادشاہ کو سمجھا دینا کہ کسی وقت لوح سے غافل نہ رہین اگر حضور لوح سے غافل نہ رہین گے تو کسیکی مجال نہین ہے کہ سرکار پر ہاتھ ڈال سکے اگر لوح سے غفلت کرینگے تو البتہ حیرانی ہوگی فیروزہ کو متین نے سمجھا دیا اور یہ کہا کہ مین بہ مجبوری اِسکے ساتھ آئی ہون احوال معلوم ہوگا مگر نہر بر جادو طبل جنگی بجوا کر بیٹھا دونون لشکرون مین طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین مگر نہر بر نے کہا

ای ملکہ متین مین تو سحر تیار کرتا ہون تم بھی کوئی شعبدہ بناؤ متین نے کہا مین وقت پر سحر کرونگی جب بادشاہ میدان مین ہونگے چار پہر رات تیاری مین گذری جس وقت ساحر زرین پوش آسمان ہو مخانۂ مشرق سے نکلا اور برسر آسمان آیا تمام دنیا کو منور و روشن کیا ہزبر جادو بھی سب کو ساتھ لیکر میدان مین آیا ادھر بادشاہ جمجاہ مع فوج میدان مین پہونچے متین ایک آہو پر سوار الگ کھڑی ہوئی ہزبر نے اشارہ کیا ایک جادوگر سوسوم بہ کلکال جادو میدان مین آیا اور للکار کر آواز دی کہ طلسم کشا کہان ہین نکلین تو حال معلوم ہو بادشاہ جمجاہ نے مرکب بڑھایا مرکب صبار فتار طرارے بھرتا ہوا طرف میدان کے چلا کہ ہزبر نے پکار کر آواز دی کہ ای ساکنان صحرا جلد آؤ صدہا شیر و پلنگان صحرا آہوان صحرا لور جنگل سے پیدا ہوے ہزبر نے پکار کر متین سے کہا ای ملکۂ عالم اس سحر کو زور دو متین نے ماش کے دانے پھینکے جسقدر جانور آتے تھے آتے آتے زرگ گئے ہزبر نے کہا ای ملکۂ عالم یہ کیا کیا ملکہ متین نے پکار کر کہا ای ہزبر بادشاہ لوح چمکا رہے ہین اسیوجہ سے تو میرا اتنا اثر نہین کرتا ای ہزبر ایسے ایسے شعبدون کو وہ کب مانتے ہین کہ جنکے پاس لوح محفوظ اور لوح طلسمی دونون موجود ہون ہزبر نے کئی مرتبہ سحر کیے مگر تیر نہ بڑھے متین نے شاہ کو اشارہ کیا کہ یہ جو سب سامنے کھڑے ہین گھوڑا اٹھا کر انپر جا پڑیے بادشاہ نے گھوڑا بڑھایا وہ شیر وغیرہ حملہ کر کے چلے بادشاہ نے لوح محفوظ گلے سے اتار کر ان جانورون پر جو عکس ڈالا سب جلنے لگے ہزبر نے پکار کر کہا ای ملکہ متین اب بادشاہ تو جانور ونکو جلا رہے ہین لشکر پر اُنکے سحر کرو متین نے کہا مین تمسے زیادہ کیا سحر کرونگی اب تمھین سحر کرو ہزبر نے کچھ ماش کے دانے نکالکر طرف لشکر کے پھینکے لشکر مین تلوارین برسنے لگین بادشاہ نے جو غلغلا سنا پلٹ کر دیکھا کہ لشکر پر تلوارین برس رہی ہین متین جادو نے جو دیکھا کہ بادشاہ پریشان ہو کر پلٹے کہ جا کر لشکر کو بچاؤن بیقرار ہو گئی جلدی سے ہاتھ ڈالا ایک پرچہ سیاہ کاغذ کا نکالا اسکی سپر بین کاٹ کر طرف لشکر کے پھینکین وہ سپرین لہرانے لگین جو تلوار گری سپرون نے سینہ سپر کیا تلوارین آتے

اوپر روک لیں ہزبر نے زانو پر ہاتھ مار کر کہا کہ صاحبو کیا غضب ہی متین میرے سحر کو دفع کر رہی ہین جنگل کے جو شیر وغیرہ آئے انکو بھی متین ہی نے روکا اب تو کھلا ہوا سحر کیا مین آج رات کو اسکو پکڑ لونگا اسکو لیجا کر قید کرون تب لشکر شاہ پناہ کرون مگر شاہ نے جب دیکھا کہ لشکر میرا محفوظ ہی مقابلہ کلکال مین آئے اسنے سحر کر کے دیکھا کہ بادشاہ پر سحر تاثیر نہین کرتا مگر گھوڑا البتہ بدلگامی کرنے لگا بادشاہ نے عکس لوح گھوڑے پر ڈالا گھوڑا قریب کلکال کے آیا کلکال نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو روکا روک کر ہاتھ مار دیا کہ کلکال کے دو ٹکڑے ہوے ہزبر نے جو دیکھا کہ کلکال مارا گیا دوسرے جادوگر کو اشارہ کیا اسکا نام شہپال تھا بڑے جوش و خروش سے مقابلہ شاہ مین آیا اور کئی سحر کیے متین جادو سحر کو شہپال کے روک رہی ہی جو سحر شہپال نے کیا متین نے اُسے دفع کر دیا ہزبر نے کئی مرتبہ پکار کر کہا کہ اے ملکہ عالم تم تو دشمنی کر رہی ہو شہپال کا رنگ نہین جمنے دیتین مین ناچار ہو رہا ہون کمیاب سے تمھاری شکایت کرونگا مگر کمیاب جادو اپنے قصر مین بیٹھی تھی کہ چند طائر آکر کاندھے پر بیٹھے اور اپنی زبان مین یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

وصف دہن مین محو جو ذہن رسا ہوا	ہاتھ آیا دام فکر مین عنقا پھنسا ہوا
مرنے کے بعد پھر گیا منھ سوے کوے یار	لاشے کو میرے رتبۂ قبلہ نما ہوا
یہ پست طالعی نے ملایا ہی خاک مین	سر سے کہین بلند مرا نقش پا ہوا
پرساں نہ ہوتا پھر کبھی بندونکے حال کا	صد شکر ہی بتون کا نہ عاشق خدا ہوا
بس کھلگئی صفائی کف دست یار کی	ظاہر جو پشت دست سے رنگ حنا ہوا
عقل و حواس و ہوش دیے تونے ای کریم	کیا کیا نہ تیری ذات سے مجھکو عطا ہوا
روتا ہون راجہ غم مین جو حسن ملیح کے	دریاے شور کا مرا دل آشنا ہوا

کمیاب جادو نے جو یہ اشعار سنے زانوون پر ہاتھ مارا کہا لو صاحبو بی متین ہزبر کے سحر کو مٹا رہی ہین یہ کہکر اُٹھی اور چلی مگر چلتے وقت کہگئی کہ جا کر بی متین کو لاتی ہون ایسے مقام پر قید کرون کہ تڑپ تڑپ کر مرے دیکھون تو انکو کون رہا کرتا ہی

کمیاب اُسوقت پہونچی کہ بادشاہ نے شہپال کو بھی قتل کیا نہر بر جادو نے ناچار ہو کر طبل
بازگشت بجوایا اور پکار کر کہا ای شہریار آج تو پلٹ جائیے کل آپ سے سمجھونگا بادشاہ پلٹے
متین جادو ہمراہ نہر بر پلٹی ہی مگر نہر بر شکایتیں کرتا آتا ہو کہ ای ملکہ یہ جو چند ساحر مارے گئے
تمہاری تدبیر سے قتل ہوے متین نے کہا تم میرے روبرو ایسی باتیں کرتے ہو ایسا نہو
کہ کمیاب کے سامنے بھی یہی بیان کرو نہر بر کہتا ہو ای ملکہ عالم مین تو کمیاب سے نہ کہونگا
مگر کمیاب ہمہ دان و ہمہ گیر ہو وہ طائر اُسنے بنا رکھے ہین کہ ہر مقام کی خبر دیتے ہین انکو خود
معلوم ہو جائیگا یہ کہتا ہوا بارگاہ مین آکر بیٹھا متین بھی کرسی پر بیٹھی ہو اور یہی بات
ہو رہی ہو کہ کمیاب سے کوئی راز چھپ نہین سکتا ہو یہ ذکر تھا کہ زمین سے کمیاب نے
سر نکالا اور پکار کر آواز دی کہ ای متین مین نے سب حرکتین تمھاری دیکھین مجھکو معلوم
ہوا کہ تم دریے بربادی کے ہو مگر کچھ نہ ہو سکیگا وہ سحر کرون کہ لشکر شاہ انھین کا دشمن ہو جائے
یہ کہتی ہوئی زمین سے نکلی متین نے کہا ای شہنشاہ سر حد کمیاب مجھکو کیا ضرورت تھی کہ
سحر نہر بر کا مثل طلسم کشا خود صاحب لوح ہین ہر وقت لوح کو ملاحظہ کرتے ہین نہر بر بھی
اپنے مقام سے اُٹھا کہا ای ملکہ کمیاب متین کی کوئی خطا نہین میرے سحر نے کمی کی آج
تو انکو معاف کیجے کل مین اُنکا خاتمہ کر دونگا اگر طلسم کشا پر سحر تاثیر نہ کریگا تو فوجون کو
مٹا دونگا جب بادشاہ اکیلے رہجائینگے تو بہ آسانی گرفتار کر لونگا تب آپکو احوال
معلوم ہوگا کہ کیسا سحر کرتا ہون کمیاب تو خاموش ہو گئی اور رفعتہ اُترگیا کہا ای نہر بر مین
جانتی ہون کہ تم متین پر عاشق ہو اور یہ عاشق شاہ ہو جو کچھ کرنا ہو سمجھکر نا نہر بر نے
آنکھ سے اشارہ کیا کہ خاموش رہیے آپ تشریف لیجائیے مین سمجھ لونگا کمیاب تو چلی
گئی نہر بر جادو متین کی خدمت کرنے لگا کبھی جام بھر کر دیتا ہو کبھی کہتا ہو کہ حضور نے
دیکھا کہ مین نے کمیاب کو کیسا سمجھا دیا کسطرح غصے مین آئی تھین متین نے کہا ہم جانتے
ہین بی کمیاب یہی چاہتی ہین کہ مجھکو ذلیل کرین لیکن مین اپنی جان دینے کو آمادہ ہون
نہر بر نے کہا کیا مجال کہ ملکہ کمیاب تمکو تکلیف پہونچائین مین کبھی شکایت نکرونگا
یہ کہکر نہر بر نے جام شراب بہ نہر کیا بیہوشی ملا کر ملکہ متین کو دیا متین نے ہاتھ کا تھ

پی لیا مگر جام پیتے ہی لپینے لپینے ہو گئی گھبرا کر کہا کیون ای نہر بدا ن جام مین کیا تھا کیہ
انجام بد ہوا نہر بد نے پکار کر کہا ای ملکۂ عالم اب بھی خیر ہی کہ جو حکم قبول کیجیے ورنہ وہ
حال کرونگا کہ تڑپ تڑپ کر مروگی متین اُٹھی کہ نہر بد پر سحر کرون جام ہاتھ سے ٹوٹ گیا
لڑکھڑا کر گرین اور بیہوش ہوئین نہر بد جادو نے متین کی زبان مین سوزن دی اور
متین کو لیکر بھاگا آتے آتے قریب قلعے کے پہونچا کہ اُس قلعے کا حاکم مینوش شہزادہ
تھا اُسکے پاس آیا کہا کہ ای مینوش یہ معشوقہ ہے میری مگر بر اسے چشم نمائی قید کرتا ہون
لہذا ہوشیار رہنا مینوش نے قید متین لیلی اور نہر بد کو رخصت کیا نہر بد پھر بارگاہ
مین آکر بیٹھا تقضائے کار فیروزہ بن عمرو بصورت خدمتگار بارگاہ نہر بد مین آیا دیکھا
جا بجا ذکر ہو رہا ہی کہ متین سے کوئی خطا نہ کی تھی نہین معلوم میان نہر بد اُسکو کہان
لے گئے فیروزہ نے ایک ساحر کو اشارے سے بلایا اُس سے سب حال پوچھا
کہا بھائی مین تو باہر تھا مجھکو نہین معلوم ہوا کہ ملکہ متین پر کیا گذری اُس ساحر نے
بھی اُتنا حال بیان کیا فیروزہ سنکر باہر نکلا چاہتا تھا کہ نہر بد سے دریافت کرون کہ
متین کو کہان قید کیا مگر وہان نہر بد جادو پاس مینوش کے قید متین کی چھوڑ کر
آیا مینوش متین پر عاشق ہوا قید خانے مین آکر سوال وصل کرنے لگا لیکن متین
کہ عاشق سعد شہریار ہی سر جھکائے بیٹھی رہی جب مینوش نے بہت منتین کین تب
متین نے جواب دیا کہ ای مینوش کیسے عاشق ہو کہ ہمین تکلیف مین دیکھ رہے ہو
اور رہا نہین کرتے ہو مینوش نے سوزن زبان سے نکال لی متین کی زبان سے
جو سوزن نکلی کہا او بے حیا کیا کہتا ہی مینوش گھبرایا کہ انتو یہ اپنے اختیار مین ہوگئی
کیا تدبیر کرون سحر کرنے لگا مگر متین تڑپ کر بلند ہوئی ہر چند مینوش نے روکا مگر
متین نہ رکی آسمان پر آکر ایک مٹھا ماش کے دانون کا قلعے پہ پھینکا ہزارون سا
جلا کر خاک ہوئے مینوش منتین کرتا ہوا آتا ہی کہ ای ملکۂ عالم مین بدنام ہو جاؤن گا
مگر متین نہین سنتی اُڑتی ہوئی جاتی ہی اُدھر کمیاب اپنے قصر مین بیٹھی تھی کہ ایک
طائر نے آکر کچھ کان مین کہا کمیاب کانپنے لگی کہا لو صاحبو ستم ہوا ہمین نہر بد جادو کو

سمجھا آئی تھی جو کچھ کرنا سمجھ کرنا اُس نالائق نے متین کو قلعہ مینوش مین قید کیا اُسنے
وہان سے رہائی پائی اب اُڑتی ہوئی جاتی ہی یہ کہکر چلی اُسوقت پہونچی کہ متین سرحد
قلعہ سے نکل چکی ہی اور مینوش گھبرایا ہوا جاتا ہی پکارتا ہوا کہ ای ملکہ عالم مین بدنام
ہو جاؤنگا پلٹ آیئے متین نے آواز دی کہ او بے حیا اب مین خدمت سعد شہریار
مین جاؤنگی دیکھون تو کمیاب میرا کیا کرتی ہی کہ ایک آواز مہیب آئی کہ ای متین تو
اب کہان جاتی ہی متین نے جو کمیاب کو دیکھا گھبرا گئی چاہا نکلجاؤن مگر کمیاب بلاے
روزگار ہی ایک موے سر توڑ کر جھٹکا دیا کہ زنجیر جا کر گلے مین متین کے پڑ گئی کمیاب
نے کھینچ لیا اور بہت غصے سے کہا کہ کیون ای متین تونے ہمارا پاس نہ کیا اور مسلمانون
کی شریک ہوئین مین تجھین زندہ نہ جانے دونگی متین کی زبان مین سوزن دی اور
کھینچتی ہوئی لے چلی تھوڑی دور چلی تھی کہ آواز آئی کہ ای بندی خاص ذرا ادھر خیال
کرو زیادہ بدعت نہ کرو کمیاب نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ جمشید ثانی ایک نخل کے نیچے
کھڑا ہوا پکار رہا ہی کہ ای کمیاب جلد میرے پاس آ کمیاب نے جو اپنے خداوند کو
دیکھا کچھ خیال نہ کیا اور آسمان سے اُتر آئی جمشید نے متین کی پشت پر ہاتھ پھیرا
اور کچھ زبان سے کہا متین سمجھ گئی کہ فیروزہ بن عمرو ہین اشارہ کیا کہ بھلا کیون
تنبیہ کیا ہی جلد کر رہا کیجیے کہ مین جا کر سعد کا سر لاؤن کمیاب خوش ہو گئی کہ قدرت نے
کیا خوب تقدیر کی ہی متین کی زبان سے سوزن نکال لی اور کہا او وزیرزادی
جا کر شاہ سے جنگ کرو متین جادو اُڑتی ہوئی روانہ ہو گئی لیکن یہان وہ وقت
ہی کہ نہر بر جادو طبل جنگی بجوا کر آیا ہی میدان مین للکار رہا ہی سعد کا ارادہ ہی کہ مین
میدان مین نکلون کہ آسمان پر برق چمکی اور آواز آئی کہ ای نہر بر جادو کیون گھبراتا ہی مین
آئی ہون منم متین جادو یہ کہکر ہاتھ چمکایا ایک برق گری کہ نہر بر کے دو ٹکڑے ہوے
اور چند دانے ماش کے پھینکے کہ ہمراہیان نہر بر جلنے لگے کئی ہزار آدمی جلے آخر لاشہ
نہر بر کا اُٹھا لیا اور سامنے سے بھاگے بادشاہ نے آکر خیمے وغیرہ لوٹ لیے خزانہ
لدوا کر لائے مگر متین جادو شرمائی ہوئی سامنے سعد کے آئی کہا شہریار آپ کے

اقبال سے رہا ہوئی اور آپ تک پہونچی اب چاہتی ہون کہ خدمت مین رہون نیب سلطان عیار نے کیا کیا احسان کیے ہین بادشاہ نے متین کا ہاتھ تھام لیا متین سے کہا اب سرکار کا کیا ارادہ ہے بادشاہ نے فرمایا اے متین یہی چاہتا ہون کہ تا بہ کمیاب پہونچون اور اس مرحلے کو فتح کرون اور جمشید ثانی پر لشکر کشی ہو یہ بھی خبر سُن چکا ہون کہ لشکر بیشمار جمع ہوا ہے مگر حافظ حقیقی مالک ہے وہی نگہبانی کریگا اور ہمارے بھائی بھتیجے سب آینگے جو آئیگا اس شان وشوکت سے پہونچیگا کہ جمشید بھی عاجز ہے متین نے کہا آج شب کو باغ ہمیشہ بہار مین جلسہ ہوگا مین وہان حضور کو لیجاؤنگی اگر حضور کا پنجہ توانا ہو تو کمیاب کو قتل کیجیے اگر حضور نے کمیاب کو مار لیا تو مرحلۂ ہفتم کا خاتمہ ہے بادشاہ نے فرمایا اے متین مین ضرور چلونگا بادشاہ بارگاہ مین آئے سب سردار جمع ہوے محفل عیش آراستہ ہوئی شب بھر جلسہ رہا صبح کو متین نے کہا اے شہریار تشریف لے چلیے دن بھر مین راستہ طے ہوگا شام کو قریب باغ ہمیشہ بہار پہونچیے گا بادشاہ نے لوح کو دیکھا اسمین بھی یہی نوشتہ پایا کہ ہمراہ متین باغ ہمیشہ بہار مین جاؤ اگر کمیاب کو مار لیا تو مرحلۂ ہفتم بھی فتح ہوا بادشاہ جمجاہ اپنے مقام سے اُٹھے ہمراہ متین کے چلے لشکر سے نکلے تھے کہ سامنے سے گرد اڑتی دیکھا فیروزہ بن عمرو جست وخیز کرتا ہوا آتا ہے بادشاہ کو جو دیکھا برائے تسلیم خم ہوا عرض کی حضور کہان جاتے ہین بادشاہ نے فرمایا ارادہ ہے کہ باغ ہمیشہ بہار مین جاؤن فیروزہ نے عرض کی کہ حضور نے لوح کو ملاحظہ کر لیا بادشاہ نے فرمایا جو متین نے کہا وہی نوشتہ بھی نکلا مجھکو خود خیال تھا کہ ایسا نہ ہو کہ کام نہ نکلے کمیاب کسی بات مین عاجز نہین ہے چھ مرحلے شکست دیے لیکن مرحلۂ کمیاب پر کئی مہینے سے جنگ کر رہا ہون نہین معلوم صاحبقران زمان وغیرہ کہان ہین فیروزہ نے کہا جسوقت آپ لشکر کشی کرینگے مین سب کو خبر دونگا غرض بادشاہ جمجاہ ہمراہ متین جادو روانہ ہوے راہ مین ایک قریہ ملا کہ وہان بڑا ہنگامہ تھا بادشاہ نے فرمایا اے متین ذرا یہان بھی دیکھ لین کہ کیا معرکہ ہے یہ فرما قریے مین آئے دیکھا ایک اکھاڑا گھدا ہوا ہے ایک پہلوان ریوخصال جست وخیز

ہر ر ہا ہو گرز ہاتھ میں لیے ہوئے کہ رہا ہو کوئی ایسا ہو کہ ایک ضرب میں سلاخ آہن کو پیوند
زمین کرے یہ گرز ہی سے لے لو سماق عمو وزران سا بارہ سال میں یہ کمال پیدا کیا ہو کہ
ایک ضرب گرز میں میخ آہن پیوند زمین کرتا ہوں بادشاہ کو اسکی یاوہ گوئی بہت ناگوار
ہوئی فرمایا ای سماق گرز اپنا میں دو جو میخ آہن پیوند زمین کریں تم دیکھ لینا سماق نے
جو دیکھا کہ ایک جوان حسین و جمیل ہو تھیوں کے مارے بیٹھے ہوئے گلچھرے یا قوت احمر کے
لگے ہیں سماق نے کہا اگر یہ میخ آہن پیوند زمین نہ ہو یگی تو سب اسباب آپ کا تاراج
ہو یگا بادشاہ نے قبول کیا اور گرز ہاتھ سے سماق کے لیا میخ آہن جو زمین میں نصب
تھی بسم اللہ کہکر گرز لگایا وہ میخ آہن اسقدر پیوند زمین ہوئی کہ نشان نہ معلوم ہوتا تھا
سماق حیران ہوا کہا مجھ سے مقابلہ کیجیے بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ یہ فرما کر اکھاڑے میں
آکود سے سماق سے کشتی ہونے لگی بادشاہ نے شروع سے سماق کو رگیدا جب پکڑ لے
دو چار گھسّے مارے کہ پیشانی سماق کی غربال ہو گئی لباس پارہ ہوا تب سے تیغ میں
بادشاہ نے سماق کو اُٹھا لیا چاہا زمین پر پھینکوں سماق نے آواز دی کہ میں غلامی
اختیار کرتا ہوں بادشاہ نے ہاتھ سے رکھدیا سماق قدموں سے لپٹ گیا اور عرض کی
کہ میں امیدوار ہوں کہ نام نامی سے آگاہ ہوں بادشاہ نے فرمایا وہ سماق ذکر سنا ہوگا
کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران ہیں میں اُنکے فرزند کا فرزند ہوں اور لشکر اسلام
کا بادشاہ ہوں برائے فتح طلسم نوخیز جمشیدی آیا ہوں یہ حال سنکر سماق قدموں سے
لپٹ گیا کہا تقدیر غلام کی کہ حضور سے مشرف ہوا اب کہاں جائیے گا بادشاہ نے فرمایا
باغ ہمیشہ بہار میں جاؤنگا فکر میں کمیاب کی ہوں سماق نے عرض کی حضور تشریف
لے چلیں در باغ پر پہرا ہوگا نامہ کمیاب کا میرے پاس آیا ہو میں آپ کو اندر
پہونچا دونگا بادشاہ جہجاہ سماق کو ساتھ لیکے چلے سماق نے کہا پہلے غلام کو جانے دیجیے
بعد اسکے آپ تشریف لائیے بادشاہ ٹھہر گئے سماق روانہ ہوا جب قریب باغ ہمیشہ بہار
پہونچا تو ملازمان کمیاب سماق کو ڈھونڈھ رہے تھے جیسے ہی سماق کو دیکھا کہا اہلکاران
دوران چلکر سیر سے یہ پوچھو سب تاجدار و ساحران غدار جمع ہیں یہ تمھارے حکم سے

کوئی جا نہین سکتا سماق جاکر پہرے پر بیٹھا اور تاجدارون کو حکم دیا تاجدار اندر جا بیٹھینگے
کہ سامنے سے کمیاب آئی کہا اے سماق آج کا دن عجب ملال کا ہو کتاب مین تو لکھا ہو کہ طلسم کشا
ضرور آئیگا مگر تم ایسا پہلوان پہرے پر ہو تو غیر شخص کیونکر آسکتا ہو سماق نے کہا کیا مجال کہ
کوئی غیر آجائے کمیاب خوب تاکید کرکے محفل مین جا بیٹھی سب تاجدار جمع ہین ہر ایک کی
زبان پر یہی ذکر ہو کہ اے کمیاب اگر طلسم کشا آگئے تو کیا تدبیر ہوگی کمیاب کہتی ہو اگر بادشاہ
آگئے تو فوجین جمع ہین بلوہ کرکے گرفتار کرلونگی اور جو میرا سحر چلگیا تو اسطرح گرفتار کردون
کہ تم لوگ حیران ہو جاؤ مین نے وہ تدبیر کی ہو کہ تم لوگ سنکر پسند کروگے اگر مجکو ثابت
ہو جائے کہ طلسم کشا آگئے تو مین انتظام کرلونگی لیکن سماق دروازے پر باغ کے بیٹھا ہو
جو تاجدار آیا اُسنے اُٹھکر تعظیم کی پہچان لیا نام پوچھا حکم دیا کہ اندر جاؤ اندر باغ کے فرش
بچھا ہو کمیاب مسند پر بیٹھی ہو جو آتا ہو اُسکو بنگاہ غور دیکھ لیتی ہو اور دمبدم کہتی جاتی ہو کہ
تحریر کتابدار کو آج کیون دیر ہوئی ناگاہ ایک تخت آسمان سے ظاہر ہوا ایک شخص ضعیف
باریش سفید عمامہ سر پر باندھے ہوئے ایک کتاب بڑی موٹی بغل مین دبی ہوئی آکر پہونچا
اول کمیاب اپنے مقام سے اُٹھی سب اہل صحبت کھڑے ہوگئے سب نے اُس سے مصافحہ
کیا تحریر کتابدار جس سے مصافحہ کرتا ہو اُسکو بغور دیکھکر کہتا جاتا ہو کہ آپ کا نام نامی کیا ہو
کسی تاجدار نے نام اپنا یاقوت تاجدار بتایا کسی نے نام اپنا الماس تاجدار بتایا کوئی
نیلم تاجدار ایک ہندو مہاجن لالہ چینی لال تھے مگر کمیاب کہتی ہو اے تحریر کتابدار عجب
تو طلسم کشا کا پتہ نہین اور کتاب سامری مین صاف صاف لکھا ہو کہ طلسم کشا ضرور تشریف
لائینگے کمیاب نے کہا اے تحریر بالائے منبر جاؤ تحریر سامری کا کچھ اعتبار نہین قلم ہاتھ
مین تھا جو ذہن مین آیا وہ لکھ دیا دروازے پر باغ کے وہ نگہبان ہو کہ جس سے رستم و
اسفندیار بھی مقابلہ نہین کرسکتے اگر طلسم کشا آیا تو سماق عمرو زن پسلیان توڑ ڈالیگا
اور اگر باغ مین آگئے تو تم لوگ موجود ہو مین آفت برپا کرونگی لالہ پنالال نے جھکر
خبر دی تھی کہ سماق زبر ہوا سراسر غلط ہو اگر وہ زیر ہوتا تو برائے نگہبانی نہ آتا مگر یہان
سماق عمرو زن نے خبر سنی کہ تحریر کتابدار آگیا منبر پر بیٹھا ہو ابھی وعظ شروع نہین کیا

سماق گھبرا رہا ہی کہ وقت شام آگیا اور بادشاہ جمجاہ ابھی تک تشریف نہین لائے ایسا نہو کہ راستہ بھول جائین اگر نہ تشریف لائے تو باعث خرابی ہی کہ سامنے سے دیکھا آگے آگے بادشاہ عالیجاہ ایک طرف متین جادو دوسری طرف فیروزہ بن عمرو بادشاہ کو دیکھکر سماق کھڑا ہو گیا جھک کر سلام کیا عرض کی کہ حضور نے کہان دیر لگائی تشریف لے چلیے بادشاہ جمجاہ داخل باغ ہوئے متین و فیروزہ بھی ساتھ ہین سماق بھی ہمراہ ہوا چند شاگرد سماق کے جو ساتھ آئے تھے ایک کو اپنے مقام پر بٹھا دیا اور دس شاگرد ساتھ لیے سونٹے سب کے ہاتھون مین پشت پر بادشاہ کی مگر بادشاہ اُسوقت محفل مین آئے کہ تحریر کتابدار ممبر پر اور سامنے طائفہ گائن کا حاضر ہی یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

شب وصلت جو ہین پچھلے پہر تدبیر ہوتی ہی　　موذن کی صدا حق مین ہمارے تیر ہوتی ہی
جو پھر فاتحہ آتا ہی وہ گور غریبان پر　　تو اٹھ اٹھکر ہماری خاک دامنگیر ہوتی ہی
خفا ہو کے مری جانب سے کیون منھ پھیر لیتے ہو　　سدا بوسے کے لینے سے کون سی تقصیر ہوتی ہی
مرے پُردرد نالے سنکے پتھر تک پگھلتے ہین　　مگر دل پر بتون کے کچھ نہین تاثیر ہوتی ہی
قلم کرتا ہی سر کس جرم پر تو شمع محفل کا　　خطا سرزد یہ تجھسے ناحق اے گلگیر ہوتی ہی
بناتے ہین ادھر اک میکدہ ہم رند والی سطوت　　ادھر زہاد مین مسجد اگر تعمیر ہوتی ہی

تحریر کتابدار نے چاہا کہ کچھ شروع کرے دل کانپنے لگا زبان مین لکنت دل مین حیرت رنگ گیا کمیاب نے پکار کر کہا کہ اے تحریر سب تمہاری آواز کے مشتاق ہین جانتے ہو کہ بعد سال بھر کے یہان جلسہ ہوتا ہی یہ وہ باغ ہی کہ جہان سامری رہتے تھے اور سامرن پھرا کرتی تھین اکثر درختون کے سایے مین سامری و سامرن سے رمز و کنایے ہوا کرتے تھے تحریر نے سنکر جواب دیا کہ اے ملکۂ عالم میرا بُرا حال ہی کتاب ہاتھ مین ہی مگر ایک شاید پڑھا نہین جاتا مین تو جانتا ہون کہ طلسم آخر آگیا انھین کے آنکی یہ ہیبت ہو دیکھو تو میرے منھ سے لفظ نہین نکلتا کہ بادشاہ نے بڑھکر نعرہ کیا و متین نے سحر کیا فیروزہ نے حقہ ہائے آتشبازی مارے سماق نے بڑھکر ممبر کو اٹھا لیا تحریر کو قصد کیا کہ بھاگ جائے کہ سماق نے وہی ممبر اٹھا کر پھینک مارا کہ تحریر کتابدار کی ہڈیان

ٹوٹ گئیں اور نعرہ شاہ کی صدا بلند ہوئی شاہ کی مدد سے دلیران جا پہنچے تھیں طائر جو قفس
مین بند تھے قفس توڑ توڑ کر نکلے اور آوازین دیتے تھے کہ اے کمیاب سحر پر کتابدار تو
مارا گیا تم اپنی جان بچاؤ ایسا نہ ہو کہ تم بھی قتل ہو جاؤ تو ہماری قدر کون کریگا ہماری
زندگی کا ثمرہ تمہارے دم سے ہی بہار اس باغ کی تمہارے قدم سے ہی کمیاب غلغلہ
کرتی ہی کہ اے ساحران نامی و اے بندگان خداوند گرامی طلسم کشا کو کیا ہو گیا ہی سحر کرتی ہی
تو سماق وفیروزہ تو ڈٹے ہوتے تھم جاتے ہین اس سبب سے کہ سحر پانی تمام لیتا ہی
فیروزہ آواز دیتا ہی کہ شہریار غلام کو بچائیے سحر نے مجکو روکا ہی بادشاہ لوح کو چھپا دیتے
ہین لیکن متین نے سحر کرکے کئی ہزار ساحرون کو مار اسرداروں سے مرجا بجا پڑے
ہوئے تڑپ رہے ہین مگر بادشاہ اکبر تہ سماق و فیروزہ پہ لوح چھپا کر ایک مادیان
کھڑی تھی اسپر سوار ہوئے اور نعرہ شیرانہ بآواز بلند کیا نعرہ سعد شہریار

شہنشاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس جسم
تجلی دہ بزم اسلامیان	نہال گلستان صاحبقران

اسطرح شاہ نے نعرہ کیا کہ درخت جڑ سے اکھڑ گئے اور طائر ہوا سے تھرتھرا کر گر نے
کر جانورون کے سر پھٹ گئے جام شراب الٹ گئے کمیاب نے قصد کیا کہ نکلجاؤن
مگر تاجدارون نے بڑھکر کمیاب کو روکا کہا اے ملکۂ عالم آپکی وجہ سے سب لڑ رہے ہین
مگر سماق کو دیکھیے کہ کتابدار کو مارا اور کس زور و شور سے لڑ رہا ہی اور بی متین
تو عاشق صادق ہین آگ برسا دی ہی عیار نے ہزارون کو جلا دیا یہ ہنگامے ہو رہے
ہین کہ آسمان پر نعرہ ہوا کہ اے کمیاب سنم فیلان جنگی تیرے لینے کو آیا ہون دیکھا
سب نے ایک مست ہاتھی چوب آہنی سونڈ مین دبی ہوئی آکر پہونچا اور زمین پر
قایم ہوا طرف کمیاب کے چلا کمیاب نے جو دیکھا کہ فیل مست میری جانب آتا ہی
اور اشارہ سے کر رہا ہی کہ مجپر سوار ہو لو مین نکال لے چلون کمیاب جست کرکے فیل
کی پشت پر جا بیٹھی فیل نے چاہا بڑھون کہ سعد بن قباد نے مادیان کو بڑھایا مادیان
فیل کو دیکھکر بے لگامی کرنے لگی بادشاہ پشت مادیان پر سے کود پڑے اور طرف فیل کے

چلے فیل نے جو دیکھا کہ شاہ قریب آ گئے بھسونڈ اٹھا کر مارا بادشاہ نے سونڈ اسکی پکڑ کر لوح کا عکس ڈالا عکس جو پڑا ہاتھی چیخین مارنے لگا اور مثل انسان کے کہتا تھا کہ اے طلسم کشا مجھکو چھوڑ دے کمیاب حیران ہو کر یہ کیا معرکہ ہی تھوڑے ہی عرصے مین اُس فیل کے منہ سے آگ پیدا ہوئی آخر کمیاب پشت پر سے کود پڑی طلسم کشا نے چاہا کمیاب کو قتل کرون کہ زمین شق ہوئی ایک عقاب پیدا ہوا کمیاب عقاب پر سوار ہوئی عقاب اُڑتا ہوا کمیاب کو لے چلا متین نے پکار کر کہا بھی کہ اے شہریار کمیاب جاتی ہی طلسم کشا نے کئی تیر مارے مگر عقاب کمیاب کو لیکر نکلگیا تمام ساحر کچھ قتل ہوے کچھ بھاگ گئے تھوڑے عرصے مین باغ مین سناٹا ہو گیا لاشین ساحرون کی جا بجا پڑی ہین نخل سب خشک ہو گئے وہ جانور جو قفس مین سب بند تھے قفس توڑ کر نکل گئے بادشاہ مع متین وسماق وفیروزہ کو ساتھ لیے ہوے باغ سے نکلے متین نے کہا اب کمیاب کا ملنا دشوار ہی جیسے ہی ہاتھی چلا تھا اگر حضور کوشش کرتے تو کیا عجب تھا کہ کمیاب دستیاب ہو جاتی اب کمیاب کسی جلسے مین نہ جائیگی اور وہ اپنے کو مخفی کریگی اب حضور لوح ملاحظہ فرماوین میری واقف کاری کا تو خاتمہ ہو گیا بادشاہ آگے بڑھکر گھوڑے پر چڑھے متین سماق سے باتین کر رہی تھی کہ زمین سے دھوان نکلا بادشاہ لوح کو ملاحظہ فرماتے تھے کہ متین نے آواز دی کہ کنیز کو بچائیے بادشاہ طرف متین کے چلے تھے کہ سماق نے آواز دی کہ غلام کو بچائیے بادشاہ طرف سماق کے چلے کہ اُس دھوئین نے متین کو بلند کیا بادشاہ نے دیکھا کہ متین وسماق کی گردنون مین زنجیر ہین پڑی ہین بادل بلند ہو گئے بادشاہ ناچار ہو کر لوح کو ملاحظہ فرمانے لگے لوح مین حکم نکلا کہ اگر متین وسماق غائب ہون تو اے طلسم کشا پریشان نہ ہو آبشار جادو متین وسماق کو لیگئی لہذا سامنے جائیے ایک صحرا ویران ملیگا اُسمین ایک گنبد ہی اُس گنبد مین دونون رفیق آپ کے قید ہین انکو جا کر رہا کیجیے بادشاہ نے فیروزہ کو رخصت کیا کہا اے فیروزہ تم لشکر مین چلو انشاء اللہ ہم بھی آتے ہین فیروزہ کو یہ منظور نہیں کہ شہریار کا ساتھ چھوڑے مگر بموجب ارشاد ایک نخل کی آڑ پکڑ کر بیٹھا کہ باغ سے رونیکی آواز آئی کہ کوئی شخص

بلک بلک کر رو رہا ہو اور یہ آواز دیتا ہو نظم

گھر دل مین کرکے سیہ دل داغدار دیکھ — اے جان خانہ باغ کی آکر بہار دیکھ
مین کیا دہان گو تنک بول اُٹھے ابھی — تربت پہ میری آکے ذرا تو پکار دیکھ
بعد فنا بھی وا رہین آنکھین نہ آیا تو — وعدہ خلافی اپنی مرا انتظار دیکھ
تو تیغ تیز کھینچے نہ مین سر جھکائے ہون — اپنے ستم کو دیکھ مرا انکسار دیکھ
در پے ہوے ہین جان کے ایمان تو لیچکے — بت کرتے ہین ستم مرے پروردگار دیکھ
کوتاہ عمر ہو گئی اور یہ نہ کم ہوئی — اے جان آکے طول شب انتظار دیکھ
بجلی گرائی غیر پہ رو پراز قلق — تاثیر آہ گرم دل بیقرار دیکھ

فیروزہ نے جو یہ آواز سنی خیال کیا کہ باغ مین کوئی رو رہا ہو ایک ساحر کی شکل بنکے باغ مین آیا دیکھا جس مقام پر لاشہ تحریر کتا بدار کا پڑا ہو ایک ساحر سیاہ فام بدانجام لاش پر تحریر کی رو رہا ہو فیروزہ نے پکار کر آواز دی اے بھائی کیون اسقدر روتے ہو صبر کرو قدرت کو تحریر پسند آئے تحریر کی تقدیر مین یہی تحریر تھا کہ اس باغ مین مارے جائین دیکھو کمیاب کسطرح نکل گئی طلسم کشا نے لاکھ جستجو کی مگر نہ روک سکے یہ کہتا ہوا قریب آیا اُس ساحر نے کہا بھائی مین نے تمکو نہین پہچانا فیروزہ نے قریب آکر کہا اے بھائی اسوقت تمھارے ہوش درست نہین ہین مین ہون سکان جادو ہر وقت تحریر کی صحبت مین رہتا تھا آج برسون کا ساتھ چھوٹا اُس جادوگر نے کہا اے سکان سنو لنکات جادو ہمیشہ تحریر کا ساتھ رہا آج اُسکے مارے جانے سے تنہا ہو گئے دیکھیے انجام کیا ہو فیروزہ نے جام مین پانی بھر کر پڑیا بیہوشی کی اُسمین ڈالدی کہا لو بھائی پانی پی لو کہ طبیعت ٹھہرے نکات نے وہ پانی پیا پیتے ہی گھبرایا کہتا تھا اے سکان دل میرا گھبرا رہا ہو آنکھون کے نیچے اندھیرا ہو لشکر غم و الم نے گھیرا ہو فیروزہ نے کہا ٹھہرو ٹھہرو نکات جادو اُٹھا بیہوشی نے تمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا فیروزہ نے لنکات کا سر کاٹ لیا مرتے ہی لنکات کے زمین سے ایک ساحر پیدا ہوا اُسنے نکلتے ہی فیروزہ کو پکڑ لیا گرفتار کرکے لے چلا ہر چند فیروزہ عذر کرتا ہو کہ مین ہمراہیان تحریر سے ہون

مجھکو کیون گرفتار کرتے ہو مگر اُس ساحر نے نہ سنا اور فیروزہ کو لاکر ایک گنبد مین قید کیا
جہان بڑا اندھیرا تھا فیروزہ ایک گوشے مین پڑا ہو تاریکی سے دم خفا چہار جانب نگاہ
اُٹھاکر دیکھتا ہی کچھ معلوم نہین ہوتا بعد عرصے کے جو نگاہ قایم ہوئی تو دیکھا کہ متین و
سماق پہلوان ایک طرف قید ہین فیروزہ نے پکار کر کہا اے متین وسماق ہم بھی تمھارے
پاس آگئے متین نے اشارہ کیا کہ کشش جادو نے ہمکو گرفتار کرلایا ہی مگر یقین ہی کہ شہریار
یہان ضرور آوین یہ ذکر تھا کہ دروازہ گنبد کا کھلا دیکھا ایک ساحرہ ایک خوان مین
کچھ روٹیان تین آبخورے پانی کے لیکر آئی تینون کے آگے رکھدیے کہا اے قیدیو
کھاؤ تمھارے حال پر ملکہ کو رحم آیا مجھکو حکم دیا کہ قیدیون کو کھانا پہونچا دو ورنہ بھوکے
پیاسے مرینگے فیروزہ نے پوچھا ملکہ کون ہین ہمسے مفصل حال بتاؤ کہ اُنکا نام لیکر دعا دین
اُس ساحرہ نے کہا سامنے گنبد کے باغ ہی کہ اُسکو باغ گلرنگ کہتے ہین ہماری
ملکہ گلرنگ اُس باغ مین تشریف رکھتی ہین یہان کا قیدی کبھی رہائی نہین پاتا ملکہ کو جو
خبر معلوم ہوتی ہی کہ فلان شخص یہان آکر قید ہوا تو اُسکو کھانا بھجوا دیتی ہین اسوقت
بیٹھے بیٹھے ارشاد فرمایا کہ اے دفتر جادو کشش جادو نے تین ملازم طلسم کشا کے پکڑے
ہین اُنکو قید کر گیا ہی لہذا اُنکو کھانا پہونچا دو تو مین کھانا لیکر آئی ورنہ یہان کے
قیدی کا آب ودانہ بند رہتا ہی فیروزہ نے ہر چند فقرہ دیا کہ اے دفتر بیٹھ جاؤ مین
کچھ باتین کرونگا مگر دفتر نے کہا مین ملکہ کے حکم کی پابند ہون مین نہ ٹھہرونگی یہ کہکر چلی
گئی ان لوگون نے کھانا کھایا مگر سعد بن قباد جب لوح طلسمی کو دیکھکر چلے اور قریب
اُس باغ کے پہونچے ملکہ گلرنگ بالاے بام بیٹھی تھی اپنے بام سے دیکھا کہ ایک
جوان آفتاب جمال در باغ پر آکر ٹھہرا ہی کنیزون سے کہا ذرا جاکر دریافت تو کرو
کہ یہ کون شخص ہی کیا امید رکھتا ہی دو کنیزین بام سے اُترین قریب شاہ کے آئین اور
جھک کر سلام کیا جاہ وجلال دیکھکر حیران تھین بات نہ کرسکتی تھین بادشاہ نے پوچھا
نیکبختو تم کون ہو کنیزون نے کہا ہماری ملکہ پوچھتی ہین کہ آپ کا نام نامی کیا ہی سعد نے
فرمایا سرکوب جمشید ثانی فتاح طلسم نوخیز جمشیدی کنیزین یہ سُنکر بھاگ گئین آگے

گلرنگ سے کہہ کہ حضور جنکا ذکر کرتی تھین وہی تشریف لائے ہین نام سعد شہریار کا سنکر
گلرنگ اپنے مقام سے اُٹھی دربار شاہ پہ آئی بادشاہ کو سلام کیا عرض کی کہ اندر تشریف
لے چلئے گھڑی دو گھڑی بیٹھیے مشتاق کو سرفراز کیجیے آپ کو اختیار ہے بادشاہ نے فرمایا
مین گنبد تاریک مین جاتا ہون میرے رفیق وہان قید ہین ملکہ نے کہا آپ تشریف لائے
ہین مین آپ کے قیدیون کو بلوا دونگی بادشاہ یہ مژدہ سنکر ساتھ گلرنگ کے باغ مین آئے
دیکھا باغ سرسبز و شاداب ہر نخل لاجواب ہر روشون پر سرخی کٹی ہوئی سب چمن ہرے بھرے
ہر جانب پھولون کی مہک ہوا کی سنک طائرون کے چہکارے بادشاہ ہمراہ گلرنگ
کے وسط باغ مین آکر بیٹھے گلرنگ نے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزون نے گلابیان شراب
کی کشتیان کباب کی پیش کین اور سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

میرا نامہ اثر سے حالِ شوق تشہیر ہو گیا	گر نہین قاصد نہ ہو نامہ کبوتر ہو گیا
جب اُڑا سکے اپنے منہ سے پھونک کر اس خلق نے	بجان انجمن آگئی ہر پر کبوتر ہو گیا
ید بیضا نہین ہے ہاتھ مین جام بلور	معجزہ ہاتھ آگیا ساقی پیمبر ہو گیا
از بہار عمر آخر ہو گیا وقت خزان	یہ ہی جلسہ گلشنِ عالم کا دم بھر ہو گیا
قطرہ مو کی طرح آنسو نکل آئے مرے	دل بھر آیا ساقیا خالی جو ساغر ہو گیا
ملگئے سب خاک مین کیسے کو دو دنکے لیے	کوئی دارا ہو گیا کوئی سکندر ہو گیا
آفتاب حشر کا اب اے متین کچھ ڈر نہین	سر پہ میرے سایہ ساقی کوثر ہو گیا

بادشاہ جو حق مین بیٹھے ہین کہ ایک نازنین نے جام دیا بادشاہ نے فریب کی نگرا
دی گلرنگ نے کہا اے شہریار مین کئی دن سے آپ کا ذکر کر رہی ہون یہی جانتی تھی
کہ صورت دیکھا دیکھون مین اطاعت اسلام کر چکی ہون مجھکو نام جمشید سے نفرت ہے
اپنے دل مین یہ سوچی کہ اگر جمشید کچھ اختیار رکھتا ہوتا تو بھاگ کر کیون گیا معلوم
ہوا کہ بے اختیار ہے پس مین نے اطاعت کی بادشاہ نے جام نوش کیا اور فرمایا کہ اے
ملکہ گلرنگ تم نے وعدہ کیا تھا کہ آپ کے قیدیون کو بلوا دونگی لہذا وعدہ پورا
کیجئے ملکہ نے [illegible] کنیز کو اشارہ کیا کہ [illegible] قیدیون کو لے آؤ کنیز روانہ ہوئی شاہ

فرمایا قیدی وہ ہین تیسرا کون ہی ملکہ نے کہا کہ آپ کا عیار بھی آکر قید ہوا ہی بادشاہ جہاد
کو بڑا افسوس ہوا اور فرمایا کہ ای ملکہ عالم تین اپنے عیار کو بہ آرام چھوڑ کر آیا تھا ملکہ نے
کہا اُسنے باغ مین ایک ساحر کو مارا وفترکشا پہونچ گیا اُسکو گرفتار کر لیا کیتہ تو اسطرف
چلی بادشاہ کے قریب گلرنگ بیٹھی ہوئی ہی کہ گنبد تاریک مین پہونچی سماق و متین
و فیروزہ کو رہا کر کے لائی یہ تینون بھی آکر بیٹھے شریک صحبت شاہ ہوے مگر رنگ رخ
ملکہ اُترا ہوا ہی خاموش بیٹھی ہی کہ آسمان پر سناٹا ہوا وفترکشا کر پہونچا اسنے جو یہ کیفیت
صحبت ملکہ مین دیکھا نعرہ کیا کہ ای گلرنگ یہ کیا حرکت کی کہ قیدیون کو قید خانے سے
بلوا لیا اور بادشاہ پر جو نگاہ پڑی چلا کر کہا کیون ای سکندر عالم تمنے یہ کیا غضب کیا کہ
دشمن خداوند کو اپنے باغ مین جگہ دی ملکہ گلرنگ منتین کرنے لگی کہتی تھی ای وفترکشا
کچھ مروت بھی شرط ہی مگر وفترکشا کا غصہ دم بدم زیادہ ہوتا جاتا تھا کلمات سخت کہنے
لگا جھلاتا ہوا زمین پر آیا چاہتا تھا ملکہ کے بال پکڑ لون سعد نے نعرہ کیا کہ او بے حیا
وہ تو منت کرتی ہی اور تو ظلم کرتا ہی وفترکشا نے کہا کیا مین تجھکو چھوڑونگا قصد کیا کہ
بادشاہ کی گردن پکڑ لون بادشاہ نے کلائی اسکی تھام لی کہ وفترکشا چیخنے لگا اور کہتا تھا
کہ میری زندگی پر حرف آتا ہی عبارت تحریر تقدیر مٹی جاتی ہی مگر بادشاہ نے کلائی تھام کر
ایک تمانچہ مارا کہ وفترکشا کا سر اُڑ گیا مرنا وفترکشا کا تھا کہ ملکہ نے لب پر آکر کہا ای شہریار یہ
غضب کیا یہ گنبد تاریک کا حاکم ہی اسکے مرنے سے آفت برپا ہوگی بادشاہ نے فرمایا
تمھارے ساتھ گستاخی کرتا تھا مجھسے نہ دیکھا گیا اُس گستاخی کا یہ انجام ہوا کرتا ہی
اور جو کوئی آئیگا سمجھا جائیگا ملکہ نے کہا اور ساحر جو متعلقین گنبد تاریک باقی ہین
وہ ضرور آئینگے یہ ذکر تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا او گلرنگ تو نے بڑا ستم کیا کہ
دشمن خداوند کو اپنے گھر مین جگہ دی اور ہمارے افسر کو قتل کرایا اب ہم تجھے کیا
زندہ چھوڑینگے یہ کہکر آواز دی کہ ای نگہبانان باغ ان گنہگارون کو گھیر لو کئی ہزار
ساحر گوشۂ باغ سے پیدا ہوے جب بادشاہ نے دیکھا کہ ساحرون نے چہار طرف سے
بلوہ کیا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ سعد شہریار

	بہار گلستان کاؤس وجم		منم شاہ شاہان فریدون حشم	
	نہال گلستان صاحبقران		تجلی دہ بزم اسلامیان	

بادشاہ نعرہ کر کے لڑنے لگے ملکہ متین جادو بھی سحر کر رہی ہو فیروزہ نے حقہ ہائے آتشبازی مارے بادشاہ لڑتے ہوے سامنے افسر کے پہونچے اسکا نام کشش جادو ہو بادشاہ پر کئی سحر کیے مگر بادشاہ نے لوح طلسمی کو چمکایا سحر اُسکا باطل ہوا آخر اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے روک کر ہاتھ مار دیا کشش جادو کے دو ٹکڑے ہوے افسر جو مارا گیا سب ساحر خوف کھا کر بھاگنے لگے تھوڑے عرصے میں وہ باغ ساحروں سے خالی ہو گیا بادشاہ بہ فتح و فیروزی پلٹے ملکہ گلرنگ نہایت خوش ہو کہتی ہو ای شہریار مجھے یہ امید نہ تھی کہ آپ اِن ساحروں پر غالب ہونگے بادشاہ نے فرمایا او ملکہ جب سے اِس طلسم میں آیا ہوں ایسے ایسے معرکے بہت پڑے اور انشاء اللہ معرکۂ عظیم باقی ہو جسدن لشکرکشی ہوگی اُسدن معرکۂ عظیم پڑیگا مگر ہمارے بھائی بھتیجے جا بجا لڑ رہے ہیں خود صاحبقران زمان دربندوں کو فتح کرتے ہوے آتے ہیں جمشید ثانی فوجیں جمع کر رہا ہو انشاء اللہ تعالیٰ اب لشکرکشی ہوگی فقط قتل کمیاب کا انتظار ہو کمیاب کے مرحلۂ ہفتم نے بڑا طول کھینچا کئی مہینے سے اِسی مرحلے پر لڑ رہا ہوں گلرنگ نے کہا ہرچند کہ میرا حال کھلگیا مگر قصر جہان پیما میں ایک جلسہ ہونے کو ہو وہاں جا سکتی ہوں آپ بھی تشریف لے چلیں کمیاب بھی آئیگی بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا یہی نوشتہ پایا کہ گلرنگ بہت ٹھیک کہتی ہو اِس سے وعدہ کر لیجیے کیا عجب ہو کہ قصر جہان پیما میں کوئی قصور نہ ہو ہرچند کہ کمیاب جادو بڑی ہوشیار ساحرہ ہو مگر آپ اُسکے قریب پہونچ جائیے گا اگر اُسکی موت آگئی ہو تو زیادہ ہوشیاری نہ کرے گی مگر تنہا جائیے کوئی ساتھ نہیں جا سکتا بادشاہ نے گلرنگ و متین کو رخصت کیا گلرنگ سے وعدہ کر لیا کہ قصر جہان پیما میں ملاقات ہوگی گلرنگ اور متین صورتیں اپنی بدلکر تخت پر سوار ہوئیں اور طرف قصر جہان پیما کے چلیں بادشاہ نے سماق و فیروزہ سے کہا تم لشکر میں جلو سماق پہلوان تو طرف لشکر کے روانہ ہوا

مگر فیروزہ بن عمرو ظاہر مین تو بادشاہ سے رخصت ہوا مگر ایک غار مین چھپ رہا جب
بادشاہ آگے بڑھ گئے تو فیروزہ بھی پیچھے پیچھے چلا دل مین یہ خیال ہو کہ عجائب وغرائب
طلسم دیکھون اور جہان کہین شاہ دھوکا کھائین بادشاہ کو آگاہ کرون آفت مین پھنسنے
دون پیچھے پیچھے شہریار کے چلا مگر بادشاہ راہ کو طی کرتے ہوے جاتے ہین کہ صحراے
وسیع مین پہونچے دیکھا ہزارہا تماشہ بین جمع ہین دوکاندار اپنی اپنی دوکانون مین
بیٹھے ہین جا بجا فرش بچھے ہین رؤسا و امرا اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین تماشہ دیکھ رہے
ہین اور بیچ مین میلے کے انبار ہیزم ہو لکڑیان جل رہی ہین شعلہ ہاے آتش آسمان
کو پہونچ رہے ہین میلے کا ہنگامہ گاہکون کا دوکانون پر وہ بازار ایسا جما کہ بادشاہ نے اس
طلسم مین نہین دیکھا تھا یکایک سب دوکاندار اٹھ کھڑے ہوے تماشہ بین دیکھ رہے ہین
کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا آگے کچھ لوگ اہتمام کرتے ہوے
آتے ہین کہ کوئی بیچ مین نہ آوے بادشاہ ایک گوشے سے دیکھ رہے ہین کہ ایک
تاجدار سر برہنہ پا پیادہ ہاے فرزند ہاے فرزند کہتا ظاہر ہوا لوگ اس تاجدار کو
سمجھاتے ہین کہ اے کریم تاجدار موت مین کسیکا اجارہ نہین ہو صبر کرو تمھارے
فرزند کے لیے بڑا فخر ہوا کہ بہو تمھاری ساتھ تمھارے فرزند کے ستی ہوتی ہو کل
خاندان مین تا بروز قیامت فخر رہیگا بعد اس تاجدار کے بادشاہ نے دیکھا ایک
تخت اور آتا ہو اسپر حسین جادو سوار ہو لباس عروسانہ پہنے ہوے بال کھلے ہوے
پانون پھیلاے ہوے زیر پا انگیٹھی جسمین آگ روشن ہو پانون پر دہی رکھی ہوئی
اُسمین کھیر ٹپک رہی ہو اُسی کھیر کو ہاتھون سے بانٹ رہی ہو اور گلے سے ہار پھول توڑ
توڑ کر پھینک رہی ہو اور ایک نوجوان کے لاشے کو لیے ہو اُسکا سر زانو پر رکھا
ہوا ہو ست کنتی ہوئی آتی ہو بادشاہ کو بڑا تعجب ہوا کہ مین نے تو شتین کو
رخصت کیا ہو یہ مکر کیا ہو مگر مین گوارا نہ کرونگا کہ مطیع اہل اسلام آگ مین جلے یہ
سوچکر بڑھے کہ کسی نے دامن پکڑ لیا بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ فیروزہ بن عمرو ہو
بادشاہ نے فرمایا کیا کہتا ہو فیروزہ نے عرض کی کہ اے شہریار یہ سراسر مکر ہو آپ کہان

جاتے ہین یا تو لوح کو ملاحظہ فرمائیے یا اسکو جانے دیجیے بادشاہ رک گئے مگر وہ تخت
کہار ون نے قریب آگ کے لاکر کہا متین نقلی نے پکار کر آواز دی کہ صاحبو یہ میلہ
آخر کا ہو اب یہان کا ہیکو آوینگے مقام افسوس ہو کہ مین طلسم کشا پر عاشق تھی مگر میرا
عقد ساتھ مفتاح تاجدار کے کیا مجھ ایسی بدنصیب کوان ہوگی کہ مین تو سو گئی جب
صبح کو آنکھ کھلی تو شوہر کو مردہ پایا مین اسکے ساتھ جل جاونگی جسکو رو کنا ہو وہ روکے
مگر بادشاہ جب قصد کرتے ہین فیروزہ دامن تھام لیتا ہو بادشاہ کو نہین جانے دیتا
اگر متین نقلی دیر تک یہ پکارا کی کہ کوئی مجھکو نہ بچا یگا مین جل جاؤن بادشاہ کو بہت غصہ
ہی ہرچند چاہتے ہین کہ جاؤن مگر فیروزہ بادشاہ سے عرض کرتا ہی کہ لوح کو ملاحظہ کیجیے
اگر لوح حکم دے تو تشریف لیجائیے وہ جو خبر ملی تھی کہ کمیاب جادو بڑی مکارہ ہی
اب آپنے یہ فریب پھیلایا ہی فیروزہ کے کہنے سے بادشاہ نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا
کہ اگر متین جلتی ہو تو دخل نہ دینا ای فتاح طلسم یہ متین اصلی نہین ہو متین کب گوارا
کرتی کہ مطیع اسلام ہو کر آتش کے رسم مین شریک ہوا و ریون جان دے بادشاہ لوح
کو دیکھکر مطمئن ہوے اور فیروزہ کو گلے سے لگا لیا فرمایا ای فیروزہ اسوقت تونے
بڑا کام کیا تیری وجہ سے مین رک گیا ورنہ جا پڑتا فیروزہ نے عرض کی کہ غلام بھی اسی
امید مین ساتھ ہو کہ کمیاب کو قتل کرون بادشاہ نے فرمایا اب قصر جہان پیما مین
سامنا پڑیگا انشاء اللہ ایک بچکر نہ جانے پائیگی یہ فرما کر گوشے مین ٹھہر گئے بعد تھوڑی
دیر کے پھر ہنگامہ ہوا ایک مرتبہ گلرنگ کو دیکھا کہ تخت پر سوار ست پکارتی
ہوئی آتی ہی ہزارہا آدمی تخت کو گھیرے ہوے ہین کسی نے پھول پایا تو وہ نہال
ہو گیا ایک ایک کو دکھاتا ہی کہ ستی نے مجھکو پھول دیا بعض پر کھیر اٹھا کر پھینکی جسنے
ہاتھ ڈالدیا اسکا ہاتھ جلا ٹیڑھی کھیر ہوگئی پھنک کر بھاگا گلرنگ بھی ایک جوان کا
لاشہ زانو پر رکھے ہوے قریب آگ کے پہونچی اور آگ مین پھاند پڑی پکار کر
کہا کہ یہ طلسم اب نہ بچیگا فتح ہو جائیگا قدرت کی موت قریب ہی طلسم کشا صاحب نصیب
ہی یہ کہکر جلگئی سب میلے والے چیخین مار مار کر روتے تھے اور ہر ایک کا یہی قول تھا

کرتی حکم دیگی اب طلسم نہ بچیگا یہ کہتے ہوے سب اہل میلہ غائب ہوے سعد بن قباد کھڑا دیکھا کیے تھوڑی دیر مین سناٹا ہوگیا مگر فیروزہ نے کہ پشت پر بادشاہ کی کھڑا ہوا تھا آواز دی کہ اے شہریار غلام کو بچایئے بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک مار سیاہ گردن مین فیروزہ کی لپٹا ہوا ہو اور ایک طائر سفید رنگ سر پر فیروزہ کے یہ اشعار عبرت آثار بہ آواز پڑھ رہا ہی نظم

طریق عشق مین مارا پڑا جو دل بھٹکا
یہی وہ راہ ہی جس مین ہی جان کا کھٹکا

نہ بوریا بھی میسر ہوا بچھانے کو
ہمیشہ خواب ہی دیکھا کیا چھپر کھٹ کا

کہون جو عرش برین بھی تو کہہ نہین سکتا
بہت بلند ہی پایہ ترے چھپر کھٹ کا

پری سے چہرے کو اپنے وہ نازنین دکھلا
حجاب دور ہو لوٹے طلسم گھونگھٹ کا

کبھی تو ہوگا ہمارے بھی یار پہلو مین
کبھی تو قصد کریگا زمانہ کروٹ کا

عجیب بھول بھلیان ہی غفلت ہستی
کہ جس کو راہ ہوئی اُس سے خوب ہی بھٹکا

عجب نہین ہی جو سودا ہو شعر گوئی سے
خراب کرتا ہی آتش زبان کا چٹکا

ہر چند بادشاہ نے دوا دوش کی مگر وہ مار سیاہ فیروزہ کو لے ہی گیا بادشاہ کو بڑا افسوس ہوا پشت پر پلٹ کر دیکھا کہ ایک قصر تعمیر ہی چند شاہزادیان سر کھلے کھڑی ہین اور بادشاہ کو اشارے کر رہی ہین بادشاہ نے لوح کو دیکھا تو نوشتہ پایا کہ یہی قصر جہان پناہ ہی بسم اللہ داخل ہو جیے مگر دمبدم لوح کو دیکھیے گا جب بادشاہ نے لوح کو دیکھا اُن شاہزادیون نے سر کھینچ لیے بادشاہ حیران کھڑے تھے اول تو فیروزہ کے جدا ہونیکا انتشار ہی دوسرے جلنا متین وگلرنگ کا آنکھون کے نیچے پھر رہا ہی کر دیکھا سامنے سے متین وگلرنگ آکر آتے ہین شاہ کو سلام کیا بادشاہ دونون کو دیکھکر بہت خوش ہوے فرمایا اے متین وگلرنگ مجھے بے انتشار تھا کہ تمکو جلتے ہوے دیکھا مگر شکر ہی کہ تمکو زندہ پایا متین وگلرنگ نے عرض کی کہ حضور کامیاب کوئی شعبدہ اُٹھا نہ رکھیگی مگر حضور کو مناسب ہی کہ لوح سے غفلت نہ ہو بسم اللہ قصر مین تشریف لے چلیے مگر لوح مین اپنے جدا کیجے کہ ہم آپ کی صورت بدلین

بادشاہ نے لوحین اُتارین جیسے ہی زمین پر رکھین کہ متین رنگ زنگ نے کہا حضور ادھر سے منھ پھیر لین تو ہم سحر کرکے صورت حضور کی بدلین جیسے ہی بادشاہ نے منھ پھیرا ایک قہقہے کی آواز آئی کسی نے کہا کہ اے طلسم کشا اسی منھ پر دعوی طلسم کشائی کرتا ہے تب تو زلفین جادو دوسری نے نعرہ کیا کہ منم پریشان جادو دونون نے سحر کیے سحر کرکے بادشاہ کو گرفتار کرلیا کشان کشان لے چلین اور آواز دی کہ اے ساکنان قصر جہان پناہ نے طلسم کشا کو گرفتار کرلیا لوحین بھی چھین لین ہم جانتے تھے کہ متین رنگ زنگ کی صورت پر دھوکا کھائینگے اول زرکثیر صرف کیا میل جمع کیا اور صورت متین رنگ زنگ بنتی ہو اپنے کو آگ مین جلایا اُس بیلے ہی مین یہ دھوکا کھاتے مگر ایک عیار ساتھ تھا اُسنے دمبدم آگاہ کیا تب ہم سوچے کہ اب در قصر پر چلکر اُنہین کی صورت پر انکو دھوکا دین خداوند نے مدد کی یہ جو زلفین نے آواز دی کہی سب شاہزادیون نے قصر سے سر نکالکر اُن شاہزادیون مین متین رنگ زنگ بہ صورت مبدل شریک تھین بادشاہ کو جو گرفتار دیکھا بیقرار ہو گئین پکار کر آواز دی کہ اے زلفین بڑا کام کیا طلسم کو بچا لیا کہ آسمان پر سناٹا ہوا کمیاب جادو بھی آکر پہونچی آواز دی کہ اے زلفین مین تمھاری جانبازی دیکھ رہی تھی اول اپنے کو بصورت متین رنگ زنگ بیلے مین پہونچایا پھر یہان بہر کیف تمنے طلسم کو بچا لیا اب مین تو خدمت خداوند مین جاتی ہون یہ خوشخبری پہونچاتی ہون کہ یا خداوند اب جشن کیجیے یہان آج جلسہ موقوف رہیگا تم انکو لیکر آنا اور لوح طلسمی بھی پہونچانا اگر مناسب جانتا تو لوح طلسمی کو مٹا کر آتا کہ قدرت کو کوئی انتشار نہ رہے زلفین نے جواب دیا کہ اے کمیاب ہماری سفارش کرنا کہ سرکار قدرت سے کوئی عہدۂ جلیل ملے کمیاب نے کہا اے زلفین اطمینان رکھو مین اپنے عہدے سے دست بردار ہونگی میرا عہدہ تمکو ملیگا تب غنچۂ آرزو کھلیگا کئی سو شاہزادیان موجود ہین جو آپکی صلاح مین آئے وہی کرنا مگر لوحون کو مٹا کر آنا یہ کہکر کمیاب تو چلی گئی مگر زلفین و پریشان جادو بادشاہ کو لیکر قصر مین آئین سب شاہزادیان جمع ہو گئین زلفین و پریشان کی تعریفین کرتی تھین مگر متین رنگ زنگ حیران مین

کہ فیروزہ بن عمرو کیا ہوا کہ ایک ساحرہ آئی فیروزہ کو پنجے مین دبائے ہوئے اور نعرہ کیا
کہ منم سرمست جادو زلفین نے کہا اے سرمست تو نے بڑا کام کیا کہ اس متنفی کو شاہ سے
جدا کر دیا ورنہ ہر مقام پر یہ بادشاہ کو آگاہ کرتا تھا کہ لوح کو دیکھیے اگر یہ ساتھ ہوتا تو
ہمسے کچھ نہ ہو سکتا تھین گلرنگ نے کہا کیون صاحب اب تو شاہ گرفتار ہوے عیار
بھی پکڑ آئیا لوحین تمھارے پاس موجود ہین لہذا بی کمیاب لگگئی ہین کہ لوحون کو شاکر
آنا لوحین توڑ ڈالین سب نے کہا لوحین توٹ نہین سکتین زلفین نے کہا مین اپنے
پاس رکھونگی سب نے کہا اے زلفین سب تمھارے ہی دشمن ہو جاینگے اور ساری
ساگزاری مینگی لوحین تجھ سے لینگے اور تمھین جان بچانا مشکل ہوگی وہ تدبیر کرو
کہ لوحین ست جائین اور طلسم بچے کسیکی جان پر نہ کچھ سبنے ایک نے کہا جبل اعلی جو
پہاڑ ہے کہ اسطرف پردۂ دنیا اسطرف پردۂ قاف ہے اور نیچے پہاڑ کے دریاے تھار
بہ رہا ہے کہ جسکا آجتک کسی نے کنارہ نہین دیکھا وہان جاکر لوحین پھینکدو کوئی مچھلی
نگلجائیگی کوئی لاکھ پیروی کریگا مگر لوحین دستیاب نہ ہونگی ہم خوب جانتے ہین کہ بعد قتل
طلسم کشا آرام نہ ملیگا جتنے اسکے بھائی بھتیجے آئے ہین وہ سب یہی تدبیر کرینگے کہ طلسم
توڑین اور لوح حاصل کرین قاعدۂ طلسم سے وہ مقام خلاف ہے کون انکو نشان دیگا
کہ جبل اعلی پر جاکر لوح کو تلاش کرو زلفین و پریشان و سرمست جادو بڑی خوشیان
کر رہی ہین مگر متین نے گلرنگ سے کہا کہ کیون اے گلرنگ اب کیا ہوگا بادشاہ تو
آفت مین پھنس گئے فیروزہ بھی گرفتار ہوا اگر یہ رہا ہوتا تو شاید کوئی عیاری کرتا
وہ بھی قید مین بیٹھا ہے فلک نے ہمین لوٹ لیا ہمارا تو یہ حال ہے قلب پر ہجوم ملال ہے

نظم

نگہداری لاکے بوزلیت رسا کی — یہ کیا تو نے قیامت اے صبا کی
کرینے وہ پیشانی عطا کی — نظر آنے لگی قدرت خدا کی
نہ پہونچے منزل مقصود تک ہم — ابھی کچھ منتین کہین حنا کی
مراین عشق کی بھی کچھ پسرہ ہے — کھبا ہے وہ نگاہون مین قضا کی
جگہ دی اسنے خود پہلو مین ہمکو — اطاعت سے جو اسکے دلین جا کی

ہمارا دل وہ آئینہ ہو جسکو — نہین صیقل سے کچھ حاجت جلا کی
ترے دامن سے لپٹے خاک ہوکر — محبت کی یہ ہمنے انتہا کی
ہمیشہ میری آنکھون مین رہے تم — تمھاری آرزو دل مین رہا کی
الگ بیٹھو ادب سے او نکیرین — کہ آمد ہو یہان شیر خدا کی
جدھر مہکا گل داغ محبت — صدا آنے لگی صل علےٰ کی
مقابل جب کیا میرے لہو سے — نہ ٹھہری اُڑ گئی نکہت حنا کی
مقام ہو ہو گویا عالم دل — نظر آئی نہ صورت ما سوا کی
چبھا نشتر تو مژگان یاد آئے — نہ کم کی فصد نے وحشت سوا کی
نہ کیونکر ہو نہیں بر امید بخشش — محبت دل سے ہو شیر خدا کی

گلرنگ نے کہا اے متین دیکھین اب تقدیر کیا دکھائے جسوقت دشمن شاہ کے قتل ہونگے صورتین ہماری بدل جائینگی سب اہل طلسم ہمارے نام کے دشمن ہین دیکھیے ہمارے ساتھ کیا کرین تمام مردمان طلسم پر ظاہر ہو کہ متین و گلرنگ نے بادشاہ کا ساتھ دیا ہر آفت سے انکو بچاتی ہین اپنا سینہ سپر کرتی ہین لہذا کیا کرین ادھر ایک شاہزادی نے کہا یہی تدبیر معقول ہو کہ جبل اعلےٰ پر جاکر لوحین پھینکدیجا دین کون دریا مین جستجو کریگا کسکی مجال ہو کہ دریا مین پتہ لگا سکے مگر لوحین لے جانیوالا بھی معتبر ہو ایسا نہ ہو کہ بادشاہ سے ملجائے زلفین نے کہا مین خود لوحین لیجاؤنگی اور اپنے ہاتھ سے پھینکونگی مجھے کسیکا اعتبار نہین ہو مین نے بڑی جستجو سے لوحین لی ہین میلے مین روپیہ صرف ہوا اور جان بھی اپنی لگائی تب لوحین ہاتھ آئین تدبیر مین کوئی کمی نہ ہونے پائے سب نے کہا اے زلفین تمھارا سب پر احسان ہو حقیقت مین تمنے بڑا کام کیا اب ویسا طلسم کیونکر تیار ہوگا زلفین نے کہا کہ اگر قدرت نے انتظام میرے سپرد کیا تو مین ایک ہفتے مین سب مرحلے تیار کردونگی بلکہ اس سے بہتر سامان ہوگا کہ کوئی نہ آسکے جو آئے وہ گرفتار ہوجاوے دیو جو مارے گئے ہین اُنکے عوض اور دیو گرفتار ہونگے اور اُنکو مقرر کرینگے کوئی انتظام اٹھا نہین رہیگا اور اگر قدرت نے اور کسیکے سپرد کیا

تو سالہا سال مین یہ انتظام نہ بنے گا مین واقف کار طلسم ہون وہ انتظام کرون کہ قدرت یہ فرمائین کہ تونے کار نمایان کیا جسطرح لوحین چھینین اُسی طرح انتظام بھی کیا سب وجد کرینگے اور کہین گے کہ بنانا طلسم کا دشوار تھا مگر مجھے کچھ بھی مشقت نہ پڑیگی ساحرون کو مقرر کرونگی وہ انتظام کر لینگے سب نے کہا ای ملکہ زلفین جو کرنا ہو وہ جلدی کرو زلفین نے کہا مین خود جاؤنگی آخر سب نے سمجھا کر کہا کہ ای ملکہ زلفین ہم طلسم کشا کی حفاظت کرتے ہین تم جا کر لوح پھینک آؤ زلفین و پریشان اُٹھین متین و گلرنگ کو سناٹا آگیا اُدھر بادشاہ فیروزہ پر سحر کر دیا تھا کہ ہاتھ پاؤن اُسکے قابو مین نہ رہین ہماری زندگی مین کوئی ہاتھ نہ لگا سکے یہ کہکر تخت پر سوار ہوئین اور قصر سے نکلین مگر جب یہ چلین تو متین و گلرنگ پریشان ہوئین متین نے کہا ای گلرنگ جو فکر کرنا ہو وہ کرو پھر متین نے کہا ای گلرنگ میرا ارادہ یہ ہی کہ مچھلی بنکر دریا مین رہون جب یہ لوحین پھینکے تب لوحونکو منھ مین لے لون اور وہان سے لیکر نکلون اور بادشاہ کو لوحین پہونچاؤن گلرنگ نے کہا وہ تخت اُڑائے جاتی ہین جلدی چلو ایسا نہ ہو کہ وہ پہونچ جائین تو پھر کچھ نہ بن پڑے دونون شاہزادیان بیقرار ہو کر چلین آگے آگے زلفین و پریشان جاتی ہین پیچھے پیچھے متین و گلرنگ آپس مین صلاحین کرتی ہوئی جاتی ہین اور یہی ارادہ ہی کہ لوحون پر قبضہ کرین اور بادشاہ کو قید سے چھڑائین متین کہتی ہی ای گلرنگ بادشاہ نے بڑی غفلت کی گلرنگ نے کہا کہ ای متین انصاف کرو کہ ایک شخص کی فکر مین سارا طلسم ہو وہ کس کس سے بچے ایک ایک سے زیادہ شعبدہ باز سحر ساز آخر کو پھنس گئے ہمکو تو وہ اپنا دوست جانتے تھے اسی وجہ سے پھنسے ورنہ لوحین نہ دیتے مگر زلفین نے ایسا شعبدہ کیا کہ شہریار کو کچھ نہ بن پڑا آخر لوحین حوالے کر دین دونون روتی ہوئی جاتی ہین اور دعائین کرتی ہین کہ ای کس بیکسان و ای حامی دوجہان ہماری آرزو پوری ہو جاوے نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب
دعا سے کند من کنم مستجاب

دیگر

چو عاجز رہا نندہ دانم ترا
درین عاجزی چون نخوانم ترا
ہر کس بہ کسے نازد و ما را تو بسے
من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے

اور رحیم وکریم رحم اپنا شریک کر تو جبن ہمکو ملجاوین کہ ہم شہریار کو رہا کرین یہ سوچتی ہوئین
جاتی ہین مگر جبو شاہزادیان قصر چین ہین انھون نے آگ روشن کی ہو بیچ مین بادشاہ
وفیروزہ کو بٹھا دیا ہو اور آپ بعہدہ نگہبانی بیٹھی ہین اسی خیال مین ہین کہ زلفین جادو
پلٹ کر آئے تو خدمت خداوندین جائین آج دربار خداوندی مین کیسا جلسہ ہوگا
کہ دیکھنے والے حیران ہوجائینگے مگر کمیاب جادو خوشی خوشی سامنے جمشید کے
آئی جمشید نے پوچھا ای کمیاب آج کس فکر مین آئی ہو طلسم کشا نے کیا کیا کمیاب نے
کہا یا خداوند مبارک ہو کہ طلسم کشا گرفتار ہوے لوچین رستیاب ہوئین جمشید نے
کہا ای کمیاب بڑا دھوکا کھایا کہ قیدی کو لیکے نہ آئین تم جاکر ستین وگلرنگ کو دریافت
کرو کہ یہ دونون کہان ہین یقین کامل ہوا کہ قصر جہان پیما مین آوین اسی فکر مین ہونگی
کہ بادشاہ کو قید سے رہا کرین کمیاب نے کہا یا خداوند مین تو یہ حکم دے آئی ہون
کہ لوچین معدوم کرو طلسم کشا وعیار کی قید لیکر قصر ہفت رنگ مین آؤ یہان انکو
قتل کرینگے جمشید نے کہا ای کمیاب ایک مرتبہ یہی انجام ہوچکا ہو کہ لوح کو طرف
قصر البحرین کے روانہ کیا تھا بی گلگونہ عاشق شہرت نے جاکر عقاب کو مارا اور
لوح کو پہونچایا ویسا ہی سامان آج بھی معلوم ہوتا ہو جتنی شاہزادیان نوجوان
ہین سب سعد شہریار پر عاشق ہین کس کسکو روکون جو گئی پھر پلٹ کر نہ آئی سعد کا
حسن سحر ہو جسنے دیکھا وہ پھنسا کون کون شاہزادیان جا جا کر شریک ہوئین ای
کمیاب جلدی جاؤ لوچین اور طلسم کشا کو لے آؤ کمیاب پلٹی مگر دل سے کہتی ہوئی کہ ای
کمیاب خداوند ایسی تقدیر کرین کہ زلفین وپریشان قصر مین موجود ہون اگر جبر
کہنے کے موافق کیا تو باعث خرابی ہو کیسی دل کو بیتابی ہو کمیاب تڑپتی ہوئی آتی ہی
پہر پہر کی راہ کو تھوڑی دیر مین طی کرتی ہو مگر راستہ طول وطویل ہو گھبرا رہی ہو کہ ای کمیاب
راستہ دور رہی کیونکر پہونچون اور طلسم کشا کو اٹھالاؤن تا بہ خداوند پہونچاؤن غرض
کمیاب تو اس فکر مین جاتی ہو مگر زلفین وپریشان راہ کو طی کرکے جبل اعلی پر یہ دونون
جادوگرنیان پہونچین اب آپس مین صلاح کر رہی ہین کہ لوحو نکو کیونکر پھینکین کہ تین

رگلرنگ بھی یہ پہنچیں دیکھا دونوں جادوگرنیاں کھڑی ہیں متین نے کہا میں مچھلی بنکر دریا میں گرتی ہون گلرنگ نے کہا ایسا نہو تم دریا مین مچھلی بنکر گرو اور لوحیں الگ گرین اور تم انکو نہ پاؤ لوحیں ڈوب جائیں پس دریا سے قنارہ میں یہ لیاقت نہیں ہو کہ تہ آب تک پہونچ سکو بوا جو کچھ کرو سمجھکر رو دونوں آپس میں صلاحیں کر رہی ہیں ایک کہتی ہو مچھلی بنکر گرو دوسری کہتی ہو کہ نہنگ بنکر گرو کہ وار خالی نہ جاوے لیکن زلفین و پریشان نے لوحیں جھولی سے نکالیں اور پہاڑ پر کھیں اب ٹہل رہی ہیں ، جب سے ایک کہتی ہو کہ بوا لوحیں پھینک دو اور یہان سے چلو ایسا نہو کہ کوئی اُفتاد پڑ جائے زلفین نے کہا اب یہ مقام اُفتاد نہیں ہو ہم تم ہزار ہا کوس نکل آئے اب یہان کون آسکتا ہو پریشان نے حیران ہو کر کہا کہ ای زلفین میرا کلیجہ دھڑک رہا ہو ضرور کوئی خرابی پڑیگی یہی دعا مانگو کہ ہم تم لوحیں پھینک کر بخیر خوبی تا سر جہان بہیا مین پہونچیں اور شاہزادیوں سے جاکر ملیں زلفین و پریشان یہ صلاحیں کر رہی ہیں مگر متین و گلرنگ نے اس صلاح کو موقوف کیا متین نے کہا کہ ای گلرنگ دریا مین گرنا تو مناسب نہیں ہو اگر تم بھی آمادہ ہو تو ایک ایک کاردھراں دونوں کو مارو اگر پڑ گئیں تو مار لیا اور اگر وار ہمارا خالی گیا تو تڑپ کر گرینگے اگر لوحیں قبضے مین آگئیں تو پھر کوئی ہمارا مقابلہ نہیں کرسکتا جو کوئی دوڑیگا ہم کیا موم کے ہیں کسی سے نہ دبیں گے سر سے لڑینگے متین نے کہا ای گلرنگ تم سحر کرو اور مین تڑپ کر گرون اگر لوحوں پر ہاتھ پڑ گیا تو پھر کوئی ہمسے مقابلہ نہیں کرسکتا گلرنگ نے کہا اچھا تڑپ کر گرو اور لوحیں اٹھا لو آپس میں یہ صلاح کر کے گلرنگ نے دو کاردیں نکالیں خوب سحر کر کے وہ چھریاں پھینک ماریں مگر نعرہ کیا منم گلرنگ جادو زلفین نے پلٹ کر دیکھا ساحرہ زبردست ہو اپنے ہاتھ ہلایا دونوں کاردیں ٹوٹیں اور رجا ہا تڑپ کر گلرنگ پر جا پڑوں جیسے ہی منہ پھیرا متین تڑپ کر گری اور لوحیں اٹھا لیں زلفین نے سحر کیا کہ متین کو جلا دوں یہاں سے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے مگر متین نے جو لوحوں کو چمکایا ایک شعلہ کہ قریب متین آتا تھا پلٹ کر طرف زلفین کے چلا پریشان نے آواز دی کہ ای زلفین اپنے کو بچانا

دونون نے دو منتر مارا کہ وہ شعلہ پلٹا دوچار سحر آپس مین ہوے مگر متین نے سحر پر
نگاہ نہ کی جب سحر قریب آیا لوحون کو چمکا دیا سحر اُلٹا پلٹا قریب تھا کہ زلفین و پریشان وغیرہ
جل جائین مگر جادوگرنیان زبردست ہین اپنے کو بچاتی ہین اور یہی ارادہ ہے کہ جھپٹ کے
لوحین چھین لین گلرنگ نے آسمان سے دیکھا کہ متین ہٹتی جاتی ہے ایسا نہ ہو کہ زلفین
لپٹ پڑے کود کر برابر متین کے آئی کہا اے ہمشیرہ مجھکو سحر کرو اگر یہ بچکر نکل گئین تو جا کے
آفت برپا کرینگی خوف یہ ہے کہ جا کر شاہ کو ستائین متین نے کہا ستانا کیسا قتل کر ڈالین
تو عجب نہین اے گلرنگ مجھپر عالم یاس ہے گلرنگ نے کہا لو اب بڑھکر لوحین انکے سامنے کر دو
عکس انکا اُنپر ڈالو زلفین و پریشان جھپٹین کہ یہ جادوگرنیان کمزور ہین لپٹ کے
لوحین چھین لین جیسے ہی دونون بڑھین متین نے لوح طلسمی سامنے کر دی ایک شعلہ
چمکا زلفین پر گرا کہ زلفین جلنے لگی پریشان نے جو دیکھا کہ زلفین جلنے لگی ہر چند
اپنے کو بچاتی ہے مگر بچنا ممکن نہین دوسرا شعلہ چمکا کہ وہ جا کر پریشان پر گرا یہ بھی جلنے
لگی دونون جادوگرنیان جلکر خاک ہوئین متین وگلرنگ بہت خوش ہوئین بعد
تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من زلفین و پریشان جادو بود متین نے کہا
مین تو بڑھتی ہون گلرنگ نے کہا مین بھی چلتی ہون یہ دونون کی دونون پر پرواز
پیدا کر کے طرف قصر جہان پیما کے چلین مگر کمیاب جادو راہ کو طے کرتی ہوئی آتی تھی
کہ دیکھا چند طائر پرون سے سر پیٹتے ہوے آتے ہین کمیاب نے پکار کر آواز دی
کہ ارے تم کسکے سوگ مین ہو کہ پرون سے سر پیٹ رہے ہو مفصل احوال مجھسے کہو
اُن طائرون نے خوب سر پیٹا اور آواز دی کہ اے ملکہ عالم کیا کہین کہ کیا ستم برپا ہوا
متین وگلرنگ نے زلفین و پریشان کو مارا اور لوحین لیے ہوے آتی ہین یہ کہکر
ایک چیخ ماری کہ وہ طائر جلگئے جلکر خاک ہوے مگر کمیاب حیران ہے کہ طائرون نے
ایسی خبر کہی کہ ہوش اُڑ گئے اب کچھ بن نہین پڑتا کہ قصر جہان پیما مین جاؤن یا نہ جاؤن
اِسی سوچ مین کمیاب کھڑی تھی کہ سامنے سے دیکھا متین وگلرنگ آتی ہین کمیاب
نے متین وگلرنگ کو دیکھا گھبرا گئی مگر للکارا کہ او نالائقو تم دونون کہان سے آتی ہو

متین نے آواز دی او کمیاب بعنایت پروردگار زلفین و پریشان کو مارا اگر سحر کا دعویٰ ہو تو کھڑی رہو ہم تمھارے مقابلے مین آتے ہین آج امتحان ہو جائے کہ ہمارا اشعار اسحر کیسا ہو کمیاب ڈری کہ انکے پاس لوح طلسم موجود ہے اُسی کے گھمنڈ پر یہ میرا مقابلہ چاہتی ہین مین کیا کر سکونگی آخر کو انکے سامنے سے بھاگنا پڑیگا بڑی خرابی ہوگی یہ غالب آجاینگی یہ سوچکر بھاگی مگر سوچی کہ مین اپنے کو قصر جہان پیما مین پہونچا دُن جاتے ہی بادشاہ کو قتل کر ڈالون تو پھر یہ بیکار رہین گی یہ کہکر طرف قصر کے چلی اور متین و گلرنگ بھی جھپٹین اسی خیال مین ہین کہ اپنے کو قصر مین جلد پہونچائین اور جاتے ہی بادشاہ کو چھین پھاڑین کہ بادشاہ بچ جائین یہان بادشاہ و فیروزہ آگ کے بیچ مین بیٹھے تھے جسوقت زلفین مری اور لوہین ہاتھ مین متین کے آئین تمام آگ بجھگئی شاہزادیان گھبرائین کہ یہ کیا معرکہ ہوا ایک نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ زلفین پر کچھ آفتاد پڑی ایک نے کہا اُن تک کون پہونچیگا انھون نے خود سحر اپنا مٹایا مگر بادشاہ نے جو دیکھا کہ آگ بجھ گئی فیروزہ نے کہا سنبھلیے بادشاہ اپنے مقام سے اُٹھے اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ سعد شہریار

	منم شاہ شاہان فریدون حشم تجلی دہ بزم اسلامیان		بہار گلستان کاؤس جم نہال گلستان صاحبقران	

جیسے ہی نعرہ کرکے اُٹھے شاہزادیون نے سحر کیا کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی پانؤن زمین نے تھام لیے شاہزادیان حیران کھڑی ہین کہ اب کیا کرین ہمارے سحر مین بادشاہ مبتلا ہین مگر حیران کھڑے ہین اگر انھین قتل کرین تو کمیاب کے خلاف ہوگا اس تصور مین تھین کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم کمیاب جادو اے شاہزادیو جسطرح تم سے ہوسکے طلسم کشا کا سر کاٹ لو ایک زنگن تیغہ کھینچکر بڑھی آواز مین دیتی ہوئی کہ او طلسم کشا تیرا وقت قریب آگیا مناسب یہ ہے کہ سر جھکا کر بیٹھ کہ مین سبے تجھے قتل کرون بادشاہ نے سر جھکا دیا زنگن تلوار کھینچے بڑھی بادشاہ تو خاموش ہین زنگن تلوار کھینچے ہوئی آتی ہے کہ پہلو سے آواز آئی کہ او سیہ فام خبردار ہاتھ تلوار کا نہ مارنا سنو ہم متین جادو کمیاب بھاگتا نہین کھڑی رہنا یہ کہکر لوح طلسمی جھولی سے نکالی کمیاب تو خوف جان سے بھاگی

متین نے تڑپ کر اپنے کو گرا دیا زنگن کو ایک تمانچہ مار دیا کہ وہ ڈگمگا کر گری متین نے
لوحین گلے مین شاہ کے ڈالدین بادشاہ نے یہ نعرہ کیا تلوار ہاتھ مین لیکر اُن سب
شاہزادیون سے لڑنے لگے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی شاہزادیان قتل ہوئین
گلزنگ بھی آکر آسمان سے اُتری سحر کرنے لگی آگ برسا دی مگر کمیاب جادو الٹے بھاگی
پلٹ کے بھی نہ دیکھا سوچی کہ اگر ٹھہر جاؤنگی تو قتل ہونگی مگر حیران ہو کہ متین و گلزنگ نے
زلفین کو کیونکر پایا کیا اُفتاد پڑی کہ زلفین قتل ہوگئی طائرون کی زبانی سن لیا مگر احوال
مفصل نہ معلوم ہوا ایک جنگل مین جا کر ٹھہری کہ چند شاہزادیان بھاگی ہوئی چلی آئین
کمیاب نے پوچھا کہ تمکو کچھ معلوم ہو کہ زلفین کو اِن باغیون نے کہان جا کر گھیرا یہ سنکر
شاہزادیون نے کہا ہمنے دیکھا نہین مگر طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ جب قصر مین صلاح
ہوئی تو متین و گلزنگ موجود تھین یہ صلاح اُنھون نے سن لی کہ زلفین لوحون کو
لیکر جبل اعلیٰ پر جاتی ہو اُن دونون نے پیچھا کیا وہان جا کر زلفین و پریشان کو مارا
یہ حال معلوم ہوتا ہو کمیاب نے منھ پیٹ لیا اور کہا تم لوگون نے بڑا غضب کیا یہ
صلاح کیون دی کہ لوح کو جبل اعلیٰ پر لے جاؤ اب قصر جہان پیما مین جلسہ نہ ہوگا
تم لوگ باغ ہمیشہ بہار مین جاؤ مین بھی وہین آتی ہون اگر خداوند نے تقدیر منقلب
کی اور بن پڑا تو اُسی باغ مین شاہ کو دیوانہ کر دونگی تم مین کوئی ایسا ہو کہ فیروزہ
بن عمرو کو گرفتار کر لائے سرمست جادو تو اس جلسے مین مارا گیا مگر بدمست اُسکا
بھائی کھڑا ہوا اور وہ انتخابہ آواز سنتے ہی روبرو کمیاب کے آیا کہا آپ باغ ہمیشہ بہار
مین چلیے مین فیروزہ کو لیکر آتا ہون کمیاب اُن شاہزادیون کو ساتھ لیکر طرف باغ
ہمیشہ بہار کے چلی بدمست جادو یہ اقرار کر کے برائے گرفتاری فیروزہ چلا یہان
جب سعد کے سامنے سے سب بھاگ گئے تب بادشاہ قصر سے نکلے فیروزہ نے
عرض کی کہ اس مکان کی تلاشی لیجیے یقین ہو کہ مال بہت نکلے بادشاہ نے فرمایا کہ تم
ڈھونڈھو فیروزہ ڈھونڈھنے لگا ایک مقام پر دیکھا بوتل شراب کی پڑی ہو فیروزہ نے
اُس بوتل کو اُٹھایا جیسے ہی وہ بوتل فیروزہ نے ہاتھ مین اُٹھائی اور اُسمین سے

شراب گری اُس مین سے ایک مار سیاہ پیدا ہوا اور فیروزہ کو لپٹ گیا فیروزہ بہت
چیخا رویا پیٹا مگر بادشاہ کے کان مین آواز نہ آئی جب وہ مار سیاہ فیروزہ کے جسم مین
لپٹا ہوا باہر نکلا تو بادشاہ نے دیکھا کہ فیروزہ کو ایک مار سیاہ لیے جاتا ہی بادشاہ جھپٹے
لیکن مار سیاہ فیروزہ کو لیکر نکل گیا بادشاہ نے چاہا پیچھا کرین متین نے دامن پکڑ لیا
کہا اے شہریار لوح ملاحظہ فرمائیے بدون ملاحظہ لوح کوئی کام نہ کیجیے گا بادشاہ نے لوح
کو ملاحظہ فرمایا حکم نکلا کہ اے فتاح طلسم وہ مار سیاہ این عجائبات بعد خالی ہونے تفرجہان پیما
کے اگر فیروزہ کو مار سیاہ لیجائے تو فیروزہ اُسکو مار لیگا اور رہا ہو کر تم سے ملیگا اور
کمیاب جادو باغ ہمیشہ بہار بنت گئی ہو وہین تشریف لیجائیے لیکن راہ مین روکنے
والے ملین گے اُن سب سے بچکر جائیے گا ایسا نہ ہو کہ ساحر راہ مین ملین اور آپ کو
روکین جو ساحر ملین لوح کو ملاحظہ کرکے اُن سے مقابلہ کیجیے گا اور اگر لوح سے غفلت
کی تو دھوکا کھائیے گا بہت پچھتائیے گا بادشاہ نے متین و گلرنگ سے کہا کہ تم لوگ
ہمارے لشکر مین جاؤ دونون نے بادشاہ سے بہت خوب کہا اور ایکطرف چلی گئین لیکن
خیال مین یہی ہے کہ بادشاہ کا ساتھ دین ایسا نہ ہو بندگان عالی کسی آفت مین پھنسجائین
یہ کہکر ایک گوشے مین چھپ رہین بادشاہ لوح دیکھکر باغ سے نکلے تلاش مین باغ
ہمیشہ بہار کی چلے مگر فیروزہ کو جو بدمست جادو لیکر چلا تھا جب بدمست جادو
در باغ ہمیشہ بہار پر پہونچا فیروزہ رونے لگا بدمست نے پوچھا او مکار کیون
روتا ہے فیروزہ نے کہا اے صاحب ایک بدنصیب کی تقدیر کو روتا ہون بدمست نے
پوچھا کسکی تقدیر کو روتا ہے فیروزہ نے کہا ایک بیٹی ہے اُسکی شادی کے لیے کچھ روپیہ
جمع کیا ہے کئی دفعہ ایسا اتفاق ہوا ایک مرتبہ قزاقون نے لوٹ لیا ایک مرتبہ چوری
ہوئی ایسے بدبخت کا ہاتھ لگا کہ آجتک اصلاح نہ ہوئی اب جان پر بنی ہے یہ بتاؤ کہ اب
میری جان بچنے کی کیا تدبیر ہے بدمست نے کہا تجھسے ملکہ سطرح بیزار ہین کہ فوراً تجھکو
قتل کرینگی لیکن جو تو روپیہ مجھکو دے تو مین تیری سفارش کرون فیروزہ نے کہا کہ گوشہ
مین چلیے روپیہ کا مقدمہ نازک ہے ایسا نہ ہو کوئی دیکھ لے تو میرا تمھارا دشمن ہو جائے

بدمست جادو بہت خوش ہوا جی میں کہتا ہو کہ ایسے ۔۔ پا کو کون پوچھیگا گوشے میں لا کر سحر اُتارا ہاتھ پانوٗن فیروزہ کے کھولدیے فیروزہ نے کمر سے ایک رومال نکالکر دیا کہا اس میں روپیہ بندھا ہو اور کچھ کنکر پتھر بھی ہین یہ سُنکر بدمست نے کہا مین اسکو کھولکر گن لون تمھاری بیٹی کو بھی دونگا لیکن پتہ بتادو فیروزہ نے کہا وہ ایسی جانفزا ہو کہ جب لشکر مین جاکر پوچھوگے جوان بڈھے لڑکے سب بتا دینگے میری بیٹی مین ایک بڑا کمال ہو کہ کسی سے انکار نہین کرتی مین بھی منع نہین کرتا کہ کیا نقصان ہو اور چار آدمیو نسے ملاقات ہوتی ہو مین نے بھی کہدیا ہو کہ ای فرزند جسطرح ہوسکے چار پیسے پیدا کیا کرو بدمست ان باتون پر ہنس رہا ہو کہتا ہو میان فیروزہ بڑے دل لگی باز ہو اپنی بیٹی کے مقدمے مین ایسا کہتے ہو اگر اور کوئی کہیگا تو بُرا مانوگے فیروزہ نے کہا بُرا ماننے کی کون سی بات ہو جو کوئی آئیگا کچھ دیجائیگا مین نے تو یہی سمجھا دیا ہو کہ گھر کا خرچ اب تمھارے ذمے ہو جہانتک ہوسکے پیدا کرو اتنی دیر کی باتون مین بدمست جادو راضی بھی ہوا اور قسمین کھا رہا ہو کہ ای فیروزہ مین تیری سفارش کرونگا اگر ملکہ مان گئین تو تجھکو بچا لونگا ای فیروزہ مجھے تیری غریبی پر رحم آتا ہو مین تجھے ضرور قید سے رہا کراؤنگا یہ کہکر پوٹلی کھولنے لگا دیکھا گرہ مضبوط بندھی ہو زور کر کے جو کھولا رومال سے دھوان نکلا دماغ پر بدمست کے پہونچا بدمست بیہوش ہوکر گرا فیروزہ نے خنجر کمر سے نکالا خنجر مارا کہ شکم چاک تعنہ پاک ہوا فیروزہ نے جو دیکھا کہ مرنے سے بدمست کے غلغلہ ہونے لگا ایک غار مین چھپ گیا دیکھا چند کنیزین باغ سے نکلین بدمست کا لاشہ کھینچتی ہوئی اندر باغ کے لے گئین اس خیال سے کہ کمیاب کو لاشہ اسکا دکھا دینگی اور کہین گے کہ آپ کے تشریف لانے کی یہ برکت ہوئی کہ دیو باغ ہمیشہ بہار پر بدمست مارا گیا مگر کمیاب جو طرف باغ ہمیشہ بہار کے روانہ ہوئی تھی راہ مین آتی تھی قریب کوہ نیرنگ پہونچی کان مین آواز آئی کہ کوئی شوقین خوش آواز یہ اشعار عاشقانہ با آواز گا رہا ہو

نظم

اسی سے ڈھونڈتے ہم تجھکو بکو نکلے	کہ تو کہین نظر آئے تو آرزو نکلے

گھرون سے سنگ لیے طفل خوبرو نکلے
جو تیری زلف کے سودے مین کو بکو نکلے

دیار حسن مین یہ سوچتے ہین ہم جا کر
دل اُسکو دیوین محبت کی جس مین بو نکلے

ابھی ہون شوق سے عشاق سر بکف حاضر
سرو ہی او بت قاتل جو لیکے تو نکلے

شب وصال یہ ارمان مجھے کہتا ہو
ابھی مین دل مین سماؤن جو آرزو نکلے

عجیب سیر ہو جائے جو شیخ رندون مین
کچھ اُسکا بس نہ چلے کھو کے آبرو نکلے

سحر نمود ہوی پیری کی چونک اے غافل
اخیر عمر ہوئی اب سفید مو نکلے

گواہ حشر مین اعضا ہوے گناہون کے
جنہین سمجھتے تھے ہم دوست وہ عدو نکلے

فلک بھی آپ بھی دونون عدو ہے عاشق مین
یقین ہو نہ مرے دل کی آرزو نکلے

ہماری جان نکلتی ہو یون جدائی مین
بہار مین گل تازہ سے جیسے بو نکلے

اسی کی مجھکو شب و روز فکر ہو سطوت
نجف کو جاؤن تو پھر دل کی آرزو نکلے

یہ آواز مین سنکر کمیاب جادو پہاڑ پر اُتری دیکھا محفل عیش آراستہ ہو اور ایک شاہزادی نہایت حسین و جمیل مسند پر بیٹھی ہو گرد کنیزون کا جماؤ ہو گا مین ساتھ گا رہی ہین بھاؤ بتاتی جاتی ہین کمیاب کو وہ جلسہ بہت پسند آیا قریب آکے دیکھا کہ ملکہ سر خمو سے گیسو دراز مسند پر بیٹھی ہو کنیزین نوجوان جسے ہین جام مے ارغوانی گردش مین ہو کنیزون نے ملکہ سر خمو کو خبر دی کہ ملکہ کمیاب تشریف لائی ہین سر خمو نے استقبال اُٹھی کمیاب کو لا کر پہلو مین جگہ دی اور پوچھا کہ ملکہ کہاں سے آتی ہو کمیاب نے کہا اے ملکہ عالم تمکو کچھ خبر بھی ہو کہ سارا طلسم ٹوٹ گیا آج باغ ہمیشہ بہار مین جاتی ہون اے ملکہ عالم اگر ہو سکے تو آپ بھی بندوبست کرنا طلسم کشا آج اسی راستے سے آئیگا اگر ہو سکے تو اُسکو روکنا ہم تک نہ آنے پائے ہمسے تمکو اُگاہ کرتی ہون کہ تم جہان پہا خالی ہو گیا سر خمو نے کہا آپ تشریف لیجایئے کیا ممکن ہو کہ یہان سے آگے بڑھ جائے کمیاب بخوبی سر خمو کو سمجھا کر طرف باغ کے روانہ ہوئی سر خمو نے سحر کیا کہ سحر سے راستہ بند کیا کہ اگر طلسم کشا اس راستے سے آئے تو جنگ کرا سی مقام پر رہے ایسی ہی فکر کر رہی ہو مگر سعد شہریار رہروی کرتے ہوے آتے ہین

جب اُس صحرا مین پہونچے ایک جانب روانہ ہوے دن بھر رہروی کی شام کو قریب ایک
نخل کے پہونچے شب اُسی مقام پر بسر کی صبح کو اُٹھکر چلے پھرتے پھرتے پھر اُسی مقام پر
پہونچے پھر رات وہین بسر کی مگر صبح کو خیال کر کے دیکھا کہ یہی درخت روز ملتا ہی آخر کو
ایک تیر ترکش سے نکالا اُسی درخت پر تیر کو نصب کیا شام کو پھر اُسی مقام پر پہونچے
اب یقین کامل ہوا کہ مین کئی دن سے اسی مقام پر پھر پھر کے آتا ہون لوح کو نکالکر دیکھا
نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا سرخموے گیسو دراز نے راستہ روکا ہی مناسب یہ ہی کہ یہ
اسم پڑھتے ہوے راستہ طی کرو تب اِس راستے سے نکلوگے بادشاہ اِس سوچ مین
تھے کہ سامنے سے گرد اڑتی دیکھا فیروزہ بن عمرو جست وخیز کرتا ہوا آتا ہی قریب
آکر پہونچا عرض کی کہ ای شہریار آج کئی دن سے اِسی صحرا مین پھر رہا ہون مگر اِس صحرا
سے نہین نکلتا بادشاہ نے فرمایا ای فیروزہ تمنے کیونکر رہائی پائی فیروزہ نے حال
بتاکر کہا اِس صحرا سے کیونکر نکاسی ہو بادشاہ نے فرمایا مین نے لوح کو دیکھا اُس مین
حکم نکلا اب مین اسم پڑھتا ہوا چلتا ہون تم بھی میرے ساتھ چلے آؤ انشاء اللہ رستہ
ملیگا فیروزہ بادشاہ کے ساتھ ہوا بادشاہ اسم پڑھتے ہوے چلے مگر سرخمو بالاے
کوہ بیٹھی ہی کہ ایکطرف سے معلوم ہوا کچھ روشنی چمکی حیران تھی کہ یہ روشنی کیسی ہی بنگاہ
غور دیکھنے لگی دیکھا کہ آگے آگے ایک جوان رعنا نہایت حسین وجمیل تمشیہ ابرو
سنبل گیسو خال عارض ہندو سر جھکاے ہوے چلے آتے ہین پشت پر ایک عیار
طرار ہی اِس جاہ وجلال سے آتے ہین کہ چہرۂ انور سے پھوٹ پڑتی روشنی ہی بربال
پڑا ہی جمال بے مثال دیکھکر سرخمو کو پسینہ آگیا کنیزین جو قریب بیٹھی تھین اُسنے
کہا دیکھو صاحبو یہی طلسم کشا ہین کس جاہ وجلال سے آتے ہین کئی دن سے اُس صحرا
مین پریشان رہے آج اُس صحرا سے رہائی پائی ہی اگر باغ ہمیشہ بہار مین جائینگے
تو بہت پریشان ہونگے یہ کہکر کچھ سحر کیا ایک جھیل تھی ہاتھ دھونے کے لیے بادشاہ
بیٹھ گئے اب سرخمو بنگاہ غور دیکھ رہی ہی آخر کنیزون سے اشارہ کیا کہ مجھکو اُنکے
حال پر رحم آتا ہی اگر اِسی طرح باغ ہمیشہ بہار مین جائینگے تو وہان پریشان ہونگے

کمیاب نے بڑی بڑی فکر کی ہوگی مجھے گمان نہ تھا کہ اس صحرا سے اب نکلین گے اگر تمھیں ہو سکے تو یہان بلا لو یہی خیال ہو کہ کہین ایسا نہ ہو باغ مین جائین اور جا کر کانٹون مین پھنسین کسی بندۂ خدا کو کیون آزار پہونچے یہ نہ کہنا کہ ملکہ نے یاد فرمایا ہو اور حیلے سے بلانا بادشاہ ہاتھ دھو کر اُسی مقام پر بیٹھ گئے کہ سامنے سے چند کنیزین آئین انھون نے آکر سلام کیا سامنے کھڑی ہین رعب سے کچھ کہہ نہین سکتین بادشاہ نے پوچھا ارے تم کون ہو کسواسطے آئی ہو ایک اُنمین بہت طرار و فرار تھی اُسنے ہنسکر کہا کہ بالاکوہ تشریف لے چلیے آپ کو نفع ہوگا بادشاہ نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ بیخوف جاؤ کچھ مقام تردد نہین ہو سرخمو کے دل مین تمھاری جگہ ہو بادشاہ اُنکے ساتھ چلے مگر فیروزہ نے اُس کنیز کا ہاتھ پکڑ لیا ہنسکر کہا تمھارے دل مین ہماری جگہ ہو اُس کنیز نے ہاتھ چھڑا لیا اور غصے سے کہا ارے اپنی صورت تو دیکھ بن مانس معلوم ہوتا ہو فیروزہ نے کہا مین تو خاصہ بھلا مانس ہون مگر تمھین برا معلوم ہوتا ہون بادشاہ نے فرمایا او فیروزہ بالاے کوہ چلو چلکر دیکھو کن صاحب نے یاد کیا ہو کنیز نے کہا وہ بالاے کوہ تشریف رکھتی ہین بادشاہ نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک نازنین سرکش حسن مین مہوش نہایت غرور سے اُنکی طرف دیکھ رہی ہو بادشاہ کو بھی توجہ ہوئی بالاے کوہ تشریف لائے سرخمو بر اے استقبال اُٹھی بادشاہ کو لا کر مسند پر جگہ دی اور سامنے کنیز جو بیٹھی تھی اُسنے فوراً ساز کو چھیڑا اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

دل بہت تنگ رہا کرتا ہو	رنگ بے رنگ رہا کرتا ہو
دل مرا پی کے محبت کی شراب	نشے مین بھنگ رہا کرتا ہو
جوہر تیغ دکھاتا ہو حسن	عشق جو رنگ رہا کرتا ہو
گفتنی حال نہین ہو اپنا	کچھ عجب ڈھنگ رہا کرتا ہو
حلبی رخ مین ترے خال نہ تھے	لشکر زنگ رہا کرتا ہو
منزل گور کے دیوانون کے	سینے پر سنگ رہا کرتا ہو
بندش چست سے تیری آتش	قافیہ تنگ رہا کرتا ہو

بادشاہ گانا سن رہے ہین کہ سرخموسے نے جام زر زعفرانی پیش کیا بادشاہ نے ہاتھ رکھدیا
سرخموسے نے کہا مین سمجھ گئی کسی نے قسم لیلی ہوگی کہ کیسکے ہاتھ کی شراب نہ پینا بادشاہ نے
فرمایا یہ بات نہین فقط مذہب کا اختلاف ہو اگر اطاعت اسلام قبول کرو تو مین شراب
پیون سرخموسے نے جواب دیا فرد کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست ✤ ہر رگ من
تار گشتہ حاجت زنار نیست ✤ بادشاہ نے جام ہاتھ سے سرخموسے کے لے لیا سرخموسے نے
مسکرا کر کہا مین نے اطاعت اسلام قبول کی بادشاہ نے جام نوش فرمایا سرخموسے نے
پوچھا حضور کا کیا قصد ہے بادشاہ نے فرمایا طرف باغ ہمیشہ بہار کے جاتا ہون ملکہ
سرخموسے نے کہا آپ کے واسطے وہان دام مکر بچھے ہین ایسا نہ ہو کہ بندگان عالی وہان
گرفتار ہوجائین مین بھی چلتی ہون میرے ساتھ چلیے یقین ہے کہ محفوظ رہیے گا یہ کہکے
ایک تخت تیار کیا اور عیار سے کہا تم کیسے عیار ہو بادشاہ کی صورت بدل دو فورًا
فیروزہ نے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بادشاہ کی صورت تبدیل کی اور اپنی
صورت ایک کنیز کی بنائی تخت اڑتا ہوا چلا تھوڑی دور بڑھے تھے کہ آگ برسنے
لگی پھر پانی برسا آگ بجھ گئی اور آگے بڑھے تلوارین برسنے لگین کچھ سپرین پیدا
ہوئین اُن سپرون نے تلوارون کو روکا سرخموسے نے کہا یہ کیا معرکہ ہے کون سحر کرتا ہے
اور کون مٹا دیتا ہے بادشاہ نے سر اٹھا کر دیکھا کہ مینین وگلرنگ سحر کرتی ہوئی
آتی ہین بادشاہ نے فرمایا یہ ہماری خیر خواہ ہین کہ باغ ہمیشہ بہار معلوم ہوا یہان
کمیاب مسند پر بیٹھی ہے صدہا تاجدار جمع ہین کمیاب یہی ذکر کر رہی ہے کہ بادشاہ آتے
ہین مگر بڑا غضب ہوا کہ سرخمو شریک ہوگئی ہین ابھی آتی ہون یہ کہکے چمکر چلی اور
ایک طرف روانہ ہوگئی جب بادشاہ اُس دربار مین پہونچے سب تاجدار اٹھ کھڑے ہوئے
بادشاہ ایک جانب بیٹھے سرخموسے نے پوچھا ملکہ کمیاب کہان گئین تاجدارون نے
کہا ابھی تشریف لے گئی ہین تھوڑی دیر مین آتی ہین بادشاہ نے فرمایا اے تاجدارو
جلیل انصاف کرو جمشید ثانی کو سجدہ کرتے ہو ایک شخص مکار جعلساز بعد ..
خداوند بنکر بیٹھا ہے تم لوگون کو مطیع کیا ہے مناسب یہ ہے کہ اُسپر لعنت کرو دیکھنے سے خدا

پکار کر آواز دی ہم آپ کا حکم مانتے ہیں سب تاجدار مطیع اسلام ہوئے بادشاہ نے اپنے کو ظاہر کیا جمال بادشاہ دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہوئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ہم تو آپ کے تابعدار ہیں اب رخصت ہوتے ہیں جنگ میں حاضر ہونگے یہی آرزو رکھتے ہیں کہ آپ کے ہمراہ رہیں لیکن اب حضور تشریف لائے بی کمیاب جادو تو چلی گئیں انکو یقین ہوا کہ طلسم کشا آتے ہیں ای سرخمو یہ بھی کہ گئیں کہ سرخمو شریک ہو گئیں یہ سوچکر چلی گئیں انکو خیال تھا کہ بادشاہ آکر آفت برپا کرینگے مگر جو تشریف آوری آپکی باعث فخر و افتخار ہوئی بادشاہ نے اُن سب کو مطیع کیا مسند پر بیٹھے سب تاجدار بیٹھے گرد بیٹھے اب فیروزہ کو اشارہ کیا فیروزہ سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانے لگا نظم

تونے شہباز نظر کو جو اِدھر چھوڑ دیا
ہمنے بھی طائر دل باندھ کے پر چھوڑ دیا

قفس تن میں رہیگا نہ مرا طائر روح
دام کاکل سے مجھے تونے اگر چھوڑ دیا

آگیا کچھ جو زبان پر اثر زہر فراق
غم نے پیکتے ہی مزہ خون جگر چھوڑ دیا

سایہ ساں اب پس دیوار گرونگا جاکر
میں نے کو کینہ دربار سے در چھوڑ دیا

اثر زہد و قناعت نے بنایا اخگر
ہاتھ میں لیتے ہی بس میں نے تو زر چھوڑ دیا

ذبح کر ڈالونگا اگلے تو بولا شب وصل
میں نے سو بار تجھے مرغ سحر چھوڑ دیا

خط نکلتے ہی ہوا او بھبھو کا چہرہ
حسن نے کاہ کو شعلے پر مگر چھوڑ دیا

تونے جو روز سے تل مرے کوچے کا نے
بوالہوس نے ترے کوچے کا گذر چھوڑ دیا

قتل کرتا رہا عیار کو قاتل ناسخ
نہ کوئی ہاتھ سر دہی کا ادھر چھوڑ دیا

سب نے گانا فیروزہ کا بہت پسند کیا پھر سب نے کہا پہلو میں اس باغ کے ایک باغ ویران ہے کیا عجب ہو کہ بی کمیاب وہاں جا کر ٹھہری ہوں کچھ انتظام کرتی ہوں بادشاہ اُٹھے سب تاجدار ساتھ ہیں پہلو میں اسی باغ ہمیشہ بہار کے ایک دروازہ ملا اُس دروازے سے میں داخل ہوئے تاجدار آگے بڑھے ایک تھر شکستہ اُس باغ میں تھا تاجداروں نے کہا کہ بی کمیاب ایک گوشے میں بیٹھی ہے مگر کانپ رہی ہے چند کنیزیں جو ساتھ ہیں اُنسے کہہ رہی ہے کہ صاحبو حیران ہوں کہ کہاں جاکے

چھپون بڑا غضب ہوا کہ سب تاجدار بھی مطیع ہوگئے کہ تاجداروں نے آکر سلام کیا کمیاب کھڑی ہوگئی کہا صاحبو مین تمسے ملنا نہین چاہتی تمھارے جسم بے بو سے اسلام آتی ہی بس الگ رہو میرا تو یہ حال ہی کہ زندگی میری مجھکو وبال ہی نظم

دم ہی بند آگے ترے تیغ صفاہانی کا ۔ قائل خلق ہی عالم تری عریانی کا
جاؤن وحشت مین کہان وادیٔ ایمن کے سوا ۔ ہون مین دیوانہ کسی چہرۂ نورانی کا
پہونچے کیا گوشہ نشینون کو ضرر دشمن سے ۔ آتش سنگ کو کچھ خوف نہین پانی کا
کھینچتا تھا وہ بت قامت جانا کی شبیہ ۔ حال آخر کو کیا ۔ ارنے کیا مانی کا
کسلئے کوچے مین جبین سا تو ہوا ہی ناسخ ۔ چاند سا داغ ہی روشن تری پیشانی کا

سب تاجداروں نے کہا اے ملکۂ عالم آپ کا خیال خام و تصور ناتمام ہی ہمنے اطاعت نہین کی ہم آپ کے تابعدار ہین کہ پہلو سے آواز آئی کیون او کمیاب تو کہان جائیگی یہ کہکر شاہ نے نعرہ کیا نعرۂ شاہ

شہنشاہ شاہان فریدون حشم ۔ بہار گلستان کاؤس و جم
تجلی دہ بزم اسلامیان ۔ نہال گلستان صاحبقران

کمیاب نے جو شاہ کو دیکھا گھبرا کر آواز دی کہ اے مہیب آتش ریز جلد آکر شاہ کو روک کہ پہلو سے ایک پہلوان پیدا ہوا اُسنے آکر شاہ سے کہا آگے نہ بڑھیے بادشاہ نے نہ مانا اُس پہلوان نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے اُسکی تلوار رد کر کے عکس لوح کا اُسپر ڈالا جیسے ہی عکس لوح کا پڑا وہ پہلوان جلنے لگا بادشاہ اُس پہلوان کو چھوڑ کر طرف کمیاب کے متوجہ ہوئے کمیاب اسقدر عرصے مین انتظام اپنا کر چکی تھی فوراً غرق زمین ہوگئی سب تاجداروں نے عرض کی کہ حضور نے غضب کیا کمیاب نکلگئی اب کمیاب کا ملنا دشوار ہی بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح پر نوشتہ پایا کہ اسکے پاس سے نکلو جو عجائب و غرائب نظر آئین بعد ملاحظہ لوح کو دیکھ کام کرو یہ بڑا وقت ہی اگر ذرا بھی غفلت کیجیے گا تو بلا مین پھنس جائیے گا اِدھر سب نے کہا کہ حکم جمشید ہی کہ بادشاہ کو گرفتار کرے اسی وقت قتل کر ڈالے سب ساحر اسی فکر مین ہین کہ

بندگان عالی کو قتل کرین بادشاہ نے فرمایا اگر قضا میری اُنکے ہاتھ سے ہی تو نہ
بچونگا اور اگر موت نہین ہی تو اُنکی کیا مجال ہی کہ مجھکو قتل کر سکین اب آپ لوگ
رخصت ہون مین فکر کمیاب مین جاتا ہون سب تاجدار تو رخصت ہو گئے لیکن
وعدہ کر گئے کہ جنگ مین آکر شریک ہونگے بادشاہ نے سب کو رخصت کیا جب
سب تاجدار جا چکے تو بادشاہ نے سرخمو سے بھی کہا کہ تم بھی اب رخصت ہو جاؤ
سب تاجدار جا چکے اور ہم حسب حکم لوح تلاش کمیاب مین جاتے ہین سرخمو کی
آنکھون مین آنسو بھر آئے عرض کی مجھکو آرزو تھی کہ حضور کے ساتھ رہون مگر کنیز
کو آپ جدا کرتے ہین ناچار جاتی ہون یقین ہی کہ کمیاب میرے ساتھ مقدر کرے
بادشاہ نے فرمایا کیا مجال ہی کہ تمسے کوئی آنکھ ملا سکے لوح ضرور خبر دیگی مین تمھاری
رہائی کو پہونچونگا اگر شاید گرفتار ہو گئین تو مین رہا کر لونگا سرخمو روتی ہوئی
رخصت ہوئی مگر دل پر بڑا جبر ہوا ناچار طرف کوہ کے چلی فیروزہ نے شاہ کا
ساتھ نہین چھوڑا عقب مین آتا ہی اور یہی کہے جاتا ہی کہ حضور لوح سے غفلت
نہ کرین بادشاہ جو باغ سے باہر نکلے ایک طرف سے گرد اُڑی دیکھا ایک نقابدار
گلگون پوش بارہ ہزار جوانون سے آکر ٹھہرا اور بادشاہ سے کہا میرے مکان پر
چلیے کہ دوسری طرف سے گرد اُڑی دیکھا کہ نقابدار زمرد پوش آیا وہی بارہ ہزار
فوج اُسکے بھی ہمراہ ہی اُسنے بھی آکر کہا کہ مجھے سرفراز کیجیے مین نے سامان دعوت
مہیا کیا ہی نقابدار گلگون پوش نے تلوار کھینچی کہا او بے حیا مین تو آیا تھا تو کیون
آیا زمرد پوش نے کہا مین تو مدت سے مشتاق تھا آج صورت زیبا دیکھی چاہتا
ہون کہ اپنے کلبۂ احزان مین لیجاؤن آخر دونون مین تلوار چلنے لگی شاہ کھڑے
دیکھ رہے ہین زمرد پوش کہتا ہی کہ مین شاہ کو اپنے ساتھ لیجاؤنگا گلگون پوش
کہتا ہی کیا مجال مین پہلے دعوت کر لون پھر تجھے اختیار ہی زمرد پوش کہتا ہی ایسا
نہ ہوگا فوجون نے جب دیکھا کہ افسر ہمارے لڑنے لگے سب نے تلوارین کھینچین
مغلوب ہونے لگی تھوڑے عرصے مین صدہا لاشے گر گئے آخر گلگون پوش ہاتھ سے

زمرد پوش کے مارا گیا زمرد پوش دریاے خون مین نہایا ہوا سامنے شہریار کے آیا عرض کی غلام نے اُس مغرور کو مار ڈالا اب امیدوار ہون کہ سرفراز فرمائیے فیروزہ نے عرض کی کہ حضور لوح ملاحظہ فرمائین جو لوح حکم دے وہ کیجیے بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ ہمراہ زمرد پوش جاؤ مگر دمبدم لوح کو ملاحظہ کرنا لوح سے غفلت نہ ہو بادشاہ ہمراہ زمرد پوش کے روانہ ہوئے تھوڑی دور چلکر ایک دروازہ باغ کا دکھائی دیا بقول شاعر

نظم

باغ کا در لبسان دیدۂ وا — محو نظارۂ گل رعنا

اُس گلستان روح افزا کا — باغبان ازل چمن پیرا

جتنے گل ہین جہان کے اندر — سب ہین اُس بوستان کے اندر

ہر خیابان مین دوڑتی ہی نسیم — لیے کاندھے پہ اپنے بار شمیم

اکطرف حوض ہین پر آب وتاب — دیدۂ عاشقان کی طرح پر آب

نہین فوارہ یہ اُچھلتا ہی — حوض کا حوصلہ نکلتا ہی

اکطرف کو منو بر طناز — سربسر جلوۂ سراپا ناز

سنبل اسطرح گرد عارض گل — جیسے رخسار یار پر کاکل

تاک انگور پر وہ طرفہ بہار — جیسے خمیازہ کش کوئی میخوار

خوشے جھومنکے ہوا سے لیتے ہین — میکشون کو نوید دیتے ہین

ق

سرو آراستہ ہین دوش بدوش — شکل میناے سبز پر مدہوش

ہین جو مشتاق سیر باغ بڑے — دیکھ لو ایک پانون سے ہین کھڑے

نہین کوئی درخت طالب آب — صورت نخل شمع خود سیراب

داغ لالہ مین لیکہ پیدا ہی — حسن او رعشق سب ہویدا ہی

اکطرف کو وہ لطف ریحان پر — سبزۂ خط یار سے بہتر

کہین گلشن مین نخل داؤدی — کہین بلبل کی لحن داؤدی

کیا گل اشرفی کا کیجے بیان — ہی لٹاتا چمن مین اشرفیان

عندلیبون کا شاخ گل پہ ہجوم		اس غزل کی پڑھی ہی ہر جا دھوم	
باغ مین آمد بہار ہی آج	غزل	چشم نرگس کو انتظار ہی آج	
پا بہ زنجیر موج آب سے کیون		باغ مین سرو جو شبار ہی آج	
آ بیگا کیا کوئی صنوبر قد		قمریون کا مگر شکار ہی آج	

بادشاہ تماشہ دیکھتے ہوے وسط باغ مین تشریف لاے دیکھا فرش بچھا ہی کمیاب مسند پر بیٹھی ہین بادشاہ نے للکارا کہ او بھگوڑی کہانتک بھاگے گی منم سعد بن قباد چراغ لشکر اسلام کمیاب نے آواز دی ای بادشاہ اب نہ بھاگونگی تجسے مقابلہ کرونگی بادشاہ حیران ہین کہ یہ کیا سحر کہ ہی یہ تو مجھکو دیکھکر بھاگتی تھی آج کیا سبب ہی کہ برابر مقابلہ آتی ہی لوح کو ملاحظہ فرمایا اُس مین نوشتہ نکلا کہ یہ کمیاب جادو نہین ہی اپنے ہمشبیہ کو بٹھا دیا ہی لیکن سمجھکر مقابلہ کرنا بادشاہ نے کمیاب نقلی کا سامنا کیا کمیاب نقلی نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے مگر بادشاہ نے خالی دیے خالی دیکر لوح کو چمکا دیا عکس لوح کا جو کمیاب نقلی پر پڑا مثل ہیزم خشک جلنے لگی تھوڑی دیر مین جلکے خاک ہوئی بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا نقابدار زمردپوش کو بھی نہ پایا باغ سے نکلے جب بادشاہ نے قدم باہر رکھا باغ بھی جلکر خاک ہوا مگر دیکھا کہ سامنے ایک دروازہ بلند و مرتفع کھلا ہوا ہی ہزار ہا شاہزادیان ایک سے ایک زیادہ حسین اور جمیل مشتاق کھڑی ہین بادشاہ کو دیکھکر بلانے لگین بادشاہ نے وہ مجمع دیکھکر قصد کیا کہ انکے قریب جاؤن اُدھر متوجہ ہوے تھے کہ فیروزہ بیقرار ہو گیا آخر تاب نہ آئی پکارا اُٹھا کہ ای شہریار بدون ملاحظہ لوح قدم نہ بڑھائیے بادشاہ ہوشیار ہوگئے لوح کو جو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ سراسر مکر ہی اپنے کو مکر سے بچاؤ لوح کو انکے بیچ مین پھینکدو پھر تماشہ قدرت پروردگار کا دیکھو بادشاہ نے لوح گلے سے اُتار لی اور پکار کر کہا کہ تمکو مجسے کیا کام ہی یہ لوح حاضر ہی اسکو لے لو وہ عورتین لوح پر گرین جنے ہاتھ ڈالدیا وہ جلکر خاک ہوئی سب شاہزادیان جلتیین اور آواز دیتی ہین کہ او سنگدل جلاد تجھکو ہمارے مرنے کا افسوس نہ ہوا خدا اور جمشید تجسے ہمین سمجھے

یہ کہتے کہتے سب جل گئیں کرنقارے پر چوب پڑی دیکھا ایک بادشاہ تخت پر سوار فوج لیے انتہا ہمراہ آیا آتے ہی اشارہ کیا کہ یارو اسنے بڑی حسین عورتون کو قتل کیا اسکو مار لو ہمارا شہر ویران ہو گیا کوئی اب حسین عورت شہر مین نہ رہی کل فوج نے بادشاہ پر حملہ کیا مگر وہ بادشاہ ترغیب دے رہا ہی کہ یارو بخوبی جانتے ہو کہ اگر ہم قتل ہوے تو تم لوگ بھی نہ بچو گے جہانتک ہوسکے ہی کوشش کرو کہ انکو گھیر کر مار لو اگر انکو مار لیا تو بڑے نیکنام ہو گے کل فوج نے بادشاہ پر حملہ کیا بادشاہ تلوار کھینچکر لڑنے لگے جسکو ہاتھ مار دیا اسکے دو ٹکڑے ہوے بادشاہ لڑتے ہوے طرف اُس بادشاہ کے چلے لوح کو جو گردش دی دیکھا وہ بادشاہ نہیں ہو کمیاب تخت پر بیٹھی ہی اور سب کو پکار رہی ہی کہ ہان یارو جنگ کرو بادشاہ نے ایک سوار کو مارا اور گھوڑا اُسکا لیا سوار ہو کر لڑتے ہوے چلے کمیاب نے جو دیکھا کہ بادشاہ اِسی جانب آتے ہین آئینہ اٹھا کر دیکھا اپنے کو بصورت اصلی پایا زانو ون پر ہاتھ مار لیا مصاحب جو قریب بیٹھے تھے اُسنے کہنے لگی کہ دیکھو صاحبو کیا خرابی ہی ہم نے اپنے بچانیکو صورت بدل لی تھی مگر عکس لوح جو پڑا بصورت اصلی ہو گئی اب ظالم کشتا اسطرف آتا ہی یارو بانده لو جمکر کھڑے ہو اہل فوج جمکر کھڑے ہوے بادشاہ حیران ہین کہ تا کمیاب کیونکر پہونچون اگر ایک صف کو توڑا تو چار صفین جماتی ہین اے رحیم و کریم تو اِس مشکل کو آسان کر بادشاہ دعائین مانگ رہے ہین دمبدم مجمع بڑھتا جاتا ہی اندر سے قلعے کے جادوگر آتے ہین بادشاہ نے بیقرار ہو کر دست دعا بلند کیے کہ اے

رحیم و کریم فضل اپنا شریک کر نظم

جادوگر بر اوج خوبی نیّر اکبر یکے است	روشن اندر برج محبوبی مہ انور یکے است
بندہ پرور خالق اکبر کرم گستر یکے است	شہ یکے حاکم یکے صاحب یکے داور یکے است
ہست یک جانان بجسم جزو کل مانند جان	مثل دل در پہلوے ہر اہل دل دلبر یکے است
مالک وحش و طیور و والی جن و بشر	صانع نیک و بد و خلاق خیر و شر یکے است
موجد ایجاد موجودات عالم واحد است	بے گمان و ریب بیشک خالق اکبر یکے است

جیسے ہی بادشاہ نے بیقرار ہو کر دعا کی طرف سے صحرا کے گرد اڑھی بادشاہ نے دیکھا
کئی سو تاجدار تختوں پر سوار پشت پہ فوج بیشمار آکر پہونچے نعرہ کر کے لڑنے لگے
کمیاب نے جو ان تاجداروں کو دیکھا گھبرا گئی ساتھ والے جو بیٹھے تھے اُن سے کہنے
لگی کیوں صاحبو تمنے ان تاجداروں کو پہچانا کہ یہ کون لوگ ہیں سب نے کہا حضور
نے پہچانا ہوگا کمیاب نے کہا یہ وہ تاجدار ہیں کہ جو باغ ہمیشہ بہار میں جمع ہوئے
تھے سب مطیع اسلام ہو گئے دیکھو میری فوج کو قتل کر رہے ہیں اب سعد بن قباد
کے معین بہت ہو گئے جس وقت اسنے خداوند سے مقابلہ پڑیگا اُس وقت یہ سب انکی
مدد کو آئیں سے مجھے یہ خیال تھا کہ شاید ان لوگوں نے مکر سے اطاعت کی ہی مگر آج
ظاہر ہو گیا کہ یہ بادشاہ کے دل سے شریک ہوئے ہر چند فوج کو ترغیب دیتی ہو مگر
فوج دلدہی نہیں کرتی جب سعد بڑھتے ہیں اور لوح کو گردش دیتے ہیں تو ساحر
دیوانے ہو جاتے ہیں بہت سے نابینا ہو گئے ٹٹولتے پھرتے ہیں بادشاہ صفونکو
توڑتے ہوئے سامنے کمیاب کے پہونچے کمیاب نے بیقرار ہو کر آواز دی یا
خداوند جمشید ثانی کیا آج میری موت ہی ہیں ہاتھ سے طلسم کشا کے قتل ہو جاؤنگی
یا خداوند بچا۔ یہ بیقرار ہو کر جب کمیاب نے پکارا زیر تخت کمیاب سے ایک طائر
پیدا ہوا مثل انسان کے آواز دیتا ہوا کہ اے کمیاب کیوں بدحواس ہوتی ہی
تجھکو کون قتل کر سکتا ہی یہ اتو یہ حال ہو

نظم

تحصول مطلب دل کی طرح محال نہیں	وہ بے نیاز ہیں عادت سوال نہیں
گئے فراق میں ہوش و حواس و تاب و توان	عجیب وقت ہی کوئی شریک حال نہیں
تمہارے عشق نے وارستہ کر دیا ایسا	خوشی خوشی کی نہیں رنج کا ملال نہیں
سما ہیں کیا سے و خورشید اپنی آنکھوں میں	ہم اس حسین کے ہیں عاشق جسے زوال نہیں
تمہارے عشق میں پھرتا ہو گیا خراب اے آتش	خدا سے ڈر تجھے اندیشۂ مآل نہیں

وہ طائر زمین سے یہ آواز دیتا ہوا نکلا کمیاب کے لپٹ گیا اور کمیاب کو لیکے
اڑ گیا کمیاب کا غائب ہونا کہ ایک دھماکا ہوا وہ فوج اور سارا قلعہ غائب ہو گیا

بادشاہ حیران سنکے کہ یہ کیا شعبدہ ہوا یا تو سب لرزتے تھے یا سب غائب ہوگئے
حقیقت مین یہ جمشید ثانی بڑا شعبدہ باز ہی نہین معلوم کیا حکمت کی کہ کمیاب جادو
کو بلوالیا اب دیکھیے کیا کیفیت ہو یہ فرماکر لوح کو ملاحظہ کیا لوح مین نوشتہ پایا کہ سامنے
ایک قریہ ہی اُس مین مسعود زمیندار رہتا ہی وہان جاکر کمیاب چھپی ہی آپ اپنے کو
وہان پہونچائیے یقین ہی کہ مسعود زمیندار آپکی بہت خاطر کرے اور جو آپ کے
سامنے خاصہ لاکر چنے وہی کمیاب ہی جسوقت سامنے آوے اُسکا ہاتھ پکڑلیجیے گا
سب کھانے مین اُسنے سودۂ الماس ملایا ہی کہ بندگان عالی تڑپ تڑپ کر مرین بادشاہ
یہ حکم دیکھکر وہان سے بڑھے مگر مسعود زمیندار اپنے کھیت پر کھڑا انتظار است زراعت
کر رہا تھا کہ کمیاب آکر پہونچی کہا ای مسعود آج میری مدد کر وطلسم کشا آتے ہین
اور ضرور آج اِس قریے مین آوینگے یہ میں بتا دیتی ہون سب کھانون مین اِسکو ملا دو
جب آئین تم براے استقبال جاؤ جاکر اطاعت کرو اور عرض کرو کہ غلام آپ کی
دعوت کریگا مین بہ شکل خدمتگار حاضر رہونگی آج بادشاہ کو یہ کھانا کھلاؤ لاکھ تدبیر
کرینگے مگر دسترخوان سے نہ اُٹھ سکینگے مسعود زمیندار چند آدمیون کو ساتھ لیکر
براے استقبال چلا دیکھا بادشاہ آتے ہین جھک کر سلام کیا بادشاہ نے دیکھا
ایک زمیندار وضع ہی چند کس ساتھ ہین کہ اُسنے عرض کی ای شہریار غلام اطاعت
اسلام کرتا ہی بادشاہ نے کلمہ پڑھایا جب مسعود کلمہ پڑھ چکا تو خاموش کھڑا ہوگیا
بادشاہ نے فرمایا کہ کیون ای مسعود کیون خاموش کھڑے ہو مسعود نے عرض کی
کہ حضور کی میرے یہان دعوت ہی بادشاہ نے فرمایا بہت اچھا مسعود رونے لگا
کہا ای شہریار آپ ایسے صاف باطن کو مٹانے کا ارادہ کرون کمیاب میرے پاس
آئی تھی سودۂ الماس دیگئی ہی اور یہ کہتی تھی کہ دعوت کرکے بادشاہ کو کھلانا مین تو یہ
جانتا تھا کہ حضور دعوت کو نہ قبول کرینگے ضرور لوح کو ملاحظہ فرماوینگے مگر حضور
ایسے صاف باطن ہین کہ میرے کلمہ پڑھتے ہی آپ نے اقرار کرلیا مجھکو بہت گراں
معلوم ہوتا ہی کہ آپ ایسے بزرگ کو آفت مین پھنساؤن لہذا عرض کرتا ہون کہ جب

کھانا حضور کے سامنے آوے تو کمیاب بشکل خدمتگار حاضر ہوگی اُسکا ہاتھ تھام لیجیے گا مین جانتا ہون کہ آپ شیر دلیر ہین آپ کے پنجے سے کب نکل سکیگی اگر اُسکی ہتھ آگئی ہو تو آپ کے ہاتھ سے ماری جاویگی بادشاہ نے مسعود کو گلے سے لگایا فرمایا تم مسلمان کامل ہوا ای مسعود یہ خوب تصور کر لو کہ مین طلسم کشا ہون میری مدد غیب سے پیدا ہوتی ہو کئی مرتبہ لوح طلسمی چھین لیگئی مگر خدا نے اپنا فضل کیا کہ معین پہلے سے پیدا کر دیے اُن لوگون نے لوح لاکر پہونچائی اور مجھکو قید سے رہا کیا میرے محسن بہت ہین ای مسعود تمھارا بھی ذکر ہمارے احسان کرنیوالون مین ہوگا اور صاحبقران تمسے بہت خوش ہونگے مسعود زمیندار بادشاہ کو ساتھ لیکر اپنے مکان مین آیا بادشاہ نے دیکھا مکان خام بنا ہوا ہو مگر چھوئی مٹی سے لیا ہوا ہو بادشاہ کو لاکر مسعود زمیندار نے مسند پہ بٹھایا حکم دیا کھانا تیار ہو مگر کمیاب اندر موجود تھی اُسنے پوچھا ای مسعود رہ سوکہ الماس ملا دیا مسعود نے کہا ای کمیاب جبتک ہم بادشاہ کے ساتھ بیٹھینگے تنہا کھانا بادشاہ کیونکر کھائینگے کمیاب نے کہا بہت جاسکتے ہو لیکن مسعود نے کہا مین وقت پر بادشاہ کے آگے ملا دونگا کمیاب خاموش ہو رہی کھانا تیار کر رہی ہو شام کو جب کھانا تیار ہو چکا تو مسعود نے کہا مین جاکر بیٹھتا ہون اور دسترخوان بچھواتا ہون تم کھانا لیکر آؤ مسعود نے جاکر دسترخوان بچھایا اور بادشاہ کو اشارہ کر دیا کہ اب کمیاب بشکل خدمتگار آتی ہو حضور ہوشیار رہین بادشاہ نے لوح طلسمی ہاتھ مین لیلی کہ کمیاب جادو کھانا لیکر آئی مسعود نے اشارہ کیا بادشاہ نے فرمایا او خدمتگار میرا ہاتھ دُھلا دے کمیاب آفتابہ لیکر آئی بادشاہ کا ہاتھ دُھلانے لگی بادشاہ نے کمیاب کا ہاتھ زور سے تھام لیا اور لوح کو چھپکایا صورت کمیاب کی بدلی ہوئی تھی سحر ٹوٹ گیا اور بصورت اصلی ہوگئی چاہتی تھی کہ ہاتھ چھڑا لون مگر شیر کے قبضے مین آئی بادشاہ نے فرمایا ای کمیاب بڑے بڑے مکر کرتی رہی اب کہانتک مکر کرے گی مناسب یہ ہو کہ اطاعت اسلام اختیار کر ورنہ اب تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا تیرے قتل سے ہرگز منھ

نہ سوڑونگا کمیاب قدمون پر گر پڑی کہتی تھی مین کنیزی اختیار کرونگی میری کیا مجال ہی
کہ اطاعت سے منھ پھیرون بادشاہ نے ہاتھ چھوڑ دیا کمیاب جادو وہان سے نکلی
بادشاہ کو ایک عرضی لکھی خدمتگار کو دی کہ یہ کاغذ بادشاہ کو جاکر دیدے خدمتگار
نے عرضی لاکر بادشاہ کو دی بادشاہ نے دیکھا تو یہ مضمون تحریر تھا کہ ای شہریار ہیچ
کیا فقرہ کیا کیونکر رہائی پائی اب آپ مجھکو نہ پاسینگے مین اب جاتی ہون اور آپ کے
عزیزون کو جاکر قتل کرونگی بادشاہ نے عرضی پڑھکر ز انوون پر ہاتھ مارا مسعود نے
پوچھا ای شہریار اِس کاغذ مین کیا مندرج ہی بادشاہ نے فرمایا ای مسعود کمیاب نے
پھر دھوکا دیا خدمتگار سے پوچھا کمیاب کہان ہی اُسنے عرض کی کہ مجھکو کاغذ دیکے
چلی گئی ہزار ہاکوس پہونچی ہوگی دیکھیے انجام کیا ہو بادشاہ نے فرمایا ای مسعود اگر
مین لوح سے غفلت کرونگا تو اُسکا شعبدہ چل جائیگا مگر مین نے یہ فکر رکھی ہی کہ بدون
ملاحظہ لوح کوئی کام نہین کرتا بادشاہ اِسی تردد مین بیٹھے ہین خاصہ بھی نہین نوش فرمایا
مسعود نے عرض کی حضور نے خاصہ نہین نوش فرمایا غلام کو بڑا تردد ہی بادشاہ نے
ہاتھ بڑھایا کہ خاصہ نوش کرین کہ چند خدمتگار دوڑے ہوے آئے عرض کی ای شہریار
اِس علاقے کا ناظم صفدر جنگ آزما ساٹھ ہزار فوج سے آیا ہی اور اہل تریہ پر
بدعت کر رہا ہی کہ تم لوگون نے دشمن خداوند کو کیون آنے دیا اب یہ ارادہ گرفتاری
حضور آتا ہی بادشاہ تلوار ٹیک کر اُٹھے باہر نکلکر دیکھا کہ فوجین چلی آتی ہین ایک
شخص نہایت بلند بالا گھوڑے پر سوار سب سے کہتا ہوا آتا ہی یارو ہوشیار رہو
جسوقت مین اشارہ کرون چہار جانب سے گھیر لینا بادشاہ نے بھی صفدر کو دیکھا
مادیان زین دار کسی ہوئی تھی بادشاہ اُسپر سوار ہوے اور نعرہ کیا نعرہ سعد شہریار کہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم		بہار گلستان کاؤس وجم	
تجلی دہ بزم اسلامیان		نہال گلستان صاحبقران	

بادشاہ نعرہ کرکے جا پڑے صفدر ہر چند غل مچاتا ہی کہ ہان یارو طلسم کشا کو گھیر لو فوج
کے لوگ نہین بڑھتے بلکہ اور پیچھے ہٹتے جاتے ہین بادشاہ قتل کرتے ہوے جاتے

ہین کہ صفدر قریب آگیا بادشاہ نے للکارا کہ او نامردان بیچارہ ون غریبون کو تخیب دیتا ہی تو سامنے نہین آتا کہ صفدر نے گینڈا بڑھایا قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلسہ کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ مارا کہ صفدر کے دو ٹکڑے ہوسے اہل قریہ نے چہار جانب سے صفدر کے ساتھ والون کو گھیر لیا آخر وہ سب فریاد کرنے لگے کہتے تھے ای طلسم کشا امان ہی بادشاہ نے سب کو امان دی دس ہزار جوان اور دو افسر کلان مطیع اسلام ہوے بادشاہ نے سب کو امان دی اور ساتھ لیکر مکان پر مسعود کے آئے سب کو اتارا آپ اندر تشریف لائے لوح کو ملاحظہ کیا اب بادشاہ کو دمبدم تردد ہوتا ہی ہر مرتبہ لوح کو ملاحظہ فرماتے ہین اب نوشتہ پایا کہ اپنے کو صحراے خشک مین پہونچایئے یقین ہی کہ کمیاب سے ملاقات ہو کمیاب لشکر جمع کر رہی ہی بادشاہ خاصہ نوش کر کے اپنے مقام سے اٹھے باہر نکلے تھے کہ سامنے سے گرد اڑتی دیکھا فیروزہ بن عمرو حاضر ہوا اور بادشاہ کو بصحت وعافیت دیکھکر بہت خوش ہوا عرض کی کہ ای شہریار راہ مین کمیاب سے ملاقات ہوئی تھی مین نے اس سے ساحر کی شکل بنکر پوچھا اسنے بیان کیا کہ بادشاہ کو مسعود زمیندار مار لیگا ناظم سے بھی کہ آئی ہون یقین ہی کہ بادشاہ کا خاتمہ ہوا ہو مین نے حضور کو بصحت وعافیت دیکھا اب حضور کہان جاتے ہین وہ کہتی تھی کہ صحراے خشک مین جا کر لشکر کشی کرونگی اب وہ سامان ضرور کر رہی ہوگی بادشاہ نے فرمایا لوح نے بھی خبر دی ہی کہ صحراے خشک مین جایئے کمیاب سے ملاقات ہوگی تو مین وہین جاتا ہون فیروزہ نے پھر عرض کی کہ لوح سے بہت ہوشیار رہیے گا مناسب یہ ہی کہ دمبدم لوح کو ملاحظہ فرمایئے کسی مقام پر غفلت نہ ہو مین یہ چاہتا ہون کہ اب انجام طلسم ہی حضور کو تکلیف نہ پہونچے اور ایسا نہو وہ مکارہ کوئی ایسا مکر کرے کہ حضور اسکے دام مکر مین پھنسین بادشاہ نے فرمایا مین دمبدم لوح دیکھتا ہون مگر دیکھیے اس صحرا مین کیا انتظام ہو کہ لوح خبر دے چکی ہی کیا عجب ہی کہ کمیاب سے ملاقات ہو ایک مرتبہ لوح کہ سے رہا ہو ئی

مگر اب اُسکا عذر نہ مانونگا اگر اُسکی قضا میرے ہاتھ سے ہی تو اُسی صحرا مین قتل کرونگا
فیروزہ نے عرض کی غلام بھی ساتھ چلیگا بادشاہ نے فرمایا الگ الگ رہو جب
وقت کسی دھوکے کا ہو تب خبر دو انشاء اللہ فوراً لوح ملاحظہ کرونگا یہ فرماکے
بادشاہ بڑھے تھوڑا ہی راستہ طے کیا تھا کہ دور سے دیکھا ایک صحرائے ویران کف دست
میدان ہر درخت سوکھے ہوئے خشک پتون کا جا بجا انبار زاغ و زغن کی پکار صحرائے
پُرخار بادشاہ نے گھوڑا آگے بڑھاکے دیکھا کہ فوجین چلی آتی ہین اُسی صحرا مین سب
جمع ہوتی جاتی ہین مگر کمیاب جادو کو دیکھا کہ لشکر آراستہ کر رہی ہو اور ترغیب دیتی
جاتی ہو کہ صاحبو ایسی جنگ کرو کہ طلسم کشا عاجز ہو جائے سحر نہ کرو کیونکہ وہ صاحب
لوح ہین سحر اُنپر تاثیر نہ کریگا مگر ایسا بلوہ کرو کہ بادشاہ جنگ سے عاجز ہون بادشاہ
نے جو دیکھا کہ کمیاب پھر رہی ہو آواز دی کہ او کمیاب مین آپہونچا کمیاب نے
فوج کو اشارہ کیا کئی لاکھ ساحر تھے لینا لینا کہکر دوڑے مگر اُس نہنگ بحر جرأت نے
کچھ خوف نہ کیا بے خوف جا پڑے جنگ کرنے لگے مگر ساحر تو سحر کے عادی ہین ہر چند
چاہتے ہین کہ نیزے اور تلوار سے لڑین مگر قبضے ہاتھون سے نکلے جاتے ہین اور کمانین
کاندھون سے گری پڑتی ہین جب سحر کرتے ہین تب بادشاہ لوح چمکا دیتے ہین وہ سحر الٹا پلٹتا
ہو اور سحر کرنیوالے کا کام تمام ہوتا ہی کئی سو ساحر اسطرح مارے گئے کئی افسر نامی
بادشاہ کے ہاتھ سے قتل ہوئے کمیاب نے دیکھا کہ اس انتظام سے بھی کوئی نفع
نہ ہوا مستطور ہوا نکلا بازؤن پر پرواز پیدا کیے اُڑتی ہوئی چلی اِدھر بادشاہ نے لوح کو
دیکھا نوشتہ پایا کہ اب اگر نکلجائیگی تو آفت برپا کریگی بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے
سے اُتاری تیر کو بجر کمان مین پیوست کیا اسم حاشیہ پڑھکر تاک کر مارا کمیاب نے
چاہا اپنے کو بچاؤن مگر موت گھیرے ہوئے تھی تیر نے خطا نہ کی سینے پر کمیاب کے
پڑا کہ توڑکر پشت کو پار گذرا بادشاہ نے دیکھا اندھیرا ہو گیا غل اور شور برپا ہوا
آوازین آنے لگین کشتی مرا نام من کمیاب جادو بود قطرے خون کے جو اُسکے جسم
سے گرے سب ساحر جلنے لگے چند زاغ تڑپ کر گرے لاشہ کمیاب کا اٹھاکر لے چلے

پرون سے اپنا سر پیٹتے ہوے مگر جمشید ثانی قصر ہفت رنگ مین بیٹھا تھا کہ کمیاب کا لاشہ آکر پہلو بچا زاغون نے وہین ڈالدیا جمشید ثانی نے جو لاشہ کمیاب دیکھا گھبرا گیا شاہزادیون سے کہنے لگا کہ آج وہ ساحرہ قتل ہوگئی جو اس طلسم کی پشت و پناہ تھی اب شاہون کو اور پہلوانون کو نامہ لکھون کہ سب آکر جمع ہون وزرا نے فرمان روانہ کیے ہر ایک کے نام یہی حکم تھا کہ اپنے مقام سے مع فوج کوچ کرو اور آکر جمع ہوجاؤ مین یہ چاہتا ہون کہ تا آنے بادشاہ کے لشکر سب جمع ہوجائے ایسا مقابلہ پڑے کہ بادشاہ کو بھی شاق ہو اُنکے ساتھ اُنکے بھائی بھتیجے بھی ہین سب لشکر لیکر آئینگے نامے روانہ ہوگئے جا بجا سے پہلوان آنے لگے سامنے قصر ہفت رنگ کے اُترے ہین جو ملاقات جمشید کو آتا ہی سجدہ کرکے کہتا ہی یا خداوند مین طلسم کشا کو مار لونگا جمشید کچھ جواب نہین دیتا خاموش ہو رہتا ہی ایک ہفتے مین لشکر بےحساب جمع ہوگیا چوتھے دن ایک پہلوان آیا کہ مینا سے سرجوش اُسکا نام ہی جمشید کو سجدہ کرکے اُسنے کہا یا خداوند مجھکو بہت شاق ہی کہ بادشاہ زندہ ہین اگر حکم ہو تو سر کاٹ لاؤن جمشید نے کہا او مینا سے سرجوش صبح و شام مین وہ بھی آیا ہی چاہتے ہین جلدی نہ کرو مینا سے نے کہا یا خداوند مجھے بہت شاق ہی کہ آپ کو شگفتہ نہین پاتا ہون وہ قصر ہی کہ آٹھ پہر عیش و جشن رہتا تھا اب اُس مکان مین سناٹا پڑا ہی آپ کے بندے کو بہت ناگوار ہی سب پریشان ہین ہرچند جمشید نے سمجھایا مگر مینا سے سرجوش اپنی ہی کہے گیا آخر جمشید نے کہا او مینا سے سرجوش اچھا تم روانہ ہو جو خوشی تمھاری مگر [illegible] کرنا مینا سے سرجوش گینڈے پر سوار ہوا اور [illegible] چلا مگر بادشاہ نے بعد قتل کمیاب لوح کو جو ملاحظہ کیا لوح نے بتایا کہ اب قصر ہفت رنگ پر لشکر کشی کیجیے بادشاہ نے سب فوج کو جمع کیا اور صاحبقران کو عرضی لکھی کہ جد عالی تبار مین طرف قصر ہفت رنگ کے جاتا ہون آپ کے اقبال سے کمیاب کو بھی قتل کیا اگر حضور کو اطمینان ہو تو قصر ہفت رنگ پر تشریف لائیے جو [illegible] قریب ہین اُن سب کو بھی خبر پہونچے عم نامدار رستم پیلتن سے عرض کرتا ہون کہ [illegible]

پروردگار ساتون مرحلجات فتح کیے آپ کے اقبال سے کمیاب بھی قتل ہوئی اب
امیدوار ہون کہ قریب قصر ہفت رنگ کے تشریف لاییے شتر سوار نامہ لیکے چلا
صحرا سے نوبہار مین رستم فروکش ہین کہ نامہ دار نے لاکر نامہ دیا رستم پڑھکے بہت خوش
ہوے ہرچند کہ آتشخو شعلہ مزاج جاہلون کے سرتاج ہین مگر سعد نے اپنا تزریگ جانکر
البتہ فقرات لکھے سنکے کہ رستم نے سماک کو حکم دیا کہ لشکر تیار کراؤ ہم آج ہی کوچ
کرینگے حکم کی دیر تھی لشکر تیار ہوا رستم استر مالا کبود فرنگی پر سوار ہوے طرف
قصر ہفت رنگ کے چلے کوئی دو کوس راستہ طی کیا تھا کہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا
آگے آگے ایک پہلوان پشت پر کئی لاکھ کا لشکر گینڈا بڑھاے ہوے آتا ہے رستم
کو معلوم ہوا کہ مینا سے سر جوش نامے پہلوان ہے براے مقابلہ بادشاہ جاتا ہے اُسی
مقام پر گھوڑا روک لیا مینا سے سر جوش نے بادشاہ کو نہین دیکھا تھا سمجھا کہ یہی
بادشاہ اسلام ہین اسنے بھی لشکر مقابلے مین اُتار دیا جب فروکش ہو چکا اور بارگاہ
مین آکر بیٹھا تب اسکو معلوم ہوا کہ طلمشاہ نوجوان فرزند صاحبقران طرف قصر
ہفت رنگ کے جاتے ہین ٹکیارا تھا کہ اتو بد دولت نے قصد کیا جو سامنے پڑیگا
اُسکو قتل کرتا ہوا جاؤنگا یہ کہکر حکم دیا طبل جنگی بجے ہرکارون نے رستم کو خبر دی
رستم نے بھی طبل جنگی بجوا دیا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات تیاری مین گذری
اب وہ وقت آیا کہ شہنشاہ زرین پوش شہنشاہ فلک اول کو شکست دیکر بالاے چرخ
آیا تمام عالم منور و روشن ہوا **نظم**

یکایک ہوا اون سحر کا ظہور	اڑا آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ	بہت گرمخو اور روشن نگاہ
سبہ کی علامت سپیدہ ہوا	لبتان آگے آگے خط صبح کا
کیا دبدبہ خلق پر آشکار	کر بیٹھے کیا زاغ شب کو شکار

دونون لشکر میدان مین آے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی اور
کڑکیت کرکا کہکر ہٹے مینا سے گینڈا اپنا بڑھایا میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای

رستم میرے مقابلے مین آؤ مین برا سے مقابلہ شاہ چلا تھا مگر تم راہ مین ملگئے خیال مین
آیا کہ تمھارا بھی خاتمہ کرتا چلون اب میرے مقابلے مین آؤ تو احوال معلوم ہو رستم
کو بہت ناگوار ہوا ہر چند کہ رفقا ساتھ ہین اور عرض کرتے ہین کہ حضور میدان مین ہرگز
نہ جائین ہم جاکر مقابلہ کرینگے مگر رستم نے نہ قبول کیا سب کو روک کر مرکب بڑھایا مینا
نے جو رستم کو آتے ہوے دیکھا کئی تیر مارے رستم نے تیر خالی دیے جب قریب پہنچے
مینا نے کہا اے رستم تونے میرا حال سنا ہی کہ بڑے بڑے پہلوانون کو مارا ہی کئی قلعے
فتح کیے تم میرے مقابلے مین چلے آئے کچھ خوف نہ کیا رستم نے فرمایا او مغرور کیون
زیادہ غرور کرتا ہی زبان تیغ سے کلام کر کر حال جرأت کھلے مینا نے نیزہ مارا رستم نے
نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا نیزہ آپس مین چلنے لگا بعد چند طعنون کے رستم
نے گانٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مینا کے سر جوش کے نکلگیا مینا نے سر جوش
سے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے وار خالی دیا اسیطرح متواتر کئی ہاتھ تلوار کے
مینا نے مارے مگر رستم نے سب خالی دیے مینا کو معلوم ہوا کہ یہ جوان فنون
سپاہگری سے خوب واقف ہی تلوار روک کر کہا اے رستم کسکے ساتھ لیکر آئے ہو یہ وہ
پشت پر کھڑا ہی تیر مارا چاہتا ہی رستم نہایت آتشخو و شعلہ مزاج ہین پیچھے جب مین کوئی
سردار چلا آیا غصے مین پلٹے مینا نے ہاتھ مارا کہ سر رستم کا زخمی ہوا انکو بہت غصہ آیا
کہا او مکار یہ کیا تونے فریب کیا یہ کہکر تیغ کیمیتان کھینچا تلوار جو چمکی مینا گھبرایا
آئینۂ شمشیر مین جلوۂ عروس مرگ دکھائی دیا گینڈے کی باگ پھیری گینڈے کو
بھگایا رستم کے سر سے خون تو جاری ہی تعاقب مین چلے آگے آگے مینا جاتا ہی
اور پیچھے پیچھے رستم جاتے ہین جب وہ قریب فوج کے پہونچا تو پکار کر آواز دی
کہ ہان یارو اس جوان کو مار لو کل فوج نے رستم پر بلوہ کیا مگر رستم سب کو درہم
و برہم کرتے ہوے جاتے ہین ملازمان رستم نے جو دیکھا تلوارین کھینچکر جا پڑے
فوج نے فوج کو روکا مگر رستم کی نگاہ طرف مینا کے ہی اور فرمایا کہ بے مارے
تجھکو نہ پلٹونگا آگے آگے مینا جارہا تھا آخر لشکر سے نکلا اور طرف صحرا کے چلا خیال تھا

بینا کے گذر اکہ ہفت کوہ زلازل قریب ہو زلازل مردارخوار وہان رہتا ہو ساتھ پہاڑ در میان مین ہین وہان جا کر جان بچیگی یہ سوچکر بھاگا کوسون پھر راستہ طی کیا نفا کر دیکھا زلازل مردارخوار شکار سے پلٹ کر آیا ہو اور اپنے گینڈے سے اُتر رہا ہو بینا گھبرایا ہوا پشت پر زلازل کے آیا مگر خوف سے کانپ رہا ہو زلازل نے پوچھا او بینا خیر تو ہو بینا نے کہا او زلازل فرزند حمزہ میرے تعاقب مین آتا ہو جلد انتظام کرو یہ کہا طرف پہاڑون کے بھاگا زلازل نے ہنسکر کہا او بینا اسقدر گھبراتے ہو کسکی مجال ہو کہ میرے ہفت کوہ کے سامنے آئے سب جانتے ہین کہ زلازل مردارخوار وہانکا حاکم ہو ابھی کل کا ذکر ہو کہ کاروان تاجران یہان آکر اترا شب کو قزاق آئے کاروان لوٹنے لگے اہل کاروان نے فریاد کی کہ زلازل مردارخوار کی دوہائی ہو مین کوہ سے نکل آیا آتے ہی نعرہ کیا کہ او قزاقو تم کیون غریبون کو لوٹتے ہو میرا نام سُنکر سب قزاق بھاگ گئے اور رال بھی چھوڑ گئے میرا نام ایسا روشن ہو کہ پہلوانان عالم اس پہاڑ کی جانب رُخ نہین کرتے ہین پسر حمزہ کی کیا لیاقت ہو کہ یہانتک آسکے نام سے میرے بھاگیگا مگر بینا سے سرجوش ایسا خائف تھا کہ ساتون درے طی کر گیا آٹھوان کوہ کہ مقام بارگاہ زلازل ہو وہان جا کر ٹھہرا مگر فوج سے کہ رہا ہو کہ صاحبو جاؤ دیکھو وہ جوان آیا کہ نہین آیا یہان زلازل گینڈے کو چمکار رہا ہو بارہ چودہ ہزار جوان جمع ہین اُنسے کہ رہا ہو کہ اگر پسر حمزہ آئے تو تم لوگ دخل نہ دینا مین اکیلا اُس سے سمجھ لونگا سب کہ رہے ہین کہ کیونکر ہوسکتا ہو کہ آپ کے سامنے حریف آئے اور ہم تامل کرین یہ ذکر تھا کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا رستم پیلتن تیغہ کھنچا ہوا ہاتھ مین گھوڑا اُڑائے ہوئے آتے ہین زلازل نے نعرہ کیا کہ او پسر حمزہ یہان نہ آنا ایک وار مین کام تمام کرونگا مگر رستم کو نہایت غصہ تھا جواب بھی نہ دیا اُسی طرح گھوڑے کو اُٹھائے ہوئے روبرو زلازل کے آکر نعرہ کیا نعرہ رستم

ارشد اولاد امیر عرب	دیگر	کیست علمشاہ چو رُستم لقب
علمشاہ رومی شہ فیل زور		کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

زلازل نے بڑھکر نیزہ مارا رستم کو نہایت غصہ تھا تلوار سے نیزہ اسکا قلم کیا زلازل
نے تلوار کھینچی کئی ہاتھ تلوار کے مارے رستم نے وار خالی دیئے آخر تلوار کا ہاتھ مارا
برق شمشیر جو چمک کر گری خرمن حیات زلازل کو جلا دیا کر زلازل کے دو ٹکڑے ہوئے
جب فوج نے دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا سب رستم پر ٹوٹ پڑے رستم لڑ رہے ہین
مگر فرماتے ہین کہ مینا سے سرجوش کہان گیا بعض جواب دیتے ہین کہ وہ اندرون
ہفت کوہ ہو آخر سب سامنے سے رستم کے بھاگے رستم نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ بالاے
کوہ ہفتم مینا کھڑا ہو اور پکار رہا ہو کہ صاحبو خبردار رستم کو یہان نہ آنید و وہین رد کو
رستم طرف کوہ کے چلے اور آواز دی کہ او مینا مکار مین وہین آتا ہون مینا سمجھا کہ
ان وروں کو کیونکر طے کرینگے کہ دیکھا سب بھاگے ہوے آئے اور عرض کی کہ اے
پہلوان دوران جنے رستم سے شکست کھائی زلازل مارے گئے باہر جا کر رستم
سے مقابلہ کرو رستم تو بڑی آفت لیکر آئے اُس جوان کی شمشیر زنی ایسی ہو کہ ہمنے کبھی
اِسطرح کسیکو لڑتے ہوے نہین دیکھا پشت و پہلو سے خبردار جو کوئی سامنے آیا
علف شمشیر آبدار ہوا کئی سو افسر اُسکے ہاتھ سے قتل ہوے مینا نے کہا مین تو سامنے
نہ جاؤنگا اگر یہان آوے گا تو سمجھ لونگا چند آدمی سامنے کھڑے ہوے تھے ایک نے
کہا اے پہلوان دوران ایک تدبیر ہو اگر کہو تو کرون مینا نے پوچھا وہ کیا تدبیر ہو
اُس جوان نے کہا ایک فیل مست ہو کہ وہ ہمیشہ مست رہتا ہو ہمارے افسر جو مارے
گئے وہ اکثر اُس ہاتھی کو شکار مین لیجاتے تھے جہان صحراے شیر اِن ہوتا تھا وہان
چھوڑ دیتے تھے اکثر ایسا اتفاق ہوا کہ چار چار شیرون نے آکر اُس فیل کو گھیرا
مگر اُس فیل نے اُن شیرون کو مارا تین درے تو رستم طے کر چکے ہین چوتھے درے
پر اگر کہیے تو ہاتھی کو جا کر کھڑا کر دون رستم دیکھکر پلٹ جائین گے مینا نے حکم دیا
کہ جلد فیل کو لیجاؤ درۂ چہارم پر لیکر کھڑے ہو وہ جوان بھاگا آکر فیل کو زنجیرون
سے کھولا ایک فیل بان اُسکی پشت پر سوار ہوا گجک ہاتھ مین لیے درۂ چہارم
پر آکر ٹھہرا سامنے سے دیکھا کہ رستم گھوڑا اُڑاتے ہوے آتے ہین فیلبان نے

للکارا کہ اوجوان پلٹ جا اگر یہان آئیگا تو فیل کے ہاتھ سے مارا جائیگا مگر رستم نے کچھ اُسکے کہنے کا خیال نہین کیا اور فرمایا کہ او بے حیا یہ ہاتھی مجھکو کیا روکیگا اگر دیوار لوہے کی ہوتی تو اُسکو توڑ کر نکلجاتا یہ فرما کر گھوڑے سے کود ے فیلبان نے فیل کو اشارہ کیا فیل نے سونڈ بڑھائی رستم نے سونڈ اُسکی پکڑلی ہاتھی نے سمجھا کہ پیچ سونڈ مین لپیٹ لیا اور رستم دونون ہاتھون سے سونڈ اُسکی تھامے ہوے ہین ہاتھی نے اپنی طرف کھینچا رستم نے دونون پانون ہاتھی کے پانون مین اڑا کے ٹکر مارا کہ مع زرخرے گردن گھسیٹ لی ہاتھی چرخ مار کر گرا رستم پھر گھوڑے پر سوار ہوے مینا نے جو یہ خبر سُنی اور زیادہ بد حواس ہوا ہر ایک سے کہتا ہو کہ یارو جاکر روکو پسر حمزہ میری فکر مین آتا ہو بیس پچیس ہزار جوان ساتوین درے پر آکے ٹھہرے کہ نعرۂ شیر کی آواز آئی دیکھا کہ وہی جوان آتا ہو کچھ فوج کا خوف نہ کیا اور رستم جا پڑے جو سامنے آیا وہ مارا گیا چند کو مار کر صفون کو درہم و برہم کرکے رستم نکلے دیکھا مینا سے سرجوش دربارگاہ پر کھڑا ہو مگر خوف سے کانپ رہا ہو رستم نے للکارا او مینا کہان تک بھاگیگا مینا نے جو رستم کو آتے ہوے دیکھا فوج کو ہر چند اشارہ کرتا ہو مگر فوج والے آگے نہین بڑھتے ہین ہر ایک کا قول ہو کہ ملک الموت کے سامنے کون جائے جو اُس جوان کے سامنے گیا وہ زندہ نہ پلٹا جب مینا ناچار ہوا تب گینڈا بڑھایا بڑھا کر سامنے رستم کے آیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار خالی دی نہایت غصہ تھا ہاتھ تیغ کا مار دیا کہ مینا سے سرجوش کے دو ٹکڑے ہوے سر مینا کا کاٹ کر شکاربند سے باندھا چاہا کہ پلٹون کہ وزرا امرا دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ اے شہریار افسر ہمارا مارا گیا ہم لوگ بے سردار ہین اور چاہتے ہین کہ حضور کی اطاعت کرین زیر سایۂ دامن دولت بسر کرین رستم نے اُن سب کو مسلمان کیا وزرا نے چاہا دعوت کرین رستم نے کہا مین میدان جنگ سے یہان آیا ہون ساتھ والے کیسے پریشان ہونگے انتظار کر رہے ہونگے یہ نوع سب کو سمجھا کر رستم درہ ہاے کوہ سے نکل آئے وزرا نے کہا کہ چند

سواروان کو ساتھ لیتے جائیے کہ آپ کا سر زخمی ہو رستم نے نہ قبول کیا اکیلے چلے مگر خون اسقدر سر سے جاری ہوا ہو کہ آنکھ بند ہوئی جاتی ہو مگر چلے جاتے ہین راہ مین دیکھا دروازہ ایک باغ کا کھلا ہو خیال مین گذرا کہ اس باغ مین چلکر ٹھہرین چند ساعت بسر کرین جب زخم مائل بخشکی ہو تب طرف لشکر کے چلین یہ سوچکر گھوڑے سے اُترے باغ مین آئے دیکھا گلہاے رنگا رنگ وشگوفہاے بوقلمون بین چمن سرسبز و شاداب سارا باغ نایاب تفضاے کار یہ باغ ملکہ شمس مہر طلعت کا ہو بیٹی مہران تاجدار کی بر سر بام بیٹھی ہو نظارہ باغ کر رہی ہو کہ اسکی نگاہ پڑی کہ ایک جوان دریاے خون مین نہایا ہوا آگے آگے آپ پشت پر مرکب ٹہلتا ہوا آتا ہو لیکن عجیب آن بان دیکھی کہ تیور پر بل پڑے ہوئے ہین مگر نہایت سست ہو ہر مقام پر یہی چاہتا ہو کہ کسی جگہ بیٹھ جاؤن پتھر کی ایک چوکی بچھی ہوئی تھی رستم اسپر بیٹھتے ہی بیہوش ہوگئے ملکہ شمس مہر طلعت بام سے اُتری ٹہلتی ہوئی قریب رستم کے آئی اور بخوبی جمال دیکھا بقول شاعر نظم

جمالی دیدہ از حد بشر دور	نہ دیدہ از پری نشنیدہ از حور
کمل نرگسش از سرمۂ ناز	زمژگان بر جگر ہا ناوک انداز
مقوس ابروش بر آب پاکان	معنبر سائبان بر خواب پاکان

جمال بے مثال دیکھتے ہی شمس مہر طلعت کو پسینہ آگیا قلب تھرا گیا وہین بیٹھ گئی سر زانو پر رکھ لیا کنیزون سے کہا کہ جراح کو بلوا کے ٹانکے لگائے مین اس سے دریافت کرونگی کہ تجھکو کسنے زخمی کیا بڑی خرابی کی بات ہو کہ ہماری عملداری مین اگر زخمی ہوا اور ہم کوشش نہ کرین کنیزین جراح کو بلا کر لائین رستم کے ٹانکے لگائے حکم دیا کہ سب سامان تیار رہے کنیزون نے یخنی وغیرہ تیار کر رکھی رستم کی جب آنکھ کھلی ایک مہ جبین کو دیکھا کہ سرھانے بیٹھی ہوئی مگس رانی کر رہی ہو مگر خورشید جمال ابرو ہلال عارض ماہ کمال سرو قد خورشید خد کبک رفتار غنچہ دہن گلعذار سراپا خوب محبوب مطلوب ہو نظم

جبین مطلع صبح ایجاد حسن	بھوین دست و بازوے جلاد حسن
اجل کا مکان گوشۂ چشم مین	قیامت نہان گوشۂ چشم مین

رستم دیکھتے ہی اٹھ بیٹھے اُس نازنین نے کنیزون سے کہا کہ یخنی لاؤ اِس جوان کو پلاؤ
کنیزین یخنی لیکر آئین رستم نے انکار کیا ملکہ نے پوچھا کیا باعث ہو کہ آپ نہین نوش
فرماتے رستم نے کہا تمھارا مذہب کیا ہو ملکہ نے کہا ہمارا خداوند جمشید ثانی ہو جاگتی
جوت کا خداوند ہو رستم نے کہا اِی ملکہ انصاف تو کرو کہ انسان خدا ہو سکتا ہو ایک
شخص مکار و جعلساز شعبدہ باز سحر کے زور سے خدائی کر رہا ہو پروردگار وہ ہو
کہ جسنے زمین و آسمان پیدا کیا چاند سورج آسمان پر انسان زمین پر سب کو رزق
ملی ہر ایک کے حال سے خبردار ہو قریب رگِ گردن اُسکا مقام ہو وحدہ لاشریک
نام ہو اِس فصاحت سے رستم نے بیان کیا کہ شمس مہر طلعت کے آئینۂ دل سے
زنگ کفر دور ہوا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئین تب رستم نے یخنی پی ملکہ نے کہا کہ اِی
شہریار باپ میرا مہران تاجدار ہو نامہ جمشید کا پہونچا تھا کہ اب طلسم کشا سے
مقابلہ ہو تو باپ نے میرے لشکر گران جمع کر کے کوچ کا ارادہ کیا ہو مجھسے کہا تھا کہ
تم بھی چلنا مین نے تو اقرار نہین کیا مگر کل باپ میرے قریب اِس باغ کے آکے
اُترینگے ایسا نہو کوئی درانداز آنکے ذکر کر دے تو وہ بڑے بہادر ہین فوراً
آفت برپا کرینگے رستم نے کہا ہمارے فرزند سے مقابلہ ہو سعد بن قباد فتاح طلسم
نوخیز جمشیدی براے مقابلہ جمشید ثانی جاتے ہین ہمارا ابھی ارادہ ہو کہ اُنکی
کمک کو جائین انشاءاللہ ایسا مقابلہ پڑے کہ جمشید عاجز ہو جائے طلسم ظاہر سے
بھاگا طلسم باطن مین آیا مگر شہریار نے پیچھا نہ چھوڑا ملکہ نے پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہو
رستم نے نام اپنا بتایا کہ رستم میرا نام ہو لقب علمشاہ نوجوان فرزند صاحبقران
مین اُسی شہریار کی مدد کو جاتا ہون ملکہ نے پوچھا آپ زخمی کہان ہوے رستم نے
کہا مینا سے سرجوش نامے پہلوان تھا اُسنے مکر سے مجھکو زخمی کیا پھر بھاگا ہفت کوہ
زلازل پر چھپا مین نے جاکر زلازل کو مارا اور وہین مینا کو بھی قتل کیا وہان سے

پیتا تھا سرت اسقدر خون بہا کہ یہان آکر بیہوش ہوا تمنے مرد کی تو گویا جان بخش ہو
مین تمھارا ممنون ہون ملکہ نے حکم دیا کہ باہر وسط باغ مین فرش بچھاؤ وسط باغ مین
فرش بچھا جلسہ آراستہ ہوا جام گلرنگ غوابی گردش مین آیا صدائے ہو شاہوش اور
نوشا نوش بلند ہوئی ایک خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

برنگ آئینہ بان رہ نہین عشق مجازی کو
صفائے قلب نے حاصل کیا ہو پاکبازی کو

ہماری خاک کو اے شہسوار عرش دکھلایا
خدا ہمت زیادہ دے تمھاری ترکتازی کو

مآل کار تو دعوائے باطل کا پشیمانی
خدا سے ای تنو سیکھو طریق کارسازی کو

جلا کرتی ہو گھل گھل کر ہمیشہ شمع کافوری
یہ کس گورے بدن کی آنچ نے دیکھا ہو گدازی کو

نہین غم تیغ ابروئے صنم سے قتل ہونیکا
شہادت بھی بجائے فتح کے ہو مرد غازی کو

بتون سے کج ادائی کی تو کی شکوہ نہین انکا
خدا بھی کام فرماتا ہو ہمسے بے نیازی کو

خیال زلف مشکین روح کو قالب مین آفت ہی
مکان تنگ مین کو ٹرا غضب ہو اسپ تازی کو

رلا دین یاد خورشید قیامت کو وہ رخسار کے
بھلا دے زلف شبگون روز محشر کی درازی کو

کفن خلعت ہو دولھا کا جنازہ تخت دامادی
براتی نوحہ گر ہمراہ ہین شہنا نوازی کو

زبان کو بند کر آتش بس اب ایسی یاوہ گوئی سے
گوارہ کیجیے تا کے تری بے امتیازی کو

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین اور کہا کہ ای ملکۂ عالم
آپ کے والد تاجدار مع لشکر قریب در باغ اترے ہین یہ سنکر ملکہ کے منھ پر ہوائیان
اڑنے لگین گھبرا کر کہا کہ کیون ای شہریار بڑی خرابی کی بات ہوئی آپ تشریف رکھتے
ہین ایسا نہو کہ وہ یہان تشریف لائین اور آپ کو دیکھ لین تو بہت بدمزاج
ہونگے رستم نے فرمایا پھر مین چلا جاؤن ملکہ نے کہا یہ گوارا نہین کہ آپ یہان سے
تشریف لے جائیے اب رستم نے کہا مین تمھارے والد کی ملاقات کو ضرور جاؤنگا
ملکہ نے دامن تھام لیا اور رونے لگین کہا ای شہریار انکے مزاج مین بڑا غصہ ہو
ایسا نہو کہ آپ کے ساتھ بدی پیش آوین رستم نے کہا جیسا سوال کرینگے ویسا
جواب پائینگے جب رستم نے بہت کہا تو ملکہ نے کہا کہ کنیز کو قتل کیجیے جا بیٹھے ورنہ

مجھکو آرام نہ پڑیگا رستم تیغہ تیک کر اٹھے اور فرمایا ای ملکہ عالم کچھ نہ کہو خدا
دعا کرو ملکہ بہت روئین رستم نے جھڑک دیا اور فرمایا کہ ای ملکہ عالم صبر کرو تم پیروزی
پر تکیہ رکھتے ہین اگر حیات باقی ہی تو آپ پہ غالب آئینگے اگر موت دامنگیر ہی تو بین
جانیکی تدبیر ہی یہ فرما کر رستم روانہ ہوے مگر جسدن سے رستم آئے ہین ایک کنیز
ملکہ سے جل رہی تھی قریب آکر کہنے لگی کہ ای شہریار تھوڑی دیر اور ٹھہر جائیے اور
اشارے سے ملکہ سے کہا کہ آپ شاہزادے کو سمجھائیے مین ابھی تدبیر کرتی ہوں
رستم کہنے سے کنیز کے بیٹھ گئے مگر وہ کنیز بے تمیز خیال کرتی ہوئی کہ جا کر شاہ سے
اطلاع کرون کہ یہ جوان قتل ہو دوڑی ہوئی باہر پہونچی دیکھا لشکر مہران تاجدار
کا اترا ہی ایک سپاہی سے کہا کہ جا کر شاہ سے عرض کرو کہ کنیز ملکہ کی حاضر ہی کچھ عرض
کیا چاہتی ہی سپاہی نے جا کر شاہ سے کہا مہران تاجدار نے حکم دیا کہ بلا لو یہ کنیز
سامنے پہونچی شاہ کو سلام کیا بادشاہ نے پوچھا ای زرد رخسار اسوقت تیرا آنا
کیا باعث ہوا اسنے دست بستہ عرض کی کہ حضور اٹھین تو مین عرض کرون مہران
تاجدار اٹھا کنیز نے دست بستہ عرض کی کہ کل سے باغ مین بڑا آفت ہی مہران نے
پوچھا کہ کیا ہنگامہ ہی کنیز نے کہا فرزند صاحبقران کہین سے زخمی ہوکر آئے تھے
ملکہ نے انکو باغ مین اتارا ہی خود پہلو مین بیٹھی ہوئی ہین ہمنے جو منع کیا تو ہمپر خفا ہوتی
ہین اور فرماتی ہین تمھین کیا کام ہی کیا تم ہماری مالک ہو مین نے کہا حضور سے
چلکر اطلاع کرون اب سرکار کو اختیار ہی یہ سنکر مہران تاجدار بہت جھلایا کہا
تم جاؤ مین ابھی آتا ہون یہ کہکر تلوار برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے جھومتا ہوا طرف
باغ کے چلا محلدار نے چاہا جا کر اطلاع کرون مہران تاجدار نے للکارا کہ کہان
کہان جاتی ہی محلدار تھرا کر بیٹھ گئی مہران تاجدار محلدار کو مار کر اندر آیا روشونکو
طی کرتا ہوا سامنے پہونچا رستم کو دیکھا پہلو مین شمس مہر طلعت کے بیٹھے ہین ویسے ہی
للکارا کہ او دلیر حمزہ تو نے غضب کیا کہ ناموس شہنشاہی مین دست انداز ہوا
یہان تیری قضا لیکر آئی ہی او گیسو بریدہ دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہون یہ کہکر تلوار

کھینچ رہا تھا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار مہران کی چھین لی کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھالیا چاہا زمین پر پھینک ماروں کہ مہران تاجدار نے آواز دی ای شہریار میں اطاعت کرتا ہوں رستم نے مہران کو زمین پر رکھدیا مہران قدموں سے لپٹ گیا قدموں کو بوسے دیتا تھا عرض کرتا تھا کہ کیا عنایت کی ہو کہ میں سرفراز ہوا رستم نے مہران کو کلمہ پڑھایا مہران تاجدار کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا رستم کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ میں آیا سب سے کہا کہ صاحبو میں نے انکی اطاعت کی تم لوگ بھی اب مسلمان ہو جاؤ سب نے قدموں کو بوسے دیے رستم نے سب کو کلمہ پڑھایا سب لوگ بصدق دل مسلمان ہوے رستم پیلتن نے دوسرے دن مہران تاجدار کو ساتھ لیکر کوچ کیا منزلیں طی کرتے ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے یہاں لشکر کا یہ معرکہ گزرا کہ جسدن رستم نکل گئے دوپہر تلوار چلی لیکن افسر کلان میقات چوب گردان طبل امان بجواکر پلٹا سب سے صلاح کرنے لگا کہ اگر تم سب کی راے ہو تو میں طبل جنگی بجواکر لشکر مسلمانان سے مقابلہ کروں سب نے صلاح دی کہ طبل جنگی بجوایے میقات چوب گردان طبل جنگی بجواکر میدان میں آیا طرف سے لشکر رستم کے جو پہلوان نکلا زخمی ہوا کئی پہلوان نکلکر زخمی ہوے شام کو طبل بازگشت بجا مگر میقات بلبلایا ہوا کہتا ہی ہمارے آقا ناحق بھاگ گئے میں سمجھ لیتا دوسرے دن پھر طبل جنگی بجوایا رات بھر تیاریاں ہوئیں صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے بعد صفوف آرائی میقات میدان میں نکلا ہر چند پکارتا ہی مگر مقابلہ میں کوئی نہیں آتا یہ چاہتا ہی کہ میں لشکر پر جا پڑوں مگر پھر خوف کرتا ہی کہ ایسا نہ ہو مغلوبہ میں کوئی صدمہ پہونچے یہاں اہل اسلام دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے پروردگار رحم اپنا شریک کر اس آفت سے بچالے اس ظالم کی بدعت سے نجات دے بیقرار ہو کر جو سب نے دعا کی صحراے گرد اڑھی میقات نے دیکھا کہ آگے آگے رستم تخت پر مہران پشت پر فوج ظفر موج ہی اور رستم نے بھی دیکھا کہ ایک پہلوان میدان میں

مبارز طلبی کر رہا ہی مگر ہمارے لشکر سے کوئی نہین نکلتا چند پہلوان ہمارے لشکر کے زخمدار کھڑے ہین بیابان مرہم کی سرون پر چڑھی ہین رستم نے وہین سے گھوڑا اپنا بڑھایا اور نعرہ کیا کہ او مغرور منم رستم پیلتن نعرہ کر کے سامنے میقات کے پہونچے میقات نے جو رستم کو دیکھا مثل بید کانپنے لگا پکار کر آواز دی کہ ای رستم تمکو تو ہمارے مالک نے مار ڈالا تھا تم کیونکر زندہ بچے رستم نے کہا اسکو قتل کیا اور زلازل بھی ہمارے ہاتھ سے مار اگیا بعنایت پروردگار مہران تاجدار مطیع اسلام ہوا میرے ساتھ ہی میقات نے نیزہ مارا رستم نے نیزہ اسکا توڑ ڈالا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو کانٹھکر الجھا دے کے ہاتھ نکالا ہاتھ تلوار کا مار دیا میقات کے دو ٹکڑے ہوے میقات کو مار کر فوج پر جا پڑے اہل فوج نے دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا رستم پر آپڑے ادھر فوج رستم نے جو بلوہ کیا کل فوج والے گھبر لگئے آخر سب نے اطاعت کی بارہ ہزار آدمی مسلمان ہوے کچھ مارے گئے اور کچھ بھاگے رستم بہ فتح و فیروزی پلٹے آکر داخل بارگاہ ہوے سب سردار حاضر خدمت ہین سمک نے سامنے آکر عرض کی فیروزہ بن عمرو در دولت پر حاضر ہی حکم دیا کہ فیروزہ کو بلاؤ فیروزہ سامنے آیا رستم کو نامہ دیا رستم نے نامہ سعد کا آنکھون سے لگا لیا پڑھا تو یہ مضمون لکھا تھا کہ ای قبلہ وکعبہ آپ کے اقبال سے اِس حقیر نے گویا طلسم نوخیز جمشیدی کو فتح کر لیا طرف قصر ہفت رنگ کے جاتا ہون امیدوار ہون کہ آپ بھی سرفراز فرمایئے لیکن خبر سن چکا ہون کہ جمشید ثانی نے بڑی فوجین جمع کی ہین بروقت مقابلہ آپ کے حقیر کو مشکل نہو اور راہ مین جو سردار ملجا دین انکو بھی ساتھ لیجیے امیدوار ہون کہ جب آپکا لشکر آئے تو جمشید کو بھی معلوم ہو کہ طلسم کشا کے قبلہ وکعبہ تشریف لائے اور داداجان کو بھی اطلاع دیجیے یہ مضمون پڑھکر رستم بہت خوش ہوے فیروزہ کو خلعت دیا اور فرمایا کہ میری جانب سے عرض کرنا کہ امیر کو بھی خبر پہونچا دونگا یہ کہکر فیروزہ کو رخصت کیا سمک کو حکم دیا کہ جلسہ آراستہ ہو اسی وقت جلسہ

درست ہوا اور سمک بلداقی سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گانے لگا نظم

کوچۂ یار مین چلیے تو غزلخوان چلیے
بلبل مست کی صورت سے گلستان چلیے

دن کو ملنا نہین وہ ماہ نہین تو کہتا
رات بھر کے لیے گھر مین مرے مہمان چلیے

پانوٗن مین تاب ہے رفتار کی طاقت باقی
پیچھے پیچھے ترے ای عمر گریزان چلیے

زلف مین لعل لب یار کا مشتاق ہے دل
ہند سے کوچ جو کیجے تو بدخشان چلیے

شوق صحرا کا جو ہوتا ہے تو کہتا ہے جنون
تیغ کی طرح سے میدان مین عریان چلیے

دم فنا کیجیے اپنا نفس سرد کے ساتھ
ٹھنڈے ٹھنڈے طرف گور غریبان چلیے

کافر عشق فرشتہ کی نہین سنتے ہین
کس سے کہتا ہے وہ غارتگر ایمان چلیے

ہاتھ سے ہاتھ چھڑا کر وہ گئے ہین جب سے
قصد رہتا ہے یہی پانوٗنکو یان وان چلیے

رہنما جوش جنون سا ہے بہار گل مین
طوق و زنجیر پہن لیجیے زندان چلیے

زلف کے سودے مین اک عمر بسر کی آتش
بس بہت دیکھ چکے خواب پریشان چلیے

رات بھر جلسہ آراستہ رہا صبح کو رستم نے کوچ کیا اول راہ مین شاہزادہ جہانگیر سے ملاقات ہوئی جہانگیر نے جو رستم کو دیکھا یہ تو ناظرین پر واضح ہے کہ شاہزادہ جہانگیر دست چپ مین رستم کو جو بہ عظم و شان دیکھا برائے استقبال نکلے رستم کو لا کر بارگاہ مین جگہ دی آپ پائین بیٹھے جام ارغوانی گردش مین آیا جہانگیر نے کہا کیون بھائی صاحب کیا قصد ہے میرے پاس نامہ سعد شہریار کا پہونچ گیا جس سے مراد یہ تھی کہ قصر ہفت رنگ پر آؤ مگر نہین معلوم شاہزادہ ایرج نوجوان و قاسم عالیشان و نور الدہر بن بدیع الزمان کہان ہین رستم نے کہا جا بجا جنگین پڑ رہی ہین وہ شیر غالب آئے کئی ملک فتح کیے بہت لطف سے لڑے اب مین سمک کو روانہ کرتا ہون کہ انکو بھی خبر پہونچ جائے اسی وقت ایک نامہ بنام ایرج دوسرا بنام قاسم سمک کو دیا اور فرمایا ان نامون کو بخیر و خوبی پہونچاؤ مگر سمک کو بڑا خیال ہے کہ آقائے نامدار کو اکیلا نہ چھوڑون دو شتر سوار انکو نامے دیدیے آپ لشکر مین رہا شتر سوار نامے لیکر روانہ ہوگئے انکے جانے کے بعد سمک

وہ مہتر چابک طلاسے پر آئے چابک جہانگیر کی حفاظت کر رہا ہے سمک بلداقی اپنے
آقا رستم کی حفاظت میں ہے دو پہر شب گذری تھی کہ صحرا سے گرد اڑی چابک نے دیکھا
ایک عیار طرار آتا ہے پہلے تو خیال ہوا کہ سمک سے اطلاع کروں پھر سوچا کہ سمجھوں
تو یہ کون ہے کہاں سے آتا ہے یہ سوچکر ایک جھاڑی میں چھپا کمندیں خس پوش کیں
جب وہ عیار وہاں پہونچا تو چابک نے شیر کی آواز دی وہ عیار رکا چابک نے
جھٹکا مارا کہ وہ عیار گرا چابک جست کر کے سینے پر سوار ہوا عیار کے ہاتھ میں
حباب بیہوشی تھے اُسنے مار دیے چابک گرا اُسنے چابک کو گرفتار کیا سوچا
اب تو آسان ہے اسکی شکل بنکر چلوں جہانگیر کو چرا لاؤں یہ سوچکر رنگ و روغن چہرہ
کا لگایا چابک کی شکل بنا چابک کو درخت سے باندھ دیا طرف لشکر کے چلا راہ
میں سمک سے ملاقات ہوئی اُسنے قریب آکر پوچھا کہ بھائی کہاں سے آتے ہو
اُس عیار نے کہا طلایہ پھرتا ہوا آتا ہوں سمک خاموش ہو کر ایک طرف چلا گیا
عیار وہاں سے در دولت جہانگیر پر آیا نگہبانوں سے کہا تم لوگ طرف بازار
کے جاؤ میں آقا کی حفاظت کرتا ہوں سب جانتے ہیں کہ مہتر چابک عیار زبردست
ہے اُسنے جو ہمکو حکم دیا ہے تو کچھ مطلب ہوگا وہ سب لوگ طرف بازار کے گئے عیار
اندر آیا جہانگیر کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکر نکلا طرف صحرا کے چلا جست و خیز کرتا
ہوا جاتا ہے قضاے کار ایک صحرا میں پہونچا پشتارے کو ایک تختہ سنگ پر رکھا
آپ ٹہلنے لگا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش گھوڑا اٹھائے
ہوئے آتا ہے قضاے کار چادر چہرے سے جہانگیر کے ہٹ گئی نقابدار کی نگاہ
پڑی جمال دیکھکر بیقرار ہو گیا عیار سے پوچھا ارے یہ کون ہے اور تو اسکو کہاں لیے
جاتا ہے عیار نے کہا سفاک تیز رو میرا نام ہے بیداد سرکش کہ سامنے قلعے کا حاکم
ہے اُسنے حکم دیا تھا کہ جہانگیر بن حمزہ کو گرفتار کر لاؤ میں جاکر گرفتار کر لایا تھک گیا
تھا اسوجہ سے یہاں ٹھہرا اب جو یہاں سے اٹھونگا تو قلعے میں پہونچ جاؤنگا
نقابدار نے کہا تو بردہ فروش ہے جا دور ہو اسکے لیجانے کا ارادہ نہ کر عیار نے کہا

غلام نے تو بڑی مشقت کی ہے یہان سے گیا اُسکے عیار نے قصد کیا تھا کہ مجھکو گرفتار کرلے مگر مین نے اُسکو گرفتار کیا اُسکی شکل بنکر گیا اُسکو گرفتار کرلایا ایسا نہ فرمایے نقابدار نے نیزہ اُٹھایا کہ مارے وہن عیار پیچھے ہٹا نقابدار نے گھوڑے سے اُتر کے جہانگیر کو مرکب پر رکھ لیا عیار دور سے دیکھا کیا نقابدار جاکر ایک باغ مین داخل ہوا عیار نے دیکھ لیا کہ اس باغ مین نقابدار گیا حیران ہے کہ یہ نقابدار کون تھا کہ جو میرے آقا کے نام سے نہ ڈرا آخر جبین پُرالشت باغ پہ آیا دیوار پر چڑھکر دیکھا کہ شاہزادہ جہانگیر مسند پر بیٹھا ہے اور ایک مہ جبین پہلو مین ہے اور ایک نازنین خوش آواز یہ اشعار گا رہی ہے

نظم

گیسوے مشکین رخِ محبوب تک آنے لگے　　چشمۂ خورشید مین بھی سانپ لہرانے لگے

چال لیلی کی کنارے جب وہ خوش قد چلا　　بید مجنون کیطرح سے سر وقد تھرانے لگے

لیکے دل کو چار بوسون پر دیا اِک یار نے　　بنئے یہ سمجھا ر دیے کے ہاتھ چار آنے لگے

رنگ لائی چہرۂ گل پر نسیم نوبہار　　اپنی اپنی زمزمہ سنج چمن گانے لگے

ظلم مردون پر کیا مشق خرام یار نے　　ہر قدم پر کاسۂ سر ٹھوکرین کھانے لگے

کم نہین کالی گھٹا سے یار کی زلف سیاہ　　دیکھ لے طاؤس کافر کو تو چلانے لگے

کالا دستی کی دھڑی ہو گیا لکھو تا پان کا　　رنگ عاشق سے تمھارے لعل لب لانے لگے

آنکھ پھیری تو نے جس سے دم فنا اسکا ہوا　　مردے کے آثار زندے مین نظر آنے لگے

مشک کی بو سونگھکر اک بدنامی سی ہوئی　　یاد زلف یار آئی سر کو ٹکرانے لگے

دم فنا کرنے لگی تیری کمر کی جستجو　　عاشق جانباز ہستی سے عدم جانے لگے

مر بھی جاؤن تو نہ آتش گور پر آئے وہ گل　　کام تمکین کو غرور حسن فرمانے لگے

عیار بہت عقلمند تھا دیوار سے اُتر اکنیزون مین ملکر دریافت کیا کہ حسن آرا سے شبیر بن کلام اسکا نام ہے کلیم تاجدار کی بیٹی ہے جہانگیر کو شکارگاہ سے لیکر آئی ہے جہانگیر پر عاشق ہوئی اب صحبت مین لیکر بیٹھی ہے مگر عیار نے کنیزون کو دیکھا کہ بہت ناگوار ہوا ہے آپس مین کھسر پھسر کر رہی ہین سب حال بخوبی دریافت کرکے عیار

باغ سے نکلا طرف قلعۂ بیداد کے روانہ ہوا بیداد سرکش کہ عیار کے انتظار مین تھا جیسے ہی یہ سامنے آیا بیداد نے پوچھا او سفاک کہو کیا کیا سفاک نے کہا ای پہلوان دوران مین جہانگیر کو پکڑ لایا تھا مگر سامنے قلعے کے آکر شہر حسن آرا دختر کلیم تاجدار مجھسے چھین کرکے اپنے باغ مین لیکر بیٹھی ہین دونون خوش ہین غلام نے سب کو کوشش کرکے کل احوال دریافت کرلیا یہ سنکر بیداد سرکش بہت جھلایا کہا اُسکا باپ ہمیشہ مجھسے دبا کرتا تھا اُسکی دختر کی یہ مجال ہوئی کہ میرے عیار سے گستاخی کی ابھی جاکر باغ کو پامال کرونگا اور قیدی کو لے آؤنگا یہ بھی مین نے سُنا ہی کہ وہ بہت حسین وجمیل ہی اُسپر بھی قبضہ کرونگا ستر ہزار فوج ساتھ لیکر گینڈے پر سوار ہوا طرف باغ کے چلا مگر یہی مشہور کیا کہ بیداد سرکش حسن آرا پر عاشق ہوا اُسی کو لینے جاتا ہی ہرکارے کلیم تاجدار کے جو براے خبر گئے تھے اُنھون نے آکر کلیم تاجدار سے اطلاع کی کہ بیداد سرکش آپکی دختر کو لینے کو آتا ہی مگر ستر ہزار فوج ساتھ ہی کلیم نے حکم دیا اسّی ہزار فوج تیار ہوئی تخت پر سوار ہوا بیداد آتے آتے جب سامنے باغ کے پہونچا تو اُسی مقام پر اُتر پڑا کہا اب تو شام ہو گئی صبح کو باغ مین جاؤنگا مگر خضاب تیار کرو جوڑا بھاری نکالو کہ معشوق جو دیکھے تو اُسکو بھی توجہ ہو مصاحبون نے کہا حضور آپکا ایسا جمال ہی کہ دیکھتے ہی عاشق ہو گی پسر حمزہ کو بھول جائیگی بیداد تو تیاری کرنے لگا خضاب لگایا کپڑے بھاری پہنے تاج زرین سر پر رکھا ارادہ ہی کہ صبح کو جاؤنگا اُس قیدی کو اُسی کے سامنے قتل کرونگا اور کہونگا کہ تجھکو خاتون محل قرار دونگا کل قلعۂ بیداد تیرے قبضے مین رہیگا پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوے ہین خوشی خوشی تیاری کر رہا ہی کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی باہر نکل آیا دیکھا کلیم تاجدار بافوج جرار آتا ہی ہنسکر کہا کہ اسکی کیون شامت آئی ہی کلیم تاجدار بھی آکر مقابلے مین اُترا جانبین مین جب طبل جنگی بجے تو چند کنیزین خبر لیکر آئین اور سامنے ملکہ کے آکر عرض کی کہ بیداد سرکش بالشکر آیا ہی آپکے باپ بافوج قاہرہ آئے ہین دونون طرف طبل جنگی بجے ہین ملکہ تو گھبرا گئین مگر

جہانگیر نے کہا کیون اِسقدر گھبراتی ہو اگر کوئی تمھارا قصد کریگا تو اُس سے سمجھ لونگا تم
ست گھبراؤ وہ خواصین جنکو آنا جہانگیر کا ناگوار ہوا تھا کہتی پھرتی ہین کہ جہانگیر بڑی
تلوار بر سار ہے تھے مگر فوجون کا نام سنکر گھبرا گئے اگر وہ خواصین جو کہ موافق ہین
وہ کہ رہی ہین کہ یہ جوان نہایت بہادر ہی آتی بڑی خبر تھی مگر کچھ انتشار نہین ہی وہان
لشکرون مین تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بیداد سرکش نے
گنبڈ انکالا پکار کر آواز دی ای کلیم تاجدار بڑے تعجب کی بات ہی کہ بیداد اماد ہونا
نہین قبول کرتے غیر شخص کو گوارا کرتے ہو کلیم تاجدار کو بہت ناگوار ہوا کہ سر
میدان بیٹی کا نام لیتا ہی تخت سے اُتر گھوڑے پر سوار ہوا مقابل بیداد مین آیا
بیداد نے دیکھتے ہی نیزہ مارا کلیم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ
چلنے لگا بیداد نے جھلا کر نیزہ کلیم تاجدار کا توڑ ڈالا تلوارین کھینچ آخر کلیم ہاتھ سے
بیداد سرکش کے زخمی ہوا لوگ کلیم کو پھیر لائے کلیم نے آکر زخم کو باندھا اور یہ
کہ رہا ہی کہ یارو اِس مغرور کو جواب دو ہر ایک کو یہ خیال ہی کہ جب خود کلیم زخمی
ہوا تو ہم کیا کر سکتے ہین اگر جائین گے تو ہاتھ سے اُسکے قتل ہونگے لاکھ بیداد
پکارتا ہی کوئی مقابلے مین نہین آتا کلیم کہ رہا ہی کہ کیا بدنامی کی بات ہی کہ وہ پکار رہا
ہی کوئی مقابلے کو نہین نکلتا ہی آخر وہ آپڑیگا مغلوبہ مین بڑی خرابی ہوگی مگر کنیزون نے
یہ خبر سلطنے جہانگیر کے بیان کی جہانگیر نے حکم دیا کہ ملکہ ایک مرکب چاہیے ہی کہ
مین باہر نکلون اُس مغرور کو جواب دون کہ بڑا غرور کر رہا ہی ملکہ رونے لگین کہا
ای شہریار آپ کے دونون دشمن ہین ایسا نہ ہو کہ حضور کی جانب پلٹ پڑین مگر
جہانگیر نے جواب دیا کہ جو مجھسے مقابلہ کریگا اُسکو جواب دونگا کنیزون مرکب تیار
کر کے لائین شاہزادہ سوار ہوا ملکہ دعائین دینے لگین کہ پروردگار آپ کو مظفر و
منصور کرے دیکھیے اِن دشمنون سے کیا گزرے جہانگیر گھوڑا اُڑا کر چلے ملکہ پیچھے
پیچھے روتی چلین ہر مرتبہ پکارتی ہین کہ ای کریم و رحیم فضل اپنا شریک کر شاہزادہ
کو مظفر و منصور کرنا

نظم

کجا سکندر و دارا و بہمن و جمشید
کہ نیست نام و نشان زان ہمہ بہ دہر پدید
نہ نیک ماند بہ ملکِ جہان نہ بد باقی
نہ پاک ماند درین دار بے بقا نہ پلید
بدار دہر امید قیام خویش مدار
کہ فانی است درین باب خانۂ امید
نہ شد زیادہ زیک ہفتہ اش قیام نصیب
مسافری کہ ز غربت درین سرائے رسید
چو ابر رحمتِ حق چار سو ہمین بارد
چہ است بندۂ عاصی ز فضل نا امید
چہ انکہ بہ آغاز کار خود کاری
کہ کار بندۂ نادان بہ انتہا ست رسید
بجاست ناظم ہندی کہ نظم نو باشد
پسند اہل بصیرت چو سلک مروارید

نہ کلیم تاجدار گھبرا رہا ہے کہ بیداد نے آواز دی ای کلیم میں آتا ہوں اگر یہاں نہ آؤ گے تو میرے ہاتھ سے امان نہ پاؤ گے بدون قتل کیے ہوئے نہ جاؤنگا کلیم تاجدار گھبرایا کہتا ہے کیوں یارو اگر مغلوبہ ہوئی تو اس مغرور کو کون جواب دیگا ساتھ والے کہ رہے ہیں کہ فوج تو آپکی بہت زیادہ ہے اگر مغلوبہ ہوگی تو آپ غالب رہینگے کلیم کہتا ہے کہ یارو وہ خود زبردست ہے ہماری فوج کو شکست ہوگی اگر میں ایسا جانتا تو لشکر کشی کرکے ذآتا یہ شکست مشہور ہو جائیگی تمام تاجدار اپنے اپنے مقام پر ذکر کرینگے کہ بیداد سر کش لشکر کشی کرکے گیا اور کلیم تاجدار کی دختر کو لیگیا تو کیسی بدنامی ہوگی اس فکر میں کلیم رو رہا تھا کہ دروازہ باغ کا کھلا سب نے دیکھا کہ آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری شاہزادۂ بے نظیر حسن میں ماہ منیر پشت مرکب پر سوار در باغ سے نکلا للکار کر آواز دی کہ او بیداد بے کیا بیداد ہے اگر تیرے مقابلے میں کوئی نہیں آتا تو کیوں بلبلاتا ہے منم صاحب عظم رشان جہانگیر بن صاحبقران یہ نعرہ کرکے سامنے بیداد کے پہونچے کلیم تاجدار حیران ہوگیا کہ یہ جوان کون ہے جسنے وقت پر میری مدد کی آکر شریک ہوا مگر معشوق وضع ہے بیداد سے کیا مقابلہ کریگا مگر نہایت جی دار ہے مرد جرار ہے کہ مقابلہ بیداد میں جاتا ہے خداوند اسکو مظفر و منصور کریں کلیم تاجدار تو اس تردد میں ہے مگر شاہزادہ جہانگیر مقابلہ بیداد میں پہونچے بیداد نے جمال بے مثال دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوا

دیکھکر کہا اے جوان تو کون ہے مگر جمال دیکھکر دل مین اپنے سمجھا کہ یہ وہی جوان ہے کہ جسکو
سفاک گرفتار کرکے لاتا تھا معلوم ہوتا ہے کہ خبر شکست سنکر یہ جوان آیا ہے لیکن
میرے ہاتھ سے مارا جائیگا جہانگیر نے کہا او مغرور کیا حیران حیران دیکھ رہا ہے تو
وار کر کہ لطف جرأت سلے تو تو مغلوبہ کا مشتاق تھا چاہتا تھا ان غربا پر جا پڑون پھر
کیون دیر کرتا ہے یہ سنکر بیداد نے نیزہ مارا شاہزادے نے نیزہ اسکا رد کیا اب
نیزہ بازی ہونے لگی مگر شاہزادے نے بیداد کو تنگ کر دیا ہے ہر مقام پر یہی چاہتا
ہے کہ نیزہ اسکا ٹھکر نکال دون بیداد ہٹ جاتا ہے اپنے کو بچاتا ہے مگر جہانگیر نے نیزہ
اسکا ٹھٹا تھپیڑا مار دیا نیزہ جو ہاتھ سے بیداد کے نکلا غصے مین تلوار کھینچی خبردار
خبردار کہکر ہاتھ مارا جہانگیر نے وار اسکا خالی دیا برق شمشیر نیام انتقام سے نکلی
صاف ظاہر ہوتا تھا کہ لکہ ابر سے تا برق جہندہ چمک کر نکلی للکار کر آواز دی کہ او بیداد
ہوشیار ہو جا یہ کہکر ہاتھ اٹھایا بیداد نے گردہ سپر کا سر پر کھینچا مگر تلوار جو تڑپ کر
گری سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹکر جو تلوار گری مع گینڈے بیداد کے چار
ٹکڑے ہوے بیداد کا مارے جانا کہ فوج کے رنگ کٹ گئے کسی کی یہ لیاقت
نہ ہوئی کہ مقابلہ جہانگیر مین آتا ہر ایک کا قول تھا کہ آج وہ شخص مارا گیا جسکا مثل و
نظیر نہ تھا ہم لوگ اسکے مقابلے کی تاب نہین رکھتے ملکہ حسن آرا نے بھی دیکھا کہ
بیداد مارا گیا کنیزون سے کہا ماجبو خدا نے بڑا فضل کیا کہ بیداد سرکش انکے ہاتھ
سے قتل ہوا اب خدا انکو بہ فتح و ظفر باغ مین بھیجے کہ مجھکو تسکین ہو مگر شاہزادہ تو
میدان مین تھا دو چار آواز مین دین جب کوئی مقابلے مین نہ آیا تو گھوڑا اڑاتا ہوا
پلٹا سامنے کلیم تاجدار کے آکر سلام کیا کلیم نے جواب سلام دیکر پوچھا کہ آپ کا نام
نامی کیا ہے شاہزادے نے فرمایا مین آپ کا تابعدار ہون مجھکو جو معلوم ہوا کہ بیداد
بلبلا رہا ہے اور آپ زخمی ہیں سے تاب نہ رہی شکر ہے کہ وہ دگا رکا کہ آپ کا دشمن قتل ہوا
اب مناسب یہ ہے کہ باغ مین تشریف لے چلیے سب احوال آپ کو ظاہر ہو جائے گا
کلیم تاجدار شاہزادے کے ساتھ ہوا ملکہ نے بام سے دیکھا کہ شاہزادہ مع کلیم تاجدار

آتا ہی ایک سفید دولائی اوڑھے دروازے پر آکر کھڑی ہوئی کہ شاہزادہ مع کلیم تاجدار
اندر آیا کلیم نے جو بیٹی کو دیکھا کر برائے استقبال کھڑی ہو دعائے جان درازی شاہزادہ
کلیم کو ساتھ لیے ہوئے محل میں آیا کل کیفیت عرض کی کلیم تاجدار جرأت و جلالت کو
شاہزادے کی دیکھکر محو دیدار ہو رہا ہی حال سنکر قدموں پر گرا شاہزادے نے کلمہ
پڑھایا کلیم تاجدار کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اور باہر جاکر کل فوج کو مسلمان
کیا تین دن شاہزادہ قلعے میں رہا چوتھے دن فرمایا کہ بھائی صاحب میرے واسطے
پریشان ہونگے اب میں جاؤنگا کلیم تاجدار نے عرض کی کہ غلام ساتھ چلیگا شاہزادے
نے کلیم تاجدار کو ساتھ لیا اور طرف رستم کے کوچ کر دیا یہاں صبح کو جو رستم نے
سنا کہ جہانگیر چوری گئے بڑا افسوس ہوا فرمایا کیوں سمک یلداقی تمنے نگہبانی
نہ کی کہ میرے قوت بازو کو بچا لیتے سمک نے عرض کی کہ غلام بالکل نہیں آگاہ ہوا
چابک کو تلاش کرنے جاتا ہوں مگر طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ اول چابک پر
کوئی افتاد پڑی ورنہ چابک بہت فہیم ہی اپنے آقا کا خیرخواہ عاشق صادق رستم
نے کہا جلد جاؤ اور چابک کو ڈھونڈھکر لاؤ یہاں سفاک جو چابک کو درخت
سے باندھ گیا تھا جب صبح ہوئی اور کاہ فروش جنگل میں آئے اور چابک ہوشیار
ہوا بیہوشی اتر گئی کاہ فروشوں کو دیکھکر پکارا کاہ فروش بھاگے دور جاکر گھاس
چھیلنے لگے ہرچند چابک پکارتا ہی مگر کوئی قریب نہیں آتا سب آپس میں کہتے ہیں کہ
آج اس جنگل میں کوئی بھوت پلید آیا ہی کہ ہمکو پکار رہا ہی ہم اسطرف نہ جائینگے
کہ چابک نے سمک کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ بھائی صاحب ادھر آئیے میں یہاں
بندھا ہوں سمک نے جو چابک کی آواز سنی قریب آکر کھولا سب حال سمک سے
کہکے کہا معلوم ہوتا ہی مجھکو گرفتار کرکے وہ عیار میری صورت بنکر گیا اور آقا کو
گرفتار کر لے گیا سمک یلداقی چابک کو سامنے رستم کے لایا چابک بہت روتا تھا
اور کہتا تھا کہ اپنی بیوقوفی پر روتا ہوں کہ جب وہ عیار گرا تو میں نے کیوں نہ
حباب مار ڈالا اسیکا یہ انجام ہوا رستم نے فرمایا جاکر تلاش کرو مجھکو بڑا قلق ہی گر

قبلہ وکعبہ اگر سنینگے تو فرماوینگے کہ چھوٹے بھائی کی مدد نہ کی مجھکو بڑا حجاب ہوگا یہ سنکر
چابک نے کہا اے شہریار غلام کو بڑا حجاب ہو کہ عیار کہینگے اپنے آقا کی حفاظت
نہ کی یہ کہکر چابک روانہ ہو جاؤن یکایک ہوا سے گرد اڑی منقار تیرزن پہلوان
بارہ ہزار فوج سے مقابلہ رستم مین پہونچا ایسا بلبلایا ہوا تھا کہ طبل جنگی بجوا دیا یہان
رستم نے بھی طبل جنگی بجوا دیا تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے
اگرچہ رستم جانتے تھے کہ دشمن کے ساتھ بارہ ہزار فوج ہے صرف پانچ ہزار فوج
اپنے ساتھ لی اور میدان مین آئے بعد صفوف آرائی منقار میدان مین آیا اور
پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے رستم نے مرکب نکالا مقابلے مین
منقار کے پہونچے اسنے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا اور چند
طعنون کے بعد نیزہ اسکا جیسے ہی نکالا اسنے تلوار کھینچی اور رستم کو دھوکا دیا کہ
آپ کی پشت پر کون ہے رستم پلٹے اسنے ہاتھ مار دیا سر رستم زخمی ہوا سردار رستم
کو پھیر لائے منقار نے پھر نعرہ کیا دوسرا سردار آیا اسکو بھی زخمی کیا اب کوئی مقابلہ
مین اسکے نہین آتا گھوڑے کو میمیز کر رہا ہے اور نعرے کر رہا ہے کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو
وہ نکلے کہ ہوا سے گرد اڑی دیکھا سب نے کہ جہانگیر بن صاحبقران گھوڑا اڑاتے
ہوئے آتے ہین دور سے دیکھا کہ ایک پہلوان دیوخصال میدان کارزار مین
گھوڑا میمیز کر رہا ہے وہین سے مرکب کو بڑھایا اور نعرہ کیا کہ اوبے حیا کیون غرور
کرتا ہے جناب قبلہ وکعبہ کے زخمی کرنے پر اسقدر مغرور ہے کہ عقل و فراست سے
دور ہو گیا ہے مجھکو سمجھا سے دیتا ہون یہ کہتے ہوئے سامنے منقار کے آئے
منقار نے جو رعب جہانگیر دیکھا ہاتھ پانؤن مین رعشہ آگیا نیزہ مارا جہانگیر کو بڑا
غصہ تھا نیزہ اسکا توڑ ڈالا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر
روکا الجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مار دیا کہ منقار کے دو ٹکڑے ہوئے منقار
کو مار کر جہانگیر فوج پر جا پڑے اور پلٹ کر رستم سے کہا کہ آپ تکلیف نفرمایئے گا
رستم کو بہت ناگوار ہوا جہانگیر نے تھوڑے عرصے مین سب کو شکست دی

گھوڑا اڑاتے ہوئے چلے آ کر رستم کو نذر دکھائی اور یہ کلمہ کہا کہ چونکہ آپ بیخبر
تھے اِسوجہ سے غلام نے اُسکو مار لیا رستم کو یہ سب باتیں ناگوار گذریں خیال یہ
ہی کہ یہ کسی مقام پر پہونچے تو مین جا کر اُسکو رہا کروں تب اسکا غرور مٹے اِس خیال
مین بیٹھے تھے کہ عرض ہوئی در دولت پر ایک بادشاہ حاضر ہی خدمت مین آنا چاہتا ہی
رستم نے بلوایا بادشاہ اندر آیا دیکھا ایک بادشاہ سیاہ پوش ہزارہا صندوقچے بھی
جواہر کے اُٹھے لا کر سامنے رستم کے پیش کیے عرض کی کہ سامنے کوہ فنا ہی مشہور
ہی کہ کوہ فنا مین طلسم فنا ہی غلام کا نام احمر گلگون پوش تھا جس دن سے فرزند
سے جدا ہوا احمر سیاہ پوش نام رکھا آج خبر سنی کہ فرزند صاحبقران اِس مقام
پر فروکش ہین یہ صندوقچے مملو از جواہر ہین خدمت مین پیش کرتا ہون کہ ملازمان سرکار
کو بطور انعام تقسیم فرمائیے غلام کا فرزند سعید گلگون پوش جو قید ہو گیا ہی اُسکو رہا
کرا دیجیے رستم یہ حال سُنکر خاموش ہوئے سوچ رہے تھے کہ اِسکو کیا جواب دون کہ
جہانگیر اپنے مقام سے اُٹھے ہاتھ باندھکر سامنے رستم کے کھڑے ہوئے عرض کی
کہ غلام کو حکم ہو کہ جا کر اِسکے بیٹے کو رہا کر دون وہانکے شاہ کو سزا دون رستم کو اگر
ناگوار ہوا مگر سوچے کہ اِسکو جانے دیجیے جا کر آفت مین مبتلا ہوگا مین جا کر رہا کر دونگا
مگر جہانگیر نے ملک احمر سے کہا کہ چلکر مقام بتا دو کہ مین تمھارے فرزند کو رہا کر لاؤن
شاہزادہ رستم کو یہ بھی ناگوار ہوا برہم ہو کر کہا اچھا بھائی جاؤ اِس بیچارے کی
مشکل آسان کر دو احمر سے کہا یہ جواہر ہم نلینگے یہ کہکر صندوقچے پھیر دیے مگر سب سے
زیادہ چابک صبا رفتار خوشیان کر رہا ہی کہ جب آقائے نامدار طلسم فتح کرنے
جاوینگے تو مین بھی جاؤنگا طلسم مین جا کر ہنگامہ ڈالدونگا دیکھو کیا کیفیت کرتا ہون
جلسے کے جلسے جادوگرون کے درہم وبرہم کر دون سمک بلدائی خاموش کھڑا ہی
رستم سے اِشارے کر رہا ہی کہ آقائے نامدار انکو روکیے آپ جائیے رستم نے
پکار کر کہا کہ ای یار وفادار مین مطلب تمھارا سمجھا مگر انکو جانے دو انکے بعد مین جاؤنگا
اُس شاہ نے کہا ای شاہزادہ والاقدر اب شام ہو چکی ہی طلسم کی علامت صبح کو معلوم

ہوگی بس یہ کہکر جہانگیر کو بٹھایا ملک احمر بھی بیٹھا مگر منتر جاپک کہ بہت ہی خوش تھا سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا

نظم

دل کی تڑپ دکھائی نہیں کچھ اثر مجھے / ہنستے ہیں بیشتر مرے زخم جگر مجھے
خود گم کریگی یاد کسی کی اگر مجھے / ڈھونڈھیگی بیکسی مری جاکر کدھر مجھے
تم نے جو خط شوق لکھا تھا رقیب کو / دھوکے سے دیگیا ہو وہ اک نامہ بر مجھے
جب آنکھ لگ گئی شب فرقت جگا دیا / سمجھا تھا فتنہ کیا یہ دل فتنہ گر مجھے
کہتا ہو دل کہ ہوتی تھی شب یوں وہاں پر / پہلو میں رکھ کے سوتے تھے بازو پر سر مجھے
تقدیر کہتی ہو ابھی لادوں جواب خط / تم آپ ہی بناتے نہیں نامہ بر مجھے
کیا پاس غیر ہو کہ وہ کہتے ہیں او جلال / ملجاؤ اُس سے چاہتے ہو تم اگر مجھے

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط رہا صبح کو جہانگیر نے ملک احمر کو ساتھ لیا طرف کوہ کے چلے جب سامنے اُس پہاڑ کے آئے ایک گنہگار کو حکم دیا کہ اس کوہ کے درے میں جاؤ وہ جوان چلا جیسے ہی سایۂ کوہ میں پہونچا درۂ کوہ کے اندر سے آواز آئی کہ اے عاشق صادق میں خود تیری مشتاق تھی پہلے دو کنیزیں آئیں انھوں نے دو کرسیاں بچھائیں جیسے ہی گنہگار قریب پہونچا ایک کنیز نے اُس گنہگار کو کرسی پر بٹھایا درۂ کوہ میں روشنی ہوئی ایک نازنین خورشید جمال نکلی دوسری کرسی پر آکر بیٹھی کنیزوں سے اشارہ کیا وہ گلابی اور جام لیکر آئیں جام لبریز کرکے گنہگار کو دیا وہ جوان بلاتکلف پی گیا پیتے ہی وہ جوان حرکتیں خلاف کرنے لگا وہ نازنین منع کرتی ہو مگر اُس جوان نے چاہا کہ گلے میں ہاتھ ڈالکر بوسہ لوں کا غور سے کوہ کے آواز آئی اے جوان خبردار بوسہ نہ لینا اُس جوان نے کچھ خیال نہ کیا اور بوسہ لے لیا ایک زنگی اندر سے نکلا تلوار چمکاتا ہوا للکارتا ہوا کہ او نامرد اُٹھ تو سہی وہ جوان بھی اُٹھا کہ زنگی نے ہاتھ مارا اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوے اور اُس نازنین کا ہاتھ تھام لیا بعد تھوڑی دیر کے آسمان سے ایک پنجہ سنہرا پیدا ہوا لاشہ اُس جوان کا اُٹھا کرلے گیا ملک احمر نے کہا اے شہریار یہی ساتھ

میرے فرزند پر گذر ا مین مایوس تھا کہ فرزند میرا مارا گیا مگر نجومیون نے مجھسے بیان کیا کہ طلسم کا یہی طریقہ ہو وہ جوان زندہ ہو جہانگیر یہ دیکھکر خود بڑے مگر چابک ساتھ ہو ملک احمر دیکھ رہا ہو کہ جہانگیر جو سایہ کوہ مین پہونچے ایک جوان کوہ سے نکلا آنسے بغیر بجائی وہی دو کنیزین کرسی لیکر آئین لاکر بچھا دین جہانگیر و چابک بیٹھے بعد تھوڑی دیر کے وہی نازنین آئی تیسری کرسی اور بچھگئی ایک جام اُسنے جہانگیر کو پلایا اور ایک چابک کو دیا چابک نے ہاتھ باندھکر کہا اے آقاے نامدار آپ اِس مہ جبین پر نگاہ نہ ڈالیے جہانگیر نے کہا او بے ادب دیکھتا ہو کہ وہ مجھپر میل کر رہی ہو تو ایسا کلمہ کہتا ہو چابک نے نیچہ کھینچا جہانگیر نے اُٹھکر ایک ہاتھ مار دیا کہ چابک کے دو ٹکڑے ہوے کہ اندر سے آواز آئی او جوان تو نے اِسکو کیون مارا وہی زنگی نکلا اُسنے جہانگیر کو قتل کیا دونون لاشے پڑے تڑپ رہے ہین کہ دو سنہری پنجے آسمان سے گرے دونون لاشے اُٹھا لے گئے ملک احمر وغیرہ روتے ہوے پلٹے جہانگیر و چابک بعد تھوڑی دیر کے جو ہوشیار ہوے دیکھا چند زنگی ہمکو ساتھ لیے ہوے جاتے ہین جہانگیر نے چابک سے کہا کہ کیون او بے ادب تو نے بڑا ستم کیا کہ میری معشوقہ پر نگاہ ڈالی چابک نے کہا اے آقاے نامدار اب کچھ نہ فرمایے یہ مقدمۂ طلسم تھا اب اپنی رہائی کی فکر کیجیے جہانگیر نے کہا پروردگار رہا کرائیگا کہ سامنے ایک دروازہ شہر کا معلوم ہوا وہ زنگی شاہزادے کو لیے ہوے شہر مین آئے دیکھا شہر آباد رعایا دلشاد ہو دکاندارون نے جو جہانگیر کو دیکھا اپنی اپنی دکانون سے اُٹھ اُٹھکر سلام کرنے لگے اور زنگیون سے پوچھتے تھے کہ یہی جوان طلسم کشا ہو زنگی کہتے تھے کہ یہ جوان طلسم کشا تو نہین ہو لیکن بڑا بہادر ہو ہمنے اِسکو بمشکل گرفتار کیا اب او بادشاہ کے پاس لیے جاتے ہین کہ مالک دربند اول ہو وہ اِنکو سزا دیگا تب اِنکو احوال کھلیگا وہ زنگی شاہزادے کو لیے ہوے ایک دربار مین آئے دیکھا ایک بادشاہ پیر تخت پر بیٹھا ہو اور کئی ہزار جوان گرد اُسکے بیٹھے ہین جہانگیر نے آتے ہی مثل اہل اسلام صاحب سلامت

کی سا حو بگڑنے لگے اد بار شاہ نے کہا تم سب خاموش رہو مین اسکو سزا دیتا ہون
کتاب سوانحات تو لاؤ ایک وزیر جا کر کتاب لایا اد بار شاہ نے کتاب کو دیکھکر اپنے
زانو پر ہاتھ مار لیا کہا لو صاحبو غضب ہوا یہ جوان طلسم کشا ہو اسکا قتل ہونا دشوار
ہو مگر جلاد کو بلاؤ ایک زنگی تلوار کھینچے ہوئے آیا اُسنے آکر گردن پر شاہزادے کی
کوسلے کا خط دیا شلنگین لگانے لگا اد بار شاہ نے کہا کیون دیر کرتا ہو اسکو جلد
قتل کر جلاد نے چاہا ہاتھ مارے ن شاہزادہ دعائین مانگ رہا ہو کہ اے خالق بے نیاز
وای رب کارساز رحم اپنا شریک کر

نظم

خداوندا دو عالم را تو خلاق — کریم و باسط و فتاح و رزاق
خدا را می پرستند جملہ عالم — شب و روز و صباح و شام و اشراق
خدا دارد بہر وقت و بہر حال — کشادہ بر جہان ابواب ارزاق
تعلق دین نمیدارد بہ دنیا — کہ با حق غیر حق را نیست الحاق
منہ بیرون ز صدق و راستی پا — کہ باشی ہمسر دیگر خلق مصداق
ز نا پرہیزی ای دانا بپرہیز — کہ باشی تندرست و چابک و چاق

شاہزادے نے بیقرار ہو کر دعا کی آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک نازنین تخت
اڑائے ہوئے آتی ہو اد بار نے کہا لو یارو ملکہ ماہ رخسار آتی ہین سب ساحر
کھڑے ہو گئے وہ نازنین آکر اتری اد بار شاہ نے فرزند کہکر گلے سے لگا لیا ملکہ
ماہ رخسار تخت پر بیٹھی پوچھا اے والد نامدار آج کیا ہنگامہ ہو صبح کو جو مین اُٹھی
طائرون نے بہت غلغلہ کیا اور ایک طائر نے کہا کہ دربار مین باپ کے جلد
جائیے تو آپ کو حال معلوم ہو اد بار شاہ نے کہا اے نور نظر یہ جوان جو سامنے
بیٹھا ہو مع عیار آیا ہو کتاب سوانحات مین لکھا ہو کہ یہ جوان طلسم کشا ہو تو مین
اسکو قتل کرتا ہون کہ نام طلسم کشا پردہ دنیا سے مٹ جائے نہ طلسم کشا زندہ ہوگا
نہ طلسم فتح ہوگا ماہ رخسار نے سر اُٹھا کر جو جمال بے مثال جہانگیر دیکھا ہاتھ
پانوٗن مین رعشہ آگیا دیکھا ایک جوان حسین و جمیل غزال چشم شیر خشم بیٹھا ہوا

زنجیر مین پڑا رہا ہو ماہ رخسار جمال دیکھکر بیہوش ہوگئی اد بار شاہ رونے لگا کہا کہ
میری نور نظر کو کیا ہوا تلوے سہلائے گلاب و کیوڑہ چھڑکا تب ماہ رخسار کو ہوش
آیا آنکھ کھولتے ہی طرف جہانگیر کے دیکھنے لگی اد بار شاہ نے پوچھا ای نور نظر خیر تو
ہو ماہ رخسار نے کہا ای والد نامدار مین نے کبھی اسطرح قیدی کو نہین دیکھا تھا
اِس حال مین دیکھکر دل بیقرار ہوگیا اِسی وجہ سے غش آیا آپ اِسکو قتل نکیجیے مجھے
عنایت فرمایئے کہ مین باغ مین لیجا کر بدعت سے اِسکو قتل کرون کہ اسکو بھی مزہ ملے
اور معلوم ہو کہ یہان آنے سے کیا نفع ہوا ارادہ طلسم کشائی رکھتے تھے آخر تڑپ
تڑپ کے مرے تیسرے دن اسکی لاش بھیجونگی پہلے دن ہاتھ قلم کرون پھر پانون
کاٹون جب یہ صدمہ اٹھا چکے تب سر کاٹون اور یہ بہتر نہین ہو کہ آج ہی اسکو قتل
کر ڈالیے اسکو صدمہ کیا ہوگا جو شخص ایسا ہو کہ جس سے خوف جان و مال ہو اُسکو
تڑپا کر قتل کرین کہ یہ بھی یاد کرے کہ طلسم کشائی کا مزہ پایا اد بار شاہ نے کہا بیٹا
لیجاؤ لیکن یہ خیال رہے کہ اگر یہ زندہ رہا تو سب اہل طلسم مردہ ہین اور یہی لکھا
ہو کہ اِس جوان کو موت نہین ہو مین یہ چاہتا ہون کہ سر اِسکا مجھکو ملے تو خدمت
شاہ طلسم مین بھیجون اُنھون نے بھی اِس سال لکھا تھا کہ زمانہ انتشار ہو اور آمد
طلسم کشا کی دھوم ہو ہمکو بخوبی معلوم ہو طلسم کی حفاظت کرو جو اس ارادے سے
آئے اسکو قتل کر ڈالو ماہ رخسار نے کہا ای والد نامدار آپ مجھکو کیون اِسطرح
سمجھاتے ہین جیسا مین نے عرض کیا وہی کرونگی تیسرے دن سر بھیجونگی یہ کہکر کنیزون
سے اِشارہ کیا کنیزون نے جہانگیر و چابک کو تخت پر ڈالا کہا تم انکو لیکر چلو مین
بھی آتی ہون جب چلنے لگی تو باپ سے پوچھا کہ کیون والد اگر کوئی طلسم کشائی کا
ارادہ کرے تو کیا تدبیر کرے اد بار شاہ نے منھ پھیر لیا کہا ای نور نظر خبردار اِس
بات پھر نہ پوچھنا ماہ رخسار خاموش ہو کر روانہ ہوگئی باغ مین آکر جہانگیر اور
چابک کی قید کاٹی کہا ای شہریار آپ کا حسب و نسب کیا ہو جہانگیر نے کہا میرا
جہانگیر نام ہو فرزند صاحبقران ہون ملکہ خوش ہوگئین کہا ای شہریار درحقیقت

سامری نامے مین بھی یہی لکھا ہی کہ طلسم کشا فرزند صاحبقران ہوگا چابک کہ رہا ہو کہ اے شہریار فناحی طلسم کی تدبیر کیجیے جہانگیر فرماتے ہین کیا مین غفلت کرونگا کیون اے ملکہ ماہ رخسار اب کیا کرنا چاہیے چابک باغ مین ٹہلنے لگا ماہ رخسار نے کہا اتنا جانتی ہون کہ اگر اظلم جادو قتل ہو تو راستہ کھلے لیکن آپ بیٹھیے مین تدبیر کرونگی یہ کہکر کنیزونکو اشارہ کیا ساقیان سیمین ساق ومطربان خوش آواز سامنے آکر جا فزا ہوے ایک کنیز خوش آواز سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گانے لگی **نظم**

دکھا کے زلف جو کل شب کو وہ روانہ ہوا	اندھیری گور کی صورت غریب خانہ ہوا
ہمیشہ تنکے چنے مین نے مین وہ بلبل ہون	ابھی بنا ابھی برباد آشیانہ ہوا
ہمیشہ آفت مرصر ہمین پر آیا کی	وہ شاخ ٹوٹ پڑی جسپر آشیانہ ہوا
فراق چشم مین آنکھین ہوئین ہماری کور	اک آنسوونکے بہانے کا بھی بہانہ ہوا
قمر نے آہ جو کھینچی ٹپک پڑے آنسو	صدا جرس کی سنی قافلہ روانہ ہوا

شاہزادہ بیٹھا سن رہا ہی چابک سامنے ٹہل رہا ہو کہ زمین شق ہوئی ایک جادوگر نکلا اُسنے چابک کو پکڑ لیا اور نعرہ کیا کہ اے ماہ رخسار تمنے غضب کیا کہ دشمن شاہ طلسم کو اپنے گھر مین جگہ دی چابک کو لیکر چلا ماہ رخسار نے بھی سحر کیا مگر اظلم نہ رُکا اور چابک کو لے گیا ایک پہاڑ پر لاکر ٹھہرایا چابک رونے لگا اظلم نے پوچھا کیون روتا ہی چابک نے کہا اپنی تقدیر کو روتا ہون اظلم نے پوچھا آخر مطلب تو کہو چابک نے کہا میرے پاس کچھ جواہرات ہین وہ لے لو مجھکو رہا کرو اظلم سوچا کہ اسکا مال اگر لے لونگا تو کون پوچھیگا چابک نے کمر سے ڈبیہ نکالی اظلم کو دی اظلم نے پوچھا اس مین کیا ہی چابک نے کہا اس مین تمھاری موت ہی یہ کہکر چابک بہت ہنسا کہا اسکو کھولکر دیکھیے آپ کو معلوم ہوگا اظلم جادو نے جو وہ ڈبیہ کھولی بیہوشی اُڑی اظلم جادو بیہوش ہوکر گرا چابک نے خنجر مار کر شکم چاک تمہ پاک ہوا اظلم کو مار کر اظلم کی شکل بنا اور کوہ سے اُترا ملازمان اظلم جو پھر رہے تھے اُن سب نے آکر سلام کیا چابک نے کہا تخت لاؤ تخت آیا

اظلم نقلی نے کہا تم سب میرے ساتھ چلو اب تخت بڑھتا جاتا ہی اور ملازم آتے
جاتے ہین سب ملازمون کا مجمع ہی پوچھ رہے ہین کہ ای افسر تم بر اسے گرفتاری طلسم کشا
گئے تھے چابک نے کہا مین گیا تھا مگر طلسم کشا کو نہین پایا سب کے نام باتون
مین دریافت کر لیے اس دھوم سے چابک قلعے مین آیا کہ سب دوکاندار سلام
کر رہے ہین سب کا سلام بندگی لیتا ہوا دربار مین آیا تخت پر بیٹھا امورات ضروری
دیکھا کیا رات کو سویا صبح کو تخت پر آیا بیٹھکر رونے لگا سردارون نے پوچھا آقا کیون
روتے ہو چابک نے کہا مین نے رات کو خواب دیکھا کہ پونے دو سو خداوند جمع
ہین بصورت ہاے مختلف کوئی گدھے کی شکل ہی کوئی ہاتھی بنا ہوا ہی کوئی گھوڑا مگر
لنگڑا اندھا ہوا اس صورت مین سب آکر جمع ہوے مجھسے کہا ای اظلم اب زمانہ انقلاب
ہی تمکو مناسب یہ ہی کہ اپنی جان بچاؤ اپنے قلعے کی خیر مناؤ سب کو مسلمان کرو ہم نے
قدرت سے بہت جبر کیے کہ آپ کا پرانا مذہب مٹتا ہی لات و منات بہت روئے
اور کہا کہ ایسا وقت خلاف ہی کہ ہم خود تمکو ہدایت کرتے ہین کہ اطاعت اسلام
قبول کرو ہم نے قدرت سے اقرار کر لیا ہی لہذا تم سب صاحب بدل اطاعت
کرو آمد طلسم کشا کا انتظار کرتے رہو جب طلسم کشا آئے تو اسکے ساتھ ہو کر رہبری
کرو فنا شاہ جو بادشاہ طلسم ہی اسکے قتل کی جستجو کرو تب جان بچیگی یارو صاف
صاف یہ ہی کہ اپنی اگر زندگی ہی تو سب زندہ ہین اگر خود مردہ ہوے تو گویا جہان
مردہ ہی سب نے کہا جو آپ کی راے ہو چابک نے سب کو مطیع اسلام کیا اور
کہا قلعے کے پھاٹک پر لکھدو کہ قلعہ اظلم اسلام آباد ہی کوئی غیر ساحر یہان نہ آئے
ہم انتظار مین طلسم کشا یعنی شاہزادہ جہانگیر کے ہین ادھر جب اظلم جادو چابک کو
لے گیا تو ملکہ نے کہا ای شہریار اب اظلم جاکر والد تاجدار سے اطلاع کریگا وہ ضرور
فساد برپا کرینگے لہذا اب یہان سے نکل چلیے جہانگیر نے کہا مین فکر مین ہون کہ
تمہارے باپ کو قتل کرون یہان سے جانا نہین گوارا کرتا ہون ملکہ نے بہت
کہا مگر شاہزادے نے نہ قبول کیا وہان چابک نے جب دیکھا کہ سب سردار بدل

مطیع ہو چکے تو دیکھکر کہا یارو میرا ارادہ یہ ہی کہ چلکر بادشاہ دربند اول کو سمجھاؤن اُسکو
بھی مطیع کرون کہ اُسکی جان بچے اگر اُسنے میرا کہنا مان لیا تو بہتر ہی اگر اُسنے کہنا نہ مانا تو مین
اُس سے جنگ کرونگا سب نے کہا جو سرکار کی خوشی ہو وہی کیجیے ہم لوگ آپ کے ساتھ
ہین جس سے جنگ کیجیے گا اُس سے جنگ کرینگے کسی بات مین کمی نہ کرینگے سبکو خوب
سمجھا کر چابک چلا ستر ہزار ساحر ساتھ تھے بعد قطع منازل و طے مراحل قریب قلعے کے
پہونچا ادبارشاہ کو اطلاع ہوئی کہ اظلم جادو مجھپر لشکرکشی کرکے آیا ہی حیران ہی کہ کیا
معرکہ ہی کہ اظلم تو خیرخواہ ہی یہ بھی خبر سنی تھی کہ اُسکا ارادہ ہی کہ طلسم کشا کو ڈھونڈ کر قتل
کرون یہان ملکہ ماہ رخسار نے تیسرے دن سر جہانگیر روانہ کیا ایک راہگیر کو راستہ
سے پکڑ لائے اُسکو بشکل جہانگیر بنا کر سر اُسکا روانہ کیا ادبارشاہ بہت خوش ہوا
سر اُسنے در قلعہ پر لٹکا دیا اُسکے بعد خبر ہوئی کہ اظلم جادو آیا ہی ادبارشاہ بھی نکلا اور
آپس مین طبل جنگی بجے رات کو چابک اکیلا اُٹھا اور لشکر ادبارشاہ مین آکر پوچھا
ادبارشاہ کہان ہین لوگون نے کہا بارگاہ مین بیٹھے ہین چابک بلا توقف اندر آیا
ادبارشاہ نے جو اظلم کو دیکھا کھڑا ہو گیا کہا اظلم یہ کیا سرکشی ہی کہ لشکرکشی کرکے آئے
ہو چابک نے کہا اے ادبارشاہ میرے خواب مین سب خداوند آئے اور فرما گئے
کہ اپنی جان بچاؤ مسلمان ہو جاؤ مین اسی واسطے تمپر لشکرکشی کرکے آیا ہون مناسب ہی
کہ طلسم کشا کا ساتھ دو ادبارشاہ نے کہا اب طلسم کشا کہان ہی طلسم کشا تو مارا گیا غرض
چابک نے کہا اگر اس حال مین طلسم کشا زندہ نکلے تو آگاہ ہو کہ مذہب بھی اُسکا صحیح
ہی ادبار نے کہا مین کیونکر کہون کہ وہ زندہ ہین چابک نے کہا ہم تمھین زندہ دکھا دینگے
ادبارشاہ نے کہا اگر مین طلسم کشا کو زندہ دیکھون تو اُسکے مذہب کا اعتقاد کرون اُسکی
اطاعت بھی قبول کرون چابک نے ہاتھ بڑھایا کہ پختہ وعدہ کیجیے اُسنے ہاتھ پر
ہاتھ مارا اقرار کامل کیا چابک وعدہ کیے وہان سے نکلا دوڑا ہوا باغ ملکہ مین
آیا شاہزادے نے جو اپنے رفیق کو دیکھا بے قرار ہو کر اُٹھے چابک کو گلے سے
لگا لیا فرمایا اے برادر کہان تھے چابک نے سب حال بیان کیا کہ غلام نے ستر ہزار

ساحر مسلمان کیجے اب تشریف لے چلیے اد بار شاہ سے ملاقات کیجیے شاہزادۂ جہانگیر
دربار میں اد بار شاہ کے پہونچے اد بار نے جو جہانگیر کو دیکھا بے اختیار اُٹھکے
کہا حضور آپ کیونکر بچے جہانگیر نے کہا میری قضا نہ تھی خدا نے بچایا چالاک نے
کہا ای اد بار شاہ تمنے ظہور مذہب اسلام دیکھا کبھی لات پرستون مین بھی اسطرحکا
اتفاق ہوا ہی اد بار شاہ نے اُٹھکر جہانگیر کے قدمون کو بوسہ دیا عرض کرتا تھا
ای شہریار حقیقت مین آپ طلسم کشا ہین مگر ایک مقدمے مین حیران ہون کہ آپ
کیونکر بچے جہانگیر نے کہا یہ بھی حال مفصل معلوم ہو جائیگا کیون گھبراتے ہو یہ
کہکر جہانگیر روانہ ہو گئے مگر چلتے وقت چالاک نے کہا ای شہریار ہوشیار رہیے گا
طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ اد بار شاہ کو بہت ناگوار ہوا ادھر پلٹ کر دیکھا کہ ایک
ساحر ایک گوشے مین بیٹھا سحر کر رہا ہی چالاک نے اد بار شاہ سے پوچھا کہ یہ ساحر
جو گوشے مین بیٹھا سحر کر رہا ہی یہ کون ہی اد بار شاہ نے کہا سرخ فام جادو اسکا
نام ہی اسکو بادشاہ طلسم نے بھیجا ہی کہ جا کر اد بار کی مدد کرو تو یہ سحر تیار کر رہا ہی
یقین ہی کہ لشکرون پر آگ برسائے چالاک نے کہا بس جائیے سمجھ مین آگیا جہانگیر
تو طرف باغ کے روانہ ہوے مگر اد بار شاہ نے کہ اسکو طرف سے بیٹی کے شک ہوا
تھا ایک ساحر کو حکم دیا کہ جا کر باغ مین ماہ رخسار کے دیکھو کہ بیٹی میری کیا کرتی
ہی یہان چالاک نے جہانگیر کو رخصت کر کے اپنی صورت بہ شکل اد بار بنائی
سامنے سرخ فام کے آیا سرخ فام نے کہا ای اد بار شاہ مین نے وہ سحر تیار کیا ہی
کہ طلسم کشا جہان ہوگا وہ مر جائیگا چالاک نے کہا مین اسواسطے آیا ہون کہ
تم جب سے آئے ہو تمنے شراب نہین پی ایک جام شراب میرے ہاتھ سے پی لو
تب سحر تیار کرو یہ کہکر جام بھرا سرخ فام نے سلام کر کے جام پی لیا جام پیتے ہی
گھبرایا چالاک نے پوچھا کہ کیون گھبرائے ہوے ہو سرخ فام نے کہا ای شاہ
مجھکو پسینہ چلا آتا ہی چالاک نے کہا ذرا اُٹھ کھڑے ہو ہوا لگے تو پسینہ خشک ہو
سرخ فام اُٹھا لڑکھڑا کر گرا چالاک نے اُسکو خنجر مار کر شکم چاک قصہ پاک ہوا

مار کر اُسکو چاپک تو بھاگا مگر بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سرخ فام
جادو لبود او بادشاہ نے جو یہ آواز سنی گھبرا کر اُٹھا اُس مکان مین آیا دیکھا لاشہ
سرخ فام پڑا ہی او بادشاہ نے اپنا منھ پیٹ لیا اور اپنے سرداروں سے آکر
کہا کہ لو صاحبو غضب ہوا کسی نے سرخ فام کو بھی مار ڈالا اظلم جادو ٹھیک کہتا
تھا کہ اب یہ طلسم نہ بچیگا جسکا سر مین نے کنگرۂ قلعہ پر رکھا اُسکو زندہ دیکھا کہ اسی
عرصے مین وہ ساحر پلٹ کر آیا جسکو برائے خبر ماہ رخسار بھیجا تھا اُسنے جا کر یہ دیکھا
کہ ملکہ اکیلی بیٹھی ہین گانا ہو رہا ہی جام گردش مین ہی ملکہ و کنیزین عیش کی کوشش مین ہین
ساحر نے آکر او بادشاہ سے بیان کیا کہ ملکہ کے باغ مین کوئی نہین ہی او بادشاہ
بہت حیران تھا کہ جہانگیر کیونکر بچا مگر اظلم کا کہنا قبول کر چکا ہون صبح کو اُسی سے
ملجاؤنگا یہ سوچکر خاموش بیٹھا سرداروں کو اپنے سمجھا رہا ہی کہتا ہی کہ یارو اظلم نے
ٹھیک کہا اب مذہب قدیم چھوڑو شریک طلسم کشا ہو صبح کو جو لشکر میدان مین آئے
اظلم نقلی تخت پر سوار سب کے آگے فوج کے جہانگیر بن صاحبقران ستر ہزار ساحر
پشت پر او بادشاہ نے اظلم کو سلام کیا کہا ای نظر کردۂ بزرگان ہم تمھارے
کہنے کے قایل ہوئے اظلم نے کہا ملک الموت کہتے تھے کہ مین نے سرخ فام
کی بھی روح قبض کی او بادشاہ نے کہا حقیقت مین سرخ فام مارا گیا مگر قاتل
اُسکا ثابت نہ ہوا اظلم نے کہا جب قدرت خود مختار ہے ہین تو کون اُنکو روک
سکتا ہی اسی وجہ سے فرما گئے کہ بندے ہمارے زندہ رہین اگر ہمپر لعنت کرینگے
تو نام تو زبان پر آئیگا جو شوالے دیکھین گے تو یہ تو کہین گے کہ سامری و جمشید یہان
رہتے تھے او بادشاہ بھی جب مطیع و منقاد ہو چکا تب چاپک نے پکار کر آواز
دی کہ کیون صاحبو پہچانا سب نے کہا آپ ہمارے آقا ہین چاپک نے کہا آگاہ
ہو کہ آقا تمھارے مارے گئے مین ہون مہتر چاپک صبا رفتار فرزند عمرو
نامدار شکر ہی پروردگار کا کہ تم سب بہ دل و جان مطیع اہل اسلام ہوئے ہو اب
مین نے اپنے کو ظاہر کیا یہ کہکر تخت سے اُٹھا صورت اصلی سب کو دکھائی بیٹھے

بہ خوشی قدمون کو بوسہ دیا اور جہانگیر سے گرد پھر سے عرض کی حقیقت مین حضور کے
عیار نے بڑا کار نمایان کیا ہم سب اسی کے کہنے سے مطیع ہوے اب جہانگیر مقام
صدر پر بیٹھے ادبار شاہ نے عرض کی اب حضور کو مناسب ہو کہ آپ صحراے عشرت خیز
مین جائین وہان سے لوح محفوظ ملیگی جب لوح محفوظ دستیاب ہو اُسکے بعد لوح
طلسمی کی فکر ہو آپ صاحب اقبال ہین ہرچند کہ عشرت خیز جادو بلاے روزگار
ہو مگر یقین کامل ہو کہ آپ کا داخلا ایسے لطف سے ہو کہ فتنا شاہ کو بھی معلوم ہو کہ
طلسم کشا تشریف لاے اُسنے طلسم مین بڑے لطف سے حکومت کی ہو جہانگیر اپنے
مقام سے اُٹھے چابک اُٹھکر قدمون سے لپٹ گیا کہ مین بھی حضور کے ساتھ چلونگا
جہانگیر نے کہا یہ تو مخالفت ہو کہ دوسرا شخص ساتھ ہو چابک نے کہا غلام دور
دور رہیگا اتنا مجھکو ثابت ہوتا رہے کہ حضور پر کیا گذری شاید مجھسے کوئی تدبیر
بن پڑے جہانگیر آگے آگے چابک دور دور مگر دیکھتا ہو کہ آقا جاتے ہین جب
جہانگیر سرحد لشکر سے نکلا ایک صحرا مین پہونچے دیکھا کہ وہ صحرا نہایت سرسبز و
شاداب ہو سب نخل سبز پوش ہین عندلیبان چمن کا پہلوے گل مین جوش و خروش
ہر طرف سے یہی آوازین آتی ہین **نظم**

اُس لب پہ الٰہی مرے ہر نیکی دعا ہو — مین سُنکے کہون کوسنے والے کا بھلا ہو
جس منھ سے عنایت کا تری شکر ادا ہو — شکوہ وہ کرے پھر تو مین اُس سے گلا ہو
احسان ہو اُسکا ترے در پر جو گرا دے — ٹھوکر ہو کوئی ضعف ہو یا لغزش پا ہو
سینے مین فقط یار کا دم بھرتی رہی سانس — تار ایک ہو بس ایک ہی اُسمین صدا ہو
آتی ہو یہی سُنکے مرے گھر شب فرقت — آفت ہو تو ٹالے کوئی رد ہو جو بلا ہو
دل مانگتے ہین منھ سے مگر کچھ نہین کہتے — انسان ہو تم یا کوئی شوخی ہو ادا ہو
سُنتا نہین فریاد جو کرتا ہون بتون کی — اللہ بھی اکثر کہین عاشق نہ ہوا ہو
کیا غم مرے پہلو کو کیا دل نے جو خالی — اندیشہ ہو کچھ یار کو جا کر نہ بھرا ہو
رہ سکتے نہین غیر کے دلمین بھی وہ چھپکر — مین ڈھونڈھ نکالون جو مری آہ رسا ہو

کیا جانے کہاں تھے ابھی کچھ پوچھ نہ ہمدم / کہدینگے ٹھکانے کی ذرا ہوش بجا ہو
کیا عشق کی سرکار میں ڈھونڈھو تو نہ نکلے / جو دکھ کہ مجھے آرام دے جو درد دوا ہو
بیباک ہی ہونا نگہ یار کا اچھا / ملتی ہی جلال آنکھ وہ کب جبین حیا ہو

جہانگیر سیر دیکھتے ہوئے ایک محل کے سامنے مین کھڑے ہین کہ دیکھا چند حسینین
ایک بارگاہ لیکر آئین اُسی صحرا مین استادکی بعد تھوڑی دیر کے غول کے غول
اور رفٹ کے غٹ نازنینان مہ جبین و کنیزان سہ تکین آکر پہونچین چند نے آکر
جہانگیر کو سلام کیا اور کہا حضور یہان کیون کھڑے ہین بارگاہ مین تشریف لیچلیے
ملکہ عشرت خیز کی آمد ہی ہی فرمایا تھا کہ طلسم کشا کو بہ آرام بٹھانا تم لوگون کو بھی
معلوم ہو کہ ہم طلسم کشا کی بہتری چاہتے ہین جہانگیر اُن کنیزون کے ساتھ بارگاہ
مین آئے اور مقام صدر پر بیٹھے کنیزین عہدے لیے ہوے حاضر خدمت ہین
دمبدم کہتی ہین کہ اب ملکہ آتی ہونگی جہانگیر حیران ہین کہ دیکھیے عشرت خیز سے
کیا گذرتی ہی تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ چند کنیزون نے عرض کی وہ سامنے دیکھیے
ابر آتش فشان پیدا ہوا ہماری ملکہ آتی ہین وہ ابر قریب بارگاہ آکر برسا اور
پھٹا دیکھا تخت پر ایک نازنین چہاردہ سالہ بہ تکلف سوار ہی اور سحر کرتی ہوئی
آتی ہی کنیزون نے عرض کی کہ اگر مناسب ہو تو ملکہ کا استقبال کیجیے جہانگیر نے کہا
مجھے کیا ضرورت ہی کہ ساحرہ کا استقبال کرون کہ وہ تخت زمین پر اُترا اور بارگاہ
پر عشرت خیز ٹھہری کنیزون سے پوچھا طلسم کشا بڑا مغرور ہی کنیزون نے کہا نہین
حضور غرور کا تو اُنکے سامنے ذکر نہین بڑے خلیق و حلیم ہین جب سے ہم لوگ خدمت
مین آئے یہی فرما رہے تھے کہ ملکہ کے تشریف لانے مین کیا دیر ہی ہم لوگ عرض
کر دیتے تھے کہ تشریف لایا چاہتی ہین جب ہمنے استقبال کو کہا تو یہ فرمایا کہ مجھے
کیا ضرورت ہی کہ مین ساحرہ کا استقبال کرون عشرت خیز نے کہا تم لوگ سحر کرکے
گرفتار کر لو مین سامنے نہ جاؤنگی ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا کو غرور رہے کنیزون نے
عرض کی حضور کو وہ نیرنگ پر چلین ہم طلسم کشا کو لیکر آتے ہین عشرت خیز

تخت پر سوار ہو کر طرف کوہ نیرنگ کے روانہ ہوگئی مگر چابک دور سے دیکھ رہا ہے کہ آقا ہمارے فلاں بارگاہ میں گئے ہیں نہیں معلوم کیا کر رہے ہیں طرف اُسی بارگاہ کے چلا ایک کنیز کو نقرہ دیکر بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر اندر آیا دیکھا شاہزادہ مسند پر بیٹھا ہوا اور کنیزیں شراب درست کر رہی ہیں اُسمیں بیہوشی ملاتی ہیں چابک بھی اُنکے ساتھ شریک ہوا اور دے وانغ بیہوشی ملادی کنیزوں نے جام بھر کر سامنے شاہزادے کے کیا جہانگیر نے وہ جام پیا اور گلابیاں جو رکھی تھیں چابک اُنکے قریب گیا اور سب میں بیہوشی ملائی کہا صاحبو تملوگ بھی پیو اب طلسم کشا نوش فرما چکے کنیزیں بھی شراب پینے لگیں تھوڑے عرصے میں سب پی کر بیہوش ہوئیں چابک نے جہانگیر سے کہا غلام آپکا حاضر ہوا اب کسی کی صورت پر طرف کوہ کے چلیے میں اُن سب کو ہوشیار کر دوں یہی سب آپکو لے چلیں گی جہانگیر نے چابک کو گلے سے لگا لیا فرمایا ای چابک تُنے خوب بچایا مگر نہیں معلوم کوہ نیرنگ کون مقام ہے چابک نے کہا جب تشریف لے چلیے گا تب معلوم ہو جائیگا شاہزادے نے کہا جس صورت پر چاہو مجھکو بنالو اُن سب کنیزوں کی افسر گلپوش تھی اُسکی شکل جہانگیر کو بنایا اور گلپوش کو ایک صندوق میں بند کر دیا سب کو ہوشیار کیا سب ہوشیار ہو کر اُٹھیں حیران حیران کہتی تھیں کہ کیا معرکہ ہوا کہ ہملوگ بیہوش ہوگئے باہم سب نے کہا کوہ نیرنگ پر چلو مگر طلسم کشا کہاں گیا چابک نے کہا جب تم لوگ بیہوش تھے تب طلسم کشا نکلگیا اب چلکر ملکہ سے اطلاع کرو کہ طلسم کشا گرفتار نہیں کیا گیا لہذا وہیں سب حال کھلجائیگا ملکہ طلسم کشا کو بلوالیگی سب نے کہا ملکہ گلپوش تخت پر سوار ہوں تو ہم تخت لے چلیں مگر کنیزیں بڑا افسوس کر رہی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہمسے بڑی غفلت ہوئی کہ طلسم کشا نکل گئے گلپوش کو تخت پر سوار کر لیا اور چابک بھی ایک کنیز کی صورت پر حاضر خدمت ہو تخت اُڑتا ہوا چلا مگر رستم پہنچتی بعد جانے جہانگیر کے سمک سے فرمانے لگے کہ جہانگیر کے مزاج میں غرور رہا ای سمک میرا ارادہ ہے کہ جاکر اُنکو قید سے رہا کر دوں علامت

انگوسرے گئے ہین جاکر قید کیا ہوگا مین ایسے وقت پر پہونچون کہ جاکر رہا کر دون
تب سارا غرور نکلجائیگا یہ کہکر سوار ہوے سمک نے عرض کی کہ یہ مقدمہ طلسم ہی
اگر ذرا بھی فرق پڑیگا تو اور مقام پر پہونچیے گا رستم نے جھلا کر جواب دیا کہ مجھے
اس مین کیا دخل ہی یہ فرما کر سوار ہوے سمک بھی پیچھے پیچھے رستم کے ساتھ چلا
مگر سوچ رہا ہی کہ شاہزادہ بے قاعدے جاتا ہی دیکھیے کہان پہونچے مگر رستم جو
صحرا مین آئے جو درخت سامنے ملا اُسکو قلم کیا سامنے سے پہاڑ کے بیچ ہوے
جاتے ہین ایک نخل کلان چنار کا تھا رستم نے اُسکو بھی قلم کیا جب نخل گرا تو وہان
ایک غار تھا دیکھا ایک شیشہ رکھا ہوا ہی اُسپر موم کی ڈانٹ مضبوطی سے
لگی ہی ایک مار سرخ اُس شیشے مین بیٹھا ہی جیسے ہی رستم کو دیکھا فریاد کرنے لگا
کہ اے شہریار شیشہ نہ توڑیے گا ڈانٹ کھولیے تو مین نکل آؤن رستم نے ڈانٹ
کھولی وہ مار سرخ تڑپ کر نکلا زمین مین گر کر غلطک مارنے لگا بعد تھوڑی دیر
کے رستم نے دیکھا ایک جوان خوشرو تاج شہریاری سر پر مگر چہرہ اداس سامنے
کھڑا ہی رستم کو دعائین دے رہا ہی کہتا ہی اے شہریار مین شہنشاہ جنات ہون
مجھسے کچھ خطا ہوئی تو ایک شاہ صاحب نے مجھکو سحر کرکے بند کر دیا آج کئی سو
برس کے بعد مین نے رہائی پائی آپ کو دعا دیتا ہون اب آپ میرے باغ
مین چلیے جو مراد آپ کی ہوگی وہ پوری کرونگا ہمیشہ حاضر خدمت رہونگا میرا
نام سرخ پوش جنی ہی رستم ہمراہ سرخ پوش کے چلے مگر سمک دور سے دیکھ
رہا ہی سمجھا کہ یہ فرزند صاحبقران مین مدعی شریک حال ہوئی یہ بھی پیچھے
پیچھے چلا تھوڑی دور جاکر دیکھا ایک دروازہ باغ کا دکھائی دیا سرخ پوش
رستم کو ساتھ لیے ہوے اُس باغ مین آیا رستم نے دیکھا کہ باغ ویران پڑا ہی
سرخ پوش نے عرض کی غلام کے نہ ہونے سے یہ باغ ویران ہوگیا کہ پہلو سے
باغ سے دو جوان پیدا ہوے اُنھون نے آکر سرخ پوش کو سلام کیا اپنے
تاجدار کو دیکھکر بہت خوش ہوے کہا اے شاہ کیونکر رہائی پائی سرخ پوش نے

اشارہ کیا کہ اسکے تصدق سے رہا ہوا کیون شہریار آپ کی کیا آرزو ہی رستم نے
کہا اوسرخ پوش یہ آرزو ہی کہ اس طلسم کو تسخیر کرون اور جو قیدی یہان ہون انکو
رہا کردون سرخ پوش نے سر جھکایا خیال کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ فتاح طلسم
اور شخص ہی مگر یہ جوان بدمزاج ہی اگر کہونگا کہ آپ فتاح نہین ہین تو رنجیدہ ہونگے اور بہانت
کرینگے پھر سوچکر عرض کی کہ غلام فکر کریگا آپ دونون جوانون سے سرخ پوش نے
حکم دیا کوہ نیرنگ پر جاؤ دیکھو وہان کیا سامان ہی دونون جوان روانہ ہوگئے
بعد تھوڑی دیر کے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ای شہریار کوہ نیرنگ پر
میلہ ہی دیر کا دروازہ کھلا ہی یقین ہی کہ عشرت خیز میلہ دھوم سے کرے یہ سنکر
سرخ پوش نے کہا لو آقا چلیے یہ نقش آپ کو دیتا ہون اِسکو اپنے پاس رکھیے
آپ پر سحر تاثیر نہ کریگا رستم سوار ہوے سرخ پوش ساتھ لیکر چلا تھوڑی دور
راستہ طی کیا تھا کہ آدمیون کی آواز کان مین آئی سرخ پوش نے کہا آقاے نامدار
آپ بالاے کوہ جائیے گا ایک تصویر سنگ مرمر کی ہی سب کو آواز دیتی ہی اُس
تصویر کو توڑ ڈالیے گا یقین ہی اُس مین سے ایک ساحر نکلے آپ پر سحر کریگا آپ یہی
نقش چمکائیے گا اُسکا سحر تاثیر نہ کریگا اُس ساحر کا نقش نگار جادو نام ہی حضور
پہاڑ سے اُتر آئین وہ ساحر نکل جائیگا آپ پہاڑ سے اُتر کر جب قصد کرینگے کہ نکل جاؤن
تو اہل میلہ روکین گے اُنسے مقابلہ پڑیگا غلام شرکت کریگا بخوبی رستم کو سمجھا کے
بالاے کوہ لایا رستم نے دیکھا کہ زیر کوہ میلہ جمع ہی ہر طرف دوکاندار ہنگامہ گرم
ہین بازارین ناچنے والیان ناچتی پھرتی ہین جو کوئی سامنے آیا اُسکا دامن تھام
لیا کسی نے پیسہ دیا کسی قیامن نے چوانی دوانی دیدی ہر طرف تماشبینون کے ہجوم
ہین یہی ہلڑ ہی کہ ظہور خداوند ہوا چاہتا ہی رستم قصد کر رہے ہین کہ دیر مین جاؤن
کہ آسمان سے برق چمکی ملکہ عشرت خیز آکر پہونچی دروازہ کھلا ہوا ہی تصویر سے
آواز آئی کیون عشرت خیز طلسم کشا کو لائین عشرت خیز نے جواب دیا کنیزین
لاتی ہونگی کہ آسمان سے برق چمکی گلفروش نقلی تخت پر سوار کنیزین تخت کو گھیرے

ہوے آکر پہونچی عشرت خیز نے پوچھا طلسم کشا کہان ہو گلفروش نقلی نے جواب دیا کہ
طلسم کشا نکل گیا یہ کہکر گلفروش نقلی کو دوڑی قریب تصویر کے پہونچی عشرت خیز نے کہا
اے گلفروش تصویر کے قریب نہ جانا مگر گلفروش نقلی نے نہ مانا طرف تصویر کے چلی اب
سماک نے رستم سے کہا آپ اپنے کو قریب تصویر کے پہونچایئے دیکھیے گلفروش
ہاتھ ڈالنے جاتی ہو مگر یہ گلفروش نہین ہو آنکھون سے معلوم ہوتا ہو کہ شاہزادہ جہانگیر
ہو رستم نے جو نام جہانگیر کا سنا بڑا غصہ آیا جھپٹ کر بڑھے عشرت خیز نے چاہا روکون
مگر رستم کب رکتے ہین قریب تصویر کے پہونچے اور تصویر پر ہاتھ ڈالکر جھٹکا مارا کہ
تصویر ٹوٹی ایک دھوان نکلا مگر عشرت خیز نے پکار کر آواز دی کہ اے اہل میلہ یہین
طلسم کشا آگئے یقین تھا کہ وہ دھوان رستم کو گھیرے رستم نے نقش چھکایا سحر باطل
ہوا اور رستم باہر نکلے عشرت خیز نے پکار کر آواز دی سب میلے والے آمادہ رہین کہ
یہ شخص نیچے اترے تو اسکو مار لین لیکن شاہزادہ جہانگیر نے دیکھا کہ رستم نے اگر
تصویر توڑی بہت ناگوار ہوا چابک سے کہا کہ دیکھا تمنے بھائی صاحب وقت پر
آئے اپنے نزدیک بڑا کام کیا مگر اس میلے مین جاکر گھر ینگے جب رستم کوہ سے
اترے کل اہل میلہ نے گھیر لیا رستم لڑنے لگے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ کہ رستم

ارشد اولاد امیر عرب		کیست علمشاہ چو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ فیل زور	دیگر	کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

مگر جہانگیر نے جو دیکھا کہ بھائی صاحب گھرے ہوے ہین تاب نہ رہی پہاڑ سے
اترے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا نعرہ کرکے جا پڑے سماک و چابک بھی
لڑ رہے ہین مگر رستم عین گرمی جنگ مین انتہا کے زخمی ہوے آخر ناچار ہوکر
ایک جانب لڑتے ہوے چلے ادھر عشرت خیز نے دیکھا کہ ایک جوان رعنا جنگ
مین بمثال ابر و رشک ہلال عارض ماہ کمال شیرانہ لڑ رہا ہو عشرت خیز کو بڑی
حیرت ہوئی کہ طلسم کشا یہانتک کیونکر پہونچا مگر دل بیقرار ہو رہا ہو سوچی کہ اے
عشرت خیز ایسا نہ ہو کہ اہل میلہ گھیر کر اس جوان کو مار لین تو بڑی خرابی ہوگی اے

عشرت خیز اگر ہو سکے تو دشمنون کے ہاتھ سے اِس جوان کو بچاؤن یہ سوچکر بھاگی
باغ محفوظ مین پہونچی لوح محفوظ کو وہان سے لائی عین گرمی جنگ مین ایک کنیز سے
کہا یہ تختی لیجاؤ گلے مین اِس جوان کے جو لڑ رہا ہو ڈالدو ایسا نہو کہ ساحر اسکو گرفتار
کرلین تو بڑی بات ہو وہ کنیز مثل چابک سوار تختی لیکر خوشی خوشی قریب جہانگیر کے
آیا کہا اے شہریار اِس تختی کو گلے مین ڈال لیجیے دشمن کو خدا نے دوست کیا یہ تحفہ
ملا جہانگیر نے لوح محفوظ کو گلے مین ڈالا مصروف جنگ ہوے مگر رستم لڑتے
ہوے اُس میدان سے نکلے ایک صحرا مین پہونچے گوشے مین جھیل تھی گھوڑے
سے اُترے کہ زخمون کو دھوؤن خون پاک کرون جب قریب نہر کے آئے چاہا
زخمون کو دھوؤن کہ ہاتھ کانپا گر کر بیہوش ہوگئے مگر سرخ پوش جنی کہ تلاش مین
رستم کی نکلا تھا ڈھونڈھتا ہوا اُس مقام پر پہونچا دور سے دیکھا کہ رستم بیہوش
پڑے ہین اور گھوڑا چرا مین مصروف ہو جھپٹ کر قریب آیا رستم کے زخمون مین ٹانکے
دیے پٹیان مرہم کی چڑھائین تب رستم کو ہوش آیا سرخ پوش رستم کو ساتھ لیکر طرف
اپنے باغ کے چلا راہ مین کہا اے شہریار ایک بڑی مشکل ہو کہ آپ فتاح طلسم نہین
ہین مین لاکھ کوشش کرون مگر لوح طلسم آپ ہی کو ملیگی رستم نے جھلا کر جواب دیا کہ
کیا بیہودہ بکتے ہو جب تلوار کھینچیگی تب ساری فتاحی رہ جائیگی تلوار کے آگے کسیکا
زور نہین چلتا یہ باتین کرتے ہوے جاتے تھے کہ رستم کے کان مین آواز توپ کی آئی
کہا اے سرخ پوش کہین کوئی قلعہ لڑ رہا ہو کہ توپ موقوف ہوئی رستم نے کہا اے
سرخ پوش توپ موقوف ہوئی اُسی طرف چلو سرخ پوش نے ہرچند روکا مگر
رستم اُسی جانب روانہ ہوے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا بالاے قلعہ ایک
بادشاہ پیر فریاد کر رہا ہو کہ او تمہارا زنگی مین مجبور و ناچار ہون خراج میرے
کیسے ادا نہین ہو سکتا زنگی جواب دیتا ہو کہ یہ پیام پہلے کیا ہوتا اول مین تو سرکشی
کی اب عاجز ہوے تو یہ کلام ہو بدون فتح قلعہ باز نہ آؤنگا رستم کو بہت ناگوار ہوا
وہین سے للکارے کہ او مغرور خبردار آگے نہ بڑھنا وہ بیچارہ عذر کرتا ہو تو عذر کا

جواب سخت دیتا ہو اُس زنگی نے رُستم کی آواز سُنی للکار کر آواز دی کہ تم آکر دو کو
ماید ولت کو کون روک سکتا ہو رُستم نے گھوڑا بڑھایا سامنے اُس زنگی کے پہونچے
مگر بادشاہ پیر نے جو بالاے قلعہ سے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال میری مدد کو
آتا ہو اور زنگی کے مقابلے مین پہونچا قلعے کو کھولکر نکل آیا فوج کو ساتھ لیے ہوے
صفین باندھکر کھڑا ہوا اُس زنگی نے نیزہ مارا رُستم نے تلوار سے نیزے کو قلم کیا
ایسا غصہ تھا کہ ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوے فوج والون نے
جو دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا تلوارین کھینچکر آپڑے رُستم تلوار کھینچکر فوج سے
لڑنے لگے وہ بادشاہ پیر بھی شریک ہوا آخر وہ شکست کھاکر بھاگے رُستم نے
مال وغیرہ لٹوالیا بادشاہ پیر کے ملازمون نے خوب ہاتھ صاف کیے بہ فتح و فیروزی
رُستم پلٹے اُس بادشاہ پیر نے آکر سلام کیا کہا حضور سب کے جان بخش ہین آج
دعوت قبول فرمایئے رُستم نے کہا دعوت ہماری یہ ہو کہ مذہب اسلام قبول کرو
اگر کوئی تکرار ہو تو بیان کرو سوال کرو کہ مین جواب دون وہ بادشاہ پیر کلمہ پڑھکر
بصدق دل مسلمان ہوا افسران فوج کو مسلمان کیا رُستم ساتھ اُس بادشاہ کے
قلعے مین آئے سب اہل قلعہ رُستم کو سلام کر رہے ہین اور کہتے ہین کہ آپ نے بڑا
احسان کیا ہم سب کی جان بچائی ورنہ نہین معلوم تھا رزنگی کیا قیامت برپا کرتا
ہم سب آپ کے آزاد کردہ ہین رُستم کہتے ہوے چلے کہ اب تم سب صاحب اعتقاد
اسلام کرو لات ومنات پر لعنت کرو سب دوکاندار بھی اسلام اختیار کر رہے
ہین دار الامارہ مین آئے رُستم آکر مقام صدر پر بیٹھے وہ بادشاہ پیر کہ نام جسکا
نیز تاجدار ہو رُستم کی خدمت کر رہا ہو جام ارغوانی گردش مین ہو بے پانون
کے جام چل رہا ہو ایک خوش گلو سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانے لگی نظم

پھول سے عارض جو تیرے دیکھ پائے عندلیب — چہ ورق گلشن ترے کوچے مین آئے عندلیب
غنچے کہتے ہین جناب کر بہر گلزار ہین — کیا ہنسی آتی ہو سنکے نالہاے عندلیب
کیا مزہ دم بھر اگر بیٹھی تھی تری دیوار پر — جو متابہ غنچہ و گل ہو جو پاے عندلیب

کر رہا کنج قفس سے ظلم یہ اچھا نہین	جلد ہے گلشن کی ہوا صیاد دکھائے عندلیب
قید سے کر دے رہا صیاد تجکو آجائے رحم	داستان غم اگر دم بھر سنائے عندلیب
فصل گل آئی ہو مجھکو ای ستمگر چھوڑ دے	روز ہو صیاد سے یہ التجائے عندلیب
ہوگئے خوش چہچہا تا ہو سیر داغ دلکا آج	ارمغان لیجاؤنگا مین یہ برائے عندلیب
روضہ شبیر بھی سطوت ہو اک باغ بہشت	نالہ ہر زائر کا ہو گویا صدائے عندلیب

رستم خوش بیٹھے ہین مگر سرخپوش نے عرض کی کہ حضور یہان آرام فرمائین غلام جاتا
ہو جابجا ملازمان حقیر مقید ہین مین انکو جاکر رہا کرون رستم نے رخصت دی سرخپوش
روانہ ہوا اسی قلعے کے پہلو مین ایک گنبد تھا اسپر ایک طائر بیٹھا زمزمہ سرائی
کر رہا تھا سرخپوش نے پہلو مین ایک درخت کے آکر تیر مارا کہ طائر گرا بڑی
دیر تک ہنگامہ رہا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام ہین طیران جادو بعد
سرخ پوش نے بڑھکر دروازہ کھولا کئی سو جوان قید آہن پہنے بیٹھے تھے سرخپوش
کو دیکھکر خوش ہوگئے عرض کی کہ آقائے نامدار آپ نے کیونکر رہائی پائی سرخپوش
نے کہا فرزند صاحبقران نے مجھکو رہا کیا اب مین انھین کے پاس جاتا ہون تم
لوگ آراستہ ہوکر آنا رستم تو قلعہ نبیز تاجدار مین ہین کہ انکا ذکر ہوگا مگر شاہزادہ
جہانگیر نے جب لوح محفوظ پائی جس ساحر نے سحر کیا وہ خود مارا گیا لوح محفوظ
چمکا رہے ہین آخر سب شکست کھا کر بھاگے مگر عشرت خیز کہ عاشق جمال ہمشال
ہوئی ہو جب جہانگیر لڑتے بھڑتے نکل گئے تو عشرت خیز اپنے باغ مین آئی
مگر نہایت اداس سر جھکا کر بیٹھی کنیزون نے پوچھا کیون داری کیسا مزاج ہو
ملکہ نے کہا مین اپنا کیا حال بیان کرون فلک درپئے آزار ہو دل بیقرار ہو آنکھین
اشکبار ہزار طرح کے خوف مین فنا شاہ کے حال سے تم لوگ بخوبی واقف ہو
کہ کیسا جابر و قاہر ہو اگر خبر سن پائیگا تو آفت برپا کریگا تم لوگون نے ایسی غفلت
کی کہ طلسم کشا نابکار وہ بھی بچ گیا آخر کو مجھ بدنصیب نے کہا دیکھا حقیقت مین
حسن طلسم کشا عابد کش زاہد فریب ہو جب تنت سے دیکھا ہو طبیعت قابو مین

نہین ہی آخر جوش محبت مین لوح محفوظ حوالہ کی اسی خیال سے کہ اُنپر کوئی زوال نہ آجاے
اب اُنکے پاس لوح محفوظ ہی کوئی ساحر کچھ نہین کرسکتا چاہتی ہون کہ خبر معلوم ہو
ایک کنیز نے کہا اگر حکم ہو تو مین جاکر خبر لاؤن ملکہ نے کہا تمھین اختیار ہی لیکن اگر
ملاقات کرنا تو میرا اشتیاق نہ بیان کرنا اُنکو غرور ہوگا مشہور کرینگے کہ عشرت خیز
مجھپر عاشق ہی کنیز واسطے خبر کے چلی یہان جہانگیر جو جنگ میلہ سے پلٹے چاپک
ساتھ ہی راہ مین شاہزادے نے ذکر کیا کہ کیون چاپک یہ لوح محفوظ کیونکر ملی ہی
چاپک نے کہا اے شہریار ملکہ عشرت خیز آپ پر عاشق ہوئین آپ کو جنگ کرتے
دیکھا گھبرا گئین کہ ایسا نہ ہو کوئی ساحر تسخیر کرکے گرفتار کرلے تو باعث خرابی ہوگا
مجھکو بلاکر لوح محفوظ دی کہا جاکر اپنے آقا کے گلے مین پہنا دو اسپر سحر تاثیر نہ کریگا
مین لوح لیکر آیا حضور تک پہونچائی مین دیکھون کہ وہی تختی ہی شاہزادے نے
بلا تکلف حوالے کی جیسے ہی لوح چاپک کے ہاتھ مین آئی زمین سے دھوان نکلا
چاپک کو دکر الگ ہوا شاہزادہ خاموش کھڑا رہا کہ اُسی دھوین سے ایک
ساحرہ سیاہ فام بد انجام پیدا ہوئی شاہزادے نے چاہا کہ قبضے پر ہاتھ ڈالون
کہ اُس ساحرہ نے سحر کیا تلوار ہاتھ سے چھوٹ پڑی ہاتھ پاؤن بیکار رہے
ساحرہ نے کمر مین پنجہ دیا اور لے اڑی چاپک رونے لگا لشکر والے سب
دوڑے کہ کیون چاپک کیا ہوا چاپک سب سے بیان کر رہا ہی کہ شاہزادے کو
ایک ساحرہ لے گئی لوح محفوظ میرے پاس تھی سب سردار رو رہے ہین کہ اب
وہ کنیز فرستادہ عشرت خیز آئی اور مُتر چاپک سے ملاقات کی اور شاہزادے کی
خیر و عافیت پوچھی چاپک نے سب حال بیان کیا وہ کنیز بھی حیران ہوگئی لیکن
پلٹ کر خدمت مین عشرت خیز کی آئی تمام کیفیت بیان کی کہ لشکر مین اُنکے رونا
پڑا ہی کہ اسطرح سے ایک ساحرہ آئی اور شاہزادے کو اُٹھا کر لے گئی مگر پہلے
دھوان اُٹھا تھا عشرت خیز نے کہا مین سمجھ گئی کہ دخان لوحدار تھی اُسی نے
یہ کام کیا کیون صاحبو اب کیونکر مجھکو چین پڑے دخان لوحدار جوان ساحرہ ہی

وہ ضرور اسپر عاشق ہوگی نہین معلوم کیا صدمہ انکو پہونچائے لہذا جاتی ہون کچھ
جاکر تدبیر کرون انکو قید سے چھڑاؤن لوح کے ملنے کی تدبیر ہو کہ دخان ہی کے
پاس لوح ہی معلوم ہوتا ہی کہ پہلے سے وہ ساتھ آئی جب لوح محفوظ انھون نے
جدا کی تب وہ اٹھا لیگئی لیکن تم لوگ بہ اطمینان رہنا مین جاتی ہون اگر بن پڑے
تو جاکر رہا کرون یا اپنی جان دون یہ کہکر اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا جانتی ہی
کہ دخان ضرور پوچھیگی کہ لوح محفوظ طلسم کشا نے کیونکر پائی اپنے عیار کے پاس
ہو خیر جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا ایسی باتین کرتی ہوئی طرف قصر دخان کے چلی
یہان دخان جادو شاہزادے کو لیکر چلی جب بلند ہو چکی تو دیکھا کہ نہایت حسین
وجمیل ہر قلب تھرا گیا دخان کا کلیجہ جلنے لگا چونکہ شاہزادہ بیہوش تھا راہ مین خوب
گلے سے لگایا تلوون کے بوسے لیے جی مین کہتی ہی اب بڑے لطف سے گذریگی
فناشاہ کو کون خبر کریگا کہلا بھیجونگی کہ مین نے طلسم کشا کو مار ڈالا ایسے معشوق
کیسے ملتے ہین ایسی ایسی باتین سوچتی ہوئی اپنے قصر مین آئی پہلے سب کنیزون کو
جمع کیا کہا دیکھو صاحبو باہر اسکا ذکر نہ کرنا کہ دخان جادو طلسم کشا کو لیکر بیٹھی ہی
میرے واسطے بدنامی ہوگی سب نے کہا حضور کیا مجال جو زبان سے نکالین ہم
جہانتک ہو سکیگا چھپائین گے نہ ذکر کرینگے یہ اقرار لیکر اور کنیزون کو ہٹایا
آپ بنکر بیٹھی کرنیلی کرتی پہنی ایک کھاروے کی تہمد باندھ لی اور گھونگھٹ نکال لیا
شاہزادے کو ہوشیار کیا شاہزادے نے دیکھا کہ ایک ساحرہ بیٹھی ہی اپنے کو
آراستہ کر رہی ہی چراغ کا تیل سر مین ڈالا ہی لہسن و پیاز کی گٹھیون کے ہار بنائے انکو
پہنا ہی آخر اسنے ہنسکر ہاتھ بڑھایا اور کہا کن نگاہون سے تو مجھے دیکھ رہا ہی دیکھ
میرا دل دھڑکتا ہی میرا سن بہت کم ہی تخمیناً تین سو چالیس برس کا ہی میرے پاس
غنچہ ناشگفتہ ہی ابھی تک کسی مرد کی شکل نہین دیکھی اے جوان مین تجھپر عاشق ہون
وہ مرتبہ تجھکو دون کہ عالم عالم رشک کرے ایسی زرہ تجھکو بنا دون کہ جس سے
مقابلہ کرو وہ تمہین زیر نہ کر سکے جہانگیر نے کہا آپ کی کمسنی پر مین نثار ہوا کیا بیہودہ

بلی ہو غنچۂ ناشگفتہ پر تیرے آفت پڑے مین ایسا تجھے نہین چاہتا دخان بہت جھلائی کبھی منتین کرتی ہو کبھی غصہ کرتی ہو آخر جھلا کر ایک قفس آہنی منگوایا اسمین جہانگیر کو بند کرکے قفس لٹکا دیا بیٹھی سوچ رہی ہو کہ کیا کرون کہ برق چمکی عشرت خیز آگے پہونچی عشرت خیز نے بڑا جانکر سلام کیا دخان نے پوچھا بی عشرت خیز مین تو تمھاری فکر مین تھی یہ بتاؤ کہ لوح محفوظ طلسم کشا تک کیونکر پہونچی عشرت خیز نے کہا طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ کوئی کنیز ہماری طلسم کشا سے ملگئی ہین اسی فکر مین تمھارے پاس آئی ہون جو کہو وہ کرون کیونکر لوح محفوظ طلے دخان نے کہا ای عشرت خیز جس دن میلے مین یہ جوان آیا اور مین نے دیکھا کہ اِسپر سحر تاثیر نہین کرتا تو مین ناچار ہو کر بھاگی لیکن ساتھ ساتھ اسکے تا بہ لشکر گئی جب اِسنے لوح محفوظ عیار کو دی تب مین اسکو لے بھاگی مگر راہ مین جو اِس ظالم کی صورت دیکھی تو دیوانی ہو گئی وہ مجھسے اِنکار کرتا ہو عشرت خیز نے کہا مجھکو حکم ہو کہ مین جا کر اُسکو سمجھاؤن دخان جادو نے عشرت خیز سے کہا کہ اگر کہین یہ خبر پاس بادشاہ طلسم کے پہونچ گئی کہ لوح محفوظ طلسم کشا پا گیا تو وہ مجھسے بہت بگڑینگے یہی کہین گے کہ لوح محفوظ کی حفاظت نہ کی مگر مین تمھارا راز چھپاؤنگی تم بخوبی جا کر سمجھاؤ عشرت خیز قریب قفس آئی شاہزادہ ملول و حزین بیٹھا تھا عشرت خیز کا دل بیقرار ہو گیا قریب آکر کہا کیون ای شہریار آپ دخان کو کیون نہین قبول کرتے ہین کسقدر حسین ہو کہ اب تک مرد کی صورت نہین دیکھی شاہزادے نے جھلا کر کہا ای عشرت خیز تم مجھکو نہ سمجھاؤ دیکھو شاعر کیا خوب کہتا ہو فرد حضرت ناصح جو آئین دیدہ و دل فرش راہ ✤ یہ تو کوئی مجھکو سمجھا دے کہ سمجھائینگے کیا ✤ ای عشرت خیز تمھارا البتہ مجھپر احسان ہو کہ تمنے لوح محفوظ دی عشرت خیز نے کہا مین آپ کی رہائی کے لیے آئی ہون جسطرح سے کہیے وہ تدبیر کرون جہانگیر نے کہا جو مزاج مین آئے مگر لوح طلسمی کسی طریقے سے لا عشرت خیز جہانگیر سے باتین کرکے پلٹی اور دخان لوحدار سے کہا کہ طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ جوان تمپر مائل ہو

مگر عشق کو اپنے مخفی کرتا ہی یہ سنکر دخان خوش ہوگئی اور کہنے لگی ای عشرت خیز تم جانتی ہو کہ اس کوٹھری مین لوح طلسم رہتی ہی کسکی مجال ہی کہ اس کوٹھری مین قدم رکھے جلکر خاک ہو جائے عشرت خیز نے پوچھا وہ کیا صورت ہی دخان نے کہا اس کوٹھری مین مار ان سیاہ بھرے ہین جو کوئی جائیگا اُسکو لپٹ جائینگے یہ سنکر عشرت خیز نے پوچھا لوح کس مقام پر رکھی ہی دخان نے کہا بوا عشرت خیز تم تو اسطرح پوچھتی ہو کہ معلوم ہوتا ہی لوح لوگی عشرت خیز نے کہا ای دخان بخیال خام ہی مین بادشاہ طلسم کی برائی چاہونگی یہ کہکر کہا مین جاتی ہون دخان نے کہا تمنے اقرار کیا تھا کہ اُس نوجوان کو راضی کر دونگی عشرت خیز نے کہا مین آتی ہون تمسے کہونگی مگر یہ مقدمہ میری رائے پر چھوڑ دو مین اقرار کرتی ہون کہ اُسکو تمھارے پہلو مین بٹھادونگی اور تمسے راضی کردونگی دخان نہ راضی ہوتی تھی اور کہتی تھی کہ ای عشرت خیز بیٹھو شراب وغیرہ کا جرچا ہو عشرت خیز نے کہا مین فکر مین لوح محفوظ کی جاتی ہون مین نے کچھ خبر پائی ہی کہ ایک کنیز نے قریب آکر کہا کہ کیون ملکہ عشرت خیز کیسا مزاج ہی اور چٹکی لیکر کہا کہ مین ہون شاہزادے کا عیار آپ جلسہ جمائیے مین وعدہ کرتا ہون کہ عشرت خیز کو بیہوش کرونگا غرض عشرت خیز نے دخان سے کہا کہ اسوقت تمھاری کنیز نے یہ کہا کہ مین لوح محفوظ کا پتہ لگا دونگی لہذا مین حاضر ہون کہ جلسہ آراستہ کیجیے دخان نے خوش ہوکر کہا ای عشرت خیز بڑا احسان ہوگا جو یہ جوان راضی ہوگیا مین اقرار کرتی ہون کہ بادشاہ طلسم سے اسکو چھپا ؤنگی راز نہ کھلنے دونگی کیا تعجب ہی کہ اگر بادشاہ طلسم بجبر اشکر کشی کرین تو لوح اِس جوان کو دیدون اور اسی سے طلسم کشائی کراؤن یقین تو یہی ہی جب سب لکھ گئے ہین کہ یہ جوان طلسم کشا ہی یقین ہی کہ بادشاہ طلسم بادہ مجبیر دیا ؤنگا لیمین صاف صاف کہدونگی کہ مین اُس جوان پر عاشق ہوان مین نے اپنے پاس رکھا ہی یہ کہکر دخان مسند پر بیٹھی کنیزون نے لاکر اسباب عیش و نشاط مہیا کیا چابک صبا رفتار دوڑ دوڑ کر کام کرنا عشرت خیز

کو اطمینان ہو کہ جس وقت پر عیار آیا حقیقت میں اسنے بڑا احسان کیا کیونکر یہانتک آیا حقیقت میں بڑا عیار طرار ہو مگر چابک صبا رفتار شراب میں بیہوشی ملا کر لاتا ہو گلابیان رکھ رہا ہو کشتیان کباب کی آراستہ کر رہا ہو دخان نے کہا کیون شیشو تجھکو کیا خوشی ہو کہ دوڑ دوڑ کر کام کر رہی ہو چابک نے جواب دیا کہ کنیز کو یہ خوشی ہو کہ آپ معشوق کو ایک بیٹھیں تو ہم راضی ہون دخان نے ہنسکر کہا تیرے منہ میں گھی شکر کنیز نے عرض کی کہ لونڈی کا امتحان تو کیجیے خواب میں سامری و جمشید آئے تھے یہی کہہ گئے ہین کہ دخان نوحدار کو طلسم کشا مبارک ہو طلسم کشائی تو موقوف رہیگی اور مجھسے فرمایا کہ ہم تجھکو علم موسیقی کا بادشاہ کرتے ہین یہ کہکر سامنے آبیٹھی باجا بجانے لگی اور یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گانے لگی

نظم

چین اکدم نہیں گردش میں برابر میں ہون ۔ یار کی آنکھ ہون یا اپنا مقدر میں ہون
لے چکے دل تو جتلاتے ہو ستمگر میں ہون ۔ اب بتادو کوئی شکل ایسی کہ جانبر میں ہون
کیون گلے سے مجھے لپٹاتے ہو کہتا ہو وہ سر ۔ تیغ میں ہون نہ چھری میں ہون نہ خنجر میں ہون
حشر میں کسکے ستم کی میں کرونگا فریاد ۔ مجھسے کہتا ہو وہ بت داور محشر میں ہون
ہون وہ حیران کہ سب دیکھ رہے ہین مجھکو ۔ آپ کی بزم میں آج آپ سے بہتر میں ہون
پوچھیے اسکا ٹھکانا تو یہ کہتا ہو وہ ماہ ۔ چاند سورج کی طرح دیکھ لو گھر گھر میں ہون
چپطے قاصد سے وہ آئے جو سنا حال مرا ۔ مضطر انکو بھی کیا جسنے وہ مضطر میں ہون
آرزو یہ ہو کہ وہ آکے کہے میت پر ۔ دیکھ لو کھول کے آنکھیں ترے سر پر میں ہون
یون مجھے شوق سے بیخود جو کیا کیا حاصل ۔ آپ پہلو میں ہون اور آپ سے باہر میں ہون
کوہ بھی لائے نہ تری برق تجلی کی نہ تاب ۔ طور سے آئے صدا دل نہیں پتھر میں ہون
ایسے میخانے کے مینوش ہین ہم اے زاہد ۔ جنکے ہر خم کا اشارہ ہی کہ کوثر میں ہون
روک لون اپنا گلا کاٹتے ہین ہاتھ کیون ۔ یار کہتا ہو کہ زیر دم خنجر میں ہون
موج دریا سے الگ ہو نہیں سکتی ہے حباب ۔ آشنا ہوکے جدا یار سے کیونکر میں ہون

عشرت تیرہ وجد کر رہی ہو جی میں کہتی ہو کیا گستاخ ہو کس لطف سے باتین کر رہا ہو کسی

مقام پر تامل نہیں کرتا کس لطف سے گا رہا ہو کہ دخان لوحدار جھوم رہی ہو چابک نے
عرض کی کہ اے ملکۂ عالم ایک کمال مجھکو اور مرحمت ہوا ہو کہ جسطرح عمرو ساقی گری کرتا ہو
اسی طرح ساقی گری کرون کہ سر سے شراب پلاؤن دخان نے کہا اے شیوہ یہ تو بہت ہی
مشکل ہو چابک نے عرض کی ابھی ملاحظہ فرمائیے اگر خداوند نے عطا فرمایا ہو تو ہرگز
شراب نہ گریگی اور جو میرے دل مین فرق تھا تو کمال نہیں ملا یہ کہکر گھنگرو پانون مین
باندھے اور سامنے کھڑا ہو کر گت ناچنے لگا سب تعریفین کر رہے ہین کہ چابک
نے جھک کر جام لبریز کیا اور جام کو لبریز کر کے سر پر رکھا توڑے لیتا ہوا سامنے
دخان کے آیا سر جھکا کر کہا ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے دخان
نے جام پی لیا اب تو چابک نے دورہ باندھا عشرت خیز کو جام سادہ پلایا اور کل
محفل کو آغشتہ بداروے بیہوشی جام پلایا تھوڑے عرصے مین سب کو پلا کر بیہوش
کیا جب دخان جادوگر کر بیہوش ہوئی تو چابک نے عشرت خیز سے کہا کہ طلسم کشا
کو قید سے رہا کرو لوح محفوظ میرے پاس ہو شاہزادے کو دیکر کوٹھری مین بھیجدو
عشرت خیز نے اُٹھکر ایسا سحر کیا کہ قفس ٹوٹ گیا شاہزادہ نکلا چابک نے لوح محفوظ
گلے مین ڈالی شاہزادہ دروازہ کھولکر جو اندر آیا تو دیکھا کہ ہزارہا ماران سیاہ بھرے
ہوے ہین شاہزادے نے لوح محفوظ چمکائی ماران سیاہ سب جل گئے مگر لوح طلسم کا
کہین پتہ نہین معلوم ہوتا ہو کوئی صندوق وغیرہ بھی نہین ہو شاہزادے نے کہا اے
عشرت خیز لوح کہان ہو عشرت خیز نے کہا یہ پتھر جو لگا ہو اسکو اُٹھائیے کیا عجب ہی
کہ اسکے نیچے لوح ہو شاہزادے نے بقوت صاحبقرانی اور برکت سے لوح محفوظ
کی وہ سنگ اکھیڑا جیسے ہی پتھر ہٹا ایک روشنی ثابت ہوئی شاہزادے نے دیکھا
دوسرا تختہ سنگ رکھا ہو اُسپر لوح طلسم فنا چمک رہی ہو شاہزادے نے وہ لوح
اُٹھائی ملاحظہ جو فرمایا اُسمین لکھا تھا کہ لوح طلسم فنا شاہزادہ لوح کو گلے مین ڈالکر
باہر نکلا عشرت خیز کہتی تھی بس اب نکل چلیے مگر شاہزادے نے زمانا لوح پاکر چابک
سے کہا کہ اسکو ہوشیار کرو چابک نے زمانا ایک خنجر مار دیا کہ دخان لوحدار کے

دو ٹکڑے ہوئے عشرت خیز نے کہا لیجیے حضور چابک سے خاتمہ ہی کر دیا اب براے
طلسم کشائی جائیے شاہزادے نے کہا اے عشرت خیز تمھاری جستجو سے لوح ملی اب
مین جاتا ہون مرحلجات کو شکست کرون عشرت خیز نے کہا قریب باغ سرخ پوش
جنی کے فوج گران لیکر فناشاہ آئیگا مین بھی وقت پر پہونچونگی مین جاکر لشکر جمع کرون
یہ کہکر عشرت خیز تو روانہ ہوگئی شاہزادے نے باہر آکر لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا
کہ صحراے بادانگیز مین جاؤ مگر لوح دمبدم ملاحظہ کرنا اگر لوح سے غفلت کی تو بڑی
خرابی ہوگی شاہزادہ طرف صحراے بادانگیز کے چلا اُس صحرا مین پہونچا کہ دیکھا ہوا
زور سے چل رہی ہی کہ قدم نہین بڑھتا شاہزادے نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ
سامنے قصر ہی بادانگیز جادو بیٹھی سحر کر رہی ہی شاہزادہ سامنے قصر کے پہونچا بادانگیز
نے جو قصر سے دیکھا کہ طلسم کشا آتا ہی گھبرا گئی ہرچند کہ ساٹھ ستر ہزار ساحر پشت قصر
پر موجود تھے مگر اپنے مقام سے اٹھی ساحرون کو تو اشارہ کیا کہ طلسم کشا آتا ہی اسکو
گھیر لو اگر ہوسکے تو قتل کرو مین جاکر بادشاہ سے اطلاع کرون وہ فوج لیکر آئینگے
اور شعبدے کرینگے تو کیا عجب ہی کہ طلسم کشا عاجز ہو یہ کہکر پروازے پیدا کیے اُڑتی
ہوئی چلی یہان فناشاہ اپنے قصر مین بیٹھا تھا کئی سو افسر گرد بیٹھے ہین کئی لاکھ ساحر
قریب قصر اُترے ہوے ہین اُنکو ابتک نہین معلوم کہ طلسم کشا آگیا کہ بادانگیز آکر
پہونچی کہا اے بادشاہ طلسم فنا آپ کو کچھ خبر ہی کہ کیا معرکہ ہوا طلسم کشا میرے صحرا مین
پہونچ گیا وہ صحراے بادانگیز جس مین کوئی قدم نہین رکھ سکتا طلسم کشا کو آتے جب
مین نے دیکھا مین بھاگی کہ آپ سے اطلاع کرون فناشاہ نے پوچھا کہ دخان پر
کیا گذری بادانگیز نے کہا آپ کو کچھ خبر ہی فناشاہ نے کہا مین نے اتنی خبر پائی ہی کہ
بل عشرت خیز پر بادی طلسم کی تدبیر کرتی ہین اور بھائی طلسم کشا کا باغ سرخ پوش
جنی مین فروکش ہی یہی چاہتا ہی کہ لوح طلسم مین حاصل کرون اور طلسم کو توڑ دون
بھائیون مین چشمک ہی اپنی جرأت کے خواہان ہین بادانگیز نے کہا مین ابھی
جاکر تدبیر کرتی ہون فناشاہ نے کہا تم لشکر لیکر آنا مین جاکر باغ سرخ پوش مین

آفت برپا کرون پھر طلسم کشا کو بھی گرفتار کرلون یہ کہکر فناشاہ اُٹھا طرف باغ سرخپوش کے
چلا مگر سمک بلداقی بیرون باغ ٹہل رہا تھا فناشاہ نے اول آکر سمک بلداقی کو گرفتار
کیا اور ایک گوشے مین ڈالدیا سمک کی شکل بنکر باغ مین آیا دیکھا رستم مسند پر بیٹھے ہین
سرخپوش جنی عرض کر رہا ہو کہ غلام جاکر اپنے لشکر کو لائے اب وقت اختتام طلسم ہو نقش
دیا ہوا میرا آپ کے پاس ہو سحر کسیکا آپ پر تاثیر نکریگا جہات مین آپ کسی سے پایہ
کمی کا نہین رکھتے غلام بہت جلد آئیگا رستم نے کہا اے سرخپوش تمنے بڑی کمی کی کہ لوح
طلسم ہمکو نہ دلوائی سرخپوش نے عرض کی آپ نے اکثر طلسم فتح کیے ہین طلسم کشا کی مدد سے
سے ہوتی ہو آپ کے واسطے یہی بڑا مرتبہ ہوا کہ آپ بآرام بیٹھے ہین نقش کسی کو نہ دیجیے گا
یہ فہمایش کرکے سرخپوش روانہ ہوگیا فناشاہ نے دیکھا اب رستم اکیلے بیٹھے ہوے
ہین بصورت سمک سامنے آیا کہا اے شہریار مین ذرا نقش دیکھون رستم سوچے کہ
سمک مانگتا ہو نقش حوالے کیا جیسے ہی نقش پاس سمک نقل کے آیا پکار کے
آواز دی منم فناشاہ بادشاہ طلسم فنا یہ کہکر آواز دی چند جادوگر گوشۂ باغ سے نکلے
رستم کو سحر کرکے گرفتار کرنا چاہا رستم نے ارادہ کیا تھا کہ تلوار کھینچون فناشاہ نے سحر کیا
کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ پڑی ہاتھ پانون بیکار ہوگئے فناشاہ نے کہا تم لوگ
اس جوان کو لیکر طرف قلعے کے چلو مین طلسم کشا کو بھی لیکر آتا ہون یہان جہانگیر
جب برابر قصر بادانگیز کے پہونچے ستر ہزار ساحر نے آکر گھیر لیا جہانگیر نعرہ کرکے
لڑنے لگے لوح کو جو چمکایا ہزار ساحر نابینا ہوے ہوا سے جادوگر سیکا افسر تھا
اسنے بہت سحر کیے مگر طلسم کشا پر تاثیر نہ ہوئی ناچار ہوا چاہا بھاگ کر نکل جاؤن مگر
خیال ہو کہ بادانگیز کہیگی کہ ستر ہزار ساحر تمھارے ساتھ تھے ایک شخص کو گرفتار نہ
کرسکے اور یہان سحر تاثیر نہین کرتا سحر کرنے والے نابینا ہوے جاتے ہین یہ سوچکر
سحر کرتا ہوا بڑھا جہانگیر نے قریب آکر چاہا کہ اسکو گرفتار کرلون ہوا سے جادو
نے ہاتھ تلوار کا مارا تلوارین برسنے لگین مگر جہانگیر نے بڑھ کر کلائی پکڑلی ہنسا
ہوا اسنے جادو فریاد کرنے لگا کہ اے شہریار اطاعت کرتا ہون عکس لوح کا مجھپر پڑا

جلا جاتا ہوں ایسا نہ ہو کہ استخوان جل جائیں میں غلامی اختیار کرتا ہوں شاہزادے نے
ہاتھ چھوڑ دیا ہوا سے جادو قدموں پر گرا اطاعت اسلام بصدق دل قبول کی ساحروں کو
منع کیا کہ اب نہ لڑو میں نے بدل اطاعت کی سب ساحر شاہزادے کے قدموں پر گرے
شاہزادہ ان سب کو تسخیر کر کے ٹہل رہا ہے کہ ہوا سے گرد اُڑی دیکھا رستم جلیں ایک
مرکب پر سوار آتے ہیں پکارتے ہوئے کہ بھائی صاحب مجھے تمسے کچھ کہنا ہے جہانگیر آگے
بڑھے چابک نے کہا اے شہریار لوح کا خیال رکھیے گا اگر مانگیں تو نہ دیجیے گا طلسم کا
خاتمہ ہے ایسا نہ ہو کہ شاہ طلسم نے کوئی فریب کیا ہو جہانگیر نے کہا اے چابک مجھے بھی
خیال ہے کہ بھائی صاحب آتشخو شعلہ فراج ہیں آج کیا سبب ہوا کہ اس مہربانی سے
تشریف لاتے ہیں کہ مجھکو بھائی صاحب کہا مجھکو اسکا خیال ہے لیکن شاید اصل میں ہوں
تو آزردہ نہ ہو جائیں جو فرمائیں وہ بجالاؤں حکم سے خلاف نہ کروں یہ کہتے ہوئے
قریب پہنچے رستم لعل گھوڑے سے کود پڑے کہا بھائی مقام شکر ہے کہ تمنے لوح
پائی ذرا لوح مجھے دو ایک ساحر نے سحر کیا ہے میرے کلیجے میں درد ہو رہا ہے جہانگیر نے
لوح تو گلے سے اتاری مگر لوح پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ خبردار لوح نہ دینا یہ رستم
نہیں ہیں تمکو آگاہ کیا جاتا ہے کہ رستم گرفتار ہو گئے یہ فناشاہ ہے انہیں کی شکل بنکر
آیا ہے جابتا ہے لوح لے لوں مگر اے طلسم کشا جب لوح دیکھ لو گے کسیکا مکر نہ چلے گا
ہر چند کہ جہانگیر نے لوح دیکھ لی اور مطلب سے ماہر ہوے مگر خاموش کھڑے ہیں
رستم لعل نے پھر کہا کہ بھائی صاحب لوح مجھے دیجیے جہانگیر نے ہاتھ بڑھا کر لوح کا مس
ڈالا تا تیر جری کی موقوف ہوئی جہانگیر نے للکارا او مکار اپنی صورت تو دیکھ یہ سنکر
فناشاہ بھاگا سمجھ گیا کہ طلسم کشا ہوشیار ہے اب فوج لا کر اسکو گرفتار کراؤنگا مگر
جہانگیر نے ہوا سے جادو سے کہا کہ لشکر تیار کر دیں برائے ملاقات رستم جاؤنگا
چابک نے کہا آقا آپ لشکر تیار کرا لیجئے میں آگے بڑھکر دیکھتا ہوں کہ کیا رنگ
ہے یہ کہکر آگے بڑھا ایک مقام پر آکر شہر ابلندی سے دیکھا کہ چند ساحر قید رستم لیے
ہوئے جاتے ہیں اور رستم مسلسل اسپ پر بیٹھے ہیں مگر زنجیر میں ہار رہے ہیں رستم کو

بڑا قلق ہو کہ ای رستم اگر جہانگیر نے مجھکو رہا کیا تو اور رویا دہ عذر کریگا مگر سمک بلدماقی پر نہیں معلوم کیا گذری کہ فناشاہ اسکی شکل بنکر آیا اور نقش لے گیا اب مین کیا کرون مگر چابک قید رستم دیکھکر بیتاب ہو کر جہانگیر سے کہا کہ بھائی صاحب آپ کے قید ہو گئے مگر ہم ادائے پر بیٹھے ہین جہانگیر نے کہا یہ بڑی بات ہوئی سر خویش جتنی انکا مددگار تھا کچھ نہ ہو سکا آخر گرفتار ہوئے یہ کہکر گھوڑا بڑھایا ہوا سے جادو نے کہا بس کر حضور ٹھہر جائیے لشکر کو لیکر چلتا ہون ساحر تیار ہو رہے ہین جہانگیر نے کچھ جواب نہ دیا اور گھوڑا اڑاتے ہوئے چلے سامنے آکر پہونچے نعرہ کیا کہ بھائی صاحب آپ نہ گھبرائیے گا غلام آپ کا آپہونچا رستم کو بہت شاق ہوا ہر چند زور کرتے ہین لیکن زنجیرین نہین ٹوٹتین کہ سحر فناشاہ کا ہے جہانگیر آگر سے ساحرون کو قتل کرنے لگے جسپر ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے لوح کو جو گردش دی ساحر نابینا ہونے لگے کہ ہوا سے گرد اڑی دیکھا فناشاہ ایک تخت پر سوار آتا ہے بادانگیز لشکر کی منتظم ہے یہ جو دیکھا کہ طلسم کشا لڑ رہے ہین کہ بھائی کو رہا کرون فناشاہ نے سحر کیا کہ آگ برسنے لگی مگر جہانگیر پہ تاثیر نہین کرتی ساحر جلے جاتے ہین سب نے آواز دی کہ ای شاہ کیا خوب سحر آپ نے کیا ہے کہ ہم لوگ مٹے جاتے ہین فناشاہ نے ہاتھ روک لیا مگر تین لاکھ فوج کا بلوہ ہے جہانگیر ہر چند چاہتے ہین کہ لڑتا بھڑتا قریب رستم پہونچون اور بھائی صاحب کو رہا کرون مگر ساحرون نے پرے باندھے ہین جہانگیر کو نہین جانے دیتے ہین ہر صف مین روکے جاتے ہین جہانگیر نے جو مجمع ساحران دیکھا عاجز ہو کر دعائین مانگنے لگے کہ ای کریم و رحیم فضل اپنا شریک کر دے کہ مین اِس آفت سے نجات پاؤن

نظم

سیکند خرد وکلان از حضرت داوار خوف
گل اگر باشد بحالت مہربان ای عندلیب
کن یقین در دل کہ حق بخشد گناہ بندگان
باش اندر دوستی باد دستان تا جن تم

رعب نیکوکار در دل دار و بدکار خوف
نیست اندر بہار بوستان از خار خوف
لیک در دل نہ ان جناب لاابالی دار خوف
اندران حالت مدار از دشمنان زنہار خوف

آنکہ از خوفش ہمین لرزد زمین و آسمان	دارد در دل ز ان خداوند جہان ای یار خوف
ہست شہراہ طریقت راست تر از ہر طریق	ہست از زہر ان بہر منزل مگر ہر بار خوف
اصل ایمان است ہندی پیش حق خوف و رجا	اہل ایمان دارد امید قوی بسیار خوف

جہانگیر نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا لکۂ ابر گلنار آسمان پر پیدا ہوا جہانگیر نے دیکھا کہ ملکہ عشرت خیز تخت پر سوار کئی ہزار کنیزین پشت پر آتی ہین نعرہ کیا اور لڑنے لگی وہ سحر کیا کہ زمین سے دھوان نکلنے لگا ہر نخل مثل شمع کافوری جلنے لگا کئی ہزار ساحر جلکر خاک ہوے مگر جہانگیر نے اشارہ کیا کہ او ملکہ اپنے کو قریب بھائی صاحب کے پہونچاؤ انکو قید سے رہا کرو عشرت خیز یہ سنتی ہوئی صفون کو چیرتی ہوئی طرف رستم کے چلی اور آگ برساتی جاتی ہی ساحرون نے جو عشرت خیز کو آتے ہوے دیکھا اور اپنے کو چھوڑ کر بھاگے مگر ساحرون کا بلوہ بیحد و بیشمار ہو رہا ہی فناشاہ کہکر آیا ہی کہ یارو یہ جنگ آخر ہوا کر تماشہ دیکھو لو دشمنون نے اپنا کام کیا کہ لوح طلسمی دلوائی دخان کو قتل کرایا کہ ساحرو بڑا او شاہ عشرت خیز کو روکیے اُسکے سبب ہم چلے جاتے ہین مگر فناشاہ جو کہکر آیا تھا رعایا والے بھی چلے آتے ہین پانچ چھہ لاکھ ساحر جمع ہین مگر ساحرون نے جو فناشاہ سے فریاد کی یہ جھپٹ کر قریب اراپے سے آیا پکار کر کہا او عشرت خیز پلٹ جاؤ میرے رہائی رستم نہ آؤ ورنہ تمکو مٹا دونگا عشرت خیز نے نہ مانا فناشاہ نے سحر کیا کہ زمین سے پاؤن عشرت خیز کے تھام لیے ایک طوق آہنی گلے مین پڑ گیا فناشاہ نے پکار کر آواز دی کہ او طلسم کشا تمھاری معین کو تو مین نے گرفتار کر لیا انکو تو قتل کرتا ہون پھر تجسے بھی سمجھ لونگا آج اس جنگ مین خاتمہ کر دونگا کیا مجال ہی کہ اس جنگ کو چھوڑ کر جاؤن اب جہانگیر نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ملکہ عشرت خیز ایک مقام پر حیران کھڑی ہی طوق آہنی گلے مین پڑا ہی آنکھین نکل آئی ہین حیران چہار جانب دیکھ رہی ہی سحر یاد نہین آتا ہی مگر گھبرا رہی ہی جہانگیر جو بڑھے کہ جا کر عشرت خیز کو رہا کرون ساحرون نے جہانگیر کو روکا جہانگیر کو بہت شاق ہوا کہ مقام افسوس ہی جو ہماری معین تھی وہ دین

گرفتار ہوئی ایسی ناچار ہو رہی ہو یہ ہر چند کہ وہ کوشش کر رہے ہیں مگر ساحر نہیں جانے
دیتے ہیں جہانگیر نے پھر دعا کی کہ ہوا سے گرد اڑی دیکھا سر خیوش جنی مع بارہ ہزار
فوج کے آکر پہونچا دیکھا مغلوبہ ہو رہی ہو آکر شریک جنگ ہوا جہانگیر نے جو اتنی
مہلت پائی جنگ رستمانہ کرتے ہوئے قریب عشرت خیز کے پہونچے جب طوق گلے سے
ذوالطوق آہن کنگر گرا عشرت خیز نے رہائی پاکے وہ سحر کیا کہ کئی ہزار ساحر مر گئے
ہرکاروں نے فناشاہ کو خبر دی کہ طلسم کشا نے عشرت خیز کو رہا کر لیا اب آفت
برپا کی ہو سر خیوش جنی کے جنات عجب رنگ سے لڑ رہے ہیں کہ ساحر کو مارا اور
غرق زمین ہوئے دوسرے مقام پر جا کر نکلے دوسرے ساحر کو مارا بارہ ہزار
نے ساٹھ ستر ہزار جادوگر مارے مگر عشرت خیز لڑتی بھڑتی سامنے رستم کے پہونچی
رستم نے جھلا کر کہا میرے قریب نہ آنا ورنہ میں رہائی قبول نہ کرونگا عشرت خیز
رک گئی جہانگیر نے دور سے دیکھا کہ عشرت خیز قریب بھائی صاحب کے پہونچگئی
تھی کیا سبب ہوا کہ رک گئی چابک سے کہا اے چابک دریافت تو کرو کہ عشرت خیز
نے بھائی صاحب کو کیوں نہ رہا کیا اب چابک صبارفتار ساحر کی شکل بنا ہوا
بیچ سے ساحروں کے نکلتا ہوا قریب عشرت خیز کے پہونچا پوچھا اے ملکہ عالم شاہزادہ
پوچھتا ہے کہ بھائی صاحب کو کیوں نہ رہا کیا عشرت خیز نے کہا وہ منع فرماتے ہیں
کہ میرے قریب نہ آؤ چابک نے آکر جہانگیر سے کہا ہر چند کہ جہانگیر کو ناگوار ہوا مگر
جانتا ہو کہ بھائی صاحب انتہا کے آتشخو ہیں جہانگیر لڑتا ہوا چلا مگر سر خیوش جنی ہمراہ
رکاب ہی بڑھ بڑھکر ساحروں کو قتل کر رہا ہو اور کیا مجال ہو کہ کوئی ساحر قریب آسکے
جو پشت سے آیا اسکو مار لیا اور جو سامنے آیا چاہا بڑھوں مگر جہانگیر نے بڑھکر اسکو
مار لیا کئی سو ساحر ایک مقام پر مارا گیا اب کوئی قریب طلسم کشا کے نہیں آتا ہو
دور سے لینا لینا کر رہے ہیں یہی چاہتے ہیں کہ دور سے طلسم کشا کو مار لیں مگر جہانگیر
کو یہ خیال ہو کہ بھائی صاحب کو رہا کروں جنگ رستمانہ کرتا ہوا قریب آیا یہ پہونچا
رستم نے کہا اے جہانگیر میرے قریب نہ آنا مجھکو اپنی رہائی منظور نہیں جہانگیر نے

کچھ جواب نہ دیا اور قریب پہونچکر عکس لوح کا ڈالا رستم جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے وہ زنجیریں توڑیں رستم اُٹھے جہانگیر نے تلوار ہاتھوں پر رکھکر بطور نذر پیش کی مگر رستم کا غصہ نہ اترا تلوار اٹھائی اور اُٹھتے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ رستم پیلتن

ارشد اولاد امیر عرب
علمشاہ رومی شہ نیل زور

کیست علمشاہ چو رستم لقب
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

سامنے ایک پہلوان آتا تھا اُسکو چیر کر پھینکدیا فرمایا ای بد ور دیکھو یون لڑتے ہین جہانگیر نے کچھ جواب نہ دیا ایک جانب سرخپوش جنی لڑ رہا ہو ایک طرف سے ملکہ عشرت خیز نے سحر کیا ہو جس غول کو زیادہ دیکھا اُسی غول پر سحر کیا ہزارون کو عشرت خیز نے جلایا تیغ سحر سے قتل کیا مگر عشرت خیز بھی چاہتی ہو کہ طلسم کشا لڑتے بھڑتے قریب فناشاہ پہونچین کہ آسمان پر ابر سیاہ پیدا ہوا اُس ابر سے آگ برسنے لگی اور آواز آئی کہ منم نقش نگار جادو جیسے ہی نقش نگار کا نعرہ ہوا جنات جلنے لگے مگر عشرت خیز نے جو سر اُٹھا کر نقش نگار کو دیکھا منھ پر ہوائیان اُڑنے لگین حیران تھی کہ دیکھیے اب کیا ہو یہ وہ جادوگر ہو کہ کئی سال سے بالائے کوہ پر خدائی کرتا ہو طلسم کشا کے آنے سے حال کھلا کہ جادوگر اندر تصویر سنگ کے رہتا تھا ناچار ہو کر نکلا اب مدد فناشاہ کو آیا ہو دیکھیے کیا آفت برپا کرے طلسم کشا سے اشارہ کیا کہ آپ کسی پر توجہ نہ کرین اسم لوح پڑھکر نقش نگار پر تیر مارو دیکھیے یہان طلسم کشا خود حیران ہین کہ کئی سو جنات جلگئے سرخپوش آگے نہین بڑھتا اشارے سے عشرت خیز کے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اسم حاشیہ لوح پڑھکر تیر مارو کیا عجب ہو کہ یہ مارا جائے نہایت ساحر زبردست ہو مگر اسم کو بصحت پڑھنا جہانگیر نے اسم حاشیہ لوح ورد کیا اور کمان کاندھے سے اُتاری تیر پر اسم دم کرکے طرف نقش نگار کے تیر پھینکا نقش نگار نے اپنے کو بچایا مگر عشرت خیز نے دیکھا کہ شاہزادے نے کئی تیر مارے اور تیر خالی گئے ایک سحر کیا کہ ایک سنگ کلان قریب سر نقش نگار آکر ٹھہرا شاہزادے نے پھر تیر مارا نقش نگار نے چاہا کہ بلند ہون پتھر کی ٹھوکر لگی کہ اُلٹ گیا تیر نے خطا نہ کی سینہ پر کینہ پر پڑا کہ توڑ کر

پشت کو پار گذر التقش نگار زمین پر گرا لاشہ جلنے لگا اندھیرا ہوگیا اسی اندھیرے میں
جہانگیر لڑتے بھڑتے قریب فناشاہ کے پہونچے فناشاہ نے جو دیکھا کہ التقش نگار
مارا گیا بہت گھبرایا چاہا کہ کلجاؤں مگر ایسا بلوہ تھا کہ اسے موقع نہ دیکھا جہانگیر ... بر
پہونچ گئے فناشاہ نے پہلوانوں کو اشارہ کیا پہلوانوں نے بڑھ بڑھکر جہانگیر کو روکا
اگرچہ جو روبرو جہانگیر کے آیا وہ مارا گیا چند پہلوان جب مارے گئے تو فناشاہ نے
تلواریں برسائیں مگر جہانگیر پر تاثیر نہ ہوئی آخر جہانگیر لڑتے بھڑتے سامنے فناشاہ
کے پہونچے ایک طرف سے عشرت خیز سحر کرتی ہوئی آئی ایک طرف سے سرخپوش
نے گھیرا جب فناشاہ نے دیکھا کہ کسی طرف سے نکلنے کا موقع نہیں ہے تب ہاتھ تلوار کا
مارا جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مار دیا ادھر
عشرت خیز نے بھی سحر کیا سرخپوش جنی نے وار کیا مگر تلوار جہانگیر کی جو تڑپ کے
گری فناشاہ کی سپر کٹی سپر کو کاٹکر جو تلوار گری فناشاہ کے دو ٹکڑے ہوئے فناشاہ
کا فنا ہونا کہ ساحر گھبرا گئے اطاعت کے خواہان ہوئے سب ساحر جمع ہوگئے جمع
ہوکر قریب عشرت خیز کے آئے کہا ای ملکۂ عالم آپ تو ہماری افسر ہیں اب ہماری
خطا معاف فرمائیے ہم فناشاہ کے ملازم تھے اسکی طرف سے لڑے اب جو
حضور سے لڑیگا اس سے لڑینگے جہانگیر نے سب کو گلے سے لگایا کئی لاکھ ساحر
تھے کچھ مارے گئے کچھ بھاگ گئے اسی ہزار ساحر مطیع ہوئے مگر رستم نے
جو دیکھا کہ جہانگیر غالب آیا خداوند طلسم بھی مارا گیا بادشاہ بھی قتل ہوا جہانگیر
نے چاہا تھا کہ بھائی صاحب کو نذر دوں کہ لڑائی فتح ہوئی مگر رستم نے جہانگیر سے
ملاقات نہ کی لڑتے ہوئے ایکطرف نکل گئے راہ میں سمک سے ملاقات ہوئی
سمک بلداقی نے دیکھا کہ رستم بڑے غصے میں ہیں پوچھا انسے کہ ای شہریار آپکا
مزاج کیسا ہے رستم نے کہا جہانگیر نے طلسم فتح کرلیا سرخپوش جنی بھی جہانگیر کے
ساتھ ہوگیا اسی نے مجھکو محروم رکھا ورنہ میں ہی طلسم فتح کرتا سمک نے عرض کی
طلسم جسکے نام کا ہوتا ہے اسی سے فتح ہوتا ہے مگر حضور آنکے معین تو رہے اگر آپ

اعانت نہ کرتے تو لڑائی فتح نہ ہوتی رستم خوش ہوگئے فرمایا اے سماک بہ تو تو نے ٹھیک کہا خیر جیبو تا بھائی ہے جو اسنے کیا اچھا کیا مین تو لشکر مین جاتا ہون دیکھون جہانگیر کدھر آتا ہے اگر بن پڑیگا تو اسکو مین روکونگا چاہتا ہون کہ مال طلسمی چھین لون دیکھون کیا کرتا ہے سماک تو ادھر واسطے خبر کے چلا رستم لشکر مین آئے مگر سماک بصورت مبلہ قلعہ طلسمی پر آیا دیکھا بڑی گہما گہمی ہے لشکر اترا ہوا ہے جہانگیر داخل بارگاہ ہین عشرت خیز پہلو مین ہے چاپک بیٹھا ہوا یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہے وہ لوگ انکو لبھا رہا ہے نظم

روز و شب ہنگامہ برپا ہے میان کوے دوست — ہر یون پر میری لٹتے ہین سگان کوے دوست
حور کی تعریف گویا یار کی تعریف تھی — ذکر کو جنت کے مین سمجھا بیان کوے دوست
تشنۂ خون جہان ہے یہ تو وہ قتال خلق — آفت جان ہین زمین و آسمان کوے دوست
قاصد کشتہ نظر آتا ہے ہمہ مردہ سب مجھے — مجھکو گورستان کے اوپر ہے گمان کوے دوست
ہمنشین کہتے ہین افسانے اجاتی ہے نیند — ہجر کی شب مین سنو نگا داستان کوے دوست
رشک سے سکتے ہین مین لے مات اسکے تھکار — صورت دیوار اگر دیکھی بیان کوے دوست
نقش پاے غیر پاتا ہون پس دیوار مین — آشنا سے در نکلا پاسبان کوے دوست
قاصد وسکے پاتون تو ڑے بدگمانی سے مگر — خط دیا لیکن نہ بتلایا نشان کوے دوست
آتش اہل کربلا سے چلکے اب کہتا ہون مین — اے خوشا طالع تمھارے ساکنان کوے دوست

سماک رات بھر لشکر مین پھرا کیا ادھر طلسم سے مال بہت نکلا چھکڑے لدے ہوے کھڑے ہین صبح کو جہانگیر اٹھے لشکر کو تیار پایا قصد ہوا کہ روانہ ہون مگر سماک کو بڑا تردد ہے کہ جب یہ چلین گے تب رستم روکین گے جہانگیر ایسے نہین ہین ضرور مقابلہ کرینگے خدا دونون کی آبرو رکھے کہ ہوا سے گرد اڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار لشکر بر فوج بیحساب سامنے جہانگیر کے آیا پکار کر کہا کہ آپنے بڑی بے ادبی کی کہ طلسم فنا کو فتح کیا منم شہباز بلند پرواز اگر اپنی خیر چاہتے ہو تو مال طلسمی حوالے کرو جہانگیر نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے جو تجھسے ہو سکے قصور نکرو سامنے آکر مقابلے مین اتر پڑا سماک بھاگا کہ اب جا کر رستم سے کہون کہ شہباز نامے پہلوان مقابلہ

جہانگیر مین آیا ہو اگر بن سکے تو چلا اُسے قتل کیجیے جہانگیر کو بچایئے یقین ہو کہ جہانگیر بہت شرمندہ ہونگے یہ سوچکر خدمت رُستم مین آیا سب کیفیت بیان کی رُستم نے حکم دیا کہ لشکر تیار رہے ہم پہر رات رہے سوار ہونگے یہان شہباز نے طبل جنگی بجوایا جہانگیر کے لشکر مین بھی طبل جنگی بجا رات بھر تیاریان رہین صبح کو شہباز میدان مین آیا عشرت خیز نے عرض کی کہ آپ کیون تکلیف فرمایئے مین ایک سحر کر کے ان سب کو بھگا دیتی ہون جہانگیر نے کہا خبردار ایسا ارادہ نہ کرنا ہمارے لشکر مین یہ قاعدہ ہو کہ غیر ساحر سے ساحر مقابلہ نہین کرتا بھائی صاحب رنجیدہ ہو رہے ہین اور طعن و تشنیع کرینگے فرماوینگے ساحرہ کے بھروسے پر مقابلہ کیا مین کیا جواب دونگا وہ پکارے تو مین مقابلے مین جاؤن اے عشرت خیز تم لشکر سے الگ رہو ایسا نہ ہو کہ یہ بھی باعث بدنامی ہو لاکھ تم کہو گی کہ مین نے سحر نہین کیا مگر وہ نہین مانین گے مین یہ نہین چاہتا کہ قانون مین تبادلہ دیکھ کے فرق پڑے بھائی صاحب اور زیادہ غصہ کرینگے جہانگیر تو یہ باتین کر رہے ہین مگر شہباز نے گینڈا مہنیر کیا اور پکار کر کہا کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے جہانگیر نے قصد کیا تھا کہ مقابلہ شہباز مین جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی جہانگیر نے دیکھا کہ رُستم آتے ہین مگر نہایت برہم تیور پر بل پڑے ہوے ہین آکر مقابلہ شہباز مین پہونچے شہباز نے جو جمال رُستم دیکھا مثل آئینہ حیران ہو کے پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہو فرمایا او مغرور تو مال طلسمی لینے آیا ہو وہ میرا چھوٹا بھائی ہو مین کب گوارا کرونگا کہ تو اُسے قتل کرے یہی فکر تھی کہ تجھکو جا کر سزا دون شکر ہو کہ وقت پر پہونچا وار کر باتین نہ بنا شہباز نے نیزہ مارا رُستم سے نیزہ چلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے نیزہ رُستم نے شہباز کا نکالا شہباز نے غصے مین تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا رُستم نے بڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا شہباز لپٹ پڑا آخر دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے رُستم نے اُترتے ہی دنگ کر دیا جب پکڑ لاتے ہین تو دو دو گھڑی نہین نکلنے دیتے تین پہر کشتی ہوئی پہر دن رہے شہباز نے کہا او جوان دونون لشکر پریشان ہو رہے ہین ایک زور آخر کرتا ہون

رستم نے کہا بسم اللہ کوئی بات اٹھا نہ رکھیے شہباز رستم کو ریلکرے دوڑا چند قدم پر لاکر بکمار اگر رستم کا بال بیکا نہ ہوا شہباز اوپر آکر چپایا کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر زور کیا لنگر رستم کو جنبش نہ ہوئی تھک کر ہاتھ اٹھا لیا سوچا کہ جو مین نے لنگر نہین اکھیڑا تو میرا لنگر بھی یہ نہ اکھیڑ سکین گے آواز دی کہ ای رستم اب تمھارے زور کا مشتاق ہون رستم اپنے مقام سے اُٹھے دونون مونڈھے شہباز کے تھامے ریلکرے دوڑے پندرہ سولہ قدم پر لاکر بکمار اکر دونون گھٹنے شہباز کے آشنا بہ زمین ہوے رستم نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ رستم

ارشد اولاد امیر عرب		کیست علمشاہ چو رستم لقب	
علمشاہ رومی شبہ فیل زور		کہ برتخت مرزوق افگندہ شور	

زمین تھرا گئی درخت کانپے شہباز کو اُٹھا لیا چاہا زمین پر مارین کہ شہباز نے عرض کی کہ مین تابعداری کرتا ہون امیدوار ہون کہ مجھکو اسلام تعلیم فرمائیے رستم نے رکھدیا شہباز کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا جہانگیر نے آکر نذر دی رستم بہت خوش ہوے کہا ای فرزند حقیقت مین کیا کارنمایان کیا ہی اور وہ بادشاہ جو اپنے فرزند کی فریاد لیکر آیا تھا بیٹے کو باپ سے ملوایا رستم نے کہا ای ملک احمر تمنے دیکھا کہ ہمارے بھائی نے کیا کارنمایان کیا جہانگیر عذر کر رہے ہین کہ آپ کے بھروسے پر سب کام ہوا جانتا تھا کہ اگر کوئی شخص پڑیگی تو بھائی صاحب آکے شریک ہونگے اسوجہ سے طلسم ٹوٹا ہر مقام پر آپ ہی کو یاد کرتا تھا سرخیوش جنی نے بھی قدمون کو بوسہ دیا جہانگیر نے کہا یہ مال طلسم موجود ہی اپنی فوج کو تقسیم کیجیے رستم نے کہا مین نے شہباز کو زیر کیا ہو وہ بھی ضرور خراج دیویگا اب رستم بہت خوش ہوے سمجھے کہ جہانگیر اپنو مجھسے دبتا ہی فوج گران ساتھ شکار کھیلتے ہوے چلے ایک دشت مین آکر پہونچے کہ وہ صحرا نہایت گرم ہی کہ درخت سوکھے ہوے کھڑے ہین ہیتونکا جابجا انبار زاغ و زغن کی پکار بونڈے گرد کے اُٹھ رہے ہین رستم نے فرمایا آگے بڑھ چلو یہ صحرا اس لایق نہین ہی کہ رات یہان

بسر کرین کہ سامنے سے رستم کے ایک آہو نکلا بہت وخیزہ کرتا ہوا چلا رستم نے گھوڑا
پیچھے اُسکے ڈالا فرمایا او جہانگیر تم میرے پیچھے نہ آنا جہانگیر تو اطاعت مد نظر رہی جاتے
ہین کہ بڑے بھائی بجاے باپ کے ہین انکا حکم ماننا ضرور ہی جہانگیر تو رُک گئے مگر رستم
آہو کے پیچھے چلے ہر مقام پر یہی چاہتے ہین کہ تیر مارون مگر آہو نکلا جاتا ہو اثنا راستہ طے
کیا کہ سواے سمک کے اور کوئی نہ جاسکا سمک الگ چلا آتا ہو مگر حیران ہو کر
شاہزادے کو کیھو نکر روک لون کہ اس آہو کا ناحق تعاقب کرتے ہین مگر جانتا ہو
کہ اگر عرض کرونگا تو خلاف گذریگا خاموش چلا آتا ہو مگر آہو بھاگتا ہوا سامنے باغ
باغ کے پہونچا باغ مین گھس گیا رستم غصے مین گھوڑے سے کود پڑے باغ مین آکر
داخل ہوے دیکھا آہو روش پر جاتا ہو تیر مارا کہ آہو شکار ہوا آکر اُسکو ذبح کیا کہ
سامنے سے ایک مرد پیر دھوتی باندھے ہوے بیلچہ ہاتھ مین انتظام کرتا ہوا سامنے
سے آیا جمال رستم دیکھکر بہت خوش ہوا کہا آپ کا نام نامی کیا ہو رستم نے نام اصلی
نہ بتایا کہا مین ایک تاجر کا نوکر تھا اُسکو قزاقون نے لوٹ لیا مین اسطرف نکل آیا
مگر تمھارا کیا نام ہو اور یہ باغ کسکا ہو باغبان نے کہا میرا نام فولاد باغبان ہو مین
اس باغ کا منتظم ہون یہ سرحد قلعۂ صفدریہ ہو حاکم یہانکا صفدر جنگ آزما ہی
بیٹی اُسکی گلپیرہن ہو اُسی کے نام سے یہ باغ ہو مین نے ملکہ کو پرورش کیا ہو اسوجہ
سے یہ باغ میرے سپرد ہو ملکہ شکار کو آئی ہوئی ہین یقین ہو تشریف لائین مگر ملکہ جب
تشریف لائین تو کنج باغ مین جو بنگلہ پڑا ہو وہ میرے رہنے کا ہو وہان جاکر اپنے کو
مخفی کیجیے گا آپ بیٹھیے مین نے آپ کو اپنا فرزند کیا رستم بھی بہتر ہو کہ رہے ہین کہ
دروازے پر غُل ہوا کہ او فولاد کیا مرگیا دروازہ نہین کھولتا فولاد نے جو سُنا
کہا آپ تو نکلجایے بنگلے مین جاکر بیٹھیے رستم تو گئے فولاد نے جاکر دروازہ کھولدیا
ملکہ داخل ہوئین کنیزین ساتھ ہین کنیزون نے کہا کہ او فولاد ایسا غافل رہتا ہو کہ
آواز بھی نہین سُنتا فولاد تو کنارے ہو گیا مگر کنیزین نوجوان چہلین کرتی ہوئین باغ
مین پھرنے لگین کوئی کسی سے گیند اُچھالتی ہو کوئی چھوٹی چھلیا کوئی آنکھ مچولا کھیل رہی ہو رستم

قریب بارہ دری کے پہونچے تھے کہ چند کنیزون کو دیکھا قریب بارہ دری کے پہونچ گئی
ہین رستم کو حیران پڑا پایا بارہ دری مین سے چلے گئے پردہ اُٹھا کر جو اندر آئے تو دیکھا
کہ تخت بچھا ہے اسباب عیش و نشاط مہیا جھاڑ وغیرہ لگے ہین رستم خاموش کھڑے تھے
کہ کنیزین پردے باندھنے لگین رستم گھبرائے پلٹ کر دیکھا کہ سیڑھیان بنی ہین ناچار
ہو کر چند سیڑھیان طے کین وہان پر موزہ تھا روشندان بنا ہوا تھا وہان رستم ٹھہرے
روشندان سے دیکھنے لگے کہ دیکھا گلپیرہن گلشن جست پہنے ہوئے نیچہ ہاتھ مین
اکڑتی ہوئی بارہ دری مین آئی رستم کی جو نگاہ پڑی حیران جمال و محو دیدار ہوئے
آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے ہین ٹکٹکی گلشن جمال کی کر رہے ہین ملکہ نے قصد کیا
کہ جا کر تخت پر بیٹھون کہ آندھی سیاہ اُٹھی جھاڑ وغیرہ ٹکرانے لگے ملکہ غل مچاتی ہین کہ
روشنی لاؤ کنیزین جو لالٹینین لیکر چلتی ہین جھونکے سے ہوا کے گل ہو جاتی ہین
ملکہ ناچار ہو کر طرف کوٹھے کے چلین ایک ہاتھ دیوار پر ایک ہاتھ آگے اُدھر بھی
رستم بھی کھڑے تھے ایک ہاتھ دیوار پر ایک ہاتھ آگے بڑھا ہوا رستم کا ہاتھ تو سینے
پر پڑا اور ملکہ کا ہاتھ چہرۂ زیبائے رستم پر پڑا ملکہ تو ارے چور کہکر پیچھے ہٹین رستم
کود کر بھاگے اسی بنگلے مین آئے آکر بیٹھے مگر جوش محبت مین ملکہ کے کانپ رہے ہین
وہان آندھی دفع ہو گئی کنیزون نے دیکھا ملکہ بگڑی ہوئی بیٹھی ہین اور کہہ رہی ہین
نگوڑے فولاد کو بلاؤ کوٹھے سے چور اُترا میرا طوق اُتارتا تھا مگر مین نے نیچہ
جو چپکایا بڑا نامرد تھا کہ بھاگ گیا ورنہ ٹکڑے اُڑا دیتی ایک کنیز نے کہا واری یہان
چور کہان کسی درخت وغیرہ کا سایہ پڑ گیا ہوگا ملکہ نے ایک نیچہ مارا کہ اُس کنیز کے
دو ٹکڑے ہوئے اب کوئی کنیز قریب نہین آتی دور سے کہہ رہی ہین کہ یہ فولاد
کی بے غفلت ہے حکم ہوا کہ فولاد کو لاؤ حبشنون نے آکر فولاد کو گرفتار کیا فولاد
روتا ہوا سامنے آیا ملکہ نے کہا کہ اسکو قتل کرو ایک حبشن نے تلوار کھینچی فولاد
گھبرایا دست بستہ عرض کی کہ حضور چند ساعت کی مجھکو مہلت دین مین [illegible] سے
رخصت ہو آؤن ملکہ نے کہا تو تو کہتا تھا کہ میرے کوئی اولاد نہین یہ فرزند کہان سے نکلا

فولاد بولا طہران مین نوکر تھا نوکری چھوڑکر آیا ہو مگر حضور نہایت خوبصورت ہو ملکہ نے کہا
جا دور ہو اُسکی خوبصورتی سے مجھے کیا کام ہو جاؤ جاکر مل آؤ فولاد روتا ہوا سامنے
رستم کے آیا رستم نے جو فولاد کو روتے ہوے دیکھا بے اختیار ہنس پڑے فولاد
نے کہا آپ تو ہنس رہے ہین میری جان پربنی ہو رستم نے پوچھا کیا ہوا کہا ملکہ فرماتی
ہین کہ چور رکھ چھوڑے سے اتر امیرا طوق آتار تا تھا تو فرماتی ہین کہ تو نے چور بٹھا رکھے
اب آپ تو نکلجایئے آپ بڑے مبارک قدم ہین کہ آپ کے آتے ہی میرے قتل کا حکم
ہوا لہذا اب آپ رخصت ہون رستم نے کہا تم جاکر کہو کہ میرا فرزند طہران مین کوتوال
رہا ہو چور انکو ڈھونڈھکر لائیگا فولاد نے کہا وہ نہایت بدمزاج ہو ایسا نہو کہ مجھکو
قتل کرڈالے رستم نے کہا مجھکو گوارا ہو کہ مین قتل ہون مگر آپ بچ جایئے فولاد نے
کہا مین جاکر کہتا ہون فولاد آنسو پوچھتا ہوا سامنے ملکہ کے آیا کہا ایک غلام کی
عرض ہو کہ میرے فرزند کو بلاکر خلعت کوتوالی بانغ دیجیے وہ مجرا نظرباز ہو چور کو پکڑ
لائیگا ملکہ نے حکم دیا چلمن ڈالدو مین چاہتی تھی کہ فولاد قتل نہو خیر سبب نکل آیا اگر
اُسکا بیٹا کارنمایان کریگا تو اُسکو نوکر رکھوادونگی فوج شاہی مین رہیگا فولاد نے
آکر رستم سے کہا چلیے آپ کو ملکہ نے بلایا ہو رستم ہتھیار لگاکر روانہ ہوے ملکہ نے
جو دیکھا کہ دیر ہوئی چند کنیزون سے اشارہ کیا کہ دیکھو تو فولاد دم دیکر چلا گیا بیٹا
اُسکا آتا ہو یا نہین چند کنیزین جوان جوان چلین راہ مین آکر دیکھا کہ رستم آگے
آگے فولاد پیچھے پیچھے مگر ہاتھ باندھے ہوے آتا ہو کنیزین حیران ہوگئین آپس مین
کہتی تھین کہ ارے یہ فولاد کا بیٹا ہو ایک نے کہا مان کا پیٹ اور کمھار کا چاک
ایک ہوتا ہو ایک نے کہا بوا دیکھو مثل غلامون کے آتا ہو یہ اُسکا بیٹا نہین ہو
فقرہ بنایا ہو مگر ایسا حسین ہو کہ ملکہ دیکھکر بلک جائینگی ایک نے آکر ہاتھ تھام لیا
کہا میان تمھارا کیا نام ہو باپ پیچھے اور بیٹا آگے رستم نے کہا او خبیثہ تیرا ہی باپ
ہوگا کنیز پیچھے ہٹی دوسری نے کہا میان کیون خفا ہوتے ہو بڑے تعجب کی بات ہو
اگر بیٹا آگے اور باپ پیچھے رستم نے اُسکو بھی جھڑک دیا سب سے باتین کرتے ہوے جب

سامنے بارہ دری کے آئے ملکہ نے جو دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال پری سا ہی
پیشہ نمودار ہاتھ مین حسن کی چھوٹ پڑ رہی ہے جمال بیمثال دیکھکر ہاتھ پانؤن مین رعشہ آگیا قلب
تھرا گیا پسینے پسینے ہوگئی سر جھکا لیا رستم جب سامنے ملکہ کے آئے کنیزون نے کہنا شروع کیا
کہ سلام کرو ملکہ نے کہا کیون اُسکا پیچھا لیے ہو وہ سلام و بندگی کیا جانے رستم کرسی پر جبیٹھ
گئے ملکہ نے نام پوچھا رستم نے حسین نوجوان بتایا ملکہ نے کہا تم چور کو پکڑ لاؤ گے رستم نے
کہا حضور کا اقبال گرفتار کریگا ملکہ نے خلعت منگایا رستم کو مخلع کیا رستم خلعت پہنکر بیٹھے
ہاتھ باندھکر رستم نے عرض کی کہ مین اب رخصت ہوتا ہون ملکہ نے کہا باہر جاکر لشکر لگاؤ
رستم جب چلے تو ملکہ کا دل دھڑکنے لگا کنیز سے کہا کہ اِس جوان کو پھر بلا لو بخوبی اسکو
سمجھا دون رستم قریب آئے اور تنکر کھڑے ہوے ملکہ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرنا کہ کسی
گانؤن مین خبر سنکر چور رہو اور وہان اکیلے چلے جاؤ کیونکہ گنوار گھیر لیتے ہین ایسا نہو
کہ کچھ صدمہ پہونچے رستم نے کہا گنوارون کی کیا مجال ہے کہ ہم کو گھیر لین سبکو سمجھا دونگا
ملکہ نے کئی مرتبہ اسی طرح رستم کو بلایا کوئی بات کہدی رستم یہی جواب دیتے ہین کہ مرکز
نہ گھبرائیے غلام سمجھکر جائیگا ملکہ اِس شایستگی پر تڑپی جاتی ہین وزیر زادی سے کہتی ہین
کہ زبان تو اسکی اچھی ہے زبان سے تو نہین معلوم ہوتا کہ فولاد کا بیٹا ہے وزیر زادی نے
عرض کی کہ بہت بجا ارشاد ہوا ملکہ کنیز کو تو یہ جوان بڑا عالی خاندان معلوم ہوتا ہے غرضکہ
رستم رخصت ہوکر باہر آئے سپاہیون نے سلام کیا رستم کرسی پر بیٹھے فرمایا صاحبو تمکو
بیدار رہنا چور نہ آنے پائے سب عرض کر رہے ہین بسر و چشم آپ کی خدمت مین حاضر
رہینگے اب ایسا افسر ہمکو ملا ہم سب خوش ہوگئے جو حکم دیجیے گا وہ بجا لائینگے رستم
انتظام کر رہے ہین مگر بعد جانے رستم کے ملکہ کی بیقراری بڑھی یہ اشعار زبان سے
بیساختہ بیقراری مین نکل گئے نظم

شب فراق صنم مختصر نہین ہوتی	یہ شمع آہ چراغ سحر نہین ہوتی
عدم کو جاتے ہین کیون لوگ ادھر کے حیران	کبھی اُدھر کی تو دنیا اِدھر نہین ہوتی
غم فراق سے فارغ ہین محو وصلت بیست	کہ بلبلون کو خزان کی خبر نہین ہوتی

اثر لبونکا نہ پائے نگاہ زہر آلود	اگر سنکھیا کبھی مثل شکر نہین ہوتی
بیان مین نہین آتی کشش کچھ اُسکی صفیر	لیسان دام کمند نظر نہین ہوتی

وزیرزادی سے گھبراکر پوچھا کیون حضور کا مزاج کیسا ہی یہ کیا فرمایا مین اسکا مطلب نہین سمجھی ملکہ نے کہا اے گلپاش مین کیا بیان کرون جس جوان کو خلعت کوتوالی دیا ہی جب سے اُسکو دیکھا ہی دل تڑپ رہا ہی یہی خیال آتا ہی کہ باغبان کا بیٹا اسیر طبیعت مائل ہوئی کل کو اگر یہ ظاہر ہوا تو تم لوگ کہوگے کہ باغبان بچے کو لیکر بیٹھی ہین کیسی ذلیل مزاج ہین وزیرزادی نے کہا واری آپ کو اختیار ہی جو چاہے فرمائیے مگر یہ فولاد کا بیٹا نہین ہی نہین معلوم کیا اتفاق ہوا کہ یہ طائر عنقا دام مین پھنسا ہی آخر کو حال کھلیگا کہ یہ کسکا فرزند ہی ملکہ نے کہا اے گلپاش یہی مجھکو بھی خیال ہی لیکن جو امر ظاہر ہی اسپر خیال کرتی ہون چاہتی ہون کہ کوئی ایسی صورت ہو کہ مین اُسکو دیکھون وہ مجھکو نہ دیکھے ایک کنیز بول اُٹھی کہ آجکل آپ کے والد نامدار لشکرکشی کا سامان کر رہے ہین پہلوان کو دیکھکر خوش ہونگے اُسکو افسر کرینگے آپ جاکر باپ سے کہیے کہ ایک جوان اسطرح آیا ہی اُسکو نوکر رکھ لیجیے آپ کے والد کو ضرورت ہی وہ ضرور نوکر رکھ لینگے کوٹھے سے آپ دیکھا کیجیے گا وہ آپ کو نہ دیکھ سکے گا ملکہ نے اس رائے کو قبول کیا حکم ہوا کہ جلد سواری لاؤ محافہ در باغ پر آیا رستم کو جو معلوم ہوا کہ ملکہ جاتی ہین آگے بڑھے ہودے ملکہ سوار ہوئین اور محافہ چلا رستم بھی ساتھ ساتھ چلے آتے ہین ملکہ نے جو چلمن سے دیکھا کہا وزیرزادی منع کر دے کہ تم کیون آتے ہو تم ٹھہرو ملکہ تمکو بلوا لینگی رستم ٹھہر گئے محافے کو دیکھا کیے محافہ نظر سے مخفی ہوا رستم آکر بیٹھے ملکہ جاکر محل مین اُتریں ناظر سے حکم دیا کہ اباجان کو بلاؤ ناظر نے جاکر شاہ سے کہا شاہ فوراً تشریف لائے کہ بیٹی کو بہت چاہتے تھے جیسے ہی اندر تشریف لائے ملکہ نے سلام کیا ملکہ نے گلے مین ہاتھ ڈالدیا اور کہا میرے اچھے ابا ایک جوان نہایت حسین و جمیل میرے باغ مین آیا ہی مین نے اُسکو عہدہ کوتوالی دیا اُسنے ایسا انتظام کیا کہ پھر چور نہین آیا لہذا آپ سامان لشکرکشی کر رہے ہین اگر مناسب ہو تو اُسکو بھی نوکر رکھ لیجیے وقت پر کام آئیگا

بادشاہ نے ارشاد کیا کہ میں ابھی بلواتا ہون باہر آکر چوبدار کو حکم دیا کہ حسین نوجوان کو
بلا لاؤ چوبدار اُدھر حرفت باغ کے چلا یہان رستم انتظار مین تھے کہ چوبدار آکر پہونچا رستم
سے کہا اے حسین نوجوان چلو تمکو شاہ نے بلایا ہی رستم گھوڑے پر سوار ہوے ہتھیار
لگاکر چلے یہان بادشاہ دربار مین بیٹھا ہی سب سردار جمع ہین کہ رستم آکر پہونچے ملکہ
گلپیرہن بھی چلمن سے دیکھ رہی ہی مگر رستم جب دربار مین آئے تو بادشاہ خود ہی
کھڑے ہوگئے کل اہل دربار اُٹھے سب نے استقبال کیا ملکہ نے کنیزون سے کہا کہ
اوفبالمندی دیکھو بادشاہ نے استقبال کیا صاف معلوم ہوتا ہی کہ یہ شخص بادشاہ ہی اور
یہ سب ملازم ہین کنیزون نے کہا واری جسپر طبیعت آتی ہی یہی رنگ ہوتا ہی کہ وہ سب سے
بہتر معلوم ہوتا ہی ملکہ نے کہا اری بیوقوفو تم ہی انصاف کرو کہ وہ قریب تخت بیٹھے ہین
کیسے رعنا و زیبا معلوم ہوتے ہین آخر بتاؤ کہ بادشاہ نے استقبال کیون کیا لیکن
بادشاہ یعنی صفدر جنگ آزما رستم سے باتین کر رہا ہی کہ ایک چوبدار نے بڑھکر عرض
کی کہ دروازے پر ایلچی حاضر ہی امیدوار باریابی ہی مگر بہت جلدی کر رہا ہی بادشاہ نے
پوچھا نامہ کہانسے لایا ہی چوبدار نے عرض کی کہ شداد قوی ترکیب اپنا نام بتاتا ہی چھرا
تیغہ ہاتھ مین جھلا رہا ہی اور آپ جس بادشاہ کے خراج گزار ہین اُسکا نامہ لایا ہی بادشاہ
نے حکم دیا بلا لو پہلو سے تخت مین دنگل ہی اُسپر رستم بیٹھے ہین کہ شداد نے آتے ہی
بہ غرور سلام کیا ہرچند کہ بادشاہ کو ناگوار ہوا مگر جانتا ہی کہ جسکا مین خراج گزار ہون
وہان سے نامہ لیکر آیا ہی سوچا کہ طرح دینا چاہیے بروقت ملاقات اُسی شاہ سے شکایت
کرینگے اُسکے جواب معقول ملیگا یہ شخص مغرور ہی عقل و فراست سے دور ہی مگر ایلچی
نے بیٹھتے ہی فرمان سر سے کھولا بادشاہ کیطرف پھینک دیا کہا اسکو ملاحظہ فرمائیے
اور جو اس مین تحریر ہی اُسپر کاربند ہوجیے ملک آفاق شاہ اسقدر بیقرار تھا کہ
دو دن خاصہ نہ نوش فرمایا تھا مجھکو حکم تھا کہ جلد جانا اور جلد آنا لہذا تحریر شاہی ملاحظہ
فرمالیجے اور بہت جلد کاربند ہوجیے باتین ایلچی کی رستم کو بہت ناگوار ہین مگر خاموش
بیٹھے ہین بادشاہ نے نامہ کھولا جس مین القاب و آداب شاہی کچھ نہین صرف مہر لگی

سلامت لکھا ہی بعد اسکے لکھا ہی کہ ای بادشاہ عالیجاہ تمھاری بیٹی کی تصویر ایک تاجر سے میں نے لی جسوقت سے تصویر پر نگاہ پڑی ہوش وحواس پراگندہ ہوگئے ہر چند چاہا کہ ضبط کرون مگر نہ ہوسکا لہذا آپکو لکھتا ہون کہ نامۂ ہذا ملاحظہ فرماکر بطور ڈولے کے ملکہ کو ہمراہ پہلوان مذکور روانہ کرو رستم قریب شاہ بیٹھے ہین نامے پر نگاہ پڑی او معشوق کا نام دیکھا نہایت غصہ آیا اور بادشاہ خود سوچ مین تھا کہ مین کیا جواب دون ایسے ظالم کے ساتھ تو بیٹی کی شادی نہ کرونگا کرون تو باعث خرابی نہ کرون تو باعث خرابی بادشاہ یہ سوچ رہا تھا کہ رستم نے نامہ ہاتھ سے شاہ کے لے لیا اور پھاڑ کے سامنے شداد کے پھینکدیا شداد نے جو نامہ پھٹا ہوا دیکھا کہا او جوان تو نے ہمارے شاہ کا نامہ پھاڑ ڈالا مین تیرا سر کاٹ کر لیجاؤنگا بادشاہ ہان ہان کر رہا ہی کہ شداد نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا شداد لپٹ پڑا ریل پیل کے زور ہونے لگے جب شداد ریلکر لے جاتا ہی تو رستم چار پانچ قدم سے زیادہ نہین ہٹتے اور جب خود ریلکر لے جاتے ہین تو پندرہ بیس قدم تک لیجاتے ہین شداد عاجز ہو رہا ہی ماتھے سے خون بہ رہا ہی زرہ پارہ پارہ مگر لڑے جاتا ہی یہی چاہتا ہی کہ زیر کرون مگر جو پیچ باندھتا ہی رستم اسکا توڑ کرتے ہین دیکھنے والے تعریفین رستم کی کر رہے ہین کہتے ہین حسین نوجوان بڑا طاقت دار ہی شداد کو دنگ کر دیا ہی مگر ایک مقام پر رستم نے یکبار اکڑ دونون گھٹنے اسکے زمین پر گرے شداد کو یقین ہو چینیان نکل گئین ہین مگر ضبط کیا رستم نے کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا کہ منم رستم پیلتن کشندہ

قول و دویل ہندی نعرۂ رستم

کیست علمشاہ چو رستم لقب کہ بر تخت مرزوق افگند شور		ای شداد اولاد امیر عرب علمشاہ رومی شہ فیل زور

نعرے سے رستم کے بارگاہ تھرا گئی سر کھینچکر شداد کا پھینکدیا ہمراہیان شداد جو بارگاہ مین آنے لگے بڑھکر رستم نے روکا ملکہ کوٹھے پر خوشی کر رہی ہین کہتی ہین صاحب تخت سنا وہ جو مین کہتی تھی میرا قول تخت نشین ہوا کنیزین کہتی ہین کہ واری ہم تو پہلے کہتے

کہ نگوڑے فولاد کی کیا حقیقت ہی یہ جوان کسی نسل اعلیٰ سے ہی رستم جو لڑنے لگے ملازمان شاہی
بھی شریک ہوے جب رستم لڑتے ہوے باہر نکلے تو دوکانداروں نے بھی رستم کا ساتھ
دیا بنیون نے دوکانین بند کین پتھرون سے سپاہیون کو مارنا شروع کیا آخر سپاہی گھبرائے
لاشہ شداد کا لیکر بھاگے یہان شاہ نے وزرا سے کہا کیون صاحبو اب کیا ہوگا کہ ایلچی
شاہ کا مارا گیا اور آفاق تاجدار نہایت زبردست ہی اور مغرور اتنا کا ہی اُسکو بہت
ناگوار ہوگا ملک نکال لیگا مین کیا تدبیر کرون سب نے کہا جب یہ جوان لڑکر پلٹے تو
اسکی خوب خاطر کیجیے اب وہ جو لاشہ ایلچی کا لیکر گئے ہین یقین ہی کہ آفاق تاجدار خود
آئے اور فساد برپا کرے اُس وقت آپ اسی جوان کو پیش کر دیجیے گا کہ یہ ہمارا نوکر
نہین اِسنے شداد کو مارا ہی یا گرفتار کرکے دیدیجیے گا بادشاہ خوش ہو جائیگا آپ کی خطا معاف
کریگا اور بیٹی کو سوار کرکے دیدیجیے گا بیشک بادشاہ کچھ نہ کہیگا سلطنت آپ کی قایم
رہیگی بادشاہ اِسی پر آمادہ ہوا مگر جب رستم لڑ بھڑ کر پلٹے تمام افسران فوج رستم کی تعریف
کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کس دیو خصال کو آپ نے مارا فوج کو آپ نے شکست
دی بادشاہ نے رستم کی تعظیم کی اور برابر اپنے بٹھا لیا کہتا تھا نصیب وری کہ
آپ نے مجھکو سرفراز کیا آپ فرزند صاحبقران ہین مگر اب مین آپ کو جانے نہ دونگا
سامنے کمرہ ہی اُس مین آرام فرمائیے خادم خدمتگار برائے خدمت حاضر ہین کوئی بیچینی
آپ کو نہ ہوگی مگر ملکہ نے جو یہ خبر سُنی کہ بادشاہ کا یہ ارادہ ہی بیقرار ہوکر کہا مین اپنے باغ
مین جاؤنگی ملکہ سوار ہوئین رستم نکل آئے مگر ہمراہ جانے نہ جاسکے کہ ملازمان شاہی
گھیرے تھے بحسرت دیکھتے رہگئے پلٹ کر آئے کمرے مین بیٹھے مگر صورت زیبا سے
نگاہین آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری ہین

نظم

جلوۂ مہر جو پھیلا ترے رخسارون سے
روشنی اُڑ گئی جگنو کی طرح تارونسے

بہ چلا یار پسینہ ترے رخسارون سے
باس پھولون کی نہ جائیگی ترے ہارونسے

لپٹے رہتے ہین گلے سے ترے ایچان شب بھر
رشک ہی دست تمنا کو ترے ہارونسے

عشق کے واسطے ہم لوگونکی خلقت ہی صفیر
بس یہی کام تو بن پڑتا ہی بیکارونسے

آخر رستم اسقدر بیقرار ہوئے کہ نیند نہ آئی آنکھ زرد ہوئی آخر اُٹھے کمندین ہاتھ مین لیکر قصر سے اُترے طرف باغ ملکہ کے چلے یہان ملکہ باغ مین بیقرار ہو رہی ہو کنیزون سے کہہ رہی ہو کہ کیا مشکل کی بات ہو کہ جس شخص نے مدد کی ان بے مروتکا ارادہ ہو کہ اُسکو گرفتار کرکے حوالے کرین اگر باپ ایسا کرینگے تو مجھکو بھی صبر نہ آئیگا اپنی جان دونگی زہر کھا کے رو نگی مگر فراق نہ ہونگی **نظم**

رو رہا ہون الم زلف دوتا سے پہلے
سر ہو عشق نہ تھا زلف دوتا سے پہلے
ہاتھ لگتے بھی نہین ہاتھ کہ آجاتا ہو یار
لعل سی جان دو ہر روکے لہو عاشق نے
ای طبیبو ہو یقین بیمار خط سبز صنم
اشہب ذہن رسا اڑنے کے دم فکر سخن
لفظ کیون مثل کتان چاک مرا دل ہوتا

ہنھ یہ ستا ہو مرے گھر مین گھٹا سے پہلے
سابقہ دل کو نہ تھا کالی بلا سے پہلے
میری امید یہ آتی ہو دعا سے پہلے
اڑ گیا طائر جان رنگ حنا سے پہلے
زہر دو گھول کے شربت مین دوا سے پہلے
باغ مضمون مین پہونچتا ہو صبا سے پہلے
ربط ہوتا جو نہ اُس ماہ لقا سے پہلے

اسقدر بیقرار ہوئی کہ آخر دروازے پر آکر کھڑی ہوئی انتظار کر رہی ہو کنیزین کہتی ہین واری رات کا وقت ہو اسوقت وہ کہان یہان آوینگے مگر ملکہ کی بیقراری نہین کم ہوتی ہو ہر مرتبہ فرماتی ہین جو میرا عشق صادق ہو تو اسی وقت آوینگے یہ کہہ ہی تھین کہ سامنے سے روشنی معلوم ہوئی کنیز سے کہا جاکر دیکھ تو یہ روشنی کیسی ہو معلوم ہوتا ہو کہ جنگل مین چاند نکل رہا ہو کنیز دوڑی ایک نخل کے قریب پہونچی تھی کہ دیکھا رستم آتے ہین کنیز نے جھک کر سلام کیا رستم نے پوچھا کیون کلمو تو اسوقت کہان تھی کنیز نے عرض کی ملکہ حضور کا انتظار کر رہی ہین اور فرماتی تھین کہ اگر میرا عشق صادق ہو تو اسی وقت اُنیگے حقیقت مین واری وہ عاشق صادق ہین جو وہ فرماتی تھین وہی ہوا رستم نے پوچھا ملکہ کیا کرتی ہین کنیز نے عرض کی دروازے پر کھڑی ہین اور آپ کو یاد کر رہی ہین رستم ہنسے مگر کنیز بھاگی سامنے ملکہ کے آئی کہا واری آپ سچ کہتی تھین وہ جو سنتا تھا وہ آنکھون سے دیکھ لیا فرد دل را بدل رہست درین گنبد سپہر

از سر سبز کیبنہ وار سوے ہو۔ ملکہ یہ سنکر بجا گین کہا اگر وہ یہان مجھکو دیکھ لینگے تو عاشق صادق جانین گے اور چار مین مشہور کرینگے کہ ملکہ مجھپر مرتی ہی مین یہ نہین چاہتی کہ مجھکو مطعون کرین یہ ذکر تھا کہ رستم آپہونچے ملکہ بر اسے استقبال اُٹھین رستم کو لاکر مسند پر بٹھایا اور پوچھا اسوقت آپ کدہر تشریف لائے ہین اس اندھیری رات مین رستم نے کہا اے ملکہ عالم جب مین آنکھ بند کرتا تھا تو دل آواز دیتا تھا کہ باغ کو چلو مین نے دن کو دیکھا تھا کہ آپ محافے پر سوار ہو کر آئین ملکہ نے کہا اے شہریار مجھکو اسوجہ سے آپ کی ملاقات کی ضرورت تھی کہ آپ یہان سے نکلجائیے دشمنون نے صلاح کی ہی کہ جب آفاق شاہ آوے تو آپکو اُسکے سامنے گرفتار کرکے بھیجین اور اپنی سلطنت بچائین لہذا آپ نکلجائیے جہان جائیے گا مین اپنے کو بہونچا دونگی رستم نے کہا مین بھاگونگا نہین شامت سے کہدونگا کہ جب آفاق شاہ آوے تو مجھکو اُسکے مقابلے مین بھیجیے اور کہدیجیے کہ انھون نے دیلمی کو مارا ہی اس سے سمجھ لیجیے جب مقابلہ پڑیگا تب حال کھلجائیگا ملکہ نے کہا مین واسطے بھلائی کے کہتی ہون آیندہ آپکو اختیار ہی یہ کہکر کنیز کو اشارہ کیا کنیزین اسباب عیش و نشاط لیکر آئین گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لاکر پیش کین اور ایک خوش آواز سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

نقاب اُٹھاؤ کہ لطفِ شراب کیا ہوگا	پڑا نہ عکس تو جام آفتاب کیا ہوگا
ابھی سے قہر ہی فتنہ ہی اک قیامت ہی	ہی کمسنی مین یہ عالم شباب کیا ہوگا
ابھی نگاہ شفق نہین ہی گالون پر	عروج حُسن مین وہ آفتاب کیا ہوگا
برنگ زلف اُلجھنے سے فائدہ اے دل	خموش وہ بُت حاضر جواب کیا ہوگا
کرو گے مست کسے آج کسکو تاکا ہی	طلب جو شیشے مین شغل شراب کیا ہوگا
جدو دو گے عارض نہین کا اک ہمین بوسہ	خسارہ اے صنم لاجواب کیا ہوگا
فراق یار مین تنگ پچنے وطن چھوٹا	اب اور اے دل خانہ خراب کیا ہوگا
ذرا سے رنج کی اے جسم حسن تاب نہین	دل غریب سے نازک حباب کیا ہوگا
نہین ہی ذرہ ہمین روز شمار کا اے نور	حساب پاک ہی اپنا حساب کیا ہوگا

رستم بیٹھے کا ناس رہے ہین جب دو پہر شب گذری رستم نشے ہین اُٹھے ملکہ کا ہاتھ تھاما
نشے مین ڈگمگاتے ہوے پلنگ پر جا کر لیٹے لیٹتے ہی سو گئے ملکہ نے بھی آرام کیا سوتے
سوتے آنکھ جو کھلی تو دیکھا کہ آفتاب بلند ہو آیا ہی رستم نے فرمایا اے ملکہ بڑا غضب ہوا کہ
تمنے ہمکو جگایا بھی نہین دن چڑھ آیا ہی یقین ہی کہ بادشاہ تلاش کرتا ہوگا کیا تعجب ہی کہ
لشکر کشی کرے ملکہ کو بھی سناٹا آگیا کہا اے شہریار باعث خرابی ہی یہان تو یہ ذکر تھا ادہر
صفدر جنگ آزما جو دربار مین آیا خدمتگارون سے پوچھا کہ رستم کہان ہین سب
خدمتگارون نے عرض کی غلام سو گئے رستم نہین معلوم کہان گئے صفدر نے اپنے
عیار کو کہ برقان تیز رو نام ہی حکم دیا کہ اے برقان دریافت تو کر کہ رستم کہان گئے ہین
برقان چلا گھر گھر تلاش کرتا پھرتا ہی جب سارے شہر مین پھرا اور کہین نشان نہ پایا تو
خیال مین گذرا کہ باغ ملکہ زین بھی دیکھ لون شاید کسی کنیز نے بلایا ہو یہ سوچکر پشت باغ
پر آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا برقان نے دیکھا کہ رستم بیٹھے ہین ملکہ سے باتین کر رہے
ہین برقان کو نہایت ناگوار ہوا دیوار سے اُترا مگر سمک بلداقی اپنے آقا کی تلاش
کرتا ہوا آتا تھا دور سے دیکھا کہ ایک عیار دیوار باغ سے اُتر رہا ہی مگر غصے مین
کانپ رہا ہی سمک سوچا کہ شاید اسنے کچھ ایسا دیکھا کہ نہایت غصہ مین ہی صورت اپنی
تبدیل کرکے سامنے برقان کے آیا جھک کر سلام کیا کہا متر صاحب کہان سے آتے ہو
برقان نے کہا اے یار اور کیا کہون عجب زمانے کا رنگ ہی بیٹی نے باپ کے دشمن کو گھر
مین جگہ دی ہی سمک نے پوچھا وہ کون شخص ہی برقان نے کہا رستم فرزند صاحبقران
ہمارے ملک مین مکر سے آیا ایلچی کو آفاق شاہ کے مار ڈالا شاہ نے ارادہ کیا کہ اسکی
خاطر کرون جب آفاق شاہ آوین اُسوقت رستم کو حوالے کر دون اور آفاق شاہ
سے یہ کہدون کہ یہ قاتل ایلچی ہی شاہ سزا دیگا ہماری سلطنت بچ جائیگی رات کو وہ جین
غائب ہوا اب آکر مین نے دیکھا کہ گلبیرہن کے پہلو مین بیٹھا ہی اب جا کر شاہ سے اطلاع
کرونگا کہ وہ آکر اسکو سزا دین سمک نے کہا متر صاحب وہ شخص فرزند صاحبقران ہی
کسی سے نہ دبیگا چلو ہم تم چلین دونون ملکر گرفتار کر لین سامنے بادشاہ کے لے چلین

بادشاہ کو اختیار ہی جو چاہے سو کرین برقان نے کہا کہ خوب بات بتائی برقان آگے بڑھا
سمک نے پیچھے سے حلقہ ہائے کمند مارے برقان گرفتار ہوا سمک نے برقان
کو درخت سے باندھا اور طرف باغ کے چلا کمند مار کر دیوار پر آیا دیکھا رستم پہلو سے
لگلیسرین مین بیٹھے ہین سمک بصورت اصلی سامنے آیا کہا ای شہر یار بڑے افسوس
کی بات ہی کہ آپ تو یہان شادان و فرحان بیٹھے ہین اہل لشکر انتظار مین ہین یہان کی
بھی کچھ آپ کو خبر ہی عیار صفدر جنگ آزما کا آیا تھا مین نے اسکو گرفتار کیا ورنہ وہ
جا کر شاہ سے اطلاع کرتا اب بہتر یہ ہی کہ یہان سے نکل چلیے مین نے عیار کو درخت سے
باندھ دیا ہی رستم تلوار ٹیک کر اٹھے کہا ملکہ عالم نکل چلو ملکہ نے کہا مین آپ کے ساتھ
ہون سمک نے گھوڑا رستم کا تیار کیا ملکہ نے ماد یان کسوائی چند کنیزین ساتھ ہوئین
سمک بلداقی تو رستم کو ساتھ لیکر چلا کہتا ہوا کہ اپنے لشکر مین چلیے وہ لوگ سب
انتظار مین ہین ایسا نہ ہو کہ انپر کوئی افتاد پڑے مگر یہان برقان کو جو ہوش آیا غل
مچانے لگا کہ مجھکو کوئی رہا کر دے ایک رحم دل کا ادھر سے گذر ہوا اسنے آکر برقان
کو کھول دیا برقان رہا ہوتے ہی بھاگا سامنے صفدر کے آیا کہا ای شہر یار رستم باغ
لگلیسرین مین بیٹھے ہین بڑے افسوس کی بات ہی کہ آپ کی بیٹی کے پہلو مین بیٹھے ہین
یہ سنکر صفدر نے حکم دیا کہ تیار ہو بارہ ہزار جوان تیار کر کے گینڈے پر سوار ہوا
طرف باغ کے چلا برقان آگے آگے جاتا ہی دور سے اسنے دیکھا کہ ایک نقابدار
پشت پر آگے آگے رستم جاتے ہین برقان پلٹا آکر صفدر سے کہا کہ وہ سامنے
دیکھیے رستم جاتے ہین صفدر نے گینڈا بڑھایا اور للکار کر آواز دی کہ ای رستم تم
کہان بھاگے جاتے ہو میرے مقابلے مین آؤ سمک نے عرض کی کہ حضور جواب
نہ دین اور نکل چلین مگر رستم کو تاب نہ آئی گھوڑا بڑھایا صفدر کا لشکر جم گیا جیسے ہی
رستم قریب پہونچے صفدر نے یہ کہکر نیزہ مارا کہ او جوان تیری وجہ سے میری سلطنت
جاتی ہی رستم نے نیزے کو نیزے پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی چالیس وار رد و بدل
ہوئے تھے کہ رستم نے نیزہ صفدر کا نکالا صفدر نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا

رستم اسکی تلوار کب کھاتے ہین خالی دیکر ہاتھ مارا دیا کہ صفدر کا سر زخمی ہوا لوگ صفدر
کو سامنے سے لے گئے اب رستم نے مرکب مہمیز کیا سماک بھی کتنا ہی پلٹ پلٹ چلیے مگر رستم
کو انتہا کا غصہ ہی آواز دے رہے ہین کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے کوئی پہلوان
مقابلہ رستم مین نہین آتا ہی ملازمان صفدر بیقرار ہو رہے ہین کہ بالات ومنات
بچایے کوئی سامری وجمشید کو پکارتا ہی کوئی پکارتا ہی کہ یا خداوند جمشید ثانی آکے
بچایے سب بیقراریان کر رہے ہین اور رستم نعرہ کر رہے ہین کہ مین وہین آتا ہون
وہان آکر سب کو قتل کرونگا صفدر نے ٹوکا اور زخمی ہو کر پلٹ گیا کہ صحرا سے گرد اڑی
دیکھا سب نے کہ آفاق شاہ ایک فیل پر سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار جوان مگر
سب مسلح ومکمل وہ لوگ جو ایلچی کے ساتھ تھے انھون نے بڑھکر عرض کی کہ اے شہنشاہ
یہی جوان ایلچی کا قاتل ہی آفاق نے پوچھا کہ یہ جوان تو طرفدار صفدر کا مقابلہ کیا ہوا کسی
شخص نے بڑھکر عرض کی کہ گلپیرہن کو لیے جاتا ہی اسی بات پر فساد ہوا اور آفاق شاہ
نے یہ بھی دیکھا کہ رستم تو میدان مین ہین اور ایک نقابدار ایک طرف کھڑا ہوا ہی
رستم کو پکار رہا ہی کہ اے شہریار پلٹ آیئے رستم جواب نہین دیتے آفاق نے کہا بڑے
غضب کی بات ہی کہ میری معشوقہ کو لیے جاتا ہی مین اسکو سمجھا دونگا یہ کہکے گینڈے کو
بڑھایا مقابلہ رستم مین آیا آتے ہی نیزہ مارا رستم نے نیزہ اسکا توڑ ڈالا اسنے ہاتھ
تلوار کا یہ کہکے مارا کہ اپنی پشت سے تو خبردار ہو جیسے رستم سمجھے کہ کوئی پشت پر آگیا
رستم پلٹے آفاق نے ہاتھ مار دیا کہ سر رستم کا زخمی ہوا فوج نے جو آفاق کی دیکھا
کہ ہمارے آقا نے حریف کو زخمی کیا لینا لینا کہکر دوڑ پڑے رستم نے جو دیکھا کہ
فوج آتی ہی گھوڑا بڑھایا اور اپنے نام کا نعرہ کیا مصروف جنگ ہوے نعرہ رستم

ارشد اولاد امیر عرب	دیگر	کیست طلمشاہ چو رستم لقب
طلمشاہ رومی شہ فیل زور		کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

مغلوب مین لڑتے لڑتے قریب آفاق کے پہونچے للکار کر کہا کہ او مکار اب تو میرے
مقابلے مین آ آفاق نے بڑھکر پھر ہاتھ مارا رستم نے خون چہرے کا پونچھکر ہاتھ تلوار

کا مار دیا کہ آفاق بھی زخمی ہوا فوج آفاق کو ہراس ہوا مگر ملک نے جو دور سے دیکھا کہ رستم
انتہا کے زخمی ہین سوچی کہ یہ لوگ رستم کو گرفتار کرکے مجھ پر بلوہ کرینگے باگ کو پھیرا مگر سمک
حیران ہو کر بہت کہا تدبیر کرون آفاق کے ساتھ رہون کہ ملک کے ساتھ جاؤن ایک درہ کوہ
مین جاکر چھپ گیا یہان رستم جو دیر تک دبے زخم سر اور کھل گیا آخر رستم نے گھوڑے
کی گردن مین ہاتھ ڈالدیے اور فرمایا کہ اے مرکب اصیل مجھکو لے نکل مرکب دولتیان مارتا
ہوا اور پتکین اچھالتا ہوا رستم کو لے نکلا جسنے راہ مین روکا اسکو ٹاپ مار دی
وہ منھ کے بھل گرا گھوڑا آگے نکل گیا اسطرح لڑتا بھڑتا رستم کو لے نکلا سمک نے
دیکھا کہ رستم کو گھوڑا لیے جاتا ہے پیچھے پیچھے چلا ایک صحرا مین جاکر پشت مرکب سے رستم
گرے گھوڑا ٹہلنے لگا سمک نے آکر جو رستم کو اس حال مین دیکھا ٹانکے لگائے
رستم نے آنکھ کھولی اپنے یار وفادار کو بالین پر پایا پوچھا اے سمک تم کیونکر پہنچے
سمک نے کہا مین درہ کوہ سے دیکھ رہا تھا جب آپ کو گھوڑا لیکر نکلا مین پیچھے
پیچھے آیا شکر ہے کہ آپ کو پا گیا اب گھوڑے پر سوار ہوجیے طرف اپنے لشکر کے چلیے
رستم نے کہا مین گھوڑے پر سوار ہونے کے لایق نہین ہون اگر کسی مقام پر رہنے
کی جگہ ملے تو مین صحت پاکر چلنے کے لایق ہونگا قضاے کار آفاق شاہ کا بھائی
دفاق تیغ زن کہ آفاق شاہ اِسکو اپنے ملک کا حاکم کر آیا تھا کسی کام کو نکلا تھا
اِسنے دور سے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال زیر نخل بیٹھا ہے اور ایک عیار خدمتگزاری
کر رہا ہے گھوڑے کو بڑھا کر قریب آیا رستم کی شوکت دیکھکر گھوڑے سے اترا اور
پوچھا مزاج آپ کا کیسا ہے رستم نے کہا مین زخمدار ہون میرے عیار نے ٹانکے لگا
ئین مگر مین ابھی اٹھنے کے لایق نہین ہون دفاق نے کہا غریب خانہ قریب ہے مجھکو
سرفراز فرمایے مین خدمت کرونگا یہ کہکر دفاق نے ہوادار منگایا رستم کو سوار کرکے
لے چلا سمک بھی ساتھ ساتھ ہے راہ مین دفاق نے پوچھا کہ شاید آپ کو قزاقون
نے گھیر لیا تھا مگر آپ نے بڑا کام کیا اِسقدر زخمی ہوئے مگر مال اپنا بچا لیا رستم نے
کہا اے تاجدار قزاقون کی کیا مجال تھی کہ مجھکو گھیرتے مگر آفاق شاہ سے مقابلہ پڑا اسنے

مکر سے مجھکو زخمی کیا وفاق کے ہوش اُڑ گئے جی مین کہتا ہی بڑے غضب کی بات ہی بھائی حقیقتاً کینگے کہ میرے دشمن کو اپنے گھر مین جگہ دی کہا ای شہریار آپ کو مین قلعۂ آفاقیہ مین لیے چلتا ہون کسی سے ذکر نہ کیجیے گا کہ مین آفاق کے ہاتھ سے زخمی ہوا ہون ورنہ آپ کے ساتھ لوگ دشمنی کرینگے رستم نے کہا کیا فخر کی بات ہی کہ مین ذکر کرونگا مقابلہ پڑا اُسکا مکر چلگیا مین زخمی ہوا گھوڑا اِدھر نکال لایا مگر وفاق کو غیرت آئی کہ اپنے ساتھ لیکر آیا ہون اب کیونکر پھیر دون اس غیرت مین رستم کو لیکے قلعے مین آیا مقام معقول پر رستم کو لا کر اُتارا اسباب عیش و نشاط مہیا کیے خدمتگزاری مین مصروف ہوا جب کئی دن گذرے تو رستم نے کہا ہم براے شکار جاوینگے وفاق نے کہا ایسا نہ ہو کہ آپ کسی بلا مین مبتلا ہو جائین تو غلام کو بڑی ذلت ہوگی رستم نے کہا مین شکار کھیلکر بہت جلد پلٹ آؤنگا وفاق ناچار ہوا رستم کو حکم دیا رستم سوار ہو کر براے شکار چلے صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے سمک نے اشارہ کیا کہ پانی پینے کو لاؤ سمک اُدھر گیا کہ ایک آہوے خوردہ سامنے آیا رستم نے اُسکو بھی شکار کیا کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا ایک نقابدار بادل پوش گھوڑا اُڑاے ہوے آتا ہی قریب پہونچکر آواز دی کہ او جوان تو نے غضب کیا کہ میرے شکار کو شکار کیا ہی شرط کہ مجھکو بھی شکار کرون رستم نے کہا کیون دیوانہ ہوا ہی جو ہو سکے وہ کر نقابدار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے باڑھ بچا کر کلائی تھام لی کمر مین ہاتھ ڈالکر نقابدار کو اُٹھا لیا مگر بند نقاب چہرے سے اُٹھ گیا رستم کی نگاہ پڑی کہ ایک نازنین حور تمثال پری تمثال نظم

جبین مطلع صبح ایجاد حسن	بھوین دست جلاد حسن
اجل کا مکان گوشۂ چشم مین	قیامت نہان گوشۂ چشم مین

حسین و جمیل اپنے عاشقون کی کفیل ہی رستم کا ہاتھ کانپا وہ نازنین ہاتھ سے چھوٹی اور زمین پر گری رستم بھی غش کھا کر گرے اُس نازنین نے سر رستم کا زانو پر رکھ لیا آنکھون سے آنسو گرنے لگے عارض پر جو رستم کے پڑے اُن اشکون نے کام گلاب کا کیا رستم کی آنکھ کھل گئی سر اپنا زانوے محبوب پر پایا چاہا آنکھین بند کر لون وہ نازنین شرمائی زانو سر کے نیچے سے ہٹا لیا سامنے سے دیکھا ایک عیارہ آتا ہی شرما کر اُٹھی اور اپنے

مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہو گئی مگر سمک نے آکر دیکھا کہ رستم خاموش بیٹھے ہین کچھ کلام
نہین کرتے سمک نے پوچھا ای شہریار مزاج کیسا ہی رستم نے کہا ای یار وفادار فرد نہ پوچھ
حال کہ مین چوب خشک صحرا ہون ٭ لگا کے آگ بجھے کاروان روانہ ہوا ٭ حقیر نے بھی
اسی قافیے مین عرض کیا ہی لایق ملاحظہ ناظرین ہی فرد قمر نے آہ جو کھینچی شہاب پڑے آنسو ٭
صدا جرس کی سنی قافلہ روانہ ہوا ٭ سمک نے عرض کی کہ غلام نہین سمجھا کہ حضور نے کیا
ارشاد فرمایا رستم نے کہا ای سمک کیا پوچھتا ہی عجب رنگ ہی اگر معشوق سامنے ہوتی
تو کہتا فرد زبس کہ حسن نزد وصلش گداخت مرا ٭ نہ من شناختم او را نہ او شناخت مرا ٭
حقیر نے اس شعر کا بھی بہ رنگ نظم کیا ہی لایق ملاحظہ ہی فرد چمکایا انکو حسن نے ہم غم سے ڈھلگئے
وہ بھی کچھ اور ہو گئے ہم بھی بدل گئے ٭ ایک شاعر نے مصرع لگایا ہی اسی مصرع پر حقیر نے
بھی مصرع لگایا ہی وہ یہ ہی فرد دو دوپٹہ تم اپنا ململ کا ٭ ناتوان ہون کفن بھی ہو ہلکا ٭
اور حقیر مصرع اول یہ عرض کرتا ہی فرد مکس ڈالو تم اپنے آنچل کا ٭ ناتوان ہون کفن بھی
ہو ہلکا ٭ مطلب سے الگ ہوا جاتا ہون الغرض رستم نے جو اس طرح کے اشعار پڑھے تو
سمک سمجھا کہ وہی نازنین جو مادیان پر سوار ہو کر گئی ہی اسپر آقا مایل ہین اور یہی ورد
زبان پر جاری ہی نظم

ہین پاؤن بستہ رو پا کس طرح وہان کی خبر ٭ پھیرون کو نہ اہل دل ملی جہان کی خبر
وہ دل مین رہتے ہین پر درد سے کام نہین ٭ یہ کیا غضب ہی مکین کو نہین مکان کی خبر
تو مین روح نے جسم گلی کو چھوڑ دیا ٭ مکین کو خاک نہین اپنے اب مکان کی خبر

سمک بلدانی نے عرض کی حضور اسی مقام پر تشریف رکھین مین خبر لاتا ہون یہ کہکے
سمک روانہ ہوا نقش پا دیکھتا ہوا سامنے باغ کے پہونچا چند کنیزین کہ در باغ پر
تھین ایک کو بیہوش کر کے اسکی شکل بنکر اندر باغ کے آیا مگر حیران تھا کہ اپنا نام نہین
دریافت کیا کہ ایک خواص نے پکار کر کہا او غنچہ دہن ایسی مغرور ہی کہ بات کا جواب
نہین دیتی سمک نے کہا خاموش رہو مین نہین معلوم کس فکر مین ہون یہ سوچتا ہوا
سامنے ملکہ کے پہونچا دیکھا ملکہ خاموش بیٹھی ہین اور یہ اشعار زبان پر ہین نظم

سول لیجے اسے یہ مال ہی سستا ٹھہرا ‌ ‌ دل کا اک بوسۂ گیسو پہ ہی سودا ٹھہرا

بھیجکر خط مین گنہگار سراپا ٹھہرا ‌ ‌ میرا نامہ کوئی اخبار کا پرچا ٹھہرا

مبتلاے غم جانکاہ رہا فرقت مین ‌ ‌ درد سینے مین اٹھا درد جگر کا ٹھہرا

باہمی محبت عنادل سے ہمین کیا مطلب ‌ ‌ فتنۂ عشق نہ ٹھہرا کوئی جھگڑا ٹھہرا

چاند شرما گیا رخ کے جب مقابل آیا ‌ ‌ اے حسین حسن مین تو بدر سے اچھا ٹھہرا

توڑکر جوڑتے ہین شیشۂ دل کو میرے ‌ ‌ انکے نزدیک تو یہ کھیل تماشا ٹھہرا

یار کی حشر پہ موقوف ملاقات رہی ‌ ‌ آج مشکل سے مگر وعدۂ فردا ٹھہرا

دل مرا لیکے وہ کس ناز سے فرماتے ہین ‌ ‌ اب تمہارا تو نہین مال ہمارا ٹھہرا

نور آنے کا کیا یار نے وعدہ کیونکر ‌ ‌ کسطرح طے یہ بکھیڑا ہوا اب کیا ٹھہرا

غنچہ دہن نقلی نے عرض کی جب سے حضور شکار سے پلٹ کر آئی ہین حضور کو بہت پریشان پاتی ہون لونڈی سے تو بیان کیجیے ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی اور کہا اے غنچہ دہن کیا بیان کرون کہ دل کی کیا کیفیت ہی عجب صورت ہی کہ اگر ضبط کرتی ہون تو دل بیقرار نہین مانتا راز محبت کو کیونکر چھپاؤن اور کیونکر ظاہر کرون دل مثل ماہی بے آب طپان ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ دلپر ہجوم غم والم ہی کچھ عجب عالم ہی غنچہ دہن نقلی نے عرض کی حضور نہ چھپائین کنیز سے ظاہر کر دین کنیز علاج کر دیگی دامن مدعا گوہرہاے مدعا سے بھر دیگی یقین ہی کہ کنیز کے عرض کرنے سے حضور کو تسکین ہو ملکہ روے نگین کہا اے غنچہ دہن مین جو واسطے شکار کے گئی خود شکار ہوکے آئی ایک جوان آفتاب جمال سے دوچار ہوئی لیکن اسکو بھی نیم بسمل چھوڑا مین بھی تڑپتی ہوئی آئی اسی بیقراری مین دل کو چین نہین یہ جی چاہتا ہی کہ گریبان پھاڑ ڈالون اور کسی جنگل مین جاؤن اور پہاڑون سے سر ٹکراؤن مثل فرہاد جان شیرین تڑپ تڑپ کر دون غنچہ دہن نقلی نے کہا ذرا گوشے مین چلیے تو مین عرض کرون ملکہ گوشہ مین آئین سماک نے دست بستہ عرض کی کہ مین آپ کا غلام ہون ملکہ گھبرا گئین کہ یہ لونڈی ہی غلام کیسا گھبرا کر کہا مین نہین سمجھی سماک نے کہا جس شہریار کو آپ دیکھ

آئی ہین رستم پیلتن علمشاہ نوجوان فرزند صاحبقران ہین مین انکا عیار ہون مہتر سمک میرا
نام ہی آقا کو جو بیقرار دیکھا آپ کی تلاش مین نکل آیا آپ کو لنے زیادہ بیقرار پایا حضور کا
نام نامی و اسم گرامی کیا ہی ملکہ نے کہا محبوب گیسو دراز میرا نام ہی بیٹی آفاق شاہ کی
ہون وہ سمندر جو ہین ہین براے شکار گئی تھی تو یہ سودا لیکر آئی مگر اے مہتر دلاگہرا اگر ہو سکے
تو شاہزادے کو یہان لاؤ ہر چند کہ باپ کا یہ حکم ہی کہ پہلو مین اسی باغ کے ایک کو نہ مین
شکوہ واقع ہی اسپر ایک طائر صبح کو آکر بیٹھتا ہی زمزمہ سرائی کرکے مثل انسان کے آواز دیتا ہی
کہ افسوس صد افسوس دنیا مقام عبرت ہی نہ مقام عشرت باپ نے اکثر حکیم نجیم بھیجے جو
گیا وہ پلٹ کر نہ آیا تو باپ نے یہ شرط مقرر کی ہی کہ جو کوئی مجھکو خبر دے کہ یہ طائر کون ہی اور
کیا آواز دیتا ہی تو اپنی بیٹی کی شادی کر دون اسباب جہیز وغیرہ اسی مقام پر رکھوا دیا ہی
کئی ہزار سپاہی مقرر ہین اکثر جوان آئے شاہزادے وزیرزادے بڑے بڑے تاجر
جو گیا وہ پلٹ کر نہ آیا میری مجال نہین ہی کہ بے طائر کی خبر دیے کسی سے ملون مگر انکے
واسطے اس شرط کو موقوف کرونگی جو فرمائینگے وہ بجا لاؤنگی سمک نے کہا مین جاکے
شاہزادے کو لاتا ہون مگر اس شرط کی رستم کے سامنے تشریح نہ کرنا ورنہ وہ فوراً
آمادہ ہونگے مین انکو آپ کے پاس پہونچاؤن اور مین طائر کی فکر مین جاؤن اگر
خدا چاہے تو خبر مفصل لاؤن ملکہ نے کہا مین ذکر نہ کرونگی سمک جو پلٹا خدمت مین
رستم کی آیا دیکھا فرش خاک پر بیٹھے ہوے ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین سمک نے
قریب آکر کہا چلیے تشریف لے چلیے ملکہ سے ملاقات کرایا حضور صاحب نصیب ہین
رستم نے سمک کو گلے سے لگا لیا اور بیقرار ہو کر فرمایا فرد قاصد رسید و نامہ رسید و
خبر رسید ۔ در حیرتم کہ جان بکدام خبر نثار کنم ۔ اے سمک تو نے وہ خوشخبری سنائی ہی
کہ غنچہ دل شگفتہ ہو گیا یہ کہکر اُٹھے ساتھ سمک بلدائی کے چلے یہان ملکہ نے بعد جانے
سمک کے جلسے کو آراستہ کیا کنیزون سے کہدیا کہ ساتھ ادب کے کام کرنا بیا آدمی
صحبت مین آتا ہی ملکہ انتظار مین بیٹھی ہین کہ سمک نے آکر خبر دی کہ شاہزادہ آگیا ملکہ
براے استقبال اٹھین دیکھا رستم روشون کو گل کرتے ہوے آتے ہین ملکہ نے جب

رستم کو آتے ہوئے دیکھا چند قدم آگے بڑھ گئیں ہاتھ میں ہاتھ ڈالدیا رستم کو دولت کونین
ہاتھ آگئی سراپا کو دیکھتے ہوئے آکر مسند پر بیٹھے ایک کنیز خوش گلو سامنے بیٹھکر یہ اشعار
عاشقانہ بہ آواز گانے لگی نظم

دن کی امید نہیں ہوتی جو شب ہوتی ہی	ہجر محبوب میں تکلیف غضب ہوتی ہی
آشنا لب سے اگر بنت عنب ہوتی ہی	بیخودی لذت وصلت کا سبب ہوتی ہی
چشم عاشق میں نہ کیونکر ہو زمانہ اندھیر	الفت گیسوے شبرنگ غضب ہوتی ہی
گالیاں دیتے ہیں میں لیتا ہوں بوسے منہ کے	سخت گوئی سبب ترک ادب ہوتی ہی
زالفت تا دم مردن نہیں جاتا دل سے	وصل کی شب بھی عجب لطف کی شب ہوتی ہی
دن نکل آتا ہی رخ سے جو اٹھاتے ہیں نقاب	زلف عارض پہ جو آجاتی ہی شب ہوتی ہی
خوف عشاق کے نالوں سے تمھیں لازم ہی	آہ مظلوم کی واللہ غضب ہوتی ہی
آبلہ دل کا ٹپکتا ہی خدا خیر کرے	ٹیس اس پھوڑے میں رہ رہ کے غضب ہوتی ہی
خاک کاٹے سے کٹے گور شب تار فراق	غیرت عمر خضر ہجر کی شب ہوتی ہی

ملکہ نے باتیں کرتے کرتے کوہ طیران کا ذکر کیا کہ صاحب یہاں پہاڑ پر ایک طائر آکے
بیٹھتا ہی وہ آواز افسوس دیتا ہی آخر کو پکارتا ہی کہ دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی بڑے
بڑے شاہ پیدا ہوکر نابود ہوے دروغ گو معبود ہوئے اسکی خبر پر باپ نے یہ
مقرر کیا ہی کہ جو کوئی اسکی خبر لائے اُسکے ساتھ بیٹی کی شادی کروں رستم پیلتن نے طرف
سماک کے دیکھا سماک نے عرض کی کہ غلام ابھی جاتا ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ
کسی ساحر کا مسکن ہی غلام جاکر اسکو مارتا ہی یہ کہکر سماک چلا اسی صحرا میں آیا دیکھا بالا
کوہ روشنی ہو رہی ہی اور درہ کوہ سے گانے کی آواز آتی ہی کہ کوئی خوش آواز بہ صد
سوز و گداز یہ اشعار گا رہا ہی نظم

طالب نہ دفن کے ہیں نہ جویا کفن کے ہیں / اے ترک ہم شہید ترے بانکپن کے ہیں
وحشت جنون میں ہی گل خود روے کیا بہار / شاید کہ پھول قیس غریب الوطن کے ہیں
جگنون اڑے جو کوہ سے شیرین نے دی صدا / شعلے بلند آہ دل کوہکن کے ہیں

سماک بلیداقی پھرنے لگا کہ چند نیزون کلیں سماک نے ایک ساحر کی صورت بنکر ایک کنیز
کو اشارے سے بلایا الگ لاکر اسکو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر اندر آیا دیکھا ایک جادوگرنی
سیاہ فام بد انجام مسند پر بیٹھی ہے گرد کنیزین ہین سماک نے آتے ہی سلام کیا اُس جادوگرنی
نے دیکھتے ہی کہا اے گلفروش کیا خبر لائین سماک نے دست بستہ عرض کی کہ آج وہ طائر ہمارا
پر نہین آیا ساحرہ نے ہنسکر کہا کیون گلفروش تجھے کیا کام ہے مین تیرا مطلب سمجھی جسواسطے
تو پوچھتی ہے مین نہ بتاؤنگی کہ طلسم کشا کا بھائی باغ محبوب گیسو دراز مین آیا ہے تحقیقات
کو ہو رہی ہے تو کوئی مکان ہے سماک نے کہا حضور مین تو آپ کی کنیز ہون یہ کہکر چاہا
اُٹھکر بھاگون کہ اُس جادوگرنی نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور زبان سے کہا کنیزین نے
پانوٴن سماک کے تھام لیے اور رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا کنیزون مین غل ہوا
کہ ارے یہ تو مین مالش ہے طیران جادو جو مسند پر بیٹھی ہے اُسنے حکم دیا کہ اسکو لیجا کے
قید کرو کنیزون نے سماک کو لیجا کر ایک مکان مین قید کیا رستم نے رات بھر سماک
کا انتظار کیا صبح کو ملکہ سے کہا شاید ہمارے عیار پر کوئی اُفتاد پڑی کہ پلٹ کر نہین آیا
اے ملکہ مین جاتا ہون ملکہ رونے لگین کہا اے شہریار اکثر لوگ گئے اب تک پلٹ کر نہین
آئے مین افسوس کرتی ہون کہ ایسا نہ ہو کسی بلا مین آپ پھنس جائین تو کیسی مشکل ہوگی
رستم نے کہا اے ملکۂ عالم مت گھبراؤ انشاء اللہ ساحرہ کا سر لیکر آتا ہون یہ کہکے رستم
روانہ ہوے سامنے درہ کوہ کے آئے طیران جادو نے دور سے دیکھا کہ ایک جوان
آفتاب جمال اسطرف آتا ہے اپنے مقام سے اُٹھی اور کوہ پر آکر طائر بنی پہلے تو خوب
زمزمہ سرائی کی پھر پکار کر آواز دی کہ اے مرد ماندہ دنیا و دنیا عجب مقام ہے گذرگاہ اسکا
نام ہے یہ کہکر تڑپ کر گری رستم کو اُٹھا لائی درہ کوہ مین لاکر مسند پر بٹھایا پوچھا کہ اے
شہزادہ آپ کا نام نامی کیا ہے رستم نے بگڑکر جواب دیا کہ او بیحیا تجھکو نام بتانے سے
کیا … طیران نے کہا اے جوان میری تجھپر جان جاتی ہے اگر میرا وصل اختیار کریگا تو وہ
مرتبہ … … بڑے بڑے پہلوان رشک کرین جو تجھسے مقابلہ کرے تیرے ہاتھ
سے … سب پر غالب رہے رستم نے کہا او بے حیا کیا بکتی ہے جو تجھسے ہوسکے

قصور نہ کر طیران نے جھلا کر حکم دیا کہ اِس جوان کو اُسی مکان مین لیجا کر قید کرو جہان وہ عیار قید ہین کنیزین رستم کو کشان کشان اُسی مکان مین لائین سماک نے جو رستم کو دیکھا بیتاب ہوگیا کہا ای شہر یار اکثر قبلہ و کعبہ نے آپ کے سمجھایا ہو کہ جادوگرنی سے تکرار نہ کیجیے اگر کیجیے تو فکر کرون ظاہر مین کہدیجیے کہ مین تجھپر مرتا ہون اور علیحدہ لیجا کر اُسکا علاج کیجیے رستم سر جھکائے سُن رہے ہین کہ طیران جادو خود آئی کہا ای جوان مین بہت بیقرار ہون مجھکو قبول کر رستم نے کہا مجھکو تجھپر توجہ ہو لیکن ڈرتا ہون کہ تو ساحرہ ہو ایسا نہو فتور برپا کرے طیران قدمون پہ گر پڑی کہا ای جوان کبھی تجھپر بدعت نہ کرونگی ہمیشہ محبت صرف کرونگی رستم نے کہا پھر مجھے لے چل کیون قید رکھا ہو مین نے جسوقت سے تجھکو دیکھا ہو کیا کہون کہ دل کا کیا حال ہو تجھ ایسی خوبصورت کہان ملیگی طیران بحال ہوئی نہال ہوگئی رستم کو قید سے رہا کر کے محل مین لائی کنیزون سے کہا ہٹ جاؤ اب میرا معشوق راضی ہوا لطف زندگی حاصل ہوگا کنیزین ہٹین رستم نے طیران کو شراب پلانا شروع کی طیران کہتی ہو آپ بھی شراب پیجیے رستم جواب دیتے ہین کہ تم خوب پی لو پھر مین بھی پیونگا دو چار جام بڑے بڑے طیران کو پلائے طیران کی آنکھین نکل آئین رستم نے ہاتھہ تھاما کہا ملکہ کنارے چلو طیران لڑکھڑاتی ہوئی اُٹھی نگر شاد ہو رہی ہو کہ اب رستم سے وصل ہوگا رستم اُسکو گوشے مین لائے طیران نے اپنے کو گرا دیا کہا دیکھو صاحب مجھکو ہاتھہ نہ لگانا ایسا نہو کہ میرا دم نکلجائے رستم نے قاعدے سے بیٹھکر ارادہ کیا طیران نے منھہ ڈھانپ لیا مگر ہائے وائے کیے جاتی ہو رستم نے گلے پہ ہاتھہ رکھکر ایک گھونسہ مارا کہ سر طیران کا پھٹ گیا سماک بلداقی بھی قید سے چھوٹا اُٹھتے ہی طیران کا سر کاٹ لیا رستم سے کہا چلیے رستم یلتن جو سر طیران کا لیکر نکلے کئی ہزار سپاہی جو اُترے تھے اُنھون نے جو دیکھا کہ ایک جوان سر لیکر ساحرہ کا نکلا کوہ پر جو درخت تھا وہ بھی جلگیا اور سپاہیون نے یہ بھی دیکھ لیا کہ اِسی جوان نے جاکر طیران کو مارا عیار سر لیے ہوے ساتھہ ہو سب سپاہیون نے آکر رستم کو سلام کیا کہا ای شہر یار ہم لوگ آپ کے چیر کے ہین منقصدیون نے سب

اسباب نکالا باجا بجنے لگا یہان وفاق شاہ رات سے انتظار کر رہا تھا کہ ہرکارے نے
آکر خبر دی کہ آپ کے مہمان نے جاکر ساحرہ کو مارا سبب جہیز نکالا ہو وہ جوان طرف باغ
ملکہ کے جاتا ہو وفاق یہ خبر سنکر گھبرا گیا کہا لو صاحبو غضب ہوا اگر بھائی صاحب یہ خبر سنینگے
تو بہت رنجیدہ ہونگے مگر اشتہار عام دیچکے ہین کہ جو اس طائر کو مٹائے محبوب کے
ساتھ نکاح کر دون اسباب جہیز بھی رکھوا دیا ہو ادھر کنیز نے یہ خبر ملکہ کو پہونچائی کہ اس
جوان نے جاکر جادوگرنی کو مارا اب برات لیے ہوے آتے ہین ملکہ تیاری کرنے لگین
کہ رستم آکر پہونچے ارادہ ہوا کہ اندر جاؤن کہ وفاق شاہ آکر دروازے پر کھڑا ہوا
کہا اے شہریار ملکہ محبوب گیسو دراز بیشک آپ کا ناموس ہو مگر مین نے خدمت کی ہو
معاوضہ خدمت یہ چاہتا ہون کہ مین شاہ کو عرضی لکھون کہ فرزند صاحبقران نے آکر
اس طائر کو مٹایا ایک ساحرہ تھی کہ وہی آواز دیا کرتی تھی دیکھون وہ کیا لکھتے ہین
رستم نے کہا اے وفاق تمھاری خاطر ہو ورنہ شرط تو مین پوری کر چکا سپاہی کہنے لگے
آپ مقابلہ کیجیے ہم آپ کے ساتھ ہین کئی جوان یہان مارے گئے جنھنے اُنکو قتل کیا
اب کیون نہ اطاعت کرین جو حکم دیجیے وہ بجا لائین رستم نے کہا یہ جوان محسن ہو
جو کہیگا وہ کرونگا وفاق شاہ اُسی وقت کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور کہا مین بھی
آپ کے ساتھ ہون برات لیکر چلیے راہ مین آفاق شاہ آجائیگا جیسا چاہیے ویسا
کیجیے یہان فساد نہ ہو مین نہین چاہتا کہ آپسے جنگ ہو مگر مجھے بدنامی سے بچا لیجے
یہ کہکر عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ بھائی صاحب آپ تو معشوق لینے گئے ہین مگر رستم نے
یہان آکر طائر کو مٹایا برات لیے ہوے آتا ہو ہرچند کہ کوئی کلام آپ کو نہین ہو
مگر اطلاعاً گذارش کی شتر سوار کو نامہ دیا شتر سوار نامہ لیکر چلا یہان آفاق شاہ
خواہش مین معشوق کی آتا ہو باپ کو ملکہ کے پیغام بھیجا ہو شاہ نے ناچار ہوکے
جواب دیا ہو کہ مین بیٹی دونگا مگر ملکہ نے جو سُنا تو پیٹنے لگین کہتی تھین مین ایسکے ساتھ
نہ جاؤنگی کہ شتر سوار نے آکر نامہ دیا آفاق شاہ نے نامہ پڑھا جلگیا کہا او رغضب
دیکھو کہ وہ جوان زخمی ہوکر میرے ملک مین پہونچا اُسنے شرط پوری کی مگر مین نے

شرط واسطے مسلمان کے نکی تھی اُسے گینڈا میر دنیا رکر وہین راہ مین اُسے مار ونگا
یہ کہکر سوار ہوا فوج کو ساتھ لیکر چلا رُستم جہان سے بیٹے ہوے آتے تھے وہی جوان
جہیز والے ساتھ ہین اسباب جہیز ہمراہ سونیکا پلنگ چھپر کھٹ وغیرہ اور باقی جملہ
اسباب بڑی بڑی دیگین اور تانبے کے مٹکے اونٹون پر لدے ہوے کشتیون مین
اسباب چنا ہوا صندوق پٹارون کے چھکڑے ہمراہ آفاق نے جو دیکھا گینڈا میر
کیا میدان مین آیا پکار کر آواز دی او جوان مین نے تیرے واسطے شرط نہین مقرر
کی تھی اب تو میرے مقابلے مین آ رُستم نے مرکب بڑھایا آکر آفاق کو سلام کیا آفاق
اور بھی جلگیا کہا کیون سلام کرتا ہے مین کوئی عذر تیرا نہ مانونگا اور تجھکو قتل کرونگا
رُستم نے کہا آپ بزرگ ہین جو چاہیے سزا دیجیے مین عذر نہ کرونگا مگر انصاف شرط
ہے کہ جو آپ نے شرط مقرر کی تھی وہ مین نے پوری کی اسباب سب ساتھ ہے آفاق نے
کہا مجھسے مقابلہ کر اگر مجھپر غالب آئیگا تو ملک کو لے جانا کہ سامنے سے بونڈا گرد کا اُڑا
دیکھا خواجہ عمرو رُستم کو تلاش کرتے ہوے آکر پہونچے یہ حال جو سُنا اور رُستم کو
دیکھا کہ سامنے آفاق کے چپ کھڑے ہین آفاق کہتا ہے وار کیجیے رُستم کہتے ہین کہ
میری کیا مجال ہے کہ آپ پر وار کرون عمرو نے کہا او جوانمرگ پرائی بہو بیٹی پر
نگاہ ڈالتا ہے کچھ تجھکو شرم نہین آتی آفاق شاہ انکو قتل کرو ہم انکے باپ سے
کہدینگے آفاق شاہ نے ہاتھ تلوار کا اُٹھایا رُستم نے سر جھکا دیا کہ آفاق رُک گیا
عمرو نے کہا بیٹا اب کیون دبتے ہو مقابلہ کرو اگر اسپر غالب آؤ گے تو معشوقہ ملیگی
ورنہ تڑپتے رہو گے رُستم نے مرکب مہمیز کیا کہا اے آفاق بسم اللہ جنگ شروع ہو
آفاق نے قریب آکر کہا بھائی صاحب آپ بدنام ہوجائیے گا اور یہ بھی عرض کرتا
ہون کہ آپ اِسپر غالب نہ آئیے گا اِسنے جاکر ساحرہ کو مارا اور ہطارُسے کوہ کو پاک
کیا اب عذر نہ کیجیے بلکہ اگر مناسب ہو تو مسلمان ہوجائیے آفاق سمجھ گیا کہ اب
معشوق بھی گئی اور بیٹی بھی گئی اسی جوان کی اطاعت کرو کہ جان بچے قدمون پر
گر پڑا کہا مین اطاعت کرتا ہون معشوق بھی لیجیے اور بیٹی بھی لیجیے مین آپکا تابعدار

جون رستم نے آفاق و وفاق کو مسلمان کیا بالا ے قلعہ آ ے دونون معشوقون سے
عقد کیا خواجہ نے عقد پڑھا اور بہت کچھ لڑ کے لیا بیٹی کے باپ سے الگ لیا اور
رستم سے الگ لیا نامۂ صاحبقران دیا رستم نے جو پڑھا یہ مضمون تھا کہ اے فرزند ارجمند
سعد شہریار طرف قمر ہفت رنگ کے جاتے ہین مین بھی کوچ کر چکا تم بھی اپنے کو پہونچا
ایسا نہ ہو کر بادشاہ سے مقابلہ پڑ جا ے سُنا ہی کہ جمشید ثانی نے فوجین بہت جمع کی ہین معرکہ
عظیم پڑیگا رستم نے خواجہ کو خلعت دیا خواجہ رخصت ہو ے رستم نے حکم دیا سب
سردار تیار رہون ہمارا کوچ طرف قمر ہفت رنگ کے ہوگا جہانگیر سے کہا بھائی تم آ
مین پہلے جاؤنگا اسباب طلسمی بھی مجکو تقسیم کرنا ہی یہ کہکر اول جہانگیر روانہ ہو ے بعد
اسکے رستم چلے مگر فوج بے حساب ساتھ ہو منزل درمنزل جاتے تھے ایک صحرا مین
پہونچے تھے کہ پہر رات رہے لشکر مین غل ہوا کہ آدمخوار لشکر مین گھس آ ے ہین لوگون کو
مار رہے ہین چند آدمیون کو کھا گئے رستم جھلا کر اُٹھے تیغہ پکڑ کر چلے سامنے آ کر دیکھا کہ
دو آدمخوار لشکر کو تباہ کر رہے ہین رستم نے للکارا ایک آدمخوار طرف رستم کے چلا
آ کر چیخ مارا رستم نے دونون ہاتھ اُسکے قلم کیے ہاتھ کٹوا کر خون بہتا ہوا وہ آدمخوار
بھاگا دوسرے نے جو دیکھا کہ ایک کے دونون ہاتھ کٹے وہ بھی بھاگا رستم پیچھے
گھوڑا اڑا لا لوگ منع کر رہے ہین کہ آگے نہ جائیے وہان بیشۂ آدمخواران ہی رستم نے
کہا وہان بیشۂ آدمخواران ہی تو یہ بھیجا کیے ہین کہ میرے لشکر پر آ گئے یہ فرما کر مرکب
بڑھایا وہ دونون آدمخوار سامنے اپنے افسر کے پہونچے اخلاق آدمخوار اپنے مقام پر
بیٹھا جھوم رہا تھا دونون نے عرض کی کہ وہ جوان آتا ہی اخلاق اپنے مقام سے اُٹھا
جھومتا ہوا سامنے رستم کے آیا بڑھکر چیخ مارا رستم نے کلائی تھام لی گھوڑے سے
کود ے اخلاق لپٹ پڑا تمام زرہ وغیرہ نوچ ڈالی مگر رستم نے تمام بال اُسکے نوچکر
پھینک دیے ہین اخلاق بھی عاجز ہو رہا ہی مگر لڑے جاتا ہی رستم نے دونون مونڈھے
تھام کر پٹکا مارا کہ اخلاق گرا رستم چھاتی پر چڑھ بیٹھے فرمایا حالا ورشناختی پرودگار
چہ میگوئی اخلاق نے عرض کی تا زندہ ایم بندہ ایم دل سے اطاعت کرتا ہون رستم نے

کلمہ پڑھایا اخلاق آدمخوار کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اخلاق نے ایک چیخ ماری
کہ بارہ ہزار آدمخوار آکر جمع ہوگئے رستم کو ڈرانے لگے چینے ڈرایا رستم انپر جا پڑے
تمام جسم میں ان سب کے بال ہیں کہ وہی ستر جسم میں جب دو چار زیر ہوئے سب ڈرگئے
آپس میں کہتے ہیں کہ یہ آدم زاد بڑا زبردست ہے یہاں اہل لشکر سب رو رہے تھے
اور غلغلہ تھا کہ آقا نے غضب کیا بیشہ آدمخواران میں گھس گئے وہ تو آدمخوار ہیں چیر پھاڑکر
کھا جائینگے اس انتظار میں کھڑے تھے پر کسی کا حوصلہ نہیں پڑتا کہ مدد کو جائے انجم سمک
بیقرار ہو کر گھس گیا دیکھا رستم آتے ہیں سارے بدن سے خون بہتا ہے اخلاق مع
کل آدمخواروں کے ساتھ ہے سب آدمخوار خاموش چلے آتے ہیں اب جو لشکر کو دیکھا
پھریریاں لینے لگے کہتے تھے یہ سب ہماری خوراک ہیں رستم نے تلوار کھینچکر سبکو ڈرایا
اور فرمایا کہ اگر ایک کو انہیں سے کھاؤگے تو سب کو مار ڈالونگا آدمخوار سب سے ملنے
لگے ہاتھ پھیلایا اور لپٹ گئے رستم نے لاکر سب کو اتارا اور فرماتے تھے کہ یہ فوج
خوب ملی یقین ہے کہ جمشید ثانی پرست ان سب کو دیکھکر بھاگیں جو نہ بھاگیگا اسکو یہ
کھا جائینگے رستم نے شب کو اسی مقام پر مقام کیا اخلاق کو لاکر محفل میں بٹھایا
جام جو گردش میں آیا اور ساقی نے جام اخلاق کو دیا اخلاق نے اس شراب کو
پھینکدیا اور ساقی بچے کو ڈرانے لگا رستم نے اخلاق کی پھر گردن پکڑی اور کہا
یہ کیا حرکت ہے پھر گائن سے اشارہ کیا وہ سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

کسی دن سیر کرنے کو جو وہ گلزار میں آئے — گلوں میں بو بصارت نرگس بیمار میں آئے
قلم کرتے ہیں وہ سر عاشقوں کے اس صفائی سے — یہ کیا ممکن جو دھبا خون کا تلوار میں آئے
ہمیں جلوہ دکھا کوہ طور پر بھی تم نے دکھلایا — یہانتک ہم تمہاری حسرت دیدار میں آئے
عدم میں آکے پہونچے سیر کی شہر خموشاں کی — کہاں سے ہم کہاں گھبرا کے ہجر یار میں آئے
اگر تو شربت دیدار کا اس سے کرے وعدہ — ابھی صحت ہو وہ طاقت ترے بیمار میں آئے
شہادت چاہیں ہیں دیکھے اگر خنجر ہے تیکی — ابھی تو خون کی بو سرخی سوفار میں آئے
ملک بہر جبت اٹھے سرو قد تعظیم کی خاطر — ہوئی یہ منزلت عاشق جو بزم یار میں آئے

سنا ہو جنھے یہان اکثر دعا مقبول ہوتی ہے
مسیحا سے حقیقت درد دل کی کہنے جاؤنگا
تلاطم ہو گیا ہر سمت اُنکی آمد آمد سے
یہان تو ای بنر بر اکثر قیامت رہتی ہر برپا

مرادین ہم بھی لینے کو تری سرکار مین آئے
ذرا ہوش آ سکے تجھکو جان مجھ بیمار مین آئے
قیامت ہو گئی برپا جو وہ دربار مین آئے
ہمارا سا جگر کرلے تو کوئے یار مین آئے

سب آدمخوار اُٹھکر ناچنے لگے اور گائن کو لپٹے جاتے ہین وہ گائن بھاگ کر پیچھے رستم کے چھپی رستم نے سب کو منع کیا رستم جب دیکھتے ہین کہ یہ لوگ نہین مانتے تو اُٹھکر کھڑے ہوئے ہین کیسکو دے مارا تب وہ لوگ مانتے ہین سرداروں نے عرض کی کہ انکو صحبت مین جگہ نہ دیجیے رستم نے کہا ہم چاہتے ہین کہ انکو انسان بنائین یہ سب چلکر لشکر جمشید ثانی سے مقابلہ کرین دوسرے دن رستم نے کوچ کیا سب کو ساتھ لیکر چلے مگر شاہزادہ جہانگیر جو آگے بڑھ گئے تھے انکو ایک صحراے ویران ملا استخوان انسان جابجا پڑے ملے ہین ہڈی سر کی پڑی ہو کہین اُستخوان پا پڑے ہین بوے بد آرہی ہو چابک نے اشکر کو اشارہ کیا کہ اسی مقام پر اترو جہانگیر نے کہا بھی کہ یہ مقام اترنیکا نہین ہو مگر چابک نے عرض کی کہ یہ صحراے غولان ہو یہان لشکر کو آزار نہ پہونچیگا آپ شیر بیشۂ جرأت ہین آپ کے لشکر مین غول نہ آئیگا اور اگر آئیگا تو صدمہ اُٹھائیگا لشکر اتر پڑا سب سردار مشغول رہے ہین دیکھا چند غول دُرۂ کوہ سے نکلے دور سے دیکھکر پھر بھاگ گئے کہ چابک نے عرض کی حضور دیکھیے غول نکلے تھے مگر آپ کو دیکھکر بھاگ گئے جہانگیر نے کہا ای چابک تم بھلے بناتے ہو چابک نے عرض کی میری کیا مجال ہو کہ خلاف ادب عرض کرون آپ نے اس سن مین کیا کیا کار ہاے نمایان کیے جسکا ذکر مصنف طلسم نوخیز جمشیدی لکھ رہے ہین اب وہ کتاب شایع ہو گی آپ نے طلسم فنا فتح کیا ایسا فتح کیا کہ آپ کے بھائی صاحب شرمندہ ہوے جہانگیر نے کہا کار ہاے نمایان بھائی رستم سے سرزد ہوے کہ جسکا آجتک ذکر ہوتا ہو لندھور ایسے شخص کو مع ہاتھی اُٹھا لیا تمام فرنگستان کے لوگ نام سے رستم کے کانپتے ہین یہ باتین کرتے ہوے بارگاہ مین آکر بیٹھے صحبت آراستہ ہوئی ساقیان سیمین ساق

ومطربان خوش آواز حاضر ہوے گائنین خوش آواز سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانے لگین نظم

دانا کیا ہی تو نے جدا ای آسمان سے مجھے
پیسینگی دانت دیکھکے سب چکیان مجھے

در پردہ قہر ہی ستم آسمان سے مجھے
معشوق بھی دیا ہی تو ایذا رسان مجھے

رشک و حسد سے دیکھتے ہین آسمان مجھے
اللہ نے دیا ہی جو نام و نشان مجھے

سودا ہی زلف یار کے حلقونکا خود ہون قید
حداد ہین پہناتے عبث بیڑیان مجھے

ای دل کسی نے یاد کیا ہی مجھے ضرور
بیوجہ آج آتی نہین ہچکیان مجھے

بلبل سے ہی غرض نہ کسی گل سے کام ہی
یکسان فراق مین ہی بہار و خزان مجھے

جب تو نہ ہو تو سیر گلستان نہین پسند
سم ہی ترے بغیر مئے ارغوان مجھے

کیونکر رہون مین چشم حسینان مین حسن ہی
سرمہ بنائے پیس کے گر آسمان مجھے

تقدیر مین لکھی تھین اٹھانی جو سختیان
بیٹھے بٹھائے ہو گیا عشق بتان مجھے

پہلو سے چھینکر دل بیتاب اٹھ گئے
لیکن بتا گئے نہ وہ نام و نشان مجھے

بلبل پھڑک کے کہتی ہی فصل بہار مین
گلشن سے تو نکال نہ ای باغبان مجھے

ای یار اب تو آنکھون سے کچھ سوجھتا نہین
اندھیر ہی فراق مین سارا جہان مجھے

ہی خوف مثل گرد کہین رہ نہ جاؤن مین
رکھا ہی ضعف نے جو پس کاروان مجھے

تیر مژہ سے دل کو بچانا ضرور ہی
غصے سے دیکھتا ہی وہ ابرو کمان مجھے

بلبل وہ ہون کہ قید مین برسون گذر گئے
تھا کس چمن مین یاد نہین آشیان مجھے

کہتی ہی ہجر گل مین ہر اک بلبل نحیف
لیجائیگی اڑا کے ہوائے خزان مجھے

زلفین دکھا دکھا کے یہ کہتی ہی چشم یار
رکھے سیاہ کیون نہ سدا یہ دھوان مجھے

سطوت کی یہ دعا ہی کہ دوزخ سے حشر مین
آ کر بچائیگا شہ انس و جان مجھے

جہانگیر مصروف عیش و نشاط ہین زلف لیلاے شب کمر سے گذر چکی ہی کہ لشکر سے فریاد و فریاد کی آواز آنے لگی جہانگیر نے کہا ارے دریافت تو کرو یہ کیسا غل ہی کہ چابک دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ ای آقاے نامدار جلد چلیے ہزار ہا غولان بیابانی لشکر مین گھس آئے ہین سیکڑون بندگان خدا کو چبا مار ڈالا ہر چند کہ پہلوان لڑ رہے ہین

سیکڑوں غول بھی مارے گئے مگر وہ بھاگتے نہیں اور صحرا سے تار بندھا ہوا ہے کہ جب وہ غل مچاتے ہیں تو اور غول چلے آتے ہیں اس وجہ سے ہجوم بہت ہو گیا ہے غلام نے بھی آپ کے دس بیس غول مارے مگر وہ کسیطرح بھاگتے نہیں جہانگیر تنبہ تیک کر اُٹھے باہر آ کر دیکھا کہ ہزار ہا غول بیابانی موٹے موٹے جسم لٹکتے ہوئے چوبدستین ہاتھ میں جسکے چوبدست ماری وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا مگر سردار ان جہانگیر انسے لڑ رہے ہیں جہانگیر نے فوراً آتے ہی نعرہ کیا نعرے سے زمین تھرائی غول حیران ہوئے جہانگیر کو جو آتے ہوئے دیکھا ایک اُنمین غول کلان تھا اُسنے ایک چیخ ماری سب جمع ہو کر اُسی کے قریب آ گئے وہ غول بھاگا سب اُسیکے پیچھے چلے جہانگیر نے پیچھا کیا وہ غول بھاگ کر طرف صحرا کے نکل گئے جب قریب درۂ کوہ کے پہونچے تب رونے کی آواز کان میں آئی کہ کوئی دردرسیدہ بلک بلک کر رو رہا ہے ہر مرتبہ آواز دیتا ہے کہ ای کریم کارساز وای رب بے نیاز رحم اپنا شریک کر

نظم

بندہ ام پابند صد رنج و الم	عاجز و مسکین اسیر درد و غم
ای شبہ فریاد رس فریاد رس	نفس و شیطان میکند بر من ستم
ز آتش غم سینہ سوزد مثل برق	دیدہ مثل ابر گریہ دمبدم
وای صد حسرت کہ در دنیای دون	نقد عمر خویش ضایع کردہ ام
از رجوع دل نماندم ای دریغ	بر طریق بندگی ثابت قدم
بر مآل کار خود و آخر تا	در دل اندیشہ نکردم بیش وکم
نیست اندیشہ ز بدخواہان مرا	تو کنی بر من اگر فضل اتم
وار چون گردون دون ای کردگار	گر دنم در سجدۂ اخلاص خم
کن عطا ای معدن جود و عطا	کن کرم ای صاحب لطف وکرم
ہست این ناچیز عاجز خاکسار	بر کمال فضل تو امیدوار

جہانگیر نے یہ صدائے دردناک جو سُنی سوچے کہ کوئی اہل اسلام فریاد کر رہا ہے گھوڑے سے اُتر کر جیسے ہی اندر آئے دیکھا ایک جوان تاجدار زنجیروں میں بندھا پڑا ہے

اور بلک بلک کر رہا ہین کر رہا ہی سر جھکائے بیٹھا ہی جہانگیر نے پکارا ای جوان
کس مصیبت مین ہو جیسے ہی ایک جوان نے سر اٹھایا پکار کر آواز دی کہ ای فرزند صاحبقران
خوب وقت پر آپہونچے مین تو آپ ہی کو یاد کر رہا تھا جہانگیر نے قریب آکر زنجیرین
کھولین بیڑیان توڑ ڈالین وہ جوان اٹھتے ہی قدمون پر گر پڑا اسقدر رویا کہ آنسو
جہانگیر کے تر ہوگئے کہتا تھا ای شہریار مفتون تاجدار میرا نام ہی مین بیراسے شکار
گیا تھا ان غولون نے گرفتار کر لیا بیتالک غول کہ سب کا افسر ہی اسنے یہ کہکر سب
سے لیا کہ اسکو مین کھاؤنگا مگر اسکی مادہ خبیثہ غولنی مجھپر عاشق ہی جب بیتالک نے
ارادہ کیا کہ مجھکو ذبح کرے خبیثہ نے آکر ہاتھ تھام لیا اور کہا کیون غریب کو مارتا ہی
ابھی قید مین رہنے دے کل آکر کھائین گے تب بیتالک باز آیا کل شب کو جو تڑپتے
تڑپتے سو گیا عالم خواب مین ایک بزرگ آئے انھون نے مجھکو مسلمان کیا اور
آپ کے آنے کی خبر سنائی کہ فرزند صاحبقران تمکو آکر رہا کریگا آپ ہی کی یاد مین
بیقرار تھا شکر کرتا ہون پروردگار کا کہ آپ تشریف لائے مذہب اسلام بھی اختیار
کیا جہانگیر نے مفتون تاجدار کو ساتھ لیا باہر نکلے لشکر والون نے جو جہانگیر کو
آتے ہوئے دیکھا سب نے دوڑ کر قدمونکو بوسہ دیا عرض کرتے تھے ای شہریار بہادر تم
خوب لڑے اور غولون کو مارا لیکن نہ بھاگتے تھے آپ کے ایک نعرے کی
آواز سے بھاگ گئے یہ ذکر تھا کہ پھر صحرا سے گرد اڑی آگے آگے بیتالک و خبیثہ
پشت پر ہزارہا غول بیابانی بیتالک پکارتا ہوا او جوان خبردار ہماری خوراک
کو کہان لیے جاتا ہی جہانگیر نے پھر نعرہ کیا تلوار کھینچکر بڑھے بیتالک نے آگے
بڑھکر چوبدست لگائی جہانگیر نے چوبدست کو قلم کیا دوسرا ہاتھ مارا کہ بیتالک کے
دو ٹکڑے ہوئے خبیثہ چیخ مار کر دوڑی کہتی ہوئی کہ او جوان بڑا غضب کیا میرے ہمدرد
کو مارا اب تجھکو کھا جاؤنگی قریب آکر جہانگیر سے لپٹ گئی جہانگیر نے ایک طمانچہ
مارا کہ خبیثہ کانپ گئی دوسرا گھونسہ مارا کہ خبیثہ کی پسلیان ٹوٹ گئین منھ کے بل
گری جہانگیر نے اسکا بھی سر کاٹ لیا سب غول بھاگ گئے جہانگیر مفتون کو ساتھ

[illegible] سے پھر بار گاہ آراستہ ہوئی جام مے ارغوانی گردش مین آیا صداے
شادیانہ [illegible] نوش بلند ہوئی ایک گائن سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانے لگی نظم

مضمون آہ کیونکر بیان ہو لبون سے دور ہون	ممکن نہین کہ سرو گلستان سے دور ہون
قاتل سے اپنے مرتبۂ عشق ہی سبب مجھے	میرے لہو کے داغ بدامان سے دور ہون
صاف اسقدر ہی چہرہ ترا دیکھکر جسے	رنج و ملال خاطر انسان سے دور ہون
پاتا ہون اسقدر دل عالم سیاہ و مین	شمع و چراغ گور غریبان سے دور ہون
رو رہا ہون زمین سے فلک کے قریب ہی	شیرون کے نام دفتر سلطان سے دور ہون
پست و بلند شعر ترا دوان ہی زحل گئے	کیونکر یہ آسمان و زمین بان سے دور ہون
آتش غم حسین مین رو و ہنس رہا ہی کیا	سطرین کی سطرین نامۂ عصیان سے دور ہون

سب خوش بیٹھے ہین گانے والی کی تعریفین کر رہے ہین کہ پلٹ کر جہانگیر نے دیکھا
مفتون تاجدار بیٹھا ہوا رو رہا ہی جہانگیر نے پلٹ کر پوچھا کیون اے مفتون خیر تو
ہی مفتون [illegible] زیادہ بیقرار ہوا کہا اے شہزادے سامنے درۂ کوہ ہی اور نیلم نامے قزاق
بالا [illegible] رہتا ہی بیٹی اسکی [illegible] روز گاہ ہی کو ٹھے پر آتی تھی مین دیکھکر چلا جاتا
تھا ایک دن جو آیا نظارۂ معشوق کر رہا تھا اور اشارون مین باتین ہو رہی
تھین [illegible] سے معلوم ہوا کہ وہ بھی مجھکو چاہتی ہی جب غولون نے آکر مجھکو گھیرا اور
مین مصروف جنگ ہوا تو وہ سر پیٹ رہی تھی اور چاہتی تھی کہ بام سے اُتر آئے
اور مجھکو بچائے مگر ہزار ہا غول مجھپر ٹوٹ پڑے تلوار چھین لی گھوڑے کو چیر پھاڑ کر
کھا گئے بیتا لک نے مجھکو لے لیا کہ حضور نے مجھکو رہا کیا اسوقت جو گائن نے اشعار
عاشقانہ گائے غلام کو معشوقہ یاد آئی نام اُسکا ماہ رخسار ہی حقیقت مین اسم با مسمّی
ہی ایسی حسین عورت میری نگاہ سے نہین گذری اسوقت میری آنکھون کے سامنے
پھر رہی ہی اُسی خیال سے روتا ہون یہ چاہتا ہون کہ اپنی جان دون جہانگیر نے
کہا اے مفتون نگھبراؤ کل ہم تمکو ساتھ لیکر چلینگے قزاق سے پیغام کرینگے اور
کہینگے مفتون تاجدار شاہزادہ ہی اسکو بدامادی قبول کرو اگر نہ قبول کریگا

تو اُس سے مقابلہ کرینگے اور بیٹی کو اُسکی لینگے تمھارے ساتھ عقد کرینگے انشاء اللہ تمھارا
مطلب پورا ہوگا مفتون تاجدار خوش ہوگیا شب بعیش و آرام مین بسر ہوئی صبح کو
جہانگیر مسلح ہوے مفتون سے کہا چلو وہ مقام ہمین بتاو مفتون نے عرض کی غلام
نہین چاہتا کہ آپ کو آفت مین پھنسائے وہ قزاق بلاے روزگار ہی اُسکو اپنی جرات پر
بڑا ناز ہی جہانگیر نے کہا وقت پر معلوم ہوجائیگا دو تین سو جوان ساتھ لیے اور مفتون
کو تخت پر سوار کیا سامنے درہ کوہ نیلم قزاق کے آئے اور اُتر پڑے نیلم نے بالاے
کوہ سے جو فوج کم دیکھی پہاڑ سے اُترا بارہ ہزار جوانون کو ساتھ لیکے مقابلے مین آگیا
جہانگیر نے نامہ تیار کیا نامہ [illegible] پکار کر آواز دی ای سرداران نامی و ای پہلوانان
گرامی ایک بہادر نامہ میرا لیکر جائے مگر نامہ ذلیل نہ ہو شرطین پوری کرائے کسی نے
جواب نہ دیا دوبارہ جہانگیر نے کہا ہان یارو مین ایک جوان چاہتا ہون کہ نامہ میرا
لیکر جائے اور جواب باصواب لائے چابک صبا رفتار کرسی سے اُٹھا جام پیا
نامہ سر سے باندھا جہانگیر نے کہا ای مفتر مین پہلوان کو چاہتا تھا تجھسے نہین کہا تم
کیون اُٹھے چابک نے عرض کی اب تو غلام اُٹھ چکا جام بھی پی گیا اب تو ضرور جاؤنگا
آپ کے اقبال سے شرطین پوری کراؤنگا کوئی بات باقی نہ رہیگی یہ نہ ہوگا کہ آپ کا
نامہ ذلیل ہو بہت آبرو سے لیکر جاؤنگا جہانگیر ناچار ہوے آخر اجازت دی چابک
نامہ لیکر چلا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی نامہ سر سے بندھا ہوا دیکھا قلعے سے ایک
جوان آتا ہی گینڈے پر سوار اسباب شکار ساتھ چابک نے بڑھکر اُس جوان کو
سلام کیا پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہی اور نیلم قزاق سے آپ کو کیا واسطہ ہی اُس جوان
نے کہا دلیم قزاق میرا نام ہی اور نیلم کا بھائی ہون براے شکار جاتا ہون تو کسکا
عیار ہی چابک نے کہا شاید آپ نے نام سنا ہو چابک بن عمرو عیار جہانگیر دلیم
گینڈے سے کود پڑا کہا ای مفتر والا گہر مین نے شب کو تمکو خواب مین دیکھا ایک
بزرگ نے آکر تمسے ملوایا اور مجھکو کلمہ پڑھایا فرمایا تھا کہ تم براے شکار جاؤگے راہ
مین چابک سے ملاقات ہوگی جو وہ کہے سو کرنا ای مفتر والا گہر کہان جاتے ہو چابک نے کہا

نامہ آقا کا لیے ہوئے جاتا ہون اور چاہتا ہون کہ طریقے ہین زیق نہ ہر سے دیلم نے کہا
آج شب کو میرے یہان مہمان رہیے صبح کو جب مین بارگاہ مین جاؤنگا تب آپ آئیے گا
مین نیلم کو منع کرونگا کہ سرکشی نہ کرو ایسا تمکو چاہیے مگر نے حقیر جانا کر جیسا کہ تمہین حق ایلچی کے
بھیجا ہی تو یقین ہی کہ میرے کہنے سے سرکشی نہ کرے اور نامہ داری بخوبی حسب شرط
پوری ہو جائے چابک نے دیلم کا کہنا قبول کیا ساتھ دیلم کے اسکی مستقر پر اُتر پڑا
دیلم نے بارگاہ استاد کرائی بڑی دھوم سے شب کو چابک کی دعوت کی جس وقت جلسہ
آراستہ ہوا تو چابک سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گانے لگا نظم

باتین نکاسنے لگے خورشید و ماہ مین — جیتا نہیں ہی کوئی تمہاری نگاہ مین
مشتاق قتل کے ابھی کتنے ہین راہ مین — کتنے سسک رہے ہین پڑے قتل گاہ مین
ظالم خدا کے واسطے کیون چھیڑتا ہی تو — جلنے لگین گے ارض و سما ایک آہ مین
ہر روز کون کہتا ہی آنے کے واسطے — ای جان کیا مضائقہ ہی گاہ گاہ مین
کیونکر بچیگا خرمن صبر اپنا دیکھیے — ہی قہر کی تڑپ تری برق نگاہ مین
کوٹھے پہ جلوہ گر تمھین ای جان دیکھکر — پھرتی ہی کوہ طور کی بجلی نگاہ مین
قاتل نگاہ بد سے بچائے خدا تجھے — دریا لہو کا بہنے لگا قتل گاہ مین
رک رک کے دم نہ جاؤ تو کچھ اور لطف ہو — بسمل کا رقص دیکھ تو لو قتل گاہ مین
لازم ہی جستجو سے نہ ہون ہم بھی دست کش — ملجائین گے کبھی نہ کبھی وہ بھی راہ مین
مین بھی بغل مین بیٹھا ہون ظالم ادھر تو دیکھ — نعمت تمام ہی تری ترچھی نگاہ مین
مشکل نہیں ہی چار ہزار و نشے بن پڑی — ہی لطف ای صفیر تو اسکے نباہ مین

رات بھر مکان پر دیلم کے جلسہ رہا صبح کو دیلم نے کہا مین بارگاہ مین جاتا ہون
آپ میرے بعد آئیے یہ کہکر دیلم روانہ ہوا اُسکے بعد چابک صبا رفتار تسمہ کمر
وغیرہ لگاکر نامے کو سر سے باندھکر طرف بارگاہ نیلم کے چلا مگر دیلم جب بارگاہ مین آیا تو
نیلم نے پوچھا بھائی صاحب آج آپ سویرے کیون چلے آئے سنتا ہون کہ شکار
کو نہین گئے مین نے خبر پائی ہی کہ آپ مکان ہی پر رہے ہرکارے نے مجھکو خبر دی ہی

دلیم نے کہا غلام آپ کا براے شکار جاتا تھا راہ مین فرزند صاحبقران کے ایلچی سے
ملاقات ہوئی مین نے دریافت کرکے اُسکو روک لیا شب کو اپنے مکان پر اُتارا
اب آتا ہوگا مین آپ سے یہ عرض کرتا ہون کہ پسر حمزہ نے آپ کو ایسا حقیر سمجھا کہ عیار
کی معرفت نامہ روانہ کیا اب آپ کی جلالت یہ ہی اور سب پر ظاہر ہی ہر شخص آپ کی
جرات سے ماہر ہی عیار کی کیا حقیقت ہی اگر آپ کا جی نہ چاہے تو وہ کیا کر سکتا ہی
اندر نہ بلائیے دروازے پر کھڑا رہے ذلیل ہوکر جائے مگر جرات یہ چاہتی ہی کہ اُسکو
سامنے بلوائیے جو کہے وہ شرط پوری کیجیے اور خلعت دیکر روانہ کیجیے کہ فرزند حمزہ
کو بھی معلوم ہو کہ نیلم قزاق نہایت جری و بہادر ہی یہ سنتے ہی نیلم نے کہا ای برادر
سب کچھ تو مجھکو گوارا ہی لیکن دروازے پر جو درگہ سالار بیٹھا ہی اُس سے کہدو
کہ اگر ایلچی آئے تو اُسکو روکے پہر چار گھڑی تک نہ اندر آنے دے اگر اُسکو آنا منظور ہوگا
تو سو صورتین ہین ورنہ یقین ہی کہ بہت خفیف ہوگا دلیم نے کہا ای برادر یہ بھی بات
ہتک ہی نیلم نے کہا اتنا تو مین حکم دیچکا زنبور نامے پہلوان دروازے پر بیٹھا ہی
خدمتگار کو اشارہ کیا کہ جاکر زنبور سے کہو کہ اگر کوئی جوان بطور ایلچی آوے تو
اُسکو دروازے پر روکنا بدون اطلاع نہ آنے دینا خدمتگار نے جاکر زنبور سے
کہا زنبور نے جواب دیا کہ میرا بھی یہی ارادہ تھا اتنا تو حکم آیا اگر خود فرزند حمزہ آئے
تو نہ آنے دون خدمتگار تو چلا گیا مگر زنبور بیٹھا جھوم رہا ہی کہ سامنے سے دیکھا کہ
مہتر چابک صبا رفتار جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی زنبور اور زیادہ تنا کہ چابک نے
آکر سلام کیا زنبور نے جواب بھی نہ دیا چابک سمجھا کہ یہ مغرور ہی عقل و فراست
سے دور ہی کہا ای پہلوان دوران مین اپنے آقا کا نامہ لیکر آیا ہون چاہتا ہون
اندر جاؤن زنبور نے کہا ٹھہر جاؤ کوئی معقول آدمی آئے تو اُس سے کہلا بھیجین غرض
چابک ٹھہر گیا اکثر چوبدار اندر سے آئے کچھ باہر سے اندر گئے چابک نے کہا
ای پہلوان یہ چوبدار جو اندر گئے اِنسے نہ کہلا بھیجا یہ سب نامعقول تھے دیکھین
معقول کون آتا ہی ہم تو جاتے ہین بہین دیر ہوتی ہی یہ کہکر چابک چلا زنبور نے

ہاتھ تلوار کا مارا چابک نے خالی دیا وار جو خالی گیا زنبور رحمبکا چابک نے ہاتھ مار کر زنبور کا سر کٹ کر گرا اور دھڑ ڈھلکتا ہوا بارگاہ میں پہونچا نیلم نے کہا ارے ورگہ سالار کو کینے مار کر پردہ بارگاہ کا اُٹھا چابک اندر آیا پکار کر آواز دی ایہاالناس سلام میرا اُسپر ہو جیو جو خدا کو واحد جانتا ہو مین مشرک پر سلام نہین کرتا نیلم بہت جھلایا دیلم نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ آپ کیون غصہ کرتے ہین ایسا نہ ہو کہ آپ کو ملال پہونچے مگر چابک ٹہلتا ہوا قریب دیلم کے آیا کہا ای پہلوان دوران آپ ذنگل پر سے تھوڑی دیر کے واسطے اُٹھ جایئے کہ مین آپکے مالک سے کلام کرونگا نیلم نے اشارہ کیا نہ اُٹھنا مگر دیلم نے اپنے مقام پر بیٹھنے کی جگہ دی چابک نے بیٹھتے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ چابک بن عمرو

منم چابک خوش میان خوش نقب	گلِ باغِ اسلام شاہِ عرب
غلام جہانگیر والا نشان	کہ اوہست دلبند صاحبقران
مین عیار زرّا رو فرار ہون	مین ابن عمرو شاہ عیار ہون

یہ نعرہ کر کے آواز دی کہ منم نامہ دار منم نامہ دار نیلم نے کہا نامہ لاؤ چابک نے کہا پہلے شرط یہ ہی کہ جو تمکو میسر ہو موافق اپنی حیثیت کے اس نامہ پر نثار کرو تفصیل کار خواجہ عمرو پاس جہانگیر کے آئے جہانگیر کو بارگاہ میں دیکھا چابک کو نہ پایا پوچھا کہ آپ کا عیار کہان ہی جہانگیر نے کہا برسم سفارت دربار نیلم میں گیا ہی خواجہ نے کہا یقین ہو کہ ہمارا ابھی کچھ حق ہو فوراً روانہ ہوئے خدمتگارون مین ملکر کھڑے ہوئے چابک نے کہا اس نامے پر زر نثار کیجیے نیلم نے دیلم سے پوچھا دیلم نے جواب دیا جو کہتا ہی وہی کیجیے آپ کی جرأت مین فرق نہین پڑتا نیلم نے چند کشتیان جواہرات کی منگائین سامنے چابک کے رکھین چابک نے کہا انکو کون دیکھے مین کیا محتاج ہون خدمتگارون نے کشتیان اُٹھائین کہ لٹائین کہ خواجہ نے جال الیاسی مارا اور آواز دی کہ ای جال تو جنجال ہو کر گرنا ایک حبہ باہر نہ جانے پائے جیسے ہی جال مارا سب کشتیان مع

جواہر جالی مین اور خادم خدمتگارون کی پگڑیان بھی جالی مین آگئین خواجہ سنے ایک مٹھ مٹر کے دانون کا اور چند کنکر پتھر بارگاہ مین پھینک دیے لوٹنے والے اسیر گیے ایک نے کہا مین نے تو کچھ گول گول پایا ہو دوسرے نے کہا میرے ہاتھ مین تو کچھ چوڑا سا آیا ہو کہا بھائیو تم ہاتھ کھولو جسنے گول گول پایا تھا اُسنے جو ہاتھ کھولا تو مٹر کا دانہ ہاتھ مین تھا اور جسنے چوڑا کہا تھا اُسنے جو ہاتھ کھولا کوڑی ٹھیکری اُسکے ہاتھ مین تھی دونون نے سر پیٹ لیے کہا یارو جواہرات کہان ہماری تقدیر مین کنکر پتھر لکھے تھے مگر تم ننگے سر کھڑے ہو اُسنے کہا بس اب باتین نہ بناؤ میری پگڑی دیدو آپس مین جوتی پیزار ہونے لگی نیلم نے جھلا کر کہا ان سب کو نکالو تم سب ننگے سر ہو چابک سے کہا اب نامہ دیجیے چابک نے کہا سونے کا ممبر بچھوا ئیے پڑھنے والا اسپر بیٹھے تو نامہ دون نیلم طرف دیلم کے متوجہ ہوا دیلم نے کہا اے شاہ آپکو یہی مناسب ہو جو ایلچی کہتا ہو وہی کیجیے نیلم نے دیلم کو اشارہ کیا چابک نے دیلم کو نامہ دیا دیلم ممبر پر جا کے پڑھنے لگا مگر خواجہ ڈالی لوٹ کر چلے گئے فرزند کی خبر بھی نہ لی آکر جہانگیر سے کہا کہ آپ کا عیار دربار نیلم مین بڑی گستاخی کر رہا ہو ایسا نہو کہ مارا جائے جہانگیر نے کہا آپ نہ ٹھہرے خواجہ نے کہا مجھے کیا مطلب ہو کہ ایسے نالائقون کے واسطے ٹھہرون آپ کو غرض ہو جائیے جہانگیر گھوڑے پر سوار ہو کے چلے یہان دیلم نے نامہ شروع کیا اول تعریف پروردگار مرقوم تھی **نظم**

طغراست بنام بادشاہی	نور است چو عرش بارگاہی
سلطان سریر ملک ہستی	بنیاد نہ بلند و پستی

ای نیلم آگاہ ہو کہ مفتون تاجدار بادشاہ جلیل ہو تمھاری دختر پر عاشق ہو اور مین نے مفتون کو فرزند کہا ہو بہتر اسی مین ہو کہ اپنی بیٹی کی شادی ساتھ مفتون تاجدار کے کردو ورنہ سمجھ لونگا **نظم**

ور شعار نہ بایست تیغ دارم چنگ	بیکے نور صلح و دودم نا جنگ
ترا ہر چہ بایست کردم پیام	حکایت برین ختم شد والسلام

نیلم نے چاہا کہ نامہ ہاتھ سے ویلم کے لیکے چاک کردن کہ چابک اپنے مقام سے اٹھا اور
جست کرکے نامہ لیا نیلم نے کہا اسکو مار لو تمام اہل دربار تلوارین لیکر طرف چابک کے
چلے ویلم ہرچند منع کرتا ہو کوئی نہین مانتا آخر ویلم نے دیکھا کہ چابک لڑنے لگا اور دربار
بارگاہ پیراستہ کا مجمع ہو مگر چابک مثل برق چمک رہا ہو نیلم کہتا ہو دوڑو ایک شخص بڑا اسکو
گرفتار کرلو مگر چابک مثل برق جہندہ لڑ رہا ہو جو قریب آیا اسکو ہاتھ مار دیا اسکے
دو ٹکڑے ہوئے کبھی جھک کر نیچہ مارا اور دو تین کے پانوٴن اڑا دیے کبھی جست جو
کی کسی کے کاندھے پر پانوٴن رکھا دوسرے کا سر اڑا دیا صدہا جوان مار کر چابک نے
گرا دیے ویلم بھی بدحواس بلوے مین لڑ رہا ہو اسقدر زخمی ہوا کہ غش کھا کر گرا اب چابک
کو بڑی مشکل پڑی دل مین کہتا ہو کہ ایک معین تھا وہ بھی بیکار ہوا نیلم کہتا ہو کہ ویلم کا
سر کاٹ لو مین کیا جانتا تھا کہ ہمارا دشمن ہو اسی نے اپنے گھر مین شب کو مہمان رکھا مجھکو
بہکا کے زر وغیرہ لٹوایا استقبال کرایا یہ تو میرا دشمن ٹھہرا اگر چابک گرد ویلم پھر رہا ہو
کہ دربارگاہ پر غل ہوا سوارون کے گھوڑے چراغ پا ہونے لگے پیدل منہ کے بھل
گرے سنا سب نے کہ نعرے کی شاہزادہ جہانگیر سے آواز آئی نعرہ جہانگیر

بشوکت جوان و بتدبیر پیر	سکندر حشم شاہ گردون سریر
جہانگیر نامم بہر انجمن	منم تاج بخش شہان زمن

نعرہ کرکے جہانگیر لڑنے لگے دور سے دیکھا کہ ایک جوان زخمی پڑا ہو اور چابک
اسکے گرد پھر رہا ہو انتہا کا زخمی ہوا ہو مگر قریب سے اس جوان کے نہین ہٹتا ہو جو
چاہتا ہو کہ اسکا سر کاٹ لے چابک بڑھکر نیچہ مار دیتا ہو کہ اسکے دو ٹکڑے ہوتے
ہین گرد چابک لاشے بہت سے پڑے ہین مگر چابک آقا کو دیکھکر چمک چمک کر
لڑنے لگا جہانگیر لڑتے بھڑتے قریب چابک پہونچے گھوڑے سے کود پڑے
چند جوانون کو مار کر چابک کا ہاتھ تھام لیا فرمایا ای چابک تمنے بڑا کار نمایان کیا
چابک انتہا کا زخمی تھا غش آنے لگا جہانگیر نے چابک کو گود مین اٹھایا اور
گھوڑے پہ سوار ہونے لگے چابک نے آنکھ کھول کر کہا حضور مجھکو چھوڑ دیجیے

تگر دیلم کو بچاتے جہانگیر نے آکر دیلم کو بھی اُٹھایا دونون کو گھوڑے پر ڈال لیا اور خود بھی گھوڑے پر سوار ہوے لڑتے ہوے چلے قضاے کار دیلم کا ایک بیٹا تھا تدبیر جنگ آزما دور سے دیکھ رہا تھا کہ باپ میرا زخمی ہوا اور زخمی ہوکر گرا اور جہانگیر بڑھکر قریب اُسکے پہونچے اور اُسکو اُٹھاکر گھوڑے پر ڈال لیا ملازمان نیلم جانتے ہین کہ اُسکو چھین لین زندہ نہ جانے دین اپنے باپ کا یہ حال دیکھ کے تدبیر جنگ آزما بیقرار ہوگیا نعرہ کرکے اُٹھنے لگا لڑتا ہوا قریب جہانگیر کے آیا رکاب پر ہاتھ رکھدیا کہا آقاے نامدار باپ میرا غلام ہوا مین نے بھی اطاعت کی لڑتے ہوے باہر نکلیے غلام کے ہمراہی بارہ ہزار جوان دروازے پر مسلح کھڑے ہین وہ سب شریک ہونگے مگر یہان سے نکلیے یہ کہکر آگے مرکب کے بڑھا نعرہ کرکے آواز دی اے جوانو سنو مین تمھارا افسر ہون میرے شریک ہو ایسا آقا ملاہی کہ اپنے ملازم کے واسطے اپنی جان دیتا ہی تم بھی شریک ہو بارہ ہزار جوان سب تلوارین کھینچکر آپڑے تھوڑا عرصہ نگذرا تھا کہ ملازمان جہانگیر بھی آگئے اب مغلوبہ ہوئی تھوڑے ہی عرصے مین ہزار ہا لاشے گر گئے کسی نے جہانگیر کو نہ روکا اب جہانگیر لڑتے بھڑتے اپنے ملازمون مین پہونچے سب نے شاہزادے کو گھیر لیا اور جنگ کرتے ہوے نکلے نیلم کی یہ مجال نہوئی کہ جہانگیر کو روک سکے جہانگیر نے جنگ رستمانہ کی جو قریب آیا وہ مارا گیا لشکر مین اپنے پہونچے مگر نیلم کو بڑا قلق ہی کہ دیلم و تدبیر جنگ آزما زندہ نکل گئے رفقا سے کہ رہا ہی کہ اس جوان سے جنگ مین مشکل پڑیگی کیون صاحبو تم سب کی کیا صلاح ہی سب نے کہا ظاہر مین اطاعت کیجیے باطن مین گرفتار کرلیجیے خدمت خداوند مین پہونچا دیجیے وہان جاکے یہ قتل ہو جائینگے نیلم کو یہ فریب پسند آیا چند تحفہ جات ساتھ لیے تلوار گلے مین ڈالے خدمت مین شاہزادے کی حاضر ہوا عرض کی میری دعوت قبول کیجیے مین مسلمان ہوتا ہون جہانگیر نے نیلم کو گلے سے لگالیا نیلم نے عرض کی کلمہ تعلیم فرمایئے جہانگیر نے کلمہ بتایا نیلم بمکر مسلمان ہوا عرض کی کہ دعوت قبول فرمایئے یہ سنکے

جہانگیر کو اپنے قلعے میں لایا سامان دعوت مہیا کیا جام مے ارغوانی گردش میں آیا ایک مغنی کو اشارہ کیا کہ اسنے سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ شروع کئے نظم

حسرتیں نکلا اسقدر مجمع ہی میرے دلکے ساتھ	سانس اب سینے میں آتی ہی بڑی مشکل کے ساتھ
ایک بوسہ مانگنے پر سیکڑوں دین گالیان	یہ کلام سخت کچھ اچھے نہیں سائل کے ساتھ
اسقدر ربط محبت ہی کہ بعد مرگ بھی	[illegible] ہیں دیکھنا قاتل کے ساتھ
پاس لیلیٰ کے ہوا کا بھی گذر ہوتا نہیں	آہ مجنون اسطرح ہی سمجھیں محمل کے ساتھ
کوئی او ظالم خطا ثابت مری تھنے نہ کی	حکم دیکر قتل کا بھیجا مجھے قاتل کے ساتھ
دین نہ جاہل وہ سطوت جو لطافت سے [illegible]	شعر گوئی کا مزہ کچھ ہی تو اس کامل کے ساتھ

نیلم نے چابک کو تو کسی نقرہ سے باہر بھیجا ہم شاہزادے کو اغشتہ بدارو بیہوشی دیا پیتے ہی شاہزادہ گرا کہا کیوں او نیلم اس جام مین کیا تھا کہ پیتے ہی دل گھبرانے لگا نیلم نے کہا اے جہانگیر وقت مرگ تمہارا قریب آگیا جہانگیر تیغ تیز کے اُٹھنے کیلئے ہوئے کہ اوب [illegible] کیا مجال ہی ہکو روک سکے یہ کہکے جو اُسٹھے لڑکھڑا کر گرے گرتے ہی بیہوش ہوئے ملازموں نے چابک کو گرفتار کر لیا آقا و ملازم دونوں گرفتار ہوگئے نیلم نے لشکر تیار کیا لشکر جہانگیر پہ شبخون مارا اسپ جوان زخمی ہوئے آخر شکست کھا کر بھاگے نیلم جہانگیر و چابک کو اسپ پر ڈالکر لیچلا ایک صحرا میں جا رہے پہنچے وہ بوٹ ہوئے جہانگیر نے کہا ہے اب ابھی زنجیر شہر او مگر ملازموں نے نہ مانا جہانگیر نے عاجز ہوکر لنگر مارا نیلم کو خبر ہوئی کہ جہانگیر نے لنگر مارا اب شہر گیا لاکھ نگہبان کوشش کرتے ہیں مگر اب نہیں بڑھتا اپنے ملازم کو اشارہ کیا کہ جہانگیر کا سر کاٹ لے ایک سپاہی تلوار کھینچکر بڑھا کر جہانگیر کو قتل کرون چابک گھبرا گیا دعائیں مانگنے لگا کہ ای کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر نظم

خداوند دو عالم ہست خلاق	کریم و باسط و فتاح و رزاق
خدا را ای پرستند جملہ عالم	شب و روز و صباح و شام و آفاق
خدا را د بہر وقت و بہر حال	کشادہ بر جہان ابواب ارزاق

تعلق دین ہمید ارد بدنیب	کہ با حق غیر حق را نیست الحاق
منہ بیرون ز صدق و راستی پا	کہ باشی بہر دیگر خلق مصداق
ز ناپرہیزی او دانا بپرہیز	کہ باشی تندرست و چابک و چاق
شو د این نظم دلچسپ و تو ہندی	بہ فضل ایزدی مشہور آفاق

وہ سپاہی ہشو ہشو کرتا ہوا قریب جہانگیر پہونچا دیلم و تدبیر تڑپ گئے پکارتے تھے کہ او جلاد صاحب بیدار پہلے ہمکو قتل کر آقا کے قریب نہ جا مگر سپاہی نے آکے جہانگیر کو ہاتھ مارا جہانگیر نے ہاتھ اُٹھا دیئے ہتھکڑیاں کٹیں بس شاہزادے نے وہی ہتھکڑی سپاہی پر پھینک ماری کہ اُسکا سر پھٹا نعرہ کر کے قید توڑ ڈالی لڑتے ہوے قریب دیلم پہونچے دیلم نے کہا ابھی کہ آقاے نامدار پہلے میرے فرزند کو رہا کیجیے جہانگیر نے کہا تم پہلے شریک ہوے لہذا انتظار رہا ہونا واجب و لازم ہے ڈ کر دیلم کو رہا کیا مگر نیلم نے جو دیکھا کہ دیلم بھی رہا ہو گیا ایک سوار کو اشارہ کیا کہ تدبیر جنگ آزما کا سر کاٹ لے وہ سوار نیزہ اُٹھا کر چلا باپ نے جب دیکھا کہ بیٹا قتل ہوتا ہو بیقرار ہو کر دعائیں مانگنے لگا کہا اے کریم و رحیم میرے فرزند کو بچا لے میں یہ چاہتا ہوں کہ آقاے نامدار کے ساتھ رہے راہ خدا میں جہاد کرے **نظم**

بود مرد خدا مشہور آفاق	بہ خلق نیک و الطاف و باشفاق
عزیز خالق و مخلوق گردد	بنی آدم بہ آداب و باخلاق
بہر نامہ نوشتہ حمد باری	بہر نسخہ پر از توحید اوراق
زمانہ ہر زمان محکوم فرمان	جہان حلقہ بگوش خلق خلاق

مگر سوار نے بڑھکر چاہا کہ ہاتھ مارے دن دیلم کلیجہ تھام کر جا پڑا اُس سوار کو مار بیٹھے ہو رہا کیا مگر ملازمان نیلم نے گھیرا ہو تلوار چل رہی ہو اور جہانگیر بن صاحبقران بیجوف لڑ رہے ہیں مگر چابک جو چید ہ ٹا حتقہ ہاے آتشبازی مارنے لگا سیکڑوں کو جلا دیا جہانگیر نے خیال کر کے دیکھا کہ فوج بیحساب ہو فرمایا اے دیلم انتہا کا بچاؤ ہو اگر تا نیلم بجھکر پہونچاؤ تو لڑائی کو فتح کروں دونوں باپ بیٹے کوشش کر رہے ہیں لیکن نیلم

[illegible] سے فوج کو اشارہ کر رہا ہے کہ اس جوان کو پکڑ لو [illegible] سمت فوج کا [illegible]
ہی نقیب آواز لگا رہے ہیں کہ یارو دنیا نا پائدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے [illegible] شاعر نے نظم

گئے کل سوئے گورستان جو ہم بخستہ حالی تھے
تماشا بر خفتہ تھے [illegible] پامالی سے تھے

یہ دو مصرعے لکھے سمجھا بمضمون خیالی تھے
یا گریبان اسباب ملکی اور مالی سے تھے

سکندر جب چلا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے

تجھے دیکھا ہے تواریخ میں ای اہل نظر
ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر

دیگر

وجہ ہوا اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر
یعنی وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر

زاد رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز است و ما بے خبریم

ہر طرف یہی ہنگامہ ہے جہانگیر نے جو جلوہ فوج کا دیکھا بیقرار ہو کر طرف آسمان کے متوجہ ہوئے پکار اٹھے کہ ای خالق لیل و نہار و ای مالک دیر و روزگار نظم

خداوندا منم در روزگار ان
چو روزی زاندہ جہان خیرہ گردان

شبی دارم سیہ چون بخت امید
درین شب رو سپیدم کن چو خورشید

تو ای یاری دہ و فریاد ہر کس
بہ فریادم رس و فریاد کن رس

بیقرار ہو کر جہانگیر نے جو دعا کی صحرا سے گرد اٹھی دیکھا رستم چلے آتے ہیں اور لشکر پشت پر رستم نے جو دور سے دیکھا کہ جہانگیر گھرے ہوئے ہیں نعرہ کر کے آ پڑے نعرہ رستم

ارشد اولاد امیر عرب
کیست علمشاہ چو رستم لقب

دیگر

علمشاہ رومی شہ فیل زور
کز بر تخت مرزوق افگندہ [illegible]

رستم جو آ کر گرے تلوار چلنے لگی رستم کو بڑی خوشی ہوئی کہ جہانگیر کو گھیرا ہوا پایا لڑتے بھڑتے قریب جہانگیر پہونچے فرمایا ای برادر یہ کیا ہوا جہانگیر نے کہا مکّاروں سے گرفتار رہا خدا نے آپ کو وقت پر پہونچایا آپ نہ دکھائی دیتے تو کون مدد کریگا آپ بجائے باپ کے ہیں رستم بہت خوش ہوئے لیکن کہنے لگے کہ برادر

یہ کلمات خوشامد ہین یا دراصل شاہزادہ جہانگیر نے کہا قبلہ و کعبہ ہین تو آپ کا تابعدار ہون
بلکہ اکثر خواہش رکھتا ہون کہ آپ سے فنون سپاہ گری حاصل کرون مگر ایسا موقع
نہین آیا کہ آپ کو تکلیف دیتا رستم نے گلے سے لگا لیا کہا ای بھائی تمکو ایرج سے
محبت ہی مین بھی چاہتا ہون کہ ہر مقام پر تمھاری شوکت بڑھے اب بڑھو نیلم کو لو
جہانگیر نے مرکب بڑھایا صفون کو درہم و برہم کرتے ہوے قریب نیلم پہونچے
نیلم نے ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے بڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور کمر مین
ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا نیلم کو اُٹھا کر طرف آسمان کے پھینکا اور رستم سے آنکھ ملائی رستم
نے کہا ای سماک تو نے دیکھا کہ ابھی خوشامد ین کرتا تھا اب جو الگ ہوا جرأت
دکھاتا ہی سماک نے کہا آپ اسکا خیال نکیجیے آپ کے فرزند نے کیا
کیا جرأتین دکھائین ہوشربا مین کس زور و شور سے راستہ طی کیا عجائب وغیرہ
سناتے ہوے ہوشربا مین پہونچے جہانگیر کا قول تھا کہ کوکب کی کیا حقیقت
ہی ایک مرتبہ لوح لے چکا ہون پھر جاکر نہ باؤنگا مگر سب مجبور و ناچار ہوکے
جب حضور پہونچے ہین تب آپ کو دیکھکر نہ وجہ کوکب نے ساتھ دیا آخر کی عیاری
خواجہ کی حقیقت ہین کرامت تھی کس تکلف سے کوکب کو تسخیر کیا اور طلسم
فتنۂ نور افشان مین کیا کیا کارنمایان کیے آپ کا بڑا مرتبہ ہی یہ صاحبزادے آپکا
کیا سامنا کر سکتے ہین جس مقام پر کام بن پڑیگا آپ کو شوکت نہ دکھائین تو پھر کے
دکھائین آپ انکے باپ ہین رستم خاموش ہو رہے مگر جہانگیر نے نیلم کو قتل
کیا اور لڑتے بھڑتے طرف قلعے کے چلے یہان فوج والے بھاگ کر چلے تھے
ہین کہ قلعے مین جائین نگہبانان قلعہ نے توپین مارنا شروع کین ہمراہیان نیلم طرف
صحرا کے بھاگے مگر شاہزادہ جہانگیر لڑتا بھڑتا برابر خندق کے پہونچا اہل قلعہ
فریاد کرنے لگے کہ ای شہریار رحم بصدق دل اطاعت کرتے ہین ہمارا افسر مارا گیا
اب آپ ہمارے مالک ہین جہانگیر نے گھوڑا روک لیا لیکن مفتون تاجدار
شاہزادے کے ساتھ ہو دمبدم عرض کرتا ہی کہ آقا سے نامدار قلعے مین جانیکا ارادہ

نہ کیجیے ایسا نہو حضور کو کچھ صدمہ پہونچے کہ باعث خرابی ہو جہانگیر نے کہا ای مفتون
مجھکو تمھاری پریشانی کا خیال ہو ادھر ماہ رخسار دختر نیلم اپنے قصر مین بیٹھی تھی کہ چند کنیزین
روتی ہوئین سامنے آئین عرض کی واری بڑا غضب ہوا باپ آپ کے مارے گئے
مگر مفتون تاجدار جہانگیر کے ہمراہ آیا ہو نگہبانون نے نقرہ کر کے روکا ہو مفتون
تاجدار عاشق جمال جہانگیر ہو منع کر رہا ہو کہ قلعے مین نہ جائیے مگر شاہزادہ ہرگز نہین
مانتا ماہ رخسار یہ سنکر اپنے مقام سے اُٹھی نقاب چہرے پر ڈال لی نیمچہ ہاتھ مین
لیے ہوے بالاے قلعہ آئی نگہبانون سے کہا کیون صاحبو تمنے بصدق دل اطاعت
کی ہو یا کچھ مکر منظور ہو سب نے کہا ہم تو آپ کے تابعدار ہین جو فرمائیے وہ بجا لائین
ملکہ نے پکار کر کہا ای شہریار آپ بلا تکلف تشریف لائیے مین آپ کی تابعدار ہون
مفتون نے جو آواز معشوق کی سنی بیقرار ہو گیا پکار کر آواز دی کہ ای یار جانی واہ
محبوب جاودانی اپنا تو یہ حال ہو کہ اُسکا بیان محال ہو جینا وبال ہو

نظم

ای شہ حسن اگر بوسۂ رخ مل جاتا
کیا دعا دیتا ہوا آج یہ سائل جاتا
ساتھ ہو لیتے کہ معلوم نہین راہ ہمین
تا فلک ملک عدم کا جو کوئی مل جاتا
بھیجتا اُسکو خط شوق جو قاصد کے ہاتھ
چین آتا نہ کبھی ساتھ مرا دل جاتا
بہاوے خبر مین کیون بیٹھے کو جاتے تھے
کیا مرے دل کے دکھانے سے تمھین مل جاتا
شعر کہنے کا کبھی شوق نہ ہوتا سطوت
اگر الطافت سا نہ اُستاد مجھے مل جاتا

ملکہ نے جو معشوق کی زبان سے یہ اشعار عاشقانہ سنے دل پکڑ لیا نقاب چہرے سے
اٹھا دی مفتون نے جو معشوقہ کو دیکھا شاہزادے سے کہا قلعے مین چلیے اب کچھ
مقام خوف نہین ہو مین حضور سے عرض کرتا تھا کہ معشوق عاشق مزاج ہو اُسکو بھی
بھیر توجہ ہو جہانگیر نے بڑھکر پھاٹک توڑا اندر قلعے کے چلے ملکہ نے آکر استقبال
کیا کل نگہبان پشت پر دوار الامارۂ شاہی مین تشریف لائے ملکہ کو شاہزادے نے
تخت پر بٹھایا طرف وزرا کے دیکھکر فرمایا کہ صاحبو یہ انتظام تمام ملک کا ہو کہ تم
سب کا نام ہو اگر کوئی حریف چڑھ آوے تو قلعہ بند کر لینا ہمکو نامہ لکھنا ہم آئینگے

اور دشمن بہت نہیں ہیں یا بخت کامل کی تاریخ تک مفتون تاجدار ہوگا مفتون یہ باتین سن
کر شاہزادے کے نثار ہو رہا ہے کہتا ہے کہ شہریار آپ نے کیا احسان کیا ہے یہ وہ وقت
تھا کہ کسی نے ساتھ نہ دیا آگے حضور نے کیا بندہ نوازی کی کہ اگر عمر بھر خدمت میں رہوں
تو بھی احسان ادا نہ ہو شاہزادے نے فرمایا تم ہمارے رفیق ہو جو ہم سے ہو سکے
اسمین قصور نہ کرین وزیر اطراف ملک کے ہو رہے شاہزادہ وطن مفتون تاجدار کے
[illegible] باغ آیا مفتون تاجدار زعفرانی جوڑا پہنکر بیٹھا شاہزادہ مصروف
[illegible] ہے جام [illegible] گردش [illegible] آراستہ ہے ایک خوش گلو بصد ناز وادا
یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہے

نظم

دل میں آئے اور ہمیں کچھ خبر نہ ہو	کیون جان مضطرب کہین درد جگر نہ ہو
[illegible] پیدا کرے یہ وصف	بس تو ہی سن لے اور کسیکو خبر نہ ہو
کہتے ہیں [illegible] پردہ اٹھا دیا	تیری سی بیقرار کسیکی نظر نہ ہو
[illegible] بیٹھکر	ایسا میں دل نکال کے ہمکو خبر نہ ہو
[illegible] بھلا دیا	کوشش کرے ہزار [illegible] دلمیں گھر نہ ہو

لیکن ملکہ ماہ رخسار یا کنجی کا جوڑا پہنے ہوئے باغ میں پھر رہی ہین چند کنیزین پیچھے
تھیں زمین باغ کی شق ہوئی ایک جادوگر نکلا اور ملکہ کو اٹھا لے گیا باغ مین غل ہوا
کہ ایک جادوگر آیا اور ملکہ کو اٹھا لے گیا چند کنیزین روتی ہوئین سامنے شاہزادے
کے آئین اور عرض کی کہ اے شہریار بڑا غضب ہوا ایک جادوگر زمین سے نکلا اور
ملکہ کو اٹھا کر لے گیا یہ سنکر مفتون تاجدار دیوانہ ہو گیا شاہزادہ جہانگیر نے کہا
کہ اے مفتون تاجدار کیون گھبراتے ہو کسکی مجال ہے کہ تمھاری معشوقہ پر قبضہ
کرے چابک صبا رفتار کو حکم ہوا کہ منتر صاحب جاؤ اور دریافت تو کرو یہ کسنے
بے ادبی کی اجتو ساحر مت بڑے بڑے فساد برپا کرینگے کیونکہ اب وقت لشکر کشی
ہے چابک صبا رفتار اول باغ مین آیا کنیزون سے دریافت کیا کنیزون نے
کہا ہمین لالہ زار مین ملکہ عالم پھر رہی تھین کہ زمین شق ہوئی اور ایک جادوگر نکلا

ملکہ کو اتنی جلدی لے گیا کہ ہم لوگ قریب نہ پہونچ سکے چالاک نے پوچھا پھر وہ جادوگر
کس طرف گیا کنیزون نے اشارہ کیا کہ طرف مغرب کے گیا چالاک باغ سے نکلا اور
تلاش مین ملکہ کی چلا دور سے دیکھا کہ ایک جادوگر بہ منظر بھاگا ہوا جاتا ہو ایک نخل
کے سائے مین ٹھہرا اور پھر بھاگا چالاک نے پکارا میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ
مین تم سے کچھ بات کرونگا وہ جادوگر ٹھہر گیا چالاک قریب آیا کہا بھائی یہ دھوپ شدت
کی پڑرہی ہو اور لون چلتی ہو ابھی ایک راہگیر گرا تھا گاؤن والے اُٹھا کر لے گئے ایسا
نہ ہو کہ جان پر بنے ایسی کیا ضرورت ہو اُس جادوگر نے کہا کہ ہمارے آقاے نامدار
بہزاد زمین کن ایک شاہزادی پر عاشق ہین لاکھ تدبیرین کین مگر وہ نہین مانتی اُنھون نے
اپنے بھائی کو نامہ لکھا تھا کہ کوئی سحر ایسا بھیجو کہ وہ عورت مجھسے راضی ہو جائے اُنھون نے
خط لکھا ہو وہی جواب لیے جاتا ہون اگر دیر ہوگی تو آزردہ ہونگے تو ای بھائی ہمکو دھوپ
اور سایہ سب برابر ہو چالاک نے باتون مین لگا کر ایک حباب مار دیا کہ وہ جادوگر
بیہوش ہوا نامہ اُس کی کمر سے نکال لیا اُسی جادوگر کی شکل بن کر طرف بہزاد زمین کن کے
چلا قلعے مین جو پہونچا ہر شخص سلام کرتا ہو اور پوچھتا ہو کہ ہمارا جواب نامہ لائے چالاک اشارہ
کر دیتا ہو کہ تمھارا خط نہین ملا وہ دکاندار خاموش ہو رہتا ہو اب لوگون سے پوچھتا ہوا
چالاک چلا کہ بہزاد زمین کن کہان ہو لوگ کہتے ہین سامنے باغ ہو اُسی مین سیر کر رہے
ہین ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین لیکن دیکھیے انجام کیا ہو چالاک پوچھتا ہوا در باغ پر
آیا نگہبانون نے کہا کہ کیون میان خطرسان تم نے تو بڑی دیر لگائی بادشاہ ہمارے
تمھارا انتظار کر رہے ہین کئی مرتبہ پوچھ چکے کہ خطرسان نہین آیا جلد جاؤ مگر کوئی بات
معقول بھی لائے چالاک نے جواب دیا ایسا فقرہ لایا ہون کہ فوراً فیصلہ ہو جائے یہ کہکر
اندر باغ کے آیا دیکھا باغ بہت معقول سرسبز و شاداب ہو نہرین لاجواب ہین سامنے
بہزاد زمین کن ایک چمن کی سیر کر رہا ہو چالاک نے جھک کر سلام کیا اور بڑھکر خط دیا
بہزاد زمین کن نے فوراً کھول کر پڑھا سر ہلانے لگا چالاک نے کہا حضور زبانی بھی مجکو
ایک فقرہ بتایا ہو اور یہ فرمایا ہو کہ معشوق عاشق ہو جائے بے تمھارے دیکھے چین نہ پڑے

بہزاد زمین کن نے کہا کہ وہ کون بات ہی چابک نے کہا کہ انگیٹھی منگوا لیجیے مین اُس مین
آگ روشن کرون تو آپ کو معلوم ہو خاص سحر سامری ہی فرمایا ہو کہ ایک پریزاد دھوئین
سے نکلے گی ایسا فقرہ بتائیگی کہ معشوق کے دل پر تاثیر ہو تمھاری محبت کا دم بھرے وہ
سحر ہی کہ جس سے سامری سامرن کو لائے سامرن ہمیشہ تابعدار رہین بہزاد دیکھکر
خوش ہو گیا اور انگیٹھی منگوائی چابک نے آگ سلگائی لوبان کمر سے نکالا کہا یہ لوبان
آگ مین ڈالیے اور بغور دیکھتے رہیے پریزاد پیدا ہو گی اور آپ کو کوئی سحر تعلیم کریگی
بہزاد زمین کن نے وہ لوبان لے کر آگ پر ڈالا اب جو دھوان اُس کا بلند ہوا مُنھ پر
بہزاد کے پڑا بہزاد بیہوش ہو کے گرا چابک نے اُسی مقام پر زمین کھودی اور
بہزاد زمین کن کو زندہ درگور کیا آپ بہزاد کی شکل بن کر بارہ دری مین آیا کنیزون کو
بلایا کہا قفس اُس نامنصف کا لاؤ کنیزین جو کمرے مین گئین دیکھا ملکہ بیٹھی ہوئی رو رہی ہین کنیزون
نے کہا چلیے آپ کے واسطے ہمارے مالک نے سحر تیار کیا ہو آپ کا رونا وغیرہ سب موقوف
ہو جائیگا ملکہ اور زیادہ بیقرار ہوئین دعائین مانگنے لگین کہ ای کریم و رحیم فضل و کرم اپنا
شریک کر اس ظالم کے مکر و فریب سے مجھے بچالے مگر کنیزین قفس لے کر بہزاد نقلی کے پاس
آئین بہزاد نقلی نے سب کو بٹھایا کہا سب مل کے شراب پیو کنیزون نے شراب پی
سب کی سب شراب پی کر بیہوش ہوئین بہزاد نقلی نے سب کنیزون کو بھی قتل کر ڈالا ملکہ کو قفس
سے نکالا کہا ای ملکۂ عالم آپ کے عاشق کا عجب حال ہی غلام اُنھین سمجھا کر آیا ہی اب آپ
تشریف لے چلیے دیر نہ کیجیے ملکہ نے کہا بھتیا باعث یہ ہوا کہ اس ظالم نے آ کر سحر کیا کہ تمام
قلعہ آگ سے بھر گیا والد گھبرا رہے تھے کہ بہزاد سامنے سے آیا کہا ای نیلم اپنی بیٹی کی
شادی میرے ساتھ کر دو ورنہ تم سب کو جلا کر خاک سیاہ کر دونگا بسبب خوف میرے
باپ نے اُس بے حیا سے وعدہ کیا تھا کہ بعد سال بھر کے شادی کرین گے اب جو اُسنے
سُنا کہ ملکہ کی شادی ہوتی ہی دوڑ پڑا مجکو اُٹھا لایا جب لایا تب مین بیقرار ہوئی ہر چند
اُسنے کہا کہ میری تمہیر جان جاتی ہی مگر مین نے کہا کہ او بے حیا اگر مجھے ہاتھ لگائیگا تو مجکو
زندہ نہ پائیگا اُس کو بھی یقین ہوا کہ یہ اپنی جان دے دیگی تب میری آبرو بچی ای چابک تمنے

بڑا کمال کیا چلو اب نکل چلین دربا غ سے نکلے چابک نے ایک مادیان مکن کی ملکہ کو اُس پر سوار کیا آپ رکاب پر ہاتھ رکھا تھوڑی دور چلا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک تاجدار کو دیکھا کہ بارہ ہزار جوان ساتھ ہین شکار کھیلتا ہوا آتا ہی دور سے ملکہ کو جو دیکھا دیکھتے ہی بیقرار ہو گیا پکار کر آواز دی کہ ای شہسوار ذرا ٹھہر جائیے چابک نے کہا کہ ای ملکۂ عالم بڑا غضب ہوا کہ یہ تاجدار تمپر عاشق ہوا اب یہاں سے کیونکر نکاسی ہو ملکہ نے کہا کہ ای چابک اگر جان لے لے تو اختیار ہی مین تو تیر مارتی ہون یہ کہکے ملکہ نے کمان کیانی اپنے کاندھے سے اُتاری مگر اُس تاجدار نے جو کمان دیکھی پکار کر آواز دی کہ ای معشوقۂ سرکش اب تو میرا یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

رو رہا ہون الم زلف دوتا سے پہلے	مینھ برستا ہی مرے گھر مین گھٹا سے پہلے
تیر موعشق نہ تھا زلف دوتا سے پہلے	سابقہ دل کو نہ تھا کالی بلا سے پہلے
قصد تو دل مین یہی ہی کہ بروز پرسش +	شکوہ اُس بت کا کرونگا مین خدا سے پہلے
ای طبیبو ہون مین بیمار خط سبز صنم	زہر دو گھولکے شربت مین دوا سے پہلے
نور کیون مثل کتان چاک مرا دل ہوتا	ربط ہوتا جو نہ اُس ماہ لقا سے پہلے +

مگر ملکہ نے تیر مارا اُس تاجدار نے قلم کیا چابک نے بھی گوشے سے تیر اندازی کرنا شروع کی اب یہ دونون تیر مار رہے ہین تاجدار نے جو دیکھا کہ معشوقۂ سرکش یون قبضے مین نہ آئیگی فوج کو اشارہ کیا سب بلوہ کر کے چلے ملکہ نے جو سوارون کو آتے ہوے دیکھا گھبرا گئی اور بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگی پکارتی تھی کہ ای رب بے نیاز و ای کریم کارساز رحم اپنا شریک کر اس بلا کو رد کر نظم

گر از عذاب غم و رنج بایدت تخفیف +	مکن ریاضت دنیای دون مباش خفیف
رضای خالق اکبر جو در نکوکاری است	مباش بددل و بدخو و بدمزاج و کثیف
بزور و شور جوانی و قوت بازو + +	مپیچ پنجۂ ہر زیر دست و طفل و ضعیف
رفیق راہ تو در راہ آخرت آخر +	بود نہ یار نہ ہمدم نہ مونس و نہ لیف
شود زمانہ مسخر بحسن اخلاقت + +	جہان مطیع تو گردد بجا دوے تالیف

مآل نیک ندارد چو مال و دولت و جاه	چرا برائے حصولش تو میبری تکلیف
نوشت ناظم ہندی بپارسی دیوان	کہ خلق فائدہ حاصل کند ازین تصنیف

ملکہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی صحراسے گرد اُڑی ایک نقابدار تاجدار تخت پر سوار اور چند کس پشت پر شکار کھیلتا ہوا آتا تھا اُسنے دور سے دیکھا کہ ایک عورت کو ہزارہا آدمی گھیرے ہوئے ہین وہ ناچار مار دیان کو بھگاتی پھرتی ہی ایک عیار حقہ ہائے آتشبازی مار رہا ہی مگر جب مالک حکم دیتا ہی تب سوار گھوڑے بڑھاتے ہین وہ عورت فریاد کرتی ہی کہ او تاجدار مین صاحب شوہر ہون میرے قریب نہ آنا مگر وہ تاجدار نہین مانتا نقابدار تاجدار نے جو یہ معرکہ دور سے دیکھا پکار کر آواز دی او بادشاہ یہ کیا زبردستی ہی عورت فریاد کرتی ہی کہ مین صاحب شوہر ہون اور تو نہین مانتا تاجدار نے جواب دیا او مفلوک تو کون ہی جو اس مقدمے مین دخل دیتا ہی تو ہی آکر اس کی حمایت کر یہ سُنتے ہی نقابدار نے گھوڑا طلب کیا اور ساتھ والون سے اشارہ کیا کہ ہان یارو اس کو مار لو اور گھوڑا بڑھاکر نعرہ کیا کہ منم پشت پناہ لشکر اسلام بس اب ہٹ جا کیون قضا دامنگیر ہی ہر چند کہ نقابدار کے ساتھ چند کس تھے مگر نیزے اُٹھاکر جا پڑے قتل کرنا شروع کیا جسکو نیزہ مارا گھوڑے سے گرادیا دوسرے نے آکر سر کاٹ لیا مگر نقابدار لڑتا بھڑتا سامنے تاجدار کے پہونچا تاجدار نے نعرہ کیا کہ او نقابدار میرے قریب نہ آنا میری ضرب سے حریف نہین بچتا مگر نقابدار نے کچھ خیال نہ کیا جا ہی پڑا ہر چند تاجدار پکارا کیا کہ منم شبدیز تاجدار اسقدر فوج رکھتا ہون کہ گاو زمین جسکا بار نہ اُٹھا سکے مگر نقابدار نے قریب آکر اشارہ کیا کہ تلوار کھینچ کیون باتین بناتا ہی تاجدار نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزہ قلم کیا تاجدار نے تلوار کھینچی وار تلوار کا کیا نقابدار نے تلوار کو تلوار سپر رد کا جھکائی دے کر ہاتھ مار دیا تاجدار کے دو ٹکڑے ہوئے ساتھ والے کچھ مارے گئے کچھ طرف صحرا کے بھاگ گئے چالاک نے آکر نقابدار کو سلام کیا نقابدار نے پوچھا تو کسکا عیار ہی چالاک نے جواب دیا کہ مین شاہزادہ جہانگیر کا ملازم ہون یہ نازنین اُن کے رفیق کی معشوق ہی نقابدار نے ہنس کر کہا کہ ای بہتر چالاک ہماری طرف سے جہانگیر کو دعا کہنا اور یہ خبر دینا کہ ہم بھی تمھاری لشکر کشی مین آدین گے وجہ یہ ہی کہ

گذشتہ بار لشکر اسلام فتاح طلسم ہیں اُن کی مدد کرنا ضرور ہی تم لوگون سے طلسم مین آ کے
بڑے بڑے کام ہوسے تھا اب کے خود صاحبقران طلسم مین موجود ہیں سب بھائی بھتیجے اُنکے
آ گئے سب نے مل کر طلسم فتح کرایا لہذا ہم بھی مدد کو ضرور آئین گے چالاک نے خیال کیا کہ
سامنے نقابدار کے سر جھکا جاتا ہی وہ رعب و دبدبہ ہی کہ سر نہ اُٹھ سکا نقابدار چند باتین
کرکے رخصت ہوا کہا اے چالاک جاؤ تا بہ لشکر پہونچنے کا تمہارا خیال رکھونگا جہانگیر
سے یہ کہنا کہ اپنے کو جلد قصر ہفت رنگ تک پہونچاؤ ایسا نہ ہو کہ سعد بن قباد وہان
پہونچ جائین اور جنگ آغاز ہو جمشید ثانی نے فوجین بیتاب جمع کی ہین اس امر کا ڈر ہی
کہ بہت مشکل پڑیگی یہ کہہ کر نقابدار روانہ ہو گیا چالاک ملکہ کو لیکر چار دن بعد سیر دی
کی شام کو باغ مین پہونچا ملکہ جو باغ مین آئین سب کنیزین دوڑ پڑین کہتی ہوئین کہ کیوں
واری یہ بادہ گر کون تھا جو آپ کو لے گیا تھا ملکہ نے کہا یہ اُس لائق تھا جو چالاک نے
اور اسکے ساتھ سلوک کیا ملعون دشمن تھا خدا نے مجھکو بخیر و عافیت یہان تک
پہنچایا مگر چالاک جو سامنے جہانگیر کے آیا سب کیفیت عرض کی جب حال نقابدار پر
آئے تو کہا اے شہریار پر شوکت بھلا آپ نے کسی میں یہ بات دیکھی جو اُس نقابدار میں تھی یہ جو کہا
کہ وہ نقابدار کہہ گیا جو کہ مین بہت جلد سعد بن قباد آوینگے جہانگیر کو بہت ناگوار
معلوم ہوا کہا وہ نقابدار کیا مدد کریگا ہم لوگ اُن کی خدمت کو حاضر ہین جادوگریان
بھی وہ دو دیہا ہین کہ جنکے سر کو کوئی جواب نہ دیسکیگا ایسا معرکہ پڑے کہ جمشید ثانی
نانی یاد کرے اور ہمارے شہریار زور مین طاقت مین کیا کسی سے پایہ کم کا رکھتے ہین یہ سنکر
چالاک نے کہا اے شہریار اُس کی باتون سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ آپ سے بڑا ہی اور آپکا
کچھ عزیز دون مین ہی جہانگیر نے کہا خیر کسی مقام پر ملیگا تو سمجھا جائیگا یہان دوسرے دن
رسم حنابندی ہوئی بعد ساچق مفتون تاجدار کو دولہا بنایا خود جہانگیر گود مین لیکر
بیٹھے طرف باغ کے چلے راہ مین آتشبازیان چھوٹتی ہوئین روپیہ لٹتا ہوا اس دھوم سے
جا کر در باغ پر پہونچے دیکھا بیرون باغ ایک بارگاہ کلان استادہ کر ذرا جو منتظم ہین برائے
استقبال کھڑے ہین جہانگیر نے آ کر دولہا کو اُتارا قضائے کار خواجہ عمرو راہ مین تھے کہ

خبر ملی کہ رفیق جہانگیر کی شادی ہوتی ہے قاضی بن کر بیٹھے قاضی اصلی کو نکال دیا اُس سے
لیلیے ایسے سوال کیے کہ وہ عاجز ہو گیا پوچھا قاضی صاحب یہ تو بتائیے کہ جب قاضی گھر سے
چلتا ہے تو کیا پڑھتا ہے اور جب قریب مکان دلھن پہونچتا ہے تو کیا پڑھتا ہے قاضی نے کہا یہ
تو مین نے کسی کتاب مین نہین دیکھا خواجہ عمرو نے کہا تم قاعدہ نہین جانتے ہو ہماری کتاب
مین لکھا ہے تم کو خطبہ کبھی نہ یاد ہوگا آخر قاضی بیچارے نکالے گئے اور سب نے کہا یہ جو
قاضی نو آیا ہے سب کچھ جانتا ہے خواجہ عمرو نے کہا چند نقل اُس کو بھی دیدو تاکہ محروم
نہ جائے اُس کے لڑکے بالے انتظار کر رہے ہونگے کہ بادا جان عقد پڑھنے گئے ہین غرضکہ
خواجہ عمرو نے قاضی بیچارے کو رخصت کرا کر خوب رنگ جمایا جہانگیر سے کہا مجھ مین اور
ایک کمال ہے قاضی لوگ گانے سے بھاگتے مین مجکو سب کچھ یاد ہے جابک سمجھ گیا مگر ہان
ہان کیے جاتا ہے پہچان گیا کہ یہ قبلہ و کعبہ ہین اگر کچھ دخل دونگا تو آزردہ ہونگے حکم ہوا
کہ اندر جاؤ دلھن سے اجازت لے کر آؤ خواجہ عمرو اندر گئے شاہزادیان بھری ہوئی تھین
کسی سے چوڑی مانگ لی کسی کا کنگن اُتار لیا کسی کا ازاربند کاٹا آخر اُس مقام پر آئے کہ جہ
مقام پر دُلھن بیٹھی تھی پکار کر پوچھا کہ مفتون تاجدار سے تمھارا عقد ہوتا ہے صاف صاف کہو
رضامند ہو ماہ رخسار کہ خود مفتون تاجدار پر عاشق ہے بول اُٹھی کہ مجکو قبول ہے
اِدھر شاہزادیون مین الڑ ہوا کوئی کہتی ہے کہ میری چوڑی جاتی رہی کوئی کہتی ہے کنگن کی
جوڑی کیا ہوئی کوئی کہتی ہے ازاربند کٹ گیا قاضی صاحب ہنسے کہا صاحبو آخر تم سب
شربت پلائی دیتین کہ نہ دیتین ہمراہیان دولھا نے قبل سے لے لی زیادہ غلغلہ نہ کرو
ایسا نہ ہو بدنام ہو جاؤ سب خاموش ہوئین خواجہ عمرو باہر آ کے مفتون تاجدار
سے آکر کہا کہ ملکہ ماہ رخسار دختر شاہنشاہ نیلم سے تمھارا عقد ہوتا ہے تم کو قبول ہے
مفتون مدت کا عاشق ہے بے اختیار بول اُٹھا کہ مجکو بدل و جان قبول ہے خواجہ
نے بیٹھ کر عقد پڑھا شاہزادہ جہانگیر نے چند کشتیان پیش کین خواجہ عمرو نے ہنسکر
کہا کہ فرزند صاحبقران ہو کر ایسی خست نہ کرو اور سب صاحب کچھ نہ دینگے سب سے
لڑ لڑ کر خواجہ نے لیا جب عقد پڑھ چکے اور رقم بھی حاصل ہوئی تو نذر زنبیل کرنے لگے

تب چابک نے ہاتھ تھام لیا عرض کی کہ قبلہ و کعبہ یہ نہ کہیے گا کہ مجکو کسی نے نہین پہچانا غلام اول ہی پہچان چکا تھا مگر اس وجہ سے دخل نہین دیا کہ حضور کے نفع مین فرق پڑیگا اب تو کل اہل بارگاہ کو ظاہر ہوا شاہزادہ جہانگیر نے کہا کچھ گائیے خواجہ عمرو نے سامنے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

عہد و پیمان کے مضمون تو اکثر اُلٹے ۔ وصل کے نام سے اب پڑتے ہین تیور اُلٹے

بعد مدت کے رقیبون کے مقدر اُلٹے ۔ خط یہان آئے وہان شکوون کے دفتر اُلٹے

مے کشی کی نہ رہی فصل ہی میخانہ اُداس ۔ سرنگون رکھے ہین شیشے تو ہین ساغر اُلٹے

کوئی افسانہ نہین تیرے فسانے کی طرح ۔ ساری تاریخین پڑھین سیکڑون دفتر اُلٹے

باغبانون کو یہ گلشن مین ہوا ہر کھٹکا ۔ فرش گل کو نہ کہین آتے ہی صرصر اُلٹے

ہم بھی حاضر ہین تہِ تیغ گلا رکھنے کو ۔ آستینین تو وہ جلاد ستمگر اُلٹے

ٹوٹتا ہے کوئی تارہ تو سمجھتا ہون یہ مین ۔ چرخ سے ہو کے شرر آہ کے اخگر اُلٹے

غم فرقت سے کوئی دم نہین تسکین ہے زہر ۔ خفقان سے نہ کہین یہ دل مضطر اُلٹے

خواجہ عمرو کے گانے سے سب تعریفین کرنے لگے مگر خواجہ عمرو نے جہانگیر سے کہا کہ اب اپنے کو جلد تا بہ قصر ہفت رنگ پہونچاؤ صاحبقران کوچ کرچکے صحراؤن کو طے کرتے ہوے جاتے ہین جہانگیر نے کہا آج ہی کوچ کرونگا مگر اے عم نامدار یہ تو فرمائیے آجکل ایرج نوجوان کہان ہین اور نورالدہر کیا کر رہے ہین خواجہ عمرو نے کہا اب مین سب کے پاس جاؤنگا تب حال معلوم ہوگا مگر سنتا ہون نورالدہر نے کارہاے نمایان کیے ایرج کے ساتھ فوج کم ہے جہانگیر نے کہا ایرج نوجوان کو فوج کی کیا ضرورت ہے وہ اکیلے کافی ہین خواجہ نے کہا ان جھگڑون کو تو مین نہین جانتا سب کے لیے خط لے کر نکلا ہون یہ فرماکر خواجہ عمرو جہانگیر سے رخصت ہوے ایک مقام پر دیکھا چند سپاہی جمع ہین سولہی پھناس رہی ہے خواجہ ایک شہدے کی شکل بن کر شریک جلسہ ہوے اور اپنی کوڑیان نکال کر ڈالین سب کو جیت لیا جب قسمت مین روپئے نہ رہے تو کہا ہم کھیل چکے جواری بگڑے کہ یہ کیسا کھلاڑی ہے مال موجود ہے اور نہین کھیلتا ہم نہ جانے دینگے

جواریون سے تکرار ہونے لگی سب نے مل کر خواجہ عمرو کو گھیر لیا چاہا مال چھین لین خواجہ عمرو فریاد کرنے لگے دہائی ہے جہانگیر کی بچاؤ یہ سب لوٹے لیتے ہین کہ چابک آیا اُس نے پہلے ہی پہچان لیا سب کو منع کر دیا کہ خبردار ان سے تعرض نہ کرو سب ڈر گئے خواجہ عمرو نکل کر بھاگے چابک نے چلتے وقت کہہ دیا کہ آپ قبلہ و کعبہ ہین یہ نہ فرمائیے گا کہ کسی نے نہین پہچانا خواجہ نے کہا وہ دیکھو سامنے جہانگیر آتے ہین چابک جیسے ہی پلٹا خواجہ نے کلاہ چابک کی لی اور جست کرکے بھاگے چابک غل مچاتا رہ گیا جواریون نے کہا مہتر صاحب ہمارا بدلہ آپ کو ملا کہ آپ کی بھی کلاہ لے گیا چابک نے کہا وہ میرے قبلہ و کعبہ تھے جو مناسب جانا وہ کیا چابک رنجیدہ پلٹا مگر خواجہ جو لشکر سے نکلے سامنے سے دیکھا ایک مسافر آتا ہے مگر کمر اسقدر بھاری ہے کہ آہستہ آہستہ چل رہا ہے سمجھے کہ اس کی کمر مین روپیہ بہت کچھ ہے ایک مسافر کی شکل بن کر دوڑے ہوئے آئے کمر پر مسافر کی ہاتھ مارا کہا بھائی مین آتا تھا ایک بیل نے دھکا مارا جس مقام پر مین نے تمہارے ہاتھ رکھا تھا اسی مقام پر دھکا لگا تھا دیر تک بیہوش پڑا رہا جب دن چڑھا تو اُٹھا کنوئین پر پانی پی لو غرض نا مسافر کو کنوئین پر لائے کپڑے اُس نے اُتار کر رکھے لوٹا پانی کا کنوئین مین ڈالا خواجہ عمرو نے اُس مسافر کو ڈھکیل دیا کپڑے اُسکے لیکر بھاگے مسافر بیچارہ کنوئین مین ڈوبا خواجہ عمرو نکل گئے لیکن جمشید ثانی کہ بیرون قصر ہفت رنگ آکر اُترا ہے فوجین چلی آتی ہین جمشید بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ ابر ہفت رنگ آسمان پر آیا جمشید دیکھنے لگا کہ وہ ابر آکر پھٹا دیکھا ایک شاہزادی نہایت حسین و جمیل تخت پر سوار ہے تاج سر پر چند کنیزین گھیرے ہوئے بیچ مین وہ آفتاب تابان گرد کنیزین مثل سیارگان ہنستی ہوئی آتی ہین جمشید نے جو اُس مہ جبین کو دیکھا بیقرار ہو گیا گھبرا کے پوچھنے لگا کہ یہ بندی قدرت کون ہے وزیر اعظم اُسکا نجیم آسمان سیر کہ پہلو مین بیٹھا ہوا ہے بول اُٹھا کہ یا خداوند یہ شاہزادی حسین و جمیل طلسم زعفران زار کی رہنے والی ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کے فناہ کو آپ کی پریشانی معلوم ہوئی اُسنے برائے مدد بھیجا ہے جمشید ثانی یہ سن کر مجلس مین کھڑا ہو گیا اور پکار کے آواز دی کہ اے سردار حسینان آؤ تشریف لاؤ اُس نازنین نے سب سے پوچھا کہ تمہارے

خداوند کہان ہین سب شاہزادیان بول اُٹھین کہ یہی خداوند ہین کہ جو تمھارے استقبال کے
لیے اُٹھے وہ نازنین ہنسی اور مسکرا کر کہا یہی تمھارے خداوند ہین کہ ہمارے استقبال کے
واسطے اُٹھے ہمارے خداوند کو کوئی دیکھ نہین سکتا ہی جب لوگ جمع ہوتے ہین تب آواز آتی
ہی اُسی پر لوگ سجدہ کرتے ہین ایسے خداوند نہین دیکھے کہ سامنے بیٹھے ہین جمشید ثانی نے
ہنس کر کہا ای ملکۂ عالم قدرت نے تم کو کیسا جمال دیا کہ اگر زاہد صد سالہ دیکھے تو فوراً ل
ٹپک پڑے وہ نازنین خاموش ایک کرسی پر بیٹھ گئی سر تاجدار جمع ہین مگر شمیم آسمان سیر
بہت بیقرار ہی ہر مرتبہ جمال دیکھتا ہی اور ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی ادھر جمشید نہایت
پریشان ہی دمبدم سراپا دیکھتا ہی اور سر جھکا لیتا ہی آخر تاب نہ آئی کہہ بیٹھا کہ ای معشوقہ
قدرت تجھ پر مائل ہوے یہ سب شاہزادیان جو بیٹھی ہین یہ سب قدرت کی معشوق ہین دیکھو
ان کے کیا مرتبے ہین لہذا تم بھی ان مین شریک ہو کہ تم کو بھی مرتبۂ معشوقی ملے اور تمھارے
خداوند میرے بندے ہین مین نے اُن کو یہی حکم دیا ہی کہ کسی کو صورت نہ دکھاؤ پردے
مین رہو اور یہ دولت سامنے اپنے بندون کے بیٹھتے ہین کہ سب بندے زیارت سے
مشرف ہون مگر آپ کا نام نامی کیا ہی اُس نازنین نے ہنس کر کہا یا خداوندا ہی زبان
سنبھالیے ایسے کلمات زبان سے نہ نکالیے مین آپ کی بندی نہین ہون آپ نہین جانتے
نام میرا گلفام ہفت رنگ ہی در دولت پر اپنے قدرت کے نگہبان رہتی ہون
کہ اگر کوئی حریف آنیکا ارادہ کرے تو اُس کو قتل کردون کیسا ہی سرکش ہو مگر میرے
ہاتھ سے نہین بچ سکتا آج قصر سے آواز آئی تھی کہ ای گلفام جا کر جمشید ثانی کی مدد کر
ورنہ آخر مین بھاگ کر یہان آئیگا تب حال کھل جائیگا مین تو آپ کی مدد کو آئی ہون اور آپ
ایسا فرماتے ہین مین رخصت ہوتی ہون مجھسے یہ باتین نہین سنی جاتین یہ کہہ کر اُٹھی ارادہ کیا
کہ تخت کو اُڑا دون شمیم آسمان سیر اپنے مقام سے اُٹھا دامن پکڑ لیا کہا ای ملکۂ عالم کہان
چلین ملکہ گلفام نے کہا کہ ای وزیر اعظم یہ دربار بیٹھنے کے لائق نہین ہی ہمارے خداوند
کے یہان کیا مجال ہی کہ کوئی بات کرسکے جسکو قدرت آواز دیتے ہین وہ اندر جاتا ہی یہ
کیسے قدرت ہین کہ بندون سے اپنے باتین کرتے ہین ہم جا کر الگ اُترینگے یہ دربار

قابل بیٹھنے کے نہین ہو معلوم ہوا اسی وجہ سے تمھارے قدرت نے شکست کھائی اور بھاگ کر یہان آئے مگر شنتی ہون کہ مسلمانون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا سب یہان بھی چلے آئے اور دربند فتح کر لیے مین یہ چاہتی ہون کہ اب لڑائی میرے سپرد کیجیے مین سمجھ لونگی طلسم کشا کا سر لاؤنگی یہ کہتی ہوئی باہر نکلی مگر شمیم ساتھ ساتھ ہی ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ مطلب دل کھولے مگر پھر سوچتا ہی کہ قدرت کا تو اسنے ادب نہین کیا مجکو بھی جواب صاف دیگی بڑی مغرور ہی عقل و فراست سے دور ہی باہر آکر اشارہ کیا کہ آپ اس مقام پر اُتریے گلفام نے دیکھا کہ مین براے مدد آئی ہون میرے خداوند نے حکم دیا تھا کہ مدد کرنا اب یہان ٹھہرنا ضرور ہی گلفام نے اشارہ کیا کنیزون نے بارگاہ استادکی گلفام جاکر اپنی بارگاہ مین بیٹھی اور دروازے پر کنیزون کو مقرر کیا کہ کوئی اندر نہ آنے وزیر نے ارادہ کیا کہ اندر جاؤن کنیزون نے روکا اب شمیم ناچار ہوا اپنی بارگاہ مین آیا ملازم سب جمع ہوے سب کے سامنے یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

اثر پیدا کیا ہی پیرہن نے جسم بیجان کا
نہین دیتے لہو تک زخم تو چاکِ گریبان کا

جنون کی فصل مژدہ چاک پیراہن کا دیتی ہی
گلے ملنے کو آیا اسکے حلقہ گریبان کا

گلون کی زخم بو دینے لگے اُٹھو باغبان جلدی
بڑا ہی جلوۂ رخسار کس ماہِ درخشان کا

لحد مین بھی نہ پھیلا پاؤن تک احسان ظالم سے
مزہ بخشا مزار تنگ نے آغوش زندان کا

کدورت سے تعلق کیا اُنھین جو پاک طینت ہین
نہین ممکن جو اُلجھے خار سے دامن بیابان کا

بجز امید باطل اور کچھ حاصل نہین ہوتا
اثر ہی وعدۂ دلدار مین خواب پریشان کا

نہ کیونکر بلبلین چہکین دورِ گریہ سے میرے
نسیم اب دامن رنگین مین عالم ہی گلستان کا

مصاحبون نے پوچھا حضور کا مزاج کیسا ہی وزیر نے جواب دیا جس وقت سے گلفام آئی ہی ہوش میرے درست نہین ہین مین اُس کی بارگاہ مین گیا تھا وہان روک ٹوک ہی ارادہ یہ ہی کہ شب کو جاکر اُسے اُٹھا لاؤن زبان مین سوزن دیکر اُس سے مدعاے دلی حاصل کرون سب نے کہا بہت مناسب ہی شمیم آسمان سیر نے تمام دن تڑپ تڑپ کر کاٹا رات کو اُٹھا دونون پاؤن زمین پر مارے غرق زمین ہوا نقب کاٹتا ہوا بارگاہ گلفام

مین آیا دیکھا ملکہ پڑی سو رہی ہین سحر کیا کہ سوتے سوتے بیہوش ہو گئی شمیم نے ملکہ کو اٹھا لیا
طرف صحرا کے روانہ ہوا ایک صحرائے سبزہ زار مین آکر سر کوہ ٹھہرا ملکہ کو ہوشیار کیا ملکہ
کی جو آنکھ کھلی زبان مین سوزن پائی اور شمیم ہاتھ باندھے ہوئے کھڑا ہی کہہ رہا ہی کہ اس
غلام کو اپنی غلامی مین قبول کیجیے عمر بھر تابعداری کرونگا ملکہ نے ہنس کر اشارے سے کہا
کہ کیون شمیم تم کیسے عاشق صادق ہو ہماری زبان مین سوزن دی کون عورت ایسی ہوگی
کہ تم کو نہ قبول کرے ہم نے جس وقت سے تم کو دیکھا ہوش درست نہین رہے شب کو کھانا
بھی نہین کھایا تڑپتے تڑپتے آنکھ لگ گئی تھی کہ تم گرفتار کر لائے زبان سے سوزن نکالو تو
باتین کرون اشتیاق میرا ظاہر ہو تم بھی بخوبی ماہر ہو یہ کیا حرکت ہی کہ جو زبان مین میرے
سوزن دی یہ سنتے ہی شمیم کا جوش و خروش بڑھ گیا اور زبان سے سوزن نکالی جیسے ہی
سوزن نکلی ملکہ نے سحر کیا تمام قید بدن سے دور ہوئی طرف شمیم کے دیکھا پکار کر آواز دی
کہ او بے حیا دور ہو کوئی خیال خام دل مین نہ لا مجھے مرد کے نام سے نفرت ہی مین یہ نہین
چاہتی کہ کسی کی تابعدارین کر رہون لے مین جاتی ہون اب تو مجھکو روک دیکھون تو کیسا
وزیر خداوند ہی یہ کہکر اٹھی ادھر شمیم منتین کر رہا ہی کہ مین تو غلام ہون مگر ملکہ مین تمکو ہرگز
جانے نہ دونگا دیکھیے بیٹھ جایئے میرا سحر غضب خداوندی گلفام نے کہا کہ وہ غضب تیری ہی
جان پر ٹوٹیگا کیا آپکے خداوند ہین کہ سب کے سامنے بیٹھے ہین سب بندے دیکھ رہے
ہین ہمارے خداوند کو کوئی نہین دیکھ سکتا سال بھر کے بعد باہر نکلتے ہین سب دیکھ لیتے
ہین اگر تم کو میرا روکنا منظور ہی تو اپنے مقام سے اٹھو یہ کہکر جست کی زیر کوہ ایک نخل
تھا اسپر جا کر بیٹھی شمیم سحر کرنے لگا مگر گلفام پر تاثیر نہین ہوتی ایک مقام پر وزیر نے
سحر کیا گلفام نے ہاتھ ہلا دیا برق چمکی زری وزیر کے دو ٹکڑے ہوئے وزیر کو مار کر
چاہا روانہ ہو جاؤن کہ صحرا سے گرد اڑی نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی گلفام
دیکھنے لگی دیکھا آگے آگے چند شتر سوار اہتمام کرتے ہوئے سامنے سے نکل گئے بعد
ان کے کئی ہزار مرکب تازی و بحری و یمنی و عراقی پشت پر ان کے پاکھرین موتیون کی
پڑی ہوئین دو دو سائیس لگے [illegible] کرتے ہوے سامنے سے گذر گئے ان کے بعد

دیکھا کہ کئی سو تاجدار تاج شاہی بر سر جا رقب شہنشاہی در بر سب کے آگے ایک نوجوان ہی
تاج الماس سر پر چہرہ آفتاب عالمتاب وضع مین لاجواب صاحب جاہ و جلال ابرو ہلال
عارض ماہ آسمان کمال آنکھین رسناک نرگس شہلا پشت مرکب پر سوار تیغۂ ہلالی داہنے ہاتھ
مین سپر مدور پشت پر ہلال اور بدر کا ساتھ ہی کمر چست ارادہ درست گلفام نے جو چہرۂ زیبا
شاہ دیکھا مثل زلف پریشان و بشکل آئینہ حیران ہو گئی دیکھنے لگی حیران تھی کہ یہ کون شخص
ہی جسنے متاع صبر و شکیب لوٹ لیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرانے لگا پیشانی عرق
عرق ہو گئی چہرہ زرد لب پر آہ سرد دل مین درد مگر اپنے کو سنبھالا وہ لشکر بھی آکر اُسی
صحرا مین اُتر آئی سو شاہزادیان سحر و ساحری مین طاق حسن مین شہرۂ آفاق بارگاہون
مین داخل ہوئین وہ شہریار انتظام کرتے پھرتے ہین مگر گلفام حیران جمال و محو دیدار
ہو کر نخل سے اُتری صورت اپنی سحر سے تبدیل کی کسی سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہی اور یہ جوان
جو سب کو اُتار رہا ہی یہ کون ہی اس کا کیا نام ہی اُس شخص نے بیان کیا کہ یہ لشکر طلسم کشا
کا ہی اور یہ شہریار سعد بن قباد ہین چراغ لشکر اسلام بر سر جمشید ثانی جاتے ہین یہ سب
جادوگرنیان شاہزادیان ہین عاشق ہو کر ساتھ آئی ہین یہ دریافت کر کے گلفام سامنے
کوہ تھا اُسپر ٹھہری دو پہر رات گئے دیکھا کوہ سے آگ نکلنے لگی تمام صحرا آتش بہار ہو گیا
گلفام نے دیکھا کہ آگ کو دمبدم ترقی ہوتی جاتی ہی اہل لشکر جل رہے ہین فریاد کی
صدائین آتی ہین گھبرا کر بادشاہ بھی نکل آئے ہین لوح طلسمی چمکاتے پھرتے ہین گلفام نے
جو بہ نگاہ غور دیکھا دیکھا درے سے اُسی کوہ کے آگ نکل رہی ہی آخر ناچار ہو کر پہاڑ پر سے
اُتری درۂ کوہ مین آکر دیکھا ایک ساحرہ جو اس صحرا کی حاکم ہی لیلا سے شاگرد اُسکا نام
ہی بال کھلے ہوئے آگ سامنے روشن سحر کر رہی ہی اسی وجہ سے شعلے نکل رہے ہین گلفام
نے قریب آکر کہا کہ کیون اے لیلا تم کو اس سے کیا فائدہ ہی کہ بے گناہون کو جلا رہی ہو لیلا
نے کہا ارے تو کون ہی مین دشمنان خداوند کو ہلاک کر دونگی تو کیون منع کرتی ہی گلفام کو
غصہ آیا کہا اے لیلا بس اب سحر موقوف کر دے لیلا نے کہا مین تجکو بھی جلا دونگی یہ وہ آگ ہی
کہ جسے سامری روشن کر گئے ہین اس آگ کو کوئی بجھا نہین سکتا ہی گلفام نے لپک کر ایک

ٹھوکر ماری انگیٹھی گری اور زیادہ شعلے بھڑکے لیلا اپنے مقام سے اُٹھی کہا مین نے تمھین
پہچانا کہ تم طلسم زعفران زار کی رہنے والی ہو مین تم کو بھی جلا دونگی گلفام نے ایک تمانچہ
مارا اور کہا ہمارا کہنا نہین مانتی ہی مین مدد جمشید کو آئی تھی مگر جمشید نالائق ہی مین نے
طلسم کشا کا ساتھ دیا یہان تو آپسمین تکرار ہو رہی ہی وہان سعد شہریار لوح چمکاتے پھرتے
ہین کہ فیروزہ سامنے آیا بادشاہ نے فرمایا کہ ای مہتر دلا گہر ذرا دریافت تو کرو یہ کسکا سحر
ہی لو لوح محفوظ پہن لو کہ آگ تمپر تاثیر نہ کرے فیروزہ لوح پہن کر درہ کوہ کی طرف چلا اُسوقت
آکر پہونچا دیکھا ایک شاہزادی حور مثال پری تمثال ایک ساحرہ سیہ فام سے کلام کر رہی
ہی فیروزہ نے للکارا کہ او بے حیا شاہزادی سمجھاتی ہی اور تو نہین مانتی لیلا نے کہا ار
تو کون ہی فیروزہ نے بیخوف قریب آکر خنجر مارا کہ لیلا کا شکم چاک قصہ پاک ہوا گلفام نے
فیروزہ کا ہاتھ تھام لیا اور پوچھا کہ تمھارا نام کیا ہی فیروزہ نے کہا کہ مین عیار فتاح
طلسم ہون مجکو چھوڑ دو ورنہ مین تم کو بھی قتل کرونگا گلفام نے ہنس کر کہا ای مہتر مہتران
دوست و دشمن کو نہین پہچانتے ہو مگر بہن لیلا کی کہ اس کا شب ہجر نام ہی اپنے مقام پر
بیٹھی تھی کہ اس کو دریافت ہوا سحر نے اس کے خبر دی کہ کسی نے لیلا کو قتل کیا اپنے مقام
سے اُٹھی اُس وقت آکر پہونچی کہ گلفام فیروزہ سے باتین کر رہی ہی اور عشق اپنا سعد
سے ظاہر کر رہی ہی فیروزہ کہہ رہا ہی کہ بارگاہ مین تشریف لائیے بادشاہ سے ملاقات کیجیے
گلفام کہتی ہی ای فیروزہ مین اُس خداوند کی معتقد ہون کہ تمام عالم کا حال جانتا ہی
اُس کو معلوم ہو جائیگا کہ گلفام نے یہ حرکت کی فیروزہ نے کہا چالیس شاہزادیان حسین
و جمیل سحر مین مشاق اپنے کمال مین طاق بادشاہ پر عاشق ہین جمشید نے کیسے کیسے زور مار کے
اکثر کو قید بھی کیا لیکن یہ عاشقان صادق اپنے قول سے نہین پھرین آخر رہا ہوئین اور
آکر بادشاہ سے ملین اگر آپ ایسا قصد کرین گی تو ہم آپ پر ظاہر کرتے ہین کہ ضرور طلسم
زعفران زار کا جو خداوند ہی ساحر زبردست ہوگا اُس کے علاج کو صاحبقران زمان
موجود ہین کہ مالک اسم اعظم الٰہی ہین اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا جس وقت وہ پہونچین گے
تمھارے خداوند بھاگتے پھرینگے مگر گلفام کہتی ہی ای عیار طرار وہ مقام ایسا نہین ہی

کو کوئی وہان جا سکے یا زبان ہلا سکے کہ شب ہجر آکر پہونچی دیکھا بہن کا لاشہ پڑا ہی اور ایک
شاہزادی اور ایک عیار کھڑے ہوے باتین کر رہے ہین شب ہجر نے للکارا کہ ارے تم کون
ہو کہ میری بہن کو مار کر پھر یہان کھڑے ہو مین تم دونون کو قتل کرونگی یہ سُن کر فیروزہ بن عمرو
خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے سامنے شب ہجر کے آیا کہا سحر کر کہ حوصلہ نہ باقی رہے
شب ہجر نے پنجہ کھینچ مارا فیروزہ نے لوح محفوظ جمکا کی تلوار ٹوٹ کر گری فیروزہ نے کہا
اور سحر کر شب ہجر حیران ہی کہ یہ کون شخص ہی جسپر سحر تاثیر نہین کرتا اور خود کہتا ہی کہ سحر کر جو
سحر کرتی ہون وہ مٹ جاتا ہی مگر فیروزہ نے کہا دیکھ تیرے پیچھے کون کھڑا ہو اہی
شب ہجر پلٹی فیروزہ نے پنجہ مارا شب ہجر کے بھی دو ٹکڑے ہوے کہا ای ملکۂ عالم اب مین
رخصت ہوتا ہون مگر آپ کچھ خوف نہ کیجیے گا ضرور تشریف لائیے گا مین بادشاہ سے اس
بات کا ذکر کرونگا وہ خود انتظار کرین گے یہ کہکر فیروزہ درۂ کوہ سے نکلا دیکھا سب
لشکر آرام مین ہی آگ وغیرہ موقوف ہوئی بادشاہ خود اہتمام کر رہے ہین سب شاہزادیان
خیمون سے نکل آئی ہین اور افسوس کر رہی ہین کہ حقیقت مین یہ کوئی ساحر زبردست
تھا کہ جسنے یہ برائی کی ہم لوگ بیخبر رہے کہ فیروزہ نے لاکر دونون سر قدمون پر بادشاہ
کے ڈال دیے اور سب حال بیان کیا مگر بادشاہ نے فرمایا ای فیروزہ اس وقت مین تم کو
عجب حال مین پاتا ہون کچھ کہنے کا ارادہ کرتے ہو مگر رُک جاتے ہو فیروزہ نے کہا
بارگاہ مین چلیے تو مین عرض کرون بادشاہ بارگاہ مین تشریف لائے تخلیہ ہوا فیروزہ
نے سب کیفیت عرض کی کہ ایک شاہزادی طلسم زعفران زار سے آئی ہی مگر شکر ہی کہ
آپ پر عاشق ہوئی اول اُسی نے جا کر لیلا کو روکا تھا گر مین نے جاتے ہی اُس بے حیا کا
خاتمہ کر دیا دوسری بہن اُس کی آئی وہ بھی میرے ہاتھ سے قتل ہوئی مگر اُس شاہزادی
نے وعدہ کیا ہی یقین ہی کہ حاضر ہو بادشاہ نے فرمایا یہان جادوگرنیون کی کیا کمی
ہی کیسی کیسی شاہزادیان موجود ہین کیا کوئی ان مین سے سحر مین کم ہی فیروزہ نے عرض کی
جو مجھے عرض کرنا تھا وہ کہہ چکا آئندہ حضور کو اختیار ہی مگر آج بارگاہ مین تخلیہ رہے
وہ ضرور تشریف لائینگی بادشاہ نے دوسرے دن شب کو جلسہ آراستہ کیا فیروزہ عاشقی

بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

انکے آنیکے بھروسے پر جو شادان دل ہوا ۔ زندگی خوش ہی کہ اب مرنا مجھے مشکل ہوا
راحت مرگ محبت اُس سے پوچھا چاہیے ۔ جو بت مجھے اپنے جی مین مین بھی اس قابل ہوا
موت بھی قسمت نے کھوئی کیا بُری شی ہی امید ۔ جب مجھکی گردن مری وہ اور کا قاتل ہوا
نوجوانی کا بُرا ہو اُس کو ہرجائی کیا ۔ جی ہٹا جاتا ہی جب وہ پیار کے قابل ہوا
قدر مینا عزت جام و سبو جاتی رہی ۔ جو تمھاری بزم مین ٹوٹا وہ میرا دل ہوا
پھیر دت تند خو نا آشنا برہم مزاج ۔ روئیے اُس شخص پر جو تجھسے کچھ سائل ہوا
گھیرے رہتے ہین عزیز و اقربا اُنکے اُنھین ۔ ای نسیم اب دیکھنا بھی یار کا مشکل ہوا

محفل عیش و نشاط آراستہ ہی کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی در دولت پر ایک شاہزادی آئی ہین امیدوار باریابی ہین سعد شہریار نے حکم دیا بلالو گلفام اندر آئی بادشاہ جہجاہ کو جھک کر سلام کیا بادشاہ نے سراپا دیکھا کہ سراپا خوب محبوب مرغوب طالب مطلوب زلفین پرشکن فخر سنبل عارض رشک گل غنچہ دہن سیمتن رشک چمن بھولی بھولی صورت دریائے جواہر مین غوطہ زن سامنے کھڑی ہی مگر گھبرائی ہوئی بادشاہ جہجاہ نے فرمایا کیون ملکہ عالم بدحواس کیون ہو یہان کوئی نہین آسکتا گلفام نے جواب دیا ای شہریار ہمارے خداوند کو سب خبرین گذرتی ہین بعض خداوندون نے مقرر کیا ہی کہ طائر آتے ہین وہ خبر دیتے ہین مگر ہمارے خداوند جس قصر مین رہتے ہین کیا کسی کی مجال ہی کہ اُس قصر کے سامنے ہین جائے زمین سے دھوان نکلا کرتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ وہی دھوان خبر دیتا ہی غیرون کی خبرین قدرت کو دیا کرتا ہی نہ کہ مین تو صحبت کی بیٹھنے والی اکثر ایسا اتفاق ہوا ہی کہ قصر مین گھس گئی دیکھا تخت پر ایک جوان بیٹھا ہی مگر چہرے پر نگاہ نہین ٹھہرتی صاف معلوم ہوتا ہی کہ آفتاب عالمتاب کی ضو ہی کرنین نکلی ہوئی ہین ہزارہا بندے کہ جنکو ہم نہین پہچانتے سجدے کر رہے ہین اُنکا خداوند خورشید تابان لقب ہی جسنے سر سجدے سے اُٹھایا اُسکا سر کٹ کر گرا اور پھر سر جسم سے مل گیا وہ جوان سجدے کرنے لگا اور بہت سے پتلے ہاتھوں کے چھت مین لٹکے ہوئے ہین فریاد فریاد کر رہے ہین اور قدرت ہنس ہنس کے فرماتے ہین تم لوگون نے

دعوی باطل کیا اُسی کی سزا پائی ایک شخص گران ڈیل چھت مین لٹکا ہی اور پُکار رہا ہی کہ منم
زبرجد شاہ مالک زبرجد نگار یا خداوند معاف کیجیے قدرت کہتے ہین او بیحیا اب دعوی
خدائی نہین کرتا ایک طرف قیطول لقا بنے ہوے ہین لقا بھی توبہ توبہ کر رہا ہی ایک طرف کو
فرعون شکالی کے قیطول آراستہ ہین وہ بھی فریاد کر رہا ہی ادھر جو لوگ بیٹھے ہوے ہین اُنکے
سر گر رہے ہین اور پھر زندہ ہوتے ہین ایک باغ ہی جنت نظیر ایک جانب آگ جل رہی ہی ہزارہا
انسان سیہ فام اُس مین جل رہے ہین اور پُکارتے ہین یا خداوند برحق ہماری خطا معاف کیجیے
فرشتے اُن کو گرز مار رہے ہین ایک جانب ایک بندریا بیٹھی ہی مگر کانپ رہی ہی چہرہ سیاہ حال
تباہ دھوان جو زمین سے نکل رہا ہی اُس مین سے آواز آتی ہی کہ یا خداوند فلان بندہ آپ کا
جو برائے شکار گیا تھا اُس کو شیر نے مارا دوسری طرف سے آواز آئی اُس شیر کو ہاتھی نے مارا
مگر ہاتھی سر ٹکرا کر مرا جنگل مین عجب قیامت برپا ہوئی سارا جنگل ویران ہوگیا خداوند نے جواب دیا
کہ ایک بندہ بے گناہ مارا گیا اُس کا بدلہ یہ ہوا کہ سارا جنگل ویران ہوگیا اب کسکی مجال ہی
کہ اُس جنگل کو آباد کرے اس طرح خبرین دھوان دیتا رہتا ہی اور بہت سے عجائب وغرائب
ایسے ہین کہ جنکے بیان کرنے مین طول ہی یہ مقام وہ نہین ہی کہ اُن سب کو اس وقت حضور
کے سامنے بتفصیل عرض کرسکون اگر حضور کی نظر پرورش کنیز پر ہوگی اور حضوری کا افتخار
حاصل ہوگا تو عرض کرونگی بس ای شہریار مجکو خوف ہی ایسا نہ ہو کہ وہ دھوان خداوند سے
کہدے کہ گلفام ہفت رنگ محفل مین بادشاہ اسلام کی بیٹھی ہی تو ابھی آفت برپا ہو
بادشاہ نے فرمایا ای ملکۂ عالم مین نے بھی تم کو بہت پسند کیا اب اسی مقام پر رہو وہان نہ جاؤ
گلفام نے کہا کہ میری کیا مجال ہی جو وہان نہ جاؤن قدرت بلا بھیجینگے اور آپ روک
نہ سکینگے بادشاہ نے فرمایا یہ خیال خام و تصور نا تمام دل سے دور کرو یقین ہی یہان
تمپر کوئی دست انداز نہ ہوسکیگا گلفام نے کہا کہ اگر مین قلعۂ آہن مین چھپونگی تو بھی قدرت
کو معلوم ہو جائیگا مجکو کوئی نہ روک سکیگا جس وقت سے دربار حضور مین آئی ہون خوف
سے قلب کانپ رہا ہی یہی خیال ہی کہ اب کوئی لینے کو آتا ہوگا وہی تیمر کے پتلے جا کر سے
آتے ہین اُس شخص کو پہونچا دیتے ہین جو کہ قدرت سے بھاگا اُس کا کہین ٹھکانا نہ لگا مین کہان

جا کر چھپون مجھسے بڑی گستاخی ہوئی دیکھیے اسکا انجام کیا ہو بادشاہ نے ہر چند سمجھایا مگر گلفام
رورو کر کہتی تھی کہ ای شہریار اپنا تو یہ حال ہو کہ بیان اُسکا اِسوقت میری زبان سے محال ہو نظم

پھر غلغلہ ہی آمد فصل بہار کا + بگڑا مزاج میرے دل بیقرار کا
+ آرام کی ہوس دل بیتاب اس مین کیون کیا پہلو مزار بھی پہلو ہی یار کا +
بوسے فریب سے جولب یار کے لیے برہم معاملہ ہی مرے اعتبار کا
رحم آچکا تھا شرم نے سمجھا دیا کچھ اور بگڑا نصیب پھر کسی امیدوار کا
گر جانتے جگائےگی بر خیز حشر کی ++ احسان نہ لیتے راحت خواب مزار کا
یہ وہ خلش نہین کہ طبیعت کو چین ہو کھٹکا نہ جائیگا مژہ آبدار کا +
وصلت کی راحتو نسے شب غم نہ بھولنا ای دل رہے ضرور لحاظ انتشار کا
جب دیکھیے قرار نہین ایک شکل پر میرا سا اب تو حال ہو اروزگار کا
دم بھر کے دیکھنے کی تمنا ہمین نہین + شرمندہ ہو گناہ بھی کیا ایک بار کا
تیرے ستم عدو کی دعا نے کیا اثر بدلا ہوا ہی حال کچھ اس خاکسار کا
آتے نہین وہ ہاے یہان حال غیر ہی اقبال اوج پر ہی شب انتظار کا
پابوس آسمان سے شرف ہوتے ہین نصیب پھر حوصلہ بلند ہوا اپنے غبار کا +
وحشت مین بھی نہ ترک محبت ہو اے نسیم منہ آبلون نے چوم لیا نوک خار کا

آخر محفل عیش سے اُٹھی سعد شہر یار سے رخصت ہوئی مگر چہرے پر ہوائیان اُڑتی ہوئین
کہا ای شہریار مین رخصت ہوتی ہون مگر خیال رہے کہ اگر کنیز کے آنے مین دیر ہو تو آپ
جانیے گا کہ کنیز رخصت ہوئی راہی ملک عدم ہوئی امیدوار ہون کہ دریافت کرکے قبر
پر اس کنیز کی تشریف لائیے گا قبر پر فاتحہ خیر پڑھیے گا بقول شاعر فرد چو آید بہ روت
بعد مردن بر مزار ما + باستقبال او مستانہ برخیزد غبار ما + بلکہ کیا عجب ہی کہ قبر سے کنیز
کی آواز آئے فرد ای شہسوار گور غریبان پر آنکل + اپنی بھی مشت خاک ہو تیری رکاب
مین + شاہزادے نے فرمایا ای ملکۂ عالم تم تو انتہا کی بدحواس ہو کیون گھبراتی ہو کچھ نہوگا
مگر جمشید ثانی بعد جانے ملکہ گلفام کے اسقدر پریشان ہوا کہ عیار سے کہا ارے جاکر

خبر تو لاکہ ملکہ کہاں چلی گئیں اِس جیا ، طرار کا نام بہرام تیز رو ہی بہرام بارگاہ سے نکلا باہر آکر خبر سُنی کہ وزیر اعظم اُسپر عاشق تھے وہ کہیں لے گئے بہرام ڈھونڈھتا ہوا اُس مقام پر آیا کہ جہان لاشہ وزیر کا پڑا تھا لاش وزیر دیکھ کر بہرام بہت گھبرایا ایک بلندی کے اوپر چڑھ کر دیکھا کہ سامنے ایک لشکر اُترا ہی ٹہلتا ہوا لشکر مین آیا سعد شہر یار کا لشکر سات لاکھ غیر ساحر ہین سردارون کے نام ناظرین کو یاد ہونگے غیر ساحر چالیس شاہزادیاں ہین ایک ایک بلاے روزگار ہین وہ ایک طرف اُتری ہوئی ہین ایک شخص کو کون دیکھے یہ پھرتا پھراتا در بارگاہ شاہی پر پہونچا خدمتگارین کر اندر آیا دیکھا ملکہ گلفام پہلو مین سعد شہر یار کے بیٹھی ہین باتین رخصت کی کر رہی ہین بہرام یہ دیکھ کر پلٹا سامنے جمشید کے آیا تمام کیفیت بیان کی کہ وزیر صاحب آپ کے مارے گئے گلفام کو دیکھا کہ پہلو مین سعد شہر یار کے بیٹھی ہین بادشاہ طلسم زعفران کو نامہ لکھیے یہ سُن کر جمشید بہت جھلایا اُسی وقت نامہ لکھا کہ ای بادشاہ عالیجاہ بی گلفام جو میری مدد کو آئی تھین مین نے اُنھین لڑنے سے منع کیا میرا وزیر اعظم یعنے شمیم آسمان سیر طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ اُن کو اُٹھا کر لے گیا برابر کوہ نینواز کے آپس مین مقابلہ پڑا ہوا ہین لاشہ وزیر کا پڑا ہی بی گلفام نے وزیر کو مارا اور آپ جاکر خدمت سعد شہر یار مین پہونچین اطلاعاً تحریر کیا نامہ کو ملفوف کرکے بہرام کو دیا کہا ای بہرام برابر قلعۂ زعفران زار کے جانا آگے قلعے کے چمن زعفران زار ہی خبردار اُس طرف نہ دیکھنا ایک نخل کے نیچے خیال کرنا کہ زمین سے دھوان نکل رہا ہی وہان اس نامہ کو ڈال دینا اور آواز دینا کہ یہ نامہ بخدمت خداوند زعفران زار پہونچے نامہ ڈال کر تو چلا آنا عیار نامہ لے کر چلا جب سامنے قلعے کے پہونچا تو اول نگاہ اِس کی چمن پر پڑی بے اختیار ہنسنے لگا مگر پلٹ کر دیکھا کہ نخل کے نیچے دھوان زمین سے نکل رہا ہی نامہ اِسنے پھینکا اور ہنستا ہوا بھاگا جب لشکر مین اپنے آیا جو کوئی پوچھتا ہی کہ مہتر صاحب کہانسے آتے ہو بہرام ہنستا ہی اور کچھ جواب نہین دیتا شاگرد اس کے بھاگے سامنے جمشید کے آئے کہا عیار آپ کا ہنستا ہوا آتا ہی ہر بات پر ہنستا ہی بات کا جواب نہین دیتا جمشید نے کہا اُس کو میرے پاس لاؤ ورنہ ہنس ہنس کر اپنی جان دیدیگا لوگ بہرام کو پکڑ کر سامنے جمشید کے لائے جمشید نے بہرام کا بازو پکڑ کر

یا خداوند طلسم زعفران زار کہا بہرام کو فوراً ہوش آگیا جمشید ثانی نے کہا صاحبو نام
خداوند زعفران زار مین کیا برکت ہی مین تو اُسی کا معتقد ہون مگر گلفام ہفت رنگ
سعد شہریار سے رخصت ہوکر بیرون بارگاہ چلی بادشاہ بھی اشتیاق مین چلے آتے ہین پلٹ پلٹ کر
گلفام بادشاہ جمجاہ سے کہ رہی ہی کہ آپ تشریف لیجائیے بادشاہ فرماتے ہین ای
ملکہ گلفام ہفت رنگ تمھارا جانا دل پر بہت شاق ہی مگر جلدی آنا ہم کو فراموش نہ کرنا
ہم کو تمھاری بڑی یاد رہیگی تمھارا جانا بہتر نہین دل یہی چاہتا ہی کہ پلٹ چلو ہم چاہتے ہین کہ ہم
اور تم ایک جگہ بیٹھین کچھ حال دل کہین ملکہ گلفام جواب دیتی ہین کہ ای شہریار اگر آپکی
مہلت پاؤنگی تو ضرور حاضر ہونگی یہ کہکر گلفام ہفت رنگ نے قصد کیا کہ آگے بڑھین
یکایک زمین سے دھوان نکلا کہ مین گلفام کی لپٹ گیا گلفام نے آواز دی کہ ای شہریار
یہ کنیز رخصت ہوتی ہی امیدوار ہون کہ کنیز کو بچائیے ورنہ کنیز کا خاتمہ ہوتا ہی آپ کا فرمانا
کنیز کو بہت پسند آیا کہ سراسر سامان سحر ہی مگر ایسا انتظام بندھا ہی کہ اس کو کوئی سحر نہین
کہتا اب کنیز سامنے اُسی شعبدہ باز کے پہونچیگی جسنے یہ سب سامان بنا رکھے ہین دیکھیے
میرے ساتھ کس طرح پیش آئے بادشاہ جمجاہ دو تہے جادوگرنیون نے بڑھکر سحر کیے مگر
اُس دھوئین نے گلفام ہفت رنگ کو نہ چھوڑا جس شاہزادی نے زیادہ بہادری کی
کہ جاکر گلفام کو لپٹ جاؤن جب قریب پہونچی تو خود غل مچانے لگی کہ کنیز کو بچائیے کنیز جلی جاتی
ہی دوسری شاہزادی نے آکر اُس کو کھینچ لیا اگرچہ چالیس شاہزادیان ہین ایک سے ایک
سحر مین زیادہ ہی مگر کسی کا زور نہ چلا اپنی جان بچانا دشوار تھی بڑی دور تک شاہزادیون نے
پیچھا کیا مگر اُس دھوئین پر کوئی غالب نہ آیا اور ایک آواز مہیب آئی کہ ای جادوگرنیو کیون
شامت آئی ہی پلٹ جاؤ یہ مقدمہ طلسم زعفران زار ہی کسکی مجال ہی کہ مقدمہ قدرت مین
دخل دے اگر قریب آؤگی تو تم سب جل جاؤگی یہ صدا سُن کر جادوگرنیان پلٹین اور وہ دھوئین
گلفام کو لے کر نکل گیا مگر کچھ حال مختصر گلفام کا عرض کرتا ہون کہ وہ دھوان لیے ہوے
اول مین ہاے زعفران زار مین پہونچا ایک قہقہے کی آواز آئی اُسمین یہ صدا تھی کہ ای گلفام
یہ طلسم زعفران زار ہی دربند اول پر پہونچی ہو دیکھا دو پتلے پتھر کے کھڑے ہوے ہین پکار پکار کر

آواز دے رہے ہین کہ ای گلفام تمنے غضب کیا خداوند آفتاب تابان سے منھ پھیرا ہم نافرمانی
کرکے شرمندہ ہین دیکھو لٹکے ہوے ہین وہ دھوان لیے ہوے گلفام کو دوسرے دربند پر
پہونچا دیکھا زبرجد شاہ بھی فریاد کر رہا ہو قفس آہنی مین بند ہو اُس کے بعد قیطول لقا شاہ
اُسنے بھی یہی آواز دی کہ ای گلفام خداوند آفتاب تابان سے بغاوت کی توبہ کر وادر
آگے بڑھی نمرود مردود شکا کی ملا اُسنے بھی یہی سمجھایا گلفام خاموش ہو کسی کو جواب نہین
دیتی چاہتی ہو سحر کرون مگر سب سحر فراموش ہو گیا اسی طرح سات دربند طو کرکے اُس قصر تاریک
مین دھوان پہونچا گلفام کو ڈالدیا گلفام نے دیکھا تخت پر ایک شخص بیٹھا ہو صورت اُسکی
ظاہر نہین ہوتی اسقدر روشنی ہو کہ چہرے پر نگاہ نہین ٹھہرتی ہزار ہا ساحر جمع ہین سر کٹ کٹکر
اُن کے گر رہے ہین اور پھر سر جل جاتے ہین ایک جانب آگ جل رہی ہو اُس مین ہزارون آدمی
جل رہے ہین اور پھر زندہ ہوتے ہین ایک طرف ایک باغ بنا ہو اُس مین جو لوگ بیٹھے ہین وہ
فرحان وشادان ہین دمبدم پکارتے ہین کہ یا خداوند آفتاب تابان تیری قدرت کے صدقے
ہم آرام کر رہے ہین بہشت کے میوے کھاتے ہین اور تجکو یاد کرتے ہین اُس تخت نشین نے
ایک آواز دی کہ او گلفام جب تو نے وزیر کو جمشید کے مارا ہو تو ہم دیکھ رہے تھے
یہان تک تو عصمت دار تھی تیرے سر نے وہ تاثیر کی کہ شمیم آسمان سیر نہ بچ سکا پھر
کیا حماقت کی کہ بارگاہ سعد مین پہونچی اب توبہ کر اور سجدے کو جھک ورنہ جہنم مین پھنکوا دونگا
گلفام کے تمام اعضا کانپ رہے ہین مگر کچھ جواب نہ دیا اُسی تخت سے ایک قفس آہنی نکلا
اُس مین گلفام بند ہو گئی حکم ہوا کہ اس کو باغ شداد مین لیجاؤ تکلیف بھی اُٹھائیگی اور راحت
بھی پائیگی وہ قفس بلند ہوا ایک مکان مین جاکر قایم ہوا اُس قصر کو گلفام نے دیکھا کہ جواہر
کے مکان بنے ہوے ہین اور جواہر کے درخت لگے ہین قفس آکر ایک درخت مین لٹک گیا
ایک جھونکا ہوا کا آتا ہو کہ بدن مین آگ لگ جاتی ہو دوسرا جھونکا آکر فرحت دیتا ہو گلفام
تو اس مصیبت مین ہو مگر بعد جانے گلفام کے بادشاہ جمجاہ دیوانے ہو گئے دوڑے دوڑے
پھر رہے ہین اور یہ اشعار پڑھتے ہین نظم

عضو تن میرے دیکھتے رہے اخگر ہو کر	پرورش روح نے پائی تو خنجر ہو کر

اب تو بدخواہ بھی پیش آتے ہین کمتر ہو کر
تیغ ملتی ہو گلے سے مرے خنجر ہو کر +

کیسا پایا قفس تنگ اتنی تو بہ + +
طائر روح رہا جسم مین بے پر ہو کر

ہاتھ بڑھ بڑھ کے بڑھے پر نہ بڑھے یہ قاتل
رہ گئے زخم جگر مد مشدد ہو کر + +

روح بھی کوئی دُلھن تھی کہ مرے قالب سے
منھ چھپائے ہوے نکلی تہ خنجر ہو کر +

یہ تمنا ہو کہ وہ بھی مری آغوش مین ہون +
جی مین ہو خلق کو لون دامن محشر ہو کر

غیرت آتی ہو شب ہجر مین مرنے سے مجھے
رنج دیتی ہو اجل طعنۂ دلبر ہو کر +

خواہش وصل سے خط پڑھنے کے قابل نہ رہا
لپٹے الفاظ سے الفاظ مکرر ہو کر +

اب تو شمشیر سے محروم نہ رکھ اے قاتل
سوکھے جاتے ہین اب زخم مرے تر ہو کر

کسقدر حسرت پرواز بھری ہو دلمین
روح نکلی بدن زار سے شہپر ہو کر

دود پیچیدہ جو اُٹھے نفسِ مری آہ سے
مدتون چرخ سے لپٹے رہے اژدر ہو کر

کیا اثر ہو لب شیرین جو ترے چوسے تھے
زہر گھلتا ہو دہن مین مرے شکر ہو کر

مر کے ہٹ کرتے ہین دیکھو تو عدم کے سفری
حشر تک قبر سے اُٹھتے نہین بستر ہو کر

ذبح کے بعد بھی کم حسرت دیدار نہو
گھورلے روے قضا دیدۂ جوہر ہو کر

سر کٹا کر تجھے دکھلائین گے جلوے قاتل +
شمع بن جائین گے ہم قامت بے سر ہو کر

کبھی خالی کبھی لبریز بسر کی ہو نسیم
شکل خم مثل سبو صورت ساغر ہو کر

گرد بادشاہ کے تمام جادوگرنیان جمع ہین مگر بادشاہ بیچارہ دیوانہ وار و وحشی مثال حرکات خلاف کر رہے ہین جادوگرنیان چاہتی ہین سحر کرین اور بادشاہ کو ہوش مین لائین لیکن ممکن نہین ہوتا دمبدم بیقراری کی ترقی ہو فیروزہ حیران ہو کہ کیا تدبیر کرون کچھ بن نہین پڑتا سب تاجدار رو رہے ہین ورنہ بادشاہ چاہتے ہین کہ گریبان پھاڑ کر طرف جنگل کے نکلجاؤن مگر تاجدار نہین چھوڑتے فیروزہ بن عمرو دعائین مانگ رہا ہو کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز رحم اپنا شریک کر تیری صفت کیا بیان کرون تو رحیم و کریم و سمیع و علیم ہو نظم

بر دلت نقش است چون نقش نگار + +
سر نگون کن تا ببینی روے یار +

سیر این گلزار بے انوار کن +
ورنہ روزی بگذرد وقت بہار

چند روز است آب و تاب این چمن
ہست چون امروز وقت کار تو
از متاع زندگی بردار سود
میکند آخر سفر در چند روز +
فکر امروز و غم فردا مکن ++
ناگہان رحلت ازین دنیا کنی ++
از عزیزان برزبان نارد کسے
کس نیابد از نشان تو نشان ++

بار ناید در نظر جز نوک خار
کار کن صبح و مسا ای کردگار
زانکہ این سودا نگردد بار بار
جان شیرین از سرا سے جسم زار
نیست چون یکدم دمت را اعتبار
با غم و افسوس و رنج و اضطرار
نام تو بار دگر اسے نامدار +
بار دیگر تا قیامت در جہان ++

سب سردار بیقرار ہین کہ کیونکر بادشاہ کو اس آفت سے بچائین اور بادشاہ چاہتے ہین کہ سب سے الجھ کر نکل جاؤن جنگل مین پہونچون فرماتے ہین کہ یار دیکھے کون روک سکتا ہی مین گلفام کے پاس جاؤنگا اُس کو قید سے چھڑاؤنگا مین سامنے دیکھ رہا ہون کہ گلفام قفس مین گرفتار ہی مجکو پکار رہی ہی اگرچہ وہ مقام ایسا نہین ہی کہ مین پہونچ سکون مگر تا امکان کوشش نہ کرون سب تاجدار بلک رہے ہین کہ ای رحیم و کریم رحم اپنا شریک کر سب نے جو بیقرار ہوکر دعا کی صحراسے گرد اُڑی دیکھا سب نے کہ صاحبقران زمان اشقر پر سوار گھوڑا اُڑاتے ہوے آتے ہین سب سردارون نے بڑھ کر عرض کی کہ ای شہریار ہمارے بادشاہ کا عجب حال ہی یہ سنکر صاحبقران قریب آئے اسم اعظم پڑھ کر ہاتھ تھام لیا اور فرمایا ای فرزند تم فتاح طلسم ہو اپنے کو سنبھالو معلوم ہوا کہ طلسم زعفران زار پر بھی جانا واجب و لازم ہو گا وہانکے حاکم نے یہ شعبدہ دکھایا ہی مگر انشاء اللہ مین وعدہ کرتا ہون کہ تمھاری معشوقہ کو چھڑا لاؤنگا اور تم سے ملاؤنگا بادشاہ ہوش مین آگئے صاحبقران بادشاہ کو اپنے ساتھ لیے ہوے بارگاہ مین آئے بادشاہ سر جھکائے ہوے بیٹھے ہین صاحبقران نے فرمایا ای نور نظر سارا طلسم تمنے فتح کیا مگر آسمان پری رہا نہین ہوئین لوح ملاحظہ کرو بادشاہ نے لوح دیکھی مگر نہایت ملول و حزین ہین ہر مرتبہ یہی فرماتے ہین کہ وہ قید خانہ میری آنکھون سے مخفی ہو گیا مجکو بڑا قلق ہی اُسنے میری محبت مین یہ آفتین اُٹھائین مگر کوچۂ عشق سے قدم نہ ہٹایا لوح کو جو ملاحظہ کیا

اُس مین یوں لکھا پایا کہ ای فتاح طلسم و ای سیار این عجائبات طرف مشرق جاؤ مگر لوح کو قدم قدم پر دیکھنا اگر دھوکا پڑ گیا تو لوح نکل جائیگی کچھ زور نہ چلیگا بادشاہ اُٹھے مگر فیروزہ بن عمرو کہ عیار کامل ہی اور عاشق جمال ہزہ پیچھے پیچھے چلا صاحبقران نے خواجہ عمرو کو حکم دیا کہ تم بھی ساتھ جاؤ خواجہ بھی چلے مگر الگ الگ جاتے ہین اور دیکھ رہے ہین کہ بادشاہ ایک جنگل مین پہونچے وہان ایک بارگاہ استادہ تھی اُس بارگاہ مین داخل ہوے فیروزہ گھبرایا کہ اندر کا حال کیونکر کھلے خواجہ عمرو نے فرمایا تم جاؤ مین دیکھ رہا ہون فیروزہ جیسے ہی بڑھا ایک شیر سامنے سے پیدا ہوا فیروزہ نے چاہا بھاگون مگر زمین نے پاؤن تھام لیے وہ شیر فیروزہ کو لے کر غائب ہو گیا خواجہ عمرو پیچھے شیر کے چلے آگے بڑھ کر اور ایک بارگاہ استادہ تھی وہ شیر فیروزہ کو لیکر اُس بارگاہ مین گیا اب خواجہ عمرو حیران ہین کہ کیا کرون اسی حیرانی مین کھڑے ہوے تھے کہ سامنے سے گرد اُڑتی دیکھا یاقوت جنّی ظاہر ہوا قریب خواجہ کے آکر عرض کی کہ اب جلدی کیجیے اپنے کو بارگاہ مین پہونچائیے ورنہ بادشاہ کے پاس سے لوح نکل جائیگی یہ کہکر یاقوت جنّی تو چلا گیا خواجہ عمرو نے رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک بڈھے گویے کی شکل بنکر اُسی مقام پر بیٹھے اور یہ اشعار گانے لگے نظم

کہو تو کیا ای چارہ گر تجکو ہوا منظور آج +
گھورتا ہی بیطرح کچھ دیدۂ ناسور آج +
کچھ عجب تاثیر کی تیغ نگاہ مست نے
زخم کے مُنہ سے ٹپکتی ہی مئے انگور آج
ای خوشا قسمت کہ ہی پہلو مین وہ رشک قمر
جلوہ گر ہی بعد مدت خانۂ بے نور آج +
حشر کے سامان سے کم سامان فرقت بھی نہین
آرہی ہی میرے نالو نسے صدائے صور آج
ہاتھ پر آئے ہین اگر وہ آئین تو کچھ غم نہ کھا
ہم بھی ای دل کب کمی کرتے ہین تا مقدور آج
پوچھتے کیا ہو تپ فرقت کی ای جان گرمیان
ہاتھ بھی رکھنے نہین دیتا تن محرور آج +
برچھیان کھا ئین نظر کی اسقدر پیہم نسیم +
دل ہمارا ہو گیا ہی خانۂ زنبور آج + +

خواجہ کی جو آواز بلند ہوئی جانور درختوں سے اُترنے لگے خواجہ عمرو نو گھیر لیا کہ اندر سے بارگاہ کے ایک جادوگر نکلا خواجہ کا گانا بیٹھ کر سننے لگا جب خواجہ نے نَی کو ہاتھ سے رکھا اُس جادوگر نے کہا مجھے میان صاحب آپ کا کیا نام ہی خواجہ عمرو نے کہا اُستاد دل کشا میرا نام ہی

صحراے پر بہار مین بیٹھا تھا کہ خداوند جمشید ثانی آگے اور فرمایا کہ فلان صحرا مین جا دہان سے
بندے وہان موجود ہین انکو شراب پلاؤ کہ سب کی عمر سو سو برس بڑھ جاے وہ جادوگر قدمون پر
گر پڑا کہتا تھا کہ ای اُستاد دلکشا مجکو دو جام پلائیے گا مین فکر کر رہا ہون کہ طلسم کشا
سے لوح چھین لیجائے اب وقت قریب ہی خواجہ عمرو اُس جادوگر کے ساتھ اُٹھے اور
بارگاہ مین آئے دیکھا سعد بن قباد بیٹھے ہین ایک نازنین مسند پر بیٹھی باتین کر رہی ہی کبھی گاتی
ہی کبھی بتاتی ہی اور کہتی جاتی ہی کہ دونون لوحین مجکو دیدیجیے بادشاہ تجاہ فرماتے ہین کہ میرے
ساتھ چلو بعد وصل تختیان دیدونگا کہ خواجہ عمرو نے آکر اُس نازنین کو سلام کیا اُس
جادوگر نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اُستاد کو حکم ہوا ہی کہ شراب پلاکر سب کی عمر بڑھاؤ یہ وہ شخص
ہی کہ سامنے خداوند کے گاتا ہی قدرت کو شراب پلاتا ہی یہ کہکر گلابیان لایا خواجہ عمرو
نے سب مین بیہوشی ملائی اور کھڑے ہوکر ناچنے لگے پھر جام بھرکر سر پر رکھا اُس نازنین کے
قریب آئے یہ کہکر جام دیا کہ ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے مگر وہ جادوگر
جو خواجہ عمرو کو ساتھ لیکر آیا ہی دمبدم کہہ رہا ہی کہ ای ملکۂ عالم پی جائیے ای اُستاد
دلکشا مجھے بھی جام دیجیے مین دو جام پیونگا مجکو زندگی کی بڑی ہوس ہی اب شادی کرونگا
اُستاد تم بھی شریک ہونا خواجہ عمرو فرماتے ہین پہلے ملکہ پی لین تو تمکو بھی دودن آج کوئی
محروم نہ رہیگا قدرت نے حکم دیا ہی مین بدون حکم نہین آیا اُس نازنین نے جام ہاتھ مین لیکر
کہا کیون اُستاد پی جاؤن خواجہ عمرو نے کہا قدرت نے تو یہی حکم دیا ہی کہ پہلے مالک صحبت
کو پلانا مین نام تمھارا بھول گیا قدرت نے بتایا تھا کئی سو کوس کا راستہ جو طی کیا بھول گیا
نازنین نے کہا اُستاد میرا نام دلفریب ہی مین طلسم کشا سے لوح لیا چاہتی ہون یہ کہکر جام
پی گئی دوسرا جام بھرکر اُس جادوگر کو دیا وہ تو جام لیکر بہت اُچھلا اور کودا کہتا تھا جب میری
شادی ہوگی تو لڑکے بھی ہونگے مین باہر بیٹھا ہونگا دوست جمع ہونگے کہ پردہ اُٹھا کے لڑکا
نکلے گا کہیگا ابا جان ایک پیسہ دیجیے مین کہونگا دور ہو یہ کہکر جام پھینکدیا خواجہ نے کہا
یہ کیا غضب کیا تمھاری عمر گھٹ گئی میرا مطلب تو ہوچکا مین قدرت سے کہدونگا کہ اُس نے جام
پھینکدیا وہ جادوگر زمین سے شراب اُٹھانے لگا زمین کو چاٹتا تھا خواجہ عمرو نے دوسرا جام

اور دیا اب تو وہ جادوگر بھی پی گیا کہا کیون اُستاد اب تو مطلب ہوا جو تمھاری خوشی ہو وہ
کرون مگر زندگی بڑھے بڑی بڑی حسرتین دل مین ہین خواجہ عمرو نے کہا اب سب حسرتین تمھاری
نکل جائین گی دیکھو تو کیا ہوتا ہی یہ کہکر خواجہ نے دورہ باندھا مگر بادشاہ سر جھکائے ہوئے
بیٹھے ہین کچھ زبان سے نہین فرماتے کہ اُس نازنین کو نشہ ہوا پکار کر کہا کہ ای شہریار مین لوح
نہ لونگی قدرت منع کر رہے ہین اب مین جاتی ہون قدرت سے پوچھ آؤن دیکھون اب کیا
حکم دیتے ہین خواجہ نے کہا جلدی جائیے وہ جادوگر تو کودتے کودتے گرا بیہوش ہو گیا مگر
وہ نازنین کچھ بکتی ہوئی اپنی مقام سے اُٹھی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہو گئی خواجہ نے بادشاہ
سے اشارہ کیا اس کو قتل کیجیے بادشاہ نے فرمایا ای عمر نامدار بیہوشی مین جادوگرنی کو
قتل کرون ایسا نہو کہ دادا جان کے خلاف ہو عمرو نے کہا ای شہریار یہ مقدمۂ طلسم ہی یہان
پابندی قانون نہ چلیگی مناسب یہ ہی کہ اس کو جلد قتل کیجیے ورنہ مجکو حکم دیجیے کہ مین خنجر
مارون اس کے دو ٹکڑے ہون کہ زمین شق ہوئی یاقوت جنی نے زمین سے سر نکالا کہتے ہی
اُس ساحرہ کو قتل کیا مرتے ہی اُس ساحرہ کے ہنگامہ برپا ہوا اندھیرا ہو گیا ایک پہلو سے فیروزہ
بن عمرو نکلا بادشاہ کے قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار خدا نے آپ کو بچایا قبلہ و کعبہ
نے بڑا کام کیا خواجہ نے سب مُردون کے کپڑے اُتار لیے وہ خیمہ بھی جل گیا اور سب جادوگر
شعبدے کے بنے ہوے تھے صرف دلفریب دعوی کرکے آئی تھی اُسی کا لاشہ پڑا ہی جب
بادشاہ اُس مقام سے اُٹھے تو خواجہ نے گلیم اوڑھ لی بادشاہ کی نظرون سے مخفی ہوے
بادشاہ جمجاہ آگے بڑھے فیروزہ بھی الگ ہوا کہ بادشاہ جاتے تھے کان مین رونے کی آواز
آئی دیکھا سامنے سے ایک ضعیفہ کمر مین خم کوزۂ آب لیے ہوے روتی ہوئی آتی ہی بادشاہ
نے پکارا کہ او ضعیفہ تھوڑا پانی ہمین پلا دے ضعیفہ نے کوزہ ہاتھ سے رکھدیا اور غل و شور
مچانے لگی کہ کیا ستم ہی پانی لیکر گھر نہین جا سکتی ہون اور چند مسافر جمع ہو گئے سب کو
سمجھانے لگے کہ اس ظلم سے کیا فائدہ غریب کو کیون ستاتے ہو مگر بادشاہ نے آکر کوزہ کو
اُٹھا لیا ضعیفہ غل مچا رہی ہی کہ خبردار پانی نہ پینا ورنہ کلیجہ کٹ کر بہ جائیگا بادشاہ نے چاہا
کوزہ دہن سے لگائین کہ زمین شق ہوئی یاقوت جنی نکلا بادشاہ کا ہاتھ تھام لیا کہا پانی نہ

بھیجے گا ورنہ بادشاہ پانی مشکل ہوگی آبرو نہ بچیگی دریاے مکر کا جوش وخروش ہو دیکھیے وہ مکارہ بھی غائب ہوگئی سمندر جادو اسکا نام ہو غلام بھی اپنی جان لگا رہا ہو مگر اب حضور پر بڑی سختی پڑیگی زندان طلسمی قریب ہو خدا آپ کو مظفر و منصور کرے یہ کہکر یا قوت جنی نے وہ کوزہ توڑڈالا پانی جو زمین پر گرا زمین سیاہ ہوگئی دھوان نکلنے لگا چند کیڑے جو ریگ سے نکلے تھے اُن کے جلے ہوے سر پٹک پٹک کر مرے بادشاہ اسلام نے یا قوت جنی کو گلے سے لگالیا یا قوت جنی نے قدمون سے لپٹ کر عرض کی کہ حضور لوح سے غفلت نہ کرین بیچ مین کئی مکار آئین گے سو سو طرح کے دھوکے دین گے مگر حضور کو مناسب یہ ہو کہ بدون ملاحظۂ لوح کوئی کام نہ کیجیے گا اگر اب کی مرتبہ لوح گئی تو بڑی خرابی ہوگی بادشاہ نے فرمایا ای یا قوت جنی دل مین یہی سوچ لیتا ہون مگر وقت پر کچھ ایسا اختلاف ہوتا ہو کہ لوح دینے کا ارادہ کرتا ہون یہ فرماکر آگے بڑھے دیکھا ایک نخل کے نیچے ایک لڑکا بیٹھا رورہا ہو ماں سے کہتا ہو کہ اپنی جان دیدونگا ورنہ لوح طلسم مجکو دیجیے ماں اُسکی بہ نگاہ حسرت طرف بادشاہ کے دیکھنے لگی بادشاہ نے لوح اُتاری چاہا طفل کو دیدون وہ لڑکا ہاتھ پھیلاے ہوے کھڑا ہو مگر روئے جاتا ہو بادشاہ کو رونا اُس کا ناگوار ہو کہ پہلو سے آواز آئی ای شہریار خبردار لوح نہ دیجیے گا یہ طفل نہین ہو پیران جادو ہو لوح کو ملاحظہ فرمائیے ایسے غافل نہو جیے بادشاہ نے فوراً لوح دیکھی نوشتہ پایا کہ لڑکے پر لوح پھینک ماریے بادشاہ نے لوح اُس طفل کے سر پر رکھدی اُس طفل نے ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی پھر ہاتھون سے شعلہ ہاے آتش نکلے وہ لڑکا جلنے لگا جل جل کر خاک ہوا مگر بادشاہ حیران تھے کہ یہ صدا کسنے دی پلٹ کر دیکھا کہ یا قوت جنی پُکار رہا ہو پھر یا قوت قریب آیا قدمون کو شاہ کے بوسہ دیا عرض کی براے خدا حضور کے ہوش و حواس درست رہین بہت چالاک و چست رہین ایسا نہو کہ لوح نکل جائے اب زندان طلسم قریب ہو کئی لاکھ جادوگر جمع ہین غلام نے جاکر دیکھا تو جمشید ثانی نے الکن مردار خوار کو بھیجا ہو وہ ملعون دعوی کرکے آیا ہو جادوگرنیون کو بھیج رہا ہو جب مین گیا تھا تو کہ رہا تھا کہ کسکی مجال ہو جو قریب اس قصر کے آئے مگر خدا آپ کو سلامت رکھے اگر آپ ہوشیار رہے تو کوئی کچھ نہین کرسکتا

آپ نے ساتوں مرحلے شکست کیے ساحروں سے کیا کیا مکر کیے مگر آپ ہوشیار رہیے اب کیا
ہی کہ حضور بیقرار ہو جاتے ہین بادشاہ نے فرمایا اے یاقوت جنی گلفام ہفت رنگ کا
قید ہونا مجھپر بڑا شاق ہوا ہی مشتاق ہون کہ اپنے کو وہانتک پہونچاؤن اور اُس کو
چھڑاؤن یاقوت جنی نے عرض کی یہ بسا دشوار ہی کوشش بیکار ہی بادشاہ نے فرمایا
ہم جان دین گے ہجر مین گلفام کے زندہ نہ رہین گے اُس کی جدائی ہم کو بہت بیتاب کرتی
ہی اُس کی مجبوری و ناچاری دیکھیے کیا دکھاتی ہی اپنا تو یہ حال ہی کہ ضبط اُسکا محال ہی نظم

لازم ہی کہ آغاز ہو انجام سے پہلے — لے لینے دو بوسہ مجھے دشنام سے پہلے
بھر طاقتِ پرواز مری پوچھنا صیاد — آزاد تو کر بہر خدا دام سے پہلے
اب منھ سے نہ کچھ کہیے گا ہم کر چکے توبہ — تدبیر بیان ہو گئی الزام سے پہلے

یاقوت نے عرض کی کہ حضور صبر کرین اتنا عرض کرتا ہون کہ وہ معشوقہ حضور کو ملیگی مگر
بڑی کوشش پڑیگی طلسم زعفران زار عجب مقام سخت ہی اب بادشاہ جمجاہ یاقوت جنی
سے بخوبی باتین کرکے بہدایت لوح ایک جانب چلے مگر خواجہ عمرو دور دور آتے تھے
کہ راہ مین ایک طفل سے ملاقات ہوئی اُسنے قریب آکر کہا کہ میرے ماں باپ مر گئے مجھے
اپنی غلامی مین لیجیے خواجہ عمرو نے اُس لڑکے کا ہاتھ تھاما مگر اُسنے خواجہ کی کمر مین ہاتھ
دیا خواجہ ہان ہان کرتے رہے مگر اُسنے نہ چھوڑا پر پرواز پیدا کرکے لے اُڑا نعرے کرتا ہوا
جاتا تھا کہ منم پرواز جادو اُدھر سے گذرا کہ جدھر سعد شہریار ایک نخل کے سائے مین کھڑے
تھے خواجہ عمرو نے جو سعد شہریار کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ اس غلام کو بچائیے بادشا
نے دیکھا کہ ایک جادوگر بڈھا خواجہ کو لیے ہوے جاتا ہی بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے سے
اُتاری اور تین پھال کا تیر بجر کمان مین پیوست کیا اسم حافظیہ لوح پڑھا تاک کر تیر مارا
اُس ساحر نے چاہا بلند ہو کر اپنے کو بچاؤن مگر تیر قضا کب خطا کرتا ہی سینے پر اُس ساحر
کے پڑا کہ توڑ کر پشت کو پار گذرا خواجہ عمرو اُس کے پنجے سے چھوٹے بادشاہ ہاتھ پھیلا کے
دوڑے کہ خواجہ زمین پر نہ گرنے پائین ہوا پر نعرہ ہوا کہ منم یاقوت جنی خواجہ عمرو کو
روک لیا سعد شہریار تو بڑھ گئے لوح مین جو حکم دیکھا ہی اُسی راہ پر جاتے ہین مگر یہ

خواہش ہر کہ آج جدہ کو رہا کرون مگر الکن مردار خوار تین لاکھ فوج لیکر آیا اندقید خانے
کے گھسا ہوا آسمان پری سے کہتا ہر مین آپ پر عاشق ہون مجکو قبول کیجیے آسمان پری
نے غصے مین جواب دیا اور مردود کیا بیہودہ بکتا ہر الکن نے کہا ایسا سحر تیار کرون کہ تم بھی
مجپر عاشق ہو جاؤ یہ کہکے جھولی مین ہاتھ ڈالا کچھ برگ سبز کچھ غنچہ کچھ گل نکالے سحر کرنے لگا
گلدستہ بنا رہا ہر اور کہتا جاتا ہر کہ ای ملکۂ عالم یہ تم کو سنگھادونگا جب اسکی بو دماغ مین
پہونچیگی مثل میرے عاشق ہو جاؤگی ملکہ آسمان پری نے گھبراکر طرف قریشہ سلطان کے
دیکھا قریشہ سلطان بیقرار ہو گئی خیال کیا کہ ساحر بیانکے غضب کے ہین اگر اس بیحیا نے
ملکۂ مہربان کو گلدستہ سنگھایا تو بیشک ان کا قلب اُلٹ جائیگا قبلہ و کعبہ کو کیا منھ دکھاؤنگی
وہ فرمائین گے تونے ہماری آبرو نہ بچائی ای کریم و رحیم اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے آبرو
مین فرق نہ آئے تیری ہی ذات کا سہارا ہی نظم

دلش ہمیشہ بہ نور صفاست نورانی	بخاک عجز ہر آنکس کہ سود پیشانی
خدا بہ روح بہ بخشد کمال روحانی +	کند بجسم عنایت جمال جسمانی ++
خدا بہ بندۂ کمزور زوری بخشد	خدا بہ مور دہد رتبۂ سلیمانی ++
خدا بآدمی او صاف آدمیت داد	عطا نمود بانسان کمال انسانی ++
خدا حکومت و دولت دہد بخادم زار	کند بہ بندہ عطا تاج و تخت سلطانی
خداست مالک املاک ملک ہر دو جہان	کہ ہست قصر دو عالم بناے یزدانی
رسد بہ مطلب خود طالب خدا ہندی	ز مدح گوئی و وصافی و ثنا خوانی +

سب سردار بیقرار ہین جو کہ ملکہ کے ساتھ قید ہین سب دعائین مانگ رہتے ہین الکن جادو
چاہتا ہر کہ گلدستہ ملکہ آسمان پری کو سنگھادون ملکہ نے ناک بند کر لی ہر کہ بو پھولون کی ہرگز
دماغ مین نہ جائے مگر الکن جادو گلدستہ لیے ہوئے پھر رہا ہی چاہتا ہر سنگھادون مگر ملکہ اپنے
کو بچا رہی ہین کہ بیرون قصر غلغلہ ہوا الکن جادو نے گھبراکر کہا ارے دریافت تو کرو یہ
ہنگامہ کیسا ہی کہ ایک جادوگر دوڑا ہوا آیا اُسنے عرض کی ای افسر اعلےٰ طلسم کشائی
جنگ کر رہے ہین آپکے لشکری فریاد و الغیاث کر رہے ہین الکن جادو گلدستہ پھینک کر باہر نکلا

مگر جھلاتا اور کنستا ہوا کہ اگر چند ساعت طلسم کشنا اور نہ آتا تو میرا مطلب ہو جاتا لیکن یہ مسلمان بڑے صاحب اقبال ہیں باہر نکل کر دیکھا کہ طلسم کشنا لڑ رہے ہیں اور لوح چمکاتے جاتے ہیں لوح کا عکس جو ساحرون پر پڑتا ہے تو سحر فراموش ہوتا ہے دریائے حیرت کا جوش ہوتا ہے بھاگتے پھرتے ہیں الکن جادو نے سحر کرنا شروع کیا آگ برساتا جاتا ہے غل مچاتا ہے کہ ہان یارو تم بیحساب ہو طلسم کشنا کو گھیر کر مار لو سعد شہریار نے دیکھا کہ فوج کا اسقدر انبوہ ہے کہ مرکب بڑھ نہیں سکتا جب لوح چمکاتا ہون تب راستہ ملتا ہے گھبرا کر درگاہ خدا میں دعا مانگنے لگے

کہ ای رحیم وکریم وای سمیع وعلیم مشکل کو آسان کر نظم

تازہ در باغ بدن تا کی بود گلزار دم +	سبز کی ماند ہمیشہ گلشن بخار دم ++
از غم گل بلبل اندوہگین یابد خلاص +	چون برآید از گلستان وجودش خار دم
گر نباشد دم نباشد ہمدم انسان کسے	زانکہ ہر یار است در دنیائے فانی یار دم
ہر زمان ہر وقت ہر دم روز وشب شام وسحر	اہل دم مشغول میباشد بشغل کار دم +
باش مثل نقطہ اندر حلقۂ طاعت مقیم	ہست تا وقتیکہ اندر گردش این پرکار دم
خانۂ عمر است تا روشن بنور فیض حق	روشنی چون شمع می بخشد بدل انوار دم
بر ہوا قایم بود بنیاد عمر آدمی	زانکہ باشد زیستش قایم باستقرار دم
ہیش نا واقف نباشد سر معنی آشکار	محرم اسرار داند ہشد یا اسرار دم +

ناگاہ صحراسے گرد اڑی نقابدار زرہ پوش بارہ ہزار فوج سے آکر ہر ایک نے تلوار کھینچ کر جا پڑا بارہ ہزار جوان نے جو آکر حملہ کیا چند حملون مین فوج کو درہم برہم کر دیا مگر سعد شہریار جنگ رستانہ کرتے ہوے سامنے الکن جادو کے پہونچے الکن نے بہت سحر کئے مگر کسی سحر نے سعد شہریار پر تاثیر نہ کی جب سب سحر کر چکا تو ناچار ہو کر تلوار کھینچی اور ہاتھ مارا اسعد نے لوح کو چمکا دیا تلوار ہاتھ سے الکن کے گری اوپر سے شاہزادے نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ الکن مردار خوار کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی الکن کے سب ساحر بھاگے چند کس جو گھرے ہوے تھے وہ اسباب سحر پھینک پھینک کر قدمون پر سعد شہریار کے گرے اطاعت اختیار کی سعد شہریار اندر قید خانے کے آئے ملکہ آسمان پری کو سلام کیا آسمان پری نے

گلے سے لگا لیا فرمایا ای فرزند مین جانتی تھی کہ میرا قید ہونا آفت برپا کریگا خدا تم کو سلامت رکھے
کہ تم نے آکر رہا کیا سعد شہریار نے قید کانی ملکہ قریشہ سلطانہ کو سلام کیا قریشہ سلطانہ
نے سعد شہریار کی بلائین لین اور زنجیرین توڑ ڈالین سعد شہریار ان سب کو ساتھ لیکر باہر نکلے
ملکہ آسمان پری کو تخت پر سوار کیا قریشہ سلطانہ مرکب پر سوار ہوئین پائے تخت آسمان
پر ہاتھ رکھ لیا کہ صحرا سے گرد اُڑی صاحبقران مع فوج آکر پہونچے اتنا بڑا لشکر آیا کہ تمام صحرا
فوج سے مملو ہو گیا مگر آسمان پری نے جو صاحبقران کو دیکھا ہنسکر کہا کہ کیون ای
عرب طوطا چشم ہماری رہائی کو تم نہ آئے ہمارے فرزند نے ہم کو رہا کیا صاحبقران نے
فرمایا وہ فتاح طلسم ہی لیکن ملکہ بخدا جس وقت مین نے خبر پائی کہ تم گرفتار ہو گئین اور
طلسم نوخیز جمشیدی والون نے تمھارے ساتھ بے ادبی کی کئی دن تک کھانا نہین کھایا
محلات مین نہین گیا شکر ہی پروردگار کا کہ تم نے رہائی پائی اب ایک جنگ اور باقی ہی
کہ جمشید ثانی قصر ہفت رنگ پر فروکش ہی بائیس لاکھ فوج جمع کی ہی اور آٹھ
نوسی نامدار ہین بڑے بڑے پہلوان جمشید نے بلوا لیے ہین کہ وہ سب دعوی رکھتے ہین کہ سبکو
گھیر کر مار لین گے اس جنگ مین البتہ لڑائی کا انتظام ہوگا تمام فرزندان نامی و سرداران گرامی
کو مین نے نامے لکھے ہین خواجہ سب کو نامے پہونچا آئے ہین وقت پر وہ سب آجائینگے سبکی
جرأت کا امتحان ہوگا مگر یقین ہی کہ فرزند میرا رستم بڑے جاہ و جلال سے اسکے بدیع الزمان
و قاسم و ایرج و نورالدہر و جہانگیر و لندھور و مالک وغیرہ یہ سب وقت پر آئین گے
جمشید کو معلوم ہوگا کہ اہل اسلام لشکر کشی کر کے آئے ہر چند کہ فوج اُس کے پاس بہت ہی
مگر حال جرأت کھلیگا ملکہ آسمان پری باتین صاحبقران کی سُن کر بہت خوش ہوئین کہا
آپ کے دم سے پردہ قاف مین میری سلطنت ہی ہمیشہ قہقہہ سرحشمی لشکر کشی کر کے آتا ہی
مگر پھر بھاگ جاتا ہی ابکی مرتبہ قلعہ بلور پر سے ایسی شکست کھائی کہ کئی دن جنگل مین پڑا رہا مگر
نقابدار زرین پوش بڑے زور و شور سے جاکر قہقہہ سرحشمی پر گرا اور نقابدار زرین پوش نا
کو بڑا آخر دوسری اُس نے نعرہ کر کے اپنے کو صاحبقران عصر کہا ملکہ کو بہت ناگوار ہوا گھوڑا
اُڑا کر سامنے نقابدار کے پہونچی اور کہا ای بہادر ہر چند کہ آپ نے ہماری مدد کی مگر اپنے کو

صاحبقران مت کہیے ہمکو ناگوار ہوتا ہی خدا صاحبقران کو سلامت رکھے جنکی ذات سے تمام دنیا مین اسلام ہوا نوشیروان ایسے شاہ سے لڑے آخر کو شکست دی پھر پھر ایسا ملک فتح کیا گنجاب کو شکست دی عجم ہوتے ہوے باختر مین پہونچے لقا ایسے شخص کو شکست فاش دی آپ مجھسے مقابلہ کیجیے لقا بدارسنے سر جھکا لیا اور کہا میری کیا مجال کہ آپ سے مقابلہ کرون صاحبقران نے فرمایا وہ بڑا معقول شخص ہی مگر مجھی سے لڑنے کا دعوی رکھتا ہی اکثر میرے فرزندون نے بھی اُس کو ٹوکا مگر اُسنے اُن سب کو یہی جواب دیا کہ مین آپ لوگون سے نہ لڑونگا مجھسے کہتا ہی بانے صاحبقرانی کے مجکو دے دیجیے مجھسے مقابلہ نہ کیجیے کسی دن مقابلہ ہوگا تو حال کُھل جائیگا قریشہ سلطان نے کہا قبلہ دکعبہ آپ مجکو اُس سے لڑوائیے صاحبقران نے فرمایا مین خود مقابلہ کرونگا حوصلہ اُس کا نکل جائیگا بادشاہ نے حکم دیا لشکر اُسی مقام پر اُترا بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی بادشاہ جمجاہ آکر تخت پر بیٹھے آسمان پری کے لیے تخت الگ بچھا سب سردار آکر بیٹھے آسمان پری نے فرمائش کی کہ خواجہ عمرو سے کہیے کچھ گائین صاحبقران نے فرمایا خواجہ کچھ گاؤ خواجہ عمرو نے کہا کسی گویے کو حکم دیجیے مین گویا نہین ہون میرا تو اور کام ہی اگر حکم ہو تو ساری محفل کو بیہوش کردون سب کے کپڑے اُتار لون آسمان پری نے کئی لاکھ روپئے کا موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر دیا خواجہ عمرو نے کہا حمزہ دیکھ فیاض ایسے ہوتے ہین اب مین ضرور گاؤنگا یہ کہکر بیچ مین آبیٹھے زنبیل سے نکالی یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

یقین ہو ذرون کو ہی آفتاب شیشے مین	ہنوز ہی کئی ساغر شراب شیشے مین
وہ میرزا منش آ نکلے شاید ای ساقی	شراب چیدہ رہے انتخاب شیشے مین
ہمارے گھر مین ہی شب کو بھی روشنی دن کی	کرم سے ساقی کے ہی آفتاب شیشے مین
زلال نوش ہون مین مست دور مین میرے	رہیگی دُرد کی مٹی خراب شیشے مین
وہ پیرہن مین ترے رنگ سرخ کو دیکھے	بھرا نہ دیکھا ہو جسنے شہاب شیشے مین
ہر ایک مست کی ہو حق ہی نالۂ بلبل +	شراب شیشے مین ہی یا گلاب شیشے مین
بتائے رکھتے ہین ساقی اگر دیا چاہے	سوال کا ہی ہمارے جواب شیشے مین

سفید مو ہوے ترک قدح کشی کیجے	عوض شراب کے رکھیے خضاب شیشے مین
پر ایسے نشے مین ہو وے گی بے محل حرکت	شراب پی کے بھرینگے کباب شیشے مین
وہ ترک آئے تو دو ہے مین اپنے حاضر ہی	کباب سیخ پر آتش شراب شیشے مین

رات بھر ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہا صبح کو بادشاہ سب کے پہلے کوچ کر گئے اُنکے ساقی اُنکے ساتھ گئے یہان جمشید ثانی اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی فوجین چلی آتی ہین کہ رہا ہی کہ ان فوجون کا کون مقابلہ کر سکیگا اشتقال مردم درومیکال فیلسوار یہ دونون پہلوان جمعیت کثیر آئے ہین جمشید ثانی نے حکم دیا کہ ایک طرف اُترو بجا یہ تو اب جرأت کا کام ہی ایسے لڑو کہ طلسم کشا کو قتل کرو اشتقال کہ رہا ہی یا خداوند میری تلوار کی پناہ نہین ہی دوسرا بھائی کہتا ہی کہ مین نے بڑے بڑے پہلوان مارے میری عملداری مین کوئی ایسا نہین بچا کہ جسکو زیر نہ کیا ہو دیکھیے چالیس پہلوان ساتھ ہین اور تاجدار آتے ہین راہ مین تمام جنگل فوجون سے بھرے ہین سب یہین آتے ہین اور سب یہی چاہتے ہین کہ طلسم کشا کو مارین جمشید ثانی خوش بیٹھا ہی کہتا ہی جسکے اسقدر بندے ہون اُس کو طلسم کشا سے کیا خوف ہی کسقدر فوج لائین گے جنگل میرے بندون سے بھر گئے اور باقی کی آمد ہی مین حیران ہون کہ یہ سب کہان اُترین گے نقیب دارون کو حکم دے رہا ہی کہ جنگل کاٹو میری فوج کیواسطے جگہ ہو جنگل کٹ رہے ہین خیمے بارگاہین استادہ ہو رہی ہین دکاندار دکانین درست کر رہے ہین معلوم ہوتا ہی کہ ایک میلہ عظیم الشان ہی سب طرح کے لوگ موجود ہین ایک طرف گل فروش بسے ہوے آوازین دے رہے ہین کہ بیلا پلنگ توڑا ہی البیلا اس کو لے ہار پہنے تو دماغ معطر ہو جائے ایک جانب ایک دیر بنا ہی اُس مین تصویر جمشید رکھی ہی پوجا پاٹ کرنے والے صبح کو نہا دھو کر لٹیا پانی کی ہاتھ مین لیکر آئے ہین برہمن وغیرہ سنکھ بجا رہے ہین یا خداوند جمشید ثانی کا ہلڑ ہی کسبیون نے جو سُنا کہ فلان مقام پر بڑی لشکر کشی ہی لاکھون آدمی جمع ہین بھلیان چلی آتی ہین پالین استادہ ہو رہی ہین جابجا طبلہ ٹھنک رہا ہی زور تا سارنگی کا بلند ہی تماشبینون کے جاذہین کوئی جا کر بیٹھ گیا نائکہ نے نوچی کو اشارہ کیا وہ سامنے بیٹھکر مجرا کرنے لگی اور یہ اشعار زبان پر تھے نظم

رم ... ہمسر ... زردی ... گلابی ہو گیا ++
مجھے کہدین کیون گلِ احمر گلابی ہو گیا ++
کسقدر خوش رنگ ہی ساقی مئے رنگین عشق
سُرخ دامن ست جو میرے اشک پونچھے یار نے
جسمین لکھا حال تیرے عارضِ گلرنگ کا
جس نے شیدائے رخِ گلرنگ کو زخمی کیا +
آئنہ خانے مین آیا وہ گلابی پوش جب
دیدۂ مخمور کی رنگت یہ آنکھوں امین کھبی
اُسکو خط لکھنے مین ٹپکے اشک خونی اسقدر +
کون گلگون پیرہن تھا شبکو پہلو مین مرے

صاف رنگ چہرۂ انور گلابی ہو گیا +
لعل لب کے سامنے آکر گلابی ہو گیا
شیشے گلگون ہو گئے ساغر گلابی ہو گیا
ہی غضب وہ جامۂ احمر گلابی ہو گیا
واہ ری تاثیر وہ دفتر گلابی ہو گیا
یار کی اُس تیغ کا جوہر گلابی ہو گیا +
یک بیک چارون طرف وہ گھر گلابی ہو گیا
رو دئے جب ہم رنگ چشم تر گلابی ہو گیا ++
لکھتے لکھتے کاغذ پر زر گلابی ہو گیا ++
صبح کو دیکھا کہ سب بستر گلابی ہو گیا

جمشید یہ کلمے سُن کر مغرور ہو رہا ہی کئی سو تاجدار گرد بیٹھے ہین پہلوان دنگلون پر بیٹھے ہوے جھوم رہے ہین قبضون پر ہاتھ رکھے ہوے لاف وگزاف کر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اسی تلوار سے طلسم کشا کو مارین گے ہمارا وار خالی نہین جاتا جمشید کے سامنے دعوی کر رہے ہین کہ یا خداوند ہم کو بتا دیجیے گا کہ وہ طلسم کشا ہی ہم اُسی کو مار لین گے جمشید نے جواب دیا کہ طلسم کشا خود ظاہر ہو جائیگا کہ سب کے آگے ہوگا لوہین گلے مین ہوگی یہی طلسم کشا کی پہچان ہی سب کہ رہے ہین کہ یا خداوند اس لڑائی کو یون فتح کرین کہ مسلمانون کو بھاگنے کا راستہ نہ ملیگا بارگاہ مین جمشید کے عجب ہنگامہ ہی بڑے بڑے پہلوان جمع ہین اپنا اپنا دعویٰ کر رہے ہین کہ ہم طلسم کشا کو مار لینگے صبح کا وقت ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی جمشید نے دیکھا کہ سعد شہریار آگے آگے پشت پر تمام لشکر چالیس شاہزادیان ایک جانب سو تاجدار اُن کی پشت پر ایک ابر پر ملکہ ہمائے نازک ادا اور ایک ابر کے اوپر میثاق کوہ گردان کہ وزیر جمشید ہی سعد شہریار کا مطیع ہوا ہی جمشید ثانی نے جو اپنے وزیر کو ہمراہ سعد شہریار دیکھا سبھون سے کہنے لگا کہ دیکھو صاحبو میرا وزیر طلسم کشا کا شریک ہو گیا لشکر سعد نے تھوڑے پایا تھا کہ پھر گرد اُڑی سب نے دیکھا صاحبقران زمان

استقر دیوزاد پر سوار پشت پر تمام پہلوان اور کئی دیوا سنے زنجیرین ہلاتے ہوئے ہمراہ
ہین اور یہی چاہتے ہین کہ صاحبقران اشارہ کرین تو ہم لوگ جا پڑین جنگ شروع ہوجائے
خواجہ عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے اس کروفر سے صاحبقران بھی ایک جانب آکر فروکش
ہوئے ایک طرف لشکر طلسم کشا اُتر رہا ہی ہرچند کہ جمشید کانپ گیا مگر کہہ رہا ہی کہ دیکھو صاحبو
طلسم کشا کو دیکھا یہ شاہزادیان جو ساتھ آئی ہین جا بجا ٹہل رہی ہین سب کی بارگاہین الگ
الگ استادہ ہوئی ہین سب ہمارے ساتھ کی ہین ہماری صحبت مین بیٹھتی تھین بس اسی قدر
لشکر مسلمانون کا ہی ہرکارون نے عرض کی اب سب شاہزادے آتے ہین فرداً فرداً آئین گے
آپ نے کا مقام نہ ملیگا بجائی بھتیجے بھی سعد کے سب آئین گے جمشید نے کہا یارو تم مین کوئی
ایسا نہین ہی کہ سعد کو گرفتار کرلائے اشراق کوہ شکن ایک بادشاہ بیٹھا ہی کہ عیار
اُس کا طرار تیز رو تھا اُسنے بڑھکر عرض کی اگر غلام کو حکم ہو تو غلام سعد کو لائے یہان بادشاہ
کی جو بارگاہ استادہ ہوئی تو ملکہ قمر عذار و ملکہ لالہ عذار اور چند شاہزادیان پہرے پر
آکر بیٹھین لالہ عذار نے کہا بہن قمر عذار بادشاہ کی حفاظت واجب و لازم ہی ایک
بالائے بارگاہ جاکر بیٹھی اور ایک مثل نگہبانون کے در بارگاہ پر بیٹھی فیروزہ بن عمرو نے جو
یہ نگہبانی دیکھی کہ جملہ شاہزادیان کمر باندھے پھر رہی ہین فیروزہ نے سب کی تعریفین کین
اور اطمینان ہوا کہ بادشاہ کی بارگاہ کے قریب کوئی نہین آسکتا لشکر مین پھرنے لگا مگر طرار تیز رو
جو برائے گرفتاری بادشاہ آیا تھا دور سے دیکھا کہ جادوگرنیان گرد بیٹھی ہین اور کچھ پھر رہی ہین
کیا مجال ہی کہ ہوا کا بھی گذر ہو حیران تھا کہ کیا کرون دور سے اُسنے فیروزہ بن عمرو کو دیکھا
پہچانا کہ یہ عیار بادشاہ ہی ایک ہرکارے کی شکل بن کر سامنے آیا کہا مہتر صاحب مین ایک
خبر دینے آیا ہون ایک عیار جنگل مین چھپا ہی چلیے اُس کو بتا دون آپ گرفتار کرلیجیے فیروزہ
نے کچھ خیال نہ کیا اس کے ساتھ چلا جب فیروزہ لشکر سے نکل آیا تب طرار تیز رو نے حلقہ ہائے
کمند مار کر فیروزہ بن عمرو کو گرفتار کیا اور آپ فیروزہ کی شکل بن کر در بارگاہ پر آیا ملکہ
لالہ عذار کہ دروازے پر بارگاہ کے بیٹھی تھی فیروزہ نقلی کو دیکھ کر اُٹھ کھڑی ہوئی کہا
مہتر صاحب کہاں سے آتے ہو طرار تیز رو کہ یہ بڑا عیار مکار ہی تعریفین کرنے لگا کہتا تھا

ای ملکۂ عالم آپنے خوب انتظام کیا اب کسی کی مجال نہین ہو کہ آسکے لیکن ایک غفلت کی ساحر
تو کوئی نہین آسکتا اگر کوئی عیار نقب دے کر اندر جائے تو شہریار کو گرفتار کرے آپ کو خبر
بھی نہ ہو لالہ عذار نے جواب دیا کہ اس کا بھی کچھ انتظام کر دفیروزہ نقلی نے کہا مین
اندر جا کر بیٹھون حفاظت شہریار کرون لالہ عذار نے کہا بسم اللہ اندر جاؤ تمسے زیادہ
کون نگہبانی کریگا طرار تیز رو اندر آیا بادشاہ جمجاہ کو بیہوش کیا اب سوچا کہ باہر کدھر سے نکلون
سب طرف سے بارگاہ گھری ہو آخر نقب کھودنے لگا ایک درخت کے سائے مین ٹھرا نقب
کا توڑا قضائے کار میثاق کوہ گردان وزیر اعظم پھرتا ہوا آتا تھا اسنے دور سے دیکھا
کہ ایک شخص زمین سے نکلا مگر پشتارہ بدوش ہو پکار کر آواز دی کون جاتا ہو طرار تیز رو
بھاگا میثاق کوہ گردان سمجھا کہ یہ کوئی دزد ہو اسنے سحر کیا کہ طرار تیز رو منھ کے بل گرا
میثاق کوہ گردان نے آکر پشتارہ بادشاہ کا کھولا بادشاہ کو دیکھکر حیران تھا کہ یہ یہان
کیونکر لایا بادشاہ کو طرف بارگاہ کے روانہ کیا مگر طرار تیز رو کے منھ پر ہاتھ پھیر دیا
طرار تیز رو دیوانہ ہو گیا کہتا تھا ای وزیر اعظم کیا حکم ہو کہ بجا لاؤن میثاق نے کہا
بہتر یہ ہو کہ جمشید کو چرا لاؤ طرار یہ کہکر چلا کہ حضور تامل کرین مین ابھی لاتا ہون سحر مین
میثاق کے پھنسا ہوا بھاگا لشکر جمشید مین آیا پھرتا ہوا پشت بارگاہ جمشید ثانی
پر پہونچا آکر جمشید کو بیہوش کیا پشتارہ باندھ کرکے بھاگا ملازمانِ ہر وزیر جمشید ثانی کا کہ
ابلیس آوازہ زن نام ہو جب آواز دیتا ہو زمین تھرا جاتی ہو ملازمانِ یہ پھر رہا تھا کہ طرار کو
آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی کہ کون جاتا ہو طرار نے چاہا کہ بھاگے ابلیس نے سحر کیا
طرار کے پاؤن زمین نے تھام لیے ابلیس قریب آیا پشتارہ کھولا جمشید ثانی کو پشتارے
مین پایا حیران تھا کہ یہ عیار ہمارے لشکر کا قدرت کو کیون لیے جاتا ہو طرار سے باتین جو کین
طریقے سے معلوم ہوا کہ یہ کسی کے سحر مین مبتلا ہو اُس کے پاؤن کی خاک اُٹھائی اُس پر
سحر کیا کہ اُس خاک سے آواز آئی کہ یہ سحر میثاق کوہ گردان کا ہو ابلیس آوازہ زن
سوچا کہ میثاق نے تو فتنہ کیا اب مین بھی کوئی تدبیر کرون یہ سوچکر اُس نے پشت پر
طرار کے ہاتھ رکھا اور کہا جاکر میثاق کو لاؤ طرار تیز رو روانہ ہوا لیکن یہان

فیروزہ بن عمرو درخت سے بندھا ہوا تھا کاہ فروشوں نے فیروزہ کو کھولا فیروزہ حیران
کھڑا تھا کہ زنگ کی آواز کان میں آئی دیکھا وہ ہی عیار آتا ہے جلتے کمند کے بچھا دبے ایک
گوشے میں آپ چھپ کر بیٹھا جب طرار وہان آیا تو فیروزہ نے شیر کی آواز دی طرار لڑکا
فیروزہ نے جھپٹا مارا طرار تیزرو گرا فیروزہ نے نکل کر حباب مار دیا کہ طرار تیزرو
بیہوش ہوا فیروزہ نے اس کو درخت سے باندھا کوڑا پکڑ کر کھڑا ہوا طرار کو ہوشیار کیا
پوچھا ای عیار تو کون ہے یہ سحر مین ابلیس کے تھا بول اٹھا حضر صاحب مین ملازم خداوند ہون
سعد شہریار کو پھرا نے آیا تھا مگر میثاق کوہ گردان نے پشتارہ چھین لیا اور مجھے
کہا کہ خداوند کو لاؤ مین نے جا کر خداوند کو بیہوش کیا راہ مین ابلیس مل گیا اُسنے حکم دیا ہے کہ
میثاق کو لاؤ مین برائے گرفتاری میثاق جاتا ہون فیروزہ نے پھر اس کو بیہوش کیا
اور پشتارہ باندھ کر چلا قضائے کار بیٹی اسکی نمکین شیرین ادا اسنے جو خبر سُنی کہ باپ میرا
گرفتار طلسم کشا گیا ہے سوچی کہ ایسا نہ ہو اُن پر کوئی افتاد پڑے با نہاے عیاری سے آراستہ
ہو کر چلی تھی اسی وقت پہونچی کہ فیروزہ پشتارہ لیے جاتا ہے شب ماہ تھی نمکین شیرین ادا نے
پہچانا کہ میرے باپ کو کوئی لیے جاتا ہے پکار کر آواز دی او جانے والے ٹھہر جا فیروزہ نے
جو یہ آواز سُنی ٹھہر گیا دیکھا سامنے سے ایک عیارہ آفت جان نہایت حسین و جمیل نیچہ تھامے
ہوئے آتی ہے اور یہی نعرہ ہے کہ پشتارہ رکھدے فیروزہ کو کچھ بن نہ پڑا پکار کر آواز دی کہ معشوق
کی خاطر واجب و لازم ہے اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان یہ کون ہے جو پشتارے
مین ہے نمکین شیرین ادا نے کہا میرا باپ ہے مجکو خبر معلوم ہوئی کہ دو وزیرون نے اسیر
سحر کیے یہ اپنے ہوش و حواس مین نہین ہے مین اس کو قدرت کے سامنے لیجاؤنگی وہ اسیر
سے سحر اُتارین گے اب مین خود آمادہ ہون طلسم کشا کو گرفتار کر لاؤنگی مگر تم طلسم کشا کے
کون ہو فیروزہ نے کہا مین اُن کا عیار ہون ہر چند کہ اس مکارہ نے میرے ساتھ یہ حرکت
کی لیکن جو مجھسے ہوے وہ کر سکتا ہون نمکین شیرین ادا نے کہا اس کو سامنے خداوند کے
لیے جاتی ہون دیکھون وہ کیا تقدیر کرتے ہین اُن کی تقدیر ہماری تدبیر جمشید ثانی کے
سامنے طرار تیزرو کو جو لائی جمشید نے اس کی پشت پر ہاتھ رکھا طرار ہوش مین آیا کہا

اوسکو فیروزہ نے مجکو پکڑ لیا تھا مگر مین رہا ہو کر لشکر مین حضور کے آیا اب جو حکم دیجیئے وہ بجا لاؤن جمشید ثانی نے کہا یا تو میثاق کو لاؤ یا سعد کو گرفتار کرو طرار نے کہا مین ابھی جاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا یہان فیروزہ بعد جلنے تمکین شیرین ادا کے جنگل مین دیوانہ پن کر رہا ہی کہ زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا وہی عیار پھر آتا ہی فیروزہ نے پھر حلقہ کمند کے خس پوش کیے ایک گوشے مین چھپ کر بیٹھا کہ طرار تیز رو اُس مقام پر پہونچا فیروزہ بن عمرو نے نعرہ کی آواز دی طرار رکا فیروزہ نے جھٹکا مارا طرار گرا فیروزہ نے آتے ہی حباب مار کر اسکو بیہوش کیا اور طرار تیز رو کو درخت سے باندھکر ہوشیار کیا کہا ای طرار مسلمان ہو طرار نے کہا مین جاگتی جوت کے خداوند کو نہ چھوڑونگا فیروزہ نے طرار کو قتل کیا کپڑے اُس کے اتارنے لگا کہ صحرا سے گرد اُڑی اب دیکھا وہی معشوقۂ خوبرو جست و خیز کرتی ہوئی آئی ہی اپنے باپ کا جو لاشہ دیکھا تیغہ کھینچ کر لڑنے لگی مگر فیروزہ وار روک رہا ہی اپنا وار نہین کرتا کہ ابلیس کو جو خبر ہوئی کہ ملکہ تمکین شیرین ادا بھی برائے گرفتاری سعد گئی ہین یہ بھی تمکین پر عاشق ہی مگر بخیال جمشید ثانی آج تک خاموش رہا جب اس کو یہ معلوم ہوا کہ ملکہ بھی گئی ہین تو اس فکر مین چلا کہ جاکر معشوقہ کی مدد کرون اُسوقت پہونچا اور دور سے دیکھا کہ تمکین شیرین ادا فیروزہ پر برس رہی ہی مگر فیروزہ کہتا ہی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان مین سر جھکا دُن تو ہاتھ تلوار کا مار میرا سر کٹ کر قدمون پر گرے کہ سر کو قدمبوسی نصیب ہو مگر تمکین کب مانتی ہی جھلا کر جواب دیتی ہی کہ او بیحیا تونے غضب کیا کہ میرے باپ کو مار ڈالا مین ضرور تجھسے بدلہ لونگی ابلیس نے دور سے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ ملکہ تامل کردین اس کو آکر سحر سے گرفتار کیے لیتا ہون فیروزہ نے جو ابلیس کو دیکھا جست کر کے بھاگا تمکین نے آواز دی کہ او مکار کہان جائیگا تجکو تلاش کر کے مارونگی ابلیس نے قریب آکر تمکین شیرین ادا کا ہاتھ تھام لیا کہا ای ملکۂ عالم مین فیروزہ کو لاتا ہون اپنے باپ کے قاتل کو قتل کرنا تم مت تکلیف کرو تمکین شیرین ادا نے ہاتھ چھڑا لیا کہا ای ابلیس جو تمہارے دل مین خیال ہی اُس کو نکال ڈالو مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتی ہون مین اُس کو گرفتار کر لاؤنگی ہر چند ابلیس نے روکا کہ ای ملکۂ عالم تم نہ جاؤ مین

ابھی اُسے لاتا ہون لیکن تمکین شیرین ادا نے نہ مانا ابلیس کو رخصت کیا کہا ای وزیر اعظم مین غم مین اپنے باپ کے ہون مجھسے زیادہ مسخرہ پن نہ کرو مین قبول نہ کرونگی دل چاہے تو خداوند سے کہنا مین سامنے خداوند کے گفتگو کرلونگی ابلیس ناچار ہوکر پلٹ گیا مگر تمکین باپ کا لاشہ جلوا کر تلاش مین فیروزہ کی چلی فیروزہ کو کب چین پڑتا ہی لشکر جمشید مین داخل ہوا کسبیون کی پالون مین جا کر ایک نازنین گلنار پوش نامے کو بیہوش کیا اُسی کی شکل بن کر بیٹھا کہ داروغہ نے آکر حکم دیا کہ گلنار پوش جاؤ فیروزہ اُس کے ساتھ ہو اڈھلینے بجنے ساتھ ہین دربار مین جمشید کے آیا سامنے جمشید ثانی کے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ بنا بنا کر گانے لگا نظم

درد سر کی مرے دوا کیا ہی +	خاک پا کے سوا بھلا کیا ہی +
نہین کھلتا ہی ماجرا کیا ہی	دل پھڑکتا ہی کیون ہوا کیا ہی
کچھ نفس کا شمار باقی ہی +	تیرے بیمار مین رہا کیا ہی +
ابھی کمسن ہی وہ نہین واقف	ناز کیا چیز ہی ادا کیا ہی
نکلی جاتی ہی کیون یہ قالب سے	روح کو آج ہو گیا کیا ہی +
جان لیتی ہی کیون شب فرقت	مین نے اس کا گنہ کیا کیا ہی +
مین نے چھیڑا تو کس ادا سے کہا	جان کی خیر ہی ہوا کیا ہی
جان لینی تھی لے چکے صاحب	جائیے اب یہان دھرا کیا ہی
محتسب گر نہین ہی شیشۂ مے +	یہ بغل مین تری چھپا کیا ہی
کیون سر بزم آہ و نالہ کرتے ہو	خیر تو ہی تمھین ہوا کیا ہی

فیروزہ گا رہا ہی کہ تمکین پلٹ کر آئی دیکھا کل اہلِ دربار گانے پر مبہوت ہو رہے ہین آنکھ ملائی پہچان گئی کہ یہ تو وہی مکار ہی مگر گانا سُن کر بیقرار ہو گئی دل سے کہتی ہی گانا تو اس کمبخت کا سحر ہی کیا خوش آواز ہی صدا مین سوز و گداز ہی مگر تاب نہ باقی رہی پکار اُٹھی کہ او مکار مین نے تجھکو پہچانا اب کہان جائیگا فیروزہ اُٹھ کر بھاگا تمکین شیرین ادا لینا لینا کرتی ہوئی چلی مگر فیروزہ خود کہتا جاتا ہی کہ چور آگے گیا ہی جانے نہ پائے لوگ جانتے ہین کہ کوئی آگے گیا ہوگا فیروزہ نکل جاتا ہی تمکین آکر کہتی ہی کیون صاحبو تمنے گرفتار نہ کیا

وہ جواب دیتے ہین کہ وہ تو خود چور، چور کرتا ہوا جلتا ہے کسکو گرفتار کرین اسی وجہ سے ہم نے اُس پر ہاتھ نہین ڈالا کہ چور آگے گیا ہوگا نمکین حیران ہوتی ہے اور دل سے کہتی ہے بڑا مکار ہے حقیقت مین فرزندان عمرو بلاے روزگار ہین ان کا باپ کیسا چالاک ہوگا جیسے ہی اپنے عمرو کا نام لیا خواجہ عمرو براے بالا دوی نکلے تھے دور سے دیکھا کہ ایک نازنین زیر نخل کھڑی ہے اور سوچ رہی ہے سمجھے کہ فیروزہ اسی کے غم مین پریشان ہے ایک ضعیفہ فقیرنی کی شکل بن کر سامنے آکر سوال کیا کہ حسن وجمال کو ترقی ہو عاشقون کی زیادتی ہو دشمن پامال ہون یہ فقیرنی کئی دن سے بھوکی ہے نمکین نے جیب سے روپیہ نکالا چاہا فقیرنی کو دون فقیرنی نے کہا واری آپ کے پیچھے کون کھڑا ہے نمکین ہٹی خواجہ عمرو نے حلقہ ہاے کمند مار کر نمکین کو بیہوش کیا فیروزہ گوشے سے یہ سب معرکے دیکھ رہا تھا روتا ہوا سامنے آیا کہا قبلہ و کعبہ اس کو چھوڑ دیجیے عمرو نے کہا تیری معشوقہ ہے اس کو لیجا فیروزہ نے کہا مین اسکو گرفتار کرلونگا یہ نہین چاہتا کہ حضور کے ہاتھ سے گرفتار ہو اور مین قبضہ کرون خواجہ نے نمکین کو ہوشیار کردیا نمکین جو اٹھی دیکھا باپ بیٹے دونون کھڑے ہین فیروزہ نے کہا ای ملکۂ عالم مجھے قتل کیجیے مجھسے بے ادبی ہوئی لیکن خواجہ عمرو نے کہا ای نمکین یہ تیرے اوپر عاشق ہے ایسا نہ ہو گرفتار کرے نمکین نے کہا کہ تم دونون مجھپر حملہ کردین تم دونون کو گرفتار کرلونگی خواجہ عمرو نے کہا بی بی یہ بہت دشوار ہے یہ تمھارا کہنا سراسر بیکار ہے کہ تم ہم دونون کو گرفتار کرلوگی نمکین نے کہا ای فیروزہ ایک شرط میری محبت مین ہے کہ ابلیس آوازہ زن جو وزیر جمشید ثانی کا ہے وہ مجھپر جان دیتا ہے آج چلکر مین اپنی محفل مین جلسۂ عیش ونشاط آراستہ کرتی ہون تم اپنے کو پہونچاؤ اور اُس کو گرفتار کرکے لیجاؤ اگر تم نہ پہونچے تو مین گرفتار کرلونگی پھر مجھسے دعوی عشق نہ کرنا فیروزہ نے کہا جائیے مین آؤنگا جب نمکین چلی گئی تو خواجہ نے کہا مین جاؤن فیروزہ نے کہا نہین مین گرفتار کرلاؤنگا یہ کہکر روانہ ہوا مگر نمکین نے اپنی بارگاہ مین آکر جلسۂ جشن آراستہ کیا طائفون کو حکم دیا کہ حاضر ہون ابلیس سے کہلا بھیجا کہ آج آکر صحبت مین شریک ہو ہمنے تمھاری دعوت کی ہے ابلیس یہ سُن کر خوش ہوگیا فوراً روانہ ہوا صحبت مین نمکین کی آیا

مسند پر بیٹھا ایک نازنین مہ جبین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

گھسون سر رگڑکے قدمون پر اُنکے جبین سے | مٹا دو میرے لکھے کو جبین سے
یہی شکوہ ہی بخت شرمگین سے | لڑی کیون آنکھ اُس پردہ نشین سے
مری آنکھین تری صورت کو ترسین | گلہ ہی مجکو صورت آفرین سے
جھکائی ہی جو میری آنکھ تم کو | ادھر دیکھو نگاہ شرمگین سے
ترا کشتہ ابھی ہی خلد سے دور | بلائین لیتی ہین حورین وہین سے
خبر لیگا بام یار کی بھی | اگر نالہ پھرا عرش برین سے
چلا گھر سے جو مین دشت جنون کو | پکارے ہوش ہم رخصت یہین سے
کبھی دست جنون کو جز گریبان | نہین دیکھا نکلتے آستین سے
مرا خط دے کے کہنا اُس سے قاصد | کہ پڑھ لو اسکو تم کچھ تو کہین سے
ہمارا کام آخر ہو گیا تھا | کسی بت کی نگاہ اولین سے
جلال اُتری نہ مرکر بھی تپ عشق | بخار اُٹھتے ہین مرقد کی زمین سے

وہ نازنین اس زور و شور سے گا رہی ہی اور بتاتی جاتی ہی کہ سب محو ہو رہے ہین ہر چند کہ نمکین نے پہچانا مگر خاموش ہو رہی خیال مین یہ ہی کہ دیکھون یہ کیا کرتا ہی اُس نازنین نے گاتے گاتے کہا اے ملکۂ عالم ایک دن مین دربار مین صاحبقران کے گئی تھی خواجہ عمرو نے ساقی گری کی ساری محفل کو شراب سے سر سے پلائی بڑی تعریف ہوئی مین نے بھی گھر مین آکر کثرت کی معلوم ہوا کچھ بات نہین جب چاہون اس کام کو کرلون لہذا میخانہ میرے سپرد ہو کہ مین بھی یہ کمال دکھاؤن آپ کو راضی کرون نمکین نے کنجی میخانے کی فیروزہ کو دی فیروزہ میخانے مین آیا سب شراب کو خراب کیا اُس مین بیہوشی ملائی اور پکار کر آواز دی کہ صاحب ہم ساقی ہوتے ہین آج کوئی باقی نہ رہے کنیزین اور خدمتگار دوڑے گلابیان اُٹھا کر لے گئے سارے لشکر مین شراب تقسیم ہوئی فیروزہ بن عمرو نے سو گلابیان تیار کین کشتی مین لگا کر محفل مین لایا نمکین نے دیکھا کہ بڑے سلیقے سے شراب لایا ہی کہ جس رنگ کی گلابی ہو اسی رنگ کی اُسمین شراب بھری ہی کٹورے اُن کے تمامی سے باندھے ہین کس کس

شراب لایا ہر کہ دیکھنے والون کا دل للچاتا ہر کہ ضرور شراب پئین فیروزہ نے لاکر کشتی رکھی اور کھڑے ہو کر گت ناچنا شروع کی

نظم

ناچی گت اسطرح وہ ماہ لقا ۔ وجد کرنے لگا تدرو ادا

تو الٹے آسمانکا تھا قول ۔ ایسا نہ تھا بارمبد بھی لاحول

گنج مرقد مین تانسین کی روح ۔ تڑپی مانند طائر مذبوح

سر پہ رکھا اُلٹ کے جب آنچل ۔ ماہ تابان پہ چھا گیا بادل

جسکی جانب بتا کے رسکی لی ۔ جان اُسنے سسک سسک کر دی

پہلے جام فیروزہ سامنے ابلیس کے لایا ابلیس نے اسم سحر پڑھ کر جام پر ہاتھ ڈالا جیسے ہی جام ہاتھ مین لیا شراب چرخ مارنے لگی اور شعلہ بن کر اُڑ گئی رنگ و روغن عیاری کا بھی چہرے سے فیروزہ کے اُڑ گیا ابلیس نے للکارا کہ او ناعیار مین نے تجکو پہچانا فیروزہ بھاگا ابلیس پیچھے پیچھے چلا جب فیروزہ لشکر کفار سے نکلا ابلیس نے اپنے شانون پر سحر کیا پر پیدا ہوے اُڑ کر آسمان پر آیا فیروزہ ذرا رُکا تھا کہ ابلیس کڑک کر گرا پنجہ کمر مین دے کر لے اُڑا لیکن خواجہ عمرو نے دور سے دیکھا کہ فرزند کو ابلیس نے گرفتار کیا اور لیے جاتا ہر رنگ و روغن عیاری کا لگا یا نمکین کی شکل بن کر تیار ہوے ایک نخل کے سایہ مین کھڑے ہو کر آواز دی ای عاشق صادق وای یار موافق اس نگوڑے کو کہان لیے جاتے ہو تمھارا رقیب ہی مین نے اسی واسطے جلسہ آراستہ کیا تھا کہ تمھارے سامنے عیاری نہ کر سکیگا تم نے خوب پہچانا اسی نگوڑے نے صورت بنائی کہ مین نہ پہچان سکی مگر تم نے خوب پہچانا ابلیس نے جو معشوقہ کو دیکھا خوش ہو گیا آسمان سے اُترآیا فیروزہ کو ڈال دیا معشوق سے لپٹنے لگا ملکہ نقلی نے کہا او دیوانے کون گھبراتا ہی مین نے تجکو قبول کیا عمر بھر ساتھ رہیگا لیکن اور مزہ دیکھو قدرت بھی آنے دین ابلیس لپٹا مگر فیروزہ بن عمرو کی آنکھین کھلی ہین یہ سب معرکہ دیکھ رہا ہر جیسے ہی خواجہ عمرو نے حلقہ بارے کمند مارے ابلیس گرا خواجہ نے حباب مار کے کہا ای فیروزہ بھاگو فیروزہ نے کہا مین تو اس کے سحر مین ہون بغیر اسکے مرے رہائی نہ پاؤنگا خواجہ عمرو نے پہلے ابلیس کے کپڑے اُتارے موتیون کے مالے پہنے تھا وہ سب

اُتار لیے اور خنجر مارا کہ ابلیس کا شکم چاک قصہ پاک ہوا مگر تمکین بعد جانے ابلیس کے
جو چلی تھی کان مین آواز آئی کہ گشتی مرا نام من ابلیس آوازہ زن بود سمجھی کہ عیار نے اُسکو
مار لیا اُسی آواز کے نشان پر چلی اُس وقت آکر پہونچی کہ فیروزہ و خواجہ کھڑے ہین اور لاشہ
ابلیس کا پڑا ہی خواجہ عمرو تو ہٹ گئے سمجھے کہ یہ دونون باتین کرین گے فیروزہ کا حال غیر ہی
ہم دو چار گھڑی کاروزگار کر چکے صبح صبح بُھنی تو ہوئی تمکین شیرین ادا نے آکر کہا کہ اے
فیروزہ تو نے بڑا کام کیا کہ اتنے بڑے جادوگر کو مارا دربار مین جمشید کے اسکا بڑا نام
تھا مجھے یقین نہ تھا کہ یہ یون مارا جائیگا اب یقین ہوا کہ جمشید ثانی بد اقبال ہی مگر زمین
اور چلی آتی ہین فیروزہ نے کہا ملکہ بجا ئی بھتیجے شہریار کے سب آئین گے مگر تم ہم کو کب
سرفراز کرو گی تمکین شیرین ادا نے وعدہ کیا کہ مین کوئی کام کر کے آؤنگی یہ کہہ کر تمکین
روانہ ہوئی فیروزہ پلٹ کر لشکر مین آیا سعد شہریار نے حال پوچھا فیروزہ نے سب
حال بیان کیا اور عرض کی کہ ملکہ تمکین وعدہ کر کے گئی ہین مین بھی جا کر دیکھون کہ وہ کیا کرتی
ہین یہ کہکر فیروزہ چلا لشکر سے نکلا تھا کہ زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا خواجہ عمرو آتے
ہین فیروزہ نے سلام کیا خواجہ نے کہا بیٹا اب تو معشوقہ تمھاری راہ پر ہی دربار مین
جمشید ثانی کے ہنگامۂ جشن ہی آج تو خود تمکین گا رہی ہی جمشید بیٹھا سُن رہا ہی مین اُسکی
وہین سے آتا ہون لیکن تم کیا عیاری کرو گے فیروزہ نے کہا وقت پر جو بن پڑیگا وہ کرونگا
خواجہ عمرو نے سمجھا دیا کہ جو کچھ کرنا وہ سمجھ کر کرنا آج جمشید بہت آراستہ ہی اور تمکین پر
توجہ کر رہا ہی اسی فقرے مین وہ جمشید کو لیگی یہ کہکر خواجہ عمرو روانہ ہوئے مگر تمکین
نے دربار مین بیٹھ کر سامنے جمشید ثانی کے یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

شکایت سے غرض کیا مدعا کیا ٭ نہیں تو دوست دشمن کا گلا کیا
بہت اچھی نہایت خوب گذری ٭ اجی آفت زدون کا پوچھنا کیا
نہ دو مجکو مبارکباد بے سود ٭ بُری تقدیر والون کا بھلا کیا
بڑھا کر ہاتھ لین اُن کو یہ مشکل ٭ نصیب ایسے مبارک پھر دعا کیا
نہ گھبراؤ اجی گردش نہ بدلو ٭ ارادے ہین ابھی خاطر مین کیا کیا

یہ کب تک پارسائی عاشقون سے
جگر پانی ہی صدمون سے لہو دل
نہین ممکن کہ تجھکو رحم آئے
معاذ اللہ گر ہی نوجوانی ✦
الٰہی کیا کرون درد دل مین جو کہون اُسے
نہ دیکھا کہ بھولا آپ کو بھی ہو
نسیم تو ذرا تم بھی سُنو تو

محبت ہی تو پھر ہم سے حیا کیا
مرے سینے مین او ظالم رہا کیا
وہ مین کیا اور میری التجا کیا
رہو گے عمر بھر تم پارسا کیا
مزہ دیگا ہمارا ماجرا کیا
تعجب ہی یہ مجکو ہو گیا کیا
یہ چرچا ہو رہا ہی جا بجا کیا

نمکین نے اشعار اس طرح سے گائی کہ جمشید اشارے کرنے لگا موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر دیا نمکین نے بھی اشارہ کیا کہ خلوت مین چلیے میری بھی یہی مراد ہی کہ آپکی خدمت مین رہون لوگ مجکو بھی سمجھے وکرین جمشید تازی خوش ہو گیا نمکین کو ساتھ لیکر تخلیے مین آیا نمکین کی ادائین اور عیاریون کی باتین سن کر جمشید دیوانہ ہو رہا ہی اشارہ کیا کہ اے نمکین شراب پلاؤ نمکین نے گلابی اٹھائی اور اشارہ کیا کہ ایک جام میرے ہاتھ سے پیجیے بڑی فرحت حاصل ہو گی جمشید خوشی مین جام پی گیا نمکین نے باتون مین ٹالنا شروع کیا تھوڑی دیر مین بیہوشی نے تاثیر کی گھبرا کر اُٹھا کہتا ہو کہ مین آسمان پر جاتا ہون نمکین نے کہا جائیے جاکر آسمان پر بیٹھیے زمین کی خبر لاییے جمشید گھبرا کر اٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا نمکین نے پشتارہ باندھا افسوس پشتارہ بھاری تھا کہ نمکین سے نہ اُٹھ سکا گھبرا کر کہا مقام افسوس ہی پشتارہ نہین اُٹھ سکتا کہ پہلو سے فیروزہ آیا پکار کر کہا کہ اے شہنشاہ ملک حسن و خوبی و اے سرو روان باغ محبوبی یہ گنہگار حاضر ہی مین پشتارہ اُٹھاؤنگا یہ کہہ کر فیروزہ نے پشتارہ اٹھایا نمکین ساتھ ہوئی سراچہ چاک کرکے فیروزہ پشتارہ لیکر چلا کہ سامنے سے دیکھا اہل طلایہ آتے ہین فیروزہ نے کہا ملکہ بڑھ کر ان کو منع کرو کہ اس طرف نہ آئین ورنہ حال کھل جائیگا نمکین نے بڑھ کر آواز دی کہ میر طلایہ کا کیا نام ہی سپاہیون نے آواز دی عشاق شبگرد کوتوال ہی نمکین نے کہا کوتوال صاحب سے کہو اُسی جانب پلٹ جائین کچھ ضرورت ہی طلایہ والے اُس طرف ہٹے فیروزہ آگے بڑھا جاتا

خبر کرتا ہوا لشکر سعد مین پہونچا میثاق کوہ گردان طلائے پر تھا پکار کر آواز دی کہ کون جاتا
ہی فیروزہ نے کہا منم فیروزہ بنت عمرو ای وزیر اعظم جمشید کو مین لایا جا کر بادشاہ کو خبر کرو
یہ سنتے ہی میثاق کوہ گردان خوش ہو گیا جاکر بادشاہ کو جگایا سعد شہریار اٹھکر بارگاہ
مین آئے سب سردار جمع ہونے لگے سب شاہزادیان بھی آئین اپنے اپنے مقام پر بیٹھین
جب دربار آراستہ ہو چکا تو فیروزہ آکر پہونچا تمکین نے بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے
کہا ای تمکین کیونکر آنیکا اتفاق ہوا تمکین نے کہا آپ کے دشمن کو لائی ہون اور منظور یہ ہی
کہ خدمت مین حضور کی رہون بادشاہ جمجاہ نے فرمایا یہ تمھارا گھر ہی جس طرح چاہو رہو
ہم چاہتے ہین کہ تم کو تکلیف نہ پہونچے فیروزہ نے پشتارہ ڈال دیا میثاق نے کہا اسکو
درخت یا ستون سے باندھو جمشید کو ستون سے باندھا یہان لشکر جمشید مین خدمتگاران
نے ہلڑ کیا کہ قدرت کو کوئی لے گیا لشکر مین ہلڑ جو زیادہ ہوا اسپ تاجدار دوڑ کر آئے
مختار تاجدار کہ ہم تاجدار دہم عیار ہمراہ ہے خبر دوڑا تھوڑی دیر مین آکر خبر دی کہ قدرت
باندھے گئے ہین جسکو جانبازی منظور ہو وہ جائے مگر دربار شاہی جما ہوا ہی یہ سنکر بڑے بڑے
ساحر کوئی غرق زمین ہو کر چلا کوئی پر پرواز پیدا کر کے اڑا یہان بادشاہ نے فرمایا کیون ای
جمشید خدائی کرنے کا مزہ ملا اب بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کرو اپنے اوپر لعنت کرو
ورنہ ای فیروزہ جلاد کو بلاؤ سب شاہزادیان دیکھ رہی ہین کہ آسمان سے برقین چمکین اسقدر
اندھیرا ہوا کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہ سوجھتا تھا تاجدار زمین سے نکلے اور چند آسمان سے اترے
جمشید کو اٹھا لیا مگر میثاق کوہ گردان نے سحر کیا کہ اکلیل تاجدار کا سر اڑ گیا لاشہ
جو اکلیل کا گرا اندھیرا ہو گیا اس اندھیرے مین سب جمشید کو لیکر نکل گئے جمشید ثانی نے
راہ مین کہا ای اندھو تمکین بھی کھڑی تھی اسکو نہ اٹھا لیا سب نے کہا یا خداوند ہم کو آپ کی
جان کی پڑی تھی جلاد آچکا تھا ہم کو یہ خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو آپ پر ہاتھ مار دے مگر جب
حکم دیجیے گا تب تمکین کو اٹھا لائین گے جمشید قریب لشکر آکر رکا کہا یارو جب تک معشوقہ
نہ آئیگی مین بارگاہ مین نہ جاؤنگا طیفور تاجدار کہ یہ سامنے کھڑا تھا اسنے کہا یا خداوند مین
ابھی جاتا ہون تمکین شیرین ادا کو لیکر آتا ہون یہ کہکے طیفور روانہ ہوا یہان تمکین دربار مین

حاضر ہو بادشاہ حمجاہ فرما رہے ہین کہ مین اپنے عیار کا دھوم سے نکاح کرونگا فیروزہ نے
عرض کی کہ جب سب سردار آلین تب اس غلام کا عقدہو بادشاہ نے فرمایا ای تمکین ہم تمہارے
طرفدار ہین میثاق کوہ گردان نے عرض کی کہ فیروزہ ہمارا فرزند ہو ایسی دھوم ہو کہ سرکار
بھی فرمائین کیا خوب سامان کیا سعد شہریار نے فرمایا بعد قتل جمشید یہ سامان زیبندہ ہوگا
تمکین شیرین ادا یہ سُن کر دل مین خوش ہو رہی ہی کہتی ہی کیا قدردانون کے جاؤ ہین ایک
سے ایک بہتر ہو ملازمون کے ان کے کیا خوش نصیب ہین اتفاقاً تمکین کسی کام کو باہر نکلی
تھی کہ طیفور آ کر پہونچا کڑک کر گرا اور تمکین شیرین ادا کو اُٹھا کر لے گیا خدمتگارون نے
بڑھ کر عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوا ایک ساحر آیا ملکہ تمکین شیرین ادا کو اُٹھا لے گیا یہ سُنکر
میثاق کوہ گردان نے کہا مین ابھی جاتا ہون اور سامنے سے جمشید کے تمکین شیرین ادا
کو لاتا ہون یہ کہکر میثاق نے روانہ ہونے کا ارادہ کیا بادشاہ نے ہاتھ تھام لیا فرمایا
سعد وزیر اعظم ہم خود چلتے ہین اور جیتا ہو تو تمکین کو لاتے ہین میثاق نے کہا غلام ضرور
آئیگا میرے فرزند کی شادی کسکے ساتھ ہوگی یہ سُن کر بادشاہ حمجاہ سوار ہوے سب شاہزادیان
رو رہی ہین اور کہتی ہین کیا غضب کی بات ہو کہ ہمارے حضور بارگاہ دشمن مین جانے ہین
کل خبر پائی تھی کہ سترہ ہزار تاجدار و پہلوان دربار مین جمشید کے بیٹھے ہین وہ سب شاہ پر
حملہ کرینگے فیروزہ مرکب تیار کر کے لایا بادشاہ سوار ہوے طرف لشکر کفار کے چلے
ہرکارون نے یہ خبر صاحبقران زمان کو پہونچائی صاحبقران بھی سوار ہونے فرماتے
تھے کہ سعد کے مزاج مین بڑی جہالت ہو مین بھی جاتا ہون اشقر پر سوار ہو کر چلے مرکب
بادرفتار ایسا عمدہ سوار گھوڑا طرارے بھرتا ہوا جاتا ہو اگر راہ مین کوئی نخل مل گیا تو
اُسے ٹھوکر مار کر گرا دیا اگر کوئی نالا ملا تو اُسے فرا گیا اس طرح جاتا ہو کہ ہوا پیچھے رہی جاتی ہو
سایہ مرکب کا پیچھے رہا جاتا ہو بقول مصنف نظم

قمر وصف تو سن رقم کیا کرون	کہ شبدیز خامہ کا پالنگ ہو
ملا ہو عجب رنگ مشکین اسے	اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہو
تڑپتا ہو میدان مین سیماب وار	صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہو

قدم با قدم مائل جنگ ہی	ہر اک نعل ہی بیچھ بے مثال +
وہ کوہ گران ہی یہ پاسنگ ہی	قدم کی روانی کو دریا لکھون
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی	نہ کاوے کا محتاج ہو کس طرح

لیکن طیفور تمکین شیرین ادا کو لیے ہوے سامنے جمشید ثانی کے آیا جمشید تخت پہ بیٹھا ہوا ہی تمام امرا و وزرا حاضر ہین تمکین کو طیفور نے سامنے بٹھا دیا جمشید ثانی نے پکار کر آواز دی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان قدرت بُرے ہین کہ تجھنے یہ مکر کیا اگر قدرت تعدیر کرتے تو سب مسلمانون کو پتھر کا بنا دیتے مگر پھر رحم آیا کہ اِن کو پیدا کیا ہی ان کو کیا مٹاؤن تمکین شیرین ادا نے کہا یا خداوند خاموش رہیے آپ کے سب مکر کھل گئے اگر آپ کا کچھ بھی اختیار ہوتا تو آپ سعد شہریار کو زندہ نہ چھوڑتے لیکن اُن کا خدا نگہبان ہی میرا ابھی کچھ نہ کر سکیے گا یقین ہی کہ بادشاہ جہجاہ تشریف لائین اور مجھ کو رہا کر کے لیجائین جمشید ثانی نے کہا کیا مجال یہ وہ مقام ہی کہ اگر مسلمان آئین تو سب گرفتار ہو جائین یا قتل ہون مین نے وہ لشکر جمع کیا ہی کہ گاوزمین بار نہین اُٹھا سکتی اگر میرا لشکر غل مچائے تو لشکر اسلام کے کلیجے پھٹ جائین وہ زمانہ نکل گیا کہ بارگاہ مین گھس آتے تھے اب مشکل پڑیگی وہ جادو ہین کہ پیک صبا کا نکلنا دشوار ہی ہان سردارو اپنا اپنا لشکر تیار کرو اور ساحرون کو حکم دیا کہ ہوا پر تمراد میثاق کو بڑا گھمنڈ ہی اگر وہ ہوا پر آئے تو اُس کو روک لینا سب سردار اُٹھے لشکر تیار کر کے کھڑے ہوے اور بڑے بڑے پہلوان دعوی کر رہے ہین کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا بادشاہ جہجاہ مرکب اُڑاتے ہوے آتے ہین لوحین گلے مین پڑی ہوئین تیغہ کھنچا ہوا ہاتھ مین وہین سے نعرہ کیا کہ ای کافران بے حیا و ای نابکاران پُر دغا سامنے سے ہٹ جاؤ نعرۂ سعد شہریار سے منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس و جم + تجلی دہ بزم اسلامیان + نہال گلستان صاحبقران + نعرہ کر کے فوج پر آ پڑے دو چار کو جو قتل کیا سب سامنے سے ہٹنے لگے ہوے بادشاہ صف اول سے گذر رہے دو پہلوان مریخ تیغ زن و عقاب جنگ جو صف سے نکلے اول مریخ نے للکارا کہ ای سعد آگے نہ بڑھنا سعد شہریار پلٹ پڑے مریخ نے

ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ جمجاہ نے تلوار کو تلوار پر رد کر روک کر تلوار علم کی اور للکارے کہ او
نامرد پیچھے نہ ہٹنا دوسری طرف سے عقاب جنگ جو آیا کہ صف اول پر نعرہ امیر ہوا
نعرہ صاحبقران سے امیر عرب ضیغم روزگار * بحکم خدا بستہ شمشیر چار * ایکے تیغ صمصام
و قمقام نام * ایکے تیغ عقرب یکے ذوالمجام * دور سے آواز دی کہ او عقاب خبردار آگے نہ بڑھنا
ای شہریار ہوشیار رہیے بادشاہ جمجاہ پلٹے سامنے سے تومر تیغ نے وار کیا پشت پر سے
عقاب نے ہاتھ مارا بادشاہ نے جب دیکھا کہ صاحبقران نعرہ کرتے ہوئے آتے ہین دونون
کی کلائیان پکڑ لین تلوارین چھین کر پھینکدین اور پکار کر آواز دی دادا جان آپ تکلیف نہ کیجیے
مین ان سے سمجھ لونگا یہ فرما کر دونون کو اُٹھا لیا اور طرف آسمان کے پھینکا اُترتے وقت تلوار
مار دی دونون کو چورنگ کیا صف اول کو درہم و برہم کر کے دوسری صف پر آئے کئی
پہلوانون کو مارا صاحبقران زمان بھی لڑتے ہوئے آگے انھون نے آکر صف دوم کو
درہم و برہم کیا ایک طرف سے نعرہ سرداران صاحبقران ہوا امیتاق کو دگردان
مع چالیس شاہزادیون کے لڑتا ہوا آیا آکر سحر کیا کہ آگ برسنے لگی شاہزادیون نے سحر کیا
کہ ایک ابر آسمان پر آیا پانی برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا پانی ہو کر بہ گیا کئی لاکھ آدمی شاہزادیون
کے سحر سے مارے گئے غرض سعد شہریار لڑتے بھڑتے تا بدربارگاہ جمشید ثانی پہونچے جمشید
بیٹھا ہوا جھوم رہا ہے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ سعد شہریار لڑتے ہوئے دربارگاہ
پر پہونچ گئے ہین اور شاہزادیون کے سحر نے لشکر مین قیامت برپا کی ہے جمشید بیتاب ہو کر باہر
نکلا سعد شہریار کی جو نگاہ پڑی سعد نے للکار کر کہا او نامرد کہانتک دعوی خدائی کریگا
بندگان خدا کو گمراہ کر چکا آج تیری قضا ہے جمشید ثانی نے دیکھا لشکر پر پانی برس رہا ہے فوراً
سحر کیا کہ پانی برسنا موقوف ہوا امیتاق کے سحر سے آگ برس رہی تھی وہ آگ اہل اسلام
پر پلٹی اہل اسلام جلنے لگے کل لشکر آگیا ہے خوب جم کر تلوار چل رہی ہے ہزارہا اہل اسلام
جل جل کر گر رہے ہین خواجہ عمرو لڑتے ہوئے قریب صاحبقران کے آئے عرض کی ای
شہریار غضب ہوا سب اہل اسلام جل رہے ہین صاحبقران نے پکار کر اسم اعظم الہی
پڑھا اور بادشاہ نے لوح طلسمی کو گردش دی تب وہ آگ موقوف ہوئی اہل اسلام بچے امیر نے

سعد کو اشارہ کیا کہ بارگاہ میں گھس جاؤ میں تمہارے ساتھ ہوں میں بھی آتا ہوں سعد نے پردہ بارگاہ کا اٹھا یا دیکھا نمکین سامنے بیٹھی ہے مگر ماران سیاہ نمکین کو لپٹے ہوے ہیں نمکین دنا ئیں مانگ رہی ہے کہ اوبادشاہ داد رس اے پروردگار مجھے اس آفت سے بچا لے نظم

خدا ہستی با قلیم خداوندی خداوندا	تو ئی شاہنشہ ملک شہنشاہی شہنشا ہا
جہان محکوم فرمانت چہ در پست و چہ در بالا	چہ در شہر و چہ در قریہ چہ در کوہ و چہ در صحرا
تو رزاق تو خلاق خداے جملہ آفاقی	تو ہستی والی عقبے تو ہستی مالک دنیا
بہر مسجد تو مسجودی بہر بتخانہ معبودی	تو موجودی بہر خانہ تو مقصودی بہر یک جا
توئی حاضر بہر محضر توئی ناظر بہر منظر	توئی ساکن بہر مسکن توئی قایم بہر ماوا
تو غفاری تو ستاری تو دلداری تو غمخواری	عطا پوشی خطا پوشی کرم گستر کرم فرما
توئی اول توئی آخر توئی ظاہر توئی باطن	نباشد صورتے خالی ز نورت در جہان اصلا

نمکین نے جو بادشاہ کی صورت دیکھی پکار کر آواز دی کہ ای شہریار یہ کنیز آپ کی بلا میں مبتلا ہے بادشاہ نے پڑھ کر لوح کا جو عکس ڈالا وہ سب ماران سیاہ جسم سے نمکین کے گرے بادشاہ نے فرمایا چلو نمکین خود عیار بچی ہے تڑپ کر جو اُٹھی کئی ساحر قتل کیے پیچھے پیچھے بادشاہ کے نیچہ لیے ہوے پشتی بانی کر رہی ہے جو پشت پر بادشاہ کی آیا اُسے نیچہ مار کر گرا دیا کہ امیر بھی لڑتے ہوے اندر آئے فرمایا ای سعد کیا جراُت کی ہے تمہاری جراُت کا میں قائل ہوا حقیقت میں کس زور و شور سے آئے ہو صاحبقران زمان نے جو سعد شہریار کی تعریف کی اور زیادہ چمک کر لڑنے لگے مگر جمشید نے دور سے دیکھا کہ میرا سحر باطل ہوا میری فوج کے لوگ مرے جاتے ہیں آخر طبل بازگشت بجوایا پلٹ کر بارگاہ میں آیا دیکھا تمام بارگاہ لاشوں سے معمور ہے دریاے خون بہ رہا ہے بعضے تڑپ رہے ہیں پکارتے ہیں یا خداوند فریاد ہے جمشید نے آکر زندوں کو اٹھوایا مردوں کو جلوایا افسردن سے صلاح کرنے لگا کہ کیون یار و کیا صلاح ہے کیا صورت فلاح ہے سب نے عرض کی طبل جنگی بجوائیے ابھی فقط دو سردار آئے ہیں اول صاحبقران زمان دوسرے سعد بن قباد دونوں کے ساتھ فوج بہت کم ہے ہم لوگ بلوہ کر کے مارلیں گے آج کی جنگ کا خیال نہ فرمائیے ساحرون نے کہا وہ سحر کرین کہ کل لشکر کو

جلا دین پھر دکس کا مارنا کتنی بڑی بات ہی جمشید بھی غصے مین جھا حکم دیا کہ طبل جنگی بجے ہرکارون
سے پوچھا کہ فوج ہماری کسقدر رہی ہرکارون نے عرض کی کہ فوج خداوندا اس وقت پچاس لاکھ
ہی اور مسلمان دس لاکھ ہین جب ہم لوگ سحر کرین گے تو اہل اسلام کے کلیجے پھٹ جا دین گے
پہلوانون نے عرض کی ہم لوگ دعوی کرتے ہین کہ صاحبقران وسعد کو مارلین گے اس عہد
پر جمشید نے طبل جنگی بجوا دیا یہ ایک مرد مغرور ہی عقل و فراست سے دور ہی سب نے یہی کہا
کہ آج ہم لوگ بے سامان تھے جب تک تیار ہون تب تک وہ پلٹ گئے یا خداوند حکم دیجیے
کہ دس دس لاکھ کی پانچ صفین ہین جب اہل اسلام آئین تو ہر صف پر روکے جائین انکی جرٔت
ہم دیکھین کہ کیونکر گزرتے ہین ہر صف مین چار چار سردار نامی موجود رہین جمشید کو یہ صلاح
پسند آئی اور حکم دیا کہ پانچ صفین جمین اہل اسلام کو بھی معلوم ہو کہ خداوند کے بندون
نے بڑا سامان کیا ہی وہ تلوار چلے کہ اہل اسلام بھی دنگ ہون اپنی زندگی سے تنگ ہون
لیکن ہرکارے لشکر اسلام کے جو برائے خبر حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے دربار صاحبقران
مین آئے دیکھا بادشاہ تخت پر جلوہ گر ہین اور صاحبقران زمان دنگل آہنی پر ہین تمام سردار
بیٹھے ہین جن دیوانون کو صاحبقران زیر کرکے لائے ہین بیٹھے جھوم رہے ہین زنجیریں ہلا رہے
ہین کہ ہرکارون نے ہاتھ اُٹھاکر دعا دی قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ + گل سرخ تابد
چو روشن چراغ + نگین سعادت بنام تو باد + ہمہ کار عالم بکام تو باد + شہریار کی عمر دراز ہو
دشمن کو سوز و گداز ہو جمشید ثانی نے طبل جنگی بجوایا ہی اور پانچ صفین جمین گی صاحبقران
نے فرمایا خدا اے ما بزرگ است ہان خواجہ عمرو ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے خواجہ عمرو
نقار خانے مین آئے داروغہ نقار خانے کے قلابہ چینی وکیابہ چینی برائے استقبال عمرو
اُٹھے دو دو اشرفیان نذر کی دین خواجہ عمرو نے نذرین اُٹھالین اور فرمایا مین جانتا ہون
کہ تمھاری آمد کم ہی اور خرچ زیادہ ہی جو تم نے پیش کیا وہی ہم نے بھی قبول کرلیا یہ کہکے
چوب اُٹھائی نقارے پر لگائی سات سو نقارہ بجا بقول شاعر نظم

چو بر طبل اسکندر آمد دوال +	ز ناہید مریخ کرد این سوال +
جہان را گمر روز آخر رسید +	سرافیل صور قیامت دمید

بگفتا که نه طبل اسکندر است ❊ کزآوازاو گوش گردون کراست

تمام لشکر مین آواز پہونچگئی سب کو معلوم ہوا کہ کل جمشید سے مقابلہ ہی دیکھین کل گردون دون وانقلاب سپہر بوقلمون تاج دولت کسکے سر پر رکھے اور تختۂ تابوت کسکے واسطے ہی نظم

در اندیشه گردن کشان یک بیک ❊ که فردا بکام که گردد فلک ❊
کراتاج اقبال برسر نهند ❊ کرا تخت تابوت در بر کشند

دیکھین کل کون نام پیدا کرتا ہی طلسم کشا کی مدد مین کون کون مرتا ہی حقیقت مین لشکر اسلام کا بڑا نام ہی مگر مقام افسوس ہی کہ رستم و جہانگیر و ایرج و نورالدہر و بدیع و قاسم و مالک دلن ھور وغیرہ سب اسیطرف آ گئے ہین مگر یہان نہین پہونچے لشکرون مین تیاریان ہو رہی ہین اور تلوارین چرخ چڑھ رہی ہین کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین ہی بعض لوگ تیرون کو زہر سے آبداری دے رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ کل ایسا لڑین کہ دشمن کو بھی معلوم ہو ایسے ایسے سردار ہین کہ جی چھڑوا دیے بعض جو کہ نامرد ہین ڈھیل پیل کے اپنے کو تیار کیا ہی اپنی زندگی بہت عزیز جانتے ہین کہہ رہے ہین بھائیو یہ نوکری تو جان کی آفت ہی ابھی دن کو لڑ چکے ہین تمنے دیکھا ہوگا کہ ہم بیس جوان تھے چار کو گھیر کر مار لیا ایک نے نیزہ مارا لیکن مین نے دور سے تیر ہی مارے مین حریف کے قریب نہین جاتا یہ ضرور نہین ہی کہ تلوار سے جنگ کرے چاہیے کہ دشمن کو خوب تنگ کرے ہم تو براے سیر جاتے ہین دوسرے نے کہا بھائی ہم بھی چلین گے اور لڑنے والا باپ بیٹے کو سمجھا رہا ہی کہ اے نور نظر قدم پیچھے نہ ہٹانا میرے سامنے سرخرو ہو کر آنا تب مین راضی ہونگا نمک شاہی ادا کرو مدت سے نمک کھاتے ہین ہمارے شاہ بہت آبرو کرتے ہین پس بات مین فرق نہ آنے پائے آج تک خدا نے بات رکھی ہر مقام پر سرخرو رہے اب ایسا نہ ہو کہ بدنام ہو جائین بیٹا کہہ رہا ہی اے والد نامدار آپ ضعیف ہین ایسا نہ ہو کہ آپ زخمی ہو جائین مین لڑونگا غرضکہ سب طرح کے لوگ جمع ہین بقول شاعر فرد کند ہم جنس با ہم جنس پرواز ❊ کبوتر با کبوتر باز با باز ❊ لشکر کفار مین تلاطم ہو رہا ہی ایک سے ایک کہتا ہی کہ بھائی ہم تو سحر جانتے ہین تلوار کی لڑائی کو ہم کیا جانین اور اہل اسلام اسی جنگ کے عادی ہین دیکھیے کیا کیفیت ہوتی ہے کیسی کیسی مشقت کی ہی تب شانون پر گوشت چڑھا ہی سپاہی بیدرد ہاتھ مار دیتے ہین سیر دن خون

بھجا تا ہی لہذا ہم تو دور سے لڑتے ہین اگر سحر چل گیا تو سبحان اللہ اگر تاثیر نہ ہوئی تب بھی دور
رہے تلوار کی لڑائی سے خداوند بچائین وہ وقت نہ دکھائین مگر سحر تیار کر رہے ہین اگر سحر بن گیا تو
کل آگ برسا دین گے مسلمانون کو جلا دین گے بعضے بھاگے جاتے ہین کمیدان نے پوچھا خانصاحب
کہان جاتے ہو خانصاحب نے جواب دیا کہ ہمارے پیٹ مین درد ہی دوا کھانے جاتے ہین بر وقت
جنگ آجائین گے کمیدان نے کہا بھائی وقت جنگ ضرور آجانا قدرت نے تاکید کی ہو ورنہ
روزگار جاتا رہیگا وہ جوان بڑبڑاتا ہوا چلا گیا یہ کلمہ زبان پر تھا کہ ہم نوکری سے باز آئے
ہم وقت جنگ نہ آئین گے سامنے گاؤن ہی وہان ہمارے چچا رہتے ہین حال ہمکو دریافت ہو جائیگا
اگر فتح ہوئی تو پھر آکر شریک ہونگے دونون لشکرون مین یہی ہنگامے ہین چار پہر رات تیاری
مین گذری اب وہ وقت آیا کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا نظم

علم آفتاب نکلا جب ++		فوج انجم ہوئی گریزان سب	
شہ خاور سپہر گرد ہوا +		رونق تخت لاجورد ہوا	
ہوا میدان چرخ سے اکبار		ہوا انجم سپاہ رو بفرار	

لشکر طرف میدان کارزار کے روانہ ہوئے ہین مگر صاحبقران جو بارگاہ سے نکلے لشکر
کفار کا جماؤ دیکھ کر دل ہل گیا در دولت شاہنشاہی پر آئے تسبیح خاک شفا ہاتھ مین ہی یہی
دعائین مانگ رہے ہین کہ ای کریم و رحیم فضل و کرم اپنا شریک کر نظم

نیست این حاجت کہ باشد و خزانہ مال جمع		بلکہ کن در دار دولت مخزن اعمال جمع +
بعد مرگت وارثان غارت بیک لحظ کنند		انچہ کردی گنج سیم و زر بماہ و سال جمع
چون نداری در جہان یک لحظ امید حیات		چیست حاجت مال کردن بہر استقبال جمع
کی بماند با وجود حیلہ و مکر و فریب		مال در دست سخی و آب در غربال جمع
چون سفر در پیش میداری توپس دور و دراز		زاد رہ نزد تو می باید بہر یک حال جمع +
ہند یا روز قیامت پیش حق شود +		انچہ ز افعال تو گردد و فتر اعمال جمع +

چوبدار جو باہر آیا صاحبقران نے پوچھا بر آمد ہونے مین سلطان گیتی ستان کے کیا دیر ہی
چوبدار نے عرض کی حمام کر چکے اب بر آمد ہوا چاہتے ہین صاحبقران کھڑے ہو گئے تاجدار د

سردار آکر جمع ہوے کہ سامنے سے خواجہ عمرو دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ای شہریار نورالدہر آتے ہین فوج کثیر ساتھ ہی تبلیغ قزاق بارہ ہزار قزاقون سے ہمراہ ہی اور قحطاس ابھی دم در ساٹھ ہزار فوج سے ساتھ ہی یقین ہی کہ وقت جنگ پہونچ جائین کہ لاو پردہ جو خیمون پر کھنچا تہا سعد شہریار اس رنگ سے ہوئی کہ آگے آگے طفلان مہرصورت اشعار حمد الٰہی پڑھتے ہوے

وہ اشعار یہ ہین نظم

در چمن ہر شاخ خاک و برگ خاک و بار خاک
خاک سنبل خاک ریحان خاک سبزہ خار خاک

فی الحقیقت ہست خاکت ابتدا و انتہا
خاک بودی و دگر بارہ شوی ای یار خاک

جسم خاکی را چگونہ باشد امید قیام
زانکہ گردد جو ہر این خاک آخر کار خاک

در تلاش مال دنیا بندۂ خاکی چرا
میکند برباد در ہر کوچہ و بازار خاک

خاک جسمت حق برای کار کردن آفرید
حیف باشد گر بود یک لحظہ این بیکار خاک

سرمۂ چشم دل رجان میکند از صدق دل
ہر کہ حاصل کرد زان دربار گوہر بار خاک

ماندہ روز و شب بدرد و محنت و رنج و الم
فائدہ زین خاک ہرگز یافت دنیادار خاک

قطرہ دُر گردد بتاثیر نگاہ اولیا
زر شود در دست مردانِ خدا ہر بار خاک

دولت عقبیٰ اگر خواہی دکنج ... است
بر سر دنیا بیفشان ہند یا ہر بار خاک

سامنے سے وہ طفلان ماہر گذر گئے اُن کے بعد چند کہاریان تخت شاہنشاہی کاندھو پر رکھے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن سنہری مچھلیان سرون پر لگی ہوئین پیدا ہوئین اول صاحبقران نے سلام کیا بادشاہ نے سینے پر ہاتھ رکھا اشارہ تھا کہ جگہ آپ کی ہمارے دل مین ہی باقی جملہ سردارون نے سلام کیا سب کا سلام لیتے ہوے سوارون کو جۂ سلامت سے چلی فرد سوددست شہ کی سواری چلی کہے کوکبۂ بہاری چلی طبل سکندری بجتا ہوا اس دھوم سے بادشاہ لشکر کو لیکر میدان مین آئے اور ایک جانب میثاق کوہ گردان چالیس شاہزادیان مثل ستارہ سحری چمکتی جوتین ... بحر جھولیون مین گاتیان باندھے ہوے ملازم اُن کے ڈیڑھ لاکھ ساحر پشت پر کھڑے ہین مگر صاحبقران نے دیکھا کہ لشکر کفار مثل مور و ملخ ہی ہر معرکے کے آگے چار چار پہلوان گینڈون پر سوار چوڑے تیغے ہاتھ مین مثل فیل جھوم رہے ہین

مگر صاحبقران مجمع کفار دیکھکر متردد ہین خواجہ عمرو سے فرماتے ہین کہ لشکر کفار بیحساب ہو دیکھیے کیا ہو مجکو بڑا خیال سعد شہریار کا ہی اب لشکر مین صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی اور یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگے نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا + نہ سکندر ہی نہ آئینہ حیرت افزا +
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہی + کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا +
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے + گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سُنی بانگ درا +
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال + جسکو گل کر نہ گئی جنبش داماں قضا +
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا + ٹھنڈی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہراک نخل ہی نخل ماتم + کف افسوس ہراک برگ ہی اس گلشن کا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج اُنکے غبار + جنکی رفتار سے ہر گام سنے فتنے برپا +
اُنکی صورت کو ترستی ہی نگاہ افسوس + صورت نور نظر آنکھون مین ہی وہ نقشا
جنکی آواز مین تھا مایۂ اعجاز مسیح + خواب مین بھی کبھی سُنتے نہین ہم اُنکی صدا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین + کیون مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا
ہمدمو کیا ہوئین چھلین جو بہم رہتی تھین + کیا ہوا ہم نفسو رابطۂ صبح و مسا
نہ وہ ہنگامۂ صحبت ہی نہ وہ بزم نشاط + نہ وہ انداز سخن ہی نہ زبان گویا +
ربط و اخلاص کے باہم جو تھے معمول گئے + دفعۃً ہم سفرو ایسا ہمین بھول گئے

یہ اشعار جو نقیبون نے پڑھے غازیون کے چہرے سرخ ہوگئے قبضون پر ہاتھ پڑے کڑکیتون نے کڑکا کہکر آواز دی کہ کون ایسا بہادر ہی کہ میدان مین نکلے اور نام رستم و سام کا صفحۂ ہستی سے مٹا دے یہ کہکر کڑکیت ہٹے جمشید کا تخت صف آخر سپر ہی کئی سو پہلوان اسکو گھیرے کھڑے ہین جمشید نے سر اُٹھایا اشتعال خارہ شگاف نامے پہلوان گینڈا بڑھاکر سامنے جمشید کے آیا ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ یا خداوند اجازت میدان جمشید نے کہا جا تجھ کو اپنے یہ قدرت کے سپرد کیا اشتعال گینڈا بڑھاکر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ جس کو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے سعد نے قصد کیا تھا نکلون کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ آگے آگے

نورالدہر بن بدیع الزمان ایک طرف فیروزہ تاجدار ایک طرف قحطاس مردم درادر
ایک جانب دیوانہ بلند بالا زنجیرین ہلاتا ہوا ایک سمت اسلم قزاق پشت پر دو لاکھ فوج
آئے دور سے دیکھا کہ ایک پہلوان میدان مین جھوم رہا ہے نورالدہر نے مرکب بڑھایا مقابلے
مین اشغال کے پہونچے اشغال نے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال سامنے آیا اشغال نے
نیزہ مارا نورالدہر نے نیزہ اُس کا رد کیا آپس مین نبرد چلنے لگا ایک مقام پر نورالدہر نے
نیزہ اشغال کا گانٹھا تھپیڑا مار دیا نیزہ اُس کا ہوائی ہوا اشغال نے تلوار کھینچی اور ہاتھ تلوار
کا مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر رد کیا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا نورالدہر نے ہاتھ
تیغہ خارہ شگاف سلیمانی کا مارا تیغہ چمک کر گرا اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوئے مصاحبین
نے جمشید سے کہا کیون یا خداوند جنگ مغلوبہ کا سامان کرین نہ لشکر اہل اسلام پامال ہو جائے
کوئی مسلمان بچنے نہ پائے جمشید چاہتا ہے کچھ جواب دے ہی کہ ایک پہلوان ہے جسکو شاہور
بلند قد کہتے ہین گینڈا بڑھا کر سامنے جمشید کے آیا کہ یا خداوند اجازت میدان جمشید
نے کہا اے شاہور جلدی کیا ہے یہی صلاح ہو رہی ہے کہ ابھی مغلوبہ نہ کرو بعد چند ساعت
دیکھا جائیگا اچھا میدان مین جاؤ مگر الگ سے مقابلہ کرو جہانتک ہو سکے قریب اُس جوان کے
نہ جاؤ بلکہ مناسب ہے کہ جا کر بادشاہ کو للکارو یقین ہے کہ تمہارے مقابلے مین آئینگے پھر تمہین
اختیار ہے جس طرح سے چاہنا مقابلہ کرنا ہر طرح غالب آؤگے مگر لوح کے مطلب سے بچنا
شاہور نے کہا کہ یا خداوند آپ طرز جنگ میرا جانتے ہین کہ حریف کو حربہ نہیں کرنے دیتا
فوراً مار لیتا ہون صد با پہلوان میرے ہاتھ سے قتل ہوئے مجھکو کوئی ڈر نہیں ابھی
جا کر طلسم کشا کو لازم کرتا ہون یہ کہکر آگے بڑھا پکار کر آواز دی کہ او طلسم کشا ان جوانون کے
بھروسے پر طلسم کشائی کو آیا ہے میرے مقابلے مین تو آ مین بھی تو امتحان کرون کہ تمہاری جرأت
کیسی ہے نورالدہر نے جو آواز شاہور کی سُنی جواب دیا کہ او مغرور تجھے بادشاہ سے کیا کام
ہے مین تیرا مقابل موجود ہون میدان مین تو آ یہ سُن کر شاہور نورالدہر پر جا پڑا تلوارین پٹا
جھپٹ کر مارنے لگا نورالدہر رد کر رہے ہین جب کئی وار کر چکا تب نورالدہر نے بھی تیغہ کھینچا
پکار کر کہا او پہلوان تجھکو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہے کئی وار کر چکا دستور یہ ہے کہ ایک وار کرتے ہین

دوسرا حریف کا چاہتے ہین اب میرا وار تو قبول کر یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا شاہور نے اپنا
آگے کردیا تلوار جو پڑی شاہور کے دو ٹکڑے ہوے وہ ٹکڑے زمین پر تڑپے بعد تھوڑی دیر کے
ویسے ہی دو پہلوان پیدا ہوے اور نورالدہر سے لڑنے لگے نورالدہر نے پھر ایک کو مارا
وہ بھی مرکر گرا اب تین ہوے جون جون نورالدہر قتل کرتے ہین وہ جوان بڑہتے جاتے ہین
بادشاہ نے جو یہ معاملہ دیکھا لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح مین نوشتہ پایا کہ یہ جوان ساختۂ سحر جمشیدی
مناسب ہی تم خود مقابلے مین جاؤ لوح چمکا دو تب ان جوانون سے مہلت ملیگی بادشاہ نے مرکب
بڑھایا دیکھا نورالدہر گھرے ہوے ہین چہار طرف سے وہ جوان حربہ کر رہے ہین نورالدہر
اپنے کو بچاتے ہین کہ بادشاہ نے آتے ہی نعرہ کیا نعرۂ سعد شہریار سے منم شاہ شاہان
فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس وجم + تجلی دہ بزم اسلامیان + نہال گلستان صاحبقران +
اُن جوانون نے جو صدائے نعرۂ سعد شہریار سُنی طرف صحرا کے بھاگنے لگے بادشاہ نے گھوڑا
بڑھایا ایک پر عکس لوح کا ڈالدیا جیسے ہی عکس لوح کا اُسپر پڑا ایک چیخ ماری اور جلنے لگا
سب جوان دوڑکر اُسی سے لپٹ گئے سب جل کر خاک ہوے جمشید نے حکم دیا کہ ان جوانون کو
گھیرکر مارلو گھٹا کفر کی چلی بادشاہ نے جو فوج کو آتے ہوے دیکھا مرکب بڑھادیا تیغہ کھینچکر
جا پڑے نورالدہر کے برابر پہونچے صاحبقران زمان نے جو دیکھا کہ سعد گھرے ہوے ہین
اشقر بڑھا کر نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران سے امیر عرب ضیغم روزگار + تجلیم خدا بے شیر شکار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام + یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام + بہ کافران از جہان پاک کرد + بسر
سرکشان جملہ در خاک کرد + نعرہ کرتے ہی فوج کفار پر جا پڑے گر ساحرون نے آگ برسائی
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا آگ برسنا موقوف ہوئی جمشید ثانی نے پکار کر آواز دی کہ
ہان یارو سحر سے نہ لڑو جنگ شمشیر و نیزہ کرو سب ساحر سحر کرنا موقوف کرکے تلوار سے جنگ
کرنے لگے مگر دیوانہ بلند بالا جو کہ ساتھ نورالدہر کے آیا ہی اُسنے جو یہ ہنگامہ دیکھا
کہ تم گھر گئے ساتھ والون کو آواز دی کہ یارو غضب ہوا ہمارے آقا کے سُرخ کو گھیر لیا ہی چلکر
اُن کو بچاؤ یہ کہکر چوبدست ہلاتا ہوا بڑھا بارہ ہزار دیوانے اُس کی اپشت پر نیزہ و بشین ہلاتے
ہوے غل مچاتے ہوے فوج مخالف پر دبا پڑے جسپر چوب دستہ پڑی وہ پیوند زمین ہوا ان

بارہ ہزار سے جو بیس ہزار جوان مارے جمشید نے ایک پہلوان کو اشارہ کیا کہ اس دیوانے
کو تو پکڑ لا وہ جوان جھومتا ہوا سامنے دیوانے کے آیا جیسے ہی دیوانے نے چوبدست لگائی اُس
پہلوان نے چوبدست تھام لی ایک جھٹکا مارا کہ دیوانے نے چوبدست چھوڑ دی اُس پہلوان نے
دیوانے کی کمر مین ہاتھ ڈالا اور زور کر کے اُٹھالیا چرخ دیتا ہوا بیچلا دیوانہ غل مچاتا ہی کہ اے
آقاے سُرخ یہ مجکو لیے جاتا ہی سخام افسوس ہی کہ تم دیکھ رہے ہو اور مجکو رہا نہین کرتے یقین
ہی کہ قتل ہو جاؤن نور الدہر نے جو دیکھا کہ دیوانے کو ایک جوان لیے جاتا ہی گھوڑا بڑھاکر
قریب آئے چاہا اُس جوان پر ہاتھ مارون اُس جوان نے کلائی نور الدہر کی تھام لی اور کمر
مین ہاتھ ڈال کر اُٹھالیا اور لیکر چلا قحطاس مردم درید معرکہ دیکھ رہا تھا دیکھا آقا کو لیے جاتا
ہی بڑھ کر قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا اُس جوان نے قحطاس کی بھی تلوار چھین لی اور قحطاس کو
بھی اُٹھالیا بادشاہ نے بھی دیکھا کہ تینون جوان گرفتار ہو گئے اور وہ جوان نعرے کرتا ہوا
جاتا ہی کہ ہم پہلوان قدرت خداوند مجکو کون مار سکتا ہی میری قضا ہی نہین کوئی کیونکر قتل
کریگا اُدھر سے لڑتے ہوے صاحبقران آتے تھے دیکھا کہ نور الدہر و قحطاس و دیوانے
کو اُٹھائے ہوے وہ جوان جاتا ہی صاحبقران نے بڑھ کر اسم اعظم پڑھا جیسے ہی صاحبقران
نے اسم اعظم پڑھ کر آواز دی وہ جوان رُک گیا اور خود گینڈا بڑھا کر سامنے صاحبقران کے
آیا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کر ہاتھ مارا کہ اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوے اور پکار کر
آواز دی او جمشید ان مکرون سے کیا ہوتا ہی خدا بادشاہ کو سلامت رکھے صاحب لوح
ہین کوئی مکر تیرا مخفی نہ رہیگا سب حال کھُل جائیگا جمشید نے للکار کر آواز دی او حمزہ میرے
اپنا مجکو نام بتا دیا کہ یہ جرأت نصیب ہوئی ورنہ کیا مجال تھی کہ میرے سحر مین دخل دیتا لے یہ
سامنے آتا ہی اس سے تو مقابلہ کر ایک پہلوان آہو پر سوار پہلو مین کھڑا تھا اشارہ کیا کہ حمزہ
کو ٹوک لے وہ جوان بڑھا صاحبقران نے اُس کو دیکھ کر چاہا کہ اسم اعظم پڑھون اسم اعظم
فراموش ہو گیا صاحبقران حیران حیران چار جانب دیکھ رہے ہین مگر سعد شہریار نے دور
سے دیکھا کہ دادا جان حیران کھڑے ہین یقین کامل ہوا کہ دادا جان اسم اعظم بھول گئے اسکی وجہ
سے حیران کھڑے ہین گھوڑا بڑھاکر قریب صاحبقران آئے لوح کا عکس ڈالا جیسے ہی لوح

عکس پڑا امیر کو اسم اعظم یاد آگیا اسم اعظم پڑھ کر اُس جوان پر ہاتھ تلوار کا مارا اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوئے جمشید یہ معرکہ دیکھ کر نہایت اُداس ہوا اور کہا یہ تقدیر قدرت لے بس کی نہی اب مزہ بیکار ہو جائیگا مگر لوح سے کوئی چارہ نہین لوح کا جو عکس پڑا اسم اعظم بھول گیا اب دوسری تدبیر کرونگا یہ کہکر اسم سحر پڑھنے لگا ایک دستک دی کہ صحرا سے آواز آئی معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کوئی اشعار عاشقانہ گاتا ہوا آتا ہی اُس آواز مین یہ صدا تھی

نظم

ستانے سے یہ مطلب ہمنے پایا ۔ مٹانے کے لیے ہم کو بنایا
بشکل اشک ہون با قدر و بیقدر ۔ وہ گوہر ہون کہ کھویا جسنے پایا
ز لعنت تھا نہ شکوہ تھا مرا نام ۔ عجب ہی تیرے لب پر کیونکر آیا
ہماری چشم کوئی آبلہ تھی ۔ جو نشتر نوک مژگان سے لگایا
وہ مشتاق شہادت تھا دم ذبح ۔ گلے سے مجکو خنجر سے لگایا
نہ اُٹھا گر کے آنسو کی طرح سے ۔ عدم کا لطف ہستی مین دکھایا
ہوا اسرمہ بھی شاید حسن اغیار ۔ جو ایسا تیری آنکھو نہین سمایا
مزہ جوش محبت سے یہ بخشا ۔ گلہ بھی شکر ہو کر لب پر آیا
ہوئی جھوٹی قسم کھانی جو منظور ۔ خوشا قسمت مین اُنکو یاد آیا
مگر واعظ بھی کوئی درد دل ہی ۔ کہ بیٹھا آپ اور مجکو اُٹھایا
نسیم اعدا سے شکوہ کیا پس از مرگ ۔ ہمین یارون نے مٹی مین ملایا

صاحبقران نے دیکھا کہ چند نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین اشعار مذکور گاتی ہوئی آتی ہین بادشاہ نے لوح کو ملاحظ کیا اُسمین نوشتہ پایا جو سب کے آگے ہی اُسپر لوح کا عکس ڈالو یہ نمود بے بود ہی بادشاہ نے لوح چمکائی اُس نازنین نے ہنس کر کہا کہ اے شہنشاہ آپ مجکو کیا سمجھے ہین میرا نام ہی جام محبت جسنے میرے ہاتھ سے جام بادہ پیا وہ دیوانہ ہوا بادشاہ نے فرمایا جو لوح مجکو حکم دیگی وہی کرونگا وہ نازنین رونے لگی کہا ای شہریار آپ ایسا کلمہ فرماتے ہین میری محبت دل مین نہین سمائی اگر میری محبت آپ کے دل مین رہیگی تو ہمیشہ آباد رہیگا لیکن آپ نے نوشتہ لوح پر عمل کیا جو خوشی آپ کی مگر لوح کا عکس جو اُس نازنین

پر پڑا مثل ہیزم خشک جلنے لگی اور سب عورتین اُس سے لپٹ گئین وہ بھی جلکر خاک سیاہ ہوئین اور آواز آئی کشتی مرا نام من جام محبت بود مرتے ہی جام محبت کے کل لشکر پل گیا ہی جمشید شعبدے کر رہا ہے مگر جو شعبدہ کیا حکم نے نوح کے اُس کو مٹایا آخر جمشید نے حکم دیا کہ سب کو گھیر کر مار لو پچاس لاکھ فوج نے بلوہ کیا بادشاہ بہت منتشر ہیں فرماتے ہین کہ فوج بیحساب ہی خدا ان کی بدعت سے بچائے دیکھیے انجام کیا ہو ای کریم و رحیم فضل و کرم اپنا شریک کر ایسا نہ ہو کہ سردارون کو انتشار رہو ای بے نیاز وقت مدد ہی نظم

چون ید بیضا چو آید در ضیا روشن چراغ	روشنی بخشد دل تاریک را روشن چراغ
صورت خورمی شود نورش محیط سرزمین	چون برافروزد ز حسن پر لقا روشن چراغ
کی بود انوار ذات از دیدہ مردم نہان	ماند اندر پردہ پوشیدہ کجا روشن چراغ
ہست ز انوار الٰہی در شبستان جہان	ابتدا روشن چراغ و انتہا روشن چراغ
سرزمین را حق عطا فرمود زان سان روشنی	کرد از خورشید بر اوج سما روشن چراغ
زین تجلی مطلع انوار ہر روز و شب است	ہست زین خورشید ہر صبح و مسا روشن چراغ
این غزل موزون نوشتی در زبان پارسی	کردہ از طبع روشن ہند یا روشن چراغ

بادشاہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی صحرا سے گرد اڑتی دیکھا رستم پیلتن مع اپنے سردارون کے آ کے پہونچے ایک ساحرہ موسوم بہ گلپوش ابر پر سوار ساٹھ ہزار ساحر دو لاکھ غیر ساحر اور بہت سے آدمخوار غل مچاتے ہوے آ کر پہونچے آدمخوارون نے جو مجمع انسان دیکھا مُنھ کھول کر جا پڑے اور آدمخوارون نے جو آواز سنی کہ آقا نے نعرہ کیا سمجھے کہ ہم کو بھی حکم جنگ ہی جو سامنے آیا اُسکو چیر پھاڑ کر کھانے لگے رستم نے جھڑکا کہ تم کو منع کر دیا ہی کہ آدمیون کا گوشت نہ کھایا کرو آدمخوارون نے کہا آقائے نامدار بڑے افسوس کی بات ہی کہ ہمیں گوشت کھانے کو منع کرتے ہین ہم کیونکر باز رہین یہ تو یہ خوراک ہی یہ کہ کر لڑنے لگے کسکی مجال ہی کہ آدمخوارون سے مقابلہ کرے رستم پیلتن نے آکر صفون کو توڑا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ رستم سے ارشد اولاد امیر حرب + کیست جانشان چو رستم لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + جس صف پر پہونچے پہلوانون کو مارا اور آدمخوار غل مچاتے پھرتے ہین یار دیہ نعمت کبھی نہین پائی تھی آدمی کو

جیرااور جبیر کو کھالیا مگر رستم کو دیکھکر مخالف بھاگتے ہین جسطرف حملہ کیا صفون کو درہم و برہم
کردیا ہرطرف یہی ہلڑ ہی کہ آدمخوارون سے کون مقابلہ کرے یا خداوند بچائیے کہ دوسری گرد
صحراسے اُڑی دیکھا کہ شاہزادۂ جہانگیر مع اپنی فوج کے آکر پہونچے اور نعرہ کرکے لڑنے لگے
پھرایک طرف سے گرد اُڑی شاہزادۂ خاور سپاہ بڑے زور وشور سے آکر پہونچے کئی سو
سردار ساتھ ہین آتے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قاسم سے ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ +
ز زخم تیغ برابر دنیزہ بہ ماہ + ز آب دم تیغ شستم زمین + ہمہ باختر شد بزیر نگین + دیگر آفتاب
مشرق دین پروری + شہسوار لال پوش خاوری + ہمراہ ان کے نیرنگ تاجدار اور
آزر بت شکن وشاخسار جادو دسیماے گوہر پوش ہین وہلال دیوانہ بھی زنجیر ین
ہلاتا ہوا آتا ہی دونون شاہزادیون نے جو دیکھا کہ جنگ سحر ہورہی ہی بڑھ کر سحر کیا کہ آگ
برسنے لگی اس کے بعد پھر گرد اُڑی سب نے دیکھا شاہزادہ بدیع الزمان بھی ڈیڑھ لاکھ فوج
سے آکر پہونچے ملکہ میمونہ نازک ادا ایک آہو پر سوار آتے ہی سحر کرنے لگی ایک طرف
بدیع الزمان کے ہلال دیوانہ ایک پہلو پر بہمن بلند بالا مع ساٹھ ہزار جوانون کے ساتھ
ہی سحاب ابر شکن باپ ملکہ کا دمواج قطرہ زن ماں ملکہ کی شریک ہو یہ بھی آتے ہی سحر
کرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے مالک ولندھور بھی آئے پہلے لندھور نے اپنے نام کا نعرہ
کیا نعرۂ لندھور سے جزیرہ ہاسے دریار اگرفتم تا بہ ہندوستان + اگر نام نمیدانی منم
لندھور بن سعدان + مالک نے جو نعرۂ لندھور کی آواز سُنی بڑھ کر نعرہ کیا نعرۂ مالک سے
منم مالک اژدر خشمگین + سپہ دار در لشکر اہل دین + مگر شاہزادۂ بدیع الزمان جو جنگ کرتے
ہوے آتے تھے قاسم وجہانگیر کو جو دیکھا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ بدیع الزمان سے
بدیع الزمانم کہ در روز کین + کشم آسمان را برو سے زمین + ز تیغم بسے ملک اسلام شد +
کہ سرفتنۂ باختر نام شد + دیگر مہ برج خوبی شہ انجمن + بدیع الزمان گرد لشکر شکن + بدیع الزمان
کے نعرے کی صدا سُن کر قاسم نے جہانگیر کو اشارہ کیا کہ کشتی گیر کو آگے نہ بڑھنے دو جہانگیر تلوار
کھینچ کر بڑھے مگر ہمراہ بدیع الزمان جو جادوگرنیان ہین اُنھون نے بڑھ کر سحر کیا کہ مجمع ہٹ گیا
بدیع الزمان بیچ صف مین لڑرہے ہین اور جہانگیر سامنے پر ہوگئے قاسم نے اشارہ کیا یا ان

عمر نامدار بڑھ جاؤ جہانگیر نے اشارہ کیا کہ ای فرزند دیکھتے ہو فوجون سے کس قدر جما ہوا ہے گھوڑا بڑھ نہیں سکتا قاسم کو بہت ناگوار ہوا سیارہ سے فرمایا کہ ای یار وفادار دیکھتے ہو کہ یہ کشتی گیر تو وسط صف مین پہونچ گیا اور شاہزادہ جہانگیر لشکر سے پرے لڑ رہے ہین سیارہ نے کہا ای آقائے نامدار جرأت بدیع الزمان کا آپ ہی جواب دیکھتے ہین ادھر جمشید نے بلندی پر سے دیکھا کہ فرزندان صاحبقران کس زور و شور سے لڑ رہے ہین ایک طرف رستم ایک طرف بدیع دو قاسم و جہانگیر و ما لکہ کل دست جیپون کا جماؤ ہی اور جس طرف بدیع الزمان لڑ رہے ہین لندھور بن سعدان ان کی پشت پر لڑتے ہوے آتے ہین ایک طرف صاحبقران زمان لڑ رہے ہین اسقدر تیر کھائے ہین کہ تمام بدن غربال بنا ہی اگر معروف جنگ ہین جس غول پر ارادہ کیا جا پڑے بڑے بڑے ساحرون کو صاحبقران نے قتل کیا جو سامنے آیا ہاتھ سے صاحبقران کے مارا گیا کئی دیواسنے امیر نے زیر کیے ہین وہ دیوانے بھی لڑ رہے ہین ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ جنگ مسلمانان کا کون جواب دے یا تو سب سردار الگ الگ تھے یا وقت پر آکر شریک جنگ ہو گئے جو سردار آیا اسی طلسم کے تاجدارون اور پہلوانون کو مطیع کر کے لایا وہ ہی ہماری جان کے دشمن ہین جمشید نے جو طرز جنگ مسلمانان دیکھا کہا کیون صاحبو اب تم سب کی کیا صلاح ہی لڑائی تو یہ فتح نہ ہو گی رستم کے آدمخوارون نے قیامت برپا کی ہی جس غول پر گرے ہزارون کو کھا گئے پرے کے پرے درہم و برہم کر دیے اور جنگ دیوانون کی وہ آفت ہی کہ کوئی ان کو روک نہیں سکتا جس غول پر گرے مارے چوبدستون کے پامال کر دیا یہ کہکر بہت گھبرایا آخر سب نے کہا یا خداوند ہم آپ کی وجہ سے لڑ رہے ہین مسلمانون کا سامنا نہین کر سکتے کہ سامنے گئے اور قتل ہوے آپ نکل جائیے ہم لوگ سمجھ لین گے خواہ اطاعت کرین گے خواہ بھاگین گے جمشید نے مجوفی سنبھالی پر پرواز پیدا کیے تخت کو اڑایا مگر میثاق کوہ گردان نے جو دور سے دیکھا روتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا کہا ای شہریار غضب ہوا جمشید جاتا ہی اگر یہ نکل گیا تو بڑا فساد کریگا حضور تیر بارن مین جا کر گھیرتا ہون چالیسون شاہزادیونکو اشارہ کیا سب شاہزادیان و میثاق متفرق ہوے سب نے الگ الگ سحر کیے ان شاہزادیون کا سحر ادھر میثاق کوہ گردان کا سحر جمشید کو معلوم ہوا کہ سامنے دیوار سنگ کھنچی ہوئی ہی اور

…از آتی ہو کہ اے شہنشاہ کہاں جاتے ہو ہم تمھاری تلاش میں آگئے ہیں اور تمھارے
…بشید نے پلٹ کر دیکھا کئی سو شاہزادیاں زیور پھولوں کا پہنے ہوئے اور یہ اشعار
عاشقانہ گاتی ہوئی آتی ہیں

نظم

…تابیِ بسمل کا ذرا رقص ⁂ کرتے ہیں پسِ ذبح بھی مشتاق قضا رقص
…ے افعی گیسو کا تصور ⁂ کرتی ہو مرے پیش نظر روز بلا رقص
…تعلیم جو اُتری ہو کمر سے ⁂ سیکھے گی قدم سے ترے کیا زلف دوتا رقص
…ب لطفِ طوافِ درِ ایجاب ⁂ کرتی ہو تمنا مری ہنگام دعا رقص
…ئے ہیں دمِ مرگ تمھارے ⁂ فرشِ سرِ مقتول پہ کرتی ہو جفا رقص
…ہ تری بے پردگیوں سے ⁂ کرنے لگے بیبا ختہ پابند حیا رقص
…کھایا تری انداز غضب خیز ⁂ زیبا ہو جو جیب چھپ کے کرے دزد حنا رقص
…ت محبت سے خبر کیا ⁂ مزدور کے نزدیک ہو حالِ فقرا رقص
…بیعت کو نہیں عیش سے مطلب ⁂ کیا دیکھنے آئیگا گرفتار عزا رقص
…یتابیِ دل ضبط سے خالی ⁂ بسمل ترے کرتے ہیں دمِ ذبح نیا رقص
…اشارے کشش دلکو غضب ہیں ⁂ ہر بہر تری انداز سے ہوتا ہو نیا رقص
…متاب بچھاتی ہو سحر تک ⁂ کرتی ہو یہاں پیش لحد آکے صبا رقص
…م آپ کی کس لطف سے گذری ⁂ برسوں ہی سرِ شام سے تا صبح رہا رقص

…ب دیکھا کہ چاروں طرف بلا نازل ہو کس طرف جاؤں جس طرف جاؤنگا بلا میں
… آخر طرف زمین کے چلا گر میثاق کو للکارا کہ او نمک حرام تو نے بڑا فتور کیا
…ؤں میثاق نے کہا طلسم کشا سے مقابلہ کیجیے آپ خداوند ہو کر بھاگے جاتے ہیں
…ہا طلسم کشا کو مٹا کے جاؤنگا یہ کہتا ہوا زمین پر آیا سحر کرنے لگا وہ آندھی چلی
…ہو گیا درخت اُکھڑ اُکھڑ کر گرنے لگے سعد بن قباد نے جو دیکھا کہ اندھیرے میں کچھ
…نالوح کو چمکایا جب لوح چمکی تب روشنی ہوئی بادشاہ نے دیکھا کہ جمشید زمین پر کھڑا
…ا جو آگ برس رہی ہو بادشاہ نے پھر لوح کو چمکایا آگ برسنا موقوف ہوئی اب

جمشید نے پہلوانون کو اشارہ کیا کہ ہان یارو گھیر کر سعد کو مار لو اول اشقال مردم در گینڈا
چھیڑ کر آیا بادشاہ نے ہاتھ مار دیا اشقال کے دو ٹکڑے ہوے اسکے بعد میکال تیغ زن
آیا اسنے مکر سے ہاتھ مارا کہ سعد شہریار کا شانہ نشانہ ہوا سعد زخم کھاکر مثل شعلۂ جوالہ مرکب کو تیز
کرنے لگے آواز دی او بے حیا دیکھ تیری پشت پر کون کھڑا ہی وہ پہلوان پلٹا سعد شہریار نے
ہاتھ مارا اس کے بھی دو ٹکڑے ہوے ایک طرف سے آواز آئی ای سعد بس اب شمشیر زنی کر چکے
تلوار پھینکدو سعد نے پلٹ کر دیکھا ایک زنگی سیہ رو للکارتا ہوا آتا ہی فیروزہ برابر کھڑا تھا
آواز دی ای شہریار لوح ملاحظ کر کے اس سے مقابلہ کیجیے سعد شہریار نے لوح کو ملاحظہ کیا
نوشتہ پایا کہ یہ زنگی سحر ساختۂ جمشید ہی لوح کو اسکے بدن سے مس کرو جل جائیگا کہ زنگی برابر
آیا سعد حیران ہین کہ کیونکر لوح مس کرون وہ زنگی برس پڑا مہلت نہین لینے دیتا آخر سعد نے
بمشکل تمام لوح کو اُس کے جسم سے مس کیا زنگی جل جل کر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من
سیہ تاب جادو بود واضح ہو کہ اسی پہلوان اسی طور سے مقابلہ سعد مین آئے اور مارے گئے
جمشید کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی اور سحر پڑھنا موقوف نہین کرتا سعد گھوڑے کو ٹھکرا کر قریب جمشید
کے پہونچے جمشید نے آگ مُنہ سے چھوڑی صدہا شعلے بھڑک بھڑک کر گرے سعد پر تاثیر نہوئی
جمشید نے نعرہ کیا ای اژدران جادو یہ وقت سخت ہی جلد آؤ یہ کہتے ہی صحرا مین روشنی ہوئی
ایک اژدہا مثل کوہ مُنہ سے آگ چھوڑتا ہوا سامنے آیا فیروزہ نے پھر پکارا ای شہریار لوح
کو ملاحظہ کیجیے سعد نے لوح دیکھی نوشتہ پایا کہ اژدہے پر لوح پھینک مارو جب وہ اژدہا
قریب آیا تو سعد نے لوح پھینکی جمشید نے چاہا مین لوح کو روک لون جیسے ہی ہاتھ ڈالا ہاتھ
پر آبلہ پڑگیا اُف کر کے لوح کو چھوڑا لوح کے گرتے ہی جُھکا کہ اُٹھا لون سعد نے اوپر سے ہاتھ
مارا جمشید نے ہاتھ سے اشارہ کیا کئی سپرین فولادی سر پر اس کے جم گئین گویا سینہ سپر
ہوئین مگر کیا ہو سکتا تھا تیغہ طلسمی نے سپرون کو کاٹا تڑپ کر جو وہان سے گرا جمشید ثانی نے
سر آگے کر دیا جمشید کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی جمشید کے ہنگامۂ عظیم ہوا اگر ایک
وزیر اسکا بہران فیل کش باقی تھا اسنے لاشہ جمشید کا اُٹھایا طرف طلسم زعفران زار کے بھاگا
بعد مرنے جمشید کے سب تاجدار آکر قدمون پر سعد کے گرے کچھ بھاگ گئے کچھ ساتھ بہران کے گئے

سب طرف امن وامان ہوگیا جنگ برطرف ہوئی اب بادشاہ وہان سے بفتح وفیروزی قلعۂ طلسمی
مین آئے یہانکے عجائب وغرائب ملاحظہ کیے یہ ہلروشنگر مثنی اسکی ملکہ نہنگ دریانشین محل سے
نکل آئی اور سعد شہریار پر عاشق ہوئی اسنے خزانے بتائے مال نکلوایا کئی ہزار چھکڑا اسباب
سے بھرا اس سب سامان کو ساتھ لیکر صاحبقران زمان مع اپنے سردارون اور جان نثارون
کے طرف عروبیہ باختر کے روانہ ہوگئے ادھر سعد شہریار نے انتظام کیا کہ سارے طلسم مین
جسقدر [illegible] تھے اُن سب کو منہدم کرادیا اور اُنھین مقامات پر مسجدین تعمیر کرائین جابجا حاکم وناظم
مقرر کیے اس انتظام سے فراغت فرماکے فیروزہ بن عمرو کا عقد ساتھ ملکہ نگین شیرین کلام کے
شرعی دستور سے کیا اب یہ حقیر عرض کرتا ہو کہ اگر فیروزہ کی شادی کا بیان بتفصیل تحریر کرتا تو طول ہوتا
اور ناظرین کا وقت عزیز فضول رائگان جاتا اس وجہ سے یہانپر تیسری جلد کو ختم کرتا ہون فقط

تقریظ نتیجۂ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین صاحب متخلص بہ سہیل فرزند مصنف

بعد حمد معبود کل عالم معبود جن وملائک وبنی آدم ونعت جناب سرور انبیا حبیب خدا صاحب
کتاب قوسین اوادنیٰ ومنقبت شیر بیشۂ ہیجا معین ومددگار اشرف انبیا جناب علی مرتضٰے علیہم السلام
یہ حقیر پر تقصیر عرض کرتا ہو کہ جناب قبلہ وکعبہ حقیقت مین بمثل ووحید ہین ناظرین تصور کرین کہ
بعد طلسم ہوشربا دو جلدین اُسی ہوشربا کی بقیۂ طلسم ہوشربا نام رکھکر تحریر کین جو کہ ناظرین
نے ملاحظہ فرمایا مین اس بقیہ مین کوئی مضمون نہین چھوٹا احباب کو حیرت تھی فرماتے تھے کہ بعد ہوشربا
پھر بھی قلم اُٹھائیے گا اُسکا بدلہ یہ ہوا کہ قبلہ وکعبہ نے تار باندھ دیا کہ فتنۂ نور افشان تین جلدون
مین لکھا بعد فتنہ طلسم ہفت پیکر تین جلدون مین تحریر فرمایا بعد اسکے طلسم خیال سکندری تین
جلدون مین تصنیف فرمایا ہومان نامہ کا ترجمہ کیا طلسم نوخیز جمشیدی یہ بھی کس آب وتاب سے
تین جلدون مین نئے رنگ پر تحریر کیا لطف یہ کہ ہر جلد اور ہر داستان کا نیا مضمون ہر ایک کا
دوسرے سے جدا افسوس صد ہزار افسوس کہ ایسے ذی کمال کا انتقال ہوگیا حقیر کے نزدیک
تو داستان گوئی اور سخن طرازی کا چراغ گل ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون نئے نئے مضامین
اور عیارون کی عیاریان اور بہادرون کی نبرد آزمائیان اس طرح قلم برداشتہ تحریر فرماتے تھے

گو کہ زیادہ مضمون مدتون سے یاد تھا صاحبان انصاف پسند کا مقولہ ہو کہ ایسا وسیع البیان شخص پیدا ہونا محالات سے تھا اور اس طرح کی طبیعت کی روانی دیکھنے بلکہ سُننے مین بھی نہین آئی بس زیادہ اپنے قبلہ و کعبہ کی تعریف کرنا حقیر کو مناسب نہین ہو مگر جوش حق پسندی نے اس قدر لکھوا دیا فقیر [illegible] نہین ہو انکا ایک عالم مداح ہو فی الواقع مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید زیادہ والسلام ۔

تاریخ در صنعت توشیح اگر یک یک حرف از سر ہر مصرع بگیرند سال طبع پیدا شود طبعزاد حضرت مصنف علیہ الرحمۃ

پلا ساقیا جام صہبائے عیش ✦
سوم جلد کا بھی ہوا خاتمہ ✦
جو دھیان اس کی بھی تاریخ ہو
شہنشاہ اقلیم فضل و ہنر
جو تاریخ لکھی بعد شدومد
خیال مضامین تازہ ہوا ✦
لکھا جبل دل سے با صد ہنر
الٰہی بحق علیؑ و رسولؐ ✦

ملی بعد مدت کے پھر جائے عیش ✦
کہ محنت کا پاؤنگا آخر صلا
قمر صاف مضمون تازہ لکھو
ہون آگاہ ظاہر ہو یہ بھی قمر
قمر طبع روشن کریگی مدد ✦
جو پھر روئے گل پر یہ غازہ ہوا
تہال طلسمات ہو بار ور
اگر تو مدد کر تو ہو یہ قبول ۱۳۲۰ھ

خاتمۃ الطبع ۔ الحمد لله کہ اس زمان عشرت توامان مین طلسم نوخیز جمشیدی جلد سوم مصنفہ استاد مسلم الثبوت شہنشاہ اقلیم علم و ہنر جناب منشی احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر اعلی اللہ مقامہ فی اعلی علیین و حشرہ مع الائمۃ المعصومین باراول مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بعالی ہمتی آقائے نامدار جناب منشی پراگ نراین صاحب دام اقبالہ مالک مطبع موصوف بماہ جون سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۰ھ حلیۂ طبع سے آراستہ ہوکر مقبول خاص و عام ہوئی

اعلان ۔ چونکہ یہ کتاب بصرف زر کثیر مطبع تصنیف ہوئی ہو لہذا حق تصنیف اسکا بحق نولکشور پریس محفوظ ہو